DAMAGE BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_226527
UNIVERSAL LIBRARY

۳۰
رسول نمبر
مولوی
ماہوار مذہبی رسالہ
مدیر مسئول عبد الحمید خان
یہ رسالہ بھی ایک روپیہ سالانہ چندہ میں ملتا ہے

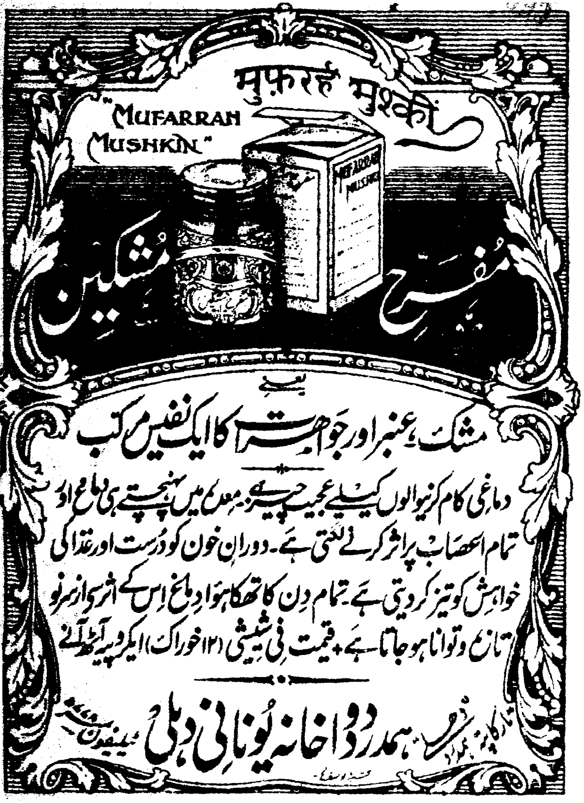

بالکل مفت

شاندار خوبصورت بلاکوں والی فہرست ادویہ معہ جنتری سنہ ۱۹۳۳ء جس میں سر سے پاؤں تک کی بیماریوں کی مجرب اور زود اثر دوائیں درج ہیں۔ منیجر ہمدرد دواخانہ دہلی سے مفت طلب فرمائیے

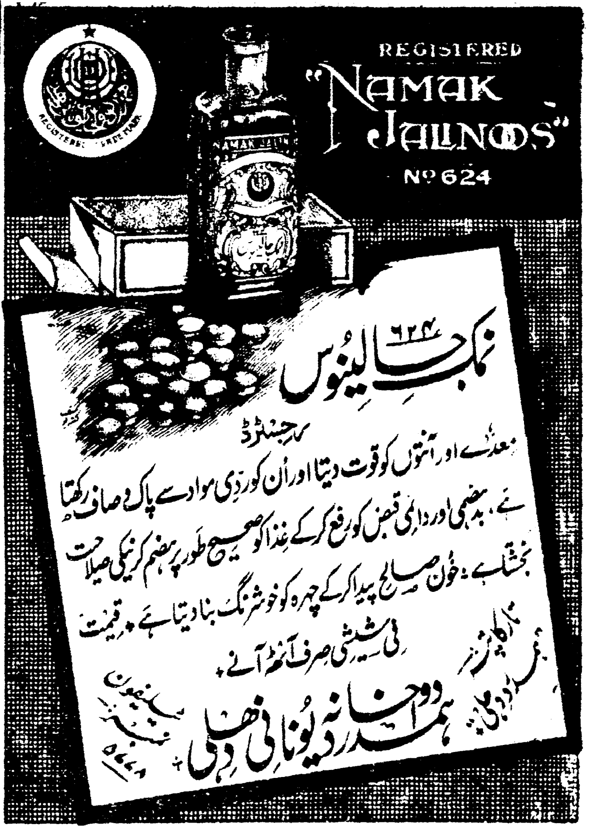

بخاری شریف اردو کی پہلی جلد دس پارے چھپکر طیار ہے

صرف روپیہ دینے والوں کو بھیجی گئی ہے اور جب تک کامل نہ ہوگی صرف پیشگی روپیہ دینے والوں کو بھیجی

بہت مشہور صحیح ترین کتاب بخاری شریف قرآن پاک کے بعد مقدس ترین کتاب ہے۔ بخاری شریف سب کو معلوم ہے کہ عربی میں ہے اور عربی پڑھنے والے ہندوستان میں فی ہزار ایک ہیں پھر اگر ان کو کوئی بھی عربی کا جملہ حدیث بتا دیا جائے تو ان کو کیا معلوم کہ یہ حدیث ہے یا نہیں، اس لیے کروڑوں اردو خواں مسلمانوں کی قسمتیں چند علماء کے ہاتھ میں تھیں۔ اس سے ایک بڑا برا اثر یہ ہوتا تھا کہ مختلف فرقے کے علما اپنے اپنے مسلک کے مطابق عوام کی رہبری کرتے تھے اور اس سے افتراق کا بازار گرم ہوتا تھا۔ بخاری شریف کا ترجمہ شائع کیا جائے۔

بخاری بہت قیمتی کتاب ہے اور آجکل جبکہ مطبوعات کے لیے بہت آسانیاں ہیں، اب بھی اس کی قیمت پچیس روپئے ہے اور مترجم معروف کا ہدیہ تیس روپیہ۔ ظاہر ہے کہ اتنی قیمت صرف حضرات ہی دے سکتے ہیں، عوام اعذبہ استفادہ خواہ کتنا ہی بے چین کرنے والا ہو لیکن ہدیہ کا سوال سب سے اہم ہوجاتا تھا۔ اس لیے اس کی بھی ضرورت تھی کہ بخاری کا ترجمہ مولوی کی طرح ہندوستان کے گاؤں گاؤں میں پہنچ جائے۔

خدا کی قدرت، ضروری غیر ضروری چھوٹی بڑی صدہا نہیں ہزارہا کتابیں مذہبی مسائل کی چھپیں اور بکیں، لیکن صحیفہ رسول کا یہ بیش بہا نسخہ جس پر کل اسلام اور دین معاشرت کا انحصار ہے، ابھی تک یا تو عربی میں رہا یا مترجم ہوا بھی تو غریبوں کی دسترس سے بہت بلند۔ واقعہ یہ ہے کہ اس کا چھپنا معمولی کام ہی نہیں تھا، بڑے بڑے تاجر اپنا [illegible] لگاتے ہوئے متامل ہوتے تھے اور مجھ جیسے حقیر تاجروں کا نہ حوصلہ نہ ان کے پاس پیسہ۔

وہ اپنا کام جس سے چاہتا ہے لے لیتا ہے

ان اس نے مولوی ولایت عالم کا درجہ دے کر اپنی مثال کی عجوبہ کاری دکھلائی، دہاں اندازہ ہوتا ہے کہ بخاری شریف کے ترجمہ کا کام بھی نہ ادا کی حقیر ہستی سے لے۔ میرا عوام سے سوال تھا کہ بخاری شریف کا ترجمہ اس قدر سستا شائع ہو کہ ہر مسلمان اس سے مستفید ہو سکے۔ ہر پہلو سے کفایت کو مدنظر رکھ کر جب حساب کیا تھا تو لاگت پانچ روپیہ سے زیادہ ہوتی تھی۔ بہرحال خدا کا نام لے کر میں نے شروع کر دیا، اور آج آپ کو خوشخبری سناتا ہوں کہ اس کے دس پاروں کی پہلی جلد چھپ کر طیار ہے، اور دس پاروں کی کتابت ہو چکی جو روپے کی وجہ سے ابھی چھپنے شروع نہیں ہوئے، اور بقیہ دس پاروں کے ترجمہ اور کتابت کا مسلسل کام جاری ہے، صرف بیس پاروں کے کاغذ اور چھپائی کا کام رہ گیا ہے۔ اب ۲۰ ہزار خریداران مولوی اور عاشقان رسول، وفدائے اسلام سے صرف

چھ سو نبی کریم پر جان و مال صدقہ کرنے والوں کو آواز دیتا ہوں کہ اس ماہ رسول ربیع المنور میں پانچ پانچ روپئے اس نیک کام میں دے سکیں تو آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا کا فائدہ شامل ہے

چھپنے اور طیار ہونے کے بعد اس کا ہدیہ ہوگا، لیکہ ترجمہ کرائی اور تمام اخراجات طباعت و اشتہار ملا کر اس سے کم ہدیہ ہونا بھی نہیں چاہیے۔

پہلی جلد مجلد چرمی ہے، اعلیٰ کاغذ، نہایت عمدہ چھپائی ہے اور ۲۰۰ صفحے ضخامت ہے جو طیار ہے۔ دوسری جلد کی کتابت قریب الختم ہے ۲۶۰ صفحہ ختم ہوگی۔ تیسری جلد کی ضخامت زیادہ دو قرسہ بڑھ جائے، کثیر ۵۰۰ صفحے ضخامت ۳ جلدیں علیحدہ علیحدہ مجلد چرمی کاغذ بہت اعلیٰ قسم کا، اس حالت میں ہدیہ ذرا بھی گراں نہیں، بالخصوص اس حالت میں کہ عربی بخاری کی قیمت پچیس روپیہ ہے۔

چار سو خریداران نے پیشگی پانچ روپیہ بھیج کر اپنا نام درج کرا لیا ہے ان کو پہلی جلد بھیجی گئی [illegible] لہذا ڈاک آخری جلد میں مزید وصول کر لیا جائے گا۔

صرف چھ سو خریداروں کی اور ضرورت ہے تاکہ یہ پورا اڈیشن پیشگی دینے والوں کی نذر کر دیا جائے۔ اگر آپ اس مقدس کام میں شریک ہو کر دینی و دنیاوی فائدے اٹھانا چاہتے ہیں تو پانچ روپے بذریعہ منی آرڈر بھیج دیجئے، پہلی جلد بذریعہ رجسٹری روانہ کر دی جائے گی، اور باقی جلدیں [illegible] جائیں گی۔ [illegible] سے زیادہ کی گنجائش نہیں ہے اس لیے بقیہ روپیہ ۶۰۰ خریدار ہونے کے بعد منی آرڈر واپس کر دیے جائیں گے۔

ابھی یہ رعایت بھی ہے کہ جو صاحب پانچ خریدار بخاری شریف کے مہیا کر دیں ان کو چھٹی جلد مفت دی جائے گی [illegible] پیشگی [illegible] جلدیں روانہ ہونگی، چھ جلدیں منگانے والے ریل کے ذریعہ منگا لیں ڈاک کے ذریعہ محصول ڈاک کی [illegible]

لاکھوں میں ہزار فدایان رسول میں سے کون چھ سو بھائی ہیں جو دین و دنیا کی بھلائی لوٹتے ہیں

[illegible] صرف تاخیر کی تو ذمہ داری نہیں [illegible] کیونکہ بہت سے ہاتھوں کا کام ہے، اس وقت تو روپے کی ضرورت موجود ہے دس پارے چھپنے کی [illegible] ہوئی تو کتاب الاسلام کی طرح روپیہ لینے بند کر دونگا، اس لیے جلدی بھیجئے تو فائدہ اٹھائیں گے۔

منیجر مہتمم رسالہ مولوی دہلی

کچھ تو ایسی بات ہے کہ حمیدیہ پریس دہلی ہی سے قرآن شریف منگائے جاتے ہیں اور کسی تاجر کے اس کے مقابلہ میں نہ

ایک ہی کتاب یا قرآن شریف آپ دفتر رسالہ مولوی دہلی سے منگائیں اور وہی کہیں اور سے، آپ کو خود معلوم ہو جائیگا، کہ یہاں کا ہدیہ ارزاں

لیجئے سستا - دو ترجمہ والا خوشنما - دیدہ زیب بہترین چھاپ

قرآن مجید

یہ وہی دو ترجمہ والا قرآن شریف ہے جو اسی رمضان میں پریس سے آیا اور ہاتھوں ہاتھ

بٹ گیا، جہاں گیا وہیں مقبول ہوا، یہ گویا ایک دن خوبیوں والا قرآن شریف جو متوسط تقطیع پر ۔۔۳ صفحہ کی ضخامت پڑھا گیا ہے

اب اس کے مقابلہ کا اسوقت غالباً کوئی قرآن شریف نہیں ہے، سبحان اللہ کیا چھپائی ہے اور کیا کاغذ ہے اور کیا لکھائی ہے اسمیں جو خوبیاں

ہیں، (۱) دو ترجمہ والا قرآن شریف ہے (۲) پہلا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے جو تحت اللفظی ہے، اور بالکل عربی الفاظ نیچے ترجمہ لکھا ہے (۳) دوسرا

ترجمہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی مدظلہ العالی کا نظرثانی شدہ ہے (۴) حاشیہ پر تفسیر بیان القرآن اور موضح القرآن سے ماخوذ ہے جو صریح الفہم اور اعلیٰ ہے (۵) تقطیع کے برابر ہے

(۶) ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتا ہے (۷) دہلی کے بہترین خوشنویس منشی صلاح الدین نے عربی کتابت کی ہے (۸) ترجمہ منشی ریاض الدین صاحب شیریں رقم کا لکھا ہوا ہے (۹) یعنی زیر زبر

پیش بالکل اپنے صحیح موقعہ پر لگے ہوئے ہیں، کہ ایک حرف کا اعراب دوسرے پر نہ معلوم ہو (۱۰) صحت حضرت خاتم المحدثین علامہ احمد علی صاحب نے کی ہے (۱۱) اس کے علاوہ سات حفاظ نے اس کی مزید

تصحیح کی ہے (۱۲) ضرورت مقامات کا شان نزول مطابق صحاح ستہ (۱۳) ایک فہرست ہی مضامین قرآنی کی شامل ہے (۱۴) ضروری مقامات کا شان نزول مطابق صحاح (۱۳) حضرت مولانا

اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی سند جو حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی ہے (۱۷) فضائل قرآن (۱۸) سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کا طریقہ (۱۹) ایک آیت کا دوسری سے ربط (۲۰)

تلاوت قرآن کا طریقہ، تلاوت کا اصول (۲۱) حضرت خواجہ حسن نظامی کا مقدمۃ القرآن لکھا ہوا (۲۲) کلام الٰہی کی آیتوں پر عیسائی الزامات کی تردید (۲۳) کلام الٰہی پر آریہ الزام کی تردید (۲۵) کلام

الٰہی کو معقول طور پر ثابت کیا ہے، کہ یہ خاص الہامی کتاب ہے اور منزل من اللہ (۲۶) بہشت اور حور و غلمان اور دوزخ وغیرہ کے بیانات، قرآنی آیتوں کا اقتباس (۲۷) تمام یعنی آفرینش کا

ذکر قرآن شریف کے حوالے سے (۲۸) قبل از اسلام عرب کی کیا حالت تھی (۲۹) قرآن شریف نے عرب کی کایا پلٹ دی (۲۹) قرآن پڑھنے کے اوصاف و برکات (۳۰) با ترجمہ قرآن شریف پڑھنے والے

کیوں زیادہ اجر کا مستحق ہے (۳۱) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر سعادت (۳۲) رسول کریم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی کا ذکر جو قرآن شریف میں ہے (۳۳) غزوات نبوی اور ان

برکات جن کا ذکر سورہ انفال میں ہے (۳۴) وفات سرور کائنات (۳۵) فضائل تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ کے فضائل (۳۶) تلاوت قرآن کریم کے حق (۳۷) قرآن شریف

پڑھانے والے اور پڑھنے والے کے فضائل (۳۸) قرآن مجید کی تلاوت کے ظاہری آداب (۳۹) قرآن مجید کی تلاوت کے باطنی آداب (۴۰) خواص القرآن (۴۱) قرآن مجید کتنے دنوں میں

ختم ہونا چاہئے، از صحاح ستہ (۴۲) وہ آیتیں جنکو غلط پڑھنے سے کفر لازم آتا ہے (۴۳) خاص تعویذات قرآن شریف (۴۴) تقطیع متوسط ۲۶×۲۰ (۴۵) دبیز سفید چکنا

ہر مرض کی دوا قرآن ہے (۴۶) ایسی دیدہ زیب چھپائی کہ دہلی کے موجودہ قرآنوں میں سب سے افضل (۴۷) تصحیح اس قدر احتیاط سے کرائی گئی ہے جو انسانی طاقت سے ممکن تھا (۴۸) جلد

چرمی نقرئی نہایت پختہ پائدار (۴۹) حاشیہ ہی ہے اور بلا حاشیہ، اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بہت سستا ہے، اب رعایت مزید یہ ہے، کہ

کہ ہدیہ مجلد چرمی پشتہ بلا حاشیہ پونے تین روپے، محصول ایک روپیہ، مجلد چرمی کامل نقرئی کار حاشیہ ساڑھے تین روپے،

محصول ڈاک ۱۲؎ کل ۴؎ اب ہدیہ گویا پہلے اڈیشن قدیم کی نسبت تقریباً نصف ہے، حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ	
تحقیق قارون تھا قوم موسیٰ کی سے پس سرکشی کی اوپر ان کے اور دیا ہم نے اس کو	
قارون موسیٰ علیہ السلام کی برادری میں سے تھا سو کثرت مال کی وجہ سے ان لوگوں کے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا، اور اس کے مال کی کثرت یہ تھی، کہ	
مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ	
اس کو خزانوں سے اس قدر کہ کنجیاں اس کی بھاری ہوتی تھیں ایک جماعت قوت والی پر	
ہم نے اس کو اس قدر خزانے دیتے تھے کہ اس کی کنجیاں کئی کئی زورآور شخصوں کو گراں بار کر دیتی تھیں۔ جبکہ اس کو اس کی برادری نے	
اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۝	
جبوقت کہا واسطے اس کے قوم اس کی نے مت خوش ہو، تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا بہت خوش ہونیوالوں کو	
سمجھانے کے طور پر کہا کہ تو اس مال و حشمت پر اترا مت۔ واقعی اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے	

ف قارون ہمیشہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تکالیف پہنچاتا رہتا تھا، لیکن آپ بوجہ قرابت کے اس کی خیرخواہی کرتے رہتے تھے۔ جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا، تو قارون ٹالیں دوش کرنے لگا۔ آخرکار یہ معاملہ طے ہوا، کہ ہر ہزار درہم پر ایک درہم اور ہر ہزار دینار پر ایک دینار اس نصاب سے ہی جب جوڑ لگایا گیا، تو ہزار ہا روپیہ ہوا جو مال کا ایک بڑا حصہ تھا، اور قبضہ قارون سے نکلا دکھائی دیا تو اس نے خیال کیا کہ بخت کو وہ گوارا نہیں ہو سکا لیکن وعدہ خلافی کی صورت میں اپنی تمام قوم کے سامنے بدنام ہونے اور انگشت نما ہونے کا خطرہ تھا، اسلئے اس نے اپنی قوم کو

اپنا طرفدار اور موسیٰ کا مخالف بنانا چاہا، اور تمام بنی اسرائیل کو بلا کر کہا، دیکھو جی موسیٰ تمہارا مال و اسباب لینا چاہتے ہیں، اس طرح کان دبا کر دیدینا بڑی شرم کی بات ہے، لہٰذا اب مشورہ کرلو، اور کہو

اب کیا کرنا چاہئے، سب نے کہا، کہ حضور کی رائے سب پر غالب ہے تو ہم کیلئے موجود ہیں، کہا ایک فاحشہ عورت کو مال کی طمع دے کر تجویز کرنا چاہئے، کہ وہ ان پر تہمت لگا دے، غرض عید کے دن حضرت موسیٰ

وعظ فرما رہے تھے اور شریعت کے احکام سنا رہے تھے، کہ جو کوئی چوری کریگا اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا، اور جو کوئی شادی شدہ زنا کریگا اسکو سنگسار کیا جائیگا، اسپر قارون بولا، کہ اگر تم سے یہ فعل سرزد ہوں، تو کیا ہو حضرت

موسیٰ نے کہا، کہ میری بھی یہی سزا ہے، قارون بولا کہ فلاں عورت سے تم نے زنا کیا، غرض تصدیق کے لئے وہ عورت بلائی گئی، حضرت موسیٰ نے اس کو قسم دے کر کہا کہ اے عورت اپنے پیدا کرنے والے کی قسم کھا کر بتلا

حاشیہ

قرآن شریف کے بڑے حاشیہ کا اعجاز ... یہ قرآن ہے چونکہ حاشیہ میں ... نمونہ کی سطر کے ساتھ ... بڑے ... ۱۵ ... بہترین ...

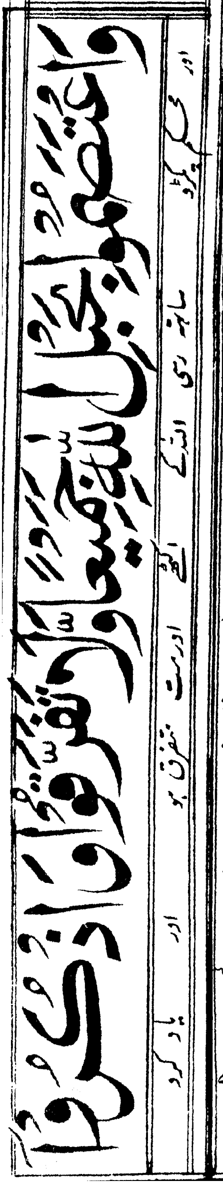

بڑے بڑے کام کرنیوالے حیران ہیں کسی حساب سے بھی اس قدر بڑا قرآن شریف اتنا سستا نہ چھپ سکتا ہے نہ مل سکتا ہے اسمیں حضرت مولانا

آسان دید قرآن مجید

شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا ترجمہ ہے حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن ہے، بہت عمدہ چمکدار چھپائی ہے، بہت اچھی صاف کتابت ہے

اعراب بڑے اور حروف کشادہ ہیں، قلم کا نمونہ سامنے موجود ہے، ترجمہ بھی ٹھیک ایسا ہی حروف کھینچے ہے جس سے عربی حروف والفاظ کے معانی معلوم ہو جاتے ہیں، اس کا کاغذ مصری ہے جو قرآن شریف ہی کے لئے مخصوص ہوتا ہے اس پر سیاہ طباعت بہت ہی نمایاں ہو جاتی ہے اور یہ قرآن شریف چونکہ بہت موٹے حروف اور بہت سیاہ چمکدار چھپائی کا ہے اس لئے ۵ گز کے فاصلہ سے پڑھ لیا جاتا ہے اور یہ سند ہے کہ

ضعیف العمر بزرگ ہلکی روشنی اور چاندنی میں بھی بے تکان اسکی تلاوت کر لیتے ہیں

اسی وجہ سے اس قرآن پاک کا نام آسان دید ہے اس کا کاغذ بھی کافی دبیز ہے، کافی موٹا ہے اور مجلد ہے وزن پانچ سیر کے قریب ہے

بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے ابتدا میں ایک طویل مقدمہ بھی ہے اور جسقدر قرآن پاک بڑا ہے اسی نسبت سے یہ مقدمہ بھی بہت اہم معلومات سے پر ہے، اس کی خوبیاں اور مضامین گنوائے جائیں تو دفتر درکار ہیں اس لیئے مختصر یہ ہے کہ یہ اپنی شان کا نرالا قرآن شریف ہے، اور بہت ہی کم ہدیہ کا ہے، **ہدیہ مجلد چرمی پشتہ چار روپے** محصولڈاک ۱۲ دو جلدیں ریل کے ذریعہ منگایئے کہ اسمیں فائدہ ہے لیکن ریل کے لئے روپیہ پیشگی آنا چاہئے، ریل کے اخراجات بہ قیمت مقررہ سے زائد بذریعہ منی آرڈر بھیجئے

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

لاثانی خوشنما بلا ترجمہ قرآن مجید

جو صرف ۶ مہینے میں ہر مکتب میں پڑھایا جانے لگا ہے

دعویٰ ہے کہ ایسا قرآن شریف آپ نے نہیں دیکھا ہوگا یہ ایسا قرآن شریف ہے کہ صرف بغدادی قاعدہ پڑھ لینے کے بعد ہر بچہ بغیر استاد کی مدد کے پڑھ لیتا ہے۔ عربی کتابت کی وہ سب خوبیاں اسمیں موجود ہیں جو بڑے بڑے ماہرین فن کا حصہ ہیں۔ حروف کی نشست اور اتنی واضح ہیں کہ بچہ بلا قصد غلط پڑھ ہی نہیں سکتا، اور بچہ کو یہ سمجھنے کے لیے زیادہ توقف نہیں کرنا پڑتا کہ اس نقطے میں کونسا حرف پہلے ہے اور کونسا بعد میں اس قسم کی غلطیاں الفاظ کے درمیانی ت، ن، ب، ی وغیرہ میں ہوتی ہیں اور چونکہ حروف کی تنگی کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے اس لیئے قابل حفاظت ہے کہ پورا لحاظ رکھا ہے، اور یہ بھی

دعویٰ ہے کہ استاد کو ایک دفعہ کا پڑھایا ہوا سبق اس قرآن میں بچے کے لیئے اتنا موثر ہوگا جتنا دوسرے قرآن میں چار مرتبہ پڑھانے سے اور یہ بھی

دعویٰ ہے کہ مرد عورتوں کو ... بھی حروف شناسی ہوگی وہ اسکو بآسانی پڑھ لیں گی، ہر صفحے کے گرد گرد نقوش ہیں، اور ہر پارہ کے شروع میں ایسی ہی خوشنمائی ہے جیسی کہ نمونہ کی ان دو سطروں سے ظاہر ہوتی ہے، بہر حال علیحدہ ہو سکتا ہے، مختصر یہ کہ آنچہ خوباں ہمہ دارند این تنہا دارد دیکھنے اور پڑھنے سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے، بہت ہی اعلیٰ خوشنما دیدہ زیب سیاہ چھپائی ہے

ہدیہ ایک جلد مسید چرمی ... نقرئی اعلیٰ قسم ۱ ایک مدیہ ... محصولڈاک ۱۲ ... دس جلدیں ساڑھے بارہ روپے دس قرآن شریف ریل کے ذریعہ منگایئے

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

یہ حمائل لطیف آپ نے دیکھی ہوگی

اور ضرور دیکھی ہوگی کیونکہ اس کا اشتہار پہلے بھی مولوی میں ہو چکا ہے پھر اس لیے نہیں دیا کہ اس کا ہدیہ حمیدیہ پریس دہلی کے معیار سے زائد تھا خدا کے فضل سے اب میں یہ سستی حمائل خریدنے میں کامیاب ہو گیا آج بہت ہی مسرت کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ اب اس کا ہدیہ نصف ہو گیا ہے یعنی

ڈھائی روپے کی بجائے سوا روپے میں مجلد چرمی کامل

ایک صفحہ کا نمونہ آپ کے سامنے موجود ہے اس کی کتابت ملاحظہ فرمائیے کتنی خوشنما ہے آج ہندوستان کے اس سرے سے اس سرے تک کوئی بھی کارڈ سائز حمائل اتنی خوشنما دیدہ زیب حمائل لکھی گئی یا چھپی ہے اور اتنی سستی تو وہم و گمان میں ہی نہیں آسکتی کہ آپ میری اس بات کی داد دیں گے اس کے حروف کی خوشنمائی موتی کی آب سے دوبالا گویا ایک ماہر استاد کے تراشے ہوئے نگینے ہیں ہر ایک بڑا باریک حرف بھی بآسانی پڑھ سکتا ہے ترجمہ ہندوستان کے سابق ماہر علم تفسیر حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا ترجمہ ہے جو ہندوستان کے تمام عقائد کے مسلمانوں میں بلا اختلاف مقبول ہے اس ترجمہ میں خاص خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید کے ایک ایک لفظ کے معنی بتاتا ہے، حاشیہ پر علامہ التفاسیر (احمد سعید) مقامات پر شان نزول اور اس کے ساتھ ساتھ مسائل اور ان کا حل احادیث سے دیدیا گیا ہے۔ فقہ کے عنوانات کی تشریح کے باعث ایک کتاب کی ضرورت ہے کیونکہ کم و بیش ایک ہزار عنوان قائم کئے گئے ہیں۔ مضامین تفسیر کی خوبی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ کتب فقہ سیر و احادیث سے حضرت مولانا احمد الترابی صاحب چشتی شاگرد رشید حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند نے تالیف کیا ہے۔ ہندوستان کے مشہور ترین خوشنویس استاد یگانہ جناب منشی عبدالغنی صاحب خلف منشی محمد اسماعیل صاحب مرحوم نے تمام اہل ذوق کی خاندانی یادگار کے طور پر اس کو لکھا ہے۔ اس کی صحت کا یہ حال ہے کہ ایک ایک حرف پر نظر ثانی کی گئی ہے دہلی کے بڑے بڑے علماء و ماہر حفاظ سے اس کی تصحیح میں مدد لی گئی ہے۔ باوجود کارڈ سائز ہونے کے جلی قلم اور عربی، اردو دونوں خط نہایت خوشنما نہایت صحیح زیر و زبر و پیش اپنے اپنے حروف پر دیے گئے ہیں، آپ سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں۔ جیب میں آسانی سے آجاتی ہے موٹائی مجلد کی ڈیڑھ انچ ہے ہر صفحہ پر بیل بوٹوں سے اس کی شان دوبالا ہو گئی ہے ہندوستان میں اس شان کی حمائل کبھی نہیں چھپی **ہدیہ مجلد چرمی لفٹر دی کارڈ صرف سوا روپیہ** محصولڈاک کل ۱؎ پانچ جلد مجلد چھ روپے دس جلد ساڑھے گیارہ روپے، علاوہ محصول ڈاک، **مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

نمونہ اکتالیس خوبیوں والی تیرہ سو سترہ صفحات کی حمائل شریف مترجم

وقال الذین ۱۹ — ۶۹۸ — النمل ۲۷

وَ اَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا

قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۚ قَالَتْ رَبِّ

کہا سلیمان نے تحقیق یہ محل ہے ... شیشے سے کہا بلقیس نے اے پروردگار میرے

اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ

تحقیق میں نے ظلم کیا ... اور ... ساتھ سلیمان کے واسطے اللہ

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ

پروردگار عالموں کے ... طرف ثمود کے بھائی ان کے

صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِیْقٰنِ یَخْتَصِمُوْنَ ۝

صالح کو یہ کہ عبادت کرو اللہ کی ...

قَالَ یٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّیِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ

کہا اے قوم میری کیوں جلدی کرتے ہو تم ... کے پہلے بھلائی سے

لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

کیوں نہیں ...

قَالُوا اطَّیَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۚ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ

عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ۝ وَكَانَ فِی

الْمَدِیْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ یُّفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ

آزمائش عقل
کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان نے بلقیس کی عقل آزمانے کیلئے اور ان کے پاؤں ... کے لیے ایک محل بنوایا تھا ... شیشوں کا ... کی پہلی ... معلوم ہوتا تھا حضرت سلیمان نے اپنا تخت وہاں بچھوایا اور خود ... اور بلقیس کو بلوایا جب بلقیس داخل ہوئی تو اس نے اپنے ... سمجھ لیا ... معلوم ہوا کہ یہ ... نہیں ... کی ... ہے

شرح مثنوی مولانا روم

از طوطی ہند علامہ مولوی عبدالرحمان صاحب راسخ۔ مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں یہی وہ کتاب ہے جو آج عالم تصوف کی جان ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جو تشنہ کام طریقت کو جام معرفت پلاتی ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس سے دریائے تصوف شرق سے غرب تک اور شمال سے جنوب تک سیراب ہو رہی ہے۔ کوئی صوفی یا صوفی مزاج انسان ایسا نہیں جو اس کتاب سے مستغنی ہو۔ صوفیوں کو اس کی ضرورت، عالموں کو اس کی ضرورت، فاضلوں، لیکچراروں، فقیروں، اڈیٹروں کو اس کی ضرورت۔ غرض ہر قسم کے لوگوں کو ہر گھڑی اور ہر وقت اس کی ضرورت رہتی ہے اور ہر شخص اپنے اپنے خیال کے مطابق اپنے اپنے مذاق کے مطابق اس سے مطلب نکال سکتا ہے۔ ایسی اعلیٰ مفید کتاب کی شرح کرانا ایک ایسے فاضل اجل اور عالم بے بدل جو تصوف کے اسرار سے واقف نہیں بلکہ صاحب حال و قال ہے قلم اٹھانے لکھا ہے۔ اور جس کی نسبت شرح نہیں بلکہ مولانا کے اسرار صمدیہ کی تفصیل ہے اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت مولانا روم کا تصرف ہے جو شرح کی صورت میں مودار ہوا۔ زبان کی سلاست، برمحل اشعار، لطیف تصوف، اسرار اولیا، تذکرۃ الصحابہ اور احادیث کا خزانہ سب اس شرح میں موجود ہے۔ مثنوی کا ہر شعر جلی قلم سے بعض بعض مشکل الفاظ کو زیر زبر لگا کر لکھا ہے، مشکل الفاظ کی پوری تشریح ہے، ہر شعر کی صرفی و نحوی ترکیب کی گئی ہے ہر شعر کے اندر علم بیان اور علم بدیع کے جو نکات مضمر ہیں ان کو ظاہر کر دیا ہے، ہر شعر کا ترجمہ اس خوبی سے کیا گیا ہے کہ تحت اللفظ بھی ہے اور بامحاورہ بھی، اور ہر شعر کا مفصل مطلب لکھا گیا ہے اور عجیب و غریب صوفیانہ تشریح کی گئی ہے جس کا اندازہ مقدمہ دیکھنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے ... معلوم ہونے لگتا ہے کہ بہت قرآن و زبان پہلوی جابجا بلکہ تقریباً تمام اشعار کو قرآن و حدیث کے حوالوں سے مطابق کیا ہے۔ بڑی تقطیع کے پانسو صفحوں کی ضخامت ہے۔ کتابت، عمدہ مجلد ہے۔ قیمت اعلیٰ مجلد صرف **ایک روپیہ چھ آنے ۶ محصولڈاک ۱۰ کل ۲؎ مینیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے**

سو برس کے بڈھوں کی ضرورت ہے

لقمان الملک حکیم نابینا صاحب طبیب خاص سابق حضور نظام نے ملا واحدی صاحب ایڈیٹر رسالہ نظام المشایخ کو جو ایک طلسمی نسخہ قوت کا عطا فرمایا ہے اس نسخہ کے نیچے یہ عبارت درج ہے،

ایک ہفتہ کے استعمال سے پیر صد سالہ مثل جوان پانزدہ سالہ کے ہوئے تا دم مرگ طاقت جسمانی ہر عضو قایم و برقرار رہے ہر روز ...... سے بیزاری نہ ہوگی اور ایک وقت میں بجز تین چار ...... طبیعت کو قرار نہ ہوگا، یہ نسخہ نسبا بعد نسل خاندان حکیم سید عبد اللہ خاں صاحب دہلوی شاہی میرے عم بزرگوار مولینا حکیم سید فخر الدین صاحب مرحوم سے مجھ کمترین کو عطا ہوا، جو بطور یادگار پس ماندگان درج ہذا کیا، یہ نسخہ حقیقی درست و صحیح میری اوائل عمر میں ایک وقت طیار ہوا تھا، راجگان ہندوستان سے میرے عم مرحوم کو ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ انعام و اکرام نسخہ ہذا کی بدولت ملا تھا، اور نواب سالار جنگ اول بھی چہار خوراک معجون ہذا کا استعمال فرماکے جاگیر و منصب ڈیڑھ سو روپے ماہانہ عطا فرمائے تھے، یہ تذکرہ بماہ جمادی الاول ۱۲۹۰ھ کا ہے، پس ماندگان کو اس کا پورا علم ہے،

اس نسخہ سے جو معجون تیار کی جاتی ہے اس کا نام

معجون مددگار عدو

ہے، جوانوں اور ادھیڑوں کو معجون مددگار عدو کی سات خوراکیں چار روپے میں دی جاتی ہیں (علاوہ محصول ڈاک)، لیکن اگر کوئی سو برس عمر والے صاحب طلب فرمائیں گے تو ان سے سات خوراکوں کے صرف تین روپے لونگا، اور محصول بھی اپنے پاس سے دیکر معجون بھیجونگا، شرط فقط یہ ہے، کہ سو برس کے ہونے کا وہ کسی طرح سے اطمینان دلادیں، سو برس نہ سہی لگ بھگ سہی

نوٹ

جنہیں جریان کی شکایت ہو وہ معجون مددگار عدو نہ منگائیں، کیونکہ معجون مددگار عدو صرف قوت کی دوا ہے، جریان کے مریضوں کے لیے معجون

کایا پلٹ

مفید ہوگی، قیمت بیس خوراک ڈھائی روپے علاوہ محصول ڈاک

پتہ

مینجر نظام المشایخ نمبر ۱ کوچہ چیلان دہلی

نام معاونین	تعداد	نام معاونین	تعداد
جناب محمد صادق عبد اللہ بیانی احمد آباد	۲	جناب عبد المجید خاں عزت خاں احمد آباد	۱
" رجب علی صاحب پٹواری ٹینٹر	۱	" منشی محمد صاحب گرداور حسینہ	۲
" محمد معین الدین صاحب مونگیر	۱	" فضل علی خاں صاحب رڑکی	۴
" بابو عبد الحمید صاحب جیادی لاہور	۲	" ایس ۔ اے اکرم صاحب جمشید پور	۳
" شیخ حبیب اللہ صاحب اسلام آباد	۲	" عبد الغفار صاحب سکیا ٹک	۱
" مولوی محمد عثمان صاحب سوداگر گلبرگہ	۲	" سید محمد علی صاحب رضوی کانپور	۲
" ماسٹر عبد الرحمان صاحب قائم گنج	۷	" مولوی ضیاء الحق صاحب انصاری جوہٹی	۲
" عبد الرحیم صاحب بزاز جائس	۲	" منشی کریم الدین صاحب پرتاپگڈھ	۱
" فضل الدین صاحب ہبل	۲	" حبیب خاں صاحب عمر آباد	۱
" عبد الرحمان صاحب بنگلہ ولوان	۱	" ابو الفضل محمد شمسیر علی صاحب بیارونہ	۱
" سید ابراہیم علی صاحب صیغہ دار عدالت	۳	" حاجی منورجو صاحب غلام محمد صاحب	۲
" سید محمد اسحاق صاحب محرر چوکی لکھیم پور	۱	" حبیب خاں عبد العزیز خاں گریڈیہ	۲
" سخاوت علی صاحب بستی	۲	" محمد اکرام اللہ صاحب نظام آباد	۲
" ایم عوض علی صاحب لاہور	۲	" ضیاء الحسن صاحب انصاری دوکو	۲
" ایم عاکف صاحب بمبئی	۳	" کریم بخش صاحب ہیڈ ماسٹر دیناپور	۱
" اللہ بخش صاحب ملتانی ڈیرہ غازی خان	۵	" عبد الغفور صاحب بارہ پل پوری	۲
" سید نظام شاہ صاحب گاہنڈران	۲	" ایم کے عبد القادر صاحب میگھور	۱
" عبد الغنی خاں صاحب بدایوں	۲	عبد الکریم صاحب سنگمیشوریٹ	۱
" ریاض الدین احمد صاحب شاہجہانپور	۲	" سردار معین الدین صاحب مہوراڈہ	۱
" قاسم خاں ایلچ خاں صاحب بمبئی	۲	" غلام نبی صاحب سب انسپکٹر گھوڑیہ بیلا	۱
" محمد حسین اسماعیل صاحب سورت	۲	" حافظ اللہ دیا صاحب گجرات	۱
" محمد عثمان صاحب دربھنگہ	۲	" مقصود علی صاحب قریشی اورنگ آباد	۳
" عبد الغفار صاحب چھنا تھ جعین	۱	" جمیل حسن صاحب بدایوں	۲
" غلام حسن صاحب مختار بستی	۲	" منشی محمد حنیف صاحب کرلا	۹
" صابر حسین خاں صاحب کھیری	۲	" سید محمد رشید الحق صاحب مونگیر	۲
" مولوی اظہیر الحق صاحب مونگیر	۲	" محمد مشتاق حسین صاحب مراد آباد	۳
" میرزا یوسف بیگ صاحب بانشیر	۲	" عزیز احمد صاحب قریشی تلونڈی	۱
" محمد علی صاحب ڈیرہ دُر	۳	" غلام رسول صاحب منشی فلکتا	۳
" عبد القدوس صاحب سرہنو ارگنج	۱	" مستری افضل الدین صاحب کبیرہ	۲
" سلامت خاں صاحب صدر وس شملہ	۱	" ایم خلیق احمد صاحب بلند شہر	۲
" جناب ظہور الدین صاحب سونڈا	۲	" سید حسین صاحب پچھن گوا	۲
" محمد منیت اللہ صاحب ڈھاکہ	۲	" سید محمد عاقل صاحب فیض آباد	۱
" حکیم فدا حسین صاحب مئو	۱	" سید معشوق علی صاحب محرر پونڈ کبیری	۱
" محمد سلیم خاں صاحب ہزاری باغ	۲	" رحیم اللہ صاحب پشاور	۲
" جناب مولوی عبد الحنان صاحب سہارن	۲	" تاج محمد صاحب ستارا	۱
" ہدایت منیر صاحب فرخ آباد	۲	مجیب الدین صاحب نجبر کھی	۳
" مولوی نذیر محمد صاحب فیض آباد	۱	شاہ محمد وحید اللہ صاحب اسراری حیدرآباد	۲
" نبی ردولی صاحب پیلاد	۲	ابھی بہت باقی ہیں	

رسول نمبر پڑھنے سے پہلے

میری چند باتیں سن لیجئے، پھر تو آپ سیرۃ رسول کے مطالعہ میں محو ہو جائیں گے، کیونکہ

اس مرتبہ کا رسول نمبر ایسا ہی عجیب ہے کہ عاشقان رسولؐ کو سرشار کر دے گا، اس لئے اس سے قبل مجھے اپنی گذارشات ضروری پیش کر دینی چاہئیں

آپ میں سے ہزارہا ناظرین ہونگے جو مولوی کے ابتدا سے خریدار ہیں، اور ایسے بھی ہیں، جو دو دو تین تین سال سے اعانت کر رہے ہیں، ان کو یاد ہوگا کہ مولوی کس درجہ ترقی کر رہا ہے، اور آج آٹھواں رسول نمبر گذشتہ ان نمبروں سے دوگنی قیمت کا ہے

آپ میں سے ہر شخص متعجب ہوگا، کہ ایک روپیہ سالانہ چندہ میں اتنا اچھا، اور اتنے اعلیٰ مضامین کا پرچہ جس کی ایک ایک سطر بڑی بڑی محنتوں اور صرف کثیر کے بعد لکھوائی جاتی ہے اور اب جسکا درجہ اتنا بلند ہے، کہ ہندوستان کا کوئی بڑا چھوٹا پرچہ اس کی صف میں نہیں آسکتا، آخر کیونکر شایع ہو رہا ہے، آپ تو خیر اس کام سے واقف نہیں جو کاروباری دنیا سے واقف ہیں وہ عش عش کرتے ہیں، اور پھر لطف یہ کہ کوئی جماعت اس پرچہ کی معاون ہے اور نہ کسی بڑی شخصیت کی امداد کا رہین منت ہے نہ اس کو خالص چندہ کے علاوہ یا کتابوں کی فروخت کے نفع کے سوا کہیں سے دست غیب ہوتا ہے، آخر پھر وہ کونسی طاقت ہے جس نے اس کو کامیاب بنایا

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

اس کارساز حقیقی کی کارسازی ہے کہ اس نے مولوی کو ایسے معاونین عطا فرمائے ہیں، جن کے قلوب میں مولوی کی الفت جاگزین ہو گئی ہے، اور پھر وہ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ان کا خادم اس پرچہ کا منتظم انکی اعانت کو کس سلیقہ اور انتظام سے خرچ کرتا ہے، کہ آج ہندوستان کا کوئی پرچہ اس سے بہتر تو درکنار اس کے برابر بھی نہیں، اس لئے وہ اپنی محبتوں اور عنایتوں سے بیش از بیش نوازتے رہتے ہیں، اور انہوں نے ہندوستان کے ہر قصبہ، ہر تحصیل، ہر ضلع اور ہر شہر میں مولوی کو پہنچادیا ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

میری بساط اور نہ ہستی چھوٹی، سرمایہ کچھ نہیں، صرف خدا کی عطا کی ہوئی کچھ ہمت ہے جو کبھی کامیاب اور کبھی کبھی خطرے میں ڈال دیتی ہے، مگر قربان اس کام بنانے والے جو ہر رکاوٹ کو تنکے کی طرح اڑا دیتا ہے، میرے لئے کوئی نئی بات نہیں، ہر وہ شخص جس کی محنت خدا کا فضل کامیاب کر دیتا ہے اس کے اپنے بھائی اس کی راہ میں مشکلات پیدا کرتے ہیں، اور پھر وہ محسود خلایق بن جاتا ہے، یہی صورت میرے لئے بھی پیدا ہو گئی ہے، اب یہ کارساز حقیقی کی کارسازی ہے، کہ یہ دشواریاں ہی کامیابی کا زینہ بن رہی ہیں، ورنہ فطرتاً انسان اتنا کامیاب نہیں غافل، سہل انگار اور متنفر ہو جاتا ہے، یہ دشواریاں اور رکاوٹیں اس کو کام چور اور مغرور نہیں ہونے دیتیں، حقیقت یہ ہے کہ یہی خدا کا فضل ہے

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

اس مولا کی ذرہ نوازی دیکھتا ہوں کہ مولوی محرم سنہ ۱۳۴۴ ہجری یعنی پہلا پرچہ صرف ۲۴ صفحہ کا تھا، اور اب وہی مولوی محرم سنہ ۱۳۵۲ ۴۸ صفحہ کا ہے اور مقامات مقدسہ کے فوٹو بھی ہیں اور پھر اس کی معنوی خوبیاں پہلے سے ہزارہا درجہ بلند و زائد، سیرۃ رسول کا یہ بے نظیر مرقع جو پیش خدمت ہے اس کو رسول نمبر سنہ ۱۳۴۵ کے پرچے سے ملائیے یہ پوری ۶ گنا قیمت کا ہے، اور میرا تو قیاس ہے کہ اس سال کا رسول نمبر ہندوستان کے ہر ایسے خاص نمبر سے بہتر ہوگا، خدا کرے ایسا ہی ہو،

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

میں یہ نہیں کہتا، کہ آپ مولوی کے علاوہ کوئی پرچہ نہ خریدیئے، بلکہ یہ عرض کرونگا کہ ضرور خریدیئے کیونکہ اس کے بغیر مولوی کا امتیاز آپ کی نظروں میں ہو ہی نہیں سکتا، لیکن جب مولوی آپ کی نظروں میں محبوب اور مفید ہو تو پھر آپ سے یہ درخواست کرونگا، کہ ابھی بہت سے مواضعات ایسے ہیں جنمیں مولوی شاید نہ جاتا ہو، اس لئے کوشش کرکے ہر ہر گاؤں میں مولوی کو پہنچا دیجئے، اور اسطرح آپ کے ذریعہ سے خدا کا پیغام اور سیرۃ رسول کا یہ بے نظیر مرقع ہر مسلمان تک پہنچ جائے گا، تو دنیا میں آپ کا بول بالا ہوگا، اور آخرت میں آپ انشاءاللہ مبلغ اسلام بزرگان دین کی صفوں میں ہونگے، اور یہ چیز معمولی نہیں ہے، خدا کا پیغام پہنچانا پیغمبروں کا کام ہوتا ہے اور جس سے خدا یہ کام لے لیتا ہے گویا وہ اس کو انتہائی نوازنا چاہتا ہے

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

خریداروں کا مہیا کرنا آج کل بہت آسان ہے، کیونکہ ایک تو رسول نمبر بجا ہر ایک روپیہ کا معلوم ہوتا ہے، پھر آج کل ہر شخص خصائل رسول پڑھنے کا متلاشی ہوگا، اس لئے ذرا چھیڑنے کی دیر ہے، اور اگر آپ نے یہ رسول نمبر دکھا دیا تو ظاہری حسن و خوبی کو دیکھ کر ہی وہ لینے کے لئے بیتاب ہو جائیگا، اس لئے میری محنت کی داد یہی ہے کہ آپ سب سے پہلی فرصت میں مولوی کے زیادہ سے زیادہ جتنے خریدار ممکن ہوں بہم پہنچا لیجئے، انشاءاللہ آپ کی یہ محنت بیکار نہیں جائے گی، اور مولوی کی اشاعت کی ترقی کے ساتھ اسمیں معنوی اور ظاہری خوبیاں بھی بڑھتی جائیں گی، اور خدا نے چاہا تو میری ساری وہ توقعات پوری ہو جائیں گی جو اسوقت تو شیخ چلی کی کہانی بنی ہوئی ہیں،

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

اس رسول نمبر میں بہت لاگت آگئی، اور جس کی وجہ سے پریشانیاں بڑھ گئی ہیں گو محبت رسول کی پریشانیاں ہی خوش نصیبوں کو ہی ملتی ہیں، لیکن میری روحانی اور جسمانی دونو کمزوریاں مجھ کو بدحواس کر دیتی ہیں، ابھی سب سے بڑا فکر یہ ہے کہ پرچہ ۱۵ ہزار چھپایا ہے اور ۸ ہزار خریداروں کے چندے ختم ہو چکے ہیں خدا جانے ان میں سے کتنے بھائی معاونت سے معذور رہیں گے، اگر اوسط قدیم ملحوظ رہے تو ۲ ہزار خریدار کم از کم اس وقت خریداری ترک کر دیں گے، تو گویا ۴ ہزار نئے خریدار پیدا ہوں جب یہ رسول نمبر ٹھکانے لگے، ہمیشہ خدا ایسے معاون پیدا کر دیتا ہے جو اس سیرت کو انتہائی محنت سے خریداروں تک پہنچا دیتے ہیں، مگر یہ ایمانی یا روحانی کمزوری ہے جو راتوں کی نیند اڑا دیتی ہے اصل میں یہ اوچھی پونجی کی بات ہے جو ذرا سے نقصان یا احتمال نقصان سے واویلا ہونے لگتی ہے، بہرحال یہ کہانی اس لئے سنا رہا ہوں کہ آپ صحیح واقعات سے آگاہ ہو جائیں اور صحیح جذبہ سے میری اعانت پر طیار ہو جائیں،

میں باہر کے اشتہار نہیں لیتا ورنہ اشتہار ہی کسی پرچہ کی آمدنی کا ذریعہ ہوتے تھا اور اسی کی وجہ ہی روشنی ملتی ہے تمام اخبار و رسائل کو دیکھ جائیے ایمانداری سے اشاعت بتاتے ہیں تو ڈیوڑھی ورنہ دوگنی، میری کیفیت یہ ہے کہ میں صحیح اشاعت لکھتے ہوئے بھی ڈرتا ہوں، کہ اور کم سمجھا جاؤنگا، اور اشتہار دینے والوں کو یقین نہیں آئیگا، اس لئے اس جھک جھک نے آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ کھو دیا۔

اب مولوی کی اشاعت بیس ہزار ہے

، قربان اس قبول کرنے والے کے جس نے محض اپنے کرم سے ایک عامی، ایک جاہل، ایک غیر معروف، ذلیل ہستی کی محنت کو سرفراز کیا، اب خدا کے فضل سے مولوی کی وہ اشاعت ہے کہ کسی زبان کا کوئی اخبار یا رسالہ اتنی اشاعت تک کبھی نہیں پہنچا، اس کی بندہ نوازی سے دل اور بھی جو دیوں ہو جاتا ہے کہ مولوی کی اشاعت در فتار میں صدہا رکاوٹیں اپنے عزیز اپنے بھائی پیدا کرتے رہے اور جتنی زیادہ اشاعت ہو رہی ہے کرتے جا رہے ہیں، لیکن قبول کرنیوالا اس سے غافل نہیں ہے یہاں آکر یہ بات حق الیقین ہو جاتی ہے۔ کہ بھلائی، برائی، عزت، ذلت، نفع و نقصان سب خدا کے ہاتھ میں ہے۔ یفعل ما یشاء

آیندہ پرچہ غوث الاعظم نمبر ہوگا

صوبہ بمبئی، حیدرآباد، اور پنجاب کے مسلمانوں کو مسرت ہو کہ حسب دستور اس مرتبہ بھی ربیع الثانی کا پرچہ غوث الاعظم نمبر ہوگا۔ اور اس مرتبہ نئے انداز سے سیرت غوث پاک حضرت بڑے پیر صاحب کے پوتے خواجہ سید نذیر الحق صاحب مولوی کے لیئے لکھ رہے ہیں، خدا کرے ان کو دیسی ہی مسرت لکھنے میں کامیابی ہو جائے جیسی انکی خواہش ہے، خدا کے فضل سے ممدوح کے پاس موروثی طور پر بڑے پیر کی عجیب عجیب کتابیں اور اذکار مقالات پہنچی ہوئی ہیں اس لیئے مولوی کا غوث الاعظم نمبر اپنی روحانی کیفیات میں بہت بلند ہوگا، اور غوث پاک کے شیدائی اگر اپنے مرشد اعظم سے محبت رکھتے ہیں تو ان کو چاہئے کہ بڑی گیارہویں کی نیاز کے روپے سے مولوی سنت جاری کرا دیں، یہ بڑے پیر کی روح پاک کو خوشنود کرنے اور دین و دنیا کی فلاح یابی کا سب سے موثر طریقہ ہے، جنہوں نے پچھلے سال اس پر عمل کیا تھا، ان کو معلوم ہو گیا ہوگا، کہ اس وجہ سے انکے معاملہ کو کس درجہ کامیابی ہوئی۔

غوث الاعظم نمبر انشاء اللہ یکم ربیع الثانی کو شایع ہو جائے گا تاکہ بالکل صحیح وقت میں اس کا مطالعہ ہو، اگر خدا نہ کرے پرچہ میں تاخیر ہوئی، تو اس کی وجہ محض یہ ہوگی کہ رسول نمبر کا قرض ادا نہ ہو سکا، اس لیئے آپ رسول نمبر کے نئے خریدار بنانے کی آج ہی سے کوشش کیجئے

فدائیان حبیب خدا کی کارفرمائی

خدا ان بھائیوں کا حافظ و ناصر ہو جنہوں نے محض تبلیغ اسلام و رضائے حبیب انام رسول کریم کے لیئے مولوی کے جدید خریدار بنانے میں تو فقط دعا دینے والا ہوں، بدلہ تو اس کے ہاتھ میں ہے اور وہی سب سے بہتر بدلہ دینے والا اور کارساز ہے، انشاء اللہ یہ بھائی فائز المرام ہونگے

اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
جناب سید غوث صاحب ملی کھیڑ	۱	جناب رجب علی صاحب پٹواری ہنجرہ	۳
" سید فیض الحسن صاحب وکیل جھنجھہ	۱	مولوی نور محمد صاحب چک مجاہد	۱
" بابو محمد صدیق صاحب گڈس پشاور	۳	" احمد حسین صاحب وقار جہادی مہو	۱
" عبدالعزیز صاحب نمبر ۲۶۰ ملتان	۱	" میر ہاشم علی صاحب رائچور	۲
" غلام دستگیر خاں نظامی سکندرآباد	۱	" عبدالرزاق صاحب چہرہ گل	۱
" مولوی ابرار احمد صاحب انسپکٹر ٹونک	۲	" سید عبدالغنی صاحب تکیہ ناگام	۱
" محمد مبین صاحب پٹواری عارف والا	۱	" سید اوصاف علی صاحب دیکوا جیپر	۱
" احمد علی خاں صاحب ناگزار	۳	" عبدالغفار بیگ صاحب پیڈاپور	۲
" بدھن خاں صاحب بنگلور کینٹ	۲	" مولوی علی محمد صاحب کھٹالادگاین	۲
" ڈاکٹر عبدالواحد صاحب سری نگر کشمیر	۲	" مولوی اکبر علی صاحب لعفہ	۲
" جناب شیر محمد صاحب کلیٹی نجف گڑھ	۱۰	" عبدالاحد صاحب ۲۷،۵۷ کلکتہ	۲
" سید درویش محی الدین صاحب دراکٹ نام	۶	" انوار الحق صاحب مونگیر	۳

نام معاون	تعداد
جناب مولوی عزیز الدین صاحب آصف نگر	۱
" منشی حبیب خاں صاحب بریاتو	۲
" مولوی عبدالرحمٰن صاحب ڈھنگویہ	۳
" محمد شفیع صاحب موچی خانہ ملتان	۱
" فضل الٰہی صاحب یکہ توت پشاور	۲
" محمد سمیع الدین صاحب ملکی	۱
" حافظ مفضل الرحمان صاحب میمد	۱
" سید نور علی صاحب کہاتیگاؤں	۱
" نور احمد صاحب زمیندار ویرسی	۲
" بابو ظفر حسین صاحب نمبر ۲۷۹۰۰	۱
" عبدالکریم صاحب مدرسہ مرزا ابید	۱
" محمد اختر صاحب موضع محمد پور مبارک	۲
" عبدالمجی صاحب قطبی گوڑہ حیدرآباد	۴
" مصباح الدین صاحب محمد آباد	۲
" دوست محمد شیخ عبدہ میاں صاحب جہنگ	۲
منشی احمد حسین صاحب ہیڈ محرر حسن پور	۲۰
" عبدالخالق صاحب لینڈور	۱
شیخ علی شیخ عمر صاحب گوا	۱
" محمد عیسیٰ صاحب کلکتہ	۲
" نو بہار شاہ صاحب حویلی مبارک شاہ	۱
" محمد مرتضیٰ صاحب لین افسر بیٹر	۲
" کریم اللہ خاں صاحب ناگپور	۴
" خیلدیب برادرز بیجاپور	۲
" محمد یوسف صاحب ہردوئی	۴
" مولوی احمد حسین صاحب بہرپور	۲
" محمد ساطع صاحب کراچی	۲
" اسماعیل علی شاہ گوا پی انڈیا	۵
" ابوالفضل محمد مشیر علی صاحب حیدرآباد	۴
" ایم کفایت علی صاحب واہ اٹک	۲
" شیخ محی الدین صاحب مائیڈیہ	۳
" محمد حسن صاحب مردان	۱
" محمد مقیم صاحب بھوپال	۲
" حکیم عبدالرحمان صاحب برہان پور	۱
" عبدالعزیز صاحب ٹیلر ماسٹر شیخوپورہ	۱
" غلام محمد صاحب خریدار ۱۲۰۲۹	۲
" مولوی نذیر احمد صاحب دریا گنج	۶
" ایم حسن صاحب قریشی کرہٹی	۲
" عبدالسلام صاحب پولیس لین فتحپور	۲

نام معاون	تعداد
جناب قاضی غیاث الدین صاحب عمری	۷
" عطا محمد خاں صاحب سرگودہ	۲
" محمد اسماعیل صاحب جاورہ	۱
" عبدالغفار صاحب ناگام	۴
" ایم عبدالغفور صاحب چنٹنی	۲
" عبدالرزاق صاحب جگیاپیٹ	۲
" محمد میاں غلام حسین صاحب احمد آباد	۳
" فرحت اللہ صغیر احمد صاحب الموڑہ	۱
" راجہ بوستان خاں صاحب مری	۲
" عبدالجبار صاحب موذن احمد آباد	۱
" حکیم سید عثمان شاہ صاحب پشاور	۲
" ملک غلام علی صاحب پلوامہ	۴
" ایس محی الدین خاں صاحب پانیم	۵
" دفعدار محمد خاں صاحب برکی پدہال	۱
" جناب سید محفوظ علی صاحب حیدرآباد	۳
" سید امتیاز الدین صاحب رائسین	۴
" ایس ایم مدنی صاحب کرجت	۵
" محمد علی صاحب پوسٹمین ہارون آباد	۱
" مولوی محمد ولی اللہ صاحب دادرن	۲
" امیر محمد خاں صاحب سیوان	۱
" این احمد خاں صاحب ہندوپور	۳
" سید عبدالعزیز صاحب سیرواسارن	۱
" حقداد خاں صاحب موہن پور	۲
" شیخ دین محمد صاحب راولپنڈی	۲
" اسداللہ صاحب کھرلی	۲
" شیخ یار محمد صاحب مبارک منزل	۲
" حکیم غلام یاسین صاحب بارکھان	۲
" الٰہی بخش صاحب مونگیر	۲
" سید عبدالقدوس صاحب سرینواس پور	۴
" محمد یونس صاحب پکری	۲
" بابو حبیب الٰہی صاحب جالندھری	۳
" عبدالرزاق صاحب بھیمڑی	۱
" محبوب حسن صاحب سنگرور	۱
" معروف شاہ صاحب پشاور	۲
" مولوی خدا بخش صاحب مغل پورہ	۵
" شیخ محمد علی صاحب چوک بازار مظفر گڑھ	۲
" شیخ احمد بڈھن صاحب احمد نگر	۱
" جھمو خان صاحب نظام آباد	۳

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب بابو عبدالرحمان صاحب سخی سرور	۳	جناب محمد موسیٰ رضا صاحب گلبرگہ	۲	جناب پیر شاہ صاحب کھڑک پور	۲	جناب غلام محمد صاحب جالندھر	۱
" مجید احمد صاحب احمد نگر	۲	کبیر احمد خاں اینڈ برادرس بھاگل پور	۵	" منشی مولوی محمد سلطان صاحب جموں	۳	" عبدالعزیز صاحب پنشنر جون پور	۱
" شیخ ریاست علی صاحب قدوائی	۱	" سید احمد صاحب میسور	۳	" فدا حسین صاحب وکیل درگاہ اجمیر	۱	" عبدالمحمود خاں صاحب روپی ڈیہہ	۳
" محمد قادر بیگ صاحب کرنول	۱	" سمیع اللہ خاں صاحب مدرسہ جمرودیہ	۲	" نصیر محمد صاحب پترول اینڈ ہر	۱	" مولوی محمد رمضان صاحب عمر چک	۱
" عبدالکریم صاحب کیمبل پور	۱	" صوبیدار غلام جیلانی صاحب بستی غزان	۲	" لفٹننٹ میجر برکت علی صاحب تبھوالہ	۱	" محمد عبداللطیف صاحب ترن تارن	۱
" طفیل احمد صاحب تاجیوالہ	۲	" مولوی عبدالحکیم صاحب حسن ابدال	۳	" ڈاکٹر محمد یونس صاحب شرقی نگری اُڑو	۳	" قاضی غلام محی الدین صاحب اوکموڑ	۳
سر سید عبدالرؤف صاحب الہ آباد	۲	" محمد سعید خاں صاحب بگاڈر	۲	" خانصاحب احمد نور خان صاحب تھنو	۴	" منشی عتیق اللہ صاحب گیا	۱
" محمد یوسف صاحب راولپنڈی	۱	" مولوی محمد حسین صاحب نواب شاہ	۳	" حبیب خاں صاحب سبزی احمدیہ	۲	" مولوی محمد ابراہیم صاحب پالی	۲
" محمد جلال الدین صاحب لکھنؤ	۱	" عبدالقدوس صاحب سری نواس پور	۲	" فتح الدین صاحب منٹگری	۱	" عبدالرحیم صاحب بزاز جالس	۲
" شیخ محمد علی صاحب کردو	۱	" عبدالغنی صاحب سکھارہ	۲	" عبداللہ خاں صاحب کاشتکار راول بہادر	۴	" عبدالمجید صاحب لار	۱
مولوی عبدالرشید صاحب تحصیلدار بمبئی	۶	" عبدالحکیم صاحب کھڑک پور	۱	" محمد اسماعیل صاحب فتح پور سیکری	۱	" مولوی محمد حسن صاحب مہندرگڑھ	۱
" محمد شعیب صاحب احمد آباد	۱	" بابو نقی محمد صاحب کانپور	۱	" جناب منشی محمد فاضل صاحب حیدرآباد	۱	" صدیق حسین صاحب کہرور	۲
" محمد ذکریا صاحب بلیا	۲	" محمد عبدالستار صاحب نظام آباد	۴	" عبدالحق صاحب پسرور	۲	" سردار محمد خاں صاحب نانکانہ	۲
" محمد شریف صاحب دارجیلنگ	۱	" ایم خلیل الرحمن صاحب جنڈولہ	۲	" چودھری محمد دین صاحب نیلی بار	۱۰	" خواجہ محمد امین صاحب لورالائی	۲
" صادق عبداللہ صاحب ڈگری	۲	" مولوی غوث بخش صاحب ملتان	۱	" میر احمد شاہ صاحب احمد پور لمہ	۱۵	" میر ہدایت اللہ صاحب پروانی پورم	۱
" حافظ فتح الدین صاحب راجکوٹ	۲	" شہاب الدین صاحب میاں گنج	۲	ایس عبدالقدوس صاحب سری نواس پور	۳	" محمد بخش صاحب ملتان	۲
" احمد عبداللہ صاحب اندور	۲	عبدالغفور صاحب بستی	۱	ایم یحییٰ رحیم صاحب ورنگل	۱	" شیخ برکت علی صاحب لائکنڈ	۲
" منہاج الدین صاحب کلبرگہ	۲	" صورت خاں صاحب کرستانی	۱	جناب نظام علی صاحب گنجوری	۱	" مولوی اعجاز حسین صاحب وکیل دتیا	۲
" سید غلام محمد صاحب سیلی	۱	" حاجی نورالدین صاحب روہڑی	۱	" رحمت اللہ صاحب مدن کیمپ	۳	" میر بشیر احمد صاحب حیدرآباد دکن	۲
" سید محمد ادریس صاحب لاہرپور	۲	" قاری محمد خواجہ صاحب حیدرآباد	۱	" محمد اکرام اللہ صاحب دوسہ	۲	" الہی بخش صاحب چاچڑاں	۱
" منصور علی خان صاحب سیتاپور	۱	" منیرہ حسن صاحب کہنڈہ	۲	" سید محی الدین صاحب گوملہ	۲	" مولوی ظہیر الحق صاحب پنشنر مونگیر	۶
" میر بادشاہ صاحب ڈیرہ اسماعیل خاں	۲	" منشی محمد عثمان شریف صاحب انارہ	۱	" محمد احمد صاحب جنرل مرچنٹ لکھنؤ	۲	" محمد شیر خاں صاحب شیام گڑھ	۲
" قاضی فیاض علی صاحب بروٹ	۳	" عبدالحمید خاں صاحب تھانہ رتیہ	۵	" قیصر صاحب بیجاپور	۳	" محمد بشیر خاں صاحب عبداللہ پور	۳
" محمد فصیح اللہ صاحب ننبرگا	۲	" حافظ عبدالرحمان صاحب ٹانانگر	۱	" فضل الہی صاحب تلہ گنگ	۱	" مولوی ضیاء الحق صاحب جھنجھنو	۱
" مولوی حکیم سید حافظ احمد صاحب لکھنؤ	۵	" ملا علی محمد صاحب کہنڈوہ	۱	" دوست محمد صاحب مترجم ایجنسی ہوری	۲	ولی محمد صاحب لاہور کالج	۱
" عبدالحکیم صاحب سنگھانہ	۲	" عبدالجبار خاں صاحب ناگپور	۱	منشی عبدالمجید صاحب ٹھیکیدار سانگی	۲	" مولوی قادر بخش صاحب میرپور	۱
" ایس عبداللہ صاحب نانڈیڑ	۲	" محمد اکرام اللہ خاں صاحب لالہ وتہ	۴	" ملک محمد اسماعیل صاحب جنڈولہ	۲	" سید عزیز الدین صاحب بشیر آباد	۵
" دوست محمد صاحب لاہرپور	۲	فیض نبی خاں صاحب بہادرگڑھ	۱	" عبداللطیف صاحب اجمیر شریف	۵	" شیخ کرم الہی صاحب دبیٹ آباد	۲
" حاجی آغا میرزا صاحب سوداگر فیض آباد	۴	ایم اے وثیقی صاحب ڈنگ روڈ سندھ	۱	" فیاض نور خان صاحب چاورہ	۲	شیخ عنایت حسین صاحب امین پوری	۱
" امیر بخش صاحب مرچنٹ کانپٹی	۲	میاں عبداللہ صاحب شکارپور	۱	" فضل الہی صاحب راولپنڈی	۲	جمعدار نعمت اللہ خاں صاحب احمد نگر	۴
" محمد علی خاں صاحب آگرہ	۲	" منشی احمد خاں صاحب اجمیر شریف	۲	" شیخ عبداللہ صاحب بمبئی	۴	" رشید احمد صاحب لاہور	۲
" محمد جعفر صاحب کراچی	۲	" محمد عبدالرحمان صاحب ڈولہ	۲	" این جی مولوی محمد شریف صاحب سدورا	۲	" محمد جمال احمد صاحب جلالپور	۲
" کرم الہی صاحب راسنہ بریلی	۲	" عوض علی خاں صاحب جودھپور	۱	ریاض الدین صاحب تحصیلدار مہرجانو	۲	" نذیر احمد صاحب الہ آباد	۳
" مقیم الدین صاحب بھوپال	۱	" عبدالحق صاحب اوورسیر بسدور	۳	محمد معین الدین صاحب سنگرینی	۱	" عبدالعلی صاحب گمریڈیہہ	۳
" یوسف حاجی موسیٰ صاحب کٹک	۲	" منشی محمد حنیف صاحب اجمیر شریف	۳	گل محمد صاحب گنجی	۲	" سید مہدی حسین صاحب کھیری	۳
" محمد توکل حسین صاحب تان پارہ	۱	" محمد موسیٰ صاحب سکرٹری ٹھانہ	۲	شیخ زاہد بن گلزار صاحب جالندھر	۳	" مولوی عنایت اشرف صاحب رحیم یار خاں	۳
" عبدالقیوم صاحب والٹیر	۲	" پیرزادہ حاجی تاج محمود صاحب ہوٹا	۳	جناب محمد عباس صاحب چتلدرگ	۲	" نورالدین صاحب اعلیٰ پور	۱
" قاضی فیض محمد صاحب کارے ہاٹ	۳	محمد حنیف صاحب موضع یکتہ	۱	" غلام محمد صاحب بازار کلاں گجرات	۲	اور دیکھئے صفحہ ۵ کالم ۲	

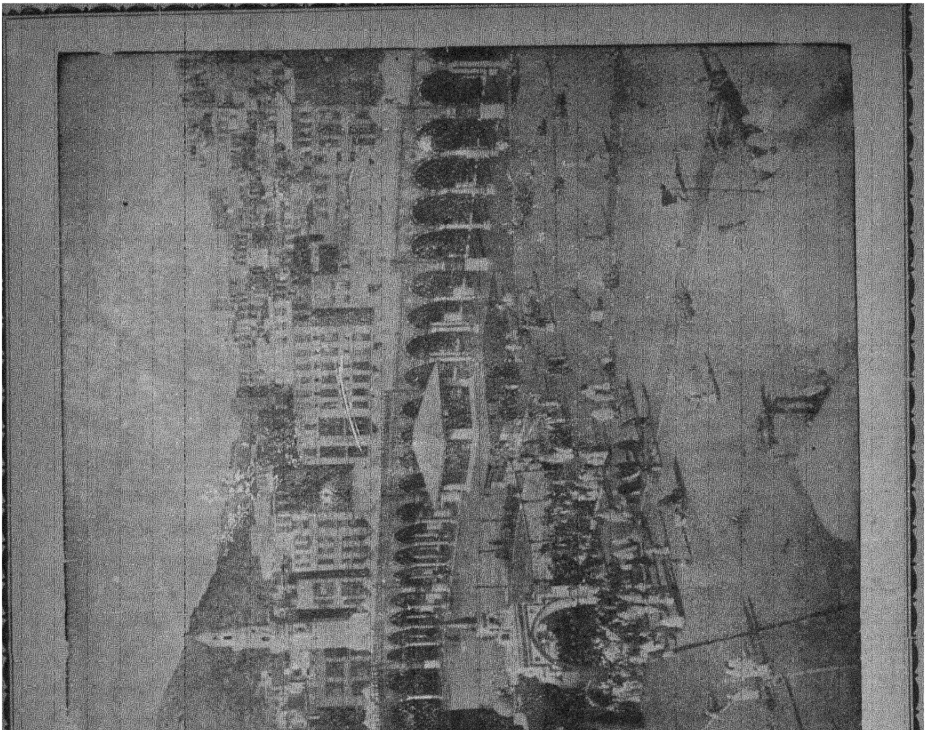

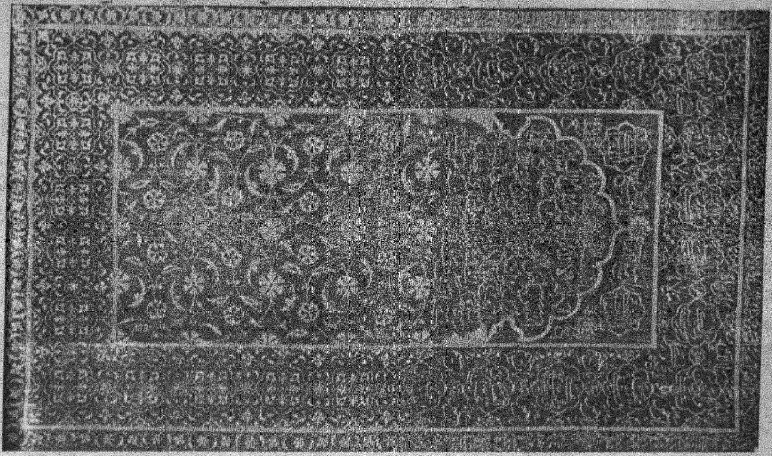

(لوح نجات - ہر مرض کی دوا - عمرو جامہ کر کے بازو پر باندھے)

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص بالمومنین رؤف الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

مولوی دہلی کا رسول نمبر بابت سنہ ۱۳۵۲ھ

جلد ۱۷ | بابت ماہ صفر و ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۲ ہجری المقدس | نمبر ۲-۳

خطبہ

بسم اللہ الحمد للہ الذی قال۔ قل ان کان اٰباءکم وابناءکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لا یہدی القوم الفسقین

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمد عبدہ ورسولہ الذی ارسلہ الی الناس کافۃ بشیرا ونذیرا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔ اما بعد

برادران اسلام۔ آج کا خطبہ ماہ مقدس ربیع الاول کا ہے اس ماہ مبارک کے ساتھ مسلمانان عالم کے قلوب وارواح کو جو گہرا اور عمیق تعلق ہے اور ہونا چاہیئے وہ الفاظ کے ذریعہ بیان نہیں ہوسکتا، اس عالم کون وفساد میں مسرتوں کی اگرچہ کمی ہے مگر بالکل فقدان نہیں ہے خدا نے انسانی قلوب کے لیئے بہت سی خوشیاں اور بہت سی مسرتیں پیدا کی ہیں، مال ودولت کے ذریعہ انسان بہت سی مسرتیں اور بہت سی خوشیاں حاصل کرسکتا ہے، اہل وعیال کے ذریعہ بہت سی خوشیاں اور مسرت وانبساط حاصل ہوتا ہے، دوست واحباب سے بھی کیف ونشاط سرور وانبساط حاصل ہوتا ہے اور بہت سے تعلقات کے ذریعہ مختلف قسم کے نشاط وانبساط اور مسرت وخوشی کے ذخائر حاصل کئے جاسکتے ہیں، لیکن ان سب مسرتوں ان سب خوشیوں اور ان تمام انبساط ونشاط کے ذخیروں کی بنیاد عارضی اسباب اور فانی وجوہ پر ہوتی ہے، اسباب مسرت جہاں زائل ہوئے اسی کے ساتھ مسرت وخوشی بھی زائل ہوگئی۔ لیکن خدا نے صرف فانی مسرتیں ہی نہیں پیدا کیں بلکہ اس نے اپنے بندوں کے لیئے حقیقی اور باقی رہنے والی مسرتیں بھی پیدا کی ہیں مگر وہ صرف ان قلوب اور ان اولیا کے لیئے مخصوص ہیں جو دولت ایمان اور ذخیرہ ایقان سے مالا مال ہیں، جن کے قلوب محبت الٰہی اور عشق نبی کی شراب سے مخمور وسرشار ہیں۔ اگر ایسے قلوب ہیں تو ان کے لیئے لازوال مسرت کا مژدہ اور غیر فانی خوشی وانبساط کی خوشخبری ماہ ربیع الاول کی آمد سنا رہی ہے، غیر فانی اور لازوال نعمت کا عطیہ غیر فانی اور لازوال مسرت بھی عطا کرتا ہے اور کیا اس کائنات کے اندر محمد مصطفےٰ کی ولادت اور احمد مجتبیٰ کی بعثت سے بڑھ کر بھی اولاد آدم کے لیئے کوئی لازوال اور غیر فانی نعمت ہوسکتی ہے حقیقت یہ ہے کہ اس کائنات کی تمام نعمتوں کا وجود ہی موقوف تھا وجود ختم المرسلین کے ظہور پر کائنات کا کتم عدم سے منصہ شہود پر آنا ہی اس لیئے تھا کہ اس کائنات کی آغوش میں محمد رسول اللہ کا ظہور قدسی ہو، اگر اس ذات گرامی نفس قدسی کا ظہور قدرت الٰہیہ کو منظور نہ ہوتا، تو نہ یہ کائنات ہوتی اور نہ اس کے بوقلمون مظاہر، پھر اولاد آدمؑ کے لیئے ظہور قدسی سے بڑھ کر اور کونسی نعمت ہوسکتی ہے اور ایسی لازوال نعمت جس کے حصہ میں آئے اس سے زیادہ خوش بخت وخوش نصیب اور کونسی ہوسکتا ہے۔

برادران اسلام، بیلاد ایک انسان و بنی آدمؑ کے لیئے عموماً اور ایک مومن ومسلم کے لیئے خصوصاً اس سے بڑی نعمت اس سے بڑی خوش بختی اور اس سے بڑھ کر خوش طالعی اور کیا ہوسکتی ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیئے اس ذات گرامی کو اس ماہ ربیع الاول میں مولود وموجود فرمایا، جس کے وجود مقدس کے ساتھ کائنات عالم کا وجود وابستہ تھا، اگر محمد رسول اللہ کا ظہور نہ ہوتا تو دنیا اور اس کی تمام فانی وغیر فانی نعمتوں سے نہ صرف یہ کہ ہم محروم رہتے بلکہ خود ہمارا ہی وجود عدم میں محو عدم ہوتا،

جب حضور سرکار دو عالم کا ظہور قدسی کائنات کی سب سے بڑی نعمت ہے تو وہ سب سے بڑی مسرت بھی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ بنی آدم کے لیئے اس سے بڑھ کر خوشی ومسرت اور کیا ہوسکتی ہے، کہ خداوند ارحم الراحمین نے ظلوم وجہول انسان اور مرکب عن الخطا والنسیان انسان کی ہدایت وارشاد کے لیئے محمد الرسول اللہ کو مبعوث فرمایا، خصوصاً اولاد آدمؑ کی اس جمعیت اور اس گروہ کے لیئے اس سے بڑھ کر نہ تو کوئی نعمت ہوسکتی ہے اور نہ کوئی مسرت جو اپنے آپ کو وابستگان دامن محمدؐ اور غلام غلامان درگاہ احمدی کہتے ہیں، کیونکہ اگر وہ مومن ومسلم ہیں اور ان کا یہ عقیدہ ہے کہ محمدؐ کی غلامی کے بغیر نجات اخروی محال ہے تو ان کو محسوس کرنا چاہیئے کہ ماہ ربیع الاول کیا مقدس ومتبرک ہے جس میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی اور ہم پر خدا نے یہ کرم فرمایا، کہ ہم حلقہ بگوش محمد میں داخل ہوئے اور اس طرح اب یہ چند روزہ اور زندگی مستعار گذار کر اگر اعمال نے ساتھ دیا تو دائمی راحت ومسرت کے باغوں میں زندگی جاوید بسر کرینگے، کیونکہ اگر محمدؐ

کے دیکھی غلامی کا شرف حاصل نہ ہو تو لاکھ اعمال حسنہ کے بعد بھی جہنم سے نجات نظر نہیں آتی پھر بارگاہ محمدی کی غلامی پر جس قدر بھی ہم فخر و مسرت کا اظہار کریں وہ کم ہے۔

برادران اسلام! چشم غائر سے اگر دیکھیں تو اس آسمان کے نیچے ہم سے زیادہ خوش نصیب و خوش طالع کوئی دوسری انسانی جمعیت نہیں ہے کہ باعث ایجاد کل ہادی سبل و خیر الرسل محمد رسول اللہ کی غلامی کا طوق ہماری گردنوں میں ہے جو اس امر کا ضامن و کفیل ہے کہ ہم ہمیشہ کے لئے جہنم کا ایندھن نہیں بن سکتے اور ایسے شافع محشر کا سایہ سر پر ہے کہ شاید نار جہنم کے شعلے اور ان کی بپٹ ہمارے گنا ہگار دامنوں کو نہ چھو سکے۔

مگر برادران اسلام! یہ بالکل صحیح ہے کہ ہم سے زیادہ خوش نصیب سب سے اور نہ غلامان محمد کی برادری سے باہر کوئی ہوگا اس غلامی پر جس قدر بھی ہم فخر و مباہات کریں وہ کم ہے مگر غلاموں پر آقا کی طرف سے کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں وہ خدمت بھی سپرد کیا کرتا ہے اور غلاموں کا کام ہے کہ وہ ان ذمہ داریوں کو پوری طرح محسوس کرکے ان کو پورا کرے اور جو خدمت غلام کے سپرد کرے اس کو اس طرح خوش دلی اور مستعدی سے انجام دے کہ آقا کے دربار سے خوشنودی مزاج کا پروانہ ملے اور سرکار کی نظر عنایت کا سزاوار ہو۔

آج کے خطبہ میں اس امر کی طرف متوجہ ہونا ہے کہ باوجود اس امر کے کہ محمد کی غلامی کا شرف ہم کو حاصل ہے ہمیں اپنے قلوب وارواح اور اپنے اعمال و افعال اور اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہیئے کہ آیا ہم غلامی کا حق بھی ادا کرتے ہیں یا نہیں اگر پورا پورا حق ادا کرتے ہیں تو خدائے قدوس کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اسی نے یہ توفیق عطا فرمائی اور اگر حق ادا نہیں کرتے تو اپنی اس بدکرداری و بدعملی پر افسوس و ماتم کرنا چاہیئے اور خدا سے بالحاح وزاری دعا کرنی چاہیئے کہ وہ قادر مطلق و مقلب القلوب ہمارے قلب میں ایسی تبدیلی پیدا کردے کہ ہم محمد رسول اللہ کی غلامی کا حق کما حقہ ادا کرنے لگیں اور ساتھ ہی خود اپنے اعمال و افعال میں تبدیلی کریں اور نگرانی رکھیں کہ ہمارا کوئی فعل اس شرف غلامی کو بٹہ لگانے والا نہ ہو ایسے افعال کو ترک کردیں اور حسن اعمال و افعال سے غلاموں کا اعتبار و اعزاز بڑھتا اور ان کا مرتبہ بلند ہوتا ہے اور ان کو اپنی زندگی کا جزو بنالیں اور وہ اعمال و افعال وہی ہو سکتے ہیں جو آقا کو مطبوع اور پسند ہوں جن کے کرنے کا اس نے حکم دیا ہو اور جن سے باز رہنے کی اس نے تاکید کی ہو یعنی امور معروف و منکرہ معروف پر عمل کرنا اور منکر سے بچنا یہی وہ چیزیں ہیں جن سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا اعزاز و احترام بڑھتا ہے۔

پس برادران اسلام! اس ماہ مبارک نے پھر ہم کو موقع دیدیا ہے کہ ایک مرتبہ غلامی محمد کی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور اپنی زندگیاں ان ذمہ داریوں کی بنیاد پر استوار کریں۔ خطبہ کے آغاز میں کتاب اللہ کی جو آیت زیب خطبہ ہے اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اے پیغمبر آپ ان لوگوں سے فرمادیجئے جو آپ کے حلقہ غلامی میں داخل ہو چکے ہیں کہ اگر تم کو تمہارے باپ تمہارے اولاد بیٹے تمہارے بھائی تمہاری بیبیاں تمہاری برادری و کنبہ اور تمہارا مال و دولت جو تم نے محنت و مشقت سے کمایا ہے اور تمہاری تجارت جس کی کساد بازاری کا تم کو ڈر کا لگا رہتا ہے اور تمہارے محل اور حویلیاں جن کے اندر تم عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہو اگر یہ تمام سامان راحت و مسرت اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ عزیز و محبوب ہے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے یہ چیزیں تم کو روکتی ہیں تو اللہ کے حکم کا انتظار کرو اور یاد رکھو کہ اللہ ایسے فاسقوں کو راہ ہدایت نہیں دکھلاتا۔

اس آیہ کریمہ میں غلامان محمد کو بتلایا گیا ہے کہ تمہارے فرائض کیا ہیں اس آیہ کریمہ میں خدا تعالے نے انہی لوگوں کو مخاطب کیا ہے جو محبوب خدا کی غلامی کا حلقہ اپنی گردنوں میں ڈال چکے ہیں ان کو بتلایا گیا ہے کہ محمد کا غلام کہلانا آسان نہیں یہ راہ عشق و محبت ہے یہاں پہلے قدم کی شرط یہ ہے ؎

در رہ منزل لیلیٰ کہ خطرہاست بجاں
شرط اول قدم آن است کہ مجنوں باشی

جب تک عشق جنون کی صورت نہ اختیار کرلے اور سب کچھ محبوب پر فدا کرنے کے لئے آمادہ نہ ہو کوئی شخص سچے عشق کا کیسے دعویٰ کر سکتا ہے عشق کا دعویٰ تو اس وقت کرنا چاہیئے جب کائنات اور اس کی ہر چیز سے محبوب محبوب تر ہو اس لئے اللہ عزوجل نے عشاق محمدی و غلامان احمدی کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اے وہ لوگو جو باپ بیٹا میاں بیوی مال و دولت گھر بار کو اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ عزیز و محبوب ہو ذرا ٹھیرو اور اللہ کے حکم کا انتظار کرو پھر آگے فرمایا کہ خدا فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا یعنی یہ درجہ فسق ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے کائنات اور اس کی کسی چیز کو عزیز و محبوب رکھا جائے اور صریحاً بتلا دیا کہ تم سچے مسلم و سچے مومن ہو یعنی محمد رسول اللہ کے غلام ہو تو پھر یہ نہ ہونا چاہیئے کہ باپ بھائی بیٹا بیوی کنبہ اور مال و دولت وغیرہ کو اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ محبوب رکھنے لگو۔

برادران اسلام! اس آیہ کریمہ پر اچھی طرح غور کرنا چاہیئے اس آیہ کریمہ میں جس حقیقت کے اوپر سے پردہ ہٹایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ صرف یہ دعویٰ کہ ہم مسلم و مومن ہیں ہم کو کوئی بلند مرتبہ عطا نہیں کرتا ہاں اگر ہم مومن و مسلم کے الفاظ کا جو حقیقی مفہوم ہے اس کا اپنے اعمال و افعال سے ثبوت دیں تو بیشک ہم اس بلند و رفیع مرتبہ کے سزاوار ہیں اور اس کا ثبوت کیا ہے یہی جو آیہ کریمہ میں بتلایا گیا ہے کہ کائنات اور اس کی ہر چیز کو اللہ اور اس کے رسول پر قربان کرنے کو تیار رہو دنیا میں جو چیزیں سب سے زیادہ انسان کو عزیز و محبوب ہوا کرتی ہیں خدائے پاک نے اس آیہ کریمہ میں ان کو گنا دیا ہے کچھ اور محبوبات بھی ہو سکتی ہیں سب سے اہم یہی چیزیں ہیں اور جب سب سے زیادہ اہم چیزوں کے بارہ میں فرما دیا گیا کہ ایک مومن و مسلم کو اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ میں عزیز نہیں رکھنا چاہیئے تو یہ امر ثابت ہو گیا کہ جملہ کائنات اور اس کے تمام امور اللہ اور اس کے رسول کے سامنے ہیچ ہی سمجھنا چاہیئے اور اپنے عمل سے اس کا ثبوت دینا چاہیئے۔

اگر ایسا نہ ہو یعنی کوئی بدبخت اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ میں ان دنیاوی مرغوبات و مطلوبات کو ترجیح دے تو اس کے لئے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اسے حکم الٰہی کا انتظار کرنا چاہیئے وہ حکم الٰہی کیا ہے وہ حکم قیامت کا دن ہے کہ اس دن اس بدبختی کا حال کھلیگا اور پتہ چلیگا کہ جن بدبختوں نے اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ پر مال و اولاد رشتہ و کنبہ وغیرہ وغیرہ کو زیادہ محبوب و عزیز رکھا تھا وہ کیسے گھاٹے اور ٹوٹے میں رہے اور ان کے حصہ میں کیسی خسران مبین آئی اس انجام کی طرف آیہ کے آخری حصہ واللہ لا یھدی القوم الفاسقین سے توجہ دلائی گئی ہے یعنی اس کیفیت کو فسق سے تعبیر کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالے ایسی فاسق قوم کو راہ ہدایت نہیں دکھاتا جو مرغوبات و مطلوبات دنیا کو اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ پر عزیز و محبوب رکھتی ہے۔

برادران اسلام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تو جہاد فی سبیل اللہ جاری تھا اور اس وصف کا جو غلامان محمد کا وصف بیان کیا گیا ہے ثبوت آسانی سے مل سکتا تھا کہ آیا مسلم و مومن کہلانے والے اپنے اندر وہ کیفیت رکھتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول پر سب کچھ قربان کر دیں یا نہیں مگر آج جہاد بالسیف کے دروازے ہماری محکومی و غلامی نے بند کر رکھے ہیں اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ دوسرا معیار اور دوسرا محک کیا ہے جس سے معلوم ہو کہ ہمیں اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ محبوب و عزیز ہے یا اس کے مقابلہ پر ہم دنیا کو اور اس کے اسباب کو محبوب رکھتے ہیں۔

برادران اسلام یہ سچ ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کی ترازو آج ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے لیکن ایک دوسری ترازو بھی خدائے تعالیٰ و کریم نے نازل فرمائی ہے اور وہ ترازو اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کی ہے ہم اس میزان الٰہی میں اپنے قلوب و ارواح کی قدوسیت کو تول سکتے ہیں اور خباثت و کثافت کو بھی ناپ سکتے ہیں اللہ اور اس کے رسول نے ہمارے لئے کچھ احکام اتارے اور کچھ ہدایات چھوڑی ہیں اس مجموعہ کا نام کتاب و سنت ہے یہ مجموعہ جوں کا توں آج بھی موجود ہے اور ہر شخص کی دسترس کے اندر ہے اس مجموعہ کے اندر جو کچھ ہے اس کے اکثر حصے سے خصوصًا ان حصوں سے جو ایک مسلم کی روزانہ زندگی سے تعلق رکھتے ہیں تقریبًا ہر ایک مسلمان واقف و آگاہ ہے یعنی ہمیں معلوم ہے کہ کن باتوں سے اللہ اور اس کے رسول نے ہمیں روکا اور منع فرمایا ہے اور کن امور کے کرنے کا حکم دیا ہے نیز ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ اللہ پاک نے اپنے کلام پاک میں ہمیں اپنے حبیب پاک کے اسوہ حسنہ کی پیروی کا حکم دیا ہے اور اسی کے ساتھ ہم کو اس کا بھی علم ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کیسی زندگی بسر فرماتے تھے آنحضرت کی زندگی کوئی راز نہیں ہے سب کو معلوم ہے کہ کیا کھاتے کیا پیتے کس طرح رہتے کس طرح سوتے کس طرح جاگتے تھے عورتوں کے ساتھ کیا برتاؤ تھا بچوں کے ساتھ کیا سلوک تھا مردوں کے ساتھ کس طرح ملتے تھے ان سے گفتگو کیونکر کرتے تھے راستے کس طرح قطع فرماتے تھے محتاجوں یتیموں سائلوں مسافروں غلاموں ہمسایوں اور مہمانوں کے ساتھ کس طرح پیش آتے تھے مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں اور کافروں کے ساتھ آپ کا طرز معاشرت کیا تھا اور کس طرح ان سے سلوک ہوتے تھے آپ کی عبادت گزاری کا حال بھی ہم سے پوشیدہ نہیں ہے آپ کی سخاوت کی کیفیت بھی ہمیں معلوم ہے غرضکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی سے ہم جاہل نہیں ہیں خصوصًا مولوی کے قارئین کرام سے یہ توقع ضرورت کہ وہ ہر سال کے رسول نمبر کے مطالعہ سے جو سیرت پاک کی تبلیغ و اشاعت ہی کی غرض سے نکالا جاتا ہے رسول پاک کی مقدس و مطہر زندگی سے واقف ہونگے۔

پس اے برادران اسلام! جب اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کی میزان ہمارے سامنے ہے اور لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کا وزن ہمارے پاس ہے تو ہم نہایت آسانی کے ساتھ اپنی زندگی اور اپنے روح و قلب کے اچھے اور برے بوجھ کو تول سکتے ہیں اور معلوم کر سکتے ہیں کہ کونسا پلہ بھاری اور جھکتا ہوا ہے اگر اسوہ حسنہ کے اتباع و پیروی کے بھاری وزن کا پلہ گراں نکلیں تو ہمیں خدائے ذوالجلال والاکرام کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اس رحمٰن و رحیم خدا کی توفیق بخشی سے ہم اس قابل ہوئے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا فرض ہم پوری طرح ادا کر سکے اور اسوہ حسنہ کی پیروی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر گامزن ہونیکی ذمہ داری کو پورا کر سکے اگر اس میزان عدل میں تولنے سے پتہ چلے کہ غلامی کا حق ادا کرنے سے ہم قاصر رہے ہیں تو بقیہ زندگی کو غنیمت سمجھکر تلافی مافات کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور ساری توجہ اور تمام کوشش اس امر کی کرلی چاہیئے کہ آقائے دو جہان کی نظروں میں عزت و وقار پیدا ہو تاکہ ان کی نگاہ لطف و کرم کے مستحق ٹھہریں اور یوم حشر کو جبکہ تمام مخلوق نفسی نفسی میں مبتلا ہوں گے حتی کہ انبیائے کرام کی زبانیں بھی کلمہ نفسی نفسی کا ورد کر رہی ہوں گی اس وقت اس حبیب خدا و محبوب رب العالمین کی شفاعت کے مستحق ہوں جو مقام محمود میں کھڑا امتی امتی کا نعرہ بلند کر رہا ہوگا۔

معشر المسلمین! ماہ ربیع الاول کی آمد ظہور قدسی کو یاد دلاتا ہے اور ہمارے فرائض و ذمہ داریوں کی یاد کو تازہ کرتا ہے مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو اس تقریب سعید کے موقع پر محسوس کریں اور عمل کی قوت کو ان فرائض کی بجا آوری کے لئے وقف کر دیں مگر افسوس صد افسوس ان کی غفلتوں پر جو ماہ ولادت باسعادت کی آمد پر بھی غفلت کی نیند سے بیدار نہیں ہوتے خدا تعالےٰ ہم سب پر رحم فرمائے اور ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت کو سعادت دارین سمجھیں ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ

اما بعد۔ برادران اسلام۔ درود و سلام بھیجو اس آقائے مدنی پر جسکو خدا نے رحمت عالم و عالمیان بنا کر بھیجا جس کو خدا نے بشیر و نذیر فرمایا اور رؤف و رحیم کے ناموں اور یا ایہا المزمل و یا ایہا المدثر کے خطابوں سے مخاطب فرمایا جس کی پیروی و اطاعت کو خدا نے واجب قرار دیا اور اس لئے واجب قرار دیا کہ وہ اسوہ حسنہ ہے یعنی بہترین نمونہ اور درود و سلام بھیجو اس شفیع المذنبین اور اس غمخوار امت پر جسکو ساری عمر سب سے زیادہ فکر امت ہی کی رہی اور جسکی شفاعت پر ہم گنہگاران امت کی آس ہے اور اگر خدا اس مدنی شفیع کی شفاعت سے ہم کو محروم کر دے تو پھر کوئی ٹھکانا نہیں۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آل و اصحاب و ازواج طیبات پر خصوصًا خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولیٰ علی پر جو عاشق رسول تھے اور اپنے آقا محمد رسول اللہ کے نقش قدم سے سر مو ادھر ادھر گامزن نہیں ہوتے تھے۔ اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب نواسوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام پر جو عشق و اطاعت رسول کے بہترین نمونے تھے جن کے فضائل و محامد کا شمار نہیں ہو سکتا جو جوانان جنت کے سردار تھے جو دوش رسول کے سوار تھے اور جن کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ چھوڑ کر گود میں فرط محبت سے اٹھا لیا کرتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی صاحبزادی حضرت سیدہ عالم جناب فاطمہ زہرا پر جو تمام عورتوں کی سردار ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نہایت درجہ مطیع و منقاد اور عاشق زار پدر گرامی قدر تھیں۔

اور درود و سلام بھیجو حضرات ازواج مطہرات پر خصوصًا حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب بیویاں تھیں اور درود و سلام بھیجو تمام اصحاب کرام پر اور تمام علمائے امت و ائمہ اہلبیت اور جملہ اولیاء اللہ و مشائخ طریقت پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب رکھتے تھے اے اللہ تمام مسلمانان عالم کو توفیق دے کہ وہ تیرے اور تیرے حبیب پاک کے کامل طور پر فرمانبردار بن جائیں اور تجھکو اور تیرے محبوب کو سب سے زیادہ محبوب رکھیں۔ ادعیکم بتقوی اللہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وینہی عن الفحشاء والمنکر ادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ

شذرات

رسول نمبر

ہر سال کی طرح امسال بھی دنیا کے سب سے بڑے اور کامل و مکمل انسان اور رسول خاتم و نبی آخر کی سیرت پاک کا مرقع شائع ہو رہا ہے یہ کسی انسان کے نام معنون نہیں کیا جا سکتا صاحب سیرت کی عظمت و قدوسیت ہر ایک انسان اور انسانی تصور و خیال سے بالا و برتر ہے پھر وہ کونسا نام ہے جس کو یہ شرف بخشا جا سکتا ہے کہ یہ مجموعہ مقدس اس کے نام معنون کیا جا سکے کوئی دوسرا نام نہیں ہے ہاں صرف اسی ذات قدسی کا نام ہے کہ اس کے حضور میں یہ ہدیہ محقر پیش کیا جائے اور خدا سے عرض کیا جائے کہ اے خدائے محمد۔ تو نے آدم کی اولاد کو حکم دیا ہے کہ محمدؐ کی سیرت بہترین سیرت ہے اس لئے اس کی پیروی کرو۔ چنانچہ یہ ہدیہ جو رسول نمبر کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے اس میں تیرے حبیب پاک کی سیرت کا مرقع پیش کرنے کی حقیر کوشش کی گئی ہے اس کو قبول عام عطا فرما اپنے بندوں کے قلب کو اس کے لئے کھول دے اور ان کی استعداد کو اس سے استفادہ کے لئے مستعد فرما دے ان کو توفیق عطا فرما کہ وہ تیرے رسول کی سیرت کے اس مرقع کو پڑھیں پڑھائیں سنیں سنائیں اور اپنی سیرت اور اپنی زندگی کو اسی قالب میں ڈھالنے کی کوشش کریں اور اس میں تیرے بندوں کو کامیابی نصیب ہو اور ان سب کے صدقے اور طفیل میں میری عاقبت محمود فرما۔

ایک ہندو کا مشورہ

برادران ہنود کے جو مضامین اس مرقع سیرت میں آپ کی نظر سے گذریں گے ان میں ایک ہندو اہل قلم نے ہندو اور مسلمان دونوں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ دونو قوموں کو چاہیے کہ مذہبی جلسے کریں اور اس میں اپنے مذہب اور بزرگوں کے حالات لوگوں کو بتائیں ان سے لوگوں کو واقف کریں اس طرح دونوں قوموں کے تعلقات بہتر ہوں گے جن کی اشد ضرورت ہے۔

ہم نے سالہائے گذشتہ کے رسول نمبروں میں مسلمانوں کو ہمیشہ اس ضرورت کی طرف توجہ دلائی ہے اور ماہ ربیع الاول میں جو محافل میلاد منعقد ہوتی ہیں ان میں غیر مسلموں کو مدعو کرنے کا ہم نے ہمیشہ مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے حقیقتاً اگر ہم چاہتے ہیں کہ ان محفلوں سے دینی و دنیاوی فوائد حاصل ہوں اور یہ محفلیں زیادہ سے زیادہ مفید ثابت ہوں تو ہمیں اپنے موجودہ طرز عمل اور موجودہ طریق کار میں ضرور مناسب حال اور مفید تبدیلیاں کرنی پڑیں گی۔

مثلاً اس وقت یہ رواج ہے کہ گھر گھر میلاد کی محفلیں ہوتی ہیں اور ان کا پروگرام صرف اس قدر ہوتا ہے کہ ایک دو گانے والے اور ایک نثر پڑھنے والا آن کر پرانے طرز کے میلاد ناموں کو پڑھنا شروع کر دیتا ہے ایک شخص کتاب کی نثر پڑھتا ہے اور بیچ بیچ میں جو نظم آتی رہتی ہے اس کو دو تین آدمی مل کر ترنم کے ساتھ پڑھتے ہیں یہ محفل ایک گھنٹہ سے زیادہ نہیں چلتی بلکہ اکثر اوقات اس سے بھی کم کیونکہ پڑھنے والوں کو کسی دوسری محفل میں بھی جانا ہوتا ہے اس لئے وہ بہت تیزی اور اختصار سے کام لیتے ہیں۔

جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس کی نوعیت عموماً یہ ہوتی ہے کہ ابتدا نور محمدی کی پیدائش سے ہوتی ہے جو حضرت آدم سے لیکر حضرت عبداللہ کے صلب تک منتقل ہوتا ہے پھر بطن آمنہ میں جاتا ہے اور حضور کی ولادت ہوتی ہے ولادت کے وقت جو معجزات و خرق عادات کا ظہور ہوتا ہے وہ تفصیل سے بیان کئے جاتے ہیں پھر آپ کی رضاعت کے زمانہ کا ذکر ہوتا ہے اور اس میں خرق عادات بیان کی جاتی ہیں آپ کا حلیہ اور سراپا بھی بیان کیا جاتا ہے جو نظم اور نثر دونوں میں ہوتا ہے بعض میلاد خواں معراج کا بھی قصہ پڑھتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ درود شریف کے فضائل ہوتے ہیں اور زیادہ تر معجزات پڑھے جاتے ہیں عموماً اسی کا نام محفل میلاد ہوتا ہے یہ موجودہ زمانہ میں اگر ہم زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہرگز کافی نہیں ہے۔

کیا اور کس قسم کی تبدیلیاں ہونی چاہئیں

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر کس قسم کی تبدیلیاں ہونی چاہئیں۔ ہمارے نزدیک سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ گھر گھر انفرادی طور پر میلاد کا طریقہ بند ہونا چاہیئے اس میں کوئی معتد بہ مفید اصلاح نہیں ہو سکتی زیادہ سے زیادہ اس طریقہ میں صرف اس قدر ہو سکتا ہے کہ میلاد نامے اچھے بہتر قسم کے لکھے جائیں جس میں عوام کے لئے دلچسپی بھی ہو اور ان کو فائدہ بھی پہنچے۔

لیکن اجتماعی طریق پر محافل میلاد منعقد کرنے کا انتظام کیا جائے تو بہت زیادہ فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے اور اس طرح کوئی شہر کوئی قصبہ اور کوئی گاؤں ایسا نہیں رہ سکتا جہاں کے لوگ کچھ نہ کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہیں صورت یہ ہونی چاہیے کہ بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں ایک دو جگہ محفل میلاد کا انتظام کیا جائے اور شروع ماہ ربیع الاول سے بارہ تاریخ تک روزانہ محافل کا انعقاد ہونا چاہیئے اور ہر اک محفل میں صرف ایک موضوع پر تقریریں کرانے یا مطبوعہ تقریروں کے پڑھنے کا انتظام کیا جائے مثلاً پہلے دن یہ بتلایا جائے کہ بعثت محمدی کے وقت عرب کی اور تمام دنیا کی عام حالت کیا تھی دوسرے دن آپ کی ولادت اور قبل نبوت کے حالات تیسرے دن دعوت رسالت کا آغاز غرضکہ اسی طرح بارہ دن کے لئے بارہ موضوع مقرر کر لئے جائیں اور ان کے لئے بہتر مقرر فراہم کرکے ان سے کہا جائے کہ وہ ایک ایک باوزن عنوان پر خوب مفصل تقریریں کریں اور اس کے لئے پہلے سے تیاری کریں۔ اس طرح رسول مقبول کی پوری زندگی یا یوں کہئے کہ اہم پہلوؤں پر سیر حاصل روشنی ۱۲ دن کے اندر ڈال دی جانی چاہیئے۔

ایسی محفلیں شہروں اور قصبوں کے سب مسلمان مل کر منعقد کریں اور ان کے انعقاد کا اہتمام کافی عرصہ پہلے سے کرنا چاہیئے تاکہ تقریروں کا اچھا بندوبست ہو سکے مقررین کی کچھ کمی نہیں ہو سکتی اول تو یہ کہ ہر سال عربی مدارس سے سینکڑوں مولوی نکلتے ہیں یہ آخر ملک ہی میں رہتے ہیں ان سے یہ کام لیا جا سکتا ہے اس کے علاوہ تمام تعلیم یافتہ طبقہ اس خدمت کو باحسن وجوہ انجام دے سکتا ہے بلکہ سچ پوچھیے تو مولویوں سے بہت بہتر طریق پر انجام دے سکتا ہے اردو میں سیرت پاک کا بہت کافی ذخیرہ جمع ہو چکا ہے اس سے فائدہ اٹھا کر تعلیم یافتہ طبقہ نہایت عمدہ تقریریں کر سکتے ہیں۔

قصبوں اور شہروں کے علاوہ مواضعات کا یہ انتظام کرنا چاہیئے کہ قریب قریب کے دس دس بیس بیس گاؤں کا ایک ایک حلقہ بنا کر ان میں محافل میلاد کے انعقاد کا اسی طرح انتظام کرنا چاہیئے جس طرح شہروں میں کیا جائے البتہ چونکہ مسلسل دس بارہ روز دور دور کے گاؤں سے لوگ جمع نہیں ہو سکتے اس لئے صرف دو تین محفلوں کا بندوبست کرنا چاہیئے یعنی بارہ دن میں تین محفلیں چار چار دن کے فاصلہ سے اگر منعقد ہونگی تو دیہات کے لوگ آسانی کے ساتھ ان محفلوں سے مستفید ہو سکینگے

لیکن اس سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ہر ایک ضلع کو اس مقصد کے لئے بطور خود منظم ہونا چاہیئے ضلع اور اس کی تحصیلیں مل کر دیہات کے حلقے بنا کر ان میں محفل منعقد کرنے کا بندوبست کریں کیونکہ بیچارے دیہاتی مسلمانوں سے یہ امید نہ رکھنی چاہیئے کہ وہ ابتدا میں خاطر خواہ انتظام کر سکیں گے وہ نہ تو بیس بیس دیہات کے حلقے قائم کر سکیں گے اور نہ دیہات کے لوگوں کو اس پر آمادہ کر سکیں گے کہ مشترکہ محفل ہو اور اس میں سب شامل ہوں اور نہ وہ میلاد خواں اور مقرر کا انتظام کر سکیں گے اس لئے ضرورت ہے کہ ضلع اور تحصیل کی ایک کمیٹی بن جائے جو تمام ضلع میں محافل میلاد کے انعقاد کا انتظام کرے اور انتظام مذکورہ بالا طریق پر ہونا چاہیئے۔

ان محفلوں میں غیر مسلموں کو خاص طور پر مدعو کرنا چاہیئے اور ان کی خاطر تواضع کا پورا پورا اہتمام ہونا چاہیئے۔

اگر اس طرح ماہ ربیع الاول میں انتظامات کئے جائیں تو اس سے بیشمار منافع حاصل ہو سکتے ہیں مگر ایسا نہ ہو سکیگا افسوس ہے کہ اس کی طرف سے بہت کم امید ہے کیونکہ کسی منظم کام کرنے کی اہلیت مسلمانوں میں بہت ہی کم رہ گئی ہے وہ ہنگامہ آرائی کے کام تو خوب کر لیتے ہیں مگر ٹھوس اور منظم ہو کر کوئی کام ان سے نہیں ہو سکتا مولوی کے صفحات میں متعدد بار اس ضرورت کی جانب توجہ مبذول کی گئی ہے مگر ہمیں علم نہیں کہ یہ صدا ملک کے کسی گوشہ میں کوئی حرکت پیدا کرنے میں کامیاب ہوئی یا نہیں خدا تعالےٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے اور اس بے عملی کی لعنت سے نکالے جس میں تقریباً ہم دو صدیوں سے مبتلا ہیں اور جس نے دینی اور دنیاوی ہر ایک لحاظ سے ہم کو قعر ذلت میں دھکیل دیا ہے۔

برادران ہنود کے مضامین

مولوی کے رسول نمبر کی یہ خصوصیت چلی آ رہی ہے کہ اس میں ملک کے مقتدر ہندو اہل قلم کے مضامین ہوتے ہیں یہ خصوصیت کسی دوسرے پرچہ کو آجتک حاصل نہیں تھی ہمیشہ کی طرح اس مرتبہ بھی نہایت اور معزز و مقتدر حضرات کے مضامین زیب رسالہ ہیں ہم ان تمام حضرات کی خدمت میں اپنا محقر و ناچیز ہدیہ تشکر و امتنان پیش کرتے ہیں کہ ہماری درخواست پر اپنا قیمتی وقت صرف کر کے مولوی کے رسول نمبر کے لئے مضامین عنایت فرمائے ہمیں معلوم ہے کہ منشی پریم چند۔ لالہ دیش بندھو گپتا ڈاکٹر لکشمی دت ڈاکٹر بدھ ویر سنگھ، مسٹر جگل کشور کھنہ اور دیگر حضرات کس قدر مصروفیت کی زندگی رکھتے ہیں اس کے باوجود مولوی کے رسول نمبر کے لئے وقت نکالنا میرے لئے نہایت درجہ موجب امتنان و تشکر ہے چنانچہ میں خلوص قلب سے ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اس ضمن میں منشی پریم چند صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کے مضمون کے بعض حصوں کے متعلق ہیں کچھہ عرض کرنا ہے منشی صاحب موصوف نے یہ مضمون جس کے متعلق ہمیں کچھہ عرض کرنا ہے ایسی حالت میں لکھا ہے جبکہ آپ اپنی صاحبزادی کی علالت کی وجہ سے سخت پریشان اور بے اطمینانی کی حالت میں تھے مگر باوجود قلب کی اس کیفیت کے ہماری درخواست کو در خور اعتنا سمجھکر ہم پر یہ احسان فرمایا ہے۔

لیکن آپ کے مضمون میں بعض حصے ایسے آگئے ہیں جن کے متعلق اسلامی نقطہ نظر کو واضح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے اور اسلامی نقطہ نظر ہی نہیں بلکہ واقعات صحیحہ پیش کر دینا ضروری ہے۔

منشی صاحب نے ایک خیال یہ ظاہر کیا ہے کہ ابتداً انسان مظاہر پرست تھا اور ویدوں کے زمانہ سے بھی پہلے جو وحدانیت کا زمانہ تھا انسان مظاہر پرستی میں مبتلا تھا اور اس کی تائید ہڑپہ وغیرہ کی کھدائیوں سے ہوتی ہے۔

اسلامی نظریہ اس کے خلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ ابتدا ہی خالص توحید سے ہوئی تھی مگر بعد میں مختلف وجوہ سے اس میں آمیزش ہوتی رہی اور اسی توحید کے پرچار کے لئے وقتاً فوقتاً انبیا مبعوث ہوتے رہے۔

منشی صاحب نے ایک جگہ یہ فرمایا ہے کہ محمد صاحب نے توحید کا وعظ کیا مگر بعد میں آپ کے پیرؤں نے ہی آپ کو الوہیت کی صفات سے متصف کر دیا یہاں تک کہ امام حسین کو خدائی کا درجہ دیدیا۔

اس کے متعلق گذارش ہے کہ منشی صاحب کے ہر دو خیال غلط معلومات پر مبنی ہیں مسلمانوں کا کوئی گروہ کوئی جماعت اور کوئی فرقہ محمد صلعم کی الوہیت کا قائل نہیں اور نہ کوئی آپ کو الوہیت کا درجہ دیتا ہے اور نہ امام حسین علیہ السلام کو خدا کا درجہ دیتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن نے اس قدر صفائی کے ساتھ محمد صاحب کے بندہ ہونے کا بار بار ذکر کیا ہے کہ کسی قسم کی تاویل وغیرہ کی بھی گنجائش نہیں مثلاً قرآن میں پیغمبر صاحب کی زبان سے کہلایا گیا ہے کہ قل انما انا بشر مثلکم اے پیغمبر علی الاعلان لوگوں سے کہدو کہ میں تمہارا ہی جیسا انسان ہوں اس کے بعد جو دوسرے حصہ میں جو فرق بتلایا وہ یہ کہ یوحیٰ الیّ انما الٰھکم اللہ واحد یعنی میرے اور تمہارے درمیان صرف اتنا فرق ہے کہ مجھکو خدا کی طرف سے وحی ہوتی ہے کہ تمہارا خدا صرف ایک خدا ہے اس فقرے نے بھی دوسرے کی خدائی کا شائبہ مٹا دیا۔

کہا جا سکتا ہے کہ تعلیم تو یہی ہے مگر عملاً مسلمان حضرت محمد کی ذات میں الوہیت کے لوگ بالعموم قائل ہیں مگر اس خیال میں مطلق صداقت نہیں آجتک کوئی ایک جماعت بھی حضرت محمدؐ کی ذات میں الوہیت کی قائل نہیں ہوئی نہ صرف ہندوستان بلکہ ہندوستان سے باہر بھی کوئی جماعت اور کوئی فرقہ اس خیال کا نہ کبھی قائل تھا اور نہ آج ہے یعنی ایسا کوئی وجود ہی میں نہیں آیا جو پیغمبر صاحب کی الوہیت کا قائل ہوا ہو اور جب محمدؐ صاحب ہی کو کسی نے خدا نہیں مانا تو بیچارے امام حسین کو کون خدا تسلیم کر لیتا امام حسین کو سب سے زیادہ شیعہ مانتے ہیں اور ان کے اندر بہت بڑی بڑی صفات کے قائل ہیں مگر شیعوں کے مختلف فرقوں میں سے ایک بھی امام حسین کی الوہیت کا نہ قائل ہے نہ اس کا مدعی ایسے افراد تو ہیں جو غلو کر کے غیر نبی کو نبی اور پیغمبر تک پہنچا دیتے ہیں مگر حضرت محمد کو یا کسی امام و پیر اور ولی وغیرہ کو خدا کے درجہ تک پہنچا دیں اس قسم کا کوئی فرقہ اسلام میں ابتک پیدا نہیں ہوا

غیر مسلم دنیا کو سیرت رسول سے واقف کرنے کے لئے یہ تجویز بہت ہی معقول ہے کہ مولوی کا رسول نمبر جنم اسٹمی کے موقعہ غیر مسلم دوستوں کو تحفۃً پیش کیجئے۔ اول تو اس وقت تک آپ اس کے مطالعہ سے فارغ ہو جائیں گے اپنا ہی پرچہ دیدیجئے اگر آپ اپنا پرچہ محفوظ رکھنا چاہیں تو پرچہ مولوی کے دفتر سے منگائیے۔ مولوی نے کبھی آجتک اپنا رسول نمبر علیحدہ فروخت نہیں کیا لیکن اس خاص ضرورت کے لئے لاگت سے بھی کم یعنی ایک روپیہ کے تین پرچے دیدیئے جائیں گے علاوہ محصول۔ خدا کے واسطے تنہا رسول نمبر محض اپنی غرض کے لئے منگانے کا

سب سے زیادہ اس کا امکان ہندوستان میں تھا کیونکہ یہاں کے اثر سے متاثر ہو کر ممکن تھا کہ کوئی فرقہ پیغمبر اسلام کے اندر الوہیت کی صفات کا قائل ہو کر ان کی پرستش شروع کر دیتا مگر ہندوستان میں بھی آج تک کسی کو اس قسم کی جرأت نہیں ہوئی اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وحدانیت اور عبدیت کے مسئلہ کو اسلام نے اس قدر صاف اور واضح طریق پر علیحدہ علیحدہ حدود کے اندر محدود کر دیا ہے کہ ایک کی سرحد دوسرے سے کسی طرح مل ہی نہیں سکتی مسلمان دن میں پانچ مرتبہ اپنے پیغمبر کے متعلق عبدہ ورسولہ کہتے ہیں یعنی خدا کے بندے اور اس کے رسول ہر نماز میں ان کو یہ حقیقت اپنے سامنے لانی پڑتی ہے کہ محمد کو کہیں خدا نہ سمجھ لینا کیونکہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں جب دن میں پانچ مرتبہ یہ پکار بلند کرنی پڑتی ہو اور پیغمبر کے بندے ہونے کا اقرار دن میں پانچ مرتبہ کرنا پڑتا ہو تو بھلا اس کی گنجائش کہاں ہے کہ محمد صاحب کی الوہیت کے لوگ قائل ہو جائیں

بہر حال منشی پریم چند صاحب کے مضمون میں یہ دو خیال غلط معلومات پر مبنی تھے اس لئے ان کی تصحیح ضروری تھی باقی منشی صاحب کے اپنے خیالات ہیں جن سے کسی کو کوئی واسطہ نہیں۔

تعلیم اور عمل

ہمیں تعلیم کیسی اور کس قسم کی دی گئی ہے اس کا اندازہ کسی قدر اس رسول نمبر سے ہو سکتا ہے کیونکہ حضور روحی فداہ کا قول اور فعل دونوں ہمارے لئے واجب العمل ہیں اور اس مجموعہ میں جو کچھ ہے وہ قرآن و حدیث و سیرت مقدس کے سوا کچھ نہیں اس لئے ہر ایک مولوی کا قاری معلوم کر سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اپنی امت کے لئے کیا تھی۔ یہ معلوم ہونے اور معلوم کر لینے کے بعد ہمیں اپنی اجتماعی اور انفرادی زندگی پر ایک نظر ڈالنی چاہیئے کہ اس مقدس تعلیم پر ہمارا عمل کیا ہے اور کہاں تک ہے ہم بے عمل ہیں یا باعمل یا اس تعلیم کے برعکس ہمارا عمل ہے۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہر سہ حالتیں ہم پر طاری ہیں ہم بے عمل بھی ہیں یعنی بہت سے احکام و اوامر ہیں جن پر ہم مطلق عمل نہیں کرتے اور اس کے بعد دوسرا درجہ باعمل کا ہے اور افسوس کہ اس آئینہ میں بھی ہماری صورت نہایت مکروہ نظر آتی ہے اور تیسرا درجہ جو حد سے زیادہ ذلیل اور حد سے زیادہ قابل ملامت ہے اس میں بھی ہم اور ہمارا وجود باعث رسوائی بنا ہوا ہے۔

ان ہر سہ مدارج سہ گانہ پر نظر ڈالئے تو معلوم ہو گا کہ اوامر و احکام کی بجا آوری کے باب میں ہمارا یہ حال ہے کہ اسلام کی اصلی اور حقیقی تعلیم سے ہم نے منہ موڑ رکھا ہے مثلاً اتحاد بین المسلمین اخوت اسلامی مساوات باہمدگر باہمی خیرخواہی و نفع رسانی یہ ایسے احکام و اوامر ہیں جو سب کو معلوم ہیں اور روزانہ ان کی تبلیغ و اشاعت ہوتی رہتی ہے ہر ایک مولوی اور ہر ایک واعظ سر منبر سے اللہ اور اس کے رسول کے یہ احکام مسلمانوں تک پہنچاتا ہے مگر انفرادی و اجتماعی دونوں حیثیتوں سے ہم ان احکام کی بجا آوری میں بالکل غافل اور ناکام ہیں اور ان کی اور سینکڑوں احکام ہیں جو خود ہماری فلاح و بہبود سے متعلق ہیں ان کی طرف سے بھی ہم نے اپنی عمل کی آنکھوں کو بند کر لیا ہے

نواہی کا یہ عالم ہے کہ ان پر قرد مت دونوں حیثیتوں سے اس قدر جری ہیں کہ شاید دیکھنے والے یہ حکم لگاتے ہوں گے کہ ان کے لئے سب کچھ حلال کر دیا گیا ہے اور شرعی حیثیت سے ان کو کسی امر منکر سے بھی روکا نہیں گیا

اور احکام کے برعکس ایسے امور پر اصرار کرنا جو غایت درجہ تمرد و سرکشی کا ہے اس میں بھی ہمارے قدم بہت پیچھے نہیں ہیں ہر ایک شخص جانتا ہے کہ اسلام دنیا میں خالص وحدانیت کی جڑوں کو مستحکم کرنے کے لئے آیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر اسی کی تبلیغ کی اور ایسے امور سے بھی روک دیا جن سے شرک و بت پرستی کا دور سے دیکھنے والے کو شبہ بھی ہو مثلاً تصویر کشی قبروں کا اونچا بنانا اور ان پر گنبد وغیرہ تعمیر کرنا یا قبور کی تعظیم وغیرہ۔

لیکن اگر ہندوستان ہماری درگاہوں کو اعراس کو اور ان مواضع و مواقع پر جو ہماری کیفیت ہوتی ہے اس کو دیکھ کر یہ کہیں کہ مسلمانوں کے اندر بھی خالص توحید نہیں رہی اور وہ بھی اصنام پرستی میں مبتلا ہو گئے ہیں اور بجائے بتوں کے قبروں کو پوجتے ہیں ہندو اگر بتوں پر پھول پانی چڑھاتے ہیں تو مسلمان بھی قبروں پر چادر اور پھول چڑھاتے اور چراغ روشن کرتے اور اگر کی بتیاں اور بخور سلگاتے ہیں مسلمانوں کی طرف سے اور ان لوگوں کی طرف سے جو مزارات پر سب کچھ کرتے اور ماتھا جھکاتے اور مزاروں کو بوسہ دیتے ہیں ان کی جانب سے یہ کہا جائے گا کہ ہم خدا سمجھ کر ایسا نہیں کرتے اور نہ ہم ان کے اندر الوہیت تسلیم کرتے ہیں بلکہ بزرگ سمجھ کر اور یہ سمجھ کر کہ اولیا کی روح غیر فانی ہے ہم اظہار تعظیم و محبت کرتے لیکن ایک غیر مسلم آپ کی نسبت اور عمل کے فرق کو کس طرح معلوم کر سکتا ہے اس کے علاوہ جو بتوں کی پوجا کرتے ہیں وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ان پتھروں کو خدا اور پرماتما تھوڑی سمجھتے ہیں بلکہ خدا کی صفات کی علیحدہ علیحدہ مورتیں ہم نے بنائی ہیں تاکہ اچھی طرح خدائی صفات کا تصور کر سکیں۔

بہر حال یہ وہ صورت ہے جو کھلے ہوئے اور صاف و صریح حکم کے برعکس ہم نے عمل شروع کر دیا ہے اور اس کو انتہائی تمرد و عدوان کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا خدا سے دعا ہے کہ مسلمان اس سے نجات پائیں اور خالص توحید کے پرستار بنیں۔

رفتار سیاست

اگر اس نمبر میں بھی سیاسیات حاضرہ پر اظہار خیال نہ کیا گیا اور واقعات تازہ پر روشنی نہ ڈالی گئی تو قارئین مولوی تین مہینہ پیچھے رہ جائیں گے اور ہم قطعاً یہ نہیں چاہتے کہ مسلمان سیاسیات سے بے خبر اور لاپرواہ ہیں کیونکہ ہم ایمانداری کے ساتھ محسوس کرتے ہیں کہ ملت اسلامیہ کی فلاح و بہبود کا یہ تقاضا ہے کہ مسلمان سیاسیات کا باقاعدہ مطالعہ کیا کریں سیاسی معاملات پر غور و خوض کیا کریں اس میں دلچسپی لیں اور صحیح طرز عمل اختیار کریں ہماری یہ پختہ رائے ہے کہ اگر مسلمان ہندوستان میں عزت و وقار کے ساتھ زندہ رہنا چاہتے ہیں تو ملکی و وطنی تحریکات سے الگ ہو کر نہیں رہ سکتے۔ ہم اس لئے لکھ رہے ہیں کہ شاید بعض ناظرین مولوی پر سیاسی شذرات شاق گذرتے ہوں لیکن ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ جس کی امت کہلاتے ہیں جس کا کلمہ پڑھتے ہیں اور جس کے نام لیوا غلام ہیں اس کو ایک دن کے لئے بھی سیاست سے نجات نہیں ملی بتوں سے لڑنا پڑا بہتوں سے صلح کرنی پڑی اور بہتوں سے معاہدے کرنے پڑے ہم ہندوستان میں ایک قوم کی حیثیت سے ہیں اس لئے قومی عزت و وقار کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے ان سے نہ علیحدہ رہ سکتے ہیں اور نہ رہنا ہی چاہیئے۔

وائٹ پیپر کے بعد

قرطاس ابیض کے بعد اب سیاسیات ملکی اس مرحلہ پر ہے کہ حکومت کی طرف سے دارالعوام و دارالامرا کے ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی بنادی گئی ہے اس کا کام یہ ہوگا کہ وہ مزید ہندوستان اور انگلستان کے مختلف مفاد کے نمایندوں کی شہادت لیگی اور وائٹ پیپر میں مندرجہ تجاویز پر غور کرے گی اس کے بعد اپنی رپورٹ حکومت کے سامنے پیش کردیگی اور اس رپورٹ کی بنا پر ایک مسودہ قانون بنکر پارلیمنٹ میں پیش کیا جاوے گا۔

اس کمیٹی میں بطور اسیر و مشیر کے چند ہندوستانیوں کو بھی نامزد کیا گیا ہے مگر ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اب آجکل اس کمیٹی کی دھوم ہے اور دسمبر تک اسی کا چرچا رہے گا ہندوستان سے لوگ اس کے سامنے شہادت دینے کے لئے بھاگے چلے جا رہے ہیں ہندو اور مسلمانوں دونوں کا ایک حال ہے دونوں اپنی اپنی قوم کی بہتری اور اس کے حقوق کے تحفظ کا دعویٰ کرکے جا رہے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کو اچھی طرح یقین ہے کہ یہ کچھ بھی نہیں کراسکیں گے عنان اختیار دوسروں کے ہاتھ میں ہے اور بالکل وہ کیفیت ہے جو غالب نے رخش عمر کی لکھی ہے یعنی ؎

رو میں ہے رخش عمر کہاں دیکھئے تھمے — نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں

لیکن یہ خود غرض خود ساختہ نمایندے اس دعوے سے جاتے ہیں گویا ہی اپنی قوم کی قسمت کی کایا پلٹ دیں گے۔

اصل یہ ہے کہ قوم کو بیوقوف بنانا ان کا شیوہ ہے اور قوم کے نام پر خود اپنی اغراض پوری کرنی چاہتے ہیں حکومت ایسے افراد کی حوصلہ افزائی کرتی ہے کیونکہ ایسے ہی نمائشی افراد سے جیسے کہ مسلم لیگ کے خود ساختہ ممبر گئے ہیں حکومت کی اغراض پوری ہوتی ہیں۔

بہرحال اب جو کچھ انگلستان میں ہو رہا ہے وہ بالکل ایک ڈرامہ کی صورت رکھتا ہے وائٹ پیپر میں جو کچھ شایع کیا جاچکا ہے اس سے زائد اور اس سے بہتر امین کے ملنے کی کوئی توقع نہیں ہے بلکہ اس امر کا اندیشہ ہے کہ چرچل پارٹی کی چیخ پکار سے بدسے بدتر نہ ہو جاوے آجکل انگلستان میں چرچل اور ان کی پارٹی نے ایک طوفان برپا کر رکھا ہے ان کا مقصد نہ صرف اس قدر ہے کہ جس قدر وائٹ پیپر میں اعلان کیا گیا ہے کہیں اس سے زائد اور اس کے آگے قدم نہ بڑھا دیا جائے۔

لیکن موجودہ حالات میں اس اندیشہ کا کوئی امکان نہیں ہے کیونکہ محض زبانی شور مچانے والوں کے شور و غل سے تو ہندوستان یا انگلستان کی حکومت متاثر ہو نہیں سکتی اور اس وقت جو کچھ دیا جا رہا ہے وہ بھی ان بلند بانگ دور باطن ہیچ نالوں کی سعی کا اس میں کچھ دخل نہیں ہے بلکہ جو کچھ مل رہا ہے وہ بھی ایثار و قربانی کرنے والوں کی جوتیوں کا صدقہ ہے اور چونکہ اس وقت وہ جماعت کمزور ہوگئی اس لئے کوئی امید نہیں کہ قرطاس ابیض کی تجاویز میں کوئی مفید اور بہتر تبدیلی ہوسکے گی ہندوستان کو کچھ اپنا چاہیے کہ قرطاس ابیض کی تجاویز پر مہر تصدیق ثبت ہو چکی اب اس سے زیادہ ملنے کی

سول نافرمانی کا التوا

یہ خبر تو تمام قارئین مولوی کو مل ہی چکی ہوگی کہ گاندھی جی نے اچھوتوں کی اصلاح کے لئے ۲۱ روز کا برت رکھا تھا یعنی سوائے نمک ملے ہوئے پانی کے ہر قسم کی غذا سے پرہیز کیا تھا۔

گاندھی جی نے ۸ مئی سے اپنا برت شروع کیا اور اسی دن حکومت نے گاندھی جی کو غیر مشروط طور پر رہا کر دیا گاندھی جی نے نکلتے ہی مسٹر آنے قائم مقام صدر کانگرس چھ ہفتہ کے لئے سول نافرمانی ملتوی کرادی اور اپنے بیان میں لکھا کہ اگر حکومت نے اپنا فرض محسوس کیا اور سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا تو پھر میں وہیں سے صلح کی بات چیت شروع کر دوں گا جہاں سے وہ ٹوٹ گئی تھی۔

لیکن حکومت نے دوسرے دن اعلان کر دیا کہ وہ سیاسی قیدیوں کو نہیں چھوڑے گی اور کچھ اس قسم کا اشارہ بھی تھا کہ جب تک بالکل سول نافرمانی بند نہیں کردی جائے گی اس وقت تک قیدی نہیں چھوڑے جائینگے۔

جس وقت مہاتما گاندھی نے سول نافرمانی کے التوا کا اعلان کیا تھا تو تمام ملک نے اس کا خیر مقدم کیا اور امید بندھی تھی کہ پھر سے کامل امن و امان کا دور آجائیگا اور حکومت و کانگریس کے درمیان جو کشمکش جاری ہے وہ ختم ہو جائے گی مگر حکومت نے اس کا جو جواب دیا وہ بالکل خلاف امید اور غیر متوقع تھا کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ گاندھی جی نے جو اہم قدم اٹھایا ہے اس کا ایسا حوصلہ شکن اور مغرورانہ جواب حکومت کی طرف سے دیا جائے گا۔

حکومت کا یہ طرز عمل اس بنا پر ہے کہ اس کو آرڈیننس کے ذریعہ کانگریس کی تحریک کو دبانے میں ایک حد تک کامیابی ہوئی ہے حالانکہ یہی حکومت تھی جس نے ۱۹۳۱ء میں خود آگے بڑھکر صلح کی تھی مگر اب انکار کر رہی ہے اس کو یقین ہے کہ اس نے کانگریس کو کچل ڈالا ہے اور اب اس کے ساتھ بات چیت کرنا گویا پھر اس کو زندگی بخش دینا ہے اس لئے حکومت نے یہ روش اختیار کی ہے۔

لیکن ہمارے نزدیک نہیں بلکہ ان لبرل رہنماؤں اور اعتدال پسند لیڈروں کے نزدیک بھی جو ہمیشہ سول نافرمانی کو غلط سمجھ رہے ہیں اور اپنی اس رائے کا اظہار بھی کرتے رہے ہیں ان کے نزدیک بھی حکومت کا رویہ اس موقع پر سخت غلط تھا کیونکہ اگر آج کانگریس کا زور کسی وجہ سے کم ہو گیا ہے اور اس کی تحریک سول نافرمانی کمزور پڑگئی ہے تو اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ کانگریس ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت نہیں ہے اور یہ کہ اس کا اثر و اقتدار ملک پر سے اٹھ گیا ہے تمام غیر کانگریسیوں کی یہ رائے ہے کہ بغیر کانگریس کے تعاون کے آیندہ ریفارم کی کامیابی بالکل ناممکن ہے اس کے علاوہ اگر کانگریس کے ساتھ کوئی مفاہمت نہ ہوئی تو ملک میں امن و امان کا قائم ہونا بھی محال ہے گو آج کسی قدر امن نظر آ رہا ہے مگر یہ محض عارضی رکاوٹ ہے جیسا کہ کوئی سیلاب کسی بندکی وجہ سے عارضی طور سے رک جائے لیکن مستقلاً اس کا رکنا بالکل محال ہے اور کچھ عرصہ کے بعد اس سے کہیں زیادہ طاقت کے ساتھ ابھر کر پھیلنے اور بربادی پھیلانے کا خطرہ ہے اس لئے آج کے عارضی سکون پر کل کی شورش کو نظر انداز کر دینا دانشمندی نہیں ہے بلکہ ضرورت اور دانشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ اگر موقع ہاتھ آتا ہے تو شورش کو ختم کرنے اور ان لوگوں کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے جو اپنے ایثار و قربانی سے ملک میں ایک اثر و اقتدار رکھتے ہیں

بہر حال حکومت کے اس طرز عمل کو ملک کے کسی سیاسی طبقہ میں بھی پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھا گیا اس کا نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ سول نافرمانی پھر سے شروع کر دی جائے گو اس کا زور نہ بندھے مگر کشمکش جیپتی اور ملک میں بے امنی ضرور قائم رہے گی اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ تحریک بالکل مردہ ہی ہو چکی ہے اس لئے وہ کسی طرح چل ہی نہیں سکتی ہو سکتا ہے کہ حکومت کے اس طرز عمل کا اثر ملک پر یہ پڑے کہ چونکہ حکومت اب بلا وجہ کانگریس کو کچلنا چاہتی ہے لہذا حکومت کو اس کا موقع نہ دو یعنی ملک کی ہمدردی حاصل کرنے میں از سر نو کانگریس کامیاب ہو سکے۔

کانگریس کو کیا کرنا چاہیئے

اب یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ حکومت کانگریس سے صلح نہیں کرنا چاہتی اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ گاندھی جی اور کانگریس دونوں کو ایسی پوزیشن میں ڈال دینا چاہتی ہے کہ دونوں مجبور ہو کر از سر نو سول نافرمانی شروع کر دیں تاکہ حکومت کو ایک طرف تو یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ دیکھئے ہم کہتے تھے کہ ابھی کانگریس اور اس کے لیڈر کے سر سے سول نافرمانی کا سودا نہیں گیا اس لئے ہم نے سیاسی قیدیوں کو رہا نہیں کیا تھا اور دوسری طرف دنیا کو یہ دکھانے کا موقع ملے کہ حکومت آرڈیننس نافذ کرنے اور سختی و تشدد کی پالیسی اختیار کرنے میں حق بجانب تھی اور یہ سب کچھ اس لئے تاکہ حکومت کا یہ مقصد پورا ہو جائے کہ کانگریس جدید ریفارم میں کسی قسم کا کوئی حصہ نہ لے سکے اور اس کے تمام رہنما جیلوں میں بند رہیں تاکہ ان کی عدم موجودگی میں جدید انتخابات ہو جائیں اور اسمبلی و کونسلوں میں ایسے جی حضوری اور کمزور و خود غرض اشخاص پہنچ جائیں جن کو حسب منشا چلایا جا سکے اور وہ سرکار کے اشارہ پر ناچ سکیں۔

کانگریس کے سول نافرمانی ملتوی کرنے کے بعد بھی حکومت کی یہ ضد کہ سیاسی قیدیوں کو نہیں چھوڑا جا سکتا اس کا یہی مطلب لیا جا رہا ہے کہ اس سے سرکار کا مقصد صرف یہ ہے کہ کانگریس کو جدید انتخابات میں حصہ لینے کا موقع نہ دیا جائے تاکہ یہ علیحدہ رہ سکیں اور ان کی وجہ سے کسی قسم کی پریشانی حسب منشا جدید ریفارم کو چلانے میں نہ اٹھانی پڑے۔

اگر یہ خیال صحیح ہے تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ حکومت ہی اب یہ چاہتی ہے کہ نام نہاد سول نافرمانی جاری رہے کیونکہ اب حکومت کا فائدہ اس کے بند کرنے میں نہیں بلکہ اس کے جاری رکھنے میں ہے اس لئے گاندھی جی اور کانگریس کے جو لیڈر اس وقت جیل سے باہر ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ جذبات پرستی سے علیحدہ ہو کر حالات کا مطالعہ کریں اور تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد مردانہ وار قدم اٹھائیں اور ہمارے نزدیک وہ قدم یہ ہونا چاہیئے کہ سول نافرمانی طویل عرصہ کے لئے بلکہ غیر معین عرصہ کے لئے ملتوی کر دینا چاہیئے اور اس لئے ملتوی کر دینا چاہیئے کہ اب اس سے بجائے کانگریس کے حکومت کو فائدہ پہنچ رہا ہے اور حکومت کی خواہش ہے کہ سول نافرمانی مر تو گئی ہے مگر نام کے لئے زندہ رکھی جائے ہمیں اپنے حریف کے ہاتھوں کٹھ پتلی نہ بننا چاہیئے اور اس قدر غیر سیاسی نہ بننا چاہیئے کہ حریف کی چالوں کی طرف سے آنکھیں بالکل موند لیں اس وقت حکومت کی پہلی چال یہ ہے کہ کانگریس کو الجھن میں ڈال دیا جائے کہ وہ صحیح فیصلہ نہ کر سکے اور یہ سٹیج و دربار کا کھیت ان کو بدستور سول نافرمانی کے اس جال میں پھنسائے رکھے جو تیار کیا گیا تھا دوسرے کے لئے مگر اب خود کانگریس کے ہاتھ پاؤں اس میں الجھ گئے ہیں۔

جنگ کبھی ایک ڈھنگ پر جاری نہیں رکھی جا سکتی اور کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ایک معینہ طریقہ اور مقررہ محاذ پر جنگ کر کے کوئی شخص فتح یقینی طور پر حاصل ہی کر لیگا جنگ میں جہاں قدم آگے بڑھانا ہے وہیں ضرورت کے وقت پیچھے قدم ہٹانا بھی اتنی ہی بہادری کا کام ہے جنگ میں کبھی میدان میں لڑنا پڑتا ہے اور کبھی مورچے اور خندق میں بیٹھکر کبھی دست بدست لڑنا پڑتا ہے اور کبھی دور سے گولے برسانے پڑتے ہیں غرضکہ موقع اور محل کو دیکھکر جیسا مناسب سمجھا جاتا ہے ویسا کیا جاتا ہے یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ ایک جگہ اڑ گئے تو بس اڑ گئے خواہ دشمن اپنی ساری قوت اسی محاذ پر لا ڈالے مگر ہم ٹس سے مس نہ ہوں اور دشمن کے کمزور مقامات کی طرف دھیان نہ دیں

ہمارے نزدیک کانگریس کا ملک کی بھلائی اور خیر خواہی کے اعتبار سے یہ فرض ہے کہ سول نافرمانی کو ملتوی کر کے جدید انتخابات میں حصہ لے اور خود غرض ٹوڈیوں کو موقع نہ دے کہ وہ اسمبلی اور کونسلوں پر قبضہ کر کے عملاً ہندوستان کو انگریزی ڈپلومیسی کے حوالہ کر دیں اور اگر کچھ نفع پہنچنے کی امید بھی ہو تو اس سے ملک محروم ہو جائے اس لئے اب تذبذب کی حکمت عملی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ صاف و صریح جرأت آزما قدم اٹھانے کی ضرورت ہے اور وہ قدم اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ سول نافرمانی کو ملتوی کیا جائے اور جدید کونسلوں اور فیڈرل لیجسلیچر پر قبضہ کا پروگرام مرتب کیا جائے۔

مولانا شریف احمد صاحب مراد پر حملہ

ناظرین مولوی مولانا شریف احمد صاحب مراد سے خوب اچھی طرح واقف ہیں مولانا موصوف مولوی کے قلمی معاونین میں ہیں آپ التکمیل ہفتہ وار کے بھی اڈیٹر ہیں اس اخبار میں آپ کی لاعلمی میں شاید ایک مراسلہ شائع ہو گیا تھا جس میں بھوپال کے بعض بزرگوں کا ذکر تھا ہمارے سامنے وہ مراسلہ نہیں ہے اور نہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ کس قسم کے مضمون پر مشتمل تھا۔ بہر حال بیان کیا جاتا ہے کہ دو آدمی مولانا مراد کے مکان پر آئے اور مولانا سے ملنے کی خواہش ظاہر کی اندر گئے تو دو ایک باتیں کر کے مولانا پر حملہ آور ہو گئے حملہ ڈنڈے اور چھری یا چاقو سے کیا گیا منہ پر مولانا کے متعدد زخم آئے ناک بھی زخمی ہوئی اور اس قدر شدید زخم آئے کہ مولانا بیہوش ہو گئے عورتوں نے شور مچایا تو حملہ آور بھاگے مگر باہر سڑک پر گرفتار کر لئے گئے اور اب عدالت میں ان کا مقدمہ زیر سماعت ہے اس لئے ہم کچھ زیادہ نہیں لکھ سکتے لیکن اس قدر ضرور کہیں گے کہ خواہ اس مراسلہ کی نوعیت کچھ ہی ہو جو التکمیل میں شائع ہوا مگر اس کی بنا پر اس طرح قانون کو اپنے ہاتھ میں لیکر ایک ایسے شخص پر تندرست و توانا آدمیوں کا حملہ آور ہونا جو بالکل معذور و مجبور ہے اور جس کے پاؤں شل ہیں اور بغیر دوسرے انسان کی مدد کے ایک بالشت بھی اپنی جگہ سے جنبش اور حرکت نہیں کر سکتا یہ حد درجہ ننگ انسانیت فعل ہے اور اس کی جس قدر ملامت کی جائے وہ کم ہے اس لئے دل میں یہ قدرتی جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ حملہ آوروں کو قرار واقعی سزا ملنی چاہیئے تاکہ ایسے سر پھرے لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور آئندہ ایسے حوادث کا سد باب ہو۔ ہمیں مولانا کے ساتھ پوری ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جلد صحت عطا فرمائے اور آئندہ ایسے مصائب سے محفوظ رکھے۔

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

ان لوگوں کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے سزائے عظیم ہے یہ لوگ غلط باتوں کے سننے کے عادی ہیں بڑے حرام کے کھانے والے ہیں تو اگر یہ لوگ آپ کے پاس آویں تو خواہ آپ ان میں فیصلہ کر دیجئے یا ان کو ٹال دیجئے اور اگر آپ ان کو ٹال ہی دیں تو ان کی مجال نہیں کہ آپ کو ذرا بھی نقصان پہنچا سکیں اور اگر آپ فیصلہ کریں تو ان میں عدل کے موافق فیصلہ کیجئے بیشک اللہ تعالے عدل کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور وہ آپ سے کیسے فیصلہ کراتے ہیں حالانکہ ان کے پاس توراۃ ہے جس میں اللہ کا حکم ہے پھر اس کے بعد ہٹ جاتے ہیں اور یہ لوگ ہرگز اعتقاد والے نہیں ہم نے توریت نازل فرمائی تھی جس میں ہدایت تھی اور وضوح تھا انبیا جو کہ اللہ تعالے کے مطیع تھے اس کے موافق یہود کو حکم دیا کرتے تھے اور اہل اللہ اور علماء بھی بوجہ اس کے کہ ان کو اس کتاب اللہ کی نگہداشت کا حکم دیا تھا اور وہ اس کے اقراری ہوگئے تھے سو تم بھی لوگوں سے اندیشہ مت کرو اور مجھ سے ڈرو اور میرے احکام کے بدلے میں متاع قلیل مت لو اور جو شخص کہ خدا تعالے کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے سو ایسے لوگ بالکل کافر ہیں"۔

تفسیر:۔ خیبر کے اشراف لوگوں میں سے ایک شادی شدہ یہودی نے کسی خاوند والی یہودن سے زنا کیا چونکہ توراۃ میں سنگساری کا حکم تھا اور یہود شرفاء قوم کی رعایت چاہتے تھے اس لئے اس امید پر کہ شاید رسول اللہ صلعم ان کے معزز ہونیکی وجہ سے حکم میں کچھ رعایت فرماویں مقدمہ کو مدینہ منتقل کرنا چاہا اور مدینہ کے خاندان بنو قریظہ کے یہودیوں کو لکھا کہ مقدمہ کو محمدؐ کے سامنے پیش کرنا اگر وہ سنگساری کا حکم دیں تو نہ ماننا ہاں اگر ہماری رسم کے موافق تعزیر (سو درے مار کر منہ کالا کرکے شہر میں تشہیر کرنا) کا حکم دیں تو تسلیم کر لینا کیونکہ محمدؐ کی شریعت سہل ہے اگر ان کا فتویٰ لیکر ہم عمل کریں گے تو کہنے کو گنجائش ہوگی کہ ہم نے نبیؐ کے کہنے سے ایسا کیا یہود مدینہ نے دربار رسالت میں مقدمہ پیش کرنے سے پہلے یہ مناسب سمجھا کہ کسی طرح آنحضرت کی رائے معلوم کرلیں کیونکہ مقدمہ پیش کرنے کے بعد جو حضور فیصلہ فرماویں گے اس پر عملدرآمد لازمی ہے اگرچہ یہود کی منشا کے خلاف ہو مگر مخالفت ناممکن ہے اسلئے بعض منافقوں کو اس راز کے دریافت کرنے کے لئے لگا دیا لیکن چونکہ وحی کے ذریعہ سے پہلے ہی حضور کو اطلاع ہوگئی تھی اس لئے یہود کو حضور کی رائے کا کچھ پتہ نہ چلا بالآخر مقدمہ حضور کے سامنے پیش ہوا اور حضرت نے توریت کے حوالہ سے مرد و عورت دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم دیدیا یہودی کہنے لگے توریت میں رجم کا حکم نہیں ہے آخر توریت منگوائی گئی اور ایک یہودی عالم نے پڑھنی شروع کی جب آیت رجم پر پہنچا تو اسکو چھپا لیا اور ہاتھ سے ڈھانک لیا حضرت عبداللہ ابن سلام (جو پہلے زبردست یہودی عالم تھے اور اس وقت مسلمان ہوچکے تھے) نے عرض کیا کہ حضور ہاتھ اٹھانے کا حکم دیں جب ہاتھ ہٹایا گیا تو چوری کھل گئی اور رجم کا حکم نکلا حضور نے ابن صوریا کو جو بڑا زبردست یہودی عالم تھا قسم دی اور فرمایا تمہیں اس خدا کی قسم جس نے حضرت موسیٰ پر توریت نازل فرمائی ہے کیا تمہارے ہاں زنا کی سزا رجم نہیں ہے ابن صوریا نے عرض کیا بیشک حکم تو یہی ہے لیکن جب ہم میں زنا کی کثرت ہونے لگی تو ہم شریفوں اور رئیسوں سے سنگساری موقوف کرنے لگے اور سو درے مار کر منہ کالا کرکے شہر میں پھرانے لگے تاکہ ہماری جماعت کم نہ ہو غرض حضور نے دونوں کو مسجد کے دروازہ پر سنگسار کرایا اور مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ بعض علماء نے مذکورہ ذیل شان نزول بیان کی ہے حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ آیات یہود کے دو زبردست فرقوں کے بارہ میں نازل ہوئی ہیں آپس میں دونوں ایک مدت تک جنگ کرتے رہے تھے جس کی وجہ سے بنو قریظہ بہت کمزور ہوگئے تھے اور بنو نضیر نہایت طاقتور تھے آخر میں ان دونوں نے باہم صلح کر لی شرائط صلح میں منجملہ دیگر شرائط کے ایک شرط یہ بھی تھی کہ نضیر میں سے جو شخص قتل ہو اس کی دیت میں قریظہ پر لازم ہے کہ ستر وسق غلہ (ایک خاص پیمانہ) نضیر کو دیں اور اگر قریظہ میں سے کوئی مارا جائے تو نضیر پر لازم ہے کہ ۳۵ وسق قریظہ کو ادا کریں ایک مدت تک اسی شرط پر عملدرآمد رہا جب حضور مدینہ شریف لائے اور نضیر (بظاہر) مسلمانوں کے ہمدرد اور طرفدار بن گئے تو مسلمان بھی ان کے حلیف ہوگئے کچھ زمانہ کے بعد قریظہ کے ایک آدمی نے کسی نضیری کو قتل کر دیا نضیر نے حسب دستور العمل ستر وسق بنو قریظہ سے طلب کئے قریظہ نے جواب دیا کہ دو گروہ جن کا ایک ہی دین ہے ایک ہی نسب ہے اور ایک ہی شہر میں دونوں رہتے ہیں کیا یہ ممکن ہے کہ ایک کا خون بہا دوسرے سے آدھا ہو پہلے جو ہم نے تم کو دیا تھا وہ تمہارے ڈر سے تھا اب تو محمدؐ یہاں آگئے ہیں اب ہم تم کو اس حساب سے نہ دیں گے اس پر دونوں فریق میں جھگڑا ہوا اور لڑائی ہونے کے قریب ہوگئی بالآخر دونوں فریق اس پر راضی ہوئے کہ حضور اقدس جو فیصلہ فرمادیں وہی درست ہے مگر شام کو جب بنی نضیر باہم جمع ہوئے تو کہنے لگے کہ واللہ محمدؐ تو ہم کو دونا دلوانے والے نہیں ہیں اس لئے جاسوس متعین کرنا چاہئیں تاکہ آنحضرت کی رائے پہلے سے معلوم ہوجائے پھر اگر تمہارے موافق ہو تو ماننا ورنہ نہ ماننا چنانچہ چند منافق اس کام پر مقرر کئے گئے مگر آنحضرت کو وحی کے ذریعہ سے یہود کی رائے اور ارادے معلوم ہوگئے اس وقت مذکورہ آیت آخر رکوع تک نازل ہوئی۔ بہر حال شان نزول دونوں میں سے کوئی بھی ہو آیات کا مطلب یہ ہے کہ اے محمدؐ تم کو ان لوگوں کے انکار اور سرتابی کا کچھ غم نہ کرنا چاہئے یہ لوگ کفر میں گھسے پڑے ہیں دائرہ ایمان میں داخل ہی نہیں ہوئے ان لوگوں کی عجیب حالت ہے منہ سے کہدیتے کہ ہم ایمان لے آئے مگر دل سے ان کو صداقت اسلام کا یقین نہیں ہے یہ منافق ہیں ان کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ اور بعض یہودی ایسے ہیں کہ دل سے ان جھوٹی باتوں کو خوب سنتے اور مانتے ہیں جو ان کے دروغ گو مفتری علماء اپنے دل سے گڑھ لیتے ہیں باقی تم سے جو حکم سننا چاہتے ہیں تو ایک دوسری قوم یعنی خیبر کے یہودیوں کے لئے سنتے جاتے ہیں جو تمہارے پاس حاضر نہیں ہوئے ہیں اس کے علاوہ یہ کہ حق بات کو سنکر اس میں تحریف اور تغیر تبدل کر لیتے ہیں توریت کے الفاظ کو ان کی جگہ سے تبدیل کرتے ہیں شرح بخاری میں ہے کہ یہود و نصاریٰ نے بہت سے الفاظ بڑھا لئے اور بجائے ان کے توریت و انجیل میں اپنی طرف سے دوسرے الفاظ داخل کر دیئے اس کے علاوہ بہت سے الفاظ کے معانی کو بیجا تاویل کرکے بگاڑ دیا خیبر کے یہودیوں نے ان سے کہلا بھیجا ہے کہ اگر تم کو محمدؐ کے پاس سے کوڑے مارنے کا حکم ملے تو مان لینا ورنہ تسلیم نہ کرنا بات یہ ہے

کہ جس کو خدا گمراہ کرنا چاہتا ہے تو کوئی طاقت ارادۂ الٰہی کو روک نہیں سکتی اور اس شخص کو گمراہی سے محفوظ نہیں رکھ سکتی یہ یہود بھی اسی گمراہ گروہ میں داخل ہیں جن کے دلوں کو خدا تعالیٰ کفر کی نجاست سے پاک کرنا نہیں چاہتا اس لئے نجس اور ازلی بدبخت ہیں دنیا میں ذلیل و خوار ہیں نہایت ذلت کے ساتھ جزیہ ادا کرتے ہیں اور آخرت میں بھی ان کے لئے بڑا زبردست عذاب ہوگا جھوٹی بات تو خوب دل لگا کر سنتے ہیں حرام روزی خوب کھاتے ہیں حضرت علی کا قول ہے کہ سحت کے معنے رشوت کے ہیں لوگوں نے دریافت کیا کہ رشوت لیکر غلط حکم دینا کیسا ہے فرمایا یہ تو کفر ہے ترمذی میں ایک حدیث ہے کہ حضور نے فرمایا کہ حکم میں رشوت لینے والے اور دینے والے پر خدا نے لعنت کی ہے یہودی علماء و حکام عموماً رشوت خوار تھے انہی کی آیت میں مذمت کی گئی ہے اب اگر یہ بدکار لوگ تمہارے پاس فیصلہ کرانے کے لئے آئیں تو تمہیں اختیار ہے چاہے ان کا فیصلہ کرو یا پہلو تہی کر جاؤ (یہ اختیار ابن کثیر کے نزدیک منسوخ ہے بلکہ فیصلہ کرنا واجب ہے یہی امام شافعی اور ابو حنیفہ کا قول ہے) اگر تم ان کے جھگڑوں کا فیصلہ نہ کروگے تو یہ تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتے اور فیصلہ کروگے تو کرو مگر انصاف کے ساتھ شرع کے موافق بغیر رو رعایت کے فیصلہ کرنا خدا انہی منصفوں اور عادلوں سے محبت کرتا ہے اور ان کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے مگر امید نہیں کہ تمہارے فیصلہ کو تسلیم کریں اور تمہیں اپنا پنچ قرار دیں ان کے پاس تو خود توریت موجود ہے جس میں خدا کا حکم موجود ہے (یعنی محصن زناکاروں کو رجم کرنے کا حکم توریت میں موجود ہے) اگر تم کو فیصل کنندہ اور پنچ نہ بنائیں گے تو بعد کو فیصلہ نہ مانیں گے اور منہ پھیر کر چلے جائیں گے کیونکہ یہ صرف زبانی ایمان کے مدعی ہیں ورنہ درحقیقت ان کا ایمان درست پر نہیں ہے اور نہ تمہارے فیصلہ کو دل سے سچا جانتے ہیں ہم پہلے ہی توریت نازل کر چکے ہیں جس کے اندر ہدایت اور نور بھرا ہوا ہے (یعنی سچے عقائد اور صحیح احکام کا بیان توریت میں موجود ہے) بنی اسرائیل کے انبیاء یہودیوں کو اسی کے مطابق عملدرآمد کرنے کا حکم دیا کرتے تھے علاوہ بریں حق پرست عالم اور فقہاء یہود بھی توریت کے موافق فتویٰ دیتے تھے کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کے سینوں میں توریت کو محفوظ کر رکھا تھا وہ اس کی خلاف ورزی نہ کرتے تھے نہ الفاظ میں رد و بدل کرتے تھے نہ معانی بگاڑتے تھے اس کے بعد خدا تعالیٰ یہودیوں کو خطاب فرماتا ہے ارشاد ہوتا ہے اے یہودیو تم اظہار حق میں لوگوں سے نہ ڈرو صرف مجھ سے خوف کرو (یعنی لوگوں سے ڈرنا سے اظہار حق بات نہ چھپاؤ اور احکام خدا کی پابندی کرو رسول کے فیصلہ کو صحیح جانو مجھ سے ڈر کر اپنے اس فعل سے باز آؤ) اور لالچ میں آکر ہی لوگوں کے لئے احکام میں تغیر نہ کرو میرے احکام کو دنیاوی مال و دولت کے عوض میں جو بالکل ہیچ ہے فروخت نہ کرو یاد رکھو جو شخص حکم خدا کے خلاف احکام نافذ کرتا ہے وہ کافر ہے یعنی جو شخص عمداً خدا کے حکم کو چھوڑتا ہے اور جان بوجھ کر ظلم کرتا ہے وہ کافر ہے (سدی) بعض کے نزدیک کافر بمعنی فاسق ہے۔

مقصود بیان سوائے قادر ذوالجلال کے کسی کو ایجاد کرنے کی طاقت نہیں ہدایت و ضلالت سب خدا کے ہاتھ میں ہے شرعی احکام میں تغیر و تبدل اور تحریف کرنی کفر ہے جھوٹے خوشامد کرنے والوں اور مسخرے رئیسوں کی جھوٹی باتیں سننی حرام ہیں رشوت لینی اور دینی دونوں حرام ہیں سکار صوفی جو زاہد گوشہ نشین بنے بیٹھے ہیں اور لوگوں کا مال ہضم کرتے ہیں اور مریدوں کی خوشامد سن سنکر فرعون بنے ہوئے ہیں یہ سب حرام ہے حکم شریعت کے اظہار میں کسی حاکم کا خوف یا کوئی مالی لالچ مانع نہ ہونا چاہیئے۔

خلاصۂ غرض عذاب خدا سے ترہیب۔ توکل اور اظہار حق کی تعلیم حکمت آمیز الفاظ میں دعوت اسلام۔ خدا کی قدرت کاملہ کی طرف ایک لطیف اشارہ مخلوق کی عاجزی کا ایک باریک ترین طرز بیان میں اظہار وغیرہ

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ ۚ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

(ترجمہ) اور ہم نے ان پر اس میں یہ بات فرض کی تھی کہ جان کے بدلے جان کے اور آنکھ کے بدلے آنکھ کے اور ناک کے بدلے ناک کے اور کان کے بدلے کان کے اور دانت کے بدلے دانت کے اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے پھر جو شخص اس کو معاف کر دے تو وہ اس کے لئے کفارہ ہو جائے گا اور جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے سو ایسے لوگ بالکل ستم ڈھا رہے ہیں۔

تفسیر۔ گزشتہ رکوع میں بیان تھا کہ یہود نے احکام توریت میں رد و بدل کر لیا ہے سنگساری کا حکم بدل کر زنا کی سزا صرف تعزیر مقرر کی شرفاء اور رؤساء کے بارہ میں رعایت کرنے لگے اس آیت میں قصاص کا بیان ہے یہود عمداً اس حکم کے خلاف کرتے تھے اگر قریظہ والا کسی نضیری کو عمداً قتل کر دیتا تو قصاص لیتے اور اگر نضیری قریظی کو قتل کر دیتا تو دیت ہی دیتے تھے قتل خطا کی صورت میں نضیری کی دیت قرظی سے دوچند لیتے تھے حالانکہ توریت میں قصاص کا حکم عام تھا امیر غریب وضیع و شریف سب اس حکم میں برابر تھے کوئی مجرم ہو سب کو یہی سزا دینے کا حکم تھا لیکن یہود نے جس طرح خوف و طمع سے آیت رجم میں تحریف کر لی تھی اسی طرح آیت قصاص میں بھی رد و بدل کر رکھا تھا اسی مناسبت سے خدا تعالیٰ نے پہلی آیات کے بعد یہود کی ایک اور معاندانہ مخالفت اور شرعی تحریف کا یہاں تذکرہ کیا مگر چونکہ پہلے حکم میں یہود نے عمداً عناد سے خلاف کیا تھا اس لئے اولئک هم الکافرون کہا اور قصاص میں ظالم و مظلوم کا کچھ انصاف نہیں کیا ہر شخص کی حسب وجاہت سزا علیحدہ قرار دی اس لئے فاولئک هم الظالمون فرمایا ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے توریت میں یہود پر لازم کر دیا تھا کہ جان کا بدلا جان اور آنکھ کا بدلا آنکھ اور دانت کا بدلہ دانت اور زخموں کا بدلہ برابر ہونا چاہیئے (علماء نے اس اخیری حصہ کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ جن زخموں کا بدلا ہو سکتا ہو ان کا بدلہ لیا جائے مثلاً اگر ہاتھ کاٹ ڈالا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اگر پسلی توڑ دی تو پسلی توڑی جائے گی اور جن زخموں کا بدلا ممکن نہ ہو تو دو عادل ثقہ آدمی جو جرمانہ تجویز کرینگے وہ ادا کرنا ہوگا۔ اس امر میں صحابہ تابعین اور علماء امت کا اختلاف ہے کہ گذشتہ شریعتوں کے احکام ہمارے لئے بھی دستور العمل ہیں یا نہیں اس مسئلہ میں مختلف اقوال ہیں مگر جمہور اہل سنت کا یہ قول ہے کہ اگر کسی سابق شریعت کا حکم ہماری شریعت میں منسوخ نہ ہوا ہو اور صحیح طور پر بغیر کسی تحریف کے منقول ہو اور خدا تعالیٰ نے ہمیں اس کے خلاف کرنے کا حکم ہی نہ دیا ہو تو ہمارے لئے واجب العمل ہے جس طرح کہ یہی آیت کریمہ ہے اس کا حکم ہمارے لئے بھی واجب الاتباع ہے) اب جو شخص

اپنا بدلا معاف کر دیگا تو اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا یعنی اگر بدلہ نہ لیا اور مجرم کا قصور معاف کر دیا تو یہ اس کے لئے گناہوں کا کفارہ ہے خدائے تعالےٰ اس کے گناہ بھی معاف فرما دیگا زمخشری نے اس آیت کا یہی مطلب بیان کیا ہے اور حدیث سے بھی ثابت ہی ہے) اور جو شخص اللہ کے نازل کئے ہوئے حکم کے موافق حکم کے موافق حکم نہ کرے گا۔ بلکہ خدا کے حکم کی بجائے اپنی طرف سے کوئی حکم ایجاد کرے گا تو وہ ظالم ہے دوسروں کی حق تلفی کرتا ہے اور اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔

مقصود بیان۔ قانون مساوات کی تعلیم۔ امیر و غریب سب کیلئے ایک سزا اور ایک فیصلہ کا حکم۔ حکم خدا کے خلاف فیصلہ کرنے پر وعید۔ برابر عوض لینے کی اجازت بشرطیکہ بدل میں حصہ لینا ہو تو بہتر معاف کر دینے کی ترغیب یہود کی سرکشی و عناد کا بیان وغیرہ

وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ ۖ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۝ وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنجِيلِ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فِيهِ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

(ترجمہ) اور ہم نے ان کے پیچھے عیسےٰ ابن مریم کو اس حالت میں بھیجا کہ وہ اپنے سے قبل کی کتاب یعنی توریت کی تصدیق فرماتے تھے اور ہم نے ان کو انجیل دی جس میں ہدایت تھی اور وضوح تھا اور وہ اپنے سے قبل کی کتاب یعنی توریت کی تصدیق کرتی تھی اور وہ سراسر ہدایت اور نصیحت تھی خدا سے ڈرنے والوں کے لئے اور انجیل والوں کو چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے جو کچھ اس میں نازل فرمایا ہے اس کے موافق حکم کیا کریں اور جو شخص خدا تعالےٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے سو ایسے لوگ بالکل بے حکمی کرنے والے ہیں۔

تفسیر:۔ گذشتہ سلسلہ آیات میں یہود کی سرکشیوں اور بیہودگیوں کا بیان تھا ان آیات میں یہود کی حریف قوم یعنی عیسائیوں کی حالت کا بیان ہے یہاں عیسائیوں کو اس بات پر ملامت کی گئی ہے کہ وہ زبان سے تو عیسائی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر یہ دعویٰ بے دلیل ہے یہ اپنی آسمانی کتاب یعنی انجیل پر عمل نہیں کرتے احکام میں تبدیلی کرتے ہیں دنیوی لالچ سے امیروں کو سزا سے بری کر دیتے ہیں اور غریبوں کو سزا دیتے ہیں حالانکہ احکام الٰہی عام ہیں کوئی شخص کسی درجہ کا ہو گناہ کے موافق سزا سب کو یکساں ملنی چاہیئے مگر عیسائیوں نے باہم امتیاز اور فرق مراتب قائم کر رکھا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ عیسائیوں کو انجیل میں حکم دیا گیا تھا کہ جب محمدؐ مبعوث ہوں تو ان پر ایمان لانا اور ان کی پیروی کرنا لیکن انہوں نے اس حکم کو مٹا دیا اور کچھ پرواہ نہ کی ارشاد ہوتا ہے کہ یہود کے بعد ہی ان کے قدم بقدم عیسیٰ بن مریم کو بھیجا عیسیٰ بن مریم اپنے سے پہلی کتاب یعنی توریت کی تصدیق کرتے تھے ہم نے ان کو انجیل بھی عطا کی تھی جس میں سچے عقائد بیان کئے تھے جن پر یقین رکھ کے انسان راہ راست پر آسکتا تھا اس کے علاوہ اس میں واضح اور مناسب احکام بھی تھے جو ان کو گمراہی کی تاریکی سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لاتے تھے یہ انجیل توریت سے کوئی علیحدہ چیز نہ تھی بلکہ احکام توریت کی تصدیق کرتی تھی انجیل نے اگرچہ توریت کے بعض احکام کو منسوخ کیا لیکن یہ کہہ منسوخ کرنا درحقیقت منسوخ کی صحت کی تائید ہوتی ہے اور منسوخ کرنے سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ اس منسوخ کا حکم صحیح تھا لیکن ایک مدت خاص کے لئے تھا اس لئے فرمایا گیا کہ انجیل توریت کی تصدیق کرتی تھی بیان عقائد و احکام کے علاوہ اس میں پرہیزگار اور خدا ترسوں کے لئے کچھ ہدایت و نصیحت کی باتیں بھی تھیں اور ہم نے انجیل دیکھ کر کہہ دیا تھا کہ اہل انجیل خدا کے نازل کردہ قوانین کا اتباع کریں اور انہی کے مطابق حکم دیں (مگر عیسائیوں نے انجیل کے احکام کو نہ مانا اور ان پر عملدرآمد نہ کیا محمدؐ کی بعثت کی جو خبر دی گئی تھی اس کو مٹا ڈالا اور بدل کر کچھ کا کچھ بنا لیا) جو لوگ خدا کے نازل کردہ احکام کے خلاف حکم کرتے ہیں وہ نافرمان ہیں اور خدا کے حکم سے عدول کرتے ہیں۔

مقصود بیان:۔ تمام آسمانی کتابیں حق ہیں ہر ایک دوسرے کی موید ہے عقائد صحیحہ اور احکام حقہ پر کاربند رہنے کا نام ایمان ہے۔ وعظ و نصیحت خدا سے ڈرنے والوں کے لئے سودمند ہو سکتا ہے جو ازلی شقی ہیں ان کو اس سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا انجیل تمام دنیا کے لئے دستور العمل بنا کر نہیں بھیجی گئی بلکہ صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی اسی طرح حضرت عیسیٰ کی دعوت عام نہ تھی بلکہ صرف اسرائیلی اقوام کے لئے تھی وغیرہ

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ۖ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۚ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ ۖ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝

ترجمہ اور ہم نے یہ کتاب آپ کے پاس بھیجی ہے جو خود بھی صدق کے ساتھ موصوف ہے اور اس سے پہلے جو کتابیں ہیں ان کی بھی تصدیق کرتی ہے اور ان کتابوں کی محافظ ہے تو ان کے باہمی معاملات میں اس بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ کیا کیجئے اور یہ جو سچی کتاب آپکو ملی ہے اس سے دور ہو کر ان کی خواہشوں پر عمل درآمد نہ کیجئے تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے خاص شریعت اور خاص طریقت تجویز کی تھی اور اگر اللہ تعالےٰ کو منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی امت کر دیتے لیکن ایسا نہیں کیا تاکہ جو دین تم کو دیا ہے اس میں تمہارا امتحان فرما دیں تو مفید باتوں کی طرف دوڑو تم سب کو خدا ہی کے پاس جانا ہے پھر وہ تم سب کو جتلا دیگا جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے:

تفسیر:۔ گذشتہ سلسلہ آیات میں یہود و نصاریٰ کو توریت و انجیل کے اتباع کا حکم دیا گیا تھا اور فرمایا گیا تھا کہ خدا کی کتابوں میں تحریف نہ کرو حکم میں مساوات رکھو کسی کی رو رعایت نہ کرو اب یہاں قرآن کریم کے اتباع کا حکم ہوتا ہے کیونکہ توریت و انجیل پر عملدرآمد کا زمانہ ختم ہو گیا تھا مقصود اصلی قرآن کا اتباع تھا قرآن تمام کتب سابقہ کا ناسخ ہے اس لئے سوائے قرآن کے کسی دوسری کتاب پر عملدرآمد کرنا ناجائز ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے محمد ہم نے تم پر بھی برحق کتاب نازل کی ہے جو اپنی سابق کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان کو سچا بتاتی ہے یعنی قرآن توریت انجیل اور زبور وغیرہ کی تصدیق کرتا ہے

صحیح بخاری شریف اُردو

جو خاص طور سے مولوی کے لئے ترجمہ کرائی جارہی ہے

(بسلسلہ گذشتہ)

باب نماز میں خشوع بہت ضروری ہے۔

۶۹۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) ہم لوگوں سے فرمایا کہ کیا تم میری توجہ اس طرف سمجھتے ہو خدا کی قسم مجھ پر نہ تمہارا رکوع مخفی ہے اور نہ تمہارا خشوع اور بیشک تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے (بھی) دیکھتا ہوں۔

۶۹۱ انس بن مالکؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ رکوع اور سجدوں کو درست کرو میں خدا کی قسم تمہیں اپنے پیچھے سے (بھی) دیکھتا ہوں۔ اور کبھی (انسؓ) کہتے تھے کہ اپنی پیٹھ کے پیچھے سے جبکہ تم رکوع کرتے ہو اور سجدہ کرتے ہو۔

باب اس کا بیان کہ تکبیر (تحریمہ) کے بعد کیا پڑھا جائے

۶۹۲- انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ نماز کی ابتدا الحمد للہ رب العالمین سے کرتے تھے۔

۶۹۳- ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر اور قرأت کے درمیان میں کچھ سکوت فرماتے تھے (ابوزرعہ کہتے ہیں مجھے خیال ہوتا ہے کہ ابو ہریرہؓ نے کہا تھوڑی دیر) تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں تکبیر اور قرأت کے مابین سکوت کرنے میں آپ کیا پڑھتے ہیں آپ نے فرمایا میں کہتا ہوں۔ اللّٰھم باعد بینی وبین خطایای کما باعدت بین المشرق والمغرب اللّٰھم نقنی من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس اللّٰھم اغسل خطایای بالماء والثلج والبرد

باب (اس باب کے متعلق امام بخاری نے کوئی عنوان مقرر نہیں کیا)

۶۹۴- اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کسوف پڑھنے کھڑے ہوئے تو آپ نے طویل قیام کیا پھر طویل رکوع کیا بعد اس کے قومہ کیا اور قومہ کو بھی طویل کیا پھر رکوع کیا اور رکوع کو بھی بڑھایا بعد اس کے سر اٹھایا پھر سجدہ کیا اور سجدہ کو (بھی) بڑھایا پھر سر اٹھایا بعد اس کے دوسرا سجدہ کیا اور (اس) سجدہ کو بھی بڑھایا پھر دوسری رکعت کے لئے آپ کھڑے ہوئے اور آپ نے قیام کو بڑھایا بعد اس کے رکوع کیا اور رکوع کو بڑھایا پھر سر اٹھایا اور طویل قومہ کیا پھر رکوع کیا اور رکوع کو بڑھایا پھر سر اٹھایا اور سجدہ کیا سجدہ کو (بھی) بڑھایا بعد اس کے پھر سر اٹھایا بعد اس کے دوسرا سجدہ کیا (اس) سجدہ کو (بھی) بڑھایا بعد اس کے آپ نے (نماز سے) فراغت کی اور فرمایا کہ (اس وقت جنت میرے قریب ہوگئی تھی حتیٰ کہ اگر میں اس پر جرأت کرتا تو اس کے خوشوں میں سے کوئی خوشہ تمہارے پاس لے آتا اور دوزخ بھی میرے قریب ہوگئی تھی یہاں تک کہ میں کہنے لگا کہ اے میرے پروردگار کیا میں ان لوگوں کے ہمراہ (رکھا) جاؤں گا، پس یکایک ایک عورت (نظر پڑی)، مجھے خیال ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس کو ایک بلی نوچ رہی تھی میں نے کہا اس کا کیا حال ہے لوگوں نے کہا کہ اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ بھوک کے مارے مر گئی نہ اس کو کھلاتی تھی نہ اس کو چھوڑتی تھی کہ وہ خود کھالے نافع کہتے ہیں ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے (جیسے چوہے وغیرہ کھا لیتی)

باب نماز میں امام کی طرف نظر اٹھانا (جائز ہے) اور حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسوف کے بارہ میں فرمایا کہ میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کا ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے کو دبا رہا ہے جب تم نے مجھے دیکھا کہ میں پیچھے ہٹا تھا۔

۶۹۵ ابو معمر کہتے ہیں کہ ہم نے خبابؓ سے کہا کہ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں (کچھ) پڑھتے تھے خباب نے کہا ہاں ہم نے کہا تم کس بات سے اس کی تمیز کرتے تھے خباب نے کہا کہ آپ کی ڈاڑھی کے ہلنے سے۔

۶۹۶- ابو اسحاق کہتے ہیں میں نے عبد اللہ بن یزید کو خطبہ پڑھتے ہوئے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم سے براء بن عازبؓ نے بیان کیا (اور وہ جھوٹے نہ تھے) کہ صحابہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھتے تھے اور آپ اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تھے تو صحابہ کھڑے رہتے تھے یہاں تک کہ آپ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھ لیتے۔

۶۹۷ عبد اللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آفتاب میں گہن پڑا تو آپ نے نماز کسوف پڑھی صحابہ نے عرض کیا کہ ہم نے آپ کو دیکھا کہ کوئی چیز آپ نے اپنی جگہ میں (کھڑے ہو کر) لی تھی پھر ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا تو اس سے ایک خوشہ میں نے لینا چاہا اگر میں اس کو لے لیتا تو تم اس میں سے کھایا کرتے جب تک کہ دنیا باقی رہتی۔

۶۹۸- انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی بعد اس کے منبر پر چڑھ گئے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے مسجد کے قبلہ کی طرف اشارہ کیا پھر فرمایا کہ میں نے اس وقت جبکہ تمہیں نماز پڑھائی شروع کی جنت اور دوزخ کی مثال اس دیوار کے قبلہ میں دیکھی میں نے آج کی دن کی طرح خیر اور شر کبھی نہیں دیکھا (یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا)

باب نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانا (جائز نہیں)

۶۹۹- انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ اپنی نماز میں اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں پھر اس کے بارہ میں آپ کی گفتگو بہت سخت ہوگئی یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ (اس سے باز آئیں) ورنہ ان کی بینائیاں لے لی جائینگی۔

باب نماز میں ادھر ادھر دیکھنا (نہ چاہیے)

۷۰۰- حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک قسم کی دستبرد ہے کہ شیطان بندے کی نماز سے لے لیتا ہے۔

۷۰۱ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) ایک کپڑے پر نماز پڑھی جس میں نقش بنے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کپڑے کے نقوش نے مشغول کر لیا ہے اسے ابوجہم (تاجر) کے پاس (جس کے ہاں سے وہ کپڑا آیا تھا) لیجاؤ اور مجھے انبجانیہ[1] لادو

---

[1] انبجانیہ خاص قسم کے کپڑے کا نام ہے

باب کیا جائز ہے کہ ایسی بات کی وجہ سے جو نماز میں پیش آئے ادھر ادھر دیکھ لے یا کسی چیز کو دیکھے یا جہت قبلہ میں تھوک پڑا ہوا دیکھے تو کیا کرے اور سہل کہتے ہیں کہ ابوبکر پھرے تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا

۷۰۲ - ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلہ کی جہت میں کچھ تھوک دیکھا اس حال میں کہ آپ لوگوں کے آگے (کھڑے ہوئے) نماز پڑھ رہے تھے پس آپ نے اس کو چھیل ڈالا بعد اس کے جب (نماز سے) فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب نماز میں ہو تو یہ خیال کرے کہ اللہ اس کے منہ کے سامنے ہے لہذا کوئی شخص نماز میں اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے۔

۷۰۳ - انس بن مالک کہتے ہیں کہ اس حال میں کہ مسلمان نماز فجر میں مشغول تھے کہ یکایک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے آگئے آپ نے حضرت عائشہؓ کے حجرہ کا پردہ اٹھا دیا اور مسلمانوں کی طرف دیکھا اور وہ صف بستہ تھے پس آپ ہنسی سے مسکرانے لگے اور ابوبکر اپنے پچھلے پیروں ہٹنے لگے تاکہ آپ کے لئے (امامت کی جگہ خالی کر دیں اور خود صف میں مل جائیں کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ آپ باہر تشریف لانا چاہتے ہیں اور مسلمانوں نے (مارے خوشی کے) یہ قصد کیا کہ اپنی نمازوں کو توڑ دیں مگر آپ نے انھیں اشارہ فرمایا کہ تم اپنی نماز کو پورا کرلو اور آپ نے پردہ ڈال دیا اور اسی دن کے آخر میں آپ نے وفات پائی۔

باب امام اور مقتدی (دونوں) کے لئے تمام نمازوں میں حضر میں (بھی) اور سفر میں (بھی) اور ان (نمازوں) میں (بھی) جن میں بلند آواز سے پڑھا جاتا ہے اور ان میں بھی جن میں آہستہ آواز سے پڑھا جاتا ہے قرات واجب[1] ہے

۷۰۴ - جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ اہل کوفہ نے عمر سے سعد کی شکایت کی تو عمر نے سعد کو معزول کر دیا اور عمار کو ان لوگوں کا حاکم بنایا ان لوگوں نے (سعد کی بہت سی شکایتیں کیں یہاں تک کہ بیان کیا کہ وہ نماز اچھی نہیں پڑھتے تو عمر نے ان کو بلا بھیجا اور کہا کہ اے ابواسحاق یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم نماز اچھی نہیں پڑھتے انہوں نے کہا سنو میں خدا کی قسم ان کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز کی مثل پڑھتا تھا تو پہلی دو رکعتوں میں زیادہ دیر لگاتا تھا اور اخیر کی دو رکعتوں میں تخفیف کرتا تھا عمر نے فرمایا کہ اے ابواسحاق تمہاری طرف ایسا ہی خیال ہے پھر عمر نے ایک شخص یا چند شخصوں کے ہمراہ کوفہ بھیجا تاکہ وہ کوفہ والوں سے سعد کی بابت پوچھیں (چنانچہ وہ گئے) اور انہوں نے کوئی مسجد نہیں چھوڑی کہ جس میں سعد کی کیفیت نہ پوچھی ہو اور سب لوگ ان کی عمدہ تعریف کرتے رہے یہاں تک کہ بنی عبس کی مسجد میں گئے تو ان میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اس کو اسامہ بن قتادہ کہتے تھے کنیت اس کی ابوسعدہ تھی اس نے کہا کہ سنو جب تم نے ہمیں قسم دلائی تو (مجبور ہو کر میں کہتا ہوں کہ) سعد لشکر کے ہمراہ (جہاد کو خود) نہ جاتے تھے اور (غنیمت کی) تقسیم برابر نہ کرتے تھے اور مقدمات میں انصاف نہ کرتے تھے سعد (یہ سن کر) کہنے لگے کہ دیکھو میں تین بد دعا تجھ کو دیتا ہوں اے اللہ اگر یہ تیرا بندہ جھوٹا ہو تو (محض) دکھانے سنانے کے لئے (اس وقت) کھڑا ہوا ہو تو اس کی عمر بڑھا دے اور اس کی فقیری بڑھا دے اور اس کو فتنوں میں مبتلا کر دے (چنانچہ ایسا ہی ہوا) اور اس کے بعد جب اس سے (اس کا) حال پوچھا جاتا تھا تو کہتا تھا کہ ایک بڑی عمر والا بوڑھا ہوں فتنوں میں مبتلا مجھے سعد کی بد دعا لگ گئی عبدالملک (راوی حدیث) کہتے ہیں میں نے اس کو اس کے بعد دیکھا ہے اس کی دونوں ابرو اس کی آنکھوں پر بڑھاپے کے سبب گر گئی ہیں وہ راستوں میں لونڈیوں کو چھیڑتا ہے اس پر دست درازی کرتا ہے۔

۷۰۵ - عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نماز درست نہیں ہوتی جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔

۷۰۶ - ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مسجد میں تشریف لے گئے اسی وقت ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی بعد اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ جا نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی پس وہ لوٹ گیا اور اس نے نماز پڑھی جیسی کہ اس نے پہلے پڑھی تھی پھر آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ نے فرمایا کہ جا نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی (اسی طرح) تین مرتبہ (ہوا) تب وہ بولا کہ قسم اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے بہتر نہیں ادا کر سکتا لہذا آپ مجھے تعلیم کر دیجئے آپ نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو بعد اس کے جو تمہارے پاس قرآن موجود ہو اس کو پڑھو پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع میں اطمینان سے ہو جاؤ پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان سے ہو جاؤ پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرو۔

باب (نماز) ظہر میں قرات (ثابت ہے)

۷۰۷ - جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ سعد نے عمر سے کہا (اپنی شکایت کے) کہا کہ میں کوفہ والوں کو عشاء کی دونوں نمازیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مثل پڑھاتا تھا اس سے کمی نہ کرتا تھا میں پہلی دو رکعتوں میں دیر لگاتا اور پچھلی دو رکعتوں میں تخفیف کرتا تھا تو عمرؓ نے کہا کہ تمہاری طرف (میرا بھی) یہی خیال ہے۔

۷۰۸ - ابوقتادہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور (کوئی اور) دو سورتیں پڑھتے تھے پہلی رکعت میں بڑی سورت پڑھتے تھے اور نماز صبح کی پہلی رکعت میں بھی بڑی سورۃ پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں (اس سے) چھوٹی سورت پڑھتے تھے۔

۷۰۹ - ابومعمر کہتے ہیں کہ ہم نے خباب سے پوچھا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر (کی نماز) میں قرآن پڑھتے تھے انہوں نے کہا ہاں ہم نے کہا کہ تم کس بات سے پہچان لیتے تھے وہ بولے کہ آپ کی ڈاڑھی کی جنبش سے

باب (نماز عصر میں قرآن پڑھنا ثابت ہے)

۷۱۰ - ابومعمر کہتے ہیں میں نے خباب بن ارت سے کہا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر (کی نماز) میں قرآن مجید پڑھتے تھے وہ بولے کہ ہاں میں نے کہا کہ تم کس بات سے آپ کا پڑھنا جان لیتے تھے وہ بولے کہ آپ کی ڈاڑھی کی جنبش سے

۷۱۱ - ابوقتادہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور کوئی ایک ایک سورۃ دوسری پڑھتے تھے اور کبھی کبھی کوئی آیت ہمیں سنا دیتے

باب مغرب کی نماز میں قرآن پڑھنا ثابت ہے

۷۱۲ - ابن عباس کہتے ہیں کہ میری والدہ ام فضل نے (ایک مرتبہ نماز میں) مجھے والمرسلات عرفا پڑھتے سنا تو کہنے لگیں کہ اے میرے بیٹے تو نے یہ سورت پڑھ کر مجھے یاد دلا دیا کہ یہی آخری سورت ہے جو میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی

---

[1] حنفیہ کے نزدیک مقتدی پر قرات فرض نہیں ان کا استدلال اس حدیث سے ہے من کان لہ امام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ یعنی جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہو امام کی قرات اس کی قرات ہے امام محمدؒ نے اپنی موطا میں روایت کی ہے ۱۲

آپ اس کو مغرب میں پڑھتے تھے

۱۳۔ مروان بن حکم کہتا ہے کہ مجھ سے زید بن ثابت نے کہا کہ تمہارا کیا حال ہے کہ تم مغرب میں چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھتے ہو حالانکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دو بڑی سورتوں سے دو بڑی سورتیں پڑھتے سنیں۔

باب (نماز) مغرب میں بلند آواز سے پڑھنا (چاہئے)

۱۴۔ جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب میں والطور پڑھتے سنا۔

باب (نماز) عشا میں بلند آواز سے قرآن پڑھنا چاہئے

۱۵۔ ابو رافع کہتے ہیں کہ میں نے (ایک مرتبہ) ابو ہریرہؓ کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی تو انہوں نے اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدہ کیا میں نے ان سے کہا کہ یہ آپ نے کیا کیا؟ بولے کہ میں نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (اس سورت کے اس مقام پر) سجدہ کیا ہے لہٰذا میں ہمیشہ اس میں سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ ان سے مل جاؤں

۱۶۔ عدی کہتے ہیں میں نے براء سے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں تھے تو آپ نے عشا کی کسی ایک رکعت میں والتین والزیتون پڑھی۔

باب عشا (کی نماز) میں سجدہ (والی سورت) کا پڑھنا (ثابت ہے)

۱۷۔ ابو رافع کہتے ہیں میں نے (ایک دفعہ) ابو ہریرہؓ کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی تو انہوں نے اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدہ کیا میں نے ان سے کہا کہ یہ کیا؟ بولے کہ میں نے اس سورت میں ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سجدہ کیا لہٰذا میں اس میں ہمیشہ سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ آپ سے مل جاؤں

باب عشا (کی نماز) میں قرأت پڑھنا (ثابت ہے)

۱۸۔ براء کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عشا (کی نماز) میں والتین والزیتون پڑھتے ہوئے سنا اور میں نے آپ سے زیادہ خوش آواز یا اچھا پڑھنے والا نہیں سنا۔

باب (چار رکعت والے فرض کی) پہلی دو رکعتوں میں طول دے اور پچھلی دونوں رکعتوں میں اختصار کرے۔

۱۹۔ ابو عون کہتے ہیں میں نے جابر بن سمرہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ عمر نے سعد سے کہا کہ کوفہ والوں نے تمہاری ہر بات میں شکایت کی ہے یہاں تک کہ نماز میں (بھی) سعد نے کہا سنئے میں پہلی دو رکعتوں میں طول دیتا تھا اور پچھلی دو رکعتوں میں اختصار کرتا تھا اور میں (ان کی شکایت کی کچھ) پروا نہیں کرتا جبکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی متابعت کی ہے عمر نے کہا سچ کہتے ہو تمہاری طرف ایسا ہی خیال ہے (یا یہ کہا کہ) میرا خیال تمہاری طرف (ایسا ہی ہے)

باب فجر (کی نماز) میں قرآن پڑھنا (ثابت ہے) اور ام سلمہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (فجر کی نماز میں) والطور پڑھی۔

۲۰۔ سیار بن سلامہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے باپ ابو برزہ اسلمی کے پاس گئے اور ان سے نمازوں کے اوقات پوچھے تو انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز جب آفتاب ڈھل جاتا تھا اس وقت پڑھتے تھے اور عصر کی (ایسے وقت پڑھتے تھے) کہ آدمی مدینہ کی انتہا تک لوٹ کر جا سکے اور آفتاب میں زردی نہ آئی ہو (سیار کہتے ہیں) اور میں بھول گیا کہ مغرب کے بارہ میں ابو برزہ نے کیا کہا اور آپ عشا کی تاخیر میں ایک تہائی رات تک کچھ پروا نہ کرتے تھے اور عشا سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد بات کرنے کو ناپسند کرتے تھے اور صبح کی نماز آپ (ایسے وقت) پڑھ لیتے تھے کہ آدمی فارغ ہو کر اپنے پاس والے کو پہچانتا تھا اور آپ دونوں رکعتیں یا ہر ایک میں ساٹھ آیتوں سے لیکر سو تک پڑھتے تھے۔

۲۱۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ تمام نمازوں میں قرآن پڑھا جاتا ہے پھر جن (نمازوں) میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (بلند آواز سے پڑھکر) ہمیں سنایا (ان میں) ہم (بھی بلند آواز سے پڑھکر) تم کو سناتے ہیں اور جن میں (آہستہ آواز سے پڑھکر) ہم سے چھپایا (ان میں) ہم (بھی آہستہ آواز سے پڑھکر) تم سے چھپاتے ہیں اور اگر سورہ فاتحہ سے زیادہ نہ پڑھو تو کافی ہے اور اگر زیادہ پڑھو تو بہتر ہے۔[1]

باب نماز فجر کی قرأت کا بلند آواز سے پڑھنا (ثابت ہے) اور ام سلمہ کہتی ہیں کہ ہم نے لوگوں کے پیچھے سے طواف کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم (فجر کی) نماز (کعبہ میں) ادا کر رہے تھے (اور) والطور پڑھ رہے تھے۔

۲۲۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ (ایک دن) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب کے ہمراہ سوق عکاظ کی طرف ارادہ کر کے چلے اور (اس وقت) شیاطین کے اور آسمان کی خبروں کے درمیان میں حجاب کر دیا جا چکا تھا اور ان پر شعلے پھینکے جاتے تھے پس شیاطین اپنی قوم کے پاس لوٹ آئے قوم نے کہا تمہارا کیا حال ہے (اس مرتبہ کوئی خبر نہیں لائے) شیاطین نے کہا کہ ہمارے اور آسمان کے درمیان حجاب کر دیا گیا اور اب ہمارے اوپر شعلے پھینکے جاتے ہیں قوم نے کہا کہ تمہارے اور آسمان کی خبر کے درمیان کسی ایسی چیز نے حجاب پیدا کر دیا ہے جو ابھی ظاہر ہوئی ہے لہٰذا زمین کے مشرقوں اور مغربوں میں سفر کرو اور دیکھو وہ کیا چیز ہے جس نے تمہارے اور آسمانی خبر کے درمیان حجاب ڈال دیا چنانچہ وہ لوگ اس تلاش میں نکلے تو جو لوگ (ان میں سے) تہامہ کی طرف آئے تھے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ (اس وقت مقام) نخلہ میں تھے سوق عکاظ جا رہے تھے اور آپ (اس وقت) اپنے اصحاب کے ہمراہ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے جب ان جنوں نے قرآن کو سنا تو اس کو سنتے رہے اور کہنے لگے خدا کی قسم یہی ہے جس نے تمہارے اور آسمان کی خبر کے درمیان میں حجاب ڈال دیا پس وہیں سے جب اپنی قوم کے پاس لوٹ کر گئے تو کہنے لگے کہ اے ہماری قوم (کے لوگو) ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی راہ بتاتا ہے پس ہم اس پر ایمان لے آئے اور (اب) ہم ہرگز اپنے پروردگار کا کسی کو شریک نہ بنائیں گے پس اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیتیں نازل فرمائیں قل اوحی الی اور آپ پر جنوں کی گفتگو کی گئی

۲۳۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جن نمازوں میں حکم دیا گیا ان میں آپ نے قرأت کی اور جن میں حکم دیا گیا ان میں سکوت کیا اور تمہارا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے (کہ بھولے سے کوئی غلط حکم دیدے) اور بیشک یقیناً تم لوگوں کے لئے رسول اللہ (کے افعال و اقوال) میں ایک اچھی پیروی ہے۔

[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ مقتدی پر بھی سورہ فاتحہ کی قرأۃ ضروری سمجھتے تھے صحابہ اس مسئلہ میں مختلف تھے بعض مقتدی پر قرأت کو ضروری نہ سمجھتے تھے بلکہ مکروہ سمجھتے تھے اور بعض ضروری نہ جانتے تھے نہ مکروہ اور بعض ضروری سمجھتے اسی وجہ سے جب حضرت ابو بکر صدیق کے پوتے قاسم سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ بہت م

کتاب الفقہ

سلسلۂ گذشتہ

جملہ اقسام کے روزے اور ان کا بیان

۱۔ **قضاء رمضان** قضاء روزوں کے وجوب کا سبب وہی ہے جو ان روزوں کا ہے وہ روزے رمضان کی قضا کے ہوں یا اور قسم کے۔ وہی ہوتا ہے جو ان کے واجب ہونے کا ہوتا ہے اور اگر کسی عذر سے روزہ ترک ہو جائے اس کی قضا دینی فرض ہے۔

۲۔ **کفارہ رمضان** سبب وجوب کفارہ۔ کفارہ کے روزوں کے واجب ہونے کے سبب وہی امور ہیں جن کی وجہ سے کفارہ لازم ہوا جیسے کسی نے جھوٹی قسم کھائی تو اس کا کفارہ تین روزے ہیں یا کسی کو قتل کر ڈالا کہ اس کا کفارہ دو ماہ کے روزے ہیں۔

۳۔ **کفارہ ظہار** کفارہ رمضان۔ رمضان کے ایک روزہ کا کفارہ دو ماہ کے روزے ہیں کہ برابر برابر رکھے جائیں۔

۴۔ **کفارہ قتل**۔ کفارہ ظہار کہ اس کے دو ماہ کے روزے ہیں۔

۵۔ **کفارہ یمین**۔ ابھی مذکور ہوا۔

۳۔ **واجب** معین یعنی وہ روزے جو کسی نے اپنے اوپر ایک خاص وقت میں رکھنے واجب کر لئے ہوں وہ یہ ہیں:۔

۱۔ **نذر معین** اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص خاص دن یا مہینہ مقرر کر کے نذر کرے مثلاً کہے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے گا تو جمعہ کو روزہ رکھوں گا اور اگر دن یا مہینہ مقرر نہ کیا ہو تو پھر وہ نذر غیر معین ہے۔

۲۔ **قسم معین** اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص دن یا مہینہ مقرر کر کے قسم کھائے مثلاً کہے کہ واللہ اگر میں شیر کو مار کر نہ آیا تو شوال کے روزے رکھوں گا۔

۴۔ **واجب** غیر معین یعنی وہ روزے جو کسی نے اپنے اوپر واجب کر لئے ہوں مگر اس کی ادائیگی کا کوئی خاص وقت مقرر نہ کیا ہو۔ وہ یہ ہیں۔

۱۔ **تمتع کے روزے** یعنی اگر متمتع کو قربانی میسر نہ ہو تو اس کے بدلے دس روزے رکھے

۲۔ **حلق کے کفارہ کے روزے** یعنی احرام میں سر منڈا لینے کے جرم میں تین روزے رکھنے۔

۳۔ **جزائے صید کے روزے** یعنی حرم میں شکار کرنے کے جرم کے روزے (حرم شریف میں شکار کرنے کی ممانعت ہے اگر کسی نے شکار کیا تو شکار کی قیمت تشخیص کی جانے کے بعد اس قیمت کی جتنی صاع کھجور یا گیہوں آسکیں تو فی صاع کھجور یا جو کے بدلہ یا فی نصف صاع گیہوں کے بدلے ایک روزہ رکھا جاتا ہے۔

۴۔ **نذر غیر معین** اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص کوئی خاص دن یا مہینہ مقرر کر کے نذر نہ کرے مثلاً اگر کہے کہ میرا فلاں کام ہو گیا تو ایک روزہ رکھونگا یہ نذر غیر معین ہے۔

۵۔ **قسم غیر معین**۔ اگر اس طرح قسم کھائی ہو کہ واللہ میں مہینہ بھر کے روزے رکھونگا تو کسی خاص وقت میں ان روزوں کو ادا کرنا ضروری نہیں۔

۶۔ **اعتکاف واجب کا روزہ**۔ آگے ذکر کیا جائے گا۔

۵۔ **نفل** یعنی وہ روزے کہ تمام سال میں جس دن چاہے رکھے سوائے ماہ رمضان کے اور ان ایام کے جن میں روزے رکھنے منع ہیں جن کی تفصیل دفعہ ۶ میں آئے گی۔

مستحب روزے حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ **دوشنبہ و پنجشنبہ کا روزہ**۔ یہ دو روزے رکھنے عامہ فقہاء کے نزدیک مستحب ہیں۔

۲۔ **پنجشنبہ و جمعہ و ہفتہ کا روزہ**۔ ماہ ہائے حرمت میں یعنی محرم۔ رجب۔ ذیقعدہ ذی الحجہ میں یہ روزے رکھنے مستحب ہیں۔

۳۔ **جمعہ کا روزہ**۔ عامہ فقہا کے نزدیک مستحب ہے۔ درمختار میں ہے کہ جمعہ کا روزہ اکیلا بھی رکھا جا سکتا ہے لیکن بحر العلوم فی ارکان میں ہے کہ جمعہ کا اکیلا روزہ مکروہ ہے جب تک ایک پہلے یا پیچھے کا نہ ملا لے۔

۴۔ **ہر ہفتہ میں دو دن** جو ان سے مناسب سمجھے اور تین روزے رکھنے جدا جدا ہر ہفتہ میں سے دو دن مستحب ہیں۔

۵۔ **ہر ماہ کے عشرے میں دو روزے**۔

۶۔ **ہر ماہ میں تین دن** جو اپنے مناسب سمجھے۔ ارکان۔

۷۔ **ایام بیض** یعنی چاند کی تیرہویں، چودھویں، پندرھویں کو۔ لیکن ماہ ذی الحجہ میں چودھویں، پندرھویں اور سولھویں ایام بیض ہیں۔ ایام بیض کے بیان میں جامع الاصول میں بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ نہ چھوڑتے تھے یہ روزے آنحضرت ایام بیض میں نہ سفر میں نہ حضر میں اور حکم فرمایا تھا آنحضرت نے صحابہ کو ان روزوں کے رکھنے کا روایت کیا اس کو ابوداؤد اور نسائی نے۔

۸۔ **محرم کے روزے** خصوصاً عاشورہ کا روزہ یعنی محرم کی دسویں کو مگر سنت یہ ہے کہ عاشورہ کے روزہ کے ساتھ ایک روزہ اس سے پیشتر کا بھی ملا لے۔ فتح القدیر بلکہ عاشورہ کا اکیلا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ ابوقتادہ نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عاشورہ کا روزہ سال گذشتہ کے واسطے کفارت ہے۔

۹۔ **عاشورہ کا روزہ**۔ اس کا حال محرم کے روزوں کے بیان میں گذرا

۱۰۔ **رجب کے روزے**۔

۱۱۔ **ہزاری روزہ** اس کا بیان گذر چکا ہے۔

۱۲۔ **شعبان کے روزے**۔ پندرھویں شعبان کا روزہ مستحب ہے۔ مجالس الابرار میں بروایت انس مذکور ہے کہ دریافت کیا گیا آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کونسا روزہ افضل ہے علاوہ رمضان کے آپ نے فرمایا کہ شعبان کا واسطے تعظیم رمضان کے اور اسی لئے ایک جگہ آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تھے تمام شعبان مگر چند روز اور ایک جگہ یہ بھی آیا ہے کہ تمام شعبان روزے رکھتے تھے تو جس شخص نے شعبان کے روزے رکھے اور رمضان کو ساتھ ملا دیا تو اس نے اچھا کیا

۱۳۔ **شعبان کی پندرھویں کا روزہ** ثابت بالسنہ

۱۴۔ **شش عید کے روزے**۔ یعنی عید الفطر کے بعد چھ روزے۔ ارکان کی کتاب فقہ حدیث میں بروایت ثوبان آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے روزے رکھے رمضان کے اور چھ روزے اس کے بعد تو اس کو تمام سال کے روزے حاصل ہوئے۔ سفر السعادت۔ ایضاح میں لکھا ہے کہ ان چھ روزوں کے متعلق جو نہی آئی ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ جب آٹھویں روز عید منائے کہ یہود سے مشابہت

ہوتی ہے اہل کتاب عید الفطر کے روز ہی روزہ رکھتے تھے تو اگر کسی نے بعد عید کے متصل چھ روزے رکھے تو گویا نصاریٰ کے ساتھ ایک طرح کی تشبیہ ہوئی۔ مگر بعض کا خیال ہے کہ جب عید فطر کے دن روزہ نہ رکھا تو لگاتار روزے رکھنے میں تشبیہ باقی نہ رہی۔

۱۵- شروع ذی الحجہ کے ۹ روزے دیگر ترویہ کے روز یعنی ۸ ذی الحجہ کو اور عرفہ کے روز یعنی ۹ ذی الحجہ کو حاجیوں کو روزہ رکھنا مکروہ ہے اگر کمزوری کا خوف ہو۔ ابو قتادہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روزہ عرفہ کا کفارہ دو سال کا ہے ایک سال گذشتہ دوسرا سال آئندہ کا (شرح سفر السعادۃ)

عرفہ کے دن حج میں مقام عرفہ پر روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ چنانچہ ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ منع کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کا روزہ رکھنے سے عرفہ میں۔ ہاں اگر کوئی شخص عرفہ میں نہ ہو تو یہ روزہ رکھنا مستحب ہے۔

۱۶- عرفہ کا روزہ۔ اس کا حال "شروع ذی الحجہ کے ۹ روزوں" کے بیان میں گذرا۔ عرفہ کے روزہ میں اگر کفارہ یا قضا کی نیت بھی کرے تو اس کا بیان گذر چکا۔

۱۷- موسم گرما کے روزے موسم گرما میں دن بڑا ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنا ادب ہے۔

۱۸- روزہ ہائے داؤدی۔ یعنی تمام سال روزے رکھے ایک دن بیچ کرکے۔ سال میں اگر یہ روزے رکھے تو گویا تمام سال کے روزے رکھے۔

۶- بعض ایام کے روزے مکروہ یا ممنوع ہیں

۱- عیدین کے روزے۔ تمام سال میں پانچ روزے حرام ہیں۔ روزہ عید الفطر روزہ عید الضحیٰ اور عید الضحیٰ کے بعد کے تین دن کے روزے۔ (مجمع البرکات) مگر فتاویٰ عالمگیری نے ان کو مکروہ میں شامل کیا ہے۔

۲- ایام تشریق کے روزے۔ ماہ ذی الحجہ میں گیارہ۔ بارہ۔ تیرہ ایام تشریق کہلاتے ہیں۔ اگر ان ایام ممنوعہ میں سے کسی دن روزہ رکھ لیا تو علمائے حنفیہ کے نزدیک وہ روزہ ہو جائے گا چنانچہ اگر روزہ رکھا اور توڑ دیا تو اس کی قضا دینی ہوگی۔ یہ حکم تینوں اماموں سے ظاہر روایت میں منقول ہے (عالمگیری)

۳- شوال کے چھ روزے (شش عید) امام ابو حنیفہ کے نزدیک مکروہ ہیں خواہ برابر برابر رکھے یا متفرق طور پر۔ امام ابو یوسف کے نزدیک برابر رکھنا مکروہ ہے متفرق طور پر رکھنا مکروہ نہیں لیکن عامہ متاخرین کے نزدیک برابر برابر رکھنے میں بھی مضائقہ نہیں۔ اصح یہی ہے کہ اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔

۴- وصال کا روزہ۔ یعنی یہ کہ تمام سال کے روزے رکھے اور جن ایام میں روزہ رکھنا منع ہے ان میں بھی رکھے ہاں اگر ان ایام میں جن میں روزہ رکھنا منع ہے افطار کر لیا تو مضائقہ نہیں (فتاویٰ عالمگیری) امام محمد نے موطا میں لکھا ہے الوصال مکروہ وهو ان یواصل الرجل بین یومین فی الصوم لا یاکل فی اللیل شیئا یعنی روزہ وصال کا مکروہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ملا دے کوئی شخص دو دن کے روزوں کو کہ بیچ کی رات میں کچھ نہ کھاوے ارکان میں صوم وصال کو حرام لکھا ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ صوم وصال نزدیک ابو حنیفہ کے جائز نہیں۔ اور محمد بن احمد بن محمد الطاہر نے مختار الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ روزہ وصال مکروہ ہے اور وہ یہ ہے کہ روزہ رکھے اور افطار نہ کرے اور صدر اجل حسام الدین کا یہ قول ہے کہ روزہ وصال مکروہ نہیں اگر ایام منہیہ میں افطار کرے لیکن قول اول صحیح ہے کیونکہ صوم وصال مخصوص

برسالت مآب ہے دوسرے شخص کے واسطے درست نہیں۔

یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص کئی دن تک دن رات برابر روزہ رکھے نہ دن میں افطار کرے نہ رات میں بہتر یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن نہ رکھے۔

۵- ہفتہ و اتوار کا روزہ۔ اگر کوئی شخص ان دنوں کی تعظیم کے واسطے یہ روزے رکھے تو مکروہ ہے۔ ورنہ اگر تعظیم کا اعتقاد نہ کرے تو شمس الائمہ حلوانی نے کہا ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے (فتاویٰ عالمگیری)

۶- نوروز کا روزہ ﴿ اگر کسی شخص نے اس دن عمداً روزہ رکھا تو مکروہ ہے ہاں

۷- مہرگان کا روزہ ﴿ اگر وہ دن اس کے معمولی روزہ کے دنوں میں آگیا ہے تو مضائقہ نہیں۔ اسی طرح اگر معمولی طور پر اس دن روزہ رکھا کرتا ہو تو روزہ رکھے ورنہ افضل یہ ہے کہ نہ رکھے کیونکہ اس خاص دن روزہ رکھنے میں اس دن کی تعظیم ہے اور یہ حرام ہے یہی مختار ہے جیسا کہ فقیہ ابو جعفر سرخسی نے لکھا ہے۔ (عالمگیری)

۸- ہزاری روزہ۔ یعنی شب معراج کے روز روزہ۔ عوام میں اس کا ثواب بہت مشہور ہے بعض احادیث موضوعہ بھی اس کی فضیلت میں آئی ہیں لیکن کتب معتبرہ سے اس کی اصل نہیں پائی گئی بلکہ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت عمر لوگوں کو روزہ ماہ رجب سے باز رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس مہینہ کی ایام جاہلیت میں تعظیم کی جاتی تھی اور عبد اللہ بن عمر اس شخص کو جو تمام رجب کا روزہ رکھتا تھا درّہ سے مارتے تھے اور فرماتے تھے کہ کیا تم لوگ اس مہینے کے روزے رکھتے ہو جس کی کفار قریش تعظیم کرتے تھے صحیح بخاری میں ہے کہ نہیں ثابت ہے روزہ رجب کا آنحضرت سے بعض علما نے اس کو مکروہ کہا ہے۔ جو احادیث اس بارہ میں ہیں سب موضوع ہیں روایت ابن ماجہ میں بھی اور نیز صاحب سفر السعادت نے بھی اس روزہ کے متعلق نہی فرمائی ہے۔

۹- صوم الدہر۔ روزہ رکھنا تمام سال کے اس طرح کہ مہینہ میں کبھی افطار نہ کرے حرام ہے اگر بیچ میں افطار کرے (یعنی قضا دے) تو مکروہ ہے (بحر العلوم)

۱۰- صوم مریم۔ اس روزہ کا ذکر آگے آئیگا۔

۷- صرف رمضان کے روزے فرض ہیں باقی واجب یا نفل

۱- رمضان کے روزے فرض ہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کتب علیکم الصیام اور اس پر اجماع امت ہے یعنی تمام علما متفق ہیں اور اگر کوئی انکار کرے تو وہ کافر ہو۔

۱- روزہ کب سے فرض ہوا۔ رمضان کی فرضیت کے متعلق تحویل قبلہ کے دس روز بعد احکام نازل ہوئے اور وہ مہینہ شعبان کا تھا اور ہجرت سے اٹھارہواں مہینہ تھا۔

۲ پہلے بھی کوئی روزہ فرض تھا۔ بعض کے نزدیک اس سے پہلے کوئی روزہ فرض نہ تھا لیکن بعض کے نزدیک عاشورہ کا فرض تھا کہ بعد میں منسوخ ہوا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ایام بیض کے روزے فرض تھے۔

۳- روزہ کا منکر و تارک ہر مسلمان مکلف کے واسطے رمضان کے روزے فرض قطعی ہیں اور ان کا منکر کافر ہے اور بغیر عذر کے ان کا ترک کرنیوالا فاسق ہے (ملا ابڈا)

۴- رمضان میں علی الاعلان کھانا۔ جو شخص ماہ رمضان میں علی الاعلان بلا عذر قصداً دن کو روزہ افطار کرے تو امام کو چاہیے کہ اس کو قتل کرا دے (قنیہ)

۲- روزہ نذر معین و غیر معین واجب ہیں اور باقی روزے نفل۔ (کنز)

۱- روزہ نذر۔ نذر کا روزہ بھی واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولیوفوا نذورھم

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

المقالة الرابعة والثلثون

(في النهي عن السخط على الله تعالى)

قال رضي الله عنه ما اعظم تسخطك على ربك وتهمتك له واعتراضك عليه وانتسابك له عز وجل بالظلم واستبطاءك له في الرزق والغنى وكشف الكروب والبلوى اما تعلم ان لكل اجل كتابا ولكل بلية وكربة غاية ومنتهى ونفادا لا يتقدم ذلك ولا يتاخر واوقات البلاء لا تنقلب فتصير عافية ووقت البؤس لا يتقلب نعمة وحالة الفقر لا يستحيل غناء احسن الادب والزم الصمت والصبر والرضا والموافقة لربك وتب عن سخطك عليه وتهمتك له في فعله وليس هناك استيفاء وانتقام من غير ذنب على الطبع كما هو في حق العبد بعضهم في بعض هو عز وجل منفرد بالازل وسبق الاشياء وخلقها وخلق مصالحها ومفاسدها ابتداءها وانتهاءها وانقضاءها وعاقبتها هو عز وجل حكيم في فعله متقن في صنعه لا يناقض في فعله لا يفعل عبثا ولا يخلق باطلا لعبا لا يجوز عليه النقائص ولا اللوم في افعاله وانتظر الفرج ان عجزت عن موافقته وعن الرضاء والفناء في فعله

مقالہ چونتیسواں

(اللہ تعالیٰ پر ناخوش نہ ہونے کی تاکید)

فرمایا تیرا اپنے پروردگار سے ناخوش ہونا اور تیرا اس پر تہمت لگانا اور تیرا اس پر اعتراض کرنا اور اس کی طرف ظلم کی نسبت کرنی اور تجھے رزق دینے اور مالدار بنانے اور بلا اور سختیوں کو تجھ سے دور کرنے میں (جو) تاخیر (ہوا اس) کو تیرا اللہ کی طرف منسوب کر دینا بڑا ہی نا جائز ہے (تعجب ہے کیا) تو نہیں جانتا کہ ہر مدت کے لئے ایک نوشتہ ہے اور ہر بلا اور سختی کے لئے ایک غایت اور انتہا اور آخر ہے جو (نہایت و انتہا و آخر) نہ آگے آتا ہے اور نہ پیچھے ہٹتا ہے اور بلا کے اوقات نہیں بدلتے (اس طرح) کہ بلائیں عافیت ہو جائیں اور سختی کا وقت (بدل کر) وقت نعمت نہیں ہوتا اور حالت فقر حالت اغنا سے نہیں بدلتی (بس) بہتر ادب کو نگاہ رکھ) اور خاموشی کو اور صبر و رضا اور اپنے پروردگار کے ساتھ موافقت کو لازم پکڑ اور اس پر ناراض ہونے اور اس کے فعل پر تہمت لگانے سے توبہ کر (کیونکہ) وہاں (یعنی درگاہ الٰہی میں بندہ سے) انتقام پورا لینا اور (بے قصور) بے گناہ (کسی سے) بدلہ لینا (مثل اقتضائے طبیعت مخلوق کے نہیں ہے جس طرح کہ (سزائے بے گناہ) حق عبد میں بعضوں کے لئے بعض میں ہوا کرتی ہے (بلکہ اللہ عزوجل ازل سے ہے ہمتا) ہے تمام اشیاء سے اول ہے تمام چیزوں اور چیزوں کی تمام مصلحتوں اور خرابیوں کو اس نے پیدا کیا پھر تمام اشیاء کی ابتدا اور انتہا کو اور ہر شئے کے گذرنے اور اس کے انجام کو جان لیا ہے اور وہ (حق) عزوجل اپنے فعل میں حکیم و دانا ہے اور اپنی صنعت کو مضبوط بنانے والا ہے وہ کوئی کام عبث نہیں کرتا

حتى يبلغ الكتاب اجله فتنقلب الحالة عن ضدها بمرور الزمان وانقضاء الآجال كما ينقضي الشتاء فيسفر عن الصيف وينقضي الليل فيسفر عن النهار فاذا طلبت ضوء النهار ونوره بين العشائين اعشار الحلال ان تقع في الحرام وعن ابي بكر الصديق رضي الله عنه قال كنا نترك سبعين بابا من المباح مخافة ان نقع في الحرام فعلوا ذلك تورعا من مقاربة الحرام اخذا بقول النبي صلى الله عليه وسلم الا ان لكل ملك حمى وان حمى الله محارمه فمن حام حول الحمى يوشك ان يقع فيه فمن دخل حصن الملك فجاوز الباب الاول ثم الثاني والثالث حتى قرب من سدته خير ممن وقف على الباب الاول الذي يلي البر فان كان اغلق عنه والله يخبره وهو من وراء ما بين من ابواب القصر ومن دونه خزائن الملك وجنده واما اذا كان على الباب الاول فغلق عنه بقي في البر وحده فاخذته الذئاب والاعداء فكان من الهالكين فهلك امن سلك العزيمة ولازمها ان سلب عنه مدد التوفيق والرعاية وانقطعت عنه حصل في الرخص ولم يخرج من الشرع فاذا ادركه الموت كان على

اور اس کے افعال آپس میں معارض نہیں اور (وہ) نہیں پیدا کرتا باطل کو کھیل سے اور جائز نہیں ہے اس کی طرف عیب و نقصان کی نسبت کرنی اور روا نہیں ہے اس کے کاموں میں سرزنش کرنی بس کشائش کا انتظار کر اگر تو عاجز ہو گیا ہے اس کی (مرضی سے) موافقت کرنے اور اس پر راضی رہنے اور اس کے فعل میں فنا ہونے سے اس وقت تک (انتظار کر) کہ نوشتۂ تقدیر اپنی مدت کو پہنچ جائے اور پھر زمانہ کے گذرنے اور مدت کے پورا ہو جانے سے (تیری) حالت موجودہ اس کی ضد سے بدل جائے (تکلیف راحت ہو جائے) جیسے کہ سردی گزر جاتی اور گرمی ظاہر ہوتی ہے رات ڈھل جاتی ہے اور دن روشن ہوتا ہے اور اگر تو نے دن کے ضیا اور نور کو رات کے شروع میں طلب کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم مباح کے ستر دروازے گناہ میں گر جانے کے خوف سے چھوڑ دیا کرتے تھے ان حضرات نے یہ احتیاط گناہ کی قربت سے بچنے کے لئے کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول پر عمل فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ ہر بادشاہ کیلئے ایک چراگاہ خاص ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کے محارم (اس کی حرام کی ہوئی چیزیں) ہیں پھر جو شخص کہ اس چراگاہ کے ارد گرد پھرے گا قریب ہے کہ اس میں جا پڑے پس جو شخص بادشاہ کی پناہ گاہ میں داخل ہوا پھر دروازہ اول سے پھر دوسرے اور پھر تیسرے دروازہ سے گذرا یہاں تک کہ بادشاہ کی چوکھٹ کے قریب ہوا تو یہ شخص اس شخص سے بہتر ہے جو میدان کے متصل پہلے دروازہ پر کھڑا ہے اس لئے کہ اگر (اس پر) وہ بند کر دیا جائے تو دروازہ کا بند ہونا اسے کوئی ضرر نہ کرے گا کیونکہ وہ قصر شاہی کے دروازوں (میں) سے ... در کے بعد ہے اور اس کے پاس شاہی خزانہ اور شاہی لشکر ہے اور اگر تو نے نور کو رات

لم تعطه بل یزاد فی ظلمته
حتی اذا بلغت الظلمة غایتها
وطلع الفجر جاء النهار بضوءه
طلبت ذلك واردته او سکت
عنه وکرهته فان طلبت اعادة
اللیل لم تجب دعوتك و
لم تعطه لانك طلبت الشئ فی
غیر حینه ووقته فتبقی حسیرا
منقطعا متسخطا خجلا فاترك
هذا کله والزم الموافقة و
حسن الظن بربك والصبر
الجمیل فما لك لا تسلبه وما
لیس لك لا تعطی لعمری
انك تدعوا وتبتهل الی
ربك بالدعاء والتضرع
عبادة وطاعة وامتثالا
لامره فی قوله ادعونی استجب
لکم وقوله واسئلوا الله من
فضله وغیر ذلك من الآیات
والاخبار فانت تدعوا و
هو یستجیب لك عند حینه
واجله واذا اراد وکان لك
فی ذلك مصلحة دنیاك و
واخراك او وافق ذلك قضاءه
وانتهاء اجله لا تتهمه
فی تاخیر الاجابة ولا تسام
من دعائك فانك ان لم
تربح لم تخسر ان لم یجبك
عاجلا اثابك آجلا فقد جاء
فی الحدیث ان العبد یری
فی صحائفه یوما لقیامة حسنات
لا یعرفها فیقال انها بدل
سوالك فی الدنیا لم یقدر
قضاءه فیها او کما ورد
ثم اقل احوالك انك تکون
ذاکرا لربك وموحدا له
حیث تسئله ولم تسئل غیره
ولم تنزل حاجتك لغیره
فانت بین الحالتین فی

شروع میں طلب کیا تو یہ تجھے ہرگز نہ دیا جائے
گا بلکہ ظلمت شب میں زیادتی ہوتی رہے گی
یہانتک کہ تاریکی (شب) اپنی انتہا کو پہنچ
جائے اور طلوع فجر ہو اور صبح صادق ہو
اس وقت دن اپنی روشنی کو پھیلائے گا اور
تو خواہ دن کو طلب کرے اور خواہ تو دن کا
ارادہ کرے یا خاموش رہے اور دن کا آجانا
برا جانے اس وقت (یعنی دن ہو جانے کے
بعد اگر تو رات کی واپسی کا خواستگار ہو تو
تیری دعا نہیں قبول کی جائے گی اور تجھے رات
نہیں دی جائے گی اس لئے کہ تو نے (ایک)
چیز کو اس کے غیر وقت میں طلب کیا پھر تو
افسوس کرنے والا مقصود سے برگشتہ عاجز
ناخوش اور شرمندہ ہوکر رہے گا بس ان سب
باتوں کو چھوڑدے اور موافقت حق کو اور اپنے
مولی کے ساتھ حسن ظن کو اور صبر جمیل کو
مضبوطی سے پکڑ لے پھر جو چیز کہ تیرا حصہ ہے
اس کو تجھ سے چھینا نہ جائے گا اور جو چیز
کہ تیرے لئے نہیں ہے وہ تجھے دی نہ جائے
گی مجھے میری زندگی کی قسم کہ تو از رو ئے
طاعت وعبادت اور بجا آوری امر الٰہی اور
دعا اور تضرع کے ساتھ اپنے پروردگار کو
پکارتا اور اس کی طرف (اپنی) عاجزی کو پیش
کرتا ہے (تو قول الٰہی میں (اب تیرے لئے
یہ امر ہے) دعا کرو مجھ سے کہ میں تمہاری دعا
قبول کروں گا" اور یہ فرمان ہے اللہ سے مانگو
اس کے فضل کو اور ان دو آیتوں کے علاوہ
(بھی) اس سے مانگنے کا حکم اور آیات و اخبار
سے ثابت ہے (بس) تو اس سے دعا کرتا ہے
اور وہ تیرے لئے (اس دعا کو) اس کے وقت
اور مدت کے آجانے پر قبول فرماتا ہے جس
وقت کہ اس نے ارادہ کیا اور چاہا بشرطیکہ
اس (قبولیت دعا) میں تیرے لئے دنیا و آخرت
کی (کوئی) مصلحت ہو یا اجابت (دعا) کے
ساتھ اس کی قضا (تقدیر) یا انتہائے مدت
موافق ہو بس تو خدا پر تاخیر اجابت دعا کی
تہمت نہ رکھ اور دعا کرنے سے عاجز نہ ہو جا
کیونکہ اگر تو نے (دعا سے) نفع حاصل نہ کیا تو نقصان
(بھی) نہ پایا اگر تیری دعا اللہ نے دنیا میں قبول

زمانك کله ونهارك وصحتك
وسقمك وبوسك ونعمائك و
شدتك ورخائك اما ان تمسك
عن السوال وترضی وتوافق
وتسترسل لفعله عز وجل
کالمیت بین یدی الغاسل
والطفل الرضیع فی ید الظئر
والکرة بین یدی الفارس
یقلبها بالصولجان فیقلبك
القدر کیف یشاء ان کان
النعماء فمنك الشکر والثناء
ومنه عز وجل المزید فی
العطاء کما قال لئن شکرتم
لازیدنکم وان کان البأساء
فالصبر والموافقة منك بتوفیقه
والتثبیت والنصرة والصلوة
والرحمة منه کما قال عز وجل
وان الله مع الصابرین یعنی
بفضله بالنصر والتثبیت
وکما قال ان تنصروا الله
ینصرکم ویثبت اقدامکم
اذا نصرت الله فی مخالفة هواك
بترك الاعتراض علیه والتسخط
بفعله فیك وکنت خصما لله
علی نفسك سیافا له علیها
کلما تحرکت بکفرها وشرکها
جززت راسها بصبرك وموافقتك
لربك والطمانیة الی فعله

نہ فرمائی تو اس کا ثواب آخرت میں تجھے ضرور
دے گا حدیث شریف میں آیا ہے بندہ اپنے
نامۂ اعمال قیامت کے دن ایسی نیکیاں دیکھے
گا کہ انھیں نہ پہچانے گا پھر اس سے کہا جائے
گا کہ یہ نیکیاں بدلہ تیرے ان سوالوں کا ہیں
جو تو نے دنیا میں کئے تھے (اور دنیا میں ان کا
پورا کرنا مقدر نہیں کیا گیا تھا" یا جیسا کہ وارد ہوا
ہے پھر ادنی حال تیرا (دعا کے وقت) یہ ہے
کہ تو اپنے رب کا ذاکر ہے اور اس کو یکتا جانکر
اسی سے مانگتا ہے اس کے غیر سے نہیں مانگتا
اور اس کے غیر کے پاس اپنی حاجت کو نہیں
لیجاتا بس تو اپنے رات و دن کے تمام اوقات
میں اور اپنی صحت و بیماری میں محنت و نعمت
میں تنگی و فراخی میں دو حالت کے درمیان ہے
(ایک حالت یہ ہے) کہ یا تو دعا اور سوال کرنے سے
رک جائے گا اور قضا پر راضی اور اللہ عز و جل
کے فعل کے ساتھ موافق اور وابستہ رہے گا
جیسے کہ مردہ نہلانے والے کے سامنے اور طفل
شیر خوار دایہ کے ہاتھ میں اور گیند چوگان سوار
کے سامنے جسے وہ چوگان سے پھراتا ہے بس
(اس حال میں) تقدیر جس طرح چاہے گی تجھے
پھرائے گی اگر نعمت (مقدر) ہے تو تیرا کام ثنا اور
شکر کرنا ہے اور اللہ عز و جل کی طرف سے تجھے زیادت
عطا و بخشش کا فرمایا جاتا ہے جیسا کہ اس نے
فرمایا اگر تم شکر کروگے تو البتہ ہم زیادہ کریں گے تمہارے
لئے نعمتوں کو اور اگر (تیرے لئے) سختی مقدر ہے
تو پھر تیرا (دعا و سوال سے رک جانا) اس کی توفیق
سے بلا پر صبر کرنا اور ارادہ الٰہیہ کے ساتھ
تیرا موافقت اختیار کرنا ہے اور اس صبر و موافقت پر تجھے ثابت قدم و مضبوط رکھنا
اور تجھے مدد دینی اور مغفرت رحمت (تیرے لئے فرمانی یہ اسی کی طرف سے اور اسی
کے فضل سے ہے جیسے کہ بزرگ و برتر پیارے کہنے والے نے فرمایا ہے یقینا اللہ
صابرین کے ساتھ ہے یعنی (صابرین کی مدد کرنے اور انھیں) صبر پر قائم
(اور مضبوط) رکھنے میں (ان کے ساتھ ہے) اور جیسا کہ فرمایا اللہ عز و جل نے
اگر تم اللہ کی مدد کروگے (اس کی مرضیات کی موافقت کروگے) تو اللہ تمہاری
مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو (صبر و موافقت میں) ثابت رکھے گا یعنے
جب تو اعتراض کو اور اللہ کے فعل پر اپنی ناخوشی کو چھوڑتے ہوئے اپنی خواہش
کی مخالفت کرنے میں (مرضیات الٰہیہ کی موافقت اور اس طرح اللہ کی مدد کرے گا
اور جب تو اللہ کے لئے اپنے نفس کا دشمن اور اس پر تیغ زن ہوا اور نفس جس وقت
کہ کفر و شرک کی طرف حرکت کرے (اس وقت) اپنے صبر اور اپنے پروردگار سے

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

عبداللہ بن سلول

یہ شخص نہایت چالاک، عقلمند، تجربہ کار، ہوشیار اور پالیسی باز تھا مدینہ والوں پر اس کا خاص اثر و اقتدار تھا اور تمام قبائل اس کی سرداری کو قبول کرتے تھے چنانچہ اسکو مدینہ کا افسر اعلیٰ یا بادشاہ بنا دینے کی تجویز پر تمام قبائل متفق ہو چکے تھے اور تاج بھی بنوا لیا گیا تھا اسی دوران میں سرورِ کونین کا داخلہ بھی مدینہ میں ہو گیا اور عبداللہ بن سلول کی بادشاہت و سرداری خاک میں مل گئی۔

ابتدائے اسلام میں اسلام کی بیخکنی اور مسلمانوں کی دشمنی کے لئے جو شخصیتیں برسرِ کار آئیں اگر ان کی اسلام دشمنی اور مسلمان آزاری کا تجزیہ کیا جائے تو ثابت ہوگا کہ اسلام سے ان کی سرداریاں خاک میں ملتی تھیں اس لئے وہ اسلام کی بیخکنی کے لئے کمربستہ ہو جاتے تھے کیونکہ حصول عز و جاہ کی راہ میں اسلام سدک بنجاتا تھا اسلام کا دنیا میں مشن ہی یہ ہے کہ وہ دنیا میں خدا کی بادشاہت قائم کرے شخصی استبداد کی جڑیں برکھاڑ اجلائے شاہ و گدا کو ایک صف میں کھڑا کر دے اور تمام انسانوں میں اخوت و مساوات قائم کر دے یہ چیز تھی جس نے قریش مکہ کو اسلام کی دشمنی پر آمادہ کیا اور ان پر ہی کیا منحصر ہے جہاں جہاں بھی اسلام گیا خود پرست انسان اور مستبد حکمران اس کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے۔

چونکہ اسلام نے عبداللہ بن سلول کی بادشاہت اور سرداری کو بھی خاک میں ملا یا تھا اس کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا تھا اسلئے آنحضرت صلعم کو اس نے اپنا رقیب اور دشمن سمجھ لیا مگر چونکہ اس کی علانیہ دشمنی اسلام کو اک ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی کیونکہ جس وقت حضور علیہ التحیۃ والتسلیم مدینہ میں تشریف لائے تو مسلمان سب سے بڑی طاقت سمجھے جانے لگے اسلئے اس نے دشمنی کے اظہار کو غیر مفید سمجھکر نفاق سے کام لیا اور یہ ٹھان لیا کہ میں اسلام کے پردے میں اندر ہی اندر اسلام کی جڑیں کاٹونگا اس نصب العین کے ماتحت مسلمانوں کے لئے وہ ایک مستقل خطرہ بن گیا۔

ادھر قریش مکہ کو جب معلوم ہوا کہ مسلمان مدینہ میں با طمینان زندگی بسر کرنے لگے ہیں اور اسلام کی قوت دن بدن بڑھ رہی ہے تو کلیجہ پر سانپ لوٹ گیا مگر کیا کر سکتے تھے دانت پیسکر رہ گئے بھلا نچلے کیسے بیٹھنے لگے تھے عبداللہ بن سلول اور مشرکین مدینہ کے پاس ایک تہدید آمیز خط بھیجا کہ تم نے ہمارے دشمنوں کو ہماری مرضی کے خلاف اپنے یہاں جگہ دی ہے اس لئے تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ ان سے لڑو اور انہیں یہاں سے نکال دو اگر تم نے اس پر عمل نہ کیا تو ہم تم سے قتال کرینگے، تمہارے جائداد و املاک پر قبضہ کرینگے تمہارے جوانوں کو قتل کر دینگے اور تمہاری عورتوں پر متصرف ہو جائینگے۔

عبداللہ بن سلول کو شرارت اور سازش کا ایک اچھا موقعہ ملا اس نے مشرکین مدینہ کو جمع کیا اور مشرکین مکہ کا یہ تہدید آمیز خط سنایا قبائل اوس خزرج اس کے زیر اثر تھے ہی سب کو مسلمانوں کے خلاف جنگ و پیکار پر آمادہ کر دیا اتفاق سے حضور صلعم کو بھی اس مجلس اور سازش کا علم ہو گیا آپ فوراً مجمع میں تشریف لائے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ تم لوگ قریش مکہ سے مرعوب ہو گئے ہو اور ان کے دھوکے میں آ گئے ہو اگر تم نے ان کے کہنے پر عمل کیا تو سخت نقصان اٹھاؤ گے پس تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ ان کو صاف جواب دیدو اور اپنے قول و قرار پر قائم رہو اگر قریش نے مدینہ پر حملہ کیا تو ہم سب متفقہ طور پر ان کا مقابلہ کریں گے اور اگر تم مسلمانوں سے لڑے تو خود اپنے رشتہ داروں کو قتل کرو گے اور برباد ہو جاؤ گے آپ کی یہ تقریر سنکر تمام مجمع نے تائید کی اور وہ اپنے ناپاک ارادہ سے باز آ گئے اور عبداللہ بن ابی ناکام اور خائب و خاسر ہو کر رہ گیا اور اسی طرح یہ فتنہ فرو ہو گیا۔

اس سال کے مشہور اور قابل ذکر واقعات یہ ہیں نمازیوں کو بلانے کے لئے اذان شروع ہوئی یہود کے ایک زبردست عالم عبداللہ بن سلام مسلمان ہوئے اسی سال حضرت سلمان فارسی نے مذہب اسلام قبول کیا۔ جو اول مجوسی تھے پھر عیسائی ہو گئے تھے اور توراۃ و انجیل کے زبردست عالم تھے اور اسی سال زکوٰۃ فرض ہوئی۔

ہجرت کا دوسرا سال اور کفار مکہ کی چھیڑ چھاڑ

ابتک مسلمانوں نے بے سروسامانی تحمل و بردباری اور نہایت امن پسندی سے زندگی گذاری مگر اب چونکہ شمشیر اسلام غلاف سے باہر آتی ہے اور مسلمان اپنی شمشیر زنی کے جوہر دکھاتے ہوئے اور اسلام کی حفاظت و مدافعت میں سر بکف نظر آئینگے اس لئے ناظرین آیندہ واقعات کو بنظر غور مطالعہ کریں تاکہ مخالفین کے زہریلے پروپیگنڈہ کا اثر باطل ہو جائے۔

جس وقت رسول کریم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ چلے گئے اور یہاں تعمیر ملت کے کام میں مشغول ہو گئے چنانچہ مسلمانوں کو تباہ کرنے کا سب نے عزم صمیم کر لیا انتقام لینے کی خواہش اور اس کی کوششوں اور تدبیروں میں مصروف ہو گئے چنانچہ مسلمانوں کو تباہ کرنے کا جذبہ بچہ بچہ کے دل میں چٹکیاں لینے لگا حتی کہ انہوں نے آپس کی رنجشیں مخالفتیں اور منافستیں بھی فراموش کر دیں اور مکہ مدینہ کے درمیان جس قدر قبائل تھے ان کو بھی جنگی تیاریوں میں شامل کر لیا۔

سرور کائنات صلعم بھی ان حالات سے ناواقف نہ تھے آپ نے آنے والے خطرہ کو اچھی طرح محسوس کیا اور آپ بھی مدافعت کی تیاری کرنے لگے کیونکہ خدا تعالے کی طرف سے حفاظت خود اختیاری میں جہاد کرنے کی اجازت مل چکی تھی مگر اب بھی آپ صبر و تحمل سے کام لے رہے تھے مسلمان جہاد کی اجازت کے بعد حد سے زیادہ بیقرار تھے کہ ہم اپنی جانیں خدا کی راہ میں قربان کریں بار بار حضور صلعم سے اجازت طلب فرماتے تھے مگر آپ صبر و تحمل سے کام لینے کی تلقین فرماتے اور خاموش رہنے کی تاکید کرتے اس وقت مدینہ میں مسلمانوں کی تعداد میں تین چار سو مردوں سے زیادہ نہ تھی اور ساز و سامان کے اعتبار سے ضعیف تھے مگر کفار کی شرارتوں اور پے در پے مظالم سے تنگ آ گئے تھے اور ان کی عربی شجاعت و حمیت نے مجبور کر دیا تھا کہ کفار کی قوت کو خاک میں ملا کر رکھدیں۔ صرف رسولخدا کے حکم کے منتظر تھے۔

مسلمانوں نے روح فرسا مصائب و شدائد برداشت کر کے اسلام کے ساتھ عشق

دلشیفتگی ظاہر کرکے اور ہر قسم کی ایثار و قربانی کی آمادگی دکھا کر دنیا کے سامنے یہ ثبوت بہم پہنچا دیا کہ وہ کسی خوف یا لالچ کی وجہ سے اسلام میں نہیں آئے تھے بلکہ اسلام نے ان کے قلوب و ارواح کو مسخر کر لیا تھا وہ خدا کے احکام کے سامنے اپنے ظاہری و باطنی قویٰ کے ساتھ جھک گئے تھے اور انہوں نے اپنا جان و مال عزت و آبرو اور عیش و آرام سب کچھ خدا اور اس کے رسول کے ہاتھ بیچ دیا تھا۔

کرز بن جابر کا مدینہ کی چراگاہ پر حملہ اور جنگ بدر کا سنگ بنیاد

آپ معلوم کر چکے ہیں کہ آنحضرت صلعم یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ کفار ایک آخری زبردست جنگ کی تیاری کر رہے ہیں، مسلمانوں کو صبر و تحمل کی تلقین کرتے رہے اور اپنی عادت کے مطابق جنگ پر صلح کو اور انتقام پر درگزر کو ترجیح دیتے رہے مگر اس کا کیا علاج کہ کفار مکہ زبردستی اپنی تباہی کا سامان کرنے لگے اور عفو و درگذر رحمۃ للعالمین سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ چنانچہ کفار مکہ کا ایک سردار کرز بن جابر ایک جماعت کو ساتھ لیکر مکہ سے مدینہ کی طرف چل پڑا اور مدینہ منورہ کی متصل چراگاہ پر چھاپا مارا اور مسلمانوں کے بہت سے اونٹ بکڑ کر چلتا بنا مسلمانوں کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے مقام سفوان تک تعاقب کیا مگر وہ بچکر نکل گئے۔

یہ کفار مکہ کی طرف سے صاف اور کھلی ہوئی دھمکی اور اعلان جنگ تھا اور مسلمانوں کو یہ بتلانا تھا کہ دیکھو ہم تمہارے گھر میں گھس کر یوں چھاپہ مار سکتے ہیں اور تمہارے اموال کو لوٹ کر لا سکتے ہیں ادھر تو انہوں نے یہ حملہ کرکے گویا اعلان جنگ کیا اور ادھر خفیہ سازشوں اور تدبیروں سے بھی غافل نہ تھے عبد اللہ بن ابی، مشرکین مدینہ اور یہود مدینہ کو بھی خط و کتابت کرکے اپنے ساتھ گانٹھ لیا تھا غرض کفار مکہ نے ہر طرح جنگ کی تیاری کر رکھی تھی اور ایک آخری فیصلہ کن جنگ پر تلے بیٹھے تھے۔

جس سال رمضان کے روزے فرض ہوئے شروع رمضان میں مدینہ میں یہ خبر پہنچی کہ ابو سفیان کا قافلہ ملک شام سے آ رہا ہے جو مدینہ کے قریب ہو کر گذرے گا حضور صلعم کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ نے مہاجرین و انصار کی ایک مختصر سی جماعت کو یہ حکم دیا کہ وہ اس قافلہ کو روکیں اس سے مقصود محض یہ تھا کہ کرز بن جابر کے حملہ کا جواب دیا جائے اور ان پر یہ واضح کیا جائے کہ مسلمانوں سے بگاڑ کرنا ان کی تجارت کے لئے نقصان دہ ہے اس کا مدعا بجز تخویف و تادیب کے اور کچھ نہ تھا اگر اس قافلہ کو لوٹنا یا جنگ و قتال کرنا مقصود ہوتا تو آپ پوری جمعیت بھیجتے اور پورے ساز و سامان کے ساتھ۔

کسی نہ کسی طرح قافلہ والوں کو بھی علم ہو گیا کہ مسلمان ہماری طرف آ رہے ہیں اس لئے وہ کسی اور راستہ سے بچکر نکل گیا اور مسلمان واپس آ گئے ابو سفیان نے راستہ ہی سے ایک شخص ضمضم بن عمرو غفاری کو اجرت دیکر مکہ دوڑا دیا کہ مسلمانوں کے حملہ کا خطرہ ہے اس لئے ہماری مدد کرو اور ہمارے اموال کو بچاؤ اس خبر کے پہنچتے ہی، ابو جہل ایک ہزار کی جمعیت لیکر پورے جوش و خروش اور سامان جنگ کے چل پڑا جس میں سات سو اونٹ اور تین سو گھوڑے تھے اور جس کی کمان کرنے کے لئے عرب کے مشہور بہادر اور سردار تھے مثلاً نضر بن حارث، ابو جہل بن ہشام، امیہ بن خلف، عتبہ بن ربیعہ اور عباس بن عبد المطلب وغیرہ۔ ابو سفیان کا قافلہ مکہ میں بحفاظت تمام پہنچ گیا اور ابو سفیان نے ایک آدمی کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ قافلہ مکہ میں پہنچ گیا ہے اس لئے واپس چلے آؤ مگر چونکہ یہ لشکر محض قافلہ کی حفاظت کے لئے روانہ نہیں ہوا تھا بلکہ جنگ کی پوری تیاری کرکے نکلا تھا اس لئے ابو جہل نے واپس جانے سے انکار کر دیا اور عمرو حضرمی جو قریش کا حلیف تھا اور مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اس کے قتل کو جنگ کے لئے بہانہ بنا لیا اور ابو جہل مدینہ کی طرف بڑھتا چلا آیا

مہاجرین و انصار کی فداکاری

آنحضرت صلعم کو بھی معلوم ہوا کہ کفار کا لشکر آ پہنچا ہے جس میں عرب کے تمام نامور بہادر و سردار ہیں آپ نے ایک مجلس مشاورت منعقد کی اور اپنے جان نثار صحابہؓ سے فرمایا کہ "تمہاری طرف مکہ والوں نے اپنے بہادروں کو منتخب کرکے بھیجا ہے ان سے جنگ کرنے کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟" سب سے اول حضرت ابو بکر صدیقؓ اور پھر حضرت عمرؓ اور حضرت مقدادؓ نے آمادگی اور شجاعت کا اظہار فرمایا اور کہا ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں ہیں جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہدیا تھا کہ تو اور تیرا رب جا کر لڑو ہم تو یہیں بیٹھے تماشہ دیکھیں گے پھر دوبارہ آپ نے دریافت فرمایا کہ لوگوں کفار سے مقابلہ کرنے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس سے مقصود یہ تھا کہ انصار کا عندیہ معلوم کیا جائے کیونکہ انصار سے آپ نے اس بات پر بیعت لی تھی کہ اگر مدینہ پر کسی دشمن نے حملہ کیا تو ہم لڑیں گے مگر یہ شرط نہ تھی کہ مدینہ سے باہر جا کر بھی حملہ کریں گے سعد بن معاذ یہ بات سمجھ گئے اور کھڑے ہو کر عرض کیا کہ شاید آپ کا روئے سخن ہماری طرف ہے" ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ اس پر حضرت معاذ یوں عرض گذار ہوئے "ہم آپ پر ایمان لائے ہیں آپ کو خدا کا رسول یقین کرتے ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا کا رسول ہمیں کفار سے مقابلہ کے لئے بلائے اور ہم گھروں میں بیٹھے رہیں یہ کفار تو ہمارے ہی جیسے انسان ہیں ان سے ہم کیا ڈریں گے ہم کو تو آپ حکم دیں گے کہ سمندر میں کود پڑو تو ہم بلا دریغ کود پڑیں گے"۔ جب آپ کو خوب اچھی طرح یقین ہو گیا کہ تمام مہاجرین و انصار خدا کے دین کی حمایت و حفاظت میں کمربستہ ہیں تو پھر آپ نے لشکر کی تیاری شروع کی اور روانگی کا عزم فرمایا۔

مسلمانوں کی قلت اور کفار کی کثرت

حضور صلعم نے اپنے فدا کاروں کا جائزہ لیا تو کل تین سو تیرہ آدمی نکلے جو کفر کی طاقت کو تہس نہس کرنے چلے تھے جن لوگوں کو آپ نے صغر سنی کی وجہ سے لشکر میں نہیں لیا اور واپس جانے کا حکم دیا انہوں نے سخت منت و سماجت کے بعد مصر ہو کر اجازت حاصل کی اب ذرا ان مٹھی بھر مجاہد اور اسلام کے شیدائیوں کے ساز و سامان کی حالت ملاحظہ کیجئے اسلامی لشکر میں کل دو گھوڑے تھے جن پر حضرت زبیرؓ اور حضرت مقدادؓ سوار تھے ستر اونٹ تھے جن پر تین تین چار چار آدمی سوار تھے اور بعض حضرات پیدل چل رہے تھے۔

جب اسلامی لشکر مقام بدر میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ کفار نے پہلے ہی اچھی اور بلند جگہ پر قبضہ کر لیا ہے مجبوراً مسلمانوں کو ایک نشیب اور ریتلی جگہ پر قیام کرنا پڑا مگر پانی کے چشموں پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ کفار میں سے جو شخص پانی پینے کے لئے آئے اس کو نہ روکو اور آزادی کے ساتھ پانی لینے دو یہ تھی آپ کی شان رحمت

قرآن پاک اور مسلمان

(ایک مسلسل کتاب جو مولوی کیلئے لکھوائی جا رہی ہے)
(نوشتہ حضرت مرآد مارہروی)
(گذشتہ سے آگے)

قرآن اور کیریکٹر

اصلاح اخلاق تزکیہ نفس اور دنیوی و دینی ترقیات کے لئے سب سے بہتر و برتر چیز خوف خدا ہے اور اگر بندوں کو خدا کی باز پرس اور اپنے اعمال کی سزا و جزا کا ڈر ہوگا تو وہ یقیناً بداعمالیوں اور اخلاقی گناہوں سے بچے رہیں گے اور نیکی و صداقت کی راہ اختیار کرکے ترقی پائینگے ورنہ تباہ اور خوار ہوں گے برائیوں سے بچانے اور نیکیوں پر راغب کرنے کے لئے خالق اکبر انسان کے لئے ایک نہایت اعلیٰ راہ عمل تجویز کی ہے اور اس مفہوم کو صرف ایک لفظ تقویٰ سے ادا کرکے قرآن میں جا بجا اس پر زور دیا ہے اس میں خوف خدا پرہیزگاری اور عمدہ چلن سب کا مفہوم موجود ہے اور اس کا مترادف لفظ اعلیٰ کیریکٹر اور اعلیٰ چال چلن ہی ہو سکتا ہے قرآن کریم نے مسلمانوں میں خدا ترسی اور کیریکٹر پیدا کرنے اور اس کی روح پھونکنے کے لئے بہت کچھ کیا اور بیحد زور دیا ہے اور دینا چاہیئے ہی تھا اس لئے کہ تمام انسانی کامرانیوں اور ہدایت پذیریوں کا انحصار اسی پر ہے قرآن کہتا ہے کہ اللہ انہیں لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں اور دوسروں کے ساتھ نیکی کرتے رہتے ہیں ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون پھر تقویٰ وہ اعلیٰ چیز ہے کہ یہ اپنے حامل بندے کو جملہ برائیوں اور تمام ذمائم اخلاق سے بچاتا ہے اور بد ارادہ ہوتے ہی انسان کو فوراً متنبہ کر دیتا ہے خود قرآن اس کی صداقت پیش کر رہا ہے۔

ان الذین اتقوا اذا مسھم طٰئف من الشیطٰن تذکروا فاذا ھم مبصرون ٭ تحقیق جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں جب ان کے قلوب میں کوئی وسوسۂ شیطانی پیدا ہوتا ہے تو وہ فوراً متنبہ ہو جاتے ہیں یہی لوگ ہیں جو ہر قسم کی شرارت سے بچ سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی مد بنتے ہیں۔ کتنا پیارا فلسفہ اور کتنی پیاری حقیقت ہے!

ذٰلکم وصّٰکم بہ لعلکم تتقون اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعہ تمہیں نصیحت اور ہدایت کرتا ہے تاکہ تم متقی بنجاؤ، تقویٰ کی زیادتی و کمی ہی کو قرآن کریم نے حقیقی شرافت و نجابت کا معیار بتایا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم تقویٰ ہی ایسی چیز ہے جو انسان کو نیکی اور نیکوکاری کی طرف مائل کرتا ہے اور شرارت اور بدی سے بچاتا ہے اور یہی تمام ترقیات و عروج کی اساس و بنیاد ہے قرآن تقویٰ بندوں کو خدا تک بھی پہنچانے میں بھی بہترین عنصر ہے اور آخرت کا زاد راہ بھی ہے چنانچہ ارشاد باری ہے وتزودوا فان خیر الزاد التقوٰی واتقون یا اولی الالباب زاد راہ اکٹھا کرو تحقیق تقویٰ بہترین زاد راہ ہے اور اے عقل والو مجھ سے ڈرتے رہو"

ایک اور جگہ ارشاد ہے یابنی اٰدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سواٰتکم وریشا ولباس التقوٰی ذٰلک خیر ٭ فرزند آدم ہم نے تم پر لباس نازل کیا جو تمہارے لئے ستر و زینت ہے اور بہتر لباس تو لباس تقویٰ ہی ہے"

واقعی اس سے بہتر اور کوئی لباس ہو ہی نہیں سکتا انسان کی حقیقی پردہ پوشی پھر تا ہے اور کسی لباس میں ممکن نہیں۔ متقیوں پر خدائے قدوس اتنا مہربان ہے کہ وہ انکی تعلیم کا ذمہ بھی خود ہی لیتا ہے اور فرماتا ہے واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو وہ تمہیں تعلیم دیگا، آپ تعجب کریں گے کہ خدا تعلیم کسطرح دیتا ہے؟ سنے انسان میں جتنی خدا ترسی پیدا ہوتی جائے گی اتنا ہی اس کا دل صاف اور نور فراست قبول کرنے کے قابل ہوتا جائے گا اور جب دل صاف ہو جاتا ہے اسی قدر انسان اپنی غلطیوں اور معصیت کاریوں پر متنبہ ہوتا جاتا ہے اور انہیں برا سمجھکر ان سے بچتا جاتا ہے پھر ایک وقت آتا ہے کہ روحانیت کمال کو پہنچکر دل میں نور عرفان کی تجلیاں پیدا کرتی ہے غیبی آوازیں کانوں میں آنے لگتی ہیں نئے نئے نظارے قدرت کے رموز و اسرار اور آسمان کے مکنونات سے پردہ اٹھ جاتے ہیں علم اشیاء کے بعد حقائق اشیاء پر نظریں پڑنے لگتی ہیں جو نگاہیں دیوار کے پیچھے بھی نہیں جا سکتی تھیں وہ پہاڑوں کے پار ہونے لگتی ہیں انسان لا انتہا طاقتوں کا سرمایہ دار بنجاتا ہے اور اس میں اتنی قوت آجاتی ہے کہ دنیا وما فیہا کی تمام طاقتوں کو مسخر کرلے اور ملاء اعلیٰ کی سیر کرے اور عالم ملکوت ولاہوت کے جلوے اور دل افروز نظارے دیکھے۔

غرض اتقاء کے بھی مختلف مدارج ہیں ایک اتقاء مومنین کا ہوتا ہے ایک خاص کا ایک اولیائے کرام کا اور ایک انبیاء عظام کا اب جو مرتبہ اور جو درجہ بھی حاصل ہو جائے اپنی اپنی جگہ پر ہر درجہ اہم و برتر ہے اور اس سے تمام کمالات انسانی میسر ہیں اور اسی لئے قرآن کریم میں بکرات و مرات اتقاء اور خشیت ربی پر زور دیا گیا ہے واتقوا اللہ لعلکم تفلحون اللہ سے ڈرو تاکہ فلاح پاؤ فلا تخشون الناس واخشونی لوگوں سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو فاللہ احق ان تخشوہ ان کنتم مومنین اگر تم سچے مسلمان ہو تو سمجھ لو کہ اللہ اس امر کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے خوف کیا جائے قرآن کی اس تعلیم اتقاء نے مسلمانوں میں وہ کیریکٹر اور وہ عظمت پیدا کر دی کہ آگے چل کر دنیا کی فرمانروائی کے اہل سمجھے گئے اور تخت و تاج کے مالک ہوئے۔

شراب اور فواحش کا انسداد

عرب کی حالت نزول قرآن کے وقت نہایت ابتر و خراب تھی قمار بازی، زنا، میخواری، اور بغض و عداوت عام چیزیں تھیں کنبے کے کنبے اکٹھے ہو کر شراب کے خم کے خم لنڈھاتے اور ناچ گانے، اچھلنے کودنے اور فواحش و معاصی میں گرفتار رہتے بیویوں اور بچوں تک کو جوئے میں ہار دیتے بیحیائی و فواحش میں زندگی بسر کرتے اور کسی کا خوف نہ رکھتے قرآنی تعلیمات نے ان تمام رذائل کا خاتمہ کر دیا اور انہی میخواری اور قمار بازی میں مصروف رہنے والوں کو سچا اور پختہ کار مسلمان بناکر دنیا کے اسٹیج پر پیش کیا کہ ہوا انما یرید الشیطٰن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون، ولا تقربوا الزنا

انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ وہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے اندر عداوت و بغض ڈالدے اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روکدے پس کیا تم اس سے باز رہنے والے ہو یعنی ان شیطانی کاموں سے باز رہو اور زنا تو بہت ہی بے حیائی اور بہت ہی بُرا اور مکروہ کام ہے اس کے تو قریب بھی نہ پھٹکو" اتقا اور پرہیزگاری کی تعلیم برابر ہی مل رہی تھی اس تصریح اور وضاحت نے اور زیادہ قلوب کو متاثر کیا اور میخواری و قمار بازی اور زناکاری جیسے جرائم کی جڑیں کٹ گئیں اس آیت کے نزول پر یہ حالت ہوئی کہ شراب کی صریح ممانعت نہ ہونے کے باوجود جو مسلمان حسب علوت قدیم شراب پیتے تھے ان سب نے یک لخت تمام آلات میکشی توڑ ڈالے اور اس روز مدینہ کے کوچہ و بازار میں شراب کے دریا بہ نکلے قمار بازی یک قلم بند ہو گئی اور زناکاری نہایت مکروہ اور قبیح کام سمجھے جانے لگے آج بھی اس کے انسداد کی مساعی زور شور کیساتھ ہو رہی ہیں ٹمپرنس سوسائٹیاں پورا زور لگا رہی ہیں اس کے نتائج بد پر آئے دن زبردست تقریریں ہوتی رہی ہیں امریکہ میں یہ حکماً بند ہو چکی ہے لیکن کسی پر کوئی اثر نہیں ہوتا حالانکہ اس زمانہ کے لوگ اس درجہ بے خوف نہیں جیسے اس دور میں تھے لیکن یہ تلقین انسانی ہے اور وہ تعلیم ربانی تھی وہاں پہلے خدا کا خوف قلوب میں پیدا کر کے زمین تیار کی گئی اور پھر اس میں تخم ڈالا گیا جو معًا بار آور ہو گیا اور یہاں محض تخم ریزی سے ہی کام لیا جا رہا ہے جب دلوں میں قبولیت کا مادہ پیدا نہ ہو خوف ربی قلوب کو نہ لرزائے، طبائع میں سکون و سکینت پیدا نہ ہو اس وقت تک غیر ممکن ہے کہ کوئی اثر قبول کیا جا سکے پھر ربانی تعلیم بندوں کی تلقین سے بہر کیف بہت زیادہ موثر اور بہت زیادہ نتیجہ خیز ہوتی ہے ایک آیت اور ایک حکم نے انقلاب پیدا کر دیا اور مشرکین تک کے قدم میں لغزش پیدا ہو گئی اور ابھی کچھ ایسی مدت نہ گذرنے پائی تھی کہ عرب سے شراب نوشی اور قمار بازی کی بد عادات کا کلی استیصال ہو گیا اس وقت حکم ربی نے فوری طور کو متاثر کیا اور آج جو تلقین بھی کی جا رہی ہے اور پوری سرگرمی کے ساتھ کی جا رہی ہے وہ مخالف اثرات پیدا کر رہی ہے۔

یہی حال زناکاری کا ہوا مکہ معظمہ سے عرب کے جو قافلے تجارت کی غرض سے مصر، شام ایران، روم و مصر اور ہندوستان تک جاتے تھے واپسی کے وقت روپیہ بکثرت ان کے پاس ہوتا تھا سامان تجارت بھی ہوتا تھا ان کی اہمیت بھی نظروں میں زیادہ ہوتی تھی یہ لوگ ان ممالک میں پہنچکر دل بڑے سے عیاشیاں کرتے تھے عیاشی کے سامان وہاں سے لے آتے تھے، شام و عراق کی فاحشہ اور رقاصہ عورتیں بھی ساتھ ہوتی تھیں اول تو یہاں خود ہی کمی نہ تھی طبائع میں بد مستیاں پہلے سے موجود تھیں ان پر جدید متنورات اور فاحشات کی آمد اس نشہ کو اور تیز کر دیتی تھی اشعار میں ان کی تعریفیں کی جاتی تھیں بیویوں سے زیادہ ان کی عزت ہوتی اور اچھے بڑے سبھی ان کا احترام کرتے ان سے ملاقات و گفتگو کو باعث شرف و افتخار سمجھتے رنڈیوں اور ناچنوں کے دربار عرب ہی میں قائم ہوا کرتے تھے حیا، شرم اور جنسی غیرت و حمیت کا کسی کو پاس و لحاظ نہ رہا تھا ہر مرد و عورت دونوں شراب نوشی اور زناکاری کے رسیا تھے برہنہ ہو کر ناچ ہوتے اور شرابیں اڑتیں. ابتذال و معصیت کی انتہا یہ تھی کہ بڑے بڑے خاندانوں کی عورتیں بھی بگڑنے لگی تھیں اور وہ سر بازار سینہ اسلام سے محاماگشت کرتی پھرتی تھیں۔

لیکن قرآنی تعلیمات کا یہ کتنا بڑا اعجاز ہے کہ چند سال ہی کے اندر عرب کی کایا پلٹ ہو گئی اور بد تر دلوں کے بگڑے ہوئے فرشتے بن گئے اور متقیانہ اور خدا پرستانہ زندگیاں بسر کرنے لگے کیا ایسی شاندار اور فقید المثال انقلاب کی کوئی نظیر پوری تاریخ میں کہیں دستیاب ہو سکتی ہے ہم تو اسے جتنا بھی سراہیں کم ہے لیکن الحاد و زندقہ کے گہوارہ عظیم کا فرزند سر ملکم ڈزرٹ ہیگنس اس اصلاح و انقلاب کے متعلق جو لکھتے ہیں اور جس انداز خصوصی میں اسلام و قرآن کی اس معجزہ کاری کا اعتراف کرتے ہیں اسے بھی ملاحظہ فرمائیے :۔

"اہل عرب میخواری و قمار بازی کے خوگر تھے مگر قرآن کے صرف دو حکموں اور دو آیتوں نے اس رواج کو قطعیت کے ساتھ مسدود کر دیا انہیں ناقابل معافی جرم قرار دیا گیا اور یک لخت اُکی بیخکنی کر دی گئی"

آگے چل کر آپ لے ارض مغرب کے ایک اور فاضل اور شہرہ آفاق مورخ اور فلاسفر گبن کی تحریر کا حوالہ دیکر لکھا ہے کہ :۔

"گبن صحیح کہتا ہے کہ جس عیش و عشرت پر دل للچائے اس کی تکلیف و تہدید کو بلاشبہ رندوں اور منافقوں نے اٹھا دیا ہے مگر انصاف کی رو سے اسکی تہمت اس واضع قانون پر عائد نہیں ہو سکتی یہ فعل ان کا ذاتی فعل ہے فی الحقیقت میرے نزدیک فرنگستان کی کیسی خوش قسمتی ہوتی اگر دین عیسوی بھی ان جرائم کی ممانعت کرتا اور اب بھی یہ ممانعت بدستور قائم رہتی"

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں اور کس حسرت کے ساتھ لکھتے ہیں کہ :۔

"میری ناقص رائے اور محدود خیالات کے مطابق اگر شراب خواری اور قمار بازی وغیرہ کی ممانعت انجیلوں میں بھی پائی جاتی تو انسانوں کے لئے یہ بڑی مسرت انگیز بات ہوتی اور اگر حضرت عیسیٰ بعض لوگوں کے دعاوی کے اس دعوے کے مطابق کہ انھیں علم غیب حاصل تھا اور جس کا دعویٰ حضرت محمدؐ نے کبھی بھی نہ کیا تھا منشی چیزوں کی بھی ممانعت کر دیتے تو اس سے چنداں نقصان تو نہ ہوتا اور کچھ برائیاں تو نہ بڑھ جاتیں"

سر ولیم میور ایک اور عیسائی فاضل اور بڑے ذی رتبہ انگریز عیسائی ہیں لکھتے ہیں کہ

"مذہب اسلام اس امر پر فخر کر سکتا ہے کہ اس میں تقوی اور پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا۔"

دیکھئے قرآن کس طرح مسلمانوں کو حیا و عفت کی تعلیم دے رہا ہے اور نیکی کی طرف انھیں راغب کرتا ہے قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون. وقل للمومنت یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن تا توبوا الی اللہ جمیعا ایھا المومنون لعلکم تفلحون. مومنوں سے کہدو کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنے اعضاء تناسلی کی حفاظت کریں کیونکہ ان کے لئے یہ چیز سب سے زیادہ مفید اور پاک بنانے والی ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے واقف و باخبر ہے. مومن عورتوں سے بھی کہدو کہ وہ بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنے ستروں کی بھی حفاظت کریں اور سوائے اس کے جس کا ظاہر ہونا لازمی ہے اور کوئی چیز اور اپنی زینت و آرائش دکھاتی نہ پھرا کریں اور اپنے سینوں کو اپنے دوپٹوں سے ڈھکا رہنے دیا

کریں اور اپنی زینت اور اپنے سنگار کو اپنے خاوندوں اپنے اباؤ اجداد اپنے خاوندوں کے باپ اپنے بیٹوں اپنے خاوند کے بیٹوں اپنے بھائیوں اپنے بھتیجوں اپنے بھانجوں اپنی عورتوں اپنی لونڈیوں ایسے خدمتگار مردوں جو جنسی معاملات سے بیگانہ ہیں ایسے لڑکوں کے سوا جو اسرار جنسیت سے ابھی واقف نہیں ہوئے اور کسی پر ظاہر نہ کریں اور اس طرف نہ چلیں اور پاؤں اس انداز سے نہ رکھا کریں کہ ان کی پوشیدہ اور مخفی زینت ظاہر ہو جائے اور اے مسلمانو اللہ کی طرف جھک جاؤ تاکہ تم باقبال اور فائز المرام ہو۔

کتنی مختصر اور کتنی بلیغ آیت ہے اس ایک حکم اور ہدایت نے عرب میں پھیلی ہوئی تمام بےحیائیوں بے پردگیوں اور آوارگیوں کا خاتمہ کر دیا سب کی نگاہیں نیچی اور دل صاف ہو گئے ظاہر ہے کہ جب مرد و عورت دونوں کی نگاہیں نیچی رہیں گی محرکات نفسانیت و خواہش سمع و بصر کی دسترس سے باہر اور اوجھل ہوں گے زینتوں سنگاروں اور خوبصورتیوں پر نگاہیں نہ پڑیں گی دونوں کی سوسائٹیاں علیحدہ ہوں گی تو لازماً جذبات فطری میں سکون رہے گا اور رفتہ رفتہ عجلت کے ساتھ برائی و بےحیائی کی عادت کا خاتمہ ہو جائے گا نفسیاتی پہلو سے اس قرآنی آیت کی آنسوؤں اور اعلیٰ خوبیوں پر جتنا غور کیجئے اتنی ہی حیرت بڑھتی چلی جائے گی تعلیم اور پھر اس نہج پر تعلیم کہیں آپ کو اس کی نظیر نہ ملے گی شراب خواری قمار بازی اور زناکاری و فواحش کی روک تھام کے لئے جو طریقہ تعلیم اسلام نے اختیار کیا اور جس نہج پر قرآن نے پیش کیا وہ اپنی نوعیت میں فقید النظیر ہے جو کام اسلام نے کیا وہ آجتک انسداد فواحش کے لئے دنیا کی کوئی قوم بھی نہ کر سکی اور نہ کر سکتی ہے آخر اسلام پھر اسلام ہے اور اس کی جو تعلیمات و تلقینات ہیں وہ ہر پہلو سے مکمل اور اعلیٰ ہیں۔

اب دیکھنا اور بتانا یہ ہے کہ دیگر مذاہب نے انسداد فواحش کے لئے کیا صورت اختیار کی اور دوسری الہامی و غیر الہامی کتب نے اس بارہ میں کیا تعلیم دی۔ وہ کون ہے جو غمزدہ یا وہ گو، متاسف اور بلا سبب زخمی ہے اور کس کی آنکھوں میں سرخی ہے اسی کی جو دیر تک مے نوشی کرتا ہے اور وہ لوگ جو ملائی ہوئی شراب کی تلاش میں رہتے ہیں۔ جب مے لال ہو اور اس کا عکس جام پر پڑے اور جب وہ بہتے وقت اپنی خوبی دکھلائے تو اس پر نظر ڈالو کہ انجام کار وہ سانپ کی مانند کاٹتی اور بچھو کی طرح ڈنک مارتی ہے امثال سلیمان $\frac{23}{29 \text{ تا } 35}$

اس پر وادیلا ہے جو اپنے ہمسایہ کو شراب پلاتا ہے اور اپنے مٹکے انڈیل کے اُسے متوالا کرتا ہے تاکہ اس کا ستر دیکھے۔ حبقوق $\frac{2}{15}$ ۔۔۔" اس کے بعد زدیر مے پینے کا شمار ہے گنتی $\frac{6}{21}$ ۔۔۔ ایوب کے بیٹوں اور بیٹیوں نے اکٹھے ہو کر گھر میں کھانا کھایا اور شراب پی۔ ایوب $\frac{1}{4}$ " ۔۔۔ مے مسخرہ بناتی ہے مست کرنے والی ہے ہر ایک چیز کو غضب آلود کرتی ہے اور جو اس کا فریب کھاتا ہے وہ دانشمند نہیں۔ امثال سلیمان $\frac{20}{1}$ " ۔۔۔ "تو ان لوگوں میں سے مت ہو اور نہ ان میں شامل ہو جو میخوار ہیں اور نہ ان میں شامل ہو جو اپنے جسم کو شہوت سے خراب کرتے ہیں کیونکہ جو شرابی اور اوباش ہیں کنگال ہو جائیں گے۔ امثال سلیمان $\frac{23}{20\text{ تا }21}$ ۔۔۔ تم مے نہ پینا نہ تمہارے بیٹے ہمیشہ تک۔ یرمیاہ $\frac{35}{6}$ " منوحہ کی بیوی کو فرشتے نے لڑکے کی بشارت دیکر کہا سو اب خبردار رہیو اور مے یا نشے کی کوئی چیز نہ پیجیو اور ہر ایک ناپاک چیز کھانے سے پرہیز کیجیو۔ قاضیوں $\frac{13}{4}$ ۔۔۔ تمیتھیس $\frac{5}{23}$ میں ہے کہ آئندہ صرف پانی ہی نہ پیا کر بلکہ معدے اور اکثر کمزور رہنے کی وجہ سے ذرا سی مے

بھی کام میں لایا کر (پولس) حضرت پولس کے ان الفاظ نے گذشتہ کتب کی ممانعت کو بھی برباد کر دیا اور تمام مغربی عیسائی دنیا ابتک دھڑلے کے ساتھ پی رہی ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ اب ان کی توجہات اسلامی تعلیمات کی طرف مبذول ہو رہی ہیں اور امریکہ نے اسی تعلیم کے مطابق اسے بند کیا ہے بلاشبہ ان کتب میں بھی ممانعت شراب و فواحش کا حصہ بڑی حد تک موجود ہے لیکن اسلام نے جو طرز و طریقہ اختیار کیا اور جس طرح اس برائی کا کلی انسداد کر دیا اس کی مثالیں کہیں ڈھونڈے بھی نہ ملیں گی۔

قرآن کریم اور انسداد غلامی

غلامی کا رواج زمانہ قدیم سے دنیا میں چلا آتا ہے اور تمام مذاہب نے ابتدا سے اسے روا رکھا، اسلام اور صرف اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے اُسے دنیا سے کلیتہً مٹانے اور اس رسم کو فنا کر دینے کی سعی و جہد کی اور قرآن نے دنیا کے سامنے ایسی تعلیم پیش کی کہ لوگ خود بخود غلاموں کو آزاد کرنے پر آمادہ ہو گئے اور جو غلام رہ بھی گئے پھر وہ غلاموں کی طرح نہیں بلکہ بیٹوں کی طرح رہے چونکہ اس کے قطعی انسداد کا حکم ایک تلاطم پیدا کر دیتا ایک طرف تو لوگ ان کی خرید پر لاکھوں روپیہ خرچ کر چکے تھے اور دوسری طرف اگر اسی وقت ان کی رہائی کے فوری احکام صادر ہوتے تو یہ غریب جاتے کہاں پناہ کہاں لیتے، کھاتے کیا اس لئے اسلام نے وہ راستہ اختیار کیا جو خود غلاموں کے لئے بہتر تھا غلام رکھنے کی اجازت ہی اس شرط کے ساتھ تھی کہ اسے خاندان کے ایک فرد کی حیثیت سے رکھا جائے ان کا رتبہ برابر کر دیا مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ ان سے ہلکا کام لیں جو خود کھائیں انھیں کھلائیں جو خود پہنیں انھیں پہنائیں جب وہ بالغ ہو جائیں ان کی شادیاں کر دیں لونڈیوں کو زناکاری پر ہرگز مجبور نہ کریں ان سے بھائیوں جیسا سلوک کریں انھیں غلام کہکر پکاریں بھی نہیں اگر وہ معاوضہ دیکر آزاد ہونا چاہیں تو انھیں ضرور آزاد کر دیں جو کچھ کمائیں اس میں سے انھیں بھی حصہ دیا جائے زکوٰۃ میں سے کچھ رقم ان کی آزادی پر بھی خرچ کیا کریں پھر ان کی آزادی کو اجر عظیم کا سبب قرار دیا اور بہت سے گناہوں کا کفارہ بھی غلاموں کی آزادی کو بتایا۔

بعض مفسرین کا خیال یہ ہے اور یہ بالکل ٹھیک اور صحیح بھی معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے پورا مفہوم سمجھنے میں غلطی کی ہے ورنہ یہ تمام احکام بھی ان غلاموں کے واسطے تھے جو پہلے میں قید و غلام ہوئے مگر کچھ عرصہ کے بعد آیت ذیل سے غلامی ممنوع ہو چکی۔

فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموهم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارها

(جب کافروں سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو گردنیں مارو یہاں تک کہ تم انھیں زخمی کر دو پھر ان کی مشکیں باندھ لو پھر اس کے بعد احسان سے یا فدیہ لیکر چھوڑ دو حتی کہ جنگ میں اپنے ہتھیار چھوڑ دیں۔"

یا ایها النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسری ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفر لکم واللہ غفور الرحیم۔

(اے نبی جو قیدی تمہارے ہاتھوں میں ہیں ان کو سنادے کہ اگر اللہ تمہارے دلوں میں کوئی بھلائی دیکھیگا تو تم کو اس سے بہتر دیگا جو تم سے لیا گیا ہے اور تمہیں بخشدیگا کیونکہ اللہ تعالےٰ غفور الرحیم ہے) اس حکم ربی کے بعد رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کسی کو غلام نہیں بنایا خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی جس قدر لوگ گرفتار ہوئے وہ سب کچھ فدیہ لیکر اور بعض اوقات بلا فدیہ لئے آزاد کئے جاتے رہے اسلامیوں نے غلاموں کے ساتھ جو سلوک کیا اس کی نظیر دنیا میں کہیں بھی نہیں مل سکتی۔ تجارتی غلامی کا

انسداد تو قطعیت کے ساتھ کر دیا گیا حالانکہ عیسائی نہ یہودی مذہبوں نے اسے جائز رکھا تھا اب غلاموں کے ساتھ ذرا غیر مسلموں کا سلوک ملاحظہ ہو۔

ایران کے آتش پرست اور عرب کے کافر اسیران جنگ کو یہی نہیں کہ مار ڈالتے بلکہ زندہ آگ میں جلا دیتے (مجمع الاشال کرانی) — ان تمام عورتوں کو بھی قتل کرو جو مرد کی صحبت سے آشنا ہیں صرف کنواریوں کو اپنے لئے رکھو (گنتی ۳۱/۱۸) — یہود غیر ازجنگ اسیروں کو جلا دیتے تھے اور جو بچ جاتے تھے وہ غلام بنا کر سختیوں میں رکھے جاتے تھے۔ (تاریخ قدیم) — یہودیوں کی مذہبی کتاب میں لکھا ہے کہ کوئی یہودی غلام کو آزاد نہ کرے بلکہ اپنی اولاد کے لئے ترکہ میں چھوڑ جائے (طالموت) — بدھوں میں بھی غلامی رائج تھی میو شہنشاہ چین کے گھر میں بکثرت لونڈی غلام تھے (تاریخ چین) — ہندوؤں میں بھی غلامی بکثرت رائج تھی اور یہ غلاموں کے ساتھ نہایت بیرحمانہ سلوک روا رکھتے تھے عورتوں کو اپنے تصرف میں لاتے تھے اور لونڈی غلاموں کو فروخت کر ڈالتے تھے تم اس بدکردار دشمن کو کبھی مت چھوڑو اور زنجیروں میں جکڑے رہو (یجر وید ۲۵-۲۶) — خوفزدہ اور بھاگتے ہوئے تندرست آدمیوں کو گرفتار کر کے قید کر دیں (ستیارتھ پرکاش) — ہندوستان میں اسیران جنگ عمر بھر زنجیروں میں جکڑے رہتے تھے اور حیوانات کی طرح اُن سے کام لیا جاتا تھا (واقعات ہند مؤلفہ منشی تلسی رام) شودروں سے کھیتوں میں سخت کام لیا جاتا تھا اور گاؤں کے باشندوں کے نجس کام بھی انجام دیتے تھے (تاریخ ہند مصنفہ ہنٹر صاحب) — منو شاستر میں لکھا ہے غلام وہ ہے جو لڑائی میں قید ہو وہ جو اپنی روٹی کے لئے خدمت کرے اور جو خریدا اور ہبہ کیا گیا ہو جو ورثہ میں ملا ہو اور جو بطور سزا غلام بنایا گیا ہو — ٹیکسیلا میں عورتوں کی فروخت کے لئے ایک منڈی تھی (تاریخ ہند حصہ اول) — بھائی پرمانند اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ایرین سیاح نے تحریر کیا ہے کہ ٹیکسیلا میں عورتیں فروخت کے لئے پیش کی جاتی تھیں اور جو سب سے زیادہ قیمت لگاتا تھا اسی کے حوالے کی جاتی تھیں (تاریخ پنجاب) — مرہٹوں کی حکومت میں بیگار اور غلامی کا رواج موجود تھا غلام اور خاصکار ادنیٰ قوم کی عورتوں کی خرید و فروخت بھی ہوا کرتی تھی (مرہٹوں کا تمدن مصنفہ مانک راؤ) — لالہ لاجپت رائے اپنی تاریخ ہند کے حصہ اول میں لکھتے ہیں کہ ہندوؤں کے عہد حکومت میں غلام وہ لوگ سمجھے جاتے تھے جو اپنے قرضے نہ ادا کر سکیں یا دیگر ذمہ داریوں کی تکمیل ان سے نہ ہو سکی ہو یا لڑائی میں گرفتار ہوئے ہوں (صفحہ ۲۱۹) — چندر گپت جب شکار کو جاتے تھے تو ان کی حفاظت کی ذمہ داری ان عورتوں کے سپرد کی جاتی تھی جو مختلف ممالک سے خرید کر لائی جاتی تھیں (تاریخ ہند لالہ لاجپت رائے) — راجہ گند ہرب سین کے ایک پرستار سے راجہ بھوج پیدا ہوا (عمدۃ التاریخ صفحہ ۲۷) — گرد ہر رائے کے بعد رام رائے اگرچہ بڑا بیٹا تھا مگر وہ زر خرید کنیزک کے بطن سے تھا (تاریخ پنجاب کنہیا لال صفحہ ۲۲۷) جو عورتیں جوئے اور کشتیوں میں ہار دی جاتی تھیں انھیں گھر کا کام کاج نوکرانیوں کی طرح کرنا پڑتا تھا اور ایک گھر کے متعدد بھائیوں سے بھی ہمبستر ہونا لازمی تھا۔ (دہیلر صاحب) — مالک بادشاہی کا جو آدمی سیواجی کی قید میں آتا اسے بطور غلام کے وہ اپنے اہل مملکت کو تقسیم کر دیتا (تاریخ ہند ایشری پرشاد)

بخت نصر یروشلم گیا اسے لوٹا کھسوٹا اور ہزارہا جانیں تلف کیں پھر بھی جو بچ رہے انھیں لونڈی غلام بنا کر لے گیا (تاریخ ایران سر جان ملکم صفحہ ۶۵)

کرامول نے فتح دروگیدہ کے بعد قتل عام کیا اور انگریز پروٹسٹنٹوں نے آئرلینڈ کے ہزاروں مردوں اور عورتوں کو غلام بنا کر بھیجا — اسی مختصر کتاب میں مزید حوالوں کی گنجائش نہیں ورنہ روسیوں ترطاجنیوں اور تمام اقوام عالم کی مثالیں ہم پیش کرتے سترہویں صدی ہجری تک مغرب میں شدت کے ساتھ سنگدلانہ تجارت غلاموں کی کی جاتی تھی اب قرآنی تعلیمات کے اثرات ملاحظہ ہوں جنگ بدر میں بہتر قیدی گرفتار ہوئے جن میں صرف دو قتل کئے گئے اور باقیوں کو فدیہ پر رہا کر دیا گیا بعد کی جنگوں میں تمام قیدی بلا کسی معاوضہ کے آزاد کئے جاتے رہے غزوۂ بنی مصطلق میں سو آدمی گرفتار ہوئے تھے جو بلا کسی معاوضہ کے بعد کو رہا کر دیئے گئے اسی طرح میدان حدیبیہ میں اسی عدد پہاڑی مسلمانوں پر نماز کی حالت میں حملہ آور ہونے پر گرفتار ہوئے تھے لیکن ان سب کو بھی بلا معاوضہ چھوڑ دیا گیا۔ جنگ حنین میں چھ ہزار مرد و عورت اسیر ہوئے اور سب کے سب ہی بعد کو بلا معاوضہ رہا کر دیئے گئے۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور خلفائے راشدین کے عہد میں کوئی شخص غلام نہیں بنایا گیا اور نہ خریدا گیا سب سے پہلے معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں غلاموں کی خرید ارزاں قرار دی گئی۔ تاہم زر خرید غلام اور جنگ کے غلام اسلام میں بڑی حیثیت رکھتے تھے جو اور ملکوں کی تھی دنیا یہ دیکھ کر آج تک حیران اور انگشت بدنداں ہے کہ انہی غلاموں میں اسلام کے بڑے بڑے فرمانروا، جرنیل، کرنیل، امام اور وزیر پیدا ہوئے حضرت بلالؓ ایک حبشی غلام تھے جنھیں مسلمانوں میں بڑی وقعت حاصل تھی اور حضرت عمر فاروقؓ آپ کو آقا کہا کرتے تھے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ کی شادی اپنی پھوپی زاد بہن حضرت زینبؓ سے کر دی تھی یہی زید تو اسلامی فوج کے سپہ سالار بھی بنائے گئے حالانکہ یہ فوج بڑے بڑے سرداران قریش پر مشتمل تھی انہی حضرت زیدؓ کے بیٹے حضرت اسامہؓ کو خلافت حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں جرنیل بنا کر سلطنت روم کے خلاف بھیجا گیا مصر و ہندوستان میں غلاموں نے نہایت شان و شوکت کیساتھ صدیوں فرمانروائی کی۔ اسلام میں حقیقی غلامی کا وجود کبھی بھی نہیں رہا محض علیٰ العموم کے طور پر غلاموں کا نام اسلام میں چلا آ رہا ہے ورنہ وہ مظلومانہ حالت جو عیسائیوں ایرانیوں اور ہندوستانیوں میں تھی مسلمانوں میں غلاموں کو کبھی مبتلائے مصائب نہیں رہی آج ہم انھیں غلام ہی کہہ رہے ہیں لیکن اس دور میں انھیں کوئی غلام بھی نہ کہتا تھا اور ان کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک ہوتا تھا یہودیوں، مجوسیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں میں جس غلامی کا رواج رہا اس کا تو مسلمانوں میں نمونہ بھی نہ تھا۔

انتہا یہ ہے کہ رسول کریمؐ نے حکم دیا کہ غلاموں کو ہرگز ایذا نہ دو انھیں جو کھاتے ہو کھلاؤ ... وہ بہشت میں داخل نہ ہوگا (احمد) خدا کو سب سے زیادہ خوش کرنے والا فعل غلام کو آزاد کرنا ہے جس کے پاس لونڈی ہو وہ اس کی پرورش کرے اس سے نیکی کرے پھر اس کو آزاد کر کے اس کی شادی کر دے اسے دوگونہ تقرب حاصل ہوگا (بخاری و مسلم) غلاموں کے ساتھ حضور کریمؐ کا سلوک ایسا تھا کہ جب زیدؓ کے باپ آزاد کرانے کے لئے آئے تو آپ رونے لگے اور کہنے لگے کہ مجھے آپ ماں باپ سے زیادہ عزیز ہیں میں باپ کے ساتھ نہیں جاتا حضرت انسؓ دس برس غلامی میں رہے لیکن اس تمام مدت میں آپ نے انھیں کبھی ایک دفعہ بھی نہیں جھڑکا حضرت بی بی فاطمہ کا یہ حال تھا کہ جب آپ چکی پیسنے بیٹھتیں تو تمام مساوات کے لئے اس کا دستہ باری باری اوپر نیچے سے پکڑاتیں حضرت عمرؓ کا واقعہ سلوک غلام مشہور آفاق ہے غلاموں کی آزادی و اصلاح کا خیال دنیا میں سب سے پہلے قرآن کریم نے پیش کیا اور یہی بیج انیسویں صدی میں انگریزی قلوب میں جگہ پا کر غلاموں کی آزادی کا باعث بنا

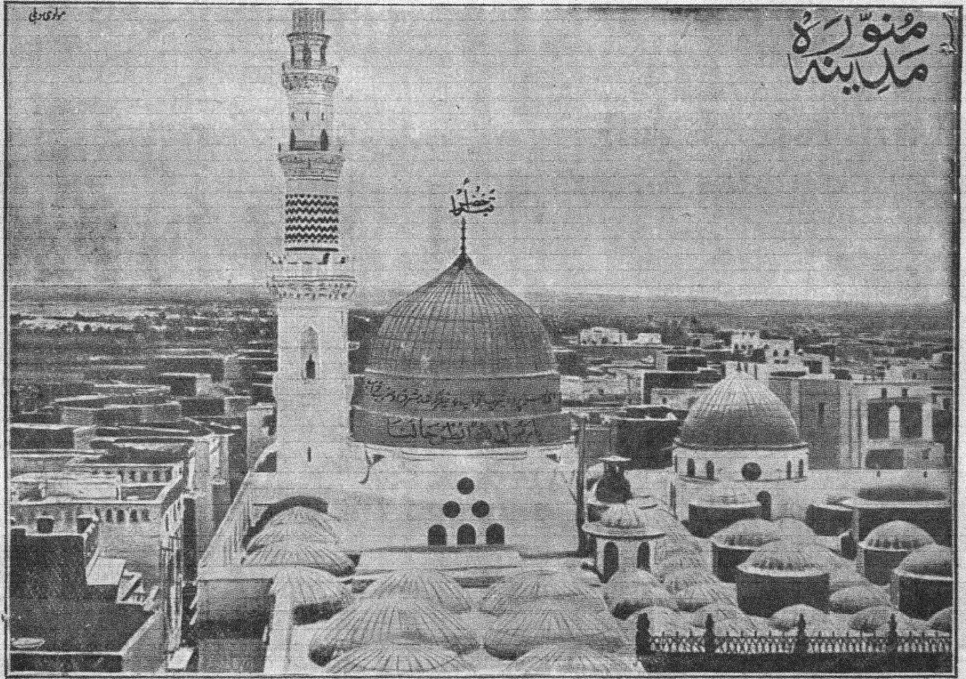
مدینهٔ منوره

شهر مدینهٔ منوره

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا

مولوی

سرکار رسالتؐ کا نذرانہ

رسول نمبر

رسول نمبر

مرتبہ۔ عبدالحمید خان

اے ز تو پر، دامن امید ما — وز کرمت نعمت جاوید ما
چوں تو کشادی در جاوید یم — کے بود اندیشہ نومیدیم
گنج کشادہ کن و راہم بدہ — خواہشم آموز چوں خواہم بدہ
انچہ بود مصلحت کار من — دور مدار از من و کردار من
تخم عمل دہ کہ بکارش برم — ابر کرم بخش کزان برخورم
از رقم عفو دلم شاد کن — خط امانم دہ و آزاد کن

بحرمت سیدنا محمدؐ و آلہ و اصحابہ اجمعین

اُمّت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے!

از حضرت حالی مرحوم پانی پتی

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے!

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے

جس دین کے مدعو تھے کبھی سیزر و کسریٰ
خود آج وہ مہمان سرائے فقرا ہے

وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں
اب اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے

وہ دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہبان
اب اس کا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے

جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے
اس دین میں خود تفرقہ اب آکے پڑا ہے

جس دین نے تھے غیروں کے دل آکے ملائے
اس دین میں خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے

جو دین کہ ہمدرد بنی نوع بشر تھا
اب جنگ و جدل چار طرف اس میں بپا ہے

جس دین کا تھا فقر بھی اکسیر غنا بھی
اس دین میں اب فقر ہے باقی نہ غنا ہے

جو دین کہ گودوں میں پلا تھا حکما کی
وہ عرصہ تیغ جہلا و سفہا ہے

جس دین کی حجت سے سب ادیان تھے مغلوب
اب معترض اس دین پہ ہر ہرزہ سرا ہے

ہے دین ترا اب بھی وہی چشمہ صافی
دینداروں میں پر آب ہے باقی نہ صفا ہے

ہاں راگ ہے دن رات تو واں رنگ شب و روز
یہ محفل اعیاں ہے وہ بزم شرفا ہے

چھوٹوں میں اطاعت ہے نہ شفقت ہے بڑوں میں
پیاروں میں محبت ہے نہ یاروں میں وفا ہے

دولت ہے نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہے
اک دین ہے باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے

ہے دین کی دولت سے بہا علم سے رونق
بے دولت و علم اسمیں نہ رونق نہ بہا ہے

شاہد ہے اگر دین تو علم اس کا ہے زیور
زیور ہے اگر علم تو مال اسکی جلا ہے

جس قوم میں اور دین میں ہو علم نہ دولت
اس قوم کی اور دین کی پانی پہ بنا ہے

گو قوم میں تیری نہیں اب کوئی بڑائی
پر نام تری قوم کا یاں اب بھی بڑا ہے

ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اسے دور زماں میٹ رہا ہے

جس قصر کا تھا سر بفلک گنبد اقبال
ادبار کی اب گونج رہی اسمیں صدا ہے

بیڑا تھا نہ جو باد مخالف سے خبردار
جو چلتی ہے اب چلتی خلاف اسکے ہوا ہے

وہ روشنی بام و در کشور اسلام +
یاد آجتلک جس کی زمانہ کو ضیا ہے

روشن نظر آتا نہیں واں کوئی چراغ آج
بجھنے کو ہے اب گر کوئی بجھنے سے بچا ہے

عشرت کدے آباد تھے جس قوم کے ہر سو
اس قوم کا ایک ایک گھر اب بزم عزا ہے

چاوش تھے للکارتے جن رہگذروں میں
دن رات بلند ان میں فقیروں کی صدا ہے

وہ قوم کہ مالک تھی علوم اور حکم کی
اب علم کا واں نام نہ حکمت کا پتا ہے

کھوج ان کے کمالات کا لگتا ہے اب اتنا
گم دشت میں اک قافلہ بے طبل و درا ہے

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم خدا ہے

تھی آس تو تھا خوف بھی ہمراہ رجا کے
اب خوف ہے مدت سے دلوں میں نہ رجا ہے

جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت
شکوہ ہے زمانہ کا نہ قسمت کا گلا ہے

دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے

کی زیب بدن سب نے ہے پوشاک کتاں کی
اور برف میں ڈوبی ہوئی کشور کی ہوا ہے

ڈر کا ہے یاں معرکہ میں جوشن و خفتان
اور دوش پہ یاروں کے وہی کہنہ ردا ہے

دریائے پُر آشوب ہے اک راہ میں حائل
اور بیٹھ کے گھوڑ ناؤ پہ یاں قصد شنا ہے

باقی نہیں ایک بوند بھی پانی کی جہاں مفت
واں قافلہ سب گھر سے تہی دست چلا ہے

اس لئے نکلے ہیں سودے کو درم لے کے پرانے
اور سکہ رواں شہر میں مدت سے نیا ہے

فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہبان
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

اے چشمہ رحمت بابی انت و امی
دنیا پہ ترا لطف سدا عام رہا ہے

جس قوم نے گھر اور وطن تجھ سے چھڑایا
جب تو نے کیا نیک سلوک ان سے کیا ہے

صدمہ در دندان کو ترے جن سے کہ پہنچا
کی ان کے لئے تو نے بھلائی کی دعا ہے

کی تو نے خطا عفو ہے ان کینہ کشوں کی +
کھانے میں جنہوں نے کہ تجھے زہر دیا ہے

سو بار ترا دیکھ کے عفو اور ترحم
ہر باغی و سرکش کا سر آخر کو جھکا ہے

جو بے ادبی کرتے تھے اشعار میں تیری
منقول ان ہی سے تری پھر مدح و ثنا ہے

برتاؤ ترے جبکہ یہ اعدا سے ہیں اپنے
اعدا سے غلاموں کو کچھ امید سوا ہے

کر حق سے دعا امت مرحوم کے حق میں
خطروں میں بہت جس کا جہاز آکے گھرا ہے

امت میں تری نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن
دلدادہ ترا ایک سے ایک ان میں سوا ہے

ہر چپقلش دہر مخالف میں ترا نام
ہتھیار جوانوں کا ہے پیروں کا عصا ہے

جو خاک ترے در پہ ہے جاروب سے اُڑتی
وہ خاک ہمارے لئے دارو ئے شفا ہے

جو شہر ہوا تیری ولادت سے مشرف
اب تک وہی قبلہ تری امت کا رہا ہے

جس ملک نے پائی تری ہجرت سے سعادت
کعبے سے کشش اس کی ہر اک دل میں سوا ہے

کل دیکھئے پیش آئے غلاموں کو ترے کیا
ابتک تو ترے نام پہ ایک ایک فدا ہے

ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال بُرا ہے

گر بد ہیں تو حق اپنا ہے کچھ اور زیادہ
اخبار میں "الطالح لی" ہم نے سنا ہے

تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی
ہاں ایک دعا تیری کہ مقبول خدا ہے

خود جاہ کے طالب ہیں نہ عزت کے ہیں خواہاں
پر فکر ترے دین کی عزت کی سدا ہے

گر دین کی جوکھوں نہیں ذلت سے ہماری
امت تری ہر حال میں راضی برضا ہے

عزت کی بہت دیکھ لیں دنیا میں بہاریں
اب دیکھ لیں یہ بھی کہ جو ذلت میں مزا ہے

ہاں حالی گستاخ نہ بڑھ حد ادب سے
باتوں سے ٹپکتا تری اب صاف گلا ہے

ہے یہ بھی خبر تجھ کو کہ ہے کون مخاطب
یاں جنبش لب خارج از آہنگ خطا ہے

مُسدّس حالی
قیمت مجلد صرف ۶ر

خواجہ الطاف حسین حالی کی وہ معرکۃ الآرا کتاب جسمیں سے اوپر کی مناجات نقل کی گئی ہے، جس کے متعلق سر سید کہتے تھے، کہ میں اپنے تمام اعمال حسنہ کو اس کتاب کے معاوضہ میں دینے کو تیار رہوں، حقیقت میں مدوجزر اسلام کا یہ بڑا ہی دلدوز اور عبرتناک مرقع ہے، اور انداز بیان بہت ہی دلنواز ہے ۲۴۴ صفحات مع فرہنگ، قیمت مجلد ۶ر محصول ۶ر کل ۱۲ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی

رب سلم علی رسول اللہ

(ایک مہجور کا سلام)

بشوقت جاں بلب آمد تمامی
فقم قم یا حبیبی کم تنامی

السلام اے لمعۂ نور الہدیٰ	السلام اے شاہد بزم العلا
السلام اے مہبط وحی الامیں	السلام اے رحمۃ اللعالمین
السلام اے صاحب ام الکتاب	السلام اے شافع یوم الحساب
السلام اے رونق بزم خلیل	السلام اے آں بشیر سلسبیل
السلام اے ساقی آب طہور	السلام اے پیکر تقدیس و نور
السلام اے شمع راہ اتقا	السلام اے گمرہاں را رہنما
السلام اے پیکر صدق و صفا	السلام اے مخزن حلم و عطا
السلام اے پیشوائے مرسلیں	السلام اے فخر قوم مسلمیں
السلام اے خاتم دور زماں	السلام اے رحمت ہر دو جہاں

بے انتہا درود و سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں آپ پر یا رسول اللہ اے نبیوں اور رسولوں کے سرتاج بچوں اور پاکوں کے سردار اور اے رحمت عالم آپ پر درود و سلام ہو، درود و سلام ہو آپ پر اے شافع محشر محبوب خالق اکبر صاحب عرفان اور منبع ایمان۔ درود و سلام ہو آپ پر اے نور مجسم بنکر آئینہ بشریت میں نمودار ہونے والے حسن کائنات، درود و سلام ہو آپ پر اے فخر آدم، مہبط قدسیاں، خلوت آرائے مکان لامکان اور باعث تکوین و تخلیق جہاں۔

درود و سلام ہو آپ پر اے ذات حق نما کہ آپ کو خلوت میں ہمکلامی کا شرف ملا اور بچھڑے ہوئے بندوں کو خدا سے ملایا۔

درود و سلام ہو آپ پر اے ذروں کو صحرا بنانے والے قطروں کو ملا کر دریا بنانے والے عرب کی زمین کو آسمان بنانے والے، خاک کو اکسیر بنانے والے، مس خام کو کندن کر دکھانے والے، شرق و غرب پر ابر کرم برسانے والے، موت سے زیست نکالنے والے اور زیست کو آب و رنگ دینے والے اور گرتے ہوؤں کو تھام لینے والے۔

درود و سلام ہو آپ پر اے خاور حجاز کے درخشندہ آفتاب آپ ہی کی ذات والی ازل کی زینت، ابد کی رونق، سرور کونین رحمت دارین، محفل شہود کی رونق محمل نمود کی لیلا، اوحیٰ ما اوحیٰ کی محرم راز داں اور سب غایتوں کی غایت اولیٰ ہے۔ اے نور مجسم رحمت عالم دونو جہاں میں تیرا ہی رنگ و آب جلوہ ریز ہے تیرا آستانہ وہ آستانہ ہے جس کو قدسیوں نے چوما اور شمس و قمر نے جاروب کشی کی۔ تو وہ آفتاب ہدایت اور نیر اعظم ہے کہ اپنی لاتعداد اور تیز کرنوں کو اقصائے عالم میں دوڑا کر ہر ملک، ہر شہر، ہر مقام، ہر گھر، ہر پردہ اور ہر تاریکی کو منور کر دیا اپنی جہانگیری اور نورانیت کو ایسا عالمگیر اور تیز کیا کہ اس کا نور تمام عارضی روشنیوں پر غالب آگیا، ہر تاریکی منور ہوگئی اور وہ تمام جھوٹی اور مصنوعی خدائیاں جو جہالت و ظلمت کے تاریک پردوں میں پرورش پا رہی تھیں تیرے قدموں پر آپڑیں اور سب کو اپنے پیکر نور میں جذب کر لیا۔

درود و سلام ہو آپ پر اے تاجدار یثرب و بطحا آپ ہی کی ذات اقدس عالم روحانی اور مادی کائنات کے لئے آفتاب و ماہتاب ہے، کون و مکاں میں آپ ہی کی حرارت و روشنی سامان ارتقا رہے اور آپ ہی نے قلب مومن کو نور ایمان سے منور کیا۔ ؎

پھوٹا جو سینۂ شب تار الست سے
اس نور اولیں کا اجالا تمہیں تو ہو

اے چاند کو رخ انور سے شرمانے والے، قلب و ارواح کو منور کرنے والے ظلمت کو گیسوؤں میں الجھانے والے شاہ گدانواز اور رسول العرب والعجم، آپ نے آدمی کا بول بالا کر دیا، اپنے ہونٹوں کو ہلا کر ساری زمین کے دکھ درد دور کر دیئے، ایوان ظلم و استبداد میں زلزلہ ڈالدیا، قیصر و کسریٰ کی بادشاہوں کو زیر و زبر کر دیا اور سرکشوں و ظالموں کا ناطقہ بند کر دیا آپ نے نوع بشر کی جبین سے داغ غلامی کو مٹایا۔ ؎

"اور غلاموں کو زمانہ بھر کا مولا کر دیا"

آپ نے سب مخلوق کا ایک ہی کنبہ بنا دیا، خود سروں کو بے سر اور محتاجوں کو تاجور کیا آپ نے خود جو کا ٹکڑا اور پیوند لگے کپڑے پہنکر اپنے غلاموں کو کائنات ارضی و سماوی کی کنجیاں دیدیں اور ان کو سروری و جہانداری دیدی آپ نے بادشاہی میں فقیری کا کامل نمونہ دکھا دیا اور مالک کون و مکان ہوتے ہوئے فاقہ کشی میں ساری عمر گذاری ؎

قدموں میں ڈھیر اشرفیوں کا لگا ہوا
اور تین دن سے پیٹ پہ پتھر بندھا ہوا
ہیں دوسروں کے واسطے سیم و زر و گہر
اپنا یہ حال ہے کہ ہے چولہا بجھا ہوا
کسریٰ کا تاج روندنے کو پاؤں کے تلے
اور بوریا کھجور کا گھر میں بچھا ہوا

حضور ہم غریبوں، بیکسوں، عاجزوں اور مسکینوں کا سلام لیجئے، گنہگاروں نافرمانوں گردن کشوں اور بدکاروں کا مجرا قبول فرمایئے، بیکس اور ناچار امت کے خیر مقدم کو نظر کرم سے ملاحظہ کیجئے، ہم آپ کے خیر مقدم اور سلام کے لئے حاضر ہوئے ہیں ؎

سلام اے شہ کونین ذی وقار سلام
درود آپ پہ لاکھوں ہوں صد ہزار سلام
حضور آیا ہے کرنے گناہگار سلام
سر ادب سے یہ کرتا ہے جاں نثار سلام

اے آفتاب مہر کرم سلام علیک
نبی امت خیر الامم سلام علیک

حضور ہماری جو کچھ حالت ہے وہ آپ سے مخفی نہیں تاہم ہم بدبختوں، تباہ حالوں اور گناہگاروں ہی کی زبانی سن لیجئے حضور آج امت عاصی مصائب زمانہ میں گرفتار ہے ان کی عظمت و رفعت خاک میں مل گئی، کشتی اقبال بحر مراد میں ڈوب گئی اور ہماری دولت و حکومت چھین لی گئی حضور ہماری دنیا تو لٹی ہی تھی مگر اب دولت عقبیٰ بھی لٹتی ہوئی نظر آتی ہے ہمارے قلوب نور ایمان سے منور نہیں رہے ہماری روحیں تاریک ہوگئیں ہمارے جسمانی و روحانی قویٰ آپ کی لائی ہوئی شریعت کی قید و پابندی سے آزاد ہوگئے ہم مسلمان کہلاتے ہیں مگر نام کے ہم خود بھی اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں مگر رسماً اور دکھاوے کی۔ حضور! ہمارا دین و ایمان

اس وقت چاروں طرف سے خطرہ میں ہے کفر و الحاد اور بیدینی کی ہوائیں نہیں بلکہ آندھیاں چل رہی ہیں یورپ کی تاریک روشنی یثرب کی نورانی روشنی کو بجھا دینا چاہتی ہے طاغوتی طاقتیں رحمانی قوتوں سے برسرپیکار ہیں خود مسلمان اسلام کی تلوار سے اسلام کا گلا کاٹ رہے ہیں اور خدا کے پسندیدہ دین پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے ہیں۔

اے مہبطِ جبرئیل! دینِ اسلام پر مصائب کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں اعدائے اسلام تیرے امتیوں سے محض اس وجہ سے برسرپیکار ہیں کہ وہ دنیا میں محبت و عبدیتِ الٰہی کا دور دورہ کر دینا چاہتے ہیں غلامی و محکومی کی زنجیروں کو توڑ دینا چاہتے ہیں ظلم و استبداد کے دیوتاؤں سے باغی ہو کر دنیا میں امن و امان کی فضا پیدا کر دینا چاہتے ہیں اور سب سے کٹ کر خدائے قدوس سے جڑ جانا چاہتے ہیں۔ حضور بڑھتی ہوئی آتشِ فتن ہمارے اقدام تک آ پہنچی ہے، صعوبتیں، کلفتیں اور اذیتیں شبانہ روز ترقی پذیر ہوتی ہوئی حدِ اعتدال سے تجاوز کر چکی ہیں اور ہمیں مصائب و آلام، آفات و فسادات اور تکالیف و بلیات نے گھیر لیا ہے۔

اے خضرِ راہ! آپ نے ہمیں اشد تاکید کی تھی کہ ہم کتاب و سنت کو مضبوط پکڑے رہیں اپنے اندر پھوٹ اور نفاق نہ پڑنے دیں ایک جسم اور ایک جان ہو کر رہیں اور آپ کے نقشِ قدم پر چلتے رہیں مگر ہم نے کتاب و سنت کو پس پشت ہی نہیں ڈالا بلکہ مغربی تمدن کے زیرِ اثر ان میں کتر بیونت کرنے لگے اور قرآن و احادیث کو اپنی مرضی کے مطابق بنانے لگے۔ پھوٹ اور نفاق نے ہم کو اپنا بنا لیا نفاق انگیزی، فرقہ بندی اور باہمی بغض و عناد ہماری طبیعتِ ثانیہ ہی نہیں بلکہ مذہبی علامت بن گئی اگرچہ خدا ایک نبی ایک امت ایک اور شریعت ایک ہے مگر فہم و عمل میں سب کے الگ الگ خدا جدا جدا نبی اور علیحدہ علیحدہ شریعت ہے کہنے کو سب کا عمل کتاب و سنت پر ہی ہے مگر حقیقت میں وہ اپنے نفس اور فرقے کے پجاری ہیں ہمارے دماغ کبر و نخوت سے بھرے ہوئے ہیں، باہمی اخوت اور رحم و محبت سے کنارہ کش ہیں ذرد ع ہیں ایسے الجھے کہ اصول ہی کو چھوڑ دیا ؎

خدا کے دین کو فرقے سمجھ کے فرق کیا جو اتحاد کی کشتی تھی اس کو غرق کیا

اے صدیوں کے دشمنوں کو شیر و شکر کرنے والے اور بغض و عناد کی آگ کو گلزارِ محبت بنانے والے آقا ذرا گنبدِ خضرا سے اٹھ کر دیکھ تو سہی باہمی بغض و عناد اور فرقہ بندی کے ہاتھوں گلشنِ اسلام کی کیا حالت ہوئی اور شر و فساد کی تباہی کہاں تک پہنچی ہم نے نفاق کے ہاتھوں اپنی سلطنت کھو دی اپنی شوکت و عظمت کو اپنے ہاتھوں مٹی میں ملا لیا اور غلامی کو خرید کر اپنی وہ تقویت کھو دی جس سے ایک زمانہ لرزاں تھا۔ حضور کہاں تک ہم آپ سے اپنا دکھڑا روئیں اب تو ہمارا وجود ہی ہندوستان میں چراغِ سحری نظر آ رہا ہے ؎

غریب رکھتے ہیں طاقت کب امتحاں کیلئے ہوئے ہیں تختہ جو یوں جور آسماں کیلئے
اجڑ رہا ہے چمن خاطر خزاں کے لئے ہوائیں گرم چلیں سیر بوستاں کیلئے
خزاں نے گلشنِ اسلام خوب لوٹا ہے گلوں سے دامنِ فصلِ بہار چھوٹا ہے
کچھ ان کے درد و ہلاکت کی انتہا بھی ہے ستم رسیدوں کے لئے کوئی آسرا بھی ہے
جہاں میں ان کا کوئی درد آشنا بھی ہے مرض کے ان کے مسیحا کوئی دوا بھی ہے
زمانہ میں تو کوئی صورتِ پناہ نہیں حضور کیا در دولت پہ بھی پناہ نہیں

اے رحمتِ عالم! بیشک یہ سچ ہے کہ ہم خود اپنی ہی بداعمالیوں اور کرتوتوں کے سبب تباہ ہوئے مگر مولا! اب تو آپ کی امت کا قافلہ منزلِ مقصود تک پہنچا، گمراہ امت کو محض اپنا بنا لے۔ ہمیں عقل سمجھ اور دل کی آنکھیں دے کہ ہم کہ ہم تیرا آستانۂ اقبال تک پہنچ جائیں تیرے اسوۂ حسنہ پر چلیں اور تیری محبت و اطاعت میں مر مٹیں تیرا نام لیوا اور تیرے غلام تیرے لئے اور تیری شریعت کے لئے اپنا جان و مال سب کچھ قربان کر دیں اور تیرے نقشِ قدم پر چلنے والے پیدا ہوں۔

اے عرب کی کایا پلٹ دینے والے اور گڈریوں کو عالم کا سلطان بنا دینے والے ہم برے بھلے جیسے کچھ بھی ہیں تیرے ہیں اور تیرے ہی رہیں گے اب بتلا ہم تیرے ہو کر کہاں جائیں، کس کو اپنی بپتا سنائیں، کس کو اپنی امداد کے لئے بلائیں اور کس کی چوکھٹ پر اپنا سر پھوڑیں اگر تو یہی چاہتا ہے کہ ہم یونہی تباہ و برباد ہوتے رہیں اور اپنے کئے کی سزا بھگتتے رہیں تو پھر وہ کہنا کہ میرے نام لیواؤں سے دنیا خالی ہو گئی۔

شاہِ گدا نواز! تو جانتا ہے کہ ہم جیسے کچھ بھی آخر گلشنِ رسالت کے پھول ہیں، گنہگار ہیں مگر وحدت کے قائل ہیں جہاں میں ہم ہی تیری نبوت کے شاہد ہیں ہمیں سے تیری شریعت کے کچھ نشان ملتے ہیں اور ہمیں سے بزمِ کائنات کی رونق ہے اگر ہم نہ ہوں گے تو یہ جہاں بھی نہ ہو گا۔ پس اے مسِ خام کو کندن بنا دینے والے آقا! آ اور اپنے گرتے ہوئے امیوں کو تھام لے، امداد کا وقت ہے، پیاری امت کو بچا، امتِ عاصی پر رحم کر، اپنی منظورِ نظر مسلم قوم پر نظرِ رحمت فرما، دکھیاروں اور غم کے ماروں کو تسلی دے، دلاسا دے، اطمینان و سکون مرحمت فرما اور راہِ راست دکھلا۔

اے نجاتِ دہندۂ نسلِ آدم، محسنِ جہاں اور رحمتِ عالم! تیرے امتیوں کی روحانی طاقتوں پر استبدادی قوتیں قابض ہیں۔ مغرب کی دست برد سے مشرق تباہ ہو رہا ہے، نصاریٰ کی قید میں تیرے صدہا غلام رنج و تعب کے دن کاٹ رہے ہیں، دنیا کے گوشہ گوشہ میں ستم ہائے بیحساب ہو رہے ہیں اور ایمان کا شانہ کفر کے ہاتھوں خراب ہو رہا ہے۔ لہٰذا اپنے امتیوں میں ایسی زبردست روح پھونک دیجئے اور ایسا جوشِ ایمان پیدا کر دیجئے کہ وہ نشہ و حدت سے سرشار ہو کر غلامی کی زنجیروں کو کاٹ کر رکھ دیں اے آقا غلامی نے ہمارے اندر اخلاقی امراض پیدا کر دیئے، ہماری روحانیت کا ستیاناس کر دیا اور مذہبی روح کو خاک میں ملا دیا یہ غلامی کی لعنت ہی ہے کہ ہم باوجود اجڑنے، برباد ہونے، تباہ ہونے اور چاروں طرف بھٹکنے کے تیرے آستانۂ اقبال پر نہیں آتے ہمارا ہمیں غلامی سے نجات دلا دیجئے پھر ان شاء اللہ یقیناً ہم آپ کے فرمانبردار غلام ہوں گے اور آپ کے نقشِ قدم پر چلیں گے ؎

حضور ہاتھ اٹھائیں ذرا دعا کیجئے کرم ہو امتِ عاصی پہ کچھ خدا کے لئے
دعا حضور کی چہرہ ہدایت ہو قلوب ان کے منور ہوں دور ظلمت ہو

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفیٰ ما جاء الا رحمۃ للعالمین

(اڈیٹر)

دعائے خلیل علیہ السلام اور نوید مسیحا علیہ السلام

مذاہب عالم میں خورشید رسالت کی جھلک

جہات ستہ میں نور پھیلا ہوا عرب میں حضور پیدا ۔ خوشی سے بولے ملک فلک پر صلوٰۃ ربی علی محمد
بجھی مجوس کی آگ ساری ہوا بیاباں میں آب جاری ۔ صنم کدوں کے تھے بت نگوں سر صلوٰۃ ربی علی محمد
گواہ لائے رسول برحق ملک بشر کیا شجر حجر تک ۔ جبال و صحرا کے گرگ و ادد رصلوٰۃ ربی علی محمد

مالک دین و دنیا، خلق کا باعث، دلبر خالق، باعث خلقت، منتظر مخلوق قاصد رحمت، شاہد قدرت، شمع حریم وحدت، ہادی اعظم، رہبر کامل، قاسم کوثر، شافع محشر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی روحانی و علوی کائنات کے لئے آفتاب و ماہتاب ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی صداقت پر کائنات کا ذرہ ذرہ گواہ ہے رسول شاہد کا جلوہ ہر جگہ نظر آتا ہے آفتاب نبوت کی حرارت اور روشنی کہاں نہیں ہے یعنی آپ کی نبوت و رسالت پر تمام مذہبی کتابیں اور دنیا کے تمام رشی منی اور انبیا رسابق علیہم السلام گواہ ہیں مگر فہم و بصیرت اور عدل و انصاف کی ضرورت ہے فہم و بصیرت اور عدل و انصاف ہی ایسی چیزیں ہیں جو حقائق کائنات تک رہنمائی کراتی ہیں ۔

عکس نمود صبح سے نور ہے پہلی رات میں ۔ کشتی ماہ ہے رواں فوج تجلیات میں

میں صرف ہندوؤں اور عیسائیوں کی مذہبی کتب سے آپ کو دکھاتا ہوں کہ پیغمبر اسلام کی صداقت ان میں بھی موجود ہے اور دونوں مذاہب کی کتابیں پکار پکار کر گواہی دے رہی ہیں کہ آپ رسول برحق ہیں چند ثبوت ملاحظہ ہوں۔

ہندوؤں کی مستند کلکی پران جس میں کلکی اوتار کی نسبت پیشگوئی درج ہے جس کی سند پر ہندو کلکی اوتار کے منتظر ہیں اس کتاب میں درج ہے۔

"سنبھل دیپ میں کلجگ میں کلکی اوتار بارھویں چاند سدھی ماہ بیساکھ میں دو گھڑی دن چڑھے پیدا ہوگا اس زمانہ میں ساکھ دیپ میں عادل راجہ کا راج ہوگا اور متھرا کاشی اور قنوج میں ملیچھوں کا راج ہوگا۔ کلکی اوتار کے باپ کا نام وشنو دیش اور ماں کا نام سومتی ہوگا"

یہ پیشگوئی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر پورے طور پر صادق آتی ہے اس پوران میں کلکی اوتار کے باپ کا نام وشنو دیش اور ماں کا نام سومتی بتلایا گیا ہے وشنو دیش کے معنے خدا کا بندہ اور سومتی کے معنے امانتدار کے ہیں اور حضور کے والد کا نام عبداللہ اور ماں کا آمنہ تھا جس کے معنے خدا کے بندے اور امانتدار کے ہیں اس میں تاریخ پیدائش بھی آپ ہی پر صادق آتی ہے بارھویں چاند سدھی ماہ بیساکھ یعنی قمری مہینہ کی بارھویں اور شمسی مہینہ بیساکھ ظاہر ہے کہ جناب سرور کائنات کی پیدائش بارہ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل بیساکھ میں ہوئی تھی سنبھل دیپ سے مراد ملک عرب ہے جہاں ردئی کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ ساکھ دیپ خراسان و ایران وغیرہ کو کہتے ہیں کلکی اوتار کے ظہور کے وقت عادل راجہ کا راج ہونا بتلایا گیا ہے اس کے مطابق ظہور محمدی کے وقت نوشیرواں عادل موجود تھا اور اسی زمانہ میں قنوج وغیرہ میں ملیچھوں کا راج تھا صرف یہی نہیں بلکہ کلکی پران میں حضور کی شادی غار حرا اور نزول وحی تک کے حالات درج ہیں۔

بولو کلکی اوتار سری محمد رشی کی جے

کتاب کبھل پرن حصہ اول۔ ادھیائے ۲۱ ورشٹ گورٹ ہکانڈ منتر ۷ صفحہ ۳۲۳ میں یہ عبارت ہے:۔

"ایک نجات دینے والا اوتار پیدا ہوگا بھون نیچ زمین و مکہ کے دشمن کا ارڑانے والا بڑا بہادر بچوں نیچ زین کے نام اس کا تعریف کیا گیا ہے یعنی محمد جسکے معنے تعریف کیا گیا ہیں بذریعہ لڑائی کے اپنا دین نہ پھیلائے گا اس کے پاک دین میں رہتا ہوں گے۔"

تلسی داس جی مہاراج کی پیشنگوئی

بیاس جی نے ایک کتاب پرتیھی رام سنگہ رام لکھی ہے اور گوسائیں تلسی داس جی نے بزبان بھاشا اس کا ترجمہ اسی کے حاشیہ پر کیا ہے اس کے کانڈ منتر ۱۲ صفحہ ۲ پر تلسی داس جی مہاراج فرماتے ہیں:۔

یہاں نہ کچھہ بات میں راکھوں ۔ وید پران ست ست بھاکوں
برگھ سین دس سندرم ہوئی ۔ نہ کہ بعد نہ پائے کوئی
دیس عرب میں بھرت کتھا ہی ۔ سو تھل بھوم گت سنو تھک رائی
سمنو سمت ساگر ہوئی ۔ سندرم دیس تھتھ سوئی
سمت بکرم کے دو و دو اگا ۔ مہاکرک انس جستر تپ گا
جینتر سلام ست جاری ۔ تن کی تلسی ہوئی بہو بھاری
تب لگ جو سندرم چہہ کوئی ۔ بنا محمد پار نہ ہوئی
ہوئے سنگ لنگ اوتارا ۔ مہدی کہیں سنگل سنسارا
پھر سندرم تمام نہ ہوئی ۔ تلسی بچن ست ست گوئی

(ترجمہ) میں اپنی جانب اور طرفداری سے کچھ نہ کہوں گا بلکہ جو کچھ وید اور پرانوں میں لکھا ہے وہی سچ سچ کہوں گا دس برس تک ولایت تمام ہوگی بعد کو یہ مرتبہ کوئی نہیں پاسکیگا دیس عرب میں ایک خوشنما ستارہ طلوع کرے گا جس جگہ یہ ستارہ طلوع کرے گا وہ اچھی شان کی زمین ہوگی ان ہونی بات یعنی معجزے اس سے ظہور میں آئینگے، زمین میں نبی کامل قائم کیا جائے گا سمت بکرماجیت کے سمندروں کی تعداد کے مطابق ہوگا، نہایت اندھیری رات میں مثل چار آفتاب کے چمکیگا اس کے چار خلیفہ ہوں گے اُن سے نسل بہت جاری ہوگی۔ اس کے دین کے جاری رہنے تک جو خدا تک پہنچنا چاہے وہ بغیر محمدؐ کے پار نہ ہوگا تب ایک مرد کامل ہوگا جہان والے اس کو مہدی کہیں گے بعد ان کے ولایت نہ ہوگی۔ تلسی داس سچ سچ کہتے ہیں۔

اناجیل اور حضرت مسیح علیہ السلام کی شہادتیں

مقدس انجیل اگرچہ اپنی حقیقت گم کر چکی تغیر و تبدل کے باعث پایہ ثبوت سے گر چکی اور انسانی ہاتھوں نے ہر طرح محرف کر دیا لیکن مروجہ اناجیل میں بھی نبوت محمدی کی تائید میں ہزاروں پیشنگوئیاں ملتی ہیں چند پیشنگوئیاں ملاحظہ ہوں۔

پہلی پیشینگوئی۔ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں ۱۔ میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے (یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۶)

اس عبارت میں آنیوالے نبی کی دو نشانیاں بتلائی گئی ہیں ایک یہ کہ وہ نبی مددگار ہوگا۔ دوسرے یہ کہ وہ ابد تک رہے گا یہ دونوں باتیں ہمارے نبی میں پائی جاتی ہیں حقیقت میں آپ نہ صرف حضرت مسیح بلکہ تمام انبیا علیہم السلام کے مددگار ثابت ہوئے یعنی آپ نے تمام انبیا علیہم السلام کی تعلیمات کو از سر نو زندہ کر دیا دین حق کی حقیقت کا عام اعلان کر دیا۔ سب کو گندے الزاموں سے پاک کیا اور سب کی عزت و ناموس کو محفوظ کر دیا نیز آپ کی شریعت بھی قیامت تک رہنے والی ہے۔

دوسری پیشین گوئی۔ حضرت مسیح السلام فرماتے ہیں ۱۔ اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں (یوحنا باب ۱۴ آیت ۳۰)

اس پیشینگوئی کے مطابق ہمارے پیغمبر صلعم کا اسم گرامی سید العرب والعجم ہے یعنی دنیا کا سردار۔ خود قرآن کریم میں ہے وما ارسلناك الا رحمة للعالمين ہم نے آپ کو دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ پھر ارشاد ہے وما ارسلناك الا كافة للناس بشيرا ونذيرا اے محمد ہم نے آپ کو دنیا کے تمام لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

تیسری پیشینگوئی۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیجدوں گا لیکن جب وہ یعنی سچائی کی روح آوے گا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائیگا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہیگا۔ جو کچھ سنے گا وہی کہیگا اور تمہیں آیندہ کی خبریں دیگا۔ (یوحنا باب ۱۶ - آیت ۷ تا ۱۳)

اس میں آنیوالے کو سچائی کی روح کہا گیا ہے چنانچہ ہمارے سید و مولیٰ حقیقت میں سچائی کی روح تھے جس کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ آپ کے جانی اور شدید دشمن تک آپ کو صادق اور امین کہتے تھے اس میں بتلایا گیا ہے کہ آنیوالا سچائی کی راہ دکھائیگا اس وصف کو قرآن مقدس میں اللہ پاک فرماتے ہیں انك لتهدي الى صراط مستقيم اے محمد بیشک آپ سچے اور سیدھے راستے پر چلاتے ہیں۔ آنیوالے کا تیسرا وصف یہ بتلایا گیا ہے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہیگا جو سنے گا وہی کہیگا آنحضرت صلعم کے اندر یہ وصف بھی پایا جاتا ہے۔ مواہب لدنیہ میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلعم کی اونٹنی گم ہو گئی نصارٰی نے کہا کہ محمد کو اپنی اونٹنی کا تو پتہ نہیں کہ کہاں ہے مگر آسمانوں کی خبریں بتلاتا ہے یہ سنکر حضور نے فرمایا کہ بیشک میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا اور مجھے علم نہیں مگر جو کچھ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وہی کہتا ہوں اس وصف کو اپنے محبوب میں خود خدائے قدوس یوں بیان فرماتے ہیں وما ينطق عن الهوىٰ ان هو الا وحي يوحى وہ اپنی خواہش اور مرضی سے کوئی کلام نہیں کرتا مگر اس کی طرف وحی کیجاتی ہے چوتھا وصف یہ بتلایا گیا ہے کہ تمہیں آیندہ کی خبریں دیگا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ امی تھے مگر قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا وہ سب کچھ آپ نے بیان فرما دیا احادیث اور کتب تاریخ میں بے شمار پیشنگوئیاں آپ کی درج ہیں جو حرف بحرف پوری ہوئیں اس مختصر مضمون میں گنجائش نہیں ورنہ میں چند پیشین گوئیاں بتلاتا۔ میں نے صرف یہ تین پیشین گوئیاں حضرت مسیح علیہ السلام کی بطور نمونہ پیش کی ہیں ورنہ اس قسم کی بہت سی بشارتیں ملتی ہیں جن سے ہمارے نبی کی صداقت آفتاب سے زیادہ روشن ہوتی ہے اور تمام پیشینگوئیوں کے مصداق صرف ہمارے حضور ہی ٹھیرتے ہیں مگر پادری صاحبان کی حق پوشی اور تعصب و عناد ملاحظہ ہو وہ کہتے ہیں کہ اس قسم کے مضمون اور عبارتوں میں جس کی بشارت یشوع مسیح نے دی ہے اس سے مراد حضرت محمد نہیں بلکہ روح القدس کے بھیجنے کا وعدہ اور اشارہ ہے مسلمانوں کو اس بات سے کوئی سروکار نہیں خواہ وہ کسی کو اس کا مصداق ٹھیرائیں جو ان کی من مانی بات ہے ہمارا دعوی اور حقیقت ثابتہ تو یہ ہے کہ ہمارے نبی کی بشارت اناجیل مروجہ میں نہایت شد و مد کے ساتھ دیگئی ہے جس کے مصداق آپ ٹھیرتے ہیں۔ اس حقیقت اور دعوی کو آجتک نہ پادری صاحبان نے جھٹلایا اور نہ جھٹلا سکتے ہیں اگر وہ آفتاب کا انکار کرتے ہیں تو کرنے دو۔

اب پادری صاحبان کی اس بے بنیاد اور بیجا تاویل کی حقیقت بھی سن لیجئے فریقین کے نزدیک روح القدس ایک فرشتے کا نام ہے جسے جبرئیل کہتے ہیں اور فریقین کے نزدیک یہ بات بھی مسلم ہے کہ بندوں کی ہدایت و رہبری کیلئے بندے ہی آتے ہیں اور آتے رہے نہ کہ فرشتے کیا پادری صاحبان بتلا سکتے ہیں کہ کسی زمانہ میں کسی قوم کی اصلاح کیلئے روح القدس آیا! اگر حضرت مسیح کی مراد واقعی روح القدس ہی تھی تو کیوں نہ آپنے صاف صاف بیان فرما دیا کہ تمہاری امداد کو روح القدس آئیگا افسوس کہ پادری صاحبان کو تعصب و عناد کے جوش اور اندھی تقلید میں اس بات کی خبر ہی نہیں رہتی کہ اس تاویل باطل سے تو خود ہمارا مسلمہ اصول ٹوٹتا ہے اور صاف طور پر نظر آتا ہے کہ آفتاب حقیقت کو تقلید و عناد کے غبار میں چھپایا

عیسائیو! روح القدس اور کب آئیگا

اگر بفرض محال یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت یسوع مسیح کی مراد روح القدس کے آنے کی اور کونسا بہترین موقعہ آئیگا آج دنیا میں ہر طرف اضطراب و بے چینی ہستی، بدکاری اور فسق و معصیت شعاری کا زور و رہ ہے انسان سیلاب معصیت میں بہا چلا جا رہا ہے سرزمین یورپ پر مذہب، اخلاق اور روحانیت کا قتل عام ہو رہا ہے نیکی کا فرشتہ عالم قدس کی پہنائیوں میں گم ہو گیا ہے قلوب و ارواح پر نفس و شیطان کا تسلط اور حکمرانی ہے اور نظام عالم درہم برہم ہو جانے کو ہے بتلاؤ روح القدس اور کب آئیگا کیا اس وقت جب یہ دنیا تہ و بالا ہو جائیگی؟ آفتاب حقیقت کے چھپانے والو کیوں اپنی عاقبت برباد کرتے ہو کیوں اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہو اور کیوں اپنے آپ کو ہلاکت و گمراہی میں ڈالتے ہو کیا تم کو نظر نہیں آتا کہ اس ظلم و معصیت بھری دنیا میں اگر کوئی مذہب ہے جو دنیا کو تقوی و پرہیزگاری نیکی و پاکیزگی اور اخلاق و روحانیت کی روشنی پہنچا رہا ہے تو وہ اسلام ہے آنکھوں سے تعصب و عناد کی پٹی اتار دو اور عدل و انصاف کی عینک لگا کر دیکھو کہ یورپ میں اسلام مقبول ہو رہا ہے عیسائیت مٹ رہی ہے اسلام کے قوانین کے سامنے عیسائیت کے نظریئے ٹوٹ رہے ہیں دنیا کے تمام محققین، فلاسفر، عقلا اور سائنسدان اسلام کے فلسفہ معاشرت کے سامنے سرنگوں ہیں اور یورپ کے دہریئے اعلان کر رہے ہیں کہ دنیا کا آیندہ مذہب اسلام ہوگا کیا یہ وہی روح القدس نہیں جسکی حضرت یسوع مسیح نے بشارت دی تھی؟ عیسائیو! حقیقت میں تم سچے مسیحی اسی وقت بنوگے جبکہ محمد عربی کے آستانہ اقبال پر جھک جاؤ گے ابتو تم برائے نام مسیحی ہو۔ مختصر یہ کہ ہندوؤں اور عیسائیوں کی مذہبی کتابیں پکار پکار کر ہمارے نبی کی نبوت پر شہادت دے رہی ہیں اگر کوئی منصف مزاج ہستی انصاف کا چشمہ لگا کر بغور ملاحظہ کرے تو اس کو اپنے مذہب میں حقانیت اسلام کا خورشید چمکتا ہوا نظر آئیگا۔ تعصب اور ہٹ دہرمی کو چھوڑ دو باہمی بغض و عناد پر لعنت بھیجو مذہبی تنازعات کو مٹا دو اور سب کے سب مل کر اسی بین الاقوامی مذہب میں شامل ہو جاؤ جس کی بنیاد محمد عربی نے رکھی تھی اور سب اسی کے بتلائے ہوئے ایک مرکز پر جمع ہو جاؤ یعنی یہ کہ صرف ایک ہی خدا کی

ہوئے پہلوئے آمنہ رضؓ سے ہویدا

محسن جہاں صلعم کا عہدِ طفولیت

روحانی دنیا کے پیشوائے اعظم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کفر و شرک کے تاریک ترین زمانہ میں اور مکہ معظمہ کے کفر گزار میں پیدا ہوئے جہاں تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا کی جاتی تھی اور آپ کی پرورش ایک ایسی جاہل اور وحشی قوم میں ہوئی جس میں فطری پاکیزگی اور انسانیت کا نام تک نہ تھا، فسق و فجور کا بازار گرم تھا، انسانی ضمیر کی روشنی ظلمت معصیت میں چھپی ہوئی تھی، فطرت کے حسن پر بداعمالیوں اور سیاہ کاریوں کے پردے ڈال دیئے گئے تھے۔ طغیان و سرکشی کے سیلاب میں عرب والے بہے چلے جا رہے تھے اور جس میں جہالت، حماقت، شقاوت، بت پرستی، قماربازی، شراب خوری، بدکاری، غارت گری اور ہر قسم کی گندگی و بداخلاقی کی اتنی کثرت تھی کہ اگر اس وقت کے تمام انسانوں کی بدکاریاں اور سیاہ کاریاں جمع کی جاتیں تو عرب کا پلا ہی بھاری رہتا۔

آپ پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول کو صبح صادق کے وقت بصد جاہ و جلال اس دنیا میں تشریف لائے، آفاق میں نور سعادت کی بجلی کوندگئی ہر طرف رحمت کی گھٹائیں چھا گئیں، ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور مچ گیا، نوشیرواں کے محل میں سخت زلزلہ آیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے، یا آتشکدے بجھ گئے اور کائنات کے سرتاج کو اپنی آغوش میں لینے کیلئے پوری وسعت کے ساتھ زمین نے اپنے ہاتھ پھیلادیئے بوقت پیدائش کسی قسم کی آلائش نہ نکلی بلکہ خوشبو سے گھر معطر ہوگیا اور آپ مختون ہی پیدا ہوئے آپ کی ماں آمنہ نے آپ کا نام احمدؐ رکھا اور آپ کے دادا عبدالمطلب نے محمدؐ لوگوں نے تعجب سے دریافت کیا کہ آپ نے اپنے خاندان کے مروجہ ناموں کے خلاف یہ انوکھا نام کیوں رکھا؟ جواب دیا اس لئے کہ میرا پوتا دنیا بھر کی حمد و ستائش کا شایاں قرار پائے اور پوری کائنات انسانی سے خراج تحسین حاصل کرے انھیں کیا خبر تھی کہ میرا پوتا واقعی دنیا کا ممدوح ثابت ہوگا اور اس کی رفعت و شان کے سامنے ساری کائنات سرنگوں ہوگی یہ بات قدرت خود ان کی زبان سے کہلوا رہی تھی کہ ایک دن یہی بچہ آفتاب رسالت بنکر تمام عالم پر ضیا افروز ہوگا اور ساری دنیا اس کی ثناخواں ہوگی۔

ایام طفولیت

شرفائے عرب کا دستور تھا کہ وہ اپنے بچوں کو دیہات و قریات میں پرورش کے لئے بھیجدیا کرتے تھے تاکہ بچوں کی تعلیم و تربیت اعلیٰ پیمانہ پر ہو ان کا مستقبل شاندار ہو۔ فصاحت و بلاغت کے جوہر پیدا ہوں صحرا کی صاف اور تازہ ہوا بچوں کی صحت و تندرستی کو قائم رکھے اور وہ مضبوط و توانا ہوں چنانچہ اسی مقصد کے لئے ہر چھٹے مہینے دودھ پلانے والی انائیں آتی تھیں اور بچوں کے ماں باپ سے معاملہ کرکے ان کو اپنی ذمہ داری پر لیجایا کرتی تھیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جاہلیت کا عرب بچوں کی تعلیم و تربیت میں ہندوستان سے بدرجہا بہتر تھا کیونکہ انکی نگاہ میں بچوں کی تعلیم و تربیت نہایت ضروری چیز تھی شاید یورپ والوں نے یہ سبق عرب والوں ہی سے سیکھا ہے کہ ماں باپ کی غلط محبت اندھی ممتا بچوں کے مستقبل میں حارج نہیں ہوتی کاش ہم بھی عرب جاہلیت سے یہ سبق حاصل کریں اور اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں اسی اہتمام سے کام لیں جس قوم کو اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا خیال نہیں ہوتا اس قوم کا مستقبل تاریک اور تباہ کن ہے۔

غرض ابتداءً بعد ولادت سات روز تک ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ثویبہ نے آپکو دودھ پلایا، آٹھویں روز مذکورہ دستور کے مطابق قوم ہوازن کے قبیلہ بنی سعد کی ایک خاتون حلیمہ کے حصہ میں کائنات کی یہ سب سے بڑی دولت آئی کس قدر خوش نصیب تھا ہوازن کا قبیلہ جس کے باغیچہ میں عرب کا بے نظیر پھول کھلا اور کیسی قسمت والی تھی حلیمہ جس نے دنیا کی بہترین ہستی اور خدا کی امانت کو پایا حلیمہ سعدیہ سال میں دو مرتبہ آپ کو مکہ میں لاکر آپ کی والدہ کو دکھا جاتی تھیں آپنے دو برس تک حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیا اور دو برس تک وہ لیے رہے یعنی کل چار سال آپ کی زیر تربیت رہے۔

آپ کے چار رضاعی بہن بھائی تھے جن کے ساتھ آپ بیحد محبت کرتے تھے اور نہایت سلوک کے ساتھ رہتے تھے حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میں نے جو عجیب و غریب باتیں عقل و شعور اور سلیقہ و تمیز چھوٹی سی عمر میں آپ میں مشاہدہ کیا وہ کسی اور بچہ میں نہیں دیکھا تمام اطوار نہایت شائستہ تھے عادت زیادہ صفائی پسند تھے دیگر بچوں کی طرح گرد و غبار میں نہیں کھیلتے تھے صاف زمین میں کھیلتے تھے روتے بہت ہی کم تھے بچوں سے لڑنے جھگڑنے اور دنگہ فساد کرنے کی بالکل عادت نہ تھی ہر وقت بشاش رہتے تھے دو وقت پر پیتے تھے اور اگر کسی بہن بھائی کو روتے دیکھتے تو خود بھی رو پڑتے تھے۔

کیسے خوش قسمت تھے ریگزار عرب کے صحرا، پہاڑ، ٹیلے اور ندیاں جنھوں نے کائنات کے سرتاج کو آغوش حلیمہ میں کھیلتے کودتے اور ہمکتے دیکھا معصومیت کے اس خوشنما طائر کی رنگین نوائیوں پر گلشن صحرا جھوم جھوم جاتے تھے نسیم عبدامرجس وقت اپنے مبارک اور نازک منہ سے کچھ بات کرتے تھے تو پھول جھڑتے تھے چاند سے مکھڑے پر آفتاب و ماہتاب نثار ہو ہو جاتے تھے اور آپ کی پیاری پیاری باتیں لاہوتیوں تک کو وجد میں لاتی تھیں۔

واقعہ شق صدر

آمنہ کے جانِ نکو مال اور داداسے بچھڑے ہوئے دو سال ہو چکے اب آپکی رضاعت و تربیت کا زمانہ ختم ہو گیا اور حلیمہ اپنی خدمات پوری کر چکی تو اب کائنات کی اس بہترین امانت کو واپس کر دینے کا خیال آیا اندیشہ فراق درد بنکر دل میں بیٹھ گیا جدائی کے غم سے دل پر چوٹ لگی اور آنکھوں سے آنسو نکل پڑے تاہم چار و ناچار سرکار دو عالم کو ساتھ لیکر مکہ کو روانہ ہو گئیں۔

آپ حلیمہ کے پاس چار سال رہے آخر کے دو سال میں بکریاں چرانے کی سنت انبیاء بھی ادا کی کسے خبر تھی کہ آج یہ جو آمنہ کا لال چھوٹی سی لکڑی اور چاند سی صورت لئے ہوئے بکریاں چرا رہا ہے کل کو یہی بچہ عالم کا سردار دنیا کا محسن اور روحانی دنیا کا پیشوائے اعظم بنے گا رحمت عالم ثابت ہوگا کفر کے سربفلک برج پر پرچم دین لہرائیگا انسان پرسارے علوم و رموز کو منکشف کردیگا سارے جہان پر اپنا ابر کرم برسائیگا اور انسانی قلوب و ارواح پر حکومت کریگا آپ ایکدن بنی سعد کے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ بکریاں چرا رہے تھے کہ واقعہ شق صدر وقوع میں آیا اس واقعہ کو حضرت حلیمہ اس طرح بیان کرتی ہیں کہ:-

ایک روز میرے دونوں بچے میرے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور کہا کہ آج ہمارے قریشی بھائی پر جو کچھ گذری اس کو بیان کرتے ہوئے ہماری روح تھراتی ہے اتنے سنتے ہی میں پریشان ہوگئی اور پوچھا جلدی کہو میرے کلیجہ کے ٹکڑے پر کیا گذری؟ کہا کہ ہمارے قریشی بھائی کو دو سفید پوش آدمی پکڑ کر لے گئے اور ان کا سینہ چاک کر ڈالا میں اور میرا شوہر

دونوں اس مقام پر پہنچے دیکھا کہ آپ کا رنگ فق ہے میں نے دوڑ کر گلے سے لگا لیا اور حال دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ دو سفید پوش آدمی میرے پاس آئے اور مجکو چت لٹا کر میرا سینہ چیر کر اس میں سے کوئی چیز نکال لی حضرت حلیمہ نے دیکھا تو آپ کے جسم پر کسی زخم اور خون کا نشان تک نہ پایا انہوں نے سمجھا کہ اس پر کسی جن کا سایہ ہو گیا ہے آپ کو زیادہ دیر تک اپنے پاس رکھنا مناسب نہ سمجھا اور آپ کو ان کی والدہ کے پاس مکہ میں لاکر ساری کیفیت سنادی آپ کی والدہ نے یہ عجیب و غریب واقعہ سنکر فرمایا کہ نہیں کوئی فکر کی بات نہیں میرا بیٹا دنیا میں عظیم الشان مرتبہ پانے والا اور غیر معمولی انسان بننے والا ہے یہ ہر آفت اور صدمات سے محفوظ رہے گا اور خود اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے گا کیونکہ جب یہ میرے پیٹ میں تھا تو میں نے بہت سی باتیں فرشتوں سے سنیں اور بہت سی عجیب و غریب کراماتیں دیکھی ہیں۔

شق صدر میں کیا حکمت تھی

شق صدر کا واقعہ صحیح مسلم اور سیرت ہشام میں اسی طرح مذکور ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپکے پاس آئے اور آپ کے سینہ کو چیر کر قلب کو نکالا اس میں سے میل معاصی کو نکال دیا اور پھر علم و ایمان سے اسے پر کر کے اپنی جگہ پر رکھدیا کیونکہ قلب ہی احوال نفس مخزن اسرار اور علوم و ادراکات کا محل ہے اس واقعہ پر چند محققین نے وجوہات ذیل کی بنا پر انکار کیا ہے۔

(۱) یہ واقعہ آپکی صغر سنی میں پیش آیا جو معجزات میں سے ہے اور نبوت سے پہلے معجزات کا وقوع ناجائز ہے (۲) اجسام کے غسل سے معاصی کا ازالہ ناممکن ہے یعنی روحانی پاکیزگی میں غسل اجسام کو کوئی دخل نہیں (۳) اللہ تبارک و تعالیٰ کسی قلب میں یوں علم و حکمت اور نور ایمان نہیں کرتے بلکہ یہ چیزیں اپنی قدرت کاملہ سے اسمیں پیدا کر دیتے ہیں۔

حضرت امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں ان اعتراضات کا جواب یوں دیا ہے کہ ہمارے نزدیک قبل زمانہ بعثت معجزات کا وقوع جائز ہے جس کو "ارہاص" کہتے ہیں جسکی مثالیں بھی موجود ہیں دوسرے اور تیسرے اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں۔

ولا یبعد ان یکون حصول ذلک الدم الاسود الذی غسلوہ من قلب الرسول علیہ السلام علامۃ للقلب الذی یمیل الی المعاصی و یحجم عن الطاعات فاذا ازالوہ عنہ کان ذلک علامۃ لکون صاحبہ مواظبا علی الطاعات محترزا عن السیئات فکان ذلک کالعلامۃ للملائکۃ علی کون صاحبہ معصوما	اس میں کونسی بعید از عقل بات ہے کہ وہ سیاہ خون جو قلب رسول اللہ صلعم سے دھویا گیا وہ قلب کے لئے معاصی کی طرف رغبت کرنے اور طاعات سے رکنے کی علامت ہو اور جب اس کا ازالہ کر دیا گیا تو وہ اس بات کی علامت ہو کہ صاحب شق صدر طاعات پر ہمیشگی کرنیوالا اور سیئات سے محترز رہنے والا ہے اور یہ مانند ملائکہ کے اس بات کی علامت ہو کہ صاحب شق صدر گناہو سے معصوم ہے۔

حضرت امام صاحب نے اس کے علاوہ اور بھی وجوہات لکھی ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ چونکہ آپ جن و انس کی طرف رسول بنا کر مبعوث کئے گئے تھے اس لئے اللہ پاک نے آپ کے قلب مبارک سے جمیع ہموم و غموم اور تنگی و ضیق کو نکالدیا تاکہ آپ اپنی بعثت کے مقصد کو بوجہ اتم پورا کریں اور آپ کا حقارت دنیا اور کمال آخرت نظر بر ہو جائے بہرکیف واقعہ شق صدر آپ کی کمال روحانیت پر دلالت کرتا ہے اور اس امر کی دلیل ہے کہ اللہ پاک نے آپ کو بچپن ہی سے عبدیت کا کمال عطا کر دیا تھا تاکہ آپ ہر طرح گناہوں اور لغزشوں سے معصوم رہیں۔

عبد المطلب کی سرپرستی و نگرانی

جب اس طرح قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ نے آپ کے اندر وہ تمام قوتیں ودیعت کر دیں جو ایک کامل انسان کیلئے ضروری ہیں تو مکہ میں اپنی والدہ کے پاس آگئے دو برس کے بعد جبکہ آپ کی عمر چھ سال کی تھی آپ کو اپنی والدہ کے ہمراہ مدینہ منورہ جانے کا اتفاق ہوا جس وقت آپ کی والدہ مدینہ میں ایک ماہ رہکر واپس مقام ابوا میں پہنچیں تو آپ کا انتقال ہو گیا اور چھ سال کی عمر میں آپ کی والدہ بھی داغ مفارقت دے گئیں اب آپ کی پرورش و نگرانی کا کام آپکے دادا عبد المطلب نے اپنے ذمہ لیا دو برس تک آپ اپنے دادا کی حفاظت میں رہے ابھی آپ آٹھ سال کی عمر کو پہنچے تھے کہ دادا بھی رخصت ہو گئے جب عبد المطلب کا جنازہ اٹھا تو آپ چشم پر آب جنازہ کے ہمراہ گئے عبد المطلب نے مرنے سے پہلے آپ کو اپنے بیٹے ابو طالب کی کفالت میں دیدیا تھا اور خاص طور پر وصیت کر دی تھی کہ ان کی ہر طرح نگرانی اور حفاظت رکھنا اور کسی قسم کی کوتاہی نہ کرنا۔

ابو طالب آنحضرت صلعم کو اپنے بچوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے ایک لمحہ کیلئے بھی اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ کرتے تھے حتیٰ کہ رات کو بھی اپنے پاس سلاتے تھے۔

آپ کی طفولیت کا زمانہ نہایت ہی عجیب گذرا۔ صاف طور پر نظر آتا تھا کہ گویا آپ کفر و معصیت کے خزف ریزوں میں گوہر شب چراغ ہیں آپ کو لڑکوں کی صحبت اور لہو و لعب کی مجلسوں سے سخت نفرت تھی اور خلوت کو زیادہ پسند کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر رذیل خصلت اور خسیس عادت سے محفوظ و مامون رکھا ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ چند جوانان قریش کے ساتھ ایک شادی کی مجلس میں شریک ہونے پر مجبور کئے گئے جہاں رقص و سرود کا ہنگامہ بھی تھا آپ جانے کو چلے تو گئے مگر یکایک آپکو نیند آگئی تمام رات اسی طرح سوتے رہے یہانتک کہ صبح کو ہی آنکھ کھلی اور اس طرح آپ اس مکروہات کی مجلس سے محفوظ رہے غرض آپکا عہد طفولیت اتنا پاکیزہ اور شاندار گذرا ہے کہ کسی قسم کی کمزوری اور آلودگی کا سایہ تک بھی نہیں پایا جاتا آپ کی عمر غالباً سات برس کی تھی کہ قریش نے خانہ کعبہ کی دوبارہ تعمیر شروع کی بڑے بڑے سرداران قریش اس کام میں شریک تھے چنانچہ آپ بھی اس کام میں شریک ہوئے پتھر اٹھا اٹھا کر معماروں کو دیتے تھے آپ نے ایک تہ بند باندھ رکھا تھا جو چلنے پھرنے اور پتھر اٹھانے میں تکلیف دیتا تھا آپکے چچا عباس نے تہ بند کا سرا پکڑ کر جھٹکا دیا اور آپ کو ننگا کر دیا اس ناگہانی واقعہ سے آپ کو اس درجہ شرم و حیا دامنگیر ہوئی کہ فوراً حجاب سے بیہوش ہو گئے اور لوگوں کے سامنے ننگے ہونے کو برداشت نہ کر سکے ابو طالب فرماتے ہیں لم ادمنہ کذبۃ ولا ضحکا ولا جاھلیۃ ولا وقف مع الصبیان یعنی میں نے آپ کو جھوٹ بولتے، ہنسی مذاق کرتے جاہلیت کا کام کرتے اور بازاری لڑکوں کے ساتھ میل جول رکھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا آپکے اوصاف حمیدہ کا نتیجہ تھا کہ عبد المطلب، ابو طالب اور قبیلہ قریش آپ کے گرویدہ اور عاشق تھے آپ میں نیکی اور پاکیزگی کے آثار ایسے غالب تھے کہ بحیرہ راہب نے ان میں علامات نبوت کو مشاہدہ کر دیا آپ کو سوال سے سخت نفرت تھی کھانا پینا تک کم کھاتے تھے وقار، ضبط نفس اور تحمل و بردباری کا مادہ آپ میں حد سے زیادہ تھا وہ تمام خوبیاں اور کمالات جو کسی کامل و اکمل انسان میں ہونی چاہئیں وہ آپ میں بچپن ہی سے تھیں۔ کفر و معصیت کے دریا میں رہ کر دامن تر نہ ہونا اور بدکار و حشی انسانوں میں رہتے ہوئے کسی آلودگی کے نزدیک تک نہ پھٹکنا آپ کی صداقت پر وہ زبردست دلیل ہے جس کو دنیا کے تمام انسان نہیں توڑ سکتے آپ یتیم تھے اور بوجہ یتیمی کے آپکی تربیت اور اعمال و افعال میں کچھ نہ کچھ عیوب و نقائص ضرور پیدا ہو جانے چاہئیے تھے مگر تعجب ہے کہ آپ پر کوئی برا اثر نہیں پڑا پھر آپ بچپن میں بکریاں چرانے میں مشغول [illegible]

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

جملہ انبیاء پر فضیلت

کلکل قوم ہاد کے اصول و عمل کے مطابق ازل سے لیکر تا بیوم میلاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس نیلگوں فلک کے زیر سایہ جتنی قومیں پیدا ہوئیں زندہ رہیں اور فنا ہوگئیں ان میں سے کوئی ایک قوم بھی ایسی نہیں گذری جس کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ایزد ذوالجلال نے ہادی و مصلح مبعوث نہ کئے ہوں انہی ہادیوں اور ریفارمروں کو شریعت کی زبان میں نبی و پیغمبر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو خدائے برتر و توانا کا مقبول و محبوب بندہ نہ ہو اور جسے مسلمان عزت و احترام کی نگاہ سے نہ دیکھتے ہوں چونکہ یہ سب کے سب اسرار الٰہیہ کے واقف و حامل تھے یا کم از کم منشائے ایزدی کی ادا شناسی کا ملکہ رکھتے تھے اس لئے ان میں سے ہر ایک نے سرور انبیاء کی بعثت کے لئے دعائیں بھی مانگیں آرزوئیں بھی کیں اور پیشنگوئیاں بھی فرمائیں ورنہ جانے اس دور کے دنیوی آئین ہی پر نظر ڈال لیے وہ کون نظام اور ادارہ ہے جس کا کوئی سردار اور رہبر نہ ہو پارلیمنٹ ہو سینٹ ہو کابینہ ہو ریاست ہو یا اسمبلی و کونسل ہو ہر جگہ آپ کو اس کا سردار نظر آئے گا جماعتوں اور فرقوں میں بھی یہ چیز برابر نظر آتی ہے اور کوئی طبقہ اور کوئی قوم بھی ایسی نہ دکھائی دیگی جس میں کوئی قائد اور رہبر برسر کار نہ ہو یہی اصول جماعت انبیاء پر بھی موثر ہے اور اسی کے ماتحت ضرورت تھی کہ ان کا بھی کوئی سردار پیدا ہو چنانچہ ان کی سرداری کا شرف و افتخار رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حصہ میں آیا اور اس خلعت سے حضور کریم سرفراز فرمائے گئے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کس عظمت و شان کے نبی گذرے ہیں مگر آپ نے بھی یہ دعا کی ہے کہ اے پروردگار آل اسمٰعیل ہی سے ایک پیغمبر (محمدؐ) مبعوث کر جو افراد و اقوام عالم کو تیری نشانیوں اور عظمتوں سے واقف کردے انھیں کتاب و حکمت کا درس دے اور شرک کی آلائشوں سے پاک و صاف بنائے بلاشبہ تو ہی سب سے زبردست اور حکمت و تدبر کا حامل ہے ربنا وابعث فیہم رسولا منہم یتلو علیہم آیاتک و یعلمہم الکتاب والحکمۃ ویزکیہم انک انت العزیز الحکیم۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر پیشنگوئی کرتے ہیں کہ میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں کہ میرے بعد ایک اور پیغمبر پیدا ہوگا اور اس کا نام احمد ہوگا و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اسی طرح زبور و توریت اور دیگر صحائف دینی و مذہبی میں حضور سرور کائنات کی سرداری و بعثت کے متعلق بشارتیں موجود ہیں اور جنھیں ہر کوئی ان کتابوں کے اوراق میں دیکھ اور پڑھ سکتا تھا۔

رحمت عالم

قرآن کریم میں خدائے قدوس فرماتا ہے کہ جو افراد بھی ایمان لے آئے ہیں رسول ان کے حق میں ایک رحمت ہے ورحمۃ للذین امنوا منکم وہ اللہ کا رسول اور سب سے آخری نبی ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور میرے اور تمہارے درمیان وہ تنہا گواہ ہے اور اسی کی شہادت بالکل کافی ہے کفی بہ شہیدا بینی و بینکم پھر آپ کی فضیلت کے متعلق ارشاد ہوتا ہے ہم ہی نے ان رسولوں میں درجات مقرر کر دیئے ہیں اور بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور بعض کے درجے بلند کر دیئے ہیں تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض منہم من کلم اللہ ورفع بعضہم درجات ایک اور جگہ فرمایا کہ ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا ورفعنا لک ذکرک بندوں کو مخاطب کر کے ارشاد ہوتا ہے ہم نے تمہاری ہدایت و بہتری کے لئے تم ہی میں سے رسول مبعوث کیا جس کی یہ حالت ہے کہ اگر تم پر کچھ مصائب نازل ہوتے ہیں تو ان کی تکلیف و اذیت وہ اپنے قلب کے اندر محسوس کرتا ہے اور ہر وقت تمہاری بھلائی کا خواہشمند رہتا ہے اور مومنوں پر تو وہ مہربان اور بہت ہی رحم کرنیوالا ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف الرحیم اور سمجھتے کیا ہو یہ تو دنیا اور دنیا کی قوموں کے لئے سراپا رحمت ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین کتنا بڑا احسان ہے رب قدیر کا کہ نہ ہم معصیت کاروں اور گناہگاروں پر بھی کرم کرتا ہے نوازتا ہے اور ہماری ہدایت و رہبری کے لئے اپنے رسول کو بھیجتا ہے اور بھیجتا بھی ہے تو رحمت بنا کر ہمدردی و کرم کا مجسمہ بنا کر اس سے بڑھکر اس کی بندہ نوازی کا کرشمہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

امتیازی شان کرم

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی جالت شان اور عظمت مرتبت مسلم ہے حضرت نوح علیہ السلام نو سو برس کی عمر پاتے ہیں برابر مصروف تبلیغ رہتے ہیں مگر آخر میں نظر یہ آتا ہے کہ خود آپ کا لخت جگر اور نور چشم غیر موثر رہتا ہے آپ کی نصیحت پر عمل نہیں کرتا اور کفار کے ساتھ غرق ہوتا ہے دوسرے آپ خود اپنی قوم کی سرکشیوں سے تنگ آکر قہر و جلال ربانی کو قوم کے لئے دعوت دیتے سیلاب آتا ہے اور آپ کی قوم کی قوم اس میں غرق ہو جاتی ہے حضرت موسٰی علیہ السلام ۱۲۰ سال کی عمر پاتے ہیں رشد و ہدایت کے درس دیتے رہتے ہیں مگر وہ انطور سے نازل ہوتے ہیں اور قوم گوسالہ پرستی اور ناشکری میں مبتلا ہو جاتی ہے فرعون سے ٹکر کھاتے ہیں اپنی قوم کو لیکر نکلتے ہیں فرعون بیچ دریا میں پھنس جاتا ہے حضرت موسٰی علیہ السلام کی منتیں کرتا ہے معافی مانگتا ہے مگر آپ نہیں بخشتے اور فرعون اپنی سپاہ سمیت غرق اور ذلیل ہوتا ہے پھر ان کی تبلیغی سرگرمیوں اور جد و جہد پر نظر ڈالئے ہلاہا نفصدیا ابہی انہاک کار میں گذار دیں مگر کوئی قابل ذکر ترقی و کامرانی نصیب نہیں ہوئی اور ان کا دائرہ کار عمل محدود ہی رہا علاوہ ازیں تمام انبیا علیہم السلام کی تعلیمات پر غور کر جائیے ان میں بلاشبہ اخلاقی جواہر ریزے اور ربانی جلوے نظر آئینگے مگر وہ شان اکملیت اور عالمگیری ہرگز نہ دکھائی دیگی جو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تعلیمات اسلام میں مضمر ہے اور ہو کس طرح سکتی تھی یہ سب وقتی اور ہنگامی چیزیں تھیں زمانہ اور وقت کا جو اقتضا تھا وہی ان آئینوں میں منعکس نظر آتا ہے والہیت و تقید تسندی میں بھی آپکو ہر جگہ نمایاں فرق نظر آئیگا جہاں یہود بار بار بیچین اور نافرمانی کا اظہار کرتے ہیں مسیحی حضرت عیسٰی کو مبتلائے مصائب دیکھکر قریب بھی نہیں پھٹکتے حضرت ابراہیم خلیل اللہ بیکسی میں سارا زمانہ بسر کر دیتے ہیں حضرت یوسفؑ کے اعزا تک آپ سے پھر جاتے ہیں حضرت زکریا کو شہید کر دیا جاتا ہے اور کسی طرف سے امداد نہیں ہوتی

اسلامیوں کی انتہا عقیدت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب ابوجہل ۔۔۔ اور شیبہ تلواریں سونت کر حملہ آور ہوئے ہیں تو ایک طرف سے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ آگے بڑھتے ہیں اور ان تلوار دشمن کے وار کو اپنے ہاتھ اور سینوں پر لیتے ہیں دوسری طرف حضرت علیؓ اور حضرت حمزہ نکلتے ہیں اور خود زخم کھا کر آپ کو بچاتے ہیں تیسری طرف سے انصار دوڑتے ہیں اور آپ کو حلقہ میں لے لیتے ہیں یہ عقیدت و الوہیت آپ کو شیدایان رسول کے سوا اور کہیں نظر نہ آئیگی کہ مکہ معظمہ سے ہجرت ہوتی ہے یہاں حضرت علیؓ کی

جگہ چادر اوڑھ کر لیٹ جاتے ہیں ساتھ چلنے کو صدیق اکبرؓ تیار ہو جاتے ہیں مدینہ منورہ پہنچتے ہیں تو انصار آپ پر جان چھڑکنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں تمام زمانہ تبلیغ میں تمام مسلمان آپؐ پر اپنی جانیں قربان کرتے رہتے ہیں اور کسی موقعہ اور کسی منزل پر بھی آپ کا ساتھ نہیں چھوڑتے۔

معجزات کی یہ حالت ہو کہ جہاں ہر نبی کو جداگانہ معجزے فرداً فرداً اقتضائے زمانہ مطابق عطا کئے گئے وہاں ہمارے آقا و مولا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو وہ سب بحیثیت مجموعی عطا ہوئے اور انفرادی شان بھی قائم رکھی گئی۔ معجزات انبیا میں رب قدیر نے یہ خصوصیت رکھی تھی کہ جس زمانہ میں جس خصوصیت کو سب سے اہم سمجھا جاتا تھا اس زمانہ کا نبی اسی خصوصیت کو لیکر مبعوث ہوتا تھا مثلاً حضرت سلیمانؑ کے زمانہ میں بادشاہی ایک مافوق الفطرت چیز سمجھی جاتی تھی چنانچہ اسلئے آپ کو بھی اسی صفت سے متصف کیا گیا اس حد تک کہ جنہ اور ہوا تک پر ایک اقتدار عطا ہوا۔ حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں جبکہ کسی کو لحن و صوت کی آسائشیں عطا ہوتی تھیں وہ ایک عجیب اور قابل قدر ہستی سمجھی جاتی تھی چنانچہ آپ کو بھی یہی چیز عطا ہوئی اس انتہا تک کہ جب آپ زبور پڑھتے تھے تو پرند اور حیوان تک محو ہو جاتے تھے اور لوہا آپکے ہاتھ میں آتے ہی موم ہو جاتا تھا حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں جادوگروں کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہوگئی تھی چنانچہ آپ کو ید بیضا کے ساتھ عصا بھی عطا ہوا جس سے آپ ہر وہ کام کر سکتے تھے جس سے جادوگر بھی عاجز آ جاتے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ کے وقت میں عظیم و جلیل الشان وہی سمجھا جاتا تھا جس کی تخلیق مافوق الفطرت طریق پر ہوئی ہو اور ان کی مائیں انسانوں کے بجائے دیوتاؤں سے حاملہ ہوئی ہوں سکندر اعظم کے متعلق بھی یہی شہرہ تھا حضرت عیسےؑ پیدا ہوتے ہیں تو بن باپ کے تاکہ ان کی پیدائش کی یہ نوعیت اس زمانہ کی اقوام کی تہذیب میں ان کی عظمت قائم کرے یونانی حکمت و طب کا ستارہ بھی عروج پر تھا یہی وجہ تھی کہ آپ کو یہ معجزہ عطا ہوا کہ جس بیمار و مریض کو ہاتھ لگا دیں صحت ہو جائے حتیٰ کہ مردوں تک کو آپ زندہ کر دیتے تھے۔

ہمارے رسول کریمؐ کے زمانہ میں عرب کے اندر زباندانی اور نجابت کو بہت معزز سمجھا جاتا تھا آپ پیدا ہوئے تو عرب کے چوٹی کے خاندان میں اور نجیبوں کے گھرانے میں کہ اس طرح عام نگاہوں میں آپ کی وقعت قائم رکھنی مقصود تھی اس کے بعد فصاحت و زباندانی میں آپکو وہ کمال عطا ہوا کہ لوگ انگشت بدندان رہ گئے پڑھے لکھے کچھ نہیں مگر فصاحت و بلاغت میں سب سے زیادہ پھر جب قرآن کریم کا نزول ہوتا ہے تو سارے عرب میں تہلکہ پڑ جاتا ہے اور بڑے بڑے فصحا ششدر رہ جاتے ہیں مکہ معظمہ میں یہ دستور تھا کہ جن لوگوں کو اپنے کلام میں اصلاح کرانی مقصود ہوتی تھی وہ شب کے وقت کعبہ شریف کی دیوار پر آویزاں کر آتے تھے اس وقت میں ایک عرب بہت بڑا اور مسلم فصیح سمجھا جاتا تھا وہ صبح اٹھکر آتا اور ان میں اصلاح کر کے چلا جاتا اسے اپنی فصاحت و بلاغت میں بڑا کمال اور اس پر بڑا غرہ تھا اور عرب خدا جانے اسے کیا کیا سمجھتے تھے ایک صحابی کو جو شوخی سوجھی تو انہوں نے سورہ کوثر شریف جو صرف یک سطری سورۃ ہے لکھکر شب کو اسی جگہ آویزاں کر دی کہ یہ بہت بڑا استاد بنا پھرتا ہے اور اس کی بڑی دھوم ہے لاؤ اسے زچ کریں اور دیکھیں کہ یہ کلام الٰہی کی سلسلہ فصاحت میں کیا شوشہ ارائی کرتا ہے صبح کو جب اس استاد نے اس کلام کو دیکھا تو ضعف طاری ہو گیا مختصر کلام۔ مختصر فقرے اور مختصر الفاظ ایک لفظ کاٹتا ہے کہ پھر اسکی پر صاد بنا دیتا ہے دوسرا لکھتا ہے اور پھر کاٹ دیتا ہے جس لفظ کو نکالتا ہے کلام کی روح نکل جاتی ہے اسے یہ کمال حاصل کہ غلطی ضرور نکالے اور وہاں کلام اس سے بالاتر جب مجبور ہو گیا تو اس پر یہ لکھکر چلا گیا کہ ماھذا الکلام البشر یعنی یہ کلام کسی انسان کا نہیں انسان کا ہوتا تو میں اس میں ضرور اصلاح کر سکتا۔ سمجھ تو گیا تھا مگر تعصب کی شدت نے اسے وہ خدا کا کلام نہ لکھنے دیا اور صرف ماھذا الکلام البشر ثبت کرنے پر اکتفا کی۔

اخلاق مکارم

آپ کے اخلاق و مکارم بھی خود ایک معجزہ کی حیثیت رکھتے تھے بڑے بڑے جلیل القدر انبیا کی یہ حالت تھی اور رہی ہے کہ آپ نے اپنی قوموں کی سنگدلی اور گمراہی سے بیزار ہو کر ان کی بربادی کے لئے دعائیں بھی کی ہیں اور ان کی مقبولیت کے نظاہر خود برائے العین دیکھے ہیں جیسا کہ ہم اس مضمون میں کسی جگہ اشارہ بھی کر چکے ہیں لیکن آپکی یہ حالت رہی ہے کہ آپ نے کبھی اپنے جانی دشمنوں کے لئے بھی بددعا نہیں کی اور جب کبھی ہجوم مصائب سے تنگ ہو کر آپ پر بددعا کے لئے مستمانہ زور بھی ڈالا گیا ہے تو آپ نے یہی فرمایا ہے کہ میں بددعا کے لئے نہیں پیدا کیا گیا بلکہ دنیا کیلئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں پھر ”رحمۃ للعالمین“ کا یہ کس قدر عدیم المثال اور شاندار مظاہرہ ہے کہ اس وقت جبکہ پوری دنیا مصائب و آلام کے جنگل میں گر رہی تھی اور صد ہزار توہمات و رسوم میں پھنسی ہوئی اپنی ہستی تباہ کر رہی تھی قوموں کے اندر خود قوموں کو مٹانے اور مذاہب کے اندر مذاہب کی آن کو رسوا کرنے اور مذہب والوں کو ستانے والے موجود تھے اور علم و عقل آزادی ضمیر آزادی عمل پر کو ناگوں پابندیاں عائد تھیں عورتوں کی حالت غلاموں سے اور غلاموں کی زندگی حیوانوں سے بدتر بنی ہوئی تھی اور پوری کائنات و انسانیت پر افسردگی چھائی ہوئی تھی آپ نے ”ھواللہ“ اور ”ھواللہ الواحد القھار“ کے نعرے بلند کئے اور اسے ایک فلاکت ایمیز اور عقوبت و آلام سے نجات دلائی۔ دنیا والوں کو پہلی مرتبہ مساوات کے نام سے روشناس کیا پہلی بار تعلیم و تعلم کو آزادی نصیب ہوئی پہلی دفعہ عورتوں نے خود کو انسان محسوس کیا پہلی آنار اسپاک کے کانوں میں یہ پڑی کہ عدل و انصاف میں کسی بڑے چھوٹے اور یگانے بیگانے کا امتیاز معصیت عظیمہ ہے سب سے پہلے یہ صدا بلند ہوئی کہ تمام پیشوایان مذاہب عزت کے مستحق ہیں اور جملہ مذاہب میں نیکیوں کا ذخیرہ موجود ہے اور صرف ایک خدا اور ایک معبود ہی اس قابل ہے کہ اسکی عبادت کی جائے اور اس کے آستانہ عالیہ پر سر جھکایا جائے۔

عرب کن لغویات میں پھنسا ہوا تھا یورپ میں جہالت و ظلم کی کیسی آندھیاں چل رہی تھیں افریقہ میں کس طرح انسان حیوانوں اور چوپایوں کے گلے بیلے ہوئے تھے ارض ہند پر کفر و امتیاز کے کتنے طوفان برپا تھے چین و ترکستان میں کس طرح انسان انسان کو کھائے جاتا تھا جمہوریت کا نام بھی کسی کان میں نہ پڑا تھا پھر یہ انقلاب عظیم کس طرح ہوا اور ہوا تو کیا اس انقلاب کو رحمت للعالمین کے ایک کرشمہ قدرت کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے وہ خطے جہاں گیلیلیو جیسا محقق محض زمین کو گول بتانے کے جرم میں پھانسا جاتا ہے وہ ممالک جہاں علم محض پادریوں اور برہمنوں کی میراث بنکر رہ جاتا ہے۔ وہ علاقے جہاں انسان انسان برداشت نہیں کر رہے تھے اسلام کی روشنی سے یکایک منور ہو جاتے ہیں اسے آپ ”رحمت عالم“ کا اعجوبہ کمال نہ کہیں گے تو اور کیا کہیں گے۔ اس وقت دنیا مدنیت و تہذیب میں کتنے مراحل ارتقا طے کر چکی ہے مگر کیا کوئی اپنے سینہ پر ہاتھ رکھکر کہہ سکتا ہے کہ یہ سب ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہی کی لمعانیاں نہیں۔ یورپ کو کس نے اس قابل کیا کہ وہ دنیا میں سرفروشی کی زندگی بسر کرے جمہوریت کا نام زمانہ کی زبان پر کس کی بدولت آیا مساوات و حریت کے سبق کس کے سکھائے ہوئے ہیں۔ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں ہی نے انھیں درس نہیں دیئے کیا وہ اسلام کے پیرو ہی نہیں تھے جو عرب سے نکل کر ہسپانیہ کے میدان میں پہنچے اور مغرب کے استاد بنے انھیں آئین دنیاداری اور طریق جہانبانی سکھانے اسلام سے پیشتر جمہوریت کا نام بھی کسی نے نہ سنا تھا فرزندان توحید سے پہلے دنیا مساوات کے نام سے بھی آشنا نہ تھی آج کہنے کو کوئی کچھ کہہ لے لیکن حقیقت ہر حال میں حقیقت ہی رہے

[illegible]

مُرادیں غریبوں کی بَر لانے والا

غربا پر نبی کریم کا سایۂ شفقت

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذات اقدس غربت زدوں اور ناداروں کیلئے سب سے بڑا سہارا اور سب سے بڑی نعمت تھی حالانکہ افلاس اتنی بری بلا ہے کہ اپنے گوشت پوست اور عزیز و اقارب بھی اس عالم میں ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور امداد کرنا اور کام آنا تو کجا کوئی غریب سے بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتا اس لئے کہ اسے ایک ادنیٰ مخلوق سمجھا جاتا ہے اس سے کسی کی کوئی غرض وابستہ نہیں ہوتی اور نہ اس سے کوئی کام پڑنے اور کام نکلنے کا بظاہر کوئی امکان ہوتا ہے وہ دور تو پھر قدیم دور تھا آپ اس تہذیب و مدنیت کے مزعومہ زمانہ ہی کے تیرہ دیکھ لو اور افلاس کدۂ ہند کو چھوڑ کر ربع مسکون کے اس خطہ پر پرواز کرو جو اس وقت سب سے زیادہ زر ریز اور سب سے زیادہ گہر بار خطہ سمجھا جاتا ہے اور وہاں بلا مبالغہ زر و سیم اور گوہر و جواہر کے سیلاب امڈے پڑے ہوئے ہیں یعنی امریکہ اور یورپ وہاں آپ کو غریب بندگان خدا کی یہ حالت نظر آئے گی کہ گندے مکانوں اور کوڑے سے اٹے ہوئے کوچوں میں ان کا قیام ہوگا بھوک اور پیاس ستا رہی ہوگی مگر کوئی ان کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی دیکھنے والا نہ ہوگا گیس کے ہنڈلوں اور بجلی کے قمقموں کی روشنی میں صدہا غریب اور فلاکت زدہ پھر رہے ہوں گے اور کوئی انھیں گڈ ایوننگ کہنے اور سہارا دینے والا نظر نہ آئیگا۔

بلاشبہ وہاں کے امراء و روساء لاکھوں روپیہ یتیموں اور غریب خانوں کی امداد پر خرچ کرتے رہتے ہیں ان کی تعلیم و تربیت کے لئے بھی بندوبست کئے جاتے ہیں مگر یہ سب کچھ اللہ کے اور اللہ کے بندوں کی امداد کے لئے نہیں بلکہ حصول شہرت اور نام آوری کے لئے ہوتا ہے یہ حالت دیکھی گئی ہے کہ غیر تو پھر غیر رہیں انھیں تو پھر بعد کو ہی احساس ہوتا ہے اپنوں کی یہ حالت ہو کہ ایک غریب بھائی پڑوس میں رہتا ہے برسوں خبر بھی نہیں ہوتی کہ وہ مر گیا یا جیتا ہے اس نے کچھ کھایا بھی یا نہیں اس کی اچھی گذرتی ہے یا بری وہاں تو محض دولت کی اور غرض کی پرستش ہے پاس پیسہ ہے تو سرکار میں دربار میں اپنوں میں بیگانوں میں سب میں پرسش عزت ہے خاطر داری ہے یہ نہیں تو کسی کا خیال بھی اس کی طرف منتقل نہیں ہوتا آپ آئے دن مزدوروں کی حمایت و امداد کے چرچے سنتے رہتے ہیں لیکن اس حمایت و امداد میں خلوص کے جذبہ کو کوئی دخل نہیں انھوں نے مجبور ہوکر اور سرمایہ داروں کے ظلم و تشدد سے تنگ آکر اپنی قوتوں کی تنظیم کرلی اپنی انجمنیں بنالیں باہم اتفاق کرلیا اور ایک قوت بن گئے اس لئے سب کو اپنے بچاؤ کی پڑ گئی اور وہ ان کی مصیبت کی تلافی کیلئے نہیں بلکہ اپنے نقصان کے اندیشے سے ان کی طرف مائل ہوئے۔

کمزوروں کی حمایت

دنیا میں ہر جگہ یہی صورت ہے کمزور اور غریب کا کوئی حامی نہیں جمعیت اقوام کمزوروں اور ضعیفوں کی حمایت کی سب سے بڑی معتمد اور علمبردار انجمن ہے کسی کمزور کا معاملہ آجائے تو ڈٹ کر کھڑی ہو جاتی ہے ایران اور برطانیہ کے معاملہ میں ایران ہی کو دباتی آنکھیں دکھاتی رہی موصل اور عراق کے معاملہ میں ترکی ہی پر رعب ڈالا اور جنگ و جدال کی دھمکیاں دی گئیں اب جین اور جاپان کا مسئلہ سامنے آیا تو ساری قلعی کھل گئی اس کی اپنی رپورٹ چین کی حمایت میں تھی مگر جب جاپان نے ڈانٹ بتائی تو یہ دب کر بیٹھ گئی دنیا کی وہ بڑی بڑی سلطنتیں اور فرمان روائیاں جو بزعم خود ایک بلجیم کی حمایت میں آگ اور خون کے سمندر میں کودنے اور موت کے ساتھ کھیلنے پر آمادہ ہو گئی تھیں سب خاموش بیٹھی ہیں اور کوئی چین کی امداد کو آگے نہیں بڑھتی اگر کمزوروں کی حمایت و امداد ہی کا جذبہ بلجیم کی حمایت اور جنگ کی صورت اختیار کر گیا تھا تو اب جاپان کے مقابلہ پر خم ٹھونک کر آنے میں اسے کیا باک ہے چین غریب ہے اور جاپان امیر امیر کے لئے یا اپنی کوئی غرض ہوتی تو امریکہ، برطانیہ و فرانس دونوں میدان میں آسکتے تھے لیکن چین کی خاطر کون مرے اور کون اپنی دولت و ثروت نہ جانے دے۔ ہندوستان کی حالت پر بھی غور کیجئے ساہوکار و مہاجن امیر ہیں ان کی امداد کے لئے ہندو مہاسبھا کانگریس اور حکومت سب کمر بستہ ہیں اور غریب مزارعین کی حمایت کا جذبہ کسی کے قلب کو نہیں تڑپاتا۔ سلطنت ہندوستان کو طاقتور سمجھکر اس کی خاطر داری کے لئے ہر وقت آمادہ کار رہتی ہے مگر مسلمانوں کے حقوق کی اسے چنداں پرواہ نہیں عام حالات یہ ہیں کہ امیر و غریب دو جداگانہ مخلوق اور دو علیحدہ طبقے خیال کئے جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے معاشری طور پر بالکل علیحدہ ہو کر رہ گیا ہے پڑوس میں غریب رہتا ہے ایک ہی قوم اور ایک ہی مذہب سے تعلق رکھتا ہے اور اس سے بھی بڑھکر یہ دیکھا گیا ہے کہ باہم خون کا رشتہ بھی قائم ہے مگر اس کے مرگ و زیست کی بھی خبر نہیں لی جاتی امیر کے جنازہ میں آپ کو غربا نظر آئینگے مگر کسی غریب کے جنازہ کے ساتھ آپ کو کوئی محلہ کا تو ایک طرف پڑوس کا رئیس بھی نہ دکھائی دیگا امراء و روساء نے مساجد میں جانا اور وہاں نماز پڑھنا اسی لئے ترک کر دیا ہے کہ وہاں غرباء کی کثرت ہوتی ہے اور ان کی معیت و صحبت ان کی شان امارت کے منافی ہے شہرت کے لئے عزت کے لئے لاکھوں خرچ کر دیئے جائینگے انجمنوں اور اداروں میں ناموری کے لئے آئے دن تھیلیوں کے منہ کھلتے رہیں گے ممبریوں اور خطابوں کے لئے ہزارہا اڑا دیئے جائینگے مگر بہت کم ایسے قدسی نفس بزرگ ملیں گے جن کے قلوب میں غرباء کا حقیقی درد ہو اور وہ یتامیٰ اور غرباء کا صحیح درد رکھتے ہوں اور ان کی امداد و اعانت کو حقیقی عزت اور حقیقی شہرت کا ذریعہ سمجھتے ہوں۔

ابر کرم کی بارش

خدائے تبارک و تعالیٰ اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مسلمانوں کو اس ضمن میں صحیح راستہ دکھایا تھا جسے چھوڑ کر وہ اس وقت بربادی و تباہی کے غار میں پڑے ہوئے ہیں رسول کریم کی یہ شان تھی کہ آپ کا ابر کرم و شفقت ہمیشہ برستا تھا اور جس پر جتنی مصیبت ہوتی تھی اس کی امداد کا اتنا ہی جذبہ اشتداد تھا آپ غرباء اور کمزوروں کی اعانت کو بے حد اہمیت دیتے تھے اتنی کہ اپنے اہل و عیال تک کی ان کے مقابلے میں پرواہ نہ کرتے تھے۔

خود آپ کی چہیتی اور محبوب بیٹی حضرت خاتون جنت بی بی فاطمہ زہرا کی عسرت و تنگدستی کا یہ حال تھا کہ خود اپنے مقدس اور نازک ہاتھوں سے چکیاں پیستی تھیں خود ہی مشک سے پانی بھر کر لاتی تھیں جس سے سینہ مبارک پر نیل پڑ گئے تھے کوئی خادمہ .... بنت رسول اللہ کے گھر میں نہ تھی ایک دن آپ نے خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں مگر جاتی تھیں حیا و ادب سے عرض نہ کر سکیں جناب امیر نے آپ کی جانب سے عرض کی کہ فلاں غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں ان میں سے ایک کنیز عطا کی جائے رحمۃ للعالمین فرماتے ہیں ابھی تو میں اصحاب صفہ کا بھی انتظام نہیں کر سکا جب تک ان کا بندوبست نہ ہولے میں اور طرف توجہ نہیں کر سکتا ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے اپنی تنگدستی اور تکلیف کا ذکر کر کے باپ سے ایک کنیز ملنے کی درخواست کی جس پر ارشاد ہوا کہ بدر کے یتیم تم سے پہلے درخواست

کر چکے ہیں۔ اسی طرح ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے حضور اقدس سے کسی امر کی درخواست کی ارشاد فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کہ میں تم کو دوں اور اہلِ صفہ کو اس حال میں چھوڑ دوں کہ وہ بھوک سے اپنے پیٹ پیٹتے پھریں۔ اوراقِ سیرت آپ کی پدرانہ محبت و شفقت کے شاہد ہیں بیٹی سے آپ کو عاشقانہ محبت تھی جب آپ تشریف لاتیں تو آپ فرطِ محبت سے کھڑے ہو جاتے پیشانی کو بوسہ دیتے اور انھیں اپنی جگہ بٹھاتے۔ حضرت علی سے بھی کمال شیفتگی تھی مگر یہ محبت و شیفتگی بھی آپ کی غربا پروری کے جذبہ کو پابند نہ کر سکی اصحابِ صفہ کی جو ایک مفلس اور غریب مسلمانوں کی جماعت تھی جن کے پاس نہ پہننے کو کپڑا تھا اور نہ کھانے کو، مگر ان کی حاجت روائی کو ہمیشہ مقدم سمجھتے رہے کیا دنیا کے کسی مذہب میں کسی پیشوا کی سیرت اتنی شاندار روایات کی حامل ہو سکتی ہے اور کسی نے اپنوں کو چھوڑ کر غربا پسندی کے ایسے عدیم المثال مظاہرے پیش کئے ہیں۔

غربا اور مفلسوں کے ساتھ آپ اس قدر رحمت و شفقت کے ساتھ پیش آتے تھے کہ دولتِ دنیوی کی محرومی ان کے قلوب کو کوئی صدمہ نہ پہنچنے دیتی تھی صرف ایک بار اور وہ بھی مصلحتاً آپ سے ایک عمل اس کے خلاف ظہور پذیر ہو گیا اللہ تعالیٰ خالق اور رحیم و رحمن ہے اسے اپنے بندوں کا خیال ہر ذی روح اور ہر انسان سے زیادہ ہے اور ہونا چاہیے بارگاہِ احدیت کو یہ مصلحت بھی ناگوار گذری اور فوراً اس پر باز پرس ہوئی بات اتنی تھی کہ آپ کے پاس چند نامی قریش بیٹھے تھے جنھیں آپ دعوتِ اسلام دے رہے تھے خیال تھا کہ اگر یہ اسلام لے آئے تو اس سے بڑی تقویت حاصل ہو جائیگی اتفاق امر کہ اسی وقت ایک صاحب عبداللہ بن مکتوم جو آنکھوں سے معذور اور بہت غریب تھے دربار میں آ موجود ہوئے اور وہ بھی گفتگو کرنے لگے رؤسائے قریش کو یہ برابری ناگوار گذری کیونکہ یہ کبر و نخوت کے بندے تھے آپ نے ابن مکتوم کی طرف سے توجہ ہٹالی اور انہی سے مصروفِ گفتگو رہے اس پر سورۂ عبس کا نزول ہوا اور اس امتیاز پر یہ ارشادِ باری ہوا کہ :-

"پیغمبر نے ترش روئی برتی اور اپنے پاس ایک غریب اندھے کو دیکھکر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اے پیغمبر! تجھے کیا خبر کہ تیری باتوں سے یہ اندھا پاک ہو جاتا یا تو اسے نصیحت کرتا تو اس سے نفع پہنچ جاتا جو بے پروائی سے کام لیتا ہے اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے آخر اس میں تیرا کیا نقصان ہے کہ یہ عمائدِ قریش اپنی روش پر رہیں اور پاک و صاف نہ بنیں جو تیرے پاس دوڑا آتا ہے اور وہ خدا سے بھی ڈرتا ہے تو اس سے بے اعتنائی برتتا ہے نہیں ہرگز ایسا نہ کر، یہ نصیحت اور تعلیم عام ہے جو چاہے اسے قبول کرے اور جو نہ چاہے قبول نہ کرے۔"

اس سے خدائے جل جلالہ کی شانِ رحمانیت کا کیا دل افروز نظارہ نگاہوں کے سامنے آ جاتا ہے ایک وہ حی و قیوم جسے اپنے اندھوں اور اپاہجوں کی بھی دل شکنی گوارا نہیں اور ایک ہم ہیں کہ غرور و تبختر کے بندے بنے ہوئے اپنے لئے آپ جہنم کی آگ سلگا رہے ہیں جب وہ معبودِ برحق اپنے پیارے اور محبوب پیغمبر کی معمولی بے التفاتی کو گوارا نہ کر سکا تو ہمارے گمراہوں اور رعونتوں کو وہ کب بخشنے والا ہے قرآن کریم نے ہمیں سب کچھ بتا دیا جتا دیا مگر کتنی بدبختی ہے کہ ہم پھر بھی غفلت کی شیطانی گھاٹیوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور خدا کی اپنی ہی جیسی مخلوق کو ذلیل و خوار سمجھکر اس سے بچتے اور انتہا یہ ہے کہ اس کی تکالیف و آلام کی طرف سے بھی بے پرواہ رہتے ہیں۔

جاں نثارانِ اسلام

یہ غربا اور مفلس ہی تھے جو سب سے پہلے جاں نثارانِ اسلام بنے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب انھیں لیکر حرم شریف میں نماز پڑھنے تشریف لیجایا کرتے تھے تو رؤسائے قریش ان کی ظاہری بے حیثیتی کو دیکھکر استہزاءً کہا کرتے تھے اھؤلاء منّ اللہ علیھم من بیننا یعنی یہی وہ لوگ ہیں خدا نے ہم لوگوں کو چھوڑ کر جن پر احسان کیا ہے لیکن بہت جلد انہوں نے دیکھ لیا کہ ان غریبوں ہی نے تعلیماتِ اسلام کے انوار اپنے سینے میں جذب کر کے قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ دیئے اور امیر الامیر بنے۔ حضرت سعد بن وقاص کے مزاج میں کسی قدر تعلی تھی اور آپ خود کو غریبوں سے بالاتر سمجھتے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا کہ یاد رکھو تمہیں جو روزی اور نصرت نصیب ہوتی ہے وہ انہی کی بدولت نصیب ہوتی ہے۔

ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت سلمانؓ اور حضرت بلالؓ کو جو غریب تھے ... سختی کے ساتھ ڈانٹا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ٹوکا اور فرمایا کہ تم نے انھیں آزردہ تو نہیں کیا اتنا سننا تھا کہ حضرت ابوبکرؓ اٹھ کر ان دونوں کے پاس آئے اور معافی مانگی یہ تھی غربا پسندی کی شان اور مفلسوں کے احساسات و جذبات کی پاسداری۔

حضرت جریر بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم پہلے پہر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک پورا قبیلہ مسافر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کی ظاہری حالت اس درجہ خراب تھی کہ ان میں سے کسی کے بدن پر کوئی ثابت کپڑا نہ تھا برہنہ پا برہنہ تن کھالیں بدن سے بندھی ہوئی اور تلواریں گلوں میں لٹکی ہوئی تھیں آپ ان کی اس مفلسانہ اور غریبانہ حیثیت کو دیکھکر تڑپ اٹھے بیحد متاثر ہوئے انتہا یہ ہے کہ فرطِ جذبات سے آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اضطراب میں کبھی اندر جاتے تھے اور کبھی باہر آتے تھے پھر آپ نے حضرت بلال کو اذان دینے کا حکم دیا اور نماز ادا کرنے کے بعد آپ نے ایک پرجوش خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے تمام مسلمانوں کو ان کی امداد کی طرف توجہ دلائی۔"

کیا اس غربا پروری اور شفقت و ہمدردی کی مثالیں آپ کو کہیں اور بھی مل سکتی ہیں اور غریبوں کی شفقت کی ایسی نظیریں اس زمانہ میں کسی کو نظر آ سکتی ہیں۔

ایک دفعہ ایک شخص مفلسی سے رنجور اور غربت سے دل میں ناسور لئے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا دیکھا کہ دور تک آپ کی بکریوں کا ریوڑ پھیلا ہوا ہے اس نے آپ سے درخواست کی کہ حضور میں بہت غریب ہوں اور کہیں روٹی کا ٹھکانا نہیں لاچار ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں آپ غریبوں کی مرادیں برلانے والے پیغمبر مشہور تھے آپ نے بلاتکلف سب کی سب بکریاں اس کے حوالہ کر دیں وہ اس غربا نوازی کی شان کو دیکھکر انگشت بدندان رہ گیا اپنے قبیلہ میں پہنچا اور ان سے جاکر کہا کہ جلد اسلام قبول کر لو رسول کریم تو اتنے فیاض اور غربا پرور واقع ہوئے کہ آپ کو مفلس ہو جانے کی بھی چنداں پرواہ نہیں ہوتی۔

ایک دفعہ عین اس وقت کہ جماعت نماز کے لئے کھڑی ہو رہی تھی ایک بدو آیا اور کہنے لگا کہ میری بہت سی حاجتیں پوری ہو چکی ہیں ایک اور رہ گئی ہے خوف ہے کہ کہیں بھول نہ جاؤں جلد اسے سن لیں اور پورا کر دیں آپ فوراً اس کے ساتھ ہو لئے پہلے اس کی حاجت روائی کی اور اس کے بعد آ کر نماز ادا کی۔

آپ نے زندگی بھر غریبوں کی خدمات انجام دیں ان کی حاجتیں پوری کیں ان کی تکالیف کا خیال کرتے رہے کسی کا زہرہ نہ تھا کہ آپ کے وقت میں کسی غریب کو اُف بھی کر سکے اور کوئی کس طرح کر سکتا تھا جانتے تھے کہ ان کا والی اور حامی موجود ہے جو اتنا بھی گوارا نہیں کر سکتا کہ کوئی ان سے ترش دلی کے ساتھ بات کرے اور انھیں تیوروں سے دیکھے یہی وجہ تھی کہ ان میں خودداری اور احساسِ عزت حد سے زیادہ پیدا ہو گیا تھا اور آگے چل کر انہوں نے دنیا میں وہ کارنامے انجام دیئے جس پر پوری تاریخ انسانیت کو بجا طور پر ناز ہو سکتا ہے۔

مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا

دکھ کا ساتھی

مصیبت وہ بری بلا ہے کہ یگانے بیگانے ہوجاتے ہیں اس لئے شعرا نے تو یہاں تک لکھدیا ہے کہ انسان کا سایہ بھی تاریکی مصائب میں اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے یار دوست عزیز و قریب سب اچھے وقت اور اچھے زمانہ کے ساتھی ہوتے ہیں ...... اور اسے بڑا ہی نیک مرد سمجھا جاتا ہے جو مصیبت میں اپنوں کا شریک بنجائے جب اپنوں کی مصیبت میں اپنے شریک نہیں ہوتے تو غیروں کے کام آنا تو بڑا ہی کام اور بڑی ہی جوانمردی ہے لیکن ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان تھی کہ غیر تو غیر دشمنوں کے کام آنے میں بھی آپ نے ہمیشہ فیاضی دکھائی ہجرت سے پیشتر مکہ معظمہ میں مسلمانوں ہی پر نہیں خود حضرت رسول اللہ پر جتنے مظالم و شدائد ہوتے رہے ان کے محض اعادہ و بیان سے انسان کا کلیجہ شق ہوتا ہے اس نوعیت کے مصائب میں خباب بن ارت ایک صحابی نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ دشمنوں کے حق میں بد دعا فرمایئے یہ سنتے ہی آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اسی طرح ایک اور موقع پر جب چند صحابہ نے اسی قسم کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ میں دنیا کے لئے لعنت نہیں رحمت بناکر بھیجا گیا ہوں۔

قریش نے آپ کو ایک دو ماہ نہیں پورے تین برس تک محصور رکھا تھا اور اس طرح رکھا تھا کہ اس عرصہ میں آپ کے پاس غلہ کا ایک دانہ بھی پہنچ جانے کے روادار نہ تھے شقاوت یہ تھی کہ جب بچوں کے رونے کی صدائیں کانوں میں آتی تھیں تو ہنستے اور خوش ہوتے تھے لیکن جب اسی زمانہ میں مکہ معظمہ میں قحط اپنی ہولناک صورت میں نازل ہوتا ہے اور لوگ مردار کھانے اور پتے چبانے تک پر اتر آتے ہیں تو ابوسفیان آپ کے پاس پہنچتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ محمد! تمہاری قوم ہلاک ہورہی ہے خدا سے یہ دعا کرو کہ یہ مصیبت دور ہو" آپ نے ذرہ برابر بھی تامل نہ کیا اور بلا عذر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور انھیں اس مصیبت سے نجات مل گئی۔

جنگ احد میں دشمنوں نے آپ کے ساتھ کیا کیا سختی نہ کی تیر برسائے پتھر پھینکے تلوار چلائیں دندان مبارک شہید کردیا جبین اقدس کو خون سے آلودہ کردیا اس سلوک پر آپ نے کسی رنج و کدورت کا اظہار کرنے کے بجائے ... دعا کی تو یہ کی خدایا انھیں معاف کرنا کہ یہ نادان ہیں، طائف والوں نے محض جرم تبلیغ پر رسول کریم کے ساتھ کس درجہ وحشیانہ سلوک روا رکھا کتنا شہدپن دکھایا پتھر برسائے اور اتنے برسائے کہ پائے مبارک لہولہان ہوگئے مگر آپ کے منہ سے بد دعا کا ایک لفظ بھی نہیں نکلا۔ دس برس کا زمانہ منقضی ہوجاتا ہے اور اسی طائف کے قبائل دعوت اسلام کا جواب تیر و تفنگ اور سنگباری سے دیتے ہیں آپ کی آنکھوں کے سامنے آپ کے جاں نثاروں کی نعشیں تڑپنے لگتی ہیں اور ایک کے بعد دوسرا گرتا چلاجاتا ہے اس وقت صحابہ فرماتے ہیں کہ حضور ان کے لئے بد دعا فرمائیں آپ فوراً ہاتھ اٹھاتے ہیں صحابہ کو ڈھارس بندھتی ہے مگر سنئے بد دعا کیا ہوتی ہے "خدایا ثقیف (اہل طائف) کو اسلام نصیب کر اور انھیں دوست بناکر مدینہ لا" تیر اجابت نشانہ پر بیٹھتا ہے اور یہ سب کے سب مسلمان ہوجاتے ہیں۔

معاندین سے محبت

ہجرت کے دن قریش نے آپ کو شہید کرڈالنے کا عزم صمیم کرلیا تھا اور اعلان ہوگیا تھا کہ جو شخص آپ کا سر مبارک قلم کرے گا اُسے سو اونٹ بطور انعام دئیے جائینگے۔ سراقہ بن جعشم بھی انعام کے لالچ میں جو اس نیت سے اپنے صبا رفتار گھوڑے پر سوار ہاتھ میں نیزہ لئے ہوئے آپ کے قریب پہنچے آخر آپ دو تین مرتبہ کرشمہ اعجاز دیکھکر اپنی نیت بد سے تائب ہوتے ہیں اور خواہش کرتے ہیں کہ مجھکو سند امان لکھکر عطا کردی جائے آپ بلا تکلف سند لکھدیتے ہیں آٹھ سال کے بعد فتح مکہ کے موقع پر جب آپ مسلمان ہوتے ہیں تو آپ ان سے اس جرم عظیم کے متعلق ایک سوال بھی نہیں کرتے۔

یہود نصاریٰ آپ کے جانی دشمن تھے اور قریش کے ساتھ مل کر انہوں نے رسول کریم اور آپکے پیروؤں کو تکالیف پہنچانے کے لئے نہیں بلکہ تباہ کرکے رکھدینے کیلئے انتہائی تدابیر اختیار کیں اور غارتگری و انتشار کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا مگر آپ کی یہ حالت تھی کہ آپ نے زمانہ جنگ و جدل میں بھی ان سے معاشرتی و تمدنی تعلقات منقطع نہیں کئے امداد کی فائدہ رسانی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی مگر آپ کی رحمت و شفقت سب پر عام رہی اور جب ضرورت پڑی آپ ان کی امداد کے لئے آگے بڑھے جب کبھی مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان کوئی جھگڑا ہوا ہے آپ نے ہمیشہ عدل و انصاف سے کام لیا ہے یہودیوں نے مدینہ منورہ ہی میں نہیں سارے عرب میں آپ کے خلاف کیا کیا سازشیں نہ کیں تمام عرب میں انہوں نے اسلام کے خلاف ایک آگ لگادی اور اپنی دولت اور اپنے اثر کو مسلمانوں کی تباہی کے لئے صرف کرنے لگے مگر آپ نے اپنے اقتدار کے زمانہ میں بھی کبھی انھیں گزند نہ پہنچایا یہود کے ایک قبیلہ کو اس کی انتہائی شرارتوں پر جلا وطنی کا حکم دیا جاتا ہے اور ان پر انتہائی مصیبت آپڑتی ہے تو آپ کا دل درد سے بھر جاتا ہے اور آپ حکم دیتے ہیں کہ تم اپنا تمام مال و اسباب ساتھ لیجاؤ اور کوئی تکلیف نہ اٹھاؤ چنانچہ یہ مدینہ سے نکلے بھی تو اس شان سے جس کی کوئی مثال اس زمانہ میں اور اس سے ماقبل دور میں نہیں مل سکتی۔

منافقین کی اشتعال انگیزیاں

واقعہ افک پر غور کرو منافقین نے کس درجہ اشتعال انگیز اور ہولناک شرارت کی تھی آپ کی محبوب اور چہیتی بیوی پر اتہام ہی نہیں لگایا بلکہ آپ کی ناموس پر حملہ کیا اور شدت کے ساتھ کیا کہ مدینہ کے در و دیوار سے یہ صدائیں بلند ہونے لگیں اور گھر گھر یہی تذکرے ہونے لگے اس کا بانی مبانی رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی تھا اور آپ کو اس کا علم ہوچکا تھا ظاہر ہے کہ آپ کے قلب پر اس رسوائی عام کا کتنا برا اثر پڑا ہوگا۔ اس کے باوجود آپ نے کیا بھی تو اتنا کہا ایک مجمع عام میں کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے "مسلمانو جو شخص میرے ناموس پر حملہ کرتا ہے مجھے ستاتا ہے اس سے میری داد کون لے سکتا ہے" حضرت سعد یہ سنکر بیتاب ہوگئے جوش میں اٹھ کھڑے ہوئے اور اٹھکر کہنے لگے کہ میں حاضر ہوں آپ مجھے اس موذی کا نام بتائیں میں ابھی اس کا سر اڑا دوں سعد بن عبادہ عبداللہ بن ابی کے حلیف تھے وہ مخالفت میں کھڑے ہوگئے اس پر دونوں کے حمایتی جوش میں آگئے اور قریب تھا کہ تلواریں نیام سے باہر آجائیں آپ نے یہ حالت دیکھکر دونوں کو ٹھنڈا کیا آخر واقعہ کی تردید خود خدا تعالیٰ نے کردی اور اس پر آیات نازل ہوگئیں تہمت لگانے والوں کو شرعی سزائیں دی گئیں اور عبداللہ بن ابی محض اس بنا پر چھوڑ دیا گیا کہ اُسنے تہمت لگانے کا اقرار نہ کیا تھا جب اس کی موت آئی تو آپ اس کے جنازہ کی نماز پڑھنے بھی چلے گئے دنیا کی کسی تاریخ میں اس سلوک

اور کریمانہ برتاؤ کی کوئی مثال بھی کسی کو ڈھونڈے نہیں مل سکتی کہ علم و خبر کے باوجود ایسے شرانگیز کو چھوڑ دیا گیا اور نہ صرف چھوڑ دیا گیا بلکہ مرنے پر بھی اس کی امداد اور اس کی بخشش و مغفرت کی سعی کی گئی ہو۔

سلاطین اور سلطنتیں آج بھی موجود ہیں نہ دشمنوں کی کمی ہے اور نہ ایسے دوستوں کی قلت مگر کبھی دیکھا ہے کہ کسی نے اپنے دشمن کو بخش ہو اور بخشنا تو ایک طرف سزا میں بھی کوئی نرمی برتی ہو بخلاف ازیں ہمارے سامنے دشمنوں سے سلوک و برتاؤ کی ایسی خوفناک مثالیں موجود ہیں جن کے محض تصور سے روح کانپ اٹھتی ہے جوان آف آرکس کو زندہ آگ میں جھونک دیا جاتا ہے ہوائی جہازوں سے گولہ باری کرکے مزعومہ مخالفین کو فنا کیا جاتا ہے انتہا یہ ہے کہ ہڈیاں تک قبر سے نکال کر چکی میں پسوادی جاتی ہیں انتقام کوئی اخلاق کو پوچھتا ہے نہ رحم کی مقتضیات کسی کے سامنے ہوتی ہیں لیکن رسول کریم کا صحیفہ اخلاق تمام آلائشوں سے ہمیشہ پاک رہا جانتے ہو وحشی کون تھا جس نے قوت بازوئے اسلام اور آپ کے حقیقی چچا کو نہ صرف یہ کہ شہید کیا بلکہ آپ کا ایک ایک عضو علیحدہ کرکے آپ کے جگر کو ہندہ کے حوالہ کر دیا لیکن آپ نے اقتدار و قابو پاکر نہ صرف یہ کہ اسے بخش دیا بلکہ دامن اسلام میں پناہ دی اور کلفت ماری سے نوری اور جہنمی سے جنتی بنا دیا۔

ابو سفیان کی پوری زندگی اسلام اور اسلامیوں کی دشمنی میں گزری فتح مکہ تک جتنی بھی جنگیں لڑی گئیں اور اسلام کو مٹانے کے لئے جتنی سازشیں اور کوششیں ہوئیں ان کی رہنمائی بھی کرتا رہا اس کی ذات ملت کے لئے ایک مستقل خطرہ تھی اگر اس زمانہ میں یہ کسی کے ہاتھ لگ جاتا تو نہ اسے گور نصیب ہوتی اور نہ کفن اور یہ تو کیا اس کی ہڈیوں کا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہتا یہ گرفتار ہوتا ہے اور اسی حالت میں دربار نبوت میں حاضر کیا جاتا ہے حضرت عمرؓ اسے قتل کر ڈالنے اور اس کا سر اڑا دینے کی سعی کرتے ہیں مگر آپ کے حکم سے بڑھتے ہوئے قدم رک جاتے ہیں کسی حکم سزا کے سننے کے بجائے یہ انعام و اکرام کا مژدہ سنتا ہے اور اعلان ہوتا ہے کہ اس کا گھر دار الامان ہے جو اس کے مکان میں داخل ہوگا وہ بخش دیا جائے گا۔

ثمامہ بن آثال پر نوازش

قبیلہ بنو حنیفہ کا مقتدر رئیس ثمامہ بن آثال محض اتفاق سے مسلمانوں کے ہاتھ پڑ جاتا ہے اسلام کا شدید دشمن ہے مدت تک اودھم اور سرتاہی پھیلاتا پھرتا ہے حکم ہوتا ہے کہ اسے مسجد کے ستون سے باندھ دیا جائے اس پر بھی اس کی شقاوت اور بدزبانی مصروف عمل رہتی ہے تین روز تک برابر گستاخانہ جواب دیتا رہتا ہے آپ کو اس کی تکلیف پر رحم آتا ہے اس کی دشمنیوں اور شرارتوں کی طرف نظر نہیں جاتی رسالتمآب کی آنکھ تو ہوتی ہے تو اس پر کہ ایک رئیس ہے بڑا آدمی ہے مجبور ہے اور تین روز سے برابر تکلیف اٹھا رہا ہے فرماتے ہیں اس کی رسی کھول دو اسے توقع یہ تھی کہ میرے قتل کا حکم ہوگا میرا سر اڑا دیا جائے گا۔ اب جو غیر متوقع طور پر اسے رہائی کا حکم ملتا ہے تو اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں حیرت و استعجاب سے نقش بدیوار بنکر رہ جاتا ہے اور اس درجہ متاثر ہوتا ہے کہ وہیں کلمہ شہادت زبان پر لاکر مشرف بہ اسلام ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اس لمحہ اور ثانیہ تک آپ کی ذات آپ کے مذہب اور آپ کے شہر سے زیادہ کوئی چیز میری نظر میں مبغوض نہ تھی مگر اب کچھ نہ پوچھئے کہ آپ کی ذات گرامی مجھے دنیا کی ہر چیز اور ہر نعمت سے پیاری ہے اور میرا وہی سینہ جو مدت تک آپ کی معاندت و عداوت کا گنجینہ بنا رہا ہے اب آپ کے عشق و محبت کے جذبات سے مالامال ہے۔

قبیلہ بنو حنیفہ کے یہی رئیس جب مشرف باسلام ہوتے ہیں تو قریش ان کا مذاق اڑاتے ہیں اس پر آپ کو انتہائی غصہ آتا ہے اور اسی غصہ کی حالت میں قسم کھا لیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر ایک دانہ غلہ کا بھی مکہ میں آنے دوں گا یہاں جتنا غلہ آتا تھا وہ سب یمامہ ہی سے آتا تھا جب ادھر سے غلہ بند ہوگیا تو مکہ میں قحط پڑ گیا اور سارے قریش پریشان ہوگئے اب خدا کی شان ملاحظہ فرمائیے کہ وہی قریش جنہوں نے تین برس تک آپ تک غلہ کا ایک دانہ نہ پہنچنے دیا تھا دوسری طرف سراسیمہ اور عاجز ہوکر دربار نبوت میں پہنچے اور اپنی مصیبتوں اور پریشانیوں کا دردناک الفاظ میں ذکر کرکے استدعا کرتے ہیں کہ آپ ثمامہ کو اجازت دیں کہ وہ غلہ مکہ میں آنے دے ورنہ ہم سب فاقوں مر جائینگے آپ کو ان کی حالت پر رحم آجاتا ہے اور یہ تصور بھی کئے بغیر کہ یہ لوگ آپ کے ساتھ کیا سلوک کر چکے تھے ثمامہ سے کہلا بھیجتے ہیں کہ غلہ پر سے بندش اٹھا لو اس طرح دشمنوں پر رحمت و رافت کے پھول برسائے جاتے ہیں اور اس انداز میں غیروں کے کام آتے ہیں یہ تھی شان نبوت کی شان کرم۔

حلم و برداشت

چند یہودی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں اور ازراہ شرارت "السلام علیکم" کے بجائے "السام علیکم" کہتے ہیں جس کے معنے ہیں کہ آپ پر تباہی ہو یہ سنکر حضرت عائشہ صدیقہ کو غصہ آجاتا ہے آپ فوراً انہیں روکتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عائشہ بدزبان نہ بنو نرمی برتو اللہ کو نرمی پسند ہے۔

ایک یہودی آتا ہے اور آکر دربار نبوت میں شکایت کرتا ہے کہ محمدؐ دیکھو کہ فلاں مسلمان نے میرے منہ پر ایک طمانچہ رسید کیا ہے آپ اسی وقت اس مسلمان کو بلاتے ہیں اور بلا کر اسے زجر و توبیخ کرتے ہیں کہ آپ کے نزدیک برا سلوک کسی کے ساتھ بھی روا نہیں یہود کی شرارتیں حد سے زیادہ تجاوز کرتی ہیں انہیں سزا بھی دی جاتی ہے تو عجیب رحم و رافت کے ساتھ ان پر اس کا بھی کچھ اثر نہیں ہوتا اور یہ غزوہ خیبر تک برابر شرارتوں میں مصروف رہتے ہیں کبھی دلیارگر اکر حضور کریم کو شہید کر ڈالنے کے منصوبے گانٹھتے ہیں کبھی قریش کے ساتھ شریک سازش ہوجاتے ہیں اور کبھی اپنے روپے اور اپنے آدمیوں سے تمام عرب میں اسلام کے خلاف بغاوت پھیلانے پر تیار ہوجاتے ہیں اور ایک دفعہ نہیں ہزار دفعہ بدعہدیاں اور معاہدہ کے خلاف برائیاں کرتے ہیں لیکن آپ ان کی ہر ضرورت پر کام آتے ہیں اور ہر خطا سے برابر درگزر کرتے چلے جاتے ہیں ورنہ اگر اس وقت اور کوئی قوم ہوتی تو انہیں ان شرارتوں اور سازشوں کے جرم میں نیست و نابود کرکے رکھدیتے۔

سرراہ ایک یہودی کا جنازہ نکلتا ہے تو آپ اس کے احترام میں کھڑے ہوجاتے ہیں مسلسل تیرہ برس تک آپ کی مغلوبیت اور مسلمانوں کی مظلومیت کا زمانہ رہا اس دور دراز میں دنیا کا کوئی ایسا ظلم باقی نہ رہ گیا تھا جو آپ پر اور مسلمانوں پر نہ کیا گیا ہو آئے دن مصائب کے پہاڑ ٹوٹتے مظالم کی بجلیاں کوندتی اور شرارت کی گھٹائیں اٹھتی رہتی تھیں لوگ نیزے اور تلواریں لئے اس چراغ مصطفوی کو بجھانے اور آپ کی سر قلم کر ڈالنے کے لئے پھرتے تھے شریف مسلم عورتوں کو چھیڑا جاتا تھا غریب مسلمانوں کو بری طرح مارا پیٹا جاتا تھا لیکن آخری دس برس آپ کے اور اسلام کے عروج و اقتدار کے دن تھے ایسا عروج و اقتدار کہ کسی کا یارا نہ تھا جو آپ کے سامنے اپنا سر اونچا کر سکے تمام عرب میں اسلام کا طوطی بول رہا تھا فتح پر فتح اور نصرت پر نصرت ہوتی چلی جارہی تھی اور اسلام سیلاب کی طرح بڑھتا پھیلتا اور قیصر و کسریٰ کی فرمانروائیوں سے ٹکراتا چلا جاتا تھا لیکن آپ نے اس عہد اقتدار میں کسی سے بھی گزشتہ مظالم کے متعلق بازپرس نہیں کی

وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

شفقتِ عوام

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے قلب مبارک میں ہمدردی کائنات کا پورا درد تھا اور آپ کسی کی مصیبت دیکھ نہ سکتے تھے اس میں اپنے پرائے اور یگانے بیگانے کی کوئی تمیز نہ تھی قریش کی سختیوں سنگدلیوں اور ظلموں نے مسلمانوں کے دلوں میں ناسور ڈال دیئے تھے کوئی ایسا ظلم باقی نہ رہ گیا تھا جو آپ کے اور مسلمانوں کے ساتھ روا نہ رکھا گیا ہو مگر آپ نے ان کے حق میں نہ کبھی بد دعا کی اور نہ کبھی ان سے انتقام لیا۔ اقوام ثقیف و ہوازن نے یکبارگی آپ کے ساتھ ایک فیصلہ کن جنگ کا عزم کر لیا اور بڑی بڑی تیاریاں کیں بنی ہلال اور بنی نضیر وغیرہ سب بڑے قبائل بھی ان کے ساتھ ہو گئے یہ وقت بہت نازک تھا گھمسان کا رن پڑا جس میں مسلمانوں نے انھیں . . . . . شکست فاش دی اور آخر ان کے چھ ہزار زن و مرد قید ہو گئے۔ آخر یہ جنگی قیدی تھے اور اس زمانہ کے دستور کے مطابق آپ کے سامنے دو ہی راہیں کھلی ہوئی تھیں یا تو آپ انھیں غلام بنا کر فروخت کر دیں یا ان کے سرتن سے جدا کر دیں آپ انکی مظلومی و قید و بند پر کڑھتے اور ان کی تکلیف کا غم کھا رہے تھے چاہتے تھے کہ کوئی عذر ملے اور انھیں چھوڑ دیا جائے۔

روز آپ کو یہ انتظار رہتا تھا کہ ان کے قبیلہ کا کوئی وفد ان کی رہائی کی درخواست لیکر آئیگا۔ طائف والے خوفزدہ تھے کہ ہم نے رسول کریمؐ کے ساتھ کونسا حسن سلوک کیا ہے اور انھیں اور مسلمانوں کو اذیتیں دینے میں کونسی کسر اٹھا رکھی ہے جو اُن سے کوئی توقع وابستہ کریں اس لئے وہ نہ آتے تھے آخر نہ رہا گیا آپ کے رحم و رافت کا شہرہ دور دراز ملک پہنچ ہی چکا تھا وہی چھ سردار جن کے ایما و اشارہ پر طائف کے اوباشوں نے آپ پر پتھر برسائے تھے اور آپ کو لہولہان کر کے وہاں سے نکالا تھا نادم و منفعل دربار نبوی میں حاضر ہوئے اور دست بستہ معافی چاہی آپ تو منتظر ہی تھے ہی آپ نے اسی وقت سب کو رہا کر دیا قبائل پر تو جو اس کا اثر ہوا وہ ہوا ہی سوامی پرکاش دیو جی اور دیگر مورخین بھی اب تک حیرت کا اظہار کر رہے ہیں چنانچہ سوامی مذکور نے اپنی کتاب سوانح حضرت محمدؐ میں لکھا ہے اور بڑے جوش کے ساتھ لکھا ہے کہ:۔

”چند منٹ کے اندر اندر چھ ہزار عورت و مرد غلامی سے آزاد کر دیئے گئے اور کسی نے یہ وہم تک نہ کیا کہ یہ مسلمان نہیں ہم ان پر کیوں مہربانی کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ رحم و خیرات کا معاملہ تھا نیک اور قابل تعریف کام تھا اور اسلام ایسی خیرات میں مسلم اور غیر مسلم کی کوئی تمیز پسند نہیں کرتا“

یہ سب رہا ہونے والے شدید دشمن اور پکے مشرک تھے مگر آپ کو اس سے کیا سروکار آپ کا ابر کرم جب برسنے پر آتا تھا تو وہ ریگستان اور میدانوں پر یکساں برستا تھا اور یگانے و بیگانے اس سے برابر کا فائدہ اٹھاتے اور لطف اندوز ہوتے تھے۔

قبیلہ تمیم عرب کا ایک بڑا سرکش قبیلہ تھا اور اپنے زعم و اقتدار میں وہ کسی کی کوئی پرواہ نہ کرتا تھا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عاملان خراج اُن سے خراج کا روپیہ وصول کرنے کے لئے بھیجے تو بگڑ گئے اور روپیہ دینے کے بجائے انھوں نے الٹا دھاوا بول دیا آپ کو جو خبر ملی تو آپ نے ان کا مزاج درست کرنے کے لئے سواروں کا ایک دستہ بھیجدیا جس نے ان کے بہت سے لوگوں کو قید کر لیا قیدیوں میں بچے مرد عورت سب ہی شامل تھے بنی تمیم اب مجبور تھے اور کہہ ہی کیا سکتے تھے انھوں نے ایک وفد حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ارسال کیا جس نے بہت معذرت کی اور منت سے کہا کہ اب تو قصور ہو گیا آئندہ ہم سے ایسی غلطی اور شوخی نہ ہو گی آپ کا دل بھر آیا مصیبت زدہ قیدیوں کی بیکسی کا نقشہ نگاہوں کے سامنے آگیا آپ نے سب کے آزاد کئے جانے کا حکم صادر کر دیا اور نہ صرف حکم صادر کر دیا بلکہ جہاں اس وفد کی شایان شان خاطر و مدارات کی وہاں قیدیوں کو بھی انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا جس کا یہ اثر ہوا کہ یہ قبیلہ کا قبیلہ حلقہ بگوش اسلام بن گیا۔

مشرکوں پر نظر مہر

بنی طے عرب کا ایک مقتدر اور مشہور قبیلہ تھا جس میں مشرک اور عیسائی دونوں شامل تھے اس قبیلہ میں تبلیغ و تلقین کے لئے چند مبلغین اسلام روانہ کئے گئے ان پر انھوں نے یورش کر دی دربار نبوت میں جو خبر پہنچی تو فوراً ان کی گوشمالی کے لئے ایک اسلامی دستہ روانہ کیا گیا جس کے ساتھ ایک زبردست جنگ ہوئی بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا اور جو قیدی اسیر ہوئے ان میں عرب کے نامور دریا دل شخص حاتم کی بیٹی بھی شامل تھی جس وقت یہ جگر گوشہ حاتم دربار رسالتؐ میں پہنچی آپ نے اس کی عظمت شان اور خاندانی روایات کے احترام میں اسکے فوراً رہا کر دیا بیٹی بھی آخر حاتم کی تھی جس کی رگوں میں جود و سخا کے پیکر عظیم حاتم طائی کا خون موجیں مار رہا تھا اس نے عرض کی کہ اس حالت میں کہ میرے قبیلہ کے بہت سے مرد و زن قید ہوں میرے لئے یہ آزادی و رہائی کیا مسرت کا باعث ہو سکتی ہے آپ اس سخی باپ کی اس سخی بیٹی کے یہ الفاظ سنکر بہت متاثر ہوئے اور سب قیدیوں کو اسی وقت آزاد کر دیا یہاں سے رہا ہونے کے بعد اپنے قبیلہ اور ملک میں جانے کے بجائے یہ سیدھی شام پہنچی جہاں اس کا بھائی عدی بن حاتم گرفتاری و انتقام کے خوف سے جا کر پناہ گزیں ہو گیا تھا بہن نے بھائی سے کہا کہ کچھ اندیشہ نہ کرو پیغمبر اسلام رحم و کرم کا ایک جیتا جاگتا مجسمہ ہیں ان کے قلب میں یزدانی نور کی بجلیاں لوٹ رہی ہیں اپنے پرائے ان کے نزدیک یکساں ہیں اور ہر انسان کا درد وہ اپنے دل میں محسوس کرتے ہیں تم میرے ساتھ چلو عدی بہن سے یہ سنکر بہت متاثر ہوا اور دربار رسالتؐ میں پہنچا اس نے اپنے افعال کی معافی چاہی یہاں تو دریائے رحمت و شفقت ہر وقت جوش میں رہتا ہی تھا آپ لے آئے ہی اسی وقت معاف کر دیا اور اس اخلاق اور پیغمبرانہ محبت و سلوک کے ساتھ پیش آئے کہ عدی مسحور ہو کر رہ گیا اور اسی وقت کلمہ شریف پڑھکر مسلمان ہو گیا۔

بنو فرازہ سے معاہدہ

بنو فرازہ اور بنو سلیم عرب کے دو بت پرست قبائل تھے سرکار دو عالمؐ نے ان سے معاہدہ کر لیا تھا اسی معاہدہ کے اتباع میں یہ قبائل محاصرہ طائف اور جنگ حنین میں شامل ہوئے فتح کے بعد سرکار دو عالم کے ایما پر کہ آپ انسانوں کی قید گوارا نہ کرتے تھے اور انکی غلامی و تکلیف سے آپ کے دل کو صدمہ پہنچتا تھا مسلمانوں نے تو اپنے اپنے قیدیوں کو رہا کر دیا مگر مذکورہ دونوں قبائل انھیں مفت رہا کرنے پر آمادہ نہ ہوئے اب ایک طرف تو دردو رحم کے جذبات کا دریا امنڈ رہا تھا اور دوسری طرف حق اور معاہدہ کی پاسداری کا معاملہ تھا آپ سے نہ رہا گیا آپ نے ان سب قیدیوں کا فدیہ اپنی جیب سے ادا کر کے انھیں رہائی دلائی، اخلاق و عمل کا یہ کتنا بصیرت افروز نظارہ تھا قیدیوں کی رہائی اور اپنے ہی جیسے انسانوں کی درد و تکلیف مٹانے کا سوال ہے غریب اور پریشان

قیدی سامنے کھڑے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب خیر نہیں خدا جانے کہاں جائیں کس دیار میں پہنچیں اور کس کے ہاتھ جاکر فروخت ہوں زندگی غلامی میں موت سے بدتر ہوگی ان کی نظریں عالم مایوسی میں اللہ اللہ کر سرکار دوعالم صلعم کے چہرے پر پڑ رہی ہیں آپ ہیں کہ بچین ہوئے جاتے ہیں اور فتحیاب ہوکر اپنے پاس سے روپیہ دیتے اور ان انسانوں کی امداد کرتے ہیں کہ جو تھوڑی دیر پہلے تک آپ کی جان کے دشمن اور خون کے پیاسے بنکر آئے تھے اور جنھیں آپکے قبیلہ اور آپ کی قوم سے کوئی تعلق نہ تھا ان کے ہم مسلک اور ہم مشرب انسانوں کی تو یہ حالت ہے کہ وہ ان پر رحم کرنے کے لئے تیار نہیں حالانکہ اُن کے ساتھ نہ ان کی کوئی جنگ تھی اور نہ اُن سے انھیں بغض تھا مگر مسلمان ساری معاندتیں اور عداوتیں بھول کر اختلاف مذہبی کے باوجود دشمن جانتے اور سمجھتے ہوئے انھیں رہا کر دیتے ہیں۔

مکہ معظمہ کی فتح

مکہ معظمہ فتح ہوتا ہے وہی مکہ جو آپ کا مولود وطن تھا جہاں سے آپ راتوں رات چھپکر نکلے تھے اور جس سرزمین پر تیرہ برس تک آپ پر ظلم و جور کے سیلاب امنڈتے رہے تھے اور جہاں کے باشندوں نے درندے اور خوفناک بھیڑیے بنکر آپ کو چیر پھاڑ کر رکھ دینے اور اس شمع رسالت کو بجھانے کی لرزہ خیز اور زہرہ گداز سعی و جہد میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا آپ اس کے اندر آج فاتحانہ داخل ہوتے ہیں لوگ کانپ رہے ہیں عورتیں گھروں کے گوشوں میں دبکی بیٹھی ہیں بچے خوف سے زرد پڑے ہوئے ہیں اور سرداران قریش کے قلوب سینوں کے اعماق میں پڑے لرز رہے ہیں کہ دیکھئے چند لمحوں کے اندر کیا گذرتی ہے اور مکہ کی سڑکوں پر کس کس کا خون کس کس طرح دریا بنکر بہتا ہے اس دور کی روایات اور اس زمانہ کے دستور کے مطابق ان کا یہ خوف کچھ بیجا اور بیکار بھی نہ تھا رواج و دستور کے مطابق ان کی سزا یہی تھی کہ ان کی گردنیں اڑا دی جائیں اور قتل عام کا حکم دیکر ان کے گھروں میں آگ لگا دی جاتی اور اس کے بعد بھی جو بدبخت جان بچے رہتے انھیں لونڈی غلام بناکر دس دس بیس بیس روپے میں فروخت کر دیا جاتا۔

لیکن مکہ میں آپ کا داخلہ بادشاہوں جیسا داخلہ نہ تھا، دشمنوں جیسا داخلہ نہ تھا، اس دور کے دوروں جیسا داخلہ نہ تھا بلکہ پیغمبرانہ داخلہ تھا آپ داخل ہوئے اور اس طرح داخل ہوئے جس طرح باد نسیم کسی گلزار میں داخل ہوتی ہے انسانوں کے خون کے بجائے رحمت عام اور عفو خاص کے سمندر بہ گئے کبھی انسان کے لہو کا ایک قطرہ بھی اس ارض پاک پر نہیں گرا اور ہستی اسلام کے یہ سب سے خونخوار دشمن سرکار دوعالم کے سایہ عطوفت و رافت میں آرام و عافیت کے ساتھ آسودہ ہوگئے منادی نے قتل عام کے حکم کے بجائے عفو عام کے حکم کی منادی کردی اس لشکر کشی میں آپ کے ساتھ ایک اور معاہد قبیلہ بنی خزاعہ بھی شامل تھا اس کا خیال تھا کہ مکہ والوں نے سرکار دوعالم کو بڑے بڑے صدمات پہنچائے ہیں انتہائی اذیتیں دی ہیں جتنا ستایا جاسکتا ہے اتنا ستایا ہے کسی اور کو بخش ہی دیں مگر مکہ والوں کو تو ہرگز نہ بخشیں گے یہاں ضرور خون کے دریا بہیں گے اور متمول شہر ہے لوٹ مار کا بھی خوب موقع ملیگا اور بہت سامال و دولت لیکر گھروں کو واپس ہوں گے۔ مگر یہاں عالم ہی اور نظر آیا دنیا ہی بدلی ہوئی دیکھی۔ رنگ ہی دوسرا تھا وہ یہ دیکھکر بگڑ اٹھے کہ اور تو اور مگر ہمارے قبیلہ کے قاتلوں سے بھی انتقام نہیں لیا گیا لیکن ان کا بگڑنا اور مشتعل ہونا بے سود تھا جب آپ نے اپنے خاندان و قبیلہ کے قاتلوں سے کوئی انتقام نہیں لیا ان کی ہستی ہی کیا تھی یہ لوگ بجائے خوش ہونے کے خون جگر پیکر رہ گئے۔

بڑا زبردست انقلاب تھا لوگوں پر عفو عام کے اعلان کے باوجود دہشت طاری تھی جو سامنے آتا تھا کانپنے لگتا تھا آپ نے دیکھا کہ ایک شخص سامنے آیا اور بید لرزاں کی طرح کانپنے لگا۔ آپ اس نظارہ سے بہت متاثر ہوئے اور بادشاہوں کی طرح نہیں بلکہ پیغمبرانہ انداز میں فرمانے لگے:۔

"کیوں ڈرتے ہو؟ کس سے ڈرتے ہو؟ میں اور کوئی نہیں وہی محمد ہوں جس کی ماں سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔"

ایسے موقع پر فاتح اور بادشاہوں کی یہ عادت ہوتی ہے اور ہمیشہ سے دستور یہی چلا آیا ہے کہ وہ ہیبت بٹھانے اور مفتوحوں کے دلوں میں اپنی دہشت قائم کرنے کے لئے ہی ضرور طمطراق اور دبدبے سے کام لیتے ہیں اور کچھ کرنا بھی مقصود نہیں ہوتا ہے پھر بھی کچھ نہ کچھ ضرور کرتے ہیں۔

لیکن یہاں تو فاتح سرکار دوعالم تھے جنہیں اپنا جلال اور طنطنہ نہیں اپنا اخلاق اور اپنی شان رحمۃ للعالمینی دکھانی تھی اس لئے آپ اظہار شکوہ و جور کے بجائے بندی خاکساری کا اظہار کرتے ہیں اور علانیہ کرتے ہیں اور اس لئے کرتے ہیں کہ آپ کے قلب میں ان کا بھی درد موجود تھا آپ یہ نہ چاہتے تھے کہ مکہ والے پریشان ہوں، مصیبتیں پڑیں اور پڑتے بھی تو آپ سے زیادہ ان کے لئے کوئی کراہنے اور غم کھانے والا اور کون تھا۔ آپ اپنے سینہ میں صرف اپنوں ہی کا درد رکھتے ہوتے تو سب کچھ کر سکتے تھے یہاں تو اپنے پرائے کی کوئی تخصیص ہی نہ تھی۔

قیدیوں پر رحم

معرکہ بدر میں اور قیدیوں کے ساتھ حضرت عباس بھی قید ہوتے ہیں آپ کے چچا تھے رسی کے بندھن اتنے سخت تھے کہ آپ کی کراہ نکل جاتی تھی اور اس کراہ کی آواز جب آپ کے کان میں پڑتی تھی بیتاب اور بے چین ہو جاتے تھے رات بھر آپ کو نیند نہ آئی کبھی اندر جاتے تھے اور کبھی باہر آتے تھے اس خیال سے کہ اور مسلمانوں کے بھی اعزہ قید و تکلیف میں ہیں اگر رہا کرتے ہیں تو انھیں ناگوار ہوگا۔ آخر صحابہ نے اس درد کو محسوس کر لیا اور حضرت عباس کے بندھن ڈھیلے کر دیئے گئے۔ آپ کو اپنے اعزا اپنی اولاد سے بھی انتہائی محبت تھی اپنے صحابیوں اور مسلمانوں کے درد کی بھی تڑپ تھی جب تک انھیں نہ کھلا لیتے تھے خود نہ کھاتے تھے آپ بھوکے پڑے رہتے تھے مگر ان کی خوراک کا بندوبست بند کر دیتے تھے۔ بی بی حلیمہ نے آپ کو دودھ پلایا تھا جس وقت ان کے انتقال کی خبر موصول ہوئی ہے تو بیساختہ آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ حضرت بی بی زینب کی علالت و بیماری نے آپ کو رات رات بھر جگائے رکھا ہے کسی کی غربت اور تکلیف دیکھ نہ سکتے تھے۔ اصحاب صفہ جو غریب تھے فقیروں سے بھی بدتر حالت تھی مگر آپ ہمہ وقت ان کی دلدہی میں لگے رہتے تھے۔ واقعی آپ کی ذات گرامی دنیا کے لئے سب سے بڑی رحمت تھی۔

مسدس حالی مشہور و معروف کتاب رسول اللہ کی منظوم سیرۃ جدید اڈیشن کاغذ اعلیٰ مجلد چھ آنے ۶/
حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ

فقراء و ضعفاء سے محبت

کمزوری اور ضعیفی دنیا کی سب سے بڑی مصیبت ہے خدا ترس لوگ ہی کمزوروں پر رحم کر سکتے ہیں ورنہ سب طاقت کے پجاری ہیں اور ضعیفوں کا کوئی ساتھ دینے پر آمادہ نہیں ہوتا اور یہ زمانہ تو ایسا خطرناک زمانہ ہے کہ علانیہ اور عام طور پر کہا جاتا ہے کہ کمزوروں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں یورپ ایسے غلط فلسفے پیدا کر چکا ہے اور اب بھی ان کی کمی نہیں جو برابر تلقین کرتے رہتے ہیں کہ کمزوروں کو زندہ ہی نہ رہنے دو ان کا خاتمہ کر دینا ظلم نہیں بلکہ ان کے ساتھ ہمدردی ہے ان کا فلسفہ یہ ہے کہ سمندر میں بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو نگل جاتی ہیں جنگلوں میں شیر گایوں اور ہرنوں کو ہڑپ کر جاتے ہیں اور بڑی سلطنتیں چھوٹی حکومتوں کو اپنے اندر جذب کر لیتی ہیں یہی اصول انفرادی زندگی میں بھی برسر عمل ہے اور رہنا چاہیے یعنی جسیم و طاقتور انسان ضرور کمزور اور ناتوان انسان پر غالب آئیگا اور اس کے حق پر قبضہ جمائیگا اسی اصول کے ماتحت کمزوروں اور ناتوانوں کو فنا کر دینا ظلم و شقاوت نہیں گو نیکی و نکوکاری ہے اس لئے نہ وہ زندہ رہیں گے اور نہ طاقتوروں کے ستم سہیں گے۔

لیکن یہ فلسفہ اور یہ اصول انہی دماغوں کو متاثر کر سکتا ہے جو تہذیب جدید کے سحر سے مسحور بنے ہوئے ہیں یا جنھیں طاقت کی سرشاریوں نے مجنون بنا رکھا ہے لڑنے والے ہر حالت میں لڑتے ہیں اور امن پسند ہر صورت میں امن پسندی کا ثبوت دیتے ہیں بڑی مچھلیاں ضرور چھوٹی مچھلیوں کو نگل جاتی ہیں اور شیر بھی ضرور ہرنوں کو شکار کر لیتا ہے مگر اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ چھوٹی مچھلیاں اور ہرن پیدا ہی نہ ہوں اور چھوٹی فرمانروائیوں کا وجود ہی دنیائے بسیط میں قائم نہ رہے کوئی ایک دور بھی دنیا پر ایسا نہیں گذرا جس میں طاقت اور ضعف کا وجود نمایاں نہ رہا ہو ہرن شیر نہ بنیں مگر چھوٹی مچھلیاں ضرور بڑی مچھلیاں اور چھوٹی حکومتیں ضرور بڑی فرمانروائیاں بنتی رہی ہیں ضعیفوں کو طاقت حاصل کرتے اور کمزوروں کو قوت ور بنتے دیکھنا روزمرہ کی بات ہے مسولینی، بسمارک، لینن، میکڈانلڈ، روزویلٹ، مصطفےٰ کمال، رضا شاہ پہلے کیا تھے ایک بہت معمولی انسان اور کمزور و ضعیف مخلوق ہر ہٹلر کی پوزیشن کیا تھی آج سے بیس برس پیشتر اسے دو وقت شکم سیر ہو کر کھانا بھی نصیب نہ ہوتا تھا مگر نہ صرف ہر ہٹلر بلکہ مسولینی اور رضا شاہ وغیرہ کا بھی دنیا میں طوطی بول رہا ہے اور جو کل ضعیف و نادار تھے اور فلسفہ جدید کے مطابق انھیں فنا کر دینا چاہیے تھا وہ آج سب سے بڑے اور سب سے طاقتور انسان بنے ہوئے ہیں۔

اصحاب صفہ سے محبت

اصحاب صفہ کی حیثیت پر نظر ڈالو فقیروں کمزوروں اور ضعیفوں کی ایک انتہائی مظلوم و نادار جماعت تھی جسے دو وقت تو ایک طرف دو دو دن بھی کھانا نصیب نہ ہوتا تھا اتنے عسرت زدہ اور غریب کہ نہ پہننے کو چیتھڑا اور نہ کھانے کو ٹکڑا مہینوں پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہ ہوتا تھا کسی ایک کے پاس بھی ایک کپڑے سے زیادہ نہ تھا جسے گردن سے باندھ کر گھٹنوں تک چھوڑ دیتے تھے کہ چادر اور تہمد دونوں کا کام دے فاقوں پر فاقے گذرتے تھے اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ عین نماز کی حالت میں فاقہ اور بھوک کی شدت و ضعف سے غش کھا کھا کر گر پڑتے تھے اور دوسرے انھیں اٹھاتے تھے دن کو جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لایا کرتے اور ان کی فروخت سے جب کبھی چار پیسے مل جاتے تو اس سے پیٹ پالتے انھیں ساتھ دیکھکر رؤسائے قریش ہنسا کرتے اور کہا کرتے کہ یہی وہ مسلمان ہیں جن پر خدا نے ہم امراء کو چھوڑ کر کرم کیا ہے اور یہی وہ ہیں جو ہمارے پہاڑوں سے زیادہ ٹھوس طاقت کا مقابلہ کریں گے اگر ظاہر آنکھ سے دیکھا جائے تو یہ بڑی حد تک مسلمانوں پر بار تھے صدقات و خیرات کے کھاتے انہی کے لئے وقف تھے فارغ البال مسلمانوں کو ان کی مہمانیاں کرنی پڑتی تھیں مہاجر و انصار ان میں سے ایک ایک دو دو کو باری باری اپنے یہاں لیجاتے اور انھیں کھانا کھلاتے لیکن ابھی پوری چوتھائی صدی بھی نہ گذرنے پائی تھی کہ اسی نیلگوں آسمان نے جو انکی دردناک فاقہ کشیوں کا منظر دیکھ چکا تھا یہ مشاہدہ کیا کہ اسلام کے بہترین جنرل، بہترین گورنر، بہترین پروفیسر، بہترین مقنن، بہترین معلم اور بہترین تاجر یہی اصحاب صفہ ہیں انہی کے آگے بڑے بڑے گردن فرازوں کی گردنیں جھک رہی ہیں عرب، عراق، شام، فلسطین، بحرین، یمن اور مصر و نجد میں انہی کا حکم چل رہا ہے انہیں کے ہاتھ میں ملک کی تجارت ہے اور انہی کے قبضہ قدرت میں عنان ملک و فرمانروائی ہے اب آپ غور کیجئے کہ اگر اس ابتدائی دور میں ان کی عسرت و کمزوری کے پیش نظر انھیں تباہ کر ڈالا جاتا یا کم از کم ان کی طرف پوری توجہ مبذول نہ کی جاتی تو دنیا کس طرح بہترین دل و دماغ سے محروم ہو کر رہ جاتی مذہب اسلام کسی انسانی دماغ اور انسانی عقل کی کارفرمائی کا ثمرہ نہیں کہ اس میں فائدوں اور کوتاہیوں کو کوئی جگہ حاصل ہو یا کوئی پہلو نظر انداز رہ گیا ہو یہ ربانی مذہب ہے جس میں کسی غرضمندانہ جذبہ اور کسی خامی کو کوئی دخل نہیں یہاں امیر و غریب اور طاقت و ضعف کے ساتھ سلوک روا رکھا گیا ہے بلکہ یہاں تک بتا دیا گیا کہ ان کے درجات امیروں اور طاقتوروں سے بالاتر ہیں حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا ایک طرف غریب مہاجرین بھی حلقہ باندھے فروکش تھے اسی اثناء میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور آپ تشریف لاتے ہی ان غرباء کے حلقہ میں جا بیٹھے میں بھی اپنی جگہ سے اٹھا اور جا کر انہی کے پاس بیٹھ گیا آپ نے فرمایا "فقرائے مہاجرین کو بشارت ہو کہ وہ دولتمندوں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے" عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ یہ سنکر ان کے چہرے خوشی اور فرط مسرت سے چمک اٹھے اور مجھے حسرت ہوئی کہ کاش میں بھی انہی میں ہوتا۔

ایک دفعہ آپ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے ایک شخص سامنے سے گذرا آپ ایک شخص سے جو قریب ہی بیٹھا تھا دریافت کیا کہ اس کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے اس نے جواب دیا کہ یہ امراء کے طبقہ میں سے ایک صاحب ہیں خدا کی قسم یہ اس لائق ہے کہ اگر رشتہ چاہے تو کیا جائے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو قبول کی جائے" یہ سنکر آپ خاموش ہو گئے کچھ دیر کے بعد ایک اور صاحب اسی راہ سے گذرے آپ نے پھر استفسار فرمایا کہ اس کی نسبت کیا کہتے ہو عرض کی یا رسول اللہ یہ فقرائے مہاجرین میں سے ہے اور اس قابل ہے کہ اگر رشتہ چاہے تو ناپسند کر دیا جائے اور اگر سفارش کرے تو رد کر دی جائے اور اگر کچھ کہنا چاہے تو نہ سنا جائے ارشاد ہوا کہ تمام روئے زمین میں اگر اس امیر جیسے انسان ہوں تو ان سے یہ ایک فقیر و غریب بہتر ہے، خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے کہ خداوندا مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین اٹھا اور مسکینوں ہی کے ساتھ میرا حشر کر حضرت عائشہ صدیقہ نے استفسار کیا کہ یا حضرت یہ کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ یہ دولتمندوں سے پہلے جنت میں جائینگے۔

پھر فرمایا اے عائشہ کسی مسکین کو اپنے دروازہ سے نامراد نہ پھیرو گو چھوارہ کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہو کہ یہی قبر کو روشن کرنے کے لئے کافی ہے، اے عائشہؓ غریبوں سے محبت رکھو اور انہیں اپنے سے نزدیک کرو تو خدا بھی تم کو اپنے سے نزدیک کریگا" عوالی میں ایک عورت رہتی تھی وہ بیمار پڑی اس کے بچنے کی کوئی امید نہ تھی خیال تھا کہ آج نہ کسی وقت مرجائیگی آپ نے لوگوں سے کہا کہ وہ مرجائے تو میں جنازہ کی نماز خود پڑھاؤں اس کے بعد سے دفن کیا جائے اسی رات کو اس کا انتقال ہوگیا جنازہ کی تیاری کے وقت آپ آرام فرمارہے تھے صحابہ کرام نے آپ کو اس وقت تکلیف دینی مناسب نہ سمجھی اور دفن کردیا صبح آپ کو خبر لگی تو سنتے ہی کھڑے ہوگئے اور صحابہ کو ساتھ لیکر اور اس کی قبر پر جاکر نماز جنازہ ادا کی (صحیح بخاری)

سرپرست و مربی

اصحاب صفہ کی فقیری کے متعلق اشارات کئے ہی جاچکے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ عشق تھا آپ ہی ان کے سرپرست اور مربی تھے اور آپ ہی ان کے معلم جب آپکے پاس کہیں سے کچھ آتا تو انہیں پہلے ہی بھیجدیتے جب کہیں دعوت ہوتی تو انہیں ضرور لیجاتے اور ہر وقت انکی دلداری کرتے رہتے ان کی حالت اس قدر دردناک تھی کہ اگر آپ ان کی پدرانہ و پیغمبرانہ سرپرستی نہ کرتے تو ان کی زندگی کا بھی کوئی سہارا نہ تھا بالکل بے والی اور بے وارث تھے صرف آپ کی توجہ نے انہیں کندن بنادیا اور زندہ رکھا یہاں تک کہ آپ ان کی محبت و نگہداشت کو اولاد کی محبت و تکلیف پر مرجح سمجھتے تھے حضرت بی بی فاطمہؓ سے آپ کو کس درجہ الفت و محبت تھی جانتے تھے کہ بیٹی مصیبت میں ہے تکلیف میں ہے خود پانی بھرتی ہے چکی پیستی ہے فاقہ کرتی ہے بچے پالتی ہے مگر جب بیٹی نے ایک کنیز کے لئے درخواست کی تو پہلا جواب یہی تھا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں دوں اور صفہ والے بھوکے مریں ابھی تو انہیں کا انتظام نہیں کرسکا ہوں پھر کون نہیں جانتا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے عزیز بھائی بھی تھے اور محبوب داماد بھی مگر جب آپ بھی اسی قسم کی درخواست لیکر پہنچتے ہیں تو انہیں بھی یہی جواب ملتا ہے یہی نہیں بلکہ صحابہ کرام کو بھی ان کی طرف برابر توجہ دلاتے رہتے تھے آپ خوب سمجھتے تھے کہ اولاد اور اعزہ کو تو پھر یہ ڈھارس ہے کہ میں موجود ہوں لیکن ان نادار وں اور مفلسوں کا تو کوئی سہارا نہیں

عورتوں سے اچھا سلوک

عورت وہ مخلوق ہے جو دنیا میں ہمیشہ ذلیل و خوار سمجھی گئی اور ضعیف صنف ہونے کے باعث کبھی کسی نے اس کی طرف توجہ نہیں کی اسلام وہ سب سے پہلا مذہب ہے جس نے عورتوں کی حق رسی کی اور عزت و منزلت کے دربار میں اسے برابر کی جگہ عطا فرمائی عرب میں عورتوں کے ساتھ حیوانوں سے بدتر سلوک ہوتا تھا نہ وراثت میں ان کا کوئی حق سمجھا جاتا تھا انتہا یہ ہے کہ باپ کے ترکہ کے طور پر اس کی عورتیں بھی بیٹوں میں تقسیم ہوجاتی تھیں بیٹیوں کا پیدا ہونا نحوست اور بدبختی کی علامت تصور ہوتا تھا ہر جگہ آپ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کرآتا تھا ہند و ایران میں بھی یہی حالت تھی اور مغرب کا تو کچھ پوچھنا ہی نہیں ذرا ذرا سے قصور پر ان کی خبر کوڑوں سے لیجاتی تھی عورت کے قتل کا جرم قابل سزا نہ سمجھا جاتا تھا ہندوستان میں شوہر کی مردہ لاش کے ساتھ عورت کو بھی زندہ جلنا پڑتا تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مساوات کا درجہ عطا کیا وراثت میں شریک بنایا مہر مقرر کیا اپنی پیدا کردہ جائداد کی ملکیت کا حق اسے دلایا۔ دختر کشی کی شدید مذمت کی اور یہاں تک فرمادیا کہ تم میں اچھا وہی ہے جو اپنی عورتوں سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ کا یہ قول منقول ہے کہ ہم لوگ مکہ میں عورتوں کو بالکل ناقابل التفات سمجھتے تھے اور مدینہ میں نسبتاً ان کی قدر تھی لیکن نہ اتنی جس کی وہ مستحق تھیں حضرت اسماء بنت عمیس نے آغاز اسلام میں ہجرت کی تھی خیبر کی فتح کے بعد جب مہاجرین کی جماعت حبش سے واپس ہوئی تو آپ بھی ساتھ تھیں ایک روز آپ حضرت بی بی حفصہ سے ملنے گئیں آپ نے پوچھا یہ کون ہیں حضرت حفصہ نے نام بتایا تو حضرت عمر کہنے لگے اں وہ حبش والی وہ سمندر والی پھر بولے ہمارا تم سے زیادہ حق ہے اس لئے کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی تھی حضرت اسماء کو سخت غصہ آیا اگر بولیں ہرگز نہیں تم لوگ رسول اللہ کے ساتھ رہتے تھے وہ بھوکوں کو کھلاتے تھے ہر طرح تمہارا خیال رکھتے تھے ہمارا یہ حال تھا کہ گھر سے دور بیگانوں اور حبشیوں میں زندگی بسر کرتے تھے لوگ ہم کو ستاتے تھے اور ہمیں ہر وقت جان کا خوف لگا رہتا تھا اسی اثناء میں رسول اللہ تشریف لے آئے حضرت اسماء سے سارا ماجرا سنکر آپ بولے عمرؓ کا حق مجھپر تم سے زیادہ نہیں عمر اور ان کے ساتھیوں نے صرف ایک ہجرت کی اور تم لوگوں نے دو ہجرتیں کیں مہاجرین یہ سنکر جوق جوق حضرت اسماء کے پاس آتے اور رسول اللہ کے الفاظ بار بار دہرا کر ان سے سنتے حضرت اسماء کا بیان ہے کہ مہاجرین حبش کیلئے دنیا میں کوئی چیز رسول اللہ کے ان الفاظ سے زیادہ مسرت انگیز نہ ہوتی۔

نرمی و خلاق کی انتہا

ایک دفعہ قرابت کی بہت سی بیبیاں بیٹھی ہوئی سرکار دوعالم سے بڑھ بڑھ کر باتیں کررہی تھیں حضرت عمرؓ آئے تو سب اٹھکر جلدی ہی رسول اللہ ہنس پڑے حضرت عمرؓ نے کہا خدائے قدوس آپکو خنداں رکھے آپ کیوں ہنسے فرمایا مجھے ان عورتوں پر تعجب ہوا کہ تمہاری آواز سنتے ہی سب آڑ میں چھپ گئیں حضرت عمرؓ نے ان کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اے اپنی جان کی دشمنو! مجھ سے ڈرتی ہو اور سرکار دوعالم سے نہیں ڈرتیں سب نے کہا کہ تم رسول اللہ کی نسبت سخت مزاج ہو۔

انجشہ نام کے ایک حبشی غلام حدی خواں تھے ازواج مطہرات سرکار دوعالم کیساتھ تھیں انجشہ حدی پڑھتے جاتے تھے اونٹ زیادہ تیز چلنے لگے تو آپ نے فرمایا انجشہ دیکھنا شیشے (عورتیں) ٹوٹنے نہ پائیں" آپ جانتے تھے کہ یہ بہت ضعیف مخلوق ہے اس لئے آپ ہر امر میں ان کی دلنہادی کرتے ان کے حقوق پر بے انتہا زور دیتے رہتے تھے آپ کی انتہائی نرمیوں نے انہیں بہت بے خوف کردیا تھا اور وہ بے محابا آپ سے سائل پوچھتی رہتی تھیں ازواج مطہرات بھی بہت زیادہ بے تکلف ہوگئی تھیں ایکدفعہ حضرت ابوبکر صدیق تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت عائشہ سرکار دوعالم سے بہم ہوکر بلند آواز سے گفتگو کررہی ہیں بہت غصہ آیا اور آپ نے حضرت عائشہ کو پکڑ کر تھپڑ مارنا چاہا کہ سرکار دوعالم سے چلاکر باتیں کرتی ہے سرکار دوعالم فوراً درمیان میں آگئے اور عائشہ صدیقہ آڑ میں ہوگئیں حضرت ابوبکر غصہ میں بھرے ہوئے باہر چلے گئے سرکار دوعالم مسکرا کر بولے کیوں عائشہ اس وقت بچا لیا ورنہ پٹ گئی ہوتیں۔ اس کے بعد آپ ساری عمر محتاط رہیں۔

حیوانات بے زبان مخلوق ہے اپنی مصیبت کسی سے نہیں کہہ سکتی آپ کو ان کی حالت پر بھی رحم آتا تھا آپ نے زندہ جانوروں کا گوشت کاٹ کر کھانے، جانوروں کو دیر تک ساز میں باندھ کر کھڑا رکھنے جانوروں کو باہم لڑانے، اونٹوں، بکریوں اور گدھوں کے داغنے کا رواج مٹایا اور فرمایا کہ جو ایسا کرتا ہے اس پر خدا کی لعنت ہے آپ عموماً فرمایا کرتے تھے کہ جانوروں کو تکلیف نہ دو اور ان کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔ غرض ضعیفوں عورتوں فقیروں اور غریبوں کے لئے آپ کی ذات گرامی ایک رحمت و نعمت تھی کسی کی تکلیف دیکھ

یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

یتیموں اور غلاموں پر شفقت

یتیم اور غلام دنیا کی بہت بیکس اور ایک کس مپرس مخلوق رہی ہے ضعیف عورت خود ضعیف اور مرد کی امداد کی محتاج ہے وہ اپنی ذات ہی کو نہیں سنبھال سکتی تو اولاد کی پرورش کا کیا اہتمام کر سکتی ہے یہ مرد ہی ہوتا ہے جو اولاد کی پرورش اور خور و نوش کا بندوبست کرتا اور دونوں کا والی و سرپرست بنا رہتا ہے اسی لئے بن باپ کے بچے ہر زمانہ اور ہر قرن میں مجبور و بیکس سمجھے گئے ہیں یہی صورت غلاموں کی تھی۔ اور نہ صرف یہ صورت بلکہ اس سے بھی بدرجہا بدتر نہ ان کا گھر نہ در نہ ملک نہ وطن نہ ماں باپ اور نہ عزیز و قریب نہ کوئی سر پر ہاتھ رکھنے والا اور ان کے درد و غم پر کراہنے والا جس زمانہ میں سرکار دو عالم مبعوث ہوئے ہیں اس زمانہ میں تو یتیم ہی کو کوئی نہ پوچھتا تھا تو بن باپ کے بچوں کی کون پرواہ کرتا اور انھیں سینہ سے لگاتا آپ نے نہ صرف یہ کہ یتیموں کی حمایت و تربیت کو ایک عظیم کار ثواب بتایا بلکہ عملاً بتا دیا کہ یتیم قوم کا سرمایہ ہیں اور ان کی امداد فرض عین ہے۔ آپ کی یہ حالت تھی کہ یتیموں پر سب سے زیادہ شفقت کرتے تھے اور ان کی امداد کو بیحد ضروری سمجھتے تھے یتیم تو بہر یتیم ہیں آپ کو بچوں ہی سے بیحد انس تھا بچے راہ میں مل جاتے تو انھیں پیار کرتے گود میں اٹھا لیتے اور ان سے باتیں کرتے رہتے سفر سے تشریف لاتے اور راہ میں بچے مل جاتے تو ان میں سے کسی کسی کو اپنے ساتھ سواری پر آگے یا پیچھے بٹھا لیتے ماں اور بچے کی محبت کے واقعات سنکر آپ عموماً بہت متاثر ہوتے تھے ایک دفعہ ایک نہایت غریب عورت حضرت عائشہ کے پاس آئی اس کے ساتھ دو چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بھی تھیں اتفاق سے اس وقت پاس کچھ نہ تھا ایک کھجور زمین پر پڑی ہوئی تھی وہی اٹھا کر اسے دیدی عورت نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کئے اور دونوں کو برابر تقسیم کر دیا سرکار دو عالم باہر سے تشریف لائے تو آپ نے یہ واقعہ سنا بہت متاثر ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ ارے خدا کے قدوس جسے اولاد کی محبت میں ڈالے اور وہ اس کا حق بجا لائے وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ۔

میں نماز شروع کرتا ہوں اور ارادہ ہوتا ہے کہ بہت دیر میں ختم کروں گا کہ دفعتہً صف سے کسی بچہ کے رونے کی آواز آتی ہے اور میں اسے مختصر کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں کو اس سے تکلیف ہوتی ہوگی۔ آپ کی محبت و شفقت میں مسلم و مشرک اور مذہب و ملت کی کوئی تخصیص نہ تھی سب بچے آپ کو محبوب تھے اور ہر قوم کے یتامیٰ کا درد آپ کے قلب میں چٹکیاں لیتا تھا ایک غزوہ میں جبکہ میدان کارزار گرم تھا چند بچے جھپٹ میں آ کر مارے گئے آپ کو علم ہوا تو آپ بہت افسوس کرنے لگے ایک صحابی نے اس پر کہا کہ یا حضرت وہ تو مشرکین کے بچے تھے آپ نے فرمایا کہ مشرکین کے بچے بھی تم سے بہتر ہیں خبردار بچوں کو کبھی قتل نہ کرو۔ ہر جان خدا ہی کی فطرت پر پیدا ہوتی ہے"۔ ایک دفعہ آپ بچوں کو پیار کر رہے تھے کہ ایک بدوی آگیا اور کہنے لگا کہ تم لوگ بچوں کو پیار کرتے ہو میرے دس بچے ہیں مگر میں نے کسی کو اب تک پیار نہیں کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اگر تمہارے دل سے محبت چھین لے تو میں کیا کروں۔

غلامی کی ہولناکیاں

اس زمانہ میں غلامی اپنی پوری ہولناکیوں کے ساتھ دنیا میں موجود تھی یہ کوڑوں سے پیٹے جاتے تھے حیوانوں کی طرح ان سے محنت لی جاتی تھی بچا کچا ان کے سامنے رکھدیا جاتا تھا مجال نہیں تھی کہ کوئی غلام اف بھی کر سکے کسی کی مار سے کوئی غلام مر بھی جاتا تو کوئی باز پرس نہ ہوتی تھی اور اللہ کی مخلوق انسانوں کے پھندے میں پھنسی ہوئی جانوروں سے بھی کہیں بدتر زندگی بسر کر رہی تھی اور یہ کچھ عرب ہی پر منحصر نہ تھا تمام دنیا میں یہ لعنت پھیلی ہوئی تھی اور کسی کو یہ استطاعت نہ ہوئی تھی کہ وہ اس کی مذمت کر کے ان کی مصیبتوں کا خاتمہ کراتا دنیا میں سرکار دو عالم پہلے شخص تھے جنہوں نے اس ہیمانہ رواج کو نیست و نابود کر کے رکھدیا اور ایسی صورتیں پیش کیں کہ رفتہ رفتہ غلامی کا رواج ہی ختم ہو گیا ظاہر ہے کہ ایک ساتھ اور یکلخت کوئی انقطاعی قدم نہیں اٹھایا جا سکتا تھا اگر آپ ابتداہی میں اس کی ممانعت کر دیتے تو اس وقت کون سننے کے لئے تیار ہوتا غلام کوئی مفت کی چیز نہ تھی بلکہ جانوروں کی طرح مول خریدی ہوئی جائداد تھے جس پر قوموں کا لاکھوں روپیہ لگا ہوا تھا سب سے پہلے آپ نے اصلاح حال پر زیادہ زور دیا ان کے ساتھ حسن سلوک روا رکھنے کی نصیحتیں کیں سلوک کی تلقین کے بعد ان کے آرام و راحت کے خیال کی طرف توجہ دلائی اس کے بعد انھیں ساوات کا مرتبہ دلایا پھر غلاموں کی آزادی کو بڑا کار ثواب بتایا اور بہت سے گناہوں کا کفارہ غلاموں کی آزادی کو قرار دیا اس کے بعد حکم دیا کہ غلاموں کو غلام کہکر نہ بلایا اور پکارا جائے اور آخر الامر اس سلسلہ کو بند کر دیا۔

یہ ضرور ہے کہ یہ سلسلہ بہت بعد تک جاری رہا اور ان کی خرید و فروخت بھی ہوتی رہی لیکن یہ سب غلط تغیر حالات کا نتیجہ تھا تاہم اس کے ڈنک بالکل ٹوٹ گئے تھے اور بعد کو جو غلامی جاری رہی وہ اصلاً غلامی نہ رہی تھی بلکہ محض غلاموں کا نام رہ گیا تھا اس لئے کہ انھیں ہر قسم کی آزادیاں حاصل تھیں ان کے لئے بڑے بڑے مناصب کے دروازے کھلے ہوئے تھے بڑے بڑے امراء و روسا اپنی لڑکیاں ان سے بیاہ کر انہیں اپنا داماد بنا لیتے تھے رشتہ اور ازدواج کی تمام پابندیاں اٹھ گئی تھیں کہاں غلاموں میں بڑے بڑے مجتہد و ناسفر علما، امرا اور فلاسفر پیدا ہوئے اور انہوں نے پوری شان و شکوہ اور سطوت و جلال کے ساتھ مصر و ہند جیسے مشہور اور وسیع ممالک پر حکمرانیاں کیں یہ ہر قوم میں غلامی کا رواج موجود تھا سب کے اندر غلام موجود تھے اور بڑی کثرت کے ساتھ موجود تھے لیکن ایسی کسی قوم کا نام نہیں لیا جا سکتا جسکے غلام مسلمانوں کے غلاموں کی طرح سریر آرائے حکومت ہوئے ہوں اور انہوں نے پورے جاہ و جلال کے ساتھ فرمانروائیاں کی ہوں یہ شرف صرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں ہی کو حاصل رہا اور ہے کہ ان کے غلام بھی دنیا کے آقا اور آقاؤں کے لائق داماد اور لائق عزیز بنکر منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئے اور انہوں نے اپنی قابلیت اور فراست سے ثابت کر دیا کہ ہم ناقص گلشن اسلام کے پھول ہیں۔

غلاموں کو بھائی بنا دیا

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ابتداہی میں تاکید کر دی تھی اور اس کا برابر اعادہ کرتے رہتے تھے کہ یہ غلام تمہارے بھائی ہیں جو خود کھاتے ہو وہ انھیں کھلاؤ اور جو خود پہنتے ہو وہ انھیں پہناؤ آپ کو یہ بھی برا معلوم ہوتا تھا کہ غلام کو غلام کہا جائے کیونکہ صدیوں کی روایات نے اس لفظ کو ذلت کے مترادف کر دیا تھا اور تمام طبائع

کے جذبات خودداری پر چوٹ لگتی تھی اس لئے آپ نے صاف طور پر فرما دیا تھا کہ کوئی غلام کو میرا غلام یا میری لونڈی نہ کہے میرا بچہ یا میری بچی کہے اور غلام بھی اپنے آقا کو خداوند ۔۔۔۔۔۔ نہ کہیں خدا وند خدا ہے آقا کہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں اسی عہد کے دستور کے مطابق جو غلام آتے تھے انہیں آپ ہمیشہ آزاد کر دیتے لیکن آپ کا سلوک غلاموں کے ساتھ اتنا شاندار اور کریمانہ ہوتا تھا کہ غلام خود حضور کی مفارقت کے متحمل نہ ہوتے تھے اور ماں باپ رشتہ اور قبیلہ کو چھوڑ کر آپ کی غلامی ہی کو فخر و شرف سمجھتے تھے چنانچہ جب آپ نے زید بن حارثہ کو آزاد کر دیا اور ان کے باپ انھیں لینے آ گئے تو آپ کے ساتھ سے جانے سے قطعی انکار کر دیا اور اس آستانہ رحمت پر باپ کے ظل عاطفت کو ترجیح نہ دے سکے یہ کچھ کم مظاہرہ شفقت نہ تھا کہ مرض الموت میں بھی آپ اس بیکس مخلوق کو نہ بھولے اور سب سے آخر میں یہ وصیت فرمائی کہ غلاموں کے معاملہ میں خدا سے ڈرتے رہنا ؛؛ ایک دفعہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ حضرت ابوذر نے ایک عجمی آزاد غلام کو برا بھلا کہا آپ کو بہت ناگوار گزرا جب اس غلام نے سرکار دو عالم سے جا کر شکایت کی تو آپ نے ابوذر کو بلا کر تنبیہ فرمایا کہ تم میں ابتک جہالت باقی ہے یہ غلام نہیں تمہارے بہن بھائی ہیں خدا نے تمہیں ان پر فضیلت دی ہے اگر وہ تمہارے مزاج کے موافق نہ ہوں تو انھیں فروخت کر ڈالو خدا کی مخلوق کو ستایا نہ کرو جو خود کھاؤ انھیں کھلاؤ جو خود پہنو وہ انھیں پہناؤ انھیں اتنا کام دو جو وہ کر سکیں اور اگر زیادہ کام دو تو خود بھی ان کی اعانت کرو ؛؛ ایک دفعہ یہ واقعہ ہوا کہ حضرت ابومسعود انصاری اپنے غلام کو مار رہے تھے کہ پیچھے سے آواز آئی ابومسعود تم کو اس غلام پر جس قدر اختیار حاصل ہے خدا کو اس سے کہیں زیادہ تم پر اختیار ہے ابومسعود نے مڑ کر جو دیکھا تو سرکار دو عالم نظر آئے عرض کی یا رسول اللہ میں نے اس غلام کو آزاد کیا فرمانے لگے اگر تم ایسا نہ کرتے تو آتش دوزخ تم کو چھو لیتی ؛؛

ایک خاندان سات افراد پر مشتمل تھا اس میں کام کے لئے صرف ایک ہی لونڈی تھی ان میں سے کسی ایک نے اس لونڈی کے تھپڑ مار دیا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ اس لونڈی کو آزاد کر دو وہ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ہم سات افراد ہیں اور ان میں صرف یہ ایک ہی لونڈی ہے فرمانے لگے کہ اچھا تم اگر خود کام کی عادت ڈالو اور اس وقت تک اس سے کام لیتے رہو جب تک تم اس سے بے نیاز ہو جاؤ اس کے بعد یہ آزاد ہے ۔ ایک اور صاحب تھے ان کے پاس دو غلام تھے وہ ان کی بہت شکایت کیا کرتے تھے اور زدو کوب بھی کرتے تھے برا بھلا بھی کہتے تھے مگر وہ کسی طرح باز نہ آتے تھے مجبور ہو کر انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت بھی کی اور اس مشکل کا علاج بھی پوچھا آپ نے جواب دیا کہ اگر تمہاری سزا ان کے قصور کی برابر ہوگی تو خیر ورنہ سزا کی جو مقدار زیادہ ہوگی اس کی برابر خدا تمہیں بھی سزا دیگا ؛؛ یہ سنکر وہ بیقرار ہو گئے اور گریہ و زاری شروع کر دی اور دونوں غلاموں کو اسی وقت آزاد کر دیا یہ آپ کا یہ طریقہ و دستور تھا کہ جہاں آپ نے کسی غلام پر زیادتی ہوتی دیکھی یا آپ کو اطلاع ملی تو آپ نے اس کے آقا کو عذاب آخروی سے ڈرانا شروع کر دیا اور کہدیا کہ اسے آزاد کر دو اور اس طرح آپ نے ہزاروں غلاموں کو آزاد کرا دیا لوگ اس ڈر کی وجہ سے ہی غلاموں کو کچھ نہ کہتے تھے اور ان کے ساتھ بہتر سلوک کرتے تھے

ستم رانی کے نئے آئین

عجیب عجیب ظالمانہ سلوک غلاموں کے ساتھ کئے جاتے تھے اکثر ایسا ہوتا کہ آقا خوش ہو کر اپنے غلاموں کی شادیاں لونڈیوں سے کر دیتے لیکن جب خفا ہوتے تو حکماً ان میں تفریق کرا دیتے اس سے غلاموں کو سخت تکلیف و اذیت پہنچی ۔ حضور کریم کے زمانہ میں بھی ایسا ہوا مگر اب فضا بدل چکی تھی سرکار دو عالم کا سکہ قلوب پر رواں تھا غلاموں کا حامی اور بیکسوں کا والی پیدا ہو چکا تھا سب کو ڈھارس تھی ایک شخص نے اپنے غلام کی شادی ایک لونڈی سے کر دی اور کچھ روز کے بعد انھیں علیحدگی پر مجبور کرنے لگا غلام دوڑا ہوا اور بارِ نبوت میں حاضر ہوا اور معروض کی تمام کیفیت سنادی آپ نے منبر پر چڑھ کر خطبہ ارشاد فرمایا ؛؛ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ خود غلاموں کا نکاح کرتے ہیں اور پھر انھیں جدا کر دینا چاہتے ہیں نکاح و طلاق کا حق آقاؤں کو نہیں صرف شوہروں کو ہے ؛؛ آپ کی اس شفقت و حمایت کا شہرہ دور دور پھیل گیا غلاموں میں چرچے ہونے لگے ان کی ہمتیں بڑھ گئیں اور وہ ہر زیادتی کی شکایت رسول کریم سے جا کر کرنے لگے ؛ انتہا یہ تھی کہ کافروں کے غلام بھاگ کر آپ کے پاس آ جاتے اور آپ انھیں آزاد کر دیتے تھے کرم کی انتہا یہ تھی کہ آپ مال غنیمت میں بھی ان کا حصہ لگانے لگے ؛؛ جو غلام نئے نئے آزاد ہوتے تھے چونکہ ان کے پاس کوئی مالی سرمایہ نہ تھا اس لئے انکی امداد لازمی تھی مال غنیمت میں سے سب سے پہلے انہی آزاد شدہ غلاموں کا حصہ نکالتے تھے اس سے انکی حالت اس قابل ہو گئی تھی کہ نہ صرف اپنا گزارا کر سکیں بلکہ اس سے چھوٹے موٹے کاروبار بھی شروع کر لیں ۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کبھی تمہارا خادم تمہارے کھانے کا انتظام کرے اور اس کی گرمی اور اس کے دھوئیں کی تکلیف برداشت کرے تو تمہیں چاہیئے کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھا لو لیکن اگر وہ انکار کرے تو اتنا ضرور کرو کہ اس کے منہ میں ایک لقمہ ڈال دو ؛؛ کس قدر محبت ہمدردی اور حسن سلوک کا ارشاد ہے کیا دنیا کا کوئی تمدن کوئی قوم اور کوئی سوسائٹی ایسی رواداری اور شاندار تعلیم اپنے خدام اور اپنے پیروؤں کے لئے کبھی پیش کر سکی ہے پھر یہ تعلیم عام خادموں کے لئے نہیں ہے بلکہ ان خادموں کیلئے ہے جو دنیا کی ایک انتہائی غریب مخلوق تھی جسے بالکل بے حقیقت سمجھا جاتا تھا اور جنکا دنیا پر کوئی حق ہی نہ سمجھا جاتا تھا اور جو کھانے کے وقت پاس بھی نہ کھڑے ہو سکتے تھے اور یہ دنیا میں سب سے زیادہ ذلیل مخلوق سمجھے جاتے تھے

غلامی کا استیصال

بخاری شریف میں ایک حدیث ہے کہ جس شخص کے پاس لونڈی ہو اور وہ اس کی تربیت کرے اور اچھی تعلیم دے اور اس کے بعد آزاد کر کے نکاح بھی کر لے تو اس کیلئے دو درجے ہیں یہ وہی لونڈیاں ہیں جو ذلت و خواری کی زندگی بسر کرتی تھیں مگر اب ان کے متعلق ارشاد ہو رہا ہے کہ نہ صرف یہ کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرو ساتھ کھلاؤ جو پہنو وہ پہناؤ استطاعت سے زیادہ کام نہ لو بلکہ انھیں تعلیم بھی دو آزاد کرو اور اگر مزید ثواب حاصل کرنا ہو تو اس سے شادی بھی کر لو ؛ جب تعلیم اسلام سینوں اتر گئی غلام بھائی بن گئے دربار انسانیت میں ان کا رتبہ برابر ہو گیا تو فرمان صادر ہوا کہ اے مسلمانو ! تمہاری شان اطاعت و فرمانبرداری کے اعتبار سے یہ ہونی چاہیئے کہ اگر ایک ایسا غلام بھی جسکے کان تک کٹے ہوئے ہوں تمہارا امیر بنا دیا جائے تو تم اس کی اطاعت کرو آپ نے صرف حکم ہی نہیں دیا بلکہ اپنی زندگی ہی میں اسے جامہ عمل بھی پہنا دیا آپ نے شام پر لشکر کشی کے لئے ایک فوج مرتب کی جس میں مکہ مکرمہ کے معزز ترین لوگ شریک تھے اور زید بن حارثہ کو اس فوج کا امیر مقرر کیا ۔ زید بن حارثہ غلام تھے اور ان لوگوں کے سامنے انہوں نے اپنی زندگی غلامی میں بسر کی تھی اس کے بعد آپ نے انہی زید کے فرزند حضرت اسامہ کی ماتحتی میں ایک اور جرار لشکر مرتب کیا اسامہ غلام تھے غلام کے بیٹے تھے مگر آج وہ ایک جنرل کے منصب پر فائز ہیں اب آپ اس سے غلاموں کے درجہ و اہمیت کا اندازہ لگائیں کہ اس لشکر میں جو ایک غلام جرنیل کی ماتحتی میں تھا حضرت عمر حضرت سعد بن وقاص حضرت عمرو بن العاص حضرت عثمان غنی حضرت عبدالرحمن بن عوف جیسے جلیل القدر

خطاکار سے درگذر کرنیوالا

نبی کریم کی شان عفو وکرم

محض خطاکار سے درگذر کرنا بہت معمولی چیز معلوم ہوتی ہے مگر الفاظ میں عملاً اس کا ظہور بہت ہی دشوار اور ناممکن الوقوع ہے علی الخصوص ان مواقع پر جہاں سامنے اپنے نہ ہوں غیر ہوں اور غیر بھی نہ جو ایک دو دن نہیں ایک دو مہینے نہیں ایک دو سال نہیں برسوں خون کے پیاسے رہے ہوں ایسے خطاکاروں سے درگذر کرنے کی مثالیں آپ کو کسی قوم کے صحیفہ اخلاق میں کسی ملک کی تاریخ میں اور کسی فاتح کے اوراق میں نہیں نظر آئیں گی اور نہ آسکتی ہیں اس لئے خطاکاروں کو سزا دینا اور خوفناک مجرموں کو سولی چڑھانا قوموں اور اقتدار والوں کی قانونی ذمہ داری رہی ہے اور اس پر کبھی اور کسی زمانہ میں بھی کسی نے کسی کو نہ برا کہا ہے اور نہ ملعون کیا ہے اور کیوں کرتے اسلئے کہ انتقامی جذبہ کا پرورش خطاکار کا جرم سمجھا جاتا ہے لیکن رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ذخیرہ اخلاق میں آپ کو اس جنس کی بھی فراوانی نظر آئے گی معمولی خطاکاروں کا تو کوئی ذکر ہی نہیں انھیں بخش دینا تو دربار نبوت میں روزمرہ کی باتیں تھیں خطاکار اور ایسے خطاکار جن کے لب و دہن سے سالہا سال گزرنے پر بھی برابر بوئے خون آرہی تھی اور جو نہ صرف سلطنت وحکومت اور آئین وقوانین وقت کے باغی تھے بلکہ جن کے دامن عمل پر فاتح مکہ کے قریبی اعزہ اور حقیقی عم اور بچی کے خون کے دھبے تھے بلکہ ایسے گھناؤنے اور مکروہ داغ تھے جسے سات سمندروں کا پانی بھی اپنی تمام شورشوں کے باوجود نہ دھو سکتا تھا انھیں بخش اور عین اس وقت ان کی خطاؤں اور خطاکاریوں سے درگذر کی جب وقت صرف مصلحت اور وقت کا تقاضا یہی اور صرف یہی ہوتا ہے کہ خطاکار تو ایک طرف غیر خطاکاروں کو بھی ڈرایا اور دہشت زدہ کیا جائے تاکہ ان کے قلوب پر آیندہ کے لئے ہیبت بیٹھ جائے اور وہ آگے چل کر کان نہ ہلا سکیں اور دبک کر سہم کر اور خوفزدہ ہو کر پرامن زندگی بسر کرنے پر آمادہ و مجبور ہو جائیں۔

فاتحانہ اعلان عفو

فاتح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ معظمہ فتح کرلیا مکہ کا ہر مکین اور اس سرزمین کا ہر زن و فرزند تمام قدیم وجدید آئین ودستور کے اعتبار سے اسی کا مستحق تھا کہ اگر بہت رحم بھی کیا جاتا تو ان میں سے ہر ایک کو قتل کرکے ان کی لاشیں چیل و کوؤں کی ضیافت کے لئے میدان میں ڈلوادی جاتیں اور ان کے مکانوں کاشانوں اور معابد میں شعلے بلند کر دیئے جاتے مگر اس وقت ہر فرد و بشر اور ہر زن ومرد کا سوال نہیں کہ وہ تو ایک اجتماعی ظلم کے مجرم تھے مگر فرمائیے کہ آپ اس ہندہ کے متعلق کیا کہیں گے جس نے قوت بازوئے اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا حضرت حمزہ کا بیٹھکر خود مثلہ کیا ایک ایک عضو چھری سے علیحدہ کرکے رکھدیا اور جب اس کے قلب کی جلتی ہوئی آگ اس سے بھی ٹھنڈی نہ ہوئی تو اس نے آپ کا مقدس کلیجہ نکال کر کچا ہی اپنے دانتوں سے چبا ڈالا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اس کے لئے دنیا کا آئین کیا سزا اور کونسی عقوبت کو منتخب کر سکتی ہے غالباً آپ کی سمجھ میں بھی نہ آسکے گا کہ ہندہ کو کونسی ایسی شدید سزا دی جائے جو اس کے جرم کے ہموزن ہو سکے غرض یہی عورت فتح مکہ کے دن آتی ہے اور اس طرح گستاخانہ آتی ہے کہ چہرہ پر نقاب ہوتا ہے کہ اسے کوئی پہچان نہ سکے اور چپکے سے بیعت کرکے اور سند امان لیکر رخصت ہو جاتی ہے۔ نبوت کی چشم حق بین جو دلوں کی گہرائیوں میں اترنے والی اور فلک الافلاک کے پرخچے تار تار کرکے سدرۃ المنتہیٰ کا جائزہ لینے والی تھی اس کے لئے یہ نقاب کب پردہ دار ہوسکتا تھا آپ پہچان گئے اور پہچان لینے کے باوجود نہ خود زبان سے کچھ کہا اور نہ کسی سے اس واقعہ کا ذکر کیا نتیجہ یہ ہوا کہ گو تھی تو بلا کی زیرک خود بھی تاڑ گئی پھر لوٹی قدموں میں گری صدق دل سے اسلام قبول کیا اور حلقہ بگوش ارادت بن گئی آپ نے کہا پہلی مرتبہ تو صرف اتنا کہا کہ ہندہ جا میں نے تجھے معاف کیا مگر تو میرے سامنے نہ آیا کر کہ تجھے دیکھکر میرے قلب پر چوٹ لگتی ہے اور مجھے چچا اور ان کی مظلومانہ موت یاد آجاتی ہے بولئے بولئے کہئے ایسے خوفناک خطاکاروں سے درگذر کرنا کسی کا منصب ہو سکتا ہے لیکن یہ نبوت ہی کا کرشمہ اخلاق اور شان کرم تھی کہ آپ نے ایسے خوفناک مجرم کو بھی معاف کر دیا۔

وحشی حضرت حمزہ کا قاتل تھا مکہ میں غلبہ اسلام کا ظہور دیکھکر طائف بھاگ گیا طائف نے گردن اطاعت خم کردی تو اب اس کے لئے اور کوئی امن اور جائے پناہ باقی نہیں رہی ہر طرف مجبور ہو کر تنہا چھپتا چھپاتا اور مسلمانوں کی نگاہوں سے بچتا ہوا دربار نبوت میں پہنچا اور جسے کہیں پناہ ملنے والی نہ تھی اس نے رحمت عالم کے دربار میں اپنے لئے جگہ ڈھونڈی مسلمان ہو گیا گڑگڑا کر معافی مانگی رو دیا آپ نے اس خطاکار سے بھی درگذر کی البتہ یہ ضرور کہدیا کہ میرے سامنے نہ آیا کرنا کہ تمھیں دیکھکر مجھے چچا کی یاد آتی ہے۔ عکرمہ ابو جہل کے بیٹے باپ کی طرح نبی کریم کے شدید دشمن تھے اور اظہار معاندت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا فتح کے بعد آپ جان بچا کر بھاگ گئے اور یمن جا کر پناہ لی ان کی بیوی مسلمان ہو چکی تھیں اور محفل نبوت کی مے معرفت و رافت کے جوش اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی تھیں وہ خود یمن پہنچیں عکرمہ بہت گھبرائے ہوئے تھے انھیں تسکین دی مسلمان کیا اور دربار نبوت میں لے آئیں اب شان عفو ہی نہیں شان کرم ملاحظہ ہو کہ خون کا تشنہ اور برسوں کا خوفناک دشمن سامنے آتا ہے اور آپ یہ کرتے ہیں کہ انہیں دیکھتے ہی چہرہ فرط مسرت سے چمک اٹھتا ہے فوراً کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہیں کہ جسم مبارک سے چادر بھی سرک جاتی ہے اور فرماتے ہیں کہ اے ہجرت کرنے والے سوار تمہارا آنا مبارک ہو پوری دنیا کی تاریخ میں کوئی بھی اپنے جانی دشمنوں کا استقبال غلبہ کی حالت میں کر سکا ہے اور پھر وہ بھی اس جوش اور والہانہ محبت کے ساتھ نہیں اور کبھی نہیں یہ رسالتمآب کا رتبہ تھا اور بس۔

شقی ازلی کو نوازدیا

ہبار بن الاسود وہ خطاکار تھا جس کے ہاتھ سے سرکار دوعالم کی صاحبزادی کو انتہائی تکلیف پہنچی تھی آپ حاملہ تھیں اور مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ جا رہی تھیں کفار نے مزاحمت کی آپکو راستہ میں جا لیا اس وقت ہبار آگے بڑھا اور بڑھکر کجاوہ میں اس زور سے اپنا نیزہ مارا کہ آپ اونٹ کی پشت سے نیچے آرہیں شدید چوٹ آئی حمل ساقط ہو گیا اور بالآخر اسی صدمہ سے پیدا شدہ علالت نے آپ کا خاتمہ کر دیا یہ کتنا خوفناک جرم تھا اس کے علاوہ اور بھی بہت سے جرائم کا ارتکاب کر چکا تھا فتح مکہ کے بعد جو لوگ اشتہاری مجرم قرار دیئے گئے تھے اسی وجہ سے یہ ان میں شامل کر لیا گیا تھا اس نے چاہا کہ بھاگ کر ایران چلا جاؤں یک بیک قلب میں ایک بجلی کوندی اور خود بخود آستانہ نبوت کی طرف چل کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ

میرے جرم کی ہولناکیوں نے مجھے اپنی زندگی سے مایوس کر دیا تھا اور چاہتا تھا کہ ایران کی طرف اپنی جان لیکر چلا جاؤں لیکن یک بیک مجھے حضور کے عفو و تحمل کی لطافتیں یاد آگئیں مجھے اپنے قصور اور اپنی جہالت و وحشت کا اعتراف ہے اب میں اسلام سے مشرف ہونے آیا ہوں دفعتہً باب رحمت وا ہو گیا آپ اندر داخل ہو گئے جہاں دوست و دشمن کی کوئی تمیز نہ تھی اب خطاکار خطاکار نہ تھا بلکہ دربار نبوت کی غلام بنا ہوا تھا۔

ایک دفعہ آپ جنگل میں تھک کر سو گئے اور تلوار اتار کر درخت کی شاخ میں لٹکا دی ایک مشرک اس وقت کہیں سے ادہر انکلا اس نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیخبر پڑے سو رہے ہیں اور تلوار درخت میں لٹک رہی ہے وہ آپ کا شدید دشمن تھا بیباک ہو کر تلوار اٹھا لی اور زور سے کڑک کر بولا محمد اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے آپ ایک ساتھ اٹھ بیٹھے اور فرمایا اللہ یہ کلمہ کچھ اس انداز و ہیبت کیساتھ آپ کے منہ سے نکلا کہ وہ مشرک کانپ اٹھا اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ پڑی آپ نے جھپٹ کر تلوار اٹھا لی اور فرمانے لگے بول اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے اس بدبخت کے پاس اس کا جواب کیا تھا گھبرا گیا آپ نے کہا جا میں معاف کرتا ہوں میری عادت بدلہ لینے کی نہیں۔

منافقین سے درگذر

یوں تو عرب میں ہر قوم اور ہر قبیلہ آپ کا اور مسلمانوں کا شدید دشمن تھا مگر ان میں سب سے زیادہ خطرناک دشمن منافقین تھے جو بظاہر مسلمان تھے مسلمانوں سے ملے ہوئے بھی تھے لیکن در پردہ اسلام اور اسلام والوں کی بیخکنی میں مصروف رہتے تھے اور جب ان کو موقعہ ملتا تھا مسلمانوں کو برباد اور رسوا کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے یہ مار آستین تھے جو گھر میں رہ کر گھر کی بنیاد کھوکھلی کرنے میں مصروف تھے حضرت رسالتمآب کو وحی کے ذریعہ ان کی شیطنت کاریوں اور شرانگیزیوں کا پورا علم ہو چکا تھا سب کچھ جانتے تھے مگر آپ خاموش تھے اور اسلئے کچھ نہ کہتے تھے کہ لوگ یہی کہیں گے کہ محمد اپنوں کو بھی نہیں بخشتے اور خود مسلمانوں کو تلوار کے گھاٹ اتروا رہے ہیں آپ نے بہت چاہا کہ ان کے قلب پاک ہو جائیں اور یہ اپنی شیطنت کاریوں سے توبہ کر کے سچے مسلمان بن جائیں لیکن ان کی قساوت قلبی انھیں راہ پر نہ آنے دیتی تھی جن کی قسمت میں سعادت اسلام لکھی تھی انہوں نے یہ جرعہ نوش فرما لیا لیکن بہت سے ایسے تھے کہ لب دریا ہے اور یہاں سے ہی پیاسے مر گئے ان کی طرف سے ہر روز نئی نئی خطاؤں کا ظہور ہوتا تھا کوئی دن ایسا نہ گذرتا تھا کہ یہ شرارت نہ کرتے ہوں مگر برابر انھیں معاف کرتے چلے جاتے تھے اور سب کچھ جانتے اور علم رکھتے ہوئے ان سے باز پرس نہ کرتے تھے عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین تھا۔ واقعہ افک کو جس قدر شہرت نصیب ہوئی اور گھر گھر اس کا چرچا پھیل گیا وہ سب اسی کی شرارتوں کا نتیجہ تھا جسے نبی کریم بھی اچھی طرح سمجھتے تھے مگر خاموش تھے اور کچھ نہ کہتے تھے آخر خود خدائے قدوس نے اس کی تردید میں آیات نازل کر دیں اس وقت آپ نے اتہام لگانے والوں کو شرعی سزائیں دلوائیں مگر عبد اللہ بن اُبی کو چھوڑ دیا اور محض اس بنا پر چھوڑ دیا کہ اسے اپنے جرم کا اقرار نہ تھا حضرت عمرؓ کو بار بار اس پر غصہ آتا تھا اور چاہتے تھے کہ اس کا سر اڑا دیں مگر آپ نے کبھی اس کی اجازت نہ دی اب موقعہ آتا ہے کہ آپ کے تحمل ترحم و کرم کے پھول عنبر بیزیاں کرنے پر آمادہ ہوں عبد اللہ بن ابی کا انتقال ہوا اور آپ اس کے جنازہ کی نماز پڑھنے پر تیار ہو گئے خدام مسلمین نے عرض کیا کہ حضور یہ تو سب سے بڑا منافق تھا آپ اس کے جنازہ کی نماز پڑھتے ہیں فرمانے لگے کہ اگر مجھے یقین ہو جائے کہ یہ بخشا جائیگا تو میں ستر بار بھی نماز پڑھنے اور اس کے لئے مغفرت کی دعا مانگنے کو تیار ہوں حالانکہ یہ وہی شخص تھا جس نے آپ کے ناموس پر شدید حملہ کیا تھا۔

یہود پر احسان

یہود نے قوت اسلام کو ضعف پہنچانے اور قریش مکہ کے ساتھ ملکر شرارتیں کرنے میں کیا کچھ نہیں کیا ان کا تمام اثاثہ اور پوری دولت اس شرانگیزی کے لئے وقف ہو کر رہ گئی تھی مگر آپ برابر طرح دیتے رہتے تھے اور ان کی خطاؤں سے درگذر کرتے رہتے تھے خیبر کی فتح کے وقت تک انہوں نے مسلمانوں کو برابر تنگ کیا اور آپ برابر انھیں معاف کرتے رہے اگر اس وقت آپ کے بجائے اور کوئی ہوتا اور یہ قوم اس کے ساتھ ایسی شرارتیں کرتی تو اس نے انھیں وقت سے بہت پہلے تباہ کر کے رکھدیا ہوتا اور تباہ بھی اس طرح کرتا کہ دنیا پر ان کا نام و نشان بھی باقی نہ چھوڑتا لیکن آپ نے سب کچھ کہا اور ان کے خلاف کبھی کوئی ایسا انتقامی قدم نہ اٹھایا کہ جو ان کی ہستی پر کاری ضرب ثابت ہو اور جو ان کی شرارتوں کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ کر دے۔

ایک دفعہ انہوں نے رسول اللہ کو دعوت دی اور انھیں اپنے محلہ میں بلایا اور آپ ایک دیوار کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک یہودی نے ایک پتھر پھینک کر آپ کا خاتمہ کر دینا چاہا وہ تو بروقت پتہ چل گیا ورنہ انہوں نے تو کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا عرب میں کوئی ایک قبیلہ بھی تو ایسا نہ تھا جس کی طرف سے آپ کے خلاف شدید سے شدید سازشیں اور ظلم نہ کئے گئے ہوں مگر ایک وقت آیا کہ آپ سب پر غالب تھے سب کی جانیں سب کی آبروئیں اور سب کے مال آپ کے رحم پر تھے مگر آپ نے سب کی خطائیں معاف کر دیں جو مسلمان ہوئے انھیں داخل اسلام کر لیا جنہوں نے معاہدے کئے ان سے معاہدہ کر لئے اور جنہوں نے معافیاں چاہیں آپ نے انھیں معاف کر دیا آپ خطائیں معاف کرنے میں فطرتاً بہت تیز تھے جہاں کسی مجرم و خطاکار کی زبان پر معافی کا لفظ آیا اور آپ نے معاف کیا اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کے عفو و درگذر نے جو کام کیا وہ ہزاروں خوفناک سزائیں بھی نہ کر سکیں اور نہ کر سکتی تھیں۔

آج تہذیب و مدنیت کا زمانہ ہے خطائیں کرنے اور خطاکاروں کو بخشنے والے آج بھی موجود ہیں خوفناک دشمن تو بڑی چیز ہوتے ہیں ہمیں تو اس روشنی کے مزعومہ عہد میں کوئی ایسا بھی نظر نہیں ہوتا جو معمولی مجرموں کو بھی معاف کر دے اور جہاں تک سیاسی مجرمین کا تعلق ہے انھیں تو محض شبہ ہی پر اگر پھانسیاں نہ بھی دی جائیں تو عمر بھر کے لئے جیلخانوں میں بند کر دینا تو معمولی بات ہے پھر اگر ایسے مجرموں کے ساتھ جو واقعی شرانگیزی کی نیت سے سلطنت اور حکومت کے مٹانے کے درپے ہوں یہ سختی روا رکھی جائے تو بجا بھی ہے۔ غضب تو یہ ہے کہ ایسے محب وطن افراد کے ساتھ بھی جن کی نیت سلطنت کو مٹانے یا برباد کرنے یا بغاوت پھیلانے کی ہرگز نہیں ہوتی بلکہ وہ صدق دل کے ساتھ اس امر کے خواہشمند ہوتے ہیں کہ ان کے ملک کو آزادی نصیب ہو اور ان کی قوم کو اغیار کی غلامی سے رستگاری نصیب ہو انھیں بھی شدید سے شدید سزاؤں کا مستحق سمجھا جاتا ہے ہمیں اس کے لئے یہاں کسی مثال دینے کی یا کسی کا نام لینے کی ضرورت نہیں اخبارات کے مطالعہ اور سیاست پر نظر ڈالنے سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ ایران میں صرف ایک انگریز ہی تو مارا گیا تھا اور اس مارے جانے میں سلطنت یا عوام کا کوئی ہاتھ نہ تھا مگر اس پر پوری برطانوی قوم کے اندر کس شدت کے تلخ جذبات پیدا ہو گئے تھے اور کس طرح علانیہ پورے ایران کو انگریزوں کو ایک قطرہ خون سے وزن کیا جا رہا تھا چین کے ساتھ بھی اسی قسم کی مثالوں پر کیا کچھ نہیں ہو چکا فرانس نے ایک معمولی بات پر کس طرح دمشق پر بورے چھپن گھنٹے گولہ باری کی تھی امریکہ بھی اس وقت سب سے زیادہ مہذب سمجھا جاتا ہے مگر دیکھیے کہ اگر کوئی حبشی کسی امریکی عورت کو چھیڑ دے یا امریکہ کے کسی شہری سے لڑ کر اسے زخم پہنچا دے تو اُن کے جذبات میں کتنا ہیجان پیدا ہو جاتا ہے اور یہ مہذب لوگ کس طرح دیوانوں کی طرح جیلخانوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں عدالت کی سزا کا بھی انتظار نہیں کرتے

بدانديش کے دل میں گھر کرنیوالا

رسالتمآب کی کشش

دوستوں میں محبوب بنجانا اور رونق محفل بنکر رہنا کوئی ایسی ممتاز خصوصیت نہیں یہ صفت تو عامیوں میں بھی پائی جاتی ہے بات تو جب ہے کہ بداندیشوں اور معاندوں کے قلوب میں جگہ حاصل کی جائے جہاں عناد و کینہ کے سوا اور کسی چیز اور محبت کی گنجائش ہی نہیں ہوتی اور گنجائش تو کجا یہ حالت ہوتی ہے کہ ہنر بھی عیب معلوم ہوتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دشمنوں کو بھی اعتراف تھا کہ آپ صداقت شعار اور امین ہیں عہد طفولیت سے لیکر زمانہ عنفوان شباب بلکہ اس وقت تک بھی جبکہ آپ مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل ہوئے ہیں کبھی کذب و دروغ کا ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکلا آپ کے اخلاق کے بھی سب گرویدہ تھے مگر اس کے باوجود تعصب اور سنگدلی نے انھیں مدت تک اعتراف صداقت اور انکی بھلائی تو ایک طرف ان کے ساتھ نیک سلوک پر بھی نہ آمادہ ہونے دیا۔ ادھر آپ کی یہ حالت تھی کہ ظلم پر ظلم ہوتے تھے سختیوں پر سختیاں کی جاتی تھیں پتھر برستے تھے دندان مبارک شہید اور پائے مبارک مجروح کر دیئے جاتے تھے عزت و ناموس پر حملے ہوتے تھے وطن سے نکالدیا پیارے اور غمخوار اعزا و اقارب پر تلواریں چلائیں محصور رکھا کھانا پینا بند کر دیا عیش و آرام حرام ہو گیا اور زندگی کے لالے پڑ گئے مگر آپ کے نورانی قلب میں ان کی طرف سے کبھی کدورت و تنفر پیدا نہ ہوا۔

جب کبھی انہیں دشمنوں میں سے کسی کو کوئی مصیبت پڑ گئی تو آپ ایک ثانیہ و لمحہ کا تامل کئے بغیر ان کی امداد کو تیار ہو گئے انھیں بڑے بڑے خوفناک مصائب سے بچایا ان کی زندگیوں کو ورطۂ ہلاکت سے نجات دلائی اور قابو پا پا کر انھیں چھوڑ دیا اور آخر وہ وقت آگیا کہ ظالم ظلم کرتے کرتے تھک گئے اور انھیں یہ شبہ ہونے لگا کہ جس شخص کو ہم ستا رہے ہیں جس پر آئے دن یورشیں کی جاتی ہیں اور جس کی جان لینے کی روزانہ تدابیر اختیار کی جاتی ہیں کہ وہ انسان ہے یا فرشتہ سمجھنے والے چند سال ہی میں سمجھ گئے تھے اور آپ کے محاسن و مکارم نے بہت سے قلوب کو مسحور کر لیا تھا مگر جن کی قسمت میں اولین تھی وہ پہلے ہی ایمان لے آئے کچھ بعد کو آئے کچھ ایسے تھے جن کی شقاوت فتح مکہ اور عرب میں پورے غلبہ اسلام تک برابر قائم رہی اور پھر مسلمان ہو گئے اور بعض ایسی بھی بدبخت ہستیاں تھیں جن کی قسمت انھیں جہنم ہی میں لے گئی اور انہوں نے سب کچھ جانتے اور سمجھتے ہوئے بھی اسلام کی سعادت قبول نہ کی اس طرف سے جتنے شدائد اور جور ہوتے جاتے تھے اس طرف سے اس کے جواب میں اسی قدر اظہار کرم و رافت ہوتا تھا اس سے بڑے بڑے بداندیش اور قسی القلب لوگوں کے قلوب بدل گئے اور انھیں اسلام لانے اور آپ کے قدموں پر سر رکھدینے کے سوا کوئی چارۂ کار نظر نہیں آیا اور آخر کار وہ آستانہ نبوت

قبیلہ بنو حنیفہ کا سردار

عرب کا قبیلہ بنو حنیفہ وہ سختدل اور سخت جگر قبیلہ تھا جس نے آخر تک حضرت رسالتمآب کی مخالفت کا سلسلہ جاری رکھا اس کے سینہ میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی گوشت کا لوتھڑا نہیں جس کا نام دل ہے بلکہ پتھر کا کوئی ٹکڑا اس کے بجائے رکھا ہوا ہے مسیلمہ کذاب کا خمیر مایہ بھی اسی خاک سے اٹھا تھا اور یہی سنگدلی اسے ادعائے نبوت پر آمادہ کر چکی تھی ثمامہ بن اثال اسی قبیلہ کا ایک مقتدر اور انتہائی غضبناک اور معاند رئیس تھا اتفاق سے یہ کہیں مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا چونکہ اس کے جرائم و شدائد کی فہرست بہت بہت طویل اور خوفناک تھی اس لئے مسلمانوں کو بھی اس کے ہاتھ لگ جانے سے بڑی خوشی نصیب ہوئی اور اس نے اور اس کے قبیلہ والوں نے بھی سمجھ لیا کہ اب جان کی خیر نہیں اور پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے جب یہ گرفتار ہو کر دربار نبوت میں حاضر ہوا تو نبی کریم نے حکم دیا کہ اسے مسجد کے ستون سے باندھ دیا جائے آپ کچھ دیر بعد مسجد میں تشریف لائے اور ثمامہ سے کہا کہو اب کیا کہتے ہو اس نے پوری گستاخی سے جواب دیا "اگر تم مجھے قتل کر دو گے تو ایک خونی کو قتل کرو گے اگر احسان کرو گے تو ایک شکر گذار پر احسان ہوگا اور اگر تم زرفدیہ چاہتے ہو تو ...... مانگو میں دونگا" آپ یہ جواب سنکر اور اس کا لب و لہجہ دیکھکر خاموش ہو گئے دوسرے دن بھی یہی گفتگو ہوئی تیسرے روز بھی جب آپ نے یہی گفتگو سنی تو حکم دیا کہ اس کی رسی کھولدو اور اسے آزاد کردو۔

مسلمان ایسے مقتدر اور خوفناک دشمن کو آزاد ہوتے دیکھکر کچھ مکدر سے ہوئے مگر زبان سے کچھ نہ کہا۔ اب ثمامہ کی سنئے کہ اس خلاف توقع لطف و عنایت نے اس کے قلب کی دنیا میں ایک انقلاب عظیم برپا کر دیا قریب کے ایک درخت کے نیچے جا کر اس نے غسل کیا مسجد میں واپس آیا اور مسلمان ہو گیا عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے قلب میں آپ کی انتہائی عداوت تھی اور دنیا میں میری نظر کے اندر آپ سے زیادہ مبغوض کوئی ہستی تھی ہی نہیں مگر اب یہ حالت ہے کہ آپ سے زیادہ دنیا میں مجھے کوئی ہستی پیاری اور محبوب ہی نہیں معلوم ہوتی کوئی مذہب بھی آپ کے مذہب سے میرے نزدیک برا نہ تھا مگر اب سب سے عزیز مجھے یہی ہے کوئی شہر بھی آپ کے شہر سے زیادہ میری نظر میں ناپسندیدہ نہ تھا مگر اب وہی مجھے سب سے زیادہ پیارا معلوم ہوتا ہے۔"

عمیر بن وہب رسول کریم کا شدید دشمن تھا بدر کے مقتولین کا بدلہ لینے کے لئے جب تمام قریش بیتاب تھے تو صفوان بن امیہ نے اسی کو بیش قرار انعام کا وعدہ کر کے اس لئے مدینہ بھیجا تھا کہ وہ وہاں پہنچکر چپکے سے نعوذ باللہ آپ کا کام تمام کر دے عمیر نے اپنی تلوار زہر میں بجھا لی اور مدینہ پہنچ گیا لوگوں نے اس کے تیور دیکھکر پہچان لیا حضرت عمر نے چاہا کہ اس کی گردن بھی تہ کر دیں مگر آپ نے روکدیا اور اسے پاس بٹھا کر اس سے بہ اخلاق باتیں کیں اور اس پر تمام راز ظاہر کر دیا یہ سنکر عمیر سناٹے میں آگیا لیکن آپ نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا جس کا اتنا ہولناک جرم عالم آشکار ہو جائے اسے اپنی زندگی کی کیا توقع رہ سکتی زندگی کی بالکل توقع نہ رہی تھی لیکن خلاف توقع یہ دیکھکر کہ حضور کریم نے اس سے کوئی باز پرس بھی نہ کی فوراً آستانہ رحمت پر جا پڑا معافی مانگی صدق دل سے اسلام قبول کر لیا اور مکہ میں جا کر اسلام کی اشاعت شروع کر دی۔

صفوان بن امیہ بھی فتح مکہ کے بعد ایمان لے آئے۔ روس کا فاضل محقق کاؤنٹ ٹالسٹائی آپ کے صحیفہ اخلاق کے انھیں جلوؤں سے متاثر ہو کر لکھتا ہے کہ:۔

"حضرت محمد بے انتہا منکسر المزاج، رحمدل، راستباز، خلیق، متحمل، انصاف پسند اور جلیل القدر مصلح ریفارمر تھے آپ کے نزدیک دنیوی مفاخرت کوئی چیز نہ تھی آپ جتنی عزت ایک دولتمند کی کرتے تھے اتنی ہی ایک غریب اور مفلوک حال کی بھی کرتے تھے آپ نے کبھی کسی غریب آدمی کو نظر حقارت سے نہیں دیکھا ہر شخص سے بڑی محبت سے پیش آتے تھے بیماروں کی عیادت کو تشریف لیجاتے تھے غریبوں کی دعوت قبول کر لیتے تھے بکریوں کا دودھ دوہ لیتے تھے اپنے کپڑوں میں آپ پیوند لگا لیتے تھے آگ سلگا لیتے تھے اپنی جوتیاں آپ گانٹھ لیتے تھے غرضکہ گھر کا ادنیٰ سے ادنیٰ کام کر لینے میں بھی آپ کو تامل نہ ہوتا تھا۔ میں ہی نہیں دنیا کے تمام فاضل محققین جن میں انصاف پسند

ہیں اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت محمد کا طرز عمل اخلاق انسانی کا حیرت انگیز کارنامہ ہے اور ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں اور نہ صرف کہنے پر بلکہ یقین کرنے پر کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ وہدایت خالص طور پر صداقت وخلوص وسچائی پر مبنی ومشتمل تھی اور اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی ۔“

مغربی فاضل کا اعتراف

یورپ کا ایک اور مشہور اور فاضل محقق مسٹر لکار لائل لکھتا ہے اور کس شان سے لکھتا ہے کہ :-

”یہ ژرف نگاہ شخص جو جنگلی ملک اور ریگستان میں پیدا ہوا تھا اپنی دل میں کھب جانے والی سیاہ آنکھوں اور اپنی شگفتہ، با اخلاق اور غیور و پر غور طبیعت کے ساتھ بجائے جاہ طلبی کے کچھ اور ہی خیال رکھتا تھا وہ ایک غیر معمولی طاقتوں والی روح رکھتا تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جو راستباز ہونے کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے ہستی مطلق کا سر عظیم اپنے تمام جاہ وجلال کے ساتھ اس پر کھل گیا تھا وہ صداقت وحقانیت میں اپنی نظیر نہ رکھتا تھا۔ ہم حضرت محمدؐ کے متعلق ہرگز یہ خیال قائم نہیں کر سکتے کہ وہ صرف شعبدہ باز اور تھی باطن شخص تھا نہ ہم آپ سے حقیر جاہ طلب اور دیدہ ودانستہ منصوبے گانٹھنے والا کہہ سکتے ہیں انہوں نے جو دنیا کو پیغام دیا بہر حال اور بہر کیف ایک سچا اور حقیقی پیغام تھا اس ہستی جلیل کے نہ اقوال ہی جھوٹے تھے اور نہ اعمال ہی خالی از صداقت تھے نہ یہ کسی کی تقلید تھی وہ حیات ابدی کا ایک نورانی پیکر تھا جو قدرت کے وسیع سینہ میں سے دنیا کو منور کرنے نکلا تھا۔“

جانتے ہو ابوسفیان کون تھا وہی جنہے تیرہ برس تک ان تمام سازشوں اور منصوبوں کی رہنمائی اور رہبری کی جو اسلام اور سردار اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف انتہائی ہولناک صورت میں کیے گئے ساری یورشوں اور یلغاروں میں شریک رہا قریش کا سردار رہا اسلام کیلئے ایک مستقل خطرہ تھا مگر دیکھئے آستانہ نبوت سے اس کے ساتھ ان سازشوں منصوبہ بازیوں اور معاندتوں کا کیا صلہ ملتا ہے وہ صلہ جو اپنے نازک اوقات میں دوستوں وفاداروں اور آئین پسند خوشامدیوں کو بھی آجتک نہ کسی نے دیا اور نہ کوئی دے سکتا ہے اسے پھانسی کے تختہ پر لٹکانے سولی پر چڑھانے اور اس کا سر قلم کرنے کے بجائے عفو ودرگزر کا خلعت عطا ہوتا ہے نہ صرف اس کی جان بخشی کی جاتی ہے بلکہ حکم ہوتا ہے کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اسے امان دی جائیگی غور کیجئے کہ اس سے بڑھکر اور دل میں کھب جانیوالی اور بد اندیشوں کے دلمیں گھر کرنے والی اور کونسی ادا ہو سکتی ہے اس کا اثر یہی ہوتا تھا اور یہی ہوا کہ وہ آپ کے خدام میں داخل ہو گیا اور پوری عمر غلامی اور وفاداری میں گذاردی۔

عکرمہ کا نام آج کس کی زبان پر نہیں ابوجہل جیسے شقی ازلی کے فرزند تھے باپ کیطرح بیٹے بھی شدید دشمن تھے فتح مکہ کے وقت تک انہوں نے اسلام دشمنی میں کوئی دقیقہ اٹھا رکھا تھا جب غلبہ اسلام ہوا تو خوف سے کانپنے لگے، جان سے ناامیدی ہوگئی زندگی کی کوئی توقع باقی نہ رہی تھی مایوسی میں کچھ نہ سوجھا اور بھاگ کر یمن پہنچگئے وہاں بھی چین نصیب نہ تھا ہر وقت جان کا خطرہ لگا رہتا تھا۔ عیش وآرام حرام ہو گیا تھا اسی یاس ونومیدی کے عالم میں آپ کی بیوی جو مسلمان ہو چکی تھیں آپ کے پاس پہنچیں گھبرایا ہوا دیکھکر بہت کچھ تسکین دی چونکہ عکرمہ بہت خوفناک جرائم کے مرتکب ہو چکے تھے جانتے تھے کہ میرا بچنا اور زندہ رہنا محالات سے ہے اس لئے جانے میں تامل تھا بیوی نے بہت سمجھایا اور دلاسا دیا تو چلے آئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار ایک دریائے رحمت تھا فرمانروایانہ نہیں پیغمبرانہ شان تھی ہمہ وقت رحمت وکرمت کی نسیم چلتی اور امن بہار و عنبر نثار پھول نچھاور کرتی رہتی تھی۔ دیکھتے ہی آغوش محبت وا کر دیا اور آپ اسلام لے آئے۔

بیک وقت ہزاروں کو نوازا

یہ تو پھر انفرادی مثالیں ہیں آپنے ایک ایک وقت میں چھ چھ ہزار خلق کے بلا سے قیدیوں کو چھوڑا ہے اور تاریخ میں کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی جس سے یہ پتہ چلے کہ آپ نے کبھی جنگی قیدیوں پر تشدد کیا ہو یا انھیں لونڈی غلام بنا کر فروخت کیا ہو آپکے ان محاسن اخلاق نے عوام ہی کو نہیں خواص ہی کو نہیں بلکہ آپکے خوفناک دشمنوں کے قلوب کو بھی بدلدیا اور اس طرح بدلدیا کہ ان کی بعد کی حالت دیکھکر کسی کو یہ یاد بھی نہ ہوتا تھا کہ یہ کسی وقت میں اسلام اور سردار اسلام کے شدید وخونخوار دشمن رہ چکے ہیں آپ کے سلوک واحسان نے درندوں کو انسان اور انسانوں کو فرشتہ بنادیا اور آگے چل کر انہوں نے اس درجہ شاندار اور پاکبازانہ زندگی بسر کی کہ دہرم بیچ گئی۔

قریش جو اسلام کے شدید واشد دشمن تھے وہ آستانہ نبوت کے خادم بن گئے اور اسلام کے بہترین فرزند ان میں پیدا ہونے لگے وہ یہود جنہوں نے فتح خیبر تک جہاز اسلام کو ڈبونے میں اپنے اثر اپنے روپیہ اپنی قوت اور اپنی تنظیم سے پورا کام لیا آخر میں آپکی کوہ وقاری انھیں بھی جھکا کر رہی ان میں جو مسلمان ہوئے وہ ثوبت بار وفائے اسلام بن گئے اور اسلامی جماعت میں شامل ہو کر انہوں نے پوری پاکبازانہ زندگی بسر کی نصاریٰ کے بھی ہزاروں انسان لوائے اسلام کے نیچے آگئے، افراد واقوام سے نکل کر آپ کے اخلاق وعمل کی شمیم افروز یاں فرمانرواؤں اور شہنشاہوں کے قلوب میں گھر کرنے لگیں۔ اور قیصر روم جیسا با جبروت فرمانروا بھی متاثر ہو کر رہ گیا۔ جب ابوسفیان قیصر روم کے دربار میں امداد واعانت اور اس سے تخریب اسلام کی مساعی میں شرکت کی دعوت دینے کے لئے پہنچا ہے تو عجیب واقعہ پیش آیا قیصر روم نے ابوسفیان سے پوچھا کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ تمہاری قوم میں جو مدعی نبوت پیدا ہوا ہے اس کی اخلاقی حالت کیسی ہے جواب ملا کہ اخلاقی حالت تو بہت اچھی ہے۔ پوچھا اس نے کبھی امانت میں خیانت کی ہے ابوسفیان نے کہا کبھی نہیں پھر سوال کیا کہ اس نے کبھی جھوٹ بولا ہے اس کا جواب بھی نفی میں تھا۔ قیصر نے پھر استفسار کیا کہ اس نے کبھی کسی پر افترا باندھا ہے یہاں بھی ابوسفیان کو گردن ہلانی پڑی۔

آخر میں قیصر روم نے ایک تقریر کی اور کہا کہ اے ابوسفیان میں نے تم سے پوچھا کہ تمہارے نزدیک وہ کبھی کذب ودروغ کا بھی مرتکب ہوا ہے تو تم نے جواب دیا کہ نہیں تو اس کے اخلاق کے بھی مداح ہو اسے خائن بھی نہیں سمجھتے امین جانتے ہو راستباز کہتے ہو اس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ وہ جھوٹا نہیں سچا ہے اگر وہ خدا پر افترا باندھتا تو وہ آدمیوں اور انسانوں پر افترا باندھنے سے کب چوکتا۔ قیصر روم کے متعلق یہاں تک لکھا ہے کہ وہ محض حضرت رسالتمآب کے حالات ہی سنکر بیحد متاثر ہو گیا تھا اگر تاج وتخت کی حرص اس پر غالب نہ آجاتی اور پادریوں کی مخالفت کا خوف اسے نہ ہوتا تو وہ ضرور اسی وقت اسلام لے آتا شاہ حبش نجاشی کی بھی یہی حالت ہوئی تھی اور بعض نے تو تحقیق کے ساتھ لکھا ہے کہ وہ مسلمان ہو چکا تھا۔

غرض یہ ہے کہ رسول کریم کے سلوک وعمل نے آپ کے بڑے بڑے خونخوار دشمنوں تیرہ دل انسانوں ذی جاہ تاجداروں، قسی القلب کافروں اور فطری بد اندیشوں کے قلوب میں اپنے لئے جگہ پیدا کر لی دنیا آجتک حیران ہے کہ یہ کیا معجزہ تھا جس نے عرب کی کایا پلٹ کر رکھدی وہ حیران تھی اور حیران رہے گی اور اس وقت تک رہے گی جب تک

مفاسد کو زیر و زبر کرنیوالا

عالم نسوانیت پر نبی کریم کا احسان

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کتم عدم سے منصۂ شہود پر رونما ہوئے تو عرب مفاسد اور برائیوں میں بری طرح مبتلا تھا جنگ وجدل کی گھٹائیں امنڈی ہوئی تھیں جہالت و وحشت کا دور دورہ تھا تہذیب و مدنیت کا نام نہ تھا ذرا ذرا سی بات پر قبیلے کے قبیلے کٹ بیٹھتے تھے شراب خواری زناکاری قمار بازی اور لہو ولعب کی شدت تھی بت و کواکب اور آتش و شیطان کی عام پرستش ہوتی تھی لڑکیاں زندہ دفن کر دی جاتی تھیں عورتوں کو حیوانات سے بدتر سمجھا جاتا تھا ایک ایک شخص جتنی عورتیں چاہتا تھا گھر میں جمع کر لیتا تھا اور مرنے پر یہ عورتیں ڈھور ڈنگروں کی طرح بیٹوں میں تقسیم ہو جاتی تھیں نہ وراثت میں ان کا حق تھا اور نہ باپ اور شوہر کی جائداد کی یہ حصہ دار سمجھی جاتی تھیں اور ایک عرب پر کیا منحصر ہے اس وقت تمام ارض عالم اسی قسم کے معاصی و مصائب میں غرق تھی اور عورتیں جو آج نصف بہتر کہلاتی ہیں وہ ہر جگہ انتہائی آلام کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کی جاتی تھیں بھری دنیا میں کوئی ان کی فریاد سننے والا اور ان کے مصائب پر چار آنسو بہانے والا نہ تھا اور اس نیلگوں آسمان کے نیچے ان پر آئے دن قہر و عتاب کی بجلیاں لوٹتی رہتی تھیں۔

ہندوستان، چین، عرب، روم اور ایران میں جہاں اور جس سرزمین پر دیکھو ہر جگہ عورت کو برے سے برے اور مکروہ سے مکروہ خطابات ملے ہوئے تھے کہیں اسے بچھو اور سانپ سے تشبیہ دی جاتی تھی کہیں اسے دوزخ کی آگ اور موت سے بدتر خیال کیا جاتا تھا اور کہیں اسے شیطان کی خالہ، بیوفا، اور مرد کو تباہ کر دینے والی کے لقب ملے ہوئے تھے ایک سیلاب بلا تھا جو اس صنف ضعیف کے خلاف امنڈا چلا آتا تھا اور کوئی آشنا نہ تھا جو اٹھے اور اٹھکر اس کی تردید کرے عورت غریب خود اتنی بھولی اور مفلوک بنی ہوئی تھی کہ یارا نہ تھا کہ وہ اپنی کوئی آواز بلند کر سکے آپ کو یہ سنکر تعجب ہوگا کہ اسی یورپ میں جو آج تہذیب و مدنیت اور علم و ایجاد اور عقل و فراست کا ٹھیکہ دار بنا بیٹھا ہے ۵۸۶ء میں مختلف ممالک کے مسیحیوں کی ایک کانگریس اس امر پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوتی ہے کہ آیا عورت میں روح بھی ہے یا نہیں اور یہ پیدا کی گئی ہے تو کس مقصد کے لئے۔ بڑے بڑے متقیل اور اس عہد کے یورپین فلاسفر اور علما اس غور و بحث میں حصہ لیتے ہیں اور اس کے بعد یہ فیصلہ کرتے ہیں (اور آج کے یورپینوں کے اجداد ہی) تو یہ کہ "عورت ہے تو انسان ہی مگر پیدا اس لئے کی گئی ہے کہ وہ مرد کی خدمت کرتی رہے۔"

کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ اس زمانہ ہی میں نہیں بلکہ اس سے پیشتر کے عہد میں عورت کو انسان ہی نہ سمجھا جاتا تھا اور سمجھا ہی جاتا تو ہندوستان میں شوہر کی مردہ لاش کے ساتھ عورت کے زندہ جلنے اور جل کر مر جانے کا دستور کبھی قائم نہ ہوتا۔

فضلائے مغرب کے آباء و اجداد کے کارنامے

ظاہر ہے کہ جب تمام عقلائے یورپ نے مل کر یہ طے کر دیا ہوگا کہ عورت صرف مرد کی خدمت ہی کے لئے پیدا کی گئی ہے تو خود غرض مرد کتنے دلیر نہ ہو گئے ہوں گے اور ان پر کتنی بجلیاں اور نہ ٹوٹ پڑی ہونگی۔

عورتوں کی وہ صبح صبح نجات تھی جس روز سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے آپ نے عورت کو شیطان کے بجائے شیطان سے بچنے کا تعویذ قرار دیا اور فرمایا کہ عورت انسانیت کا وہ جزو اہم ہے جس کے بغیر کسی طرح اس کی تکمیل نہیں ہو سکتی آپ نے صاف و صریح الفاظ میں فرمایا کہ "جنت ماں (عورت) کے قدموں کے نیچے ہے" "ان کے ساتھ بہتر سلوک کرو" "انھیں معلق نہ چھوڑے رکھا کرو" "جو خود کھاؤ وہ انھیں کھلاؤ جو خود پہنو وہ انھیں پہناؤ" "دنیا کی بہترین نعمت ایک نیک اور صالح عورت ہے" "تم میں اچھا وہ ہے جو عورتوں کے حق میں اچھا ہے" "انھیں تکلیف نہ دیا کرو"

یہی نہیں بلکہ انھیں خلع یعنی طلاق حاصل کر لینے کا بھی حق دیا بیوہ اوں کی شادی کو کار ثواب فرمایا باپ بھائی اور شوہر کے ورثہ و ترکہ میں اسے پہلی مرتبہ شرکت کی بشارت ملی مہر اس کا حق قرار پایا اس کی جداگانہ ملکیت اور جداگانہ حیثیت قرار دی گئی مردوں کی طرح ان پر بھی علم فرض کیا گیا، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، اور دیگر فرائض کا ان پر بھی اسی طرح اطلاق کیا گیا جس طرح مردوں پر کیا گیا تھا غرض یہ کہ عورت دنیا میں پہلی اور سب سے پہلی بار ایک ذمہ دار آزاد فرد انسانیت کی حیثیت سے دنیا کے اسٹیج پر نمودار ہوئی اور آپ نے سب سے پہلی دفعہ انھیں ان کے حقوق دلائے اور حقوق بھی قریب قریب مساوی دلائے یہ اتنا بڑا اور اتنا عظیم اور مہتم بالشان کارنامہ رسالت ہے جس کی کوئی نظیر اس کائنات میں ڈھونڈھے سے بھی نہیں مل سکتی۔

غور کیجئے جو حقوق دنیا اپنے پورے ادعائے حریت نسواں اور جمہوریت نوازی کے باوجود آج بھی عورت کو نہیں دے سکی وہ اسلام نے صدیوں پیشتر اسے عطا کر دئیے تھے یورپ کی عورت آج اتنی آزاد بلکہ بے عنان ہے کہ اس نے مردوں کا ناطقہ بند کر رکھا ہے اور وہ ہر شعبۂ حیات میں زبردست ترقی کر رہی ہے مگر پھر بھی نہ مذہب نے اسے نوازا ہے اور نہ قانون نے اس کی یارگیری کی ہے۔ جب تک وہ کنواری ہے باپ یا خاندان کے نام کی مناسبت سے پکاری جاتی اور مس رچرڈ اور مس فلورنس کہلاتی رہتی ہے اور جب بیاہ دی جاتی ہے تو شوہر میں جذب ہو کر مسز ہنری اور مسز فلپ بنجاتی ہے نہ اسلامی خاتون کی طرح اسے وراثت اور ترکہ میں حقوق حاصل ہیں اور نہ مہر کی حقدار ہے مذہب نے اسے طلاق لینے اور علیحدہ ہونے کا حق ہی نہیں دیا اور نہ قانونا وہ اس کی حقدار تھی اب کچھ عرصہ سے قانون نے ضرور اسے طلاق کا حق دیدیا ہے ہندوستان کی عورت کا بھی یہی حالت ہے ہندو چاہتے ہیں کہ انکی عورتوں کو بھی خاص حالات میں طلاق کا حق حاصل ہو جائے مگر ان کا مذہب آڑے آ رہا ہے اور وہ اس خامی کو صرف اسلام سے اخذ کردہ روشنی ہی کے ذریعہ پورا کر سکتے ہیں دنیا کتنی ہی ترقی کر چکی مگر وہ ابھی تک اس مرتبہ پر عورت کو فائز نہیں کر سکی جس پر اسلام نے آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے نامزد کر دیا تھا اسلام ہی آخر ربانی مذہب ہے جس کا مقابلہ دیگر مذاہب ہرگز نہیں کر سکتے اور مقابلہ تو کیا کریں گے جوں جوں زمانہ ترقی کرتا جاتا ہے انھیں خود اپنی خامیاں نظر آتی جاتی ہیں قرآن کریم میں ارشاد باری ہے ومن ایاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا

لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ یعنی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے خود تم ہی میں سے تمہارے جوڑے پیدا کئے تاکہ تمہیں تسکین حاصل ہو اور تمہارے مابین محبت و شفقت پیدا کر دی۔"

"تسکین" کے معنے ہیں راحت قلب اور سکون دل کے وہ راحت جو سارے غم و فکر کو بھلا دے پھر جو راحت قلب محبت و شفقت سے پیدا ہو وہ تو ایک نعمت الٰہی ہے جس کا شکر انسان پر ہر اعتبار سے ہر حالت میں لازم ہے پھر جو چیز راحت قلب اور سکون روح ہو کون ہے جو اس کی تحقیر و تذلیل کر سکے اور جن کا ایمان اس آیت پر ہو سکتا ہے وہ ہرگز عورت کی تحقیر نہیں کر سکتے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرما دیا تھا کہ "عورتوں کی تحقیر ہرگز نہ کرو عورت گھر کی مالکہ اور اپنے شوہر کے گھر کی حاکمہ ہے اور اپنی رعیت کے لئے ذمہ دار ہے۔"

خواتین میں احساس خودداری کی تخلیق

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک نوجوان صحابی سے پوچھا جن کا نام معاذ بن جبل تھا کہ تمہاری شادی ہو گئی ہے انہوں نے جواب دیا کہ نہیں آپ فرماتے ہیں کہ معاذ تمہیں چاہیئے تھا کہ تم شیطان سے بچنے کے لئے کسی عورت سے شادی کر لیتے جب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے تبلیغ شروع کی اور عورتوں کو معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ہماری حمایت میں ہیں پھر تو ان کے حوصلے بڑھ گئے۔ ان میں خودداری اور عزت نفس کے جذبات پیدا ہونے لگے اور انھیں اس فضل و کمال اور عرفان و ذوق کی خواتین پیدا ہونے لگیں کہ اکثر مرد بھی ان سے ٹکر نہ کھا سکتے تھے۔ خود حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت سکینہ اور حضرت عائکہ اپنے زمانہ کی زبردست اور یکتائے روزگار فاضلہ اور عالمہ ہو گذری ہیں۔ علم فرض ہو ہی چکا تھا اس لئے عورتیں بھی مردوں کے دوش بدوش تعلیم حاصل کرتی تھیں شریک مجلس ہوتی تھیں خطبات سنتی تھیں خود تقریریں کرتی تھیں روزہ رکھتی تھیں نمازیں پڑھتی تھیں اور غزوات اور جہادوں میں شریک ہو کر جنگی خدمات انجام دیتی تھیں اور خوبی کے ساتھ دیتی تھیں۔

دربار رسالت کی طرف سے ہر قسم کی جائز آزادی انھیں حاصل ہو ہی چکی تھیں شخصی معاملات کے علاوہ . . . . قومی معاملات میں بھی برابر حصہ لینے لگی تھیں دعوت و ارشاد تبلیغ اسلام مقابلہ و جہاد تمام معاملات میں ابتدائے اسلام ہی سے عورتوں نے حصہ لینا شروع کر دیا تھا اور یہ حصہ روز بروز افزوں تر ہوتا چلا جاتا تھا۔ حضرت ام عطیہ رض فرماتی ہیں کہ میں خود مجاہدین کا کھانا پکاتی تھی ان کے خیموں کی حفاظت کرتی تھی زخمیوں کی مرہم پٹی بھی کرتی تھی اور بیماروں کی تیمارداری بھی میرے سپرد رہتی تھی۔ حضرت ام سنان کہتی ہیں کہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم غزوہ خیبر پر تشریف لیجانے لگے تو میں نے حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور مجھے بھی لشکر کے ساتھ چلنے اور رہنے کی اجازت عطا فرمائیں میں پھٹی ہوئی مشکیں سیونگی پانی بھر بھر کر زخمیوں کی پیاس بجھاؤں گی بیماروں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کروں گی۔"

آپ نے یہ سنکر بہت خوشی کا اظہار کیا اجازت عطا فرمائی اور کہا تمہاری اور بھی بہنوں نے مجھ سے اسی قسم کی درخواست کی تھی میں نے انھیں بھی ساتھ چلنے اور لشکر اسلام کی خدمات انجام دینے کی اجازت دیدی ہے۔ خود حضرت انس کا بیان ہے کہ "میں نے جنگ احد میں ام المومنین حضرت عائشہ اور اپنی والدہ حضرت ام سلیم کو خود دیکھا ہے کہ وہ مشکیں اپنے پیٹھ پر لادے آستین چڑھائے اور ازار اونچی کئے میدان میں ادھر ادھر دوڑتی پھرتی تھیں پیاسوں کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں اور جب پانی ختم ہو جاتا تھا اور مشکیں خالی ہو جاتی تھیں تو دوڑکر اور بھر لاتی تھیں جوں جوں اسلام کی طاقت بڑھتی اور شوکت و قوت ترقی کرتی گئی اسی نسبت سے عورتوں کے فرائض کی گرانباریاں بھی زیادہ ہوتی گئیں اور وہ زمانہ بھی آ گیا کہ انہوں نے خود بڑے بڑے لشکروں میں شامل ہو کر بہادرانہ جنگیں لڑیں اور نہ صرف جنگیں لڑیں بلکہ فوج لشکروں کی رہبری و سرداری کی اور انھیں قابلیت کے ساتھ لڑایا۔

ہر قسم کے حقوق عطا کئے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر خدا تھے اور جہاں اور جس نکتہ تک آپ کی نگاہیں پہنچ سکتی تھیں اور جو کچھ آپ سوچ اور دیکھ سکتے تھے وہ دوسرے علما اور فلاسفروں سے ممکن نہ تھا۔ دنیے کو آپ نے عورتوں کو ہر قسم کی آزادی دیدی حتیٰ کہ وہ مساجد کی عبادت گذار میدان جنگ کی سپاہی اور مجلس علم کی فاضلہ بن گئیں اور ہر شعبہ حیات میں وہ آگے بڑھنے اور ترقی کرنے لگیں!

مگر آپ نے انھیں مرکز نسوانی سے نہ ہٹنے دیا کہ مرکز سے ہٹکر اور ٹوٹ کر ہر چیز اپنی خوبی اور رعنائی کھو بیٹھتی ہے۔ آپ نے بتایا اور جتا دیا کہ رہو اپنے مرکز پر قائم اور اس پر نگاہ رکھکر جہانتک گھوما جا سکے گھومو اور چکر لگاؤ۔ یعنی اپنی نسوانیت کو نہ بھولو اور اپنے مخصوص فرائض فطری کو پس پشت نہ ڈال دو تمہارا پہلا کام قوم کے بچوں کی پرورش و تربیت اور انھیں لائق بنانا اور گھر کی دیکھ بھال اور نگہداشت کرنا ہے کہ اس سے غافل ہو ئیں اور نظام ٹوٹا۔ آپ نے انھیں تاکید کی کہ وہ آرائش کی طرف سے غافل نہ ہوں۔ سنگار کریں آپ ان قریشی عورتوں پر فخر کیا کرتے تھے کہ جو اپنا گھر ہوشمندی کے ساتھ سنبھالے رکھتی تھیں اور اپنی اولاد کی تربیت اچھی طرح کرتی تھیں۔

آپ جب کسی عورت کو اپنی زینت اور مادرانہ اور نسوانی فرائض کی طرف سے غافل پاتے تھے تو فوراً ٹوکتے تھے اس عہد کی سب سے بڑی اور سادہ زینت و آرائش یہ تھی کہ ہتھیلیوں پر مہندی لگائی جائے اور کلائیوں میں چوڑیاں ہوں۔ حضرت ام سنان کہتی ہیں کہ جب میں مسلمان ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھوں میں مہندی اور چوڑیاں نہ دیکھکر فرمایا کہ:-

"یہ کچھ مشکل ہے کہ تم عورتیں اپنے پیرہن رنگ لیا کرو اور ہاتھوں میں چوڑیاں پہن لیا کرو خواہ وہ چمڑے ہی کی ہوں۔"

یہ ایک بہت اہم نکتہ ہے مغرب کی خواتین نے مرکز نسوانیت ہی سے ہٹکر اپنی اور اپنے مردوں کی حیات معاشری کو تباہ کر لیا ہے ان کے سنگار نسوانی سنگار نہیں ہے انھیں چوڑیوں اور مہندی سے نفرت ہے اور وہ مردانہ مشاغل اختیار کرتی اور اپنی نسوانیت کو برابر کھوتی چلی جا رہی ہیں رسول کریم نے عورت کو سب کچھ دیا مگر عورت ہی رکھا اور مغرب نے کچھ بھی نہ دیا مگر عورت کو ایک عجیب قسم کا جانور بنا کر اس سے اس کی ساری نسوانی دلفریبیاں چھین لیں۔

اسلام اور عورت ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی وہ معرکۃ الآرا تصنیف جس نے مسلمان عورت کو دنیا کی ہر عورت سے ممتاز ثابت کیا ہے قیمت دس آنے۔ (حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے)

قبائل کو شیر و شکر کرنیوالا

دنیا کا سب سے بڑا رہنمائے اعظم

ارض عالم کی رہنمائی و رہبری اور رشد و ہدایت کا منصب جلیل اگر کسی کو عطا کیا جاسکتا ہے تو وہ ایک اور صرف ایک ہی ہستی ہوسکتی ہے جس کا نام نامی اور اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جو بلاشبہ پیغمبر اعظم اور تمام دنیا میں منتخب الزمان تھے اس لئے کہ رہنمائی کے لئے جن خصائل و فضائل کی ضرورت ہے وہ سب تنہا آپ کی ذات میں مرکوز تھے رہنما کی سب سے بڑی کارفرمائی اور قابلیت یہ ہے کہ وہ قوم کو متحد کر دے اور اس کے مختلف عناصر میں ہم آہنگی پیدا کر کے ان کے اندر اتحاد مقاصد کی روح حلول کر دے اور اس کے بعد اسے ارتقائی بلندیوں پر فائز کرنے کی سعی کرے۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس باب میں جو معجزہ کاریاں دنیا کے سامنے پیش کیں وہ اپنی نوعیت میں بالکل لاثانی اور حد درجہ محیر العقول تھیں ربع مسکون کے اندر اب تک لاکھوں نبی، پیغمبر، ولی، رشی، سنت، لیڈر، قائد اور رہنما پیدا ہوئے اور ہوتے چلے جاتے ہیں اپنے اپنے وقت اور اپنے اپنے رنگ میں سب ہی نے قوموں کی رہنمائیاں بھی کیں اور ان میں اتحاد پیدا کرنے میں بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا بلاشبہ انھیں اس مقصد میں کامیابیاں بھی ہوئیں مگر ایسی کہ ان پر کوئی ناز نہیں کیا جاسکتا اور نہ دنیا ان پر انھیں سراہ سکتی ہے البتہ اس سلسلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کام اتنا شاندار کام تھا جسے سرا ہنا یا بنظر استحسان دیکھنا تو ایک طرف اس پر سب اب تک انگشت بدندان ہیں اور غالباً قیامت تک رہیں گے ایک ایسی قوم جو ہزار دو ہزار فرقوں میں منقسم ہو اور ہر فرقہ دوسرے فرقہ کا دشمن بنا ہو رات دن جنگ و جدل حرب و پیکار کی آئے دن گرم بازاریاں ہوں اسے متحد و متفق و متحد بنا دینا اور اتنی یکجہتی پیدا کر دینا کہ وہ دشمن سے دوست اور غیر سے بھائی بنجائیں کوئی معمولی بات نہیں دنیا میں کوئی ایک ملک بھی ایسا نہیں جو اتحاد و اتفاق کی برکات کا معترف نہ ہو اور جو اسے اساس ترقی نہ جانتا ہو۔ تمام مذاہب تمام اقوام اور طبقے نہ صرف اس کے حامی ہی رہے بلکہ اس کی ضرورت بھی شدت کے ساتھ محسوس کرتے رہے لیکن یہ چیز جتنی اہم و ضروری ہے اتنی ہی ناپید ہے اور کوئی وقت بھی ایسا نہیں رہا کہ کوئی قوم اور کوئی ملت کسی اصول کا رہنمتحد ہوئی ہو اتحاد پایا بھی گیا تو بہت تھوڑے انسانوں میں۔

اتفاق کی ماہیت

جس کی ضرورت ایک عالمگیر نوعیت رکھتی ہو اور پھر بھی نہ حاصل نہ ہو اس کے متعلق یہی کہا جائے گا کہ یا تو کام کرنا نہیں آتا یا اس کی اصلیت و ماہیت کا کسی کو پوری طرح علم ہی نہیں ہوسکا ہے ہمارے نزدیک موخر الذکر وجہ قرین عقل ہے اس لئے کہ ہم نے جب غور کیا تو یہی نظر آیا کہ اسلام کے سوا کسی ایک مذہب نے بھی یہ نہیں بتایا کہ اتفاق اصل میں چیز کیا ہے اور اسے کس طرح قائم رکھا جاسکتا ہے یہ اسلام اور صرف اسلام ہی تھا جسنے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زبان مبارک سے اس کی اصلیت واضح کرائی اور بتایا کہ اتفاق کی حد کیا ہیں دنیا میں اتفاق ضروری ہونے کے ساتھ اختلاف کس حد تک ناگزیر ہے تمدن کا یہ اولین و اہم جز ایک عرصہ دراز سے تشنہ تکمیل پڑا تھا اور کسی کی نظر اس نکتہ تک نہ پہنچی تھی سب سے پہلے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اسے سہل تر شکل میں پیش کیا اور ایک ایسا نظریہ سامنے لاکر رکھدیا جو بالکل جدید اور اچھوتا تھا۔ اتفاق مشتق ہے "وفق" سے اس کے معنی ہیں ایک چیز کا دوسری چیز کے بالکل مطابق ہونا اور نہ صرف مطابق ہونا بلکہ باہم اس طرح مل جانا کہ گویا تمیز نہ ہوسکے اور نہ پھر علیحدگی ممکن ہو ظاہر ہے کہ اس مفہوم میں وہ چیز داخل ہے جو قطعی غیر ممکن ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ سب کی نیتیں سب کی رائیں اور سب کے فوائد یکساں ہو جائیں چونکہ اسی نظریہ کے پیش نظر اتفاق کی سعی و جہد کی جاتی تھی اسلئے کامیابی نہوتی تھی اور نہ ہوسکتی تھی اس لئے کہ عام افراد و اقوام میں باہم رنگ و نسل اخلاق عادات ارادہ افکار اوضاع و اطوار اور شکل و صورت کے ہزار ہا اختلافات موجود ہیں، موجود تھے موجود رہیں گے اقوام تو ایک طرف افراد تک میں بھی یہ تباین برسر عمل ہے اور اس شدت و کثرت کے ساتھ برسر عمل ہے کہ دو شخصوں میں باہم پوری ہم آہنگی نظر نہیں آتی اور محال ہے کہ ان میں ایسا اتحاد پیدا ہو جائے کہ وہ دونوں ہر اعتبار سے ایک نظر آنے لگیں چونکہ مفہوم و عمل دونوں چیزیں غیر فطری تھیں اس لئے باوجود اس کے کہ تمام ادیان اسے ضروری و اہم سمجھتے تھے اس مقصد میں کامیاب نہ ہوئے اور نہ وہ اپنے پیرووں میں اتفاق کی صحیح روح پیدا کر سکے۔

اسلام کا نظریہ

قرآن کریم میں اتفاق کے لفظ کے بجائے واعتصموا بحبل اللہ کے الفاظ رکھے گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتفاق کے مفہوم کو نئے رنگ اور نئے انداز میں پیش کیا جس کے معنے صرف یہ تھے کہ تمام افراد و اقوام ایک مرکز پر جمع ہو جائیں اس کے مقابل میں تفرقہ کا لفظ لایا گیا جس کے معنے مرکز سے دوری اور بعد کے ہیں اس طرح جہاں پہلے اتفاق اپنے بعید القیاس مفہوم کے اعتبار سے بالکل ناممکن العمل سمجھا جاتا تھا وہاں ایک مرکز پر جمع ہونے کا یہ جدید اصول قابل عمل آسان اور بہتر سمجھا گیا اب کسی سے یہ نہیں کہا جا رہا تھا کہ تم نیت ارادہ اور فائدہ کے اعتبار سے ایک ہو جاؤ بلکہ صرف اس پر زور دیا جا رہا تھا کہ ایک مرکز پر جمع ہو جاؤ ہر صاحب عقل اس کا اعتراف کرے گا کہ مرکزیت ہی ارتقائے عالم کی روح ہے جب تک کوئی چیز مرکز سے وابستہ رہیگی اس وقت تک اس کے اندر طاقتیں موجود رہیں گی ایک سپاہی کو دیکھو بظاہر معمولی انسان ہے اس کے اندر پولیس کی پوری قوت موجود ہے اور جب وقت آتا ہے تو سلطنت کی تمام طاقتیں اس کی حمایت پر ہوتی ہیں درخت کی ہر شاخ اسی وقت تک شاداب ہے جب تک کہ اس کا تعلق مرکز سے ہے جہاں مرکز سے ٹوٹی یا تو ڈھور ڈنگروں کا چارہ بن گئی یا خشک ہو کر آگ کی نظر ہوئی ایک انگریز پر چین میں ظلم ہوتا ہے اس کی آواز سارے انگلستان کو بیچین کر دیتی ہے وجہ کیا ہے یہی کہ وہ مرکز کی ایک شاخ ہے جس کی پشت پر انگلستان کی پوری طاقت کام کر رہی ہے آج بھی جن قوموں میں مرکزیت کی شان موجود ہے وہ بام ترقی پر فائز ہیں مسلمانوں میں جب تک مرکزیت رہی ان کی بھی یہ حالت تھی کہ جاوا کے ایک مسلمان کی آہ اندلس تک کے مسلمانوں کو بیتاب کر دیتی تھی مگر جب یہ صورت جاتی رہی مرکزیت باقی نہ رہی تو وہ ذلیل و مغلوب بنکر رہ گئے خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا قرآن کریم نے مسلمانوں سے صرف یہ کہا واعتصموا بحبل اللہ یعنی سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو یا الفاظ دیگر بتایا یہ گیا کہ تم ارادہ افکار اور نیت اور ارادہ میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے بجائے

صرف یہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کی اس مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو یعنی قرآنی احکام پر عمل کرو۔

اب آپ سمجھ گئے کہ یہاں اتفاق قرآن پاک پر عمل کا نام ہے اس سے صاف مطلب یہ ہے کہ جب لوگ قرآنی احکام پر عمل کرنے لگیں گے تو ان کے روحانی مدارج اور دنیوی عروج و کمال کے لئے جس حد تک بھی اتفاق کی ضرورت ہے وہ اس میں ضرور پیدا ہو جائے گا ظاہر ہے کہ یہ اتفاق سراسر روحانیت پر مبنی ہے اور جو اتفاق روحانیت پر مبنی ہوگا وہ ضرور کامیاب ہوگا چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے جیسا شاندار اتفاق پیدا ہوا جس کی نظیر پوری دنیا کی تاریخ میں کہیں ڈھونڈے بھی نہیں مل سکتی عرب کے تمام ہاشمی، تمام تمیمی، تمام کلبی، تمام بنو تغلب سب ایک ہو گئے۔

اختلافات معدوم کر دیئے

یا تو یہ حالت تھی کہ جب جنگ چھڑ جاتی تھی تو صدیوں ختم ہونے کو نہ آتی تھی بات بات پر جھگڑے تھے اور کام کام پر فتنے بلند ہوتے رہتے تھے قبائل کے قبائل باہم لڑتے اور خاندان کے خاندان کٹتے اور مرتے رہتے تھے اور کوئی ایک ایسا معاملہ بھی نہ ہوتا تھا جس میں یہ سب متفق ہو سکیں مگر اب یہ صورت پیدا ہو گئی کہ قبائلی اختلافات ہی سرے سے نابود ہو گئے اور سب بھائی بھائی بن گئے۔

جب احکام اسلام پر جوش عمل ہونے لگا سب کے سر ایک معبود برحق کے سامنے جھک گئے سب ایک صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے سب ایک خدا کے بندے ایک نبی کے امتی اور ایک مذہب کے پیرو بن گئے اور فضیلت کا معیار صرف تقویٰ قرار پا گیا تو پھر اب جھگڑا ہی کیا تھا جس قرآن کی بنا پر یہ اتفاق ہوا تھا اس کے احکام سب کے لئے واجب العمل تھے سب اس کے پیرو تھے اور وہ سب کی مشترک مقدس کتاب تھی اب نیتوں ارادوں اور مقاصد کی یکسانیت کا سوال ہی نہ تھا کسی سے یہ کہا ہی نہ جاتا تھا کہ تم ان امور میں ہم رنگی پیدا کرو کہا جاتا تو فوراً ذہن محالات کا سوال سامنے آجاتا اور قیاس مع الفارق کی طرف خیال منتقل ہو کر طبائع میں انتشار پیدا کر دیتا یہاں تو سب کچھ کہا جا رہا ہے اور اس انداز و نہج سے کہا جا رہا ہے کہ خیال و قیاس پر بھی بار نہ ہو اور جو صورت سامنے آئے نہایت آسان صورت میں سامنے آئے اور اتفاق ہو اور اس طرح ہو کہ کسی کو احساس بھی نہ ہو اور بلا ارادہ و نیت کے سب ایک ہو جائیں چنانچہ سب ایک ہوئے اور اس طرح ہوئے کہ دنیا میں کبھی نہیں ہوئے تھے اور نہ فلک نیلگوں نے اپنی اس کہنہ سالی کے باوجود کسی قرن و عہد میں یہ صورت مشاہدہ کی تھی۔

اعتصام بحبل اللہ کا سبق

اس اعتصام بحبل اللہ کے سبق کے ساتھ ایک اور مفید اور عدیم المثال سبق پڑھا گیا اور وہ بھی اس فلسفیانہ انداز سے پڑھایا گیا کہ محقق طبائع محض اس تصور سے سرشار ہو کر رہ جاتی ہیں حکم ہوا کہا گیا اور اصول مقرر کیا گیا کہ محبت و عداوت ”ذاتیات“ کے لئے نہیں ذاتی مفاد اور ذاتی نقصان کے لئے نہیں بلکہ محض اللہ کے لئے ہونی چاہئے یعنی اللہ کے لئے اور اللہ کے لئے جو اللہ سے محبت کرتا ہے اس سے محبت کرو جو اللہ کے احکام پر چلتا ہے اس سے محبت کرو جو اللہ سے بغض رکھتا ہے اس سے بغض رکھو جو شعائر اللہ سے عداوت رکھتا ہے اس سے عداوت کرو پھر اس کے مفہوم میں بھی ایک لطیف فرق ہے یعنی یہ عداوت و محبت لوث دنیوی سے بالکل پاک ہو اور زیر احکام الٰہی رہے یہ نہ ہو کہ ہم اقوام غیر اللہ و مذاہب غیر سے یہ سمجھ کر عداوت کرنے لگیں کہ یہ اللہ کے محبوب نہیں یا ان میں بعض امور و احکام ایسے ہیں جن سے توحید کی اہانت کا پہلو نکلتا ہے

یا کوئی مسلمان نماز نہیں پڑھتا اور جرائم کا ارتکاب کرتا ہے تو لامحالہ اس کی معاندت پر کمر باندھ لی جائے اور اسی بنا پر اسے نقصان بھی پہنچایا جائے اس سے عداوت بھی کی جائے اور اس پر آوازے کسے جائیں نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ جو قدم بھی اٹھے وہ احکام الٰہی کے ماتحت اور ان کی منشا کے مطابق اٹھے اگر منشائے قرآن بھی یہ ہو کہ اسے نقصان پہنچایا جائے تو ضرور پہنچاؤ ورنہ کوئی قدم نہ اٹھاؤ کیونکہ اسلام سراپا امن و محبت ہے اور اس میں عداوت و عناد کو بہت کم دخل ہے۔

ان سب صورتوں اور اتحاد کی سرشاریوں میں بھی اکثر بیماریاں لاحق ہوتی ہیں اور اختلاف طبائع و فوائد اور فرق عقل و رائے کی بنا پر بھی اختلافات لازماً شروع ہو جاتے ہیں جنہیں اگر بے لگام اور بے عنان چھوڑ دیا جائے تو بہت جلد عداوت اور شدید عداوت کی صورت اختیار کر جاتے ہیں اور اگر موقع اور وسعت ہے تو یہی عداوت جنگ عظیم اور فتنہ کبیرہ کی شکل اختیار کر لیتی ہے اس لئے اسلام نے یہاں اختلافات کا فیصلہ بھی انسانوں اور فریقوں کے ہاتھ میں نہیں چھوڑا کہ عداوتوں کو بڑھنے اور پھیلنے کا موقعہ ملے بلکہ صاف طور پر حکم دیا گیا کہ ایسی شدید صورتوں میں اللہ کی طرف رجوع کرو۔

یعنی اگر اختلافات شدید صورت اختیار کر جائیں اور مصالحت کی امید مفقود ہوتی نظر آئے تو خود نہ جھگڑو فوراً عداوتوں اور انتقام پر آمادہ نہ ہو جاؤ بگڑ نہ بیٹھو بلکہ اپنے اختلافات خدا کے سپرد کر دو اور قرآن و احادیث کا جو حکم ایسی صورت میں ہو اسی پر عمل کرو کوئی حاکم کوئی جج اور کوئی سردار جج ہو تو اس پر جنبہ داری کا خیال بھی گذر سکتا ہے مگر اللہ اور اس کے رسول اور کتاب اللہ کی جانب تو اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اس عہد میں سرکاری فیصلوں کی نوعیت دیکھ لو اپیل پر اپیل ہوتی اور مقدموں پر مقدمے لڑتے چلے جاتے ہیں ہزاروں روپیہ ضائع ہوتا ہے عداوتیں بڑھتی جاتی ہیں اور دشمنیاں متوارث ہو جاتی ہیں جن کا اثر خاندانوں اور نسلوں تک متعدی ہوتا ہے اسلام نے لڑائی اور جھگڑے کی تمام صورتیں ہی منقطع کر دی ہیں اور حکم دیا ہے جزاء سیئة سیئة مثلها یعنی کسی نے تمہیں نقصان بھی پہنچایا ہو تو زیادہ سے زیادہ اسے اتنا ہی نقصان پہنچا سکتے ہو لیکن اگر تم نیکی کرو اور معاف کر دو تو اس کا بدلہ ثواب ہے اور خدائے قدوس ضرور اس کا صلہ عطا فرمائے گا اب کون ہے جو صرف انتقام کی خاطر اجر عظیم اور فائدہ کو چھوڑ دیگا انتقام سے تو زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ دل کی آگ ٹھنڈی ہو جائے مگر عفو و درگذر میں جو لطف و لذت ہے اس کا اندازہ کچھ وہی مبارک ہستیاں کر سکتی ہیں جو اس کی لذت شناس ہوں اس لذت کے علاوہ حصول ثواب بھی اور اللہ جل جلالہ کی رضا جوئی اور خوشنودی بھی اس تعلیم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانفشانی و جہد عظیم نے عرب کی انتقام جو طبائع کو بالکل ٹھنڈا کر دیا سینوں کی بھڑکتی ہوئی آگ بجھ گئی عداوتوں سے دل پاک ہو گئے اور سارے قبائلی اختلافات فنا ہو کر رہ گئے اور سب مسلمان ایک تن واحد کی صورت اختیار کر گئے یہ وقت کا اتنا بڑا دشوار اور اتنا عظیم الشان کارنامہ تھا جو کوئی نہ کر سکا تھا اور نہ کر سکتا تھا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور ایک قلیل وقفہ میں کیا آج بھی مسلمان منتشر ہیں غیر متحد ہیں ان میں نظم و اتحاد پیدا کرنے کی ہزاروں صورتیں اختیار کی جاتی ہیں مگر کامیابی نہیں ہوتی اور نہ ہو گی تاوقتیکہ وہی صورت اختیار نہ کی جائے جو اسلام نے سوچی ہے پہلے مرکزیت قائم کرو اور ایک چیز سامنے لاؤ اس کے بعد خود بخود اتفاق پیدا ہو جائے گا ہمارے نزدیک ہندو مسلم اتحاد کے لئے بھی اسی اصول سے کام لیا جا سکتا ہے۔

اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا

غارِ حرا کا کیف و عرفان

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنی نیک نفسی صداقت شعاری اور سچائی کے باعث مکہ معظمہ میں امین مشہور ہو چکے تھے بچپن میں بکریاں چرائیں جوانی میں تجارت کی اس کے بعد ایک دولتمند اور شریف خاتون سے عقد ہو جانے کے باعث اس کش مکش معاشری سے بھی گونہ بیفکری حاصل ہو گئی جو طفولیت سے آپ کے ساتھ رہی تھی ایک انسان اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر نہایت روپیہ پیدا کر کے عیش و سرور کی زندگی گذار سکتا اور مکہ میں امیر الامرا بن کے رہ سکتا تھا کام کرتے یا نہ کرتے بہرحال نہیں عافیت و آرام اور عزت و شرف کی زندگی بسر کرنے کے سامان فراہم ہو گئے تھے لوگ کہتے تھے کہ اب کیا ہے محمد امین عیش کرینگے مگر ان کی پہلی حیرت یہ تھی کہ آپ اس کے بعد کچھ چپ چپ اور خاموش رہنے لگے اور لوگوں سے ملنا جلنا بہت کم ہو گیا وجہ یہ تھی کہ جوں جوں سن شریف بڑھتا جاتا تھا آپ کو رویائے صادقہ آتے جاتے تھے لبا اوقات ایسا ہوا ہے کہ نور کے ٹکڑے آپ کی نگاہوں کے سامنے آئے سینہ میں یک بیک روشنی پیدا ہو گئی قلب کا لیمپ روشن ہو گیا اور آپ ایک کیف و سرور میں مستغرق ہو گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ کو غش تو ایک مرتبہ بھی نہ آیا لیکن سرشاری نہ صرف بڑھتی چلی گئی۔

روحانی مدارج ارتقا طے کرنے کے لئے ریاضات و مجاہدات کی ضرورت لازمی طور پر داعی ہوا کرتی ہے اور جب تک سکون و خاموشی کے ساتھ گوشہ نشین ہو کر تزکیہ نفس اور معرفت کے مراحل طے نہ کر لی جائیں اس وقت تک قلب کی تربیت نہیں ہوتی مجاہدہ و ریاضت ہی اور ذرہ ہی یکسوئی میں انسان کے دل میں کسب ضیائے ربانی کی استعداد پیدا کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ صوفیائے کرام اور اولیائے عظام بھی تصفیہ قلب کے لئے برابر مجاہدات اور چلہ کشیاں کرتے رہے ہیں آپ بھی اس اصول روحانی سے مستثنیٰ نہ تھے آپ کو دنیا میں بڑے بڑے کام کرنے اور بڑے بڑے مدارج حاصل کرنے تھے لیکن کوئی استاد تھا اور نہ مرشد قدرت خود آپ کی رہبری کر رہی تھی اور ایزد متعال کی رحمت آپ کی تربیت نفس کی راہیں نکال رہی تھی آپ خود بخود کسی طرف کھنچے چلے جا رہے تھے نہ اولاد کی طرف زیادہ توجہ تھی اور نہ پیاری اور غمگسار بیوی کی طرف بہت زیادہ مائل ہوتے تھے اکثر باہر نکل جاتے اضطراب اور گھبراہٹ میں جنگل جنگل پہاڑ پہاڑ اور گھاٹی گھاٹی گھومتے پھرتے کہیں دل نہ لگتا کسی جگہ چین نہ ملتا تو گھرا کر پڑ رہتے حضرت بی بی خدیجہؓ حال پوچھتیں تو فرماتے کہ میں خود حیران کہ مجھے کیا ہو گیا جنگل میں چرند پرند سب آپ کو سلام کرتے وقت بے وقت وہ نورانی پیکر دائیں بائیں نظر آتے اور غائب ہو جاتے اسی اثنا اور اسی تحیر و اضطراب کے عالم میں آپ ایک روز مکہ معظمہ سے باہر نکل کر پہاڑ پر جو پہنچے اور کھڑے ہو کر ادھر ادھر جو دیکھا تو آپ کو پہاڑی کھوہ نیچے کی طرف ایک پگڈنڈی جاتی نظر آئی جستجو بڑھی آگے قدم اٹھایا کچھ دور ہی گئے ہوں گے کہ پگڈنڈی زینہ کی صورت اختیار کر گئی اور اترتے اترتے آپ ایک غار کے اندر جا پہنچے جو نیرہ و تاریک تھا کچھ دیر تک کھڑے رہے نگاہ جما کر جو دیکھا تو غار نسبتاً روشن نظر آیا اس کے اندر مدہم سی روشنی تھی جس میں نگاہ تھوڑا بہت کام کر سکتی تھی مزید غور پر معلوم ہوا کہ پہاڑ کے جوف میں قدرتی طور پر ایک غار بنا ہوا ہے تعجب یہ تھا کہ تمام غار صاف اور صفا صورت میں تھا صفائی کے علاوہ چونکہ گہرائی میں تھا اس لئے دنیا کے شور و غوغا کی آواز بھی اندر نہ پہنچتی تھی اس لئے آپ کو یہ غار بہت موزوں نظر آیا اور طبیعت خود بخود اس کی جانب کھنچنے لگی اور کیوں نہ کھنچتی کہ تجلی گاہ ربانی یہی جگہ بننے والی تھی یہیں وصل بلال کے ساغر روحانی چھلکنے والے تھے اور یہیں خلعت نبوت ملنے والا تھا۔

آپ خوش خوش گھر واپس آئے بیوی کو بیجا کر غار دکھلایا اور کہا کہ دیکھو کتنا روشن کتنا صاف اور کتنا موزوں خلوت خانہ ہے ذرا باہر نکلو تو بیت اللہ شریف بھی سامنے ہی نظر آتا ہے میرا دل چاہتا ہے کہ یہیں بیٹھ کر اور اسی کے اندر خلوت گزین ہو کر عبادت کروں تم گھبراؤ نہیں میں دنیا چھوڑ دینا اور بال بچوں سے قطع تعلق کر لینا نہیں چاہتا اور نہ میں اس چیز کو بہتر سمجھتا ہوں بلکہ مقصد یہ ہے کہ خود سوا مہینہ اس میں بیٹھ کر اللہ اللہ کروں اور اپنے قلب مضطر کی تسکین کا سامان فراہم کروں تمہیں اس مدت میں زیادہ سے زیادہ چار پانچ بار میرے پاس کھانا اور پانی پہنچانا ہوگا اور کبھی کبھی میں خود بھی آکر یہ چیزیں لیجایا کروں گا وہاں غار ہی کیا تھا آپ کی متبرک صحبت نے حضرت بی بی خدیجہ کو مجبور بنا دیا تھا انھوں نے پوری آمادگی کا اظہار کیا اور آپ نے چلہ کشی شروع کر دی یہ تو تحقیق کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ آپ اس غار میں کب سے کب تک مصروف عبادت رہے البتہ اتنا پتہ چلتا ہے کہ آپ کو ذکر و شغل میں کافی مدت گذر گئی اور ذکر جہر و ذکر خفی کرتے رہے گھنٹوں آنکھیں بند کئے مستغرق رہتے اور دنیا و ما فیہا سے بیخبر ہو جاتے۔

امانت ربی کی تفویض

اب وہ وقت آگیا تھا کہ آپ کے قلب و روح کی پاکیزگی کی بنا پر امانت ربی آپ کے سپرد ہو اور آپ خلعت نبوی سے مشرف فرمائے جائیں ایک صبح کو آپ نے دیکھا کہ ایک نورانی فرشتہ اپنے نورانی ہاتھ میں ایک نورانی ورق لئے اترا چلا آرہا ہے اس کے اترتے ہی اور آتے ہی غار روشن ہو گیا اور اتنی روشنی پھیلی کہ زمین سے آسمان تک اجالا ہو گیا یہ ورق حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دیدیا گیا اس نورانی فرشتے نے آپ سے کہا اقرا یعنی پڑھو آپ نے جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں غار کی تنہائی ہیبت ناکی کا اثر حضرت جبرئیل امین کا نزول آپ پر ایک دہشت چھا گئی آپ نے غار سے نکلنا چاہا کہ حضرت جبرئیل امین نے آغوش میں لیکر آپ کو خوب بھینچا اور پھر یہی کہا آپ نے بھی وہی جواب دیا اس پر حضرت جبرئیل پھر آگے بڑھے اور پھر آغوش میں لیکر اسی طرح بھینچا اور کہا اقرا اب بھی آپ کا وہی جواب تھا اور ہیبت چھائی ہوئی تھی اب جبرئیل امین نے سہ بارہ آغوش میں اس زور سے دبایا کہ جسم کا بند بند ہل گیا اس کے بعد چھوڑ دیا اور کہا کہ اقرا باسم ربک الذی تا مالم یعلم اس دفعہ دروازہ کھل گئے تھے آپ نے ان آیات کو دہرا دیا۔

جبرئیل امین پڑھا کر اور امانت ربانی آپ کو سونپ کر غائب ہو گئے آپ کی یہ حالت ہوئی کہ دہشت سے تھر تھر کانپ رہے تھے خوف غالب تھا پسینے پر پسینے آرہے تھے وہی غار تھا اور وہی اس کی صورت مگر قلب تاریکی لرز رہا تھا جوں توں کر کے گھر پہنچے اور آتے ہی بستر پر لیٹ رہے ہوش و حواس بجا نہ تھے اسی حالت میں آپ نے بیوی کو آواز دی اور گھبرا کر کہا کہ مجھے کمبل اڑھا دو مجھے کمبل اڑھا دو حضرت بی بی خدیجہ نے دوڑ کر عجلت سے کمبل اڑھا دیا اور دیکھا تو جسم کا رواں رواں کھڑا ہے بوٹی بوٹی کانپ رہی ہے شدت کا بخار چڑھا ہوا ہے حواس بجا نہیں وہ بھی گھبرا گئیں چند لمحہ میں آپ کی طبیعت کو کچھ سکون ہوا تو آپ نے غار حرا کی سرگذشت سنائی جبرئیل امین کے آنے بھینچنے پڑھانے کا ذکر کیا آیات یاد تھیں وہ سنائیں اور پھر اضطراب کے عالم میں فرمانے

لگے کہ اے خدیجہ مجھ پر شدید ہراس طاری ہے بہت خوفزدہ ہوں جان کے بچنے کی توقع نہیں میں کہتا ہوں کہ میرا وقت آگیا ہے اور اب میں زندہ نہ رہوں گا۔

غمگسار اور زندگی شعار بیوی نے بہت دلدہی کی تسکین دلائی اور ہمت بندھائی اور کہنے لگیں آپ گھبرائیں نہیں خدا تعالیٰ کبھی آپ کو رسوا نہ کرے گا اس لئے کہ آپ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے رہے ہیں ہمیشہ سچ بولے ہیں کبھی آپ کی زبان سے کوئی جھوٹ لفظ کسی نے نہیں سنا عیالدار لوگوں کی خبرداری کرتے رہتے ہیں۔ مہمانوں کی خاطر تواضع آپ کی عادت رہی ہے اور لوگوں کے برے بھلے وقت میں ان کے کام آیا کئے ہیں اور ان کے آرام و تکلیف کا آپ کو بہت خیال رہا ہے۔"

اس سے زیادہ کسی انسان کی نیکی اور پاکبازی کی کیا تعریف ہو سکتی ہے جس کی زندگی عہد نبوت سے پیشتر اتنی متقیانہ اور اس درجہ بزرگانہ رہی ہو اور جس نے ایسی نیک اور حسین زندگی بسر کی ہو اس کے متعلق دنیا تحسین و آفرین کے الفاظ کے سوا اور کیا کہہ سکتی ہے۔ یہ الفاظ آپ کی رفیقہ حیات کی زبان سے نکلے ہیں اور بیساختہ نکلے ہیں جو ہر حالت اور ہر صورت میں کسی لوث اور کسی شائبہ غلو سے خالی خیال کئے جا سکتے ہیں بیوی سے زیادہ کسی انسان کے عادات و خصائل کا صحیح اداشناس اور کون ہو سکتا ہے کیا اس سے ہر مذہب و ملت کے افراد آپ کی حیات مقدس اور سیرت طیبہ کے متعلق صحیح اندازہ نہیں لگا سکتے۔

بہرکیف حضرت بی بی خدیجہ نے بہت کچھ تسکین دیکر کہا کہ آپ قطعاً مضطرب نہ ہوجئے کوئی فکر نہ فرمایئے رات آنے دیجئے میں آپ کو اپنے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے چلونگی ان سے کہونگی کہ وہ آپ کی زبان سے آپ کا ماجرا سنکر اندازہ لگائیں اور بتائیں کہ یہ کیا اسرار تھا اور کیوں ایسا ہوا وہ بہت بڑے عالم ہیں جو کچھ کہینگے سمجھ کر کہیں گے آپ کو گونہ اطمینان ہوا آپ کو بیوی کی یہ تجویز بہت پسند آئی چنانچہ رات ہوتے ہی دونوں ورقہ بن نوفل کے مکان پر جا پہنچے حضرت بی بی خدیجہ نے کہا کہ اے ابن عم ذرا سنئے تو یہ آپ کے بھتیجے کیا کہتے ہیں اور ان پر کیا گزری ہے ورقہ بن نوفل کے اشارہ پر آپنے غار حرا کا تمام ماجرا من وعن کہہ سنایا اور ساتھ ہی اپنی دہشت زدگی خوف اور لرزہ کا حال بھی سنادیا ورقہ بن نوفل پڑھے اور عیسائی مذہب کے بہت بڑے عالم تھے فوراً تہ کو پہنچ گئے اور کہنے لگے کہ کوئی بات نہیں یہ نورانی فرشتہ در اصل جبرئیل امین تھے جو خدائے قدوس کی طرف سے حضرت موسیٰ پر بھی نازل ہوتے تھے کاش میں اس وقت تک زندہ اور تندرست رہتا جب آپ کی قوم آپ کے شہر سے آپ کو نکالیگی۔

رسول کریم نے استفسار فرمایا کیا میری قوم مجھے واقعی نکالدیگی ورقہ بن نوفل کا جواب اثبات میں تھا کہنے لگے بیشک ایسا ہی ہوگا کیونکہ ابتک یہی شعار رہا ہے کہ جس بزرگ نے بھی نبوت و پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے اس کی قوم نے اسے نکالا ہے اور اس کی دشمن ہوگئی ہے۔

اشتیاق دیدار کی تڑپ

ورقہ بن نوفل کی باتوں سے نہ صرف یہ کہ آپ کو پورا اطمینان ہوگیا بلکہ آپ سمجھ گئے کہ واقعی وہ نورانی پیکر حضرت جبرئیل امین ہی تھے اور بچپن سے جو روشنیاں نظر آتی تھیں اور جو بعد کو ہر ذرہ دکھائی دینے لگی تھیں وہ درحقیقت فرشتے تھے اور سب کچھ تمہید نبوت تھے حضرت بی بی خدیجہ کی مسرت کا بھی کوئی ٹھکانا نہ تھا آپ وہاں سے تو تشریف لے آئیں مگر اپنے کاشانہ پر پہنچکر رسول کریم کو نبوت و پیغمبری کی مبارکباد دی اب کیا تھا ذوق و شوق کے چشمے ابلنے لگے بیچینیاں بڑھتی چلی گئیں جمال یار کا شوق بیتاب رکھنے لگا انتہا یہ تھی کہ غار حرا کی خلوت میں بھی دل دکھتا تھا ہی دل چاہتا تھا کہ روح جبرئیل امین تشریف لائیں اور محبوب حقیقی کے پیغام سنائے جائیں مگر یہاں انتظار میں گھڑیاں شمار ہو رہی ہیں تین چار ماہ انتہائی بے چینیوں میں گزارے مگر جب پیمانہ صبر لبریز ہوگیا اور دل پر قابو نہ رہا تو آپ بے اختیار ہوگئے زندگی بے نور نظر آنے لگی اور موت کو حیات پر ترجیح دینے کے لئے تیار ہوگئے چنانچہ آپ اسی مایوسی کے عالم میں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے اور چاہتے تھے کہ ایک جھٹکے میں نیچے آرہیں اور اپنی زندگی کا خاتمہ کردیں کہ یکایک کسی نے بازو پکڑ لیا اور آپ دفعتاً رک گئے مڑکر جو دیکھا تو حضرت جبرئیل امین کھڑے مسکرا رہے ہیں کہنے لگے یا محمد آپ اور اتنی بیچینی اور عجلت کا اظہار کررہے ہیں یہ ٹھیک نہیں آپ ابھی سے اپنی جان عزیز قربان کرنے پر تیار ہوگئے آپ کو تو رحمۃ للعالمین اور خاتم المرسلین کے جلیل الشان مناصب عطا ہونے والے ہیں اور قدرت کو آپ سے بہت سے کام لینے ہیں اور ابھی کیا ہے ابھی تو آپ کو بڑے بڑے کٹھن مراحل سے گذرنا ہے ہم کیا ہیں ہم تو حکم کے بندے ہیں جب اللہ کا حکم ہوتا ہے ہم حاضر ہو جاتے ہیں۔

لکھا ہے کہ تین برس کے بعد دوبارہ جو نزول وحی ہوا آپ چادر سے منہ اور سر لپیٹے خاموش لیٹے ہوئے تھے کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور خدائے قدوس کا یہ پیغام سنایا:—

یا ایہا المدثر قم فانذر و ربک فکبر الخ اس کے بعد تو رحمت ہی کھل گئے نور کی بارشیں ہونے لگیں اور تواتر کے ساتھ وحی نازل ہونے لگی یہی وہ حرا تھا جس سے اتر کر آپ اپنی قوم کی طرف آئے اور حکم ربی سے اشاعت دین شروع کی کہنے کو حرا ایک غار ہے مگر اس کی عظمتیں اور اس کے شرف ہزار در ہزار کاشانوں اور قصور و محل سے بڑھکر ہیں بھلا وہ غار جہاں برگزیدہ نبی نے مدتوں مجاہدے کئے عبادتیں کیں ذکر و شغل کیا اور جہاں قرآن نازل ہوا نور اترے اس کی جلالت شان اور اس کی تقدیس میں کسے کلام ہو سکتا ہے یہی تو وہ غار تھا جہاں سے رشد و ہدایت کا چشمہ ابلا اور جہاں سے نور نبوت کی شعاعیں دنیا پر جگمگائیں اسی غار کے مشاغل ذکر و شغل کے اتباع میں ہمارے روحانی قائدین جلیل منازل سلوک و حقیقت طے کرنے اور اپنے نفس کے تزکیہ اور اپنے قلب کی صفائی کے لئے مجاہدات و ریاضات کا طریقہ اختیار کیا انہوں نے جنگلوں میں پہاڑوں میں گھاٹیوں میں غار تلاش کئے سنسان اور بے شور خلوتیں ڈھونڈیں اور ان میں جا بیٹھے۔ بعض صوفیائے کرام نے تو بارہ بارہ برس اور بیس بیس برس انہیں مجاہدات میں گذار دیئے اور جن پر استغراق و کیف کا عالم زیادہ مستولی ہوا انہوں نے اپنے ہوش میں آنے تک اور ہوش نہ آیا تو آخری سانس تک انہیں غاروں میں زندگی بسر کردی حضرت غوث اعظم حضرت خواجہ عثمان ہارونی حضرت خواجہ معین الدین چشتی حضرت صابر کلیری حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اور حضرت بدر الدین شاہ قلاؔبت نے بھی برسوں غاروں میں مجاہدات کئے اور اذکار و اشغال میں مصروف رہے کم ہیں اور کم لوگ افراد اسے ترک دنیا کے نام سے یاد کرتے ہیں مگر یہ ترک دنیا نہیں بلکہ روحانی ترقی کا ابتدائی مرحلہ ہے بندوں کے لئے ساد ہو اور جوگی بھی غاروں میں دھیان گیان کرتے رہے ہیں نماز تہجد کی جو عظمت ہے اس کا راز بھی یہی ہے کہ یہ اس وقت ادا کی جاتی ہے جبکہ تمام دنیا آرام میں اور پوری کائنات خواب میں ہوتی ہے خیالات

اور ایک "نسخۂ کیمیا" ساتھ لایا

قرآن کریم کی عظمت و عدیم المثالی

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جو "نسخۂ کیمیا" ساتھ لائے اور حرا سے لائے وہ کیا تھا قرآن کریم، کتاب اللہ، کلام الٰہی، واقعی یہ کیمیا ہی کا نسخہ تھا جو آپ کو غار حرا کے اندر ملا تھا دنیا میں کیمیا کے جتنے نسخے ہیں ان کی کارفرمائی زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ وہ تانبہ اور پارہ کو طلائے خالص کی صورت میں منتقل کردیں اور ایک روپے کی دھات کو ہزار روپے ہزار قیمت کی چیز بنا دیں لیکن جو نسخہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا اس میں یہ طاقت اور یہ اعجاز تھا کہ اس نے گداؤں کو شاہ بنا دیا، اولیاء کو ابدال، فقیروں کو رئیس درندوں کو انسان اور انسانوں کو فرشتہ بنا دیا اور اتنی جلد اور اتنی سرعت کے ساتھ بنا دیا کہ دنیا کی کوئی کام نہیں کرسکتا اور عرب جو رذائل و ذمائم میں ڈوبے ہوئے تھے جن میں انسانیت کی خو بو قطعاً باقی نہ رہی تھی جس خطے کے مطابق تصور ترقی بھی قائم نہ کیا گیا تھا جہاں نشو و ارتقائے انسانی کے کوئی ابتدائی سامان موجود نہ تھے اور جس نے یوم ابتدائے عالم سے لیکر اس عہد تک کبھی ترقی کا نام ہی نہ لیا تھا اس کی دیکھتے دیکھتے یہ حالت ہوگئی کہ پوری دنیا کا منتخب خطہ بھی قرار پایا یہیں سے تمام ممالک و بلاد پر حکومت کی جانے لگی اور یہی تمام تہذیب و تمدن اور تمام ترقیوں اور عروجوں کا مرکز بن گیا پھر یہی نہیں بلکہ اسی کی خاک سے مشاہیر عالم پیدا ہوئے وہ مشاہیر جن کی دماغی و عقلی کارفرمائیوں نے یونان کے فلاسفروں، ہندوستان کے مہندسوں اور مصر کے فاضلوں کی شہرت ماند کردی وہ اکابر جن کی روحانی عظمتوں نے ایک عالم کو گرویدہ بنالیا اور یہ بھی کیا اس نسخہ نے یہاں کی خاک کے ہر ذرہ کو آفتاب بنا دیا۔

یہ اعجاز یہ کارفرمائی اور یہ اعجوبہ آفرینی کس چیز کی تھی قرآن کی اور صرف قرآن کی اس وقت پورے جزیرۂ عرب میں سلسلہ حکمیات، ہندسیات، فلکیات، برقیات، طبعیات، نفسیات، معاشیات، ادبیات، مدنیات اور علمیات قرآن کے سوا اور کتاب ہی کونسی تھی اور کتاب تو پھر کتاب ہے پڑھنے لکھنے والے بھی ناپید تھے مکہ معظمہ اتنا بڑا شہر تھا ہر قوم اور ہر مذہب رائج کے افراد یہاں موجود تھے مگر یہاں عالموں فاضلوں کا تذکرہ کیا ہے صرف سترہ ابجد خواں موجود تھے جو محض عربی پڑھ سکتے تھے یا تو یہ حالت اور جہالت و بے علمی کی یہ فراوانی و ارزانی یا یہ حالت ہوگئی اور جو تھائی صدی گذرنے سے بیشتر ہوگئی کہ تمام عرب اور اس پورے جزیرہ نما میں مشکل کوئی شخص ایسا مل سکتا تھا جسے بے علم کہا جاسکے یا جو پڑھنا لکھنا نہ جانتا ہو یہ تہذیب و ترقی کا زمانہ کہا جاتا ہے اور ذرائع آمد و رفت کی سہولتوں اور وسائل نقل و حمل کی آسانیوں نے دنیا کی حالت بہت کچھ بدل دی ہے تعلیم عام ہے اور اسے شاہانہ سرپرستی حاصل ہے مگر اس کے باوجود بھی کہہ سکتے ہو کہ کسی حکومت اور کسی سلطنت نے اپنی انتہائی مساعی کے باوجود صرف بیس سال میں تعلیم کو اتنا فروغ دیا ہو اور کسی ملک میں اس طرح نور علم کی شعاعیں جگمگا اٹھی ہوں۔

قرآن کریم کا اعجاز

مسلمان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے صرف ایک قرآن لیکر نکلے یہی ان کا اندوختہ تھا یہی ان کی لائبریری تھی اور یہی ان کا دستور العمل اسی کی بدولت وہ دنیا اور دنیا والوں کے والی بن گئے اسی لئے انھیں گدا سے بادشاہ نہیں شہنشاہ بنا دیا اور اسی کے صدقے میں انہوں نے ربع مسکون پر دارائی کی آج علم مدن علم معاش، اور علم سیاست و ادب پر لاکھوں کتابیں موجود ہیں ہزارہا اخبار و رسائل شائع ہو رہے ہیں اور ہزارہا اسکول اور کالج کھلے ہوئے ہیں مگر قرآن کریم کا اعجاز دیکھو کہ اس تنہا ایک کتاب نے وہ کام کر دکھایا جو اس دور کی صد لاکھ کتب اور صد ہزار جرائد و رسائل بھی متحدہ طور پر نہ کرسکے اور نہ کرسکیں گے اسی ایک صحیفہ ربانی نے انھیں دنیا کے بہترین سپہ سالار بہترین جرنیل بہترین مدبر بہترین مصلح بہترین ریفارمر بہترین فرمانروا اور بہترین سیاست داں بنا دیا اور دنیا کا کوئی علم اور کوئی شعبہ ایسا نہ رہا جس میں وہ تہیدست رہ گئے ہوں۔

یہی نہیں دیکھو اور دل کی آنکھ سے دیکھو کہ عرب اور وہ عرب جن کے علوم و فنون کی ساری کائنات قرآن اور صرف قرآن ہے اٹھکر دنیا کے شہرت یافتہ اور متمدن کیا یعنی ساسانیوں یونانیوں، رومیوں اور مصریوں پر جا پڑتے ہیں ان کی عظیم الشان فرمانروائیاں فتح کرتے ہیں اور صدیوں تک ان پر کامیابی و کامرانی کے ساتھ حکومت کرتے رہتے ہیں نہ یہی تھوڑی دیر کے لئے ہم فرض کئے لیتے ہیں کہ فتح کوئی بڑی اور اہم ترین بات نہ تھی کیونکہ معترض کہہ سکتا ہے کہ آخر تاتاریوں میں کون سے علوم و فنون تھے انہوں نے بھی تو ایشیا سے لیکر یورپ تک تہلکہ ڈالدیا تھا۔ ہن کونسے عالم و فاضل تھے جنہوں نے یورپ کو ہلا دیا تھا مگر ذرا انہوں نے فتوحات کیں لیکن کتنی مدت کے لئے ان کی فتوحات اور اسلام کی فیروز مندیوں میں بڑا فرق و تفاوت ہے اول تو تاتاری اور ہن دونوں کی فتوحات میں پوری درندگی اور وحشت موجود تھی انھیں وحشیوں کی طرح مارنے جلانے اجاڑنے اور تباہ کرنے کے سوا کچھ آتا ہی نہ تھا جہاں پہنچے قتل عام کیا اور آگ لگا دی اور سکون سے بیٹھے تو یا تو سلطنت کھو دی یا دوسری اقوام میں جذب ہوکر رہ گئے لیکن مسلمان نہ ہی پڑھے لکھے نہ تھے صرف ایک قرآن ہی ان کے پاس تھا انہوں نے جو فتوحات کیں وہ ان دونوں سے وسیع تر بھی تھیں اور اہم تر بھی پھر سب سے نمایاں اور واضح نمایاں کہ آج بھی جس کی نظیر نہیں دیکھی جاسکتی خصوصیت یہ تھی کہ ان کے اقدامات و فتوحات میں انسانیت تھی ملکوتیت تھی، اور "تخریب" اور "خرابی" میں "تعمیر" مضمر تھی انہوں نے مفتوحین کے آرام و آسائش کا پورا خیال رکھا سرسبز کھیتوں ہرے بھرے درختوں پرامن انسانوں شہروں اور شہروں کے مکانوں اور قلعوں کو ہاتھ نہیں لگایا ان کی فتوحات میں عقل و دماغ اور دل نیتوں کو دخل تھا فیروز مند ہوئے اور اس مجیر العقول طریق پر ہوئے کہ کیانیوں ساسانیوں رومیوں اور مصریوں کی تمدنی شہرت ان کے سامنے درہم برہم پڑ گئی۔

قرآن والے کچھ نہ تھے اور سب کچھ تھے وہ کچھ نہ جاننے پر بھی سب کچھ جانتے تھے فلسفہ سے ناآشنا ہونے کے باوجود بہترین فلسفی تھے، جنگی تعلیم نہ حاصل ہونے پر بھی وقت کے بہترین سپاہی ثابت ہوئے دنیا نے اس عہد میں اور اس زمانہ میں جو کچھ بڑے بڑے فلسفیوں سے بڑے بڑے کالجوں بڑی بڑی کتابوں اور لائبریریوں سے سیکھا تھا وہ صرف ایک قرآن نے انھیں سکھا دیا تھا اور اس قدر کہ پھر کسی مزید علم کی ضرورت نہ رہی تھی روحانیت و عبادات کے ڈھنگ سیاست ملک و مدن کے اصول معاش و معیشت کے راز نشو و ارتقائے ملی و قومی کے آئین تہذیب و مدنیت کے علوم و شعائر اور جنگ و امن کے

الغرض سب کچھ انھیں آگیا ضرورت صرف عقل و فہم اور غور و تدبر کی ہے قرآن میں سب کچھ ہی موجود ہے اور یہ واحد کتاب ہی انسان کو فرشتہ اور گدا کو شاہ بنانے کے لئے کافی اور بالکل کافی ہے جنھوں نے اس کے احکام پر عمل کیا اس کی بتائی اور دکھائی ہوئی راہ پر چلے وہ فائز المرام ہوئے اور جنھوں نے اس کی طرف سے غفلت برتی اور ادھر سے نظر ہٹاکر دوسرے مرکز پر جمادیں وہ ناکام رہے اور ہیں یہ ہم ہی نہیں کہتے غیر مذہب کے جن فاضلوں نے . . . . س کتاب کا مطالعہ بنظر تعمق کیا ہے ان کا بھی یہی خیال ہے مغربی فاضل سر لائج جی نیاز لکھتے ہیں کہ :-

”تورات کو یورپینوں نے بہت پڑھا ہے انھوں نے اپنی جہالت کے باعث اس سے ایسی باتیں منسوب کردی ہیں جو درحقیقت اس میں موجود نہیں ہیں قرآن نے اللہ پاک کے حکم کے ماتحت اہل اسلام کو سخت مواخاۃ و بھائی چارہ میں جکڑا رکھا ہے اور یہ مواخات ایسی ہے جو رنگ و نسل کے امتیازات سے بہت بالا ہے اور جس کے سامنے مسیحی بھائی چارہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا نہ فتوحات جنھوں نے اہل عرب کو اس قابل بنادیا کہ وہ علم جمادات، ہندسہ، نجوم، تعمیرات، فنون لطیفہ اور فلسفہ کو اعلیٰ مدارج پر پہنچادیں صرف اسی وجہ سے حاصل ہوئے کہ قرآن کی تعلیم نہ صرف متحد کرنے بلکہ مزید دولت و فضل و ہنر کے اشتیاق دلانے والی تھی“ اسی طرح ایک اور مغربی فاضل لوئلف کریل لکھتے ہیں کہ :-

”قرآن عقائد و اخلاق اور نیز انہی پر مبنی قانون و آئین کا ایک مکمل ضابطہ پیش کرتا ہے اس میں ایک وسیع جمہوریت کے تمام آئین و اصول کے لئے رشد و ہدایت کے لئے انصاف و عدالت کے لئے، فوجی تربیت و تنظیم کے لئے مالیات و مدنیت کے لئے اور امیر و غریب کے متعلق نہایت محتاط قانون سازی کے لئے بنیادیں رکھدی گئی ہیں لیکن ان تمام بنیادوں کا سنگ بنیاد ذات باری کا اعتقاد ہے جس کے قبضہ قدرت میں انسانوں کی قسمتوں کی باگ ہے“

گوئٹے جیسا کا انتہائی قابل انسان ہو گذرا ہے اتنا قابل کہ اسے بین الاقوامی شہرت حاصل ہو چکی ہے اور تمام دنیا اس کے علم و فضل کی معترف ہے بہت بڑا شاعر بہت بڑا عالم اور بہت بڑا فلاسفر تھا اس نے بھی قرآن پڑھا اور غور کے ساتھ پڑھا لکھتا ہے کہ :-

”ہم جس قدر اس کتاب کے قریب ہوتے ہیں اسی قدر وہ ہم سے دور کھینچتی ہے لیکن جتنا غور کیا جاتا ہے اس کی تعلیم اور اس کے حقائق اتنے ہی اعلیٰ معلوم ہوتے ہیں وہ بتدریج فریفتہ کرتی ہے پھر متعجب کرتی ہے فرحت آمیز تحیر میں ڈالدیتی ہے اور آخر کار اپنا احترام کرا کے چھوڑتی ہے“

یورپین فضلا کی حقیقت نگاری

موسیو سالمان ریناش نے قرآن کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کرتے ہوئے اس کا دیباچہ جو لکھا تو اس پر ازراہ تعصب اس پر اعتراضات جڑ دیئے جو ایک مشہور فرانسیسی مستشرق کی نظر پڑے جس کا نام ڈاکٹر موریس ہے اس نے اسی وقت ایک مضمون لکھا اور ریناش کے اعتراضات کا مسکت جواب دیتے ہوئے یہ الفاظ سپرد قلم کئے :-

”ذرا غور کی نظر سے دیکھو قرآن تمام آسمانی کتابوں پر فوقیت لے ہوئے ہے یہی نہیں بلکہ میں تو یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ قدرت کی ازلی عنایتوں نے جو کتابیں تیار کی ہیں ان سب میں یہ کتاب سب سے بہتر ہی نہیں بہترین کتاب ہے انسانی خیر و فلاح کے متعلق اس کے نغمے فلاسفہ یونان کے نغموں سے کہیں اچھے ہیں۔ خدائے برتر و توانا کی عظمت سے اس کا ایک ایک حرف لبریز ہے۔ قرآن علماء کے لئے ایک علمی کتاب اہل لغت کے لئے ذخیرہ لغات شعرا کے لئے عروض کا مجموعہ اور قوانین و شرائع کی ایک عام انسائیکلو پیڈیا ہے تمام آسمانی کتابوں میں سے جو حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ سے جان تا لموس کے عہد تک نازل ہوئیں کسی ایک نے بھی اس کی ایک سورۃ کا بھی مقابلہ پیش کیا۔ میرے نزدیک مسلمانوں کے لئے ان کی اس کتاب کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی وہ کونسی چیز ہے جو اس کے اندر موجود نہیں اس کی فصاحت و بلاغت پر جو انھیں سارے جہان کی فصاحت و بلاغت سے بے نیاز کئے ہوئے ہے یہ بات قطعی ہے اور اس واقعیت کی یہ دلیل ہے کہ بڑے بڑے انشا پردازوں اور شاعروں کے سر اس کتاب کے آگے جھک جاتے ہیں اس کے عجائبات جو روز بروز نئے نئے نکلتے اور سامنے آتے ہیں اور اس کے اسرار جو کبھی ختم نہیں ہوتے مسلم شعرا اور نثار انھیں دیکھکر سجدہ کرنے لگتے ہیں“

دیکھا آپ نے اس نسخہ کیمیا کے متعلق مسلمانوں کا نہیں غیروں کا نظریہ کیا ہے دنیا میں کوئی ایک فرد واحد بھی ایسا نہیں نکل سکتا جو اس کتاب کو خالی الذہن ہوکر بنظر امعان اس کا مطالعہ کرے اور وہ مسحور ہوکر نہ رہ جائے دنیا میں اسی فلک نیلگوں کے زیر سایہ اس کتاب نے جو معجزہ کاریاں کیں اور جس طرح ذروں کو آفتاب اور درندوں کو انسان بنادیا اور قوموں و ملکوں کی ذہنیتوں اور طبیعتوں میں انقلاب عظیم پیدا کردیا۔ اس کی نظیر ڈھونڈے بھی کسی کو کہیں ڈھونڈے نہ مل سکے گی یہ کچھ کم اعجاز ہے کہ اقتصادیات مالیات معاشیات نفسیات اور سیاسیات کے جو اصول قرآن کریم نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر مقرر و متعین کردیئے تھے اب تک کہ صدیاں گذر گئیں زمانے بدل گئے نہ وہ انسان رہے اور نہ وہ طبائع باقی ہیں مگر ان کی سودمندی انکی ہمہ گیری اور ان کی اولوالعزمی بدستور قائم ہے کوئی ایک دور بھی ایسا نہیں گذرا کہ مسلمانوں کو ان میں کسی خفیف سے تغیر کی بھی ضرورت محسوس ہوئی ہو اب کہ زمانہ کا دباؤ سخت پڑ رہا ہے اور دیگر مذاہب کے افراد پر قرآنی اصول کے حقائق واضح ہوتے چلے جارہے ہیں انھیں اپنے اپنے دھرم اور مذاہب کی خامیاں محسوس ہو رہی ہیں مگر شکر صد شکر کہ مسلمان جس طرح پہلے مطمئن تھے آج بھی مطمئن ہیں اور انھیں کسی مذہب کی خوشہ چینی کی ضرورت کبھی داعی نہیں ہوتی مسیحیت و ہندوئیت دنیا کے بڑے مذاہب ہیں جن کے ماننے والوں اور پیروی کرنے والوں کی تعداد کروڑوں افراد تک پہنچی ہوئی ہے مگر حالت یہ ہے کہ انھیں قدم قدم پر مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے مذہب پر کاربند رہتے ہیں تو دنیا ہاتھ سے جاتی ہے اور دنیا کو لیتے ہیں تو مذہب کی تخفیف ہوتی ہے ہندوئیت میں سمندر کا سفر، بیواؤں کا نکاح اور طلاق ممنوع ہے عورتوں کو وراثت و ترکہ میں کچھ نہیں دلایا گیا، مساوات کوئی چیز نہیں اب انھوں نے ان دشواریوں اور موانع کو محسوس کرنا شروع کیا ہے تو مذہبی احکام راہ روک کر کھڑے ہوئے ہیں پھر ایک اور مشکل ہے کہ انھیں اپنے نقشہ مذہب کی خانہ پری کرنے کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ انھیں کہیں سے اور کسی اور مذہب سے نہیں مل سکتی ملتی ہے تو اسلام سے۔ بتائیے اچھوت پن کے ارتفاع کے بعد مساوات عامہ کا رنگ وہ اخذ ہی کریں تو کس مذہب سے؟ کیا عیسائیت سے، یہودیت سے بدھ سے کہیں بھی نہ ملیگا ملیگا تو ذخیرہ اسلام ہی سے ملیگا۔ وراثت کے اصول کہاں سے سیکھیں طلاق کا قابل عمل طریق کس سے لیں اسلام کی خوشہ چینی کے سوا کوئی چارہ نہیں افسوس صد افسوس مسلمانوں نے اپنی غفلت سے دنیا اور دنیا کی راحتوں کو خود اپنے اوپر حرام کرلیا ہے ورنہ قرآن نے تو ہر چیز ان کے لئے وقف کردی تھی جب تک مسلمان قرآن کے پابند رہے عظمت و اقبال ان کی کنیز بنی رہی اور جب انھوں نے اس سے منہ موڑ لیا دنیا کی ہر عافیت اور ہر آسائش نے ان کی طرف سے منہ چھپالیا۔ مسلمان قرآن اور قرآنی احکام کو اپنا راہبر و راہنما

وہ فخرِ عرب زیبِ محراب و منبر

نبی کریم کی عبادت

ارضِ عالم پر بڑے بڑے جلیل القدر پیغمبر اور انبیا مبعوث ہوئے لیکن رسول کریم صلعم کے سوا ان میں سے کوئی ایک پیغمبر اور نبی بھی ایسا نہیں گذرا جس کے متعلق صحیح طور سے یہ معلوم ہو سکے کہ اس کا طریقہ عبادت اور اصول زندگی کیا تھے تورات شریف میں حضرت موسیٰ تک بہت سے انبیاء کرام کے حالات مذکور ہیں لیکن ان سے بھی یہ واضح نہیں ہوتا کہ ان کی عبادت کی نوعیت کیا تھی حضرت عیسیٰ کے متعلق معلوم بھی ہوتا ہے تو صرف اتنا کہ آپ کبھی کبھی دعائیں مانگ لیا کرتے تھے اور بس! حیرت ہے کہ ان مذاہب کے پیروؤں نے اس خاص باب میں اپنے نبیوں اور پیغمبروں سے اس درجہ بے اعتنائی اور بے نیازی برتی اور نہ ان کی زندگی کے اور حالات کو نہ سہی بلکہ طریق عبادت کو بھی روشنی میں نہ لا سکے تاکہ دنیا کچھ اندازہ کر سکتی اور آنے والی نسلیں اس سے سبق حاصل کر سکتیں یہ شرف و سعادت صرف حلقہ بگوشان اسلام ہی کے حصہ میں آئی کہ انہوں نے اپنے پیغمبر جلیل صلعم کے طریق عبادت، نوعیت عبادت، اوقات عبادت، کیفیات عبادت، ذوق و شوق عبادت غرض ہر جزیہ کو صفحات سیرت میں محفوظ کر دیا اور آج نہ صرف ہر مسلمان بلکہ ہر مذہب کا پیرو بہ آسانی یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کس جذبہ و کیف کی عبادت تھی اور آپ کے معمولات زندگی کس نوعیت کے اور پُربہار تھے۔

ہمارے آقا و پیشوا صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ نبوت سے پیشتر بھی کسی نہ کسی نوع کی عبادت الٰہی میں برابر مصروف رہے اور غار حرا میں مہینوں اللہ اللہ کرنے عبادت گذارنے اور مراقبہ کرنے میں گذار دیئے۔ خلعت نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد آپ کو نماز و عبادت کا طریقہ بھی سکھلایا گیا لیکن چونکہ زمانہ پُر آشوب اور شدید مشکلات سے لبریز تھا اور کفار کے غلبہ سے ممکن نہ تھا کہ علانیہ عبادت کی جا سکے اس لئے جب وقت نماز آتا کسی پہاڑ کی گھاٹی میں چلے جاتے اور وہاں نماز چھپ کر ادا کر لیتے ایک دفعہ آپ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی درہ میں اسی طرح نماز پڑھ رہے تھے کہ اتفاق سے ابو طالب اُدھر آ نکلے پوچھا بھتیجے یہ تم کیا کر رہے ہو آپ نے اسی وقت چچا کو دعوت اسلام دی۔ چاشت کی نماز چونکہ قریش کے مذہب میں بھی جائز تھی اس لئے اس وقت کی نماز آپ حرم ہی میں پڑھا کرتے تھے ایک دفعہ آپ نماز میں مصروف تھے کہ رؤسائے قریش نے مذاق اڑانا شروع کر دیا اور ابوجہل کے اشارہ سے عقبہ نے اونٹ کی اوجھ نجاست سمیت آپ کی گردن پر ڈال دی۔ حرم میں آپ کے ساتھ پیہم گستاخیاں کی جاتی تھیں ایک مرتبہ تو ایک بدبخت نے آپ کے گلے میں پھانسی ڈال دی مگر آپ برابر اسی کیف و سرشاری کے ساتھ عبادت میں مصروف رہے۔

راتوں کی تاریکیوں میں ذوق عبادت

راتوں کی تاریکیاں آپ کے ذوق و شوق اور عبادتوں کے کیف کا خاص وقت ہوتی تھیں بعض اوقات رات رات بھر نماز میں گذار دیتے کبھی ایسا ہوتا کہ سو جاتے اور اٹھ کر نماز پڑھتے پھر مصروف عبادت ہو جاتے صبح تک یہی عالم رہتا حضرت عباس رض سے روایت ہے کہ آپ نصف شب کے بعد اٹھ کر ۱۲ رکعت نماز پڑھتے حضرت عائشہ صدیقہ کا بیان ہے کہ ۹ رکعت پڑھا کرتے تھے کچھ بھی ہو اس سے واضح یہ ہوتا ہے کہ راتوں کی نماز کی کوئی تعیین نہ تھی۔

پانچ وقت کی فرض نمازوں کے علاوہ آپ سنن و نوافل ۳۹ رکعت تو ضروری روزانہ پڑھ لیا کرتے تھے اس طرح کہ دو صبح چار چاشت چھ ظہر چھ عصر دو مغرب چھ عشا تیرہ تہجد اور دو وتر سنن میں آپ صبح کی دو رکعتوں کے سختی کے ساتھ پابند تھے۔

اگر کسی وقت کی کوئی سنت خلاف معمول قضا ہو جاتی تو آپ اُسے پھر پڑھ لیتے حالانکہ امت کے لئے یہ پابندی نہ تھی۔ رمضان مبارک کا مہینہ آپ کے عبادت گزارانہ ذوق و شوق کا خاص مہینہ تھا علی الخصوص عشرہ آخری میں آپ کی راتیں بیداری ہی میں گذرتی تھیں آپ ان دنوں اعتکاف میں ہی بیٹھا کرتے تھے ازواج سے بے تعلق ہو جاتے تھے اور انھیں جگا کر نماز پڑھواتے تھے سب سے زیادہ وقت مسجد میں گزارتے اور ہمہ تن نماز میں مصروف رہتے۔

تلاوت، سجود و دعائیں

تلاوت قرآن روزانہ کا معمول تھا ابو داؤد کی روایت ہے کہ تلاوت کا وقت نماز عشا کے بعد ہوتا تھا روزانہ سورتوں کی تعداد مقرر تھی اسی کے مطابق آپ تلاوت کر لیا کرتے تھے۔ رمضان کے مہینہ میں پورے قرآن کا دورہ کرتے تھے آخری شب میں اٹھ کر کوئی موثر سورہ یا چند آیات تلاوت کرتے تھے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ اہل بیت مصروف خواب ہوتے آپ اُٹھ بیٹھتے اور دعا و مناجات میں مصروف ہو جاتے ایک شب کو حضرت عائشہ رض کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو آپ کا بستر خالی پڑا ہے اندھیرے میں ہاتھ سے ادھر ادھر ٹٹول کر دیکھا تو پیشانی اقدس خاک پر ہے اور آپ سربسجدہ دعا میں مصروف ہیں کبھی ایسا ہوتا کہ آپ تن تنہا اٹھ کر رات کو قبرستان چلے جاتے اور دعا و زاری کرتے رہتے۔

جو چیز نماز کی حضوری میں خلل پذیر ہوتی اُس سے آپ اکثر احتراز فرمایا کرتے تھے ایکدفعہ آپ چادر اوڑھ کر نماز پڑھ رہے تھے کہ رکوع میں اس کے حاشیوں پر نظر پڑ گئی نماز سے فارغ ہو کر آپ نے اس چادر کو اتار دیا اور فرمایا کہ میں ایسی چادر نہیں اوڑھنا چاہتا جس سے حضوری قلب میں خلل واقع ہو۔ اسی طرح دروازہ پر ایک منقش پردہ پڑا ہوا تھا اس کے نقش و نگار پر نگاہ پڑ گئی آپ نے اسے ہی اتروا دیا کہ اس کے نقش و نگار حضور قلب میں نظر انداز ہوتے تھے۔

روزہ کا شغف

تکمیل روحانیت کے لئے روزہ کی اہمیت ہر مذہب کے پیشواؤں نے تسلیم کی ہے تقلیل غذا اس سلسلہ میں ضروری چیز سمجھی گئی ہے لیکن اور مذاہب والوں نے افراط و تفریط میں اس کی اہمیت و منزلت کھو دی ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو راہ اختیار کی وہ درمیانہ اور بہترین راہ تھی ظہور اسلام سے پیشتر عرب میں صرف عاشورہ کے روز روزہ رکھنے کا دستور تھا آپ بھی اس روز روزہ رکھا کرتے تھے اور اس کے علاوہ بھی اکثر روزہ رکھتے تھے جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو عاشورہ کے روزہ کی فرضیت نفل سے تبدیل ہو گئی آپ رمضان شریف کے علاوہ روزے پورے مہینے بہت کم رکھتے تھے البتہ شعبان کے مہینہ میں اکثر پورے مہینے کے ہی رکھ لیتے تھے گویا شعبان اور رمضان دو ماہ ایسے تھے کہ آپ برابر تیس تیس روزے رکھتے تھے دیگر مہینوں کی یہ حالت تھی کہ روزہ رکھنے پر آتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب آپ رکھتے ہی جائیں گے اور کوئی روزہ بھی بغیر چھوڑیں گے اور چھوڑ دیتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب آپ روزہ رکھیں ہی گے نہیں مہینہ میں تین روزے دو دوشنبہ اور ایک جمعرات کو آپ عموماً روزے رکھا کرتے تھے۔ محرم میں عاشورہ تک دس اور چھ شوال کے روزے بھی آپ ضرور رکھتے تھے۔ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ آپ نے متواتر بلا کھائے تین تین روزے رکھے اور کھایا بھی ہے تو برائے نام۔

ہر لمحہ یاد الٰہی

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلعم کے ذوق عبادت کا یہ عالم تھا کہ کسی لمحہ اور کسی ثانیہ بھی خدا کی یاد سے غافل نہ ہوتے تھے

اور برابر یاد الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ ربیعہ بن کعب اسلمی رات کو آپ کے آستانۂ مبارک پر پہرہ دیتے تھے آپ کا بیان ہے کہ آپ کی تسبیح و تہلیل کی آواز سنتے سنتے میں اکثر تھک جاتا تھا اور مجھے نیند آجاتی تھی۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے، وضو کرتے، کپڑے پہنتے، سوار ہوتے، سفر میں جاتے، واپس آتے، گھر میں داخل ہوتے، مسجد میں قدم رکھتے غرض ہر حالت میں دل و زبان ذکر الٰہی میں مصروف رہتے آخر زندگی میں جب سورہ اذا جاء نازل ہوئی جس میں تحمید و تسبیح کا حکم ہے تو حضرت امہات المومنین کے بیان کے مطابق آپ ہر وقت اور ہر حالت میں زبان مبارک کو تسبیح و تہلیل میں مصروف رکھتے تھے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ یہ دعا اکثر آپ کی زبان پر جاری رہتی تھی رب اغفر لی وتب علی انک انت التواب الغفور اور تھوڑے تھوڑے وقفہ سے اسے برابر پڑھتے رہا کرتے تھے اکثر ایک ایک نشست میں سو سو دفعہ آپ نے یہ دعا پڑھی ہے۔ سفر میں جبکہ انسان کا دل صحیح اور اطمینان کی حالت میں نہیں ہوتا آپ یاد الٰہی سے غافل نہ ہوتے تھے سواری میں بیٹھے ہوئے بھی آپ نوافل ادا کر لیا کرتے تھے اور اس کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے کہ آپ کا رخ کعبہ شریف کی جانب ہے یا نہیں سواری کا جانور جس سمت کو جا رہا ہو آپ اسی جانب رخ کر کے نماز شروع کر دیا کرتے تھے اکثر ایسا ہوا ہے کہ آپ صحابہ کرام کے ساتھ مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں یا امہات المومنین کے ساتھ گفتگو میں مصروف ہیں اذان کی آواز آئی اور آپ دفعتہً اٹھ کھڑے ہوئے رات کا بیشتر حصہ عبادت الٰہی میں صرف ہوتا تھا پھر بھی یہ حالت تھی کہ ادھر اذان نماز فجر کی آواز گوش مبارک تک پہنچی ادھر آپ بستر سے اٹھ بیٹھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ شب کے وقت آپ پر خاص طور پر ذوق و شوق کا عالم طاری ہوتا تھا کبھی کبھی آپ پوری پوری راتیں نماز میں کھڑے ہو کر گزار دیتے تھے۔ قرآن کی سب سے بڑی سورتیں سورہ بقر سورہ آل عمران اور سورہ نساء پڑھتے جب کوئی خوف و خشیت کی آیت آجاتی تو پناہ مانگتے خدا سے دعائیں کرتے کوئی رحمت و بشارت کی آیت آجاتی تو اس کے حصول کی دعا میں مصروف ہو جاتے۔ قرأت اتنی زور سے فرماتے کہ دور دور تک آواز پہنچتی اور لوگ اپنے اپنے گھروں میں اپنے اپنے بستروں پر پڑے آپکی مبارک آواز سنتے رہتے کبھی کوئی خاص آیت آجاتی تو آپ پر ایک کیف طاری ہو جاتا اور ذوق و شوق میں بالکل از خود رفتہ ہو جاتے چنانچہ حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ نے نماز میں یہ آیت پڑھی ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم اگر تو سزا دے تو تیرے بندے ہیں اور اگر تو معاف کر دے تو تو غالب اور حکمت والا ہے۔ اس کا اتنا اثر ہوا اور آپ اس درجہ متاثر ہو گئے کہ ساری رات یہی آیت پڑھتے رہنے میں گزار دی۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ رات کو مجھے قسمت سے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا آپ نے قرآن کریم کی سب سے بڑی سورۃ سورہ بقر شروع کر دی میں نے سمجھا کہ آپ زیادہ سے زیادہ سو آیات تک پڑھیں گے لیکن آپ ان کو پڑھ کر اور آگے بڑھ گئے میں سمجھا کہ شاید آپ پوری سورۃ ایک ہی رکعت میں ختم کرنا چاہتے ہیں جب آپ نے سورۃ ختم کر لی تو میں سمجھا کہ اب آپ رکوع کریں گے لیکن آپ نے فوراً ہی سورہ نساء شروع کر دی یہ بھی ختم ہو گئی تو سورہ آل عمران شروع کر دی یہ تینوں سورتیں مل کر سوا پانچ پارے ہوتے ہیں پھر پڑھیں بھی اس طرح کہ نہایت سکون کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر یہی نہیں ہر آیت کے مضمون کے مطابق بیچ بیچ میں تسبیح اور دعا بھی کرتے جاتے تھے اس کے بعد آپ نے رکوع کیا اور رکوع میں قیام ہی کی برابر وقت گیا پھر کھڑے ہوئے اور اتنی ہی دیر کھڑے رہے پھر سجدہ کیا اور سجدہ میں بھی اسی قدر تاخیر فرمائی۔

زید بن خالد جہنی آپ کے ایک صحابی تھے ان کا بیان ہے کہ میں نے ارادہ کیا کہ آج شب کو حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو نماز پڑھتے دیکھوں گا نماز کا وقت جو آیا تو آپ کھڑے ہو گئے پہلے دو رکعتیں معمولی طور پر ادا کیں اس کے بعد جو دو رکعتیں پڑھیں وہ بہت ہی لمبی تھیں اور بہت دیر تک پڑھیں پھر دو دو رکعتیں کر کے آٹھ رکعتیں پڑھیں یہ بتدریج چھوٹی رکعتیں تھیں سب کے آخر میں وتر ادا کئے۔ حضرت حبابؓ کی روایت ہے کہ ایک شب آپ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو صبح کر دی۔

معرکہ ہائے جنگ میں سجدہ ریزی

ہم بتا چکے ہیں کہ آپ کسی وقت اور کسی لمحہ میں بھی یاد الٰہی سے غافل نہ رہتے تھے عین معرکہ جنگ میں بھی کہ تیر و سنان کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں ہر طرف شور دار و گیر برپا تھا دو قومیں موت و حیات کی جنگ میں مصروف ہوتی تھیں آپ نہ صرف خضوع و خشوع بلکہ پورے اطمینان کے ساتھ ذکر الٰہی اور دعا و زاری میں مصروف ہوتے تھے میدان کا تو یہ حال ہوتا کہ نعرہ نعرہ سے اپنی پیشانیوں پر بل ڈالے ہوئے لڑ رہے ہیں اور سپاہ سالار کی پیشانی ہے کہ زمین نیاز پر جھکی ہوئی ہے بدر، احد، خندق، خیبر اور تبوک تمام بڑے بڑے معرکوں میں آپ کی یہی کیفیت رہتی تھی جنرلوں اور سپہ سالاروں کی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ فوجوں کو لڑاتے ہوتے ہیں اور انھیں اپنی فوج اور اپنے آدمیوں کی قوت پر ناز ہوتا ہے مگر اس سپہ سالار اسلام کو اگر ناز اور بھروسہ ہے تو خدائے ذوالجلال اور ایزد متعال کی ذات احدیت و صمدیت پر ظاہری اسباب کی طرف سے بھی آپ غافل نہ رہتے تھے فوجوں کی ترتیب بھی خود ہی قائم کرتے تھے خود ہی انھیں ہدایات کرتے تھے مگر آپ کا بھروسہ کبھی اس ترتیب ان ہدایات اور فوج کی قوت پر نہ ہوتا تھا بلکہ رب قدیر کی قوت کاملہ ہی پر اصلی بھروسہ رکھتے تھے۔

بدر میں میدان کارزار قائم ہے ہر طرف انسانی خون بہ رہا ہے اور آپ ہیں کہ خضوع اور خشوع کے ساتھ دونوں ہاتھ پھیلا کر بارگاہ ایزدی میں عرض کر رہے ہیں خدایا اپنا وعدہ نصرت پورا کر۔ محویت و از خود رفتگی کا یہ عالم ہے کہ ردائے مبارک دوش اقدس سے سرک جاتی ہے اور آپکو خبر بھی نہیں ہونے پاتی کبھی سجدے میں گر پڑتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدایا اگر یہ چند نفوس بھی مٹ گئے تو پھر تو قیامت تک نہ پوجا جائیگا۔ حضرت علی اسی اثنا میں تین بار حاضر خدمت ہوتے ہیں مگر ہر بار یہی دیکھتے ہیں کہ جبین مقدس خاک پر رکھی ہوئی ہے۔ غزوہ احزاب کس درجہ خوفناک غزوہ تھا آقائے دو جہان خود اپنے دست مبارک سے خندق کھودنے میں مصروف تھے اور زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری تھے اللھم لا خیر الا خیر الاخرہ فبارک فی الانصار والمھاجرہ یعنی خدایا بھلائی صرف آخرت کی بھلائی ہے انصار اور مہاجرین کو برکت عطا فرما دشمن اس شدت سے حملے پر حملے کر رہے تھے کہ مسلمانوں کا اپنی جگہ سے ہٹنا خود شکست کو دعوت دینا تھا محاصرہ ۲۲ روز تک طول کھینچتا ہے سخت کشمکش کا عالم ہے مگر آپ نماز قضا نہیں ہونے دیتے اس مدت میں زیادہ سے چار وقت کی نمازیں قضا ہوئی ہیں ایک روز عصر کے وقت دشمنوں نے بڑی شدت کا حملہ کیا ایک لمحہ کی بھی مہلت نہ مل سکی نماز کا وقت ہی اس گھمسان کی جنگ میں ختم ہو گیا آپ کو سخت رنج ہوا یہ نہی صدمہ رکا ہے آپ نے سب سے پہلی نماز باجماعت ادا کی ہو۔

غزوہ حنین میں بارہ ہزار فوج آپ کے ساتھ تھی لیکن پہلے ہی حملہ میں اس کے قدم اکھڑ گئے دس ہزار تیر انداز سیلاب کی طرح امنڈے ہوئے تیر برساتے آگے بڑھے چند جاں نثاروں کے سوا کوئی بھی پہلو میں باقی نہ رہا آپ سواری سے اتر آتے ہیں اور فرماتے ہیں میں خدا کا بندہ ہوں خدا کا پیغمبر ہوں، اس کے بعد ہی بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہیں دفعتہً ہوا کا رخ پلٹتا

ڈرو اُس سے جو وقت ہے آنے والا

خشیۃ الٰہی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تبلیغ شروع کی تو ابتدائی زمانہ سے لیکر چند سال تک آپ کی یہ تبلیغ و دعوت قلوب قوم میں محض خشیت الٰہی پیدا کرنے اور انھیں یوم حساب اور خوف سے ڈرانے تک محدود رہی مکہ معظمہ میں جتنی آیات بھی نازل ہوئیں ان میں صرف ترہیب کا رنگ ہی نمایاں اور صرف عقائد ہی کی تعلیم دی گئی ہے مدت تک کوئی حکم نہیں دیا جاتا تھا بلکہ یہ اور صرف یہ کہا جاتا تھا کہ صرف ایک خدا کو پوجو اس کی وحدانیت کا اقرار کرو اسکی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھیراؤ چوری، ڈاکہ زنی اور زنا سے توبہ کرو اس لئے کہ وہی تمہارا اور اس زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے وہی تم سے تمہارے اعمال کا محاسبہ کریگا اور قیامت کے روز تمام بداعمالیوں اور نیکوکاریوں کا حساب لیا جائے گا جو بداعمال ہیں اور جنہوں نے بُرے کام کئے ہیں وہ یقیناً عذاب الٰہی کے مورد بنیں گے جہنم میں جھونکے جائینگے سزائیں پائینگے اور جو نیک ہیں اور خدا کی وحدانیت پر ایمان لاچکے ہیں اور کسی کو اس کا شریک نہیں سمجھتے وہ انعام الٰہی سے بہرہ مند ہوں گے جنت میں جائینگے جہاں انھیں ہر قسم کے نعائم و سرور حاصل ہوں گے یوم قیامت بہت خوفناک یوم ہوگا اس روز بڑے بڑے نبی اور پیغمبر بھی پریشان ہوں گے تمام مردے اپنی اپنی قبروں سے اٹھائے جائینگے اور دوبارہ زندگی نصیب ہوگی اللہ تعالےٰ بیشک اور بلاشبہ رحمٰن و رحیم ہیں مگر ساتھ ہی وہ منصف بھی، منتقم حقیقی بھی ہے آقا ہے۔ جبار اور قہار بھی ہے اُس کے خوف سے ہر وقت ڈرتے ہی رہنا چاہیئے زندگی کا کوئی ٹھکانا نہیں جب تک آنکھیں کھلی ہیں جہانتک ہوسکے نیکیاں کرلو کیونکہ اس روز وہ عالم ہراس ہوگا نہ مال و دولت کام آئیگا اور نہ بیٹے اور خاندان کے اعزہ کسی کی کوئی امداد کرسکیں گے۔

ظاہر ہے کہ جب تک ان میں خوف پیدا نہ کیا جائے دہشت پیدا نہ ہو اور یہ خیال پختہ نہ ہوجائے کہ کوئی ہم سے ہمارے اعمال کا محاسبہ لینے اور ہماری بداعمالیوں کی ہمیں سزا دینے والا بھی ہے اس وقت تک برائی اور بدی سے کوئی نہیں رک سکتا ساتھ ہی اس کی بھی ضرورت ناگزیر ہوتی ہے کہ جہاں گناہگاروں کو گناہ کی سزا کی تفاصیل اور ہولناکیوں سے ڈرایا جائے وہاں نیکوں اور مومنوں کو انعامات ربی کا مژدہ اور جنت الفردوس کی بشارت دی جائے اسی لئے ایزد تعالےٰ نے پہلے پہلے تخویف و تشویق کے متعلق آیات نازل کیں اور بندوں کو موٹے موٹے اور اہم گناہوں سے جن کا تعلق اپنی ذات تک نہیں بلکہ دوسروں کی ذات پر بھی پڑ رہا تھا اور جس سے فتنہ ہائے عظیم کے بیدار ہوجانے کے ہر وقت امکانات موجود رہتے تھے روکنا اور ہٹانا چاہا شراب خوری بہت بُری چیز ہے مگر اس کا اثر اپنی ذات ہی تک محدود رہتا ہے قمار بازی بہت بڑا عیب ہے مگر اس میں جبر نہیں پایا جاتا اور اس دور میں اس سے یک بیک تباہ ہونے کی کوئی صورت نہ تھی۔ سود بہت تکلیف دہ چیز ہے لیکن ہزارہا روپے دوسروں پر پھیلا پڑا تھا مالیات سے اس مسئلہ کا تعلق تھا اور یک بیک ان فوائد سے مدت کے بگڑے ہوئے عقل کا منہ پھیرنا آسان کام نہ تھا اس لئے اس وقت ان اقسام کے کبائر و صغائر کو چھوڑ دیا گیا کہ جب اہلیت و استطاعت پیدا ہوجائے گی اور ان سے بدتر اور خوفناک تر جرائم سے دامن پاک کرلئے جائینگے تو بتدریج ان کا استیصال کیا جائے گا اور چونکہ ابھی قلوب و اصلاح میں پوری ہمواری پیدا نہیں ہوتی ابھی تو زمین بنجر پڑی ہوئی ہے اسلئے نماز روزہ کے بھی احکام صادر نہیں ہوئے۔

خدائے ذوالجلال کی طرف دلوں کو مائل و مصروف رکھنا ہی ضروری امر تھا اس لئے نماز کی بہت آسان اور بہت سادہ صورت اور وہ بھی پابندیوں کے بغیر ضرور پیش کردی گئی تھی صرف صبح و شام کی نمازیں فرض تھیں اور ان میں کمی اور نماز کی فرضیت کے احکام صادر کئے گئے تھے۔ شرک سب سے بدتر گناہ قرار دیا گیا اس لئے کہ جب تک اس برائی کا استیصال نہ ہو اور خدا کو سب سے بڑی ہستی اور وحدہ لاشریک نہ سمجھا جائے اس وقت تک کوئی قدم اٹھایا ہی نہ جاسکتا تھا نہ بندوں کے قلوب میں اس وقت تک کوئی خوف و دہشت پیدا ہوسکتی تھی جب تک خدا کو لم یلد ولم یولد سمجھے اور غیر محدود طاقتوں کا حامل اور مالک یوم الدین خیال کرنے پر پختگی کے ساتھ آمادہ نہ ہوجائے یہ توسب سے مقدم اور اہم چیز تھی اسلئے ابتدا ہی سے سب سے زیادہ زور شرک اور بت پرستی کے خلاف دیا گیا دوسرے یہ ملک ستم کا سب سے بڑا ننگ گراں ہی تھا اس کے بعد قتل کا درجہ تھا اس سے انسانی جانوں کی اضاعت ہوتی تھی اور دلوں میں سنگدلی بڑھتی اور پھیلتی جاتی تھی اس کے پیچھے ڈاکے تھے کہ ان میں قتل انسانی کے ساتھ مال جیسی اہم و عزیز چیز چھینی جاتی تھی اور وہ بھی بجبر جس سے لٹنے والوں کے دلوں میں درد اور درد کے ساتھ شعلہ ہائے انتقام پیدا ہوتے تھے۔

اس سے گذر کر چوری کا نمبر آتا تھا کہ اس میں محبوب اور محنت سے کمائی ہوئی دولت خفیہ طور سے اڑا دی جاتی تھی اس کے بعد زنا کا نمبر تھا اس کا اثر جان و مال پر نہ ہوکر ناموس و عزت پر ضرور مرتب ہوتا تھا اور بعض قلوب میں تو شدید اشتعال پیدا ہوجاتا تھا پھر اس سے بےحیائی اور بےشرمی کو ترقی ہوتی تھی جو اخلاقیات کے آبگینہ کیلئے سب سے بڑی اور سخت ٹھیس ہے اس لئے اس سے بھی سختی کے ساتھ روکا اور ان گناہوں اور جرموں کی پاداش میں شدید بازپرس اور عذاب جہنم کی وعید سنائی گئی پھر جوں جوں قلوب میں قبولیت احکام کا مادہ پیدا ہوتا گیا دوسرے جرموں اور گناہوں سے روکا گیا اور ان کے متعلق بھی عذاب کی آیات نازل ہونے لگیں مکی سورتوں اور آیات کو پڑھو اور ان کے مفہوم انداز بیان اور معانی پر غور کرو تو سارا ذخیرہ قلب کانپنے لگتا ہے اور ان کا سر تا پا لرز اٹھتا ہے قہر و جلال ربی کا مجسمہ اور عذاب و عقاب کی ہولناکیوں سے لبریز ہیں اور ان میں ترہیب و تخویف کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گیا ہے جہاں قیامت محاسبہ بازپرس اور گنہگاروں کے عذاب کا ذکر کیا ہے اس دہشت خیزی اس عتاب و قہر اور اس جباریت اور خونناکی کے ساتھ کیا گیا ہے کہ سنتے ہی جسم کا رواں رواں لرزنے لگتا ہے اور دلوں پر قدرتاً ایک ہیبت طاری ہوجاتی ہے اور اس مضمون کی سورتیں برابر موقعہ بے موقعہ نازل ہوتی رہتی تھیں اور آپ انھیں کفار کو برابر سناتے اور ڈراتے رہتے تھے۔

خوف ایزدی کا غلبہ

حضور رسول کریم افضل رسل اور خاتم الانبیا اور محبوب خاص تھے مگر جانتے تھے کہ خدا پھر خدا ہے اور بندہ پھر بندہ ہے معبود حقیقی سے قریب تر تھے ہر چیز علم الیقین ہی نہیں حق الیقین تھا اس لئے آپ پر خود شدید خوف و خشیت کا عالم طاری رہتا تھا اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھکو کچھ نہیں معلوم کہ مجھپر کیا گذرے گی ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ حضور آپکے بال تو سفید ہونے لگے آپنے فوراً ہی جواب میں فرمایا کہ "مجھے سورہ ہود واقعہ۔ والمرسلت اور عم یتساءلون نے بوڑھا کردیا۔ ان سورتوں میں قیامت وغیرہ کے خوفناک حالات خوفناک انداز میں مذکور ہیں جن کے پڑھنے سے دل پر ایک دہشت عظیم قائم ہوجاتی ہے اور دنیا اور دنیا کی نعمتیں

لگا ہوں میں بے اثر ہو کر رہ جاتی ہیں حضرت عثمان بن مظعون نے وفات پائی تو آپ تعزیت کے لئے تشریف لیگئے نعش سامنے رکھی ہوئی تھی ایک عورت نے نعش کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ وہ خدا گواہ ہے کہ خدا نے تجھے نوازا" رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ "تم کو کیونکر معلوم ہوا؟" بولیں "خدا نے ان کو نہیں نوازا تو اور کسکو نوازے گا" ارشاد ہوا کہ ہاں مجھکو بھی ان کی نسبت بھلائی کی توقع ہے لیکن میں پیغمبر ہو کر بھی یہ نہیں کہہ سکتا اور نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائیگا۔ آپ کے خوف و خشیت کا یہ عالم تھا کہ جب کبھی زور سے ہوا چلتی اور آپ کسی کام میں مصروف ہوتے تو سب کام چھوڑ کر قبلہ رخ ہو بیٹھتے اور فرماتے کہ خدایا میں بھی تیری بھیجی ہوئی مصیبت سے پناہ مانگتا ہوں اور جب مطلع صاف ہو جاتا طوفان ختم ہو جاتا یا پانی برس چکتا تو آپ مسرور ہو جاتے اور خدا کا شکر فرماتے۔ ایک دفعہ اسی قسم کا ایک واقعہ پیش آیا تو حضرت عائشہ صدیقہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کیوں مضطرب ہو جاتے ہیں،، آپ نے فرمایا کہ عائشہ تجھے کیا معلوم مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں قوم ہود کا واقعہ پیش نہ آئے جنہے بادل دیکھکر کہا تھا کہ یہ ہمارے کھیتوں کو سیراب کرنے آیا ہے حالانکہ ایسا نہ تھا وہ عذاب آلہی تھا۔

حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ جب دو ثلث رات گذر چکتی تو آپ . . . . بآواز بلند یہ فرماتے لوگو خدا کو یاد کرو۔ زلزلہ آرہا ہے اس کے پیچھے پیچھے آنے والا آرہا ہے موت اپنے سامان کے ساتھ آپہنچی ہے موت اپنے سامان کے ساتھ آپہنچی۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے لوگو! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے ہوتے تو تم کو ہنسی کم اور رونا زیادہ آتا۔

ایک بار اعراب بادیہ کا مسجد میں اتنا ہجوم ہوا کہ آپ اس ہجوم میں پسینے کے قریب ہو گئے دم گھٹنے لگا مہاجرین جلدی سے اٹھے اور انھکر بدؤں کو ہٹایا جب آپ نکل آئے اور ہجوم چھٹ گیا تو آپ حضرت عائشہ کے حجرے میں تشریف لے گئے اور محض اتفاق تھا کہ تقاضائے بشری سے زبان مبارک سے بددعا پر مشتمل الفاظ نکل گئے الفاظ کا نکلنا تھا کہ آپ گھبرا گئے اور فوراً قبلہ رخ ہو کر بیٹھ گئے اور دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھا کر عرض کی کہ بار الہی! میں ایک انسان ہوں اگر تیرے کسی بندہ کو مجھ سے تکلیف پہنچے مجھے سزا نہ دینا۔ اسی طرح ایک دفعہ آپنے ایک تقریر ارشاد فرمائی نہایت موثر اور دلدوز تقریر تھی آپ نے فرمایا کہ:۔

"اے معشر قریش! آپ اپنی خبر لو میں تم کو خدا سے نہیں بچا سکتا۔ اے عبد مناف میں تم کو خدا سے نہیں بچا سکتا۔ اے محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ میں تجھکو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا۔

سوز و گداز کا عالم

چونکہ خشیت الہی کا آپ پر اکثر غلبہ رہتا تھا خدا سے خود بہت ڈرتے تھے اس لئے آپ پر رقت بھی بہت جلد طاری ہو جاتی تھی اور آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگتے تھے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے آپ کے سامنے جب یہ آیت پڑھی فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علی ھؤلاء شھیدا تو آپکی آنکھوں سے بیساختہ آنسو جاری ہو گئے۔ نماز میں بھی آپ پر اکثر رقت طاری ہو جاتی تھی اور آنسو نکل پڑتے تھے ایک مرتبہ سورج گرہن پڑا اور آپ نماز کسوف پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے نماز میں ہی آپ ٹھنڈے سانس لینے لگے فرماتے تھے "خدایا تو نے وعدہ کیا ہے کہ تو میرے ہوتے لوگوں پر عذاب نازل نہ کریگا۔

آپؐ کے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار خدمت نبویؐ میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ نماز میں مشغول ہیں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں روتے روتے اسقدر ہچکیاں بندھ گئیں تھیں کہ معلوم ہوتا تھا کہ چکی چل رہی ہے یا ہانڈی ابل رہی ہے۔

ایک دفعہ آپؐ کسی غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے اثنائے سفر میں ایک پڑاؤ ملا کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے آپؐ نے دریافت کیا تم کون ہو؟ بولے ہم مسلمان ہیں پاس ہی

ایک عورت بیٹھی چولہا سلگا رہی تھی پاس ہی اس کا لڑکا بیٹھا ہوا تھا آگ خوب روشن ہو گئی اور بھڑک گئی تو وہ بچہ لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ رسول اللہ ہیں ارشاد ہوا بیشک! پھر اس نے پوچھا کہ کیا ایک ماں اپنے بچہ پر جس قدر مہربان ہے خدا اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں بیشک! اس نے کہا تو ماں اپنے بچہ کو آگ میں نہیں ڈالتی۔ آپ پر فوراً گریہ طاری ہو گیا پھر سر اٹھا کر فرمایا "خدا اس بندہ کو عذاب دیگا جو سرکش اور متمرد ہے خدا سے سرکشی کرتا ہے اور اس کو ایک نہیں کہتا۔

ایک دفعہ آپؐ نے حضرت ابراہیمؑ کی یہ دعا پڑھی رب انھن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانہ منی یعنی پروردگار ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا۔ ان میں سے جس نے میری پیروی کی وہی میری جماعت میں ہے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰؑ والی دعا پڑھی ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اگر تو معاف کرے تو تو غالب و دانا ہے۔ پھر کیا تھا دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھ گئے اللھم امتی امتی فرماتے جاتے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

مسلمانوں کے قلوب میں خشیت کی چنگاری

آپ کی تعلیم و تبلیغ نے مسلمانوں کے قلب کی بھی یہی حالت کر دی تھی اور وہ بھی اس امر کے باوجود کہ احکام الہی کے ہر طرح پابند تھے کوئی کام ان سے خلاف منشائے ربانی صادر نہ ہوتا تھا پھر بھی خشیت الہی سے ان کی یہ حالت تھی کہ بات بات پر دل بھر آتا تھا آیات قرآنی پڑھتے اور عذاب الہی کا ذکر ہوتا تو کانپ جاتے اور دیر تک آنکھوں سے آنسو بہتے۔ حضرت عمرؓ کتنے سخت مزاج بزرگ تھے عشرہ مبشرہ میں شامل تھے مگر دل پر غضب کی رقت اور طبیعت میں بلا کا گداز تھا۔ ایک شب کو چلے جا رہے تھے رعایا کی حالت دیکھنی اور اس کا اندازہ لگانا مقصود تھا عرب میں شدید قحط پڑا ہوا تھا یکایک دیکھا کہ شہر سے باہر ایک خیمہ نصب ہے اس میں کچھ چہل پہل نظر آئی بڑھکر جو دیکھا تو ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے جو لہے پر ہانڈی چڑھی ہوئی ہے اور اس کے نیچے دھڑا دھڑ آگ جل رہی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ پک رہا ہے آپ نے سمجھا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اب جو قحط کے آثار کچھ دور ہوتے معلوم ہوتے ہیں کہ اس بوقت بھی کھانا پک رہا ہے۔

آپ اندر چلے گئے اور پوچھا اے عورت! تو کون ہے اور اس وقت کہ نصف شب گذر گئی ہے خیمہ میں بیٹھی ہوئی کیا پکا رہی ہے اس نے پہچانا تو تھا نہیں وہ بھڑک اٹھی اور مشتعل ہو گئی کہنے لگی بربادی ہو عمرؓ پر کہ خلافت تو لیکر بیٹھ گیا مگر رعایا کی کا خیال نہیں دیکھوں گی کل روز قیامت وہ خدا کو کیا جواب دیگا۔ پک کیا رہا ہے بچے بھوک سے تڑپ رہے تھے ان کے بہلانے کے لئے میں نے پانی بھر کر ہانڈی چڑھا دی کہ انھیں تسکین رہے کہ کچھ پک رہا ہے اور ابھی ابھی سوئے ہیں یہ سننا تھا کہ آپ کی مبارک آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک دریا بہ نکلا روتے تھے اور بیساختہ روتے تھے فوراً باہر نکلے اور آٹے کی بوری خود پیٹھ پر لاد کر لائے اور جب تک اس کے بچوں کو کھلا نہ لیا آنکھ کا آنسو نہ تھما۔ حقیقت یہ ہے کہ خشیت الہی سب سے بڑی نعمت ہے جس کے قلب میں خشیت نہیں اس کا ایمان خفیف ہے اور وہ روحانی ترقی نہیں کر سکتا یہی وجہ تھی کہ خدا نے قدوس نے سب سے پہلے بندوں کے قلوب میں خوف پیدا کیا اور آپ مسلمانوں اور کافروں دونوں کو عذاب الہی

کہ گونج اُٹھے دشت و جبل نام حق سے

اسلام کا بول بالا

آخر وہ وقت بھی آگیا کہ افق عرب پر ظلم و عدوان کی چھائی ہوئی گھٹائیں چھٹ گئیں جو رد طواغیت کی طویل راتیں ختم ہوئیں اور آفتاب امید و سلام کا نقاب اپنے چہرہ پر ڈال کر پوری لعانیوں اور تجلی ریزیوں کے ساتھ نمودار ہوا اور وہ دنیا جو جرائم و معاصی کی گندگیوں سے آلودہ پڑی تھی اور وہ خطہ جہاں حق و صداقت بہیمیت و شیطنت کی اندھیوں کے طوفانوں اور ہنگاموں میں دب کر رہ گئے تھے اس کی نور بیز کرنوں کی روشنیوں سے روشن منور ہوگیا۔ اس عرب لات و ہبل کی حکومت و فرمان روائی سے آزاد ہو چکا تھا اور ایک خدائے واحد لاشریک کی پرستش ہونے لگی تھی اور وہ زمانہ آگیا تھا کہ ایزد تبارک و تعالیٰ اپنے نیک بندوں سے استخلاف فی الارض کا وعدہ پورا کرے اور جہاں صد ہزار بتوں کی پوجا ہوا کرتی تھی وہاں ایک رب اور ایک ذات حی و قیوم کی پرستش ہو اور بڑی دھوم دھام کے ساتھ ہو دنیا میں بار ہا مختلف مختلف اقسام کے پیغمبر ہو گذرے ہیں ان میں عیسیٰؑ اور یحییٰؑ بھی مبعوث ہوئے جنھیں حکومت و فرمانروائی سے کوئی حصہ نہ ملا تھا اور سلیمانؑ داؤدؑ اور موسیٰؑ بھی منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے جن کے قبضۂ قدرت میں ملکوں کے خزانے اور عرب کے زر و جواہر تھے لیکن ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں دونوں چیزوں اور دونوں صفتوں کی کمی نہیں تھی۔

تاہم حالت یہ تھی کہ سب کچھ ہونے کے باوجود بھی دربار نبوت میں کچھ نہ تھا نہ کھانے کو لطیف و لذیذ غذائیں تھیں اور تن مبارک پر خلعت شاہانہ تھا اور نہ جیب و دامان میں درہم و دینار نظر آتے تھے انتہا یہ ہے کہ کاشانۂ نبویؐ میں نرم بستر بھی نہ تھا آپ کی شان عظمت دنیوی اعتبار سے قیصر و کسریٰ سے بھی کہیں زیادہ تھی مگر اصل میں آپ گلیم پوش اور معصوم فرشتہ نظر آتے تھے اب وہ دور ہے کہ جملہ مشکلات سیاسی کا خاتمہ ہو چکا ہے عرب کے گوشہ گوشہ میں دعاۃ اسلام پھیلے ہوئے ہیں دور دراز علاقوں سے قبائل آستانہ نبوت کی طرف کھنچے چلے آرہے ہیں اور آفتاب اسلام برابر بلند ہوتا چلا جارہا ہے۔

اسلام کی سر آرائی کا یوم اول

فتح مکہ اسلام کی شہنشاہی اور سر آرائی کا پہلا دن تھا اور ۸ھ میں اس کی بنا قائم ہو چکی تھی لیکن ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے روز تو کام کی پوری تکمیل ہو چکی تھی۔ یورپ کے حقیقت ناآشنا مورخوں نے تو یہاں تک لکھدیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں پیغمبر تھے اور مدینہ میں بادشاہ اور مکہ کی فتح کے بعد شہنشاہ لیکن آشنا نگاہیں اس شہنشاہ عرب کو اس حال میں دیکھتی تھیں کہ کوئی تمیز بھی نہ کرسکتا تھا کہ یہ فرمانروا ہے یا رعیت کا ایک فرد۔ آپ بلاشبہ شہنشاہی کر رہے تھے لیکن اپنی حالت یہ تھی کہ پھٹے پرانے کپڑے ہیں مسکینوں اور غرباء کے ہجوم میں کام کر رہے ہیں نہ قصر و ایوان کی پرواہ ہے نہ خدم و حشم کی ضرورت نہ کوئی حاجب و دربان نظر آتا ہے اور نہ تخت و تاج دکھائی دیتا ہے نہ مال و زر کی فراوانی ہے اور نہ کوئی شوکت و طمطراق ہی موجود ہے

اس سے بھی عجیب تر یہ کہ پورے جزیرہ نمائے عرب کی فرمانروائی اور جہانبانی جس سے قیصر و کسریٰ کی حکومتیں لرزہ براندام بنی ہوئی ہیں جس کی ہیبت سے ممالک و بلاد کانپ رہے ہیں جس کا نام سنکر ایران و روم کے سلاطین سراسیمہ ہو جاتے ہیں جو لاکھوں مربع میل زمین اور کروڑوں انسانوں کا مالک ہے۔ اس کی سلطنت میں نہ بڑے بڑے انتظامی دفاتر ہیں نہ وزراء کے محکمے ہیں قیام امن کے لئے پولیس بھی کہیں نظر نہیں آتی نہ فوج کے لئے کوئی چھاؤنی ہے نہ اہلکار دکھائی دیتے ہیں اور نہ افسر و امرائے سیاست کی کوئی جماعت ہے اور نہ الگ الگ حکام و قضاۃ ہی دکھائی دیتے ہیں وہی شہنشاہ ہے اور وہی ہر فرض و خدمت کی انجام دہی کا کفیل ہے تنہا ایک ذات ہے جو ہر چیز کی ذمہ دار ہے اور تمام بار اُس کے دوش ناز پر پڑے ہوئے ہیں ہر چیز کا مالک ہے واحد مالک ہے لیکن خود کو ایک اونٹ کے بال کا مستحق نہیں کہتا اس کے عدل و انصاف کے سامنے اس کی جگر گوشہ فاطمہؓ اور ایک عام مجرم یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا جو مقصود تھا وہ پورا ہو چکا ہے آپ مبعوث ہوئے تھے دعوت مذہب، اصلاح اخلاق اور تزکیہ نفوس کے لئے نہ کہ سلطنت کرنے کے لئے اس کے علاوہ اور جتنے فرائض تھے وہ محض ضمنی اور آپ کی حیثیت رکھتے تھے اسی لئے آپ نے فرمانروائی کے لئے کوئی انقلاب پیدا نہ کیا اور نہ دفاتر تعمیر فرمائے جو کچھ کیا اور کرتے رہے اُس سے صرف یہ مقصود تھا کہ بدامنی نہ ہو اور دعوت و تبلیغ کی راہ میں جو عوائق و موانع پیدا ہوں وہ دور کر دیے جائیں۔

فرمانروایانہ ذمہ داریوں کی فراوانی

تاہم سلطنت پھر سلطنت تھی سادگی ہی کے ساتھ سہی کسی حالت میں سہی مگر انتظام پھر بھی کرنا ہی تھا سن شریف ساٹھ برس سے تجاوز ہو چلا تھا اور چونکہ پوری زندگی اور تمام عمر شدید کشمکش اور سخت پریشانیوں فکروں اور انہماک میں گذری تھی اور اس زمانہ میں بڑی بڑی حوصلہ شکن مشقتیں اور تکلیفیں برداشت کی تھیں اس لئے آپ اور زیادہ نحیف اور بوڑھے ہوگئے تھے مگر اب ذمہ داریاں گھٹنے کے بجائے اور بڑھ گئی تھیں حکومت کا بھی پورا بار آپ کے ذمہ آپڑا تھا اور خود ہی سب کچھ کرنا ہوتا تھا اس لئے آپ اور زیادہ مصروف رہتے تھے تحصیل زکوٰۃ و جزیہ کی نامزدگی غیر اقوام سے مصالحت موذنین اور ائمہ کا یقین عمال و ولاۃ کا تقرر، مسلم قبائل میں جائدادوں کی تقسیم فوجوں کی آراستگی و روانگی، مقدمات کا فیصلہ قبائل کی خانہ جنگیوں کا انسداد وفود کے لئے تعین وظائف، نومسلموں کے انتظامات مسائل شرعیہ میں افتاء، جرائم کے لئے اجرائے تعزیر، اجرائے فرامین ملک کے بڑے بڑے سیاسی انتظامات، عہدیداروں کی خبرگیری اور احتساب یہ معمولی کام نہ تھے دور دور کے صوبوں میں نائب گورنر بھیجدیئے تھے مگر مدینہ اور اطراف مدینہ کے فرائض آپ ہی اور صرف آپ کے ذمہ تھے اس کے علاوہ جو فرائض مرکز اور تمام سلطنت سے تعلق رکھتے تھے وہ بھی آپ ہی کو انجام دینے ہوتے تھے۔

ظاہر ہے کہ اس ضعیفی میں اس بار نے آپ کے دل و دماغ کو بیحد کمزور کر دیا ہوگا خیر یہ تو بدیہی امر تھا مگر نظام جسمانی تو بالکل چور چور ہو کر رہ گیا اور یہ حالت ہوگئی کہ آپ تہجد کی نماز بیٹھکر پڑھنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھکر تہجد کی نماز ادا کرتے تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں لیکن اس وقت جب لوگوں نے انھیں چور چور کر دیا تھا۔ آخر آپ انسان تھے کہاں تک برداشت کر سکتے تھے۔ دنیا میں دنیا والے کسی ایک انسان کی مثال بھی ایسی پیش نہیں کر سکتے جس کی پوری عمر اس درجہ گرانبار ذمہ داریوں اور ایسی حوصلہ شکن مشقتوں میں گذری ہو جیسے

بیک وقت اتنے کام کرنے پڑے ہوں اور اس بے سر و سامانی میں کرنے پڑے ہوں پھر دو گونہ مشاغل میں دن بھر انتظامات ملکی اور رشد و ہدایات میں مصروف رہتے ہیں اور شب کا بڑا حصہ عبادت و مجاہدے میں گزرتا ہے بوڑھے بھی ہو چکے ہیں اور کھانے پینے کو بھی مفرح و مقوی غذائیں نہیں ملتیں اور آرام کے لیے بھی بہت کم ہیں۔

سلطنت اسلام کا استحکام

بہرکیف کچھ ہو آپ نے اپنی زندگی ہی میں اس سلطنت و خلافت اسلامی کو اپنے ہاتھوں اتنا مضبوط کر دیا تھا اور ایک ایسا خاکہ مرتب کر دیا تھا جس کے اندر صلیت تو جیسی کی توں موجود تھی صرف رنگ بھرنے کی کسر تھی آپ نے خود ملکی انتظام کر کے بتا دیا تھا کہ انتظام اس نہج پر ہوتا رہے امیر العسکری کے تقرر کے ضوابط بھی پیش کر دیئے تھے۔ مسائل افتا میں جو صورت پیش ہوتی تھی اسے واضح کر دیتے تھے۔ فصل قضایا کے آئین بھی بتا دیئے تھے حکام ولاۃ کتاب و قضاۃ، محصلین زکوٰۃ و جزیہ اور پولیس اور جلا دوں کا تقرر کر کے بھی سامنے راہ پیش کر دی تھی۔

غیر اقوام سے کس طرح معاہدے کئے جاتے ہیں اور کرنے چاہئیں محاصل و مخارج کی وصولی کیونکر ہو۔ جاگیریں کس اصول پر تقسیم کی جائیں توقیعات و فرامین کی ترتیب کیونکر عمل میں لائی جائے کس کو کہاں آباد کیا جائے۔ احتساب کس طرح ہو اصلاح بین الناس کے لئے کیا طریقے اختیار کئے جائیں۔ توقیعات و فرامین کی ترتیب کیونکر عمل میں لائی جائے۔ حکام کا امتحان کس طرح لیا جائے اور اس ضمن میں کون کون امور پیش نگاہ رہیں۔ مہمان آئیں، قبائل کی مہمانداریاں کرنی پڑیں وفود بھیجے جائیں تو کس لئے اور کس طرح یہ سب کچھ آپ نے اپنے عمل اور اپنی مثال سے سب پر واضح کر دیا تھا ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ انتظامی اور فرمانروایانہ مصروفیتوں میں خدا کو نہ بھولا جائے عبادت کی صورت جوں کی توں قائم رہے معاش و معیشت کے اصول میں فرق نہ آئے سادگی اور سادہ مزاجی کی صفات افسردہ نہ ہونے پائیں۔

غریبوں، بیواؤں، یتیموں اور بیکسوں کی نگہداشت اور خبر گیری میں برابر انہماک رہے۔ ان کے اندر اوران کی تکلیف کو نہ بھولا جائے۔ کوئی مریض ہو اور علالت کے ہاتھوں مجبور ہو گیا ہو تو اس کی عیادت کے فرض سے غفلت نہ برتی جائے۔ جنازوں کی نماز میں شرکت ضرور ہو جنگیں پڑ جائیں تو کن کن امور کا خیال رکھا جائے۔ مفتوحین کے ساتھ کیا اور کس قسم کا سلوک روا رکھا جائے تاسیس حکومت الٰہی کے لئے غرض جن امور و آئین کی ضرورت تھی ان کا خاکہ اور عملی خاکہ آپ نے سب مسلمانوں کے سامنے واضح صورت میں پیش کر دیا تھا یہی صورت اور یہی طریق آپ نے مذہبی انتظامات میں اختیار کیا دعاۃ معلمین اسلام کے تقرر خود کئے ان کی اہلیت و استعداد کے اندازہ لگا کر کے اور بتا دیا کہ ان کی تعلیم و تربیت ہو تو کس طور و طریق کے ساتھ ہو۔ ائمہ نماز کے تقرر میں بھی جن چیزوں کے خیال رکھنے کی ضرورت ہے ان کا خیال رکھا اور ان میں جو صفات ہونی چاہئیں انھیں پرکھا سب کے سامنے پرکھا اور سب کی نگاہوں کے سامنے ان کا تقرر کیا مساجد کی تعمیر کے مواقع اور ضرورت کے اندازہ کے گر بتائے تمام پر اختیار بھی کیں اور سنائیں بھی۔ موذنین کے تقرر کی اہمیت و صفت بھی سب واضح کی اور اچھی طرح واضح کی۔

عقاید و عبادات

عقائد و عبادات میں تمام ضروری امور پہلے ہی ظاہر کر دیئے گئے تھے اور جو باقی رہ گئے تھے انھیں بھی آپ نے اچھی طرح ذہن نشین کر دیا، طہارت، تیمم، نماز، نماز جمعہ و عیدین، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے تمام طور طریقے اپنی مکمل صورت میں سکھا دیئے اور عرب بھر میں جاری کر دیئے۔ حج میں جو اصلاحات ضروری تھیں کر دیں، معاملات کی اہمیت و اثر انگیزی کو واضح کیا اور آخری وقت میں وراثت، وصیت، وقف، نکاح، طلاق اور حدود و تعزیرات کی بھی اچھی طرح صراحت کر دی ایک ایک جزیہ اور ایک ایک چیز کو کھول کھول کر بیان کیا اور عملاً دکھا دیا۔

بتایا کہ ماکولات و مشروبات میں حلال و حرام کی تخصیص کس طرح کرنی چاہیئے اور کون کونسی چیزیں حرام ہیں اور کونسی حلال اور ہیں تو کیوں۔ سود کی حرمت پر بھی مہر لگا دی اور ہمیشہ کے لئے لگا دی۔ مسلمان پہلے ہی ہوشیار تھے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ہر عمل ان کے لئے ایک سبق تھا پھر بھی آپ سب کچھ سمجھاتے اور بتاتے رہتے تھے آخر جب اسلام مکمل ہو گیا دین کی تکمیل ہو گئی۔ کوئی چیز بتانے کہنے اور دکھانے کو نہ رہ گئی تو حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ ایک بلند مقام پر کھڑے ہوئے اور کھڑے ہو کر ایک طویل مگر نہایت موثر اور فصاحت و حکمت سے لبریز تقریر ارشاد فرمائی جس میں تمام کسر پوری کر دی اور جو چیزیں کرنے کو رہ بھی گئی تھیں ان کا بھی اعلان کر دیا ساتھ ہی کہہ دیا کہ اب اطمینان رکھو اسلام کا بول بالا ہو چکا ہے قرآن کریم کو تمہارے پاس چھوڑے جاتا ہوں جب تک تم اسے مضبوطی سے پکڑے رہوگے اور اس کے احکام پر چلتے رہو گے اس کے احکام و اوامر و نواہی پر کاربند رہو گے دنیا تمہاری کنیز اور دنیا والے تمہارے کنیزوالے بنے رہیں گے حکم چلے گا تو تمہارا اور خطبہ پڑھا جائے گا تو تمہارا۔ دنیا والے تمہاری عزت کریں گے اور عزت و اقبال تمہارے جلو میں رہیں گے۔

اب وہ حالت تھی وہ زمانہ تھا کہ تمام جزیرۃ العرب پر لوائے اسلام لہرا رہا تھا ملک کے تمام بڑے بڑے اور قابل ذکر طبقے آستانہ نبوت پر اپنا سر جھکا چکے تھے اور جو باقی بھی رہ گئے تھے وہ اسلامیوں سے معاہدے کر چکے تھے دیگر جتنے مذاہب تھے ان کے بڑے بڑے اکابر و عمائد مسلمان ہو چکے تھے اور جو اب بھی اپنے مسلک پر تھے وہ معاہد قوم اور ذمیوں کی حیثیت میں تھے جدہ سے عراق اور حدود شام سے یمن تک اسلام کا سکہ چل رہا تھا رومی و ایرانی سلطنتیں جنھیں ہمسایہ سلطنت کہا جاتا تھا وہ اسلامیوں کے رحم پر تھیں اور اگر حقیقت پوچھیئے اور غور و تحقیق کی نظر سے دیکھئے اور پھر اندازہ لگایئے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہی میں عرب ایک اتنی عظیم الشان اور اس قدر پر سطوت و عظمت طاقت بن چکا تھا کہ اس وقت کی دنیا میں ایک طاقت تو کجا سب مل کر بھی اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتی تھیں دوسری سلطنتوں کو اپنی فکر پڑ گئی تھی اور پوری دنیا میں کوئی حکومت اور کوئی سلطنت اتنی قوی اور اتنی زبردست نہ تھی جتنی عرب کی حکومت تھی۔ اسلام کا سیلاب امڈا چلا آ رہا تھا اور یہ سب کچھ بیس بائیس برس کے اندر ہو چکا تھا اس کے بعد قریب قریب اتنی ہی مدت میں قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں بھی پاش پاش ہو کر اسلامی سلطنت کا جزو بن گئیں اور ابھی پوری ایک صدی بھی نہ گذرنے پائی تھی کہ اسلام یہی نہیں کہ زمانہ کی سب سے بڑی طاقت بن گیا بلکہ دنیا کے ہر حصہ پر اسی کے تخت بچھے نظر آئے اور اسی کا سکہ ہر طرف چلتا دیکھا گیا یہ تھی ایک گلیم پوش مکہ کے یتیم شہنشاہ پیغمبر کی کارفرمائی اور سب سے بڑا معجزہ۔

نمبر خریداری کے بغیر یہاں کسی شکایت کی تعمیل نہیں ہو سکتی ہے اس کا لحاظ ضرور رکھیئے۔ (منیجر)

مِسِ خام کو جس نے کُندن بنایا

روحانیات کی طرف راہنمائی ایزد تبارک و تعالیٰ نے سورہ مومنون میں فرمایا ہے کہ:- قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون والذین ھم عن اللغو معرضون والذین ھم للزکوۃ فاعلون والذین ھم لفروجھم حافظون الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ھم العادون والذین ھم لامانتھم و عھدھم راعون والذین ھم علی صلوتھم یحافظون اولئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خالدون۔ یعنی وہ مومن کامیاب و فائز المرام ہیں جو اپنی نماز میں نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ بحضوری قلب ادا کرتے ہیں لغو و لاطائل امور سے اعراض تا احتراز کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے رہتے ہیں فروج کی حفاظت کرتے اور زنا و بدکاری سے بچتے ہیں امانتوں کو ادا کرتے اور اپنے عہد و قول کی رعایت رکھتے ہیں اور اپنی نمازیں وقت پر ادا کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے اور اس میں ان کا قیام ہمیشہ رہے گا۔

اس آیہ کریمہ میں روحانیت کے چھ مدارج کا ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہیں (۱) نماز خشوع و خضوع سے ادا کرنا (۲) لغو باتوں سے احتراز و اعراض کرتے رہنا (۳) زکوٰۃ باقاعدگی کے ساتھ دیتے رہنا (۴) زنا اور بدکاری سے بچنا (۵) امانتوں اور عہدوں کی رعایت کرنا (۶) نمازوں کو وقت پر ادا کرنا۔

یہ آیت تو ہے روحانی مدارج ارتقا کے متعلق اس میں بتایا اور واضح کیا گیا ہے کہ ارتقائے روحانی کے لئے کون کون امور ضروری تا اساسی حیثیت رکھتے ہیں اسی طرح جسمانی ترقیات کے بھی چھ ہی مدارج مقرر فرمائے گئے ہیں اور خدائے قدوس نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:-

ولقد خلقنا الانسان من سللة من طین ثم جعلناہ نطفة فی قرار مکین ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشأنٰه خلقا اخر فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ یعنی ہم نے انسان کو مٹی کے نچوڑ اور خلاصہ سے پیدا کیا۔ سب سے پہلے اسے نطفہ کی شکل عطا کی پھر خون کا لوتھڑا بنایا۔ پھر گوشت کے ایک ٹکڑے کی صورت دی پھر ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر کھال چڑھا کا سے ایک اور صورت عطا کر دی واقعی خدا سب سے بہتر پیدا کرنے والا اور بنانے والا ہے۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ انسان کی جسمانی ترقیات کے بھی چھ ہی مدارج ہیں جن سے گذر کر یہ موجودہ و حقیقی صورت اختیار کرتا ہے وہ مدارج یہ ہیں:-

(۱) نطفہ کی صورت میں ظاہر ہونا (۲) علقہ یعنی خون بننا (۳) مضغہ یعنی گوشت کا لوتھڑا بننا (۴) ہڈیاں بننا (۵) ہڈیوں پر گوشت چڑھنا (۶) اس میں روح پھونک کر اسے نئی مخلوق اور انسان کی صورت عطا کر دینا۔

جسمانی و روحانی مدارج ان ترتیب اور اس تقسیم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خدائے ذوالجلال نے جسمانی اور روحانی مدارج کی خاص خاص حالتیں رکھی ہیں اور ان کی ترقی کے درجات مقرر کر دیئے ہیں ہر روحانی ترقی کے مقابلہ میں ایک جسمانی درجہ موجود ہے جس طرح انسان جسمانی درجات میں ترقی کر کے بتدریج کمال جسمانی حاصل کرتا ہے اسی طرح روحانیات کا عالم ہے یہاں بھی درجے قائم ہیں جنہیں طے کر کے انسان کمال روحانی اختیار کرتا ہے اور وہ کچھ بنتا ہے اور بنجاتا ہے جس پر ملائک اور فرشتے بھی رشک کی نظریں ڈالتے اور اسے حیرت و تعجب کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔

اب ان نکات کو سمجھانے اور ان اسرار فطری کی پردہ کشائی کرنے کے لئے ہم یہاں کسی قدر مزید وضاحت سے اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں آپ یہ تو سمجھ گئے ہوں گے کہ جسمانی کی تکمیل کا پہلا درجہ نطفہ اور صرف نطفہ جس کی اصلیت محض اتنی ہے کہ انسان جو غذائیں غلے اور گوشت اور ترکاریاں کھاتا ہے ان سے خون بنتا ہے اور آگے چل کر اور تناسلی اعضا میں داخل ہو کر یہ خون ہی نطفہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے ظاہر ہے کہ تمام غلے ترکاریاں اور غذائیں وغیرہ گو پیدا اپنے تخم سے ہوتی ہیں مگر ان میں پوری نشو و نما مٹی ہی سے حاصل ہوتی ہے ورنہ تخم میں اتنی قوت اور اتنی جسامت کہاں کہ وہ اپنی حقیر نوعیت سے اتنی بڑی صورت اختیار کر لے۔ املی کا درخت کتنا عظیم کتنا بڑا اور کتنا پھیلا ہوا ہوتا ہے اس کا یہ پھیلاؤ اور اتنی بڑی وسعت صرف بیج کی کارفرمائی تو نہیں لامحالہ یہ جاننا پڑتا ہے کہ اس نے مٹی سے اجزاء و عناصر حاصل کر کے موجودہ جسامت و عظمہ حاصل کیا ہے نطفہ اور تخم کی حیثیت یکساں ہوتی ہے انسان کا تخم ہو یا کسی درخت کا گو وہ تمام صفات و جوہر کا حامل ہوتا ہے اور جس طرح املی کے ایک تخم کے اندر املی کی تمام صورتیں اور صفتیں پوشیدہ و مرکوز ہوتی ہیں اسی طرح انسان کے تخم یا نطفہ میں بھی انسانیت کے تمام صفات تمام خصائل اور تمام قوی مضمر ہوتے ہیں تاہم یہ صورت بالکل ابتدائی صورت اور ابتدائی درجہ کی ہوتی ہے اس لئے خطرات و مہالک میں گھری ہوتی ہے غلہ اور ترکاریوں کے بیج جس طرح زمین کے ناموزوں ناہموار اور خراب ہونے کے باعث ضایع ہو جاتے ہیں اسی طرح نطفہ بھی رحم کے نقائص اور مختلف بے احتیاطیوں سے برباد ہو جاتا ہے۔

ٹھیک یہی شکل روحانیت کے پہلے درجہ ھم فی صلوتھم خاشعون کی ہوتی ہے اس کا پہلا درجہ رقت و سوز اور خشوع و خضوع ہے یہ روحانیت کا تخم ہے جو عبودیت ہی کی زمین میں نشو و نما پذیر ہوتا ہے کہنے کو یہ معمولی چیز ہے مگر اسی سوز و خشوع کے اندر کامل روحانیت کے تمام خواص اور جملہ کمالات مرکوز ہوتے ہیں اگر بندہ کو اپنے رب اور اپنے خالق سے سچی محبت ہوتی ہے اور وہ تمام مناہی اور معاصی سے اپنا دامن بچا کر ریا و نمود سے ہٹکر پورے خلوص اور پوری شیفتگی کے ساتھ عبادت کرتا اور نمازوں میں مصروف ہوتا ہے تو لازماً اس کے قلب میں سوز و گداز پیدا ہوگا اور ہونا چاہئے ایک ناچیز بندہ ایک عظیم الشان اور جلیل المراتب ہستی کے سامنے کھڑا ہے اور نہ صرف کھڑا ہے بلکہ اس کے آگے اور اس کی نگاہوں اور توجہ کے سامنے اسکے بتائے اور سپرد کئے ہوئے فرائض انجام دے رہا ہے جانتا ہے اور پورا ایمان رکھتا ہے کہ جس کے سامنے کھڑا ہوں وہ پوری قدرتوں اور طاقتوں کا مالک ہے ذرہ برابر خوشنودی میں وہ اسے فرش سے اٹھا کر عرش پر پہنچا سکتا ہے اور ذرا سی لغزش میں وہ اسے تباہ و خراب بھی کر سکتا ہے اور جہنم کا ایندھن بھی بنا سکتا ہے قادر مطلق ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ اس کے قلب میں خوف پیدا نہ ہو خوف کے ساتھ ہی عجز اور خشوع و گداز پیدا ہوگا اور یہ ضرور بالضرور ہی ہوگا۔

ایمان کی قوت مصیبت صرف اتنی ہے کہ ہم جو نمازیں پڑھتے ہیں وہ رسمی حیثیت رکھتی ہیں ان کے اندر ایمان و ایقان کی روح نہیں ہوتی اسی لئے

ایک طرف تو یہ نمازیں ضائع جاتی ہیں اور دوسری طرف ان میں رقت و گداز کی حالت پیدا نہیں ہوتی ہے تو اس وقت جب ایمان قوی ہو اور یقین کے ساتھ یہ جانتے ہوئے کھڑے ہوں اور نیت باندھے ہوں کہ ہم شہنشاہ دو عالم اور خدائے وحدہ لاشریک لہ کے دربار میں حاضر ہیں اور اس کی قاہرانہ نظریں ہمارے تمام حرکات و سکنات پر پڑ رہی ہیں ممکن ہی نہیں کہ ایسا ہو اور پھر ہم اس دولت سے محروم رہ جائیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم افضل رسل تھے محبوب خاص تھے مگر رات رات بھر نیت باندھے کھڑے رہتے تھے آنکھوں سے آنسو جاری رہتے تھے اور آپ پر مدہوشی اور از خود رفتگی طاری ہو جاتی تھی کہ دنیا و مافیہا کا ہوش نہ رہتا تھا کیوں؟ اس کی وجہ یہی تھی کہ سب کچھ ہونے کے باوجود آپ کو کامل یقین تھا کہ میں بندہ ہوں اور جس کے سامنے کھڑا ہوا ہوں وہ ایک پروردگار اور قادر علی الاطلاق ہستی ہے حضرت علیؓ نماز میں اسی لئے اس درجہ مدہوش ہو جاتے تھے کہ تیر پہلو سے کھینچ لیا گیا اور خبر نہ ہوئی کہ آپ کو رب ذوالجلال کی قدرت و کبریائی کا حتمی یقین تھا پھر اس کے سامنے کھڑے ہو کر دنیا کی کیا خبر رہ سکتی تھی یہ حصہ تو بقدر ایمان و ایقان ملتا ہے۔

پھر جب ذات احدیت و صمدیت بندہ کی عجز و محبت اور شیفتگی و وارفتگی کا اندازہ لگا لیتی ہے تو اس کی طرف سے بھی کشش شروع ہو جاتی ہے اور رقت و گداز کا تخم محفوظ ہی نہیں ہو جاتا بلکہ نشو و نما پانے لگتا ہے پھر یک بیک کچھ نہیں ہوتا اور عارضی و وقتی خشوع و گداز بیکار ہوتا ہے۔ برگ و بار جب ہی پیدا ہوتے ہیں جب اس حالت میں دوام و استقلال پیدا ہو۔

دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کی کتابوں اور ان کے پیشواؤں کے فرمودات کی ورق گردانی کر جائیے مگر کہیں اور کسی جگہ آپ کو روحانیت میں کمال پیدا کرنیکی اتنی موثر اتنی سہل اور اتنی مہتم بالشان صورتیں نظر آئینگی کوئی ترک دنیا کرا رہا ہوگا کوئی لذات زندگی سے اعراض کرنیکی ہدایت کر رہا ہوگا کوئی جوگ لئے بیٹھا ہوگا کوئی سادھو کے روپ میں آنکھ بند کرکے دنوں مہینوں اور سالوں بیٹھے رہنے کی تاکید کر رہا ہوگا کہیں ہنیار مصروف تلقین نظر آئینگے اور کہیں راہب اپنے جوگ یا مواعظ میں مصروف ہوں گے غاروں کنگروں اور پہاڑوں کے دروں میں عمر گذار کر اور اپنی زندگی برباد اور دنیا خراب کرکے کسی کو کچھ ملیگا اور صد ہزار شختیں اور عافیت سوز تکلیفیں اٹھا کر اور ہمیشہ کے لئے اپنا عیش و آرام برباد کرکے کسی کو کچھ مل ہی گیا تو رب قدیر کی رحمت وسیع ہے اس سے کچھ بعید نہیں اور نہ یہ کچھ ایسی فخر و مباہات کی چیز ہے کہ سب کچھ جو الغائب ملا ہوا تھا برباد کر لیا اور اس کے بعد شد بد حاصل کرکے دعوائے یکتائی رکھیے۔

فطری مذہب کے فطری جوہر

اسلام فطری مذہب ہے آسان مذہب ہے ربانی مذہب ہے اس نے حصول کمالات کے جو طریقے بتائے ہیں وہ بہت آسان اور بہت معقول ہیں اس نے ترک دنیا کو حرام قطعی قرار دیا ہے بیشک مسلمانوں میں ایسے اولیاء اور ابدال ہو گذرے ہیں جنھوں نے اپنی عمریں عبادت و ریاضت میں گذار دیں اور دنیا سے عملاً بے تعلق رہے مگر اس کی ذمہ داری اسلام پر نہیں یہ ان کا ذاتی فعل تھا اور غلبہ عشق الٰہی نے انھیں دیوانہ و مدہوش بنا رکھا تھا آئے دن کے مشاہدات ہیں کہ جب کسی سے کسی کو عشق ہو جاتا ہے تو وہ اپنی زندگی تباہ کر لیتا ہے قیس و فرہاد کے عشق انسانوں کے عشق تھے مگر جذبات کی فراوانی نے انھیں دنیا سے بے تعلق بنا دیا اسی طرح عاشقان الٰہی کی حالت ہے وہ بھی عشق اللہ میں از خود رفتہ ہو جاتے ہیں اسلام نے جو راہ پیش کی ہے وہ ہر بر کف جام شریعت اور وہ بر کف سندان عشق دونوں کی حامل ہے اور یہ اعجاز صرف اسلام ہی میں نظر آتا ہے۔ حضرت غوث الاعظم، حضرت غریب نواز، حضرت سلطان نظام الدین نے مجاہدے بھی کئے عبادتیں بھی کیں اور دنیا کو بھی، عبادت گذار بھی رہے اور ان کا تعلق بھی نہ چھوڑا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی غار حرا میں ریاضتیں کیں فکر و شغل میں مصروف رہے تہجد کبھی قضا نہ کیا اکثر راتیں عبادت میں گذار دیں یہ تو تھا عشق الٰہی کا مظاہرہ آپکو اسی میں لذت و سرور حاصل ہوتا تھا دوسری طرف آپ نے نکاح بھی کئے بال بچے بھی ہوئے اور ملکی انتظامات اور اشاعت اسلام میں بھی مصروف رہے آپ نے مسلمانوں کو روحانیت کے حصول کا یہ سیدھا سادا طریقہ بتایا تھا کہ جب نماز پڑھنے کھڑے ہو تو یہ خیال کرو کہ تم خدائے برتر و توانا کے سامنے کھڑے ہوئے ہو اور اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ ضرور خیال کر لیا کرو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے نماز حضور قلب کے ساتھ ادا کرو ایک طرف تو یہ بتا دیا اور دوسری طرف خدائے عز و جل و علا کی محبت علی الخلق کو مثالوں سے واضح کرتے رہے تاکہ بندوں میں اپنے آقائے حقیقی سے محبت پیدا ہو اس کے خوف سے بھی ڈراتے رہے تاکہ ان میں تقویٰ پیدا ہو جائے اگر ایک عام مسلمان بھی پورے تقویٰ کے ساتھ خدائے ذوالجلال کو حاضر و ناظر سمجھ کر پانچوں وقت اس کے سامنے سر بسجود ہوتا رہے تو اس کے قلب میں از خود خشوع و خضوع پیدا ہو جائیگا اور اس کیفیت کا دوام و استقلال ضرور اس کی روحانیت کو عروج و ارتقا کی بلندیوں پر پہنچا دیگا۔

نمازوں میں ذوق و شوق

آیات بالا کو غور سے پڑھیے جو جو چیزیں پیش کی گئی ہیں ان میں کونسی چیز طاقت انسانی سے باہر ہو ناتو کجا ایسی بھی ہے جو طبیعت پر گراں گذرے ایسی بدبختی کا تو کوئی ذکر ہی نہیں پھر یہ مدارج بھی ایسے ہیں کہ ان میں ترک دنیا تو در کنار دنیا کو ساتھ لئے بغیر روحانی ترقی بھی ممکن نہیں امانتوں اور وعدوں کی رعایت وہی کرے گا جو دنیا دار ہوگا زکوٰۃ بھی وہی دیگا جو تجارت فلاحت وغیرہ کے منفعت انگیز دنیوی مشاغل میں مصروف ہو لغو امور سے احتراز کی نوعیت بھی یہی ہے دنیا اور دنیا والوں میں رہے گا تو ان سے بچنے کی سعی بھی کریگا تقویٰ پر خدائے ذوالجلال اور رسول کریم نے بہت زور دیا ہے اور انھیں جا بجا اجر عظیم کی بشارت دی گئی ہے تقویٰ ہے کیا اس کے معنے ہیں ڈرنا اور اصلاحی معنی پرہیزگاری مطلب و مفہوم دونوں کا ایک ہے جو خدا سے ڈریگا وہی گناہوں سے بچیگا یعنی یہی تو تقویٰ ہے کہ ہم زناکاری شراب خواری قمار بازی عہد شکنی اور جملہ ذمائم اخلاقی اور جرائم تمدنی و معاشرتی سے بچے رہیں جن باتوں کو گناہ قرار دیا گیا ہے ان سے کلی احتراز کریں اور جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے کریں اگر ہم ایسا کر رہے ہیں اور ساتھ ہی ایمان و یقین کے ساتھ توحید و رسالت کا عقیدہ رکھتے ہوئے نمازیں بھی پڑھ رہے ہیں تو بخشش لازمی ہے اور بخشش بھی کیسی کہ جنت الفردوس کے وارث ہمیں قرار پائیںگے۔

اگر ذرا قدم آگے بڑھا کر ان معمولی اور ہماری ہی نجات کے لئے مفید پابندیوں کے ساتھ ہم نے اپنی نمازیں محبت و توجہ اور خاص ذوق و شوق کے ساتھ ادا کریں تو بیڑا پار ہے "دیدار شد میسر بوس و کنار ہم" والا معاملہ ہے نئی لذتوں کے باب وا ہو جائینگے دینی و دنیوی فلاح کے ساتھ روحانی لذات و سرشاریاں بھی ہمارا حصہ ہوں گی اور ہمارے مراتب روحانی میں خود بخود ترقی ہوتی چلی جائیگی ایک دفعہ بیج پڑ جائے خشوع و خضوع پیدا ہو جائے اور اسے دوامی صورت حاصل ہو جائے پھر یہ خود علاقہ اور مضبوط بنتا چلا جائے گا اور رحمت کاملہ کی توفیق ارزانی ہوئی ہے تو اس پتلے کے اندر روح بھی پیدا ہو جائے گی حضرت عمرؓ و حضرت صدیقؓ حضرت علیؓ نے کوئی مجاہدے نہیں کئے تھے پر سول کبھی غار اور کسی پہاڑ میں چلہ کشی نہ فرمائی تھی پھر بھی روحانیت صرف صدق و عمل سے اتنی قوی ہو چکی تھی کہ اکثر مدینہ میں کھڑے کھڑے دور دراز کی اسلامی فوج کی حالت مشاہدہ کر لیتے تھے اور وہیں سے احکام نازل ہو جاتے تھے پھر وہ دور تو اتنا مبارک دور تھا کہ اس عہد کے ہزاروں اور لاکھوں مسلمانوں کی روحانیت کے اعجاز آئے دن ظہور پذیر ہوتے رہتے تھے آج بھی وہی کتاب ہے اور وہی اسلام اور وہی اسکی

کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

عدل گستری کے فقید المثال کارنامے

عرب بھر میں حق بات کہنے اور حق سننے والا کوئی ایک انسان بھی نہ تھا ہر طرف ظلمت و کفر کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں ذرہ ذرہ پر شیاطین کا تسلط تھا اخلاق انصاف مساوات اور شرافت کے جذبات ناپید ہو چلے تھے نہ غلاموں کو کوئی پوچھنے والا تھا اور نہ بیکسوں کو۔ عورتوں کے ساتھ بہیمانہ سلوک روا رکھے جاتے تھے نہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا معاملہ تھا شرک و جہالت کی آندھیوں نے فضا کو تیرہ و تار کر رکھا تھا معدلت و نصفت پرکھ کا معیار طاقت اور صرف طاقت تھی جسے چاہا لوٹ لیا جسے چاہا قتل کر ڈالا غریبوں اور بیواؤں کی کوئی آواز نہ تھی بات بات پر تلواریں میانوں سے نکل آتی تھیں اور طوفان جہالت نے کھرے اور کھوٹے دونوں کو برابر خاک میں ملا رکھا تھا جہاں ابوجہل اور ابولہب پڑے ہوئے تھے وہیں برابر ہی حضرت صدیق اکبر حضرت عمرؓ اور حضرت عکرمہؓ جیسے کندن بھی خاک جہالت میں اٹے ہوئے تھے اور کوئی نہ تھا جو اس ریگزار سے کندن کے ذرات اور ان پتھروں سے سنگ و جواہر کو الگ کرے اور حق و انصاف کا بول بالا ہو صداقت کا چہرہ روشن کر کے دکھائے اور بتائے کہ حق کیا ہے اور باطل کسے کہتے ہیں۔

عرب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے شخص تھے جنھیں اس گھٹا ٹوپ اور غرق جہالت کفار نے سب سے پہلی مرتبہ "امین" کہہ کر پکارا اور اس لیے پکارا کہ آپ فطرتاً حق کہنے حق سننے اور انصاف کرنے والے تھے جب نزاعی امور سامنے آتے فتنہ عظیم کے بیدار ہونے کا موقعہ ہوتا تو بیچ میں کون پڑے انصاف کون کرے اور پھر انصاف بھی کرے تو اس طرح کہ سب مطمئن ہو کر خوش ہو جائیں اور کسی کو چون و چرا کا یارا نہ رہے اس وقت سب کی نگاہیں اٹھتی تھیں تو ہمارے آقا کی طرف اور یاد آتا تھا تو مکہ کا گلیم پوش اور یتیم جسے انہوں نے خود ہی اس کی صداقت حق نوازیوں اور معدلت پروریوں کے صلہ میں امین کا خطاب مستقبل سے بالکل ناواقفی کے عالم میں دیدیا تھا اور یہ نہ سمجھے تھے کہ آگے چل کر ہمیں ہی اس سے مقابلہ کرنا اور اسی سے خونخوار جنگیں لڑنا پڑیں گی۔

بیت اللہ کی تعمیر جدید

بیت اللہ شریف کی عمارت کہنگی اور خستگی کی صورت اختیار کرتی ہے اور سب مل کر اسے تعمیر کر لیتے ہیں مگر فطری جہالت رنگ لائے بغیر نہیں رہتی۔ حجر اسود چونکہ اس زمانہ میں بھی ایک مقدس اور قابل حرمت شے سمجھا جاتا تھا اور ہر قبیلے کی آرزو یہی تھی کہ اسے اپنی جگہ نصب کرنے کی سعادت اس کے حصہ میں آئے اسلئے باہمی جھگڑا شروع ہو جاتا ہے جو بڑھتے بڑھتے ایک فتنہ عظیم کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور وہ ساعت بھی قریب ہی معلوم ہوتی ہے کہ تلواریں میان سے باہر نکل آئیں اور صحن بیت اللہ ہی میں خون کی ندیاں بہنے لگیں کہ یکایک ابوامیہ بن مغیرہ کے مشورہ سے یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ کل صبح جو شخص سب سے پہلے حرم میں داخل ہو وہی اس قضیہ کا حکم قرار پائے یہ فیصلہ بھی کوئی ایسا فیصلہ نہ تھا جس سے فتنہ کا استیصال ہو جاتا کیونکہ اندیشہ تھا کہ اگر اس وقت تلواریں نہ چلیں تو صبح چلیں گی ہر قبیلہ کے آدمیوں کی یہ تمنا تھی کہ وہی اگلے روز صبح کو سویرے ہی حرم میں پہنچیں رات بھر مکہ میں لوگ جاگتے رہے کسی کو نیند نہ آئی مگر قدرت کے نظام میں کسے دخل ہو سکتا ہے صبح ہوتے ہوتے سب کی آنکھیں بند ہو گئیں سب کو نیند آگئی یہ شرف و سعادت تو نصیب ہونی تھی سرکار دو عالم کو وہ جاگتے کیونکر رہتے۔

صبح اٹھکر جو دیکھتے ہیں تو تنہا ایک یتیم بزرگ حرم میں داخل ہو رہا ہے سب یکبارگی پکار اٹھے کہ وہ آگیا امین وہ آگیا امین واقعی اسی میں یہ اہلیت بھی ہے کہ یہ اس قضیہ کا فیصلہ کرے مگر قبائل کے تعلق سے آپ بھی جانتے تھے فطرت سعید میں مروت و سخاوت کے جوہر کوٹ کوٹ کر بھرے تھے آپ کو سب کی تمناؤں اور بیتاب آرزوؤں کے پیش نظر یہ گوارا نہ ہوا کہ تنہا آپ یا آپ کا قبیلہ ہی اس شرف سے بہرہ اندوز ہو اس لئے آپ نے بڑی دانائی و فراست سے فرمایا کہ میری دلی آرزو یہ ہے کہ مکہ کے چاروں ممتاز قبائل اس سعادت میں برابر کے شریک ہوں آپ نے ایک چادر پھیلائی اور چاروں قبائل سے ایک ایک نامور شخص منتخب کر کے ان کے ہاتھ میں اس کے چاروں کونے تھما دیئے اور حجر اسود اس پر رکھکر کہا کہ اب تم سب اسے اس چادر کے ذریعہ اس کی جگہ پر نصب کر دو اس فیصلہ سے نہ صرف آپ کی مروت و سخاوت آپ کے انصاف و عدل بلکہ آپ کی زیرکی و فہم کی دھاک دلوں پر بیٹھ گئی اور سب نے آپ کی بہت تعریف کی۔

نازک موقعہ پر عدل کی کارفرمائی

عرب کی حالت و جہالت کا اندازہ گھر بیٹھکر یا دور رہکر کرنا کوئی آسان امر نہیں فضا کچھ اتنی مسموم ہو چکی تھی کہ ان کا انصاف کرنا اور حق بات کہنا بھی بجائے خود زہر ہو گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینکڑوں قبائل سے کام پڑتا تھا ان سب میں باہم شدید عداوتیں تھیں ایک کے موافق فیصلہ کیا جاتا تو دوسرا الزاماً دشمن بنجاتا اور یہ دشمنی اشاعت اسلام کے مقصد جلیل کی راہ میں روک ثابت ہوتی اس لئے آپ کو بڑی ہوشمندی اور بڑی تالیف قلوب سے کام لینا پڑتا تھا اور بڑی حکمتوں سے انصاف کا پلہ کسی ایک طرف جھکنے نہ دیتے۔

غور کیجئے کتنا نازک موقعہ ہے اور کیسے اہم حالات میں آپ انصاف کا دامن ہاتھ میں تھامے رہتے ہیں جب مکہ فتح ہو جاتا ہے تو سارے عرب میں صرف ایک طائف ایسا رہجاتا ہے جو اپنی گردن غرور و تکبر سے اکڑائے رکھتا ہے محاصرہ کا بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا صخر ایک بڑے مقتدر رئیس تھے انھیں جو یہ معلوم ہوا تو خود طائف پر یورش آور ہوئے اور اہل شہر کو اتنا دبایا کہ وہ مصالحت پر آمادہ ہوگئے یہ اسلام کی ایک بہت بڑی خدمت تھی اور مسلمان قدرتاً آپکے بہت زیادہ ممنون تھے ادھر صخر دربار نبوت میں فتح و نصرت کی اطلاع دینے آتے ہیں ادھر سے مغیرہ بن شعبہ ثقفی حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ حضور صخر نے میری پھوپھی کو قبضہ میں کر رکھا ہے آپ حکم دیتے ہیں کہ صخر ان کی پھوپھی کو ان کے گھر پہنچا دو اس کے فوراً بعد بنو سلیم آئے کہ حضور جس زمانہ میں ہم کافر تھے صخر نے ہمارے چشمہ پر قبضہ کر لیا تھا اب ہم اسلام لے آئے ہیں ہمارا چشمہ ہمیں واپس دلایا جائے آپ نے صخر سے فرمایا کہ جب کوئی قوم اسلام لاتی ہے تو اپنے جان و مال کی مالک ہو جاتی ہے اس لئے ان کا چشمہ ان کے حوالہ کر دو صخر کو دونوں باتیں منظور کرنا پڑیں راوی کا بیان ہے کہ جب رسول کریم کے حکم سے صخر نے دونوں حکم منظور کئے تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ کے چہرہ مبارک پر شرم سے سرخی آگئی کہ صخر کو دونوں معاملوں میں شکست نصیب ہوئی اور فتح طائف کا ان کو کوئی صلہ نہ ملا۔

انصاف کا حیرت انگیز مظاہرہ

یہود خیبر سے شدید اور مسلسل جنگوں کے بعد مصالحت ہو گئی اور ان کی زمین مجاہدین میں تقسیم کر دی گئی عبداللہ بن سہیل کو بھی حصہ ملا تھا آپ کھجوروں کی بٹائی کے لئے گئے تو ایک گلی میں کسی نے

انھیں قتل کردیا اور نعش گڑھے میں ڈالدی آپ کے بھائی نے دربار نبوت میں استغاثہ کیا رسول کریم نے فرمایا، تم قسم کھا سکتے ہو کہ انھیں یہودی نے قتل کیا ہے بولے میں نے تو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا آپ نے فرمایا تو یہود سے حلف لیا جائے کہنے لگے حضرت یہود کے حلف کا کیا اعتبار ہے یہ تو سو دفعہ بھی جھوٹی قسم کھا لیں گے اور انھیں اس کا بالکل احساس نہ ہوگا خیبر میں یہود کے سوا اور کوئی قوم آباد ہی نہ تھی تقینی امر تھا کہ یہ قتل انھیں ہی نے کیا ہے مگر چونکہ کوئی عینی شہادت نہ تھی اسلئے آپ نے یہود سے کوئی تعرض نہ کیا اور خونبہا کے سو اونٹ بیت المال سے دلوا دیئے۔ یہ تھی انصاف کی حالت مسلمانوں کے گھر کا معاملہ نہیں ایک غیر قوم نے قتل کیا ہے اور قتل بھی فاتح قوم کے ایک فرد کا قتل ہے قیاس غالب ہے کہ یہ یہودیوں ہی کی شرارت ہے مگر آپ ہیں کہ عینی شہادت کی عدم موجودگی میں بالکل پروا نہیں کرتے اس عہد تہذیب میں بھی اگر کہیں کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے تو قوم کی قوم پر مصیبت نازل ہو جاتی ہے مصر اور ایران کے حالات ابھی پرانے نہیں ہوئے ہیں کہ وہاں ایک برطانوی کے قتل پر قاتلوں ہی کو نہیں بلکہ وہاں کی سلطنت سے گراں بار تاوان وصول کئے گئے اور انتہائی سختی کے ساتھ کئے گئے اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کی گئی بلکہ جنگی جہاز بھی حرکت میں آگئے رسول کریم بھی چاہتے تو یہودیوں کو اس شرارت کا پورا مزہ چکھا سکتے تھے لیکن آپ پیغمبر تھے اور مسلمانوں کو تنگ دلی اور تعصب کی گھاٹیوں سے نکال کر عدل و انصاف کے سبزہ زاروں میں لانا چاہتے تھے آپ نے کوئی اس کی اعتنا نہ کی۔

ابو درداء اسلمی ایک صحابی تھے ایک یہودی کے قرضدار تھے عالت یہ تھی کہ ان کے بدن پر ان کپڑوں کے سوا جو پہنے ہوئے تھے کچھ بھی نہ تھا آپ نے یہودی سے مہلت طلب کی مگر وہ ہرگز نہ مانا اور پکڑ کر آپ کو رسول کریم کی خدمت میں لے گیا رسول کریمؐ نے حکم دیا کہ قرض ادا کر دو صحابی نے ناداری کا عذر پیش کیا اور کچھ مہلت طلب کی رسول کریمؐ نے پھر وہی حکم دیا صحابی کہنے لگے کہ میں خیبر کی مہم پر جا رہا ہوں وہاں سے مل گیا تو میں فوراً ادا کر دوں گا اس پر بھی یہی حکم ملا کہ فوراً ادا کر دو آخر مجبور ہو گئے تو صحابی نے اپنا تہبند اتار کر اس یہودی کی نذر کیا اور سر پر جو عمامہ بندھا ہوا تھا اسے کھول کر کمر سے لپیٹ لیا۔ اس عدل و انصاف کا یہ اثر تھا کہ یہودی جو آپ کے شدید ترین دشمن تھے اپنے مقدمات بھی فیصلہ کیلئے آپ ہی کے پاس لاتے تھے اور آپ انھیں کی شریعت کے مطابق ان کا فیصلہ کرتے تھے۔

یہودیوں میں دو قبیلے بنی نضیر اور بنو قریظہ تھے دونوں بااثر و متمول تھے اور مدینہ ہی میں رہتے تھے لیکن ان دونوں کے آئین عزت و شرافت کی ایک عجیب حد تھی یعنی اگر کوئی نضیری کسی قریظی کے ہاتھ سے مارا جاتا تھا تو قصاص میں وہ مارا جاتا اور اگر قریظی قتل ہو جاتا تو اس کے خون کی قیمت سو بار شتر چھوہارے تھی۔ اسلام کے عہد میں جب ایسا ہی واقعہ آیا اور قریظہ نے رسول کریم صلعم کے سامنے مقدمہ پیش کیا تو آپ نے فوراً توراۃ کے آئین کے مطابق "النفس بالنفس" کا حکم دے کر دونوں قبیلوں میں برابر کا قصاص جاری کر دیا۔

عدل و انصاف کی درخشانیاں

ایک دفعہ ایک عورت نے جو خاندان مخزوم سے تعلق رکھتی تھی چوری کے جرم کا ارتکاب کیا چونکہ قریش کی بہت عزت تھی لوگ چاہتے تھے کہ یہ عورت سزا سے بچ جائے اور معاملہ دبا دیا جائے اس لئے انہوں نے کوششیں شروع کر دیں حضرت اسامہ بن زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت محبوب غلام تھے اور آپ ہی کی خدمت میں رہا کرتے تھے ان سے کہا گیا کہ آپ رسول اللہؐ سے سفارش کر دیں چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت اسامہ حاضر خدمت ہوئے اور اس عورت کے لئے سفارش کی اور عرض کرنے لگے کہ آپ اسے معاف کر دیں آپ کو اس سفارش پر فوراً غصہ آگیا اور غضب آلود ہو کر کہا کہ بنی اسرائیل

کی تباہی کا سبب یہی تھا کہ آپ عدل و انصاف کے معاملہ میں بیحد محتاط تھے اور نہایت ہوشمندی سے پورے انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے کوئی ہو انصاف کے معاملہ میں آپ کو کسی کا لحاظ و پاس نہ ہوتا تھا انتہا یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے ہجوم بہت تھا گرد و پیش کے بھی لوگ کھڑے ہوئے تھے اسی اثنا میں اتفاق سے ایک شخص کچھ اس طرح جھکا کہ اس کا سارا بوجھ آپ پر پڑ گیا اور لد گیا اس وقت آپ کے دست مبارک میں ایک پتلی سی چھڑی تھی آپ نے اس سے اسے ٹہوکا لگایا بالکل اتفاق تھا کہ اس لکڑی کا سرا اس کے منہ میں لگ گیا اور خراش آگئی آپ اس سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ بیتابانہ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ اے شخص تو مجھ سے انتقام لے تیرے خراش آگئی ہے تو میرے بھی خراش ڈال دے اس نے دست بستہ عرض کی کہ اچھا یا رسول اللہ میں نے معاف کیا اور اس سے درگذرا۔

عدل نبویؐ کی نکہت بیزیاں

آپ پر بیماری کا غلبہ تھا مرض الموت میں مبتلا تھے اسی حالت میں باہر نکل آئے اور مجمع عام میں اعلان کیا کہ اگر میرے ذمہ کسی کا قرضہ رہ گیا ہو یا قرض ہو تو وہ مجھ سے وصول کر لے سکے لے یا اگر میں نے کسی کے جان و مال کو نقصان پہنچایا ہو یا کسی کی آبرو کو میرے ہاتھ سے صدمہ پہنچا ہو تو میری جان میرا مال اور میری آبرو موجود ہے مجھ سے اس دنیا میں اپنا انتقام لے لے تمام مجمع میں ایک سناٹا چھایا ہوا تھا سب دم بخود تھے صرف ایک شخص اٹھا اور اس نے چند درہم کا دعویٰ کیا جو اسے اسی وقت دلوا دیئے گئے یہ تھی حضور کریمؐ کے انصاف کی حالت کیا اس شان عدل کی کوئی نظیر دنیا میں کہیں ڈھونڈے بھی مل سکتی ہے چونکہ مسلمان اپنے پیشوائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا آئین اور طریق انصاف دیکھ چکے تھے اسلئے انہوں نے بھی ان روایات کو وفاداری کے ساتھ نبھایا اور انصاف و عدل کے معاملہ میں انہوں نے کبھی رو رعایت سے کام نہیں لیا۔

اخلاق و انصاف نبویؐ کی یہی شمیم انگیزیاں جنہوں نے پورے عرب کو مسخر کر لیا اور اسلام کی اشاعت کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی چلی گئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسلمانوں ہی کو نہیں دنیا کو بتا دیا کہ کھرے اور کھوٹے میں امتیاز کس طرح کیا جاتا ہے اور نہ صرف امتیاز بلکہ یہ بھی بتا دیا کہ کھوٹا اصل میں نام ہے کس چیز کا اور کھرا کس کو کہتے ہیں کھرا وہ نہیں ہے جسے دنیا بزعم خود کھرا سمجھے بیٹھی ہے اور نہ وہ کھوٹا ہے جسے کھوٹا سمجھا جا رہا ہے کھرا وہ ہے جو اللہ سے سب سے زیادہ ڈرتا ہے اور جس کے اعمال سب سے اچھے ہیں خاندانی نسلی علمی اور مالی امتیازات کوئی چیز نہیں نہ انکی بنا پر کسی کی بخشش ہوگی اور نہ انھیں دنیا میں کوئی اہمیت دینی چاہیئے کھرا وہ نہیں جو امیروں امیرزادوں اور امیروں کے احباب و اعزہ کے ساتھ رعایت کرے اور لوگوں کی سفارشیں انتا پھرے بلکہ کھرا وہ ہے جو جب انصاف کی کہنے اور کرنے پر آئے تو اس کے نزدیک شاہ و گدا اور امیر و فقیر سب ایک ہوں اس وقت یہ نہ دیکھا جائے کہ اپنا کون ہے اور غیر کون اپنی قوم سے کون تعلق رکھتا ہے اور غیر قوم سے کس کو وابستگی ہے عدل و انصاف کے معاملہ میں کھوٹے وہ تھے جو ایک اللہ کے بندے ایک رسول کے امتی اور ایک کتاب توراۃ کے ماننے والے ہو کر دوسری قوم کے ساتھ تو انصاف کیا کرتے ان کی قوم ہی کے اندر نضیری اور قریظی کے لئے انصاف کے جدا آئین تھے اور ان کے کیا یہود و قریش کے اندر بھی یہی صورت تھی آپ نے پست و بلند برابر کر دیئے اور دنیا تا ابد کو دکھا دیا کہ ہی نہیں سکھا دیا کہ انصاف اس طرح ہوتا ہے اور کھوٹے اور کھرے کو اس طریق پر علیحدہ و الگ کر کے رکھ دیا جاتا ہے جو چیز دنیا

کی نظر میں کبھی نہ کوئی تھی، وہ جس عدالت کا اس سے پہلے کبھی تصور بھی قائم نہ ہوا تھا وہ آپ نے قائم کرا دیا۔

عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا

عرب کا قدیم تمدن

عرب جس پہ "قرنوں" سے "جہل و جہالت کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں" کوئی چھوٹا یا معمولی ملک نہیں بلکہ بہت مشہور بہت قدیم اور بہت وسیع ملک ہے جو فرانس اور جرمنی سے چوگنا بڑا ہے طول بارہ سو میل اور عرض چھ سو میل کی وسعتوں میں پھیلا ہوا ہے مجموعی رقبہ بارہ لاکھ مربع میل ہے بڑا حصہ ریگستانی صحرا ہے اور پہاڑوں کا جال بھی تمام ملک میں پھیلا ہوا ہے تاہم اس کے بعض حصے بہت زرخیز اور شاداب بھی ہیں میوہ اور اناج پیدا ہوتا ہے چاندی اور سونے کی کانیں بکثرت ہیں مورخین نے لکھا ہے کہ عرب جو تجارت کیا کرتے تھے ان میں مال تجارت زیادہ تر چاندی کا ہوتا تھی۔ برٹن صاحب نے تو مدین کی الف لیلیٰ معادن پر ایک پوری کتاب لکھ ڈالی ہے اس وسیع و عریض ملک میں قدیم ترین عرب جو عرب بائدہ کہلاتے تھے وہ تو ظہور اسلام سے بہت پیشتر ہی فنا ہو چکے تھے عرب عاربہ اور عرب مستعربہ اس دور میں ضرور آباد تھے اول الذکر عرب کے اصل باشندے تھے جن کا اصل مسکن یمن تھا یہ قحطان کے نام سے مشہور تھے مؤخر الذکر بنو اسمٰعیل یعنی حضرت اسمٰعیل کی اولاد تھے جو حجاز میں آباد تھے ان کے علاوہ عرب میں تھوڑے یہود بھی آباد تھے جن کا پیشہ تجارت تھا یہی تین قومیں عرب کی قومیں تھیں جو صدہا قبائل کی صورت میں یمن سے شام تک پھیلی ہوئی تھیں۔

یہ ملک عہد عتیق میں متعدد متمدن حکومتوں کا گہوارہ بھی رہ چکا ہے اسلام سے پیشتر اس قطعہ ارضی میں پانچ متمدن سلطنتیں حکومت کر چکی تھیں معین سبائی حضر موتی قتبانی اور نابتی۔ معینی سلطنت جنوبی عربستان میں تھی قرن اور معین اس کے صدر مقامات تھے اس میں چھبیس حکمران ہوئے ہیں حضرت عیسیٰ سے پندرہ سو برس قبل اس کا خاتمہ ہو گیا۔ سبائی حضرت عیسیٰ سے سات سو برس پیشتر بتایا جاتا ہے اس سلطنت کا پایہ تخت مآرب تھا اس کے بعد حمیری دور شروع ہوا اور حمیری نے مآرب پر قبضہ کر کے اسے ابنا دار السلطنت بنا لیا اس قبضہ کا سال ۱۱۵ قبل مسیح ہے اس خاندان میں ۷۵ فرمانروا گزرے ہیں حمیر نے بعد کو یہودی مذہب اختیار کر لیا تھا اسی زمانہ کے قریب حمیریوں کو شکست دے کر حبشیوں نے جنوبی عربستان میں اپنی حکومت قائم کر لی تھی سبا اور حمیر کی عظمت و اقتدار کی داستانیں مشہور ہیں۔ کیکاؤس کی ملکہ اسی خاندان کی بیٹی تھی جرمنی کا مشہور مستشرق پروفیسر نولدکی نے بہت سی تحقیقات کے بعد لکھا ہے کہ :۔

"جنوبی و غربی عرب ولادت مسیح سے ہزار سال قبل حمیر و سبا کا ملک تھا جو اپنی بارش گرما کے سبب زراعت کے لئے نہایت موزوں تھا تمدن کے اعلیٰ رتبہ پر پہنچا ہوا تھا اتنا مالدار تھا کہ یونان و روم نے اُسے "دولتمند عرب" کا خطاب دیا تھا۔ توراۃ میں متعدد عبارتیں ہیں جو سبا کی عظمت و شوکت کی شہادت دیتی ہیں چنانچہ ملکہ سبا کی حضرت سلیمانؑ سے ملاقات کا قصہ خاص طرح پر قابل ذکر ہے کتابت کا فن بھی ان میں رائج تھا۔

نابتی حکومت شام کے متصل علاقوں میں آباد تھی۔ جو قوم ثمود کے مترادف ہے یہ تجارت میں بھی بڑا اثر رکھتی تھی تاجداران مقدونیہ کو اس کی دستبرد نے عرصہ تک پریشان رکھا خلیج عرب میں مصری جہازوں کو لوٹتی رہی رومانے دبانے کی بہت کوشش کی جب نہ دبی تو انھیں مجموعی قوت سے اسے دبانا پڑا۔ یہ قدیم سلطنتیں تھیں جو اسلام سے بہت پیشتر فنا ہو چکی تھیں ان کے بجائے یمن میں بڑے بڑے سردار رہ گئے تھے۔ عراق میں آل منذر کا خاندان ایران کے اور شام میں غسانی خاندان قیصران روم کے زیر اثر تھا۔

عربوں کے عقائد و اعمال

عرب کی تہذیب و تمدن کے متعلق جہاں تک یمن کا تعلق ہے وہاں تک تو کوئی شبہ کی گنجائش نہیں کہ وہ کسی قدیم زمانہ میں بہت ترقی یافتہ ملک رہ چکا ہے اسی طرح ایران اور شام کے متصل علاقوں کے متعلق مثلاً حیرہ اور غسان یہ خیال ہو سکتا ہے کہ وہ تمدن سے خالی نہ تھے مگر دوسرے حصوں کے متعلق یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا یمن میں شہر پناہوں اور قلعوں کے آثار اب بھی موجود ہیں۔ مآرب کے آثار بھی موجود ہیں حضر موت تک ان کے آثار چلے گئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ واقعی عرب کا یہ جنوبی حصہ حیرت انگیز اور اعلیٰ درجہ کے تمدن کا علمبردار ہو چکا ہے یورپ کے مشہور فضلا گلیزر اور گلازر وغیرہ نے آثار قدیمہ پر غور و تحقیق کے بعد اس کا اعتراف کیا ہے اور تفصیل سے حالات لکھے ہیں غرض یمن و حضر موت کے علاوہ تمام عرب میں صدیوں سے خاک اڑ رہی تھی اور تمدن و تہذیب کا کہیں نام بھی نظر نہ آتا تھا۔ قبائل اور افراد سب کے سب تقریباً بت پرست تھے اور لطف یہ ہے کہ کہتے یہ تھے کہ ہم بتوں کو خدا نہیں سمجھتے بلکہ یہ تو خدا تک پہنچنے کے وسیلے ہیں۔

یمن کا قبیلہ حمیر آفتاب پرست تھا۔ کنانہ چاند کو پوجتے تھے قبیلہ بنی تمیم دبران کی عبادت کرتا تھا اسی طرح قیس شعریٰ قبیلہ اسد عطارد کی اور لخم و جذام مشتری کی پرستش کرتے تھے۔ قبیلہ ثقیف (طائف) لات۔ قریش و کنانہ عزیٰ مدینہ منورہ کے اوس، خزرج اور غسان منات کی۔ دومۃ الجندل کا قبیلہ کلب وُدّ کی پوجا میں مصروف تھے سب سے بڑا بت ہبل تھا جو کعبہ کی چھت پر منصوب تھا قریش کا تو یہ حالت تھی کہ سردیوں میں اس بت کی جے پکارا کرتے تھے پھر غضب یہ تھا کہ وہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ یہ بت حاجت روا ہیں بارش برساتے ہیں قحط دور کرتے ہیں اور لڑائیوں میں فتح دلاتے ہیں بتوں میں سب سے بڑا بت منات تھا جو سمندر کے کنارے قدید کے قریب نصب تھا مدینہ کے قبائل اسی بت پر قربانی چڑھاتے تھے قبائل ہذیل اور خزاعہ بھی اسی بت کی پرستش کرتے تھے اس جہل و جہالت کے باوجود یہ ضرور تھا کہ اہل عرب بت پرستی کے باوجود یہ اعتقاد ضرور رکھتے تھے کہ اصلی خدا سب سے برتر اور جیز ہے اور وہی تمام کا خالق ہے اس خالق اکبر کو وہ اللہ کہتے تھے قرآن شریف میں بھی خدائے تعالیٰ نے سورہ عنکبوت کی آخری آیات میں ان کے اسی معجون مرکب عقیدہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر ان سے پوچھو گے کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا اور چاند سورج کو کس نے تابعدار بنا رکھا ہے تو بول اٹھیں گے کہ اللہ نے۔ پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خدا ہی کو خلوص کے ساتھ پکارتے ہیں پھر جب خدا انھیں نجات دلا کر خشکی کی طرف پہنچا دیتا ہے تو شرک کرنے لگتے ہیں۔

عرب کے مذاہب

ان بت پرستوں کے دوش بدوش عرب میں عرصہ سے نصرانیت یہودیت اور مجوسیت بھی موجود تھی نصرانیت کو اپنی قدمی ترقی حاصل ہو چکی تھی انتہا یہ ہے کہ خود مکہ معظمہ میں ورقہ بن نوفل جیسے عیسائی عالم موجود تھے جو انجیل عبرانی زبان میں پڑھا کرتے تھے ان میں ایسے نصرانی بھی تھے جنہوں نے اسلام پہنچ کر تعلیم حاصل کی تھی۔ بنو کنانہ۔ حمیر۔ بنو حارث اور کندہ یہودی قبائل تھے مدینہ منورہ میں یہودیوں کو پورا غلبہ حاصل تھا اور انھوں نے توراۃ کی تعلیم کے لئے متعدد درسگاہیں قائم کر رکھی تھیں قلعہ خیبر کی بھی تمام آبادی یہودیوں پر مشتمل تھی امرؤ القیس کا ہمعصر مشہور شاعر سموئیل

یمن علویا جس کی وفاداری آج تک عرب میں مشہور بلکہ ضرب المثل ہے وہ بھی یہودی ہی تھا۔ قبیلہ تمیم مجوسی تھا اور یہ مذہب بھی کسی حد تک عرب میں اثر رکھتا تھا اس کے علاوہ دین ابراہیمی بھی چند افراد پر مشتمل تھا کہتے ہیں کہ ان پر بت پرستی کی لغویت واضح ہوگئی تھی اور تو حید خالص پر عمل تھا مگر یہ گنتی کے چند آدمی تھے۔

لطف یہ ہے کہ عرب میں تمام مشہور مذاہب موجود تھے عیسائیت یہودیت مجوسیت سب ہی بر سر عمل تھے مگر انہوں نے عرب میں کوئی اصلاح نہ کی اور دہرے سے بت پرستی ہوتی رہی اخلاقی اور مذہبی حالت اس درجہ خراب اور ردی ہوچکی تھی کہ تین پر آدمیوں کی قربانی پڑھائی جاتی تھی۔ باپ کی منکوحہ بیٹوں کو وراثت میں ملتی تھی حقیقی بہنوں سے ایک ساتھ شادی جائز تھی۔ ازدواج کی کوئی حد نہ رہی تھی۔ قمار بازی شراب خواری اور زناکاری کا رواج عام تھا بے حیائی اور بے شرمی کا یہ عالم تھا کہ عرب کا سب سے بڑا نامور شاعر امرا القیس جو امیر بھی تھا اور شہزادہ بھی اپنے قصیدہ میں اپنی پھوپی زاد بہن کے ساتھ بدکاری کا قصہ مزے لے لیکر بیان کرتا ہے اور اسی قصیدہ کو کعبہ پر آویزاں کیا جاتا ہے۔

جنگ و جدال اور حرب و ضرب میں خوفناک اور بڑے سے بڑے ظالمانہ طریقے رائج تھے زندوں کو زندہ جلا دیا اور پکڑ کر آگ میں جھونک دینا معمولی بات تھی مستورات کے پیٹ چاک کر ڈالے جاتے تھے اور اندر کے بچے نکال کر پھینک دیے جاتے تھے معصوم اور شیرخوار بچوں کو اچھال کر سنگینوں پر لے لینا بچہ کر ڈالنا کوئی معیوب بات نہ تھی ایک قبیلہ دوسرے کو لوٹ لیتا تھا برابر ڈاکے پڑتے رہتے تھے چوریاں ہوتی رہتی تھیں عورتوں کی عزت یا عصمت شاہراہ عام پر برباد ہوتی رہتی تھی۔ شہد پن ننگا پن عام تھا شراب پیکر لوگ برہنہ ہو جاتے تھے اور بیابان ناچتے اور خواہش بجتے رہتے تھے لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا بات بات پر تلواریں میان سے نکل آتی تھیں کسی کے کھیت میں اونٹ گھس گیا لڑائی ہوگئی کسی کا گھوڑا آگے بڑھ گیا جنگ شروع ہوگئی ایک لڑائی نصف نصف صدی تک جاری رہتی تھی اور قبیلے کے قبیلے کٹ جاتے تھے اور نسلوں تک یہ سلسلہ برابر قائم رہتا تھا جب ایک دفعہ آگ لگ اٹھتی تھی تو پھر بجھنے ہی میں نہ آتی تھی۔

شرک و کفر کی آندھیاں

حرم مقدس میں بت بھرے ہوئے تھے ہر قبیلہ کا بت اور خاندان کا خدا جدا تھا اور کا گھران ظالموں نے بتکدہ بنا رکھا تھا کوئی بت کو سجدہ کر رہا ہے کوئی آفتاب کو کھڑا پوج رہا ہے کسی کا سر چاند کے آگے جھکا ہوا کوئی مشتری کا بندہ اور کوئی زحل کا پرستار کہیں آتشکدے میں آگ کی پوجا ہو رہی ہے تو کہیں درختوں کے سامنے ڈنڈوت کئے لوگ دکھائی دیتے ہیں ایک طوفان جہالت تھا جو امڈا ہوا تھا کفر و ضلالت کی ایک گھٹا تھی جو سارے عرب پر چھائی ہوئی تھی نہ کوئی حکومت تھی نہ سلطنت نہ ریاست تھی اور نہ ریاست کے دائرہ کوئی باضابطہ لشکر نظر آتا تھا اور نہ کہیں پولیس مصروف انتظام دکھائی دیتی تھی نہ کچہریاں تھیں اور نہ عدالتیں نہ دفتر تھے اور نہ افسر نہ کوئی حاکم تھا اور نہ کوئی رعایا ہر شخص اپنا بادشاہ آپ تھا اپنے انتظام آپ ہوتے تھے اپنے فیصلے آپ کر لئے جاتے تھے نہ کوئی تمدن تھا نہ کوئی تہذیب دنیا میں رہتے تھے مگر دنیا کا کوئی آئین ان کے لئے نہ تھا بالکل وحشیانہ اور خانہ بدوشانہ زندگیاں بسر کی جا رہی تھیں ہر طرف تاریکی تھی اور چار سو اندھیرا۔

سر ولیم میور اپنی مشہور کتاب "لائف آف محمد" میں لکھتے ہیں اور بالکل صفائی کے ساتھ لکھتے ہیں:۔

"عیسائیوں نے عرب کو پانسو برس تک مسلسل تعلیم و تلقین کی برابر اس سعی و جہد میں مصروف رہے اس کے باوجود یہ حالت تھی کہ کہیں کہیں خال خال عیسائی نظر آتے تھے یعنی بنو حارث نجران میں بنو حنیف یمامہ میں اور کچھ عیسائی بنو طے میں تھے باقی خیریت تھی۔ .... بالآخر عرب کو دیکھئے تو من حیث المذہب اس کی سطح پر عیسائیوں کی ضعیف کوششوں کی کچھ خفیف سی موجیں لہراتی نظر آتی تھیں اور یہود کی قوت ہی کہیں بڑی شدت کے ساتھ طغیانی پیدا کرتی نظر آتی تھی لیکن بت پرستی اور بنو اسمعیل کے بیہودہ اعتقادات کا دریا ہر سمت سے جوش مارتا ہوا کعبہ سے آکر ٹکراتا تھا۔" (لائف آف محمد جلد ۱)

غور کیجئے پانسو برس تک تو نصرانیت عرب میں مصروف تبلیغ رہتی ہے اور اس سے صدیوں پیشتر سے یہود اور موسائی سرگرم عمل ہیں مجوسیت بھی ملک سے شاہانہ صولتوں کے ساتھ بڑھی چلی آرہی ہے مگر عرب ٹس سے مس نہیں ہوتے اور جہاں تھے وہیں رہتے ہیں بلکہ ہم تو یہاں تک کہہ سکتے ہیں کہ عرب میں یہ مذاہب آکر بھی اپنی روایات اور خصوصیتوں کو بھول گئے اور دوسروں کی اصلاح کرنے کے بجائے خود اصلاح طلب بن گئے۔ اب اسلام آتا ہے کسی شان و شوکت کے ساتھ نہیں بلکہ پوری سادگی کے ساتھ آتا ہے اور اس کی انہی بیچارگیوں سے نڈر ہو کر سارا عرب اس پر ٹوٹ پڑتا ہے شدت سے حملے کرتا ہے پوری قوتوں سے اس کے استیصال پر آمادہ ہوتا ہے ظلم و جور اور ستم و تشدد کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رہتا اس پر پہاڑ توڑ دیئے جاتے ہیں سمندر الٹ دیئے جاتے ہیں آسمان گرا دیئے جاتے ہیں مگر وہ اپنا کام کرکے رہتا ہے ظلم کرنے والے ظلم کرتے کرتے تھک جاتے ہیں بت پرستی لڑتے لڑتے کر سلمند ہو جاتی ہے۔ نصرانیت و یہودیت مقابلہ کرتے کرتے اپنے بازوؤں میں تکان محسوس کرنے لگتی ہے لیکن مظلوم اپنے دھن سے باز نہیں آتا اور اس وقت تک دم نہیں لیتا جب تک کفر کی چٹانوں کو پاش پاش نہیں کر لیتا اور بت پرستی کے پہاڑ راہ سے ہٹ نہیں جاتے اور شرک کا دیو اس کی آنکھوں کے سامنے دم توڑ نہیں دیتا۔

آخر یہ کیا چیز تھی کونسی مقناطیسیت تھی اس میں کہاں کی کہربائیت اور کشش سمائی تھی جو اس نے بیس برس میں کرکے دکھا دیا وہ عیسائیت پانسو برس میں بھی نہ کر سکی یہ دین قیم کی کارفرمائی تھی، یہ حق و صداقت کا کرشمہ تھا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ تھا، یہ قرآن کریم کی معجزہ کاری تھی۔ وہی عرب جہاں "قرنوں سے جہل چھایا ہوا تھا جہاں صدیوں سے خدائے واحد کی پرستش کی رسم فنا ہو چکی تھی جو ہزار سال سے تہذیب و تمدن کا نام بھی بھول چکا تھا اور جو وحشیوں اور خانہ بدوشوں کا مسکن بنا ہوا تھا اس کی ایک قلیل ترین وقفہ مدت میں یہ حالت ہوگئی کہ وہ دنیا کے تمام ملکوں کا سردار بن گیا اس کے باشندوں کے سروں پر فرمانروائی عالم کا تاج جھلکنے لگا اس کے بدو اور اس کے حامی زمانہ کے "افلاطونوں" اور "ارسطوؤں" کو پیچھے چھوڑ گئے اس کے تمدن اور اس کی تہذیب نے تمام اگلی پچھلی تہذیبوں اور تمدنوں کو ماند کر دیا اور اس کے بیابان چمنستان اور اس کے بنجر رشک گلزار بن گئے۔

سیرت رسول کی اشاعت آپ کا مذہبی فرض ہے، اور سب سے زیادہ سہل طریقہ یہ ہے کہ آپ مولوی کا رسول نمبر ہر واقف تک پہنچا دیجئے۔ ایک روپیہ سالانہ پر نہ صرف رسول نمبر ملتا ہے بلکہ کربلا نمبر، غوث الاعظم نمبر بھی ملتے ہیں جو آئندہ ان شاءاللہ شائع ہونگے

پلٹ دی بس اک آن میں اُسکی کایا

قیام امن

عرب میں قیام امن کوہ کنی سے کم نہ تھا جو ملک کبھی سیاسی حیثیت سے ایک پرچم کے نیچے اکٹھا نہ رہا ہو گھر گھر کا خدا اور مالک الگ الگ ہو قبیلہ قبیلہ کے رئیس جدا ہوں اور جہاں رات دن قبائلی جنگ و جدل کی بادِ صرصر چلتی رہتی ہو وہاں امن کے قیام کی سعی قیاس و گمان میں بھی تو نہیں آ سکتی کتنا مشکل کام تھا اور کتنا دشوار گذار مرحلہ اور کیسی سنگلاخ گھاٹی تھی ؟ سینکڑوں چھوٹی چھوٹی ٹولیاں مدام خانہ جنگیوں میں مصروف رہتی تھیں بکر و تغلب کی چہل سالہ جنگ ابھی ختم ہی ہوئی تھی اوس خزرج کے قبائل لڑ لڑ کر اپنے سرداروں کو کھو چکے تھے۔ حضر موت کے قبائل میں جنگ و حرب کے دیو نے پوری تباہی پھیلا کر ان کا تو تقریباً خاتمہ ہی کر دیا تھا مکہ کی یہ حالت تھی کہ یہاں قریش اور بنو قیس کے مابین حرب فجار کا سلسلہ پورے زور و شور کے ساتھ جاری تھا ہر طرف جنگ تھی اور ہر سو آگ بھڑک رہی تھی کیا کوئی کرے اور کیا نہ کرے بیرِ ملک کا ذریعہ معاش غارتگری کے بعد صرف تجارت تھا لیکن خانہ جنگیوں میں تجارت کا پھولنا پھلنا معلوم قافلے ایک ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل و حرکت کریں تو خود مختار جرائم پیشہ پہاڑی اور صحرائی قبائل کی لوٹ اور غارتگری سے انھیں کون بچائے۔

حج کے ماہ عرب میں مقدس ماہ کہلاتے تھے مگر انہی دنوں میں چوریاں بڑھ جاتی تھیں اور جو مقصد علانیہ حاصل نہ ہو سکتا تھا وہ خفیہ طور پر حاصل کیا جاتا تھا مکہ کے آس پاس کے قبائل اسلم و غفار چوریوں میں رسوائے عام تھے اور یہ تو عرب کے نامور اور مشہور قبیلہ طے کے چوروں نے بھی چوری میں بھی پوری شہرت حاصل کر لی تھی انتہا یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد بھی مدینہ اور مکہ معظمہ کا سفر خطرناک سمجھا جاتا تھا اور اب بھی لوگ ڈاکے ڈالتے رہتے تھے۔ ہجرت کے پانچ چھ برس بعد تک شام کے تجارتی قافلے آفتاب کی روشنی میں لوٹ لئے جاتے تھے خود دار الاسلام کی چراگاہیں بھی دستبرد سے محفوظ نہ تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عام الحزن کے بعد مسلسل تین برس تک تمام قبائل کے سامنے خود کو پیش کرتے رہے کہ مجھے اپنی امان میں لیکر صرف اتنا موقعہ دلا دو کہ خدا کی آواز لوگوں تک پہنچا دوں لیکن کوئی حامی نہ بھرتا تھا جو مسلمان ہو بھی گئے تھے ان کے لئے سانس لینا بھی مشکل تھا ان حالات میں بغیر حفاظت کے کسی تحریک کا پھولنا پھلنا اور کامیاب ہونا انتہائی مشکل کام تھا مسلمانوں کی مسلم مبلغین کی اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہر وقت خطرہ میں رہتی تھی۔

بیرونی خطرات و مہالک

یہ تو حالت تھی اندرون ملک کی بیرونی خطرات بھی اس سے کسی طرح کم نہیں تھے ملک کے تمام سرسبز و شاداب صوبے روم و فارس کی دو عظیم الشان طاقتوں کے قبضہ میں تھے رومیوں نے حدود شام پر قبضہ کر لیا تھا اور مدینہ پر حملہ کی تیاریاں کر رہے تھے آل غسان نے انکی ماتحتی قبول کر لی تھی یمن، عمان اور بحرین کے زرخیز صوبے ایرانیوں کے چنگل میں تھے جو مدہ سارہ بھی گئے تھے وہ ان کے زیر اقتدار تھے انھوں نے اندرون ملک میں بھی پیش قدمی شروع کر دی تھی سنہ ۶ھ میں شاہ ایران نے گورنر یمن کو لکھدیا تھا کہ میرے غلام کو جو حجاز میں مدعی نبوت بنا ہے گرفتار کر کے میرے پاس بھیجدو۔

یہودی قوت بھی بہت خوفناک صورت اختیار کرتی چلی جا رہی تھی۔ جب رومیوں نے انھیں دوسری صدی عیسوی میں ان کی فلسطین و شام کی برائے نام حکومت سے بھی نکال دیا تو وہ مجبوراً حدود شام سے قلب حجاز تک پیچھے ہٹ آئے تھے اور انہوں نے شام سے مدینہ تک اپنی حفاظت کے لئے مضبوط قلعے تعمیر کر لئے تھے جو سلسلہ بسلسلہ قائم تھے یہ قلعے ان کے تجارتی پروگرام بھی تھے اور جنگی استحکامات بھی۔ نضیر قریظہ قینقاع، خیبر، فدک، تیماء اور وادی القریٰ ان کی بڑی بڑی چھاؤنیاں تھیں یہ قوم ابتدا سے تجارت پیشہ قوم رہی ہے اور ان کے مالی کاروبار کی وسعت نے جس طرح انھیں قدیم زمانہ میں ہسپانیہ اور یورپ کے پالیٹکس کے اندر خطرناک بنا دیا تھا اسی طرح وہ ان قلعوں اور چھاؤنیوں کے بل بوتے پر وہ اسلام کی قوت کو خاطر میں نہ لاتے تھے بدر کی فتح کے بعد یہود علانیہ فخر کے ساتھ کہا کرتے تھے "بیچارے قریش لڑنا کیا جانیں مسلمانوں کو ہمارے قلعوں سے مقابلہ پڑے تو معلوم ہو" آنحضرت کو متعدد لڑائیاں صرف انہی کی شرارت سے لڑنا پڑیں۔ اور بہت پریشان اور سراسیمہ رہے۔

پیچیدہ و نازک حالات

غرض عرب کی حالت اتنی نازک، اتنی پیچیدہ اور اس درجہ خراب تھی اور یہ اندرونی اور بیرونی خطرات و مہالک میں کچھ اس طرح الجھا ہوا تھا کہ اگر تائید ایزدی ساتھ نہ دیتی اور قدرت کا ہاتھ یاریگری کو آگے نہ بڑھتا تو اصلاح و تدبیر کی کوئی گنجائش ہی باقی نہ تھی اور عام انسانی مساعی سے اصلاح کا ہونا بالکل مستبعد کیا غیر ممکن نظر آتا تھا ہجرت کے بعد مسلسل آٹھ برس تک رات دن اور شبانہ روز سعی و جہد رشد و ہدایت تبلیغ و تلقین اور اصلاح عمل کا سلسلہ جاری رہا شدید سے شدید جنگیں ہوئیں بڑے بڑے معرکے پیش آئے قریش سے تصادم ہوتے رہے قبائل کی مجموعی قوت سے مقابلہ کرنا پڑا یہود یوں سے جنگیں ہوئیں جب کہیں سنہ ۸ھ میں فتح مکہ کے بعد محال نے امکان اور امکان نے واقعہ کی صورت اختیار کی۔

عرب کیوں تباہ ہو رہا تھا۔ محض خانہ جنگیوں اور باہمی جنگ و جدال کے باعث! خانہ جنگیوں و باہمی لڑائیوں کا باعث تھی نا اتفاقی جو اس لئے برابر بڑھتی چلی جا رہی تھی کہ تمام عرب مختلف قبائل خاندانوں اور نسلوں پر مشتمل تھا اور ان میں کوئی ایسی مشترکہ چیز نہ تھی جو انھیں ایک مرکز پر جمع کر دے سب کے مقاصد و فوائد جدا تھے، حاکم نہ قوت برتر نہ تھی کسی کا خوف تھا نہ ڈر اس لئے بات بات پر تصادم ہوتے تھے اور خانہ جنگیوں کی آگ برابر بڑھتی اور فروغ پاتی چلی جاتی تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک کے اجتماع و اشتراک کے لئے اتحاد و اتفاق کے لئے ایک ایک کے درمیان اخوت کا ایک رشتہ قائم کیا اور انھیں ایک مرکز پر لانے اور ایک سلک اتحاد میں منسلک کرنے کے لئے ان کے سامنے اسلام کا رشتہ پیش کیا یہ رشتہ ایک بالکل عجیب رشتہ تھا جو عقل و فہم سے بالاتر تھا اس نے قائم ہوتے ہی دفعتہً خون قرابت اور نسل کے تمام بخئے ادھیڑ کر رکھدیئے سب ایک ہو گئے نہ کوئی بڑا رہا اور نہ چھوٹا پست و بلند برابر ہو گئے اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی برقی رو سب کے قلوب میں دوڑنے اور سب کو ملانے لگی اب اتحاد کا راستہ صاف تھا ایک نیا رشتہ زریں سامنے آگیا تھا جو اسلام میں آتے گئے وہ اس میں منسلک ہوتے گئے اور جو منسلک

ہو گئے ان میں کوئی غیریت و اجنبیت باقی نہ رہی ایک خدا ایک رسول ایک کتاب ایک مذہب ایک کلمہ پھر باہم کوئی امتیاز نہیں اس سے عرب بھر میں ایک نئی لہر دوڑ گئی۔

اتحاد کی نعائم و برکات

خدائے قدوس قرآن کریم میں فرماتا ہے واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا خدائے برتر و توانا کے اس احسان کو یاد کرو کہ تم باہم ایک دوسرے کے دشمن تھے خدا نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا اور پھر اس لطف و کرم سے تم بھائی بھائی بن گئے۔" یعنی اس اتحاد کو جو اسلام کے رشتہ نے ان کے اندر پیدا کر دیا اپنی ایک مخصوص نعمت بتایا ہے اور واقعی یہ ہے بھی سب سے بڑی نعمت اور اس وقت کے عربوں کے لئے تو اس سے بڑھکر اور کوئی نعمت تھی ہی نہیں ان کے تمام محاسن و خصائص کو خانہ جنگیوں اور بے اتفاقیوں نے فنا کر رکھا تھا نہ انھیں سکھ کھانا نصیب ہوتا تھا اور نہ اطمینان کے ساتھ بیٹھنا ایک مصیبت تھی جو ہر طرف سے انھیں گھیرے ہوئے تھی ایک وبا تھی جس نے ملک کے ملک کو موت کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا تھا ایک عذاب الٰہی تھا جو ان پر صدیوں سے مسلط ہو کر رہ گیا تھا اور اس طرح مسلط ہوا تھا جس سے نجات اور رستگاری کی قیامت تک کوئی سبیل اور کوئی راہ نہیں تھی۔

اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھی اور حقیقت کو نقاب اٹھا کے سب کے سامنے پیش کر دیا بتایا اور صاف و صریح الفاظ میں وضاحت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور کہا ارشاد ہوا کہ اے محمد یہ تیرے بس کا کام اور تیرے قابو کی بات نہ تھی اس میں خود ہمارا ہاتھ اور ہماری قدرت کام کر رہی تھی۔

وھو الذی ایدک بنصرہ وبالمومنین والف بین قلوبھم لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم انہ عزیز حکیم وہ خدا ہی ہے جس نے اسے محمد اپنی نصرت اور مسلمانوں کے ذریعہ سے تجھکو قوت بخشی اور اسی نے مسلمانوں کے دل باہم جوڑ دیئے اور اگر تو تمام دنیا کے خزانے بھی لٹا دیتا تو بھی ان کے دلوں کو نہ جوڑ سکتا تھا لیکن خدا نے ان کے دل جوڑ دیئے اور باہم محبت پیدا کر دی وہ بڑا زبردست اور حکمت والا ہے۔

بیشک صورت یہی تھی اور اس صلح و اتفاق میں رب ذوالجلال کی رحمت کاملہ برابر مصروف کارفرمائی رہی ورنہ یہ کام کسی انسان کے قابو کا کام ہرگز نہ تھا ہجرت کے بعد آپ نے مہاجرین و انصار میں جو رشتہ اخوت قائم کیا وہ اس تائید الٰہی کے سلسلہ کی پہلی کڑی تھی جس کا خاتمہ اس خطبہ پر ہوا جو فتح مکہ کے موقعہ پر دیا گیا تھا ایک طرف حکم رہی تھی۔ رسول کریم برابر تعلیم و تلقین میں مصروف تھے اور دوسری طرف قرآن کریم نے فتنہ فی الارض اور فساد و نزاع کو نہ صرف یہ کہ ایک مکروہ و مبغوض ترین فعل قرار دیا جا رہا تھا بلکہ اس کے لئے وعید پر وعید آ رہی تھی ساتھ ہی اس جرم کے ارتکاب کرنے والوں کے لئے دنیا ہی میں شدید سزائیں مقرر کی جا چکی تھیں اور عذاب جہنم و دوزخ سے جو ڈرایا جا رہا تھا اور پوری خوفناکی کے ساتھ ڈرایا جا رہا تھا۔

بدامنی پھیلانیوالوں کے لئے سزائیں

حکم آ چکا تھا طے ہو چکا تھا کہ رہزنی کے لئے قتل و جلاوطنی اور چوری کے لئے قطع ید کی سزا دی جائے چنانچہ رسول کریم نے ان کا سلسلہ جاری کر دیا تھا سورہ مائدہ نازل ہوئی تو اس میں خونریزی، قتل اور ظلم و سفاکی کے لئے قصاص کا پورا ضابطہ موجود تھا جو لوگ دسترس قانون سے باہر تھے اور ہاتھ نہ آتے تھے ان کی سرکوبی اور قیام امن کے مقاصد کے لئے آپ نے متعدد بار فوجی دستے بھیجے اور جن قبائل کا کام ہی رہزنی تھا ان پر بھیم یورشیں کرنی پڑیں اب نبوت دوگونہ فرائض انجام دے رہی ہے اور قدرت کو اسباب و عوامل کے پردے میں مصروف کار ہونا پڑ رہا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ چیز اسباب سے ایک جدا گانہ چیز بنکر محض ایک معجزہ اور اعتقادی شے بنکر رہ جاتی۔ رسول کریم کی تلقین و فیوض مصروف کار تھے جنہوں نے قلب کی کثافتوں کو دور کر کے دلوں کو بالکل خدا کے سامنے کر دیا تھا سب سے بڑی اور اہم چیز یہی دلوں کی صفائی اور خدا کا خوف ہے ورنہ قانون کہیں گھروں اور دلوں کی تلاشی لے سکتا ہے اور رات کی تاریکیوں اور صحرا کی سنسانیوں میں ساتھ رہتا ہے نہیں ہرگز نہیں مگر چونکہ سب کو ایک نظام میں لینا اور ایک ضابطہ ہمیشہ کے لئے قائم کر دینا ہے اس لئے باطن کے ساتھ ظاہر میں بھی کام ہو رہا ہے اس قانون تعزیرات سے کہیں زیادہ قرآن کا روحانی اثر کام کر رہا تھا اور دلوں میں اتنا خوف رب اور اتنی اثر پذیری پیدا ہو چکی تھی کہ کسی قانون کی امداد و دستگیری کی چنداں ضرورت باقی ہی نہ رہی تھی۔

بیرونی خطرات کا خاتمہ

قریش اور منافقین کے اشتعال سے یہود نے اسلام کا مقابلہ شروع کر دیا ۳ ھ سے لیکر ۷ ھ تک متواتر لڑائیاں ہوتی رہیں اور یہ خود اسلامی قوت سے ٹکرا کر پاش پاش ہوئے اور خیبر کی فتح نے ان کی سیاسی قوت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔ رومیوں کی قوت بہت زیادہ تھی وہ پہلے ہی چلے بیٹھے تھے مگر اقدام کا ارادہ نہ کر سکتے تھے علیٰ رؤسائے عرب میں سب سے زیادہ طاقتور اور پرزور غسانی تھے جو رومیوں کے ہاتھ میں بالکل کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے رہ گئے۔ وائل، بکر، بہرا، لخم، جذام اور عاملہ وغیرہ قبائل عرب وہ ان کے ماتحت ہی تھے کچھ اور آزاد و نیم آزاد قبائل دومۃ الجندل جربا اذرح، تبالہ جرش اور ایلہ وغیرہ بھی تھے جو رومیوں کے ہم مذہب یا یہودی تھے مگر حدود عرب سے علیحدہ خیال کئے جاتے تھے تاہم یہ سب ایک قوت تھے ادھر سے حارث بن عمیر شاہ بصریٰ کے دربار میں دعوت اسلام کا خط لیکر چلے ادھر غسانیوں نے انھیں اپنے زعم و اقتدار از حلب میں شہید کر دیا اور راستہ ہی میں سے لے لیا رسول کریم نے فوراً ایک دستہ ان کی تادیب کے لئے روانہ کر دیا غسانی ایک لاکھ کا ٹڈی دل لیکر میدان میں آئے مسلمان بھلا کہاں ڈرنے والے تھے مقابلہ ہوا مگر اس وقت فوجیں مٹ آئیں اور عہد صدیقی میں اس لشکر نے جو حضور نبی کریم ہی نے مرتب کیا تھا غسانیوں اور رومیوں کی عظیم الشان اور زبردست قوت کو پاش پاش کر کے رکھدیا تاہم ان اقدامات کا اتنا نتیجہ تو نبی کریم کی زندگی ہی میں نکل آیا تھا کہ آپ کے لبث روزہ انتظار و قیام میں رومی تو مقابلے پر نہ آئے مگر غسانیوں کے سوا تمام رؤسا و قبائل نے رومیوں کو چھوڑ کر اسلام کی حمایت قبول کر لی اور اس طرح آپ کی حیات ہی میں اس زبردست بیرونی خطرہ کا بھی انسداد ہو گیا۔ ایران بھی بہت پر سطوت حکومت تھی مگر اس سے مقابلہ کی ضرورت نہ آئی اسلامی مبلغین کے پہنچتے ہی یمن حضرموت عمان اور بحرین نے اسلام قبول کر لیا اور ایرانی اقتدار خود بخود ختم ہو گیا بہ تخفیف دس برس کی دوڑ دھوپ نے اور پیغمبرانہ مساعی اور تائید الٰہی سے عرب میں پورا امن ہو گیا قبائل کی خانہ جنگیاں مٹ گئیں تمام راہزن اور ڈاکو سیدھے راہ ہو گئے قریش اور یہود کی قوت فنا ہو گئی ایرانی و رومی بیرونی خطرات کا انسداد ہو گیا اور صدیوں کے بعد پہلی مرتبہ کامل امن قائم ہوا اور امن بھی ایسا جس کی تاریخ میں کوئی نظیر نہیں مل سکتی یورپین مورخ مارگولیوس لکھتا ہے کہ محمد کی وفات کے وقت ان کا سیاسی کام مکمل ہو گیا تھا اور ایک مذہبی و سیاسی سلطنت کی بنیاد قائم ہو گئی تھی

رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا

رسول کریمؐ کے جہاد و طریقہائے جنگ

اسلام کا بیڑا ایک مدت تک موج بلا کے خطرات میں مبتلا رہا۔ لیکن تائیدات الٰہی نے اس کی پاریگری کی اور آخر میں یہ اس درجہ مضبوط و محفوظ ہوگیا کہ اسے موج حوادث کے تمام اندیشوں سے رستگاری نصیب ہوگئی اس کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس نے اقتدار پاکر بھی کسی سے انتقام نہ لیا اور نہ ستایا دیگر امتوں اور اقوام کو جب کامیابیاں ہوتی تھیں تو وہ دشمنوں مفتوحوں کو ستانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتی تھیں ان کے مذاہب نے انھیں انتقام کی آزادی دے رکھی تھی جہاں اسلامی جہاد اپنے اندر سلامتی و امن کی روح کے حامل تھے وہاں دیگر اقوام و مذاہب کے جہاد کسی صورت میں بھی ایک قیامت خیز اور تباہ کن آندھی سے کم تھے بنی اسرائیل کے جہاد کی غضبناکیاں پڑھکر اور سنکر بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں قتل عام آروں سے زندہ اجسام کو چروا دینا کلہاڑیوں سے کٹوا دینا زندہ آگ میں جلوا دینا قبروں سے ہڈیاں تک نکلوا کر الاؤ میں ڈالدینا اور یہی نہیں بلکہ حاملہ عورتوں کے پیٹ تک پھڑوا ڈالنا معمولی بات تھی توریت کے احکام و آیات ملاحظہ فرمائیے:۔

یسوع نے شہر کے لوگوں کو بلا امتیاز زن و فرزند یکلخت قید کر دیا (۲ سموئیل $\frac{12}{31}$) حضرت داؤدؑ نے لوگوں کو آروں سے چروایا۔ کلہاڑیوں سے پھڑوایا۔ اینٹوں کے جلتے پزادے میں ڈلوایا۔ منا ہم نے تمام حاملہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ ڈالے قبرسے ہڈیاں نکلا کر بسام الٰہی جلا دیں (استثنا $\frac{12}{6\cdot2}$) لوقا ۲۲ باب درس میں ہے کہ مسیحؑ نے کپڑے بیچکر قتل کے لئے تلوار لینے کا حکم دیا پھر ۹ لم درس سے ظاہر ہے کہ ایک مخالف یہودی کا کان کٹوا لیا گیا۔‘‘

اب اس کے مقابلہ میں اسلام کا سلوک اور برتاؤ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا کہ کسی بوڑھے کسی بچے کسی کم عمر لڑکے اور کسی عورت کو ہرگز قتل نہ کرو جب کسی مہم پر کوئی فوج بھیجی جاتی تھی تو آپؐ ہر مرتبہ سرداران فوج کو بلا کر یہی ہدایت کرتے تھے اور یہ بھی فرما دیتے تھے کہ نوکروں اور خادموں پر بھی کبھی ہاتھ نہ اٹھانا۔

خود عرب میں حربیوں کے لئے شدید سزا کا دستور تھا داحس اور غبرا کی لڑائیوں میں قیس نے بنو ذبیان کے پاس کہیں اپنے اپنے بچے بطور ضمانت و امانت رکھدیئے تھے رئیس قبیلہ حذیفہ کی وحشت و بربریت ملاحظہ ہو کہ اس نے ان بچوں کو ایک میدان میں کھڑا کرکے تیر اندازی شروع کر دی یہ بالکل اتفاق تھا کہ ان بچوں میں سے کسی بچے کے بھی کوئی خراش نہ آئی چونکہ کلیجہ میں شعلے بلند ہو رہے تھے اس نے اگلے روز پھر یہی وحشیانہ حرکت کی اور ان سب کا کام تمام کر دیا اسیران جنگ کو بیدریغ قتل کر دیا جاتا تھا ظاہر ہے کہ جب بچوں اور معصوموں پر کسی کو رحم نہ آتا تھا تو عورتوں کی پرواہ کیا ہوسکتی تھی۔ بنو تمیم پر ایک مخالف قبیلہ نے حملہ کیا وہ بھاگ کھڑے ہوئے صرف ایک بڑھیا رہ گئی دشمنوں نے اس پر بھی رحم نہ کیا اور پکڑ کر جلتے ہوئے الاؤ میں ڈالدیا دھواں اٹھتے اور آگ جلتے ہوئے دیکھکر اتفاق سے ایک سوار اس جانب آنکلا اس سے پوچھا تو کون ہے اور یہاں کیوں آیا ہے اس نے کہا کہ مجھے شدت سے بھوک لگی ہوئی ہے کئی روز سے کھانے کو نہیں ملا دھواں اٹھتے دیکھا تو خیال ہوا کہ شاید کھانا ہو بدبختوں نے اسے بھی آگ میں جھونک دیا۔

وحشت و بربریت کی انتہا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام تھے مدینہ کے لوگ پکڑ کر لے گئے ظالموں نے پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے پھر ان کی آنکھوں اور زبان میں کانٹے چبھوئے یہانتک کہ وہ تڑپ تڑپ کر مر گئے اسیران جنگ سے عموماً یہی سلوک کیا جاتا تھا غنیم کے مال اور رسد کو لوٹ لینا عام بات تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان امور کی سختی کے ساتھ ممانعت کر دی۔ ایک مرتبہ صحابہ کرام کے پاس رسد ختم ہوگئی بھوک سے تنگ آگئے مجبور ہوکر انہوں نے بکریوں کے ایک ریوڑ کو لوٹ لیا اور ان کا گوشت پکانے رکھدیا آپ کو جو خبر ہوئی تو آپ فوراً موقع پر پہنچ گئے ہاتھ میں کمان تھی ایک سرے سے سب ہنڈیاں الٹتے چلے گئے اور فرمانے لگے کہ لوٹ کا مال مردار گوشت کے برابر ہے۔ اسی لئے جنگ خیبر میں لوگوں نے یہودیوں کے جانور لوٹ لئے آپ سخت ناراض ہوئے اور صحابہ کرام کو جمع کرکے فرمایا کہ خدا نے تمہارے لئے یہ جائز نہیں کیا کہ اہل کتاب کے گھروں میں ان کی عورتوں کو مارو اور ان کے پھل کھا جاؤ۔

جنگ بدر میں جو قیدی گرفتار ہوکر آئے تھے انھیں آپ نے دو دو چار چار کرکے صحابہ کرام میں تقسیم کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ انھیں آرام کے ساتھ رکھو چنانچہ یہ حالت دیکھی گئی کہ صحابہؓ انھیں کھانا کھلاتے تھے اور خود کھجوروں پر بسر کرتے تھے انھیں قیدیوں میں سے ایک قیدی کا بیان ہے کہ جن صحابہ نے مجھے اپنے گھر میں رکھا تھا وہ روٹیاں تو میرے سامنے رکھدیتے تھے اور خود کھجوروں پر گذارہ کرتے تھے مجھے شرم آتی میں روٹیاں انھیں واپس کر دیتا مگر وہ اصرار کے ساتھ مجھے کھلاتے ان ہی قیدیوں میں ایک عرب شاعر بھی تھا جو آپ کی ہجو میں شعر کہا کرتا تھا حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ حضور اس کے نیچے کے دو دانت اکھڑوا دیجئے کہ پھر یہ اچھی طرح نہ بول سکے آپ نے فرمایا کہ اگر میں اس کے عضو بگاڑوں گا تو خدا اسی طرح میرے اعضا بھی بگاڑ دیگا حاتم کی بیٹی قید ہوکر آئی تھی مگر آپ نے نہایت عزت و احترام کے ساتھ رکھا اور کہا کہ تمہارے شہر کے لوگ آجائیں تو میں ان کے ساتھ تمہیں رخصت کردوں آخر میں اسی کی درخواست پر اس کے خاندان کے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا غزوہ حنین کے چھ ہزار قیدیوں کو یکلخت رہا کر دیا اور چھ ہزار جوڑے بھی دیئے جن اسیران جنگ کے پاس کپڑے نہ ہوتے تھے آپ انھیں کپڑے بھی دیا کرتے تھے کسی کو حتی المقدور تکلیف نہ اٹھانے دیتے تھے۔

جہاد و جنگ کا مقصد

اور کیوں اٹھانے دیتے اسلام میں جہاد و جنگ کا مقصد ملک گیری لوٹ مار اور انتقام تو رہا ہی نہیں اور نہ ایسی لڑائیوں کا حکم ہے یہاں تو مقصد ممانعت ظلم و ستم کا استیصال اور فتنہ و فساد کا انسداد ہے اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا الخ یعنی لڑنے اور جہاد کرنے کی اجازت اس لئے دی جاتی ہے کہ ان پر ظلم ہوا ہے اور خدا ان کی امداد پر قادر ہے وہ لوگ اپنے دیس اور اپنے وطن سے محض اس لئے نکالے گئے کہ انہوں نے اپنے رب کو خدا مان لیا تھا اور اگر خدا البعض کو بعض سے دفع نہ کراتا تو ضرور تھا کہ عیسائیوں کے گرجے یہودیوں کے کنیسا ترساؤں کے مندر اور مسلمانوں کی مساجد جن میں خدا کا ذکر ہوتا ہے منہدم کر دی جاتیں ان آیات سے اسلامی جہاد و جنگ کا مقصد بالکل واضح ہوجاتا ہے حکم دیا گیا ہے کہ اجازت دی جارہی ہے کیوں اس لئے کہ ظالم ظلم کرتے ہیں اور اپنی ستم آرائیوں سے باز نہیں آتے اگر خدائے ذوالجلال ایسے مواقع پر بھی ایسی اجازت نہ دے تو نتیجہ کیا ہو؟ یہی کہ

دنیا میں نہ گرجے باقی رہیں اور نہ کنیسا! نہ مساجد نظر آئیں اور نہ مساجد سب کو دشمن منہدم کر دیں اور ایک بڑا حصہ دوسرے مذہب والوں پروٹسٹ بریں اور خدا کے نام لئے جانے کیلئے کوئی جگہ باقی نہ رہے۔ ایک اور جگہ قطعی صاف الفاظ میں صراحت کر دیگئی ہے کہ اس وقت تک برابر جہاد و جنگ میں مصروف رہو جب تک کہ فتنہ و فساد کا کلی استیصال نہ ہو جائے وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ اس سے بھی یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ اسلامی جہاد انسداد فساد کے لئے ہے نہ کہ لوٹ مار قتل و غارتگری اور انتقام و ملک گیری کے لئے۔ جنگ و جہاد علی الخصوص اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد بھی شریک ہو اسکا یہ نتیجہ ہوگی کہ خدا کے نیک بندوں کو فتوحات حاصل ہوں اور ملک پر ان کا اقتدار و اثر قائم ہو جائے۔ وہ اقتدار سے کیا کام لیں اور خدا نے ان سے کیا کام لینا چاہتا ہے سن لیجئے الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وأمروا بالمعروف ونھوا عن المنکر یعنی اگر ہم ان لوگوں کو زمین پر تابض کر کے انھیں اقتدار عطا کر دیں تو وہ نمازیں پابندی کے ساتھ ادا کرتے رہیں گے زکوٰۃ دیں گے اچھے کاموں کا حکم دیں گے اور برے کاموں سے روکیں گے۔"

نماز کی اقامت سے اللہ کے نام کا بول بالا ہوگا طبائع میں شرافت و تقویٰ کے جوہر پیدا ہوں گے توحید پھیلے گی۔ ایتائے زکوٰۃ سے غربا کی امداد ہوگی اور امیر و غریب طبقوں کے مابین ایک رشتہ اخوت قائم ہو کر باہم ہمدردیاں بڑھیں گی مسلمان عام طور پر لوگوں کو نیک اور اچھے کام کرنے پر مجبور کر لیں گے جن سے اخلاق پر نہایت عمدہ اثر پڑے گا قلوب و دماغ کی تربیت شریفانہ کریمانہ جذبات پیدا ہوں گے۔ دنیا پھولے پھلیگی اس کے بندے آرام و آسائش کے ساتھ زندگی بسر کرینگے برے کاموں سے روکیں گے جس سے فسق و ضلالت گمراہی بیجا ہی اور مفاسد کا سدباب ہو جائے گا خدا کے بندے امن اور سکون کی زندگی بسر کرنے کے قابل ہوں گے تمدن ترقی کرے گا اور تہذیب بڑھے گی چونکہ پیش نظر یہ بلند مقصد تھا اس لئے اسلامی جہادوں میں خوفناک اور غیر خوفناک ظلم و ستم کے جراثیم نظر نہیں آتے لڑنے اور لڑانے کا جہاں تک حکم ہے وہ حربیوں سے متعلق ہے انہی کا مال مال غنیمت ہے بلا بوڑھوں بچوں عورتوں، نوکروں اور مذہبی خادموں سے بولنے تعرض کرنے ان کا مال لوٹنے، قتل عام کرنے، آگ لگانے، کھیتیاں اجاڑنے اور سرسبز درخت کاٹنے کا نہیں حکم کیا معنی بلکہ اس کی سختی کے ساتھ ممانعت کیگئی ہے۔

یہی وجہ تو ہے کہ اسلام نے جہاد و جنگ کو بھی ایک عبادت قرار دیدیا ہے اور اس لئے دیا کہ اس کا منشا نیک اور بہبود نوع بشری پر مبنی ہے عرب میں جو جنگیں لڑی جاتی تھیں اور لوگ بڑے شوق اور جوش سے ان میں شرکت کرتے تھے اس کی وجہ یہ اور صرف یہ تھی کہ مال غنیمت ہاتھ لگے اور اس سے ملی فائدہ حاصل ہو مگر آپ کی تلقین و تعلیم نے عربوں کی اس ذہنیت میں بھی انقلاب عظیم پیدا کر دیا اور مال کی محبت ان کے دلوں سے مفقود ہوگئی ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ایک شخص راہ خدا میں جہاد کرنا چاہتا ہے ساتھ ہی اسکے پیش نظر کچھ مالی فائدہ بھی ہے فرمایئے اس کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے حکم ہوا کہ ایسے شخص کو کوئی ثواب حاصل نہ ہوگا عربوں کے دل میں مال غنیمت کی محبت جمی ہوئی تھی صدیوں کے اثرات تھے انھیں یقین نہ آتا تھا انہوں نے تین مرتبہ مستفسر کو بھیجا مگر ہر بار آپ نے یہی جواب دیا۔ ایک اور شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ مختلف افراد ہیں ان میں سے کوئی تو مال غنیمت کے لئے لڑتا ہے کوئی اظہار شجاعت کے لئے اور کوئی ناموری حاصل کرنے کے لئے ان میں سے کس کا جہاد خدا کی راہ میں سمجھا جائیگا آپ نے فرمایا کسی کا بھی نہیں صرف اس شخص کا سمجھا جائیگا جو محض اس لئے لڑتا ہے کہ خدا کا بول بالا ہو۔

صحیح مسلم میں ہے کہ جو شخص خدا کی راہ میں لڑتا ہے اور مال غنیمت لیتا ہے وہ آخرت کے ثواب کا دو تہائی حصہ اسی دنیا میں حاصل کر لیتا ہے عقبیٰ میں اس کا صرف ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے اگر مال غنیمت قطعی نہ ملے تو اُسے عقبیٰ میں پورا اجر ملے گا غزوۂ تبوک کا زمانہ تھا ایک صحابی کے پاس شرکت کے لئے سامان نہ تھا آپ مدینہ منورہ کی گلیوں میں آئے اور آواز دینے لگے کہ کوئی ایسا شخص ہے جو میرے لئے سواری کا انتظام کر دے اس کے عوض میں مجھے مال غنیمت میں جو کچھ ملیگا نصف اسے دیدوں گا ایک انصاری نے اُسے ایک اونٹ اور زاد راہ دیدیا بعد میں ان صحابی کو کئی اونٹ ہاتھ آئے جب واپس آئے تو یہ کہنے لگے کہ اب آپ اپنا نصف لے لیں انصاری کہنے لگے کہ آپ اپنا مال اپنے پاس رکھیں مجھے اس کی ضرورت نہیں میرا مطلب متاع دنیوی سے نہیں ثواب آخرت سے تھا اس طرح آپ نے جنگ کے متعلق ذہنیتوں میں انقلاب عظیم پیدا کر کے رکھدیا تھا۔ اب جہاد جنگ اور کوئی دنیوی چیز نہ تھی بلکہ افضل العبادت بن گئی تھی۔ اور سب کا یہ اعتقاد ہوگیا تھا کہ جہاد سب سے زیادہ ثواب کی چیز ہے جو محض خدا کے لئے کیا جاتا ہے۔

اسلامی جوش کی میٹھا روی

اس سے عربوں کے خیالات کی دنیا کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو چیز اتنی مقدس و افضل ہو، جو محض رضائے الٰہی کے لئے لڑی جائے اور جس سے مقصد بیشمار ثواب آخرت کا حصول ہو ظاہر ہے کہ مجاہدین اس میں کسی بے احتیاطی، کسی منتقمانہ جوش اور کسی ظلم و ستم سے کام نہیں لے سکتے اور تاریخ اس کی شاہد ہے اور آسمان اس کا گواہ ہے۔ مسٹر جان ڈیون پورٹ لکھتے ہیں:۔ "اسلام مشرق کے لئے ایک برکت تھا۔ صلیبی جہاد یوڈہر کے بیوی اور روڈمن کیتھولک تالوں کا دریائے رائن سے لیکر انتہائے شمال تک قتل ہونا، وہ قتل جس کا حکم ہنری ہشتم اور اس کی بیٹی ملکہ میری نے دیا۔ فرانس میں سینٹ بارتھولومیو کا قتل، فرانسس اول کے عہد سے لیکر ہنری چہارم کے پیرس میں داخل ہونے تک کے قتل "عدالت مذہبی" کے حکم سے ہونے والے قتل، نئی دنیا کے ایک کروڑ بیس لاکھ باشندوں کا صلیب کے ہاتھوں مارا جانا اور وہ جنگیں جن کا سلسلہ چودہ برس تک قائم رہا ایسی مثالیں ہیں جن کی نظیریں عیسائیت سوا اور کہیں نہیں مل سکتیں"۔ مسٹر سیل لکھتے ہیں:۔

"وہ لوگ دھوکہ کھاتے ہیں جو اسلام کی اشاعت کو زور شمشیر کا رہین منت بتاتے ہیں یہ مذہب لوگوں نے از خود قبول کیا تھا اور اس نے خود لوگوں کے قلوب میں گھر کر لیا تھا"۔ یورپ کا مشہور و مایہ ناز مورخ ڈاکٹر لیبان لکھتا ہے کہ:۔

"فتوحات اسلام تلوار سے نہیں ہوئیں بلکہ اس کا سبب یہ تھا کہ مسلمان ہمیشہ مفتوح اقوام کو اپنے مذاہب کی پابندی میں آزاد چھوڑ دیتے تھے۔ اگر اقوام عیسوی نے اپنے فاتحین کے دین کو قبول کیا تو یہ محض اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے اپنے جدید حاکموں کو قدیم حاکموں سے منصف پایا اور ان کا مذہب انھیں اپنے مذہب سے بہت سادا اور سچا نظر آیا اقوام مفتوحہ کے مذاہب و رسوم و رواج کی پوری حرمت کی جاتی تھی بہت سے نصاریٰ مسلمان ہو گئے تھے لیکن انھیں اسلام قبول کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی کیونکہ اسلامی حکومت میں نصاریٰ اور یہود ہر طرح برابر تھے اور انھیں سلطنت میں کل عہدے ملے ہوئے تھے"۔ اسلام نے مجبوری کے عالم میں تلوار میان سے نکالی، وہ غزوات و جہاد کا سلسلہ شروع کیا اور ایک قلیل و قفہ مدت میں یعنی نو دس برس کے اندر ہی اندر اس نے سب کو مغلوب کر کے اتنی زبردست قوت و شوکت حاصل کر لی ہے کہ اس کے بیڑے کو کسی موج بلا کا قطعی کوئی اندیشہ نہ رہا ہر طرف اس کا طوطی بولنے لگا اس کی سیاسی عظمت اور سیاسی اقتدار بہت بڑھ گیا یہ دین الٰہی کا ایک کرشمہ تھا کہ گو اسلام کی مخالف طاقتیں ہر قسم کے خوفناک اسلحہ اور ساز و سامان سے آراستہ تھیں آدمیوں اور سامان رسد کی ان کے پاس کوئی کمی نہ تھی پھر بھی تقریباً ہر معرکہ ہر جہاد اور ہر جنگ میں انھیں شکست عظیم ہی نصیب ہوئی مسلمانوں نے اپنے جوش اور ولولہ اور فدا کاریوں سے ہر موقعہ پر ہر طاقت کو شکست دی تمام پتھر راہ سے ہٹا دیئے سارے خس و خاشاک کو صاف کر دیا اور بے خوف و مطمئن ہو کر اشاعت اسلام اور رشد و ہدایت میں مصروف و سرگرم عمل ہو گئے۔

اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

آنحضرت کی مذہبی رواداری

ربع مسکوں پر گھٹا ٹوپ اندھیاری طاری تھی جہالت وظلم کی گھٹائیں مسلط تھیں اور عدوان وستم کی بجلیاں کوند اور کڑک رہی تھیں مذاہب کا مقصد یہ ہے کہ یہ بندے اور خدا کے مابین تعلق پیدا کر کے بندوں کو نیک بنائیں اور پر امن زندگی کی بنائیں استوار کریں لیکن اس کے بجائے مذاہب انسان کے لئے مزید مصیبت وآفت کے باعث بن گئے تھے یہاں تک بھی چنداں عیب نہ تھا کہ اپنے مذہب اور اپنے مسلک کو سچا جانا جائے اور دوسروں کے راستوں اور پگڈنڈیوں کو باطل بتایا جائے لیکن تباہی تو یہ تھی کہ ہر صاحب مذہب اپنے مذہب کو سچا سمجھتے اور دیگر مذاہب کو باطل بتاتے ہوئے دوسروں کی تخریب وتوبیخ پر آمادہ ہو گیا تھا اور اس جوش میں وہ یہ بھی سمجھنے لگا تھا کہ ان ادیان باطل اور ان کے بانیوں کو تباہ کر کے رکھ دینا اجر عظیم کا باعث ہے مذاہب نے ہرگز انہیں یہ تعلیم نہ دی تھی اور نہ کوئی ربانی مذہب ایسی تعلیم دے سکتا ہے۔ حریفوں کے متعلق کیسے ہی شدید احکام ہوں مگر پر امن باشندوں کو تباہ کر دینا کسی کے نزدیک بھی مستحسن نہیں قرار پا سکتا عابدوں کے کینے اور قرنوں کی عداوتیں مذہب کی آڑ میں نکالی جاتی تھیں پھر مذہب کی باگ جن ہاتھوں میں آ گئی تھی ان میں غرضمندی کی گندگی لگی ہوئی تھی انہوں نے اپنے اقتدار کے قیام کے لئے کتب مذہبی میں بڑی سے بڑی تحریف کر دی تھی اور اس تحریف کے پردہ میں وہ آئے دن ایسے احکام جاری کرتے رہتے تھے جن سے ظلم وفساد کی آگ بجھنے کے بجائے اور بھڑکتی اور پھیلتی چلی جاتی تھی عیسائیت میں پادری بادشاہ بنے بیٹھے تھے اور ان کا اقتدار اس درجہ ترقی کر گیا تھا کہ سلاطین عالم تک کا زہرہ نہ تھا کہ ان کے سامنے اف کر سکے۔

یہودیت میں ربیوں کا بھی یہی عالم تھا اور ان کے تاجدار بھی اسی رنگ میں ڈوبے ہوئے تھے انتہا یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عیسےٰ تک کو سولی چڑھا دینے میں باک نہ کیا مجوسیت اور ہندویت بھی کسی سے کم نہ تھی پرستم یہ ہے کہ غیر مذاہب کے لوگوں کو زندہ جلا دینا تلوار کے گھاٹ اتار دینا ان کے معابد کو منہدم کرا دینا انہیں لوٹ لینا سب کچھ ثواب تھا اور سب کچھ روا۔ مذاہب کے ان جھگڑوں اور آئے دن کے تنازعوں سے دنیا جہنم بنی ہوئی تھی نہ یہودی آرام سے بیٹھ سکتے تھے اور نہ عیسائیوں کو سکھ کی نیند نصیب ہوتی تھی جس کا اقتدار ہوتا تھا جس کا بس چلتا تھا وہ دوسروں کو تباہ کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتا تھا۔ جب تک بت پرستی کو طاقت وصولت حاصل رہی وہ یہودیت کو فنا کرتی رہی یہودیت کو موقعہ ملا تو اس نے بت پرستی اور مسیحیت پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیئے روم کی تہذیب اور روم کی تمدن مشہور عام ہے مگر اس کے فرمانرواؤں نے کیا کچھ نہ کیا بت پرستی کے زمانہ میں یہ یہودیت اور مسیحیت دونوں کو بری طرح پامال کرتے رہے اور جب شاہی فرمانروا نے عیسائیت کی قبا زیب تن کی تو یہ بت پرستوں اور یہودیوں پر آ پڑے ایک طوفان تھا جو ہر سمت پھیلا ہوا تھا ایک سیلاب تھا جو برابر بڑھتا چلا آتا تھا مذاہب کیا تھے بلائے جان بنکر رہ گئے تھے۔

کچھ ایسی حالت پیدا ہو گئی تھی ذہنیتوں کے انقلاب نے کچھ ایسی صورت اختیار کر لی تھی کہ ہر قوم اور ہر مذہب کا خدا جدا جدا معلوم ہوتا تھا یہود سمجھے بیٹھے تھے کہ بنی اسرائیل ہی خدا کے دوستوں کی محبوب قوم ہے مسیحیوں کا خیال تھا کہ ہم ہی اللہ تعالےٰ کے مورد عنایات ہیں ...

اور مجوس بت پرست اقوام کی حالت ان سے بدتر تھی وہ کسی کو بھی خیال میں نہ لاتے تھے اور ان دونوں کو بتوں کا مخالف سمجھکر دونوں کی تباہی پر ادھار کھائے ہوئے بیٹھے رہتے تھے۔

آفتاب اسلام کی ضیا باری

اسی تاریکی وظلمت میں آفتاب اسلام پوری ضیا باریوں کے ساتھ طلوع ہوا اور یک بیک سارے جہان میں اجالا ہو گیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پیرووں نے اپنی صداقت وسچائی کا دعویٰ ضرور کیا مگر ایک عجیب حسن اور عجیب انداز کے ساتھ انہوں نے بت پرستی اور شرک کی ضرور سختی کے ساتھ مخالفت کی مگر ساتھ ہی نہ بتوں کی مذمت میں ایک لفظ منہ سے نکالا اور دیگر مذاہب کو برا بتایا اور برا بتانا ایک طرف صاف طور پر اعلان کیا کہ وہ مذاہب حقہ تھے مگر اب وہ منسوخ ہو گئے اور اس منسوخی کے باوجود قابل احترام ہیں صاف اور واضح الفاظ میں کہا کہ اللہ کے رسولوں میں کوئی فرق وتمیز نہیں سب برگزیدہ نبی تھے اور مسلمانوں نے بتایا سب کی عزت کی عزت سے نام لیا زبور تورات اور انجیل کو آسمانی کتابیں تسلیم کیا ان کا احترام کیا صرف اتنا کہا کہ یہ اپنی اصلی حالت پر قائم نہیں رہیں ان میں تحریف ہو چکی ہے مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن کریم میں کہا گیا اور پوری صداقت نوازی اور حق نوازی کے ساتھ کہا گیا کہ یہ کوئی جدید چیز نہیں ہے انبیا ہر زمانہ اور ہر عہد میں ضرورت کے مطابق مبعوث ہوتے رہے ہیں کوئی ایک قوم بھی ایسی نہیں جس کی ہدایت ورہبری کے لئے ایزد تعالےٰ نے اپنے نبیوں کو نہ بھیجا ہو کوئی ایک ملک اور ایک امت بھی ایسی نہیں جو روحانی تعلیمات سے خالی اور محروم رہی ہو ولکل قوم ہاد ہر قوم کے لئے ایک ہادی ورہبر بھیجا گیا ہے ولکل امۃ رسول ہر ملت میں ایک رسول مبعوث کیا جاتا رہا ہے۔ اس کا دامن کرم تمام اقوام پر محیط ہے سب بندے اسے عزیز اور پیارے ہیں اور پوری دنیا کی روحانی تربیت کا اسے خیال رہا ہے۔

اسلام ہر مذاہب کی صداقت اور ہر مذاہب کے پیشواؤں کی عظمت کرتا ہوا آتا ہے کسی کی توہین نہیں کرتا کسی کو باطل نہیں بتاتا صرف دو باتیں کہتا ہے کہ ان مذاہب کے متبعین نے ان کی کتابوں میں ترمیم وتنسیخ کر دی ہے دوسرے یہ بھی ضرور ہیں مگر جس خدا کی طرف سے یہ نازل ہوئے تھے اسی خدا کی طرف سے اسلام نازل ہو رہا ہے سب کی عزت کرو۔ سب کا احترام کرو کسی کو برا نہ کہو مگر چلو اسلام پر اور نہ بھی چلو تو اسلامیوں کو نہ ستاؤ۔ ان سے نہ بولو یہ تم سے کچھ نہ کہیں گے اور نہ تم سے لڑیں گے۔ خدا محض مسلمانوں کا خدا نہیں رب العالمین ہے سب کا خیال رکھتا ہے سب کی پرورش کرتا ہے مسلمانوں کے لئے لازمی قرار دیا گیا کہ وہ تمام انبیا پر ایمان لائیں۔ ان کی کتابوں پر ایمان لائیں اور انھیں الہامی کتابیں سمجھیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی واضح کیا کہ انبیا ایک جماعت ہیں سب خدا کے فرستادہ ہیں میں بھی انہی میں سے ہوں۔ آخری نبی ہوں اب میرے بعد کوئی نبی اور کوئی رسول پیدا نہ ہوگا۔

مذہبی پیشواؤں کی عظمت کا اعتراف

قرآن کریم میں صاف طور پر لکھا ہے امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل امن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ یعنی رسول اس چیز پر ایمان لاتا ہے جو اس کے رب کی طرف اتارا گیا۔ مومن بھی ایمان لاتے ہیں سب اللہ پر اور اس کے رسول پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں ہم رسولوں میں کوئی فرق نہیں کرتے سب کو قابل تعظیم تسلیم کرتے ہیں ...

کتنی مبارک اور کتنی مصالحت کیشانہ تعلیم ہے مسلمان اس وقت مسلمان ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ تمام گزشتہ نبیوں اور کتابوں پر ایمان نہ لائے اور سب کو برابر نہ سمجھے اتنا ہی تو نہیں کہا گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں میں افضل ہو۔ افضل ہیں اور ضرور ہیں مگر کہا یہ نہیں جا رہا صرف اتنا واضح کیا جا رہا ہے کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی اور کوئی رسول ہدایت عالم کے لئے مبعوث نہ ہوگا۔ ایک مسلمان کے قلب کی وسعت کا اندازہ کیجئے۔ وہ حضرت نوحؑ سلیمانؑ، لوطؑ، ذکریاؑ، یحییٰؑ، ابراہیمؑ، سلیمانؑ، موسیٰؑ، یوسفؑ یہودؑ اور عیسیٰؑ کو تو رسول مانتے ہی ہیں مگر دنکل قوم ھاد کے ماتحت وہ سری کرشن جی مہاراج مانجند (?) اور سری بدھ جی کا بھی احترام کرنے پر مجبور ہے گویا جو شخص مسلمان ہو جاتا ہے اس پر تمام مذاہب کے پیشواؤں کی حرمت لازمی ہو جاتی ہے اور وہ مذہباً کسی کو بُرا نہ کہہ سکتا ہے اور نہ سمجھ سکتا ہے اور مذاہب والے صرف ایک بزرگ اور ایک پیشوا کو مانتے ہیں مگر مسلمان سب کو مانتا ہے سب کی عزت کرتا ہے ان حالات میں ان اعتقادات کے کم ہوتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ مسلمان رواداری سے خالی ہے رواداری وہ کرے گا جو سب کو مانتا ہو یا وہ کریں گے جو ایک کے سوا کسی کے نہ قائل ہوں اور نہ معترف۔

انبیاء پر سے الزامات کا ارتفاع

جتنے انبیاء ہو گذرے ہیں مخالفین ان پر ضد اور شدت عناد میں مختلف اقسام کے الزامات عاید کرتے رہتے تھے اور یہ چیز بھی جنگ و فساد کی وجہ عظیم بنی ہوئی تھی، اسلام پہلا مذہب تھا جس نے ان کی گرامی قدر اور پاک ہستیوں کو ان الزامات سے مبرا ثابت کیا اور ان کی تقدیس و عصمت واضح کی چونکہ حضرت اسمٰعیل کے متعلق بائبل خاموش ہے اسلئے یہود و نصاریٰ ان کی نبوت کے قائل نہیں تھے اور انہیں کچھ نہ سمجھتے تھے سورہ مریم میں ان کے متعلق انہ کان صادق الوعد وکان رسولا نبیا صادر ہوا یعنی وعدہ کا سچا اور رسول نبی تھا۔ بائبل میں مذکور ہے کہ حضرت سلیمانؑ کو شرک کی طرف رغبت ہو گئی تھی کیونکہ ان کے گھر میں مشرک بیویاں تھیں قرآن کریم میں وما کفر سلیمان کہکر اس تہمت کی بھی قطعی تردید کر دی اسی طرح حضرت داؤد کو ایک سپہ سالار اوریاہ نامی کی بیوی کو انہیں مروا کر گھر میں ڈال لینے کے الزام سے بائبل میں متہم کیا گیا تھا اور یہ چیز زبان زد خاص و عام تھی انہ اواب کہکر انہیں بھی اس الزام سے بری ثابت کیا گیا اور فرمایا گیا کہ وہ ہمارا ایسا بندہ تھا جو ہر امر میں بار بار ہم سے رجوع کرتا تھا۔ اور کوئی اقدام بھی ہمارے مرضی کے بغیر نہ کر سکتا تھا۔ اہل عرب اپنے مشرکانہ عقائد و اعمال کا سلسلہ حضرت ابراہیمؑ سے ملاتے تھے پھر عہد نامہ قدیم میں یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے تین بار جھوٹ بولا تھا اس افترا کی بھی انہ کان صدیقا نبیا کہکر پوری تکذیب کر دی گئی یعنی وہ سچ بولنے والے نبی تھے اور شرک سے وما کان من المشرکین یہودی کہتے پھرتے تھے کہ حضرت عزیر خدا کے بیٹے تھے۔ عیسائیوں کو دعویٰ تھا کہ حضرت عیسیٰؑ ابن اللہ ہیں قرآن کریم نے دونوں باتوں کی تردید کر دی وقالت الیہود عزیر ابن اللہ وقالت النصاری المسیح ابن اللہ ذلک بافواھھم یضاھؤن قول الذین کفروا من قبل (سورہ توبہ) یعنی یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح اللہ کے فرزند ہیں یہ محض باتیں ہیں جو ان کے منہ سے نکلتی رہتی ہیں یہ تو پہلے کافروں کے قول کی نقل کرتے ہیں قرآن کریم میں تطہیر انبیاء کے متعلق اس قسم کی بہت سی آیات ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ پر چونکہ بہت الزامات عائد کر دیے گئے تھے اس لئے ان کا ذکر جابجا آیا ہے اور بار بار انہیں ان سے ہٹانے کی کوشش کی گئی ہے حضرات انبیاء پر جس قدر الزامات لگائے گئے تھے یا لگائے جا رہے تھے قرآن کریم نے سب کی ایک ایک کر کے تردید کر دی یہ وہ خصوصیت اسلام ہے جو اور کسی مذہب میں نظر نہیں آتی اور یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک احسان عظیم ہے جس سے دیگر مذاہب کی گردنیں ہمیشہ خم رہیں گی اگر اسلام جھوٹا مذہب ہوتا تو وہ دوسروں کو سراہتا ہوا نہ آتا۔ چونکہ وہ خود سچا تھا اور دنیا کو متحد کرنے کے لئے آیا تھا اس لئے اس نے سب کو سراہا اور کسی کی برائی سے کوئی دور کا بھی تعلق نہ رکھا۔

دیگر مذاہب کی خوبیوں کا اعتراف

سورہ آل عمران میں ارشاد باری ہے ومن اھل الکتاب من ان تامنہ بقنطار یؤدہ الیک اور اہل کتاب میں وہ شخص بھی ہے کہ اگر تو اسے دولت کے انبار کا امین بنا دے تو وہ اسے تجھکو جوں کا توں دیانتداری سے واپس کر دے۔ اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ مسلمان محض اپنے ہی مذہب والوں کو دیانت و امانت کا واحد اجارہ دار سمجھ کر دوسروں کو بددیانت اور بے ایمان خیال نہ کرنے لگیں امانت و خیانت کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں وہ دوسروں میں بھی پائی جاتی ہے کہنے کو یہ ایک معمولی بات ہے مگر اس قسم کے غلط خیالات قائم رہنے سے دنیا میں بڑے بڑے فتنے اٹھتے رہے ہیں اور دوسروں کی تحقیر کا خیال تو صاف پیدا ہو جاتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ یہ حالت پیدا ہو جاتی ہے کہ ایک مذہب والے دوسرے مذہب والوں کو عموماً بددیانت اور ناقابل اعتماد سمجھنے لگتے ہیں جس سے باہمی نفرت ترقی پکڑتی ہے اور یہ خیال مستقل و مستحکم ہو جاتا ہے کہ ہمارے مذہب والوں کے سوا دوسرے مذہب والوں میں نیکی، نیک نیتی اور بھلائی کے جذبہ کا فقدان ہے اور چونکہ یہ نیکیوں اور نیکوکاریوں سے تہی دامن ہے اسلئے اس کے وجود سے دامن ہستی پاک کر دینا ثواب عظیم ہے خیال عمل کی صورت اختیار کرتا ہے تنازعوں اور تنازعوں کے بعد لڑائیوں کی بنائیں استوار ہو جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلامیوں کو پہلے ہی بدگمانیوں سے روک دیا گیا کہ اپنی عبادت اور اپنے مشاغل میں مصروف رہو کسی کو برا نہ کہو ان کے عمل ان کے ساتھ ہیں ان میں نیک بھی ہیں اور برے بھی۔

مذمت و بدگوئی کی ممانعت

قرآن کریم میں ارشاد باری ہے ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن یعنی رب اور خدا کی طرف لوگوں کو دانائی و نصیحت کیساتھ دعوت دو اور بحث کا موقعہ بھی آجائے تو انداز نہایت عمدہ اور احسن ہو یہ قرآن پاک کی کتنی شاندار اور کتنی پاکیزہ ہدایت ہے اور اس پر عمل پیرا ہو کر نہ صرف یہ کہ انسان بڑی سے بڑی کامیابیاں حاصل کر سکتا ہے بلکہ صدہا فتنوں سے بھی محفوظ رہ سکتا ہے روز کا مشاہدہ ہے کہ مذہبی مباحث تو ایک طرف معمولی بحثوں میں بھی بدمزگی پیدا ہو جاتی ہے اور عصبیت نسلی و قومی فوراً عود کر آتی ہے بعض لوگ جلا جلا کر بولنے اور بحث کرنے لگتے ہیں بعض کو جوش آجاتا ہے اور بعض کو غصہ یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے مباحث کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ بات جوش اور غصہ کی نذر ہو جاتی ہے اور فائدہ ہونے کی بجائے بحث کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگر لڑائی نہ بھی ہو بدمزگی بھی پیدا نہ ہو تو چند تلخ اور تیز بعض باتیں زبان سے نکل جانیکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دلوں میں بھی کھوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور ایک بڑی کی پوری قوم کی طرف سے خیالات خراب ہو جاتے ہیں اکثر لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا مقصد بحث و مباحثہ سے سمجھنا اور سمجھانا نہیں بلکہ جیتنا اور دوسرے کو شکست دینا ہوتا ہے انداز گفتگو دل کی بات کو ظاہر کر دیتا ہے اور دو طرفہ حق کوشی یا حق فہمی کے بجائے ضد اور ہٹ پیدا ہو جاتی ہے جو نفرت پر جا کر ختم ہوتی ہے اس لئے کہا گیا ہے

کہ بحث و مباحثہ میں نرمی و دانائی کو کسی دن بھی ہاتھ سے نہ دیا جائے۔

دعوت تبلیغ ہو یا مناظرہ و مباحثہ ان میں نرمی و لینت خوش بیانی و خوش اخلاقی لازماً ہونی چاہیئے پیش نظر یہ رہے کہ ہماری دعوت و مباحثہ سے کسی کے دل اور جذبات کو ذرہ برابر بھی ٹھیس لگنے پائے نہ طعن ہو نہ تعریض نہ جوش ہو اور نہ غصہ ذاتی و انانیت سے صلح و آشتی کے جذبہ سے بحث کی جائے ظاہر ہے کہ اگر تبلیغ میں یہ صورت اختیار کی جائیگی تو دوسرے مذہب والوں پر یہ گراں نہ گذریگی نہ اس میں وہ کوئی سبکی محسوس کرینگے اور اگر کامیابی نہ بھی ہوئی تو نفرت باہمی تو پیدا نہ ہوگی جو صدہا مذہبی فتنوں اور ہنگاموں کا باعث ہوتی رہی ہے اور جس کا کبھی کوئی نتیجہ نہیں نکلا گویا مسلمانوں کو حکم دیدیا گیا ہے کہ کسی کو کبھی سختی اور طعن و تعریض کے ساتھ اپنے مذہب کی طرف توجہ نہ دو اور اگر بحث کا موقعہ آجائے تو نہایت شریفانہ طریقہ اختیار کرو مقصد اور خلاصہ حکم یہی ہے کہ جھگڑا نہ پیدا ہو باہم نفرت کے جذبات نہ بڑھنے لگیں اور عداوت کی بنائیں استوار نہ ہو جائیں۔

بین المذاہبی نفرت کی روک تھام

اس سے بھی آگے بڑھیئے اور دیکھیے کہ یہ حکم تو تھا عام حالات کے متعلق لیکن اکثر ایسی صورتیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں کہ مخالف خود نفویت بیہودہ پن اور طعن و تعریض پر اتر آتے ہیں اس صورت میں غصہ آنا اور جھگڑا پیدا ہو جانا لازمی ہے کہ کون اسے گوارا کرے گا کہ بلا وجہ کوئی چھیڑے مذاق اڑائے اور پھر خاموش رہے غصہ آئیگا تو لڑائی ہوگی اور لڑائی سے عداوت و نفرت کا پیدا ہو جانا لازمی ہے علی الخصوص مذہبی امور میں کہ ان کی توہین بہت ہی کم اور بہت ہی مشکل سے برداشت کی جاتی ہے اور بسا اوقات اشتعال پیدا ہو ہی جاتا ہے ایسی صورتوں کے متعلق حکم ہے واذا رأیت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنهم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ۔

یعنی جب تو ان مخالفین کو دیکھے کہ وہ ہماری آیتوں کا مذاق اڑاتے ہیں ان کے متعلق بیہودہ باتیں کرتے ہیں تو تجھے چاہیئے کہ اس طرف سے منہ پھیر لے یہانتک کہ وہ اور باتوں میں متوجہ ہو جائیں۔ کتنی پاکیزہ اور کتنی بہتر اور محبت آمیز تعلیم ہے استہزا اور پھر مذہب کا استہزا انتہائی اشتعال اور غضبناک ہو جانیکی چیز مگر ان بیہودہ اور شر انگیز لوگوں سے قطع تعلق کی تلقین ہے نہ کنارہ کشی کر لینے اور جواب دینے کی اجازت کہا جارہا ہے تو یہ کہ بکتے ہیں تو بک لینے دو تم اس کی جنبال پر نگاہ نہ کرو منہ پھیر لو اور اس طرح پھیر لو کہ انھیں احساس بھی نہ ہو اور یہ بخیال ہی ہیں دوسری طرف متوجہ ہو جائیں خیال کے انتقال کے بعد ان کے پاس بیٹھنے اٹھنے کی کوئی مخالفت نہیں منہ پھیر لینے کا حکم بھی اس لئے ہے کہ ادھر تو شدید اشتعال پیدا ہو جانے کا حکم ہے اور ادھر سے مزید شرارت کا امکان۔

پھر ارشاد ہوتا ہے خذ العفو وامر بالمعروف واعرض عن الجاهلین عفو و درگذر کا طریقہ اختیار کر اور اگر نافہم اور بے وقوف لوگ دل لگی کے لئے تیرے دین کا مذاق بھی اڑائیں تو چنداں اعتنا نہ کر بلکہ ان سے اعراض برت۔

مقصود یہ ہے کہ بدکلامی کا جواب بدکلامی سے نہ دیا جائے ایسے اوقات میں دانائی اور عقلمندی سے کام لیا جائے کیونکہ جواب دینے سے فساد اور جھگڑے کا اندیشہ ہے مذہب صلح و آشتی کا پیغام لیکر ان جھگڑوں کو مٹانے اور فسادات کا قلع قمع کرنے آیا ہے نہ کہ انھیں بڑھانے غرض کسی جگہ بد جواب دینے سر اڑانے اور تلواروں پر رکھ لینے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ جابجا مصالحانہ طریقہ کار اختیار کرنیکی ہدایت ہو رہی ہے بتائیے اس سے زیادہ اور رواداری تعلیم کیا ہو سکتی ہے کیا کوئی اور مذہب بھی اسکی مثال پیش کر سکتا ہے پھر ایک اور جگہ ارشاد صادر ہوتا ہے کہ ولا تسبوا الذین یدعون من دون الله فیسبوا الله عدوا بغیر علم۔ ان کو برا نہ کہو جنھیں یہ کافر لوگ اللہ کے سوائے پکارتے ہیں مبادا یہ لوگ چڑ کر خدا کو برا کہنے پر اتر آئیں۔ مطلب یہ ہے کہ تم بتوں، لات، ہبل، منات یا آفتاب، چاند، مشتری، زحل، عطارد یا آگ کو بھی برا نہ کہو کہ یہ انہیں خدا بنائے بیٹھے ہیں امداد کے لئے انھیں پکارتے ہیں۔ انھیں پوجتے ہیں تم انھیں برا کہو گے تو یہ خدا کو برا کہیں گے تمہیں کہ تم توحید پرست اور ناموس الٰہیہ کے امین ہو برا معلوم ہوگا رنجش پیدا ہوگی اشتعال میں آجاؤگے اور اس طرح فساد ہو جائیگا خونریزی بھی ہوگی باہم نفرت اور عداوت بھی بڑھ جائے گی اور دشمنیاں پیدا ہو کر امن عامہ کے لئے نقصان رساں ثابت ہونگی۔

دیکھئے اسلام کس طرح بین الاقوامی اور بین المذاہبی عداوتوں، نفرتوں اور امکانات تصادم کو برابر روکتا اور ایسے راستے بتاتا چلا جاتا ہے جس سے صلح و آشتی پیدا ہو اور خدا کے سب بندے خواہ وہ کسی قوم اور کسی مذہب سے تعلق رکھنے والے ہوں امن و عافیت سے مل جل کر رہیں اس سے زیادہ رواداری اور اس سے زیادہ محبت فراخی کی تلقین آپ کو کہیں اور کسی مذہب میں نظر آئیگی پہلے جو باہمی جنگیں ہوتی رہتی تھیں اس کا باعث بھی تھا کہ ان مذاہب کی تعلیمات میں ایسا عنصر شامل کر دیا گیا تھا جس سے دوسروں کے جذبات کو لامحالہ ٹھیس پہنچے اس سے جھگڑے پیدا ہوئے اور جھگڑوں نے مستقل نفرت و عناد کی صورت اختیار کر لی ایسی صورت کہ خاندان کے خاندان تو کجا قومیں کی قومیں تباہ ہو گئیں اور جو آگ ایک دفعہ لگ گئی وہ صدیوں تک بجھنے میں نہ آئی۔ غور کیجئے کہ تعلیم اسلام کا یہ اعتقادی پہلو کتنا شاندار کتنا مصالحانہ اور کس قدر رواداری سے لبریز ہے اس نے دنیا میں کسی مذہب والے سے عداوت و نفرت کی گنجائش ہی باقی نہیں رکھی مسلمان اس وقت تک مسلمان ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا قلب ہر قسم کے بغض سے پاک نہ ہو اسے اپنا دل صاف رکھنے کا حکم ہے ظاہر ہے کہ لڑائی جب ہی ہوگی فتنے اسی صورت میں پیدا ہوں گے جب دو طرفہ دلوں میں کدورت ہو مسلمانوں سے کوئی لاکھ عداوت رکھے مذہباً اور اعتقاداً ان کا ذہن ہمیشہ صاف رہے گا۔

مذاہب غیر کی ہمدردی

ارشاد باری ہے لیس علیک هداهم ولکن الله یهدی من یشاء وما تنفقوا من خیر فلانفسکم وما تنفقون الا ابتغاء وجه الله وما تنفقوا من خیر یوف الیکم وانتم لا تظلمون۔ ان کفار کی ہدایت تیرے ذمہ نہیں کہ انھیں بہر کیف چار و ناچار مسلمان بنانا ہی ہے یہ اللہ کی مرضی پر موقوف ہے وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جو کچھ روپیہ نیک کاموں پر خرچ کرو گے وہ تمہارے ہی کام آئیگا تم تو اسی لئے خرچ کرتے ہو کہ اللہ تم سے خوش ہو جو کچھ بھی تم خرچ کروگے اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا پورا صلہ عطا کریگا اور تم کسی طرح بھی نقصان میں نہ رہوگے۔"

ان آیات کی شان نزول یہ ہے کہ مسلمانوں کو چونکہ کفار سے شدید اذیتیں پہنچی تھیں اس لئے ان میں کچھ ایسے مسلمان تھے جو اپنے مشرک اور کافر رشتہ داروں کی مدد کرنا اور ان پر فی سبیل اللہ روپیہ خرچ کرنا پسند نہ کرتے تھے اس لئے ان آیات میں انھیں بتایا گیا کہ اگر مشرک و کافر ہدایت قبول نہیں کرتے تو نہ کریں مگر مسلمانوں کا منصب یہی ہے کہ ہر حالت میں محتاجوں اور غریبوں کی امداد کرے اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام نے ہمدردی بنی نوع انسان کا دائرہ تنگ نہیں کیا بلکہ اپنے پیروؤں کو ہدایت کی ہے کہ وہ بلا امتیاز مذہب و معاشرت اور بلا خیال ملت و قوم سب کی طرف اپنی محبت و اعانت کا ہاتھ بڑھائیں حضرت ابن عباس نے بھی اس آیت کی شان نزول یہی بتائی ہے اور اس طرف اشارہ کیا ہے کیا یہ اسلام کی بلندی و علو کا نمایاں ثبوت نہیں کہ وہ مشرکوں اور دشمنوں کو بھی اپنے

خوانِ کرم سے محروم رکھنا گوارا نہیں کرتا۔

ارشادِ باری ہے: ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لہدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا! اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ نہ ہٹاتا رہتا تو یقیناً یہودیوں کے عبادتخانے عیسائیوں کے گرجے اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے منہدم کرا دی جاتیں۔" یہ آیت جنگِ اسلام کے سلسلہ میں نازل ہوئی تھی جس میں واضح کیا گیا کہ اسلام کی عبادات کا ایک مقصد معابد و مساجد کی حفاظت بھی ہے۔ دنیا جانتی ہے اور تاریخ اس کی شاہد ہے کہ اسلامیوں نے دیگر مذاہب کی عبادتگاہ سمجھکر کبھی ہاتھ نہیں لگایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت تھی کہ گرجوں اور یہودیوں وغیرہ کے عبادتخانوں کو ہرگز نقصان نہ پہنچایا جائے اور نہ مذہبی پیشواؤں سے کوئی تعرض کیا جائے۔ جب کسی قوم کے معابد کو ضرر پہنچتا ہے تو اس کے قلب میں لازماً اشتعال پیدا ہوتا ہے اور اس سے ہی نہ صرف یہ کہ نفرت پھیلتی ہے عداوت بڑھتی ہے بلکہ فتنہ و فساد کے شعلے پوری شدت کے ساتھ بھڑک اٹھتے ہیں اسی لئے اسلامی جہادوں کا ایک مقصد معابد کی حفاظت بھی قرار پایا۔

پھر باہمی عداوت و عناد کا ایک یہ سبب بھی تھا کہ کسی قوم و مذہب کے لوگوں کو پکڑ کر یا دبا کر زبردستی تبدیلِ مذہب پر مجبور کیا جاتا تھا مگر اسلام نے اس کی بھی شدید مخالفت کردی اور لا اکراہ فی الدین کی رو سے مذہبی امور میں جبر کی ممانعت کردی یہ بھی فرمادیا قد تبین الرشد من الغی فمن شاء فلیکفر ومن شاء فلیؤمن" ہدایت کی راہ کھل چکی ہے اب یہ انسانوں کی اپنی مرضی ہے جس کا دل چاہے کفر پر رہے اور جو چاہے ایمان لے آئے جبر و زور کا کوئی دخل نہیں اور تبدیلِ مذہب کا معاملہ خود لوگوں کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا۔

دشمن کیساتھ بھی انصاف

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اور کس شانِ رحیمی و کریمی کے ساتھ فرماتا ہے ولا یجرمنکم شنآن قوم ان صدوکم عن المسجد الحرام ان تعتدوا وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب!

دیکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی قوم کی یہ دشمنی کہ اس نے تمہیں مسجدِ حرام کے قریب نہیں پھٹکنے دیا تمہیں اس امر پر آمادہ کر دے کہ تم اس کے ساتھ زیادتی کرو۔ نیکی اور تقوی میں ایک دوسرے کی برابر امداد کرو لیکن گناہ اور ظلم کے امور میں کبھی اعانت پر تیار نہ ہو اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو کیونکہ بلاشبہ وہ ظلم و عدوان کی سزا دینے میں بہت سخت واقع ہوا ہے۔

ایک اور جگہ حکم ہے کہ انصاف کرو خواہ مقابلہ پر اور سامنے تمہارا قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہو۔ صاف مطلب یہ ہے کہ مسلمان کسی کے ساتھ کسی حالت میں بھی زیادتی نہ کریں اور عدل و انصاف کا دامن ہمیشہ ہاتھ میں رہے۔ غیر مذہبوں سے معاملہ ہو یا ہم مذہبوں سے، دوست سے ہو یا دشمنوں سے انصاف پیش نظر رہے۔ معیار یگانگت و بیگانگی اور دوستی و دشمنی نہ ہو بلکہ یہ ہو کہ نیکی کا معاملہ ہو تو دیندار ہو یا مشرک دونوں کا یکساں طور پر ساتھ دیا جائے اور ظلم و گناہ کی صورت میں خواہ اپنے ہی کیوں نہ ہوں پاس بھی نہ پھٹکا جائے۔

کتنی شاندار تعلیم ہے اور کتنا اچھا اصول اگر دنیا اس پر عمل کرنے لگے تو اس سے فتنہ و فساد کی ساری مصیبتیں دور ہو جائیں نیکی کا کام ہو تو دوست دشمن سب کی امداد پر آمادہ ہو جاؤ خیال بھی نہ کرو کہ یہ مشرک ہے یا کافر اور جہاں بدی کا معاملہ ہو تو اپنوں کو بھی ٹکا سا جواب دے دو یہی نہیں کہ اس اصول کی صرف تلقین کی گئی ہے بلکہ حکم دیا گیا ہے اور صاف کہدیا گیا ہے کہ ان معاملات میں خدا سے ڈرتے رہو وہ برائی اور ظلم میں امداد و اعانت کرنے والوں کو شدید سے شدید عذاب دیتا ہے وہاں یہ نہ دیکھا جائے گا کہ برائی کافر کے ساتھ کیگئی یا مومن کے وہاں تو یہ دیکھا جائے گا کہ بہرکیف برائی کی گئی اور اسی پر عذاب ہوگا اور سزا دیدی جائیگی اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ غیر مذہب والوں سے تعصب رکھنا ان کے ساتھ برائی و ظلم کرنا یا کرانا کتنا بڑا گناہ ہے۔ کوئی مسلمان جسکے دل میں ایمان کی روشنی موجود ہے ان احکام کی موجودگی میں کسی مذہب کے پیرووں سے تعصب و برائی کر ہی نہیں سکتا نہ مسلمانوں نے کبھی کی اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کرائی جب مسلمان خود تعصب نہ کرینگے برائی و ظلم سے بچے رہیں گے تو ظاہر ہے کہ دوسری قوموں کے دلوں میں بھی ان کی محبت گھر کرے گی انتہا یہ ہے کہ اسلام تو دشمنوں اور ان دشمنوں کے ساتھ بھی جنہوں نے انہیں انتہائی اذیتیں پہنچائی تھیں ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا تھا انہیں ان کے دیس اور وطن سے نکالدیا تھا انصاف کرنے کا حکم دے رہا ہے تو خود ہی اندازہ کرلو کہ وہ عام غیر مذہب والوں کے سلسلہ میں اُسے کب گوارا کر سکتا ہے۔ اپنے سینہ پر ہاتھ رکھکر بتاؤ کہ دنیا کے کسی مذہب اور کسی قوم میں آشتی و رواداری اور ایسی بہتر با شان تعلیم موجود ہے اور کس مذہبی پیشوا نے اس پر عمل کرکے دکھایا ہے۔

معاشرتی تعلقات اور غیر مذاہب

جہانتک تو بحث تھی غیر مذاہب کے لوگوں سے تمدنی اور مذہبی اور سیاسی تعلقات کی اب دیکھنا یہ ہے کہ "روٹی بیٹی" کے نازک معاملہ میں اسلام نے کس حد تک فراخدلی سے کام لیا ہے۔ ارشاد باری ہے الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لہم والمحصنات من المؤمنات والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم۔ آج تمہارے لئے تمام پاک و صاف چیزیں حلال کی گئیں اور اہلِ کتاب کے ساتھ کھانا بھی حلال کر دیا گیا ساتھ تمہیں ان کی پاکدامن عورتوں سے شادی بیاہ کی اجازت بھی دیدی گئی۔ یہودیوں کے یہاں حکم ہے کہ "نہ ان سے بیاہ کرنا اور نہ ان کی بیٹی لینا اور نہ اپنی بیٹی دینا"۔ مسیحیت میں حضرت عیسےٰ کا تو کوئی حکم ملتا نہیں البتہ جناب پولوس کا حکم ہے "بے ایمانوں کے ساتھ ناموافق جوئے میں نہ جُتو" (کرنتھیون ۶: ۱۴)

ہنود کی تعلیم کا تو سب ہی کو علم ہے شدھی کا آغاز ہوا مگر کوئی نئے ہندوؤں کے ساتھ روٹی بیٹی کے مسئلہ کو حل نہ کرسکا اول تو ان میں ذات پات کے شدید امتیازات موجود ہیں اس کے علاوہ اچھوت اور بچھوت موجود ہیں جن کے ساتھ معاشرتی تعلقات کا قیام عذاب الیم کے مترادف ہے۔ اب اسلام کی رواداری اور دریادلی دیکھو کہ وہ اہلِ کتاب کے ساتھ کھانے پینے اور شادی کرنے کی اجازت کھلے دل سے دیتا ہے اور کوئی پابندی عائد نہیں کرتا۔ کہانتک لکھا جائے اور کس کس مسئلہ کو لیا جائے اسلام کو جس پہلو پر پرکھو گے ایک حیرت انگیز رواداری مذہب پاؤ گے جس میں مساوات امن حریت اور شرافت و محبت کے جوہر تاباں و درخشاں نظر آئیں گے اس نے دنیا کو ایک گھرانا اور عرب کو ایک خاندان بنا دیا ہر طرف امن و محبت کی روح پھونک دی اور آن کی آن میں ہوا کا رخ "ادھر سے اُدھر" پھیر دیا۔

کڑک تھی وہ بجلی کی یا صوت ہادی

تبلیغی زندگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز فی الحقیقت "بجلی کی ایک کڑاک" تھی جس کی طرف کسی ایک قوم ایک ملت اور ایک مذہب کی نہیں ساری دنیا اور ساری قوموں کی نظریں یک بیک اٹھ گئیں اور اٹھنی چاہیئے تھیں اسلیئے کہ آپ کسی ایک قوم اور ایک ملک کے لئے مبعوث ہی نہ ہوئے تھے بلکہ آپ کی بعثت کا مقصود کل دنیا اور کل قوموں کی اصلاح تھی آپ آئے تو خود انی رسول اللہ الیکم جمیعا میں تم سب کے لئے رسول ہو کر آیا ہوں پکارتے اور ڈنکے کی چوٹ اعلان کرتے ہوئے آئے اور دنیا کو بتا دیا اور سنا دیا کہ میں تمام دنیا کو ڈرانے اور سمجھانے کے لئے آیا ہوں لتکون للعالمین نذیرا اسلام سے پہلے کسی نبی اور کسی رسول نے یہ دعویٰ نہ کیا تھا اور نہ کوئی الہامی کتاب۔ اس کی مدعی نبی تھی وہ نبی جسے اس کی امت نے خدا کا بیٹا بتایا اس نے بھی کہا تو یہی کہا کہ میں اسرائیل کی بھیڑوں کے سوا اور کسی طرف نہیں بھیجا گیا پہلے کچھ ایسی ہی دستور ہی یہ تھا کہ ہر قوم کی اصلاح وہدایت کے لئے جدا جدا نبی مبعوث ہوتے تھے زمانہ اور زمانہ کے حالات بھی اسی کے مقتضی تھے مختلف قوموں میں بعد مسافت کے پہاڑ حائل تھے راستے دشوار گذار تھے آبادیاں زیادہ نہ تھیں تنہا ایک انسان سب کی رہنمائی وہدایت کا کام انجام ہی نہ سکتا تھا جب ایزد ذو الجلال نے دیکھا اور مشاہدہ کیا کہ زمانہ کافی ترقی کر رہا ہے مستقبل قریب میں ایسی ایجادات ہونے والی ہیں کہ بعد مسافت کی مشکلات دور ہو جائیں اور سب قومیں باہم تبادلۂ خیالات کر سکیں تو اس نے اپنا آخری نبی آخری کتاب لیکر بھیجا ایسی کتاب جسکے اصول اور اوامر نواہی ہر قرن، ہر ملک اور ہر قوم کے لئے ہر حالات میں مفید اور کارگر ثابت ہوں سب مل کر پیغام سنیں اور سب ایک رشتہ اسلام میں منسلک ہو کر اور ایک سلک میں منسلک ہو کر سجدہ ریز عبودیت ہوں۔

دین اسلام کی تکمیل پر الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کا مژدہ سنایا گیا اور اپنی رحمت کاملہ سے ارشاد فرمایا گیا کہ ہم نے تجھے نہ صرف نبی و رسول بنایا ہے بلکہ تمام عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے وما ارسلناك الا رحمة للعالمين آپ نے اپنے قول و عمل سے واضح و ظاہر کر دیا کہ آپ واقعی رحمۃ العالمین ہیں آپ کوئی پرخاش و عناد اور علیحدگی و بعد کا پیغام لیکر نہیں آئے ہیں بلکہ محبت و رافت اور نرمی و رحمت کے مژدے سنانے آئے ہیں آپ نے اپنے پیغام اور اپنی دعوت میں اس خصوصیت کا پورا اظہار کیا تمام انبیائے پیشین کی نہ صرف حمایت کی بلکہ ان کے احترام اور ان کی تقدیس کو ملحوظ رکھا اور نہ صرف ملحوظ رکھا بلکہ اعلان کر دیا کہ میں بھی انہی کی جماعت کا ایک فرد ہوں اور اس قسم کے پیشوا ہر ملک اور ہر قوم میں پیدا ہوتے رہے ہیں میرے پیرووں پر سب کی عزت کرنا اور سب پر ایمان لانا ضروری ہے آپ نے کبھی کسی کی مذمت نہ کی ہر مذہب کی خوبیوں کا بھی اعتراف کیا اور ان کے مذہبی پیشواؤں کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیل گئی تھیں انھیں بھی دور کیا انتہا یہ ہے کہ دشمنوں کے ساتھ بھی احسن سلوک اور عمدہ برتاؤ کی تلقین کی اور بتوں کو برا کہنے سے بھی روک دیا۔

مسجد میں عیسائی عبادت

اس سے زیادہ آپ کی صلح جوئی اور ہر مذہب والوں سے محبت کا اور مظاہرہ کیا ہو سکتا ہے کہ نجران کے عیسائیوں کی ایک جماعت وفد کی صورت میں بحث و مناظرہ کے لئے حاضر خدمت ہوئی اتوار کا روز تھا اس دن عیسائی عبادت کیا کرتے ہیں انھیں عبادت کی ضرورت محسوس ہوئی کوئی جگہ ایسی موجود نہ تھی وہ بہت پریشان ہونے لگے آپ نے فرمایا کہ آپ گھبرائیں نہیں ہماری مسجد موجود ہے آپ شوق سے اپنے طریقہ پر یہیں عبادت کر لیں چنانچہ انہوں نے مسجد کے اندر اپنے طریقہ پر عبادت کی یہ تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و ہمدردی عوام کا مظاہرہ جو اس عہد میں ظہور پذیر ہوا جبکہ مختلف مذاہب کے پیرووں کے مابین شدید عداوت پھیلی ہوئی تھی اندکی کے تصور میں آسکتا تھا کہ غیر مذہب والوں کے ساتھ اتنی اور ایسی شاندار فراخدلی کا اظہار کیا جاسکتا ہے۔

ایک شخص آتا ہے اور مسجد میں پیشاب کرنے لگتا ہے۔ مسلمان اسے مارنے دوڑتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ پیشاب بند نہ کرو کر لینے دو جب وہ فارغ ہوتا ہے تو آپ اس جگہ کو دھلواتے ہیں اور سختی کرنے کے بجائے نرمی سے کہتے ہیں کہ مسجدیں خدا کی عبادت کرنیکی جگہ ہیں یہاں پیشاب کرنا اور کوڑا کرکٹ پھینکنا منع ہے۔ بتایئے اس سے زیادہ مخلوق خدا سے ہمدردی اور محبت کی کوئی نظیر اس مزعومہ تہذیب اور روشنی کی کہیں بھی مل سکتی ہے۔ اسی طرح چند یہودی آتے ہیں اور سلام علیکم کے بجائے السام علیکم کہتے ہیں یعنی تم پر موت طاری ہو حضرت عائشہ رض کو غصہ آجاتا ہے اور وہ اردو کے الفاظ انھیں کہدیتی ہیں آپ فرماتے ہیں عائشہ رض نرمی سے کام لو برے الفاظ زبان پر نہ لاؤ اللہ تعالےٰ سختی کو ناپسند کرتا ہے انہوں نے کہا تو کہہ لینے دو۔ اس طرح کے سلوک آپ سے برابر ہوتے رہے اور آپ اقتدار کے باوجود مجبور ہو کے درگذر کرتے رہے اس لئے کہ آپ کو اپنی امنیت و محبت کا ثبوت دنیا کے سامنے پیش کرنا تھا ان تک کلمۂ حق پہنچانا تھا تبلیغی زندگی میں ضرورت ہے محبت کی نہ کہ سختی کی آپ برابر نرمی و محبت سے کام لیتے رہے آپ کی تعلیم سے مکہ میں کچھ لوگ اسلام لاچکے تھے جن پر آئے دن سختیاں ہوتی رہتی تھیں مگر آپ شدید موانع کو کبھی خاطر میں نہ لاتے تھے برابر اپنے کام میں مصروف رہتے تھے اور جہاں اجتماع ہوتا وہاں پہنچ جاتے تھے حج کے موقعہ پر مکہ میں بڑا اجتماع ہوتا تھا مدینہ منورہ کے لوگ جو حج کرنے آئے تو آپ نے ان میں بھی تبلیغ کی جن کا اثر ان کے قلوب پر بہت گہرا ہوا انہوں نے جا کر مدینہ میں ذکر کیا جہاں ستر آدمی مشرف بہ اسلام ہو گئے دوسرے سال انہوں نے آپ کو مدینہ لیجانا چاہا مگر آپ نے اس وقت مصلحتاً انکار کر دیا مکہ والوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ اسلام کی شعاعیں تو اب مکہ کی حدود سے متجاوز ہو کر باہر بھی نور پھیلانے لگیں تو ان کی معاندت اور زیادہ ہو گئی انہوں نے موقعہ دیکھکر ایک رات کے سناٹے میں جلسہ منعقد کیا اس جلسہ میں ہر قبیلہ کے آدمی شریک تھے آپ کو اللہ تعالےٰ نے اس سازش سے مطلع کر دیا آپ اسی رات کو حضرت ابوبکر صدیق کی معیت میں مدینہ منورہ کو ہجرت کر گئے کفار کو معلوم ہوا تو انہوں نے تعاقب بھی کیا مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ مدینہ منورہ میں آپ کی تبلیغ موثر ہوئی اور اسلام پھیلنے لگا یہ سنکر قریش کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور انہوں نے اس شمع ایزدی کو بجھانے کے لئے مدینہ منورہ پر یلغاریں شروع کر دیں متعدد جنگیں ہوئیں اگرچہ یہ جنگیں کفار نے بڑے ساز و سامان کے ساتھ لڑیں مگر مسلمانوں نے انھیں کمی تعداد کے باوجود فاش شکست دی۔

فتح عظیم

آپ کو جب فرصت ملتی آپ مسلمانوں کو دین کی تعلیم بھی دیتے اور تبلیغ میں بھی برابر مصروف رہتے آپ کا عزم و استقلال رنگ لایا اور تائید الٰہی نے رفاقت کی آپ نے اپنی بے سروسامانی کے باوجود محض اللہ تعالےٰ کے بھروسہ پر مکہ فتح کر لینے کا عزم کیا اور آپ جاں نثار مسلمانوں کا لشکر لیکر مکہ کی طرف روانہ ہو گئے اور

زبردست تاریخی شہر آپ کے قبضہ اقتدار میں آگیا مکہ بہت مشہور شہر تھا مخالفت کا گہوارہ و مرکز رہ چکا تھا اس کی فتح معمولی چیز نہ تھی جو شہرشاہ حبش بھی اپنی جرار فوج کے ساتھ فتح نہ کرسکا تھا اسے ایسی شہر کا ایک یتیم فتح کرلیتا ہے لوگوں پر حیرت بھی طاری تھی اور خوف بھی مگر خدا کا حکم یہی تھا مدینہ منورہ کے مسلمان جوش میں بھرے ہوئے تھے انھیں علم تھا کہ اس شہر والوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلسل تیرہ برس تک شدید سے شدید اذیتیں پہنچائی ہیں اور اس کے بعد مدینہ منورہ پر بھی برابر یورشیں کرتے رہے ہیں لہذا آج انھیں ضرور سزا دی جائیگی مگر آپ بادشاہ نہ تھے پیغمبر تھے آپ کا مقصد تبلیغ تھا نہ کہ فتح و انتقام آپنے ان شدید دشمنوں کے خلاف کوئی قدم ہی نہ اٹھایا بلکہ کیا تو یہ کیا کہ ایک مجمع عام میں کھڑے ہو کر اعلان کردیا کہ اے لوگو! آج میں اُن سب قصوروں کو جو تم نے میرے حق میں کئے ہیں معاف کرتا ہوں تمھیں کوئی سزا نہ دی جائیگی اور نہ تم سے کوئی بدلہ لیا جائے گا۔

اس اعلان کو سنکر جہاں لوگوں کے دلوں کو سکون نصیب ہوا وہاں وہ دریائے حیرت میں بھی غرق ہوگئے کہ اللہ اللہ جسے ہم آتا ستاتے رہے جس کی جان کے دشمن بنے رہے اور جسے ہم نے تباہ و برباد کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا وہ آج خود قابو پاکر اور فاتح بنکر اس شان عفو و کرم کا مظاہرہ کررہا ہے اور اس آسانی کے ساتھ سب کو آن کی آن میں بخشدیتا ہے لوگوں کے اجسام پر لرزہ طاری تھا گھروں میں عورتیں دم بخود دبکی بیٹھی تھیں بچے گودوں میں سہمے ہوئے تھے دیکھئے کیا گذرتی ہے اور کب سر اڑا دینے اور آگ لگا دینے کا حکم ہوتا ہے لیکن کوئی فاتح یہ برتاؤ کرے کوئی عام انسان ہو تو ایسا حکم دے ایک پیغمبر اور پیغمبر بھی وہ جو رحمت عالم کے خطاب سے سرفراز ہو چکا ہے کب ایسا کرسکتا تھا تبلیغ میں سب سے بڑی ضرورت نرمی و اخلاق کی ہوتی ہے لیکن یہاں نرمی و اخلاق کی تو کوئی انتہا ہی نہیں عمل اور تعلیم بھی ایسی ہی تھی جو دلوں کو مسحور کئے لیتی تھی لوگوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور سب کے قلوب میں از خود اسلام کی محبت جاگزیں ہوگئی اس وقت انتقام لے لینا یا جوش کے عالم میں ان خونخوار دشمنوں کے سر اڑا دینا بہت آسان کام تھا لیکن آپ کے سامنے بلند مقصد تھا اور خوب سمجھتے تھے کہ خوف ہرگز وہ کام نہیں کرسکتا تلوار کسی حالت میں وہ کام نہیں کرسکتی جو نرمی و اخلاق کرتے ہیں یہ تبلیغ کی روح ہیں خوف و تشدد کا اثر بہر کیف عارضی ہوتا ہے لیکن محبت و لینت جو اثر پیدا کرتی ہے اس کے نقوش دوامی حیثیت رکھتے ہیں اس اخلاق و نرمی کا سیاسی و اخلاقی اثر پورے عرب پر پڑا اور قبائل کے قبائل اسلام قبول کرنے اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

شمشیر و اخلاق کے اثرات

عرب میں کتنے ہی قبائل آباد ہوں اور ان کے مابین کتنی ہی عداوتیں ہوں تاہم باہمی تعلقات تو تھے ہی انھیں تمام امور کا علم تھا انہوں نے فتح مکہ کے بعد غور جو کیا تو انہیں طالعی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے اندر حیرت انگیز پیغمبرانہ جوہر نظر آئے اور انھیں محسوس ہونے لگا کہ واقعی ہم آجتک جس کی مخالفت کرتے رہے ہیں وہ پیغمبر ہے امین ہے اور سچا ہے جس کے اخلاقی و عملی دو اقتدار دونوں زمانوں میں آفتاب عالمتاب سے بھی زیادہ درخشاں ہیں ظلم و مصائب کے دور میں بھی وہ با اخلاق رہا اور اب کہ عرب کی فرمانروائی کا تاج اس کے سر پر ہے اس کی حالت بدستور ہے نہ پہلے کوئی تغیر تھا نہ اب کوئی تبدل آتا ہے پرحالت میں غریبوں اور بیکسوں کا والی ہے ذاتی آرام و آسائش کی پرواہ نہیں غمزدوں کے غم میں گھل رہا ہے قصور داروں کو معاف کردیتا ہے خطا کاروں سے درگذر کرتا ہے غربت میں گذارہ کرتا ہے مصیبت میں صابر ہے اور فارغ البالی میں سخی جو کچھ ہاتھ آتا ہے سب بانٹ دیتا ہے اس خیال نے سب کو آپ کے قدموں پر لا ڈالا اور سب اسلام لے آئے۔

ذرا یہ شان پیغمبری تو ملاحظہ ہو کہ جب مکہ والے تنگ آکر آپکے چچا ابو طالب سے کہتے ہیں کہ آپ اپنے بھتیجے کو سمجھائیں وہ سب کچھ کہے مگر ہمارے بتوں کی پرستش سے لوگوں کو نہ روکا کرے ابو طالب نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے صاف طور پر کہدیا کہ جناب آپکے احسانات مجھپر ضرور ہیں میں آپ کا ہر طرح احترام کرتا ہوں مگر میں آپکے لئے خدا کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا اگر آپکو اپنا خوف ہے تو آپ مجھ سے الگ ہو جائیں اس کے بعد مکہ والوں نے ایک نہایت کارگر حربہ سے کام لیا انہوں نے اپنے رئیس کو آپکے پاس بھیجا اور کہلایا کہ محمد اگر تجھے عزت کی خواہش ہو تو ہم سب شہر والے تجھے معزز قرار دیتے ہیں اگر مال کی آرزو ہے تو ہم سب اپنے مال کا ایک ایک حصہ علیحدہ کرکے تجھے دیتے ہیں حکومت مقصود ہے تو ہمیں تجھے بادشاہ تسلیم کرنے میں بھی عذر نہیں اگر عورت کی تمنا ہے تو ہم اس کے لئے بھی حاضر ہیں قبیلہ کی خوبصورت سے خوبصورت لڑکی انتخاب کرلے اس سے تیری شادی کردی جائیگی مگر تبلیغ سے باز آجا" آپ یہ سنکر مسکرا دیئے اور ایک پیغمبرانہ جلال اور ملکوتی شان سے کہا کہ "اے قوم کے لوگو اگر میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند بھی لاکر رکھدو تو بھی تبلیغ سے دستکش نہ ہونگا"

دنیا میں جتنی آسائشیں ممکن ہوسکتی تھیں وہ سب آپ کو ایک ایک کرکے پیش کی جاتی ہیں ہر نعمت مہیا کردینے کا اہتمام کرلیا جاتا ہے مگر آپ پر ذرہ برابر بھی اثر نہیں ہوتا۔ عزت، دولت، حسین عورت اور سب سے بڑھکر بادشاہت اور انسان کو دنیا میں کیا چاہئیے اور اس سے زیادہ کوئی انسانی آرزو ہو بھی کیا سکتی ہے مگر آپ ان سب کو ٹھکرا دیتے ہیں اور ربانی تعلیم کی اشاعت سے جو صدہا زہرہ گداز مصائب سے لبریز تھی باز نہیں آتے۔

چشم بصیرت وا کیجئے اور دیکھئے کہ جو ترغیبات آپ کو دیگئی تھیں وہ کتنی زبردست اور پرزور ترین ترغیبات ہیں کتنا سخت امتحان ہے اور کتنا خوفناک جال انسان اپنی تمام انسانی قوتوں کے باوجود جس سے نکل ہی نہیں سکتا ہر عیش اور ہر نعمت موجود ہے دنیا اپنی پوری دلفریبیوں پوری درخشانیوں اور پوری جمال آرائیوں کے ساتھ آپ کے قدموں پر سر رکھے ہوئے ہے مگر آپ ہیں کہ اس کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے آخر آپ کو اور کس نعمت کی ضرورت تھی اور کس انتہائی آرزو کی تکمیل کی خواہش کر سکتے تھے۔ دنیوی انعام میں تو کوئی اور نعمت تصور کے نزدیک بھی باقی نہ تھی البتہ ان سب سے بالاتر اور عظیم الشان نعمت ایک تھی وہ خوشنودی رب قدیر تھی لیکن وہ ان کے بس کی چیز نہ تھی اور وہ صرف خدا ہی دے سکتا تھا اور وہی آپ نے حاصل کرلی خاکم بدہن اگر آپ دولت کے بھوکے عزت کے خواہاں نازنینوں کے حریص عیش کے طلبگار اور فرمانروائی کے تمنائی ہوتے تو یہ سب چیزیں تو عملاً آپ کو مل رہی تھیں آپ ان کے لینے سے ہرگز انکار نہ کرتے اور تبلیغ کی پرخار راہ چھوڑ کر فوراً الگ کھڑے ہو جاتے مگر نہیں جو بد باطن آپ کے ارادوں پر معترض ہیں ان کی آنکھیں صداقت اور سچائی کی طرف سے بند ہوچکی ہیں بہر آخری وقت میں آپ کو عملاً فرمانروائی کا منصب بھی حاصل ہو ہی گیا تھا اس سے آپ نے کونسا فائدہ اٹھایا کون سے ایوان و قصور تیار کرلئے کونسے عشرت و شادی پیدا کی کونسی آسائشیں اٹھالیں۔

زندگی عسرت و غربت میں گذار دی خود نہ کھایا دوسروں کو کھلایا۔ آج بھی مبلغین موجود ہیں اور عیسائی مبلغین بلاشبہ شدید مشکلوں میں کام کرتے ہیں اور اخلاق و نرمی کا دامن کسی حالت میں بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑتے جس سے اتنی بات تو ہے کہ انھیں شاندار کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں تاہم ساتھ ہی ان کے پاس بکثرت روپیہ خرچ کرنے کے لئے ہوتا ہے بیفکری سے بسر کرتے ہیں سلطنتیں ان کی پشت و پناہ بنی ہوئی ہیں کوئی ان کی طرف نظر بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتا مگر یہاں تو ہر طرف تاریکی تھی ہر طرف مصیبت تھی اور اپنے ہی اپنی جان کے خواہاں ہوئے تھے تاریخ آج بھی موجود ہے تبلیغ ابتداء سے ہوتی آئی ہے مبلغین کو مصائب و خوف کے سامنے

عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

اشاعت اسلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عہد و زمانہ میں اشاعت اسلام شروع کی ہے وہ بڑا نازک اور طوفانی بار زمانہ تھا مخالفت دشمنا کا یہ عالم تھا کہ تیرہ برس تک حج کے موسم کے موقع پر تمام قبائل کے پاس جاتے اور ایک ایک سے کہتے کہ قریش مجھکو پیغام پہنچانے سے روکتے ہیں تم مجھے اپنی حمایت میں لیکر اس کا موقع دلادو کہ میں اللہ کی آواز لوگوں کے کانوں تک پہنچادوں مگر قریش کے اثر سے کوئی ایک بھی حامی نہ ہوتا تھا۔ اس کے باوجود آفتاب اسلام کی کرنیں کثیف بادلوں کو چیر چیر کر قلوب پر پڑنے لگیں دعوت اسلام خود اشتہار اور نشر و اشاعت کا ایک گونہ سبب بن گئے جب حج کا زمانہ ہوتا تو وسطے قریش عام گذرگاہوں پر خیمے نصب کردیتے باہر کے لوگ ملنے آتے اور بعثت نبوی کے چرچے سنکر دریافت حال کرتے تو یہ خود ہی کہتے کہ ہمارے شہر میں ایک بدعقیدہ شخص پیدا ہوا ہے جو ہمارے معبودوں کو برا کہتا ہے اور انتہا یہ ہے کہ لات وعزیٰ تک کی توہین کرتا ہے۔

اگرچہ جمہور عوام پر اس مخالفت کا اثر ضرور پڑتا تھا لیکن تاہم اتنے وسیع مجمع میں کچھ تو حق کے متجسس ہونے ہی چاہئیے تھے چنانچہ یہ لوگ بہرکیف و بہرحالت آپ سے ملتے تھے اس قبیلہ کے لوگ یمن و نجد تک سے آتے تھے شعرا کا عرب پر بہت بڑا اثر تھا اتنا کہ یہ قبیلے کے قبیلوں کو جدھر چاہتے تھے جھونک دیتے تھے اس لئے خاص طور سے کوشش کی جاتی تھی کہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ملنے پائیں طفیل بن عمرو دوسی مشہور شاعر کے متعلق بھی سعی کی گئی کہ وہ آپ سے نہ ملنے پائے اتفاقاً ایک دفعہ اس نے آپ سے قرآن کریم پڑھتے سن لیا اور فوراً مسلمان ہوگیا۔ یہ اسی کے اثر کا نتیجہ تھا کہ اس کے قبیلہ میں بھی اسلام پھیلنے لگا تاہم تمام قبیلے نے اس کی نہ سنی طفیل رنجیدہ ہوکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ بددعا کیجئے آپ نے ہاتھ اٹھاکر دعا مانگی کہ خدایا دوس کو ہدایت دے اور ان کو بھیج دعا قبول ہوئی اور اس کے بعد تمام قبیلہ مسلمان ہوگیا۔

عمرو بن عبسہ بھی آپ کی بعثت کا حال سنکر تحقیق حال کے لئے آئے تھے اور بعد کو مسلمان ہوگئے۔

قبیلہ ازدشنوء کے رئیس ضماد بن ثعلبہ آپ کے زمانہ جاہلیت کے دوست تھے وہ جھاڑ پھونک بھی کرلیتے تھے آئے اور کہنے لگے تمہیں جنون ہوگیا ہے میں تمہارا علاج کردوں آپ نے فرمایا الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ من یہدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ ان فقروں نے ضماد پر غیر معمولی اثر کیا دوبارہ سہ بارہ پڑھوایا بالکل مسحور ہوگئے بولے میں نے کاہنوں کی باتیں سنی ہیں جادوگروں کے منتر اور شاعروں کے قصائد بھی سنے ہیں لیکن ایسا کلام میں نے کبھی نہیں سنا یہ تو دریا کی تہ تک اثر کرنے والا ہے چنانچہ انہوں نے خود بھی اسلام قبول کیا اور اپنے قبیلہ کی طرف سے بھی بیعت کرلی۔

قبیلہ غفار کا اسلام

قبیلہ غفار قریش کی شامی تجارت کے راستے میں آباد تھا جب اس میں آپ کی بعثت کا چرچا پھیلا تو حضرت ابوذر نے جو بت پرستی سے نہایت متنفر ہوچکے تھے اپنے بھائی انیس کو تحقیق تعلیم اسلام کے لئے بھیجا انہوں نے جاکر تعریف کی تسکین نہ ہوئی تو خود حاضر ہوئے مکہ میں ڈر کے مارے کسی سے پتہ نہ پوچھ سکتے تھے حرم کعبہ میں حضرت علی سے ملاقات ہوگئی انہوں نے مہمان بنالیا مگر تین روز تک ان سے بھی پوچھنے کی ہمت نہ پڑی جب حضرت علیؓ نے خود ہی مقصد سفر دریافت کیا تو پہلے افشائے راز کا قول و قرار لیکر بتایا رسول اللہ نے اسلام کی تلقین کی اور فرمایا کہ ابھی گھر واپس جاؤ پھر جو کچھ میں کہلا بھیجوں اس کی تعمیل کرنا آپ کو جوش آگیا اور فرمایا میں تو ابھی اور یہیں اعلان کروں گا حرم میں آئے اور زور سے کلمہ شہادت پڑھا آواز سنتے ہی چاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور آپ کو مارنا شروع کردیا حضرت عباسؓ نے آکر بچالیا اور کہا کہ تم یہ نہیں سمجھتے کہ تمہاری تجارت کا راستہ غفار کی آبادی سے گذرتا ہے یہ اسی قبیلہ کا آدمی ہے اس وقت لوگوں نے چھوڑ دیا دوسرے روز پھر یہی ہوا۔ مکہ سے آپ اپنے گھر گئے تو نصف قبیلہ اسی وقت مسلمان ہوگیا اور بقیہ نصف آپکے مدینہ پہنچنے پر ہوگیا غفار سے قریب اسلم قبیلہ تھا وہ بھی اس کے اثر سے مسلمان ہوگیا حالانکہ یہ دونوں قبیلے چوری میں بدنام تھے اور ان کو معلوم تھا کہ اسلام اس فعل سے روکتا ہے۔ قبائل اوس و خزرج کی ایک معتدبہ جماعت نے حج کے موقعہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین سے اسلام قبول کرلیا اس کے بعد حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ داعی اسلام بناکر مدینہ بھیجے گئے تو ان کے فیض تلقین سے دو گھرانوں کے سوا تمام گھرانے مسلمان ہوگئے آپ کے مدینہ پہنچنے پر آس پاس کے قبائل نے بھی اسلام قبول کرلیا اور قبیلہ غفار کی نصف آبادی بھی مسلمان ہوگئی معرکہ بدر کے بعد قریش اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے سلسلہ میں مدینہ آنے جانے لگے مسلمانوں سے ملنے جلنے کا اتفاق ہوا اس کا اثر بھی اچھا ہوا اور قریش میں سے بھی کچھ لوگ مسلمان ہوگئے۔

ایک دن رسول اللہ یہ آیتیں پڑھ رہے تھے ام خلقوا من غیر شئ ام ھم الخالقون۔ ام خلقوا السموات والارض بل لا یوقنون کیا یہ لوگ آپ سے آپ پیدا ہوگئے یا ان لوگوں نے خود اپنے آپ کو پیدا کیا۔ یا ان لوگوں نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا بلکہ بات یہ ہے کہ ان کو یقین نہیں۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اسیر بدر تھے انہوں نے یہ آیتیں سنیں ان کا بیان ہے کہ مجھے سنکر یہ معلوم ہوتا تھا کہ میرا دل پرواز کرگیا۔

مکہ معظمہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روم و فارس کی جنگ کے زمانہ میں روم کی فتح کی پیشین گوئی فرمائی تھی وہ ٹھیک فتح بدر کے موقعہ پر پوری اتری اور سات برس کے بعد روم کو فارس پر کلی فتح نصیب ہوئی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک خلق کثیر نے اسلام کی صداقت کا اقرار کیا۔ اسی طرح اسلام تدریجاً پھیلتا اور بڑھتا رہا ۵ھ میں قریش کنانہ غطفان اسد اور دیگر قبائل نے متحد ہوکر مدینہ منورہ پر حملہ کیا اور شکست کھائی اس جنگ کا نام احزاب ہے اس شکست نے قریش کے عالمگیر اثر کو کسی قدر کم کردیا اور جو قبائل ان کے ڈر کے باعث اسلام لانے میں متامل تھے ان کے وفود آنے شروع ہوگئے قبیلہ مزینہ قبیلہ اشجع اور قبیلہ جہینہ بھی اسی سلسلہ میں مسلمان ہوگیا۔ قبائل اسلم غفار مزینہ اشجع اور جہینہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ سب سے پہلے اسلام لے آئے اس کئے رسول کریمؐ نے ان کے لئے دعا کی۔

اشاعت اسلام کی رفتار میں سرعت

صلح حدیبیہ کے زمانہ میں کفار اور

مسلمانوں کو آزادانہ ملنے جلنے کا موقعہ ملا اور انہوں نے خلوت و جلوت میں ان کی تلقینات سے فائدہ اٹھایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس سے پہلے غزوات و محاربات کے باوجود جس قدر لوگ اسلام لائے تھے صرف دو برس میں یہ تعداد اس سے دگنی بڑھ گئی چنانچہ جب رسول اللہ صلعم حدیبیہ کے سال اداے حج کے ارادہ سے مدینہ طیبہ سے نکلے تو صرف دو ہزار اشخاص آپ کے ہمراہ تھے اب دو برس کے بعد فتح مکہ کو چلے تو دس ہزار مسلمانوں کا لشکر جرار آپ کے ساتھ تھا صلح حدیبیہ کا اثر تمام عرب پر محیط نہ تھا اس لیے جو قبائل قریش کے زیر اثر اور ہم عہد نہ تھے وہ مدینہ منورہ پر برابر حملے کی تیاریاں کرتے رہے ان کے دفاع و مقابلہ کے لئے آپ کو کچھ کچھ فوجیں بھی بھیجنی پڑتی تھیں لیکن ہم جہاں جہاں امنیت کا خیال تھا وہاں داعیان اسلام بھیجے جاتے تھے مگر ان کی حفاظت کے لئے تھوڑی بہت جماعت ضرور ساتھ کر دی جاتی تھی۔

سیرت ابن ہشام میں مرقوم ہے کہ عرب چونکہ قریش کو تمام ملک کے سردار پیشوا اور حضرت اسمٰعیل کی اولاد سمجھتے تھے اور یہ کعبہ شریف کے متولی بھی تھے انہوں نے ہی رسول اللہ کی مخالفت کے لئے جنگ شروع کی تھی جب قریش نے سپر ڈالدی تو سب کو یقین ہو گیا کہ اب ان میں تنہا مقابلہ و جنگ کی طاقت نہیں اور سب نے اسلام قبول کر لیا سورہ اذا جاء اسی موقع پر نازل ہوئی تھی۔ اسلام سچا اور سادہ مذہب تھا اور عرب ذہین و تیز فہم تھے ممکن تھا کہ وہ بہت جلد اسلام قبول کر لیتے مگر قریش کی خاندانی اور قومی مخالفت سنگ راہ بن گئی اب کہ یہ پتھر راہ سے ہٹ گیا تو پھر میدان صاف تھا۔

دعوت اسلام کی سرگرم مساعی

فتح مکہ کے بعد کوئی خطرہ نہ رہا اب دعات اسلام یعنی مبلغین اطراف عرب میں بھیجے گئے اور کوئی حفاظتی جمعیت بھی ان کے ساتھ بھیجنے کی ضرورت نہ رہی مگر پھر بھی یہ صورت رہی کہ بعض دعاۃ کے ساتھ کسی قدر فوج ضرور کر دی جاتی تھی کہ اشقیاء قبائل ضرر نہ پہنچا سکیں اور وہ آزادی کے ساتھ تبلیغ کر سکیں حضرت خالد بن ولید یمن بھیجے گئے چونکہ وہ سپہ سالار اور فاتح تھے واعظ اور صاحب ارشاد نہ تھے چھ ماہ گزر گئے مگر ان کی دعوت پر کسی نے توجہ نہ کی جب علی رضہ کا تقرر ان کی جگہ عمل میں آیا تو تمام ملک دفعۃً مسلمان ہو گیا حضرت خالدؓ قبیلہ بنی جذیمہ کے پاس بھی اسی مقصد دعوت اسلام کے لیے بھیجا گیا تھا لیکن جب انہوں نے کشت و خون کیا اور آنحضرت کو خبر ہوئی تو آپ کھڑے ہو گئے اور دونوں ہاتھ قبلہ رخ اٹھا کر کہا خدایا میں خالد کے فعل سے بری ہوں حضرت علی بھیجے گئے تو انہوں نے ایک ایک کا خون بہا ادا کیا حتیٰ کہ جو کتے مارے گئے تھے ان کا بھی خون بہا دیا گیا اور کسی کو کوئی شکوہ نہ رہا یہ تھی اشاعت اسلام کی شان کہ جبر تو ایک طرف کسی پر خفیف سا زور بھی گوارا نہ تھا۔

اسی اثنا میں جو علاقے زیر اثر آ چکے تھے وہاں سے زکوٰۃ اور جزیہ وصول کرنے کے لئے عمال بھیجے جاتے تھے مگر یہ اس پایہ کے لوگ ہوتے تھے کہ ان کا زہد و تقدس مسلم ہوتا تھا یہ تحصیل مال بھی کرتے تھے اور دعوت اسلام بھی دیتے تھے چنانچہ حضرموت میں زیاد بن لبید صنعاء یمن میں خالد بن سعید و مہاجر بن امیہ یمن کے قبیلہ طے میں عدی بن حاتم بحرین میں علاء بن حضرمی۔ زبید و عدن میں حضرت موسیٰ اشعری اور ذوالکلاع حمیری میں جریر بن عبداللہ بھیجے گئے تھے ان سب کا تقدس و تقویٰ مسلم تھا یہ تحصیل مال بھی کرتے تھے اور دعوت اسلام بھی دیتے تھے جریر مشہور صحابی ہیں ذوالکلاع حمیری یمن کے سلاطین کے خاندان سے تھے ایک موقع پر ایک لاکھ آدمیوں نے انہیں سجدہ کیا تھا جریر کی دعوت پر جب مشرف بہ اسلام ہوئے تو اس

خوشی میں چار ہزار غلام آزاد کئے۔

رؤسائے عرب میں اسلام

نجران میں مغیرہ بن شعبہ عمان میں عمرو بن العاص اور ابنائے فارس میں وبر بن یحنس کا تقرر مخصوص اشاعت اسلام کے لئے ہوا تھا کچھ رؤسائے قبائل بھی ایسے تھے جو کچھ عرصہ بارگاہ نبوت میں قیام کر کے کچھ تعلیم حاصل کر لیتے تھے اور پھر انھیں دعوت اسلام کے مقصد کے لئے ان کے قبائل ہی میں واپس کر دیا کرتے تھے اس دعوت اسلام اور ان مبلغین کی سعی و جہد سے اسلام ہر جگہ تیزی کے ساتھ پھیلنے لگا سنہ ۸ھ تک حجاز کے تو کل کے کل باشندے مسلمان ہو چکے تھے فتح مکہ شعبہ میں ہوا ہے۔ سنہ ۹ھ میں اسلام کا اثر ایک طرف بحرین، یمامہ، عمان، اور یمن اور دوسری طرف عراق و شام کی حدود تک وسیع ہو گیا یہ علاقے وہ اہم اور تاریخی علاقے ہیں جہاں اسلام سے پیشتر عربوں کی بڑی بڑی حکومتیں قائم تھیں اور اس وقت بھی وہ روم اور فارس کی دو بڑی سلطنتوں کے زیر سایہ تھیں تاہم اسلام ہر جگہ پھیلتا اور تلوار و سنان کو ہاتھ لگائے بغیر ہر جگہ اس نے اپنا علم بلند کر دیا۔

اعراب یمن کا اقتدار

یمن پورے عرب میں سب سے زیادہ زرخیز اور شاداب صوبہ ہے قدیم زمانہ سے تجارت و تمدن کا گہوارہ رہا ہے سبا و حمیر کی عظیم الشان حکومتیں یہیں قائم ہوئی تھیں ولادت نبوی سے پچاس برس پیشتر سنہ ۵۲۰ء میں حبشی عیسائیوں نے اس پر قبضہ کر لیا تھا لیکن ولادت نبوی کے چند سال بعد اہل ایران نے اس پر تسلط جما لیا ان کا گورنر یہاں حکومت کرتا تھا یمن والے قحطانی تھے اور داعی اسلام حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد تھے پھر یمنیوں کو اپنے قدیم جاہ جلال اور تمدن و تہذیب کا بڑا غرہ تھا جسے تمام عرب تسلیم کرتا تھا پھر سیاسی حیثیت سے وہ ایران کے ماتحت تھے باشندوں کا مذہب عمومیت کے ساتھ یہودیت یا مسیحیت تھا ہر طرف یہودی اور عیسائی پھیلے ہوئے تھے یہاں کے دو قبائل دوس اور اشعر پہلے ہی اسلام لا چکے تھے یمن میں ہمدان سب سے بااثر اور کثیر التعداد اور بڑا قبیلہ تھا جو حضرت علیؓ کی دعوت پر اسلام لے آیا تھا۔ یمن کا ایک اور قبیلہ مذحج نے پہلے تو حضرت علیؓ کی دعوت پر مقابلہ کیا اور اس کے بعد خود بخود مسلمان ہو گیا۔ یمن میں فارس و ایران کے جو لوگ سکونت پذیر تھے وہ ابناء کہلاتے تھے۔ وبر بن یحنس نے انھیں دعوت اسلام دی اور وہ سب مسلمان ہو گئے۔

تمام یمن میں تبلیغ کا کام کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابو موسیٰ اشعری کو متعین کیا یہ حضرات ہر ضلع اور ہر شہر میں پہنچے چلتے وقت آپ نے انہیں جو باتیں تعلیم فرمائیں وہ اس قابل ہیں کہ ہر مسلمان کے ذہن نشین رہنی چاہئیں آپ نے فرمایا کہ :-

سہولت سے کام لینا، سخت گیری نہ کرنا، لوگوں کو خوشخبری سنانا، نفرت نہ دلانا، دونوں مل کر کام کرنا۔ تمہیں ایسے لوگ ملیں گے جو پہلے سے کوئی مذہب رکھتے ہوں گے جب ان کے ہاں پہنچو تو پہلے ان کو توحید اور رسالت کی دعوت دینا جب اسے تسلیم کر لیں تو کہنا کہ خدا نے تم پر روزانہ پانچ وقت کی نماز بھی فرض کی ہے جب یہ بھی مان لیں تو چن چن کر اچھی چیزیں نہ لے لینا مظلوموں کی بددعا سے ڈرتے رہنا کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں۔

نجران میں تبلیغ

نجران عیسائیت کا مرکز تھا یہ علاقہ یمن کے پاس ہی ہے یہاں دعوت اسلام کے لئے مغیرہ بن شعبہ رضہ متعین ہوئے

تھے عیسائیوں نے قرآن کریم پر اعتراضات شروع کر دیئے یہ جواب نہ دے سکے اور واپس چلے آئے اس کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں خط لکھا کہ اگر تمہیں اسلام قبول نہ ہو تو اسلام کی سیاسی اطاعت قبول کرو اور جزیہ دو۔ نجران والوں نے اپنے مذہبی پیشواؤں اور راہبوں کی جماعت کو استفسار حال کے لئے مدینہ بھیجا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انہوں نے بحث کی اور حضور نے رواداری کا یہ شاندار مظاہرہ کیا کہ انھیں مسجد ہی میں اپنے طریق پر نماز پڑھنے کی اجازت دی۔ نجران مکہ معظمہ سے یمن کی طرف سات منزل پر ایک وسیع ضلع کا نام ہے یہاں عیسائیوں کا ایک عظیم الشان کلیسا تھا جسے وہ کعبہ ہی کہا کرتے تھے اور حرم کا جواب سمجھتے تھے عرب میں عیسائیوں کا کوئی مرکز اس کے ہمسر نہ تھا یہ کعبہ تین سو کھالوں سے گنبد کی شکل میں بنایا گیا تھا اور اس کے اوقاف کی آمدنی دو لاکھ سالانہ تھی (معجم البلدان)

نجران میں نصاریٰ کے علاوہ مشرکین کی بھی کچھ آبادی تھی قبیلہ بنو حارث ایک بت مدان کو پوجتا تھا حضرت خالد کی دعوت سے یہ مسلمان ہو گئے۔

یمن والوں نے چونکہ بغیر کسی ترغیب و ترہیب کے خلوص دل سے اسلام قبول کیا اس لئے آپ نے ان کے لئے خاص طور پر دعا کی اور فرمایا کہ "ایمان اہل یمن کا ایمان ہے اور دانائی یمن کی دانائی ہے"

بحرین میں اشاعت اسلام

بحرین ایران کی حکومت میں داخل تھا۔ عرب کے قبائل وادیوں میں آباد تھے بکر بن وائل عبد القیس اور تمیم ان میں بہت با اثر خاندان تھے عبد القیس کے قبیلہ میں سے منقذ بن حبان تجارت کے لئے نکلے راہ میں مدینہ پڑتا تھا وہاں ٹھیرے رسول اللہ کو معلوم ہوا تو ان کے پاس تشریف لے گئے اور اسلام کی دعوت دی جو انہوں نے قبول کر لی اور اقرار سیکھ لی واپس ہوئے تو چند روز تک کسی پر اظہار نہ کیا ایک روز بیوی نے انھیں نماز پڑھتے دیکھ کر ان کے والد منذر بن عائذ سے شکایت کی لیکن تھوڑی دیر کے بحث و مباحثہ کے بعد منذر بھی مسلمان ہو گئے رسول کریم نے جو فرمان منقذ کو عنایت کیا تھا وہ سب لوگوں کو سنایا گیا سب نے اسلام قبول کر لیا مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلا جمعہ جس مسجد میں پڑھا گیا وہ بحرین کی مسجد تھی جو جواثی میں واقع ہے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد ان لوگوں نے چودہ اشخاص کی ایک سفارت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں بھیجی افسر منذر بن الحارث تھے قافلہ کا شانہ نبوت کے قریب آیا تو یہ لوگ بیتابانہ سواریوں سے کود پڑے اور رسول اللہ کے ہاتھ چومے منذر کو پاس ادب ملحوظ تھا انہوں نے قیام گاہ پر جا کر کپڑے بدلے اور پھر خدمت میں حاضر ہو کر دست بوسی کی بحرین ہی کے علاقہ میں ایک مقام ہجر ہے یہاں ایران کی طرف سے ایک شخص سیبخت نامی حاکم تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام خط لکھا اس پر اس نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ ۸ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علاء حضرمی کو بحرین میں تبلیغ اسلام کے لئے مامور کیا اس وقت اس صوبہ کا گورنر منذر بن ساوی تھا حضرت علا کی تبلیغ سے اس نے اسلام قبول کر لیا اور اس کے ساتھ تمام عرب اور کچھ عجم جو یہاں مقیم تھے سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

عمان و شام میں اسلام

عمان بھی عرب کا ایک مشہور اور دولتمند شہر تھا یہاں موتی نکالے اور فروخت کئے جاتے تھے اس پر ایک قبیلہ ازد کا قبضہ تھا عبید و جعفر یہاں کے رئیس تھے ۸ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوزید انصاری اور حضرت عمرو بن العاص کو تبلیغ اسلام کے لئے روانہ کیا اول الذکر بزرگ حافظ قرآن تھے دونوں کے پاس دعوت اسلام کے خطوط تھے یہ یہاں کے رؤسا کے پاس گئے اسلام پیش کیا سمجھایا۔ ان کے قلوب میں ربانی نور کی کرنیں پھیل گئیں اور مسلمان ہو گئے مسلمان ہو کر یہ خود مبلغ اسلام بن گئے اور انہوں نے اس دین قیمہ کی توسیع کی کوشش کی چنانچہ بفضل الٰہی اور ان کی سعی و جہد سے وہاں کے تمام عرب مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

اطراف شام بہت معمور اور زرخیز علاقے تھے اور پیداوار اور آبادی کی کثرت نے انھیں بہت اہم اور دولتمند بنا دیا تھا یہاں عربوں کی متعدد ریاستیں تھیں معان اور اس کے اضلاع پر فروۃ بن عمرو کی فرمانروائی تھی مگر چونکہ اس زمانہ میں رومیوں کا اقتدار عروج پر تھا اور ان کی سلطنت دور دور تک پھیلتی ہوئی عرب کے حدود تک وسیع ہو گئی تھی اس لئے یہ ریاستیں بھی قیاصرہ روم کے زیر اثر آ گئی تھیں اور فروۃ ان کے نائب اور گورنر سمجھے جاتے تھے انہیں بھی فروغ اسلام کی خبریں پہنچنے لگیں جس سے ان کو تعلیمات اسلام کا شوق پیدا ہوا اور واقفیت حاصل کرتے ہی قلب متاثر ہو گیا اور خلوص دل سے اسلام قبول کر لیا جب اسلام کے حلقہ بگوش بن گئے تو آپ نے اظہار اسلام و عقیدت کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر ایک خچر اور کچھ تحائف ارسال کئے۔

رومی عیسائی تھے اور ان میں اسلام کی طرف سے شدید تعصب پیدا ہو گیا تھا انھیں علم ہوا کہ فروۃ نے اسلام قبول کر لیا تو بھی غضبناک ہوئے کہ ہمارا گورنر ہو کر یہ شوخ چشمی انہوں نے فوراً ایک دستہ فوج بھیجا انھیں گرفتار کر لیا اور سولی چڑھا دی جس وقت انھیں سولی چڑھائی گئی اس وقت ان کی زبان پر عربی کا ایک شعر جاری تھا جس کے یہ معنے تھے کہ "مسلمان سرداروں کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ میرا جسم اور میری جان اور میری عزت رب پروردگار کے نام پر نثار ہے"۔ حضرت خبابؓ کی بھی یہی حالت تھی کفار چاروں طرف سے سنگینیں لئے کھڑے تھے اور ان کی انیاں ان کے جسم میں چبھو کر کہتے تھے، خبابؓ محمدؐ کی برائی کرو ابھی چھوڑے دیتے ہیں اور سرشار شہادت پڑھتے ہوئے پھانسی پر لٹک گئے عرب اور شام کے درمیان جذام، بلی، اور عذرہ وغیرہ قبائل آباد تھے ان میں تبلیغ کے لئے حضرت عمرو بن العاص مامور ہوئے تھے

افسوس ہے کہ بعد کے مسلمانوں نے تبلیغ کی طرف سے غفلت برتی ورنہ اگر ان مساعی کا سلسلہ جاری رہتا تو آج تقریباً تمام دنیا مسلمان ہو چکی ہوتی اب بھی وہی تعلیم ہے اور وہی اسلام اگر آج بھی انہی طریقوں اور اسی جوش سے تبلیغ کی جائے تو بہت کام ہو سکتا ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اس بھولے ہوئے فریضہ مذہبی کو پورا کریں اور مصروف عمل ہو جائیں۔

بخاری شریف اردو

کی پہلی جلد دس پارے طیار ہو گئے دوسری جلد چھپ رہی ہے جو غالباً ربیع الاول کے آخر میں طیار ہو جائے گی۔ تیسری جلد اور دو مہینے بعد، کامل ہونے کے بعد اس کی قیمت دس روپے مقرر ہو گی، جو لوگ ۱۲ ربیع الاول سے ۱۲ ربیع الثانی تک پیشگی روپیہ بھیج دیں گے ان سے صرف پانچ روپے لاگت لئے جائیں گے۔ محصولڈاک علیحدہ ہو محصولڈاک کا وی پی آخری جلد بھیجتے وقت ہو گا، ایک جلد پر ۶ محصولڈاک لگتا ہے یہ بالکل اتفاقی رعایت ایک مہینہ کی اور ہے فائدہ اٹھایئے، عبد الحمید مہتمم رسالہ مولوی دہلی

نئی اک لگن سب کے دل میں لگا دی

قبائل کا جوش اسلام

مکہ کا فتح ہونا تھا کہ سارے عرب میں اور عرب کے قبائل میں ایک بے پناہ جوش پیدا ہو گیا سب کے دل میں ایک نئی لگن لگ گئی کہ بت پرستی کا مرکز کفر کی شکوہ و قوت کا گہوارہ اور سرداران قبائل کا گروہ تھا ان کے مقابلے نے قبائل کے جوش پر ایک بند لگا رکھا تھا جب انہوں نے محسوس کیا کہ مکہ کا ایک گلیم پوش یتیم نے قریش کے پہاڑ کو پاش پاش کر دیا تو وہ سمجھنے لگے کہ اسلام واقعی ربانی مذہب ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے پیغمبر ہیں ان کی تعلیم ہی سچائی و سادگی کا مظہر نظر آئی اور ان کے قلوب جوش سے بھر گئے یہ نہیں کہ انھیں یہ اندیشہ تھا کہ اگر ہم نے اسلام نہ قبول کیا تو ہمارا بھی وہ انجام ہوگا جو مکہ کا ہوا یا ہم پر یورش کر دی جائے گی دبا دبا لیا جائیگا اور ہمیں قید و بند کے مصائب برداشت کرنے پڑیں گے اُن کے سامنے نبیسر دائون کی مثال موجود تھی کہ انھیں باوجود شدید مقابلہ و شرارت کے اسلام پر مجبور نہیں کیا گیا جزیہ کی شرط یا دوسرے طریقوں سے وہ مصالحت کر کے آرام و عافیت کے ساتھ رہ سکتے تھے کوئی اندیشہ نہ تھا کوئی خطرہ نہ تھا کسی مصیبت و تباہی کا تصور بھی ذہن میں قائم نہ ہو سکتا تھا ان پر صرف دعوت اسلام اور صداقت دین کا اثر تھا البتہ وہ اتنا ضرور سمجھ گئے تھے کہ اب انھیں اسی حالت میں نہ چھوڑا جائیگا وہ اسلام کے خلاف برسر عمل رہ چکے تھے یا تو انھیں اسلام قبول کرنا ہوگا یا ان کی سیاسی قیادت و عظمت تسلیم کر کے جزیہ دینا ہوگا کچھ نہ کچھ کرنا ضرور ہے اور کچھ کئے بن چارہ نہیں۔

چنانچہ سفارتیں شروع ہو گئیں قبائل کے وفود بارگاہ نبوت میں حاضر ہو ہو کر واقعہ بعنی اسلام قبول کرنے اور سر اطاعت جھکانے لگے۔ بنو حنیفہ، بنو اسد، بنو سعد، بنو تمیم، ازد، طے، ہمدان، سلاطین حمیری اور بنو تمیم ملک عرب کے سب سے زیادہ با اثر مقتدر اور طاقتور قبائل تھے ان سب کی سفارتیں دربار رسالت میں آئیں گو اکثر کا مقصد یہی ہوتا تھا کہ حقیقت اسلام سے واقف ہو کر اسلام لے آئیں مگر بلا شبہ ان میں ایسی سفارتیں بھی تھیں جو رسول کریم کو محض سیاسی و ملکی حیثیت سے اُن سے معاہدہ کر لینا چاہتی تھیں ان کا ورود ۹ھ و ۱۰ھ میں ہوا ان سالوں سے پیشتر بھی مختلف قبائل کی طرف سے کچھ سفارتیں آئی تھیں اور انھیں کا اثر تھا کہ وہ قبائل مسلمان ہو گئے تھے۔

دربار رسالت کے خطیب و شعرا

۹ھ میں عرب کے قبیلہ مزینہ کے چار سو اشخاص کی سفارت دربار نبوت میں پہنچی اور اسلام قبول کیا۔ بنو تمیم کے وفود اور سفارتیں بڑی شان و شکوہ کے ساتھ آئیں عربی فخر و غرور کا نشہ سر میں سمایا ہوا تھا رسول کریم گھر میں تشریف رکھتے تھے آستانہ اقدس پر جا کر آواز دی کہ محمد باہر آؤ۔ آپ تشریف لائے تو بولے کہ ہم آپ سے مناظرہ کرنے کے لئے آئے ہیں آپ نے اجازت دیدی مشہور خطیب عطارد بن حاجب نے جسے نوشیرواں کے دربار سے حسن تقریر کے صلہ میں کمخواب کا خلعت عطا ہوا تھا کھڑے ہو کر ایک پر زور تقریر کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"وہ خدا کا شکر ہے جس کے الطاف کی بدولت ہم صاحب تاج و تخت خزانہ ہائے گرانبہا کے مالک اور مشرق کی تمام قوموں سے معزز تر ہیں آج ہماری برابری کون کر سکتا ہے جس کو بھی ہم سر ہمسری کا دعویٰ ہو وہ یہ خصائص و اوصاف گنا دے جو ہم نے گنائے ہیں" عطارد یہ تقریر کر کے بیٹھ گیا۔ رسول کریم کے اشارہ پر حضرت ثابت بن قیس نے جواب میں ایک معرکۃ الآرا تقریر کی جس کا ماحصل یہ ہے کہ:-

"اس خدائے ذوالجلال کی تعریف جس نے آسمان و زمین کو مخلوق کیا ہم کو بادشاہت عطا کی اپنے بندوں میں سے بہترین بندے کو رسالت کے لئے منتخب کیا جو سب سے زیادہ شریف النسب سب سے زیادہ راست گفتار اور سب سے زیادہ شریف الاخلاق ہے وہ تمام عالم کا انتخاب تھا اسی لئے خدائے برتر و توانا نے اس پر کتاب نازل کی اس نے لوگوں کو دعوت اسلام دی تو سب سے پہلے مہاجرین اور ان کے بعد ہم انصار نے اس پر لبیک کہا ہم لوگ انصار الٰہی اور وزرائے رسالت ہیں۔ تقریریں ہو چکیں تو شعرا کی باری آئی تمیم کے مشہور شاعر زبرقان بن بدر نے قصیدہ پڑھا جس کے جواب میں دربار رسالت کے شاعر حسان بن ثابت نے ایک برجستہ قصیدہ پڑھا۔ زبرقان وہ مقرر و خطیب تھا کہ اس کی تقریر حاضرین کو حیرت زدہ بنا دیتی تھی ایک روایت میں ہے کہ اسی کی ایک تقریر سنکر آپ نے کہا تھا کہ ان من البیان لسحرا بعض بعض تقریروں میں جادو ہوتا ہے۔ آخر میں سب نے تسلیم کر لیا کہ دربار رسالت کے خطیب و شاعر ہمارے خطبا و شعرا سے افضل ہیں پھر سب نے اسلام [illegible]

بنو سعد کا جوش دینی

بنو سعد کی سفارت کی سادگی و قلندرانہ روی بہت دلچسپ و عجیب تھی اس کی طرف سے ضمام بن ثعلبہ سفیر ہو کر آئے ناقہ عین صحن مسجد میں اتارا پوچھا تم میں محمد کس کا نام ہے لوگوں نے اشارہ سے بتایا اس نے پاس آکر کہا اے عبد المطلب کے بیٹے! مجھے تم سے کچھ باتیں پوچھنا ہیں لیکن سختی کے ساتھ پوچھوں گا ناراض نہ ہونا ارشاد ہوا شوق سے پوچھو وہ کہنے لگا کہا بے خدا کی قسم کہا کر کہو کیا تم کو خدا نے تمام انسانوں کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر قسم دلا کر پوچھا "کیا تم کو خدا نے پنجوقتہ نماز کا حکم دیا ہے" اسی طرح روزہ حج، زکوٰۃ کی نسبت پوچھا آپ برابر ہاں کرتے جاتے تھے جب سب احکام سن لئے تو کہا کہ میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے اور مجھ کو میری قوم نے بھیجا ہے میں جاتا ہوں اور جو تم نے بتایا ہے میں اس سے ایک ذرہ نہ کم کروں گا اور نہ زیادہ جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ سچ کہتا ہے تو اس نے فلاح پالی۔

ضمام نے جا کر اپنی قوم سے کہا کہ "لات و عزیٰ کوئی چیز نہیں" لوگوں نے کہا کہ کیا کہتے ہو جنون تو نہیں ہو گیا۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم نہ وہ کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ ضرر میں تو خدا اور محمد پر ایمان لاتا ہوں" ان کی مختصر تقریر کا یہ اثر تھا کہ شام ہونے سے پہلے تمام قبیلہ کا قبیلہ زن و مرد و بچے سب مسلمان ہو گئے۔

شہنشاہ عرب اور بڑھیا

یمن کے نہایت مشہور قبیلہ اشعری نے بھی اپنا وفد بھیجا ۵۰ اشخاص خیبر میں باریاب ہوئے دوس بھی عرب کا مشہور قبیلہ تھا اس کی طرف سے حضرت طفیل سفیر بنکر حاضر ہوئے اس قبیلہ میں زنا کا رواج بہت تھا متامل ہوئے کہ قبول اسلام کے بعد اس آزادی سے محروم ہو جائیں گے آخر سب مسلمان ہو گئے اور ۸۰ خاندان ہجرت کر کے مدینہ آرہے نجران کا ۱۴ ایک اور نہایت معزز خاندان بنو حرث بن کعب اکثر لوگوں میں غالب رہا تھا رسول اللہ نے وجہ دریافت کی تو بتائی کہ ہم ہمیشہ متفق ہو کر رہا کرتے تھے اور کسی پر ظلم نہیں کرتے تھے یہ بھی چند مدت منورہ میں اگر فرد کش ہو گیا قبیلہ طے کے رئیس زید الخیل اور عدی تھے ان کے حدود حکومت یمن میں الگ الگ تھے اول الذکر زمانہ جاہلیت کے مشہور شاعر خطیب خوش جمال فیاض اور بہادر تھے چند معزز اشخاص کے ساتھ دربار نبوت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے اور زید الخیر کا خطاب پایا۔ عدی بن حاتم مذہباً عیسائی اور اپنی قوم کے سردار تھے صلاطین

عرب کی طرح انھیں آرہی کا چوتھا حصہ ملتا تھا بھاگ کر شام چلے گئے تھے مسلمان بہن کے سمجھانے پر دربار نبوت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا رسول کریم کے ساتھ گھر جا رہے تھے راستہ میں ایک بڑھیا مل گئی اس نے آپ کو روک لیا اور کسی کام کے متعلق دیر تک آپ سے گفتگو کرتی رہی عدی خود رئیس تھے پھر دمیوں کا دربار دیکھے ہوئے تھے آپ کو حیرت ہوئی کہ عرب کا شہنشاہ ایک بڑھیا کے ساتھ مساوات سے پیش آتا ہے اسی وقت خیال ہوا کہ یہ شخص بادشاہ نہیں ہے رسول کریم گھر میں تشریف لائے تو چمڑے کا ایک گدا تھا اسے عدی کی طرف بڑھا دیا یہ اصرار کے بعد اس پر بیٹھے آپ نے پوچھا تم اپنی قوم سے مرباع لیتے تھے یہ تو تمہارے مذہب نصرانیت میں جائز نہیں۔ پھر فرمایا کہ خدا کے سوا اور کوئی خدا ہے؟ بولے نہیں پھر پوچھا خدا سے کوئی بڑا ہے بولے نہیں آپ نے فرمایا یہود پر خدا کا غضب نازل ہوا ہے اور عیسائی گمراہ ہو گئے ہیں۔ غرض عدی نے اسلام قبول کرلیا آپ نے عدی کے خیال کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ عدی تم مسلمانوں کی غریبی کی تحقیر کرتا ہے یاد رکھو وہ زمانہ قریب ہے کہ کسریٰ کی دولت انہی کے کاشانوں میں ہوگی۔ باپ کی سخاوت کا اثر ان میں بھی تھا ایک دفعہ ان سے ایک شخص نے سو درہم مانگے بولے کہ تم حاتم کے بیٹے سے اس قدر حقیر رقم مانگتے ہو بخدا ہرگز دوں گی۔

قبیلہ ثقیف کا سر آستانہ نبوت پر

قبیلہ ثقیف طائف کا بہت ہی مقتدر اور متمول اور بااثر قبیلہ تھا اس وقت طائف پر انہیں کا قبضہ تھا جن میں ایک عروہ بن مسعود ہے جو اتنے عقیل اور ذی اثر سمجھے جاتے تھے کہ کفار مکہ کہا کرتے تھے کہ کلام الٰہی اترنا تو ان پر اترتا رسول کریم طائف سے واپس ہوئے اور محاصرہ اٹھایا تو مدینہ پہنچنے سے پیشتر ہی آپ راہ میں آملے اور اسلام قبول کرکے واپس گئے اور لوگوں کو دعوت دینے لگے جنہوں نے انھیں بہت برا بھلا کہا صبح کا وقت تھا اپنے بالاخانہ پر کھڑے ہو کر جب انہوں نے اذان دی تو ہر طرف سے تیروں کی بارش شروع ہو گئی اور آپ شہید ہو گئے عروہ کا خون رائیگان نہیں گیا صخر بن عیلہ رئیس احمس یہ سنکر کہ رسول کریم طائف کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں کچھ سوار لیکر فوراً روانہ ہوا مگر آپ واپس تشریف لیجا چکے تھے تاہم اس نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور اتنا دبایا کہ اہل طائف قبیل اطاعت مشرف بہ اسلام ہو گئے آپ بہت خوش ہوئے اور احمس کیلئے دس بار دعا فرمائی۔ چند روز کے بعد اہل طائف نے مشورہ کیا کہ تمام عرب اسلام لا چکا اب ہم تنہا کیا کر سکتے ہیں چنانچہ ایک سفارت بھیجے جانے کے متعلق فیصلہ ہو گیا۔ سفیر مدینہ پہنچے تو مسلمان اس درجہ مسرور ہوئے کہ پہلے مغیرہ بن شعبہ خوشخبری سنانے کو دوڑے عبد یالیل طائف کا مشہور رئیس امیر الوفد تھا یہ لوگ صحن مسجد میں خیمے لگا کر فروکش ہو گئے رسول کریم انہیں برابر تبلیغ کرتے عشا کے بعد ان کے پاس تشریف لیجاتے کھڑے کھڑے ان سے باتیں کرتے رہتے قریش کے ہاتھ جو اذیتیں پہنچائی تھیں ان کا ذکر کرتے رہتے دینہ منورہ کی لڑائیوں کی تفاصیل بھی بیان کرتے بالآخر انہوں نے اسلام پر آمادگی ظاہر کردی لیکن یہ شرطیں پیش کیں (۱) زنا ہمارے لئے جائز رکھا جائے کیونکہ ہم میں سے اکثر مجرد رہتے ہیں اس لئے ان کو اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں (۲) ہماری قوم کا تمام کاروبار اور ذریعہ معاش سود ہے اسلئے ہمیں سود خواری کو جائز اور بحال رکھنے کی اجازت ضرور ہونی چاہیئے (۳) ہمارے شہر میں انگور بکثرت پیدا ہوتا ہے شراب ہمیں نہ روکا جائے کیونکہ ہماری سب سے بڑی تجارت اور کاروبار اسی کی تجارت ہے۔ آپ نے تینوں شرطیں نامنظور کردیں انہوں نے جواب دیا کہ اچھا ہم ان شرطوں کو واپس لیتے ہیں لیکن ہمارے سب سے بڑے بت اور معبود مناۃ کے متعلق کیا ارشاد ہے آپ نے فرمایا کہ نہ توڑ ڈالا جائے گا یہ سنکر انھیں بڑا تعجب ہوا اور کہا کہ کوئی ان کے خدائے اعظم کو ہاتھ بھی لگا سکتا ہے اگر ہمارے معبود کو معلوم ہو جائیگا کہ اس کا یہ ارادہ ہے تو وہ تمام شہر کو تباہ کردیگا حضرت عمرؓ سے یہ سنکر ضبط نہ ہو سکا بولے تم لوگ کس قدر جاہل ہو مناۃ صرف ایک پتھر ہے ان لوگوں نے کہا عمر! ہم تمہارے پاس نہیں آئے اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہم مناۃ کو ہاتھ نہیں لگا سکتے آپ جو چاہیں کریں لیکن ہم کو اس جرأت سے معاف رکھا جائے یہ درخواست آپ نے منظور کرلی۔ ان لوگوں نے نماز، زکوٰۃ اور جہاد سے بھی معافی کی درخواست کی نماز سے تو معافی کسی حالت میں ممکن ہی نہ تھی کہ وہ ہر روز پانچ دفعہ ادا کرنے کی چیز ہے لیکن زکوٰۃ سال بھر کے بعد واجب ہوتی ہے اور جہاد فرض کفایہ ہے اس بنا پر اس وقت ان دونوں باتوں پر مجبور نہیں کیا گیا کیونکہ ظاہر تھا کہ جب وہ اسلام قبول کرلیں گے تو رفتہ رفتہ خود ان میں صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو یہ کہتے سنا کہ جب یہ ایمان لے آئینگے تو زکوٰۃ بھی دینے لگیں گے اور جہاد بھی کرینگے۔ ابھی دو برس بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ تمام ثقیف اسلام لے آئے سفارت واپس چلی گئی تو رسول کریم نے ابوسفیان اور مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا کہ شرائط کے موافق طائف کے صنم اعظم لات و مناۃ کو جاکر توڑ آئیں۔ مغیرہ نے بتکدہ کو ڈھانا چاہا تو مستورات روتی ہوئی ننگے سر گھروں سے نکل آئیں اور یہ اشعار پڑھتی جاتی تھیں "لوگو بت ہمتوں نے اپنے۔ بتوں کو دشمنوں کے سپرد کردیا اور معرکہ آرائی نہ کرسکے۔ عرب میں کثیر الازدواجی کی عام عادت تھی قبیلہ ثقیف کے نامور سردار غیلان بن سلم کے دس بیویاں تھیں انہوں نے احکام اسلام کے مطابق صرف چار پر اکتفا کرلی۔

حمیری سلاطین کی اولاد کا اسلام

بحرین میں اسلام ابتدا ہی میں پہنچ چکا تھا اس قبیلہ کے تیرہ آدمی شہ میں دربار نبوت میں حاضر ہوئے عرض کی کہ ہمارا ملک بہت دور ہے اور درمیان میں کفار مضر کی آبادیاں ہیں ہم اشہر حرم کے سوا اور مہینوں میں نہیں آسکتے چند ایسی باتیں تلقین فرمایئے جن پر ہمیشہ عمل کریں اور اپنے اہل وطن کو بھی ان کی تعلیم دیں ارشاد ہوا کہ میں تم کو چار باتوں کا حکم دیتا ہوں خدا کو ایک جانو۔ نماز پڑھو روزہ رکھو اور خمس دو اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں۔ دبا۔ حنتم۔ نقیر۔ مزفت یہ چار قسم کے برتن ہوتے تھے جن میں اکثر شراب بنائی جاتی تھی آپ کی یہ عادت تھی کہ جب قبیلہ میں جو مخصوص عیب ہوتے تھے ان کے پند و موعظت میں انہی کا ذکر خصوصیت کے ساتھ فرمایا کرتے تھے لوگوں کو تعجب تھا کہ حضور نے ان ظروف کا مخصوص طور پر ذکر کیوں کیا انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ یا رسول اللہ نقیر کے متعلق آپ کو کیا معلوم ہے ارشاد ہوا ہاں کھجور کی سوکھی لکڑی کو اندر سے کھود کر تم اس میں بالی ڈالتے ہو جب ابال کم ہو جاتا ہے تو اسے پیکر اپنے بھائیوں پر تلوار چلاتے ہو۔" اتفاق سے وفد میں ایک صاحب ایسے تھے جن پر یہی واقعہ گذر چکا تھا ان کی پیشانی پر تلوار کا داغ تھا جسے وہ شرم سے چھپائے ہوئے تھے۔ حمیر میں اب مستقل حکومت تو رہی نہ تھی ان کی اولاد نے جہاں جہاں چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم کرلی تھیں اور برائے نام بادشاہ کہلاتے تھے یہ لوگ خود تو نہ آئے مگر قاصد بھیجکر اطلاع کردی کہ ہم نے اسلام قبول کرلیا ہے حضرموت یمن کے اضلاع میں سے علاقہ تھا یہاں کندی خاندان کی حکومت تھی اس وقت اس کا حاکم اشعث تھا ان کی طرف سے اسی سوار اس شان و شوکت کے ساتھ آئے کہ حیرہ کی چادریں جن کے سنجاف حریر کے تھے کاندھوں پر ڈالے ہوئے تھے یہ اسلام لے آئے تھے آپ نے حریر کی ممانعت کی تو انہوں نے چادریں پھاڑ پھاڑ کر پھینکدیں بنو فزارہ گو ایک سرکش قبیلہ تھا مگر اس نے بھی ایک سفارت بھیجکر اسلام قبول کرلیا نجران کے نصاریٰ کے وفد نے بہت بحث و تمحیص کی یہ قیاصرہ روم کو اپنا پیشوا

ایک آواز میں سوتی بستی جگادی

دعوتِ اسلام کا آغاز

جب مکہ میں دعوت اسلام کا آغاز ہوا اور آپ نے پہلی آواز بلند کی تو مدت کی بند پڑی ہوئی آنکھیں کھل گئیں اور قرنوں کی سوئی بستی نے کروٹیں لینی شروع کر دیں آپ کا مقصد تبلیغ حضرت مسیح کی طرح محض دعوت تبلیغ یا حضرت کلیم کی طرح صرف اپنی قوم کو مصر سے لیکر آنا نہ تھا نہیں آپ خاتم انبیا تھے عرب ہی میں نہیں بلکہ پہلے عرب کی سوتی بستیوں کو جگانا اور پھر یہیں سے ساری دنیا کو سیراب کرنا مقصود تھا اسلئے راہ میں شدید مشکلات آکھڑی ہوئیں اور پوری طور پر تدریج سے آپ کو کام لینا پڑا نبوت کا راز افشا کرنا کوئی معمولی کام نہ تھا اس لئے آپنے اس کے لئے سب سے پہلے ان بزرگ ہستیوں کو منتخب کیا جو آپکے عادات و خصائل اور حرکات و سکنات کے پورے تجربے کے ساتھ آپکی ہمدرد ہی ہو سکتی تھیں چنانچہ اپنی حرم محترم حضرت خدیجہ اپنے آغوش تربیت میں پلے ہوئے بھائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے آزاد کردہ اور بندہ خاص غلام زیدؓ اور حضرت ابوبکر صدیق سے جو برسوں سے فیضیاب خدمت تھے اس راز کا اظہار کیا حضرت ابوبکرؓ دولتمند ماہر انساب صائب الرائے اور فیاض تھے اور ایمان لانے کے وقت ہی آپ کے پاس بھی چالیس ہزار درہم تھے اصحاب کبار میں سے حضرت عثمانؓ حضرت زبیرؓ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ حضرت طلحہؓ اور حضرت سعد بن وقاصؓ سب نے انہی کی ترغیب سے اسلام قبول کیا تھا ان کی وساطت سے چپکے چپکے یہ چرچا اور لوگوں میں بھی پھیلا اور مسلمانوں کی تعداد میں برابر اضافہ ہوتا چلا گیا۔ ان سابقین اولین میں عمارؓ خبابؓ حضرت عثمانؓ عبدالرحمن بن عوفؓ حضرت سعد بن وقاصؓ طلحہؓ ارقمؓ سعید بن زیدؓ عبداللہ بن مسعودؓ عثمان بن مظعون ابوعبیدہؓ اور صہیب رومی زیادہ ممتاز ہیں۔ ہنوز محرمان خاص کے سوا کسی کو پتہ نہ دیا جاتا تھا نماز کا وقت آتا تو رسول کریم کسی پہاڑ کی گھاٹی میں چلے جاتے اور وہاں نماز ادا کرتے چاشت کی نماز آپ البتہ حرم میں ادا فرماتے کیونکہ یہ نماز قریش میں بھی جائز تھی تین برس تک آپ نہایت رازداری کے ساتھ تبلیغ کرتے رہے اس کے بعد حکم ہوا فاصدع بما تؤمر جو حکم دیا گیا ہے اسے علانیہ طور پر انجام دے وانذر عشیرتک الاقربین۔ اور اپنے نزدیک کے خاندان والوں کو خدا سے ڈرا۔

اب کیا تھا آپنے کوہ صفا پر چڑھکر پکارا یا معشر قریش! لوگ جمع ہوئے تو آپنے فرمایا کہ اگر میں کہوں کہ پہاڑ کے عقب سے ایک لشکر آرہا ہے تو کیا تم اس کا یقین کروگے سب نے کہا کہ بیشک کیونکہ ہم نے ہمیشہ سے سچ بولتے دیکھا ہے تو آپنے فرمایا تو میں یہ کہتا ہوں کہ اگر تم ایمان نہ لاؤگے تو تم پر شدید عذاب نازل ہوگا۔ یہ سنکر لوگ سخت برہم ہوگئے چند روز کے بعد آپ نے تمام خاندان عبدالمطلب کو جمع کیا۔ حمزہؓ ابوطالبؓ عباسؓ سب شریک تھے سب نے کھانا کھایا اس کے بعد آپ نے کھڑے ہوکر فرمایا کہ میں وہ چیز لیکر آیا ہوں جو دین اور دنیا دونوں کی کفیل ہے اس بار گراں کو اٹھانے کے لئے کون میرا ساتھ دیگا۔ تمام مجلس ضیافت میں ایک سناٹا چھا گیا دفعۃً حضرت علیؓ نے اٹھکر کہا گو میں سب سے کم عمر ہوں تاہم میں آپکا ساتھ دونگا مسلمانوں کی تعداد چالیس سے تجاوز ہو چلی تھی آپ نے حرم کعبہ میں جاکر توحید کا اعلان کیا کفار کے نزدیک حرم کی یہ سب سے بڑی توہین تھی دفعۃً ہنگامہ ہوگیا ہر طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے رسول کریمؐ کے ربیب حارث بن ابی ہالہ گھر میں تھے خبر پاکر بچانے کو دوڑے لیکن ہر طرف سے ان پر اتنی تلواریں پڑیں کہ وہیں شہید ہوگئے۔ اسلام کی راہ صداقت میں یہ پہلا خون تھا۔

قریش کی مخالفت وعناد کے وجوہ

مکہ کی عزت کعبہ کی وجہ سے اور قریش کا اقتدار کعبہ کے مجاور و کلید بردار ہونیکے باعث تھا چونکہ ہر سال بڑا اجتماع ہوتا تھا حج کو بکثرت لوگ آتے تھے ان کے اہتمام اور انتظام و قیام کے بند و بست کے لئے متعدد مناصب پیدا ہوگئے تھے جو بیحد اہم اور منفعت انگیز سمجھے جاتے تھے اور ان کے باعث عرب میں ان منصب داروں کی بڑی عزت کی جاتی تھی کوئی خیمہ و خرگاہ کا مہتمم تھا کوئی کلید بردار کسی کے سپرد غریب حجاج کی خبرگیری تھی اور کسی کو حجاج کو پانی پلانے کا کام سپرد تھا کوئی مہتمم خزانہ تھا اور کوئی فوجداری کا فیصلہ کرنے والا مختلف خاندانوں کو یہ عہدے تفویض تھے آغاز اسلام میں جو لوگ قریش کے رؤسائے اعظم تھے اور جن کی عظمت و اقتدار کا اثر تمام مکہ پر تھا وہ ابوسفیان، ابولہب، ابوجہل، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل اور عتبہ بن ربیعہ تھے ابوسفیان حضرت معاویہؓ کے باپ تھے اور ان کے والد ہی حرب فجار میں سپہ سالار بنے تھے ابوجہل اپنے قبیلہ کا سردار تھا ولید بن مغیرہ قریش کے رئیس اعظم اور حضرت خالد کے والد تھے عاص بن وائل سہمی حضرت عمرو بن العاص کے باپ اور نہایت دولتمند کثیر الاولاد اور صاحب اثر تھے اور عتبہ امیر معاویہ کے نانا اور نہایت شریف الطبع اور صاحب ریاست تھے اور بھی بااثر لوگ تھے مگر سب سے بڑے یہی تھے خاندان ہاشم اور خاندان بنو امیہ برابر کے حریف تھے اور دونوں میں مدت سے رقابت چلی آتی تھی خانہ کعبہ میں اس وقت ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے جن میں سب کا خدائے اعظم ہبل تھا یہ بت خدائی کر رہے تھے خیر و شر بارش جنگ اور اولاد کے مالک سمجھے جاتے تھے مذہبی مخالفت ہی کچھ کم فتنہ انگیز نہیں ہندوستان ہی کے اندر مذہبی مخالفت کتنی نازک صورت اختیار کر لیتی ہے حالانکہ یہ زمانہ اور ہے پھر اگر بت پرستی اور اس بت پرستانہ خدائی کا طلسم ہی ٹوٹ جاتا ہے تو پھر قریش کی ساری عظمت خاک میں مل جاتی ہے اس لئے جس حد تک نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا اس نے اسی حد تک خونخوار بنکر اسلام کی مخالفت کی۔

قریش کا خیال تھا کہ نبوت اگر ملتی بھی تو مکہ یا طائف کے کسی رئیس کو ملتی وقالوا لولا نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم وہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر قرآن کو اترنا تھا تو ان دو شہروں (مکہ و طائف) میں سے کسی رئیس اعظم پر اترتا" عرب میں ریاست کے منصب کے قابل وہی سمجھے جاتے تھے جو دولت اور کثرت اولاد میں فائق ہوں رسول کریم میں دونوں باتیں نہ تھیں۔ شاہ حبش عیسائی تھا اور چونکہ یہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے آیا تھا اس لئے قریش کو عیسائیوں سے بالطبع نفرت تھی اور وہ پارسیوں کو ان کے مقابلہ میں زیادہ پسند کرتے تھے جنگ روم میں اہل فارس کو فتح ہوئی تو قریش نے بڑی خوشی منائی مگر پیروان اسلام میں یہ روم کی فتح کی پیشین گوئی کر دی گئی انہیں خیال ہوا کہ عیسائیت اسلام کے روپ میں ہم پر مسلط کی جا رہی ہے خاندانی رقابتیں بھی برسرعمل تھیں عبدالمطلب نے اپنے زور و اثر سے بنو ہاشم کا پلہ بھاری کر دیا تھا لیکن بعد میں یہ حالت نہ رہی ابوطالب دولتمند نہ تھے عباس دولتمند تھے مگر فیاض نہ تھے ابولہب بدچلن تھا چنانچہ بنو امیہ کا اقتدار بڑھنے لگا اب رسول کریم کی نبوت میں بھی بنو امیہ کو اپنی رقابت اور اپنے اقتدار و عظمت کے خاتمہ کے جراثیم چھپے نظر آئے اس لئے اس قبیلہ کی طرف سے سب سے زیادہ مخالفت ہوئی بدر کے سوا تمام لڑائیاں ابوسفیان ہی نے

لڑیں اور یہی ان کا رئیس بنکر رہا، مخالفت مذہب کے پردہ میں کی جاتی تھی مگر بڑی وجہ یہی خاندانی رقابت اور کعبہ کی تولیت کے قیام کا مسئلہ تھا۔

قبیلہ بنو مخزوم کو بھی بنو امیہ کے بعد بنو ہاشم سے برابری کا دعویٰ تھا۔ ولید بن مغیرہ اسی خاندان کا رئیس تھا اس نے بھی شدت سے مخالفت کی۔ قریش میں شدید بداخلاقیاں بھی پھیلی ہوئی تھیں آپ اس کی شدت سے مخالفت کرتے تھے قرآن مجید میں ان بدکرداروں کی شان میں برابر آیات نازل ہوتی رہتی تھیں گو طریقہ بیان عام تھا لیکن لوگ روئے سخن کو سمجھ جاتے تھے کلا لئن لم ینته لنسفعا بالناصیة ناصیة کاذبة خاطئة وہ سن رکھے کہ اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی پکڑ لا کر گھسیٹیں گے جو کہ جھوٹی اور خطاکار ہے ولا تطع کل حلاف مهين هماز مشاء بنميم مناع للخير معتد اثيم عتل بعد ذلك زنيم ان كان ذا مال وبنين اور اس شخص کے کہنے میں نہ آنا جو بات بات پر قسم کھاتا ہے، آبرو باختہ ہے، طاعن ہے چغلیاں لگاتا ہے لوگوں کو اچھے کاموں سے روکتا ہے حد سے بڑھ گیا ہے بد ہے تند خو ہے اور ان سب باتوں کے ساتھ جھوٹا نسب بناتا ہے اس لئے کہ وہ مالدار اور لڑکوں والا ہے۔ اسی طرح سورہ مدثر میں ایک آیت ہے جس کے معنے ہیں وہ ہم کو اور اس کو تنہا چھوڑ دو میں نے اسے پیدا کیا پھر بہت سا مال دیا بیٹے دیئے سامان دیا پھر چاہتا ہے کہ ہم اسے اور دیں ہرگز نہیں وہ ہماری آیتوں کا دشمن ہے۔

یہ خطاب ولید بن مغیرہ کے ساتھ ہے جو قریش کا سردار تھا اور یہ الفاظ اس شخص کی زبان سے ادا ہوتے تھے جسے ظاہری جاہ و اقتدار حاصل نہ تھا۔

پھر بھی مخالفت کی سب سے بڑی وجہ جو تمام قریش اور تمام عرب کیلئے عام تھی وہ بتوں اور بت پرستوں کی تکذیب و تخریب کا عزم تھا اور جن کے متعلق کہا جا رہا تھا انکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم تم اور جن چیزوں کو تم پوجتے ہو سب دوزخ کے ایندھن ہوں گے۔

قریش و کفار میں شدید اشتعال

تمام قریش اور تمام کفار عرب بت پرستی کی اس توہین و تذلیل پر بالفعل در آتش بنے ہوئے تھے اور شدید اشتعال پیدا ہو چکا تھا سب سے بڑا یہ اندیشہ تھا کہ کہیں پورے عرب میں ایک خوفناک جنگ عظیم کی بنائیں استوار نہ ہو جائیں اور خونریزیوں کا ایک سلسلہ لاانتہائی شروع نہ ہو جائے عرب کی عام حالت یہ تھی کہ مقتول کا قبیلہ بلا کسی تحقیق کے انتقام کو کھڑا ہو جاتا تھا اور جب تک بدلہ نہ لے لیا جاتا یہ آگ فرو نہ ہوتی تھی۔ قریش سمجھتے تھے کہ اگر رسول کریم کو قتل کر دیا تو بنو ہاشم خون کا انتقام ضرور لیں گے اور پھر کہ ایک سلسلہ جنگ میں مبتلا ہو جائے گا پھر بہت سے قبیلوں کے لوگ مسلمان ہو چکے تھے کس کس کو ماریں اور قتل کریں، اور کس کس قبیلہ کے انتقام کے موجب بنیں وہ پہلے ہی خانہ جنگیوں سے تباہ ہو چکے تھے اور حرب فجار کے بعد بہت عاجز آ چکے تھے اس لئے علانیہ قتل سے بھی ڈرتے تھے اور اشتعال بھی برابر بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ جو لوگ بالطبع شریف النفس تھے انہوں نے معاملہ کو صلح و آشتی سے طے کرانا چاہا پہلے سفارت عبدالمطلب کے پاس گئی و اس کے بعد ابوطالب کی خدمت میں اس میں عتبہ بن ربیعہ، شیبہ، ابوسفیان، عاص بن ہشام ابوجہل، ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ شامل تھے کہنے لگے کہ تمہارا بھتیجا ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے ہم کو احمق ٹھیراتا ہے ہمارے بڑوں کو گمراہ کرتا ہے اسلئے یا تو تم درمیان سے ہٹ جاؤ یا تم بھی میدان میں آؤ کہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہو جائے۔ ابوطالب نے محسوس کر لیا کہ حالات نازک صورت اختیار کر چکے ہیں اور میں تنہا مقابلہ نہیں کر سکتا اس لئے رسول کریم سے کہنے لگے "جان عم میرے اوپر اتنا بار نہ ڈالو کہ میں اٹھا نہ سکوں" آپ کے سب سے بڑے پشت و پناہ یہی تھے آپ کو اس کا رنج ہوا اور پھر بولے "اگر یہ میرے دونوں ہاتھوں پر سورج اور چاند کو بھی لا کر رکھ دیں جب بھی اپنے فرض سے باز نہ آؤں گا" اس سے ابوطالب بھی متاثر ہو گئے اور کہنے لگے "جا کوئی شخص تیرا بال بیکا نہیں کر سکتا"

قریش قتل کا ارادہ تو نہ کر سکے مگر ویسے برابر اذیتیں پہنچاتے رہے، راہ میں کانٹے بچھائے اور نجاستیں ڈالیں بدزبانیاں کیں تنگ و عاجز آ گئے تو عتبہ بن ربیعہ قریش کی طرف سے آیا اور کہا کہ "محمد کیا چاہتے ہو؟ کیا مکہ کی ریاست، کسی بڑے گھرانے میں شادی، کیا دولت کے ذخائر، کیا مکہ کی حکومت، ہم سب پر راضی ہیں لیکن ان باتوں سے باز آ جاؤ" جواب میں آپ نے قرآن کریم کی چند آیات پڑھ دیں قل انما انا بشر مثلكم يوحى الى انما الهكم اله واحد فاستقيموا اليه واستغفروه قل ائنكم لتكفرون بالذي خلق الارض في يومين وتجعلون له اندادا ذلك رب العالمين اے محمد کہہ دے کہ میں تم جیسا آدمی ہوں مجھ پر وحی آتی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک خدا ہے بس سیدھے اس کی طرف جاؤ اور اسی سے معافی مانگو۔ کہہ دے کیا تم لوگ خدا کا انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں یہ زمین پیدا کی اور تم خدا کے شریک قرار دیتے ہو یہی سارے جہان کا سردار ہے پروردگار ہے۔" اب سنئے عتبہ پیدا ہوا ہے تو وہ غنیمی نہ تھا حالت بالکل بدلی ہوئی تھی اس نے قریش سے جا کر کہہ دیا کہ محمد جو کلام پیش کرتے ہیں وہ شاعری نہیں کوئی اور ہی چیز ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ تم انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ اگر وہ کامیاب ہو کر عرب پر غالب آ گئے تو اس میں تمہاری ہی عزت ہے ورنہ عرب ان کو خود فنا کر دے گا قریش نے یہ رائے منظور نہ کی۔

حضرت حمزہ و حضرت عمرؓ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمام میں حضرت حمزہ کو آپ سے خاص محبت تھی بڑے بہادر اور اچھے تھے قریش کے روسا صحن حرم میں الگ الگ دربار جا کر بیٹھا کرتے تھے حضرت حمزہؓ ان کے پاس بیٹھتے تھے سب کا یارانہ تھا سب لوگ ان کی قدر و منزلت کرتے تھے ابوجہل نے ایک دفعہ رسول کریمؐ کے ساتھ گستاخیاں کیں کنیز نے حضرت حمزہؓ سے سب کچھ کہہ دیا آپ غصہ سے بیتاب ہو گئے اور تیر و کمان لئے حرم میں آئے اور ابوجہل سے کہا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اس وقت تو جوش حمایت میں اسلام قبول کر لیا بعد کو پچھتائے کئی روز کے بعد فیصلہ کر لیا کہ یہی دین سچا ہے دو ہی چار روز کے بعد حضرت عمرؓ بھی اسلام لے آئے۔ واقعہ یہ ہوا کہ آپ کے بہن بہنوئی اسلام لے آئے تھے۔ آپ رسول کریمؐ کے قتل (نعوذ باللہ) کے ارادہ سے نکلے راہ میں یہ خبر لگی وہیں سے مڑے دونوں کو مار مار کے لہولہان کر دیا آخر بہن بولیں کچھ کر داب تو اسلام چھوٹ نہیں سکتی۔ اس کا بہت اثر ہوا آپ نے قرآن کے اجزا منگا کر پڑھے تو دیکھا یہ تھا سبح لله ما في السموات والارض وهو العزيز الحكيم زمین و آسمان میں جو کچھ ہے خدا کی تسبیح پڑھتا ہے اور خدا ہی غالب اور حکمت والا ہے ایک ایک لفظ پر بیتاب مرعوب و متاثر ہوتا چلا جا رہا تھا یہاں تک کہ جب آپ اس آیت پر پہنچے آمنوا بالله ورسوله خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ بے اختیار پکار اٹھے اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارقم کے مکان میں پناہ گزین تھے حضرت عمرؓ نے دستک دی چونکہ شمشیر بکف تھے مسلمانوں کو اندیشہ ہوا لیکن حضرت حمزہ بولے "آنے دو مخلصانہ آیا ہے تو بہتر ہے ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دوں گا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دامن پکڑ

کر کہا عمر کس ارادہ سے آیا ہے نبوت کی پر جلال آواز نے انھیں کپکپا دیا عرض کیا ایمان لانے کے لئے۔ رسول کریم بے ساختہ اللہ اکبر پکار اٹھے اور اس زور سے نعرۂ تکبیر بلند ہوا کہ مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ ان کے اسلام لانے سے دفعتاً حالت بدل گئی مسلمانوں نے علانیہ کعبہ شریف جاکر نماز پڑھی۔ عمر رض کو حضرت عاص بن وائل نے اپنی پناہ میں لے لیا تھا۔

غربائے اسلام پر برق ستم کی تڑپ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہ کو ان کے قبیلوں نے اپنے حصار حفاظت میں لے لیا اب قریش کا طیش و غصہ ہر طرف سے سمٹ کر ان غریبوں پر ٹوٹا جو بیار و مددگار تھے ان میں کچھ غریب الوطن تھے جو دو تین پشت سے مکہ میں آ رہے تھے کچھ کمزور قبائل کے لوگ تھے کچھ کنیزیں اور غلام تھے انھیں بری طرح ستانا شروع کیا قریش چاہتے تھے کہ چالیس پچاس مسلمان پھر ان میں شامل ہو جائیں اسی میں ان کی شان تھی ان کے قتل سے پھر مظلومین کا نام تاریخ میں رہ جاتا تھا ان میں ایسے ہی لوگ تھے جن کا دل اس پر جلتا تھا کہ بنا بنایا کارخانہ درہم برہم ہو جاتا ان کے آباؤ اجداد کی تحقیر کی جاتی ہے ان کے معبودوں کی عظمت مٹی جا رہی ہے یہ لوگ حسرت و افسوس کر کے رہ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کے دماغوں میں خلل آگیا ہے عتبہ اور عاص بن وائل اسی قسم کے لوگ تھے لیکن ابوجہل اور امیہ بن خلف کو حقیقتاً سخت انتقام کا جوش تھا۔ جبر و ظلم کی انتہا اور ہولناکی یہ تھی کہ غریب مسلمانوں کو جلتی ریت پر لٹایا جاتا اور اوپر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا۔ لوہے سے داغا جاتا۔ حضرت خباب بن ارت لوہار تھے قریش نے ایک روز کوئلے جلا کر زمین پر بچھا دیئے اور ان پر انھیں چت لٹا دیا ایک شخص چھاتی پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ کوئلے نیچے ہی ٹھنڈے ہو گئے آپ کی پشت اس سے بالکل سفید ہو گئی تھی۔

حضرت بلال امیہ بن خلف کے غلام تھے ٹھیک دوپہر کے وقت امیہ ان کو جلتی بالو پر لٹاتا اور پتھر کی چٹان سینہ پر رکھ دیتا اور کہتا کہ اسلام سے باز آ ورنہ یونہی گھٹ گھٹ کر مر جائے گا جب اس پر بھی قدم کو لغزش نہ ہوئی تو گلے میں رسی باندھ کر لونڈوں کے حوالہ کیا وہ انھیں شہر کے اس سرے سے اس سرے تک گھسیٹے پھرتے تھے مگر ان کی زبان پر اَحَدٌ اَحَدٌ ہی رہتا تھا۔ حضرت عمار رض بھی غلام تھے انھیں بھی گرم گرم بالو پر لٹایا جاتا تھا اور اس قدر مار پڑتی کہ بیہوش ہو جاتے تھے ان کے والدین کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوتا تھا۔ حضرت سمیہ آپ کی والدہ تھیں اسلام لانے کے جرم میں ابوجہل نے انھیں برچھی سے مار کر ہلاک کر دیا حضرت یاسر آپ کے والد تھے وہ بھی اسی طرح ہلاک ہو گئے۔ حضرت صہیب رومی کے ساتھ بھی انتہائی جابرانہ سلوک روا رکھے گئے۔ حضرت فکیہہ صفوان بن امیہ کے غلام تھے حضرت بلال کے ساتھ اسلام لائے۔ ایک دفعہ ان کے سینہ پر اتنا بھاری پتھر رکھ دیا کہ زبان باہر نکل پڑی رسیاں ان کی ایک گھسیٹا جاتا، گرم بالو پر لٹایا جاتا۔ لبینہ حضرت عمر رض کی کنیز تھیں حضرت عمر رض مارتے مارتے تھک جاتے تھے اور پھر مارتے تھے کہتی تھیں اسلام نہ لاؤ گے تو خدا اس کا انتقام لیگا۔ زنیرہ رض بھی کنیز تھیں۔ ابوجہل نے ان کو اس قدر مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔ نہدیہ اور ام عبیس بھی کنیز تھیں جنھوں نے سخت سے سخت اذیتیں سہیں۔

حضرت ابوبکر کی یہ کمال شیفتگی اسلام تھی کہ حضرت بلال رض عامر بن فہیرہ رض لبینہ، زنیرہ رض نہدیہ اور ام عبیس کو بڑی قیمت پر خریدا اور آزاد کر دیا ان غریبوں کے بعد دوسرا نمبر ان لوگوں کا تھا جو ذی اثر و با اختیار تھے اور ستائے گئے۔ حضرت عثمان رض کبیر السن اور صاحب جاہ و اعزاز تھے اسلام لانے پر ان کے چچا نے انھیں رسی سے باندھ کر مارا حضرت زبیر رض کو اسلام لانے پر چچا نے ایک چٹائی میں لپیٹ دیا اور ان کی ناک میں دھواں

پہنچایا۔ حضرت عمر رض کے چچازاد بھائی سعید بن زید اسلام لائے تو حضرت عمر رض نے انھیں رسیوں سے باندھ دیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کے منہ پر قریش نے اتنے طمانچے مارے کہ زخم ہو گئے۔ جان نثاران اسلام کو اذیتوں اور مظالم کا تو خوف نہ تھا مگر وہ فرائض مذہبی آزادی کے ساتھ بجا نہ لا سکتے تھے اور قرآن شریف تک بآواز بلند نہ پڑھ سکتے تھے۔

حبش کو ہجرت

آخر ۵ سنہ نبوی میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایماء سے گیارہ مرد اور چار عورتوں نے ہجرت کی اور حبش چلے گئے۔ حبش قریش کا تجارتی مرکز تھا وہاں مسلمان آرام سے رہنے لگے مگر قریش نے گرانبہا تحائف کے ساتھ وہاں بھی سفارت بھیجی نجاشی شاہ حبش نے دربار میں مسلمانوں کو بلایا حضرت جعفر نے ایک موثر تقریر کی نجاشی بولا کہ جو کلام الٰہی تمہارے پیغمبر پر اترا ہے ہمیں بھی سناؤ حضرت جعفر رض نے سورہ مریم شریف کی چند آیات پڑھیں نجاشی پر رقت طاری ہو گئی آنکھوں سے آنسو نکل آئے پھر کہا کہ خدا کی قسم یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں سفارت کو یہ کہکر واپس کر دیا تم جاؤ میں ان مظلوموں کو واپس نہ دوں گا دوسرے روز عمرو بن العاص نے دربار میں رسائی حاصل کر کے کہا کہ حضور کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ لوگ حضرت عیسےٰ کے متعلق کیا اعتقاد رکھتے ہیں مسلمانوں کو تردد ہوا کہ نجاشی عیسائی ہے حضرت عیسےٰ کے ابن اللہ ہونے سے انکار کرتے ہیں تو ناراض ہو جائے گا حضرت جعفر نے کہا کچھ ہو سچ بولیں گے دربار میں بلائے گئے تو جواب میں کہا کہ ہمارے پیغمبر نے بتایا ہے کہ حضرت عیسےٰ خدا کے بندے اور پیغمبر اور کلمۃ اللہ ہیں۔ نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھا لیا اور کہا کہ واللہ تم نے جو کہا عیسیٰ اس تنکے کی برابر بھی اس سے زیادہ نہیں ہیں۔ بطریق درباری بھی برہم ہوئے مگر نجاشی نے پرواہ تک نہ کی کل تراسی مسلمان چند مرتبہ میں ہجرت کر کے حبش گئے۔

شدید قید و مصیبت

ادھر حضرت حمزہ رض اور حضرت عمر رض اسلام لے آئے ادھر نجاشی نے پناہ دی اسلام پھیلتا نظر آیا چنانچہ قریش نے باہم معاہدہ کر کے خاندان بنی ہاشم کو شعب ابوطالب میں جو ایک درہ تھا اور بنو ہاشم کی ملکیت تھی محصور کر دیا کہ جب تک وہ محمد کو قتل کے لئے پیش نہ کریں ان سے نہ کوئی تعلقات رکھے اور نہ کھانا دے۔ مسلسل تین برس تک اس قید میں شدید مصائب اٹھائے آخر انھی لوگوں کو رحم آگیا کچھ معاہدہ کو کھڑے ہو گئے ان کی کوشش سے سب کو نجات ملی اس عرصہ میں ہشام عامری جیسے چوری چھپے غلہ بھیج دیتا تھا مسلمانوں نے پتے چبا چبا کر گذر کی یہ ۱۰ سنہ نبوی کا ہے۔ اسی زمانہ میں معراج بھی ہوئی اور نماز پنجگانہ بھی فرض ہوئی چند روز بعد ہی حضرت ابوطالب اور حضرت خدیجہ رض کا انتقال ہو گیا حضرت ابوطالب بڑے شفیق چچا تھے ایک دفعہ بیمار ہوئے کہنے لگے بھتیجے تجھے خدا نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اس سے دعا نہیں مانگتا کہ مجھے اچھا کر دے۔ آپ نے دعا کی اور وہ اچھے ہو گئے ابوطالب بولے "خدا تیرا کہنا مانتا ہے" آپ نے فرمایا کہ چچا اگر آپ بھی اس کا کہنا مانیں تو وہ بھی آپکا کہنا مانے"۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سال کو عام الحزن فرمایا کرتے تھے اب کفار کو کس کا ڈر تھا پوری بیباکی کے ساتھ ستاتے تھے راہ میں ایک شقی نے فرق مبارک پر خاک ڈالدی گھر آئے تو آپ کی صاحبزادی دھوتے دھوتے رونے لگی آپ کہنے لگے کہ "جان پدر رو نہیں خدا تیرے باپ کو بچا لیگا" اہل مکہ سے مایوس ہو کر آپ طائف گئے یہاں بڑے بڑے امراء اور ارباب اثر رہتے تھے طائف میں لوگوں نے بازاریوں کو ابھار دیا جنھوں نے آپ پر پتھر برسائے کہ آپ کی جوتیاں خون سے تر ہو گئیں جب آپ زخموں سے چور ہو کر بیٹھ

جاتے تو پیر بازو پکڑ کر کھڑا کر دیتے اور پھر پتھر مارتے گالیاں دیتے اور تالیاں بجاتے طائف سے آپ نخلہ میں آئے پھر حرا میں تشریف لے گئے اور مطعم بن عدی کے پاس پیغام بھیجا کہ مجھکو اپنی حمایت میں لے سکتے ہو مطعم نے آپ کو اپنی پناہ میں لے لیا اس کے بعد آپ نے عکاظ اور مختلف میلوں میں جانا شروع کیا مگر ابو لہب ساتھ لگا رہتا تھا مگر آپ قبیلوں، میلوں اور بازاروں میں بیچکر برابر تبلیغ کرتے رہتے تھے اور شدید اذیتیں سہتے تھے کبھی گردن میں چادر ڈال کر گھسیٹی جاتی تھی کبھی اونٹ کی نجاست اوپر ڈال دی جاتی تھی کہیں گالیاں پڑتی تھیں اور کسی جگہ ہنسی اڑتی تھی۔

ابو جہل، ابو لہب، اسود بن عبد، حارث بن قیس، ولید بن مغیرہ، امیہ ابی بن خلف، ابو قیس بن فاکہہ، عاص بن وائل، نضر بن حارث، زہیر بن امیہ، عدی بن حمرا، عاص بن سعید اور عقبہ وغیرہ آپ کی دشمنی میں بہت سرگرم تھے یہ سب آپ کے ہمسائے اور ان میں سے اکثر صاحب جاہ و اقتدار تھے سب کچھ ہوا اور ہوتا رہتا تھا مگر آپ نے کبھی کسی کے لئے بھی بددعا نہیں کی۔

موقع حج پر تبلیغ و دعوت

حج کے موقعہ پر بھی آپ مختلف قبائل کو برابر دعوت اسلام دیتے رہتے تھے وہ قبائل مدینہ میں بہت کامیاب ہوئی اور وہاں مسلمانوں کی تعداد میں برابر اضافہ ہوتا رہا جس سے قریش کو شدید اندیشہ پیدا ہو چلا تھا اور وہ اس سے بہت فکرمند رہتے تھے مدینہ والوں کا اصرار برابر بڑھ رہا تھا کہ آپ ہمارے یہاں تشریف لے آئیں اور وہاں ہمارے سر کا تاج بنکر رہیں قبیلہ دوس بھی استدعائیں کر رہا تھا کہ آپ ہمارے قلعہ میں ہجرت کر کے چلے آئیں دوسرے جاں نثار اسلام بھی اس قسم کی درخواستیں پیش کرتے رہتے تھے لیکن کارساز قضا نے یہ سعادت انصار کے لئے مخصوص کی تھی قریش نے دارالندوہ میں ایک اجلاس عام منعقد کیا اس میں ہر قبیلہ کے رؤسا و عمائد داخل و شریک تھے جنھوں نے مختلف رائیں پیش کیں کسی نے کہا کہ محمد کے ہاتھ پاؤں میں زنجیریں ڈال کر مکان میں بند کر دیا جائے کسی نے کہا جلا وطن کر دینا چاہیئے یہ سزا کافی ہے ابو جہل نے کہا ہر قبیلہ سے ایک ایک شخص کا انتخاب کر کے سب ایک جگہ جمع ہو جائیں اور مکان کا محاصرہ کر کے سب تلواروں سے محمد کا خاتمہ کر دیں اس صورت میں ان کا خون تمام قبائل پر منقسم ہو جائیگا اور آل ہاشم تنہا ان کا مقابلہ نہ کر سکیں گے اس پر سب کا اتفاق ہو گیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حکم الٰہی کے منتظر تھے آپ کو بذریعہ وحی اس کا پتہ لگ گیا قریش اپنی تجویز کے مطابق محاصرہ کئے پڑے تھے کہ یک بیک انھیں نیند آگئی اور آپ چپ چاپ گھر سے نکل کر مدینہ منورہ پہنچ گئے قریش کو علم ہوا تو انہوں نے تعاقب بھی کیا مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے مدینہ منورہ میں آپ کا استقبال پوری شان اور پورے جوش کے ساتھ کیا گیا یہاں امن و آرام تو نصیب ہو گیا مگر نئی نئی مشکلات سامنے آ کھڑی ہوئیں بیرونی قبائل کا تو صرف کوئی خوف نہیں رہا لیکن یہاں مسلمانوں ہی میں ایک منافقین کی جماعت پیدا ہو گئی دوسرے یہودیوں کی خوفناک شرارتوں سے مقابلہ پڑ گیا اور کچھ عرصہ کے بعد ہی لڑائیوں اور جنگوں کا سلسلہ قائم ہو گیا اس کے باوجود بھی آپ برابر دعوت اسلام میں مصروف رہے۔ سلاطین عالم کو دعوت اسلام دی مختلف فرمانرواؤں کو خطوط لکھوائے متعدد قبائل سے معاہدے ہو گئے اور سب سے بڑی خیبر یہ کہ یہودیوں کی زبردست اور عظیم الشان طاقت کی چٹان اسلام سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئی یہودیوں کی اقتدار و عظمت کی دھاک تمام عرب پر بیٹھی ہوئی تھی ان کے پاس دولت و زر کے خزانے بھرے پڑے تھے علم و فضل میں بھی ملک میں امتیاز خاص حاصل تھا ان کے مدارس بھی قائم تھے تجارت بھی ان کے ہاتھ میں تھی اور بڑے بڑے مستحکم قلعوں کے بھی مالک تھے اور بہادر و شجاع بھی فتح خیبر پر ان کی سیاسی عظمت و حیثیت کا خاتمہ ہو گیا اس سے بھی زیادہ نمایاں امر یہ تھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص نے اسلام قبول کر لیا۔

صلح حدیبیہ کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مکہ سے نکل کر مدینہ کا رخ کیا راستہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ملے پوچھا کدھر کا قصد ہے بولے اسلام لانے جاتا ہوں آخر کب تک؟ عمرو بن العاص نے کہا کہ ہمارا بھی یہی ارادہ ہے چنانچہ دونوں بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ یہ دونوں بزرگ مکہ کے چوٹی کے رئیس اور مغیرہ و عاص کے بیٹے تھے ابتداء سے اسلامیوں کے خلاف معرکہ آرا رہتے بڑے بہادر اور ذی وقار لوگ تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے وقار کو قائم رکھا عہد خلافت میں ایک (خالد رضی اللہ عنہ) نے شام کا ملک قیصر سے چھین لیا اور دوسرے (عمرو بن العاص) مصر کا فاتح ہوا کچھ ہی روز بعد ایک اور عظیم الشان رئیس مکہ حضرت ابو سفیان جو امیہ ابی ابن خلف کے بیٹے تھے حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔

فتح مکہ

آخر وہ وقت بھی آگیا کہ مکہ کا ایک یتیم اور بیکس کے ساتھ وطن سے نکالا ہوا انسان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) فاتحانہ حیثیت سے مکہ میں داخل ہوا اور خلیل بت شکن کی یادگار۔ بتوں اور بت پرستی کی آلائش سے پاک ہو گئی جس کے آغوش میں (۳۶۰) بت متمکن تھے آپ نے تمام بتوں کو نکلوا دیا اور جتنی تصاویر منقوش تھیں وہ سب مٹا دیں اس کے بعد آپ نے ایک پرشکوہ اور ایمان افروز خطبہ دیا اور فرمایا کہ خدائے ایک خدا کے سوا اور کوئی خدا نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اس نے اپنا وعدہ سچا کیا اس نے اپنے بندوں کی مدد کی اور تمام جتھوں کو توڑ دیا۔ ہاں تمام مفاخر تمام انتقام خونبہائے قدیم سارے خونبہا میرے قدموں کے نیچے ہیں صرف حرم کعبہ کی تولیت اور حجاج کی آب رسانی اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اے قوم قریش۔ اب جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار خدا نے مٹا دیا تمام لوگ آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنے ہیں قبیلوں اور خاندانوں کی تخلیق محض شناخت اور باہمی پہچان کے لئے ہے نہ کہ کسی شرف و افتخار کے لئے سب سے زیادہ شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ نیک اور پرہیزگار ہے دنیا پر اسلام کا یہ سب سے بڑا احسان ہے کہ اس نے مساوات عام قائم کر دی شریف و ذلیل شاہ و گدا اور عربی و عجمی کا امتیاز اڑا دیا اور اعلان کر دیا کہ سب برابر ہیں اور ہر شخص ترقی کر کے انتہائی درجہ پر پہنچ سکتا ہے خطبہ کے بعد آپ نے مجمع کی طرف دیکھا تو جبابرۂ قریش اور رؤسائے شہر سامنے تھے ان میں وہ بھی تھے جن کے تیغ و سنان نے پیکر قدس کے ساتھ گستاخیاں کی تھیں، وہ بھی تھے جنھوں نے اسلام کو مٹانے، آپ کے راستے میں کانٹے بچھانے آپ کی ایڑیاں لہولہان کرنے اور جس طرح ممکن ہوتا تنگ کر کے رکھدینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا اور وہ بھی تھے جو مسلمانوں کو جلتی ریگ پر لٹا کر ان کے سینوں پر آتشیں مہریں لگایا کرتے تھے رحمت عالم نے ان کی طرف دیکھا اور ایک پرجلال لہجہ میں پوچھا تم کو کچھ معلوم ہے میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں۔ یہ لوگ اگرچہ شقی و بیرحم تھے لیکن مزاج شناس تھے پکار اٹھے اخ کریم و ابن اخ کریم تو شریف بھائی ہے اور شریف برادر زادہ ہے ارشاد ہوا لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء تم پر کچھ الزام نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو، اس طرح دعوت اسلام پوری ہو گئی اور صدیوں کی سوتی ہوئی بستی (مکہ) بلکہ تمام دنیا کو رسول کریم نے جگا کر رکھدیا۔

زمانہ کے بگڑے ہوؤں کو بنایا

قبائل انصار کی تربیت و اصلاح

مدینہ منورہ رذائل و ذمائم کا گھر بنا ہوا تھا یہاں کے اعیان و اشراف سب کی حالت یکساں تھی اور سب معاصی و معائب کے دریاؤں میں غوطے لگا رہے تھے یہاں بہت قدیم زمانہ میں یہود آکر آباد ہو گئے تھے اور ان کے قلعہ اور آبادیاں شہر اور اطراف میں دور دور تک قائم ہو گئی تھیں ان کے بعد مشہور ”سیلاب عرم“ کے زمانہ سے خوف زدہ ہو کر انصار بھی یہیں چلے آئے جو اوس و خزرج دو بھائیوں کی اولاد تھے یہود کے اقتدار و دولت نے انھیں ان سے معاہدہ پر مجبور کیا مگر ایک مدت کے بعد یہود نے ان کے خانہ اج کو بڑھتا اور پھیلتا دیکھ کر بطور رشک بینی معاہدہ توڑ دیا اور اپنا ڈنکا بجانے لگے ان میں ایک فرمانروا پیدا ہوا جو نہایت بدکار و عیاش تھا اس نے حکم دے رکھا تھا کہ جو دوشیزہ لڑکی بیاہی جائے وہ پہلے اس کے شبستان عیش میں پہنچائی جائے سب مجبور تھے اور کسی کو اعتراض کی جرات نہ ہوتی تھی اس کے زمانہ میں انصار کا سردار مالک بن عجلان تھا اس کی بہن کی شادی کا وقت آیا تو عین اس روز کہ شادی ہونے والی تھی وہ گھر سے نکلی اور اپنے بھائی کے سامنے سے بے پردہ گذری مالک کو بہت غیرت آئی اور بہن کو بہت ملامت کی اس نے نہایت ذہانت کے ساتھ جواب دیا بیشک یہ برا ہے لیکن کل جو پیش آنے والا ہے وہ اس سے بھی برا ہے تیرے شانہ پر بیٹھا ہوں کی تدبیر کارگر ہوئی اور مالک نے غیرت کے جوش سے لبریز ہو کر رئیس مدینہ فطیون کو قتل کر دیا اس طرح کہ جب مالک کی بہن دلہن بنکر فطیون کی خلوت گاہ میں گئی تو مالک بھی زنانہ کپڑے پہنکر سہیلیوں میں شامل ہو گیا اور ساتھ گیا اور فطیون کو قتل کر کے شام کو بھاگ گیا شام میں غسانیوں کی حکومت تھی اور ابو جبیلہ حکمران تھا اس نے مالک سے یہ حالات سنے تو وہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ آیا اوس اور خزرج کے رؤسا کو بلا کر خلعت دیئے اور پھر یہود کے رؤسا کی دعوت کی اور دعوت ہی میں ایک ایک کو فطیون سمیت قتل کرا دیا اس سے یہود کا زور ٹوٹ گیا اور انصار نے پھر طاقت حاصل کر لی۔

مدینہ کی خانہ جنگیاں

مدینہ اور حوالی مدینہ میں انصار نے کثرت سے چھوٹے چھوٹے قلعے بنائے ایک مدت کے بعد اوس اور خزرج میں خانہ جنگیاں شروع ہو گئیں سب سے آخری اور خونریز جنگ جنگ بعاث تھی جس میں دونوں خاندانوں کے نامور بہادر لڑکر ختم ہو گئے انصار اتنے کمزور ہو گئے کہ قریش کے پاس انھیں حلیف بنا لینے کے لئے سفارت بھیجی مگر ابوجہل نے معاہدہ نہ ہونے دیا۔ یہ لوگ سخت بت پرست اور تمام اخلاق کے اعتبار سے بہت پست تھے اہل عرب کی تمام جہالتیں بہت نظریات ان میں موجود تھیں مگر یہود کے قرب نے انھیں ایک پیغمبر موعود کے آنے کا یقین دلا دیا تھا یہود علم و فضل اور دولت میں بہت ممتاز تھے اس لئے انصار کو گو نہ رقابت کے باوجود ان کے فضل و کمال اور دولت و عظمت کا اعتراف کرنا پڑتا تھا اور مجبوراً کرنا پڑتا تھا کسی کے اولاد نہ ہوتی تو وہ منت مانتا تھا کہ اس کا بچہ زندہ رہے گا تو وہ یہودی بنا دیا جائے گا انہی میں ایک مشہور سپہ سالار اور شاعر سوید بن صامت تھا اس کے ہاتھ کہیں سے امثال لقمان کا نسخہ آ گیا جس کو اس نے کتاب آسمانی سمجھ لیا جب وہ حج کو گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ملے اس نے امثال لقمان پڑھ کر سنائی آپ نے فرمایا میرے پاس اس سے بہتر چیز ہے چند آیات قرآنی پڑھیں سوید معتقد ہو گیا گو وہ بھی جنگ بعاث میں مارا گیا مگر اپنی اسلام دوستی کا اثر انصار پر چھوڑ گیا۔

اوس خزرج سے شکست کھا چکے تھے اس نے ان کی طرف سے سفارت قریش کو حلیف بنا لینے کے لئے مکہ معظمہ بھیجی ایاس بن معاذ کو رسول کریم نے چند آیات قرآنی پڑھ کر سنائیں وہ حلقہ بگوش بن گیا مگر اس سفارت نے پورا کام نہ بننے دیا ایاس بھی جنگ بعاث میں کام آیا لوگوں کا بیان ہے کہ مرتے وقت اس کی زبان پر تکبیر جاری تھی۔ سنہ ۱۱ نبوی میں بزمانہ حج آپ خزرج کے چند اشخاص سے ملے اور قرآنی آیات سنائیں انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہود کہیں ہم سے اولیت میں بازی نہ لیجائیں پھر یہ چھ کے چھ اشخاص اسلام لے آئے جن میں رافع بن مالک اور قطبہ بن عامر بھی شامل تھے دوسرے سال بارہ اشخاص نے بیعت کی آپ نے احکام اسلام سکھلانے کے لئے مصعب بن عمیر کو ساتھ کر دیا یہ مدینہ کے ایک نہایت معزز رئیس حضرت اسعد بن زرارہ کے یہاں مقیم ہوئے گھروں پر جا جا کر دعوت اسلام دیتے اور قرآن سنانا شروع کیا رفتہ رفتہ شہر قبا سے مدینہ تک گھر گھر اسلام پھیل گیا قبیلہ خزرج کے کام سے فارغ ہو کر مصعب قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ کے پاس پہنچے پہلے انہوں نے نفرت کا اظہار کیا مگر آیات قرآنی سنتے ہی پتھر کا دل موم ہو گیا ان کا اسلام تمام قبیلہ کا اسلام تھا اگلے سال ۷۲ اشخاص نے جنھوں نے بیعت کی ان سے آپ توحید و رسالت کے اقرار کے بعد چوری، زنا، قتل اولاد اور افترا کے مرتکب ہونے اور آپ کی ہر اچھی بات ماننے کی بیعت لیتے تھے مدینہ میں اسلام کی روشنی پھیلنی شروع ہو گئی اور وہاں کے دونوں قبائل مسلمان ہو گئے تو آپ نے مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت دیدی اور رفتہ رفتہ صحابہ کی کثیر تعداد وہاں پہنچ گئی۔

ہوا خواہ اسلام کا عدیم النظیر مظاہرہ

جب شہر والوں کو سرکار دو عالم کے ورود مسعود کی خبر پہنچی تو ایک غلغلہ تکبیر بلند ہوا۔ ہر طرف سے لوگ جوش مسرت سے لبریز ہو کر پیشقدمی کے لئے دوڑے نو بجار سے پہلے ہی سجا کر آئے قبا سے مدینہ منورہ تک دو رویہ جان نثاروں کی صفیں تھیں راہ میں انصار کے خاندان آتے تھے ہر قبیلہ سامنے آکر عرض کرتا حضور! یہ گھر ہے یہ مال ہے یہ جان ہے آپ عائے خیر دیتے شہر قریب آیا تو یہ جوش کا عالم تھا کہ خاتونان مدینہ چھتوں پر نکل آئیں اور گانے لگیں وہ چاند نکل آیا ہے۔ کوہ وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر خدا کا شکر واجب ہے جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں معصوم بچے دف بجا بجا کر سرشار جے عالم میں نعت پڑھ رہی تھیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہی میں مسجد تعمیر کی اور یہیں آپ نے اول کی طریقہ اختیار کیا۔ وہی انصار جو چار دن پہلے نچلے نہ بیٹھتے تھے جو خانہ جنگیوں میں اپنا سارا اقتدار تباہ کر چکے تھے اپنے نامور سردار کھو چکے تھے اور جو شرک میں ڈوب کر حلال و حرام کی تمیز سے قطعاً بیگانہ ہو چکے تھے بلکہ اتفاق و یکجہتی کا نام بھی بھول چکے تھے اب سے ظہور اسلام سے سرشار ہو کر اخوت و اتحاد کا وہ شاندار اور فقید المثال مظاہرہ دنیا کے سامنے کرتے ہیں کہ ایک زمانہ اسی وقت انگشت بدندان ہو کر نہیں رہ گیا تھا بلکہ آج بھی ان کی شاخ حیرت استعجاب کے صد ہا آشیانوں سے گھری ہوئی ہے مہاجرین کے لئے انصار کا گھر مہمانخانہ تو بن ہی گیا تھا مہاجرین خود نہ چاہتے تھے کہ اس فدر خیرات پر بسر کریں ان میں خوشحال و متمول بھی تھے لیکن وطن سے کچھ لیکر نہ چلے تھے آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کے مابین رشتہ اخوت قائم کر دیا

اور ایک جلسہ طلب کر کے اس میں انصار سے فرمایا کہ یہ مہاجرین تمہارے بھائی ہیں مہاجرین کی تعداد اس وقت ۴۵ تھی پھر آپ نے مہاجرین اور انصار میں سے دو دو کو بلا کر فرماتے گئے کہ یہ اور تم بھائی بھائی ہو اور واقعی اب دو بھائی بھائی تھے انصار نے مہاجرین کو گھر لیجا کر ایک ایک چیز کا جائزہ دیا کہ آدھا ہمارا اور آدھا آپ کا ہے سعد بن الربیع جو عبدالرحمن بن عوف کے بھائی قرار پائے ان کی دو بیویاں تھیں عبدالرحمن سے کہا کہ ایک کو میں طلاق دیتا ہوں آپ اس سے نکاح کر لیجئے لیکن انہوں نے احسانمندی کے ساتھ انکار کر دیا۔

نخلستان ہی ان کی دولت تھی مہاجرین تجارت پیشہ تھے وہ کھیتی کے شغل سے ناواقف تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے انکار کیا انصار نے کہا سب کاروبار ہم خود انجام دے لیں گے جو کچھ پیداوار ہوگی اس میں نصف حصہ مہاجرین کا ہوگا مہاجرین نے اسے منظور کر لیا۔ یہ رشتہ بالکل حقیقی رشتہ بن گیا تھا جب کوئی انصاری رہگرائے عالم ہوتا تو اس کا نصف حصہ علیحدہ کر دیا جاتا اور بھائی بند محروم رہتے جنگ بدر کے بعد جب مہاجرین کو اعانت کی ضرورت نہ رہی تو آیت نازل ہوئی و اولوا الارحام بعضہم اولیٰ ببعض یعنی ارباب قرابت ایک دوسرے سے زیادہ حقدار ہیں۔

سنہ ۴ھ میں بنونضیر جلا وطن ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلا کر کہا کہ مہاجرین نادار ہیں اگر تمہاری مرضی ہو تو نئے مقبوضات تنہا ان کو دیدیئے جائیں اور تم اپنے نخلستان واپس لے لو انصار کا جذبہ ملاحظہ ہو عرض کرتے ہیں ہمارے نخلستان ان بھائیوں کے قبضہ میں ہی رہنے دیجئے اور نئے بھی انہیں کو عنایت کر دیجئے۔ انصار کا یہ ایثار صفحہ تاریخ کا بہترین مرقع ہے جس پر مسلمان ہمیشہ ناز کریں گے۔

مہاجرین کی غیورانہ شان

اب مہاجرین کی غیرت و بے نیازی ملاحظہ کیجئے جب سعد بن الربیع حضرت عبدالرحمن بن عوف کو اپنی ہر چیز نصف نصف دینے پر آمادہ ہوتے ہیں تو آپ فرماتے ہیں کہ خدا یہ سب آپ کو مبارک کرے مجکو تو آپ صرف بازار کا راستہ بتا دیجئے انہوں نے ساتھ جا کر مشہور بازار قینقاع کا راستہ بتا دیا عبدالرحمن نے کچھ گھی اور کچھ پنیر خرید اشام تک خرید و فروخت کی کچھ دنوں میں اتنا سرمایہ ہو گیا کہ شادی کر لی۔ رفتہ رفتہ ان کی تجارت کو یہ ترقی ہوئی کہ ان کا اسباب تجارت سات سو اونٹوں پر لد کر آتا تھا جس دن مدینہ میں پہنچا دھوم مچ جاتی تھی۔ حضرت عثمان قینقاع کے بازار میں کھجور کی خرید و فروخت کرنے لگے ان کے ساتھ بعض اور صحابہ نے بھی دوکانیں کھول لی تھیں حضرت ابو بکر کا کارخانہ مقام سنح میں تھا آپ کپڑے کی تجارت کرتے تھے حضرت عمر تجارت میں مشغول ہو گئے تھے اور شاید ان کی تجارت کی وسعت ایران تک پہنچ گئی تھی۔ اور صحابہ نے بھی اسی قسم کی چھوٹی بڑی تجارتیں شروع کر دی تھیں۔ خیبر کی فتح پر مہاجرین نے یہ نخلستان انصار کو واپس کر دیئے اسی طرح انصار نے مہاجرین کو مکانات کے لئے افتادہ زمینیں بھی دیدی تھیں جن کے پاس زمین نہ تھی انہوں نے اپنے مکان ہی دیدیئے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتہ مواخاۃ قائم کیا اور کچھ ایسی پیغمبرانہ ذہانت و کمال کے ساتھ کہ آج بھی جب غور و تامل سے نظر آتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے اس رشتہ میں اتحاد مذاق اور خصوصیات طبیعت کا پورا لحاظ رکھا گیا حضرت ابو حذیفہ عتبہ بن ربیعہ قریش کے رئیس اعظم کے فرزند تھے اس مناسبت سے انھیں قبیلہ اشہل کے سردار عباد بن بشیر کا بھائی قرار دیا گیا حضرت ابو عبیدہ جراح حضرت سعد بن معاذ کے بھائی بنائے گئے دونوں میں ایثار کا وصف انتہا ہی کو پہنچا ہی تھا اول الذکر نے غزوہ بدر میں اسلام پر مقابلہ میں آنیوالے باپ کو قربان کر دیا اس قابلیت کے انسان تھے کہ آگے چل کر فاتح شام ہوئے مؤخر الذکر قبیلہ اوس کے رئیس اعظم تھے عرب میں حلیف کا رشتہ اخوت و اثبات کے برابر ہوتا تھا تاہم آپ نے غزوہ بنو قریظہ میں اپنے چار سو قریظی حلیفوں کو اسلام پر نثار کر دیا تھا۔ سلمان فارسی ابو درداء عمار بن یاسر اور حذیفہ بن یمان، مصعب اور ابو ایوب حضرت بلال وغیرہ میں وہ موافقت موجود تھی جس کی بدولت نہ صرف شاگرد بلکہ استاد بھی شاگرد سے اثر پذیر ہو سکتا تھا حضرت عبدالرحمن بن عوف مدینہ آئے تو بنیر سرو سامان کے پہنچے تھے حضرت سعد بن ربیع کی صحبت میں جو امیر الامرا تھے دولت و امارت کے بلند مرتبہ پر پہنچ گئے گویا اس رشتہ میں صرف مہاجرین کے گذارہ ہی کا خیال نہ تھا بلکہ یہ بھی ملحوظ رکھا گیا تھا کہ ایک دوسرے کو تربیت دے سکے اور دونوں اس باہمی تعلق سے فیضیاب ہو سکیں۔

انصار و مہاجرین میں انتہائی اخوت اور محبت پیدا ہو گئی تھی بحرین فتح ہوا تو رسول کریم نے انصار سے کہا کہ میں اسے انصار میں تقسیم کر دینا چاہتا ہوں انہوں نے عرض کیا کہ پہلے ہمارے بھائی مہاجرین کو اتنی ہی زمین عنایت فرمائیے تو ہم لینا منظور کریں گے۔

یہودی قبائل کی خوفناک سازشیں

مدینہ اور اطراف مدینہ میں بنو قینقاع بنو نضیر اور بنو قریظہ تین بہت جری بہادر اور متمول قبائل تھے ان میں سب لوگ بالعموم زمیندار اور دولتمند تجارت پیشہ اور مسلح تھے اسلحہ کے ذخائر بھی بکثرت رکھتے تھے مدینہ کے فرمانروا بھی تھے ملکی و تجارتی افسری و اقتدار کے ساتھ لوگوں پر ان کا مذہبی و علمی اثر بھی تھا وہ مدت سے یہاں حکمرانی کر رہے تھے انصار نے مدینہ آکر حریفانہ اقتدار پیدا کر لیا تھا مگر جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں کہ جنگ بعاث نے ان کی قوی طاقت توڑ دی اور اب وہ یہود کی ہمسری کے ہرگز دعویدار نہ رہے تھے انصار ویسے بھی مشرک اور جاہل تھے اس بنا پر وہ یہود کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ان کی تہذیب و شائستگی کے ابتدا سے معترف تھے جب دولت و علم و مذہب سب کچھ موجود ہو اور فرمانروائی بھی حاصل ہو جائے تو عظمت و اقتدار مسلم ہو جاتا ہے پھر یہ بڑی شرح سود پر روپیہ دیتے تھے قبائل ان کے مقروض بھی تھے ان کے پاس قلعوں اور برجوں کی بھی کثرت تھی رسول کریم نے آکر ان سے معاہدہ کر لیا مگر انہوں نے اسلام کو اپنے اقتدار کے لئے ضرب اور خطرہ سمجھ کر معاہدہ توڑ دیا اور ایک خطرناک عنصر کی صورت اختیار کر گئے انصار کمزور تو ہو ہی گئے تھے یہ انہیں خاطر میں لاتے تھے اور کون ایسے لوگوں کو خاطر میں لاتا ہے جن کے بال بچے اور مستورات تک ان کے پاس روپیہ کے عوض میں رہن ہوں۔

ان کے اندر امتداد زمانہ سے اخلاق ذمائم بھی بکثرت پھیل گئے تھے انتہا یہ تھی کہ رئیس کعب بن اشرف کے پاس ان کے ایک انصاری بضرورت کچھ روپیہ قرض لینے گئے تو صاف کہدیا کہ اپنی مستورات کو میرے پاس رہن رکھدو اسی طرح یہ انصاریوں کے مال و دولت اور جائداد اور اولاد پر تصرف جماتے چلے جاتے تھے بیرحمی سے سود لیتے تھے دودھ پیتے بچوں کو پتھر سے مار ڈالتے تھے زنا و بدکاری کی بھی کثرت تھی چونکہ امرا اس کے زیادہ مرتکب ہوتے تھے اس لئے سنگساری کی سزا کو قتل کی سزا میں تبدیل کر لیا گیا تھا اس پر یہ ستم ظریفی کہ امرا سے کچھ باز پرس نہ تھی اور غربا سزا پاتے تھے اس فطرت بد نے نظیون جیسا بدکار پیدا کر دیا اسلام کے آنے سے ایک طرف بڑھتی ہوئی یہودیت کو پابند لگا اور دوسری طرف انصار کی حالت سنبھلنے سے انہیں یہودیوں کے چنگل قرضہ سے نکل جانے کا خطرہ پیدا ہوا اس پر طرہ یہ ان کے اخلاقی ذمائم پر قرآن کریم میں ڈپٹ شروع ہو گئی عناد اور چیز تھا اور پیغمبرانہ فرائض امر دیگر نبوت وعظ و تذکیر سے تو کسی آن بھی قاصر نہیں ہو سکتی تھی قرآن میں ان کی پردہ دری پر یہ آیتیں نازل ہوتی تھیں سمعون للکذب اکالون للسحت وہ جھوٹ باتوں کو سننے والے اور مال حرام کے بڑے کھانے والے ہیں" وغیرہ

کثیرا منہم یسارعون فی الاثم والعدوان اور تو ان میں سے اکثر کو دیکھیگا کہ گناہ اور تعدی کی طرف بڑی تیزی سے بڑھتے ہیں" واخذہم الربوا وقد نھوا عنہ واکلھم اموال الناس بالباطل اور چونکہ یہ سود خواری کرتے ہیں حالانکہ ان پر سود منع کردیا گیا تھا اور چونکہ یہ لوگوں کا مال خورد برد کرتے ہیں" اس سے یہود میں اور جو شر پہلا اور انہوں نے نہ صرف یہ کہ سازشیں شروع کردیں بلکہ رسول کریم کو اذیتیں دینے پر بھی بری طرح آمادہ ہوگئے۔

مدینہ سے یہودیوں کا اخراج

یہود کی یہ حالت تھی کہ سلام علیکم کے بجائے السام علیکم ہی کہتے تھے یعنی تم پر موت طاری ہو مسلمانوں میں ایک جماعت منافقین کی پیدا ہو چلی تھی اس کے سردار عبداللہ بن ابی کو بھی در پردہ طور پر انہوں نے ملا لیا بتدریج رفتہ رفتہ یہ حالت ہوگئی کہ یہودی منافقین اور قریش تینوں مل گئے اور رسول کریم کو رات کو گھر سے نکلنا اندیشہ ناک ہو گیا اور سازشیں برابر ترقی کرتی رہیں پہلے بنو قینقاع مقابلہ پر کھڑے ہوئے ایک انصاری عورت کی یہودیوں نے سر بازار بے حرمتی کی ایک مسلمان غیرت سے بیتاب ہو کر اس یہودی کو ہلاک کر دیا یہودیوں نے مل کر اسے شہید کر دیا رسول کریم ان کے پاس گئے تو کہنے لگے کہ ہم قریش نہیں جنگ جانیں ہم سے مقابلہ ہوگا تو ہم دکھا دینگے کہ لڑائی اسکا نام ہے" نقض عہد ہو چکا تھا مجبوراً ان کا محاصرہ کر لیا پندرہ روز کے بعد خود اپنے حلیف عبداللہ بن ابی کے فیصلہ ہی کے مطابق یہ شام کی طرف جلا وطن کر دیئے گئے کل سات سو افراد تھے یہود کا ایک دولتمند اور بہت بڑا رئیس اور مشہور شاعر کعب بن اشرف قتل کر دیا گیا کیونکہ یہ قریش سے ملا مقتولین بدر کے مرثئے لکھا ابو سفیان کو انتقام پر ابھارا پھر اس نے مدینہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتمہ کی سازشیں کیں اور بہت خطرناک بن گیا۔ یہود بنی نضیر بھی انتہائی شرارت پر آمادہ ہوئے بالاخانہ سے پتھر گرا کر آپ کو شہید کر ڈالنے کی سازش کی رسول کریم نے ان سے معاہدہ کرنا چاہا لیکن یہ اس پر آمادہ نہ ہوئے البتہ بنو قریظہ نے معاہدہ ضرور کر لیا بعد میں پیغام بھیجا کہ آپ تین عالم لیکر آئیں ہمارے احبار سے مباحثہ کریں اگر انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو ہم بھی قبول کر لیں گے ادھر آپ راضی ہوئے ادھر انہوں نے یہودیوں کو تمام سلاح سے مسلح کر کے کھڑا کر دیا کہ آتے ہی آپکو قتل کر دیں بنو نضیر کی سرکشی کی وجہ یہ تھی کہ وہ مضبوط قلعوں میں پناہ گزیں تھے جن کا فتح کرنا آسان کام نہ تھا عبداللہ ابن ابی نے کہلا بھیجا تھا تم اطاعت نہ کرنا بنو قریظہ تمہارا ساتھ دیں گے میں بھی دو ہزار آدمی لیکر آ جاؤں گا یہ کچھ بھی نہ ہوا ان کا محاصرہ کر لیا گیا پندرہ روز بعد انہوں نے اس شرط پر ہتھیار ڈال دیئے کہ ہم اپنا سب مال و اسباب لیکر کسی طرف کو نکل جائیں بنو نضیر نکلے تو اس شان سے کہ جشن کا دھوکہ ہوتا تھا ساتھ ساتھ باجہ بج رہا تھا اونٹوں پر سوار تھے عورتیں دف بجا بجا کر گا رہی تھیں مدینہ والے خود کہتے تھے کہ اس شان و شکوہ کی سواری انہوں نے پہلے نہ دیکھی تھی ان کے مشہور رؤسا سلام بن ابی الحقیق۔ کنانہ بن الربیع اور حیی بن اخطب خیبر

قریش یہود کی خوفناک سازش

سلام کنانہ اور حیی مدینہ سے نکل کر مکہ پہنچے اور قریش سے کہنے لگے کہ ہمارا ساتھ دو تو ہم اسلام کا استیصال کر سکتے ہیں وہ تو تیار ہی بیٹھے تھے انہیں آمادہ کرنے کے بعد قبیلہ غطفان کے پاس گئے اور انہیں خیبر کے نصف محاصل ہمیشہ دیتے رہنے کے وعدہ پر جنگ کے لئے آمادہ کر لیا غطفان نے اپنے حلیف قبیلہ بنو اسد کو لکھکر تیار کر لیا قبیلہ بنو سلیم سے قریش کی قرابت تھی انہوں نے انہیں ساتھ لیا رہا بنو سعد کا قبیلہ یہود کا حلیف تھا غرض قریش یہود غطفان بنو اسد بنو سعد اور بنو سلیم وغیرہ کا ۲۴ ہزار کا لشکر جرار لیکر مدینہ پر اس شدت سے حملہ آور ہوئے کہ زمین دہل گئی اسلام کی تاریخ میں یہ نہایت نازک وقت تھا باہر سے سیلاب امنڈا چلا آتا تھا اندر بنو قریظہ اور منافقین موجود تھے بنو قریظہ کو معاہدہ یاد دلایا تو کہا

کہ ہم نہیں جانتے محمد کون ہے اور معاہدہ کیا چیز ہے اس معرکہ کی تصویر خود خدائے قدوس نے کھینچی ہے یعنی "جبکہ دشمن اوپر کی طرف اور نشیب کی طرف سے آپڑے اور جب آنکھیں پھٹ گئیں اور کلیجے منہ میں آگئے اور تم خدا کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے تو مسلمانوں کی جانچ کا وقت آگیا اور وہ زور زور سے لرزنے لگے" ایک ماہ تک شدید محاصرہ رہا مگر آپ نے جو خندق کھدوائی تھی اس کے پار نہ آسکے مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ تین تین دن فاقہ سے گذر گئے خود رسول کریم کی ایک دن گھمسان میں مسلسل چار نمازیں قضا ہوئیں پتھروں اور تیروں کی بارش دن بھر ہوتی رہتی تھی آخر خدا نے غیبی امداد کی ہوا کا طوفان آگیا اتنا شدید کہ خیموں کی طنابیں اکھڑ گئیں چولہوں پر دیگچے الٹ جاتے تھے رسد کی بھی قلت ہوگئی ایک غطفانی رئیس نعیم بن مسعود مسلمان ہو چکے تھے کسی کو اس کی اطلاع نہ تھی انہوں نے یہود و قریش میں پھوٹ ڈلوا دی محاصرہ کی طوالت نے محاصرین کو اور گھبرا دیا پہلے ابو سفیان رسد کی کمی سے چلا گیا غطفان اس کے ساتھ روانہ ہوگئے اور اس جنگ عظیم کا قدرت نے خود فیصلہ کر دیا ارشاد ربانی ہے "مسلمانوں خدا کے اس احسان کو یاد کرو جب تم پر فوجیں آپڑیں تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور فوجیں بھیجیں جو تم کو دکھائی نہیں دیتی تھیں" اور خدا نے کافروں کو غصہ میں بھرا ہوا ہٹا دیا کہ انہیں کچھ ہاتھ نہ آیا اور مسلمانوں کو لڑنے کی نوبت نہ آنے دی۔

قوت یہود کا خاتمہ

جنگ احزاب سے فارغ ہوتے ہی آپ نے حکم دیا کہ ابھی ہتھیار نہ کھولیں اور قریظہ کی طرف بڑھیں اب بھی اگر یہ صلح و آشتی سے فیصلہ کر لیتے تو رحمت عالم کے دریائے رحمت کے جوش کو کوئی نہ روک سکتا تھا مگر یہ تو مقابلہ کا فیصلہ کئے بیٹھے تھے جب حضرت علیؓ ان کے قلعوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علانیہ گالیاں دیں ان کا محاصرہ کر لیا گیا جو تقریباً ایک ماہ تک رہا آخر انہوں نے درخواست کی کہ ہمارے حلیف سعد بن معاذ جو فیصلہ کر دیں گے ہمیں منظور ہوگا ہم کہہ چکے ہیں کہ عرب میں کسی کا حلیف ہونا تعلق نسبی سے بڑھ کر تھا آپ اس کے رئیس اعظم بھی تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ درخواست منظور کر لی انہوں نے توراۃ ہی کے حکم کے مطابق فیصلہ کر دیا۔ توراۃ کا حکم ہے کہ "پہلے محصورین کو پیغام صلح دے مان لیں تو سب غلام ہیں نہ مانیں تو لڑنے والوں میں سے مردوں کو تو قتل کر دیا جائے باقی سب مال غنیمت ہیں۔ حیی بن اخطب جو سارے فتنوں کا بانی تھا جب مقتل میں لایا گیا اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اور کہا "خدا کی قسم مجھے اس کا افسوس نہیں ہے کہ میں نے تیری عداوت کیوں کی بات یہ ہے کہ جو شخص خدا کو چھوڑ دیتا ہے خدا بھی اسے چھوڑ دیتا ہے" قریظہ کی ایک عورت بھی بڑے سکون کے ساتھ قتل ہوئی اور آخر وقت تک حضرت عائشہ صدیقہ سے ہنس ہنس کر باتیں کرتی رہی۔ اس طرح ان کے چار سو افراد کے سر قلم کر دیئے گئے ان بدبختوں سے آپ نے حفاظت جان و مال کا معاہدہ کر کے ان کا رتبہ برابر کر دیا بنو نضیر کی جلا وطنی پر پھر تجدید معاہدہ کی تا ہم جنگ احزاب میں انہوں نے شرکت کی ازواج مطہرات جس قلعہ میں حفاظت کے لئے بھیج دی گئی تھیں اس پر عین نازک وقت میں حملہ آور ہوئے حیی بن اخطب جیسے باغی اعظم کو ساتھ لائے اور پھر بھی برابر سرکشی پر آمادہ رہے اس لئے اس خطرناک عنصر کا قصہ پاک کئے بغیر کوئی راہ نکالنی مشکل ہوگئی یہودی اب بھی سکون سے نہ بیٹھے خیبر کو انہوں نے مرکز بنا کر پھر قریش اور قبائل میں مقابلہ کی آگ بھڑکا شروع کر دی اور غطفان کو ساتھ لیکر مدینہ پر حملہ کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے خیبر میں ان کی طاقت مجتمع ہوگئی مگر آپ نے پہلے ہی بڑھکر پیشقدمی کر دی اور شدید مقابلہ کے بعد خیبر فتح ہوگیا جس کے بعد ان کی سیاسی ہیئت ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی مگر پھر بھی یہ شرارتیں برابر کرتے رہے جنکے باعث عہد خلافت عمرؓ میں انہیں یہاں سے بھی جلا وطنی کی سزا ملی ان کی تمام جائداد بھی مجاہدین

بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا

سلاطین عالم کو دعوت اسلام

صلح حدیبیہ کے بعد کسی حد تک سکون و اطمینان ہوا اور افق پر جو تیرہ و تار گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں وہ ایک حد تک چھٹ گئیں آپ پیغمبر تھے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے فریضہ عمل سے غافل نہ رہ سکتے تھے ایک دن آپ نے صحابہ کا ایک جلسہ طلب کیا اور ایک خطبہ دیا جس میں فرمایا کہ خدائے برتر و توانا نے مجھے پوری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے دیکھو حضرت عیسٰیؑ کے حواریین کی طرح اختلاف نہ کرنا متحد و متفق رہنا جاؤ اور میری طرف سے پیغام حق ادا کرو اس کے بعد آپنے شہنشاہ عجم عزیز مصر قیصر روم اور رؤسائے عرب کو دعوت اسلام کے خطوط لکھے ظاہر ہے کہ وہ بہت مغرور بہت متکبر بہت جلیل القدر اور بہت ذی حشم انسان تھے اور تاج و تخت کی عظمتوں نے انھیں کس قدر غافل و بے راہ بنا رکھا ہو جب عوام کی حالت ہی بد سے بدتر تھی اور وہ بدی رذائل و مناہی میں ڈوبے ہوئے تھے تو بادشاہ تو پھر بادشاہ ہی تھے اقتدار حکومت اُن سے جو بھی کراتا کم تھا آپ کو علم تھا اور خوب جانتے تھے کہ مذہب کے قبول کرنے اور حلقہ بگوش بننے والے اکثر غربا ہی ہوتے ہیں پھر بھی یہ حقیقت ہے کہ رحمت ایزدی کا بادل جب برسنے پر آتا ہے تو پھر اس کے لئے دشت و گلزار اور کوہ و زمین کی کوئی تخصیص نہیں رہتی کثرت کی بات اور ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ایک غریب انتہائی گمراہیوں میں مبتلا ہو سکتا ہے اور ایک امیر ہر لمحہ خدا سے ڈرتا اور لرزتا رہتا ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ جسے چاہے سعادت تقویٰ اور شرف ایمان نصیب کرے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب بندے ہیں سب کے اچھے کاموں سے وہ یکساں خوش ہوتا اور سب کے برے کام اس کی نظر میں برے ہیں ہر وہ ہستی بڑی ہو یا چھوٹی امیر ہو یا غریب جو مبتلائے معاصی ہے قابل رحم ہے اور ایک ایسے بحر بیکراں میں ڈوبنے والی ہے جس سے اس کا حسن عمل ہی اُسے پار لگا سکتا ہے رسالت مآب کو علم تھا کہ آئندہ دنیا میں کیا پیش آنے والا ہے اور گمراہوں کو کیسی کیسی شدید سزائیں دی جائینگی یہی وجہ ہے کہ آپ کو گنہگاروں پر بہت رحم آتا تھا اور آپ چاہتے تھے کہ کسی طرح یہ اس تباہی اور جہنم کا ایندھن بننے سے محفوظ ہو جائیں اور اس صراط مستقیم پر پڑ لیں جو نجات و رستگاری کا واحد راستہ ہے اسی لئے آپ جب اپنے کام کا ایک حصہ مکمل کر چکے تو آپ نے پہلی فرصت میں سلاطین عالم کی راہ نمائی کی سعی کی اور انھیں دعوت اسلام بھیجی۔

کجکلاہ ایران کو نامۂ دعوت

خسرو پرویز کجکلاہ ایران کے دربار میں دعوت اسلام کا خط لیکر عبد اللہ بن حذافہ سہمی روانہ ہوئے۔ قیصر روم کی بارگاہ میں پہنچنے کی خدمت حضرت دحیہ کلبی کو تفویض کی گئی حضرت حاطب بن بلتعہؓ عزیز مصر کی طرف تشریف لے گئے نجاشی کی خدمت میں نامہ مبارک پہنچانے کا کام حضرت عمرو بن امیہؓ کے سپرد ہوا۔ رئیس حدود شام حارث غسانی کے پاس حضرت شجاع بن وہب الاسدی بھیجے گئے۔ حضرت سلیط بن عمر بن عبد شمس کو ہوذہ رئیس یمامہ کی طرف روانہ کیا گیا کجکلاہ ایران کے نام دعوت اسلام کے خط میں مرقوم تھا کہ خدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے محمد پیغمبر کی طرف سے کسریٰ رئیس فارس کے نام سلام ہے اس شخص پر جو ہدایت کا پیرو ہو اور خدا اور پیغمبر اسلام پر ایمان لائے اور یہ گواہی دے کہ خدا صرف ایک خدا ہے اور یہ کہ خدا نے مجھکو تمام دنیا کا پیغمبر مقرر کر کے بھیجا ہے تاکہ وہ ہر زندہ شخص کو خدا کا خوف دلائے۔ تو اسلام قبول کر تو سلامت رہیگا ورنہ مجوسیوں کا وبال تیری گردن پر ہوگا۔

خسرو پرویز بڑی سطوت و جبروت کا فرمانروا تھا اس کے عہد حکومت میں دربار ایران کو جو شکوہ و عظمت حاصل ہوئی تھی وہ اس سے پہلے کسی تاجدار کو نصیب نہ ہوئی تھی عجم کا طریقہ یہ تھا کہ سلاطین کو جو خطوط لکھے جاتے تھے ان میں عنوان پر پہلے بادشاہ کا نام ہوتا تھا لیکن نامہ مبارک میں پہلے خدا کا نام تھا اور پھر عرب کے دستور کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مرقوم تھا خسرو پرویز نے اس انداز تحریر کو اپنی شان و جلالت کی تحقیر سمجھا اور بولا کہ "میرا غلام ہو کر مجکو یوں لکھتا ہے" اور پھر نامہ مبارک کو چاک کر ڈالا اور نہ صرف چاک کر ڈالا بلکہ خسرو پرویز نے باذان گورنر یمن کے نام فرمان بھیجا کہ کسی شخص کو حجاز بھیجکر اس مدعی نبوت کو گرفتار کر کے میرے دربار میں بھیجدو۔ باذان کے حکم سے دو شخص بانویہ اور خرخسرہ مدینہ آئے اور عرض کی کہ شہنشاہ عالم (کسریٰ) نے آپ کو بلایا ہے اگر تم تعمیل نہ کروگے تو وہ تم کو اور تمہارے ملک کو برباد کر دیگا۔ آپنے فرمایا کہ تم واپس جاؤ اور کہدینا کہ اسلام کی حکومت کسریٰ کے پایہ تخت تک پہنچے گی اور اللہ نے اس کی حکومت کو پارہ پارہ کر دیا یہ لوگ پیغام پہنچا کر یمن آئے تو خبر آئی کہ اس کے بیٹے شیرویہ نے خسرو پرویز کو قتل کر دیا۔

شاہ مصر کے نام مکتوب

عزیز مصر نے آپکے خط کے جواب میں بڑی عجز سے یہ عریضہ لکھا کہ "محمد بن عبد اللہ کے نام مقوقس رئیس قبط کی طرف سے سلام علیک کے بعد میں نے آپ کا خط پڑھا اور اس کا مضمون و مطلب سمجھا مجکو اس قدر معلوم تھا کہ ایک پیغمبر آنے والے ہیں لیکن میں یہ سمجھتا تھا کہ وہ شام میں ظہور کرینگے میں نے آپ کے قاصد کی عزت کی اور دو لڑکیاں بھیجتا ہوں جن کی مصر کی قوم (قبطیوں) میں بہت عزت کی جاتی ہے ساتھ ہی میں آپ کے لئے کپڑا اور سواری کا خچر بھی بھیجتا ہوں" ان دونوں لڑکیوں میں ایک حضرت ماریہ قبطیہؓ تھیں جو حرم نبوی میں داخل ہوئیں اور دوسری سیرین تھیں جو حضرت حسانؓ کی ملک میں آئیں خچر جو بھیجا گیا تھا اس کا نام دلدل تھا جنگ حنین میں آپ اس پر سوار تھے۔ طبری نے لکھا ہے کہ ماریہ اور سیرین دونوں حقیقی بہنیں تھیں جو حاطب بن بلتعہؓ کی تلقین سے اسلام لے آئی تھیں۔ مقوقس بھی بہت جاہ و جلال کا فرمانروا تھا اس نے نامہ مبارک اور قاصد دربار رسالت کی عزت تو بہت کی مگر باینہمہ وہ اسلام نہیں لایا۔

روم و ایران کی جنگ

ایرانیوں نے چند سال پیشتر بلاد شام پر حملہ کر کے رومیوں کو عظیم الشان شکست دی تھی اور اس قدر کچلا تھا کہ ان کے حوصلے پست ہو گئے تھے قریش کو عیسائیوں سے بالطبع نفرت تھی اور نفرت تھی کہ ان کے بادشاہ ابرہہ نے کعبہ کو ڈھانے کے لئے ایک جرار لشکر لیکر مکہ پر حملہ کیا تھا۔ اس وقت سے یہ اُن سے نفور چلے آتے تھے جب رومیوں اور ایرانیوں کی جنگ ہوئی اور اس میں رومیوں کو مسلسل شکستوں کا سامنا کرنا پڑا تو قریش نے اس پر بڑی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا تھا اس لئے بھی کہ رومی عیسائی تھے اور اس لئے بھی کہ مشرک قوم کو فتح حاصل ہوئی تھی کفار مذاق کرتے تھے کہ دیکھو بت پرستوں نے اہل کتاب عیسائیوں کو کیسی شکست دی چونکہ اس مذاق میں اہل کتاب ماننے والوں کی رسوائی اور بتوں اور بت پرستوں کی عزت

کا پہلو نکلتا تھا اس لئے غیرت ربانی جوش میں آگئی سورہ روم نازل ہوئی جس میں یہ پیشین گوئی کی گئی تھی کہ چند سال بعد رومیوں کو فیصلہ کن فتح نصیب ہوگی وہ وقت ایسا تھا رومی کچھ اس بری طرح پامال ہوئے تھے ان کی حالت اتنی زبوں و زار ہو چکی تھی کہ بظاہر پھر اس کے احیا کی کوئی توقع باقی نہ رہ گئی تھی دوسرے ایرانیوں کا آفتاب عظمت و اقبال خط استوا پر چمک رہا تھا اور کوئی یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ انہیں رومی کبھی نیچا دکھا سکیں گے یہی وجہ تھی کہ کفار نے اس پیشینگوئی کو بعید از قیاس سمجھ کر مذاق اڑایا لیکن جب فتح نصیب ہوئی اور غیر ممکن ممکن بن گیا تو کفار میں حیرت پیدا ہوئی اور بہت سے لوگ محض اسی صداقت اسلام سے متاثر ہو کر ایمان لے آئے۔

ہرقل قیصر روم اس فتح کی مسرت و شادمانی پر شکرانہ ادا کرنے کے لئے حمص سے بیت المقدس آیا ہوا تھا اور اس شان و عظمت کے ساتھ آیا تھا کہ جہاں چلتا تھا لوگ زمین پر فرش اور فرش کے اوپر پھول بچھاتے جاتے تھے شام میں ایک عربی خاندان غسانی کی حکمرانی تھی جس کا پایہ تخت اس زمانہ میں بصریٰ تھا جو آجکل حوران کہلاتا ہے اور دمشق کے علاقہ میں ہے حارث غسانی تخت شام پر سریر آرائے حکومت تھا حضرت دحیہ کلبی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک بصریٰ ہی میں حارث غسانی کو دیا جس نے اسے بجنسہ بیت المقدس بھیجا۔ یا قیصر ہرقل نے خط دیکھتے ہی کہا کہ اگر یہاں عرب کا کوئی شخص مل سکے تو اسے بلا لاؤ اس وقت اتفاق سے رئیس مکہ ابو سفیان تجارت عرب کے ساتھ غزہ میں مقیم ہے قیصر کے آدمی انہیں بلانے گئے ہرقل نے بڑے اہتمام کے ساتھ دربار منعقد کیا تخت کے چاروں طرف بطارقہ قسیس اور رہبانوں کی صفیں قائم کیں اور اہل عرب کو مخاطب کر کے کہا کہ تم میں سے اس مدعی نبوت کا رشتہ دار کون ہے ابو سفیان بولا "میں ہوں" پھر دونوں میں حسب ذیل مکالمہ ہوا۔

قیصر۔ مدعی نبوت کا خاندان کیسا ہے؟ ابو سفیان۔ شریف ہے۔ قیصر۔ اس خاندان میں کسی اور نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا؟ ابو سفیان۔ نہیں۔ قیصر۔ اس خاندان میں کوئی بادشاہ بھی گذرا ہے؟ ابو سفیان۔ نہیں۔ قیصر۔ جن لوگوں نے یہ مذہب قبول کیا ہے وہ کمزور لوگ ہیں یا صاحب اثر؟ ابو سفیان۔ کمزور لوگ ہیں۔ قیصر۔ اس کے پیرو بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں؟ ابو سفیان۔ بڑھتے جاتے ہیں۔ قیصر۔ کبھی تم لوگوں نے اس کے متعلق جھوٹ کا بھی تجربہ کیا ہے؟ ابو سفیان۔ نہیں۔ قیصر۔ وہ کبھی عہد و اقرار کی بھی خلاف ورزی کرتا ہے؟ ابو سفیان۔ ابھی تک تو نہیں کی اب جو نیا معاہدہ ہوا ہے اس میں دیکھیں کہ وہ اپنے عہد پر قائم رہتا ہے یا نہیں؟

قیصر۔ تم لوگوں نے کبھی اس سے جنگ بھی کی؟ ابو سفیان۔ جی ہاں کی ہے۔ قیصر۔ نتیجہ جنگ کیا رہا؟ ابو سفیان۔ کبھی ہم غالب رہے اور کبھی وہ۔ قیصر۔ وہ کیا سکھاتا ہے؟ ابو سفیان۔ کہتا ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو کسی اور کو خدا کا شریک نہ بناؤ، نماز پڑھو، پاکدامنی اختیار کرو، سچ بولو اور صلہ رحم کرو۔

قیصر روم کے قلب کی اثر پذیری

اس گفتگو کے بعد قیصر نے مترجم کے ذریعہ کہا کہ:۔

تم نے اس کو شریف النفس بتایا، پیغمبر ہمیشہ اچھے خاندانوں سے پیدا ہوتے ہیں تم نے کہا کہ اس کے خاندان میں سے اور کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ خاندانی خیال کا اثر ہے۔ تم تسلیم کرتے ہو کہ اس خاندان میں کوئی بادشاہ بھی نہیں ہوا اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ اسے بادشاہت کی ہوس ہے۔ تم اسے تسلیم کرتے ہو کہ

اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا جو شخص آدمیوں سے جھوٹ نہیں بولتا وہ خدا پر کیونکر جھوٹ باندھ سکتا ہے۔ تم کہتے ہو کہ کمزوروں نے پیروی کی ہے۔ پیغمبروں کے پیرو ہمیشہ غریب لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔ تم نے تسلیم کیا کہ مذہب ترقی کرتا جاتا ہے سچے مذہب کا یہی حال ہے کہ برابر بڑھتا جاتا ہے۔ تم تسلیم کرتے ہو کہ اس نے کبھی فریب نہیں کیا۔ پیغمبر کبھی فریب نہیں کرتے تم کہتے ہو کہ وہ نماز تقویٰ کی ہدایت کرتا ہے اگر یہ سچ ہے تو میری قدمگاہ تک اس کا قبضہ ہو جائیگا مجھکو یہ ضرور خیال تھا کہ ایک پیغمبر آنے والا ہے لیکن یہ خیال نہ تھا کہ وہ عرب میں پیدا ہوگا پس اگر وہاں جا سکتا تو خود اس کے پاؤں دھوتا اس کے بعد حکم دیا کہ رسول اللہ کا خط پڑھا جائے

فرمان رسالت کے الفاظ یہ تھے:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمدؐ کی طرف سے جو خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہے یہ خط ہرقل کے نام ہے جو روم کا رئیس اعظم ہے اسکو سلامتی ہو جو ہدایت کا پیرو ہے اس کے بعد میں تجھکو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اسلام لا۔ تو سلامت رہیگا۔ خدا تجھکو دگنا اجر دیگا اور اگر تو نے نہ مانا تو اہل ملک کا گناہ تیرے اوپر ہوگا۔ اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے وہ یہ کہ ہم خدا کے سوا کسی کو نہ پوجیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کو چھوڑ کر خدا نہ بنائے اور تم نہیں مانتے تو گواہ رہو کہ ہم مانتے ہیں"

قیصر نے ابو سفیان سے جو گفتگو کی تھی اس سے بطارقہ اور اہل دربار سخت برہم ہو چکے تھے نامہ مبارک پڑھے جانے کے بعد اور بھی برہم ہوئے یہ حالت دیکھکر قیصر نے اہل عرب کو دربار سے اٹھوا دیا اور گو اس کے دل میں نور اسلام آ چکا تھا لیکن تاج و تخت کی تاریکی میں وہ روشنی چھپکر رہ گئی

فرمانروائے حبش پر گریہ طاری ہوگیا

نجاشی شاہ حبش کو آپ نے دعوت اسلام کا جو خط بھیجا تھا اسکے جواب میں اس نے لکھا "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے سچے پیغمبر ہیں حضرت جعفر طیار جو ہجرت کر کے گئے تھے وہ بھی وہیں موجود تھے نجاشی نے اُن کے ہاتھ پر بیعت کی نجاشی اپنے بیٹے کو ساٹھ مصاحبوں کے ساتھ بارگاہ رسالت میں عرض نیاز کے لئے بھیجا لیکن جہاز سمندر میں ڈوب گیا اور یہ سفارت ہلاک ہو گئی۔ رسول کریم کی زوجہ محترمہ حضرت ام حبیبہ کا مہر بھی چار سو اشرفیاں اپنے پاس سے ادا کیا آپ ان سے نجاشی کی حالت اکثر پوچھتے رہتے تھے۔ رؤسائے عرب کو دعوت اسلام کے جو خطوط لکھے گئے تھے ان کے جواب مختلف طرزوں سے مختلف آئے۔ ہوذہ بن علی رئیس یمامہ نے لکھا کہ "آپ جو باتیں کہتے وہ بہت اچھی ہیں اگر حکومت میں کچھ میرا بھی حصہ ہو تو میں تمہاری اقتدا کے لئے تیار ہوں" اسلام ملک گیری کے لئے نہیں آیا تھا آپ نے فرمایا کہ "زمین کا ایک ٹکڑا بھی ہو تو میں نہیں دونگا"۔

حارث غسانی جو حدود شام کا رئیس تھا اور رومیوں کے ماتحت اطراف کے عربوں پر حکومت کر رہا تھا نامہ پڑھکر بہت برہم ہوا فوج کو تیاری کا حکم دیا مسلمان اس حملہ کے منتظر رہتے تھے موتہ اور تبوک کی لڑائیاں اسی سلسلہ میں شروع ہوئیں کچھ ایسے تھے کہ انہوں نے صداقت اسلام کا اعتراف کیا مگر تاج و تخت راہ میں حائل رہے اور جو بدبخت تھے وہ قہر ربانی کے مورد بنے جنوبی عرب کے بہت سے رؤسا مشرف باسلام ہوگئے تھے اس اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کی دعوت تبلیغ کتنی موثر اور کتنی عام تھی اور آپ نے اپنی زندگی میں اس دولت ابدی کو عام کرنے میں ہر ممکن سعی سے کام لیا شام و ایران و مصر و یمامہ گو اس وقت اس سعادت سے محروم رہے مگر آیندہ وہ یہ خالص اسلامی ممالک بن گئے اگر قیصر روم کو اس وقت تاج خطرہ میں نظر آتا اور بطریق و رہبان کی مخالفت کا خیال نہ ہوتا تو وہ یقیناً اسی وقت اسلام لے آتا بہرکیف ہیچ پوچ

سبق پھر شریعت کا ان کو پڑھایا

اسلام کی تکمیل

گو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی انتہائی مصروفیتوں اور ہجوم تکالیف میں گزری اور کفار کی اذیتوں اور یورشوں نے دم نہ لینے دیا مگر پھر بھی آپ جس مقصد کے لئے مبعوث ہوئے تھے اسے آپ نے بہر صورت مکمل کیا اور اتنا مکمل کیا کہ اس کے بعد اس میں کمی اور اضافہ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی قرآن نے جو کچھ بتایا اس کو سکھایا اور شریعت کی راہ دنیا کے سامنے پیش کی وہ اپنی نوعیت میں عدیم النظیر و فقید المثال ہے رسول کریم صلعم خود اس کے معلم بنے اور نہ صرف زبانی بلکہ عمل سے اسلامیوں کو سب کچھ بتا گئے بعد کو جو صدہا کتب تفاسیر لکھی گئیں فرزندان توحید کے لئے وہ کوئی اساسی چیز نہیں ہیں حقیقتاً قرآن ہماری رہبری و رہنمائی کے لئے کافی ہے۔

رسول کریم صلعم نے بتایا کہ اسلام کی بنیادیں پانچ ہیں اقرار توحید، اقرار رسالت، نماز روزہ حج زکوٰۃ اور سب عبادت کے ارکان ہیں۔ عملی عبادتیں ہیں۔ باعتبار شریعت نماز سب سے اہم اور سب سے مقدم شے ہے جسے رسول کریم صلعم نے بجا طور پر معراج المومنین کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اس فریضہ ربانی کی ادا کاری کے لئے طہارت اور پاکی ضروری شرط ہے نماز اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب جسم اور لباس پاک ہو اسلام میں طہارت کو بڑی اہمیت حاصل ہے اتنی کہ اس کے بغیر انسان کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی دوسری وحی میں جو آیات نازل ہوئیں انہی میں طہارت کا حکم بھی دیا گیا ہے وثیابک فطھر والرجز فاھجر مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں کپڑے کی طہارت سے دل کی طہارت اور ناپاکی سے بت پرستی مراد لی ہے لیکن ظاہر ہے کہ جب اندرونی پاکی کو اتنی اہمیت دی جا رہی ہے تو ظاہری پاکی کس قدر لازمی چیز سمجھی گئی ہوگی ایک چھینٹ اور میلے پانی کے ایک قطرہ سے کپڑے اتنے ناپاک ہو جاتے ہیں کہ ان سے فریضہ ربانی ادا نہیں کیا جا سکتا۔

پھر وضو بھی فرضیت کا درجہ رکھتا ہے جس کا طریقہ آغاز وحی ہی میں حضرت جبرئیل امین نے آپ کو سکھا دیا تھا۔ حضرت عباس سے روایت ہے کہ آپ ہجرت سے پیشتر مکہ میں بھی نماز سے قبل وضو کیا کرتے تھے۔ لیکن اس کا حکم بذریعہ وحی مدینہ منورہ ہی میں صادر ہوا یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین یعنی جب نماز کیلئے کھڑے ہو تو منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھو لو سر پر مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھو ڈالو۔ ابتدا میں لوگوں کی حالت یہ تھی کہ نہایت عجلت اور سرعت کے ساتھ وضو کرتے تھے کچھ حصے خشک ہی رہ جاتے تھے ایک دفعہ آپ کسی سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے کچھ لوگ جھٹ پٹ آپ کے پاس پہنچے جلد جلد ہاتھ منہ دھو لیا ایڑیاں کچھ بھیگیں اور کچھ خشک رہ گئیں آپ کو برا اور ناگوار معلوم ہوا اور فرمایا ان ایڑیوں پر دوزخ کی پھٹکار ہے وضو کو کامل کرو اس وقت سے وضو کے تمام فرائض کی ادا کاری لازمی ہو گئی ابتدا میں ہر نماز سے قبل وضو کرنا لازمی تھا لیکن آخر میں مسلمانوں پر جبر ہونے کے خیال سے ہر وقت وضو کا کرنا لازمی نہ رہا جس کا اعلان آپ نے عملاً فتح مکہ کے وقت فرمایا تیمم کی اجازت ۶ھ میں ہوئی جب پانی نہ مل سکتا ہو یا اس کے استعمال سے کسی بیماری کے پیدا ہونے یا بڑھنے کا خطرہ ہو تو تیمم پر اکتفا کر لینی چاہیئے۔

فریضہ اول اسلام

نماز اتنا اہم فرض ہے کہ بعثت نبوی کے ساتھ ہی اس کا حکم آ گیا وربک فکبر اپنے رب کی بڑائی بیان کر اس بڑائی اور تکبیر کے بیان سے مقصود نماز ہی ہے ابتدا میں مسلسل تین برس تک حالت یہ رہی کہ کفار کے خوف سے کوئی علانیہ نماز نہیں پڑھ سکتا تھا دعوت اسلام بھی مخفی رہی تھی اس لئے صرف رات کو صبح تک نماز پڑھنے کا حکم تھا دن کی کوئی نماز فرض نہ ہوئی تھی سورہ مزمل شریف میں اس کی تصریح موجود ہے کہ اے کملی اوڑھ کر سونے والے رات کو تھوڑی دیر کے سوا ساری رات اللہ کی نماز پڑھا کر۔ آدھی رات تک یا اس سے بھی کچھ کم یا اس سے بھی کچھ بڑھا دے اور قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھ ہم تم پر عنقریب ایک بھاری بات ڈالنے والے ہیں رات کا اٹھنا نفس کو خوب زیر کرتا ہے اور یہ وقت اس کے لئے زیادہ مناسب بھی ہے دن کو تجھے زیادہ شغل رہتا ہے اپنے پروردگار کا نام لے اور سب سے ٹوٹ کر اسی کا ہو رہ۔

اس کے بعد صبح و شام کی دو دو رکعتیں اور فرض ہوئیں واذکر اسم ربک بکرۃ واصیلا ومن اللیل فاسجد لہ وسبحہ لیلا طویلا صبح و شام خدا کا نام لیا کر اور رات کے وقت دیر تک اس کو سجدہ کیا کر اور اس کی تسبیح بیان کر۔ حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ رات کو دیر تک نماز پڑھنے کا حکم ایک سال تک قائم رہا اس کے بعد اس کی فرضیت قائم نہیں رہی آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب کرام بھی اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے نماز پڑھتے پڑھتے ان کے پاؤں بھی سوج جاتے تھے۔ اس کے بعد حکم ہوا ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی اللیل ونصفہ وثلثہ وطائفۃ من الذین معک الخ تیرا پروردگار جانتا ہے کہ دو تہائی رات سے کم اور آدھی رات اور تہائی رات تک نماز پڑھا کرتا ہے خدا ہی رات اور دن کا اندازہ کرتا ہے اس نے جان لیا کہ تم اس کو گن نہیں سکتے تم پر اس نے مہربانی کی اب جتنا ہو سکے اتنا ہی قرآن نماز میں پڑھو اس نے جان لیا کہ تم میں بیمار بھی ہوں گے مسافر بھی ہونگے جو خدا کی روزی ڈھونڈھنے کو سفر کرینگے اور لوگ خدا کی راہ میں سفر جہاد کریں گے پس اب جتنا ہو سکے اتنا ہی پڑھو۔

نماز نفل کے تہجد ہو جانے کے بعد فجر، مغرب اور عشا تین وقت کی نمازیں فرض ہوئیں اقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفا من اللیل دن کے دونوں ابتدائی اور انتہائی کناروں میں (یعنی فجر و مغرب) اور تھوڑی رات گزرنے کے بعد نماز پڑھا کرو۔

معراج شریف نبوت کے پانچویں سال میں ہوئی اسی میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشہودا ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک "نماز کے اوقات زوال آفتاب سے لیکر ظلمت شب تک ہیں ظہر عصر مغرب عشا اور صبح کی نماز میں سب جمع ہوتے ہیں اور رات کو تہجد پڑھ یہ تیرے لئے مزید ہے۔" گو اوقات بڑھ گئے مگر رکعت دو ہی رہیں مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد جب نسبتاً سکون ہوا تو دو کے بجائے چار رکعتیں فرض ہو گئیں۔

احکام کی تدریج

صلاحیت و سکون کے اعتبار سے ہر قسم کے احکام تدریجاً نازل ہوتے رہتے تھے یہی صورت نماز کی تھی پہلے اگر نماز میں آنکھیں اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھ لیا کرتے تھے آخر رسول کریم نے فرمایا یہ کیسے لوگ ہیں کہ نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا کرتے ہیں۔ ایک عرصہ تک یہ عادت

رہی کہ مسلمانوں کو نماز پڑھنے میں اگر کوئی کام یاد آ جاتا تھا تو نماز ادا کر کے کہہ دیتے تھے کوئی سلام کرتا تھا تو نماز پڑھتے ہی اس کا جواب دیدیتے تھے پاس پاس کے آدمی نماز میں باتیں بھی کر لیا کرتے تھے ۲ھ میں مہاجرین حبش ناپس آئے انہوں نے سلام کیا مگر جواب نہ ملا فراغت نماز کے بعد رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ خدائے برتر و توانا نے نماز میں بات چیت کو منع فرمایا ہے اس کے بعد نماز میں بات چیت بالکل بند ہو گئی ایک دفعہ فرمایا کہ نماز تسبیح و تکبیر اور قرأت کا نام ہے اس میں بات چیت جائز نہیں۔ تشہد کا جو طریقہ اب ہے وہ پہلے نہ تھا حدیثوں میں مذکور ہے کہ رسول کریم نماز میں چھوٹے بچوں کو کندھے پر چڑھا لیتے اور سجدہ میں جاتے تو اتار دیتے دوسری رکعت میں پھر چڑھا لیتے حضرت عائشہ باہر سے آتیں دروازہ کھٹکھٹاتیں تو اسی حالت میں آپ کنڈی کھولدیتے۔ آخر وہ وقت بھی آ گیا کہ نماز سراپا خضوع و خشوع و مراقبہ و محویت بن گئی قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون یعنی فلاح پانیوالے وہ ہیں جو خشوع کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں یا تو یہ حالت تھی کہ شام سے تجارت کا قافلہ آیا تو دس بارہ آدمیوں کے سوا جس قدر لوگ نماز میں شریک تھے اٹھکر قافلہ کی طرف دوڑے اور یا یہ عالم نظر آنے لگا اور حضور کی تربیت نے یہ جوش اور یہ نالیست پیدا کر دی کہ ایک صحابی عین نماز کی حالت میں تین دفعہ تیر کا زخم کھاتے ہیں لیکن نماز نہیں توڑتے جو سورۃ انہوں نے شروع کر رکھی ہے اس کی لذت معنوی درد زخم سے بہت زیادہ محسوس ہو رہی ہے اس سے بھی زائد تر یہ کہ حضرت عمر فاروق نماز میں زخم کھا کر گرتے ہیں تڑپتے ہیں یہ قیامت خیز منظر سب کے سامنے ہے لیکن جماعت میں سے کوئی ایک شخص بھی مڑ کر نہیں دیکھتا کیونکہ خشیت الٰہی اور محویت کا عالم جو دلوں پر طاری ہے وہ انھیں کسی طرف متوجہ ہونے ہی نہیں دیتا یا تو مسلمانوں کے حق میں یہ نازل ہو رہا تھا واذا راوا تجارۃ او لھوا انفضوا الیھا و ترکوک قائما یا اب یہ شرف عطا ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی نے ان کی شان میں فرمایا رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ جمعہ اور عیدین کی نمازیں بھی مدینہ منورہ میں قائم ہوئیں۔

روزہ کی اہمیت و فرضیت

پہلے اسلام میں صرف عاشورہ کا روزہ فرض تھا ۲ھ میں رمضان شریف کے روزے فرض ہوئے تو یہ نفل ہو گیا یہ روزہ یہود کے یہاں بھی فرض تھا ان کی یہ حالت تھی کہ نماز عشا کے بعد کچھ نہ کھاتے تھے اور عورت کے ساتھ ہمبستری بھی منع تھی پہلے مسلمانوں میں بھی یہی طریق جاری رہا آخر یہ آیت نازل ہوئی احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم و کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر روزہ کی راتوں میں تمہارے لئے عورتوں سے لطف اٹھانا حلال کر دیا گیا ہے جب تک صبح کی سپید لکیر رات کی سیاہ لکیر سے الگ نہ ہو جائے تم کھاتے پیتے رہو کیوں اسلئے کہ خدا اپنے بندوں کے لئے آسانی چاہتا ہے۔ عرب میں گرمی بہت پڑتی تھی اور یہ اس کے خوگر بھی نہ تھے اس لئے اول اول ان پر روزہ بہت شاق گذرا اس لئے بتدریج حکم نازل ہوئے رسول کریم جب مدینہ تشریف لائے تو سال میں تین روزے رکھنے کا حکم دیا پھر روزے کی فرضیت نازل ہوئی تو ہر شخص کو یہ اختیار رہا کہ جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا نہ چاہے نہ رکھے اور وہ اس کے بدلے ایک غریب کو کھانا کھلا دے جب طبائع خوگر ہو گئیں تو فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ کا حکم نازل ہوا جب رمضان آئے تو ہر شخص روزے ضرور رکھے اب بھی بیماروں اور مسافروں کے لئے یہ سہولت قائم رہی کہ وہ روزہ قضا کر دیں یہودیت اور نصرانیت میں رہبانیت کی بڑی فضیلت تھی مگر اسلام اس طلسم کو توڑ دینا چاہتا تھا ایک دفعہ رسول کریم نے سفر میں دیکھا کہ ایک شخص کے گرد بھیڑ لگی ہوئی ہے وہ لوگوں نے اس پر سایہ کر رکھا ہے پوچھا کیا معاملہ ہے معلوم ہوا شدید گرمی میں اس نے روزہ رکھنے کی فضیلت حاصل کی ہے آپ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا کچھ ثواب کا کام نہیں۔ آپ نے صوم وصال سے بھی منع فرمایا یعنی بلا روزہ افطار کئے دوسرا روزہ رکھ لیا جائے روزہ کا مقصود اسلام میں خود کو تکلیف میں ڈالنا نہیں بلکہ تزکیہ نفس تھا اور رسول کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص روزہ میں جھوٹ فریب نہیں چھوڑتا تو خدا کو اس کی فاقہ کشی کی کوئی حاجت نہیں

زکوٰۃ و صدقات کے احکام

ابتدائی زمانہ ہجرت میں مسلمانوں اور علی الخصوص مہاجرین میں سخت فقر و فاقہ کا عالم تھا احادیث میں صحابہ کرام کے فقر و فاقہ کے جو حالات درج ہیں وہ اسی زمانہ کے ہیں اسی بنا پر حکم ہوا تھا کہ جس شخص کے پاس ضرورت سے جو کچھ زیادہ بچے وہ سب خیرات کر دینا چاہیئے ورنہ عذاب ہو گا چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی الذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ پھر آیت نازل ہوئی یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خیرات کریں کہدو کہ جو کچھ مصارف ضروری سے بچ رہے بہت سے لوگوں کی یہ حالت تھی کہ اچھی چیزیں رکھ لیتے تھے اور بیکار یا ردی چیزیں خیرات میں دیتے تھے اس پر حکم ہوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض اپنی کمائی میں سے اور اس چیز میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین میں سے پیدا کی اچھا حصہ خیرات دو۔ مزید تاکید کے لئے حکم ہوا کہ جو شخص اپنی محبوب چیز خیرات میں نہ دیگا اسے ثواب نہ ہو گا۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔

اب خیرات و صدقات کی طرف سے عام رغبت کا یہ عالم تھا کہ غریب لوگ جن کے پاس کچھ بھی نہ تھا وہ صرف اسلئے بازار جاتے اور مزدوری کرتے اور بوجھ لاکر لوگوں کے گھروں میں پہنچاتے کہ مزدوری سے جو ملے وہ خیرات کر دیں ابھی تک زکوٰۃ کی فرضیت پر کوئی حکم نازل نہ ہوا تھا فتح مکہ کے بعد یہ فرض ہوئی تو اس کے مصارف مقرر و معین کئے گئے آپنے تمام ممالک مقبوضہ سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے محصلین زکوٰۃ مقرر کئے اور اس کے مصارف کی تفصیل بیان کی گئی انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیھا الخ یعنی زکوٰۃ ان مصارف کے لئے ہے فقرا، مساکین، زکوٰۃ وصول کرنے والے، مؤلفۃ القلوب، غلام جنھیں آزاد کرانا ہے، مقروض، مسافر اور خدا کی راہ میں یہ خدا کا فرض ہے اور خدا علیم و حکیم ہے

آئین حج میں ترمیم و اصلاح

حج بھی فتح مکہ ۸ھ کے بعد فرض ہوا حج زمانہ کفر میں بھی ہوتا تھا لیکن خدائے قدوس کی تقدیس و تسبیح کے لئے نہیں بلکہ رسم کے لئے بت پرستی کے لئے اور اپنے ابا و اجداد کے مفاخر بیان کرنے کے لئے صفا و مروہ کا طواف کیا ہی نہ جاتا تھا لوگ زاد راہ لیکر نہ چلتے تھے قربانی ہوتی تھی مگر جانوروں کا خون کعبہ کی دیواروں پر ملتے تھے کعبہ شریف کا طواف تمام مرد و زن برہنہ ہو کر کرتے تھے حدود حرم میں آ کر سب اپنے اپنے کپڑے اتار ڈالتے تھے اسلام نے یہ سب طریقے موقوف کر کے اسے پاکیزہ صورت دی۔ جہاں عبادت کے یہ طریقے بتائے جا رہے تھے وہاں مناہی و معاصی سے بھی شدت کے ساتھ روکا جا رہا تھا قتل و خونریزی ڈاکہ زنی چوری زنا غیبت جھوٹ افترا بدعہدی وغیرہ جرائم سے روکا جا رہا تھا۔ قمار اور شراب شرک بت پرستی کو معصیت کبریٰ بتایا جا رہا تھا یہاں بھی تدریج سے کام لیا گیا شراب آہستہ آہستہ حرام کی گئی اور آخر میں انھیں ایک منظم ضابطہ کی صورت عطا کر کے ان کی سزائیں مقرر کی گئیں اخروی عذاب سے ہی ڈرایا گیا اور دنیوی طور پر بھی سزائیں مقرر کر دی گئیں جوں جوں ضروریات بڑھتی جاتی تھیں شائستگی و تہذیب میں اضافہ ہوتا جاتا تھا نئی نئی صورتیں سامنے آتی تھیں تنازعات نئی نئی شکل اختیار کرتے تھے ان کے متعلق قرآنی آیات سے مسائل و احکام مستنبط کئے جاتے تھے اس سلسلہ احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ اسلام کے دامن میں موجود ہے اور قرآن کے بعد وہ ہمارے لئے سب سے بڑی نعمت ہے حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنی زندگی ہی میں مسلمانوں کو اتنا بنا گئے جن کے بعد کسی اور چیز

حقیقت کا گُر اُن کو ایک ایک بتایا

عقل و اعتقاد کا امتزاج

کسی مذہب کی سب سے بڑی خوبی اور سچائی کی دلیل یہ ہے کہ جہاں وہ ایک طرف انسانوں کو روحانیت کے بلند مراتب پر فائز کرتا ہو اخلاقی محاسن و روایات سے مجلّٰی بناتا ہو وہاں اس میں یہ حسن بھی پیدا ہو کہ اس کی تعلیمات نہ خلاف عقل ہوں اور نہ اس قدر پیچیدہ کہ انسان انھیں سمجھ ہی نہ سکے یہ نہ ہو کہ محض حکم ہی حکم دیئے گئے ہوں اور جا بجا یہی کہا گیا ہو کہ یہ کرو اور وہ نہ کرو کمال تو یہی ہے کہ اس کے تمام احکام کا فلسفہ آسان اور سمجھ میں آنیوالا ہو اس میں عقل آرائی سے کام لیا جا سکتا ہو اور کوئی امر مبہم نہ چھوڑ دیا گیا ہو اس سے بھی بڑھکر یہ کہ اس کا ہر حکم اور ہر اصول بنیا کے فائدہ کے لئے ہو اور کوئی ایسی پابندی نہ ہو جس سے عوام و خواص تکالیف میں مبتلا ہوتے ہوں یا ان کی آزادی عمل میں فرق آتا ہو جو ہر زمانہ اور ہر عہد کی ضروریات کے بھی متکفل ہوں ہندویت کو دیکھئے کہ اس نے ذات پات کے امتیازات کو پیدا کرکے اور اچھوت پن کو قائم رکھکر ہندوؤں کے لئے کتنی شدید مشکلات پیدا کردی ہیں اور انسانیت کا ایک کثیر حصہ حیوانوں اور جانوروں سے بدتر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو رہا ہے۔ طلاق کا حکم نہ ہونے سے ہندو خواتین کتنی شدید اذیتوں میں گرفتار ہیں بیوہ اؤں کے عقد ثانی پر پابندی زندگی و اخلاق پر کتنا برا اثر ڈال رہی ہے وراثت میں عورتوں کا کوئی حصہ مقرر نہ ہونے سے کتنی شدید ناانصافیاں عمل میں آرہی ہیں بحری سفر پر قیود نے ہندوؤں کو کس درجہ مجبوری میں گرفتار رکھا اور وہ اس عہد میں اپنی تمدنی اور معاشری خرابیوں کی اصلاح کیلئے کس طرح اسلام کی پناہ لینے پر مجبور ہیں۔ عیسائیت کتنا پھیلا ہوا مذہب ہے مگر غور کرکے دیکھئے کہ اس نے عورتوں کو کتنا بیکس بنا رکھا ہے شادی ہوتے ہی وہ اپنے مال اپنی جائداد حتیٰ کہ اپنے نام تک سے محروم ہو جاتی ہے صانت میں اس کا کوئی حصہ نہیں خاوند سے کسی صورت میں وہ علیحدہ نہیں ہو سکتی قانون نے ضرور اس کی پشت پناہی کی لیکن اس طرح کہ وہ اور تباہ ہو گئی اور ہوتی چلی جارہی ہے مسیحی اصول ہے کہ جب تک انسان کی سرشت بذریعہ کفارہ مسیح پاک نہ ہو جائے اور اس طرح کوئی اس کا بوجھ نہ اٹھائے تو وہ کوئی ترقی نہیں کر سکتا انسان نہایت ہی ناقص فطرت لیکر آیا ہے نجات یافتہ اور غیر نجات یافتہ لوگوں کی تقسیم خدا کے ہاتھ سے پہلے ہی پیدائشی طور پر ہو جاتی ہے جو بپتسمہ پانے والے گھروں میں پیدا ہوتے ہیں وہ قطعی نجات یافتہ ہوتے ہیں جو کفارے پر ایمان نہیں لاتے وہ جہنمی ہیں۔ بدھ مذہب بھی اسی قسم کی پابندیوں میں گرفتار ہے زردشت کی بھی حالت ہے۔ یہودیوں میں روزہ کا یہ استبداد کہ عشا کے بعد سے لیکر چوبیس گھنٹے تک کچھ نہ کھاؤ اور نہ اس عرصہ میں کسی تفریح کے قریب جاؤ۔ عیسائیت کے خلاف طلاق کی یہ آسانی کہ بلا وجہ و بے سبب جب چاہا عورت کو چھوڑ دیا اور دوسری شادی کرلی پھر اس غریب عورت کو بلا وجہ اور بے قصور چھوڑ دی گئی ہے کوئی پوچھتا نہیں اور مطلقہ عورت سے شادی کرنا ممنوع ہے اپنے مذہب والوں کے علاوہ اور سب مذہب والے ان کے نزدیک معتوب ہیں۔

احکام اسلام کی معقولیت

اب اسلام کے اصول ملاحظہ ہوں صاف موجود ہے کہ کوئی انسان کسی دوسرے انسان کے بار کا متحمل نہیں ہو سکتا نہ بوجھ آپ اٹھانا ہے نہ کسی کی نیکی اس کے اپنے کام آسکتی ہے ہر انسان خواہ وہ کسی کے گھر میں پیدا ہوا ہو صحیح فطرت لیکر آتا ہے اُسکے آئندہ کے افعال اُسے نجات یافتہ یا غیر نجات یافتہ بنا دیتے ہیں عورت کی ہر شئے کی طرح انسان کی فطرت بھی ہر نقص سے مبرا ہے ایک مسلمان آزادی کے ساتھ جہاں چاہے جا سکتا ہے ہر پاک و صاف آدمی کے ساتھ پاک و صاف کھانا کھا سکتا ہے ان میں ذات پات کی کوئی تمیز نہیں ان میں شریف وہ سمجھا جاتا ہے جس کے عمل اچھے ہوں یہاں بزرگی و شرافت کا معیار نسب نہیں اعمال ہیں شاہ و گدا سب ایک صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں آقا و غلام کی کوئی تمیز نہیں مرد بلا وجہ عظیم عورت کو طلاق نہیں دے سکتا عورت کو اگر سخت تکلیف ہے یا زوجین میں اختلاف مزاج نازک صورت اختیار کر گیا ہے تو عورت بھی اس سے عزت کے ساتھ علیحدگی اختیار کر سکتی ہے اور پھر جہاں چاہے وہاں شادی کر سکتی ہے بیوہ لڑکی کے عقد کا بھی حکم ہے انھیں شوہر اور والدین کے ترکہ سے حصہ ملتا ہے وراثت میں شریک ہیں مردوں کی طرح تعلیم ان پر بھی فرض ہے یہ اپنی جائداد کی آپ مالک ہیں آپ لین دین کر سکتی ہیں یہ وہ حقوق ہیں جو آج اس ادعائے تہذیب و شائستگی کے باعث یورپ بھی اپنی عورتوں کو نہیں دے سکا۔ مذہب اسلام کے اوراق اس وقت دنیا کے سامنے کھلے ہوئے ہیں مگر کوئی نہیں جو سینہ پر ہاتھ رکھکر یہ کہہ سکے کہ اسکا کوئی ایک اصول اور ایک حکم بھی ایسا ہے جو موجودہ تہذیب و مدنیت سے ٹکرا سکے یا راہ ترقی کا سنگ گراں ثابت ہو اس کے ہر حکم اور اصول میں صد ہزار حکمتیں اور بیشمار مفاد انسانی پوشیدہ ہیں۔

دیگر مذاہب کی عقل سے بیگانگی

ہندویت کے توہم اور خارج از قیاس افسانے مسیحیت کی تثلیث پرستی بدھ دھرم کے اصول زیادہ تر ایسے ہیں جس میں یا تو عقل انسانی کام نہیں کر سکتی اور کرے بھی تو اسے ممنوع قرار دیا گیا ہے ہمیں اعتقادیات سے بحث نہیں مگر کوئی یہ تو بتا دے کہ ہندویت کے اس حکم میں کہ اس نے ایک طبقہ انسانی کو اچھوت بنا دیا عیسائیت کے اس حکم میں کہ اس نے عورتوں کو ہمیشہ کے لئے ناقابل فسخ طریق پر مردوں کے دامن سے باندھ دیا یہودیت کے اس امر میں کہ اس نے مطلقہ عورت کو مکروہ ترین عورت قرار دیا اور بدھوں کے اس طریق کہ بغیر نجات بھیک کا پیالہ ہاتھ میں لئے نصیب ہی نہیں ہو سکتی دنیا کو کیا فوائد پہنچے اور آیا یہ دنیائے انسانیت کے لئے مفید ہیں یا مضر؟ اسلامیوں کے پردہ پر آج بھی کم بیں اور کوتاہ نظر لوگ شدت کے ساتھ اعتراض کرتے ہیں مگر زمانہ خود ان پر اس حکم کی سود مندیاں بھی تدریجاً واضح کرتا چلا جا رہا ہے وحدانیت کے عقیدے پر ایک نظر ڈال لیجئے دیگر مذاہب نے کتنے خدا بنا رکھے ہیں کوئی بتوں کو اپنا بنائے ہوئے ہے کوئی آگ کی خدائی پر ایمان رکھتا ہے کوئی آفتاب پرست ہے اور کسی نے اس کے اولاد ثابت کرکے ایک کے ساتھ تین تین کی پرستش شروع کر رکھی ہے۔

یہ تو مسلمہ اصول ہے کہ انسان کسی ہستی کے سامنے فطرۃً سر جھکانے پر مجبور ہے اور دنیا اور نظام دنیا خود کسی خالق کے وجود کا شاہد عادل ہے لیکن غور تو کیجئے اور عقل سے کام لیجئے کہ یہ طریق بہتر ہے کہ ہم اپنے ہاتھ سے تراشے ہوئے بتوں کو ڈنڈوت کرتے پھریں تین تین ہستیوں کو خدا سمجھیں بہتر یہ ہے کہ ایک بالاتر ہستی اور ایک وحدہٗ لاشریک لہٗ ہی کے سامنے سجدہ ریز عبودیت ہوں عیسائیوں نے ایک خدا کے تین خدا بنائے تھے تو زردشتیوں نے دو بنائے اور ایک کے ہاتھ میں خیر اور دوسرے کے ہاتھ میں شر کی باگ دیدی قرآن کریم نے کتنے مختصر اور بلیغ الفاظ میں ان خداؤں کی کثرت کے قلعہ پر ضرب لگائی ہے لوکان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا اگر آسمان و زمین میں کئی کئی خدا ہوتے تو ان میں فساد پیدا ہو جاتا کتنی سہل لسیر الفہم اور عقل میں آنیوالی بات ہے معاملہ حکومت و حکمرانی کا ہے ایک ملک میں دو یا زیادہ حکمرانوں کی موجودگی فسادات پر منتج ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی جب

یہاں دو حکمران اتفاق سے نہیں رہ سکتے ایک گھر میں یہ ممکن نہیں تو پورے کائنات پر حکمرانی کرنے والے اگر متعدد ہوتے تو اختیارات کا یہ تصادم ضرور فساد کا باعث ہوتا۔

حقائق کی صحیح تعلیم

اسلام نے جہاں تبلیغ دین کا حکم دیا ہے وہاں بھی پوری دانائی سے کام لیا گیا ہے اور صاف کہا ہے ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ یعنی جب کسی کو خدا کی اور خدا کے دین کی طرف دعوت دو تو دانائی اور ناصحانہ انداز میں دو۔ اس اصول میں عقل و فرزانگی کے کتنے جوہر پوشیدہ ہیں روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ عام مباحث میں بھی اگر ذرہ برابر تلخی یا درشتی سے کام لیا جاتا ہے تو فساد نہ بھی ہو مگر دلوں میں کدر ضرور پیدا ہو جاتا ہے اور فائدہ کے بجائے الٹا مقصد کو نقصان پہنچ جاتا ہے عقل سے کام لینے کے لئے انسان کو اور مذاہب کی طرح روکا نہیں جا رہا بلکہ اس پر آمادہ کیا جا رہا ہے نہ صرف بحث و تمحیص بلکہ تبلیغ دین میں عقل و فرزانگی کی ضرورت جتائی گئی بلکہ یہاں تو یہ بھی کہا جا رہا ہے وکاین من آیۃ فی السموات والارض یمرون علیہا وھم عنہا معرضون زمین و آسمان میں رب ذو الجلال کی بیشمار نشانیاں پھیلی ہوئی ہیں انسان انھیں دیکھتے ہیں ادھر سے گزرتے ہیں مگر ان پر نہ غور کرتے ہیں اور نہ ملتفت ہوتے ہیں؟ کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ اسلام خود انسان کو غور و فکر اور حکمت و دانائی سے کام لینے کی خود ہدایت کرتا ہے۔ ولہ من فی السموات والارض زمین و آسمان کی کوئی چیز خدا کے قانون و آئین سے باہر نہیں" اس آیت میں کتنی وسعت ہے یعنی کہا جا رہا ہے کہ یہ نظام عالم صرف ایک وحدہٗ لاشریک لہ کی زیر نگرانی ہے اور اس کی طاقت اتنی عظیم اور اتنی وسیع ہے کہ وہ دنیا و ما فیہا کی ہر شے کو اپنے حیطہ اقتدار میں لئے ہوئے اور اپنے ضابطہ و قانون میں جکڑے ہوئے ہے اسلام نہ یہ کہتا ہے کہ ہندویت اور یہودیت کی طرح دشمنوں کو تباہ کر کے رکھ دو اور نہ عیسائیت کی طرح یہ کہتا ہے کہ کوئی تمہارے ایک گال پر تڑاق سے چپت رسید کرے تو تم دوسرا گال بھی اس کے سامنے کر دو۔ دونوں امور فطرت انسانی کے خلاف اور انتہائی نقاط پر پہنچے ہوئے ہیں ایک میں انتہائی تشدد و سختی کی بو آتی ہے اور ظلم و ستم کے بڑھنے اور انسانیت کے تباہ کر دینے کی تعلیم ہے دوسرے میں انتہائی نرمی مضمر ہے ایک انسان کو سخت متشدد بناتا ہے اتنا کہ وہ ایک قدم بھی آگے بڑھائے بغیر ظلم و عدوان کی سرحد میں پہنچ جاتا ہے دوسرا انسان کو اتنا نرم کرتا ہے کہ وہ اپنی جگہ سے بال برابر بھی سرکے بغیر بزدلی کی حدود میں داخل ہو جاتا ہے اسلام نے اس معاملہ میں نہایت دلفریب اعتدال قائم کر رکھا ہے اور جو کچھ کہا ہے اس میں فطرت انسانی کے تمام رجحانات کو پیش نظر رکھتے ہوئے انسانوں کی رہنمائی کی ہے اصلاح جذبات کا کتنا شاندار نمونہ ہے اگر تو اس کا حکم دیا جا رہا ہے کہ جو تمہارے ایک گھونسہ مارے اسے بیشک تم اس کے دس گھونسے مار دو کہ اکثر حالت اشتعال میں یہی ہوا کرتا ہے اور نہ یہ تلقین کی جا رہی ہے کہ جب کسی کو حملہ آور دیکھو تو اس کے سامنے گڑگڑانے لگو کہ بزدلوں اور کمزور اور بے غیرتوں کا یہی وطیرہ ہے۔

حکم ہے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ برائی کا بدلہ برائی ہے لیکن اگر معاف کر دیا جائے تو اس کا اجر اللہ دیگا۔ آپ پر ظلم ہوا ہے آپ کے ساتھ برائی کی گئی ہے آپ کی طبیعت میں اشتعال ہے تو آپ ضرور قدم اٹھائیں بدلہ لیں۔ مگر اتنا ہی جتنا کہ انصافاً آپ لے سکتے ہیں اتنا ہی نقصان پہنچائیں جتنا آپ کو پہنچایا گیا اگر آپ حد سے بڑھ گئے تو آپ پر ظلم کی دفعات عائد ہو جائینگی اور اگر آپ نے معاف کر دیا اور بدلہ کی طاقت رکھتے ہوئے بھی بدلہ نہ لیا تو یہ بڑے ثواب کا کام ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر دیگا کتنی عمدگی اور خوبی کے ساتھ نیکی کی تعلیم کی گئی ہے ایک شخص کسی کا دانت توڑ دیتا ہے اور دوسرا شخص جوش میں آکر نہ صرف کئی دانت توڑ دیتا ہے بلکہ سر بھی پھاڑ دیتا ہے اس پر پھر پہلا شخص اور اس کے ساتھیوں کو اشتعال پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ بڑھ چڑھ کر بدلہ لیتا ہے اس طرح دلوں میں تکدر بھی بڑھتا ہے اور عداوت کی بنائیں استوار ہوتی چلی جاتی ہیں اور اگر دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ کا اصول رکھا جائے تو پھر شکوہ اور اشتعال کا کوئی موقعہ ہی نہیں رہتا اور اگر معاف ہی کر دیا جائے تو اس کی شہرت بھی ہوتی ہے اور ثواب بھی ملتا ہے اور جھگڑے بھی معدوم ہوتے ہیں نیکی اور حسن سلوک کا یہ کتنا بہتر فلسفہ اور کتنی اعلیٰ تعلیم ہے۔

مالیات و اقتصادیات کے گُر

مالیات و اقتصاد کے توازن کے ہاتھ میں اس وقت کائنات انسانی کے حیات کی کلید ہے مگر تمام مذاہب اس کی مذمت کرتے آئے ہیں مسیحیت کہتی ہے کہ مالدار لوگ آسمان کی بادشاہت میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ بدھ دھرم کہتا ہے کہ جب تک بھیک کا پیالہ ہاتھ میں نہ لیا جائے نجات ہی نہیں ہو سکتی ہندویت میں بھی سنیاس اور تیاگ کو بہت بڑا درجہ حاصل ہے غرض دیگر مذاہب میں کمال روحانیت اس وقت تک پیدا ہی نہیں ہو سکتا جب تک دنیا اور دنیا کے عیش ترک نہ کر دیئے جائیں اور یہ چیز فطرت انسانی کے خلاف ہے انسان دنیا میں دنیا کو برتنے اور یہاں کام و آرام کے لئے آیا ہے نہ کہ پہاڑوں اور جنگلوں میں حیوانوں جیسی زندگی بسر کرنے کے لئے اسلام نے فطرت کے اس اصول کو ہر حالت میں پیش نظر رکھا ہے اور بتایا ہے کہ دنیا چھوڑ کر روحانی کمال پیدا کرنا کوئی کمال نہیں اور نہ ساری دنیا ایسا کر سکتی ہے کمال تو یہ ہے کہ دنیا کے مشاغل و انہماک میں الجھ اور پھنس کر کمال حاصل کیا جائے اسلام کہتا ہے کہ ترک دنیا حرام ہے مجرد اور دنیا سے مستغنی انسان کی ستر رکعت اور دنیا دار انسان کی دو رکعت ثواب میں یکساں ہیں دولت بھی پیدا کرو اور شادیاں بھی کرو مگر خدا کو نہ بھولو

افراط و تفریط سے بچانے کے لئے کہا گیا ہے کلوا واشربوا ولا تسرفوا کھاؤ پیو مگر ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کرو مالی ترقی کے بہترین اور موثر ترین راز اسی ایک آیت میں مضمر ہیں اب اگر کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ضرورت سے زیادہ ہی نہیں بلکہ بے ضرورت بھی روپیہ اڑانا شروع کر دیتے ہیں انہیں "مبذر اور اخوان الشیاطین" بتایا گیا ہے پھر ایک جگہ بالکل کوزہ میں دریا بند کر دیا گیا ہے لا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط نہ بے انتہا بخیل بنو اور نہ بے انتہا سخی درمیانی چال چلو۔ کیا مالیات کے متعلق کسی مذہب نے بھی اتنی مفید اور ایسی فقید المثال تعلیم دی ہے اگر مسلمان ان اصولوں پر عمل کرتے تو انہیں کبھی نکبات و مصیبت کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

غرور و تکبر کتنی بری بلا ہیں جس سے مغروروں کو بھی نقصان پہنچتا ہے اور دوسروں کو بھی کراہت پیدا ہوتی ہے اور انسانوں میں انسانیت کے رشتہ کے بجائے بعد و ہجر پیدا ہو جاتا ہے اسی لئے اسلام نے اس کی بھی سخت تنقیص کی لا تمش فی الارض مرحا ان اللہ لا یحب کل مختال فخور زمین پر اکڑ کر نہ چلو کیونکہ اللہ تعالیٰ مغروروں کو دوست نہیں رکھتا گویا اسلام ترقیات اخلاقیات، مالیات اقتصادیات اور علمیات سب کے اصول نہایت خوبی اور شاندار انداز سے بتاتا چلا جاتا ہے جبر و استبداد کی مذمت ظلم و عدوان کا استیصال غلامی کی تنسیخ، فساد و بداخلاقی کی تخریب اخلاق و نیکی کی تلقین مساوات کی تعلیم زکوٰۃ کے ذریعہ امراء و غرباء میں رشتہ انسانیت کا استحکام انسانیت و نسوانیت کا احترام جذبات میں اعتدال پیدا کرنے کی سعی اور ترقی کے گُر اگر کسی مذہب نے بتائے ہیں تو

کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر

جہل و بے خبری کی عالمگیر تاریکی

تمام دنیا میں ایک تاریکی پھیلی ہوئی تھی ہر طرف اور ہر ملک میں ظلمت و تباہیت کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں جدھر دیکھو انسان حیوانوں کی طرح زندگی بسر کر رہے تھے نہ کوئی تہذیب تھی نہ کوئی تمدن نہ کوئی سلیقہ تھا نہ معیار۔ افق پر ظلم و عدوان کی بدلیاں پھیلی رہتی تھیں وحشت و بربریت کی آندھیوں نے پوری فضا کو مکدر بنا رکھا تھا اور انسانیت کی رسوائی پر پوری کائنات قہقہے لگا رہی تھی دنیا یہ سمجھتی ہی نہ تھی کہ زندگی کس طرح گزاری جاتی ہے آسمان و زمین میں کیا نشو و نما کیوں مخلوق کیے گئے ان کا پیدا کرنے والا کوئی ہے بھی یا نہیں!

کوئی پتھروں کو کھڑا پوج رہا ہے کسی نے بتوں کو تراش کر آپ ہی اپنا خدا بنا رکھا ہے کسی نے انھیں خیر و شر دونوں کا مالک بنا رکھا تھا کوئی ان اصنام سے بید لرزاں کی طرح لرزتا تھا کہ کہیں ہمیں تباہ کر کے نہ رکھ دیں ان کی طرف سے ہم پر بلائیں مسلط نہ ہو جائیں قحط نہ نازل ہو شہروں پر آفت نہ نازل کر دیں۔ پجاریوں اور جنتوں نے جلب زر کے لئے ایک دنیا کو احمق بنا رکھا تھا وہ خوب جانتے تھے کہ اگر ہم ان بتوں کو مافوق العادۃ قوتوں اور طاقتوں کا حامل نہ ثابت کرینگے تو دنیا اور دنیا والوں پر ہمارا اثر قائم ہو گا نہ ہمیں کوئی پوچھے گا اور نہ کوئی ہمیں کچھ دیگا۔ لوگوں کے قلوب میں نئے نئے وہم اور جدا جدا قیاس قائم کئے جاتے تھے اتفاق یا کسی ارضی و سماوی انقلاب سے کوئی نیک و بد انقلاب رونما ہوتا تھا تو اسے فوراً بتوں اور بتوں کی طاقتوں کی مہربانی و قہرمانی سے موسوم کر دیتے تھے اور ایسی باتیں بناتے کہ مخلوق خدا کسی طرح ان کے جال سے نہ نکل سکتی تھی کہیں سیلاب آ گیا غضب ہو گیا۔ فلاں لغزش کا نتیجہ ہے دیوتا ناراض ہو گئے کہیں اولے پڑ گئے دیوتا مہاراج کو غصہ آ رہا ہے اور کیوں آ رہا ہے اس لئے کہ بقول پجاریان کرام لوگوں نے دیوتاؤں اور بتوں کی طرف سے اپنی توجہ ہٹا لی ہے کہیں آگ لگ گئی بت نے اس کی طرف قہر کی نگاہ ڈالی تھی۔

کوئی جہاز سمندر کی موجوں کی غضبناکیوں کا شکار ہو رہا ہے اس کے بچنے اور گرداب سے نکلنے کی کوئی توقع باقی نہیں رہی ہے ہر طرف یاس ہی یاس ہے دیو ہیکل موجیں اپنا منہ کھولے پھنکاریں مارتی ہوئی ان کی طرف بڑھ رہی ہیں موت و حیات کی کشمکش ہو رہی ہے طوفان خیز اور طوفان بار آندھی چل رہی ہے بادبان شکستہ ہو چلے ہیں انسانی قوت کچھ کام نہیں کرتی عقل و دماغ کی کارفرمائیاں افسردہ ہو چلی ہیں اور ہر طرف اضطراب و ہراس پھیلا ہوا ہے اتفاقاً موسم ٹھیک ہو گیا طوفان رک گیا آندھیاں تھم گئیں گرداب فنا سے جہاز نکل گیا اور لوگ عافیت و آرام کے ساتھ گھروں میں پہنچ گئے بتکدوں میں گئے چڑھاوے چڑھائے نذر و نیاز ہوئی پجاری بولے ٹھیک ہے اس روز اسی وقت ہم نے بڑے بت کے تیور بدلے ہوئے دیکھے تھے اس کی آنکھوں میں قہر و جلال کا رنگ نمایاں تھا ہم سمجھ گئے تھے کہ کوئی نہ کوئی بلا نازل ہونے والی ہے دیکھا نہ بھائی یا نہ ٹلے نکلا ہمارا قیاس سچ ہم نہ کہتے تھے کہ اب کچھ نہ کچھ ضرور ہو کر رہے گا کہیں نہ کہیں ضرور آفت آئیگی وہی ہوا ہاں بھیا چوبے جی ٹھیک کہتے ہو تم سے زیادہ ان بتوں کے مزاج سنگین کا ادا شناس اور کوئی ہو بھی کہاں سکتا ہے

اب کیا ہے گھر گھر چرچا ہو گیا فلاں صنم کدہ کے فلاں دیوتا جی بڑے مختار ہیں فلاں بجرے کو سمندر میں ڈبو ہی دیا تھا نہ تو کچھ دیا کی نذر ہو گئی ورنہ ایک بھی سلامت واپس آتا کیا کریں لوگوں کی اوستھا ہی کچھ ایسی ہو گئی ہے پاکھنڈ پھیل گئے ہیں جیسے کرم ویسا نتیجہ سب دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں دیوتاؤں کو کوئی نوٹس ہی نہیں کرتا انکی کسی کو پرواہ ہی نہیں ہوتی اور ہوتی تو ایسے پاپ کیوں ہوتے اور لوگ اس مصیبت میں کیوں رہتے کسی کے دل میں جھجک پیدا نہیں ہوتی کسی کا دماغ کام نہیں کرتا کوئی نہیں کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے اس میں اصلیت بھی ہے یا نہیں اسے حقیقت سے کتنا تعلق ہے پتھر اور پتھر دل کی بنی ہوئی بے حس و حرکت مخلوق بھی کسی قوت اور کسی طاقت کی مالک ہو سکتی ہے ہر طرف سے سب بچن مہاراج ہی کی آوازیں آتی ہیں بتوں کی قہرمانی طاقتوں پر اعتقاد اور بڑھ جاتا ہے اور پہلے سے زیادہ شدت و شکرہ کے ساتھ پوجا ہونے لگتی ہے اور بتوں کی چاروں طرف روپیوں پیسوں اشرفیوں زیوروں پھلوں اور مٹھائیوں کے انبار لگ جاتے ہیں لوگ بیوقوف بنتے ہیں اور پجاری خوب اڑاتے ہیں اور عیش کرتے ہیں اعتقاد بڑھتے بڑھتا چلا جاتا ہے خبریں پھیلتے پھیلتے پھیلتی چلی جاتی ہیں اور دنیا کے چپہ چپہ پر بت پرستی کا ڈنکہ بجنے لگتا ہے۔

انسان کی فطرت میں جھکنے اور کسی طاقت کے سامنے سر جھکانے کا مادہ فطرۃً موجود تو ہے ہی جھکنا خدا کے سامنے چاہیے تھا جو ان کا اور تمام مخلوق کا خالق ہے مگر جھک رہا ہے اپنے بنائے ہوئے بتوں کے آگے یونان میں اس شرک و کفر کی بجلیاں پوری شدت کے ساتھ کوندنے اور کڑکنے لگتی ہیں تو حضرت ذکریا مبعوث ہوتے ہیں اور سمجھاتے ہیں کہتے ہیں ان میں کچھ نہیں کہا تم بڑے فلسفی ہو بڑے عقلمند ہو اسباب و علل کے رشتے راتدن جوڑتے اور قائم کرتے رہتے ہو ذرا سوچو تو اور غور تو کرو کہ کسے پوجنا چاہیے تھا اور کس کے سامنے جھکنے لگے اور کس شہ نشین عظمت سے اتر کر کس ابتذال کی گہرائی میں گر پڑے ہو مگر کوئی نہیں سنتا کوئی پرواہ نہیں کرتا پجاریوں کا اثر و اقتدار اعتلائے حق کے لئے نہیں اپنے قیام اقتدار کے لئے ان کا دشمن بنجاتا ہے اور بدمعاشوں کا ایک گروہ اشکر آرہ سے انکی گردن مبارک چیر ڈالتا ہے حضرت سقراط پیدا ہوتے ہیں سمجھاتے ہیں بہلاتے ہیں صحیح راستہ دکھاتے ہیں انھیں ضلالت و نامرادی کے جنگل سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں مگر کوئی نہیں سنتا کوئی پرواہ نہیں کرتا کسی کے کان اس آواز حق کو سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک ساعت آجاتی ہے کہ دشمنان حق و صداقت جام لیکر آتے ہیں وہ جام جس میں زہر ہلاہل ملا ہوتا ہے آپ اسے بلا تکلف پی جاتے ہیں اور جان خدا کے سپرد کر دیتے ہیں۔

عرب کی وحشت و بت کدہ

مکہ معظمہ میں کیا تھا وہاں تو امر بر اعتقاد کے باوجود رب کے گھر میں تو بت کے گھر میں اور کے گرمیا بت بجتے تھے حرم کعبہ میں دس نہیں اکٹھے ۳۶۰ بت رکھ دیئے گئے تھے اور یہ محض بت پرستی ہی کا ڈھونگ تھا زمانہ جاہلیت میں قریش کو سرداری عرب کا افتخار حاصل ہو گیا تھا اور دوسرے لوگ بتوں کے درشن اور پوجا کے لئے آتے تھے سر جھکاتے تھے اور نذرانے چڑھاتے تھے سال میں ایک دفعہ حج کے موقعہ پر مکہ میں عظیم الشان اجتماع ہوتا تھا اتنا بڑا اجتماع جس کی کوئی نظیر اس ملک میں نہ مل سکتی تھی بیک وقت کئی لاکھ افراد کا اجتماع ہوتا تھا اس اجتماع کے انتظام و اہتمام کے لئے وہاں بڑے بڑے عہدے قائم ہو گئے تھے کسی کے سپرد خیمہ گاہ کا انتظام تھا کوئی طعام و قیام کا بندوبست کرتا تھا کوئی نذرانوں کا نگران کار تھا کوئی دیگر انتظامی امور انجام دیتا تھا کچھ موبت بجیں یا موس ایسی کی رسوائی ہو قریش کے لئے یہ اجتماع بڑی آمدنی اور بڑی منفعت کا ذریعہ بنا ہوا تھا دولت و اثر اقتدار اور سرداری سب کچھ اس صنمکدہ اعظم اور اس بت پرستی کے [illegible] اور عرب نہیں بلکہ پوری دنیا کو شرک و ضلالت سے پاک کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے اگر قریش انھیں کامیاب ہونے دیتے تو اپنے نزدیک وہ اپنے پاؤں میں آپ کلہاڑی مارتے اور اپنے اقتدار کی چٹان پر ضرب لگاتے اسی لئے انہوں نے مخالفت کی اور اس شدت اور شان کے

سالہا سال کی کرنہ ظلم و عدوان کے میدان کے یکہ و تاز تھے بلاشبہ ثابت ہوئے ان کی آنکھیں باطن کی دلفریبیوں تک نہ پہنچ سکیں عقل و دماغ معذور و ماؤف تھے انہوں نے محض ظواہر امور پر نظر ڈالی اور اسی بنا پر نمرود کے ساتھ مخالفت شروع کر دی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ یہی ہوا۔ کلدانیوں نے بھی بت پرستی کی حمایت میں عراق کے اندر کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا یورپ بھی عالم ما تھا روم کی مشہور تہذیب بت پرستی کی آلائشوں میں بری طرح لتھڑی ہوئی تھی یونان نے یہودیت اور مسیحیت کو اپنے وقت میں خوب دل کھول کر ستایا ہندوستان کے پجاری گوناگوں اقسام کے واقع ہوئے تھے بتوں ہی پر کیا منحصر نہیں بلکہ انسانیت کی رسوائی تحقیر کے انتہائی نقطہ پر پہنچ گئی تھی درختوں کی پوجا ہوتی ہے سانپوں کی پرستش کی جاتی تھی دریاؤں کا بت پرستانہ احترام ہوتا تھا ستارے پوجتے تھے آفتاب و ماہتاب کے پوجنے والے زندہ تھے آگ کو معبود سمجھا جاتا تھا خیر و شر کے خدا الگ بنائے تھے اتنے خدا پیدا ہو چکے تھے کہ ان کا کوئی حد و شمار باقی نہ رہا تھا۔

آئین حیات سے ناواقفیت

یہ تو تھی اعتقادیات اور عبادات کی حالت تمدن اور معاشرت کے اسرار کا بھی کوئی واقف نہ رہا تھا کسی کو دنیا اور انسانوں کی طرح رہنا بھی نہ آتا تھا جو خانہ بدوش اور وحشی قبائل تھے ان کے متعلق تو کچھ کہنا اور لکھنا ہی فضول ہے ان کی زندگیاں تو ایسی زندگیاں تھیں جیسی بھیڑیوں اور بکریوں کی زندگیاں ہوتی ہیں لیکن جن میں دولت تھی تہذیب تھی اقتدار تھا، عقل تھی وہ بھی نرے وحشی اور حیوان تھے رہتے تھے تو اس طرح جس طرح شیر آبادیوں پر جا پڑتا ہے ہاتھی ہاتھی بر سر جنگ ہو جاتے ہیں بھیڑیوں بھیڑیوں میں جنگ چھڑ جاتی تھی انسانوں کا گوشت انسان کھا جاتے تھے مبالغہ نہیں خود ہنگری میں کچھ ترکی قیدی مہذب مسیحیوں کے ہاتھ لگ گئے ان ظالموں نے ان بیکس قیدیوں کو ذبح کیا اور فوج نے ان کے کباب تل کر اور سیخوں پر لگا کر کھائے۔

زیادہ عرصہ نہیں گزرا گزشتہ صدی ہی کا واقعہ ہے کہ بجین کانگو میں چند ربڑ چرانے کے جرم میں گوری قوم کے گورے لوگوں نے کالے لوگوں کو شکاری کتوں سے پھڑوا دیا۔ ہسپانیہ والوں نے پیرو کے کسی عامی کو نہیں بادشاہ کو بھڑکتی آگ پر الٹا لٹکا دیا۔ رومیوں میں مغلوب افسروں کو آگ میں جلانے کی سزا اکثر دی جاتی تھی دشمنوں کے ساتھ ہر قسم کی سختیاں ہر قسم کے تشدد روا رکھے جاتے تھے اور اب بھی رکھے جاتے ہیں انتہا یہ ہے کہ اس تہذیب و روشنی کے زمانہ میں جذبات کی اشتعال انگیزی کی انتہا پذیری کے خوفناک منظر ہماری آنکھوں کے سامنے آئے دن پیش ہوتے رہتے ہیں۔ اپنے ہی جیسے انسانوں پر رحم کرنا ممنوعات میں داخل ہو گیا ہے۔ رچرڈ شیر دل انگلستان کا مشہور فرمانروا اکے کے حریفوں کو نہیں پر امن آبادی کے پر امن انسانوں کو گرفتار کرتا ہے اور اپنے لشکر میں بلا کر ان سب کو بلاقصور بے گناہ تلوار کے گھاٹ اتار دیتا ہے ایک مہذب قوم کا مہذب جنرل ایک قوم اور شہید قوم کے رہنما سے مرنے اور شہید ہو لینے کے بعد بھی انتقام لیتا ہے اور اس کی ہڈیاں اس کے مدفن سے نکلوا کر چکی میں پسوا کر ان کی راکھ دریائے نیل کے سپرد کر دیتا ہے۔ فرعون کے زمانہ میں مصر کی تہذیب مشہور تھی مگر بنی اسرائیل کے بچے ہمیشہ قتل کر دیئے جاتے تھے اور عورتوں کو زندہ رکھ لیا جاتا تھا وہ خود خدا بن بیٹھا تھا اور لوگوں سے علانیہ سجدے کرتا تھا اور اپنی خدائی منواتا تھا۔

مہذب رومیوں کی بربریت

رومی انسانوں کے بھوکے مرغوں کے بچوں کی طرح لڑاتے اور ان کے زخموں کا تماشہ دیکھنے کے لئے تیار کرتے تھے انہیں ہزاروں انسانوں کے مجامع میں لڑایا جاتا تھا کسی کی آنکھ پھوٹتی تھی کسی کا دانت ٹوٹتا تھا کسی کا سر پھٹتا تھا کسی کی آنتیں باہر نکل پڑتی تھیں اور ایک جلاد سر سے بیٹھے کو اس وقت چھوڑتا تھا جب اس کا دم نکل جاتا تھا اور لاشہ تڑپ کر ٹھنڈا ہو جاتا تھا کھانے پینے میں حلال و حرام کی کوئی تمیز نہ تھی جو ملتا تھا ناپاک ہڑپ کر جاتے تھے پاک و صاف کی کوئی تمیز نہ تھی پہننے کا کوئی سلیقہ نہ تھا علم مخصوص گروہوں کی میراث بن گیا تھا عیسائیوں، آریہ، یہودیوں میں اور ہندوستان میں برہمنوں کے گھرانے علم کے لئے مخصوص تھے ایک ہی قوم کے متعدد طبقے اور فرقے ایسے تھے جو مذہباً تحصیل علوم سے روک دیئے گئے تھے اور یہ علم کے پاس بھی نہ پھٹک سکتے تھے کیونکہ خود غرض علماء نے اس کی راہ میں مذہبی احکام کی سنگین دیواریں کھڑی کر دی تھیں اور اگر کوئی اس قسم کی غلطی کا ارتکاب ہی کرتا تھا تو اسے شدید سزا کا مرتکب سمجھا جاتا تھا ہندوؤں نے اس امر میں خاص اہتمام لیا تھا انہوں نے اپنی قوم کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا تھا اور چاروں کے فرائض جداگانہ مقرر کر رکھے تھے برہمن پوجا پاٹ اور مذہب و علوم کے وارث قرار دیئے گئے تھے کھتریوں کے سپرد فاتح و جنگ کا کام کیا گیا ویش کے حصہ میں تجارت آئی اور اچھوت خدمت کے لئے وقف کئے گئے غرض علم کیسی دولت بھی چند طبقوں کی ملکیت ہو گئی۔

عالم نسوانیت میں زلزلے

عالم نسوانیت کی حالت انتہا درجہ زبوں و نازک تھی ان پر ظلم و جہالت کی بجلیاں ٹوٹ رہی تھیں یہ مخلوق جہاں بھی لونڈی بنی ہوئی تھی اور جس سرزمین میں بستی تھی وہیں آسمان موجود ہو جاتا تھا یہ ہر جگہ ستائی جاتی تھی ہر گھر میں ستائی جاتی تھی ہر ملک میں ستائی جاتی تھی سلوک تھا وہ غلامانہ اور حیثیت تھی نہ وحشیانہ نہ اسے عبادت سے غرض تھی اور نہ مذہب سے لونڈیوں کی طرح زندگی بسر کرتی تھی عورت ہونا زمانہ میں ایک مصیبت بن گیا تھا پیدا ہوتے ہی اس سے نفرت شروع ہو جاتی تھی بیدرد باپ اپنی لخت جگر کو ایا بکارتی ہوئی بچی کو گڑھا کھود کر دیتے ہی زندہ دفن کر آتا تھا اور وہ زمین میں دم گھٹ کر مر جاتی تھی ایک ایک مرد ایک ایک وقت میں جتنی عورتوں کو چاہے رکھ سکتا تھا اور اپنے نکاح میں لا سکتا تھا اور عورت اف نہیں کر سکتی تھی مردوں کو یہی اختیار تھا کہ وہ جب چاہے جس عورت کو چھوڑ دے کوئی اس کا حامی نہ تھا کوئی مرد کو اس ظلم سے نہیں روک سکتا تھا اس کا کام یہ تھا کہ وہ رات دن مردوں کی خدمت کرے بچے جنے ان کی پرورش کرے گھر کا کام کاج کرے اور زبان نہ ہلائے۔

ذرا ذرا سے قصور پر انھیں بری طرح مارتے تھے گھر سے نکال دیتے تھے چونکہ اس کی حیثیت غلاموں جیسی تھی اس لئے شوہروں کو انھیں فروخت کرنے مارنے سختی کے ساتھ کام لینے اور بیرحمی سے زد و کوب کرنے کا اختیار حاصل تھا انتہا یہ ہے کہ بیوی کے قتل کے جرم میں کسی کو پھانسی ہی نہیں ہوتی تھی اور پھانسی کیا باز پرس ہی یکسر موقوف ہو چکی تھی لوگ سمجھتے ہی نہ تھے کہ عورت کمزور ہیں اور دنیا کی مسرتیں بیوی کی ایک مسکراہٹ میں مضمر ہیں ہر ملک میں اس کے لئے بدتر سے بدتر نام موجود تھے کہیں اسے شیطان کی خالہ کہا جاتا تھا اور کہیں سانپ اور بچھو سے تشبیہ دی جاتی تھی یونانیوں کی عقل اور ان کا فلسفہ مشہور ہے مگر انہوں نے بھی اس کی عزت نہیں قائم کی کہیں کسی پر اس کے کوئی حق ہی نہ تھے ہندوستان ہی کو دیکھو بیوی مجبور تھی کہ وہ شوہر کے مرنے پر اس کی لاش کے پاس بیٹھ کر خود کو بھی چتا کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کی نذر کر دے زندگیاں بالکل وحشیانہ تھیں جو نیک تھے وہ دنیا کو چھوڑ کر غاروں کنیاؤں اور جنگلوں میں مصروف عبادت ہو گئے تھے اور جو دنیا دار تھے ان کا مایہ عیش یہی تھا کہ شراب کباب میں زندگی گزرے خوبصورت لونڈیاں ہوں اور کمزوروں کو لوٹ کر روپیہ فراہم کر لیا جائے زنا قمار بازی شراب خواری دھوکہ دغا اور فریب کی کثرت تھی اور کسی پر راز حیات نہ کھلتا

پڑھائے تمدن کے سب باب اُن کو

دنیا کا مصلح اعظم

ارض عالم پر بہت سے مصلح پیدا ہوئے اور مادر گیتی نے بڑے بڑے ریفارمروں کو جنم دیا اور ہر قرن اور ہر عہد میں صلاح ملک و ملت کا جذبہ بیدار رکھنے والے پیدا ہوتے رہے ان میں وہ قدسی نفس ہستیاں بھی ہیں جو انبیا کی صف میں کھڑی ہیں، وہ بھی ہیں جو اولیاء اللہ کے نام سے مشہور ہیں وہ بھی ہیں جو دنیادار کہلاتے اور لیڈر کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں اور وہ بھی ہیں جنہوں نے نظام ملک میں بڑے بڑے انقلاب پیدا کر دیئے حضرت ابراہیمؑ حضرت عیسیٰؑ حضرت نوحؑ حضرت موسیٰؑ حضرت عبد القادر محی الدین جیلانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سلطان صلاح الدین ایوبی شیر شاہ سوری حضرت گوتم بدھ سری رامچندر سری شنکر اچاریہ سری کرشن مہاتما گرو گوبند سنگھ جی، سولن، لوتھر، والٹیر، روسو، واشنگٹن، ٹیک، امیر عبد الرحمن سر سید مولانا محمد علی لالہ لاجپت رائے، پنڈت مدن موہن مالوی اور گاندھی جی سب مصلحین میں شامل ہیں سب نے اپنے اپنے وقت اور اپنے اپنے دائرہ عمل میں کم و بیش گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اصلاح کا فلسفہ کیا ہے اور مصلحین کن بزرگوں کو کہتے ہیں اور اصلاح کس طرح کی جاتی ہے اور خود مصلحین کو کن عزائم و صفات کا ہونا چاہیئے۔

اصلاح کہتے ہیں قوم و ملک کے ذمائم و قبائح کو دور کر کے انسانوں کے صحیح راستہ پر لانے کو جو یہ خدمات انجام دیتے یا دینے کی سعی عمل میں لاتے ہیں وہ مصلح کہلاتے ہیں مصلحین کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی تعلیم کا نمونہ آپ ہوں عزائم قوی اور ارادہ بلند رکھتے ہوں ایثار و قربانی کا مادہ بدرجہ اتم رکھتے ہوں خوش خلق نیک نفس ہوں تحریر و تقریر پر پوری قدرت رکھتے ہوں اور تعصب و تنگدلی سے ان کا سینہ بالکل صاف ہو۔

اصلاح تمام ذمائم اخلاق اور تمدنی معاشری اقتصادی سیاسی جنگی اور ملکی و مذہبی امور کی کی جاتی ہے وہ بھی مصلحین ہی کی صف میں شامل ہیں جنہوں نے کسی ایک شعبہ حیات کو لیا اور اس کی اصلاح کی اصلاحی امور کا دائرہ بہت وسیع ہے غلامی و امتیازات نسلی و ملکی کا انسداد وحشیانہ و جاہلانہ رسوم کا انسداد، تزکیہ نفوس، تصفیہ قلوب، جمہور ملک قومیت و مذہب کے تنگ راہ امتیازات کو مٹا کر سب کو ایک مرکز پر لے آنا مختلف عناصر میں اتفاق و یکجہتی پیدا کرنا عورتوں کی اصلاح، تعلیم کی عمومیت صنعت و تجارت کی ترویج امن و صلح کی روح پھونکنا ظلم و جور کا انسداد مے خواری قمار بازی زناکاری، فواحش تکبر و رعونت، چوری، غمازی، بددیانتی، بدعہدی اور تعصب کا ارتفاع خدا سے بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ جوڑنا اور ان میں صداقت شعاری اور راستبازی کی صفات حسنہ پیدا کرنا یہ سب امور اصلاحی امور ہیں۔

جو امور اس وقت عالمگیر اصلاحی نوعیت رکھتے ہیں وہ مساوات عامہ عالم انسانی کا اتحاد عمومیت تعلیم نسلی و مذہبی فسادات کا ارتفاع اور اخلاقی و مذہبی احیا ہیں یہ چیزیں بنیادی نوعیت رکھتی ہیں اور کسی ایک شہر اور ایک ملک اور ایک براعظم کو نہیں پوری دنیا کو ان کی ضرورت ہے اور رہی ہے اپنی اپنی حیثیت کے متعلق کام سب نے کیا مگر دیکھنا اور غور کرنا یہ ہے کہ کس کا کام کتنا اہم کتنا مفید اور کتنا دشوار تھا۔ دنیا میں اور جتنے مصلح اور ریفارمر پیدا ہوئے ان کے سامنے ایک قوم اور ایک ملک تھا یا انہوں نے جو اصلاحیں کیں وہ اس زمانہ کی ضروریات و احتیاجات کے اعتبار سے کیں۔

عالمگیر اصلاح

لیکن ہمارے آقا و مولا سرور کائنات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام کیا وہ ساری دنیا کے لئے کیا جو اصلاحیں کیں ان کی محض عرب ہی نہیں ساری دنیا کو ضرورت تھی جو تعلیم پیش کی وہ ایک قوم اور ایک ملک کے لئے نہیں پوری دنیا اور پورے عالم کے لئے تھی پھر آپ نے جس ملک سے اصلاح کا رشتہ سنبھالا وہ ملک تمدنی معاشرتی مذہبی، اخلاقی، سیاسی، انتظامی، اقتصادی، روحانی اور علمی اعتبارات سے بالکل صفر کی حیثیت رکھتا تھا اس کی کوئی کل بھی سیدھی نہ تھی کوئی ایک شعبہ بھی ایسا نہ تھا جو بگڑا ہوا نہ ہو صدیوں اور قرنوں سے یہاں کوئی مصلح پیدا نہ ہوا تھا نہ کوئی راعی تھا نہ رعایا نہ انتظام تھا نہ حکومت نہ پیداوار تھی نہ زمین زرخیز نہ علم تھا نہ تہذیب اخلاق اور اخلاقی دنائت کی انتہائی گہرائیوں تک پہنچے ہوئے تھے جہالت و بد علمی نے ان کی عقلوں اور دماغوں پر مہریں ثبت کر رکھی تھیں دنیا میں جن افعال پر برائی کا لفظ احاطہ کر سکتا ہے اور صحیح جنہیں برا کہا جا سکتا ہے وہ سب ان میں موجود تھیں اور اس کثرت و شدت کے ساتھ موجود تھیں کہ ان کی اصلاح و ارتقا کی طرف سے زمین و آسمان مایوس ہو چکے تھے رگ رگ میں اور نس نس میں وحشت بدیوں اور برائیوں کی دنیائیں بسی ہوئی تھیں۔

اس پر طرہ یہ کہ سخت متعصب سخت مغرور، سرکش، ظالم، بیرحم، سنگدل، جاہل اور سخت جنگجو واقع ہوئے تھے اور پاسبانی ضابطہ اور اطاعت و اختیار کے نام سے بے بہرہ تھے جانتے ہی نہ تھے کہ حکومت کیسی ہوتی ہے اور کسی کا حکم کس طرح چلتا ہے۔

یہ تو تھی عرب کی حالت بیرونی دنیا کا نقشہ بھی کچھ کم خوفناک نہ تھا جتنے مذاہب تھے وہ ایک دوسرے کی تخریب میں لگے ہوئے تھے جتنی ذریتیں تھیں وہ باہم دست و گریبان رہتی تھیں ایک مذہب کے افراد دوسرے مذہب والوں کے خون کے پیاسے بنے ہوئے تھے ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ میرا ہی مذہب سچا ہے اور نجات بخشش کا ٹھیکہ اجارہ دار اسی کا مذہب اور اسی کا دین ہے اتنا ہی ہوتا اور اسی حد تک رہتے تو بھی چنداں برائی نہ تھی مصیبت تو یہ تھی کہ ایک دوسرے کو باطل اور معصیت کار سمجھ کر اسکے درپے تخریب بنا رہتا تھا اور نہ صرف درپے تخریب بنا رہتا تھا بلکہ اس کی تخریب و تباہی کو عین ثواب سمجھتا تھا رومی سلطنت کتنی مہذب سلطنت تسلیم کی جاتی تھی مگر جب تک یہ بت پرست بنی رہی اس نے یہودیوں اور عیسائیوں پر عرصہ حیات تنگ رکھا جب دین مسیحی اختیار کر لیا تو بت پرستوں کے لئے ایک قہری بجلی اور یہودیوں کے لئے ایک عذاب الہی بنگئی گرجے کنیسے اور معابد عام طور سے تباہ کر دیئے جاتے تھے ایک مذہب والے دوسرے مذہب والوں پر قابو پا جاتے تھے تو انہیں زندہ جلانا گرم لوہے سے داغنا ان کا قتل عام کرنا ان کی مقدس کتابوں کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر لٹانا ثواب عظیم جانتے تھے اور یہ سب کچھ زمانہ جنگ ہی کے لئے نہ تھا بلکہ امن کے زمانہ میں بھی [illegible] امن سے نہ رہ سکتی تھیں بخت نصر اعظم اور ٹیٹس کی تباہ کاریوں اور مذہبی جلادیوں کی دلدوز داستانیں اور عبرتناک حکایتیں بیت المقدس کی دیواروں اور یہودیوں سے پوچھو۔ نجران اور شام میں عیسائیوں پر بھی اسی طرح پہاڑ ٹوٹتے رہے ہیں عیسائیوں نے ہسپانیہ میں اور حروب صلیبیہ میں بھی اپنی وحشت و بربریت اور مذہبی درندگی و قساوت کا بدترین مظاہرہ کیا تھا اور کیا اس انداز و شان کے ساتھ کیا تھا کہ نمرود اور فرعون کی ہڈیاں بھی قبروں کے اندر حرکت میں آگئی ہونگی نجران کے یہودی فرمانروا نے بھی عیسائیوں کو زندہ الاؤ میں ڈالدیا تھا ہندوستان میں بدھ قابو یافتہ ہوئے تو انہوں نے بدھ دھرم کے پھیلانے کے لئے شمشیر میان سے نکال لی اور پھر جب سری شنکر اچاریہ جی اٹھے تو انہوں نے بدھوں کو تہ تیغ

نیز حملہ پر رکھ لیا ادراں کی ہزار در ہزار سالہ عظمت و وسعت آبادی کو دیکھتے دیکھتے فنا کر کے رکھ دیا راجپوتانہ میں سات ہزار چینیوں کی کھالیں بیک وقت کھچوالی گئیں غرض ہر جگہ اور ہر ملک میں اسی قسم کی آندھیاں برابر آتی رہتی تھیں اور پھر قیامت یہ تھی کہ اس ظلم کو کوئی ظلم نہیں ثواب سمجھتا تھا اور مذہب و پیشوایان مذہب اور کتب مقدس کی توہین معمولی اور عام چیز بن گئی تھی۔

عقائد مذہبی کی اصلاح

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک نیا مذہب اور نیا دین لیکر آئے تھے لیکن آپ رواداری اور فرزانگی عالیہ کا یہ کتنا شاندار مظاہرہ تھا کہ آپ نے اس جدید دین کو جدید نہیں کہا اور بتایا کہ میں ملت ابراہیمی کے احیاء کے لئے آیا ہوں اور میری شریعت چونکہ اب پوری دنیا کے لئے ہے اسلئے حسب ضرورت قیامت تک کے لئے اس میں اہم ترامیم کر دیگئی ہیں میں کوئی غیر نہیں بلکہ انبیائے قدیم کی جماعت ہی کا ایک رکن ہوں اور مذاہب تو دوسرے مذاہب کی تخریب و تکذیب کر رہے تھے مگر اسلام سب کی تصدیق اور سب کی عزت کرتا ہوا آیا اور نہ صرف عزت کی بلکہ ان کے پیشواؤں پر از راہ معاندت جو الزامات عائد کئے جانے لگے تھے انھیں بھی ان پر سے دور کیا اور یہ کہکر مذاہب عالم کی صداقت پر مہر جواز ثبت کی کہ خدائے ذوالجلال کے سب بندے ہیں اسے سب کی بہتری و ہدایت کا خیال ہے اور وہ برابر ہر قوم اور ہر ملک میں اپنے برگزیدہ بندوں کو رشد و ہدایت کے لئے مامور کرتا رہا ہے لکل امۃ اجل ولکل قوم ھاد ظاہر ہے کہ جب اسلامیوں کا عقیدہ یہ ہوگا کہ ہر قوم میں اللہ کی طرف سے ہدایت کرنے والے بھیجے گئے ہیں اور اس کے رسولوں میں کوئی تفریق پیدا کرنا معصیت ہے تو وہ ہرگز دیگر مذاہب والوں کی تخریب تو کجا تکذیب پر بھی بآسانی آمادہ نہ ہوں گے لا نفرق بین احد من رسلہ۔

کہاں تو دنیا کے یہودی نمرود آس عیسائی ہرقل آتش پرست خسرو پرویز اور بت پرست ٹیٹس اور بخت نصر دوسرے مذاہب کی بنیادیں اکھاڑ کر پھینک رہے تھے وہاں رسول کریم نے وہ انقلاب پیدا کر دیا کہ آپ کے غلام سلطان صلاح الدین سلطان محمود غزنوی اور شہنشاہ اورنگ زیب ان کے حامی نظر آئے آپ نے مسلمانوں کو تعلیم دی کہ دین کے معاملہ میں کسی پر جبر نہ کرو لا اکراہ فی الدین تمام مذاہب کے پیشواؤں کا احترام کرو تمام کتب مقدسہ کو سچی کتابیں سمجھو تمام مذاہب کو سچا جانو کسی سے تعصب نہ کرو دنیا کا کوئی ایک مذہب اور ایک مذہبی مصلح بھی اتنی عظیم الشان اصلاح اور اتنی جلیل القدر تعلیم کی کوئی مثال پیش کر سکتا ہے نہیں ہرگز نہیں آپ نے صاف بتا دیا کہ صرف اتنی بات ہے کہ لوگوں نے دیگر مذاہب کی کتابوں میں حسب منشا ترمیم و تنسیخ کر دی ہے اور وہ مذہب اپنی اصلی حقیقی صورت میں قائم نہیں رہے مگر ان کی صداقت مسلّم ہے گویا جو چیز لڑائی اور جنگہائے عظیم کا باعث اول بنی ہوئی تھی آپ نے اسے معدوم کر کے رکھدیا۔

مساوات عامہ

آپ کی دوسری اصلاح یہ تھی کہ آپ نے نسل و رنگ اور قومیت کے سارے اختلافات فنا کر ڈالے اور دنیا کو نہ صرف قولاً نہیں عملاً بتا دیا کہ تمام نسل انسانی ایک گھرانا ہے جس میں چھوٹے بڑے کالے گورے اور شریف رذیل کی کوئی تفریق نہیں اقوام و قبائل کی تفریق محض شناخت اور پہچان کے لئے ہے نہ کہ شرافت و رذالت کے امتیاز کے لئے شریف وہ ہے جسکے عمل اچھے ہوں اس کے پیٹ سے کوئی شریف و رذیل پیدا نہیں ہوتا۔

اس وقت دنیا کی یہ حالت تھی کہ ایک ہی قوم اور ایک ہی مذہب کے اندر صدہا تفریقات اور امتیازات موجود تھے اور دیگر مذاہب میں یہ امتیازات بدقسمتی سے آج بھی موجود ہیں۔ ہندوؤں میں اچھوتوں کے سائے تک سے پرہیز کیا جاتا ہے عیسائیوں میں کالے گورے کی تفریق موجود ہے امریکہ و یورپ میں امیر و غریب سرمایہ و مزدوری اور خاندان کے امتیازات موجود ہیں مگر اسلام ان سے بری ہے یہاں محمود و ایاز ایک ہی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں ایک حبشی غلام زادہ اسامہؓ ہاشمی و قریشی عساکر کا جنرل مقرر ہوتا ہے ایک ادنیٰ غلام حضرت زیدؓ سے آپ اپنی پھوپھی زاد بہن کی شادی کر دیتے ہیں ایک ہی لباس اور ایک ہی احرام میں شاہ و گدا امیر و غریب اور چھوٹے بڑے حج کرتے ہیں حضرت بلال حبشی حضرت عمر بن خطاب جیسے جہتم بالشان خلیفہ سے آقا کا خطاب حاصل کرتے ہیں اور انھیں جب شادی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو بڑے بڑے قریشی خاندان شریف ان سے نسبت دامادی کا شرف حاصل کرنے کے لئے تا لہا نہ آگے بڑھتے اور اپنی لڑکیاں پیش کرتے ہیں اور قوادر آپ نے یہاں تک رواداری سے کام لیا ہے کہ اجازت دیدی ہے کہ اہل کتاب کی لڑکیوں سے شادی بیاہ بھی کر سکتے ہو اور پاک و مطہر کھانا ہو تو ایک دسترخوان پر بیٹھکر کھا بھی سکتے ہو حالانکہ یہ وہ حق ہے جو دوسری اپنی قوم کے افراد اور عامیوں کو بھی نہیں دے سکیں یہ کتنی بڑی اور کتنی شاندار اصلاح ہے اور اسلام کا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کا اصول آج بھی دنیا بھر کے لئے ایک درس بصیرت بنا ہوا ہے۔

غلامی کا استیصال

اس وقت غلامی کا بھی عام رواج تھا جو بدقسمتی سے ۱۸۳۳ء تک اس دنیا میں قائم رہا جنگ میں جو لوگ گرفتار ہوتے تھے خواہ وہ شریف ہوں یا رذیل عام طور سے غلام بنا لے جاتے تھے اکثر ڈاکو لوگ بھی ادھر ادھر سے انسانوں کو پکڑ کر اور غلام بنا کر فروخت کر دیتے تھے یہ دنیا کی سب سے بڑی لعنت تھی اور غلام تمام انسانی آسائشوں اور آسایشوں سے محروم ہو جاتا تھا اور نہ صرف اس کے ہاتھ پاؤں بلکہ جسم و جان تک دوسرے کے ہاتھ فروخت ہو جاتی تھی مجال نہ تھی کہ یہ اف بھی کر سکے غریبوں کو برا کھانا اور برا کپڑا ملتا تھا بات بات پر مار پڑتی تھی حتی کہ ان کا قتل بھی معمولی اور کوئی جرم کی بات نہ تھی دن بھر حیوانوں کی طرح یہ اپنے آقاؤں کی خدمت کرتے رہتے تھے مگر جو کام انگلستان نے ۱۸۳۳ء اور فرانس نے ۱۷۹۴ء میں کیا وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھٹی صدی عیسوی ہی میں مکمل کر دیا تھا دنیا بھر میں یہ لعنت پھیلی ہوئی تھی اور کسی کے تصور میں یہ نہ آتا تھا کہ یہ ایک ظلم عظیم ہے اور اس کا انسداد ہونا چاہیے آپ نے رفتہ رفتہ اس ظلم کا خاتمہ بھی اپنی زندگی ہی میں کر دیا ظاہر ہے کہ غلام جائداد کی حیثیت رکھتے تھے لاکھوں روپیہ ان کی خریداری پر صرف ہو چکا تھا اور اس کا انسداد فوری نہیں ہو سکتا تھا اس لئے آپ نے بتدریج اور کمال دانشمندی کے ساتھ اس راہ پر خار میں قدم بڑھایا ابتدا میں یہ نہ کہا کہ غلامی کے رواج کو یکسر ترک کر دو بلکہ یہ فرمایا کہ جو خود کھاؤ وہ غلاموں کو کھلاؤ اور جو خود پہنو وہ غلاموں کو پہناؤ پھر ان سے حسن سلوک کی تاکید کی پھر کہا گیا کہ ان سے استطاعت سے زیادہ کام نہ لو پھر ارشاد ہوا کہ یہ تمہارے بھائی ہیں ان کی شادیاں کر دیا کرو پھر یہاں تک کہا گیا کہ انھیں غلام اور کنیز کہکر بھی نہ پکارو بلکہ اپنا لڑکا یا لڑکی کہکر پکارو کیونکہ امتداد زمانہ نے اس نام کو ذلت کے مترادف بنا دیا ہے اور اس سے احساسات خود داری کو ٹھیس لگتی ہے اور یہ جو کچھ کمائیں اس میں سے کچھ حصہ انھیں بھی دیا کرو یہی نہیں آپ نے غلاموں کی آزادی کو مختلف گناہوں کا کفارہ اور بڑے ثواب عظیم کا کام بنایا اور آخر میں خدائے قدوس نے یہ آیت نازل کر دی حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء یعنی جب لڑائی میں تم انھیں زخمی کر دو اور شکست ہو تو اس کے بعد یا تو انھیں احساناً رہا کر دو یا فدیہ لیکر چھوڑ دو اس کے مابعد کبھی کوئی غلام نہیں بنایا گیا آپ نے خود چھ چھ ہزار غلام بنے ہوئے قیدی چھوڑے اور اس شان سے چھوڑے کہ سب کو کپڑے

اور جاگیریں بھی اپنے پاس سے عطا کیں یقیناً سلاطین اسلام نے بعد کو بھی اپنی غلط فہمی یا غلط روی سے اس طریق کو جاری رہنے دیا مگر ان کی حیثیت میں زمین و آسمان کا انقلاب برپا ہو گیا تھا اور پھر اسلام کے غلام عیسائیوں کے ایسے غلام نہیں رہے بلکہ وہ غلام ہوئے کہ آج آقاؤں کو بھی ان کی قسمتوں پر رشک آتا ہے اسلام کے غلام دنیا کے فرمانروا اور اسلامیوں کی دامادی کے شرف سے مشرف ہوئے انہوں نے لشکر اسلام کی سپہ سالاریاں کیں گورنر بنے فلاسفر اور حکما ہوئے اور مصر و ہند میں ان کی اتنی عظیم الشان اور پرسطوت فرمانروائیاں قائم ہوئیں کہ انھوں نے جباران عالم کے منہ پھیر دیئے اور دنیا کو اپنی ہیبت و جلالت شان سے برسوں لرزہ براندام رکھا اس زبردست اصلاح عام کے لئے دنیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ ممنون احسان رہے گی۔

عالم نسوانیت کی اصلاح

اس عہد میں نہ صرف عرب بلکہ تمام کرۂ ارض پر عورتیں انتہائی بدبختیوں اور مصیبتوں میں پڑی زندگی بسر کر رہی تھیں عرب میں باپ کی بیویاں بیٹوں میں تقسیم ہو جاتی تھیں اس ریلی پھیلی دنیا میں کوئی ایک ملک اور ایک قطعہ بھی ایسا نہ تھا جہاں ان کی حالت بہتر ہو نہ ترکہ میں انہیں کچھ ملتا تھا اور نہ وراثت میں ان کا کوئی حصہ تھا اور ہوتا کیونکر جب انھیں دنیا شیطان کی آلۂ کار سانپ اور بچھو سے زیادہ زہریلی طوفان اور آندھی اور موت سے بدتر اور بیوفا و دغاباز کے نام سے موسوم کر رہی تھی اور حیران تھی کہ خدا نے اسے پیدا کیوں کیا ہے اور کیا ہے تو آیا اس میں روح بھی ہے یا نہیں مرد کو پورا اختیار تھا کہ وہ اپنی بیوی کو جس طرح چاہے رکھے جسے چاہے دیدے حتیٰ کہ اگر وہ اسے اگر قتل بھی کر ڈالے تو اسے اس جرم میں کوئی سزا نہ ہوتی تھی بری طرح زد و کوب کی جاتی تھی۔

رات دن مرد کی خدمت کرنا بچے پالنا اور غلاموں کی طرح ذلت کے ساتھ رہنا اس کا کام تھا ہندوستان میں عورت کے لئے حکم تھا کہ وہ اپنے شوہر کی نعش کے ساتھ بیٹھ کر خود کو چتا کے شعلوں کی نذر کرے مرد بُرا ہو یا بھلا بیمار ہو یا ظالم عورت اس سے علیحدہ نہ ہو سکتی تھی لیکن مرد کو ہر وقت یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ جب چاہے بازو پکڑ کر اسے گھر سے نکالدے یا اس پر اور کئی عورتیں لے آئے عبادت و معاملات میں بھی اسے کوئی دخل نہ تھا اور نہ وہ خرید و فروخت اور بیع و شریٰ میں حصہ لے سکتی تھی اسلام کا ابر بہار گھر کر آیا تو اس نے عالم نسوانیت کے خشک چمن کو بھی سیراب کر دیا اور دنیا میں سب سے پہلی مرتبہ اس کے حقوق قائم کئے اور اس کی اہمیت دنیا پر واضح کی) ارشاد ہوا کہ تم تو عورتوں کی کوئی حقیقت ہی نہیں سمجھتے مگر یہ چیز نہ ہے کہ اس کے بغیر مرد اور مرد کے بغیر عورت ایک تن عریاں کی حیثیت رکھتی ہے عورتیں مردوں کا اور مرد عورتوں کا لباس ہیں لباس کے اس استعارہ ہی میں عورت کی اہمیت و عظمت کا راز پوشیدہ ہے هن لباس لکم و انتم لباس لهن حقوق کے متعلق بھی صاف تصریح کردی اور تصریح کیا کردی بلکہ دونوں کو ایک میزان میں لاکھڑا کیا اور اُسے جس کے دنیا اور دنیا والوں پر کوئی حقوق ہی نہ سمجھے جاتے تھے بکلفت مساوات کا رتبہ دیدیا اور کہدیا کہ مردوں پر عورتوں کے حقوق اتنے ہی ہیں جتنے کہ اُن کے عورتوں پر ہیں یہ نہیں کہا گیا کہ عورت ہونے کی وجہ سے ان کے حقوق بھی کم کر لو ضرور وراثت میں بیٹے کا حصہ بیٹی سے دُگنا رکھا گیا ہے مگر اس کی کمی دوسری جگہ پوری کردی گئی اس طرح کہ وہ شوہر سے مہر کی بھی حقدار ٹھیرائی گئی اگر غور سے دیکھا جائے تو ایک حساب سے وہ مرد سے بھی اچھی رہی اس کی تمام ضروریات کا متکفل مرد قرار دیا گیا نہ کمائے اور یہ صرف کرائے تہائی حصہ یہ باپ کے یہاں سے لیگئی دو تہائی شوہر کا گھر میں آگیا ادھر شوہر کی بہن جو تہائی لیگئی تھی اس کی کسر اس کی بیوی نے پوری کردی اور بیوی کی شوہر نے پھر شوہروں کو حکم دیا گیا کہ وہ بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف و عاشروهن بالمعروف عورت کو اگر تکلیف ہو تو وہ خلع حاصل کر سکتی ہے بیوہ ہو جائے تو وہ دوسری شادی کر سکتی ہے اپنے نام جائداد خرید سکتی ہے باپ اور شوہر کی جائداد کی حصہ دار رہے یہ وہ حقوق ہیں جو اسلام نے بیشتر کیا آج بھی کسی مذہب اور کسی قوم نے عورتوں کو نہیں دیئے۔

اسلام نے سب کچھ کیا تمام حقوق عطا کر دیئے آزادی عطا کی مگر وہ آزادی نہیں جو نظام معاشری میں رخنے پیدا کردے اور اسے اس کے جوہروں سے محروم کردے جیسا کہ آج مغرب میں ہو رہا ہے خالق ذوالجلال انسان کی فطرت کی گہرائیوں سے واقف تھا اس لئے اس نے انھیں سب کچھ دینے اور عطا کرنے کے بعد بھی مردوں کو ان پر فضیلت اور کچھ تخیلات عطا کئے اور اسلئے عطا کئے کہ ان کے بغیر وہ اُن ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہ ہو سکتے تھے جو اُن پر عائد کی گئی تھیں پھر جب وہ ان کے نان نفقہ کے ذمہ دار ہیں وہ عطا کرتے ہیں آرام پہنچاتے ہیں تو اتنے اختیار کچھ بیجا بھی نہیں آخر مردوں کو بھی تو .... مردوں کی اطاعت کرنی ہی پڑتی ہے اگر وہ بالکل ہی آزاد کر دی جاتی اور مردوں کو تادیب و تہذیب کے اختیار بھی نہ دیئے جاتے تو وہ مغرب کی عورت کی طرح تباہ ہو جاتی ساتھ ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں پر زور دیا کہ وہ اپنے اندر مردانہ خصائل پیدا نہ کریں ہر حالت میں عورت ہی رہیں اور اپنی نسائیت کو ترک نہ کریں آپ عورتوں کو مہندی لگانے اور چوڑیاں پہنے رہنے کی ہمیشہ تلقین کرتے رہتے تھے اور اس کوتاہی پر ناراضی کا اظہار بھی کرتے تھے کہ نسوانیت کھو کر یہ کہیں تباہ نہ ہو جائیں کسی قوم کی تہذیب و مدنیت کے صحیح اندازہ کا معیار یہ ہے کہ اس نے عورتوں کو کتنے حقوق دے رکھے ہیں اور ان کی حیثیت کیا ہے اس اعتبار سے اسلام سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور متمدن مذہب ثابت ہوگا۔ دختران اسلام عابد و زاہد عالم و تاجر امیر اور خود مختار سب کچھ ہیں اور اس کے باوجود بھی عورت ہیں کوئی ہے جو اتنی زبردست اصلاح کا حریف بن سکے۔

عمومیت تعلیم

کسی ایک مذہب نے بھی علم و فضل کو اتنا عام نہیں کیا جتنا کہ اسلام نے کیا عیسائیوں میں ہندوؤں میں یہودیوں میں ان کے مذہبی پیشوا اور مخصوص طبقے علوم و فنون کے ٹھیکہ دار بنے ہوئے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اجارہ کو توڑ دیا تعلیم عام کر دی اور ہر عورت اور ہر مرد پر تعلیم کا حاصل کرنا فرض قرار دیا گیا حکم دیا گیا کہ علم و حکمت تمہاری گمشدہ پونجی ہے چین جیسے دور دراز ملک میں بھی ملے اور نصیب ہو تو پہنچو اور اسے حاصل کرو صدیوں دنیا کی یہ حالت رہی ہے کہ مشاہیر عالم محض فلسفیانہ اسرار کی چہرہ کشائی کے جرم میں قتل کئے جاتے رہے ہیں گیلیلیو جیسا ماہر فلکیات یورپ میں اور ہائی پیشیا جیسی فاضلہ روزگار مصر کے بازاروں میں خاک و خون میں تڑپا دی گئی ہندوستان میں اچھوتوں کو اس سے بالکل محروم کر دیا گیا اور اس کی عمومیت تو کہیں بھی باقی نہ رکھی گئی مگر اسلام نے ہر چیز پر غور کرنے اور ہر نکتہ اور تمام موجودات پر عقل آرائی کی تلقین کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا ہی میں مدینہ منورہ کے اندر صفہ کی یونیورسٹی قائم کردی اور خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پرنسپل بنے اس یونیورسٹی کے طلبا پہلی صدی ہجری کے ربع اول ہی میں اتنے قابل نکلے کہ انہوں نے بڑے بڑے صوبوں اور ملکوں پر پوری قابلیت کے ساتھ فرمانروائیاں کیں جرار لشکروں کے سپہ سالار بنے دنیا کے بہترین تجار ثابت ہوئے اور میدان عقل و علم میں وہ ایک زمانہ کو پیچھے چھوڑ کر اس سرعت سے آگے بڑھے کہ فلک کی آنکھ کھلی کی کھلی رہ گئی اور دیکھنے والے متحیر رہ گئے۔

حیات نبوی ہی میں ہر مسلمان کے گھر میں علم کی روشنی پہنچ گئی تھی بچہ بچہ تعلیم حاصل کرتا تھا ہر عورت علم کے دریائے شیریں سے سیراب تھی آقا و غلام امیر و غریب اور شاہ و گدا سب تعلیم حاصل کرتے تھے اور چونکہ تحصیل علم کو ہر دنیوی نعمت پر فضیلت دیگئی تھی اس کے حصول کو ثواب عظیم بتایا گیا تھا اور اسلامی گرجویٹوں اور عالموں کی سیاہی کو شہیدوں کے خون کا ہم رتبہ کہا گیا تھا مسلمان دنیا کی پہلی قوم ہے جن کے یہاں علم کو پہلی مرتبہ عمومیت و عظمت حاصل ہوئی جنہوں نے تمام شعبہ ہائے علوم پر قابو پالیا تھا خود ہی سیکھا اور دنیا کو بھی سکھایا جن کے یہاں کل میں سونے تھیں اور جو دنیا کے استاد و معلم بن گئے کوئی ایک مذہب اور ایک قوم تو ہمیں بتاؤ جس نے اسلام سے پیشتر علم کو عزت و منزلت کی مسند پر بٹھایا ہو گھر گھر اس کی شمعیں روشن کی ہوں اور اسے عبادت و ریاضت کے ہم پلہ قرار دیا ہو نہ بتا سکو گے اور قیامت تک نہ بتا سکو گے۔

تمدنی اصلاح قیام امن کو آپ نے سب سے زیادہ اہمیت دی اور ایسے اصول وضع کئے جو ہر قسم کے فتنہ و فساد کے استیصال اور انسداد کے متکفل تھے آپ نے اسے قتل انسان سے بھی زیادہ شدید گناہ بتایا دیگر مذاہب پیشوایان مذاہب اور معبودان مذاہب کے ابطال و تکذیب سے حکماً روک دیا کہ ہمیشہ یہ چیز ہی فتنہ و فساد کا سبب اول بنی رہی ہے جھگڑوں، تنازعوں اور خرخشوں کو روکا انتقام کی ایک حد مقرر کی جزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفی واصلح فاجره علی الله کا اصول پیش کیا یعنی جس کے ساتھ برائی و بدی کی جائے اسے حق ہے کہ اتنی ہی برائی اس کے ساتھ کرلے اتنا ہی نقصان اسے پہنچالے جتنا کہ اسے پہنچ چکا ہے اور اگر نہ معاف کرئے تو اس کو اس عفو و درگذر کا اجر بارگاہ ربانی سے ملیگا۔ کسی نے کسی کا دانت توڑ دیا ہے تو وہ بھی دوسرے کا دانت ہی توڑ سکتا ہے یہ نہیں کہ وہ جوش میں آکر اس کی آنکھیں ہی پھوڑ ڈالے یا تصویر عجز بنکر اس کے سامنے اپنی پوری بتیسی کر دے کہ لے بھائی جتنے دانت تیرا جی چاہے توڑ دے بد امنی کیسے پیدا ہوتی ہے اسی طرح کہ ایک دوسرے کے ایک طمانچہ مارتا ہے دوسرا اس کے دس رسید کرتا ہے پھر پہلا اس سے بھی بڑھکر چڑھا کر بدلہ لینے کی سعی کرتا ہے اسلئے فتنہ و انتقام کی آگ برابر سلگتی اور پھیلتی چلی جاتی ہے۔

جو لوگ سرکش اور بدباطن ہوں ان سے اتنا ہی بدلہ لو اور جن کے متعلق خیال ہو کہ انہوں نے نقصان تو پہنچا لیا بدی تو کرلی مگر اس پر نادم ہیں تو انھیں معاف بھی کیا جاسکتا ہے اور اس معافی کا اجر بارگاہ ربانی سے ملیگا غرض جذبات میں اعتدال پیدا کرنے کی انتہائی سعی کی گئی کہ حد سے بڑھو اور حد سے گرو۔ کاروبار میں بد دیانتی دھوکہ اور فریب کو عذاب الٰہی کا باعث بتایا اور جھوٹی عبادت کہکر ڈرایا۔ بد عہدی غبن سب و شتم غیبت بدگوئی طعن و تعریض خیانت اور تغلب وغیرہ کو معصیت عظیم قرار دیا قمار بازی اور شراب خواری کا انسداد کر دیا سود سے روک دیا سرمایہ داروں اور مزدوروں امیروں اور غریبوں کے تصادم کو روکنے کے لئے زکوٰۃ و صدقات کو جاری کیا زنا و بدکاری کے ارتفاع کے لئے تمدنی سہولتیں بہم پہنچائیں چار نکاح کی اجازت دی ناموافقت مزاج کی صورت ناگزیر میں دونوں کو دونوں سے علیحدہ ہو جانے کی اجازت دی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تصریح کردی تہمت زنا کو جرم قرار دیا چوری کی سزا قطع ید اور ڈاکے کی سزا قتل مقرر کی قتل کی سزا قتل ہی قرار دی مگر چونکہ انسانی جان کا احترام اور ورثائے مقتول کے درد کا احساس بھی پیش نظر تھا اس لئے ساتھ ہی یہ اجازت بھی دیدی کہ اگر ورثائے مقتول چاہیں تو خونبہا لیکر قاتل کو معاف کر دیں سود کی لعنتوں سے دنیا کو بچا لیا حکم دیا کہ عورتیں سنگار کرکے اور بن سنور کر اپنے حسن و شباب کی دلفریبیاں ظاہر کرتی ہوئی باہر نہ نکلیں مرد و عورت دونوں اپنی نظریں نیچی رکھیں یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم کہ اس سے فواحش پھیلتے ہیں نیت بگڑ جاتی ہے فتنے پھیلتے ہیں اور زنا کی ترغیب و تحریص کا امکان ہے ناپ تول اور خرید و فروخت کے آئین مقرر کئے اعزا و اقارب کے مقابلے میں بھی انصاف کی تاکید کی اور یہاں تک کہدیا گیا کہ خواہ کوئی دشمن ہی ہو مگر عدل سے کام لو اور تعصب کو پاس نہ پھٹکنے دو غرض ایسا ضابطہ معین و مقرر کیا جس پر کاربند ہو کر کوئی خرابی پیدا ہی نہ ہو سکے۔

اخلاقی اصلاح فاستبقوا الخیرات نیکی میں سبقت کرو تخلقوا باخلاق اللہ خود کو ربانی اخلاق سے آراستہ کرو ارحموا فی الارض یرحمکم من فی السماء تم زمین والوں پر رحم کرو آسمانوں میں تم پر رحم کیا جائے گا واعفوا واصفحوا عفو و درگذر سے کام لو احسن کما احسن اللہ الیک نیکی کرو جس طرح اللہ نے تمہارے ساتھ نیکی کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم برابر اسی قسم کی تعلیم دیتے اور غصے جوش کینے حسد ریا نمود اور اسی قسم کے پست جذبات اور ذمیمہ اخلاق سے روکتے رہے، خلق و مروت جود و سخا عفو و درگذر نیکی و حسن سلوک سیر چشمی و فراخدلی پر برابر زور دیتے رہے کمزوروں اور غریبوں سے نیک برتاؤ بڑوں کے ادب چھوٹوں پر شفقت والدین کا احترام بیگانوں اور یگانوں سے مروت کے گرانقدر سبق دیئے ارشاد فرمایا کہ تم میں اچھا وہ ہے جسکے اخلاق اچھے ہیں جو اپنے گھر والوں اور ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے نرمی و لینت کو بڑا درجہ عطا کیا زبان کی حفاظت پر خاص زور دیا کہ اس سے بڑے بڑے نہ مندمل ہونے والے زخم پڑ جاتے ہیں۔ مہمانداری و ملاقات کی اہمیت جتائی تمام سفلی جذبات کو دبایا اور جذبات عالیہ کو بیدار کیا کبر و رعونت خود نسبی فخر، مذاق اڑانے آوازے کسنے پھبتیاں کہنے ہنسی اڑانے، غیبت کرنے، کسی کے راز دریافت کرنے کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونے پاک و صاف رہنے کی تاکید کی اور قوم کی قوم کو ایک مختصر وقت میں فرشتہ بنادیا۔

معاشرتی اصلاح معاشرتی حقوق پر خاص زور دیا کہا گیا ماں باپ کی عزت کرو اور ان کے دکھ درد کا خیال کرو کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے صلہ رحمی کرو یعنی رشتہ داروں کے ساتھ لطف و محبت کے ساتھ پیش آؤ ضرورت کے وقت ان کی مدد کرو۔ زکوٰۃ میں ان کا حق مقدم سمجھو ان سے قطع تعلق کرنے والے کو قطعی دوزخی بتایا بڑے بھائی کو باپ کی برابر بڑی بہن کو ماں کی برابر چھوٹے بھائی اور چھوٹی بہن کو اولاد کی برابر بتایا اسی طرح خالوؤں ماموؤں چچاؤں کو باپ اور خالاؤں پھوپھیوں چچیوں اور ممانیوں کو ماں کے درجہ میں رکھا ہمسایوں کو عزیزوں کی برابر رتبہ دیا اور حکم دیدیا کہ ہمسایہ عورت سے مقاربت ستر عورتوں سے مقاربت کے جرم کی برابر ہے اس کی اذیت و ناراضی کو بھی یہی حیثیت دی حتی کہ جس کا ہمسایہ اس سے تکلیف میں ہو اسے جنت کی خوشبو سے بھی محروم قرار دیا بیویوں کو شوہر کی اطاعت اور نگہداشت مال کا حکم دیا اور مردوں کو ان سے اچھے سلوک اور اچھی معاشرت کا۔ غیر اقوام کے مشرکانہ مراسم کے اختیار کرنیوالوں کو جہنمی فرمایا کہاں تک ذکر کیا جائے کوئی ایک شعبہ حیات بھی تو ایسا نہیں جس میں آپ نے انقلاب انگیز اصلاح نہ کی ہوں کیا اس بھری دنیا میں کسی ایسے مصلح اور ریفارمر کا نام بتا سکتے ہو جس نے دنیا میں اصلاح کے اتنے کامیاب انقلاب برپا کئے ہوں یہ جامعیت اگر کہیں مل سکے گی تو وہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں ملی گی۔

زمانہ میں تھا دورِ صہبائے بطلاں

بعثت نبوی سے پیشتر دنیا کی حالت

جس زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے ہیں اس وقت دنیا کی حالت ناگفتہ بہ تھی ظلم اخلاق نے طبائع میں پوری طرح گھر کر لیا تھا اور ہر طرف ظلمت و تاریکی کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں کوئی ملک کوئی قوم اور کوئی مذہب ایسا نہ تھا جس کی کشتی حیات بطلان و طاغیت کی موجوں پر نہ تیر رہی ہو اور انسانوں کی بستیاں ظلم و بربریت کے شکنجوں میں نہ کسی ہوئی ہوں ہند و سندھ چین و جاپان تاتار و ایران شام عراق عرب و مصر مراکش بربر اور یورپ و جزائر ہر خطہ عالم کی حالت روز بروز بدتر صورت اختیار کرتی چلی جاتی تھی اور پوری دنیا "صہبائے بطلاں" سے مخمور بنی ہوئی تھی۔

عرب میں تمدن و شہریت کے آثار تک مفقود ہو گئے انسانیت و شائستگی کے جوہر تک فنا ہو چکے تھے حیوانیت و بربریت کے سفلی جذبات نے انسانیت کے احساسات کو پوری طرح مغلوب کر لیا تھا جس متنفس پر نظر پڑتی تھی وہ وحشت و درندگی کا پیکر نظر آتا تھا بات بات پر لڑنا مرنا اور قتل و غارت کا بازار گرم کر دینا نہ صرف یہ کہ یہاں کے باشندوں کا ایک دلچسپ مشغلہ بن گیا تھا وہ اس شغل میں فرحت و مسرت محسوس کرتے تھے

حرب بسوس

حرب بسوس ارض عرب کا وہ محاربہ عظیم ہے جس میں تقریباً ستر ہزار افراد خاک و خون میں تڑپے اور ان کی نعشوں کو تڑپتے ہوئے اسی نیلگوں آسمان نے دیکھا جو آج بھی ہمارے سروں پر شامیانہ کی طرح تنا ہوا ہے اور جس کی شہادت آج بھی ہر روز وقت سحر طلوع ہونے والا آفتاب دے سکتا ہے حرب و جنگ کسی زمانہ اور زمانہ کی وحشت و شائستگی سے متعلق نہیں جنگیں بربریت نے بھی لڑیں اور تہذیب نے اور ان کا سلسلہ کسی نہ کسی رنگ میں اس وقت تک برابر قائم رہے گا جب تک یہ دنیا اپنے اسی آب و رنگ کے ساتھ قائم ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس آگ اور خون کے کھیل کے اسباب و بواعث کیا ہیں حرب بسوس کی اساس و بنیاد محض اتنی تھی اور صرف اس بات پر قبیلے کے کٹ مرے تھے کہ ایک شخص کا اونٹ کسی کے کھیت میں جا گھسا تھا کھیت والی عورت نے اس اونٹ کو مارا طبائع کی گندگی اور وحشت کا یہ مظاہرہ تھا کہ اونٹ والے نے فوراً مشتعل ہو کر اس عورت کی چھاتی کاٹ ڈالی اب کیا تھا بارود میں چنگاری جا پڑی اور جنگ کا ایک سلسلہ لامتناہی شروع ہو گیا۔

کہنے کو یہ جنگ بکر اور تغلب دو عرب کے قبیلوں میں ہوئی مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کی لپیٹ میں عرب کے قریب قریب تمام قبائل آ گئے اور ۴۹۴ء سے لیکر ۵۳۴ء تک مسلسل جنگیں ہوتی رہیں اسی جنگ کے متعلق حالی مرحوم نے اپنے عدیم المثال اور شہرۂ آفاق مسدس کے اس بند میں اشارہ کیا ہے

وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی — صدی جس میں آدھی انہوں نے گنوائی
قبیلوں کی کر دی تھی جس نے صفائی — تھی اک آگ ہر سو عرب میں لگائی
نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ — کرشمہ اک ان کی جہالت کا تھا وہ

حرب داحس

عرب کی ایک اور مشہور جنگ حرب داحس کے نام سے مشہور ہے اس کی بنیاد بھی کچھ اہم نہ تھی بات اتنی تھی کہ گھوڑ دوڑ ہو رہی تھی جس میں ایک شخص کا گھوڑا داحس آگے بڑھا جاتا تھا یہ دیکھ کر ایک شخص آگے آیا اور اسے بھڑکا دیا پھر کیا تھا سارے عرب میں شعلہ ہائے جنگ بھڑک اٹھے اور خون کا ایک دریا بہ نکلا عرب کی حالت ہی کچھ ایسی تھی کہ دو افراد کا باہمی تنازعہ قبائل کا تنازعہ بن جاتا تھا اور خاندان کے خاندان اس میں برابر شامل ہوتے چلے جاتے تھے تاوقتیکہ خون کا بدلہ نہیں لے لیا جاتا تھا جگر کی آگ بجھتی ہی نہ تھی باپ بیٹے کو وصیت کر جاتا تھا کہ فلاں شخص ہمارا دشمن ہے اس سے ضرور انتقام لینا اسی طرح سلسلہ نسلاً بعد نسل برابر جاری رہتا تھا چند ماہ کے سوا سال کے تمام مہینوں میں جنگ برابر جاری رہتی تھی بات بات پر برابر چنگاریاں اڑتی رہتی تھیں مسدس حالی میں اس کے لائق مصنف نے قبائل عرب کی اس افتاد طبع کا نقشہ کیسے مؤثر اور صریح الفاظ میں کھینچا ہے لکھتے ہیں اور کیا خوب لکھتے ہیں ؎

کہیں تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا — کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا — کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا

یونہی روز ہوتی تھی تکرار ان میں
یونہی چلتی رہتی تھی تلوار ان میں

اخلاقی عیوب کی فراوانی

شراب و ساغر اور زنا و فواحش کی وہ فراوانی تھی کہ الاماں! مرنے پر قبروں کے اوپر شراب کے مٹکے رکھ دیئے جاتے تھے کہ روح پیاسی اور تشنہ نہ رہے بعض قبائل تو زنا کے لئے مشہور تھے کوئی اسے عیب نہ سمجھتا تھا بلکہ اسے ہنر سمجھ لیا گیا تھا پھر ان کے عاشقانہ جذبات اور ہوسرانی کی تختہ مشق عموماً وہی عورتیں بنتی تھیں جو ان کی قریبی رشتہ دار ہوتی تھیں اس سے بھی چار قدم آگے بڑھ کر نہ بڑھتے تھے کہ وہ اپنی اس عشق اور ہوسرانی کی حیا سوز داستانیں عام مجامع میں بڑے فخر کے ساتھ پیش کیا کرتے تھے اور اپنی خلوتوں کی عریاں تصویر دنیا کے سامنے پیش کرنے میں انہیں ذرہ برابر تامل نہ ہوتا تھا نئے نئے دستور تھے اور نئے نئے آئین اہل عرب کے نزدیک وہ شخص بزدل رذیل اور کمینہ سمجھا جاتا تھا جسے کبھی کسی کے ساتھ عشق نہ ہوا ہو اور اس نے کسی عورت کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم نہ کئے ہوں عورتیں اور مرد عام طور پر آزادی سے ملتے جلتے تھے برہنہ ناچ ہوتے تھے رقص و سرود کی صحبتیں نہایت حیا سوز ہوتی تھیں مکر و دغا رہزنی ڈاکے اور قتل و غارت ان کے دلچسپ مشاغل تھے۔

راہ میں اتفاق سے کوئی مسافر تنہا سفر کرتا تو نہ صرف یہ کہ اسے لوٹ لیا جاتا بلکہ اسے غلام بنا کر فروخت کر دیا جاتا تھا کنوؤں اور چشموں کو گھاس پھونس سے اس لئے چھپا دیتے تھے کہ مسافروں کو پانی نہ ملے وہ پیاس سے تڑپ کر مر جائے اور مغرب و جوار کے لوگوں کے ہاتھ اس کا مال آ جائے لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے سوتیلی ماؤں کو بیوی بنا لیتے تھے قمار بازی اور شرک کی وبا عام تھی غرض یہ ہے کہ پورے عرب میں ایک تاریکی چھائی ہوئی تھی اور باطل پرستی کا زور و زور تھا طاقتوروں کے مظالم نے کمزوروں

اور ضعیفوں پر زندگی حرام کر رکھی تھی جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا مضمون تھا۔

بھارت ورش کی جہالتیں

ہندوستان کی حالت بھی کچھ بہتر نہیں تھی اور ہر قسم کے عیوب و نقائص عام تھے جنگ مہابھارت یہاں کے باشندوں کی وحشت و جہالت کا ایک زندہ کرشمہ تھی اس جنگ میں برعظم ہند کے تمام راجے اور مہاراجے شریک تھے جن میں ایک لشکر تباہ ہو گئی اور ملک میں خون کے سمندر قائم ہو گئے اس کی بنیاد محض خانگی اور سرزمین امور تھے ایک خاندان کے افراد اور ایک بزرگ کی اولادیں شروع ہوئی اور پورے ملک کے گلشن اجاڑ دیئے دیوی دروپدی کی چادر کا جسم سے کھینچنا اور برسر دربار اسے برہنہ کرنا کتنا شرمناک واقعہ تھا اور اس سے یہاں کے لوگوں کی جہالت و وحشت کا کتنا بھیانک ثبوت ملتا ہے سری رام چندر جی کو ظالم بدنہاد راون سے جو جنگ عظیم لڑنی پڑی وہ بھی اپنی خوفناکی میں کچھ کم نہ تھی رامچندر جی مہاراج کیسی پاکبازانہ زندگی گزار رہے ہیں بن باس لئے ہوئے ہیں کوئی یاور ہے نہ کوئی حامی مگر ظالم خبیث النفس راون سیتا جی کے حسن و جمال کی تعریف سن کر اس درجہ دیوانہ ہوتا ہے کہ اخلاق و شرافت کے کاشانوں کو یکلخت آگ لگا دیتا ہے اور انھیں تنہائی میں اٹھا لے جاتا ہے۔

یہ سیتا جی کی شرافت دیکھی تھی کہ وہ بدبخت ان پر دست درازی نہ کر سکا۔ اس کے بعد کیا کیا نہیں ہوتا۔ راون کی بہن کی ناک کٹتی ہے شمالی ہند و جنوبی ہند کی افواج میدان میں اترتی ہیں اور سیلون کا ملک کا ملک جلا کر خاک سیاہ کر دیا جاتا ہے۔ راجہ کنس کے حالات بھی کچھ کم افسوسناک نہیں یہ سب کچھ باطل پرستی کے کھلے شواہد ہیں شرک کی یہ حالت تھی کہ یہاں ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کی پوجا ہوتی تھی اور سب نے اپنے اپنے اوتاروں کی مورتیاں بنا کر اپنے مندروں میں رکھ لی تھیں اور ان کے سامنے مخلوق پڑی ڈنڈوت کرتی رہتی تھی ایک دنیا کی دنیا کو شودر کا "خطاب" دے کر ہمیشہ کے لئے ان کی قسمتوں پر مہر لگا دی تھی اور ان لوگوں کو انسانوں سے اس درجہ نفرت پیدا ہو گئی تھی کہ ایک دوسرے کو کتے اور بلی سے بدتر سمجھنے لگا تھا۔ جانوروں اور حیوانوں سے بھی محبت کی جا سکتی تھی مگر انسانوں اور اپنے ہی جیسے انسانوں کے سائے تک سے پرہیز کیا جاتا تھا اور ہندوستان کے تمام اصلی باشندے کروڑوں باشندے تعبد و غلامی کی خوفناک زنجیروں میں مذہباً جکڑ دیئے گئے تھے، مساوات و انصاف کا کہیں نام نہ تھا قماربازی حلال کر دی گئی تھی تہواروں پر دھڑلے سے جوا کھیلا جاتا تھا اونچے اونچے گھرانوں تک میں اس بداخلاقی نے اپنا گھر کر لیا تھا اور عوام تو عوام خواص اور حکمران تک اپنی ناموس اور اپنی بیویوں تک کو داؤ پر لگا دیتے تھے عورتوں کی کوئی عزت نہ تھی دختر کشی کا رواج یہاں بھی مروج تھا بیواؤں کو اپنے شوہر کی مردہ نعش کے ساتھ چتا پر بیٹھ کر جلنا پڑتا تھا۔

مغرب کی شیطنت پرستی

یورپ جسے آج اپنی تہذیب پر ناز ہے اس کی حالت ہندوستان سے بھی بدتر تھی وحدانیت کی جگہ تثلیث پرستی نے لی تھی اور ایک خدا کی جگہ تین خدا بنائے تھے ہندوستان میں جوگ کو اہمیت حاصل ہو گئی تھی تو یہاں رہبانیت نے اڈا جما لیا تھا پوپ اور راہب علوم کے مالک بن بیٹھے تھے اور مالک بھی ایسے کہ کسی کو یارا نہ تھا کہ ان کے معتقدات اور اعتقاد کے خلاف زبان مخالفت دراز کر سکے عورتوں کو کوئی درجہ ہی حاصل نہ تھا ہر قسم کے عیوب اخلاقی موجود تھے جنگوں کے سلسلے جب قائم ہو جاتے تھے تو صدیوں ختم ہونے میں نہ آتے تھے وحشت و جہالت اور درندگی و بربریت کا دور دورہ تھا کہ الامان حکمران اور روسا محض اپنی تفریح کی خاطر انسانی پٹھوں کو مرغوں کی طرح لڑاتے اور ان کے رقص بسمل کا تماشا دیکھ کر خوش ہوتے تھے شراب و زنا کی کثرت تھی۔

ایران میں ایک خدا کے بجائے مساوی طاقت کے دو خدا تجویز کر لئے گئے تھے نیکی کے خدا کا نام یزدان اور بدی کے خدا کا نام اہرمن تھا آگ کو مظہر الوہیت سمجھا جاتا تھا اور ملک کے آتشکدے برابر روشن رہتے تھے۔ ایک مزدکی طبقہ پیدا ہو گیا تھا جس نے مساوات کے پردے میں باطل کو ترقی دینی شروع کر دی تھی اس نے دولت اور عورت کو عام استعمال کی چیز قرار دے دیا تھا اور کہتے تھے کہ یہ چیزیں کسی فرد واحد کا حق یا ملکیت نہیں ہر شخص ہر کسی عورت سے اور دولت سے لذت اندوز اور بہرہ مند ہو سکتا ہے اس نے اور طوفان مچا رکھا تھا اور زنا نے عمومیت اختیار کر لی تھی چین اور جاپان اور سیام میں حضرت کنفیوشس کی تعلیم نسیاً منسیاً ہو چکی تھی بدھوں کے جو اصول تھے انھیں بھی لوگ بھول چکے تھے جا بجا الحضرت بدھ کے زریں بت ان کے مندروں میں رکھے ہوئے تھے گانے بجانے کے ساتھ عبادت ہوتی تھی اور حضرت بدھ کو خدا کا درجہ بدھوں کی نظروں میں حاصل کر چکے تھے بدھ سادھوؤں کا ایک بڑا گروہ ہر جگہ قائم ہو چکا تھا جسے بھکشو کہتے تھے ان کی بسر اوقات دوسروں کی کمائی پر تھی۔

اس تعلیم نے لوگوں کی ہمتوں کو سست اور قوائے عمل کو مضمحل کر دیا تھا اس لئے کہ انھیں سکھایا اور پڑھایا یہ جاتا تھا کہ دولتمند آسمانی بادشاہت میں داخل نہ ہو سکیں گے افریقہ غلاموں کی کان سمجھا جاتا تھا اور حبش کے غلام دنیا کے ہر حصہ پر پائے جاتے تھے جس سمندر میں دیکھو حبشی غلاموں سے لبریز جہاز موجوں پر تیرتے نظر آتے تھے ان کی زندگیاں بالکل تاریک تھیں نہ ان کا کوئی مذہب تھا اور نہ آئین۔ نہ کوئی تہذیب تھی اور نہ یہ معاشری طور طریق سے آگاہ تھے ہر طرف ظلمت تھی اور ہر طرف اندھیاری یہی حالت اور یہی ڈھنگ ہر ملک ہر بلاد اور ہر خطہ زمین کے تھے کہ عین اس وقت ؎

یکایک ہوئی رحمت حق کو حرکت
بڑھا جانب بو قبیس ابر رحمت

آفتاب رسالت اپنی پوری لمعانیوں اور درخشانیوں کے ساتھ افق حجاز پر طلوع ہوا اور دیکھتے دیکھتے اقصائے عالم میں روشنی اور نور کی چادریں بچھ گئیں تاریکیاں معدوم ہوئیں ظلمت و بربریت کی گھٹا ٹوپ بدلیاں چھٹیں اور ہر سمت اجالا ہو گیا فتنہ و فساد، فسق و فجور زندقہ والحاد، شرک و توہم، بداخلاقی و بدوضعی اور وحشت و درندگی کے طوفان فنا ہو گئے انسانیت و شائستگی کا بول بالا ہوا، توحید کا ڈنکا ہر طرف بجنے لگا غلاموں کو آزادیاں ملیں عورتوں کی منزلت قائم ہوئی عدل و مساوات کا دور دورہ ہو گیا علوم و فنون نے عروج اور تہذیب و شائستگی نے فروغ حاصل کیا اور بندوں اور خدا کا ٹوٹا ہوا رشتہ پھر جڑ گیا۔

اپنے غیر مسلم افسروں اور دوستوں کو تحفہ دیجیے

ایک مہینہ کے بعد جنم اشٹمی کے موقعہ پر اپنے غیر مسلم افسروں اور دوستوں کو اس رسول نمبر کا تحفہ دیجیے، آپ کے تعلقات بھی اچھے ہوں گے، اور یقین کیجیے کہ یہ اسلام کی بہت ہی بڑی خدمت ہے صرف اسی ضرورت کے لئے رسول نمبر ایک روپیہ کے تین مل جائیں گے علاوہ محصول، ورنہ رسول نمبر علیحدہ

شمعِ حق محرم نہ تھی بزمِ دواں

افق ہسپانیہ پر اسلام کا طلوع

ہر طرف اندھیرا تھا اور ہر سمت تاریکی! کہیں روشنی کا نمود تک نظر نہ آتا تھا دنیا غفلتوں اور معصیتوں میں ڈوبی ہوئی تھی حق و صداقت کے چہرے پر ہزار ہا نقاب پڑ چکے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ بزم دوران میں کوئی ایک بھی سے حق کا محرم نظر نہ آتا تھا یہ حالت تھی کب؟ اس وقت جبکہ ابھی رسالت کا چاند بدلیوں میں پنہاں تھا اور اس کی چاندنی نے اس خاکدان ارضی پر کھیت نہیں کیا تھا ایشیا یورپ افریقہ اس وقت کے یہی معلومہ براعظم تھے اور انہی کا نام دنیا اور انہی کا اسم عالم تھا مگر سب کے سب انبیائے کرام اور ہادیان عظام کی تعلیمات کو بھول کر باطل پرستی کے شکار ہو چکے تھے اور ان کے کام و دہن کو احساس ہی نہ رہا تھا کہ بادہ توحید اور شربت حق کی لذات کس درجہ کیف انگیز اور سرور انگیز تھیں یہاں ہم بڑے دائرہ سے نکل کر ایک مختصر دائرے میں آتے ہیں اور بڑے بڑے قطعات ارضی کو چھوڑ کر ایک ایسے خطہ عالم کی سیر کو نکلے ہیں جسے اسلام سے پیشتر دنیا میں یا یورپ میں بجز اس کے کوئی اہمیت حاصل نہ تھی کہ وہ بھی اس کا ایک حصہ اور زمین کا ایک شاداب ٹکڑا تھا اور جسے دنیا والے اسپین یا ہسپانیہ کے نام سے پکارتے اور موسوم کرتے تھے۔

نام کچھ ہو اور اُسے اہمیت حاصل ہو یا نہ ہو مگر یہ حقیقت اور مسلمہ حقیقت ہے کہ یہ ایک زرخیز شاداب اور سیر حاصل ٹکڑا تھا اور اس کا محل وقوع کچھ ایسا موزوں اور مناسب واقع ہوا تھا کہ اگر لائق دماغ اس کی ترقی کے لئے مل جاتے تو یہ عروس البلاد بن جاتا جب سے دنیا قائم ہوئی اور آفتاب نے چمکنا شروع کیا اسی وقت سے یہ ہسپانیہ یا اسپین بھی دنیا کے نقشہ میں موجود تھا بت پرستوں، یہودیوں، عیسائیوں سب نے اس پر باری باری حکومت کی اور شاد کام ہوئے مگر حق یہ ہے کہ کوئی قوم اور کوئی مذہب اس کے جوہر عریاں نہ کر سکا اور نہ کر سکتا تھا اس لئے کہ جوہر عریاں اسی وقت ہوتے ہیں جبکہ انھیں عریاں کرنے والے ہاتھ برسر عمل ہوں متذکرہ اقوام و مذاہب میں چونکہ یہ طاقت نہ تھی یہ ہنر نہ جانتے تھے دین الٰہی کے سچے اصول ان کی رہبری کیلئے موجود نہ تھے اس لئے ہسپانیہ والے ترقی نہ کر سکے مگر جب انھیں دین الٰہی کے سچے پیرو اور سچے کارکن مل گئے۔ تو ان کی تمام خفتہ طاقتیں بیدار ہو گئیں اور یہ سر آمد روزگار بنکر منظر عام پر آئے

قبل از اسلام ہسپانیہ کی حالت

اسلام سے پیشتر ہسپانیہ کی حالت صد درجہ ابتر تھی فتنہ و فساد اور جدال و قتال کے سلسلے تواتر کے ساتھ قائم رہتے تھے اور انسانوں کا خون بات بات پر بہتا رہتا تھا جس نے ملک کے امن و امان کے تار کا شیرازہ اجاڑ رکھے تھے۔

حکومت بھی اسے ایسی نصیب ہوئی تھی جو بیکراں استبداد تھی اور انسانوں کی فلاح و بہبود سے دنیا کے دیگر تاجداروں کی طرح اُسے کوئی تعلق نہ تھا۔ مصنوعات پر اس نے اتنے محاصل عائد کر دیئے تھے اور اتنے ٹیکس لگا دیئے تھے کہ صنعت و حرفت کا ملک میں خاتمہ ہو چکا تھا اور صناع کساد بازاری اور حکام کی سختیوں سے تنگ آکر ہر قسم کا کاروبار ترک کر چکے تھے ظاہر ہے کہ جب صنعت و حرفت کی تباہی و بربادی کا یہ عالم ہوگا تو تجارت کیا خاک ترقی کرے گی چنانچہ تجارت بھی اپنے خراب حالی اور استبداد کی وجہ سے آخری سانس لے رہی تھی اور ٹیکسوں کی بھرمار نے اسے بھی جانکنی میں مبتلا کر رکھا تھا رہی زراعت اس کی حالت بھی بد سے بدتر صورت اختیار کرتی چلی جاتی تھی کیونکہ مزارعین کی خدمات زرخرید غلاموں کے سپرد کر دی گئی تھیں ان غلاموں کو بھلا زراعت کی ترقی سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی نہ ان کی زمین تھی اور نہ انھیں اس کا کوئی اجر ملتا تھا اس طرح زراعت بھی ورطہ ہلاکت میں تھی۔

راعی کی سختیاں رعایا کے قلوب میں بالعموم نفرت کے جذبات پیدا کر دیا کرتی ہیں یہی صورت ہسپانیہ میں بھی ہوئی ان کا نتیجہ بغاوتوں اور شورشوں کی صورت میں برآمد ہونے لگا اور دونوں کے تعلقات حد درجہ کشیدہ ہو گئے ہزارہا انسانوں کے خون دریا بنکر بہ گئے اور سال کے بارہ مہینے شورشیں رہنے لگیں غضب یہ تھا کہ امراء کا طبقہ غریبوں اور ضعیفوں کا خون چوسنے کے لئے ہر طرح آزاد تھا اور وہ ان کے ساتھ جو سلوک چاہتا تھا روا رکھتا تھا۔

اللہ کے بندوں کا جوشِ عمل

لوائے اسلام حجاز کی حدود سے نکلکر شمالی افریقہ تک پہنچ گیا تھا اور فتوحات کی سیلاب بنکر بڑھتی چلی آرہی تھیں اور طرابلس الغرب، الجزائر، ٹیونس اور مراکش میں اسلامی حکومت قائم ہو گئی تھی اور ہر طرف حق برس رہا تھا ملک آباد رعایا خوش حال اراضی سرسبز اور لوگ مطمئن و مالا مال ہسپانیہ والے ان پر رشک کرتے تھے اور ان کی کثیر تعداد نقل وطن کر کے ان حصوں میں آبسی تھی جب ان کے جتھوں کی طاقت کافی ہو گئی تو انہوں نے فرزندان اسلام پر زور دیا کہ وہ ان کے بھائیوں کو بھی اپنی سرپرستی میں لیں اور انھیں ظلم و استبداد کے چنگل سے نجات دلائیں آخر ان کی اور ہسپانوی رعایا کی پیہم درخواستوں اور استدعاؤں پر مسلمانوں نے ہسپانیہ کو فتح کر لیا اور یورپ کے اس حصہ میں بھی پرچم اسلام لہرانے لگا۔

مسلمان نفس کے بندے نہیں اللہ کے بندے تھے ان کی امیری و رہنمائی کے لئے قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ موجود تھا ان کا دستور العمل انسانی نہیں ربانی دستور العمل تھا اس لئے ان کے ہسپانیہ میں قدم رکھتے ہی یہاں کے جنگل گلزار اور زمینیں سبزہ زار بن گئیں جہاں پہلے خارستان اپنے نوکیلے کانٹوں کے ساتھ موجود تھے وہاں اب پھولوں کی بھینی بھینی خوشبوئیں مشام جان کو شاد کام کرنے لگیں اور ترقی کے ابواب کھل گئے مسلمانوں نے وہاں قدم رکھتے ہی تمام سنگین محاصل اور جملہ گرانبار ٹیکس منسوخ کر دیئے ہر شخص کی استطاعت اور وسعت کاروبار کے اندازہ کے لئے ایک مستقل اور باقاعدہ محکمہ قائم کر دیا شخصی محاصل کے بجائے تمام زیر کاشت اراضی پر لگان مقرر کر دیا اور عیسائی اور مسلمان یہود و نصاریٰ کے ساتھ یکساں سلوک روا رکھا پھر وصولی لگان میں حد درجہ نرمی و لینت سے کام لیا جو لوگ معذور و مجبور تھے یا جو مذہبی پیشوا تھے انھیں جملہ ٹیکسوں اور محاصل سے بری کر دیا۔ امراء و روساء کو غرباء اور ضعفاء پر جو اقتدار اور ظالمانہ تفوق حاصل ہو گیا تھا اُسے یکقلم موقوف کر دیا اور اب اسلامی دور میں کسی کو یہ منصب حاصل نہ رہا کہ وہ کمزوروں کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے۔

اسلامی نظام عمل کے حیرت انگیز نتائج

اس طرح زمین کو ہموار اور جھاڑ جھنکار سے صاف کر کے انہوں نے قیام امن وامان کے لئے زبردست انتظامات کئے، اہم مقامات پر فوجی چھاؤنیاں قائم کیں تمام شہروں میں پولیس کا اہتمام کیا قصبات میں تھانے اور دیہات میں چوکیاں بنائیں پولیس کا محکمہ اتنا منظم اور منضبط تھا کہ شاذ ونادر صورتوں کے سوا کبھی افواج کو بلانے کی ضرورت داعی نہ ہوئی تھی۔ بدامنی قائم رہتا تھا مجرمین کی ہمتیں پست ہوگئی تھیں جرائم کی تعداد گھٹ کر صفر کے درجہ پر آگئی پہلے سرراہ نا مطلوب جاتے تھے مگر اب کوئی خطرہ نہ رہا۔

نظام حکومت اس عمدگی اور خوبی ونظم کے ساتھ قائم کیا کہ نہ صرف ہسپانیہ بلکہ یورپ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں گو کہنے کو یہ فرماں روائی ایک مطلق العنان فرمانروائی تھی خلیفہ کو پورا اقتدار اور کامل اختیار حاصل تھا اور واقعی وہ جو چاہے کر سکتا تھا لیکن اسلام کا بادشاہ اللہ کا بندہ تھا نفس کا بندہ نہ تھا خدا سے ڈرتا تھا اس کی عنان شیاطین کے نہیں خدائے برتر وتوانا کے ہاتھ میں تھی وہ اپنی مطلق العنانیوں اور آزادیوں کے باوجود شریعت غرائے اسلامیہ کا پابند تھا۔ اس لئے وہ اپنے اختیارات کاملہ کے استعمال میں خدا سے ڈرتا تھا اور جو حکم دیتا تھا وہ خدا ترسی کے ساتھ دیتا تھا۔ علی الصرام کے لئے خلیفہ اسلام نے کاروبار سلطنت متعدد وزراء کے ہاتھ میں دیدیا تھا اسی طرح ہر صیغہ اور ہر محکمہ کا افسر اعلیٰ جدا جدا تھا اور ان سب کے کام کی نگرانی خود خلیفہ اسلام کرتا تھا یہ نہ تھا کہ وہ نشہ اقتدار میں کسی غفلت یا غلطی کا ارتکاب کرسکیں غیر مسلم رعایا کے حقوق کے تحفظ کے لئے اہم صیغوں میں ایک افسر کا علیحدہ تقرر ہوتا تھا جو "کاتب الزمان" کے نام سے موسوم تھا تمام عہدے اور ملازمتیں محض قابلیت اور لیاقت کے اعتبار سے پُر کی جاتی تھیں اور ان میں مذہب وخیال کی کوئی تمیز نہ تھی۔ مختلف ممالک میں سفراء کے عہدے اکثر غیر مذاہب کے لائق افراد کے سپرد تھے۔

نظام حکومت کی بلند پائیگی

جہانتک تاریخی اوراق کا مطالعہ کیا گیا ہے وہاں تک یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہسپانیہ میں حکومت اسلام کامل طور پر منظم تھی اور تمام ضروری محکمے برسر عمل رہتے تھے۔ صیغہ مال، صیغہ عدالت عامہ، صیغہ خارجہ، صیغہ تعلیم، صیغہ افواج صیغہ حساب وکتاب اور صیغہ تربیت جیسے اہم محاکم بھی قائم تھے۔ عام مقدمات کی سماعت کے لئے ہر جگہ مجسٹریٹ موجود تھے جنھیں "صاحب المدینہ" یا "القاضی" کہتے تھے ہسپانی اب تک اپنی زبان میں مجسٹریٹوں کو "القیدا" کہتے ہیں۔ صدیاں گذر چکی ہیں مگر ابھی تک ہسپانیہ میں عربی مصطلحات جزوی تغیر کے ساتھ برابر مستعمل ہوتی ہیں جنگی بیڑہ کے افسر کو امیر البحر کہتے تھے جسے اب تک ہسپانی امیرال اور برطانی ایڈمیرل کہتے ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ عہدہ سب سے پہلے دنیا میں مسلمانوں ہی نے قائم کیا تھا۔ اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ کا اعلیٰ افسر صاحب الاشغال کہلاتا تھا ہسپانی آج بھی اسے الگوازل کہتے ہیں رات کے وقت جو معمولی اور گاؤں کی سرکاری نگرفتاری اور ان کی دستبرد سے لوگوں اور شہریوں کی حفاظت کے لئے سرکار کی طرف سے چوکیدار مقرر ہوتے تھے جو رات بھر کتوں اور شمعوں کو لئے کوچہ وبازار میں گشت کرتے رہتے تھے یہ انتظام اتنا بہتر اور اتنا نتیجہ خیز تھا کہ آج بھی اس کی کوئی نظیر نہیں مل سکتی چور اور رہزن انسانوں پر حملہ آور ہوسکتے ہیں دھوکہ سے ان پردا کرسکتے ہیں۔ مگر سدھے اور سکھائے ہوئے کتوں سے ان کا بچنا تقریباً ناممکن تھا۔

فن تعمیرات سے عربوں کو خاص شغف تھا انہوں نے ہسپانیہ میں بھی اس کا عدیم المثال مظاہرہ کیا اور ایسی ایسی پرشکوہ اور فقید النظیر عمارات بن گئے جنھیں دنیا دیکھکر اس وقت بھی عش عش کرتی تھی اور قیامت تک کرتی رہے گی۔

اسلامی شکوہ وشان کے نظارے

ہسپانیہ میں فرزندان توحید نے متعدد شاندار شہر آباد کئے قرطبہ اور غرناطہ کو آباد کر کے عروس البلاد بنا دیا اور ان میں وہ لاثانی اور خوبصورت عمارات، محلات الزہرا اور جامع مسجد وغیرہ بنائیں جن پر نظر پڑتے ہی ایک محویت طاری ہو جاتی ہے تفریح کے لئے پُر فضا باغات اور چمن بنائے جہاں عوام کا صبح وشام ہجوم رہتا تھا جن میں بیٹھنے قیام کرنے کا معقول انتظام تھا نہ صرف بلکہ پر قیمتی پھلدار درختوں اور گرانمایہ نگہت بیز پھولوں سے مرصع تھے جو مختلف ممالک سے منگوا کر یہاں نصب کئے گئے تھے تفریح گاہوں میں روشیں بنانے دورویہ سڑکیں قائم کرنے اور ان پر کنارے کنارے قرینہ سے پھولوں کے گملے رکھنے پر آج تہذیب کو بہت ناز ہے لیکن یہ سب کچھ اسلامیوں کی نظافت طبع اور نفاست پسندی کی ایجادات ہیں اس دور میں روشوں پر سنگین گلکاریاں بھی ہوتی تھیں جابجا فوارے بھی چھوٹتے رہتے تھے اور چھوٹی چھوٹی خوشنما نہروں کا انتظام بھی ضرور ہوتا تھا اور ہسپانیہ میں نویں صدی عیسوی میں یہ سب کچھ موجود تھا اور اس وقت موجود تھا جبکہ دنیا کے کسی حصہ پر بھی اسلامی دنیا کے سوا اس کا رواج نہیں پایا جاتا تھا جو چیز ہسپانیہ میں پورے عروج کے ساتھ نویں صدی میں موجود تھی اور جس کا مظاہرہ قرطبہ پورے شکوہ وجلال کے ساتھ کر رہا تھا وہ پیرس میں چودھویں اور انگلستان میں سولہویں صدی میں رائج ہوئی اور وہ بھی ابتدائی صورت میں اور مسلمانوں سے سیکھکر قرطبہ کی سڑکوں پر فٹ پاتھ بھی تھے روشنی کا بھی اعلیٰ انتظام تھا اور نہروں کی تو وہ کثرت تھی کہ محلات اور بڑے بڑے مکانات تک میں جاری تھیں۔

قرطبہ کا طول ۲۴ اور عرض ۶ میل تھا جس کے اردگرد مضبوط اور خوبصورت فصیل بنی ہوئی تھی فصیل کے باہر بھی آبادی برابر بڑھتی چلی جارہی تھی اس کا ہر حصہ آراستہ وپیراستہ تھا۔ اور فارغ البالی کا یہ عالم تھا کہ کسی ایک فرد بشر کا بھی کا مرنا تو ایک طرف غریب سے غریب شخص کے پاس رہنے کو مکان اور سواری کا گھوڑا موجود ہوتا تھا ضروریات زندگی کی فراوانی اور ارزانی تھی بیکاری کا نام ونشان تک نہ تھا صنعت وحرفت پوری ترقی پر پہنچ گئی تھی تجارت روز افزوں عروج پر تھی زراعت کے نشوونما اور باغات کی کثرت نے ملک کے ملک کو گلزار بنا رکھا تھا گردوپیش کے سلاطین وفرمانروا اس جہتم بالشان حکومت کے تصور سے لرزہ براندام رہتے تھے اور سرکشوں اور باغیوں کو جرأت نہ تھی کہ وہ اس طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکیں دربار کا شکوہ وجلال دیگر سفرائے دول عالم کے ہوش اس بجا نہ رہتے تھے ہسپانیہ میں مسلمانوں نے زرعیات کو ترقی دی تھی نئی نئی تحقیقاتوں اور تجربات اور آب رسانی کے انتظام سے بنجر زمینوں تک کو شاداب کر دیا ایک ایک سال میں چار فصلیں پیدا ہونے لگیں نیشکر روئی اور زعفران کی پیداوار یورپ میں انہیں کی رہین منت ہے رہی علوم وفنون کی ترقی وہ ایک علیحدہ مستقل باب کی محتاج ہے مختصر یہ ہے کہ یورپ نے سب کچھ ہسپانی مسلمانوں ہی سے سیکھا اور "رسم حق" کے ان متوالوں نے بزم دوراں میں نئی بہار پیدا کردی۔

اچھوتا تھا توحید کا جام اب تک

عبادتِ الٰہی کا فلسفہ

اسلام سے بیشتر بھی دنیا میں بہت سے مذاہب پیدا ہوئے اور اس کے بعد بھی ان میں اکثر و بیشتر سچے مذاہب تھے انہوں نے اللہ اور بندہ کا تعلق قائم رکھنے اور انسانوں کو وحدہٗ لاشریک لہ کی چوکھٹ پر سجادہ ریز بنانے کے لئے انتہائی مساعی سے کام بھی لیا مگر حقیقت یہ ہے کہ "توحید کا جام" حقیقی معنوں میں بعثت نبوی تک "اچھوتا" ہی رہا اور دنیا کے کام و دہن اس "صہبائے خاص" سے اسی وقت لذت اندوز ہوئے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پیش کیا ہمیں اعتراف ہے کہ حضرت شیثؑ حضرت داودؑ حضرت یونسؑ حضرت ذکریاؑ حضرت ادریسؑ حضرت نوحؑ حضرت لوطؑ حضرت موسیٰؑ حضرت یوسفؑ حضرت عیسیٰؑ حضرت بدھ، حضرت کرشن، حضرت نانک وغیرہ نے بھی اپنے اپنے وقت میں شراب توحید کا جام اپنی اپنی قوموں کے سامنے پیش کیا اور لوگوں کو وحدانیت کے معانی و اسرار سے آگاہ بنانے کی سعی کی مگر حقیقت یہ ہے کہ اس بادۂ توحید کے جرعہ کش جیسے پیدا ہونے چاہئیے تھے ایسے کبھی پیدا نہ ہوسکے یہ شرف و سعادت سردار انبیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے تھی کہ شراب توحید کی سرشاریاں عام ہوں اور جہاں دیگر امتوں کے خواص بھی تشنہ پہنچنے پائے تھے وہاں امت نبوی کے عوام بھی رمز شناس حقائق نظر آئیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں کہ میری امت کے علما کا درجہ اتنا بلند و عظیم ہے جتنا بنی اسرائیل کے انبیا کا درجہ تھا اس کا بھی یہی مطلب ہے جس کی صراحت اوپر کی گئی ہے۔

عبد و معبود کا تعلق

"وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون" سے ظاہر ہے کہ جن و انس کی تخلیق عبادت اور محض عبادت کے لئے ہوئی ہے لیکن اکثر مذاہب نے عبادت الٰہی اور عبد کا مفہوم اپنے پیرووں کے سامنے غلط طریق پر پیش کیا ہے اور بعض کی تعلیم تو بالکل ناقص اور بعض کی غیر مکمل ہے کسی کی تعلیم خشک اور بے کیف ہے اور کسی کی دلچسپیوں سے معرا کسی میں انتہائی نرمی پائی جاتی ہے اور کسی میں انتہائی سختی جہاں نرمی و آسانی ہے وہاں اس کے اثرات بہت جلد معدوم ہو جاتے ہیں اور جہاں سختی ہے وہاں یہ حالت ہے کہ اس کا کماحقہ ادا ہونا مشکل ہے۔

کسی مذہب میں آٹھ روز کے اندر صرف ایک مقررہ دن ناز ادا کر لینی ہی عبادت ہے اور اسی کو کافی سمجھ لیا گیا ہے کسی ملت کے پیرو صبح و شام طلوع و غروب آفتاب کے وقت تھوڑا پانی لیکر اور آنکھیں بند کر کے خاموش بیٹھ جاتے ہیں اور اسے عبادت تصور کرتے ہیں کچھ اور ہیں جو ہفتہ میں چند مرتبہ چند دعائیہ کلمات یا بھجن پڑھ لیتے ہیں اور اسی کو عبادت سمجھے بیٹھے ہیں ایک جماعت ایسی ہے جو کسی گوشہ عزلت میں بیٹھکر مسلسل تصور اور مراقبہ کو عبادت خیال کرتی ہے کوئی طبقہ دھونی رما کر بیٹھنے اور چاند سورج آتش، کواکب وغیرہ میں جلوہ الٰہی دیکھنے کو عبادت خیال کرتی ہے ہمیں بھی اس کا اعتراف ہے کہ یہ طریقہ ہائے عبادت بھی کسی نہ کسی حد تک مفید اور نفع بخش ضرور ہیں مگر ان سے وہ فوائد ہرگز مترتب نہیں ہوتے جو عبادت سے ہونے چاہئیں اور نہ وہ ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے جسے روح عبادت کہہ سکتے ہیں عبادت کے معنے تو دراصل اظہار عبودیت اور بندگی کے ہیں اور وہ ان طریقوں سے بھی چلتا ہے لیکن عبادت اصل میں وہ ہے جس سے دل میں خشوع و خضوع پیدا ہو محبت و شیفتگی کے جذبات نشو و نما پذیر ہوں اور بندوں کو اپنے آقائے حقیقی کی عبادت میں ذوق و شوق حاصل ہو۔

دین و دنیا کی آمیزش

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ بندہ اللہ کا ہو رہے اور جدھر کا بھی نہ دین دنیا کے لئے بھلایا جاسکے اور نہ دنیا ہی چھوڑی جاسکے خدا نے تو دنیا میں کوئی چیز بیکار نہیں پیدا کی ہے دنیا کی تخلیق ہی بیفائدہ نہیں مقصد یہ ہے کہ دنیا بھی آباد رہے اور مالک حقیقی کی عبادت بھی ہوتی رہے اب غور کیجئے یہود، ہنود، بدھ، عیسائی، زردشتی اور سکھ وغیرہ جو عبادت کرتے ہیں وہ کس حد تک دین و دنیا کے امتزاج کی کفیل ہے ان عبادات میں کم و بیش نقائص موجود ہیں اور اگر ان مذاہب کے اصول پر عمل کیا جائے تو انسان دنیا کو تو نہیں نبھا سکتا یہ "جام و سندان باختن" کا رنگ اگر نظر آئیگا تو صرف اسلام میں۔

ہمارے نزدیک دیگر مذاہب کے پیرووں کی سب سے بڑی اور اہم غلطی یہ ہے کہ انہوں نے عبادت کو مقصود بالذات شے سمجھکر اسے فرائض زندگی سے بالکل علیحدہ کر دیا ہے افسوس دور کے مسلمان بھی بدبختی سے اس غلطی کے شکار ہو کر پستی و تسفل کی گہرائیوں میں گرتے اور ڈوبتے چلے جارہے ہیں عبادت کی جو شکلیں مذہب نے قائم کرلی ہیں وہ محض انہی کو عبادت تصور کرتے ہیں اور عام خیال یہ ہے کہ بھجن پڑھ لینا مراقبہ کرلینا تصور ربانی میں کچھ دیر خاموش بیٹھ جانا، دھونی رما کر خدا سے لو لگانا نمازیں پڑھنا روزہ رکھنا وغیرہ ہی محض عبادت ہے جب تک مسلمان اس غلطی کی پہنائیوں میں نہ پھنسے تھے اس وقت تک ان کی ترقی مسلم اور ان کی عظمت یقینی تھی اور وہ عبادات میں صحیح لطف اور کیفیت بھی حاصل کرتے تھے مگر جب انہوں نے اپنے شعائر مذہبی اور دین کی اصلی تعلیم کو ترک کیا اس وقت سے وہ تباہ حال ہوگئے۔

عبادات اسلام کا صحیح مفہوم

اسلام کے نزدیک عبادت کا مفہوم اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ بندہ اپنے آقائے حقیقی کے احکام و اوامر کو بلا چون و چرا بجالائے اور تمام نواہی اور معاصی سے اجتناب کلی برتے غور کرنے کی جگہ ہے کہ ایک ملازم روزانہ اپنے آقا کی خدمت میں حاضر ہوتا رہے اور ایک دو مرتبہ نہیں پانچ پانچ سات سات وقت حاضر ہوتا رہے اور حاضر ہوکر اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ کر سلام کرے اور اس کی نوازشوں اور عنایتوں کو سراہے مگر نہ اس کے احکام کی پرواہ کرے نہ اس کی خدمات اطاعت مندی کے ساتھ ادا کرے اور نہ اس کا کہنا مانے تو کیا آپ خیال کر سکتے ہیں کہ وہ آقا اپنے اس ملازم سے خوش ہوگا یہ بھی نہ سہی اگر وہ کام میں غفلت ہی کرے اور اس کے احکام میں سے کچھ احکام کی بجا آوری کے متعلق سرکشی اختیار کرے تو کیا وہ اس کی کوئی پرواہ کرے گا اسے بھی جانے دیجئے وہ اپنے آقا کے سامنے جاتا ہے مگر اس حالت میں کہ میلے اور گندے کپڑے ہیں پاؤں مٹی سے لتھڑے ہوئے ہیں جلد جلد بے پروائی کے ساتھ دو چار تعریفی کلمات کہکر چلدیتا ہے تو اسے اس سے نفرت نہ ہوگی اچھا اسے بھی ترک کیجئے یہ ملازم آتا ہے تمام ملازمانہ فرائض خوش اسلوبی سے انجام دیتا ہے مگر حاضری کے وقت

سے قبل پہلے یہ آقا کے دو ایک احکام کی تنقیص کر چکا ہے اس صورت میں کیا توقع ہو سکتی ہے کہ آقا اس ملازم پر محبت کی نظر ڈالے گا۔

یہی صورت عبادت کی ہے جب تک یہ جملہ شرائط کے ساتھ ادا نہ کی جائے اس وقت تک اس کی مقبولیت کی کوئی امید نہیں کی جاسکتی ایک شخص ہے جو نماز تو پنجگانہ ادا کرتا ہے مگر اس کے دل میں عبادت کے اندر خشوع و خضوع پیدا نہیں ہوتا تو یہ عبادت عبادت کامل ہرگز نہ کہلائیگی اور اگر کبھی یہ بھی خیال پیدا نہیں ہوا کہ وہ خدائے قدوس کے سامنے کھڑا ہوا ہے یا ذات باری کی نظر اس پر پڑ رہی ہے یا خیالات ادہر ادہر منتشر ہو رہے ہیں یا عجلت کے ساتھ بے پروائی سے ارکان نماز ادا کئے جارہے ہیں جو گجسنبان پر ہے دل کو اس کی خبر بھی نہیں تو رب اکرم کے کرم اور بندہ نوازی کی تو بات دوسری ہے کہ وہ جس طرح چاہے بندوں کو نوازے اور جو چاہے عطا کرے مگر بظاہر اس نماز کی مقبولیت کی کوئی بعید ترین توقع بھی نہیں رکھنی چاہئے اور رکھی کیونکر جاسکتی ہے جبکہ پڑھنے والے کو یہ پتہ ہی نہیں کہ اس کی زبان سے کیا نکل رہا ہے اور وہ کیا دعا مانگ رہا ہے کیا کہہ رہا ہے کس سے کہہ رہا ہے کس کی تکبیر و تہلیل تمجید و تحمید میں مصروف ہے رکوع و سجود کے مقاصد کیا ہیں اور کس کی بارگاہ عظمت و جلال میں دست بستہ کھڑا ہوا ہے۔

غور کیجئے اور اپنے اور مسلمانوں کے قلوب کی دنیا میں پہنچکر تجسس کیجئے کہ آجکل کے مسلمان کس حد تک ان چیزوں کا خیال رکھتے ہیں۔

جانے دیجئے ایک شخص ہے وہ تصور بھی قائم کر لیتا ہے اور یہ سمجھتا بھی ہے کہ وہ بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز عبودیت ہے مگر ظاہری تطہیر کا خیال نہیں کرتا لباس پاک نہیں تو اس کی نماز کے بھی قبول ہونے کی توقع عبث ہے ظاہری گندگیاں تو بہت ہی چیزیں ہیں مگر باطنی لوث ان سے زیادہ عبادت میں اہمیت رکھتے ہیں جھوٹ، غیبت، فریب، دغا، ریا، غرور، خود پسندی وغیرہ باطنی گندگیاں ہیں جو عبادت کو اپنی موجودگی میں بے اثر اور بے کیف کر دیتے ہیں۔ رہے ظلم و ستم، چوری ڈاکہ زنی شرک و زنا اور رشوت و مینوشی یہ اعمال تو انتہائی خوفناک اور موجب غضب الٰہی ہیں ہم نے دیکھا ہے اور ہمارا آئے دن کا تجربہ ہے کہ اچھے اچھے علم و دانش اور جبہ و عمامہ کے افراد نماز ادا کرتے ہیں زکوٰۃ بھی دیتے ہیں روزہ بھی رکھتے ہیں حج بھی کرتے ہیں مگر ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ ان عبادات و احکام کی روح کو ضائع کر دیتے ہیں۔ نماز میں خشیت و عبدیت ندارد۔ زکوٰۃ میں نمود و نمائش کا جنون۔ روزہ میں تقدس کے اظہار اور نزاکت طبع کا خیال و انکسیر حج میں شہرت کا تصور۔

مزید افسوس اس امر کا ہے کہ بہت سے لوگ ان مقدس چیزوں کو بھی اپنی دینداری کا اشتہار بنا لیتے ہیں اور غضب یہ ہے کہ پھر خیال کرتے ہیں کہ بس جنت ہماری میراث ہوگئی اور اب ہمیں آزادی ہے کہ ہم جو چاہیں وہ کریں وہ سب کچھ کرتے ہیں مگر اجابت پسالت کی نظر میں نہیں رہتیں۔

نماز کی کارفرمائیاں

نماز معراج المومنین ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کے مطابق بندہ کو اپنے رب کا سب سے زیادہ تقرب نماز کی حالت میں ہوتا ہے لیکن وہ نماز ایسی نماز نہیں جیسی اس زمانہ میں محض سر سے بوجھ اتارنے کے لئے پڑھی جاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ من حافظ علی الخمس بالکمال طہورہا ومواقیتہا کانت لہ نورا وبرہانا یوم القیامۃ ومن ضیعہا حشر مع فرعون وھامان یعنی جس نے طہارت جسمانی و روحانی اور وقت کی پابندی کے ساتھ پنجوقتہ نماز ادا کی تو قیامت کے روز اس کے لئے ایک نور اور حجت ہوگی اور جس نے اسے ضایع کیا اس کا حشر فرعون اور ہامان کے ساتھ ہوگا۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ نماز کے لئے جسمانی اور روحانی ہر دو قسم کی پاکی اور نظافت لازمی شے ہے۔

نماز کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد باری ہے کہ یہ فواحش و منکرات سے انسان کو روک دیتی ہے، آجتک کتنے ایسے نمازی ہیں جو منکرات سے اپنے دامن بچائے رکھتے ہوں۔ پس جس نمازی اور پابند صوم و صلوٰۃ کو آپ دیکھیں کہ وہ مناہی و منکرات سے ملوث ہے سمجھ لیجئے کہ اس کی نماز نماز نہیں محض ریا اور اس کی ظاہری شکل ہے ٹھیک یہی ہے جو شخص طہارت جسمانی و روحانی کے ساتھ نماز ادا کرے اور یہ تصور کر کے پڑھے کہ وہ بارگاہ الٰہی میں خدائے تبارک و تعالےٰ کے سامنے کھڑا ہے جو قادر علی الاطلاق ہے تو ضرور اس کے قلب میں خشیت پیدا ہوگی محبت پیدا ہوگی، محویت پیدا ہوگی اور وہ کبھی ظاہری اور باطنی گندگیوں کو لیکر اس دربار میں حاضر ہونے کی جرأت نہ کر سکے گا اور بہت جلد یہی خشیت و محبت اسے تمام ذمائم اخلاق اور معاصی و مناہی سے پاک اور مبرا کر دیگی۔

جام توحید کی سرشاریاں

دربار الٰہی میں خدائے وحدہ لاشریک لہ کے سامنے حاضر ہونا اور پنجوقتہ اپنے عجز و عبودیت اور اللہ کے عظمت و جلال کے تصور کے ساتھ حاضر ہونا اس کے قلب کی دنیا میں انقلاب پیدا کر دے گا اسے ہر نماز کے وقت خیال آئے گا کہ اللہ کے سامنے جانا ہے بندہ بنکر جاؤں اور اس کے تمام احکام کی پابندی کرتا رہوں کہ وہ مجھ سے خوش ہو اس طرح اسے لازمًا اوامر و نواہی اسلام کی تفاصیل کی جستجو ہوگی اور جملہ امور کی پابندی کو لازمی قرار دیگا پھر اسلام میں جیسا کہ ہم ابھی عرض کر چکے ہیں کہ عبادت صرف روزہ و نماز ہی سے مفہوم و مراد نہیں یہاں جملہ اوامر و نواہی کی پابندی عبادت کا درجہ رکھتی ہے ایک شخص اکل حلال کے حصول کے لئے بال بچوں کی پرورش کے لئے قوم اور ملک کی عزت کے قیام کے لئے دن بھر محنت کرتا روپیہ پیدا کرتا اور جمع بھی کرتا ہے تو یہ سب کچھ اس کی طاعت و عبادت تصور ہوگا۔ ایک اور شخص ہے جو محض خوشنودی ربانی کی خاطر ہر شخص سے اخلاق و محبت سے پیش آتا ہے۔ غربا پروری اور شرفا نوازی سے کام لیتا ہے اور کبر و ریا اور دغا، و فریب سے بچتا ہے تو یہ سب اعمال عبادت متصور ہونگے اس میں راز یہ ہے کہ اس طرح بندہ دل اور مسلمان کو ہر حرکت اور ہر عمل میں اللہ تعالےٰ اور اس کی وحدانیت و عظمت کا خیال رہے گا اور یہ خیال اور نماز کی خشیت و محبت کسی لمحہ بھی اسے توحید پرستی سے جدا نہ ہونے دیگی اور وہ مسلمان بنتے ہی ایک کامل انسان بنکر زندگی بسر کرے گا عبادت و توحید کا یہ تصور آپ کو اسلام کے سوا اور کہیں نظر نہ آئیگا اسی لئے حالی مرحوم نے لکھا ہے کہ اس وقت تک "جام توحید" کی "بزم دوراں" محروم نہ ہوئی تھی دیگر مذاہب میں یہ چیز نہیں کاش مسلمان سچے مسلمان بنیں اور اس معرفت و فلسفہ پر غور کریں۔

خُمِ معرفت کا تھا مُنہ خام ابھی تک

عشق وعرفان کی گلپاشیاں

"معرفت الٰہی" کہنے کو ایک معمولی لفظ ہے اور اصطلاحاً یہ "اللہ کے پہچاننے" کے معانی میں استعمال ہوتا ہے مگر اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کے اندر عجائب و سرور کی ایک دنیا پنہاں ہے معرفت اور گیان دھیان کے مدعی بہت سے ہیں اور تمام مذاہب میں کسی نہ کسی حد تک اس کا وجود اور اس کے کچھ طریقے مقرر ہیں مگر معرفت کی جو شان اسلام میں نظر آتی ہے وہ کسی اور جگہ نہیں ملتی حقیقت میں یہ لفظ ترقیات کے لئے بولا جاتا ہے ہندو میں روحانی ترقیات کے لئے بڑے بڑے پاپڑ بیلنے اور بڑے بڑے مصائب و شدائد اٹھانے پڑتے ہیں سادھوؤں کا طبقہ اس ترقی اور اس شوق کے لئے موقوف ہے اس زمانہ میں بھی اچھے اور کمال پذیرفتہ سادھوؤں کی کچھ نہ کچھ تعداد موجود ہے گو پہلے زمانہ میں ان کی اچھی خاصی تعداد موجود ہوتی تھی اور وہ بہت نیک اور پاکبازانہ زندگی بسر کرتے تھے۔

لیکن انھیں اپنے نزدیک معرفت حاصل کرنے اور ترقی روحانی کی بلندیوں تک پہنچنے کے لئے بڑی طول طویل راہ سے گذرنا اور بڑی پُرخار راہیں طے کرنا پڑتی تھیں سادھوؤں کے لئے لازمی تھا کہ وہ دنیا کو قطعی طور پر ترک کر کے جوگ دھارن کریں دوسروں کی کمائی یا جنگل کی جڑی بوٹیوں اور پھلوں پر ان کا گذارہ ہو۔ انسانوں اور آبادیوں سے دور راہبانہ اور خاموش زندگی بسر کریں عزیزوں رشتہ داروں اور بال بچوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں، مجرد رہیں، گیروانہ رنگ کے کپڑے پہنیں کوئی سامان اپنے پاس نہ رکھیں اور عملاً دنیا سے علیحدہ ہو جائیں دنیا سے علیحدہ ہونے اور ایک تنہا ویران بے عمل اور خاموش زندگی اختیار کرنے کے بعد وہ مجبور ہیں ان کا گرو ان کے سامنے پیش کرے وہ اختیار کریں یعنی یا تو وہ دن رات دھونی رمائے ایک جگہ بیٹھے رہیں خواب و آرام سے کوئی سروکار نہ رکھیں اور پرماتما کا تصور کر کے بیٹھ جائیں یا وہ اپنا ایک ہاتھ اونچا کر کے ایک جگہ کھڑے رہیں اور اس کو خشک کر دیں یا ایک ٹانگ پر آنکھ بند کئے کھڑے رہیں یا کسی غار میں جا بیٹھیں یا کسی درخت کی شاخ سے لٹک جائیں چونکہ تصور ہمہ قائم رہتا ہے ہر وقت ایشور کا دھیان رکھتے ہیں اور لذات دنیوی و نفسانی کو قطعی ترک کر دیتے ہیں اس لئے انھیں ایک حد تک کمال حاصل ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے اور جن میں مادہ ہوتا ہے ان کے قلب میں بعض اوقات انتہائی شدائد کے بعد روشنی بھی پیدا ہو جاتی ہے اور یہی ان کی معراج ترقی ہے۔

رہبانیت اور جوگ

عیسائیوں میں بھی روحانی ترقی کے اکتساب کے لئے تجرد اور ترک علائق لازمی ہے اور انھیں بھی ہندو سادھوؤں کی طرح بڑی پُرمشقت راہوں سے گذرنا پڑتا ہے گرجاؤں کے مجردوں، تہ خانوں اور پہاڑوں کے غاروں میں بیٹھ کر انھیں برسوں عبادتیں کرنی پڑتی ہیں اور مدت ہائے دراز کے بعد یہ نفس کشی ان کے اندر کچھ آب و رنگ پیدا کر دیتی ہے لیکن جہاں تک ہمارے مطالعہ کا تعلق ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ روحانیت میں انہوں نے ترقی ضرور کی انھیں کمال بھی حاصل ہوا مگر چونکہ ان کے تصورات میں توحید کا صحیح رنگ نہ تھا اس لئے یہ قربانیاں تو کر سکے مگر ان کے راہب ہندو سادھوؤں کے رتبہ کو نہ پہنچ سکے۔

یہود میں بھی اسی قسم کی مشقتیں اور جہاد بالنفس کا سلسلہ قائم رہا ان کے رہبان نے بڑے بڑے شدائد برداشت کئے ترک دنیا اور تجرد ان کے یہاں بھی لازمی امر رہا انہوں نے اس کی بدولت ترقی کی اور اچھی ترقی کی جس کا باعث یہ تھا کہ توحید پرستی کی حدود میں داخل ہو چکے تھے اور عیسائی تثلیث کی گھاٹیوں میں گھومتے رہتے تھے بدھوں میں بھی بھکشوؤں کا ایک کثیر ہجوم موجود ہے یہ مذہب ابتداً توحید پرست رہا لیکن بعد کو یہ بھی حضرت بدھ کے بت کے پجاری بن گئے ان کے بھکشوؤں میں بھی تجرد و ترک دنیا لازمی چیز رہی ہے انہوں نے بھی بڑی مشقتیں کیں اور دھیان گیان میں اپنے تمام اوقات صرف کئے اس کے بعد انہوں نے روحانی ترقی بھی حاصل کی قلب میں روشنی بھی پیدا ہوئی اور یہ ہندو سادھوؤں کے لگ بھگ پہنچ گئے۔

اسلام کے اولیا

لیکن اسلام نے معرفت کا جو طریقہ بتایا اور اسلام کے بزرگوں اور اولیاء نے عرفان ربانی میں جو کمالات حاصل کئے ان کی نظیر آپ کو کہیں ڈھونڈے سے بھی نہ ملیگی اور اس لئے نہ ملیگی کہ ان کا طریقہ الہامی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے رہبر اعظم کا بتایا ہوا تھا اسی لئے اس میں دین و دنیا کا امتزاج ایک کیف، ایک سرور اور ایک ذوق موجود تھا ہندو سادھوؤں عیسائی راہبوں یہودی احباروں اور بدھ بھکشوؤں کی طرح اسلام کے اولیائے کرام اور عارفین عظام کے لئے تجرد و ترک دنیا و ترک علائق کی غیر فطری قیود نہ تھیں اسلام خواہشات مذموم و مضر کو روکنے کے لئے آیا تھا اس کا یہ منشا نہ تھا کہ وہ جائز اور فطری جذبات پر پابندیاں عائد کرے زنا کو خواہش مذموم کہہ سکتے ہیں لیکن عقد و شادی کے ذریعہ فطری اقتضا کا پورا کرنا ہر اعتبار سے ایک مستحسن فعل ہے کسی ناجائز طور پر روپیہ لینے یا کسی کی کمائی پر منحصر ہو کر بیٹھ جانے کو تو برا کہا جا سکتا ہے لیکن خود دن بھر محنت و مشقت کر کے چار پیسے کمانے کو کوئی ہوشمند بھی برا نہیں کہہ سکتا بیشک ایک عزلت نشین اور گوشہ تنہائی میں متمکن انسان کی نماز و عبادت بھی اہمیت رکھتی ہے مگر کیا اس کی عبادت اس شخص کی عبادت و نماز کا مقابلہ کر سکتی ہے جو چند در چند دنیوی انکار اور بال بچوں کے جھمیلوں میں پھنسا ہوا نہیں اور ہرگز نہیں۔

اسلام میں کمالات روحانی پیدا کرنے کے لئے مراقبہ و ریاضت کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے اور وہ بھی صرف اتنی مدت کے لئے جس میں تزکیہ نفس ہو سکے ہمارے اولیائے کرام نے بڑے بڑے مجاہدے اور بڑی بڑی ریاضتیں کیں انھیں بعض اوقات غاروں اور جنگلوں کی تنہائیوں میں بھی خلوت گزیں رہنا پڑا لیکن یہ سب ابتدائی مراحل تھے اور اکثر حالت میں عشق الٰہی اور عرفان ربانی نے ان پر جذب کا عالم طاری کر رکھا تھا اسلام میں ترک دنیا اور جوگ حرام ہے اور دنیا میں رہکر اور دنیا میں پھنسکر بھی ہمارے اولیائے عظام نے وہ کمال پیدا کر لیا جو آج تک کوئی نہ کر سکا تھا بظاہر ان کے اجسام گوشت و پوست کے معلوم ہوتے تھے لیکن اصلاً ان کے تمام عناصر کثیف اور معدوم ہو چکے تھے انھیں پوری معرفت حاصل ہو چکی تھی دیگر مذاہب کے پیروؤں نے کچھ حاصل بھی کیا تو دنیا چھوڑ کر اور انتہائی مشقتیں

کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

شرف رسالت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علانیہ لوگوں سے کہا تھا کہ ساری عظمتیں اور عزتیں صرف خدا کے لئے ہیں مجھے کسی پر کوئی خاص فوقیت حاصل نہیں اللہ تعالیٰ کے بندہ ہونے کی حیثیت سے سب انسان برابر ہیں البتہ مجھکو اتنی بندگی ضرور حاصل ہے کہ میں جہاں اس کا بندہ ہوں وہاں اس کا رسول بھی ہوں اور فرائض رسالت اداکرتا ہوں رسالت کیا ہے عبد و معبود اور بندہ و خدا کے درمیان ایک رشتہ ہے جس سے اہم کام سرانجام پاتے ہیں اور قوموں کی اصلاحیں عمل میں آتی ہیں جب خدائے قدوس کو اپنے بندوں کی اصلاح و فلاح مقصود ہوتی ہے تو وہ اپنی تعلیم کو عام کرنے اور انسانوں کو راہ نجات دکھانے کے لئے اپنے کسی مخصوص بندہ کو منتخب کر لیتا ہے اور اسی کے ذریعہ اصلاح کا کام لیتا ہے انسانوں میں رسولوں اور نبیوں کو رہبری عالم کے اعتبار سے ہمیشہ اور ہر زمانہ میں بڑی اہمیت حاصل رہی ہے اور ابتدا سے یہ لوگ وقتاً فوقتاً مبعوث ہوتے اور اس وقت کی ضروریات کے مطابق تعلیم دیتے رہے ہیں۔

ان بزرگوں میں بعض بزرگ محض "نذیر" ڈرانے والے تھے ان پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی صرف القائے ربانی کے ذریعہ یہ لوگوں کو راہ راست دکھاتے رہے بعض نبی تھے جن کے فرائض اول الذکر سے اہم تھے اور ان کا دائرہ عمل بھی وسیع تھا ان میں جو بزرگ زیادہ جلیل القدر تھے ان پر کتابیں بھی نازل ہوئیں لیکن ان کی شریعت اور ان کی تعلیم محض وقتی اور مقتضائے زمانہ کے مطابق تھی جب زمانہ بدل گیا تو ان کی شرائع بھی منسوخ ہوگئیں حضرت داؤدؑ حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ صاحب کتاب بزرگ تھے اور انہوں نے اپنی اپنی قوموں کی اصلاح بھی کی انسان جہاں ضعیف پیدا ہوا ہے وہاں بڑا سرکش اور متمرد بھی ہے جب یہ اپنے آقائے حقیقی سے سرکشی کرنے سے باز نہیں آیا تو انبیاء و رسل تو پھر بندے اور اپنے ہی جیسے انسان تھے یہ کب ان کی بزرگی و عظمت اور رسالت و نبوت کا اعتراف کرنے والا تھا اس لئے رب قدیر کی طرف سے بطور نشان رسالت معجزات کی قوت اور خاص خاص صفات بھی عطا ہوتی رہیں جن میں زمانہ کے مذاق کا رنگ موجود تھا۔

انبیاء کے محاسن خصائص

حضرت داؤدؑ کو خوش الحانی حضرت یوسفؑ کو حسن اور حضرت ابراہیمؑ کو فرزانگی عطا ہوئی حضرت موسیٰؑ کے وقت میں چونکہ سحر و ساحری کو بڑی اہمیت و شہرت حاصل تھی اس لئے آپ کو ید بیضا اور عصا عطا ہوا۔ حضرت عیسیٰؑ کا زمانہ وہ زمانہ تھا کہ اس دور میں دیوتاؤں سے پیدا ہونے والے اور محیر العقول کام کرنے والوں کو بڑے احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا اس لئے آپ بلا باپ کے پیدا کئے گئے اور آپ کو مسیحائی کے کرشمے عطا ہوئے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمانہ کے اقتضا کے مطابق فصاحت و بلاغت میں امی محض ہونے کے باوجود خاص مرتبہ دیا گیا اور قرآن کریم ایسی زبان میں اتارا گیا جو زمانہ کی فصاحت و بلاغت کا منہ بند کرنے والی تھی اس سے مقصود یہ تھا کہ لوگ ان کے سامنے اپنا عجز تسلیم کرلیں اور ان کی عظمت و جلالت شان کو مسلم سمجھکر انھیں مامور من اللہ خیال کرنے لگیں اور اصلاح کا کام عمدگی اور خوبی کے ساتھ انجام پذیر ہو سکے۔

آقائے دوجہاںؐ کی فضیلت

آپ یہ تو سمجھ گئے کہ رسالت ایک عطیہ ربانی ایک فیضان ایزدی اور ایک منصب خداوندی ہے اور یہ بزرگ آقائے حقیقی کی زیر ہدایت بندگان خدا کی رہبری و رہنمائی کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ جب دنیوی رہبر تو قابل عزت و تکریم ہوتے ہیں تو دینی رہنماؤں کی عظمت کا کیا کہنا ہے اور یہی رسالت کی عظمت کا راز ہے بھلا یہ کچھ کم شرف نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک بندہ کو اپنی رحمت و کرم کے لئے مخصوص کرلے اسے اس سے ہمکلامی کی سعادت حاصل ہو اور وہ اس کی طرف سے رہبری عالم کے منصب پر فائز ہو۔ پھر حضرت سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ آپ کسی ایک قوم اور کسی ایک ملک کی اصلاح کے لئے نہیں بلکہ پوری دنیا کی اصلاح و تعلیم کے لئے مبعوث ہوئے اور ایک ایسی شریعت و کتاب لیکر آئے جو تا قیام قیامت نافذ العمل رہے گی اور جسے مکمل نظام حیات کہا جاتا ہے۔

خدائے برتر و توانا اگر چاہتا تو رسالت کے منصب اور اصلاح و تعلیم کے کام کے لئے ملائکہ کی جماعت کو منتخب کر سکتا تھا اجنہ سے یہ کام لے سکتا تھا دیگر ذرائع اختیار کر سکتا تھا اور غیبی صدائیں موثر ہو سکتی تھیں لیکن اس نے جو طریقہ ہدایت اختیار کیا بلاشبہ وہ نہایت اعلیٰ نہایت کارگر اور بدرجہ غایت فطری ہے اس لئے کہ انسان اتنا تلقین و نصیحت سے ہرگز نہیں سیکھتے جتنا وہ عمل سے سیکھتے ہیں پھر عمل بھی اپنے ہی جیسے انسان کا عام رہنما اور قائد تو محض کسی ایک شق میں رہنمائی و رہبری کر سکتے ہیں لیکن رسول اور انبیاء انسان کی تمام جسمانی و روحانی اصلاح میں نہ کام کر جاتے ہیں جو اور کسی طریق سے ہرگز نہ ہو سکتا تھا ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قلیل و مختصر مدت میں دنیا کے اندر جو انقلاب عظیم پیدا کیا اور جس طرح ایک بگڑی اور اجڑی ہوئی قوم کو فرش ذلت سے اٹھا کر عرش عزت پر بٹھا دیا اس کی کوئی مثال اور کوئی نظیر زمانہ میں کسی کو ڈھونڈے بھی نہیں ملیگی سر ولیم میور لکھتے ہیں کہ:-

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تعجب انگیز اور عظیم الشان کام کیا شرک و بت پرستی کے خلاف جہاد عظیم برپا کر دیا اس وقت تک حیات روحانی کبھی ایسی برانگیختہ نہ ہوئی تھی اور نہ کسی مذہب میں اس قدر جوش پایا جاتا تھا جیسا دین اسلام میں نظر آیا۔ پورا عرب کفر و ضلالت اور بدرسمی و بداعمالی میں غرق تھا لیکن آپ نے اسے عظمت و عزت کے تخت پر بٹھا دیا"

ایک میور صاحب ہی پر کیا منحصر ہے ہر قوم اور ہر ملک کے مشاہیر و فضلاء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کی عظمت اور رسالت کی منزلت کا اعتراف کیا ہے ظاہری عظمتوں اور رسالت کی کارفرمائیوں پر تبصرہ کیا بھی جاسکتا ہے لیکن اس کی باطنی عظمتوں اور سرشاریوں پر اظہار خیال آسان نہیں یہ ایک اتنی اہم اور اس درجہ بلند و سرشار چیز ہے کہ اس پر اہل باطن ہی کچھ لکھ سکتے ہیں مختصراً یہ کہ ان کا وجود سراپا نور ہوتا ہے عرفان ربانی کی وہ لذات انھیں حاصل ہوتی ہیں جن کا کوئی تصور بھی قائم نہیں ہو سکتا جو کیف و سرشاریاں اور جو لطف انھیں معرفت الٰہی میں میسر ہوتے ہیں ان کی لذات آگر دنیا ان

ہر ایک قبلہ کج سے منہ انکا مڑا

غیبت و بدگوئی کے متعلق سرورِ کائنات کی تعلیم

مسلم امر ہے کہ بعثت نبوی کے وقت عرب کی حالت نہایت ابتر اور لوگوں کے اخلاق نہایت خراب تھے آپ نے گوناگوں مشکلات کے ہجوم میں اصلاح و ہدایت کا کام شروع کیا ہر برائی سے انھیں روکا ہر بدی سے انھیں بچایا اور "ہر قبلہ کج" سے ان کا منہ موڑ دیا اور دیکھتے دیکھتے یہ عالم نظر آیا کہ جو لوگ اور جو افراد اخلاقی اعتبارات سے بدترین بند تھے وہ فرشتے بن گئے اور نیکیوں کو ان کی ذات پر خود فخر و مباہات کا موقع ملا عرب میں مینوشی قمار بازی زناکاری ڈاکہ زنی چوری جملہ رذائل اعمال اور غیبت بہتان طرازی ریاکاری غرور و تکبر خود پسندی و خودستائی حسد و کینہ بغض و عناد اور ظلم و بربریت تمام ذمائم اخلاق موجود تھے۔

ظاہر ہے کہ یہ سب امور نقصان رساں معاشری امن و امان اور تمدنی عافیت و آسائش کو تباہ کرنے والے ہیں اس لئے آپ نے ان کی شدید مذمت کی اور اپنے پیرؤں کے دامن اخلاق و عمل کو ان دھبوں سے بچایا اس مختصر مضمون میں جملہ ذمائم اخلاق پر تو اظہار خیال کی گنجائش نہیں سردست ہم غیبت پر کچھ لکھنا اور اس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پیش کرنا چاہتے ہیں اس لئے کہ یہ بداخلاقی بادی النظر میں تو بہت معمولی اور غیر اہم نظر آتی ہے لیکن اس سے انسان کی معاشری اور تمدنی زندگی پر بہت ناگوار اثر پڑتا ہے امن و امان خطرے میں پڑ جاتا ہے اور دلوں میں وہ کدورت پیدا ہوتی ہے جس کا دور ہونا دشوار ہو جاتا ہے حالانکہ آپ انہی کی اصلاح و ارتفاع کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔

غیبت کی چھپی ہوئی نشترکاریاں

حضرت سلیمان بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استدعا کی کہ آپ مجھے کوئی نصیحت فرمایئے رسول اللہ نے فرمایا کہ جب اپنے کسی بھائی سے ملو تو خندہ پیشانی سے ملو اور اس کی غیبت نہ کرو۔ پھر فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کے عیوب کو چھپاتا ہے اللہ تعالے قیامت کے روز اس کے عیوب چھپائیگا کتنی اہم اور نفع خیز نصیحت ہے اور کتنے ثواب کا کام اگر انسان نیک نیتی اور محض اللہ کے خوف سے کسی کے عیوب کی پردہ پوشی کرے تو ذات باری ضرور اسے انعام دے گا اور بہترین انعام یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ بھی اس کے عیوب کا پردہ پوش بنے گا اور قیامت میں اسے رسوائی سے بچالیگا لوگ تو غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور اس برائی و معصیت کو عملاً کوئی اہمیت نہیں دیتے لیکن اصلاً یہ اتنی شدید معصیت اور اتنی خوفناک ہوتی ہے کہ رسول کریمؐ نے صاف الفاظ میں اس کے متعلق فرمایا کہ "غیبت زنا سے بھی زیادہ شدید جرم ہے" الغیبۃ اشد من الزنا ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی کی غیبت نہ کرے ورنہ وہ ہلاک ہوگا لا یغتب بعضکم بعضا فتھلکوا۔

اسلام ایک پر امن مذہب ہے اور اس کے تمام اوامر و نواہی میں صلح و امن

فلاح دنیا اور استیصال مفاسد کا راز مضمر ہے اور ہر جگہ اس کی رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے باہمی محبت و اخوت کی تلقین و ترقی اس کا شعار ہے اور یہی چاہتا ہے کہ دنیا والے امن و محبت سے رہیں جنگ و جدال فتنہ و فساد اور تمام ذمائم و قبائح کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے ہم کہتے ہیں اور ببانگ دہل کہتے ہیں کہ دنیا اسلامی اصول پر وفاداری کے ساتھ عمل پیرا ہونے کا عزم کرلے تو کرہ ارض سے فتنہ و فساد کے تمام جراثیم فنا ہو جائیں غیبت بھی اسی قسم کی معصیت و برائی ہے اور اس سے بچے رہنے سے نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی امن و امان کو بہت بڑی تقویت حاصل ہوتی ہے اور تمدن و معاشرت کی اکثر پیچیدگیاں اور دنیا کی بیشتر الجھنیں اور پریشانیاں یکسر دور ہو جاتی ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس برائی کی شدت کے ساتھ مخالفت کی جس سے باہم تکدر طبع کا امکان ہو یا کسی ناگواری کے پیدا ہونے کا اندیشہ نظر آئے۔ غیبت سے یہی نہیں کہ دلآزاری ہوتی ہے ایک شخص کو تکلیف پہنچتی ہے اسے برا معلوم ہوتا ہے بلکہ اس سے بنی نوع انسان کے احساسات محبت اور جذبات اخوت کو نقصان پہنچتا ہے دلوں میں کینہ و بغض کے جذبات پرورش پانے لگتے ہیں اور اکثر و بیشتر یہ مفاسد عظیم کی باعث بنجاتی ہے۔

عیب چینی کی عادت کا فلسفہ

غیبت کیا ہے یہی کہ کسی کے پیچھے اس کی برائی کی جائے اس کے حسب و نسب میں نقص نکالے جائیں اس کے اخلاقی و جسمانی عیوب کو الم نشرح کیا جائے اس کی عادات کی کمزوریوں پر بدنیتی کے ساتھ روشنی ڈالی جائے اس کے چھپے ہوئے عیوب یا گذشتہ برائیوں کو سامنے لایا جائے ظاہر ہے کہ جب کسی کی عدم موجودگی میں اس کے نقائص اور اس کی کمزوریوں کو دوسروں کے سامنے بیان کیا جائے گا تو سننے والوں کے قلوب میں اس کی جانب سے نفرت پیدا ہوگی وہ اس سے بچنے کی سعی کریں گے اس کے متعلق ان کے خیالات خراب ہو جائیں گے اسے کسی نہ کسی حد تک اس سے نقصان بھی پہنچے گا پھر منہ سے نکلی ہوئی بات ہمیشہ پرائی ہوتی ہے جو کچھ کہا گیا ہے نہ پردہ راز میں تو رہے گا نہیں اور اسے بھی کسی نہ کسی طرح اس کا پتہ چل جائے گا اور پتہ چلتے ہی اس کے قلب میں بھی تکدر پیدا ہو جائے گا محبت و اخوت کے جذبات کمزور پڑ جائینگے اور اس کی دلی کدورت اور اس کے بعد مختلف دلوں کی نفرت بہت سے دلوں کو خراب کرے گی اور باہمی تصادم باہمی اشتعال اور باہمی عناد کے قوی امکانات پیدا ہو جائینگے یہی امکانات آئندہ چل کر خطرناک صورت اختیار کرلیں گے اور ایک روز یقیناً کوئی فتنہ کھڑا ہو جائے گا۔

انہی امکانات اور انہی اندیشوں کی بنا پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو غیبت کے معاملہ میں سختی کے ساتھ روکا ہے اور نہ صرف روکا ہے بلکہ اسے زناکاری جیسے شدید معصیت سے بھی بدتر اور سخت تر اور موجب ہلاکت قرار دیا ہے اور اب آپ سمجھ بھی گئے ہوں گے کہ غیبت سے آئندہ چل کر کتنے نقصان پیدا ہوتے ہیں کتنے دلوں کو تکلیف پہنچتی ہے اور کتنی رنجشیں فنا ہو کر تعلقات باہمی کو خوفناک اور ضرر رساں بنا دیتی ہیں کوئی شخص بھی بآسانی اپنی تحقیر و رسوائی برداشت نہیں کرسکتا اور غیبت

لازماً تحقیر و رسوائی اور توہین و ذلت کا باعث ہوتی ہے پھر اس سے دو دو دن یا چند دنوں ہی کے مسموم ہونے کا اندیشہ نہیں یہ سلسلہ جتنا بڑھتا جائے گا اس کا دائرہ جتنا وسیع ہوگا اتنا ہی یہ مدنیت و معاشرت کے نقصان ساں ثابت ہوگا چونکہ اسلام تمدن و معاشرت کے جملہ پہلوؤں پر روشنی ڈالتا اور جزئیات تک کو لیتا ہے اس لئے اس نے غیبت کے زہریلے اثرات کو بھی بھانپا اور اس کے انسداد و اعدام کی بھی کامیاب سعی کی۔

نفس پرستی کا المناک مظاہرہ

بعض لوگ بے تکلفی کیا تھ کہدیتے ہیں کہ ہم کوئی غیبت نہیں کر رہے ہیں اور جو کچھ پیچھے کہہ رہے ہیں اُسے منہ پر بھی کہہ سکتے ہیں لیکن آخر کیوں کسی کی بُرائی اور مذمت یا عیب چینی سے فائدہ ہی کیا ہے فائدہ کچھ نہیں اور نقصان صریح اور بدیہی ہے پھر کیوں اس کا ارتکاب کیا جائے اور بیٹھے بٹھائے اچھے دل بُرے کئے جائیں۔

حضرت ابو امامہ باہلی نے کتاب الترغیب و الترہیب" میں لکھا ہے کہ قیامت کے روز جب لوگوں کو ان کے اعمالنامے سپرد کئے جائینگے اور ان کے ہاتھ میں آئینگے تو ان میں سے بعض لوگ ایسے ہوں گے کہ انھیں اپنے ان اعمالناموں میں بعض وہ نیکیاں نظر آئیں گی جو انہوں نے دنیا میں نہ کی ہوں گی یہ متعجب ہوں اور خدائے برتر و توانا سے دریافت کرینگے کہ بار آلہا یہ کیا واقعہ ہے ہمنے تو یہ نیکیاں کی ہی نہیں یہ ہمارے اعمالناموں میں درج کیونکر ہوگئیں اس وقت انھیں بتایا جائے گا کہ یہ نیکیاں وہ نیکیاں ہیں جو تمھارے غیبت کرنے والوں کے اعمالناموں سے نکال کر تمہارے اعمالناموں میں درج کر دیگئی ہیں" اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ غیبت ایک ایسی خوفناک معصیت ہے جو نہ صرف یہ کہ غیبت کرنے والے کے اعمالنامے کی سیاہی بڑھاتی اور اس کے ذریعہ گناہ لکھاتی ہے بلکہ وہ غیبت کرنے والے کی کی ہوئی نیکیوں کو بھی تباہ کر دیتی ہے اور وہ خسرۃ الدنیا والآخرہ کا مصداق بنکر رہ جاتا ہے دنیا میں یہ بدلہ ملا کہ اس کے دشمن زیادہ ہوگئے بدمزگیوں اور ناگواریوں کی فراوانی نے زندگی بے کیف اور پرانکار بنا دی اور آخرت میں گناہوں کی زیادتی کے علاوہ نیکیوں سے بھی محروم رہ گئے حالانکہ یہ گناہ ایک ایسا گناہ تھا جس کے کرنے سے آسے کوئی لذت اور کوئی فائدہ بھی حاصل نہ ہوا تھا۔

ایک دفعہ حضرت امام حسن بصری رحؒ کو معلوم ہوا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے آپ یہ سنکر مکدر ہونے کے بجائے اور خوش ہوئے اور اتنے خوش ہوئے کہ آپ نے اس کے نام اسی وقت ہدیہ بھیجا اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ تم نے چونکہ آپ ہی اپنی نیکیاں میرے حوالہ کر دی ہیں اس لئے میں بطور شکریہ و سپاس یہ ہدیہ آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں" آج کون ہے جو اس علم و بصیرت کا حامل ہو ہزارہا مسلمان آپ کو ایسے ملیں گے جن کے شب و روز غیبت میں گذرتے ہیں اور انھیں یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ وہ کس خوفناک محرومی کے از خود مرتکب ہو رہے ہیں۔

غیبت اور فطرت کا تضاد

کہا جا سکتا ہے کہ آخر غیبت کے اندر ایسا کونسا زہر پوشیدہ ہے جو اسے زنا جیسے سنگین اور حیا سوز گناہ سے بھی شدید تر بنا دیتی ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ غیبت کرنے والا بلا کسی فائدہ کی توقع کے محض نفس و شیطان کی خوشنودی کے لئے دوسروں کی تحقیر کرتا ہے اور بیٹھے بٹھائے بلا وجہ تمدن و معاشرت کے مقتضیات کو نقصان پہنچا کر اس رشتہ اخوت و محبت کی جڑیں کاٹتا ہے جو اسلام اور اسلامیوں کا خدا مسلمانوں کے مابین قائم کر چکا ہے اور قائم رکھنا چاہتا ہے اس لئے لازمی و ضروری تھا کہ اسے شدید گناہ قرار دیا جاتا چور چوری کرتا ہے ڈاکو ڈاکہ ڈالتا ہے مگر روپیہ کے حصول کے لئے زانی زنا کرتا ہے تو اس کے پیش نظر ایک لذت ہوتی ہے لیکن غیبت کرنے والے بدبخت کے سامنے اپنے نفس کی خرابی کے سوا کونسا فائدہ ہوتا ہے جو یہ مقصد ربانی مخالفت پر کھڑا ہو جاتا ہے ایسے احمق اور سرگشتہ عاصی کو تو جو سزا بھی دی جائے وہ کم ہے

غیبت کا فلسفہ یہ ہے کہ انسان فطرتاً اپنی بڑائی اور بلندی کا آرزو مند ہے اولو العزم اور نیکبخت انسان تو اپنے اعمال کے ذریعہ اپنی عظمت اور بڑائی کے سامان فراہم کر لیتے ہیں اور ان کا توشہ عمل اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ وہ کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے مگر اکثر بے عمل اور کم ہمت افراد محض اس لئے دوسروں کی بُرائی کرتے ہیں کہ اس سے ان کی اچھائی کا پہلو نکلتا ہے جب ایک کی بُرائی کی جارہی ہوگی تو یقیناً اس سے یہی مفہوم ہوگا کہ بُرائی کرنے اور بُرائی سننے سے نسبتاً اچھا آدمی ہے۔ غیبت کرنے والا اسی لئے غیبت کرتا ہے اور غیبت سننے والا اسی لئے غیبت سنتا ہے: دونوں اس میں اپنی بڑائی سمجھتے ہیں تعریف اس لئے نہیں کی جاتی کہ اس سے تعریف کرنے والے کو یہ احساس ہوگا کہ میں اس شخص سے جس کی تعریف کی جارہی ہے فروتر ہوں اور سننے والا بھی اسے اسی لئے نہ سنے گا کہ اس کے اندر اُسے بھی اپنی پستی نظر آئیگی محض اسی مصنوعی بڑائی اور بلندی کے جنون نے ہزارہا کیا لاکھوں مسلمانوں کو نہ محض یہ کہ گنہگار معاصی بنا رکھا ہے بلکہ وہ زندگی میں بھی گونا گوں مشکلات اور اپنی اس حرکت کے باعث چند در چند سراسیمگیوں میں پھنسے رہتے ہیں۔

سب سے زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ یہ مرض اتنا عام ہو گیا ہے کہ ہمارے بڑے بڑے علما تک بھی اس کے شکار بنے ہوئے ہیں کوئی گھر کوئی جلسہ اور کوئی صحبت تو اس سے مسلسلہ طور پر خالی ہے ہی نہیں لیکن غضب یہ ہے کہ مساجد کے اندر عبادت کے اوقات میں اور مواعظ قرآنی میں بھی غیبت موجود ہوتی ہے بلاشبہ آج مسلمانوں کے اندر جو خانگی اور قومی تنازعات بکثرت پھیلے ہوئے ہیں ان کا باعث زیادہ تر یہی غیبت ہے اور زبان کے اس گناہ ہی نے ان کے انتشار اور تفرق کو بڑھا رکھا ہے اپنوں کی بُرائیاں غیروں سے زیادہ کی جاتی ہیں اور بڑے دھڑلے سے کی جاتی ہیں جہاں چار آدمی جمع عورتیں اور کچھ بچے اکٹھے ہوئے اور کسی نہ کسی کی بیٹھے بٹھائے بُرائی شروع ہوگئی تعریف کرتا تو شاذ ہی کوئی ملیگا اور کی بھی جائیگی تو بہت مختصر الفاظ میں لیکن بُرائی اور غیبت پر گھنٹے صرف ہو جائینگے قرآن کریم میں اس گناہ کو "اپنے بھائی کے گوشت کھانے" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کاش مسلمان غور کریں اور غیبت کو معصیت عظیمہ سمجھکر اس سے کلی اجتناب برتیں کہ اس میں فلاح و بہبود انسانی کے ہزارہا راز مضمر ہیں۔

اعتراف صداقت

یعنے

غیر مسلم مشاہیر کے تازہ ارشادات جو مولوی کو خاص طور سے عنایت ہوئے

دہریت، توحید اور بت پرستی

کی

ابدی جنگ وجدل

(ملک کے مشہور انشاء پرداز منشی پریم چند صاحب اڈیٹر ہنس کے قلم سے)

ابتک تاریخ کی جو قدیم ترین یادگاریں ملی ہیں وہ ہڑپا اور موہن جو دارو کی کھدائیوں میں ہی برآمد ہوئی ہیں، ان یادگاروں نے تاریخ کی مستند شہادتوں کو تقریباً دو ہزار سال اور پیچھے کر دیا ہے سمیریا اور مصر کی تہذیب اس کے ہزاروں سال بعد کی ہے، یونان اور روم اور اسلام تو مقابلۃً حال کے تاریخی واقعات ہیں، وید کے زمانہ کو ابتک قدیم مانا جاتا تھا، چار پانچ ہزار سال قبل کی بات ہے، موہن جو دارو یقیناً اس سے دو اور ڈیڑھ ہزار سال قبل کی تاریخ کی شہادت پیش کرتا ہے، ویدکا زمانہ توحید کا زمانہ تھا، وید میں مورتی پوجا کا ذکر نہیں ہے، مگر موہن جو دارو کی شہادتیں شیو کی عبادت سے متعلق ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت شیو اور چاند کی عبادت عام طور پر مروج تھی، پہلے یہ عام طور پر تسلیم کیا جاتا تھا کہ مصر میں رسم الخط کا ایجاد ہوا اور وہ تصاویر پر مشتمل تھا، اور یہی رسم الخط اسی کے نکلے ہوئے خیال کئے جاتے تھے، مگر موہن جو دارو میں جو رسم الخط دستیاب ہوا ہے، وہ ان تصاویر سے بالکل علیحدہ ہے، اس کا مخرج اس زمانہ کے مذہبی عقائد تھے اور روحانی احساسات، اور اب اس خیال کے لئے کافی گنجائش ہے کہ یونانی اور رومن رسم الخط کی ابتدا بھی شیو اور چاند کی عبادت سے ہوئی، کہ بٹ اور سائپرس کے قدیم رسم الخط ان سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں، ان شہادتوں سے یہ امر ثابت ہوتا ہے، کہ ویدکی قدیم توحید کے قبل ہی شیو اور چاند کی عبادت موجود تھی، جب تک اس سے قبل کی شہادتیں نہ ملیں، ہمیں یہ باور کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہوتا، کہ انسانی تہذیب کی ابتدا اصنام پرستی سے شروع ہوئی، اور قرین قیاس بھی معلوم ہوتا ہے، کیونکہ توحید کا خیال انسانی ادراک اور ذہنی اوصاف کے بلوغ کا شاہد ہے، انسان نے جب آنکھیں کھولیں تو وہ فطری عجائبات اور مظاہر کا روشناس ہوا، سورج اور چاند سے روشنی ملتی تھی، ابر سے بارش، انہی سے فصل، اس لئے یہ فطری امر تھا، کہ وہ ان مظاہر کو ہی اپنی قسمت کا مالک اور کائنات کا خالق سمجھ لے، ان چیزوں کا بھی کوئی خالق ہو سکتا ہے، یہ اس کی ابتدائی ذہنیت کے لئے مشکل بات تھی، وید کا دور توحید یقیناً اس مظاہر قدرت کی عبادت کے بعد وجود میں آیا۔

یہ توحید ممکن ہے کئی صدیوں تک اپنی خالص صورت میں قائم رہی ہو، مگر انسان ظاہر پرست واقع ہوا ہے، کم سے کم عام طبقہ کی نسبت یہ امر مسلم ہے۔ رفتہ رفتہ آمیزشیں اور اختراعیں ہونے لگیں اِندر، وشنو، سرستی وغیرہ نمودار ہوتے، پہلے تو یہ ایک قادر مطلق کی صفات مختلفہ کے تخیلات تھے، غالباً آگے چل کر بالذات دیوتا بن گئے، پھر رفتہ رفتہ قربانیوں کا دور شروع ہوا، اور خالص عبادت میں رسوم اور قربانیوں کا اتنا دخل ہوا، کہ توحید اس کے نیچے چھپ گئی، یگیوں میں قربانیاں ہونے لگیں، وید کے زمانہ میں شراب اور گوشت کا استعمال ہوتا تھا، آریوں کو دنیا کے فانی اور عارضی ہونے کا مطلق اندیشہ نہ تھا۔ اور دنیا کی نعمتوں سے بدرجہ اتم فیض اٹھانا چاہتے تھے، اور دعاؤں میں پرماتما سے یہی نعمتیں طلب کرتے تھے، ان کے یگیہ بھی ادھی نعمتوں کے حصول کے لیئے کئے جاتے تھے۔

آخر یہ قربانیاں اس کثرت سے ہونے لگیں، اور مذہب کے پردہ میں شراب خوری اور گوشت خوری کی وبا اتنی عام ہوگئی، کہ انسان کے اندر جو ایک غیبی طاقت مستور ہے اور جو ہمیشہ اسے اعتدال اور صحت کی جانب مائل کرتی ہے اس نے سر اٹھایا، عوام میں ان خونخوارانہ رسوم کے خلاف ایک جذبہ پیدا ہوا، اور اس کا اظہار گوتم بدھ کے ظہور سے ہوا گوتم بدھ اہنسا کے اصول کے بانی تھے اور الوہیت کے متعلق انہیں اعتقاد نہ تھا، تکمیل نفس ان کے عقیدہ کا خاص جزو تھا اور اس کے لئے رہبانیت ایک لازمی شے تھی، بدھ بذات خود منکر نہ تھے، ان کے ہمعصر مہابیر سوامی نے بھی جین مذہب جاری کیا، رہبانیت اور اہنسا تکمیل نفس ان کے دائرہ کی بھی خصوصیات ہیں، ویدک دھرم میں رہبانیت کو دخل نہ تھا، مگر بدھ اور جین مت کے پیروؤں نے الحاد کو اپنا خاص اصول بنا لیا اور بالاعلان مادیت کی تعلیم دینے لگے، لیکن مادیت اور دہریت کو جزو حیات بنانے کے لئے جس اعلیٰ فلسفیانہ احساس کی ضرورت ہے وہ عوام میں مفقود تھی، اس لئے بدھ یا جین مذہب عوام میں اپنے پاکیزہ اصولوں کے ساتھ قایم نہ رہ سکا پیروؤں نے جین مندر اور بدھ وہار اور خانقاہیں تعمیر کیں اور جو مذہب وجود خدا سے منکر تھا، اس کے پیرو بت پرست بن گئے اور بدھ کی مورتیں اتنی کثرت سے تعمیر ہونے لگیں، کہ بدھ بگڑ کر بت بن گیا، جین مت تو مغربی ہندوستان تک محدود رہا، بدھ کے مناد اپنے عقیدہ کو سماٹرا، جاوا، جاپان، چین، وسط ایشیا عرب وغیرہ ممالک میں لے گئے اور کئی صدیوں تک اس مذہب کا ساری دنیا پر تسلط رہا، اس کے بعد یروشلم میں حضرت عیسیٰ مبعوث ہوئے، حضرت عیسیٰ نے بڑی حد تک بدھ کی رہبانیت اور تکمیل نفس کو قایم رکھا، مگر توحید میں انکا کامل اعتقاد تھا، ادھر ہندوستان میں شنکر اچاریہ نے تشکیک کے خلاف آواز بلند کی اور ویدک دھرم اور بدھ مذہب میں ترمیم کر کے ویدانت کی بنا ڈالی جو خالص توحید کا موید تھا، اس طرح الگیا پھر توحید کا سکہ جاری ہوا۔ ہاں یہ خالص توحید نہ تھی، حضرت عیسیٰ کی توحید میں تثلیث کا عنصر شامل تھا، ویدانت کی توحید میں دیوتاؤں کا، بودھ دھرم کی صنم پرستی اس درجہ رائج ہو چکی تھی، کہ اب چھوٹے بڑے ہزاروں دیوتا نکل آئے، شیو کی قدیم عبادت پھر جاری ہوئی، بدھ کی جگہ وشنو نے لے لی، اور بعد کو رام اور کرشن الوہیت کی صفات سے کمل سمجھے جانے لگے، اور آج تک وہی کیفیت جاری ہے، چھٹی صدی عیسوی میں

حضرت محمدؐ نے عرب میں خالص توحید کا نعرہ بلند کیا، غالباً عربوں میں بدھ مذہب اپنی بگڑی صورتوں میں موجود تھا، ایران میں زردشت کی آتش پرستی مروج تھی، اسلامی توحید نے آناً فاناً ان دونوں عقیدوں کا خاتمہ کر دیا، مگر جن ممالک میں توحید کسی نہ کسی صورت میں موجود تھی وہاں اسے زیادہ کامیابی نہ ہو سکی، چنانچہ ہندوستان اور یورپ میں وہ بہت زیادہ مقبول نہ ہو سکا، وسط ایشیا، عرب، ایران، مصر وغیرہ ممالک میں جہاں نہ ویدانت پہنچ سکا نہ انجیل وہ عام مذہب ہو گیا، عیسائیوں کی شراب خوری کو اس نے حرام قرار دیا اور اس طرح اسے عوام میں اور زیادہ مقبول بنا دیا، اس کی تبلیغ میں ملک گیری بھی شامل تھی، اس لئے جہاں اسلامی فتوحات ہوئیں، وہاں اسلام شاہی مذہب تسلیم کر لیا گیا اور شاہی اقتدار کم و بیش اسکی اشاعت میں معاون ہوا۔ مگر اسلامی توحید میں بھی آمیزش ہونے لگی اور عوام میں شخصی معبود کی جانب جو ایک خاص میلان ہے وہ یہاں بھی نمودار ہوا، محمد صاحب یا ان کے ممتاز معتقدین کے مجسمے تو مسجدوں میں ممکن نہ ہو سکے، لیکن حضرت محمد کی ذات میں الوہیت کے لوگ بالعموم قائل ہیں، یہاں تک کہ ایک طبقہ حضرت حسین کو خدائیت کا درجہ دیتا ہے، اور آج ہزاروں مزار اور مقبرے اور روضے مرجع عام بنے ہوئے ہیں اور لوگ انہیں اتنا ہی مقدس اور متبرک سمجھتے ہیں جتنا ہندو اپنے دیوتاؤں کو یا عیسائی اپنی تثلیث کو، آریہ سماج ابھی حال کی چیز ہے، اور سکھ دھرم بھی بہت پرانا نہیں ہے دونوں خالص توحید پر مبنی ہیں، دونوں مورتی پوجا کے مخالف ہیں، لیکن سوامی دیانند کی تصویریں ہر ایک آریہ سماجی کے لئے باعث تعظیم و احترام ہیں، اور سکھوں کے گردوارے مندروں اور ٹھاکردواروں سے کم متبرک نہیں سمجھے جاتے۔ اور ہم کوئی وجہ نہیں سمجھتے، کہ کیوں نہ بزرگان قوم اور پیشواؤں کا احترام کیا جائے، اگر بت پرستی اس اعتبار سے معیوب ہے کہ عوام اسے اپنی نجات کا ذریعہ سمجھ لیتے ہیں، تو توحید بھی کیوں نہ معیوب ہو، اگر عوام اسے اپنی نجات کا ذریعہ قرار دے لیں،

نجات انسان کی تکمیل نفس ہی ہے اور عالمگیر اخوت میں، اور بت پرستوں میں اسی طرح بہترین دل و دماغ کے نفوس پیدا ہوئے ہیں، جیسے وحدت پرستوں میں، اور اسی طرح دہریت، توحید اور بت پرستی میں ازل سے جنگ جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گی چنانچہ روس میں دہریت کا زور اسی استحکام کے ساتھ شروع ہوا ہے جیسے کسی زمانہ میں توحید کا دور شروع ہوا تھا، اور ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ وہ سیلاب صرف روس تک محدود نہ رہیگا، بھی تعلیم یافتہ طبقہ قریب قریب ہر ملک میں مذہب کو محض ایک رسمی چیز سمجھتا ہے جس میں اعتقاد اور ایمان کی گنجایش نہیں، فلسفہ اور مذہب میں یہی امتیاز ہے کہ ایک استدلال پر قایم ہے اور دوسرا اعتقاد پر، اسپین میں حال میں جو انقلاب ہوا ہے وہ روس کے انقلاب کے ہی نقش قدم پر چلا ہے، اور کلیساؤں اور معبدوں کی تحقیر اس کا خاص جزو ہے تاریخ شاہد ہے کہ اس کے قبل بھی دہریت کے دور آئے ہیں، اور کم و بیش اسی جبروت کی شان کے ساتھ، مگر انسانی فطرت نے اسے ہمیشہ کے لئے قبول نہ کیا، ہماری فطرت خاص ضرورتوں میں تو انتہاؤں پر جاتی ہے، لیکن خیر الامور اوسطہا اس کا معمولی رویہ ہے اور کوئی دعوے کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتا، کہ روس کی لامذہبیت ہمیشہ قایم رہے گی بہت ممکن ہے کہ اس کے بعد مذہب کا دوسرا سیلاب اسی زور شور سے لئے، وحدت پرستوں نے کیا دہریت کی بیخ کنی میں کم جانفشانیاں کیں، لیکن اس کے باوجود آج دہریت کا دائرہ وسیع ہوتا جا رہا ہے، یہ ازلی جنگ ہے اور اسی طرح ہمیشہ قایم رہے گی جتنے عقیدے اور مذہب ہیں ابتدا یہ سب بھی حالات حاضرہ میں اصلاح اور تجدید کے علم بردار تھے، مگر حالات پر عالمگیر فتوحات پانے کے قبل ان کا دور ختم ہو گیا، اور خود ایک فرقہ یا عقیدہ بن کر رہ گئے، اس کی لامذہبیت ان بدعتوں کی منت کش ہے جو مذہب کے نام پر قوم میں ادنیٰ و اعلیٰ کا امتیاز پیدا کرتی ہیں، فطرت انسانی اس امتیاز کی متحمل نہیں ہو سکتی یہی مساوات بدھ کی کامیابی کا خاص سبب تھی جو دراصل انقلاب تھا، عیسیٰ کو بھی اسی اخوت نے مقبول عام کیا، اور حضرت محمد بھی اسی اخوت کی بنا پر کامیاب ہوئے مگر یہ اخوتیں ادنےٰ اور اعلیٰ کے افتراق کو بہت عرصہ تک روک نہ سکیں بادشاہتیں پیدا ہوئیں، امرا پیدا ہوئے، اونچے بنے، نیچے بنے، اور وہ اخوت عملاً فنا ہو گئی، روس کی لامذہبیت اسی اخوت کی تازہ ترین کوشش ہے، بودھ عیسائیت یا اسلام نے اسی اخوت کو انسانی فطرت پر چھوڑ دیا، احکام جاری کر کے اس کی جڑ مضبوط کرنی چاہی، مگر وہ احکام ملکی یا سیاسی احکام نہ تھے اس لئے انکی پابندی ذاتی اور شخصی کیفیات پر مبنی تھی، اہل اعتقاد تو اپنے عمل کرتے تھے، لیکن انکی پرواہ نہ کی جاتی تھی، روس نے سیاسی بنا پر اس اخوت کو سنبھالنے کا فیصلہ کیا ہے اور جب تک وہ اسے نبھا سکے گا وہ زندہ رہیگا جونہی اسمیں ضعف آئیگا بالشویک شیرازہ بکھر جائیگا، اور کوئی دوسری طاقت جو اس اخوت کو از سر نو جاری کرنے کی دعویدار ہوگی، سکہ جمالے گی،

حضرت محمدؐ اور اتحاد

از جناب ڈاکٹر بیدہ ویر سنگھ صاحب دہلوی

ہندوستان میں بدقسمتی سے ہندو مسلم تعلقات اتنے کشیدہ ہو گئے ہیں، کہ ہم انکی وجہ سے سچائی کا ٹھیک اندازہ نہیں لگا سکتے

مسلمان اہل ہنود کے بزرگوں کی زندگیوں میں بجائے ان کے وصف دیکھنے کے کوئی نہ کوئی خرابی ڈھونڈھنے کی کوشش کرتے ہیں، علیٰ ہذا القیاس ہندو اس جستجو میں رہتا ہے کہ کہیں حضرت محمد صاحبؐ کی زندگی میں کوئی نقص ملے اور پھر اس کا عام ڈھنڈورہ پیٹیں، نتیجہ اس کا یہ ہوا ہے کہ گذشتہ بیس سال میں ہندو اور مسلمان دونوں کی طرف سے اس قسم کا لٹریچر شایع ہو رہا ہے جسمیں ایک دوسرے کے بزرگوں پر گند پھینکا گیا ہے لیکن ذرا غور سے دیکھا جائے تو اس عادت سے فریق کو کوئی فائدہ نہیں ہوا ہے، بلکہ برائی ڈھونڈھنے والے نکتہ چین لوگ برائی کی اشاعت کرتے کرتے خود برے بن جاتے ہیں، دراصل بات یہ ہے کہ ہر قوم ہر مذہب، اور ہر فرقہ میں جو بزرگ ہستیاں گذری ہیں، انمیں ضرور کچھ ایسی خصوصیتیں پائی جاتی ہیں، کہ جس کی وجہ سے کروڑوں اور لاکھوں انسان انکی پرستش کرتے ہیں اور ان کے معتقد ہیں، جو لوگ اصولاً و مذہباً ان کے معتقد اگر نہ ہوں تو بھی وہ انکی زندگی کے حالات سے کافی سبق حاصل کر سکتے ہیں،

حضرت محمد صاحبؐ کے جنم دن کے موقعہ پر یہ نمبر شایع ہو رہا ہے کی زندگی کے بہت تھوڑے حالات اس مضمون کے لکھنے والے کی نظر سے گذرے ہیں، پھر بھی انکی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت محمدؐ دنیا کی بڑی بھاری ہستیوں میں سے ایک تھے انہی کی تپیا کا یہ پھل ہے کہ اسلام دنیا کے ہر حصہ میں کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ آنحضرت کی زندگی کی سب سے بھاری فتح ہے، کہ آج تک اسلام میں جذبہ برادرانہ ہے یعنی ہر مسلمان کو بلا لحاظ امیری و غریبی برابر سمجھنے کا جذبہ عملاً موجود ہے۔ دنیا کے ہر مذہب کے لوگ اسلام سے یہی سبق سیکھ سکتے ہیں،

اسلام میں ایک اور چیز جو بہت نمایاں طور پر ہر ایک کا دھیان اپنی طرف کھینچتی

ہے وہ روپیہ کا معاملہ میں جو مسلمانوں پر پابندیاں عاید کی گئی ہیں وہ ہے۔ بولشوزم کے موجداوٗ اس کو روس میں انقلاب عظیم پیدا کرکے عملی جامہ پہنانے والے لینن نے جب حضرت کی سوانح عمری پڑھی، تو لکھا کہ اگر حضرت محمد خدا کو نہ ملنتے تو میں حضرت کو خدا مان لیتا"

مسلمانوں کے سامنے حضرت محمد کی بزرگی ثابت کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے، کیونکہ ذہن ہے، کہ وہ حضرت کی زندگی کو بغور پڑھیں اور اسے اپنی زندگی میں ڈھالنے کی کوشش کریں اگر تمام مسلمان کاش حضرت کی زندگی پر قدم بقدم چلنے والے ہوتے تو نہ صرف مسلمانوں کی صدہا تکالیف دور ہوجاتیں اور غربت کافور ہوجاتی، بلکہ ہندوستان جیسا ملک آزاد ہوجاتا اور صدیوں سے جو غلامی کی تکالیف ہم لوگ برداشت کررہے ہیں ان سے نجات مل جاتی اس مبارک موقعہ پر حضرت کی مدح میں خراج تحسین ادا کرتے ہوئے میں ہندوستان کی ان دو بڑی قوموں ہندو و مسلمانوں سے استدعا کرونگا، کہ وہ تعصب کو چھوڑکر ایک دوسرے کے بزرگوں کی زندگیوں کا مطالعہ فرمادیں، اور ایک دوسرے کے جذبات کی قدر کرنا سیکھیں

خدا ایک ہے، ہندو اور مسلمان دونو کا مالک ہے، آپ اسے اللہ کہیں، ہم اسے ایشور کہیں، آپ رحیم کہیں ہم رام کہیں، مگر ہے تو وہ ایک ہی، ہم اس کے بندے ہونے کی حیثیت سے بھائی بھائی ہیں، آپ کے بزرگ ہمارے لئے قابل تعظیم ہیں، اور ہمارے بزرگ آپ کے لئے، ہم پھر لڑیں کیوں، محبت سے رہیں، آیئے اس قابل تعظیم ہستی محمد کے نام پر باہمی محبت اور رواداری کا سبق سیکھیں،

بزرگوں کا جنم دن

ٹھنڈے دل اور نیک نیتی سے مطالعہ کی ضرورت

از قلم مسٹر جگل کشور صاحب کھنہ بی، اے ایل ایل بی وکیل دہلی

معلوم نہیں یہ کیا مصیبت ہے کہ مذہب اور دہرم کی اصل باتوں پر جب غور کیا جاتا ہے اور بانیان مذاہب کی زندگی کو دیکھا جاتا ہے، تو اسمیں کوئی ایسی بات لڑائی جھگڑے کی نظر نہیں آتی، مگر اس کے باوجود دنیا میں مذہب کی وجہ سے جسقدر خون خرابہ ہوا ہے اور جس قدر لڑائی جھگڑے ہوئے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں اتنے اور کسی وجہ سے نہیں ہوئے، خصوصاً ہمارے ابھاگی بھارت ورش میں تو ناممکن ہے کہ کوئی سال خیریت سے بغیر لڑائی بھڑائی اور قتل وغارت کے گذر جائے،

جہانتک مجھے معلوم ہے اور اسمیں شک نہیں، کہ میری معلومات بہت محدود ہے پھر بھی اپنی محدود معلومات کی بناپر میں کہہ سکتا ہوں، کہ کوئی مذہب ہی یہ نہیں کہتا، کہ انسان سے نفرت کرو یا صرف وہی انسان زندہ رہنے کا حق رکھتے ہیں، جو کسی خاص مذہب کے ماننے والے ہیں، باقی سب واجب القتل ہیں اور اپنے اپنے مختلف عقیدہ رکھنے والوں سے امن وصلح کے ساتھ نہ رہنا چاہئے، بلکہ ان سے ہمیشہ لڑتے جھگڑتے ہی رہنا اور لڑائی جھگڑے کے حیلے بہانے تلاش کرتے رہنا چاہئے، صرف خود ہی عبادت کرنا چاہئے اور دوسروں کو عبادت نہ کرنے دینا چاہئے، اگر وہ اپنے طریقہ پر عبادت کریں، تو ان سے لڑنا چاہئے یہ باتیں کسی دہرم پستک میں نہیں ملیں، لیکن اس واقعہ سے کوئی انکار نہیں کرسکتا، کہ یہی باتیں ہیں، جنپر ہر سال لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے ہیں،

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر یہ کیوں ہوتا ہے، دہرم اور مذہب کے ٹھیکیدار پھر کیوں آپس میں ایک دوسرے کا گلا کاٹتے رہتے ہیں، اور کیوں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں،

میرے خیال میں من جملہ دیگر وجوہ کے ایک وجہ یہ بھی ہے اور بہت اہم وجہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کے مذاہب اور بانیان مذاہب کا منصفانہ اور بے لاگ ہوکر مطالعہ نہیں کرتے اور جو لوگ مطالعہ کرتے ہیں وہ مولوی اور پنڈت صاحبان ہیں، جو نکتہ چینی اور اعتراض جڑنے کی غرض سے ایک دوسرے کے مذاہب کا مطالعہ کرتے ہیں، اور بانیان مذاہب کی زندگی اور انکی تعلیم پر بھی اسی نقطہ نظر سے غور کرتے ہیں، کہ مناظرے اور شاستراتھ میں بحث و مباحثہ کے اندر فریق مخالف پر حملہ کرنے کا موقعہ ملے، چنانچہ ان لوگوں کی نگاہوں میں ایک دوسرے کے مذاہب میں کوئی خوبی اور کسی قسم کی کوئی اچھائی نہیں ہے، بلکہ اس کے برعکس ان کے نزدیک دوسرے مذاہب برائیوں اور گندگیوں کا مجموعہ ہیں اور یہ دہرماتما لوگ رات دن اسی قسم کا پرچار اپنی کمیونٹی میں کرتے رہتے ہیں، اور برائیاں ہی برائیاں بیان کرتے رہتے ہیں اس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس قسم کے پرچار سے عوام کے دلوں میں دوسرے مذہب اور دوسرے مذہب کے بزرگوں کے خلاف نفرت اور گھرنا روز بروز بڑھتی جاتی ہے، اس کا اثر ہماری روزمرہ کی زندگی پر پڑتا ہے، باوجودیکہ ایک ملک ایک شہر ایک قصبہ اور ایک محلہ کے رہنے والے ہیں، اور مہینوں برسوں سے نہیں بلکہ صدیوں سے ایک جگہ رہتے ہیں، مگر دل کی صفائی کے ساتھ ایک دوسرے سے نہیں ملتے عموماً الگ تھلگ رہتے ہیں، اور دور سے ایک دوسرے کے مذہبی مراسم کو دیکھکر ملاؤں اور پنڈتوں کی پیدا کی ہوئی ذہنیت کے مطابق اُن پر نکتہ چینی کرتے ہیں، مسلمانوں کو ہندوؤں کے تمام مذہبی مراسم میں صرف شرک ہی شرک نظر آتا ہے اور ہندوؤں کو مسلمانوں کے مذہبی مراسم میں وحشت اور بیرحمی نظر آتی ہے، دیا اور پریم کا کوئی چہنہ اور علامت نہیں نظر آتی، یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایک ہی ملک کے اندر دو قومیں رہتی ہوں اور صدیوں سے رہتی چلی آرہی ہوں، مگر باہم ایک دوسرے سے ایسی اجنبی اور بیگانہ ہوں، کہ ایک دوسرے کے مذہب سے اپنی جہالت کی بناپر ناواقف ہی نہیں بلکہ نفرت کرتی ہوں، اور بات بات پر آپس میں لڑ پڑتی ہوں، ایک دوسرے کا سر پھوڑ دیتی ہوں، یہانتک کہ ایک دوسرے کو قتل کر ڈالتی ہوں،

آئے دن اتحاد کانفرنسیں ہوتی رہتی ہیں، اسی اتحاد کے لیے ۱۹۲۴ء میں مہاتما جی نے ۲۱ روز کا برت بھی رکھا تھا، اور اسی زمانہ میں ملاپ کانفرنس بھی ہوئی تھی، بہت سے ریزولیوشن بھی پاس ہوئے، مگر ان ریزولیوشنوں کا کوئی اثر نہیں ہوا اور ہندو مسلم فساد بند نہیں ہوئے، یہانتک کہ بیچارے مہاتما جی کو ملک کی رہنمائی چھوڑکر سابرمتی آشرم میں جاکر بیٹھنا پڑا تھا۔

یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ ہم نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کے مذاہب کا مطالعہ نہیں کرتے اور نہ ایک دوسرے مذہب کے بزرگوں کی زندگی پر وچار کرتے ہیں، اور اگر کرتے ہیں تو بُری نیت اور بُرے مقصد سے اس لئے نتایج بھی بُرے ہی نکلتے ہیں

میں نے اسی خیال سے **مولوی** کے رسول نمبر کے لئے کچھ لکھنے کی ہمت کی ہے، کہ مولوی کے صفحات کے ذریعہ سے مسلمانوں سے اپیل کروں کہ وہ اگر چاہتے ہیں، کہ حضرت محمدؐ کی تعلیم اور انکی زندگی کا غیر مسلم بھی مطالعہ کریں، تو ان کو دو باتیں کرنی چاہئیں اول تو اسلامی تعلیم اور بانی اسلام کی زندگی غیر مسلموں تک پہنچانے کا انتظام کریں کیونکہ مسلمان غیر مسلموں سے یہ امید نہیں کرسکتے کہ غیر مسلم، اسلامی تعلیم اور بانی اسلام کے حالات زندگی معلوم کرنے کے لئے عربی فارسی پڑھیں گے، آسان اردو اور ہوسکے تو ہندی زبان میں اسلام کی تعلیم اور حضرت محمد کی زندگی کے حالات کثرت سے شایع کریں، اور غیر مسلم ہاتھوں تک پہنچائیں،

دوسری بات یہ ہے کہ اگر مسلمان چاہتے ہیں، کہ غیر مسلم نیک نیتی کے ساتھ اسلام کی تعلیم اور بانی اسلام کی زندگی کا مطالعہ کریں، تو مسلمانوں کا یہ مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب وہ بھی ہند و مذہب ہند و فلاسفی، ہندو ویدانت اور ہندو بزرگوں کی زندگی کے حالات کا اسی نیک نیتی سے مطالعہ کریں جس نیک نیتی سے وہ چاہتے ہیں کہ دوسرے ان کے مذہب اور ان کے پیغمبر صاحب کی تعلیم اور زندگی کا مطالعہ کریں۔

اگر ایسا نہ ہوا، اور جو کیفیت اس وقت ہندو مسلمانوں کی ہے، اور جس طرح وہ رات دن آپس میں جھگڑتے رہتے ہیں بدستور جاری رہی تو اس کا نتیجہ ہندوستان میں بھی وہی نکلے گا، جو یورپ میں نکلا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر روس میں نکل رہا ہے یعنی مذہب سے بیزاری اور آخر میں، اس کے خلاف پرزور جہاد، چنانچہ آج کل بھی سینکڑوں ہزاروں نوجوان مذہب سے برگشتہ ہیں اور علانیہ اپنی لامذہبی کا اعلان کرتے رہتے ہیں، چنانچہ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں ۳۲ یا ۳۳ لاکھ آدمیوں نے اپنا مذہب لامذہبی لکھوایا ہے، اور یہ تو انکی تعداد ہے جن کے اندر زیادہ جرات ہے اور جو سوسائٹی کی الجھنوں کی پرواہ نہیں کی، اور لاکھوں ایسے موجود ہیں جو انہی قصوں کی وجہ سے لامذہب بن چکے ہیں، مگر سوسائٹی کے نظام کے خوف سے اس کا اظہار اور اعلان نہیں کر سکتے، اگر بغیر اظہار نام اور پتہ کے صرف مذہب شماری کی جائے تو بہت بڑی تعداد لامذہب لوگوں کی نکلے گی، اور اسمیں ہر اک فرقہ کے لوگ شامل ہوں گے، میں باوجودیکہ بوڑھا نہیں ہوں، پھر بھی مذہب کے خلاف میرے اندر باغیانہ خیالات نہیں ہیں، اور میرا اعتقاد یہ ہے کہ مذہب کے ذریعہ بہت زیادہ انسانی برائیوں کی اصلاح ہو سکتی ہے اور وہ برائیاں اور وہ خرابیاں جو قانون کے ذریعہ بھی دور نہیں ہو سکتیں انکا انسداد مذہب ہی کے ذریعہ ہو سکتا ہے، البتہ میں اس کا قائل نہیں ہوں کہ صرف ہندو دھرم یا صرف اسلام یا صرف ویدک دھرم یا صرف عیسائیت ہی اس لوک اور پرلوک دونوں کی نجات مکتی کا ذریعہ بن سکتا ہے اور دوسرا نہیں، اسی دعوے کے ساتھ ساتھ جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں، اور ہر اک فرقہ اپنے مذہب کی برتری اور دوسرے مذہب کی تنقیص کو اپنا مقدس فرض سمجھ کر انجام دینے لگتا ہے۔

بلکہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ سب مذاہب اچھے اعمال کرنے کی ہدایت کرتے ہیں، برائیوں سے روکتے ہیں اور سب مذاہب میں روحانی تسکین کا سامان اور اعلیٰ اخلاقی زندگی بسر کرنیکا ذخیرہ موجود ہے، جس کو جس مذہب کی گود میں روحانی تسکین و تسلی مل سکے اس کے لئے وہی مذہب سب سے اچھا ہے،

حضرت محمد صاحب کی تمام دنیا کے بانیان مذہب میں یہ خصوصیت ہے کہ ان کی تعلیم اور انکی زندگی پر سب سے زیادہ اعتراضات کئے گئے ہیں اور ہندوستان میں یہ تمام اعتراضات یورپ کے ذریعہ پہنچے، عیسائی علما اور مصنفین اور پادریوں نے بڑی موٹی موٹی کتابیں حضرت محمد کے خلاف لکھ ڈالی ہیں اور عیسائیت پھیلانے کی جو سوسائٹیاں ہیں، انہوں نے اسلام اور محمد صاحب کے خلاف کتابوں کو خوب اشاعت دی ہے اور انکا خوب پروپاگنڈہ کیا ہے اور انہی کی کوششوں سے ہندوستان میں اسلام اور محمد صاحب کے خلاف فضا پیدا ہوئی، آریہ سماجیوں نے انہی مشنری عیسائیوں کے اعتراضات لے کر اپنی زبان میں اور اپنے ڈھنگ پر پیش کر دیئے ہے،

لیکن اسی کے ساتھ یہ خصوصیت بھی حضرت محمد صاحب کو ہی حاصل ہے، کہ اسی جماعت کے ہم مذہبوں نے محمد صاحب کا ڈیفنس بھی پیش کیا ہے اور نکتہ چینیوں اور معترضوں کے جوابات دیئے ہیں، اور محمد صاحب کی تعریف کی ہے

ادھر خود مسلمانوں نے ان کے جوابات دیئے ہیں، غرضکہ موافق اور مخالف لٹریچر کا ایک کثیر انبار جمع ہو گیا ہے جو دنیا کے کسی رشی منی، پیغمبر اوتار کے متعلق نہ لکھا گیا نہ شایع ہوا۔

اس کے دو سبب ہوئے اول تو یہ کہ صرف عیسائیت ہی اسلام کی حریف تھی اور تمام دنیا میں مذہبی اور سیاسی حیثیت سے عیسائیت کو اسلام کا مقابلہ کرنا پڑا اور تقریباً ہر جگہ اسلام کے مقابلہ پر عیسائیت کو شکست کھانی پڑی اس لئے عیسائی پنڈتوں کی جانب سے اسلام اور محمد صاحب کے خلاف خوب دل کھول کر پروپاگنڈا کیا گیا،

دوسری وجہ یہ ہے کہ دنیا کے تمام بانیان مذاہب میں صرف محمد صاحب ہی کی زندگی کے متعلق نہایت صحت کے ساتھ تفصیلی اور جزئی حالات تک ملتے ہیں، کیونکہ مسلمانوں نے بڑے اہتمام سے محمد صاحب کی ہر بات اور ان کے ہر اک فعل کو محفوظ رکھا ہے، شاید خود محمد صاحب نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ میری زندگی کی پیروی کیا کرو یا قرآن شریف میں ہے کہ محمد صاحب کی زندگی بہت بڑھیا زندگی ہے اس کی پیروی کرنی چاہئے، اس لئے مسلمانوں نے محمد صاحب کی زندگی کے سب واقعات ایک ایک کرکے جمع کر لئے ہیں، چنانچہ آپکی لائف دیکھنے سے پتہ چل سکتا ہے کہ محمد صاحب کس طرح زندگی بسر کرتے تھے، کیسے اخلاق تھے، کیسی عادتیں تھیں، کس طرح لوگوں سے ملتے تھے، کس طرح باتیں کرتے تھے، کیا برتاؤ مسلمانوں سے تھا، کیا غیر مسلمانوں سے تھا، گھر کے اندر کس طرح رہتے تھے، بیوی بچوں کے ساتھ کیسی زندگی بسر کرتے تھے، کیا کھاتے تھے، کیا پہنتے تھے، گھر کیا تھا، گھرداری کا سامان کیا تھا، غرضکہ چھوٹی سے چھوٹی اور معمولی سے معمولی باتیں تک بھی مسلمانوں نے کتاب کی صورت میں جمع کر لیں، اعتراض کی نیت سے اتنے بڑے ذخیرہ کو آدمی دیکھے گا تو کچھ نہ کچھ اس کو مل ہی جائیگا، جس کو وہ اپنے طریقہ سے صورت بگاڑ کر پیش کر سکے،

لیکن اسی طرح اگر کوئی شخص نیک نیتی کے ساتھ محمد صاحب کی زندگی کا مطالعہ کرنا چاہئے تو اس کے لئے بھی بے حد سامان موجود ہے اور وہ اس مطالعہ سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے، کہ فی الواقع محمد صاحب دنیا کے بہت بڑے آدمی تھے اور انہوں نے دنیا کو بہت کچھ فائدہ پہنچایا۔

جہانتک انکی زندگی کا تعلق ہے ان کی لائف کے مطالعہ سے تو یہی پتہ چلتا ہے، کہ ساری عمر نہایت سادہ زندگی بسر کی، کسی قسم کا عیش و آرام نہیں کیا، حالانکہ ایک وقت وہ بھی محمد صاحب پر آیا کہ سارا جزیرۃ العرب محمد صاحب کے قبضہ میں آگیا تھا اور آپ پورے حجاز کے بادشاہ ہو گئے تھے، ہزاروں لاکھوں روپیہ آپ کے پاس آتا تھا مگر اس کے باوجود آپ کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، وہی کھجور کے جھونپڑے میں رہنا، وہی پیوند دار کپڑے پہننا، وہی جو وغیرہ کی روٹی کھانا، وہ بھی پیٹ بھر کر نہیں ٹاٹ پر سونا، اپنے کپڑے خود دھو لینا اپنی جوتی خود گانٹھ لینا، اپنے لئے کوئی امتیاز جائز نہ رکھنا، نہ مسند، نہ گاؤ تکیہ، نہ دربان، نہ چوبدار، زمین پر سب کی برابر بیٹھنا اور اس طرح کہ جس نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا تھا، وہ پہچان نہیں سکتا تھا کہ اس مجمع میں محمد صاحب کون ہیں

اس کے علاوہ اخلاق و عادات ایسے تھے کہ جو سخت اور کٹر قسم کے آپ کے دشمن تھے وہ بھی محمد صاحب کے اعلیٰ اور بلند اخلاق اور مضبوط پاکیزہ کیرکٹر کے قائل تھے، ساری عمر میں کسی دشمن سے دشمن نے بھی آپ پر کوئی ایسا الزام نہیں لگایا جو آپ کی سیرت و اخلاق کے متعلق ہو، آپ کو امین اور صادق کے لقب سے پکارتے تھے، گو محمد صاحب کے ہم قوم اور ہم وطن آپ کی جان کے دشمن تھے اور بار بار آپ کو قتل کرنے کی سازشیں

ہیں، مگر کسی شخص کے اندر یہ جرات نہیں پیدا ہوئی، کہ وہ محمد صاحب پر اس الزام کے علاوہ کوئی دوسرا الزام لگا سکے کہ وہ مورتی پوجا کا کھنڈن اور بت پرستی کو برا کہتے تھے، چنانچہ ایک دفعہ بادشاہ حبش کے سامنے جب ابو سفیان نے یہ درخواست پیش کی، کہ مکہ کے لوگ جو مسلمان ہو کر حبش میں ہجرت کر گئے ہیں، ان کو آپ اپنے ملک سے نکال دیجیے، تو بادشاہ حبش کے دریافت کرنے پر بھی کوئی الزام محمدؐ پر وہ نہیں لگا سکے یہانتک کہ بادشاہ حبش نے خود کرید کرید کر پوچھا کہ فلاں عیب تو نہیں ہے، فلاں عیب تو نہیں ہے۔ مگر ابو سفیان کو مجبوراً انکار ہی کرنا پڑا، یہ ابو سفیان وہی شخص ہے، جس نے محمدؐ صاحب کو نقصان پہنچانے بلکہ آپ کی تباہی و بربادی یہانتک کہ قتل کرانے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا تھا، دشمنی اور عداوت ہی کی وجہ سے عرب سے حبش گیا تھا، تاکہ بیچارے وہ مسلمان جو ان لوگوں کے ظلم سے عاجز اور مجبور ہو کر اپنا دیس چھوڑ کر حبش چلے گئے ہیں، ان کو وہاں سے بھی نکلوا دے، جسمیں اس کو کامیابی نہیں ہوئی، ایسے آدمی کی شہادت نہایت معتبر ہے اس کے علاوہ خود عیسائی معترضین اور نکتہ چینوں نے بھی محمد صاحب کے کیرکٹر پر کوئی الزام نہیں لگایا اور ان کے چرتر اور زندگی کی تعریف کئے بغیر نہیں رہے، محمدؐ صاحب پر جو کچھ بھی الزام لگایا ہے وہ ایک تو کثرت ازدواج کا ہے اور دوسرا جہاد کا۔

ان دونوں الزاموں کے جواب خود بعض منصف مزاج عیسائی پنڈتوں نے دیئے ہیں اور مسلمانوں نے تو پورے زور شور کے ساتھ ان کے جوابات لکھے ہیں، مجھے اس وقت ان الزاموں اور جوابوں سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ ایسا کون انسان مل سکتا ہے جس پر اعتراض والزام نہ لگایا جا سکے، میں تو صرف یہ کہہ رہا تھا، کہ محمد صاحب کی زندگی اور آپ کے اخلاق و عادات اور کیرکٹر کا مطالعہ کرنے سے اس امر میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا، کہ آپ بہت بڑی ہستی تھے اور دنیا میں آپ کا بہت ہی اونچا استھان تھا، اب اگر آپ کی تعلیم اور طرز تعلیم کو دیکھا جائے تو انسان پر حیرت چھا جاتی ہے کہ تنہا ایک شخص نے عرب جیسے ملک کے باشندوں کو جو اسوقت بدترین حالت میں تھے کیا سدھار کیا، کہ جو پستی کے گڑھے میں پڑے ہوئے تھے اور جن پر ہر قسم کی جہالت اور مورکھتا چھائی ہوئی تھی، جنکا چرتر جانوروں کا سا تھا، اور جو بھیڑیوں اور شیر چیتے جنگلی درندے جانوروں کی طرح آپس میں لڑا کرتے تھے جو بیٹیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے جو ضابطے قاعدے اور کسی قانون کے پابند نہیں تھے، ڈاکہ چوری بے ایمانی، جنگ و جدال یہی ان کا پیشہ تھا، تمام ملک چھوٹے چھوٹے قبیلوں میں تقسیم تھا، اور یہ قبیلے آپس میں رات دن لڑائی میں مصروف و مشغول رہتے تھے، اتحاد و اتفاق کا نام صدیوں سے ان کے کانوں میں نہیں پڑا تھا، ایک دوسرے کے سخت ترین دشمن تھے، ہر وقت ایک دوسرے کی گھات میں لگے رہتے تھے، موقع ملا ایک دوسرے کی عورتیں، ایک دوسرے کے مویشی ایک دوسرے کا مال و اسباب لوٹ لے گئے، علوم و فنون کے نام سے ان کے کان بالکل ناآشنا تھے، معمولی لکھنا پڑھنا بھی ہزاروں میں سے ایک کو مشکل سے آتا تھا غرض یہ کہ عربوں کی حالت اسوقت ایسی تھی، کہ دنیا کے پردے پر کوئی قوم ان سے زیادہ جاہل ان سے زیادہ وحشی، ان سے زیادہ سنگدل ان سے زیادہ گمراہ اور ان سے زیادہ اخلاقی برائیوں میں مبتلا نہ تھی۔

مگر محمد صاحب کی سدھار کی قابلیت کو دیکھو، کہ انہی وحشیوں اور جاہلوں کو جو ایک دوسرے کے دشمن تھے کس طرح کل ۲۳ سال کی تھوڑی سی مدت میں ان کو ایک جھنڈے کے نیچے لاکر کھڑا کر دیا، دشمنوں کو دوست بنا دیا، تمام خرابیوں اور برائیوں سے توبہ کروا دی، کل تک جنکا پیشہ ڈکیتی چوری قتل و غارتگری تھا، وہ مہذب انسان بن گئے جو کسی قانون اور قاعدے کے پابند نہ تھے وہ ایک قانون کے پابند تھے جس نے کمزور اور قوی، امیر و فقیر، اونچے اور نیچے سب کو ایک درجہ اور ایک مرتبہ کا بنا دیا تھا، ایسی ایکتا پیدا کی، کہ شیر اور بکری دافعی ایک گھاٹ پر پانی پینے لگے مساوات ایسی قائم کی کہ اونچی ذات والوں کا فخر و غرور سب کے برابر کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہونے پر فخر کرنے لگا۔ کالے گورے عربی عجمی کی تمیز مٹا دی،

۲۳ سال کی مدت کو دیکھو اور اس انقلاب کو دیکھو جو محمد صاحب نے پیدا کر دیا آپ کے اس کارنامے کو دیکھنے اور ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرنے کے بعد ناممکن ہے کہ محمد صاحب کی عظمت اور انکی بڑائی دل میں اپنی جگہ نہ پیدا کرے

یہ کیسی حیرت انگیز بات ہے کہ جو ملک دنیا میں سب سے بدتر حالت میں پڑا ہوا، اور جس کے باشندوں کا شمار حقیقتاً انسانوں میں نہیں ہوتا تھا، وہ ملک اور وہ قوم صرف ایک شخص کی کوششوں سے صرف تیئس سال کی مختصر مدت کے اندر اس قدر بدل گئی کہ جانوروں سے انسان اور انسان سے دیوتا بن گئے۔ جو کسی شمار و قطار میں نہیں تھے وہ دنیا کو ہدایت کا سبق دینے لگے، جنکا پیشہ قتل و غارت تھا وہ حکمران بن گئے اور دنیا کے تاج و تخت ان کے قدموں پر نثار ہونے لگے، جن پر جہالت سایہ فگن تھی وہ علم کی مشعل ہاتھ میں لے کر دنیا کو علوم کا درس دینے لگے، یہ حیرت انگیز انقلاب کیا معمولی انسانی کوششوں سے ہو سکتا ہے، جبتک کہ خدا کی طرف سے اس انسان پر برکت اور نصرت نازل نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ میں محمد صاحب کو خدا کا خاص مقبول بندہ کہتا ہوں، جن کو خدا نے اپنا ایک مشن پورا کرنے کے لئے بھیجا جس کی اسوقت ضرورت تھی اور محمدؐ صاحب نے اس مشن کو پورا کیا اور کامیاب بنایا۔

آزادی کا فرشتہ

(از جناب ڈاکٹر لکشمی دت صاحب سابق اڈیٹر مسافر آگرہ)

بے شک وہ دن مبارک تھا، مقدس تھا، متبرک اور پاک تھا، جس دن توہمات باطلہ کی تاریکی، جہالت کے اندھکار اور باطل پرستی کے اندھیرے کے اندر سرزمین عرب پر حضرت محمد صاحب نے جنم لیا، آزادی کے فرشتہ نے زمین پر پاؤں رکھا، غریبوں مظلوموں، بےکسوں بےبسوں کا سہارا اور حقیقی سہارا آگیا، مسلمان آنحضرت کو کسی ہی نگاہ سے دیکھیں انہیں حق حاصل ہے، مجھے ان کے عقائد سے کوئی جھگڑا نہیں لیکن میں نے جہانتک بھی احادیث و دیگر اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے، جہاں تک قرآن شریف کی آیات کے حقیقی مطالب کو جاننے کی کوشش کی ہے، اور جہانتک آنحضرت کی زندگی اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے کی سعی کی ہے میں یہی سمجھا ہوں کہ وہ دنیا کی غلامی کو گوناگوں زنجیروں سے آزاد کرانے آئے تھے، نجات دلانے آئے تھے اور زبردستوں کے پنجۂ ستم سے مظلوموں بیکسوں بےبسوں کو چھڑانے آئے تھے بے شک وہ گرے ہوئے انسان کو اٹھا کر دوبارہ انسانیت کے بلند تخت پر بٹھانے آئے تھے، گرے ہوئے انسانوں نے اپنے بلند رتبہ کو بھول کر اینٹ پتھر اور سونے چاندی کے بےجان بتوں کے روبرو سر خم کر دیئے تھے۔ لوگ کائنات کے مالک کی بجائے خود کائنات کی پرستش کو نجات کا ذریعہ سمجھنے لگے تھے، دولتمند غریبوں کے خون پر پرورش پا رہے تھے، زبردست زیردستوں کو اپنا خدمتگار سمجھتے تھے، اخوت و مساوات، جماعت

جماعت انسانی کے اوصاف سے باہر ہوچکے تھے ان حالات میں خدائے ذوالجلال نے سرزمین عرب پر، ہاں ہاں گھٹا ٹوپ تاریکی میں ڈوبی ہوئی سرزمین عرب پر ایک روشنی بھیجی، ایک چمکتا ستارہ بھیجا، انسانی شکل میں ایک فرشتہ بھیجا، جس نے گرے ہوئے کو اُٹھا لیا، ڈوبے ہوؤں کو بچا لیا، ہاں ہاں جس نے اندھیرے میں بھٹکتے ہوئے انسانوں کو روشنی دکھلادی، مظلوموں بے کسوں اور بے بسوں کو پنجہ ستم سے نجات دلائی، اور بھولوں کو راہ مستقیم دکھائی، مگر کن کن مصائب آفات و تکالیف کا مقابلہ کر کے! تواریخ شاہد ہے کہ شاید ہی کوئی مصیبت اس سرزمین پر ایسی ہو، جس نے اولوالعزمی شجاعت وہمت مردانہ کے اس پتلے کے راستے میں قدم نہ رکھا ہو، اپنے خویش و اقارب بیگانے ہوگئے، لوگوں نے دیوانہ پاگل و سودائی بنا دیا۔ تین تین دن پیٹ سے پٹی باندھے فاقہ کشی کی حالت میں پڑے رہے، لیکن بالآخر استقلال نے پست ہمتی، شکستہ دلی، مایوسی پر فتح پائی اور وقت آیا کہ وہی مجنون وہی دیوانہ اور وہی سودائی شہنشاہان عالم سے خراج عقیدت حاصل کرنے میں کامیاب ہوا، دنیا کے کروروں انسانوں کی گردنیں اس کے قدموں پر جھک گئیں، کیا یہ ایک معمولی انسان کے کارنامے قرار دیئے جاسکتے ہیں، کیا اتنے زبردست انقلابات محض اتفاق سے کسی شخص کے ہاتھ آسکتے ہیں میرا جواب نفی میں ہے اور مجھے یہ ماننے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں، کہ حضرت محمد صاحب ایک مہاآتما تھے اور جن مشکلات، جن آفات اور جن ناموافق حالات میں انہوں نے اپنی ضمیر کی آواز کے موافق اہالیان عرب کا سدھار کیا وہ قابل ستائش ہی نہیں بلکہ قابل تعظیم تھا، آج سے چودہ سو برس پہلے عرب کے جنگلیوں کو وحدت کا پیغام سنانا، عرب کے ریگستانوں میں ایک وحدہ لاشریک کے ترانے گانا اور زبردستوں کو زیردستوں کے پنجہ ستم سے چھڑا کر مساوات کے درجہ پر لانا بے شک کسی انسان کے لئے آسان کام نہیں تھا اور یقیناً وہ ہستی دنیا کی بلند ترین ہستیوں میں شمار کی جائیگی جسکی اولوالعزمی، شجاعت و بلند خیالی نے انسانی جماعت کے ایک بڑے حصہ کو یوں توہمات باطلہ سے نجات دلائی۔

محمدؐ صاحب کا ایک سب سے بڑا کارنامہ

از جناب پنڈت رگھبر دیال صاحب نیالوی

میں اپنا انسانی فرض سمجھتا ہوں، کہ محمد صاحب کی نسبت اپنے ناچیز خیالات کا اظہار کروں اگرچہ آپ کے حالات زندگی کے متعلق میرے معلومات نہایت ہی محدود ہیں، تاہم دنیا میں آکر آپ نے جو اصلاحات کی ہیں وہ ساری دنیا میں مشہور ہیں جن سے آپ کی شخصیت کے متعلق اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور میرے مضمون کا ماخذ محض آپ کے مشہور کارنامے اور اصلاحات ہیں ناظرین میرے مضمون میں کوئی علمیت اور تحقیق تلاش نہ کریں میں تو صرف محمد صاحب کی نسبت چند موٹی موٹی باتیں بتلا کر اپنا انسانی فرض پورا کرنا چاہتا ہوں

یاد رہے کہ ایک غیر مسلم کا وہ نقطہ نظر نہیں ہوسکتا جو ایک مسلمان کا ہوتا ہے یا ہونا چاہئے، میرا نقطہ نظر تو یہ ہے کہ محمد صاحب ان چند مہاپرشوں میں سے ہیں، جنہوں نے دنیا کے اندر انسانوں کی ہمدردی و اصلاح میں بڑے بڑے کام کئے ہیں، جنکی وجہ سے وہ انسانوں میں مقبول ہوئے اور عزت کی نظر سے دیکھے گئے۔ میرا تو اپنا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص انسانوں کی بھلائی اور خیرخواہی کا درد اپنے سینہ میں رکھتا ہے، سارے انسانوں کو محبت و رواداری کی نظر سے دیکھتا ہے اور آپس میں پریم و محبت کی تعلیم دیتا ہے، وہ تعریف کئے جانے کا مستحق ہے، کیونکہ انسانوں کی بھلائی اور خیرخواہی ایک ایسا بڑا کام ہے جس کے لئے خدا نے اپنے خاص بندوں کو بھیجا۔

میں اپنے ناقص مطالعہ کی بنا پر اتنا ضرور جانتا ہوں، کہ آپ کے دل میں انسانی درد تھا جسکا ثبوت یہ ہے کہ اپنے نہ ماننے والوں کے مقابلہ میں ہمیشہ نرمی اور اخلاق کا برتاؤ کیا، اور اونچ نیچ کو مٹانے کی تعلیم دی، اور نہ صرف تعلیم دی۔ بلکہ اس کا ایک ایسا عملی نظام پیش کردیا، کہ مسلمانوں کو چاروناچار اس پر عمل پیرا ہونا پڑتا ہے، آپ نے ذات پات کے تمام بندھنوں کو توڑ پھینکا، اور ایک نادر اصول قایم کردیا، کہ جو اخلاق والا ہے اور نیک عمل کرتا ہے وہی عزت اور مرتبہ والا ہے

محمد صاحب جس دیس میں پیدا ہوئے، وہ ذات پات کے بندھنوں میں جکڑا ہوا تھا، عرب قوم اونچ نیچ کے جنجال میں پھنسی ہوئی تھی۔ وہ ایک دوسرے پر ذات پات کی وجہ سے گھمنڈ کرتے تھے، اور وہ ایک دوسرے کو ذلیل و خوار سمجھتے تھے، مگر محمد صاحب نے ایسا عملی قدم اُٹھایا کہ تھوڑے عرصہ میں سب کو ایک کردیا، غلام اور آقا میں کوئی تمیز نہ رہی، میرا تو یہ خیال ہے کہ آپ کا صرف یہی ایک کام ایسا ہے جس پر آپکی جتنی تعریف کی جائے کم ہے، اگر آپ اور کچھ نہ کرتے صرف یہی ایک کام آپکو دنیا کا مہاپرش اور مصلح ثابت کرنے کے لئے کافی تھا، ذات پات کے بندھنوں کو توڑنا اور عرب جیسے وحشی انسانوں اور قبیلوں کو ایک کردینا، کوئی آسان کام نہیں تھا، بلکہ پہاڑوں سے ٹکرانا تھا، مگر آپ نے یہ کام ایک تھوڑے سے عرصہ میں ہی کر دکھایا۔ اور آپ کو اپنے مشن میں عظیم الشان کامیابی نصیب ہوئی،

آپ کی تعلیم کا عملی پہلو یہ ہے، کہ آپ نے نماز کی ادائیگی کے لئے جو اصول و قواعد مقرر کئے ہیں، ان میں مساوات کی پوری شان پائی جاتی ہے، نماز باجماعت کے اندر تمام امیر و غریب کالے گورے، عالم جاہل، اور شیخ سید سب ایک ساتھ برابر برابر کھڑے ہوکر اپنے خدا کے سامنے جھک جاتے ہیں، کسی کو یہ حق نہیں ہوتا کہ کسی کو ٹوک دے یا اپنی جگہ سے ہٹا دے، جس وقت مسلمان عید کی اور جمعہ کی نماز اکٹھا ہوکر ایک امام کے پیچھے یکساں حرکتوں کے ساتھ ادا کرتے ہیں، تو وہ محمد صاحب کے اصول مساوات کا بہترین منظر ہوتا ہے، اور دیکھنے والے کے دل پر اثر کرتا ہے، اور وہ محمد صاحب کے اصولوں اور کارناموں کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا، جنہوں نے غیر معمولی تنگی سے کام لے کر عرب کی تاریک زمین میں ایک عظیم الشان انقلاب کر دکھایا۔

سنسار کی بھلائی میں آپ نے یہ وہ کام کیا ہے جس پر ساری دنیا کو آپ کا احسان ماننا چاہئے کہ آپ نے دنیا میں آکر انسانیت کو قایم کیا، اگرچہ مساوات کا اصول محمد صاحب ہی سے مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ وہ اصول ہے جس کی ہر زمانہ اور ہر دور کے معلموں نے اشاعت کی لیکن چونکہ آپ کو جن مشکلات اور حالات کا سامنا تھا وہ کسی اور روحانی معلم کو نہیں پیش آئے اس لئے ان کو کامیاب ترین معلم کہا جاسکتا ہے

اسلام کے بانی کی قوت و تاثیر

(از جناب سردار رام سنگھ صاحب گیانی امرتسری)

اگر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، تو ہم زمانہ گذشتہ کے مسلمانوں کے کارناموں کو دیکھ کر اسلام کے بانی کی تعلیم کا اندازہ لگا سکتے ہیں، کہ آپ کیا تھے اور آپ نے دنیا میں آکر کیا کچھ کیا یہ تو مسلمان ہی جان سکتے ہیں، کہ آپکی اصل تعلیمات کیا ہیں، اور آپ کا دنیا کے انسانوں

میں کیا درجہ ہے، ہر شخص کو اپنا مذہب پیارا ہوتا ہے اور وہ اپنے مذہب کے بانی کو اونچے سے اونچا درجہ دیتا ہے، اور اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہے، کہ اپنے مذہب کے بانی کو دوسروں میں مقبول بنائے اور اچھے رنگ میں دکھلائے، مگر اس بات کا فیصلہ کہ وہ در اصل خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہی تھا یا نہیں، اس بات پر منحصر ہے کہ اس کی زندگی کے حالات کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے اس کو اپنے اپنے مذہب و عقل کے معیار پر جانچا جائے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ بانی مذہب کی زبان سے پوری پوری واقفیت بہم پہنچائی جائے

مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ مجھے بانی اسلام کے حالات اور مذہب اسلام سے اتنی ہی واقفیت ہے۔ کہ جتنی ایک غیر مسلم کو ہو سکتی ہے تاہم جتنا کچھ میں محمد صاحب کی نسبت جانتا ہوں اس سے اتنا تو ضرور ثابت ہوتا ہے، کہ آپ ایک ایسی قوت و تاثیر کے مالک ہوتے جتنی مخالفت اور دشمنی کی گئی ہے۔ ایسے آپ کو کچھ نہ کچھ ضعف ضرور پہنچتا، اور آپ بد دل ہوتے، حالانکہ آپ نے سخت سے سخت مصائب و مشکلات کو برداشت کیا، مگر اپنے مذہب کا پرچار ایک دن بھی بند نہیں کیا۔

عرب کے بڑے بڑے سردار جو آپ کے مخالف اور دشمن تھے جب وہ آپ کو تکلیفیں دے دے کر تھک گئے تو مجبور ہو کر آپ کے چچا ابو طالب کے پاس آئے اور کہنے لگے، کہ تمہارا بھتیجا ہمارے بتوں کی برائی بیان کرتا ہے اور ہمارے مذہب کو برا بتلاتا ہے یہ بات اب ہم برداشت نہیں کر سکتے اس لئے آپ اس کو روکیں کہ وہ اس حرکت سے باز آ جائے ورنہ ہم اس کو قتل کر دیں گے، اور آپ ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے، آپ کے چچا یہ بات سنکر پریشان ہو گئے اور ان کو اپنی جان کا فکر پڑ گیا، اور محمد صاحب کو بلا کر کہا، کہ عرب کے سردار بہت بگڑے ہوئے ہیں، مجھ کو تمہاری اور اپنی زندگی خطرہ میں معلوم ہوتی ہے، بہتر ہے کہ تم اپنے مذہب کا پرچار بند کر دو، ورنہ میں تمہاری کوئی مدد نہ کروں گا، یہ وقت آپ کے استقلال کے امتحان کا تھا، اور نہایت نازک تھا، مگر آپ نے کوئی پرواہ نہیں کی اور کسی قسم کے خوف اور بے دلی کو اپنے نزدیک نہیں آنے دیا، اور کہا اگر یہ لوگ سورج کو میرے دائیں ہاتھ پر اور چاند کو بائیں ہاتھ پر بھی لا رکھیں تو اپنے کام کو نہیں چھوڑ سکتا، خواہ میری جان جائے یا رہے۔

اس سے آپ کا زبردست استقلال اور کمال قوت ظاہر ہوتی ہے، اگر آپ ایسا زبردست استقلال اور قوت نہ دکھلاتے، تو یقیناً آپ کو اپنے مشن میں کبھی کامیابی نصیب نہ ہوتی، آپ کی زندگی میں یہ چیز ایسی ہے جس سے ہم بہت کچھ سبق حاصل کر سکتے ہیں، دنیا کے بڑے بڑے لوگوں کے حالات معلوم کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم ان کے حالات زندگی سے اپنے کام اور فائدے کی باتیں حاصل کریں، خواہ وہ اچھی اور کام کی باتیں کسی انسان میں ہوں، نصیحت اور فائدے کی بات میں مذہب حائل نہیں ہونا چاہیئے، کہ ہم دوسرے مذہب کے بانی کی اچھی بات بھی کیوں قبول کریں، یہ سخت غلطی اور تنگ دلی ہے ایسا نہیں ہونا چاہیئے

دنیا مشکلوں اور مصیبتوں کا گھر ہے، اور دنیا کا کوئی انسان ایسا نہیں جس کو مصائب و مشکلات سے دوچار نہ ہونا پڑتا ہو، مگر ان سے گھبرانا نہیں چاہیئے، بلکہ پورے استقلال کے ساتھ ان کا مقابلہ کر کے اپنی زندگی اور مشن کی راہوں کو صاف کرنا چاہیئے اگر انسان اس بات پر عمل کرے تو دنیا کی کوئی مشکل ایسی نہیں جو آسان نہ ہو سکتی ہو، کامیابی اور ترقی کا یہ وہ اعلیٰ گر ہے۔ جس پر دنیا کی بڑی بڑی قومیں چل رہی ہیں اور یہی سبق ہمیں محمد صاحب کی زندگی سے ملتا ہے، اور سچ پوچھو، تو آپ نے زبردست استقلال اور اعلیٰ ہمت کا نمونہ دکھا کر انسانی ترقی اور کامیابی کی راہیں کھولدیں، اور اس اصول کی بنیاد رکھدی کہ

مشکلے نیست کہ آسان نہ شود   مرد باید کہ ہراسان نہ شود

بھارت واسیو، آج ہندوستان میں آزادی کی جنگ ہو رہی ہے، محمد صاحب کی زندگی سے ہمت و استقلال کا سبق لو اور غلامی کی زنجیروں کو کاٹ دو۔

سوامی محمد نے عرب دیش میں کیا کچھ کر دکھایا

(از جناب لالہ کیسر داس جی فرو کوٹ شاہ پور)

سنسار کی دھارمک اور اتہاس کی پستکیں بتاتی ہیں، کہ جب جب سنسار کی ناشکتا اور پاپی قوتوں نے شانتی اور پوتر جیون کے راستے بند کئے اور سنسار کو سدا چار گھناؤں سے بھر دیا تب آکاش سے گیان بل اور برہم ودیا کا سندیسہ آیا اور جگت گورو نے کسی جٹا دھاری بھگت، شکتی سروپ اوتار یا رشی کو جگت کے ادھار کے لئے بھیجا جن کے معجزانہ شبدوں نے پتر سمان پاپیوں کو کرم یوگی بنایا، اسی نیم کے مطابق مہابلوان محمد کا ظہور ہوا، جن کا ظہور عرب دیش میں ایشور بھگتی اور شانتی کا پیام ثابت ہوا۔

عرب کی دھرتی پر ناپرکار کے اتیاچار ہو رہے تھے، ہر طرف پاپی شکتیوں کا زور تھا، اور جگت جگت کی ناشکتا ایشور سے یدھ کر رہی تھی، پریتم پیارے محمد نے جنم لے کر عرب کے منوشت کے دوتیوں پر دھاوا بول دیا، اور تھوڑے سے عرصہ میں مہا پاپیوں کو کرم یوگی بنا دیا آپ نے ایسی شور ویرتا دکھلائی، کہ سنسار کے اتہاس میں سنہری شبدوں میں لکھی ہوئی رہے گی پتر سمان پاپی الیشوری گیان اور آتمک بل کے مالک بن گئے اور ہر طرح کی پوترتا حاصل کر لی، سوامی محمد نے عرب دیش میں جو کچھ کر دکھایا اس اوستھا کی سنسار میں اپما ہی نہیں ملتی، عرب دیش سے پاپ کا نشٹ کرنا کوئی آسان کام نہ تھا مگر سوامی محمد نے یہ بھی کر دکھایا

سوامی محمد نے عرب دیش کی جو کایا پلٹ کی اور پشوؤں کو انسان بنایا اس کا پتہ اس تاریخی واقعہ سے لگتا ہے، کہ سنرسروپ محمد کے ایک غلام جعفر طیار نے حبش کے بادشاہ کے راج سبھا میں ایک تقریر کر کے اپنی پوترتا یوں بیان کی۔

اے بادشاہ ہم جاہل تھے، بتوں کی پرستش کرتے تھے، اور مردار کھاتے تھے، نہ ہم میں حیا تھی نہ قریبیوں کے حقوق کی پاسداری کا خیال تھا، ہم میں امانت اور ایمانداری کا شائبہ تک نہ تھا، ہم اپنے ہمسایوں کے حقوق تک نہ پہچانتے تھے اور نہ ہم میں کوئی قانون اور قاعدہ تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم کیا، اور ہمارے لئے رسول مبعوث کیا، جس کے حسب و نسب صدق و دیانت اور تقویٰ و پرہیزگاری سے خوب واقف تھے اس نے ہمیں توحید کا سبق دیا اور ایک خدا کی طرف بلایا، اسی کی عبادت کرنے کی تلقین کی اور ہمیں پتھروں کی پوجا سے منع کیا، اس نے ہمیں سچ بولنے کا حکم دیا، اور کہا کہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ امانت میں خیانت نہ کرے، وعدہ ایفا کرے، کمزوروں پر رحم کرے گناہوں سے دور رہے اور برائیوں سے بچے اس کے علاوہ اس نے ہمیں جھوٹ بولنے یتیموں کے مال کھانے اور عورتوں پر جھوٹے الزاموں کے لگانے سے روکا، اور نماز روزہ کی تلقین کی۔ (تاریخ اسلام)

اس کے علاوہ محمد صاحب نے ایشور بھگتی تپیا، شور ویرتا، شیلتا اور سنتوش جیسے گنوں کی سکشا دی، اور ان کو پوتر جیون بخشا اپنے گنوں سے سارے عرب دیش اور اپنے پرائے کو موہت کر لیا، اور پریم و محبت کے دریا بہا دیئے۔

ہم ایسے اوچیہ آتما کی جتنی مہما کریں، شوبھا دیتی ہے، ایسے مہان کے گن ورنن جیبا ہمن میں جیہا نہیں کر سکتی ہے، رشی ور آپ کے گنوں پر اپنے بیگانے سب موہت ہو رہے ہیں، ایسے پریتم پیارے سندر ساجن اور سندر سروپ کو پرنام ہے

محمد صاحب کے چرنوں میں عقیدت کے پھول

(جناب سردار ہرنام سنگھ صاحب لدھیانہ)

عرصہ سے ہندو مسلم اتحاد کی کوشش کی جا رہی ہے، مگر جتنی زیادہ اس امر کی جدوجہد کی جاتی ہے اسی قدر دونو قومیں علیحدہ ہوتی جا رہی ہیں، اور ایک دوسرے کے خلاف نفرت وحقارت اور بغض وعناد کے جذبات روز بروز ترقی پذیر ہیں، سوال یہ ہے، کہ آخر ہندو مسلم اتحاد کیوں نہیں ہوتا، اور کیوں دونو قومیں ایک دوسرے کا سر پھوڑتی رہتی ہیں، میری سمجھ میں تو یہ بات آتی ہے، کہ دونو قوموں نے اپنے اپنے مذہب کا گہری نظر سے مطالعہ نہیں کیا، اور اگر کیا تو اسے کچھ سبق حاصل نہیں کیا، اگر ہم اپنے اپنے مذہب پر قایم رہتے ہوئے محبت ورواداری کا ثبوت دیتے اور ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں، بزرگوں، رشیوں، منیوں، اوتاروں اور پیغمبروں کو عزت کی نگاہوں سے دیکھتے تو حالت یہاں تک نہ پہنچتی، اگر ہم مذہبی پیشواؤں کی عزت کرنا سیکھ لیں، تو تھوڑے عرصہ میں دونو قوموں کے تعلقات خوشگوار ہو سکتے ہیں،

انسان اپنی محبوب چیز کی نسبت کوئی برائی سننا نہیں چاہتا، اور مذہب سے زیادہ انسان کو کوئی چیز عزیز نہیں، وہ اپنی جان دے سکتا ہے مگر مذہب کے خلاف کچھ نہیں سننا گوارا کرتا، مگر ہمارے ہندوستان میں نئے دن ایک دوسرے کے مذہب کے خلاف گندے مضامین اور نفرت انگیز لٹریچر شایع ہوتا رہتا ہے اور ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں کے خلاف الزام تراشے جاتے ہیں اور ان کو ایک مکروہ صورت میں پیش کیا جاتا ہے، پھر بھلا دونو قوموں میں اتحاد کیونکر ہو، جب انکی زبان وقلم سے مذہب اور مذہبی بزرگوں کی عزت ہی محفوظ نہیں،

بس ضرورت ہے کہ دونو قومیں اپنے اپنے مذہبی بزرگوں کی لائف کا گہری نظر سے مطالعہ کریں، اور ان کو پبلک میں انتہائی رواداری اور پاکیزگی کے ساتھ پیش کریں اس کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کے جنم دن منائیں، جلسوں میں ایک دوسرے کو مدعو کریں، اخبارات ورسائل میں مضامین لکھیں اور ایک دوسرے کے خیالات کے ظاہر کرنے کا موقعہ دیں، اسی ضرورت کے ماتحت میں اپنا یہ مختصر سا مضمون سپرد قلم کر رہا ہوں، مگر میں پہلے ایک غلط فہمی دور کر دینا ضروری سمجھتا ہوں،

عام طور سے یہ سمجھا جاتا ہے اگر ہم کسی مذہب کے بزرگ کی اچھائی اور بزرگی تسلیم کرینگے تو اس سے ہماری مذہبی شان اور اقتدار کو دھکا لگے گا، کیونکہ اصول یہ بنا لیا گیا ہے کہ اپنے مذہبی پیشوا کی شان اور بڑائی اسی میں ہے کہ دوسرے کے مذہبی پیشوا میں کوئی نقص نکالا جائے اور اس کی برائی کی جائے، گویا ان ناسمجھوں نے اپنے رشیوں منیوں اور پیغمبروں کی عزت وبزرگی کی بنیاد دوسروں کی برائی پر رکھی ہے بجائے خود ان میں کوئی اچھائی نہیں، ایسے لوگوں کو پتہ نہیں، کہ جو عزت دوسرے کی بے عزتی پر قایم ہو وہ سب سے بڑا عیب اور نقص ہے، اور اچھائی اور بزرگی وہی ہے جو بجائے خود قایم و برقرار ہو، لہٰذا ہندو مسلمانوں کو اپنے اپنے دماغ سے اس خیال کو نکال دینا چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ اپنی اچھائی اور سچائی دوسروں کی برائی پر مت رکھو اور اپنی اچھائی اور سچائی دوسروں کے سامنے بیان کرو، مگر دوسروں کی برائی سے کوئی سروکار نہ رکھو، کسی کے عقائد اور مذہبی جذبات کو ٹھیس نہ لگاؤ، ہر شخص کو اپنا عقیدہ پیارا ہے اور اس کے لئے زندہ رہنا اور مرجانا چاہتا ہے، تمہارا فرض ہے کہ ایک دوسرے کے عقائد کا احترام کرو تاکہ اتحاد و یگانگت کی روح پیدا ہو، اسوقت ملک کو سیاسی، اقتصادی، اخلاقی اور تمدنی ترقی کے لئے، اگر کسی چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے تو وہ ہندو مسلم اتحاد ہے، جس کے بغیر ملک ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھ سکتا،

ہندو مسلم اتحاد کو حد سے زیادہ جس چیز نے ضعف پہنچایا ہے، وہ اسلام کی تلوار کا چرچا ہے اور جہاد کا مسئلہ ہے، مگر میں سمجھتا ہوں کہ اسلام جبر وسختی کی جگہ اور تلوار نہیں بلکہ امن کا پیغام ہے، جس کا ثبوت یہ ہے، کہ اس مذہب کا نام ہی اسلام ہے، جس کے معنی صلح وسلامتی کے ہیں، جو شخص اسلام کو جبر وسختی کا حامی سمجھتا ہے وہ اسلام کے معنی کی تردید کرتا ہے، خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان، قرآن کی جو آیتیں اس بات کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہیں، کہ اسلام جبر وسختی کا حامی ہے، اگر ان کا مفہوم وہی ہے جس کو معترضین نے سمجھا ہے تو واقعی اسلام سختی کا حامی ہے، ورنہ صداقت سے منہ موڑنا ہے، میرے خیال میں انکا وہ مفہوم نہیں جو بنائے اعتراض ہے، کیونکہ اس صورت میں اسلام کے معنوں کی تردید خود اسلام سے ہوتی ہے، اور میرے نزدیک قرآن ایسی متضاد بیانی نہیں کر سکتا، اگر ایسا ہوتا تو اسے ایسی مقبولیت حاصل نہیں ہوتی، اور ہر شخص ایسے صاف وصریح متضاد بیانی سے متنفر ہو جاتا۔

جہانتک میں نے ایک غیر مسلم ہونے کی حیثیت سے اسلام کو سمجھا ہے اس کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں، کہ اسلام میں تلوار کا استعمال اسی طرح ہوتا رہا جیسا کہ دنیا کی ہر قوم اپنے مذہب کی حمایت میں کرتی رہی، کیونکہ ہر قوم اور مذہب کی بقا کا قدرتی انحصار تلوار پر ہی ہے، پس اسلام کو تلوار کا دینا بے جا ہے، ہاں اگر کبھی مسلمانوں نے اپنے مذہب کے خلاف تلوار کا استعمال کیا ہو، اور جبر وسختی کو روا رکھا ہو تو از روئے عقل وانصاف مذہب اس بات کا ذمہ دار نہیں، اگر الزام ہے تو مسلمانوں پر نہ کہ اسلام پر، مسلمانوں نے اگر کبھی تلوار کا غلط استعمال کیا تو اپنے مذہبی احکام کی توہین وتحقیر کی۔

میرے اس خیال کی تائید محمد صاحب کی لائف سے بھی ہوتی ہے، آپ کی زندگی کے واقعات بتلاتے ہیں، کہ جبتک آپ اپنے وطن مکہ میں رہے تلوار کا استعمال نہیں کیا، مگر جب مدینہ میں چلے گئے تو اسوقت البتہ آپ نے جنگیں کیں اور تلوار اٹھائی، ساتھ ہی یہ بھی نظر آتا ہے، کہ آپ نے مکہ کو فتح کیا، تو اپنے دشمنوں سے انتقام نہیں لیا، بلکہ سب کو معاف کر دیا، غیر مسلموں سے معاہدے کئے ان کو مذہبی آزادی دی، قیام امن کی خاطر کوششیں کیں اور غیر مسلموں سے تعلقات رکھے،

آپ نے اپنی طرف سے کبھی فتنہ وشر کی ابتدا نہیں کی بلکہ امن واتحاد آپکی زندگی کا اولین اصول تھا، ہمیشہ صلح کو جنگ پر ترجیح دی۔ آپ اپنے ہمسایہ اور ہموطنوں سے سلوک ورواداری کا برتاؤ کرتے تھے بے کس ومظلوم انسانوں کی خدمت کے لئے ہر وقت کمر بستہ رہتے تھے، مظلوم خواہ کسی مذہب وفرقہ سے ہوتا آپ اس کی حمایت فرماتے اور ظالموں سے نفرت کرتے تھے یہ ساری باتیں ثابت کرتی ہیں، کہ اسلام امن ورواداری کا مذہب ہے، اور وہ مسلمانوں کو اجازت دیتا ہے، کہ وہ غیر اقوام سے اتحاد اور معاہدے کریں

محمد صاحب کی زندگی میں امن و اتحاد کا ایک ایسا اعلیٰ نمونہ ملتا ہے کہ جس کی نظیر ملنی مشکل ہے، وہ یہ کہ ایک حج کے موقعہ پر آپ نے مسلمانوں کے مفاد اور اسلام کی شان کو خطرہ میں ڈال کر مکہ والوں سے معاہدہ کر لیا، اور امن و اتحاد کی خاطر مسلمانوں کے مفاد قربان کر دیئے، مگر اس کا نتیجہ آخر میں یہ نکلا، کہ یہ معاہدہ اسلام کے حق میں نہایت مفید ثابت ہوا۔

کاش مسلمان بھائی اپنے نبی کی اس اتحاد پسندی کی تقلید کریں اور وسیع الخیالی اور رواداری کا ثبوت دیں، میرا خیال ہے کہ جس روز مسلمانوں نے اپنے نبی کی لائف کا مطالعہ کیا اور اس کو حالات حاضرہ سے مطابق کیا تو وہ اپنے طرز عمل میں تبدیلی کرینگے اور قومیت و وطنیت کو پس پشت نہ ڈالیں گے، اسلام کا بانی حب الوطنی، اخوت انسانی، امن و آشتی، اور اتحاد و یکجہتی کا علمبردار تھا، اس کے طرز عمل سے انحراف کرنے والے کے لئے اسلام میں کوئی جگہ نہیں، اور نہ ہی اس کے دل میں اپنے نبی کی کچھ محبت و عقیدت ہے

مہاپرشوں میں ایک مہاپرش

از بی، ایس، اندھا واہو ہوشیارپور

میری سمجھ میں نہیں آتا، کہ جب سارے دہرم نیک کرموں کی تعلیم دیتے ہیں، ست گرہن کرنے کی ہدایت کرتے ہیں، تپ کرنا سکھلاتے ہیں اور برے کرموں سے روکتے ہیں، اور تمام رشی منی اور پیغمبر مکتی کا راستہ دکھلاتے ہیں، تو پھر اختلاف اور جھگڑا کس بات کا ہے سب کو ایک ہی نظر سے دیکھنا چاہئے، تاکہ کسی کے مذہبی بزرگوں کی توہین نہ ہو، اور کسی انسان کا دل نہ دکھے، میں اپنے اس مختصر سے مضمون میں آپ کو دکھاتا ہوں، کہ سارے رشی منی اور پیغمبر نیک کرموں کی ہدایت کرتے تھے اور برے کرموں سے روکتے تھے،

"اے لوگو اپنی ساری قوتیں کل بنی نوع انسان کی بہبودی کو بڑھانے میں لگا دو محبت اور یگانگت تمہارے آپس کے تعلقات کی خاص خصوصیتیں ہیں، تمہارے دل کی حرکت تمام انسانی قلوب کی حرکت کے ساتھ ہم آہنگ ہوں (رگوید)

جو شخص تمام مخلوقات کو محبت کے لائق اور اپنی ذات کے برابر سمجھتا ہے جس کے خیالات اور رایوں میں سارے سنسار کی سچائی ہے وہی نجات حاصل کرتا ہے) منو

نیکی کی لو لگاؤ، ایماندار اور دلیر بنو، راست کرداری اور صداقت کی زندگی جنت اور مسرت کی کنجی ہے، نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہئے، (مہابھارت)

زندگی ایک دریا ہے، نیکی انسان گھاٹ ہے، سچائی اس کا پانی ہے، اخلاقی جرات اس کا کنارہ ہے، رحم اسکی لہریں ہیں، اچھے لوگ ایسے ہی دریا میں غوطہ لگاتے ہیں" (وِدوار)

جب تک یہ جسم تندرست ہے اور موت کے آنے میں کچھ دن باقی ہیں نیک کام کئے جاؤ، بدی سے زیادہ بری کوئی چیز نہیں، عفو، رحم، پاکیزگی اور سچائی اختیار کرو (چانکیا)

نیک اعمال کرنے کی کوشش کرو، نیکی کے بغیر کوئی راحت حاصل نہیں ہو سکتی قتل، چوری، بہتان، بیرحمی فریب، شر انگیزی اور مخاصمانہ جذبات ترک کر دو، شنکراچاریہ

سچ بولو، مغلوب الغضب نہ ہو جاؤ اور نیکی اختیار کرو (بودھ)

حرص سے بڑھ کر کوئی بدی نہیں، بدباطنی سے بڑا کوئی گناہ نہیں، راست کرداری سے بہتر کوئی ریاضت نہیں، نیک طینی سب سے بڑی طاقت ہے، (بھرتری ہری)

اب اس کے مقابلہ میں محمد صاحب کی سکشا بھی دیکھئے،

آپ نے بتلایا، کہ سب انسانوں کی پیدایش ایک نفس سے ہوئی، سب خاک کی پیدایش ہیں، خدا کی عبادت کرو، اسی سے محبت کرو، اسی سے ڈرو، اسی سے ہر چیز طلب کرو اللہ کے نزدیک مرتبہ والا وہ ہے جو نیک عمل کرتا ہے، سچ بولو چاہے اپنے رشتہ داروں ہی کے خلاف بولنا پڑے، سب انسانوں سے محبت کرو، اچھا آدمی وہ ہے، جو انسانوں کی خدمت کرے، غرض آپ کی ساری تعلیم یہی ہے کہ نیک باتیں اختیار کرو اور برے کاموں سے بچو،

آپ بھی وہی باتیں بتلاتے ہیں جو پچھلے رشی منی اور اوتار بتلاتے رہے، مگر آپ میں پرماتما نے ایسی شکتی اور گیان بل دیا تھا کہ آپ نے جو دہرم مشن جاتی کی پوترتا کے لئے پیش کیا اس پر اپنے ماننے والوں کو چلا ہی دیا، اور سارے عرب دیش کی کایا پلٹ دی آپ نے باغیوں کے ساتھ جنگ کئے بشر سماں انسانوں کو گیانی انسان بنا دیا، اور اپنے مشن میں آپ کو عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی،

آپ میں ایسے گن تھے جن کو دیکھ کر اپنے پرائے موہت ہو جاتے تھے، آپ نے دنیا میں بڑے بڑے کام کئے، بڑی بڑی اصلاحیں کیں، اور انسانوں کو انسان بننے کا راستہ بتلایا آپ نے اپنے ماننے والوں کو خدا کی عبادت کے آسان طریقے بتلائے جنپر مسلمان آسانی کے ساتھ ہر وقت عمل کر سکتے ہیں، اور یہ بات مجھے بڑی پسند آئی، ایسے مہاپرش کی جتنی مہما کی جائے کم ہے جس نے انسانوں کی بھلائی کے لئے اپنا عیش و آرام چھوڑا، ہر طرح کی قربانی کی اور بڑے بڑے دکھ اٹھائے، مگر کسی دوسرے کا دل نہیں دکھایا، محمد صاحب کو اپنے مشن میں جسقدر کامیابی ہوئی وہ اس لئے اور بھی زیادہ قابل تعریف ہے کہ اس نے ساری دنیا کو فیض پہنچایا،

محمد صاحب کا علمی دنیا پر احسان

از جناب ماسٹر شنکر داس صاحب ہیڈ ماسٹر ڈی بی اسکول لائلپور

محمد صاحب جس ملک میں پیدا ہوئے اور جہاں آپ نے اپنا اصلاحی کام شروع کیا، وہاں علم اور عقل کا نام و نشان تک نہ تھا، وہم پرستی اور بے علمی کی کالی گھٹا چھائی ہوئی تھی، عرب والوں کا نہ کوئی تمدن تھا اور نہ کوئی قانون معاشرت، نہ خود کوئی انکا تمدن تھا، اور نہ کسی دوسرے تمدن کا اثر سایہ پڑا تھا، زمانہ ان سے ناآشنا تھا، اور وہ زمانہ سے ناواقف تھے، ایسی جاہل اور وحشی قوم کے اندر ایک یتیم بچہ پیدا ہوا جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ امی یعنی ان پڑھ تھا، جس نے نہ کبھی قلم ہاتھ میں لیا اور نہ کسی استاد سے ایک لفظ تک پڑھا، وہ یتیم بچہ اسی قوم و ملک میں جوان ہو کر اور اپنی عمر کے چالیس سال گذار کر دنیا کے سامنے ایک علمی کتاب پیش کر دیتا ہے اور اس کے سامنے سارا عرب جھک جاتا ہے،

ایک ان پڑھ کی لائی ہوئی کتاب پر محمد کے ماننے والوں نے عمل کیا اور وہ کچھ سے کچھ بن گئے پہلے کچھ نہ تھے مگر اس پر عمل کر کے سب کچھ بن گئے ان کا ایک مستقل تمدن و معاشرت بن گیا، اور انہوں نے اپنے علمی چشموں سے دوسروں کو سیراب کر دیا، ہندوستان میں آئے تو یہاں اپنے تمدن کی بہاریں دکھلائیں، اسپین میں پہنچے تو وہاں اپنے تمدن یادگار چھوڑ آئے، تاریخ نے آجتک اس معمہ کو حل نہیں کیا، کہ یہ بات کیا تھی، کہ ایک امی ایسی کتاب لائے جو ایک قوم و ملک کی کایا پلٹ دے، اس کا سبب خواہ کچھ ہی ہو اس سے کوئی سروکار نہیں، ہاں یہ بات ہم مانتے ہیں کہ قرآن ایک علمی کتاب ہے

جس کے ماتحت مسلمانوں نے بہت کچھ ترقی کی اور اپنی علمی یادگاریں چھوڑیں مسلمان کے علمی کارناموں سے قریب قریب تمام قومیں کچھ نہ کچھ متاثر ہوئیں، خصوصاً انگریز اور دیگر یورپین قوموں نے تو مسلمانوں سے بہت کچھ فیض حاصل کیا، جس کا اعتراف خود محقق انگریز مورخین کو ہے،

اگر یورپ کے سائنس داں اور فلاسفر اسلامی تعلیمات سے ایجادات و اختراعات کا اصولی نکتے حاصل نہ کرتے تو شاید آجکل یہ علمی دنیا نہ ہوتی اور تہذیب و تمدن کی ترقی یہاں تک نہ پہنچتی، مسٹر لکشمی لال بی اے بیرسٹر ایٹ لا نے کچھ عرصہ ہوا ایک مضمون رسالہ سرسوتی الہ آباد میں شایع کیا تھا، اور جس کا ترجمہ ذیل میں درج ہے،

نوواردِ مسلمان بادشاہوں نے بھی دستکاری کی طرف خوب دھیان دیا، اُنہوں نے سب دکاریگروں اور مصوروں کو نوکر کیا اور ان سے نئے محل مسجدیں اور مقبرے بنوائے ہندوستان میں فن تعمیر کا نیا باب شروع ہوا، اور آج تک جو مشہور عالم محل مسجدیں، مقبرے اور قلعے ہندوستان میں نظر آتے ہیں وہ اسلامی تہذیب ہی کا پھل ہیں، ہماری نگاہ میں سب سے زیادہ اثر اسلامی حکومت کا ہندوستان کی مصوری اور فن تعمیر پر پڑا اور اس سے فائدہ بھی ہوا، ہندوؤں کا فن مصوری قریباً مفقود ہی ہو چکا تھا، نئے نئے محل قلعے اور بڑی بڑی عمارتیں، بت اور مندر بننے بند ہو چکے تھے، اگر مسلمان یہاں نہ آتے، تو ہنرمندی قطعی مفقود ہو جاتی،

لٹریچر کی ترقی بھی مسلمانوں کے عہد میں بہت ہوئی، البیرونی نے جو احسان دنیا اور ہندوستان پر لٹریچر کے ذریعہ کیا اس کا ذکر مختصراً کر چکے ہیں، کئی مسلمان بادشاہ خود بھی صاحب تصنیف تھے، اور ان میں سے اکثر کے درباروں میں کئی ایک ادیب اور شاعر رہتے تھے، اس زمانہ کے مشہور مسلمان، ادیب حسن دہلوی، منہاج السراج، ضیاء برنی، اور مولانا عمرانی تھے، کئی مسلمان پنڈت، سنسکرت کے بہت بڑے فاضل تھے سنسکرت میں قومی اور مذہبی لٹریچر کی اسوقت بڑی ترقی ہوئی، کئی اعلیٰ پایہ کے ناٹک بھی لکھے گئے، راماین کا ترجمہ سوتر یار تہہ سار بھی منتری کرم مہا نسا، جے دیو کا گیت، گووندچے سنگ سوزی کا ہمیہ مدمردن اور حسین شاہ کے وزیر روپ گوسوامی کے للت مادھو کی تصنیف اسی زمانہ میں ہوئی، وگیانیشور کی مت اکشرا اور جیموت واہن کے دائے بھاگ بھی اسی زمانہ میں لکھی گئی، کلہن نے اپنے مشہور تواریخ بھی اسلامی عہد میں تصنیف کی، جین مذہب کے عالموں نے بھی کئی کتابیں لکھیں جنمیں سے مشہور مصنف ہیم چندر ہے،

ہندی زبان کی تنظیم بھی اسلامی عہد میں ہوئی اسوقت کے مسلمانوں میں سب سے مشہور فاضل امیر خسرو کی تصانیف میں ہندی کے کئی لفظ پائے جاتے ہیں،

اس مختصر سے مضمون میں ان تمام امور کی گنجایش نہیں، جن کی ترقی یا آغاز مسلمانوں کے آنے سے لے کر بارہویں صدی کے آخر تک ہوئی، پس وہ زمانہ بھارت کی پستی، اور تنزل کا زمانہ تھا بلکہ اُٹھنے اور ترقی کرنے کا تھا، ہند و تہذیب بوسیدہ طاقت اور زندگی سے خالی ہو چکی تھی اسے بیرونی رگڑ کی سخت ضرورت تھی، اور وہ ضروری دوائی جو ہندوستان کو کمزور سے مضبوط بنائے وہ مسلمانوں کے حملوں اور یہاں حکومت کرنے سے حاصل ہو گئی،

آج کل کے مغربی علماء ہندوستان کے اس زمانہ کا مقابلہ موجودہ ترقی یافتہ ممالک سے کرتے ہیں، لیکن اگر ہم اسوقت کے ہندوستان کا مقابلہ اسی زمانہ کے یورپ سے کریں تو پروفیسر ایشری پرشاد کے الفاظ میں ہمیں ناظرین کو یاد دلانا ہو گا، کہ ”اس وقت یورپ میں رومن کیتھولک لوگوں نے بڑے ظلم اور سختیاں کیں، خیالات کی آزادی اور مذہبی حریت کا تو گلا ہی گھونٹ دیا گیا تھا، مگر مسلمان اس بات میں مغربی اقوام سے کہیں بڑھ کر تھے، جبوقت اسپین کے بادشاہ فلپ دوم نے اعلان کیا تھا، کہ آزاد خیال لوگوں پر حکومت کرنے سے حکومت نہ کرنی ہی اچھی ہے

قدرتی طور پر سوال ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں علم پروری تحقیق و تدقیق کا خیال کس چیز نے پیدا کیا، عرب کی جو حالت تھی وہ ہم بتلا چکے اور تاریخیں یہ بتلاتی نہیں، کہ اُنہوں نے کسی مہذب قوم سے فیض حاصل کیا اس زمانہ میں تو قریب قریب تمام پرانے تمدن مٹ چکے تھے، سو اس سوال کے جواب میں کہا جا سکتا ہے کہ ہو نہ ہو، یہ چیز مسلمانوں میں قرآن ہی نے پیدا کی، جس کو دنیا کے سامنے ایک امی نے پیش کیا تھا،

پس محمد صاحب کا علمی دنیا پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے اپنے کلام کے ذریعہ مردہ تہذیبوں اور مُردہ علموں میں جان ڈالی۔

ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج کل کے مسلمانوں نے اپنی شاندار روایات کو بھلا دیا ہے، ان میں قومیت و طنیت کے وہ جذبات نہیں رہے جن کے زیر اثر پچھلے مسلمانوں نے ہندوستان کو اپنا دیش سمجھتے ہوئے اس کی فلاح و بہبود میں بدل و جان کوشش کی، اور اس ملک پر بڑے بڑے احسان کئے، ضرورت ہے کہ مسلمان اپنی سابقہ روایات کو قائم رکھیں

بُت شکن حضرت محمد ﷺ

(از قلم سوامی راما نند جی سنیاسی)

حضرت محمد صاحب کو دیوانہ وار خدا اور حق کی تلاش تھی اور اُنہوں نے اپنے تمام وجود کو اس کی راہ کے سپرد کر دیا تھا۔ اُنہوں نے اپنے جسم کو اللہ کی رضا اور خوشی کا ایک ذریعہ سمجھا تاکہ اس کے ارشاد اور احکام کی تعمیل کے لئے مخلوق کو رغبت دلا سکیں

ان کی نظروں میں انکی جبلی نیکی، خدا کی عنایت کی نشانی تھی اور غلطیاں گوشت اور پوست کے ڈھانچے کی کمزوریاں، ان کی تمام زندگی خالق کے احکام کی بجا آوری کی ایک سراپا تصویر تھی اور ان کو یہ گوارا نہیں تھا کہ خود ان کے اہل قبیلہ قریش بت پرستی کر کے اس مالک کائنات کی توہین کریں، جوں جوں قریش کی مخالفت بڑھتی گئی توں توں وہ بت پرستی کے کٹر دشمن بن گئے۔

جب خدا نے ان کو سیاسی طاقت عطا کی، تو اُنہوں نے کسی قبیلہ یا حکومت سے صلح کی پہلی شرط بت پرستی کا خاتمہ رکھی اور جب کبھی کسی قبیلہ یا قوم نے توہمات کے خوف سے بتوں کو توڑنے سے پرہیز کیا، تو سب سے پہلے اُنہوں نے پیش قدمی کر کے بتوں کو مسمار کیا، حتی کہ مکہ کو فتح کے بعد اُنہوں نے خانہ خدا میں اسوقت تک جانا گوارا نہ کیا جبتک کہ پہلے تمام بت توڑ نہ دیئے گئے،

جس دین کے آدمی اور رہبر اعظم بت پرستی کے اتنے کٹر مخالف اور دشمن تھے آج وہ قوم دوسرے پر تو بت پرستی کے الزام دیتی ہے، لیکن خود ہزاروں خانقاہوں اور قبروں پر نیاز دیتی ہے، عرس منعقد کرتی ہے، ہندوؤں کی عقل تپھر پوجتے پوجتے پتھر بن گئی ہے اور مسلمانوں کی عقل بھی یہی صورت اختیار کر رہی ہے کسی بھی صورت میں بت پرستی وحدانیت کے اصول کے خلاف ہے اہل اسلام اسوقت ایک عجیب ہی دو متضاد اصولوں کی پیروی کر رہے ہیں جو ان کو تباہی کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں، اب بھی وقت ہے کہ مسلمان اپنے رہبر اعظم کی وحدانیت کے سچے

اصول کا خیال کرکے گمراہی کی پیروی سے قطعاً پرہیز کریں،

عملی ریفارمر

(جناب لالہ دیش بندھو جی گپتا ڈائرکٹر روزانہ اخبار تیج کے قلم سے)

تین سال سے مسلسل مجھکو یہ عزت دی جارہی ہے کہ محمدؐ صاحب کے جنم دن کے تہوار کے سلسلہ میں رسالہ مولوی کا جو اسپیشل نمبر نکلتا ہے اسمیں میرا حصہ بھی ہوتا ہے

باوجودیکہ میری معلومات بہت محدود ہے اور ہر سال جب مولوی کے اڈیٹر صاحب کا تقاضہ مضمون کے لئے ہوتا ہے، تو اس کے لئے حضرت محمد کی لائف پر نظر ڈالنی پڑتی ہے، پھر بھی اس محدود و مختصر معلومات کی بناپر میں یہ ضرور کہہ سکتا ہوں، کہ محمدؐ صاحب کی لائف کے مطالعہ سے مجھپر جو اثر پڑتا ہے وہ یہ کہ محمدؐ صاحب عملی ریفارمر یا اسلام کی اصطلاح میں عملی پیغمبر تھے، جو تمام چیزوں پر عملی نقطہ نظر سے نگاہ ڈالتے تھے اور جب کبھی کوئی اصلاحی قدم آپ بڑھانا چاہتے تھے تو اس کے عملی پہلوؤں پر نظر ڈال لیتے تھے، کہ کن صورتوں میں یہ اصلاح کامیاب ہوسکتی ہے، محض تھیوری اور نظریہ کے پیچھے نہیں پڑے رہتے تھے، اور نہ محض آئیڈیل کے لئے عملی حقیقت سے چشم پوشی کرتے تھے،

معلوم نہیں، کہ میں اپنا مافی الضمیر اور مطلب واضح طور پر بیان کرسکا ہوں یا نہیں، میرا مقصد یہ ہے کہ محمد صاحب کی لائف پر جس قدر غور کیا جاتا ہے، یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے پیش نظر یہ حقیقت رہتی تھی، کہ قوم کی اصلاح اور جاتی سدھار کے لئے وہ چیز پیش کرنی چاہئے جسکا وقتی طور پر اقتضا ہو اور صرف اسی حد تک قدم بڑھانا چاہئے جس حد تک وہ عملی ہو اور اسمیں آسانی سے کامیابی ہوسکے، خواہ وہ قدم جو اٹھایا گیا ہے وہ اپنی آخری صورت میں مکمل نہ ہو، مثلاً غلامی کے انسداد کے بارے میں محمدؐ صاحب نے بہت کچھہ کوشش کی اور غلاموں کو آزاد کرنے اور غلاموں کے ساتھہ بہتر اور اچھا سلوک کرنے کی بہت زیادہ ہدایات محمدؐ صاحب نے جاری کیں، اور غلاموں کو آزاد کرنے کا بہت بڑا ثواب بتلایا، اور بہت سے گناہوں کے پرائشچت کا طریقہ غلام آزاد کرنیکو بتادیا ان سب باتوں سے معلوم ہوتا ہے، کہ آپ دنیا سے غلامی کی لعنت کو دور کرنا چاہتے تھے، مگر چونکہ عملی نقطہ نظر سے آپ کو اس وقت یہ ممکن نظر نہیں آیا، کہ اکدم قانوناً غلامی کو بند کردیں، اس لئے صرف اس حد تک آپ نے قدم اٹھایا جس حد تک کہ اس وقت ممکن العمل نظر آیا،

چونکہ غلامی ایک عالمگیر مرض تھا، اس لئے جبتک کہ کوئی بین الاقوامی معاہدہ نہ ہوتا اس کا کلیتہً انسداد ممکن نہ تھا، مگر محمدؐ صاحب نے اس حقیقت سے چشم پوشی نہیں کی کہ اسوقت اگر اس کا سرِ ناش نہیں کیا جاسکتا، تو جتنا کچھہ بھی ہوسکتا ہے اتنا ہی ہوجانا چاہئے، آپنے یہ نہیں کیا ... ... چونکہ اس وقت غلامی کا سرِ ناش کرنا ناممکن ہے، لہذا اس کو ہاتھہ ہی نہ لگایا جائے، یا باوجودیکہ یہ یقین تھا کہ موجودہ حالات میں غلامی کا انسداد کلیتہً ممکن نہیں ہے، پھر بھی صرف ایک نظریہ اور تھیوری کے طور پر پیش کرکے خاموش ہوجاتے، آپنے یہ نہیں کیا، بلکہ وقت اور حالات کو دیکھہ کر جس قدر ممکن العمل نظر آیا اتنی اصلاح کی طرف قدم بڑھا کر اسمیں کامیابی حاصل کی،

محمدؐ صاحب دنیا میں ایک کامیاب ریفارمر کی حیثیت سے مشہور ہیں، اور اسمیں کوئی شبہ نہیں، کہ محمدؐ صاحب کو اپنی زندگی میں اصلاح و ریفارم اور سدھار میں جو کامیابی حاصل ہوئی وہ بہت کم ریفارمروں کو انکی اپنی زندگی میں ایسی کامیابی حاصل ہوئی ہوگی، اور میری ناچیز رائے میں اس کامیابی کی بڑی وجہ یہی تھی کہ محمدؐ صاحب محض تھیوری اور نظریہ کے پرستار نہ تھے بلکہ وہ عملی حیثیت سے کاموں پر نظر ڈالتے تھے.

حضرت محمدؐ صاحب کی اسی ایک خصوصیت سے ہم بہت کچھہ سبق حاصل کرسکتے ہیں اور اپنی زندگیوں کو بھی کامیاب بنا سکتے ہیں اور اپنے ملک و قوم کی بھی بہت کچھہ خدمت کرسکتے ہیں، اسمیں شک نہیں، کہ ایک درجہ نظریہ اور تھیوری کا بھی ہے، مگر عملی دنیا میں تو عمل ہی کی پوچھہ گچھہ اور اسی کی قدر و قیمت ہے،

میں نے اوپر صرف ایک غلامی کی مثال دی ہے، حالانکہ مجھے تو محمدؐ صاحب کی تمام زندگی میں یہی روح نظر آتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ محمد صاحب کا اپنے مشن میں کامیابی کا راز اسی عمل میں تھا، آپ بذات خود بھی سراپا عمل تھے اور انتھک عملی آدمی تھے، خواہ کیسی ہی سخت دشواریاں اور مشکلات ہوں، مگر آپ نے کبھی ہمت نہ ہاری اور لگاتار اپنے مشن کے لئے کام کرتے رہے، اور رات دن بس ایک ہی دھن تھی اور وہ اپنے مشن میں کامیابی کی دھن تھی اس کے لئے رات دن کام کرتے رہتے تھے جو دشواریاں پیش آتی تھیں ان کو ٹھنڈے دل سے عبور کرتے تھے اور مخالفوں کی مخالفت اور انکی ایذا رسانی سے دل برداشتہ نہیں ہوتے تھے، اور نہ اپنا قیمتی وقت ان کو برا بھلا کہنے اور بددعا دینے میں صرف کرتے تھے،

اسی طرح حضرت محمدؐ نے خدا کا ایک سیدھا سادہ تخیل اہل عرب کے سامنے پیش کیا جسمیں فلسفہ وغیرہ کی آمیزش نہ تھی، جس سے دماغ الجھن میں پڑتے ہیں اور طرح طرح کی بحثیں نکلتی ہیں، آپ کے سامنے عرب کی آبادی تھی جو مورتی پوجا کرتی تھی، اور علم و فن سے محروم تھی آپ انکو وحدت کا سبق پڑھانا چاہتے تھے اور آپ کی خواہش تھی کہ آپ کی موحد قوم بت پرستی کو چھوڑ کر خدا پرست بن جائے، چنانچہ آپ نے ایک خدا کا پرچار شروع کیا، اور ہر قسم کی فلسفیانہ موشگافیوں سے علیحدہ ایک پرسنل گاڈ کا تخیل لوگوں کے سامنے پیش کیا، کیونکہ یہ تخیل قابل قبول تھا، فلسفے کی الجھنوں میں لوگوں کو نہیں ڈالا، نتیجہ کامیابی کی صورت میں نکلا۔

محمدؐ صاحب کی زندگی کے مطالعہ سے دوسری بات جو واضح ہوتی ہے وہ یہ کہ آپ نہایت مستقل مزاج اور عزم و ارادہ کے نہایت پختہ اور راسخ انسان تھے، اور یہ کیفیت اس لئے پیدا ہوگئی تھی، کہ آپ کو اپنے مشن کی سچائی کا کامل یقین تھا، جب تک اپنے مقصد کے حق و صداقت پر مبنی ہونے کا یقین نہ ہو اسوقت تک ایسا آہنی عزم پیدا نہیں ہوتا جو دنیا کی سخت ترین آہنی مخالفتوں کا سامنا کرسکے، محمدؐ صاحب کے اندر دونو باتیں تھیں، انہیں پرماتما پر اگھاد وشواس اور لاانتہا یقین تھا، اور اس امر کا بھی یقین تھا کہ پرماتما ہی کے حکم کے مطابق وہ مشن مانتر کا سدھار کر رہے ہیں اور آپ کو پرماتما ہی کی طرف سے سدھار کا کام سپرد کیا گیا ہے، جس شخص کو یہ یقین ہو کہ اس کو خدا نے فلاں کام کے لئے مقرر کیا ہے، اس کے اندر کتنا جوش اور اس کے ہر دم میں کتنا اتساہ ہوگا، اور اس کے ارادوں اور اس کی کوششوں میں جو اپنے عقیدہ کے مطابق خدائی مشن کے لئے وہ کرتا ہوگا، کس قدر دم رہتا ہوگی، مزید براں وقتاً فوقتاً خدائی آواز اس کی اس کے مشن میں رہنمائی بھی کرتی رہتی ہو، تو اس انسان کی قوت عمل اور عزم راسخ کا کیا ٹھکانا ہوسکتا ہے۔

چنانچہ یہ تاریخ کی ناقابل انکار حقیقت ہے کہ دنیا میں جتنے مہاپرش گذرے ہیں اور انہوں نے کوئی اپنا مت پیش کیا ہے، اور اسمیں ان کو کوئی قابل ذکر کامیابی

ہوئی ہے، تو غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس مہاپرش کا سینہ اپنے مشن کی سچائی سے بھرا ہوا تھا۔ اور اس کے ست ہونیکا پورن وشواش تھا تب ہی ان کو سپھلتا پراپت ہوئی

حضرت محمد صاحب کے اندر اپنے مشن کی سچائی کا پورن وشواس بھی تھا، اور آپ بہت بڑے عزم اور پختہ ارادہ کے مہاپرش بھی تھے، جس کام کو شروع کیا ساری عمر رات دن اس کو کرتے رہے، سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، گھر میں سفر میں جس جگہ بھی آپ ہوتے تھے، وہاں اپنے مشن ہی کا کام کرتے رہتے تھے، مخالفوں نے ہر قسم کی مخالفتیں کیں، ہر طرح کی مشکلات آپ کے راستہ میں پیدا کیں۔ اور طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالیں یہانتک کہ تکلیفیں اور اذیتیں پہنچا میں کہ وطن سے نکلنے پر مجبور کر دیا، قتل کی کوششیں کیں مال و دولت حسن اور بادشاہت کا لالچ دیا، مگر حضرت محمدؐ پر کسی بات کا کوئی اثر نہیں ہوا، اور آپ برابر اپنے مشن کو کامیاب بنانے میں لگے رہے اور نتیجہ یہ نکلا کہ آپ اپنے مقصد میں بڑی حد تک کامیاب ہوئے، کہ دنیا میں بہت کم ریفارمر اپنی زندگی میں اس قدر کامیاب ہوئے ہونگے،

ہم سب ہندوستانی حضرت محمدؐ کی لائف سے بہت کچھ سبق حاصل کرسکتے ہیں اور اس پر عمل کرکے اپنے دیش اور جاتی کی خدمت کرسکتے ہیں۔

آخر میں مجھے اس قدر اور عرض کر دینا ہے کہ میں نے اڈیٹر صاحب رسالہ مولوی کے حکم کی تعمیل بہت جلدی میں کی ہے، میں آج ہی بمبئی جا رہا ہوں، اس لئے اور بھی بہت سے کام کرنے تھے، بمشکل تھوڑا وقت نکال کر یہ چند سطور حوالہ قلم کی گئی ہیں مجھے اعتراف ہے، کہ میری معلومات اسلام اور محمدؐ صاحب کی لائف کے متعلق بہت محدود ہے، اور برادران وطن ایک غیر مسلم سے یہ امید بھی نہیں رکھ سکتے، کہ وہ مسلم نقطہ نظر اور مسلم عقائد کو پیش نظر رکھ کر حضرت محمدؐ صاحب کی زندگی پر روشنی ڈال سکتا ہے اس لئے کوئی ایسی چیز ہو جو مسلم نقطۂ نظر سے ٹھیک نہ ہو، تو میں آشا کرتا ہوں کہ مجھ کو معاف کر دیا جائے گا

دنیا کا ایک بہتر انسان

از قلم مسٹر پریم حسین رائے صاحب بی اے، سابق اسیر قید فرنگ دہلوی

دنیا میں بہت سے رشی منی، اوتار ریفارمر اور پیرپیغمبر گزرے ہیں اور ان کا وجود ہر ملک اور ہر قوم میں ملتا ہے مگر ہم دیکھتے ہیں، کہ ایک مذہب والا دوسرے مذاہب والے بزرگوں کی بے عزتی کرنے کو اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہے، اور انہیں برا بتلانے اور برا ثابت کرنے میں اپنا سارا زور لگاتا ہے، یہ بات بڑے جھگڑے فساد والی اور بیوقوفی کی ہے کہ کسی مذہب کے بانی اور بزرگ کو بری نگاہ سے دیکھا جائے جبکہ کوئی مذہب بھی یہ تعلیم نہیں دیتا، کہ دوسرے مذہب کے بانیوں اور بزرگوں کو برا سمجھو،

اگر ہندو مسلمان جو ہمیشہ ایک دوسرے کا سر پھوڑتے رہتے ہیں، اور ان میں مذہبی و سیاسی جنگ جاری رہتی ہے، وہ ایک دوسرے کے مذہب کے پیر پیغمبروں اور بزرگوں اور اوتاروں کی عزت کو اپنا مشترکہ حق سمجھ لیں تو مذہب بدنام نہ ہو اور دونو قومیں امن چین کی زندگی بسر کرنے لگیں۔ میں اسی جذبہ کے ماتحت یہ اپنا ناچیز مضمون سپرد قلم کر رہا ہوں

ہمیں چاہیئے کہ ہم ایک دوسرے کے مذہب کے پیر پیغمبروں کی اچھی باتوں سے نصیحت حاصل کریں۔ دنیا کے اچھے انسانوں اور مذہب کے بانیوں میں جو چیز سب میں نظر آتی ہے وہ استقلال اور قوت برداشت ہے اور سب سے پہلا سبق جو ایک انسان کو اس دنیا میں حاصل کرنا چاہئے وہ یہی ہے، کیونکہ یہ دنیا دکھوں اور تکلیفوں کا گھر ہے، عیش و آرام اور سکھ تھوڑا ہے اور مصیبت و تکلیف زیادہ، اگر مصیبت و تکلیف کو برداشت کرنے کی قوت انسان اپنے اندر پیدا کرلے تو پھر یہی دنیا جو دکھوں کا گھر کہی جاتی ہے، سکھ و آرام کا سورگ بن جائے

جب میں نے اسی اصول کو سامنے رکھ کر مشہور مذہب کے بانیوں کی تاریخ کو دیکھا تو نظر آیا، کہ دنیا میں جس قدر بھی رشی منی، اوتار، پیر پیغمبر گزرے وہ سب دنیا کو اخلاقی تعلیم دیتے تھے، خدا کی پرستش کرنے کے طریقے بتلاتے تھے اس خدمت کے مقابلہ میں چاہئے تو یہ تھا کہ دنیا کے لوگ انکی عزت کرتے، ان کے مشکور ہوتے اور اسطرح خود دنیا میں عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے، مگر یہ نہیں ہوا، لوگوں نے بجائے عزت کی انکی بے عزتی کی، طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں، بڑی بڑی اذیتیں دیں، اور انکو موت کے گھاٹ اتارنے کی منصوبے کئے، خدا کے نیک بندے ایسی ایسی امتحان گاہوں اور تکلیفوں سے گذرے جن کے خیال سے انسان کے بدن پر لرزہ طاری ہوتی ہے، دشمنوں کی اذیتوں کے علاوہ خدا کا پیغام دینے والوں کو بھوک پیاس اور فقر و فاقہ کی مصیبتوں سے گزرنا پڑا، مگر اسلام کے بانی کو جن مصیبتوں اور تکلیفوں کا سامنا ہوا، وہ اپنی نظیر آپ ہے، آپ کو جن سخت سے سخت مصیبتوں اور دکھوں میں سے گذرنا پڑا، انہیں سے شاید کوئی بھی نہیں گذرا۔

آپ اگرچہ روم و ایران کی بادشاہتوں کے فتح کرنے والے تھے اور بادشاہی خزانے آپ کے سامنے پڑے تھے مگر آپ نے بادشاہوں کی طرح عیش و آرام کرنے کی بجائے بھوک پیاس اور غریبی کو ہنسی خوشی سے برداشت کیا، آپ کے پاس مال و دولت کی کمی نہ تھی، مگر آپکو فطرتاً مال و دولت اور دنیا کے عیش و آرام سے کوئی دلچسپی نہ تھی، اسی طرح اگر آپ کے ماننے والے آگے چلکر مال و دولت کی طمع نہیں کرتے، تو ہندو مسلمانوں کی ایسی تفریق قایم نہ ہوتی جو اب ہے

محمد صاحب کی زندگی میں بہت سا حصہ ایسا نظر آتا ہے، کہ آپ کو پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہ ہوا، صبح سے لیکر شام تک مال و دولت لٹا دیتے تھے، مگر شام کو گھر میں فاقہ ہوجاتا تھا، اکثر آپ نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھے اور اس حالت میں رہنے کو اچھا سمجھا، کیونکہ وہ اپنی امت پر اپنے وجود کو بھینٹ چڑھانا چاہتے تھے اور خود بھوکے رہ کر دوسروں کا پیٹ بھرنا چاہتے تھے، جبھی تو آپ دنیا کے بہتر انسان تھے کہ دوسروں کی راحت کے لئے اپنے آپ کو تکلیفوں کے سمندر میں ڈالدیا، آپ کی بنی نوع انسان کے لئے بڑی قربانی ہے،

ایک دفعہ آپ کے پاس بہت سا مال آیا جس میں بعض لونڈیاں بھی گرفتار کرکے لائی گئی تھیں، آپ کی بیٹی فاطمہ نہایت غریبی اور تنگی میں بسر کرتی تھیں، یہانتک کہ چکی پیستے پیستے ہاتھ میں گٹے پڑ گئے تھے، ان کو جب معلوم ہوا، کہ بعض لونڈیاں گرفتار ہوکر آئی ہیں آپ نے اپنے والد بزرگوار محمد صاحب سے فرمایا کہ ایک لونڈی گھر کے کام واسطے مجھے بھی دیدیجیے، تو محمد صاحب نے اس کے جواب میں چند کلمے پڑھنے کے لئے بتلادے کہ تمہارے لئے یہ بہتر ہیں،

ایک دفعہ آپ کے مشہور صحابی عمر فاروق آپ سے ملنے کے لئے گئے آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، جس سے بدن پر چٹائی کے نشان پڑ گئے تھے، عمر نے اس حالت کو دیکھا تو سخت صدمہ ہوا۔ ... ... ادھر گھر میں دیکھا، تو کوئی سامان نظر نہ آیا، اسپر عمر رونے لگے، آپ نے رونے کا سبب پوچھا، تو کہا کہ دنیا کے بادشاہ تو گدے

تکیوں پر سوئیں اور بڑی بڑی دولتیں جمع کریں، اور آپ خدا کے رسول ہو کر ایسی تکلیف اور غریبی میں رہیں، آپ نے فرمایا میرے لئے یہی حالت بہتر ہے

جس شخص کو مال و دولت میسر نہ ہو اس کو تو مجبوراً فقر و فاقہ میں زندگی بسر کرنی پڑتی ہے مگر کمال تو یہ ہے کہ مال و دولت کے ایثار میں غریبی و کھائی جائے اور ہوتے ساتے بھوک پیاس کی تکلیف خوشی سے برداشت کی جائے اور تکلیف کو آرام سمجھ لیا جائے یہی صبر و استقلال کا اعلیٰ نمونہ اور خدا پرستی کا شاندار جذبہ ہے،

آپ نے محمدؐ صاحب کی غریبی اور بھوک پیاس کی حالت دیکھ لی، اب آپ کا دشمنوں کے مقابلہ میں صبر و استقلال کا نمونہ دیکھنا ہو تو دو ہی حالتیں ہیں جنمیں اس کا نمونہ دیکھا جا سکتا ہے، ایک تو بھوک پیاس دوسرے دشمنوں کے مقابلہ میں صبر و تحمل، سو تیشوری مذاہب میں محمدؐ صاحب کا درجہ اس معاملہ میں بہت اونچا ہے، جنکو دشمنوں سے حد سے زیادہ اذیتیں دیں اور اپنے اُن کو کمال صبر کے ساتھ برداشت کیا اور ان سے بدلہ لینا تو درکنار کبھی ان کے حق میں بد دعا ہی نہیں کی، اور نہ کوئی حرف شکایت زبان پر آیا، آپ نے پتھروں سے اپنے جسم کو زخمی کرا لیا۔ اور ایک جنگ میں دانت بھی تڑوا لیے، مگر کیا مجال کہ دشمنوں کے حق میں بد دعا کریں اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو اپنے خدا پر کامل بھروسا اور یقین تھا، کہ وہ مجھے دشمنوں کے ہاتھوں قتل نہ ہونے دیگا۔ اور خدا پر کامل بھروسہ اور یقین رکھنا ہی وہ اصل وہ استقلال ہے جس کے سامنے دنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹھہر سکتی اور بالآخر خدا کے سچے پرستار کا بول بالا ہو کر رہتا ہے،

ایک دفعہ کا واقعہ ہے، کہ آپ ایک سایہ دار درخت کے نیچے سو رہے تھے اور تلوار کو اطمینان کے ساتھ اسی درخت پر لٹکا دیا، ایک دشمن نے آپ کو بے خبر سوتے ہوئے دیکھا اور خوش ہوا، کہ آج اس کو قتل کرنے کا خوب موقعہ مل گیا، اس نے قریب آ کر تلوار درخت پر سے اتار لی اور آپ کو جگا کر بولا "اے محمد اب بتا میرے ہاتھ سے تجھ کو کون بچائیگا، آپ نے نہایت اطمینان سے جواب دیا کہ مجھ کو تیرے ہاتھ سے بچانے والا اللہ ہے، یہ الفاظ سنکر اس شخص کا دل کانپ گیا، اور تلوار ہاتھ سے گر پڑی، آپ نے فوراً تلوار کو اٹھا لیا، اور کہا اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائیگا، اس نے لاچار ہو کر کہا کہ " مجھ کو آپ کے سوا کوئی اور بچانیوالا نہیں، آپ نے کہا تو بھی وہی کہہ جو میں نے کہا تھا، وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ آپ کے صحابیوں کی ایک جماعت آ گئی، اور آپ نے اس کو یونہی معاف کر دیا، اس قسم کے بے شمار واقعات آپ کی زندگی میں ملتے ہیں، کہ آپ نے اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں معاف کر دینے سے کام لیا، آپ کی یہی نرمی اور خصوصیت تو آپ کو گروہ مصلحین میں ایک امتیازی درجہ دیتی ہے اور ایک ایسا عملی نمونہ قایم کرتی ہے جس کی روشنی میں انسان بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں،

جو لوگ دنیا کو مصیبتوں کا گھر سمجھتے ہیں اور جن کی کمریں غم و فکر سے ٹوٹی ہوئی ہیں جو دنیا میں اپنے وطن اور قوم کی خدمت کرکے نام پیدا کرنا چاہتے ہیں، جو سچائی کے پرستار ہیں اور جو دکھوں سے گھبرائے ہوئے ہیں، ان کو چاہیئے کہ وہ محمدؐ صاحب کے صبر و استقلال سے سبق حاصل کریں، کیونکہ انسانوں کی خدمت اور خدا کی مخلوق سے محبت کا راستہ محمد صاحب کی زندگی دکھاتی ہے،

منی آرڈر کی کوپن

پر اگر آپ اختصار سے لکھیں تو کئی آدمیوں کے پتے لکھے جا سکتے ہیں، اور آدھے خط کی برابر مضمون آ جاتا ہے اس لئے ہمراہ کارڈ بھیجنے کی ضرورت نہیں، یہ اسراف بھی ہے اس کے علاوہ کبھی کبھی خط غائب ہو جاتا ہے تو منی آرڈر بلا تعمیل کے پڑا رہتا ہے۔

جہالت کی تاریکی میں علم کی روشنی

(از جناب پنڈت گوری شنکر صاحب نصر کے قلم سے)

محمد صاحب کے جنم سے پہلے قریب قریب تمام دنیا پر اندھیرا چھایا ہوا تھا اور بجائے علم کے وہم کی پوجا ہو رہی تھی، پرانے علوم اور تہذیب و تمدن کے نقوش مٹ رہے تھے، اور اوہام کا دور دورہ تھا، ایسے وقت میں آپ نے عرب میں جنم لے کر دنیا کے علمی کارناموں کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا، اس بارے میں آپ کی تعلیم ہے، کہ ایک عالم کی روشنائی شہید کے خون سے بہتر ہے، گویا ایک عالم کا وجود اس شخص سے بہتر ہے جو اپنے ملک و وطن کی خدمت میں مارا جائے،

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں، کہ اگر تحصیل علم کے لئے تمہیں چین ہی جانا پڑے تو وہاں جا کر علم حاصل کرو، نیز آپ نے ان لوگوں کے لئے دعا فرمائی ہے جو علم حاصل کرتے اور دوسروں کو سکھاتے ہیں، چنانچہ آپ فرماتے ہیں، ایک شخص جب تک علم حاصل کرتا ہے وہ جہاد میں رہتا ہے، مسلمانوں نے اپنے رسول کے انہی ارشادات کو سامنے رکھ کر بڑے بڑے علم حاصل کئے اور دنیا کے مردہ علوم میں جان ڈالی، مسلمانوں میں بڑے بڑے عالم فلاسفر، سیاح اور مورخ گذرے ہیں، جن سے دنیا کو بہت فیض پہنچا، چونکہ محمد صاحب نے اپنے ماننے والوں کو صحیح علم دیا تھا، اس لیے ان میں صحیح عمل پیدا ہو گیا، اور انہوں نے اسلام کے پھیلانے میں تعلیم و تبلیغ سے زیادہ کام نہیں لیا، عرب والوں کے دماغوں کو جہل و وہم سے پاک کرنا اور انہیں علم کی روشنی بھرنا کچھ آسان کام نہیں تھا، مگر محمد صاحب نے یہ کام نہایت آسانی سے کر دکھایا،

آپ کی عظمت اور بڑائی میں اس وقت اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے، جب کہ ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک مہذب اور ترقی یافتہ سوسائٹی کی پیداوار نہ تھے، ایسے شخص کا علمی کتاب پیش کرنا اور علمی باتیں قابل حیرت ہے، اگرچہ عیسائی مورخوں نے محمد صاحب کے علمی کلمات کو چھپانے کیلئے یہ بات بنائی ہے، کہ آپ کو ایک عیسائی راہب نے تعلیم دی تھی، اور اس کے صلاح و مشورہ سے آپ نے قرآن کو بنایا تھا، مگر عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی، اور نہ ہی اسلام کی تاریخ سے اس کی تصدیق ہوتی ہے، اگر آپ نے کسی سے تعلیم حاصل کی ہوتی اور کسی کے صلاح و مشورہ سے قرآن بنایا ہوتا، تو یہ بات چھپی نہیں رہتی، آپ کے دشمن جو ہر وقت آپ کی دشمنی اور اسلام کی بیخ کنی میں سرگرم رہتے تھے، وہ ضرور اس بات کو مشہور کرتے اور اسی پر دنیا کا سارا زور خرچ کرتے، جو کہ اسلام کی بیخ کنی کے لیے اس سے بہتر اور کوئی پروپیگنڈہ نہیں تھا، پس جب تک عقل اور تاریخ سے اس بات کی تائید نہ ہو اس وقت تک آپ کی علمی شان کو کوئی ضعف نہیں آ سکتا، اور آپ نے جہالت کی تاریکی میں جو علم کی روشنی پھیلائی ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا، محمد صاحب کی ہستی جو سورج کی طرح روشن ہے کوئی داغ نہیں لگا سکتا، اور آپ کے کارناموں پر کوئی پردہ نہیں ڈال سکتا،

البتہ تعصب و ہٹ دھرمی سے کسی کی شہرت اور اچھائی کو نقصان پہنچانا اور خواہ مخواہ کسی کو عزت کو گھٹانا یہ دوسری بات ہے اس کا کوئی علاج ہی نہیں، مگر میرے نزدیک تعصب ایک ایسی ہلاکت میں ڈالنے والی اور جہالت میں رکھنے والی چیز ہے جو علم و عقل کی دشمن ہے جو انسان متعصب ہے وہ اندھیرے میں رہنے والی چمگادڑ ہے، ایسا انسان اپنے علم و عمل کو زیادہ نہیں کر سکتا، اور تاریخ سے کوئی فائدہ حاصل

نہیں کرسکتا۔

جب ہم یورپ کے نامور فلاسفروں، موجدوں اور سائنس دانوں کے علمی کارناموں کے گیت گاتے ہیں اور انکی تعریف و توصیف کی گنجایش اپنے دل میں رکھتے ہیں، تو محمد صاحب نے کسی کا کیا بگاڑا ہے۔ کہ انکی علمی روشنی کی تعریف نہ کی جائے، جنہوں نے دنیا کے مردہ علموں کو زندہ کیا۔

محمدؐ صاحب کی وطن پروری

(از جناب لالہ پنا لال صاحب کپور دہلوی)

اسلام کے بانی کی زندگی میں مجھے جو چیز سب سے زیادہ پیاری لگتی ہے۔ وہ آپکی وطن پروری ہے، یہاں سے ہمارے مسلمان بھائی بہت کچھ سبق حاصل کرسکتے ہیں، وطن پروری میں آپ کا ایک مشہور مقولہ ہے۔ "وطن کی محبت ایمان کی علامت ہے" یعنی مسلمان وہی ہو سکتا ہے جو وطن پرور ہو، اور جو اپنے وطن کی خدمت کے لئے ہر وقت کمربستہ رہے اور وطن سے غداری نہ کرے،

یہ تو آپ کا قول ہے، اب اسی کے مطابق آپ کا عمل بھی دیکھئے

ابھی آپ کی تھوڑی ہی سی عمر تھی کہ آپ ایسی مجلس میں شامل ہوئے جو آپ کے ملک والوں نے اسلئے منعقد کی تھی، کہ ملک میں امن کی فضا پیدا کی جائے اور بدامنی کو دور کیا جائے، آپ نے اس مجلس میں شریک ہوکر دوسرے ممبروں کی طرح اپنے ملک کی خدمت کی، ملک کا امن بحال کرنے کے لیئے ہر ممکن کوشش کی، اور اس کی بہتری و بہبودی کے لیئے ہمیشہ سرگرمی دکھاتے رہے۔ آپ کو اپنے ملک والوں سے بہت محبت تھی، اگرچہ اُنہوں نے آپ کو سخت سے سخت اذیتیں اور تکلیفیں دیں۔ آپ کے قتل کے منصوبے کئے اور ہر طرح کی بے عزتی کی، لیکن اسی محبت کے تقاضے سے آپ نے کبھی انکی ہلاکت و بربادی نہ چاہی آپ دل ہی دل میں تو کڑہتے تھے، کہ وہ کیوں آپ کے مذہب کو نہیں مانتے، مگر ان کے نقصان کے روادار نہ تھے، ملک والوں کی محبت ہی کی وجہ سے آپ ان سے جنگ کرنے کے لیئے رضامند نہ ہوتے تھے۔ اور صلح کو ہمیشہ جنگ پر مقدم رکھتے تھے، اپنی طرف سے حتی الامکان جنگ کی ابتدا نہ کرتے تھے

ایک دفعہ آپ کو عرب کے سرداروں نے ملکر بائیکاٹ کردیا، اور سب نے ملکر اتحاد کرلیا، کہ کوئی شخص آپ سے اور آپ کے خاندان والوں سے تعلق نہ رکھے اس معاہدہ کے مطابق آپ اپنے خاندان کے ساتھ ایک پہاڑی میں پناہ گزین رہے اور بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں، مگر جب مکہ میں سخت قحط پڑا، تو یہی دشمن آپ سے دعا کرانے کے لیئے آئے، اور کہا کہ اے محمد آپ کے وطن والے بڑی پریشانی اور تکلیف میں ہیں، چھوٹے چھوٹے بچے بھوکے بلبلا رہے ہیں، آپ اپنے خدا سے بارش کی دعا کریں، آپکی دعا سے خوب بارش ہوئی جس سے قحط دور ہوگیا

جب آپ کے وطن والوں نے آپ کو بہت تنگ کیا اور قتل کا فیصلہ کرلیا، تو آپ خدا کے حکم کے مطابق اپنے ایک صحابی ابوبکر کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے جاتے وقت آپ نے مکہ کی طرف منہ کیا اور رو کر فرمایا کہ اے میرے محبوب وطن میں تجھ سے جدا ہو رہا ہوں، لوگ مجھے یہاں ٹکنے نہیں دیتے اس لیئے میں مجبوراً تجھے چھوڑ رہا ہوں،

جب تک آپ مکہ میں رہے، تو یہاں کے لوگوں سے سلوک و محبت کے ساتھ رہے اور ملک کی خدمت کرتے رہے، جب ہجرت کرکے مدینہ میں گئے، تو اب مدینہ کی خدمت کرتے رہے، مدینہ جاتے ہی آپ نے امن کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کی دوسرے مذہب والوں سے امن و آزادی کے معاہدے کئے، یہودیوں کے ساتھ تعلقات قایم کئے، اور مسلمانوں کو یہودیوں کا دوست بنادیا

آپ کو اپنے وطن والوں سے جو محبت تھی اس کے سینکڑوں واقعات اسلام کی تاریخ میں ملتے ہیں، مگر اس ایک واقعہ سے اندازہ لگایئے کہ ایک جنگ میں مکہ کے کچھ قیدی آپ کے پاس پیش کئے گئے جو ہر طرح قتل اور سزا کے مستحق تھے آپ نے ان کی بابت حکم دیا کہ ان کو آرام سے رکھا جائے، چنانچہ اس حکم کے مطابق ان کے ساتھ مسلمانوں نے ایسا ہی سلوک کیا جس کی نظیر ملنی مشکل ہے، مسلمان خود تو کھجوریں کھاکر گذارا کرتے تھے، اور ان کو اپنا کھانا کھلا دیتے تھے، اسی طرح جن لوگوں کے پاس کپڑے نہ تھے ان کو کپڑے دلوائے اور ہر طرح آرام و آسایش سے رکھا۔ ان قیدیوں میں ایک شخص تھا جو آپ کے خلاف لیکچر دیا کرتا تھا۔ اور لوگوں کو آپ کی دشمنی پر ابھارا کرتا تھا، لوگوں نے کہا، آپ اس کے دو دانت اکھڑوا دیں، تاکہ یہ پھر آپ کی مخالفت میں لیکچر نہ دے سکے۔ آپ نے فرمایا کہ اگرچہ میں خدا کا نبی ہوں، مگر خدا کے انتقام سے ڈرتا ہوں، اس واسطے میں اس کو کوئی تکلیف دینا نہیں چاہتا،

کاش ہمارے مسلمان بھائی اپنے نبی کی اس وطن پروری اور ملک والوں کے ساتھ محبت اور رواداری سے سبق حاصل کریں، اور اسی طرح ہندوستان کی فلاح و بہبود اور آزادی میں دل و جان سے کوشش کریں، دعا ہے پرماتما ان کو عمل کی توفیق دیں

محمدؐ صاحب کی سادہ زندگی

از جناب حکیم انبا لال صاحب متھرا نواسی

محمدؐ صاحب کی نسبت بہت کچھ الزام اور برائیاں تراشی گئی ہیں، اور انکی زندگی کو معمولی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے، مگر میں سمجھتا ہوں کہ بانیان مذاہب میں آپ کو غیر معمولی اہمیت و وقعت نہ دینا اور انکی اچھائیوں سے آنکھ موند لینا سخت ناانصافی اور ظلم ہے، اگر انصاف کوئی چیز ہے اور اچھے کو اچھا تسلیم کرنا، کوئی بری بات نہیں تو میں کہونگا کہ محمد صاحب کی سادہ زندگی اور دنیا سے بے تعلقی دیکھ کر اقرار کرنا پڑتا ہے کہ آپ دنیا کے بہترین خدا پرست انسان تھے دنیا میں ہوتے ہوئے بھی دنیا سے بے تعلق تھے اور یہ وہ خوبی ہے جسمیں سوائے رشیوں منیوں کے ان کا اور کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔

لباس عموماً آپ کا نہایت سادہ اور مختصر ہوتا تھا۔ جو قمیص، تہبند اور عمامہ ہوتا تھا قمیص کے اوپر کبھی کبھی چادر اور جبہ بھی پہنتے تھے پاجامہ آپ نے نہیں پہنا، گو اس کو پسند کیا، ہمیشہ تہبند ہی باندھتے تھے، جوتیاں عموماً چپل ہوتی تھیں، پھٹے ہوئے کپڑے خود پہنتے تھے، کوئی کپڑا اپنے بدن سے اسوقت تک نہ اتارتے تھے جب تک کہ اسمیں کئی کئی پیوند نہ لگالیں

لباس کی سادگی کا یہ حال تھا، اب غذا کی سادگی بھی سن لو،

آپ کی غذا بہت سادہ تھی، جو کا آٹا بے چھنا کھاتے تھے، اونٹ بھیڑ، بکری کا گوشت بہت پسند تھا کھجوریں، سرکہ، دودھ اور شہد آپ کی مرغوب غذا تھی، شوربہ میں چوری ہوئی روٹی بھی کھاتے تھے، کبھی پیٹ بھر کر روٹی نہ کھاتے تھے، معمولی غذا بھی آپ کو میسر نہ آتی تھی، فاقے پر فاقے کرتے اور اکثر روزے رکھا کرتے تھے۔

چونکہ آپ کو دنیا اور دنیا کے عیش و آرام سے نفرت تھی، اس لئے آپ امیروں اور مالداروں سے پرہیز کرتے تھے، آپ کی صحبت میں غریب ہی رہتے تھے، صرف آپکی زندگی ہی غریبی اور فاقہ گذاری میں نہیں گذری، بلکہ آپ کے معتقدوں کا بھی یہی حال تھا، آپ نے اپنے ساتھ والوں کے سامنے اپنے لئے کوئی امتیاز نہیں رکھا تھا، مثلاً ممتاز جگہ پر بیٹھنا، معمولی طریقہ سے انہی میں رہتے بستے تھے، کسی پر اپنی حکومت نہیں جتلاتے تھے کسی پر ناراضگی اور غصہ نہ کرتے تھے، اپنے ساتھیوں کے ساتھ ملکر کام کرتے تھے، اور امیری و عیش و آرام کا آپ کی زندگی میں پتہ بھی نہیں ملتا،

وہی انسان غریبی و تنگی میں زندگی بسر کرتا ہے جس کو مال و دولت میسر نہ ہو مگر جب میں اسلامی تاریخ میں یہ دیکھتا ہوں، کہ آپ آخر عمر میں سارے عرب کی دولت کے مالک تھے تو میری حیرانی کی کوئی انتہا نہیں رہتی، کہ ایسے دنیا سے بے تعلق انسان کو کیونکر فریبی اور جھوٹا سمجھ لیا گیا، انسان مکر و فریب اس لئے کرتا ہے کہ اس کے ذریعہ دنیا کمائے، اگر جب آپ نے دنیا پر لات ماری، تو پھر آپ کے مکر و فریب سے کیا غرض سمجھی جاسکتی ہے، جو شخص بادشاہی میں غریبی کے ساتھ زندگی گذارے، وہ یقیناً خدا پرست ہے، دوسروں کے لئے اس کی زندگی خدا پرستی کا ایک اچھا نمونہ ہے، جس کے مطابق اپنی زندگی کو بنانا اپنے پرائے سب کا فرض ہے،

آج یورپ سے جو ہوا آرہی ہے، اس نے بھارت واسیوں کو آرام طلب، عیش پرست فیشن کا دلدادہ اور فضول خرچ بنا دیا ہے، جس سے ہندوستان کی دولت کا ستیاناس ہو رہا ہے، غریبی بڑھ رہی ہے، روپیہ کھنچ کھنچ کر غیر ممالک کو جا رہا ہے، بجائے اس کے کہ ہندوستانی کا روپیہ اپنے کاموں اور ملک کی بہتریوں میں خرچ ہو، افلاس و بیکاری دن بدن ترقی پر ہے اور فیشن کے ہاتھ ہندوستانی ہر طرح تباہ و برباد ہو رہے ہیں، شاندار زندگی فیشن پرستی ہی ہے، جس کی وجہ سے ملک میں افلاس کا دیوتا حکمرانی کر رہا ہے، اگر ہندوستانی اپنے اپنے مذہب کے بانیوں کی سادہ زندگی کا مطالعہ کریں، اور اسی کے مطابق عمل کریں تو بیکاری و افلاس کا دور دورہ نہ ہو، ضرورت ہے کہ ہر ہندوستانی محمد صاحب کی سادہ زندگی سے سبق حاصل کرے

کیا میں اپنے وطنی بھائی مسلمانوں سے یہ درخواست کرسکتا ہوں، کہ وہ اپنے نبی کی سادہ زندگی سے اپنی پر تکلف افلاس میں لے جانیوالی حالت کی اصلاح کریں انکا فرض تھا، کہ وہ اپنے نبی کی پیروی میں کھدر کا استعمال کرتے اور بدیشی کپڑے کے نزدیک بھی نہ جاتے مگر افسوس کہ انہوں نے صحیح معنوں میں اپنے رسول کی تابعداری کا حق ادا نہیں کیا بلکہ انہوں نے کھدر کو بھی ایک فرقہ وارانہ رنگ دیدیا، جو ہمارے ملک کی انتہائی بدقسمتی ہے اور مسلمانوں کے لئے شرم کی بات ہے، کہ اور تو اور وہ خود اپنے نبی کی سادہ زندگی سے بھی کوئی سبق حاصل نہ کریں اور انگریزوں کی پیروی کرتے ہوئے اپنی دولت کا ستیاناس کرتے ہیں

ہمارے مسلمان بھائیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ فیشن پرستی اور بدیشی چیزوں کے استعمال کی وبا انکی معاشرت کی جڑیں کھوکھلی کر رہی ہے بدیشی چیزوں کا دلدادہ کبھی اپنی آمدنی و خرچ میں توازن قایم نہیں کرسکتا، کیونکہ مغربی تمدن اور فضول خرچی دونو چیزیں لازم و ملزوم ہیں، یہ ہو ہی نہیں سکتا، کہ بدیشی چیزوں کا استعمال کرنیوالا سادہ زندگی بسر کرسکے، البتہ یہ بات دیسی اشیار کے استعمال سے ہی حاصل کرسکتا ہے، کیونکہ دیسی اشیار کا استعمال سادگی اور بے تکلفی کی عادت ڈالتا ہے

اگر مسلمان آج اپنے نبی کی سادہ زندگی سے کوئی سبق حاصل نہیں کرتے، اور یورپ کی سرپرستی و امداد کرتے ہوئے بھارت ماتا کی چھاتی پر مونگ دلتے ہیں، تو ہمیں انپر معترض ہونے کا کوئی حق نہیں وہ اپنے نفع و نقصان کے خود مالک ہیں، وہ جانیں ان کا کام، مگر مجھے ان کے ملکی بھائی ہونے کی حیثیت سے ضمنی محبت اور خیر خواہی ہوسکتی ہے اس کی بنا پر میں علی الاعلان کہتا ہوں، کہ آج مسلمان دیسی اشیار کا استعمال کرکے، سادہ زندگی بسر کرنا، اور ملک کی خیر خواہی کرنا نہیں چاہتے، تو آیندہ چند سال کے اندر مسلمان اس حقیقت کے محسوس کرنے پر مجبور ہونگے، کہ اقتصادی اور سیاسی شعبہ ہائے زندگی اپنی رفتار ترقی کو زیادہ تیز کرنے اور سکھ چین کی زندگی بسر کرنے کے لئے دیسی اشیار کا استعمال اور سادہ زندگی لازمی ہے، سادہ زندگی بسر کئے بغیر اقتصادی اور سیاسی لائنوں میں ترقی نہیں کرسکتے

میں اپنا یہ خیال کیوں ظاہر کر رہا ہوں، اور کیوں مسلمانوں کو سادہ زندگی بسر کرنے کی ترغیب دے رہا ہوں اس لئے کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستانی مسلمانوں کی ہی نہیں بلکہ تمام ہندوستان کی نجات جس چیز پر منحصر ہے وہ دیسی چیزوں کا استعمال اور سادہ زندگی بسر کرنا ہے، پرماتما مسلمانوں کو عمل کی توفیق دیں،

پریم کی شکتی

(بابا ہرنام داس کبیر پنتھی ہریانہ نواسی کے قلم سے)

پرنام اس پوتر جیون، پریم مورت، شکتی سروپ، پرشوتم مہا بلوان کو جس کی پریم لیلا سننے اور اس کے سندر مکھ کے درشن کرنے کو اس سمست سنسار میں سب ہی نر ناری ابھلاشی ہیں،

پرنام اس موہن مورت جگت جوتی عرب دیش کے اس راج کمار کو جس نے عرب دیش کا اتیاچار دور کرنے کے لئے محمد روپ دھارن کیا اور جس کا پرگھٹ ہونا سنسار کے لئے شانتی کا سندیسہ تھا،

پرنام اس پیورن شکتی، موہن مورتی، سندر سروپ، سندر ساجن ہیٹھے بول والے پریتم پیارے کو جس کے اپنے پرائے سب موہت ہوئے اور جس کے گیان بل نے جگت گرو کو پرگھٹ کیا،

عرب دیس کے راجکمار کی پرجا سنسار میں چالیس کروڑ بتائی جاتی ہے، یہ محمد صاحب کی پریم شکتی کا ثبوت ہے، یہ آپکی پریم شکتی ہی تھی جس نے ست ریا پیوں کو شدہ کرکے بالکل پوتر بنا دیا، جو تیت اور راکشش تھے وہ ایشور بھگت بن گئے جو پاپ میں ڈوبے ہوئے تھے وہ پریم و محبت میں ڈوب گئے آپ نے پریم کی ایسی جنبی بہائی، کہ کرودھ کی جگہ پریم اور دیا نے لے لی، مدت کے بیری متر بن گئے جھگڑے کا نام تک نہیں رہا، اور بیمار و دشت سنسار کی سیوا کو اپنا دھرم سمجھنے لگے،

آپ نے عرب نواسیوں کو پریم کا مدرا پلا کر سنسار پر بہت بڑی کرپا کی ہے اگر آپ پریم کی جگہ تلوار کے زور سے اپنا دھرم پھیلاتے تو عرب کا ایک بھی راکشش آپکا متر نہ ہوتا، کیونکہ زور اور طاقت سے کوئی جٹا دھاری دل کے سنگھاسن پر براجمان نہیں ہوسکتا، اور کسی کے ہردے کا مالک نہیں بن سکتا، بلکہ سنسار میں اس کے خلاف ایک عام نفرت پھیل جاتی ہے اور اس کے سب بیری ہو جاتے ہیں، حالانکہ آپ پریمیوں کے ہردے کے مالک تھے، بھلا تلوار میں یہ شکتی کہاں کہ کوئی منش دل کے سنگھاسن پر براجمان ہو جائے اور سنسار کے چالیس کروڑ منشوں کے ہردے پر حکومت کرے،

محمد صاحب نے سنسار کے سامنے جو قرآن کے نام کی پستک پیش کی، وہ پریم پتر تھا جس نے بیریوں کو اپنا بنا لیا، وہ کاغذوں کی کتاب نہ تھی بلکہ کام دیو کا دھنش

تھا جس سے پریم کے سنہرے تیر نکل نکل کر سنسار کے کلیجہ کو چھید رہے تھے،

پرنام ایسے پریتم پیارے کو جس کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے، جس کا بائیکاٹ کیا گیا ہو، جس کو پربھو کا سندیسہ دینے کے جرم میں دیس نکالا دیا گیا، جب وہ اپنے پیارے دیس میں فاتحانہ داخل ہوا تو سرکش بیریوں کو معاف کر دیا، اور اپنے دل میں کوئی چھل کپٹ نہیں رکھا۔

پرنام اس میٹھے بول بولنے والے پریتم پیارے کو جس کے بیری اس کے قدموں پر گر گر اس کے میٹھے بولوں کی وجہ سے اس کے سب سے بڑے جاں نثار ہو کر مرے اور آج اس کے سارے سنسار میں ان سچائی کے میٹھے بول بولنے والے سجنا کے گیت گائے جا رہے ہیں،

ان کو پرنام اور انکی نگری کو نمسکار، جو چالیس کروڑ منشوں کے دل کے سنگھاسن پر براجمان ہوا

مساوات کا علم بردار

(از جناب لالہ شیو نارائن صاحب بھٹناگر ایڈیٹر روزانہ وطن دہلی)

آج دنیا کے چالیس کروڑ مسلمان حضرت محمد صاحب کا یوم ولادت منا رہے ہیں، جو آنحضرت کو اپنا آقا و مولا کہتے ہیں، اور ان کے نام پر اپنی جان عزیز تک قربان کرنا ثواب دارین سمجھتے ہیں، پیغمبر اسلام کی عظیم شخصیت کا اندازہ اس چیز سے نہیں لگایا جا سکتا، کہ انکی زندگی میں انکی کیسی قدر و منزلت کی گئی، زندگی میں تو دنیا نے کسی ریفارمر کی بھی قدر نہیں کی بلکہ اس کا درست معیار یہ ہے کہ رفتار زمانہ کے ساتھ انکی تعلیم کا اثر بڑھ رہا ہے یا گھٹ رہا ہے، اگر حضرت محمد صاحب کو اس کسوٹی پر پرکھا جائے، تو ہر ایک غیر متعصب شخص کو انکی عظمت و بزرگی کا لوہا ماننا پڑے گا، حضرت محمد صاحب ایک جاہل قوم میں پیدا ہوئے جس کی راسخ الاعتقادی مخالفت کی تاب نہیں لاسکتی تھی، جہاں ذرا ذرا سی بات پر انسانی خون کا دریا بہا دینا معمولی کھیل تھا، جہاں انسانوں خصوصاً صنف نازک کے ساتھ وحشیانہ سلوک ہوتا تھا، اور جس کی سب سے بڑی خصوصیت آپس میں لڑ بھڑ کر تباہ ہوتا تھا، حضرت محمد صاحب نے اپنی قوم کی مجلسی خرابیوں کا گہرا مطالعہ کیا، اور انہیں دور کرنے پر آمادہ ہوگئے، اپنے بیگانوں نے مخالفت کی، تمام زمانہ دشمن ہوگیا، وطن میں پناہ نہ ملی لیکن اس مرد خدا کے عزم صمیم میں فرق نہ آیا، جوں جوں مشکلات و مصائب بڑھتی گئیں، ان کے پائے ہمت میں استقلال آتا گیا، کسی نے سچ کہا ہے ؎

پھرتا ہے سیل حوادث سے کہیں مردوں کا منہ

شیر سیدھا تیرتا ہے وقت رفتن آب میں

آخر وہ دن آیا کہ حق کو باطل پر فتح حاصل ہوئی، بڑے سے بڑے مخالفوں کی گردنیں جھک گئیں، اور آنحضرت کی بزرگی کو عام طور پر تسلیم کر لیا گیا، اس وقت حضرت محمد صاحب نے سوسائٹی کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو درست کر کے ایسا مجلسی نظام باندھا جس کی آج تک دنیا میں کہیں نظیر نہیں ملتی اسلام کی عظیم الشان فتوحات کا راز اسی مجلسی نظام میں تھا، اور آج بھی اسلامی طاقت کا سبب اس کے غیر معمولی مجلسی نظام میں پوشیدہ ہے حضرت نے اس مجلسی نظام کی بنیاد مساوات پر رکھی تھی، آپ نے خود کو ہمیشہ معمولی بندگان توحید کی صف میں پیش کیا، ان کے ساتھ ایک جماعت میں نماز پڑھی، ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھایا، ایک فرش پر بیٹھ کر دینی و دنیاوی مسائل کا حل کیا، اس عملی تعلیم کا اثر ان کے پیروؤں پر اس قدر گہرا پڑا، کہ حضرت عمر صاحب جیسے فاتح مجلسی حیثیت میں ایک معمولی کلمہ گو کے مساوی تھے اس سلسلہ میں مجھے دہلی کا ایک واقعہ یاد آگیا، کچھ عرصہ ہوا شاہ کابل جامع مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے تشریف لائے، جامع مسجد کا صدر دروازہ شاید خاندان مغلیہ کی تباہی کے بعد پہلی مرتبہ امیر حبیب اللہ کے لئے ہی کھلا گیا تھا، مسلمانوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ مسجد کا وسیع صحن ہی نہیں بلکہ پریڈ کے میدان تک مسلمان ہی مسلمان نظر آتے تھے جو شاہ کابل کے ساتھ نماز پڑھنے کے شرف میں جمع ہوئے تھے، منبر کے قریب پہلی صف میں شاہ کابل کی بغل میں ایک معمولی بہشتی بھی کھڑا ہوگیا، ارباب بست و کشاد نے اس بہشتی کو وہاں سے پیچھے ہٹ جانے کو کہا، بہشتی نے کہا، یہ تو خدا کا گھر ہے یہاں شاہ و گدا مساوی ہیں، اس پر شاہ کابل نے کہا درست کہتا ہے اسکو یہیں کھڑا رہنے دو،

ایسے واقعات بادی النظر میں معمولی ہوتے ہیں، لیکن ان کا اثر عوام پر ایسا گہرا پڑتا ہے، کہ بے عمل مولویوں کے ہزار ہا وعظ جن میں تمام قرآن شریف دوہرایا جاتا ہے اس کے سامنے بے کار ثابت ہوتے ہیں یہ اسلام کی مساوات ہی ہے جس نے ایک دنیا کو کشش کر لیا تھا، اور آج بھی کشش کر رہا ہے، اگرچہ مقابلہ کرنا بعض اوقات ناخوشگوار ہوتا ہے، لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہندو دھرم اور عیسائی مذہب مساوات میں اسلام سے کوسوں پیچھے ہیں، بیسویں صدی مساوات و آزادی کا زمانہ بتلایا جاتا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں، کہ آزاد ممالک میں بھی مجلسی مساوات، اسلامی مساوات کا پاسنگ بھی نہیں ہے بیسویں صدی کے علمبردار مساوات روسی بیرو لینن کی زندگی کے روزمرہ کے واقعات اس وقت دنیا کے حافظہ میں تازہ ہیں لیکن حضرت محمد صاحب سے جو روایات وابستہ ہیں ان میں سے ایک ایک کے سامنے لینن کی تمام زندگی کے مجموعی واقعات بھی ہیچ ہیں، ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں نے جب تک مساوات کے بنیادی اصول کو پیش نظر رکھا، ان کا اقبال دن دونی رات چوگنی ترقی کرتا گیا لیکن جب اس ملک کی آب و ہوا کے اثر سے اس پر عمل کرنا بند کر دیا گیا، تو وہ حرف غلط کی طرح صفحہ عالم سے غارت ہوگئے،

گذشتہ پچاس سال کی مردم شماری کی رپورٹ پر سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کی تعداد غیر معمولی رفتار سے بڑھ رہی ہے اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ مسلمان ہندوؤں کی نسبت زیادہ بچے پیدا کرتے ہیں، بلکہ اس کا حقیقی سبب یہ ہے کہ اسلامی مساوات غیر مسلموں کو کشش کر کے انکی تعداد بڑھا رہی ہے، بعض حضرات کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے، لیکن میں اسے تسلیم نہیں کرتا، اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اسلام کے پھیلانے میں بعض اوقات تلوار سے بھی کام لیا گیا ہے اسلام کی عالمگیر ترقی کا راز تلوار میں نہیں بلکہ اس کے مجلسی مساوات میں ہے، اس کی قوت جاذبہ میں ہے، اور میری رائے ہے حضرت محمد صاحب کی ایسی تعلیم ہے جو مجھے دنیا کی کسی دوسری زندہ سوسائٹی میں نظر نہیں آتی، عظیم شخصیت ہمیشہ وسعت پذیر ہوتی ہے مفید تعلیم کا حلقہ اثر روز بروز بڑھتا جاتا ہے، حضرت کی تعلیم میں مجھے یہ خوبی محسوس ہوتی ہے کہ اس سے انکی عظمت کا سکہ میرے قلب پر بیٹھتا ہوا ہے،

غیر مسلم مشاہیر کی رائیں

اور خیالات رسول کریم کے متعلق اگر آپ کتابی صورت میں دیکھنا چاہتے ہیں، تو کتاب اسوۃ النبی منگا لیجئے، لیکن اس کی قیمت ۵ روپے اور وہ دی پی نہیں آسکتی اس لئے ایک سکھ بھائی کی سیرت رسول لکھی محمد کی سرکار نامی کتاب ہی منگا لیجئے اس کی قیمت ۸ روپے، دو منگائیں تو ۱۲ میں ملیں گی، محصول ڈاک ۸ کل ۱۲ حمیدیہ پریس دہلی دفتر رسالہ مولوی سے منگائیے،

نظمیں نعتیں اور تضمینیں

ذروں میں ترا پرتو تاروں میں نور تیرا

جناب ابوالجمال سید محمد عبدالرؤف صاحب اختر آزاد کوڑا جہان آبادی

ہر شے میں نور تیرا ہر جا ظہور تیرا   ہر ایک لب پہ چرچا نزدیک و دور تیرا
کیوں تیرے دیکھنے کو بالائے طور جائیں   ہر ایک شے میں جب ہو ظاہر ظہور تیرا
جو عقل سے ہیں عاری وہ منحرف ہیں تجھ سے   قائل ہے صدق دل سے ہر ذی شعور تیرا
معمور سارا عالم تیری تجلیوں سے   ذروں میں ترا پرتو تاروں میں نور تیرا
محروم کون ہے یاں فیض اتم سے یارب   جلوہ فگن جہاں میں ہر جا ہے نور تیرا
اعمال گو برے ہیں، افعال گو زبوں ہیں   پر آسرا ہے مجھ کو رب غفور تیرا
دیدار سے ہوں تیرے آنکھیں مری منور   یارب مجھے میسر قرب و حضور تیرا
ہے ذات ہی سے تیرے دیر و حرم کی رونق   نار جحیم تیری ہے قصر حور تیرا
آزاد کی بھی یارب دے بخش سب خطائیں   اس پر بھی اب کرم ہو رب غفور تیرا

رباعی

حب نبی ضرور ہے عشق خدا کے بعد   نعت رسول فرض ہے حمد خدا کے بعد
مخلوق میں نہیں ہے کوئی ہمسر و عدیل   سب سے بڑی ہے ذات محمد خدا کے بعد

رسول پاک

تضمین بر نظم جناب حضرت جوش ملیح آبادی

(از مصور جذبات نور لدھیانوی)

اے وہ بشر کہ باعث رونق ہفت کشوری   اے وہ بشر کہ موجب زینت بزم سروری
اے وہ بشر کہ ہے فدا جس پر ادائے دلبری   اے وہ بشر کہ پھونک دی بزم نشاط کافری
رشتہ خوف بن گیا رقص بتان آذری

آگے ترانے سوز سے چھیڑی جو تار ساز کی   پردہ راز میں نہ پھر رہ سکی بات راز کی
اور ہی شان ہو گئی اللہ رے حجاز کی   خشک عرب کی خاک سے لہریں اٹھیں نیاز کی
قلزم ناز حسن میں اف رے تری شناوری

تجھ سا کوئی جمیل ہے اور نہ کوئی جلیل ہے   تو بخدا ہے بے مثال اور تو بے عدیل ہے
تو ہے بشارت کلیم، آرزوئے خلیل ہے   تیری پیمبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے
درنت نورد دل کو دیا تو نے شکوہ قیصری

باعث فخر دو جہاں بندہ نواز تیری ذات   راحت جان عاشقاں تیری نگاہ التفات
تیرے ہی دم سے ہے فزوں رونق بزم شش جہات   لحن سے تیرے منتظم پست و بلند کائنات
ناز سے تیرے منضبط گردش چرخ چنبری

تو نے صدائے حق بلند کی جو خلاف کفر کے   ختم ہوئے تمام تر رقص و طواف کفر کے
بھید جو تھے چھپے ہوئے کھل گئے صاف کفر کے   تیرے سخن سے دب گئے لاف و گزاف کفر کے
تیرے نفس نے سرد کی گرمی سحر سامری

نیّر اسلام

مصور جذبات نور لدھیانوی

آج خود رونا ہے اور دنیا کو رلانا ہے مجھے   کھینچ کر درد کی تصویر دکھانا ہے مجھے
اپنے ماضی کی عظمتیں یاد دلانا ہے مجھے   خواب دیرینہ کی تعبیر دکھانا ہے مجھے
آہ اک درد بھرا قصہ سنانا ہے مجھے   حالت قوم پہ دو اشک بہانا ہے مجھے
بخت خوابیدہ مسلم کو جگانا ہے مجھے   یعنی بگڑی ہوئی حالت کو بنانا ہے مجھے
کام لینا ہے تو لینا ہے دعا سے مجھ کو
آج کچھ مانگنا ہے اپنے خدا سے مجھ کو

یاد ایام کہ خوش بخت تھے دل شاد تھے ہم   نصرت دین کی اک تازہ ترین یاد تھے ہم
ماہر علم تھے ہم صاحب ایجاد تھے ہم   فن کے استاد جو تھے ان کے بھی استاد تھے ہم
یاد ایام کہ ناشاد نہ تھے شاد تھے ہم   آج کی طرح نہ برباد تھے آباد تھے ہم
خوف گلچیں تھا، نہ صرف غم صیاد تھے ہم   صورت سرو چمن دہر میں آزاد تھے ہم
وہ بھی دن تھے کہ ہر اک بول تھا بالا اپنا
تھا سیہ خانہ عالم میں اجالا اپنا

ہم وہی ہیں کہ جو بچھڑوں کو ملا دیتے تھے   اور ڈوبے ہوئے بیڑوں کو ترا دیتے تھے
بد دعا کوئی جو دیتا تو دعا دیتے تھے   صبر کا نقش ہر اک دل پہ بٹھا دیتے تھے
ہم وہی ہیں کہ جو روتوں کو ہنسا دیتے تھے   ہم وہی ہیں کہ جو بگڑی کو بنا دیتے تھے
اوج پر خاک نشینوں کو بٹھا دیتے تھے   خاک کی چٹکی کو اکسیر بنا دیتے تھے
کبر و نخوت کو زمانہ سے مٹایا ہم نے
دہر کو درس مساوات پڑھایا ہم نے

ہم ہیں بد خلق کو خوش خلق بنانے والے   عدل و انصاف ہر انساں کو سکھانے والے
بھر کے جام مے توحید پلانے والے   شعلہ کفر و ضلالت کو بجھانے والے
ہم ہیں قرآن کی تفسیر بتانے والے   ہم ہیں پیغام خدا و ند سنانے والے
بھولے بھٹکوں کو رہ راست پہ لانے والے   ہم ہیں معبود سے بندوں کو ملانے والے
دل پژمردہ انساں کو کھلایا ہم نے
اور غلاموں کو بھی سلطان بنایا ہم نے

عہد جس کام کا کرتے رہے کر دیتے تھے   راہ حق میں سر میدان ہی سر دیتے تھے
اپنے نظریہ کی داد اہل نظر دیتے تھے   جزیہ تحسین کا ہمیں اہل ہنر دیتے تھے
کوئی کرتا تھا طلب سیم تو زر دیتے تھے   مانگنے والوں کو ہم لعل و گہر دیتے تھے
گل امید سے ہم جھولیاں بھر دیتے تھے   ادھر آمد سے لیتے تھے ادھر دیتے تھے
وہ بھی دن تھے کہ ثنا خواں تھا زمانہ اپنا
اہل عالم کی زبان پر تھا فسانہ اپنا

ہم پہ ایام مصیبت اگر آجاتے تھے — ہم تڑپتے تھے نہ روتے تھے نہ چلاتے تھے
کام ہم صبر سے لیتے تھے نہ گھبراتے تھے — یادِ حق سے دلِ بیتاب کو بہلاتے تھے
قصۂ ظلم و ستم جب کہیں سن پاتے تھے — دل ہلا کے چوٹ سی لگتی تھی تڑپ جاتے تھے
طورِ ظالم کے کبھی طور نہیں بھاتے تھے — بیکس و بے بس و لاچار کا غم کھاتے تھے

دل سے مظلوم رعایا کی نگہبانی کی
داد دی ہم نے زمانہ میں جہانبانی کی

حق اگر پوچھئے ہم حق سے تو بیزار نہ تھے — حق کے دلدادہ تھے باطل کے پرستار نہ تھے
قسمِ اعدا کی مت لئے پندار نہ تھے — دشمنِ قوم نہ تھے ملک کے غدار نہ تھے
سرکش و ظالم و عیار و ستمگار نہ تھے — فاسق و فاجر و مکار و ریاکار نہ تھے
ہائے اس طرح سے رسوا سرِ بازار نہ تھے — جس قدر آج ہیں اتنے تو گنہگار نہ تھے

مے توحید سے لبریز تھا ساغر اپنا
سینکڑوں بار رہِ حق میں کٹا سر اپنا

حاکمِ وقت تھے ہم صاحبِ توقیر تھے ہم — ہم جہانبان و جہاندار و جہانگیر تھے ہم
غم سے غربا و مساکین کے دلگیر تھے ہم — اور بیواؤں یتیموں کے خبرگیر تھے ہم
کون کہتا ہے کہ سنت کشِ تقدیر تھے ہم — مائلِ عمل تھے ہم صاحبِ تدبیر تھے ہم
غیر منصف کے لئے غیرتِ شمشیر تھے ہم — عدل و انصاف کی منہ بولتی تصویر تھے ہم

حاکمِ وقت کے بیٹے سے بھی ہو تی جو خطا
اس کو بھی دروں کی ملتی وہی سنگین سزا

تھا یہ سب کچھ اسی اک مردِ خدا کے باعث — منبعِ لطف و کرم بحرِ سخا کے باعث
ساقیٔ کوثر و محبوبِ خدا کے باعث — سایۂ ذاتِ احد شاہِ ہدیٰ کے باعث
ہاشمی نسب شہِ ارض و سما کے باعث — مصدرِ لطفِ ازل عینِ عطا کے باعث
موجبِ زینتِ معراج و دنیٰ کے باعث — یعنی اس صاحبِ لولاک لما کے باعث

ہاں وہی قیدِ جہالت سے چھڑایا جس نے
آدمی حضرتِ انساں کو بنایا جس نے

وہ کہ کہتی ہے جسے افضلِ اعظم دنیا — وہ کہ کہتی ہے جسے اکرمِ دارحمِ دنیا
وہ کہ کہتی ہے جسے نورِ مجسم دنیا — وہ کہ کہتی ہے جسے نیرِ اعظم دنیا
وہ کہ کہتی ہے جسے نوح کا ہمدم دنیا — وہ کہ کہتی ہے جسے مونسِ آدم دنیا
وہ کہ کہتی ہے جسے ذاتِ مکرم دنیا — وہ کہ کہتی ہے جسے رحمتِ عالم دنیا

رہبرِ خضر و کلیم، حامیٔ موسیٰ بھی وہی
حسنِ یوسف بھی وہی ہے دمِ عیسیٰ بھی وہی

وہ گنہگاروں کو دوزخ سے بچانے آیا — شعلۂ نارِ جہنم کو بجھانے آیا
ڈنکہ توحید کا عالم میں بجانے آیا — فتنۂ کفر و ضلالت کو دبانے آیا
وہ جو اس سے بندوں کو ملانے آیا — اور باطل کی پرستش سے چھڑانے آیا
نوعِ انسان کی بگڑی کو بنانے آیا — ڈوبتی کشتیٔ امت کو بچانے آیا

آیا اس شان سے اوڑھے ہوئے کالی کملی
وہ جلالی و جمالی وہ نرالی کملی

مژدۂ بخششِ امت وہ سنانے والا — اور حق داروں کو حق ان کا دلانے والا
غم و اندوہ سے انساں کو چھڑانے والا — بے وفاؤں کو وفادار بنانے والا
خود غرضوں کو سبقِ عجز پڑھانے والا — سرکشوں کو رہِ حق میں جھکانے والا
امتیازِ نسب و نسل مٹانے والا — ایک ہی سطح پہ ہر قوم کو لانے والا

وہ جسے بادشہِ ارض و سما کہتے ہیں
ہاں۔ خدا تو نہیں۔ محبوبِ خدا کہتے ہیں

وہ غریبوں کا غم و رنج گھٹانے والا — وہ امیروں کو مساوات سکھانے والا
وہ ضعیفوں کو توانائی دلانے والا — اور بچوں کو محبت سے بلانے والا
اپنے سینے سے یتیموں کو لگانے والا — اور مسکینوں کا دکھ درد بٹانے والا
کر کے احسان نہ احسان جتانے والا — وہ خدا کے لئے گھر اپنا لٹانے والا

غمگساری کا ہو کیا اس سے زیادہ امکاں
ہوئے امت کے لئے اس کے نواسے قرباں

لایا قرآں کی صورت میں خدا کا پیغام — بھر کے دنیا کو پلائے مۓ توحید کے جام
سرِ باطل پہ چمکتا رہا مثلِ صمصام — حق پرستی کا سبق اس نے دیا صبح و شام
سرنگوں کفر کا جھنڈا کیا توڑے اصنام — اہلِ ایماں کو سکھلائے سجود اور قیام
استقامت میں عمل کر کے رہے ہم ناکام — محو آغاز رہے سوچا نہ صد حیف انجام

اسی باعث سے تو ہم شان کو کھو بیٹھے ہیں
جس قدر ہنستے تھے اب اتنا ہی رو بیٹھے ہیں

روگ کچھ ایسا لگا بیٹھے ہیں جان کو اب ہم — کچھ سمجھتے ہی نہیں سود و زیاں کو اب ہم
کھو چکے علم کے اس گنجِ گراں کو اب ہم — اور بدل بیٹھے ہیں کچھ طرزِ فغاں کو اب ہم
خود مٹانے لگے ہیں نام و نشاں کو اب ہم — خود بخود چھوڑ چکے تاب و تواں کو اب ہم
دیکھتے ہی نہیں حالاتِ عیاں کو اب ہم — بھول بیٹھے ہیں خدا اور جہاں کو اب ہم

نالۂ پابندِ نفس اے دلِ دلگیر نہیں
آہ موجود ہے پر آہ میں تاثیر نہیں

ہم میں ایماں کی پہلی سی حرارت نہ رہی — وہ جسارت وہ جلادت وہ جلالت نہ رہی
طاقت و ہمت و جرأت وہ شجاعت نہ رہی — وہ حکومت وہ کرامت وہ فضیلت نہ رہی
شان و شوکت نہ رہی عزت و حرمت نہ رہی — وہ دیانت وہ صداقت وہ تجارت نہ رہی
وہ عقیدت وہ محبت وہ مودت نہ رہی — وہ مروت وہ اخوت وہ حمیت نہ رہی

حال سے بے حال بنا طور بھی بے طور ہوئے
پہلے کچھ اور تھے اب اور سے کچھ اور ہوئے

اے خدا پھر سے ہرا نخلِ تمنا ہو جائے — پھر سے یہ غنچۂ امید شگفتہ ہو جائے
پھر تموج یمِ ایماں میں ہویدا ہو جائے — پھر سے یہ قطرۂ ناچیز بھی دریا ہو جائے
صدقے اس شان کریمی کے کچھ ایسا ہو جائے — ذرۂ خاک بھی ہمدوشِ ثریا ہو جائے
جذبہ پھر سے دلِ مسلم میں وہ پیدا ہو جائے — جس سے اک بار زمانہ تہ و بالا ہو جائے

اوجِ رفعت میں فزوں سب سے ہو شانِ اسلام
پھر ہر اک قصر پہ لہرائے نشانِ اسلام

شمعِ ازلی سے پھر ہر سمت اجالا کر دے — ظلمتِ کفر کو یارب تہ و بالا کر دے
بختِ بیدار لطفیلِ شہ والا کر دے — شوقِ دیرینہ کو دنیا سے نرالا کر دے
چشمِ حیرت زدہ کو نرگسِ شہلا کر دے — پھر مسلمانوں کے ہر بول کو بالا کر دے
شانِ اسلام کو شایاں و دوبالا کر دے — کر کے اک بار سے پھر ادنیٰ کو اعلیٰ کر دے

گوشِ شنوا کو سنا دے وہی آوازِ کہن
اسی مضراب سے پھر چھیڑ وہی سازِ کہن

عرب کا چاند

از جناب خلیق صاحب راغبی برہان پوری

چار جانب جب گھٹا تھی کفر کی چھائی ہوئی　　سارا عالم تھا نمونہ پردۂ ظلمات کا
بت پرستی بت پرستوں کی تھی پھیلائی ہوئی　　فتنہ فتنہ میں نظر آتا تھا منکرات کا
نورِ ایماں کی ضیا انساں سے کوسوں دور تھی
کیا نظر آتا کہ ہر چشمِ خرد بے نور تھی

جب جہاں میں حق و باطل کا نہ تھا کچھ امتیاز　　اپنی گمراہی کی خود رہبر بنی تھی ہر نظر
جب نوا دل سے تھا اپنی بے صدا وحدت کا ساز　　حقیقت کے کیف میں گم بادہ تہا کوئی بشر
جب تھا خالی بربطِ دل نغمۂ توحید سے
جب نہ کوئی واسطہ تھا کلمۂ توحید سے

جب نہ تھی اسلام کی کچھ واقفیت دہر میں　　ہر طرف پھیلا ہوا تھا جاہلیت کا سماں
جب نہ تھی روشن کوئی شمعِ ہدایت دہر میں　　کارفرما تھیں جہاں میں کفر کی تاریکیاں
جب تھی عالمگیر ظلمت انتہائی کفر کی
ذرہ ذرہ پر جہاں کے چھا رہی تھی تیرگی

دفعتًا چمکا مہِ برجِ نبوت جلوہ گر　　مشرقی پہلو عرب کا رونقِ صد طور تھا
اس کے جلووں نے کیا لطف و کرم فردوسِ نظر　　ہر بشر کا قصرِ ہستی نور سے معمور تھا
اس کی ضو سے بارشِ انوار تھی چاروں طرف
تیرگی دوش زمیں پر بار تھی چاروں طرف

رہ گئیں منہ اپنا لیکر کفر کی تاریکیاں　　عالمِ کثرت میں تابندہ ہوا وحدت کا نور
شش جہت میں ہر طرف رحمت کی چھا ہی گئیں بدلیاں　　مومنوں کے دل میں پیدا ہو گیا کیف و سرور
بادۂ توحید پیکر جھومتا تھا ہر بشر
تیرگیِ کفر کا جاتا رہا دل سے اثر

غرق ہو کر رہ گئی ظلمت فضائے نور میں　　اسقدر موجوں پہ بحرِ مطلعِ انوار تھا
تھی بہارِ نغمۂ وحدت فضائے نور میں　　مرکزِ ہر خارِ صحرا رشکِ صد گلزار تھا
رحمتِ حق کی زمیں پر کوندتی تھیں بجلیاں
کر رہا تھا ہر طرف نورِ خدا ضو پاشیاں

کرۂ شب تاب سب ذرے زمیں کے ہو گئے　　نورِ یزدانی کے جلووں کی ضیا باری ہوئی
دور پردے ہر نگاہ و دوربیں کے ہو گئے　　کلمۂ توحید کی پُر گرم بازاری ہوئی
دینِ حق کے سامنے ہر دینِ باطل ہو گیا
کثرتِ انوار کا مامن ہر اک دل ہو گیا

خمسہ بر غزلِ قدسی

از جناب محمد اسماعیل خاں صاحب کامل کوٹی ضلع بجنور

مرحبا سیدِ کونین رسولِ عربی　　تن فدا سے تو شوم اے شہِ مطلبی
کیسی تفسیر ہے واللیل کی گیسوئے نبی　　دیکھ اس رخِ زیبا کو یہ پڑھتے ہیں سبھی
مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ہے یہی حسن جو مطلوبِ خدا ہوتا ہے　　بے عشاق یہی وجہ شفا ہوتا ہے
دلِ مہجور کو جب دھیان سا آ جاتا ہے　　جذبۂ شوق میں یوں گرمِ نوا ہوتا ہے
من بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

اے مسیحائے دو عالم تپِ ہجراں کب تک　　شکوۂ بخت و گلۂ گردشِ دوراں کب تک
مضطرب ہوں کرو کھائیں رخِ تاباں کب تک　　شدتِ سوز ہے فرقت کے یہ ساماں کب تک
چشمِ رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

عالِ صدیق دانیس قرنی کا صدقہ　　عمرِ رشید سعد عثمان غنی کا صدقہ
سبطِ سرکار حسین ابن علی کا صدقہ　　ان کے اس جدکا اور تشنہ لبی کا صدقہ
ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبِ حیات
لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

ایامِ جہالت

از جناب منشی محمد صدیق حسن صاحب عاشق دھوبیوری

کفر کی چھائی ہوئی تھی ہر طرف گہری گھٹا　　چل رہی تھی شرک کے عالم میں ہر سمت ہوا
گمرہی میں سر سے پا تک ہر بشر تھا مبتلا　　تھی غبارِ جہل سے تاریک دنیا کی فضا
لات و عزیٰ کی پرستش میں ہر اک سرشار تھا
نامِ معبودِ حقیقی سے ہر اک بیزار تھا

ہو چکا تھا ہر بشر کے دل پہ کثرت کا اثر　　مٹ چکا تھا اک قلم واحد کی وحدت کا اثر
چپے چپے پر نمایاں تھا ضلالت کا اثر　　ہر بن مو سے عیاں تھا بغض و نخوت کا اثر
سارا عالم بادۂ تکفیر سے مخمور تھا
نورِ ایماں ہر بشر کے قلب سے کافور تھا

رات دن رہتا تھا سب کو قتل و غارت ہی سے کام　　بادہ نوشی سے تعلق عیش و عشرت ہی کا کام
ہر گھڑی ہر وقت بدکاری کی عادت ہی سے کام　　باتوں باتوں میں جہالت اور عداوت ہی سے کام
دشمنِ جانی تھا ہر اک دہر میں تعلیم کا
مادہ باقی کسی میں بھی نہ تھا تفہیم کا

ہو چکا تھا ہر بشر انسان کا ناقص دماغ　　مطلقًا گل ہو چکا تھا عقل و دانش کا چراغ
مٹ چکا تھا صرصرِ تکفیر سے ایماں کا باغ　　کوئی لے سکتا نہ تھا کثرت میں وحدت کا سراغ
بت پرستی ہو رہی تھی دہر میں اس زور سے
گونجتا تھا سارا عالم گمرہی کے شور سے

غرق بحرِ معصیت تھے جو اناث و جو ذکور　　جہل کی ظلمات میں تھا قتل و غارت کا وفور
جو بھی تھا وہ ہو رہا تھا مائلِ فسق و فجور　　الغرض انسانیت انسانیت کوسوں تھی دور
آفتابِ علم ابرِ جہل میں روپوش تھا
بادِ غفلت سے چراغِ اخلاق کا خاموش تھا

ہر دم آزاری جفا جوئی تھا دنیا کا چلن　　پائمالِ بغض تھا صلح و اخوت کا چمن
ہستیِ امن و سکوں تھی شاکیِ شور و فتن　　قتل و غارت ہو رہا تھا ہمیشہ ہر مرد و زن
آدمیت سوز فعلوں سے بشر مسرور تھا
نشۂ وحشت میں سارا عالم چور تھا

عہد رسالت

ظلم بندوں کا بہت ہی ہو گیا جب ناگوار — یک بیک دریائے فضل حق ہوا پھر بیقرار
اک بشر پیدا کیا ایسا خدا نے نامدار — جو کہ آیا اس جہان تار میں انوار بار

گلشن عالم کی تنظیم و حفاظت کیلئے
راہ گم کردہ جماعت کی ہدایت کیلئے

ہر طرف سے غل اٹھا فخر رسالت ہے یہی — ہادی حق مانع کفر و ضلالت ہے یہی
مخبر صادق یہی مختار جنت ہے یہی — کل جہاں کے واسطے از رب رحمت ہے یہی

باعث تکوین دو عالم یہی انسان ہے
ناز ہے جس پر خدا کو وہ اسی کی شان ہے

اس کی آمد سے گھٹا رحمت کی ہر سو چھا گئی — وہ جو آیا باغ میں فصل بہاری آ گئی
اس کی ہیبت سے شرارت کی فضا مرجھا گئی — دیکھ کر اس کو عدو کی عصبیت شرما گئی

درس ہر اک شخص کو دینے لگا اسلام کا
جابجا اڑنے لگا پرچم خدا کے نام کا

مٹ گئی مذموم تر رسم درہ دختر کشی — ہو گئی معدوم مطلق رہزنی غارت گری
باہمی جنگ و جدل سے سب کو نفرت ہو گئی — آدمیت آ گئی حیوانیت جاتی رہی

ہو گئی اصلاح دنیا نسخۂ تہذیب سے
مل گئی سب کو رہائی بندش تخریب سے

اس کے قول و فعل کا قائل زمانہ ہو گیا — ناوک اخلاص کا ہر دل نشانہ ہو گیا
نام نامی ہر کہہ و مہ کا ترانہ ہو گیا — عام لطف عام کا گھر گھر فسانہ ہو گیا

دوست و دشمن اس کے حسن خلق کا شیدا تھا
سارے عالم میں یہ شہرہ قاف تا قاف تھا

حامئ باطل کو دین حق کا شاہد کر دیا — منکر قرآن کو واحد میں موحد کر دیا
گمرہوں کو دین فطرت کا مقلد کر دیا — اپنے بدگویوں کو شیدائے محامد کر دیا

اس کا دستور العمل معمول عالم ہو گیا
زخم گمراہی کو صحت بخش مرہم ہو گیا

وہ غریبوں کا معاون بیکسوں کا دستگیر — وہ مددگار یتامیٰ و مساکین و اسیر
شان اس کی بےمثال اور اس کی بے نظیر — اس کے آگے سرنگوں رہتے تھے سلطان و وزیر

اس کے ممنون کرم شاہان با عز و وقار
اس کے مرہون عنایت سرکشان نابکار

راہ حق کی ہر مصیبت شوق سے سہتا تھا وہ — انتہائی صبر و استقلال سے رہتا تھا وہ
انتشار دین حق کی دھن میں بہتا تھا وہ — نقش ہو جاتی تھی دل پر بات جو کہتا تھا وہ

وقف صد آلام تھا حق کی حمایت کیلئے
جان کی پروا نہ تھی دین کی اشاعت کیلئے

اس کا دریائے سخاوت اس قدر تھا جوش پر — خدمت عالی میں آتا جس قدر بھی مال و زر
فی سبیل اللہ دے دیتا تھا وہ نیکو سیر — اپنے خورد و نوش پر اصلا نہ کرتا تھا نظر

بھوک کی شدت میں تھی عادت شاہ زماں
باندھ لیتا تھا وہ اپنے پیٹ پر سنگ گراں

لا شمیم نکہت موئے رسول

از پیر شیر محمد صاحب عاجز صدیقی ساکن گھانگہ خرد ضلع فیروزپور

اے صبا لے چل مجھے سوئے رسول — تا کہ دیکھوں جلوۂ روئے رسول
میں یہ سمجھوں آ گیا فردوس میں — ہو مرا مسکن اگر کوئے رسول
اے نسیم صبح میں بیہوش ہوں — لا شمیم نکہت موئے رسول
ہے ہلال چرخ بھی ان پر فدا — ایسے ہیں خوشتر وہ ابروئے رسول
سورۂ واللیل آئی وصف میں — اس قدر ہے شان گیسوئے رسول
سر جھکا کر ہو گئے منکر مطیع — دیکھ کر وہ خلق نیکوئے رسول
سب گلوں میں گلشن آفاق کے — ہے سمائی نکہت بوئے رسول
سرو کے دل میں یہی ہے ولولہ — دیکھے ہر دم قد دلجوئے رسول
کرتے تھے بیکس کی خدمت رات دن — تھی ہمیشہ بس یہی خوئے رسول
چاند نے چہرہ چھپایا ابر میں — شب کو جب کی مدحت روئے رسول
دیکھیے قسمت مجھے کب لے چلے — رہتی ہے ہر دم نظر سوئے رسول
ہے یہی تریاق بھی اکسیر بھی — گر ملے خاک در کوئے رسول
دین و دنیا میں بڑا ذی جاہ ہے — جس کو قسمت سے ملا کوئے رسول

پاسبانی کرتے ہیں عاجز ملک
کیا عجب ہے رتبۂ کوئے رسول

روضہ کی تری چوکھٹ ہو اور سر ہمارا

(از جناب محمد شفیع صاحب کلیم منشی فاضل گورنمنٹ اسکول [illegible]گڑھ)

رحمت کی اک نظر کر اے چارہ گر خدارا — تیرے سوا مرا ہے اب کون سا سہارا
الفت میں تیری صدون رین مضطرب دل — پھرتا ہوں ہند کی میں گلیوں میں مارا مارا
خدمت میں چاہتا ہوں در کی ترے محمد — دنیا کا چھوڑ بیٹھا ہوں کاروبار سارا
اے کاش کہ وہ دن ہوں منہ ہند کا [illegible] — روضے کی تیری چوکھٹ ہو اور سر ہمارا
جز تیرے در کی خدمت اور یاد خالق کل — ہم ہیں نہ کام کرنے کا ہو کوئی سہارا
چوکھٹ کو چومتے ہیں تیری شہان عالم — بیٹھا ہے سب کے دل پر سکہ شہا تمہارا
نکلے ہوں سے خادم جب تیغ لیکے تیری — لے لیں ایک جیتا ایران و روم سارا
سمجھے اگر حقیقت دنیا کی چھوڑ دولت — خادم کی تیرے شان ہو افزوں ز شان دارا

فانی کلیم ہوں میں اے کاش تیرے غم میں
احمد میں تیرا عاشق اور تو ہے مرا پیارا

متاع جان و دل اے کاش ہو صدقے محمد کے

از جناب نثار احمد صاحب نثار

دل و جاں دونوں میں سو جان سے صدقے محمد کے — نظر آئیں خدایا مجھکو بھی جلوے محمد کے
تمنا ہے یہی جب نزع کے آثار پیدا ہوں — خدا کا ذکر دل میں لب پہ ہوں کلمے محمد کے
مری بگڑی ہوئی تقدیر دم بھر میں سنور جائے — متاع جان و دل اے کاش ہو صدقے محمد کے
نہیں مخصوص شمع و گل کی ہر اور پیا ند ماروں کی — نظر آتے ہیں ہر شے میں مجھے جلوے محمد کے
فشار درد و غم سے قلب مضطر مطمئن کر دے — خدایا چاہتا ہوں تجھ سے یہ صدقے محمد کے
صدائے آئیں ارنی کی جگہ پر لن ترانی کی — اگر ہو [illegible] جلوے محمد کے

نہ کیونکر عالم بالا کا رتبہ اور بالا ہو
جسے ہیں عرش و کرسی ہر جگہ نقشِ محمدؐ کے

فقط اک مصر کی بازار ہی میں ذکر یوسف تھا
فدائی ہو جہاں تک ہوتے ہیں چرچے محمدؐ کے

بھروسا کچھ نہیں ہے دم کا اے اللہ ایسا ہو
مری ہر سانس میں جاری رہیں کلمے محمدؐ کے

نہ چھوٹے امت عاصی کو دم بھر کوئی حالتیں
زہے رحمت کردں دونوں جہاں صدقے محمدؐ کے

حبیبؐ حق رحمۃ للعالمین شمس الضحیٰ کہہ کر
بڑھائے اللہ اللہ حق نے کیا رتبے محمدؐ کے

تسلی اک ذرا ہو جائے ان مشتاق آنکھوں کی
کہیں ہی دیکھ لوں میں اے خدا جلوے محمدؐ کے

کہیں ہو جائیں ہم بھی ان کے ادنیٰ جانثاروں میں
سمائیں اپنے سر میں بھی کہیں سودے محمدؐ کے

ہمارا نقد جاں تو اس کے قابل ہو نہیں سکتا
فدائی جس کی گاہک ہے وہ ہیں سودے محمدؐ کے

ملائک فرش سے آتے ہیں جو کہٹ چومنے انکی
بشر سمجھے گا کیا اللہ رے رتبے محمدؐ کے

اندھیری قبر اپنی ہو گئی یکبارگی روشن
ننار آئے نظر تربت میں جب جلوے محمدؐ کے

کہ ہزاروں سجدے ہیں جبہ سا سر راہ منزل ناز میں

از جناب لسان الحسان علامہ ضیا القادری البدایونی

وہ تجلیاں سر عرش کی نظر آئیں ارض حجاز میں
کہ نشان سجدہ چمک اٹھا سر راہ فرق نیاز میں

مرے تاجدار کرم نما تو ہے پردہ پوش کرم ترا
کہ ایک ذرہ گناہ ہے سر حشر صیغۂ راز میں

سر طور چھا گئی چاندنی بنے ذرہ بدر چاند میں
تھے ہزاروں جلوے دبے ہوئے تری اک تبسم ناز میں

یہ کمال جو ہر حسن تھا رخ مصطفےٰ کے جمال کا
کہ صفات و ذات سب آئینہ ہے دست آئینہ ساز میں

یہ گدائے خاک نشیں کہاں کرے خواہش ارم و جناں
کہ ہزاروں جنتیں گرد ہیں رہ تاجدار حجاز میں

وہ جمال روئے خدا نما جو ہوا ذرا نظر آشنا
ہوئیں سب حقیقتیں آئینہ جو نہاں تھیں حسن مجاز میں

سر حشر ہی نہ رہے جدا قدم حضورؐ سے یہ گدا
ہوں مقام حمد میں آئے جب ہو غلام شکل ایاز میں

ہے محال جادہ قربت تک گذر اپنی شان نیاز کا
کہ ہزاروں سجدے ہیں جبہ سا سر راہ منزل ناز میں

مرے شوق دید کا سلسلہ نہ کبھی نہ ہو مختصر
کہ عیاں وہ عارض حق نما ہے نقاب لندداز میں

دل بادہ خوار میں از دشب ہے خمار دولائے طلب
وہ سرور نشۂ معرفت ہو شراب جام حجاز میں

میں ازل سے بادہ پرست ہوں گدائے ساقی مستیاں
سر بزم ست الست ہوں کہ ہوں انکی محفل ناز میں

یہی آرزو ہے کہ اے خدا در مصطفےٰ پہ مرے ضیا
ہو اسیر عشق کے پاس ہی مری قبر ارض حجاز میں

ہے خاک بھی تو میاں کیمیا مدینے کی

(از نتیجہ فکر امیر احمد صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ بکسنی مارواڑ)

ہوا میں اچھی ہوا ہے ہوا مدینے کی
فضا میں اچھی فضا ہے فضا مدینے کی

مریض عشق نے پائی دوا مدینے کی
شفا ملی تھی تو کیسی شفا شفا مدینے کی

ہوا ہے دل کے لئے دل ربا مدینے کی
فضا ہے جاں کے لئے جانفزا مدینے کی

غذائے روح ہے تجلی غذا مدینے کی
دوائے قلب ہے جانی دوا مدینے کی

جو یاد دل میں ہے وصل علےٰ مدینے کی
فضا ہے آنکھوں میں لے مرحبا مدینے کی

گلی گلی ہے جو خلد آشنا مدینے کی
تو اینٹ اینٹ ہے مشک ختا مدینے کی

جو کیاری کیاری ہے جنت نما مدینے کی
کلی کلی بھی ہے مشک آشنا مدینے کی

ہمارے دل کی کھلی ہے کلی کلی واللہ
جو صبح صبح کو آئی صبا مدینے کی

وہاں کا پانی ہے آب حیات سے بڑھکر
ہے خاک بھی تو میاں کیمیا مدینے کی

جہت ہے طیبہ کی قبلہ نما مرے قبلہ
ہے سمت کعبہ ہی کعبہ نما مدینے کی

بقا ہو ورد زبان قول حضرت رحماں
خدا دوبارہ دکھائے فضا مدینے کی

ہے لاجواب یہ نسخہ علاج بالضد کا
بقا بقا ہی بقا ہے فنا مدینے کی

دور کر دیتے ہیں درد و غم دل رنجور سے

(از جناب غلام محمد صاحب میزونڈ بائنڈر گورنمنٹ پریس آرہ آباد)

دل ہے روشن مصطفےٰؐ کے عارض پر نور سے
کیا غرض موسیٰ سے مطلب کیا چراغ طور سے

غیر ممکن ہے کوئی بندہ ہو ہمسر آپؐ کا
آپ کو پیدا کیا خالق نے اپنے نور سے

آپ کے شمع رخ روشن کے جو پروانہ ہیں
کیا غرض جنت سے ان کو کیا تصور حور سے

رکھتے ہیں جو خوف حق چلتے ہیں بر قول نبی
بچ رہیں گے وہ روز جزا خوف سے مسرور سے

ہو گی ذات احمدیؐ اس دن شفیع عاصیاں
آئیں گے جس دن نظر کل انبیا مجبور سے

ذرہ ذرہ میں درخشاں ہے جمال احمدیؐ
عالم بالا بھی روشن ہے انہیں کے نور سے

آپ ہی درمان ہمارے درد ہجر و الم ہیں
دور کر دیتے ہیں درد و غم دل رنجور سے

بالیقیں حاصل مرے ایمان کی پھیلے ضیا
دل ہو روشن گر نبیؐ کے چہرہ پر نور سے

خلق کے ہادی خلق کے رہبر صلی اللہ علیک وسلم

(از جناب سید مرتضیٰ حسن صاحب دعا ڈبائیوی)

خلق کے ہادی خلق کے رہبر صلی اللہ علیک وسلم
سب سے اعلےٰ سب سے بہتر صلی اللہ علیک وسلم

سید والا سید برتر صلی اللہ علیک وسلم
مالک دنیا شافع محشر صلی اللہ علیک وسلم

حور و ملک ہیں جن و بشر بھی سب ہیں آپ کے تابع فرماں
ان کے ان کے سب کے افسر صلی اللہ علیک وسلم

فرش کے اوپر عرش کے نیچے کوئی نہیں ہے کوئی نہ ہوگا
تم سے اعلیٰ تم سے اعلیٰ تم سے بڑھکر صلی اللہ علیک وسلم

صورت اچھی سیرت اچھی عادت اچھی خصلت اچھی
نور خدا ہیں آپ سراسر صلی اللہ علیک وسلم

خلق کے حامی خلق کے والی خلق کے آقا خلق کے مولا
میرے مالک میرے سرور صلی اللہ علیک وسلم

دشمن کی بھی بات نہ ٹالی یکساں سب پر چشم کرم تھی
خلق مجسم رحم سراسر صلی اللہ علیک وسلم

نبیوں کے سردار تمھیں ہو ولیوں کے مختار تمھیں ہو
سب ہیں خادم تم ہو افسر صلی اللہ علیک وسلم

آفت میں ہوں مشکل میں ہوں وقت مدد ہے خلق کے والی
سینکڑوں غم اک جان مضطر صلی اللہ علیک وسلم

مالک دنیا مالک عقبےٰ مالک دوزخ مالک جنت
تاج شفاعت آپ کے سر پر صلی اللہ علیک وسلم

تیرے سوا سب کے آقا کوئی نہیں دنیا میں وفا کا
چھوڑ کے جائے کہاں وہ یہ در صلی اللہ علیک وسلم

ہاتھ خالی بابِ رحمت سے کوئی پھرتا نہیں

(جناب محمد رضوان علی خاں رضواں ضیائے بدایونی)

ہاتھ خالی بابِ رحمت سے کوئی پھرتا نہیں
در بدر منگتا پھرے کیوں تیری ٹھوکر میں کیا نہیں

ہوں مدینہ سے جدا جنت میں دل لگتا نہیں
خلد میں لطفِ بہارِ گنبدِ خضرا نہیں

سب نبی ہیں عرش رفعت ایسی شان کسی کا نہیں
جز محمد کوئی نوشاہِ شبِ اسرا نہیں

چشمِ موسیٰ کے لئے تھے لن ترانی کے حجاب
من رانی کہنے والے سے کوئی پردہ نہیں

کس کی ہوگی جب نہ ہوگی لاج میری آپ کو
حشر میں میرا کوئی پرساں مرے مولا نہیں

دیکھکر معجزہ نمائی اس لبِ جاں بخش کی
مائل اظہارِ اعجازِ لبِ عیسیٰ نہیں

قبلۂ عالم ہے کعبہ ہو مگر کعبہ مرا
آپ کے در کے سوا ای قبلۂ کعبہ نہیں

سب کے سر پر ہے تو اے ظلِ خدا سایہ فگن
تجھ پہ ہے اللہ کا سایہ ترا سایہ نہیں

ترک ہو دمِ بھر نہ رضواں شغلِ نعتِ مصطفےٰ
دم زدن ملیں پھر خدا معلوم کیا ہے کیا نہیں

دیگر

مصحف رخِ کعبۂ ابروئے جاناں دیکھکر
قبلہ رو مصروفِ سجدہ ہوں میں قرآں دیکھکر

جلوۂ مہر مبیں بدر تک پہنچی نظر
خواب میں شانِ جمالِ ماہِ کنعاں دیکھکر

اے مسیحا کی بشارت اے خیالِ دلنواز
دل میں آجا اضطرابِ دردِ پنہاں دیکھکر

سایۂ دامانِ رحمت چھا گیا سر پر مرے
شرمِ عصیاں سے مجھے سر در گریباں دیکھکر

کشتیٔ اعمال بکو ڈوبنے کی ہے تلاش
روزِ محشر قلزمِ رحمت کا طوفاں دیکھکر

شافعِ محشر نے دی محشر میں بخشش کی نوید
جوشِ تقصیرات پر مجھکو پشیماں دیکھکر

ہے شبِ تارِ لحد میں صبح کا نورِ ظہور
منہ اجالا ہے رخِ سلطانِ خوباں دیکھکر

وعدۂ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ یاد ہے
کیا کروں میں لے فرشتوں فردِ عصیاں دیکھکر

نغمۂ نعتِ نبی لب پر ہے رضواں باربار
خلد میں رنگِ بہارِ باغِ رضواں دیکھکر

دیگر

خیالِ مصحفِ روئے نبی جب دل میں پنہاں تھا
مرے آغوش میں سینہ مرا سینہ میں قرآں تھا

تمہارا حسنِ صورت مطلعِ انوارِ یزداں تھا
تمہارے رخ کا آئینہ جمالِ ماہِ کنعاں تھا

حسینانِ ازل میں تیرا جلوہ یوں نمایاں تھا
عرب کے چاند تو مسند نشینِ بزمِ خوباں تھا

جنونِ عشقِ لیلیٰ میں عجب حال پریشاں تھا
گریباں پر زبس جز رے یا شکستہ چاک داماں تھا

فرشتے وہ جبریلِ امیں کوسوں رہے پیچھے
شبِ اسرا حریمِ عرش جلوہ گاہِ انساں تھا

تری شاہی کے صدقے چار یار تا پنجتن والے
ترے در کے جہاں تھے ہفت کشور زیر فرماں تھا

ترے آواز نے توحیدِ حق عالم میں پھیلا دی
ترا جو قول تھا منجملۂ احکامِ قرآں تھا

حضورِ داورِ محشر میں پہنچا اس لئے حالوں
بغل میں دفترِ اعمال سر پر بارِ عصیاں تھا

بہارِ خلد کی تصویر تھی محفل مرے دم سے
کلامِ نعتِ رضواں رشکِ گلزارِ رضواں تھا

جوارِ حبیبِ خدا چاہیئے

(از جناب نثار احمد خاں صاحب نثار دہلوی)

مجھے دردِ دل کی دوا چاہیئے
غبارِ درِ مصطفےٰ چاہیئے

نہ قبلہ نہ قبلہ نما چاہیئے
نبی کا مجھے نقشِ پا چاہیئے

مجھے دونوں عالم سے کیا چاہیئے
سہارا فقط آپ کا چاہیئے

یہی میری جنت یہی میری راحت
مدینے کی مجھکو فضا چاہیئے

غلامانِ احمد میں داخل ہوں یارو
یہی مجھکو روزِ جزا چاہیئے

ہو نظارہ حاصل ترے در کا مجھکو
نہ کچھ مجھکو اس کے سوا چاہیئے

یہی میرا کعبہ یہی میرا قبلہ
ترے در کا سجدہ کیا چاہیئے

تصور ترے زلف اور رخ کا مولیٰ
مجھے روز صبح و مسا چاہیئے

فضائے مدینہ جوارِ مدینہ
مجھے خلد میں اے خدا چاہیئے

شفیعِ دو عالم جنابِ محمد
یہی وردِ صبح و مسا چاہیئے

گدائی ترے بابِ عالی کی ہر دم
مجھے اے شہِ دوسرا چاہیئے

شبِ غم اندھیری ہے پروا نہیں
ترا دھیان بدرالدجیٰ چاہیئے

جگر تیغِ ابرو سے گھائل ہوا
لبِ زخم سے مرحبا چاہیئے

مجھے خلد کی کوئی پروا نہیں
جوارِ حبیبِ خدا چاہیئے

نثار اپنے دل کو جو کرنا ہے روشن
تجھے وصفِ شمس الضحیٰ چاہیئے

امت کے گناہوں کا دفتر دھلوا دیا کملی والے نے

(جناب ملا شبیر حید صاحب آرزو غازی پوری)

جب نورِ نبوت عالم میں چمکا دیا کملی والے نے
تاریکیٔ کفر میں جلوۂ حق دکھلا دیا کملی والے نے

جو نقشِ ہدایت ہی جا تھا جھٹلا دیا کملی والے نے
ایسا دلِ سنگدلانِ عرب گرما دیا کملی والے نے

سو کعبۂ حق منہ موڑ دئیے اصنام کے رشتے توڑ دئے
شیرازۂ کفر و ضلالت دیں بکھرا دیا کملی والے نے

جو لا الٰہ الا اللہ کہہ کے زبانِ مبارک سے
توحید کا سکہ عالم پر بٹھلا دیا کملی والے نے

جو پتھر سے بھی سخت تھے آخر تب خلقِ الٰہی نے
ان سنگدلوں کو بھی صفت پگھلا دیا کملی والے نے

اے آرزو محزونِ خاطر راتوں کو رو رو کر آخر
امت کے گناہوں کا دفتر دھلوا دیا کملی والے نے

راحتِ عاشقاں درود شریف

سید الاحرار مولانا حسرت موہانی

مونسِ بیکساں درود شریف
راحتِ عاشقاں درود شریف

طالبانِ وصال کو ہر دم
چاہیئے بر زباں درود شریف

میری جانب سے اُن کے پاس تک
لے چلے ارمغاں درود شریف

وہ بھی یارب ہوں دن کہیں
کہ پڑھیں ہو کے ہمکناراں درود شریف

یہ بھی اک فیضِ عشق ہے ورنہ
ہم کہاں اور کہاں درود شریف

شوقِ نامِ حضور کا حسرت
بن گیا ہے جہان درود شریف

زمزمہ نعت

(از علیم الدین صاحب ہاشمی بریلوی ۔ بھوپال)

اے جلوۂ سبحانی ۔ اے قاصد رحمانی ۔ اے مقصد حقانی ۔ اے طالب یزدانی

اے امی لقب والے ۔ عالم کا سبب تو ہے
اے اعلیٰ نسب والے ۔ سلطان عرب تو ہے
اے فخر بنی آدم ۔ اے فخر بنی آدم

محبوب خدا کا تو ۔ مرغوب خدا کا تو ۔ مطلوب خدا کا تو ۔ منسوب خدا کا تو

تو منبع اخلاقی ۔ تو مخلق خدائی ہے
تو خلق کی تکمیلی ۔ تو فضل الٰہی ہے
اے فخر بنی آدم ۔ اے فخر بنی آدم

تو باعث عزت ہے ۔ تو باعث برکت ہے ۔ تو باعث خلقت ہے ۔ تو باعث رحمت ہے

تو دافع مصیبت ہے ۔ ہے ناسخ ملت تو
تو دافع جہالت ہے ۔ ہے صاحب عظمت تو
اے فخر بنی آدم ۔ اے فخر بنی آدم

کونین میں اعلیٰ تو ۔ کونین کا دولہا تو ۔ کونین کا ملجا تو ۔ کونین کا ماوا تو

تو گوہر یکتا ہے ۔ ہے لعل منور تو
تو پھول معطر ہے ۔ خورشید منور تو
اے فخر بنی آدم ۔ اے فخر بنی آدم

آدم کی تو زیبائی ۔ یوسف کی تو رعنائی ۔ عیسیٰ کی مسیحائی ۔ ایوبی شکیبائی

ہر اک میں ترا جلوہ ۔ ہے نور الٰہی تو
ہر شے میں تو ہی چمکا ۔ محبوب الٰہی تو
اے فخر بنی آدم ۔ اے فخر بنی آدم

وحدت کا سبق تو نے ۔ الفت کا سبق تو نے ۔ اخوت کا سبق تو نے ۔ عزت کا سبق تو نے

محبوب خدا تو نے ۔ دنیا کو دیا آکر
مطلوب خدا تو نے ۔ دنیا کو دیا آکر
اے فخر بنی آدم ۔ اے فخر بنی آدم

انسانوں میں بہتر تو ۔ عالم کا ہے رہبر تو ۔ نبیوں کا ہے افسر تو ۔ ہے شافع محشر تو

نیرنگ کو دکھا جلوہ ۔ ہے نور الٰہی تو
نیرنگ پہ کرم آقا ۔ ہے فضل الٰہی تو
اے فخر بنی آدم ۔ اے فخر بنی آدم

نغمہ نعت

از خامہ رنگین منشی فاضل محمد یعقوب ساغر رائے بریلوی مہتمم و مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام رانی پورہ اندور

وہ شمع شبستان ۔ وہ رشک گلستاں ۔ وہ افسر خوباں

تھی زلف معنبر ۔ واللیل سراسر
والشمس والقمر ۔ تھے عارض انور
یٰسین و مزمل ۔ مخطوب و مدلل

ہر راز سے واقف ۔ ہر رمز کا عارف ۔ اسرار کا کاشف

(۲)

اس وقت کی حالت ۔ طاری تھی جہالت ۔ تھی صفت عداوت

سفاک تھے انساں ۔ تھے بدتر حیواں
ظلمت کی گھٹائیں ۔ باطل تھیں ہوائیں
بیگانوں پہ مائل ۔ تھے حق کے نہ قائل

چمکا جو نبی وہ نور ۔ ظلمت ہوئی کافور ۔ عالم ہوا معمور

(۳)

جو کرتے عداوت ۔ ان پر بھی تھی شفقت ۔ ہر اک سے تھی الفت

بیکس کا تھا یاور ۔ گمراہوں کا رہبر
گرتے کا سہارا ۔ مونس وہ ہمارا
وہ شافع عصیاں ۔ شاہنشہ دوراں

وہ نور ہدایت ۔ تفسیر حقیقت ۔ تھا شمع طریقت

(۴)

اک خاص وہ بندہ ۔ عیبوں سے مبرہ ۔ ہر خوبی میں یکتا

وہ یوسف کنعاں ۔ یہ ماہ درخشاں
اس پہ تھی زلیخا ۔ عالم یہاں شیدا
اسریٰ یہ شاں ۔ تھا شیفتہ یزداں

مرغوب خدا تھے ۔ محبوب خدا تھے ۔ مطلوب خدا تھے

(۵)

اک رات شہ والا ۔ یعنی شب اسرا ۔ تھا حکم خدا کا

رفرف پہ تھے مرکوب ۔ سج دھج میں بہت خوب
وہ صاحب لولاک ۔ طے کر کے سب افلاک
سدرہ سے جو گزرے ۔ تو عرش پہ پہنچے

مقصود تھا موجود ۔ ساجد تھا نہ مسجود ۔ احمد نہ ہی محمود

(۶)

اے چشم بصیرت ۔ ہے باعث عبرت ۔ یہ درس حقیقت

عاشق تھے وہ ایسے ۔ ملت پہ فدا تھے
ایسا تو ہو غمخوار ۔ ذلت نہیں درکار
ممکن نہیں تمثیل ۔ امت کی ہو تکفیل

ہے شافع محشر ۔ وہ ساقی کوثر ۔ بہتر سے بھی بہتر

(۷)

یہ ساغر خستہ ۔ ہے جرم کا نقشہ ۔ تفصیر سراپا

ہر عیب بھرا ہے ۔ دنیا سے برا ہے
اس درجہ ہے یہ قید ۔ ہے مستحق نار
محتاج کرم کا ۔ ہے بندۂ مولا

بندہ بچالے ۔ دامن میں چھپالے ۔ او گیسوؤں والے

رسول نمبر ۱۳۵۲ھ ملاحظہ فرما لیا جناب نے

میری محنت ہے میری کوشش ہے، میری دوڑ ہے، سال بھر کی پونجی ہے، جو کچھ بھی خواہش مدح و مقبولیت میرے قلب میں ہو کم ہے، لیکن اب آپ کے انصاف سے داد طلب ہوں، میری دلدہی کے خیال سے نہیں، ایک محنتی مزدور کا جی ہرا کرنے کے لیے نہیں، بلکہ واقعتاً جو آپ کے قلب پر اثر ہوا ہو اس کی رو سے بتلائیے، سیرت رسول کا ایسا خوشنما مرقع ان داموں میں کسی حساب سے کسی طریق سے بھی مل سکتا ہے، ایک روپیہ دیکھئے اور سال بھر کے مولوی کے پرچوں کا گڈا سامنے رکھئے خدارا سوچئے تو بھی یہ مال دور و پیہ سے کسی طرح بھی کم کا نہیں ہے،

اب یہ زمانہ ایک روپیہ فی خریدار یا بیس ہزار روپے سالانہ کہاں سے آئیں اور کیونکر آئیں یہ سب آپ ہی دے سکتے ہیں اور غیر محسوس طریقے سے دے سکتے ہیں، بشرطیکہ صحیح طور سے مولوی کی خدمات آپ کے دل نشین ہوں، اور آپ اس کی مدد کرنے کا خیال ہی دل میں بٹھالیں، میں تو اپنی محنتوں کی داد صرف یہ چاہتا ہوں، کہ جب بھی آپ کو

کسی کتاب کی ضرورت ہو تو آپ خط لکھنے کے بعد پتہ پر صرف حمیدیہ پریس دہلی یا دفتر رسالہ مولوی لکھدیا

کیجے، جہاں سے آپ کتابیں منگائیں گے میں وہیں سے حاصل کر کے آپ کو بھجواؤ نگا اور پھر اس قدر کفایت سے کہ آپ حیران رہ جائیں،

میں ہندوستان کے ہر تاجر کے مقابلہ میں ارزاں فروشی کی کوشش کرتا ہوں اور یہی نہیں اگر کسی اخبار و رسالہ میں کوئی وقتی رعایت کا اعلان ہوتا ہے تو میں بغیر اپنا اشتہار کئے اور اپنا احسان ارزاں فروشی جتلائے، ٹھیک اسی رعایت سے اور اگر اسمیں بھی کفایت کی کوئی صورت نکل آئے تو مزید رعایت در رعایت سے بھی پرہیز نہیں کرتا، غرضکہ رعایت کا ہر وہ امکان جو گاہک کو کسی جگہ اور کسی طریق سے ہو مولوی کا دفتر اس کو جانے نہیں دیتا،

حمیدیہ پریس دہلی تو اس پر مٹا ہوا ہے، کہ آپ نے کسی کتاب کی قیمت ایک روپیہ لکھی اور اس کے علم میں ہے کہ فلاں کتب خانہ آج کل یہ کتاب ۱۲ میں دے رہا ہے تو پھر آپ کی بلا خواہش وہ کتاب ۱۲ میں ہی جائے گی، اور آپ حیران ہونگے یا لکھینگے کہ آپ کے دفتر والے بہت بے پرواہ ہیں، یہ وی پی میں اتنے دام کم لگائے لیکن آپ کو کیا خبر کہ آپ کا خادم آپ کی نفع رسانی میں اپنا نقصان کر رہا ہے،

میں بہت کام کرتا ہوں اخبار و رسالے مہینے میں چند دن پڑھ لینے کا بھی مشکل سے موقعہ ملتا ہے، اگر میری نگاہ سے ہی کوئی ایسا اعلان رعایت نہ گذرے وہ اور بات ہے اس لئے آپ نے کسی جگہ کوئی رعایتی اعلان دیکھا ہو یا مولوی کی مشتہرہ کتابوں میں سے کسی کتاب کی قیمت کہیں کم دیکھی ہو تو آپ بلا تکلف لکھ دیجے کہ فلاں کتاب کا اشتہار ہم نے فلاں جگہ یہ دیکھا ہے، خواہ مجھے نقصان ہی ہو، لیکن یہ اگر واقعہ ہوگا تو آپ کا حکم بے تعمیل نہ رہیگا۔ بہر حال مولوی کا دفتر کوشش کرتا ہے کہ بغیر پروپیگنڈے اور اشتہاری طمطراق کے ناظرین مولوی کا صحیح نفع رسان ہو اور ان کے دل میں گھر کرلے،

اب ذرا مولوی کا رعایتی اعلان ملاحظہ فرمائیے

کہ پانچ روپے کی کتابوں پر محصولڈاک کی رعایت، کس قدر حیرت انگیز رعایت ہے مشتہرہ کتابوں میں اکثر کتابیں اتنی ضخیم اور کم قیمت ہیں کہ محصولڈاک نہ لیا جائے تو روپے کی کتاب آٹھ آنے میں رہ جاتی ہے، یہ اعلان اس وجہ سے کیا ہے کہ ہزاروں بھائی کتابیں محصولڈاک کی زیادتی کی وجہ سے نہیں منگاتے تھے، اور پانچ روپے کی قید اس لئے ہے کہ پانچ روپے میں کچھ نہ کچھ کتابیں ایسی ضرور ہونگی جنپر قیمت کے اعتبار سے محصول کم لگتا ہے، اس رعایت میں سب سے زیادہ حمیدیہ پریس کو ہی نقصان کا احتمال ہے کیونکہ اس کی مشتہرہ کتابیں ضخیم زیادہ اور قیمت میں کم ہوتی ہیں اسی لئے محصولڈاک بہت زیادہ خرچ ہو جاتا ہے

رسول نمبر ۱۳۵۲ھ کا کاغذ

ملاحظہ فرمائیے وہ ہے جو بڑی بڑی قیمتوں کے پرچوں کے اعلیٰ ترین اڈیشنوں کا ہوتا ہے اور یہ مولوی محرم کے کاغذ سے فی ریم تین روپے زائد قیمت کا ہے اس پرچہ میں چار سو ریم لگے ہیں، گویا صرف ایک اسی مد میں بارہ سو روپے زائد اٹھے ہیں، کارساز حقیقی کے قربان جس نے میری یہ تمنا بھی اس پرچے کے لئے پوری کر دی، اب کیا خبر ہے کہ وہ یہ تمنا بھی پوری کر دے اور آپ سے کرا دے کہ مولوی میں مستقل طور سے یہی کاغذ ہو جائے، اللہ میں بڑی قدرت ہے اس نے اپنی قدرت کے بیسیوں تماشے مولوی کے اجراء سے اب تک دکھائے ہیں، بظاہر یہ محیر العقول بات ہے، لیکن خدا کی کارسازی سے کچھ بھی بعید نہیں،

آئندہ وعدہ تو خدا کے بھروسہ پر میں کرتا ہوں کہ اگر مولوی کی اشاعت ۲۵ ہزار ہو جائے تو یہ اعلیٰ کاغذ لگانے میں اپنی پوری امکانی طاقت صرف کر دونگا، اور میرا مولا میرے لئے حسب سابق ایسے اسباب ضرور مہیا کر دے گا۔

میرے خدا نے مجھے سچا بنا دیا

میں نے مولوی کے سلسلہ میں ہر وعدہ ڈرتے ڈرتے کیا اور خدا نے اپنی کریمی سے اسے پورا کرا دیا۔ جب مولوی دو ہزار چھپتا تھا اور ۲۴ صفحہ کا ضخیم تھا۔ جب سے اس قسم کے اعلان کر رہا ہوں، آپ خریدار بڑھا رہے ہیں اور میں صفحات، محرم کا پرچہ ساڑھے اٹھارہ ہزار چھپا تھا اور جب ۲۰ ہزار نہیں ہوا تھا لیکن میں نے محرم ۱۳۵۲ھ سے ہی ۸ صفحے اور بڑھا دیئے اور محرم کا پرچہ ۴۸ صفحہ کا شائع ہوا، اب ۲۵ ہزار اشاعت تک خدا کی مدد پر وعدہ کرتا ہوں کہ پرچہ مستقل ۴۸ صفحہ کا ہی رہیگا، اور مخصوص نمبروں میں تو مستزاد ہونگے اور ۲۵ ہزار کے بعد انشاء اللہ کاغذ ایسا ہی ہوگا، جیسا اس پرچہ کا ہے

بڑا اچھا موقعہ ہے

اگر آپ چاہیں تو یہ رسول نمبر دکھا کر جدید خریدار بڑی آسانی سے مہیا کر سکتے ہیں، اور سب خریدار اس طرف متوجہ ہو جائیں تو چھ سات ہزار خریدار بنا لینے کچھ بھی تو بڑی بات نہیں، خداوند آپ کے قلوب میری اعانت پر آپ کو آمادہ کر دے اور رسول نمبر کے غیر معمولی زائد اخراجات کلی کتابوں کی خرید سے پورے ہو جائیں آمین

رؤف الرحیم

۱۳۵۱ھ کے سب سے بڑے میلاد نامہ کے پڑھنے کے بعد کون ہے جو رسول کریم کا شیفتہ نہیں ہو جاتا اور کون ہے جو والہانہ انداز میں جھومنے نہیں لگتا، عاشق رسول حضرت ابوالکمال ماہر دہلوی جو عشق رسول میں اپنا سب کچھ لٹا چکے صرف اپنی زندگی کا ماحصل کتاب رؤف الرحیم کو عوام کے لیئے لائے ہیں، اٹھیے اور آنکھوں سے لگائیے، پڑھیے اور جو یہ اضطراب محبت آپ کو کسی کتاب میں نہیں ملیگا پھر ایک ایک سطر میں وہ وہ نکات بتلائے ہیں کہ رسول کریم کا ہر عاشق پھڑک پھڑک جائے
پانسو صفحات مجلد رعایتی عہ محصولڈاک ۱۰

رعایت نہیں مجبوری

کس کا دل چاہتا ہے کہ اپنا روپیہ دس آنے کا بنالے، فقط ایک آن ہے کہ مفت نہیں لینا چاہتا، رسول نمبر ۵۲ھ پر گذشتہ تمام ایسے نمبروں سے اس سال دوگنا خرچ ہوا ہے، اور یہ پرچہ کبھی ایک ہی روپیے میں لنا ل ہے جس کی لاگت ۸ رہے، روپیے کا کام روپیے سے چلتا ہے، آتا نہ رہو یہ دنیا ہے کہ ہوشش پراں ہیں، کہانی تو بڑی ہے مختصر یہ ہے کہ آپ کی مدد کی سخت ضرورت ہے، مجھہ کتابیں خرید لیجئے، میرا کام بن جائیگا، اور آپ کا بھی فائدہ ہے

پانچ روپے کی کتابیں طلب فرمایئے تو محصولڈاک کی رعایت، اب ذرا محصولڈاک پر نظر ڈالیے تو آپ کو اس رعایت پر تعجب ہو جائیگا مجبوری سب کچھہ کرا دیتی ہے

آمنہ کا لال

اردو زبان کا سب سے بہتر مولود شریف حضرت علامہ راشد الخیری کی تازہ تصنیف جس کا کئی سال سے انتظار تھا، اب پڑھی لکھی عورتوں کی مجالس میلاد میں یہی کتاب پڑھی جاتی ہے اور وہ اپنی غیر مسلم سہیلیوں کو بڑے ذوق سے یہ کتاب سناتی ہیں اعلیٰ تعلیم یافتہ مرد بہت شوق سے یہ کتاب پڑھتے ہیں کیونکہ اسمیں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں جو خلاف عقل کہا جاسکے نثر کے ساتھ ساتھ نظمیں بھی ہیں آمنہ کے لال پر مولانا مرحوم کا بہترین لٹریچر ہے آمنہ کے لال ہی واقعات کا انتخاب بہت صحت سے ہوا ہے
قیمت ایک روپیہ محصولڈاک ۵ کل عہ

میلاد نامہ از حضرت خواجہ حسن نظامی

اسکے تیرہ اڈیشن شایع ہو چکے ہیں ۲۴ صفحہ کی کتاب ہے اسمیں حسب ذیل بیانات ہیں، فضیلت و اہتمام میلاد، حضور کے بزرگوں کے حالات ولادت آنحضرت اور طفولیت سے شادی تک کے حالات ہیں اس کے بعد دوسرا حصہ رسول بینی شروع ہوتا ہے جسمیں کتب قدیم کی بشارتیں، معراج، غریب مسلمانوں پر ستم، حضرت حمزہ کا اسلام، حضرت عمر کا اسلام مسلمانوں کا بائیکاٹ ہجرت، جہاد کے پورے حالات حضرت عائشہ پر تہمت کا واقعہ اور امہات المومنین کے حالات فتح مکہ اور رسول کی رواداری اور رحلت وفات رسول تک کے پورے حالات ہیں، قیمت ایک روپیہ محصول ۱ر

سیرۃ نبوی

حضرت خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی بالکل انوکھی سیرت رسول ہے ۴۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب سبز رنگ میں چھپی ہوئی ہے کاغذ بھی اعلیٰ درجہ کا ہے اس کی جدت یہ ہے کہ ہر مضمون ایک صفحہ کا ہے گویا اس کتاب میں سات سو چار مضامین ہیں اور ہر صفحہ سیرت رسول کا ایک واقعہ ہے اس طرح ۷۰۴ واقعات رسول کریم کی زندگی کے اس کتاب سے معلوم ہو جاتے ہیں تعلیم و تربیت کے جدید اصول بھی مدنظر رکھے گئے ہیں اس کتاب کو والیان ریاست سے لیکر مزدوروں تک نے پسند کیا ہے، مقامات مقدسہ کے سولہ فوٹو ہیں، قیمت دو روپیہ، محصول ۱۰

سیرۃ الحبیب

یہ مولوی فاضل محمد عبدالتلیب صاحب کی تصنیف ہے مولوی صاحب ممدوح نے قرآن شریف سیر تواریخ احادیث صحیحہ سے نہایت آسان اور سلیس اردو میں ترجمہ کر کے حضور پر نور کے واقعات زندگی کو سلف صالحین کے طریقہ پر عجب دلکش پیرایہ میں مسلسل طور پر قلمبند کیا ہے، احادیث و آیات کے ساتھ ہی بالمقابل تراجم و حوالے نقل کئے ہیں بدیں وجہ علمائے کرام نے اس کے آسان، عام فہم ہونے نیز صحیح و مستند ہونے کی بنا پر اس کی بہترین مدلل تعریف کی ہے اور نہایت عمدہ تقریظیں لکھی ہیں، بہت موثر پر کیف کتاب ہے
قیمت ۱۲ر محصولڈاک ۵ر کل ۱۷ر

فخر کائنات

سیرت کے جلسوں اور میلاد کی محفلوں میں مفت تقسیم کرنیوالی کتاب، صاحب خیر حضرات شیرینی کی بجائے یہی کتاب تقسیم کرتے ہیں اور یہ بہت مفید کام ہے اس کتاب میں حضور صلعم کی زندگی کے تقریباً تمام حالات مختصر طور سے بیان ہوئے ہیں، علامہ مسعود الرحمان ندوی کی لکھی ہوئی ہے جس کی تعریف میں علامہ عبدالماجد بدایونی اور مولانا فاخر الہ آبادی رطب اللسان ہیں، قیمت ایک جلد ۲ر ایک درجن کی ۲۰ جلدیں اور پانچ روپیے کی سو جلدیں، سو جلدوں میں رعایت اسی وجہ سے ہے کہ مفت تقسیم کی جائے

بڑی سوانح عمری رسول مقبول

یہ کتاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان، صحت تاریخ، خوبی کاغذ، صفائی طباعت کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے تاریخ عرب اور میلاد رسول سے لیکر وفات تک کے حالات بشرح و بسط درج ہیں اس کتاب میں عاشق رسول مصنف نے ایسے والہانہ انداز میں لکھا ہے کہ اس کا مطالعہ بے حد بصیرت افروز ہے کتابت کشادہ ہے، یوں تو آپنے رسول مقبول کی سیکڑوں سوانح عمریاں پڑھی ہونگی، لیکن اس کا مطالعہ آپ کی حیات دینی میں خاص جوش پیدا کر دیگا
ضخامت ۷۵۰ صفحات قیمت اصلی عہ
رعایتی قیمت مجلد ۱۲ر محصول ۹ر

پانچ دلنواز مولود

مولود شہید بڑا ہی موثر و والہانہ میلاد نامہ نظمیں بہت دلکش واقعات سچے ۱۰۰ صفحات
مولود طیبی، یہ مولود لطف عبارت اور صحت بیان میں بہت ممتاز ہے ۴۸ صفحات
مولود جدید، یہ جدید طرز کا مولود ہے عبارت موثر ہے اور نظمیں اچھی ہیں ۸۰ صفحات
مولود سعدی چھوٹا سا میلاد نامہ ۲۵ صفحات
مولود دلپذیر، نہایت شستہ عام فہم زبان میں نہایت دلپذیر انداز میں لکھا ہوا مولود
ان سب کی ضخامت ۳۵۶ صفحات ہیں،
قیمت ایک روپیہ محصولڈاک ۱۱ر کل ۱۱۱ر

عورتوں کے میلاد نامے

میلاد اکبر بڑا مشہور میلاد نامہ جس کی والہانہ نظمیں، زبان زد خلایق ہیں، انداز بیان بہت ہی دلچسپ ہے جلی قلم ہے، عورتیں بہت شوق سے پڑھتی ہیں، قیمت ۸ر چھپ گئے
زیور ایمان، یہ خالص عورتوں کی زبان میں ہے بہت دلچسپ انداز ہے، صاف لکھائی چھپائی ہے، موٹا قلم ہے نظمیں نعتیہ غزلیں بہت دلنواز ہیں، عورتوں کے لیے صدہا نصیحتیں ہیں میلاد عورتوں کی مجالس میں بہت ذوق و شوق سے پڑھا جاتا ہے، قیمت ۸ر ۱۳۲ صفحات دونوں یکجا مجلد بھی، دونوں کی قیمت ۱۰ر محصولڈاک ۹ر

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں ان کا قرآن شریف میں ذکر ہے سب کی مکمل سوانح عمری ہے بڑی مستند احادیث سے مستنبط ہے ۲۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے۔ انبیا کے حالات ظاہر ہے کہ عجیب و غریب حالات سے پر ہونگے، سب سے اہم ترین پہلو اس کتاب کا یہ ہے کہ دیگر استوں کے سخت ترین ریاضات کے مقابلہ میں امت محمدی کی ہلکی عبادتوں اور اعلیٰ درجے عبادات الٰہی کی ترغیب ہوتی ہے اتنی ضخیم کتاب اور یہ بہت کم مجلد عہ رعایتی ۱۲ر
محصولڈاک ۹ر کل ۱ر

شمائل ترمذی

نبی رسول کریم کا حلیہ اور آپ کے خصائص مبارکہ عربی میں بھی ہے اور اردو میں بھی بڑی نور ریز اور ضیا بیز کتاب ہے، اب تک جس قدر اور جتنی زبانوں میں یہ کتاب چھپی ہے سب سے افضل ہے، عاشق رسول کا کون مشتاق نہیں ہے خصائص عالیہ کا کون پرستار نہیں ہے، اور کون نہیں چاہتا کہ اپنے آقا اور مولا کی سچی تصویر اپنے سامنے نذر رکھے، یہ کتاب حمیدیہ پریس دہلی نے ابھی منگائی ہے، کیونکہ بہت ہی پسندیدہ ہے، بڑی تقطیع، اعلیٰ کاغذ، عمدہ چھپائی قیمت ایک روپیہ محصول ۸ر کل ۱۸ر

اسوۃ النبی

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے، اس کتاب میں منکرین و اعدائے اسلام کے وہ بیانات جو رسول کریم کے متعلق مختلف کتابوں میں لکھے گئے ہیں ایک جگہ جمع کر دیئے ہیں، اس کتاب سے رسول کریم کی برتر شخصیت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے، بڑے بڑے اعداء دین جنہوں نے اسلام کے مٹانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی تھی، مجبور ہو کر جب رسول کریم کا حال لکھتے ہیں تو انتہائی بے چارگی سے حضور کی اعلیٰ شخصیت کا احترام ہی کرنا پڑتا ہے، یہ کتاب انہی اقوال و بیانات کا مجموعہ ہے

قیمت ۵ر محصول ڈاک ۵ر کل ۱۰ر

اُمت کی مائیں

علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے ازواج مطہرات کی سوانح عمری ہے اس کتاب میں تعدد ازدواج کے مسئلہ کو حل کیا گیا ہے اور جو دشمن رسول کریم کی آپس ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں ان کا منہ توڑ جواب ہے اس کتاب میں حضرت عائشہ اور حضرت خدیجہ کی لائف بہت بسیط اور دلچسپ آ گئی ہے، کتاب پڑھنے ہی سے اسکی خوبی معلوم ہو سکتی ہے ان گھروں میں یہ کتاب بہت مفید ہوگی جہاں میاں بیوی میں جھگڑا رہتا ہے، کیونکہ رسول اللہ کی ازدواجی زندگی ایسی نہیں ہے جس سے انکا اثر بلا اسانز ہوئے رہ جائے، قیمت ۱۲ر محصول ۶ر

بارہ مجالس

وعظ کی آسان اردو میں سب سے پہلی کتاب اسمیں حسب ذیل بارہ مجلسیں ہیں (۱) ہستی باری تعالیٰ (۲) توحید کے پروانے (۳) توحید الٰہی (۴) نبوت و رسالت (۵) ختم نبوت (۶) فضائل رسول (۷) اسوۂ رسول محترم (۸) محبت رسول (۹) فضائل و اخلاق و حسن معاشرت (۱۰) اسلامی وحدت (۱۱) اسلام میں عورت کے حقوق (۱۲) واقعات کربلا، یہ بہت ہی مقبول کتاب ہے، اور آسان وعظوں میں سب سے بہتر کتاب ہے اس کی خوبی یہ کہ بہت ہی تھوڑی اردو جاننے والے بھی بہت آسانی سے پڑھ لیتے ہیں، قیمت مجلد ۱۲ر محصول ۶ر

سیدہ کا لال

اس شاہ پرسوزی علامہ راشد الخیری کا لکھا ہوا شہادت نامہ جس کے فرضی اصلاحی قصے پڑھنے سے سخت سے سخت دل ہل جاتے ہیں، اور سیدنا امام حسین علیہ السلام کا واقعہ شہادت تو اپنی جگہ خود ہی بے حد الم انگیز ہے، اب اس کا تصور کیجیے کہ یہ درد انگیز حالات جب مولانا کے قلم سے لکھے گئے ہوں تو ہے کوئی سخت سے سخت دل انسان جو اس کا دعویٰ کرے کہ اس کتاب کا ایک باب بھی بلا رونے پڑھ لیگا، یقین فرمایئے کہ خونریزی کربلا پر یہ کتاب پہلی اور آخری ہے جو شخص بلا روئے کتاب ختم کرلے وہ دام واپس لے لے، قیمت ۱۲ر محصول ڈاک ۶ر

بڑا شہادت نامہ

۴۰ صفحہ کی مبسوط کتاب ہے اور اسمیں وفات رسول سے یزید کے انجام تک پوری تاریخ لکھی گئی ہے واقعات میں اس کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ جو بات جہاں سے بھی مل سکی ہے ضرور لے لی ہے، جا بجا موثر نظمیں بھی شہادت حسین پر اتنی بڑی کتاب اہل السنن میں اس کے علاوہ دوسری نہیں ہے، بے حد الم انگیز ہے اور بعض روایات تو اسمیں ایسی ہیں جنکا ذکر اور کتابوں میں مشکل سے ملیگا، جذبات کا بہت لحاظ رکھا گیا ہے اور عورتیں اس کتاب کو بہت ہی عقیدت مندی سے پڑھتی ہیں، ہزاروں فروخت ہوتی ہیں

قیمت مجلد ایک روپیہ محصول ڈاک ۱۰ر کل ...

محرم نامہ

ابن رسول اللہ سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی کا لکھا ہوا شہادت نامہ جس میں وصال رسول کے بعد سے شہادت حسین علیہ السلام تک تمام حالات نہایت دلچسپ درج ہیں، یہی وہ کتاب ہے جس میں تعصب کو ذرا بھی دخل نہیں اور شیعہ و سنی ہر دو فرقوں میں یکساں مقبول ہے، یہی وہ کتاب ہے جو پچھلے چند سال میں بارہ ہزار سے زیادہ چھپی اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوئی حضرت خواجہ صاحب کی تصانیف میں اس کتاب کا پایہ بڑا ہے، زبان ایسی صاف ہے کہ ہندوستان کے ہر حصے میں سمجھی جاسکتی ہے اور بہت ہی مقبول ہے، قیمت ایک روپیہ محصول ۶ر

یزید نامہ

از حضرت خواجہ حسن نظامی

اسمیں حسب ذیل بیانات ہیں بنی امیہ کی دنیاوی تلوار دین کی گردن پر انہوں نے جو کچھ مدینہ میں کیا قاتلان حسین سے انتقام اور مختار کی حکومت ابن زیاد کا انجام، شرط اللہ کیا چیز تھی، محمد بن حنیفہ کی حمایت مختار کی شہادت، مصعب بن زبیر کی شہادت امیر معاویہ کا حال، یزید کا حال، معاویہ بن یزید کا حال، مروان بن الحکم، عبد الملک بن مروان ولید بن عبد الملک سلیمان بن عبد الملک، بقیہ خلفاء بنی امیہ کے حالات قیمت ۱۲ر محصول ڈاک ۶ر

یہ کتاب اتنی مقبول ہوئی ہے کہ شاید کوئی کتاب اس سے زیادہ چھپی ہے

شہید کربلا

اس کتاب میں شہادت امام حسین علیہ السلام کے سچے واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں، اور ابتدا ایسے کی گئی ہے کہ انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کیساتھ بیان کیا ہے یزید کی تخت نشینی سے اس دردناک باب کا تعلق بتلایا ہے، حضرت امام حسن کو زہر دیا جانا، ترک وطن امام مظلوم کی روانگی، کوفیوں کی غداری، ظالموں کا ظلم، کہ کوچن چن کر جام شہادت پلانا، اہل بیت پر مظالم یہ کتب کربلا کی نہایت دردناک تاریخ ہے اور آخر میں حضرت خواجہ حسن نظامی کے نثر کے مرثیے تو غضب کے ہیں، قیمت ۸ر محصول ڈاک ۵ر ۱۳ر

خونی منظر

مولانا مقرب حسین کا لکھا ہوا دردناک کربلا کا مرقع شہادت امام کے سلسلہ میں مختصر مگر دلدوز کتاب ہے انداز بیان بہت ہی موثر ہے، ۲۴ صفحات کی کتاب ہے لیکن لاکھوں ہی گھنٹے رولاتی ہے ۴ر

خون کربلا خون کی ندیوں کی روانی، آل رسول اور ان ندوں کی سفاکی، رسول کے کلمہ پڑھنے والوں کا آل رسول پر مصیبت کے پہاڑ توڑنا دیکھنے ہوں تو اس کتاب کو پڑھیے اپنے رنگ کی یہ بھی بے مثل کتاب ہے، گو مختصر ہے، لیکن بقامت کہتر و بقیمت بہتر ہے قیمت ۴ر یہ دونوں کتابیں اور کتابوں کے ساتھ منگائیے ورنہ ۴ر محصول ڈاک ہوگا

الزہراء

علامہ راشد الخیری کی مشہور و معروف کتاب، بنت رسول سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا کے حالات جس خوبی سے بیان ہوئے ہیں، کوئی اور کتاب اسکی نظیر نہیں، تاریخ میں ایک بیش بہا اضافہ کیا ہے الزہرا بتائے گی کہ میاں بیوی کس طرح رہتے ہیں، مائیں بچوں کو کیونکر پالتی ہیں، دنیا کے ساتھ دین کیونکر میسر آتا ہے، الزہرا افسانہ نہیں بنت رسول کے حالات و سوانح ہیں اور یہ واقعات ایسے دردانگیز ہیں، کہ پڑھتے پڑھتے ہچکی بندھ جاتی ہے، خاتمہ پر ایک مفصل بحث شہادت اہل بیت پر ہے، قیمت ۱۲ر محصول ۶ر ۱۸ر

برگزیدہ نبی

نبی کے برگزیدہ حالات، مولانا محمد عظیم گکھڑی کی لکھی ہوئی مقبول ترین کتاب رسول کریم کی انوکھی طرز نگارش کی لائف ایک عرصہ سے نہیں ملتی تھی، چند جلدیں نکل آئی ہیں، چونکہ اب یہ نہیں چھپ رہی اس لیے نایاب ہے سیرۃ رسول صرف قرآن سے ماخوذ ہے یہ اس کا امتیاز ہے، کاغذ اور طباعت بہت صفا اور مجلد اگر سیرت رسول سب آپ کے پاس ہیں اور یہ نہیں ہے تو بڑی کمی ہے

قیمت ۱۲ر محصول ۶ر کل ۱۸ر

یہ سب کتابیں حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تاریخ اسلام حصہ ۱

مصنفہ مولوی عبدالرحمان صاحب شوق امرتسری پہلی جلد ۲۹۰ صفحات کی ہے اس میں سنہ ہجری سے ایک صدی پہلے سے حالات لے کر وفات رسول تک ختم کیا ہے ہر واقعہ مستند کامل، اہم مقالات یہ ہیں، ملک عرب کی تاریخ و حالت، خیر القرون حضور کی طفولیت، جوانی، رسالت، اسلام کی پوزیشن دوسرے مذاہب میں، ہجرت کے بعد کے ہر سال کے واقعات سنہ وار، غزوات و سرایا، مراسلات نبوت، معجزات، اسلام کامل، اسلام کی دینی تعلیم جزیہ، خطبہ ودیع، شمائل، وفات ازواج مطہرات ۲۹۲ صفحات، قیمت ۱۲؎ محصولڈاک ۹؍

تاریخ اسلام حصہ ۲

اسمیں حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان ذوالنورین و حضرت علی کے عہد خلافت کے تمام حالات درج ہونے کے علاوہ مسئلہ خلافت کی تشریح کرتے ہوئے خلافت کے اصول، خلافت کے احکامات، خلافت کے نشانات غرضکہ خلافت کی مکمل تاریخ قلمبند کی گئی ہے، علاوہ ازیں اسمیں ترقی اسلام اور ملکی فتوحات کے مشرح واقعات بیان کرنے کے بعد مسلمانوں میں نزاع و اختلافات کے اسباب و حالات و تمدن و خلافت راشدہ کے عہد سلطنت کے جغرافیائی حالات بھی درج ہیں ۸۰۱ صفحات قیمت فی جلد ۱۲؍ محصول ڈاک ۸؍

تاریخ اسلام حصہ ۳

یہ جلد خلفائے بنی امیہ کے نام سے مشہور ہے جس کے شروع میں حضرت امام حسن علیہ السلام کے عہد خلافت سے دستبردار ہونے کے وجوہات حضرت امام حسین کے واقعہ شہادت کے دلخراش حالات حضرت سجادؑ کی خلافت اور خلافت بنی امیہ کا آغاز، امیر معاویہ سے لے کر خاندان بنی امیہ کے ۱۴ خلفا کی ۹۲ سالہ عظمت باجبروت اسلامی حکومت اور فتوحات نیز قلمروئے عرب عراق حجاز، سندھ، افریقہ، فلسطین و اسپین پر سایہ ہونے کے مستند اور مفصل حالات درج ہونے کے علاوہ قلمروئے اسلامیہ کی وسعت کا جغرافیہ بھی دیا گیا ہے جسمیں تمام زیر حکومت شہروں کے نام مع حالات ہیں، ۸۰۲ صفحات قیمت ۸؍ محصول

تاریخ اسلام حصہ ۴

یہ جلد خلفائے بنی عباسیہ کے نام سے موسوم ہے اسمیں بنی امیہ سے بنی عباس میں خلافت منتقل ہونے کے اسباب اور خاندان بنی عباسیہ کے خلیفہ اول عبداللہ ابو العباس سفاح بن محمد کے عہد خلافت سنہ ۱۳۲ھ سے تا سنہ ۹۳۲ ہجری تک، خلفائے عباسیہ کا دور حکومت، حجاز، ثقفی والی مصر کے عہد سلطنت، حجاج بن یوسف اور محمد بن قاسم کی فتوحات سندھ و تاجدارن سندھ کی تاریخ اور اسلامی دنیا کے تمام مبسوط اور مشرح حالات ہیں گویا یہ پورے آٹھ سو سال کی اسلامی تاریخ ہے ۷۹۶ صفحات قیمت صرف ۸؍ محصولڈاک ۶؍ کل ۱۴؍

تاریخ اسلام حصہ ۵

جسمیں خاندان عباسیہ کے آخری خلیفہ المتوکل علی اللہ کے منصب خلافت خاندان عثمانیہ کے سلطان سلیم کو تفویض کرنا اور موجودہ وقت تک تمام خلفائے عثمانیہ کا عہد حکومت انتظام سلطنت قلمروئے اسلامی کی ترقی و تنزل کے اسباب ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا آغاز عروج و زوال و فاتحہ انگریزوں کا داخلہ، انگلستان اور ملت موجودہ ترکی سے دول یورپ کی ریشہ دوانیاں جنگ طرابلس، ترکان احرار، جنگ یورپ اور ترکی کے حصے بخرے سلطنت برطانیہ کی ریشہ دوانیاں سلطان ابن سعود وغیرہ وغیرہ کے مفصل حالات ۴۴۴ صفحات قیمت ۱۰؍ محصول ۸؍ کل ۲؎

تاریخ مکہ معظمہ

یہ وہ بے نظیر کتاب ہے جس سے جزیرۃ العرب کے تمام و کمال حالات معلوم ہو جاتے ہیں یہ اس وادی غیر ذی زرع کی مکمل تاریخ ہے جو امت مرحومہ کے باپ حضرت ابراہیم کا آباد کیا ہوا ہے یہ اس خطہ مطہرہ کی تاریخ ہے جہاں اس کے مٹانیوالے اصحاب فیل کو ابابیلوں سے مٹا دیا ہر مسلمان جو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے اس کو قبلہ کی حقیقت سے واقف ہونا ضروری ہے اس کتاب میں تاریخ حج و مناسک وغیرہ کی بھی پوری تفصیل ہے اور خانہ کعبہ غار ان صفا مروہ، منا، چاہ زمزم ابواب مکہ اور ضروری مقامات کے فوٹو بھی ہیں، قیمت سوا روپیہ ۱۴؎ محصول ۸؍ کل ۱۱؎

تاریخ مدینہ

غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے ایک نادر کتاب ہے جسمیں فوٹو شہر مدینہ و روضہ اقدس و نقشہ خلافت روضہ و مسجد نبوی، کون مسلمان ہے جسے آقائے نامدار کے شہر مقدس مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق نہ ہو یقیناً ہر مسلمان کو جس کو حضور سے محبت ہو اسے شہر مدینہ کے تاریخی حالات پڑھنے کا شوق ہوگا، لہٰذا ہم نے صدہا تاریخ کی مستند کتابوں سے مدینہ منورہ کے حالات اخذ کر کے یہ کتاب طیار کرائی ہے حضور اقدس کے عہد مبارک سے لیکر موجودہ سلطان حجاز تک کے تمام حالات کا مجموعہ ہے بہت مقبول کتاب ہے، قیمت ایک روپیہ محصولڈاک ۶؍

تاریخ حریت اسلام

جسمیں زمانہ رسالت عہد خلافت راشدہ اور خلفائے بنی امیہ، خلافت عباسیہ، عہد بنی امیہ اندلسیہ و سلجوقیہ دولت ہسپانیہ و غزنویہ کے علاوہ مصر، ترکی الجزائر مراکش و فرمانروایان ہند، خاندان افاغنہ غلامان و سوریان و عبدمنایہ وغیرہ اور مسلمان بادشاہان دکن و سندھ و کشمیر کے عہد ہائے گذشتہ کے پاکباز و حق پرست بزرگوں کے حیرت خیز، جرات آفرین اور ولولہ انگیز استقلال اور جوش ایثار کے حریت آموز حالات اور عدل و انصاف و حریت و مساوات کا آئینہ مجلد کتاب ہے پانسو صفحہ کی ضخامت ہے قیمت مجلد رعایتی فقط دو روپے محصول ۱۱؍ کل ۲؎

تاریخ سلاطین عثمانی

دیکھیئے تو کس طرح سلطان عثمان خان اول نے اپنی بے کسی کی حالت سے نکل کر سلطنت عثمانیہ کی بنیاد ڈالی اور کس طرح مسلمانوں کی مجاہدانہ برادری پھیلی، عیسائیوں اور دیگر دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا، عیسائی سلطنتوں نے اس اسلامی سلطنت کو ملیامیٹ کر دینے کے لیئے کیا کیا منصوبے باندھے ہیں لیکن ترکوں نے جس بہادری سے مقابلہ کیا وہ حیرت انگیز تھا ایک طرف دنیا کے عیسائی اور دوسری طرف چند مجاہدین آخر حق کو فتح ہوئی اس کتاب میں ۳۰ بادشاہوں کے حالات ہیں اور ترکان احرار کا تذکرہ بھی ہے، اور فوٹو بھی ہیں، قیمت پونے دو روپے ۱۲؎ محصول ۸؍

تاریخ الامت کامل

مصنفہ حضرت مولانا اسلم جیراجپوری جو جامعہ ملیہ کے زیر اہتمام طبع ہوئی، چھپائی کاغذ، طباعت جرمنی جیسا ہے وہ لوگ جو بہترین چھپائی و کاغذ کی تاریخ اپنے لیئے پسند فرماتے ہیں یہ سیٹ منگا لیں (۱) سیرت رسول ۸؍ (۲) خلافت راشدہ قیمت ۱۲؍ (۳) خلافت بنی امیہ ۱۲؍ (۴) خلافت عباسیہ ۱۲؍ (۵) خلافت عباسیہ بغدادیہ ۱۲؍ (۶) خلافت عباسیہ مصر ۱۲؍ (۷) خلافت عثمانیہ ۱۲؍ مکمل سیٹ بارہ روپے بظاہر اس کی قیمت بہت معلوم ہو، لیکن خوبی طباعت، کاغذ، لٹریچر کے مقابلہ میں زیادہ نہیں قیمت بارہ روپے محصولڈاک سوا روپیہ کل ۱۳؎

تاریخ حبیب اللہ

مولائے کریم کے حالات ہر طبقہ اور ہر خیال کے لوگوں نے لکھے ہیں، بعض نے خوارق کو اہمیت دی ہے بعض نے معجزات کو بالائے طاق رکھا ہے، بعض نے ضعیف مگر موثر روایات سے بزم میلاد کو گرما گرم کیا ہے، لیکن علمائے دیوبند سے جس عالم نے سیرت حبیب پر قلم اٹھایا ہے اس نے ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی روایات اور ہر واقعہ کو بغیر سند لئے اور تحقیق کئے نہیں لکھا ان دیوبندی میلاد ناموں میں کوئی روایت، اور کوئی واقعہ ایسا نہیں ہے تا جس پر ذرا بھی شک عاید ہو سکے مذکورہ کتاب اسی اہمیت کو ملحوظ رکھ کر لکھی گئی ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت رعایتی مجلد ۱۲؍ محصول ۸؍

تاریخ القرآن

معلومات قرآنی کے سلسلہ میں اردو زبان کی سب سے بہتر کتاب ہے جو حیدرآباد پریس نے حال میں شایع کی ہے اس کتاب کے مولف بھی مولانا نذیر الحق صاحب مولف کتاب الاسلام ہیں، بہت اعلیٰ کاغذ پر طبع ہوئی ہے دعویٰ ہے کہ معلومات قرآنی کے سلسلہ میں تاریخ القرآن سے بہتر کوئی کتاب آج تک شایع نہیں ہوئی اگر آپکو قرآن پاک سے کوئی تعلق ہے تو اس کتاب کو پڑھنا بھی ناگزیر ہے، پوری تعریف تو کتاب دیکھنے سے ہی معلوم ہوگی یہ ضرور کہونگا کہ قرآن پاک پڑھنے کا لطف اسی میں ہے کہ پہلے تاریخ القرآن پڑھی جائے قیمت دس آنے، محصول ۶؍ کل ایک روپیہ

بڑی سوانح غوث پاک

آسمان تصوف کے آفتاب حضرت پیران پیر غوث الاعظم کی بڑی سوانح عمری دنیا کا کونسا گوشہ ہے جہاں محبوب سبحانی حضرت عبد القادر جیلانی کے عقیدتمند موجود نہ ہوں، آجتک اس انداز سے اس قدر مفصل حالات بڑے پیر کے اردو زبان میں نہیں چھپے تھے، جیسے کہ اس کتاب میں ہیں اسی وجہ سے اس کا پہلا اڈیشن غوث پاک کے پرستاروں نے ہاتھوں ہاتھ لے لیا اس کتاب میں آپ کی ولادت سے لے کر وصال تک کے حالات ہیں، خصوصاً حضور کی کرامات بہت مفصل ہیں نہایت اعلیٰ چھپائی اور کاغذ ہے،
قیمت مجلد تین روپیہ محصول ڈاک ۶ر [illegible]

چھیانوے اولیا

کرام کے حالات انکی کرامات ان کے خوارق، ان کی تعلیمات انکی والہانہ تبلیغ، اسلام، ان کے اوراد ان کے اسرار باطنیہ، انکی الوہیت کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے اس کتاب کا نام تذکرۃ الاولیا ہے، یہی وہ کتاب ہے جسمیں اکابر اولیاء اللہ کے حالات ہیں، اسمیں ہندوستان کے بھی ہیں اور ایران کے بھی، عراق کے بھی ہیں اور شام کے بھی، حجاز کے بھی ہیں، اور یمن کے بھی، مشرق قریب کے بھی ہیں اور بعید کے بھی، یہ کتاب خدا رسیدہ لوگوں کا مجلی آئینہ ہے بڑی تقطیع ضخامت ۔۔۔ صفحات،
قیمت رعایتی مجلد تین روپیہ محصول ڈاک [illegible]

سیرۃ المعین

حضرت خواجہ اجمیری کے حالات زندگی، آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کا عدیم النظیر مجموعہ، ساحروں کا اپنی روحانی قوت سے مقابلہ کرکے نیچا دکھانا اور ہندوں کا جوق جوق اسلام میں داخل ہونا آپ کی کرامات، ریاضات، مجاہدات کا والہانہ تذکرہ، آپ کے دربار میں شاہوں کی باریابی اجمیر شریف کے تاریخی حالات اور بہت سے نادر واقعات، آپ کی مجالس حسنہ اور پرمعرفت اقوال اپنی طرز کی انوکھی کتاب ہے، عرس شریف کے موقعہ پر یہ کتاب ہزارہا زائرین کے ہاتھوں میں ہوتی ہے، قیمت ۱۲ر محصول ڈاک ۶ر کل ۱؍۲

بابا فرید گنجشکر

اس کتاب میں آپکے خاندانی حالات واقعات ولادت مولد، لقب گنج شکر کے چیدہ واقعات ممالک بعیدہ میں شریعت وطریقت کی تعلیم حاصل کرنا خواجہ بختیار کاکی سے ارادت، مجاہدہ، چلہ معکوس خواجہ اجمیری کی جانشینی، قاضی شہر کا بوجہ حسد آپ کو قتل کی سازش کرنا، اور خود ہی مرنا، تبلیغ دین کرنا ایک جوگی کا سینکڑوں چیلوں سمیت مسلمان ہونا، خواجہ کلیری اور خواجہ نظام الدین محبوب الہی کا خلافت حاصل کرنا، آپکا وصال کرامات، مکاشفات، عبادت، عقائد، حلیہ علم وفضل وغیرہ قیمت آٹھ آنے محصول ڈاک ۲ر

سیرت صابر کلیری

کون ایسا شخص ہے جو سرزمین کلیر میں آرام فرمانے والے خواجہ علاء الدین احمد صابر کے نام نامی سے واقف نہیں اس کتاب میں آپ کے خاندان کے حالات، طفولیت، تربیت، مجاہدات اپنے مرشد بابا فرید گنجشکر کا بارہ برس لنگر تقسیم کرنا اور خود نہ کھانا، لقب صابر پانا، خرقہ خلافت حاصل کرنا کلیر تشریف لے جانا، اہل کلیر کی بدسلوکی آپکے کرامات کا ظہور کلیر کا تباہ ہونا، حالت جذب میں ایک مدت گولر کے سایہ میں کھڑے ہونا، خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی کا آپ سے خلافت حاصل کرنا، آپکا وصال حلیہ، لباس تصانیف قیمت چھ آنے محصول ۲ر

الغزالی

مصنفہ مورخ اعظم علامہ شبلی نعمانی، امام الاتقیا والاصفیا، امام محمد غزالی کی سوانح حیات، یہ کتاب جس پایہ کی بھی ہو کم ہے، اسرار وغوامض تصوف شریعت وطریقت کی جنگ اس میں اگر درست ہوئی ہے، امام کا فیصلہ ہے کہ شریعت مقدم ہے، یہی وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ جہاں کو عرفان حق نصیب ہوا اور یہی وہ کتاب ہے جو امام غزالی کے سوانحات علمی اور تصوفی رنگ میں پیش کرتی ہے، یہ کتاب بارہا چھپ چکی ہے
قیمت فی جلد ایک روپیہ رعایتی ۱۲ر محصول ۶ر ضخامت کافی ہے

حیات مولانا روم

اسلام کے اس صوفی متکلم نے جیسے عرفان کے دریا مثنوی کے ایک ایک شعر سے بہائے ہیں اس سے تو وہی لوگ واقف ہونگے، جنہوں نے شرح مثنوی کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے، لیکن ان کے حالات زندگی بھی کچھ کم عجیب نہیں علامہ شبلی مرحوم نے بہت ہی تحقیق وتدقیق کے بعد مولانا روم کے حالات مرتب کئے ہیں حقیقت میں عارفانہ مستی آپ کی لائف سے ہی ہویدا ہے سوانحات کے ساتھ ساتھ فاضل مصنف نے مثنوی کا چیدہ اقتباس بھی لیا ہے، قیمت ایک روپیہ رعایتی چھ آنے محصول ۲ر

حیات سعدی

وہی گلستان کی شمیم بوستان کی تراوٹ کرنیوالا معلم خواجہ سعدی شیرازی جس کے تصوف فلسفہ، اخلاق، آداب نے لاکھوں بشر قبیلوں کو بام عروج پر پہنچایا، اور وہی شیخ سعدی جن کی گلستان بوستان آج بھی ویسی ہی شاداب ہیں جیسی آج سے چھ سو برس پہلے تھیں، یہ کتاب انہی کی لائف ہے اور علامہ شبلی کی تصنیف ہے ممدوح نے اس کتاب میں شیخ سعدی کے چیدہ خصائص اور مخصوص تعلیم وادب کا بیان بہت ہی خوش اسلوبی سے کیا ہے، پڑھنے سے ہی اندازہ ہوگا۔ قیمت ۸ر رعایتی ۳ر محصول ۲ر

حیات حافظ

شیراز کے بادہ سرجوش کا چھلکتا ہوا ساغر یعنی سرشار حسینان جناب حافظ شیرازی جنکا لوہا آج بھی جب کہ دہریت کا زور ہے لسان الغیب کہلاتا ہے، یہ کتاب ان کی سوانح عمری ہے علامہ شبلی نے لکھی ہے، اس میں حافظ شیرازی کے بسیط حالات ہیں اور ان کے کلام کا اقتباس اور ان کا ولیسا ہی ترجمہ بے حد کیف انگیز ہے اس کتاب کو پڑھنے کے بعد حافظ کی شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ صرف شاعر ہی نہ تھا بلکہ ایک سرشار حب عزت اور صوفی صافی تھا
قیمت ۸ر رعایتی ۳ر محصول ۲ر کل ۹ر

بیان خسرو

محبوب محبوب الہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیا، مشرق کے بے مثل شاعر، ہندوستان میں اردو کے سب سے پہلے موجد، اور اردو زبان کے باوا آدم جناب خسرو کی لائف علامہ شبلی کی لکھی ہوئی کتاب ہے
اسمیں محب ومحبوب کے دلربا حالات، انکی شاعری، ان کی کیف پرور پہیلیاں اور انکی عارفانہ سرمستیاں اس کتاب سے عیاں ہوتی ہیں، یہ کتاب بہت سے اعتبارات سے مطالعہ کے قابل ہے، پڑھکر ہی اندازہ ہوسکتا ہے
قیمت ۸ر رعایتی ۳ر محصول ۲ر کل ۹ر

امام ابو حنیفہ

کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کے لئے ضروری ہیں کیونکہ جن کی نسبت سے وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بے خبر رہنا بہت ہی نا موزوں ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات علمی کارناموں مناظروں اور دقیق دقیق مسائل کے معلوم کرنے کے لئے سب سے بہتر کتاب ہے، فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جس سے دنگ رہ جاتے ہیں اور حقیقت میں امام ممدوح کا یہ مابہ الامتیاز فن ہی ہے ضخامت ۲۰۰ صفحہ قیمت ۱۲ر رعایتی ۸ر محصول ۲ر

حضرت جعفر طیار

یعنی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر عمزاد اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے حقیقی بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی ولولہ انگیز سوانح عمری جس میں اسلام کی صداقت وحقانیت کے ایمان افزا مناظر اور مسلمانوں کی سرفروشی اور جانبازی کے جان پرور سین موجود ہیں، جو عربی کی مشہور اور قیمتی کتابوں سے تالیف ہوئی ہے
جناب مولوی امام الدین صاحب رامنگری کی لکھی ہوئی کتاب ہے، تھوڑی سی جلدیں ہیں
قیمت ۱۰ر محصول ۲ر کل ۱۲ر

الفاروق

کیا اسلاف تھے اور کیا ہم ہیں بنتے ہو الفاروق میں کیا ہے، اسمیں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کی زندگی کے مختصر حالات ہیں، یہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جنکا ثانی زمین پر پھر پیدا نہیں ہوا نوشیروان کی فرضی روایات عدل پر عش عش کرنے والو ذرا اس عدل فاروقی کے حالات پڑھو تب معلوم ہوگا کہ عدل کسے کہتے ہیں ساوات ساوات کے سراہنے والو ذرا اس جلیل المرتبت صحابی کی شان ساوات تو دیکھو، بیت المقدس میں شاہانہ خاص ہے مگر کس طرح غلام سوار اور آقا مہار بردار جہد محبت کے سب سے بڑے بادشاہ کے حالات پڑھنے کے قابل مجلد ۱۲ر محصول

الہارون

خلفائے عباسیہ میں جلیل القدر بادشاہ ہارون رشید کی سوانح حیات اسمیں ابتدا میں تاریخ عرب حالات عہد رسالت، تنجو نسب خاندان بنی امیہ کی تاریخ اس کے بعد عباسیوں کی تاریخ، ہارون رشید کی تخت نشینی، ہارون رشید کا زمانہ خلافت کمال عروج، زوال خاندان برمکی، ہارون رشید کی خلافت کا آخری زمانہ اور وفات ہارون رشید ہارون رشید کے نجی حالات، زبیدہ خاتون ملکہ ہارون کی لائف اور عروج وارتقائے اسلام کے متحیر واقعات، ضخامت ۲۲۴ صفحات قیمت عہ رعایتی ۱۲ر محصول ڈاک ۸ر کل ۱ہ

المامون

عباسیوں کا دوم نامور اولو العزم بادشاہ ہارون رشید کا جانشین اسمیں تاریخ عروج اسلام کے دل افروز واقعات ہیں، مامون کی ولادت تخت نشینی، اندرونی خانہ جنگی، بھائیوں کا قتل، عزا کی بغاوت و دیگر گورنروں کا بغاوت کرنا بغاوت کا فرو، فتوحات ملکی، جزیرہ صقلیہ کی فتح، وسعت سلطنت، خراج، تعلیمی، صنعتی ادارے علمی حوصلہ افزائی، اراکین سلطنت کے عہدے ذوق علمی، طرب افزا مجالس اور مامون کے عہد کے ۵۰۰ واقعات از علامہ شبلی مرحوم ضخامت ۲۰۰ صفحہ قیمت رعایتی ۱ہ محصول ۸ر

صلاح الدین اعظم

کی سوانح عمری جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کا تختہ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کیا اور کس طرح صلاح الدین غازی نے مٹھی بھر مجاہدین سے ان دشمنان اسلام کا بیخ کنی نیست و نابود کر کے انکی آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا کتاب کو پڑھتے پڑھتے مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کی سفاکی و بربادی کے وہ سین آپ کی آنکھوں کے سامنے آ جائینگے کہ مجاہدانہ جو مدتوں سے سرد ہو گئی ہے الفور گرم ہو جائیگا، اور آپ میں حریت و آزادی کا ایک خاص ولولہ پیدا ہو جائیگا کتاب کے شروع میں غازی موصوف کا فوٹو بھی ہے، قیمت دو روپیہ محصول ۸ر عہ

گروہ مشاہیر

مصنفہ مولانا شرر لکھنوی، تاریخ نگاری میں جو مولانا مرحوم کو شہرت ملی ہے وہ یگانہ روزگار ہے اور تحریر کی دلنشینی جو انکی تصانیف کو میسر ہے شاید ہی کسی دوسرے مصنف کو حاصل ہو، اس کتاب میں حسب ذیل مشاہیر کے حالات ہیں، محمود و ایاز، علی بیگ عوج بن عنق، قوم جابرہ، ہرقل، ابوالکتامہ ابن سغیر، حسان بن ثابت، افلاطون، بعض الپ ارسلان، میر علی شیر جغتائی، ان مشاہیر کے حالات پڑھنے سے معلومات میں اضافہ ہونے کے ساتھ ساتھ لطف لٹریچر بھی ہے قیمت عہ رعایتی ۱۲ر محصول ۶ر کل عہ

سیرۃ عمرو بن العاص

مشہور مجاہد بدر صحابی حضرت عمرو بن العاص کے مستند حالات، اور فاتح مصر کی ولولہ انگیز سوانح عمری قدیم مصر کے خصائص، حضرت عمرو کا شاہ مصر سے مکالمہ، بہت ہی تھوڑی سی فوج سے مصر فتح کرنا، ازنفس ہائے رسیدہ زندہ شد، آپ کے انصاف کے کارنامے، حلم اور سخاوت، علمی اکتشافات، خلوص وایثار کے واقعات پڑھ کر اب بھی ہم حرارت ایمان حاصل کر سکتے ہیں، اسلم جیراجپوری کی تالیف اور جامعہ ملیہ دہلی کا بہترین انتخاب ہے بہت ہی اعلیٰ چھپائی، کاغذ، قیمت ایک روپیہ محصول ۸ر

نامور خواتین عالم

جنہوں نے اپنے حسن عالمتاب سے بادشاہوں کی سلطنت قوموں کو رونق دی، جنہوں نے بہادر اور شجیع جوانوں کی تلواریں کند کر دیں، جنہوں نے وارفتہ حسن جوانوں کے جہانکے جہاز اپنی چاندسی صورت پر قربان کرا ڈالے اس کتاب میں ۳۰ ایسی خواتین کے حالات ہیں جن کے نام یہ ہیں، زبیدہ خاتون، ام الخیر رابعہ مصغہ، مخنہ، زبیدہ، رابعہ شامیہ، شہدہ کاتبہ علیہ بنت مہدی، قطری الندی، خدیجہ بنت القیم ام ہانی، مریم، فاطمہ فقیہہ، فاطمہ نیشاپوری، زلیخا ملکہ عصمت بلقیس ملکہ سبا، ملکہ نوبیہ ام ابان وغیرہ وغیرہ مجلد قیمت عہ رعایتی ۱۲ر محصول ۸ر

شہید اکبر

کون ہے جسنے ہندوستان کا بستان اپنی صحت کو قوم پر قربان کیا اور قوم کی خاطر غریب الوطن ہو کر واصل بحق ہوا یہ وہ عظیم الشان ہستی ہے جس کو دنیا رئیس الاحرار محمد علی کہتی تھی، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی قوم کو محمد علی کی ضرورت تھی اور ضرورت ہے اور رہیگی، تو محمد علی کے عزم محمد علی کے جوش اور محمد علی کی خدمات ملی کی اتباع کیجئے آپ میں سے ہر شخص کو محمد علی کا زندہ کر لینا ممکن ہے بشرطیکہ وہ للہیت کے ساتھ محمد علی کی لائف حیات جوہر کو اپنا خضر راہ بنالے، اس کتاب میں محمد علی کے متعدد فوٹو ہیں اور بیت المقدس میں جنازہ کا فوٹو نمایاں ہے قیمت ۱۰ر محصول ۶ر کل ایک روپیہ

پانچ مقدس ہستیاں

۱ معراج انبیا یعنی رسول کریم کی سوانح عمری آسان زبان میں دلچسپ انداز بیان میں ۹۶ صفحے

۲ صدیق الرسول، رفیق رسول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کے حالات نہایت دلچسپ موثر ۶۴ صفحے

۳ فاروق الاسلام، حضرت عمر فاروق کی پرشیخ زندگی کے دلچسپ حالات عورتوں اور بچوں کی سمجھ کے موافق

۴ جامع القرآن، عورتوں اور بچوں کی ذہنیت کو ملحوظ رکھکر حضرت عثمان کے حالات لکھے ہیں

۵ سراج زہرا، حضرت علی اور حضرت خاتون جنت کے حالات ان میاں بیوی کے تعلقات یہ پانچوں کتابیں ایک جگہ مجلد ۳۴۰ صفحات قیمت ۱۲ر محصول ۸ر

ساوتری

ایک ہندو خاندان کا تبلیغی مقاصد کے لئے بہترین فسانہ ہے جمیں دکھایا گیا ہے، کہ اجودھیا کا ایک ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہو گیا اور کفر و شرک کے مقابلہ میں ایک نو مسلم خاتون نے کس طرح ہزاروں مصیبتیں برداشت کر کے اور باوجود دیکہ لوہے سے داغے جانے کے آخر وقت تک مسلمان رہی یہ افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہو چکا ہے اور ہمعصر معارف و الجمعیۃ نے خاص طور پر اچھی تقریظیں لکھی ہیں، اہل خیر حضرات اسکو مفت تقسیم کرتے ہیں، قیمت ۶ر چھ آنے محصول ۶ر

لیڈی علیمہ خانم

جنہوں نے پورے پچاس پنڈتوں اور دو ہی آریوں سے مباحثہ کیا، بارہ روز مناظرہ رہا، آخر میں اسلام کی فتح ہوئی اور لیڈی موصوفہ نے اپنی بقیہ زندگی تبلیغ کے لئے وقف کر دی یہ بالکل سچا واقعہ ہے جس کو ابو العلام مولانا حسن الدین خان صاحب نے بطرز سوال و جواب دو سو صفحات میں بیان فرمایا قلمبند کیا ہے، کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا اور کھانا پینا اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہر شخص مناظر ہو سکتا ہے، قیمت رعایتی ۱۰ر محصول ۸ر

بیگمات شاہان اودھ

مغلیہ خاندان کی عشرت رانیاں تو کمال پر تھیں لیکن شاہان اودھ نے بھی اس سلسلہ میں کوئی کسر نہیں کی، اسمیں چند نازنینان لکھنؤ کے حالات ہیں، جنہوں نے اپنی حسن صورت کی بدولت محلات شاہی میں بار پایا، اور اپنی چاند سی صورت کے بچارے شاہان اودھ کو اپنی زلف گرہ گیر کا اسیر کیا، اس کتاب کے ذریعہ محلات شاہی کی عشرت انگیزیاں عیاں ہوتی ہیں، اور لکھنؤ کی قدیم معاشرت کا اندازہ ہوتا ہے، بہت دلچسپ کتاب ہے اس کا نام بھولی ہے، قیمت دس آنے محصول ۶ر کل ایک روپیہ

دینی معلومات کامل

یہ تین سو چالیس صفحہ کی مجلد کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے، امام محمد یوسف خلیفہ حضرت امام ابوحنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا آسان، سلیس اور مربوط ترجمہ ہے یہ کتاب ام الفقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی اردو کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں، اسمیں طہارت، نماز، روزہ، حج زکوٰۃ، نکاح، طلاق، حقوق، آداب معاشرت، بیع و شری، لباس نکاح، دیوانی، فوجداری، دینی قوانین، زراعت، تجارت، حکومت، صنعت غرضکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق شرعی احکام اس کتاب میں نہ ہو، قیمت مجلد عہ محصول

بہشتی زیور کامل

مجلد چرمی یہ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے اسمیں گیارہ حصہ ہیں، حصہ ۱ الف بے اور کچھ عقائد حصہ ۲ وضو طہارت اور نماز کے مسائل، حصہ ۳ زکوٰۃ، حج، قربانی حصہ چہارم طلاق و نکاح، مہر، ولی، عدت وغیرہ حصہ ۵ معاملات حقوق، معاشرت زوجین حصہ ۶ اصلاح باطن تہذیب اخلاق حصہ ۷ اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی، حصہ ۸ نیک بیبیوں کی حکایتیں حصہ ۹ ضروری اور مفید علاج حصہ ۱۰ دنیاوی ہدایتیں حصہ ۱۱ مردوں کے لئے خاص خاص مسائل یہ سب ایک جگہ مجلد ہیں ضخامت ۷۰۰ صفحات قیمت اصلی ہے رعایتی مجلد چرمی صرف دو روپے محصول عہ کل تین روپے

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف رکن دین نو ترمیم مجلد ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہوجاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حال اس کتاب میں نہ ہو، غرضکہ نماز پڑھتی ہے تو یہ کتاب بھی منگائیے ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ سے واقف ہوجائینگے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے یہ اڈیشن مصنف ممدوح نے تمام اغلاط سے پاک کرکے چھپایا ہے، نماز کے لئے اس سے بہتر شاید ہی کوئی کتاب ہو ۲۵۶ صفحے قیمت ۱۰ محصول

نماز عاشقان

ان نمازیوں سے مختلف ہے جو خالی نمازیں پڑھتے ہیں، عاشقوں کی نماز یہ ہے کہ معشوق کو سجدہ کے ساتھ مناجاتیں بھی کرتے ہیں، اور دعائے مقبول کی مناجاتیں ہر نماز کے بعد پڑھتے ہیں، یہ عارف حضرت مولانا اشرف علی صاحب کی مرتبہ مناجاتوں کی کتاب ہے، جس میں ہر روز ہر نماز کے لئے مخصوص عربی دعائیں، مخصوص اردو مناجاتیں ہیں، عاشقان پاک ہر نماز کے ساتھ اس کا ورد فرماکر انتہائی لذت یاب ہوتے ہیں، یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا، مجلد کتاب ہے قیمت ۱۰ محصول ۶ کل ایک روپیہ

نماز کی پانچوں مجلد

یہ کتابیں زمانہ حاضرہ کی ذہنیت اور مذہبی بیگانگی کو مدنظر رکھ کر لکھوائی گئی ہے اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ سال بھر میں دو اڈیشن نکل جاتے ہیں (۱) نماز کی حقیقت و فلسفہ، عجیب و غریب کتاب ہے (۲) ترغیب نماز اسمیں نمازیوں اور بے نمازیوں کی جزائیں اور سزائیں ہیں (۳) نماز دوگی کتاب اسمیں تمام نمازوں کے پڑھنے کی ترکیب (۴) نمازیوں کی کہانیاں، یہ کتاب پڑھ کر نماز پڑھنے کی خوب ترغیب ہوتی ہے (۵) عقائد کی کتاب اسمیں آمنت باللہ کی تفسیر ہے، یہ سب کتابیں چھپ گئی ہیں اب پانچوں ایک جگہ مجلد ہیں اور رعایتی قیمت عہ محصول ڈاک

نماز کے عملی فائدے

نماز پڑھنا بظاہر خدا کے حکم کی پابندی ہے لیکن باطن میں اس کے ہزاروں فائدے پنہاں ہیں جو ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کردیتے ہیں اس کتاب کے پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت میں رہ جائینگے کہ نماز اچھے انسانوں کی اچھی صفات کو کس حد تک پیدا کرتی ہے اس کے علاوہ اس کتاب میں ہر ضرورت کی علیحدہ نماز درج ہے اور بتایا گیا ہے کہ نماز ہی حل مشکلات ہے اور تنہا نماز ہی سے دینی اور دنیاوی فائز المرامی نصیب ہوتی ہے، ایک عابد الجمال مصری عالم کی عربی کتاب مرشاد الصلوٰۃ کا ترجمہ ہے، قیمت ہر محصول

تین دینی کتابیں

۱۔ چھبیس پیغمبروں کے حالات بہت آسان زبان میں تاکہ سب بچے عورتیں کم پڑھے لکھے مرد آسانی سے پڑھ لیں کاغذ چھپائی بہت اعلیٰ ۸۰ صفحات

۲۔ اقوال الرسول بچوں عورتوں اور کم پڑھے لکھے مردوں کے لئے صحاح ستہ کی منتخب مفید تر احادیث کا صحیح ترجمہ، روزمرہ کی کام کی باتیں ۹۶ صفحے

۳۔ عقائد حنفی حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کی کتاب العقائد کا بہت آسان ترجمہ قابل مترجم نے بڑی فلسفی بحثوں کو ایسے آسان طریقہ پر ترجمہ کیا ہے کہ بچے اور عورتیں بھی سمجھ لیں، قیمت اصلی ہر سہ مجلد ایک روپیہ رعایتی ۹ محصول ۷ کل ایک روپیہ

اسلامی زندگی

مسلمانوں کو دینی معلومات کے ساتھ دنیاوی تعلیمات سے آگاہ کرنیوالی اردو کی شاندار کتاب ایک مسلمان کی زندگی کے ڈھائی سو دینی اور دنیاوی پہلو اس کتاب میں دکھائے گئے ہیں اس کے علاوہ اسلامی تمدن اسلامی معاشرت اور زندگی میں روزانہ پیش آنیوالی اسلامی ضروریات خواہ ان کا عبادات سے تعلق ہو یا حالات سے تعلقات سے ہو یا فرائض سے خواہ کچھ بھی ہو اس کتاب میں موجود ہے ایک مسلمان کے پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک اور مرنے کے بعد تک جن باتوں کا جاننا ضروری ہے وہ سب اس کتاب میں قیمت ہے رعایتی ڈیڑھ روپیہ محصول

عبادت کا مقصد

یہ نہیں ہے کہ انسان صرف روزہ نماز پڑھ لیا کرے بلکہ عبادت کا مقصد یہ ہے کہ انسان خدا کے اخلاق سے متصف ہوجائے اور اس کا ہر قدم اطاعت خداوندی میں اٹھے، یہ بات آپ کو کتاب نظام کی امتیازی معاشرت سے معلوم ہوگی کہ عبادت کا مقصد ایک آدمی کو اچھا مسلمان، کامل انسان، اچھا دوست، عمدہ شوہر، لایق بیٹا بیٹی، بہترین شہری، غمخوار پڑوسی اور دنیا میں امن قایم کرنیوالا فرد ہو جائے، اس کا ہر لحہ عبادت اور ہر سانس طاعت خداوندی میں ہوگا، اگر ہر مسلمان اسلامی زندگی بنالے تو یہی عبادت کا مقصد ہے قیمت ۱۰ محصول ۶ کل

اسلامی عبادت

کا امتیاز کیلئے اور وہ ہر ملت کی عبادت سے کیوں ممتاز ہے اگر آپ معلوم کرنا چاہیں، تو کتاب اسلام اور عبادت منگا کر پڑھئے، اس میں روزہ نماز حج، زکوٰۃ کی غایت بیان کی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ عبادت سے صرف عبد کا ہی فائدہ ہے معبود کو اس کی احتیاج نہیں، نیز اسلامی عبادات مسلمانوں کو کس طرح دینی اور دنیاوی فائدہ پہنچاتی ہے، یہ کتاب ڈاکٹر سعید احمد صاحب اڈیٹر سعید کی تصنیف ہے جن کی طرز نگارش دل میں کھب جانے والی ہوتی ہے، اپنی طرز کی پہلی اور غالباً آخری کتاب ہے، قیمت ۸ محصول ۶ کل ۱۴

اسلامی میاں بیوی

کیسے ہوتے ہیں، اور کیونکر ہو سکتے ہیں، یہ آپ کو کتاب "میاں بیوی کے فرائض" سے معلوم ہوگا، آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ اس کتاب کے عامل بن جائیں، ایک اچھی بیوی اور اچھا خاوند جب ہی بن سکتا ہے جب اسلامی احکام اور خدا کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلے، یہ اسلامی جوڑا ایک ایسا نمونہ ہوگا جس سے آیندہ نسلیں بہترین ہونگی، دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا، اسمیں دونوں کے فرائض شرعی بتلائے گئے ہیں، اس لئے اس پر عامل ہونے کے بعد کبھی لڑائی نہ ہوگی، قیمت محصول ۶ کل ۱۴

گھر کا مولوی

ہدیۃ الدین مجلد صفحے ۵۰۰

یہ وعظ کی بے نظیر کتاب ہے جو حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی مرتبہ ہے اسمیں ایک سات وعظ ہیں جس میں تمام امراض روحانی حرص حسد، حب دنیا، تکبر، جھوٹ، تہمت، بدگمانی، بخل، طمع، ظلم، غصہ، غمازی، زبان، زنا، والمت، غرضکہ ترتیب وار تمام نقائص انسانی کے متعلق مواعظ اور نذارت ہیں نیز اسی طرح انعام الٰہی اور برکات ایزدی اخلاق حسنہ کے متعلق بھی بہت سے وعظ ہیں، اگر اس کتاب کو منگا کر ہر ہفتہ اپنے محلہ قصبہ یا گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کرکے ایک ایک وعظ بیان کردیا جائے تو لوگ واعظین کے دست نگر نہ رہیں بہت دلنشین انداز بیان ہے، قیمت ہے محصول ۱۲ کل

ایسی رعایت تو کبھی نہیں ہوئی کہ محصول ڈاک کی رعایت ہو، یہ انتہائی ایثار ہے فائدہ اٹھائیے

تفسیر ام الکتاب

الحمد شریف کی تفسیر ہے مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم اسی سے شروع ہوتی ہے۔ کوئی مسلمان ایسا ہی بدنصیب ہوگا جس کو یہ صورت یاد نہ ہو۔ لیکن آپ نے یہ سوچا بھی کہ اس میں کیا کیا معارف ہیں اس کتاب میں الحمد شریف کے متعلق اس قدر بیانات ہیں کہ پورے دو سو صفحوں میں آئے ہیں، اولیاء اللہ کی وہ وہ حکایتیں اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ وجد میں آجائیں گے حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب کی لکھی ہوئی حنفیہ عقاید کی آئینہ دار ہے اور اسمیں صدہا اعمال بھی ہیں، ۲۰۰ صفحات قیمت عہ تھی اب قیمت بارہ آنے محصول ڈاک ۷ ر کل عہ

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن حقیقت میں مذہب اسلام سے متعلق ایک جامع تفسیر ہے اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں، نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر، شیطان اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلامی عقائد کی روشنی میں ملائکہ اور جنات، انسان قادر بھی ہے اور مجبور بھی انبیائے کرام کی فطری طاقتیں، عذاب قبر کا عقلی ثبوت مرنے کے بعد زندہ ہونا، وحی اور سائنس، وحی کی حقیقت، نجات کا راستہ، صداقت رسول قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہے غرضکہ ایسے صدہا مضامین علامہ عبدہٗ مصری قیمت ۱۰ ر محصول ۵ ر

تفسیر اعوذ باللہ

یہ کتاب تازیانہ شیطان ہے۔ شرح تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہایت فصاحت کے ساتھ اسمیں درج ہے شیطان کے بارے میں قرآن شریف میں جسقدر آیات آئی ہیں انکی تفسیر اور مطلب کا بیان، شیطان کی سوانح عمری، آدم علیہ السلام کی تخلیق، شیطان کی دشمنانہ قوت، شیطان کی مکاریاں اور فسوں سازیاں، تخلیق آدم سے تا ایندم اسمیں جابجا تفصیلی حکایات ہیں جس سے مطلب عام فہم ہوگئے ہیں، آنحضرت اور صحابہ کے اقوال سے بیان کو ایسی دلچسپی دی گئی ہے جس سے خاص کیفیت پیدا ہوگئی ہے قیمت دس آنے، محصول ۷ ر کل عہ

الفرقان

سورہ بقر کی مکمل و مبسوط تفسیر، از حضرت خواجہ عبد الحی فاروقی، زیر اہتمام جامعہ ملیہ نہایت اعلیٰ کاغذ و کتابت مسلمانوں کے لئے شمع ہدایت، خواجہ صاحب کا خیال ہے کہ مسلمانوں کی اس حالت زار، تنزل اور غلامی کا سبب صرف یہ ہے کہ انہوں نے سپاہیانہ زندگی ترک کردی ہے، اب وقت نہیں ہے کہ مسلمان غافل رہیں، دنیا میں ان کا وجود خدا کے کلام کی نشر و اشاعت کے لئے ہے خواجہ صاحب نے قرآن حکیم کو جسطرح سمجھا ہے نہایت پرزور اور دلکش طرز تحریر میں امت کے سامنے پیش کیا ہے اور عمل و فکر کی دعوت دی ہے حجم ۴۳۸ صفحات قیمت چار روپے محصول ۱۲ ر

البیان

یعنی تفسیر سورہ آل عمران، جامعہ ملیہ اسلامیہ نے بڑے اہتمام سے طبع کرایا، خواجہ عبد الحی فاروقی پروفیسر جامعہ موصوف کی سالہا سال کی محنت کا نتیجہ ہے اور نئی روشنی کی نئے تعلیمیافتہ حضرات کی ذہنیت کو ملحوظ رکھکر یہ تفسیر لکھی گئی ہے جہاں ہر ہر قدم پر استدلال عقلی، براہین اور امثال جدید ہیں، اور انداز بیان بہت ہی خوش اسلوب عام فہم ہے، ہزاروں فلاسفی اور سائنس کے مسائل کا آسان حل آسان اردو میں، کاغذ، کتابت، چھپائی بہت ہی اعلیٰ درجہ کا، قیمت پونے دو روپے عہ محصول ۵ ر

عبرت

یعنی تفسیر سورہ یوسف زیر اہتمام جامعہ ملیہ اسلامیہ جو ہزارہا خوبی طباعت و کاغذ کے ساتھ منظر عام پر آئی ہے، اور خواجہ عبد الحی صاحب فاروقی کی بہترین تفسیر ہے، متعدد تفسیر سورہ یوسف بازار میں بکتی ہیں جنمیں دور از کار غلط سلط قصوں کے سوا کچھ نہیں، یہ تفسیر سورہ یوسف ملاحظہ کیجئے جس میں ہزارہا معارف اور صدہا عجائب پنہاں ہیں اور جس کے پڑھنے قلوب میں گدازگی اور ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے، بہت خوب چھپی ہے اور باوجود قیمتی ہونے کے مقبول عام ہے ۹۶ صفحات قیمت ایک روپیہ محصول ۶ ر

برہان

یعنی تفسیر سورہ نور، زیر اہتمام جامعہ ملیہ اسلامیہ جو اپنے اعلیٰ گیٹ اپ کے لحاظ سے بہت دیدہ زیب ہے، خواجہ عبد الحی صاحب فاروقی کی اعلیٰ قابلیت کا نمونہ ہے، یہ تفسیر گو مختصر ہے قیمتی ہے لیکن اپنی صدہا خوبیوں کے لحاظ سے گراں نہیں ہے، اسمیں پردہ کی بہت مدلل اور مستند بحث ہے، نیز زنا اور تہمت کے جرائم کی تفصیل اور وعیدیں ہیں، انداز بیان بے حد سہل دلچسپ اور ذہن نشین ہے، یہ اپنی طرز کی پہلی تفسیر ہے، اور دیکھنے پر ہی اسکی قدر معلوم ہوگی ۴۸ صفحے قیمت ایک روپیہ محصول ۴ ر

ذکریٰ

یعنی تفسیر پارہ عم، زیر اہتمام جامعہ ملیہ اسلامیہ بہت اعلیٰ قسم کی چھپائی، کاغذ از حضرت علامہ خواجہ عبد الحی صاحب فاروقی، قرآن کریم نے ہم کو ہدایت دی تھی اور اب بھی ہم اسی معراج ترقی کو پہنچ سکتے ہیں، اگر وہی شمع ہدایت اپنی رہنمائی کے لئے منتخب کرلیں مکتبے ہیں بچکا دن کلام الٰہی کی تلاوت اسی سے شروع ہوتا ہے جو اس کے معنی پر عبور رکھتے ہیں، حقایق و معارف پر غور و فکر کرتے ہیں کیا اچھا ہو اگر وہ چھوٹی سورتیں جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں سمجھ سے پڑھی جائیں حجم ۲۷۲ صفحات قیمت ڈھائی روپے محصول ۱۰ ر کل ۲ عہ

تفسیر موضح القرآن

اردو تفاسیر کی مورث اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلوی کی عرقریزی کا شاندار کارنامہ اردو کی تفسیر جس کو ہر موخر مفسر نے اپنے لئے شمع راہ بنایا اب بھی ویسی ہی مقبول ہے جیسے پہلے تھی اس کے قدردان اب بھی اسی کو ڈھونڈتے ہیں لاہور میں چھپتی ہے اور سب ھدیہ ہوجاتی ہے اس سال کی طباعت سال اسبق سے بہتر ہے اور اتنی سستی کوئی قرآن شریف کی تفسیر اور کوئی نہیں، بڑی تقطیع کے ۶۴۰ صفحہ کی تفسیر ہے، دنیا جانتی ہے کہ مجلد کی قیمت ساڑھے چار روپے سے ایک پیسہ کم نہیں ہوئی اب رعایتی مجلد ساڑھے تین روپے محصول ڈاک عہ

تفسیر لم یکن بت سورہ

نماز پڑھتے ہیں خدا کی حضوری پانچ وقت نصیب ہوتی ہے مولا سے راز و نیاز ہوتے ہیں لیکن ہم ہیں کہ ہمیں خبر نہیں کہ ہم نے کیا کہا اور اس نے کیا سنا، مقررہ حرکتیں کیں، منہ پر ہاتھ پھیرے اور مصلی تہ کردیا، نماز میں عام طور سے جو سورتیں پڑھی جاتی ہیں، یہ انکی تفسیر ہے، یہ تفسیر پڑھنے کے بعد نماز کا لطف آجائیگا کیونکہ ہر وہ نکتہ نماز پڑھتے میں ذہن نشین ہوگا، جو اس کتاب میں ہے واقعہ یہ ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکی نماز نماز ہوجائے تو پھر یہ بت سورہ ضرور منگائیے، ۱۴۴ صفحے مجلد ہے قیمت آٹھ آنے محصول ۷ ر کل ۱۵ ر

جواہر القرآن

قرآن کریم وہ نعمت ہے جس سے امراض روحانی کو شفا حاصل ہوتی ہے، قرآن شریف سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں اور حوائج دنیوی و دینی کے حصول کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں، علمائے عاملین نے اس بحر ذخار میں غواصی کرکے جواہر القرآن کا استخراج کیا ہے اور رفع حاجات کے لئے اس کے پڑھنے کا طریقہ بہ فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن سے شروع کرکے جمعہ دن کے لئے تحمیدات قرآنی ہیں، ہفتہ کے لئے استغفار، اتوار کو تسبیحات، پیر کو آیات توکل منگل کے لئے تسلیمات بدھ کے لئے تہلیلات جمعرات کے لئے دعوات انکا ایک ایک لفظ قرآن شریف سے ہے قیمت مجلد ۶ ر محصول ہر

معجز نما بارہ سورہ

جدید اڈیشن معہ ہفت اعراب یہ نیا اڈیشن ابھی طبع ہوا ہے، پہلا مجموعہ ۱۶۸ صفحہ کا تھا اور یہ ۲۲۴ صفحہ کا ہے اسمیں ہفت روزہ مناجات خاندان چشت کے علاوہ اور بہت سی مجرب دعائیں شامل ہوئی ہیں، ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین اور خواص و فضائل و اعمال سورہ ہائے قرآن از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تقطیع مولوی سے نصف ہے کاغذ چھپائی مناسب اعلیٰ ہیں اسمیں حسب ذیل سورتیں ہیں، سورہ یاسین، فتح، رحمان، واقعہ، ملک، مزمل کہف خلق اور ناس، ہفت ہیکل، ششش قفل دعائے گنج العرش درود مستغاث وغیرہ قیمت مجلد ۱۲ ر محصول ۶ ر

مناجات مقبول

۱۹۲ صفحے

ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اول سات منزلیں ان کی اردو نظم ہیں بہت ہی موثر مناجاتیں ہیں دعا مانگنے کے طریقے اور اولیاء عظام کی قبولیت دعا کی حکایتیں، پھر قرآن شریف سے سات دن کی اولیاء کرام کی مجرب دعائیں ہیں جنکو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے پھر استعاذہ منزل، پھر دعائے بے استعاذہ، شجرۂ امدادیہ، نظم ترجمہ، درود شریف منظوم ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب بڑی موثر انداز میں بیان کی گئی ہیں، لاکھوں مسلمانوں کے زیر عمل ہیں، قیمت ۱۹۲ فی جلد ۶ر محصولڈاک ۶ر کل ۱۲ر

دلائل الخیرات

دلائل الخیرات حل مشکلات کے لیے بڑی اکسیر حکم ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے مندرجہ شرائط کے ساتھ پڑھی جائے۔ ان کے اوصاف و اثرات بیان کرنے کے لیے وقت کے دفتر درکار ہیں۔ جو شخص دلائل الخیرات کا عامل ہے اس کی کوئی بھی حاجت کبھی نہیں اٹکی رہتی، اس کے استفادہ کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ اس کے عامل رسول خدا کی زیارت سے بھی مشرف ہوتا ہے۔ پھر یہی اکیلی نعمت کیا کچھ کم ہے وظائف و اوراد کے سلسلہ میں اس کتاب کو بڑی اہمیت ہے ۲۲۴ صفحات کی مترجم خانشدہ کتاب ہے اور رعایتی ہدیہ صرف ۱۰ر محصولڈاک ۷ر کل ۱۷ر

مجموعہ اعمال قرآنی

آیات قرآنی مع تعویذات لاثانی از علامہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب حضرت مولانا کے تبحر علمی اور واقفیت اسرار ربانی کا کون قائل نہیں ہے آپ نے قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو یکجا کیا ہے اور دنیاوی و دینی ضروریات میں ایک بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی ہے جس کا مداوا اس کتاب میں نہ ہو امراض کی شفا ہے بلیات کی دفاع ہے مقدمات جیتنے کی، کشائش رزق ہے، حب کے وظیفے ہیں، تسخیر کے نقش ہیں ۱۶۰ صفحہ کی کتاب ہے مجلد ہے کاغذ اعلیٰ ہے، اصلی قیمت ۲ر اب رعایتی ۶ر محصولڈاک ۶ر کل ۱۲ر

قرآنی دعائیں

آپ کی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی اس لیے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں، اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں تو پھر خدا کے فضل سے آپ کی ہر دعا مقبول ہے، اگر آپ بے اولاد ہونگے تو صاحب اولاد بن جائیں گے مفلس ہیں تو زردار ہونگے، بے یار ہیں تو مددگار رہیں گے، فراق کشیدہ ہیں تو صاحب وصال ہونگے، پریشان ہیں تو مطمئن ہو جائیں گے، غرضکہ آپکے ہر مراد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں، کیونکہ اسمیں طریق دعا کے ساتھ قرآن پاک کی بہت ہی مجرب دعائیں ہیں بہت ہی مقبول و موثر ہے، قیمت آٹھ آنے محصول ۶ر

پیغمبری دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول پاک کی دعائیں آثار سلف اور بزرگان دین کے مجرب معمولات سے اثر والے وظائف لکھے گئے ہیں، جن کے مقبول ہونے میں آج تک کسی کو شبہ نہ ہوا ہوگا، اسمیں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی ہیں یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے انکو اور صحابہ و ازواج کو حضور نے تلقین کیں۔ خدا کی اپنی رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں جو آنحضرت نے انہیں اور صحابہ و ازواج کی یہ تلقین شدہ دعائیں جس قدر بھی موثر ہوں کم ہیں قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

صحیفہ قدسی

اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہو گیا، اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا مسخر ہو سکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جس کے زیر حکم کائنات ہو جاتی ہے اور اس کا عامل جو چاہے کر سکتا ہے وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مصیبتوں کے ماروں [illegible] جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے جا ملایا جسمیں بیسیوں سخت سے سخت حاکموں کو دم بھر میں پانی کر دیا جس نے ہزاروں مایوس مریضوں کو اچھا کیا، یہ تو نقد فائدے ہیں اور آخرت کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے رحمت الٰہی ملتی ہیں قیمت ۸ر محصول

زیارت رسول

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کو کون امتی ہے جو مشتاق نہ ہوگا، پھر بہت کم وہ لوگ ہیں جو سعادت زیارت حبیب سے مشرف ہو چکے ہونگے خوش نصیب وہ ہے طالع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ علماء ہند کہ خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول کا طریقہ عام کر دیا اور درود شریف کے وہ وہ اوراد و وظائف بتلائے ہیں جن سے زیارت حبیب یقینی ہو جاتی ہے چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جسمیں درود شریف کی برکات و سعادت اور فضائل ہیں، قیمت ۸ر محصول ۶ر

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ دل کسی کا ہو، مرد کا ہو، عورت کا ہو، خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو دوست کا ہو، آشنا کا ہو، چھوٹے کا ہو، بزرگ کا ہو، ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر سکیں گے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر جو اسمیں لکھا ہے اسکے عامل بن جائیں احباب کا مسخر کرنا، زن و مرد کا مطیع کرنا، آقا و افسر پر قابو پانا، مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کیلئے معمولی بات ہے ایک نہایت دلچسپ و عجیب و غریب کتاب ہے ہزارہا فروخت ہو چکی ہے، قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

دوائیں دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اس وقت تک اپنی تاثیر کامیابی کے ساتھ نہیں دکھا سکتے جب تک کہ بیرونی معالجات سے مرض دفع نہ کیا جائے اس کی مثال ایسی ہے کہ بچے کے لیے آپ بیری کو چاہے تعویذ کر دیں لیکن بغیر دوا کے ہر تعویذ بیکار ہے ان لوگوں کے لیے جو فقط پیر و مرشد کے عمل پر دہ کر خالص علاجات پر [illegible] ہو جاتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے مذکورۂ بالا کتابیں تیار کی گئی ہیں، اس کے دو حصے ہیں جو دو ماہران فن کے تیار کردہ ہیں، بہت مفید کتابیں ہیں، قیمت ہر دو ۸ر محصولڈاک ۶ر

اوراد و وظائف

مخدوم جہانیاں جہاں گشت، جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسانی تگ و دو مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اسی کا نام اوراد و وظائف ہے یہی انسانی تکان کا آخری زینہ ہے، یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جسمیں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں فقرا کی کرامات اوراد میں مضمر ہے، اسمیں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف کو ہے، قیمت دس آنے محصول ۶ر کل عہ

فالنامہ ناصری

ہر کام شروع کرنے سے پہلے احسن طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا کریں تاکہ اس کا انجام اگر ٹھیک نہ ہو تو اس کو ترک کر دیا جائے اسمیں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی کتاب استخارہ قرآنیہ کا ترجمہ ہے اور اس کے علاوہ قرعۃ الانبیاء، فالنامہ پیغمبران، فالنامہ اولیائے کرام، فالنامہ غوث الاعظم، فالنامہ دیوان حافظ، فالنامہ مثنوی شریف شامل کر دیا ہے، یہ فالنامہ بہت ہی مقبول ہے، ابتک اسمیں ایسے ٹھیک جواب ملتے ہیں جو شاید اور فالناموں میں نہ ہوں اس لئے بہت فروخت ہوتا ہے، قیمت ۸ر محصول ۶ر ۱۴ر

خواب نامہ صدیقی

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے، یہ بات دریافت کرنے کے لیے آپ کس قدر مشوش رہتے ہیں جب آپکے گرد و پیش کوئی صحیح تعبیر بتانے والا نہیں ملتا اول تو لاکھوں میں سے کوئی ایک آدھ ایسا کامل ہو جو صحیح تعبیر کر سکے یا خواب کے مضر و مفید اثرات معلوم کرنا چاہیں تو خواب نامہ صدیقی سامنے رکھیے عجیب و غریب فن تعبیر خواب میں نایاب ہے اسمیں خواب کی قسمیں قابل اور ناقابل تعبیر خواب دونوں کے اثرات، پیٹ کی خرابی، تخیلات کا اثر فلسفہ خواب کے صدہا مضامین ہیں قیمت رعایتی ۴ر محصولڈاک ۷ر کل ۱۱ر

اعمال کی چھ کتابیں

یہ اعمال کی وہ چھ کتابیں ہیں جنکو حضرت خواجہ حسن نظامی قبلہ نے پسند فرمایا ہے اسمیں حسب ذیل اعمال ہیں:

اعمال مجربہ سورہ فاتحہ معہ موکل و زکوٰۃ ۴ر

اعمال مجربہ آیۃ الکرسی معہ موکل و زکوٰۃ ۴ر

اعمال مجربہ سورہ یاسین معہ فوائد و تعویذات ۵ر

اعمال مجربہ سورہ مزمل شریف معہ ادعیہ قرآن ۴ر

اعمال مجربہ سورۂ اخلاص معہ تسخیر و حب ۴ر

اعمال مجربہ سورۂ والشمس معہ حب و بغض ۴ر

یہ کتابیں الگ الگ بھی مل سکتی ہیں بڑی مجرب ہیں اور زود اثر و سہل ہیں محصول علاوہ

عملیات مشائخ

اس مجموعہ میں حسب ذیل مشائخ عظام کے عملیات ہیں (۱) حضرت محبوب سبحانی (۲) حضرت خواجہ حسن بصری (۳) حجۃ الاسلام امام غزالی (۴) امام طریقت خواجہ بہاء الدین نقشبندی (۵) امام طریقت ربانی مجدد الف ثانی (۶) حضرت خواجہ معین الدین چشتی (۷) حضرت داتا گنج بخش (۸) شیخ الاسلام حضرت بابا فرید گنج شکر (۱۰) خواجہ علاء الدین صابر حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور علامہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب ہر شیخ کے عملیات درج کرنے سے قبل ان کے ماخذ کا حوالہ دیدیا ہے، قیمت ۲ر محصول ڈاک ۲ر

رسول اللہؐ کے عملیات

یوں تو عملیات کی بے شمار کتابیں ہیں لیکن یہ کتاب اپنے رنگ کی وہ بے نظیر کتاب ہے جس کی ضرورت ایک مدت سے تمام روحانی دنیا محسوس کر رہی ہے اس کتاب میں سرور کائنات سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام عملیات حدیث کی مستند کتابوں سے بڑی محنت کیساتھ جمع کر کے لکھدیئے ہیں ہر عمل کے ساتھ حدیث کی کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے چنانچہ اسمیں ہر مقصد میں کامیاب ہونے ہر درد کو مٹانے اور ہر مصیبت سے نجات حاصل کرنے کیلئے عملیات ہیں اور عملیات کے سلسلہ میں بڑی مجرب کتاب ہے قیمت ۵ر محصول ۲ر

کنز الحسین اردو

اس کتاب کا نام دراصل کنز الحسین ہے، یہ اعمال و اوراد و نقش و تعویذ کی بہت بڑی کتاب ہے ۲۴۰ صفحہ کی ضخیم ہے تصنیف علامہ حسین صاحب رمال فاضل نجوم و ماہر علوم سماوی، ہزاروں کام کی چیزیں ہیں چند باب یہ ہیں باب اول، اسماء الٰہی کے اعمال اور اوراد تعویذات اور زکوٰۃ باب دوم، کلام اللہ کی آیات و خواص کا بیان مفصل باب سوم، نقشیات عملیات اور نقش پر کرنے کا طریقہ باب چہارم، عزیمت، دفع آسیب اور جن بھوت باب پنجم، ساعات کیفیات اور طریقہ زکوٰۃ و پرہیز باب ششم، سفلی علاج اور انکی کرامتیں حب و بغض باب ہفتم، کیمیا اور انقلاب جمادات کے مجرب نسخے

کتاب التعویذات

یا علاج روحانی از عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین نواب محمد صدیق حسن خان صاحب یہ بڑی تقطیع کے ۲۰۰ صفحہ کی کتاب ہے اور اسمیں ہر مرض کا روحانی علاج ہے اس کے علاوہ قرآن شریف کی تمام سورتوں کے اعمال و تعویذ ہیں اس کے کوئی ایک بھی دینی یا دنیوی ایسی ضرورت نہیں ہوگی جس کا عمل، وظیفہ یا تعویذ اس کتاب میں نہ ہو مصنف کی قابلیت، تبحر علمی اس کتاب کے صحیح اور مجرب ہونے کی ضامن ہے، ہر عمل تیر بہدف ہے اور ہر جائز ضرورت اس کتاب کے ذریعہ خدا کے فضل سے پوری ہوتی ہے قیمت دس آنے

عملیات غوثیہ

معہ سوانح عمری حضور غوث پاک اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں، ولادت، نسب، تحصیل علم، بغداد تشریف جانا، محی الدین ہونا، حلیہ و اخلاق، کرامات وصال، اولاد، شجرہ قادریہ، فضائل درود غوثیہ زیارت رسول کا عمل، اسبوع شریف ہفت روزہ دعائے دفع غم، دعائے کرب، رفع حاجت و دید غائب، دیوانہ کتا کاٹ لے تو، دفع فاقہ، مال کے لئے، امات کو جاگنے کے لئے، حفظ اطفال کے لئے، چیچک کے لئے، حاجات مشکلہ کے لئے، بانجھ عورت کے لئے، دردزہ کے لئے اور اوراد غوثیہ کے علاوہ کے تیر بہدف اعمال قیمت ۴ر محصول ۲ر

عملیات صابریہ

حضرت خواجہ علی احمد صابر کلیری کے خاص عملیات ابھی تک مطبوعہ کتابوں میں نہیں آئے تھے جو بڑے موثر ہیں، اس کتاب میں پہلے تو حضور ممدوح کی سوانح عمری ہے اس کے بعد عملیات ہیں، عملیات میں مشہور و مجرب یہ ہیں، دفع فقر کا عمل، لاعلاج بیماری، کشائش رزق، ادائے قرض، شیطان سے حفاظت، زیارت رسول، قضائے حاجات جائزہ حفاظت جان، کشف قبور، بخار کا تعویذ، نظر بد کا تعویذ و عمل، سکرات موت کی آسانی، تلاش معاش کا عمل، دفع خواب پریشان کے عملیات اور ہزاروں عمال قیمت چار آنے محصول ۲ر

عملیات باقی

اسمیں ہندوستان کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ باقی باللہ نقشبندی کے وہ مجرب اعمال ہیں جنکی مدد سے آپکی مراد دلی پوری ہو جائیگی یہ کتاب نہایت کوشش سے بصرف کثیر کئی ہی مستند قلمی کتابوں سے ماخوذ ہے اور بعض کتابیں تو بشکل تمام بلخ و بخارا سے منگائیں، اسمیں وہ اعمال اور وہ اوراد ہیں جو اکثر حضرات نقشبندیہ کے پاس حرز جان کی طرح رہتے، یہ کتاب اپنی باطنی خوبیوں سے اتنی مرصع ہے کہ شاید ہی کوئی کتاب اس کے مقابلہ میں آسکے قیمت ۸ر محصول ڈاک ۲ر کل ۱۴ر

احسن الوظائف

اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں، خدا تعالیٰ کی قربت کی راہ، تصوف کیا ہے، پہچان کامل، ارکان تصوف اولیاء اللہ کی قسمیں، بیان لطائف ستہ، بیان جا سیر سالک، مراقبات، فضائل بسم اللہ شریف اسماء الحسنیٰ، اسماء النبی، فضائل کلمہ شریف طریقہ کلمہ شریف، توجہات سبعہ، اسماء، فضائل درود شریف، درود کبریت احمر شریف درود مستغاث شریف، درود تاج، درود لکھی، درود سبوع شریف، حزب البحر، طریقہ حزب البحر، سبعات عشر، عبادات دوامی، وصایا بزرگ مریدان و مشائخ بزرگ پیران طریقہ بیعت وغیرہ قیمت دس آنے محصول ۲ر

تازیانہ غفلت

یعنی نافرمانی کی سزائیں، یہ کتاب پڑھ کر پھر گناہوں کا ارتکاب بڑی ہی بے خوف ہستی کا کام ہوگا اللہ کی وعیدات سے کلیجہ کانپ جاتا ہے اسمیں حسب ذیل بیانات ہیں، تارک ایمان، تارک نماز تارک سنت، شرک، گناہ کبیرہ، تقدیر کا بیان، دنیا کی دوستی اور اس کی محبت، قیامت کا بیان، رمضان کا بیان، حج کا بیان، خاوند بیوی کا بیان، جھوٹ، کذب، حسد، دشمنی، تکبر، عفت نیک و بدخلق، نیک لوگوں کے قصے، توبہ کرنا خوش نصیب الدنیا خبر، شراب کا بیان، جنت و دوزخ کا بیان ۲۴۰ صفحہ کی کتاب بارہ آنے محصول

زبدۃ النصائح

ترجمہ کتاب حکیم، روحانی منبہات ابن حجر عسقلانی یہ وہ مشہور و معروف کتاب ہے جس کا ترجمہ تقریباً سب زبانوں میں ہو چکا ہے اسمیں صحابہ کرام کے آثار اور بزرگان دین کے ماثر اہل یقین کے اقوال پہلا باب اسمیں ہر نصیحت میں دو باتوں کا ذکر ہے دوسرا باب اسکی ہر نصیحت میں تین باتوں کا ذکر ہے اسی طرح اس کے دس باب ہیں اور ہر باب میں جو نصیحت ہے اسمیں چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو، دس دس تک نصیحتیں ہیں اور ایسی ایسی اصول باتیں ہیں جو آپنے ابتک نہ سنی ہونگی ۲۰۰ صفحات قیمت صرف ۴ر محصول ڈاک ۲ر

گیارہ مجالس

یہ غوث الاعظم کی ایسی سوانح عمری ہے جو علامہ سید نور الحق مولف کتاب الاسلام نے لکھی ہے، آپ غوث پاک کے پوتے ہیں اور اس لئے یہ مجالس بڑی مستند ہیں (۱) فضیلت قطبیت و غوثیت (۲) پیدائش (۳) رکنیت و غوثیت (۴) حلیہ مبارک لباس اور حلق (۵) آپکا تحصیل علم سیاحت عبادات مجاہدات (۶) آپکا طریقہ (۷) آپ کی فضیلت و برتری تمام اولیاء پر (۸) تعلیمات غوث الاعظم (۹) کرامات غوث الاعظم (۱۰) آپکی عبادت (۱۱) آپ کی ازدواج و اولاد ضخامت ۸۰ صفحے قیمت فی جلد ۶ر محصول ڈاک ۲ر کل ۱۲ر

مرنے سے پہلے

جو سب سے بڑا کام کرنا ہے وہ گناہوں سے توبہ ہے اور مرنے کے وقت کی کسی کو خبر نہیں اس لئے آپ کتاب توبہ منگا کر پڑھ لیجیے اس سے آپ کو توبہ کی حقیقت، توبہ کے فوائد، توبہ کا اثر، توبہ کی ضرورت، توبہ کا عملی ثبوت، توبہ کے بعد کی حالت، توبہ کیوں کی جائے، توبہ ہی تمام ادیان سے بہتر مسلمانوں کے پاس عطیہ خداوندی ہے یہ سب باتیں اس کتاب سے معلوم ہوجائینگی مرنا بہرحال ضرور پڑیگا اس کتاب کو پڑھ کر اور اس پر عمل کرکے مرے تو ہمیشہ ہمیشہ کی راحت ہے

قیمت دس آنے محصول چھ آنے کل ایک روپیہ

مرنے کے بعد کیا ہوگا

یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حال معلوم کرنے کے لئے ہر انسان بے چین ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اس کتاب میں ہے مختصر فہرست مضامین یہ ہے فلسفہ دوزخ، فلسفہ روح، تناسخ، حقیقت موت، عیادت، سکرات موت، تلقین، جسم سے روح کی پرواز، حضرت آدم کی وفات، ایمان و کفر، نیک روحیں علیین، ابرار مقربین، برا خاتمہ، بری روحیں سجین، کفار کی ارواح، سوال و جواب نکیرین، عالم برزخ، عذاب و ثواب، قبر کا عذاب تجہیز و تکفین، نماز جنازہ وغیرہ اور سب سے بہتر وہ حصہ جو اولیا وفات کے بعد دوسرے اولیا کو ملے، قیمت ۱۲ر

خاموش تبلیغ

ملت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گذر رہی ہے اس سے ہر شخص واقف ہے مسلمانوں کا افلاس روز بروز بڑھ رہا ہے مسلمان غیر شرعی مراسم کے باعث تباہ ہو رہے ہیں اور کروڑوں روپیہ غیر مسلم جیبوں میں جا چکا ہے ان حالات سے متاثر ہوکر حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے ایک عجیب افسانہ لکھا ہے اس کتاب میں اصول تجارت مسئلہ سود، ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت دار الحرب کی تعریف شادی غمی کے مراسم، بنکوں کے سود کا حکم انگریزی تعلیم اسلامی تبلیغ وغیرہ پر مفصل بحث ہے

قیمت دس آنے محصول ۶ر کل ایک روپیہ

حقایق اسلام

اس کا دوسرا نام الکلام المبین ہے جس میں مخالفین اسلام کے عقاید باطلہ کی مدلل طریقہ پر تردید کی گئی ہے اور اسلام کے محاسن کو نہایت عمدہ پیرایہ میں دلائل و براہین کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے خدا تعالیٰ کے واجب الوجود ہونے حضرت محمد رسول اللہ کے نبی برحق ہونے اور قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے کے متعلق بہت سے عقلی دلائل لکھے گئے ہیں، یہی وہ کتاب ہے جو فتنہ ارتداد کے زمانہ میں معاندین اسلام کے گلے کا پھندا بنی رہی بہت مقبول اور مدلل نقلی و عقلی ہے۔

قیمت رعایتی ۷ر محصول ۵ر کل ۱۲ر

انیس الوارثین

مورث کی وفات کے بعد اس کے مال کی تقسیم کا حساب مستند کتابوں میں ہے، لیکن کوئی کتاب ایسی شاید ہی ایسی ہو جس میں آسانی سے مطلب حل ہوسکے اور مصنف کی موجودگی کی ضرورت پیش نہ آئے۔ کتاب انیس الوارثین اس سلسلہ کی بہت آسان اور عام فہم کتاب ہے اس کتاب کو سامنے رکھ کر یا ذہن نشین کرکے متوفی کے ورثا کا حصہ شرعی حکم کے موافق تقسیم کرسکتے ہیں، تمام وکلا، جج اور مفتی اب اسی کتاب کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ کرتے ہیں

قیمت ۸ر آنہ محصول چھ آنے کل ۱۴ر

چار تعلیم نسواں

عورتوں اور بچیوں کے لئے بے نظیر اخلاقی اور مذہبی سیٹ

۱۔ اللہ پاک کی صفتیں، نعمتیں، پیغمبروں کے حالات مقدس عورتیں، مشہور خواتین ۳۲ صفحے

۲۔ اللہ کے احسانات، نبیوں کی مقدس عادات اور کارنامے عورتوں کی خصوصیات مذہبی ۴۴ صفحے

۳۔ ایمان، اسلام، قرآن، موسم کے حالات زمین سے اُگنے والی چیزیں اور اخلاقی سبق وغیرہ ۶۴ صفحے

۴۔ تعلیم، طریقہ زندگی، لباس و زیور، رہبان نوازی دیانت اور صحابیات کا طریق زندگی

چاروں کتابیں ۵۶ صفحات کی ہیں اور ایک جگہ مجلد ہیں، قیمت رعایتی دس آنے محصول ۶ر

سات تاریخی

یہ سات مذہبی و تاریخی کتابیں ہیں جن میں بیسیوں برگزیدہ مذہبی خواتین کے حالات ہیں اور بعض مشاہیر خواتین کی اخلاقی زندگیاں جن میں ہر مذہب کی عورتیں شامل ہیں خصوصاً مسلمان شہزادیوں کے حالات بہت نتیجہ خیز ہیں، زیب النسا، نورجہاں شہزادی بلقیس کے حالات بہت مفصل چند مخصوص اخلاقی قصے خواتین کے بھی ہیں جنہیں خدا پرست بیوی کا قصہ بہت مفید ہے، یہ سب کتابیں ۲۵۶ صفحات کی ہیں زبان بہت شیریں کاغذ چھپائی اعلیٰ اور سب ایک جگہ مجلد ہیں

قیمت مجلد دس آنے محصول ۶ر

دس زنانہ بستہ

دس علمی پھولوں کا گلدستہ یا دس بیش بہا کتابوں کا مجموعہ

(۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کہانیوں کی کتاب (۳) کھیل کی کتاب (۴) لکھنے کی کتاب (۵) نماز کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب (۷) تندرستی کی کتاب (۸) تہذیب کی کتاب (۹) پردہ کی کتاب (۱۰) اصلی جہیز، جو کتاب جس مضمون پر شروع کی ہے اس کو مکمل کردیا ہے، اپنی بچی کو ضرور اس کتاب کی تعلیم دیجیے تاکہ وہ گھرداری کے تمام کاموں سے واقف ہوجائے اور ساتھ ہی مذہبی معلومات سے بیگانہ نہ رہے ایک ہی جگہ مجلد ہیں، قیمت فی جلد ایک روپیہ محصول ۶ر

آٹھ اسلامی کتابیں

بچوں کی مذہبی معلومات بڑھانے کے لئے بے نظیر اسلامی کتابیں

پہلی: اللہ کی نعمتیں صفتیں، ملائکہ وغیرہ کا بیان

دوسری: ایمان، عقائد، وضو، تیمم، اذان وغیرہ

تیسری: نماز کی پوری تفصیل اور تمام مسائل

چوتھی: مرنے کے بعد اور پہلے کے حالات و مسائل زکوٰۃ

پانچویں: زکوٰۃ کا پورا بیان، اور روزہ کا بیان

چھٹی: حج کا بیان، اور حقوق کا بیان مفصل

ساتویں: ارکان ایمان، ارکان اسلام، معاشرت

آٹھویں: حقوق العباد، توکل اور گناہ صغیرہ

آٹھوں کی ضخامت ۲۴۴ صفحات ایک ہی جگہ اصلی قیمت ۱۲ر رعایتی سوا روپیہ محصول ۱۰ر

سات اخلاقی کتابیں

اسمیں حسب ذیل سات کتابیں ہیں اور ہر کتاب عورتوں کے لئے بہترین استانی ہے،

ہدیۃ المستورات، عورتوں کی مذہبی معلومات بڑھانے کے لئے

ادب نسواں، بچیوں کو ادب سکھانے کے مضامین

انتظام خانہ داری، مضمون نام سے ظاہر ہے

کھانا پکانا، ہندوستان بھر کے بڑے بڑے کھانوں کی ترکیبیں

ہنر آموزی، مختلف ہنروں، کڑھائی، سلائی، گوٹہ کناری

لیڈی ڈاکٹر، اسمیں مخصوص نسوانی امراض کا علاج

اخلاقی گرت، مضمون نام سے ظاہر ہے کوئی کتاب علیحدہ نہیں ملے گی، سب ایک جگہ مجلد ہیں ۲۸۴ صفحات قیمت مجلد ۱۲ر محصول ۸ر کل ۱ عہ

سلسلہ تعلیم الاسلام

جسکو مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کے لئے علامہ حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے تالیف فرمایا۔

اس کے پانچ حصے ہیں اول قاعدہ ہے اس کے بعد

پہلا حصہ، اسمیں عقائد کا ابتدائی حصہ و طہارت

دوسرا حصہ، اسمیں عقائد کی تفصیل، نماز کا بیان

تیسرا حصہ، اسمیں عقائد کی اونچی باتیں روزہ، زکوٰۃ

چوتھا حصہ، اسمیں حج اور حقوق العباد وغیرہ

اب تک ان رسائل کی تعداد تین لاکھ چھپن ہزار شائع ہوچکی ہے اور شاید ہی کوئی مکتب ایسا ہو جہاں یہ رائج نہ ہو، پانچوں حصے ساتھ ساتھ ملتے ہیں اور ایک ہی جگہ مجلد ہیں قیمت سوا روپیہ محصول ۶ر

اسہل القرآن

یہ قاعدہ طلسمی ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ ۲ مہینے میں صرف دو تین گھنٹہ کی محنت کر کے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اس قاعدہ میں طوطے کی طرح رٹنے کی ضرورت نہیں بلکہ حروف کو ذہن نشین کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں ابتدا میں حروف تہجی کے لحاظ سے پچاس اشیاء کی رنگین تصاویر ہیں، اس کے بعد الف بے، یک دو حرفی، سہ حرفی، چہار حرفی اور پنج حرفی الفاظ اور اس کے معانی درج ہیں تاکہ الفاظ کے ساتھ ساتھ معانی پر بھی عبور حاصل ہو آخر میں قرآن شریف کی چند آیتیں ہیں قیمت ۴ر محصول ۶ر

یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانیکا دہ مقبول اور بہترین قاعدہ جو ہر سال تین چار لاکھ درجہ چھپتا ہے اور جو مدرسین اس کی خوبیوں سے واقف ہیں وہ اسی کو منگاتے ہیں، بہت ہی آسان قاعدہ ہے اسمیں سب سے بڑھ کر کتابت کی خوبی ہے یعنی نقطے، زیر، زبر، پیش اور حروف مرکبات کے پہچان لینے کے بعد مرکبات کو بتلانے کی مطلق ضرورت نہیں رہتی مصنف کا دعویٰ ہے، کہ قاعدہ پڑھ لینے کے بعد صرف چھ مہینے میں بچہ بغیر استاد کی مدد کے قرآن شریف پڑھنے لگتا ہے، ضخامت ۴۶ صفحے قیمت ۳ر اور ایک روپے کی آٹھ جلدیں، محصولڈاک ایک جلد ۲ر، ۱۰ر

معلم الاطفال
قاعدۂ اردو

اس قاعدہ کی مفصل خوبیاں تو خود ملاحظہ سے معلوم ہونگی اجمالاً یہ ہیں، حروف کی تقسیم موجودہ ترتیب کے مطابق نہیں بلکہ تعداد حرکات کے اعتبار سے کی ہے دس لفظوں کی تقسیم تعداد حروف کے اعتبار سے نہیں بلکہ تعداد حرکات کے اعتبار سے ہے، تمام قاعدہ بھر میں کوئی مہمل لفظ نہیں کیونکہ اس سے بچہ کو حروف جوڑنے میں کوئی اندازہ نہیں ہوتا (۴) کوئی لفظ ایسا نہیں بتایا ہے جو اصول اور ضابطہ کے ماتحت نہ ہو (۵) ہر نئی بات بتاتے ہوئے اس کثرت سے مثالیں دی ہیں کہ بچے کے دماغ پر نقش ہوجاتا ہے فی جلد ۱ر ایک روپے کے بیس، محصول ۲ر

فارسی بول چال

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں فارسی سکھلانیوالی کتاب یہ فارسی بول چال ہے جسے پنجاب یونیورسٹی سے علم فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کئے ہوئے دو فاضل حضرات نے سالہا سال کی عرقریزی کے بعد فارسی زبان کو اردو میں ڈھالا ہے شروع کتاب میں فارسی کے مفرد الفاظ کو گرامر کے لحاظ سے اردو معنی کے ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ہزاروں کی تعداد میں لکھکر ہر قسم کے کاروباری خطوط کے نمونے عرضیاں، چٹھیاں، تیمارداری، اور مبارکبادی تعزیت وغیرہ کے نمونے اردو میں ترجمہ کیساتھ رعایتی قیمت ۱۲ر محصولڈاک ۶ر

کریم اللغات

فارسی زبان کے ۲۰ ہزار الفاظ کے لغات کی سستی کتاب آپ کو خبر بھی نہیں ہوتی اور روزمرہ بول چال میں کتنے فارسی کے الفاظ ایسے ہیں جو با وجود روزمرہ بولنے کے بھی ان کے معنوں سے واقف نہیں اور بعض مرتبہ ان کا محل استعمال غلط ہوتا ہے اور پڑھے لکھے لوگوں میں جب اس کی وجہ سے خفت ہوتی ہے تو بڑا غصہ آتا ہے، اتنی ذری بات کے لئے ذراسی تکلیف گوارا کیجئے، جدید کریم اللغات منگاکر اپنے مطالعہ میں رکھئے، دو چار مہینوں میں آپکی بول چال اور تقریر میں نہایت موزوں برجستہ الفاظ آجائیں گے مجلد ۴۰۰ صفحات رعایتی قیمت ۱۲ر محصول ۹ر

عربی کا معلم

دو حصہ دو فرہنگ مجموعی ضخامت چند سو صفحات کے قریب ہر یونیورسٹی میں داخل ہے حضرت علامہ مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی پرنسپل دارالعلوم دیوبند اس کے متعلق فرماتے ہیں "میرے خیال میں بہت ہی مفید کتاب ہے ہمارے ملک میں آجتک اس موضوع پر شاید ہی اس سے بہتر کتاب لکھی گئی ہو حقیقتاً آپ نے طالبین عربی کے لئے بڑا کام کیا ہے" یہ فقط ایک رائے ہے اسی قسم کی صدہا رائیں اس کتاب کے سلسلہ میں موجود ہیں اب تو عربی سکھانیکی سب سے بہتر کتاب ہے، قیمت کامل دو روپے محصول ۳ر

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قایم ہوگیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے، مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے، لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوش اسلوبی سے قایم کی ہے کہ سمجھدار آدمی بغیر استاد کی مدد کے اس کتاب سے عربی سیکھ سکتا ہے، تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملے گی جس کے متعلق پہلے سے نہ بتادیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے ہر سہ جلد قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ۴ر

علم التصریف

میزان و منشعب، پنج گنج، زبدہ، صرف میر، علم الصیغہ، مراح الارواح و شافیہ وغیرہ کی عرض علم الصرف کی تمام کتابوں کا اگر عطر اور خلاصہ چاہیے تو علم التصریف سے فائدہ اٹھایئے فاضل مولف نے کوئی ضروری مسئلہ نظر انداز نہیں ہونے دیا، اور ہر مسئلہ ایسی سہل اور صاف شکل و صورت میں پیش کیا ہے مبتدی سے مبتدی بھی کوئی اشکال محسوس نہیں کرتا، یہ کتاب مدارس عربیہ کے طالب علموں کے لئے تالیف کی ہے جو امید ہے کہ انشاءاللہ سابق الذکر سے زیادہ مقبول ہوگی ضخامت ۲۲۵ صفحہ قیمت ایک روپیہ محصول ۶ر

اردو خط و کتابت

لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے لئے علیحدہ علیحدہ کتابیں ہیں بظاہر دل کا حال ہر شخص لکھ سکتا ہے لیکن بڑا مشکل ہے، اور بہتوں کو اردو لکھنا پڑھنا آتا ہے، مگر خط لکھنا نہیں آتا، یہ کتاب لڑکوں اور لڑکیوں کو خط و کتابت بتاتی ہے اور خطوط نویسی کا ایسا انداز تحریر اسمیں موجود ہے، کہ بڑے دفتر کو چھوٹے سے خط میں بند کردیا جاتا ہے البتہ یہ ہے اگر خط و کتابت کی بچوں کو مہارت ہوجائے تو آیندہ اسمیں خوب جلا ہوتی ہے ایک الگ قیمت چھ آنے دونوں ساتھ دس آنے محصول ۶ر

آسان مضمون نویسی

مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی کا تاریخی ناول پڑھنے والے انکی آسان اردو نویسی سے واقف ہیں مضامین شرر ان لوگوں کی امانت ہے جو اردو آسان نویسی کے شایق ہوں، یہ کتاب چند بہترین مضامین کا مجموعہ ہے، ادر مرحوم کے ۵۴ مضامین اس کتاب میں ہیں، اس کے ذریعہ سے بہت سے لوگوں کو اردو لکھنی آگئی، ہر مضمون علاوہ آسان اردو کے اپنی جگہ خود بہت دلچسپ ہے اور پڑھ کر بے اختیار مصنف کی قابلیت کی داد دینی پڑتی ہے، ایک سو ساٹھ صفحے کی مجلد کتاب ہے آٹھ دس اڈیشن چھپ چکے ہیں، قیمت مجلد بارہ آنے محصولڈاک ۸ر

مقالات نیاز

جناب نیاز فتحپوری جن کی ادبی رنگین نویسی اور عظیم الشان لٹریچر سے اردو جاننے والے واقف ہیں، اس کتاب میں مختلف النوع ممدوح کے چند مضامین ہیں، یہ ان لوگوں کے لئے اتالیق مضمون نگاری ہے جو اپنی تحریر میں رفعت و علو چاہتے ہیں، اور نئی نئی ترکیب اور شستہ و رفیع لٹریچر سے اپنی تحریرات کو مرصع کرنا چاہتے ہیں،

آپ اس کتاب کو سامنے رکھکر اس کے انداز تحریر کو ذہن نشین کرکے مضمون ہی نہیں خط بھی لکھیں گے تو اسمیں کچھ اور ہی بات ہوگی قیمت ۵ر محصولڈاک ۶ر

مونس انگلش ٹیچر

کوئی جدید اعلان نہیں دہرے سے ہر مہینہ اعلان ہوتا ہے کہ شرطیہ ڈہائی مہینہ میں انگریزی آجاتی اور حقیقت یہ ہے کہ آرہی ہے اسی وجہ سے ہر مہینہ صدہا کتابیں فروخت ہوتی ہیں اور اسی اندازے سے برابر بک رہی ہیں، اگر آپ اس کتاب کا ایک سبق روزانہ صرف ایک گھنٹہ کی محنت سے پڑھ لیں تو بغیر استاد کی ذراسی مدد کے آپ انگریزی پڑھنے کا کام بخوبی چلالیں گے اب تو یہ اشتہاری نہیں دعویٰ ہے، کیونکہ اس کے خلاف مثال نہیں ملتی، یہ وہ طلسمی کتاب ہے کہ جس کے پاس پہنچ گئی وہ یقیناً کامیاب ہوا ضخامت ۲۴۰ صفحات، قیمت ایک روپیہ محصول ۶ر

ختم القواعد

یہ عربی کا دہ اعجاز نما قاعدہ ہے جس میں الف بے ت پڑھ لینے کے بعد مرکبات صرف ایک مرتبہ ذہن نشین کرانے پڑتے ہیں اور آپ بچہ خود پڑھنے لگتا ہے، مولف نے کچھ ایسی پڑھانے اور سمجھانے کی کنجی اسمیں رکھی ہے اور کچھ ایسے گر بتائے ہیں، کہ نہ استاد کو تکان نہ شاگرد کو، اب شاید ہی کوئی بچہ ایک دفعہ اسمیں پڑھ لینے کے بعد دوسرے کسی قاعدہ میں پڑھنا گوارا کرے، یہ قاعدہ مقبول عام ہوگیا ہے، اب تک بیس ۲۰۰۰۰ چھپا ہے، ایک روپے کے سولہ اور پانچ روپے سو ہیں، محصولڈاک ۱۶ جلدوں پر ۱۰ر اور سو جلدیں ریل کے ذریعہ منگایئے، کم خرچ ہوتا ہے،

مجربات طبی

مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب اور افسر الاطبا جناب حکیم نور الدین صاحب بھیروی کے شاگرد رشید اور طب پنجاب یونیورسٹی کے سند یافتہ فاضل اجل نے اپنے سالہا سال کی محنت و تجربہ سے مرتب کیا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں قابل مصنف نے سر سے پاؤں تک کل امراض کا مفصل حال اُن کی تشخیص کا طریقہ ان کا علاج بہت ہی سہل طریقہ سے لکھا ہے جس سے ہر شخص بلا کسی حکیم کی امداد کے خود نسخہ بنا اور اپنے خویش و اقارب کا علاج کر سکتا ہے ۱۹۳۲ء کی سب سے بہتر کتاب ہے اور بہت زود اثر ہے، قیمت دو روپے محصول

غریبوں کا سستا علاج

امیر تو ہر جگہ اپنے روپوں کے زور پر علاج کرا لیا کرتے ہیں غریبوں میں اتنا بوتا کہاں ان کو تو دو چار پیسے بھی خرچ کرنے گراں ہیں، یہ کتاب منگا کر آپ غریبوں کی بڑی خدمت کر سکتے ہیں اس کتاب میں کوڑیوں کے نسخے ہیں وہ نسخے گھر میں تیار کر کے اور غریبوں کو مفت تقسیم کر دیں، افضل الناس خدمت الناس رسول کریم کا فرمان ہے یہ کتاب ایسی ہے کہ بلا ضرورت بھی ہر گھر میں رہنی چاہئے کیونکہ اگر علاج کی ضرورت ہی پڑے تو فقط حفظ ما تقدم ہی تمام مرضوں کی آمد سے محفوظ رکھے ضخامت ۲۲۸ صفحات قیمت آٹھ آنے محصول ۸/ کل ۱۵/

محافظ الصبیان

بچوں کی حفاظت، بچوں کی تندرستی اور صحت کے لئے ہر ماں باپ ہر وقت حیران ہے لیکن اپنی نا اہلی اور عدم واقفیت کی وجہ سے بچوں کی بیماریوں کا اکثر خود موجب ہو جاتے ہیں، محافظ الصبیان کتاب منگانے کے بعد وہ اس کی ہدایت پر عمل کرینگے اور حفظ ما تقدم کا خیال رکھیں، تو آپ کے گھر کی بیماریاں خود بخود کم ہو جائینگی اور جو بچہ ذرا سا بھی بیمار ہوگا آپ ابتدا ہی سے اس کا علاج کر لیں گے اس کتاب میں یونانی اور انگریزی دونوں علاج ہیں، اور حفظ ما تقدم کی ہزاروں ترکیبیں ہیں، قیمت ۸/ محصول ڈاک ۴/

صحت النساء کامل

عورتیں جہاں اپنے شباب میں مردوں کے لئے لذت کے خزانے پوشیدہ رکھتی ہیں اور ان کے حظ اٹھانے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتی ہیں اسکا کچھ نہ کچھ صلہ مردوں سے ملنا تو چاہئے۔ مگر مرد کی خود غرضیاں اپنے لطف کے دوسری طرف نگاہ ہی نہیں رکھتیں اور ابتدائی افراط و تفریط کے سلسلہ میں غریب عورتیں ایسے امراض میں مبتلا ہو جاتی ہیں کہ بالآخر انہیں موت سے دوچار ہونا پڑتا ہے نیز جب وہ بچے ہو جاتے ہیں تو مرد کی طرف سے جو بے پروائی ہوتی ہے اس سے ایک دنیا واقف ہے یہ کتاب ان تمام امراض کا علاج ہے قیمت ۸/ محصول ڈاک ۴/

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے کہ جس میں مصنف نے خلق خدا کی بھلائی کے لئے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام صحیح صحیح تجربہ کر کے درج کئے ہیں اسمیں صابون سازی کے ہر قسم کے طریقے ہر قسم کے شربت اچار مربہ دیگ کے خاص نسخے، ڈاکٹری نسخے داغوں کا صاف کرنا مصنوعی اشیاء عطر وغیرہ بنانے کا کام بوٹ پالش رنگ بنانا، سیاہیاں بنانا، شعبدے جادو کے کام، آتشبازی بنانا، فوٹوگرافی، گھڑی صاف کرنا وغیرہ فن کے طریقے درج ہیں، اس کتاب کو خرید کر ہمیشہ بھلائی کی دعا دینگے، قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ۴/

اسرار صنعت

جب تک پریشانیوں سے آپ مضطرب ہوں اور معاش کی کوئی راہ سمجھ نہ آئے تو ایک روپیہ خرچ کر کے یہ کتاب منگا لیجئے، اس کے بعد اپنی جیب کا جائزہ لیجئے، اگر آپ کسی بڑے شہر میں ہیں تب بھی چھوٹے سے قصبہ میں ہیں جب بھی یہ کتاب آپکی یکساں مدد کریگی، اور آپکا چھوٹا بڑا سرمایہ جو بھی ہوگا اسی کے مطابق یہ کتاب کام بتا دے گی غرضکہ اس کتاب کے ذریعہ آپ ایک روپیہ سے لیکر ہزاروں تک اپنا سرمایہ فائدہ رساں طریقہ لگا سکتے ہیں،

قیمت رعایتی مجلد دس آنے محصول ۴/

تعلیم موٹر

۱۰۰ صفحہ کی کتاب اور ضمیمہ میں موٹر کے ہر پرزہ کا فوٹو موٹر چلانے والے اور میکانک کے لئے ایسی مفید کتاب جس کو سمجھ لینے کے بعد صرف مشق کی ضرورت رہتی ہے، معلومات مکمل ہو جاتی ہے، موٹر کار اور موٹر سائیکل دونوں کے لئے از بس ضروری کتاب ہے اس کتاب کے ذہن نشین ہونے کے بعد شاید ہی کبھی ایکسیڈنٹ ہو کیونکہ اس کا ماہر پرزوں کی آواز سے سمجھ جاتا ہے کہ گاڑی میں اس وقت کیا خرابی ہے، تھوڑی سی جلدیں رہیں،

قیمت ایک روپیہ چار آنے محصول ۴/

موٹر کا استاد

اس کتاب کے دو حصے ہیں پہلا حصہ علم موٹر کار ۲۶۴ صفحات دوسرا حصہ اٹالیس موٹر ۲۰ صفحات اشتہار میں مضامین کی تین چار صفحوں میں لکھے مختصر یہ کہ یہ کتاب پاس ہو تو پھر ولایت تک موٹر کی معلومات کی اس سے زیادہ تفصیل نہ ملے گی اس کو موٹر انسائیکلوپیڈیا کہئے ہر موڈل ہر کارخانہ کی موٹر مشین سے آگاہی اس کتاب سے ہو سکتی ہے، حد تو یہ ہے کہ موٹر ایکٹ تک ترجمہ صحیح ہو دیا ہے اس کتاب کو یہ امتیاز ہے کہ اردو میں لکھی گئی اور انگریزوں تک میں مقبول ہوئی قیمت رعایتی تین روپے محصول ڈاک ۱۰/

روح انجینیری

جن ٹھیکہ داروں نے اس کتاب کو اپنا گائڈ بنایا ان کو گھاٹا ہی نہیں ہوا، کیونکہ اس کو سامنے رکھا اور تعمیرات کا صحیح تخمینہ بنا لیا، اس کتاب میں فن تعمیر کی پوری معلومات ہے اقتصاب کی کہاں گنجائش ہے، اردو زبان میں اس سلسلہ کی پہلی کتاب ہے اسمیں علاوہ تعمیری کام اور جدید ڈیزائنوں کے تعمیری سالوں کے نقشے بھی ہیں ۱۸۰ صفحہ کی کتاب ہے اسکے بعد فن تعمیر میں کسی انجینیر کے مشورہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی، قیمت صرف عہ ایک روپیہ دس آنے محصول ڈاک ۶/ کل دو روپیہ

دائی

دیہات میں جب آرام جان کی جان خطرہ میں ہوتی ہے اس وقت اس چھوٹی سی کتاب کی قدر ہوتی ہے، جب گھر میں بچے ہوتے ہیں، تو یہ کتاب بھی ہونی چاہئے، اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں پیٹ کی احتیاط زچہ خانہ، دائی کی ہوشیاری مردہ بچہ کو زندہ کرنا نال کاٹنا، دردوں میں دیر، آنول نال نکالنا، جننے کے بعد کیا کرنا چاہئے، خون، سر پہلے نکلے گا یا پاؤں، بال بچہ جننا، بچہ کو پیٹ کی ترتیب نال بوقت نکلنا آنول کا ایک جگہ ہونا، پیٹ گرنا گھبلن کا درد بڑی مفید کتاب ہے قیمت ۴/ محصول ۴/

دہلی کا دستر خوان

دہلی کی ایک ممتاز خاتون کی تحریر کردہ کھانا پکانے کی بہترین استانی کس قدر جلد مقبول ہوئی کہ حیرت ہوگئی، دہلی کا دستر خوان وہ سہل اور آسان کھانا پکانے کی کتاب ہے جس سے چھوٹی چھوٹی بچیاں نافہم عورتیں اور مرد بھی باسانی کم داموں میں اچھے کھانے کھا لیتے ہیں اور پکا لیتے ہیں، یہی وہ کتاب ہے جو ہندو اور مسلمان دونوں میں مقبول ہے اور روز اچھی خاصی تعداد میں فروخت ہو رہی ہے اسمیں باورچی خانہ کا انتظام برتنوں کا سلیقہ، کھانا پکانے کا مہذب طریقہ بھی بتلاتی ہے، سچ تو یہ ہے کہ کھانوں کی نسخہ کا عمل ہے

قیمت ۸/ محصول ۴/

تاریخ نجد

مجنوں کا مسکن، لیلیٰ کا وطن، وہ جہان کے ذرات عاشق تن ہوتے ہیں، اس خطہ کی تاریخ اور اس جگہ کی تاریخ جہاں کے لوگوں نے آج کل حجاز پر قبضہ کر رکھا ہے اور جن کا لیڈر ابن سعود شاہ حجاز ہے

یہ وہی سرزمین ہے جس نے ہزار ہا مشاہیر پیدا کئے، ان کے خصائص، ان کی معاشرت ان کا تمدن انکا حب وطن، انکا اسلامی شغف انکی تنگ دلی انکا بزعم خود موحدانہ جذبہ سب لائق مطالعہ ہے از علامہ اسلم جیراجپوری قیمت ایک روپیہ محصول ۴/

مساوات المسلمین

فخر نسب پر زعم کرنیوالے مساوات المسلمین پڑھنے کے بعد کیسے شرمسار ہوئے جب نبوی حضور کا فرمان پڑھا "کہ اے قوم قریش اللہ نے تمہاری جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار مٹا دیا، تمام انسان آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے تھے" بدقسمتی ہندوستان میں مسلمانوں کے رواج پر بھی چھوت اور بار نہ ہوا، اور بڑے یا چھوٹے بیٹے اپنی بے وجاہتی کو ذریعے دامن میں چھپائے اور یہاں کے مسلمان بھی برہمن شودر بننے لگے اس کتاب نے ایسے مغرور انسانوں کی پول کھولدی ہے اور بتلایا ہے کہ اسلام اس لعنت سے پاک ہے قیمت ۶ ر چھ آنے محصول ۲ ر

عالمگیر غازی

ہندوستان کا درویش شہنشاہ ہندوستان میں اسلامی ترکش کا کامیاب خدنگ اور صحابہ کرام کی سی زندگی بسر کرنے والے نامدار شہنشاہ حضرت اورنگ زیب عالمگیر غازی نور اللہ مرقدہ کی مفصل باتصویر سوانح عمری جو غازی عالمگیر کے نام سے شایع ہوگئی ہے، اس کتاب میں درویش صفت تاجدار کی مفصل سوانح حیات بیان کرنے کے علاوہ متعصب اور تنگ خیال متعصبین کی تمام غلط اتہامات کی پرزور تردید ہے اس خیال سے کہ عوام کو حضرت عالمگیر غازی کی سیرت سے واقفیت ہو جائے اس باتصویر سوانح عمری کی قیمت ۸ ر کی بجائے چھ آنے ہوگئی محصول ۲ ر

درس معاشرت

معاشرت کی اصلاح کے سلسلہ میں نو افسانوں کا یہ مجموعہ ایسی موثر لٹریچر میں شایع ہوا ہے کہ ہر افسانہ اپنی جگہ ایک کامل درس عبرت ہے اور ہر افسانہ اسلامی طرز معاشرت کی منہ بولتی تصویر ہے، افسانوں کے عنوان یہ ہیں، عالی ہمت نوجوان کوین کے کہلانے، شہید رسوم، سیدانی کے دوسرے عید کے دن شادی، تقدیر کی گردش بے گناہ کی بربادی، عذرا کی سرگذشت، احساس فرض اور محبت، ایثار کا پہل

ہر افسانہ موثر، شیریں، عبرت خیز اور لایق عمل ہے، قیمت ۸ ر آٹھ آنے محصول ۲ ر

دامن باغبان

ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے خالص مذہبی افسانوں کا مجموعہ جو ابھی حال میں شایع ہوا ہے، یہ کتاب اپنی ظاہری اور باطنی خوبیوں کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ ہر گھر میں موجود رہے ایک تو دلچسپ داستانیں اور پھر ڈاکٹر صاحب کا دلکش طرز ادا، ہر افسانہ اس قدر دل آویز ہو گیا ہے، کہ شروع کر کے ختم کئے بغیر چھوڑنا ناممکن ہے، ناظرین مولوی میں ہزاروں ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی دل نشین افسانہ نویسی کے مداح موجود ہیں، جانتے ہیں کہ یہ بات کسی مصنف کو موصوف نہیں اور یہ تو چیدہ افسانے ہیں، قیمت ایک روپیہ محصول ۶ ر

محبت کے پیغام

عاشق و معشوق کے خطوط، یہ شراب محبت میں ڈوبی ہوئی کتاب ان دلچسپ اور محبت لبریز خطوط کا لکھنا سکھاتی ہے جو بچے، عاشق میاں بیوی اپنے جذبات تعشق کو قرطاس پر لاتے ہیں، ان کا دلچسپ خاکہ ہے ہر خط ایک افسانہ کی طرح دلچسپ اور محبت سے لبریز ہے ہر جملہ میں محبت کی داستان پوشیدہ ہے اور خوبصورت بلاک کی دیدہ زیب تصاویر بھی ہیں، یہ وہ بے مثل کتاب ہے جس کی معانی آفرینی اور سحر نگاری نے ہزاروں بچھڑے ہوئے خاوند بیوی کے دل جوڑ دیئے، قیمت آٹھ آنے محصول ڈاک ۶ ر

ولایتی مرغیان

یہ کتاب ابھی چھپی ہے اس میں ولایتی مرغیوں کی پرورش، ان کی شناخت، ان کا شجرہ نسب اور دیکھ بھال کی پوری ہدایتیں ہیں، نیز مرغیوں کا علاج اور انکی بیماریاں، بیماریوں کی علامتیں ان کے حفظ ما تقدم کی تدابیر اور متعدد نسخے اس کتاب میں ہیں، نیز افزائش نسل کے طریقے، اور تجارت کے راستے اور اس سلسلہ کے بہت سے گر بتلائے گئے ہیں گو یہ مختصر کتاب ہے لیکن کارآمد ہونے کے لحاظ سے بڑی بڑی کتابوں پر سبقت لے گئی ہے، قیمت آٹھ آنے محصول ۲ ر

آغاز اسلام

بچوں کے لیے سیرت رسول کی کتاب جو علامہ شبلی نے خلد آشیان ملکہ بھوپال کے فرمانے کے مطابق شہزادی بلقیس کے لئے لکھی تھی، بہت دلچسپ مدلل، سہل اور مستند سیرۃ رسول ہے، بچے بڑے شوق سے اس کتاب کو پڑھتے ہیں اور ہندوستان کے اسلامیہ مکاتب میں داخل نصاب ہے یوں سمجھئے کہ یہ بچوں کا میلاد نامہ ہے اسمیں میلاد رسول سے وفات رسول تک کے حسب ترتیب حالات ہیں اس کتاب کے پڑھنے کے بعد ہر بچہ اپنے پیغمبر سے بخوبی واقف ہو سکتا ہے، قیمت ۴ ر محصول ۲ ر

ڈاکو راہب

یہ کتاب فلورا فلورنڈا کا اشتہاری عنوان ہے علامہ شرر لکھنوی کا لکھا ہوا تاریخی ناول جو کئی بار چھپ چکا ہے رہبانیت کے جامہ میں حسن کے ڈاکوؤں کا نظارہ دیکھنا ہے تو اس کتاب کو پڑھ، گرجاؤں کے پوشیدہ رازوں کو معلوم کرنا چاہیں تو اس کتاب کو پڑھیئے، عالم تنہائی میں عیسائی پادریوں کے سامنے عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کے خفیہ گناہوں کے اعتراف و معافی کے دلچسپ مناظر دیکھنے ہوں تو یہ کتاب پڑھیئے اور مسلمانوں کی مذہبی رواداری دیکھنی ہو تو یہ کتاب پڑھیئے، قیمت بارہ آنے محصول ڈاک ۶ ر کل ۱۲ ر

عملیات چشتیہ

یعنی حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کے عملیات مجربہ مع سوانح مختصر اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں، حضور کا نسب نامہ، تعلیم و تربیت، بیعت، شجرہ طریقت اجمیر آنا، کرامات اور عملیات کا اثر، آپکی بیویاں اولاد، خلفا، یہ عمال کس ذریعہ سے کئے، وصال عرس، روضہ مطہر، عملیات، اسرار اسمائے حسنی اور ان کے اعمال، یہی چیز اتنی اہم ہے کہ اگر کوئی شخص اسمائے الٰہی کے معارف سے آگاہ ہو کر ان کا عامل ہو جائے تو پھر اسے کسی مزید علم وظیفہ اور اوراد کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور یہ بات اس کتاب سے حاصل ہو جاتی ہے قیمت ۴ ر محصول ۲ ر ۴۰ صفحے

عملیات ہجویری

مع سوانح عمری، حضرت داتا گنج بخش و عملیات خصوصی حضرت داتا صاحب مختصر مضامین، ولادت و نام بیعت کا حال، لاہور میں آمد، وصال، عرس داتا صاحب، عملیات و تعویذات، دعا کا بیان فوائد تلاوت قرآن مجید، فضائل بسم اللہ، فضائل متعدد سورہ ہائے قرآنی، کرب و تکلیف کا دفاع کشایش رزق، دفع خوف و خطر، دعائے مصیبت غصہ دور کرنیکا عمل، اولاد نرینہ، بچھو کے کاٹے کا مجرب عمل، آیہ کریمہ کا ورد، داتا صاحب کا دستور العمل وظائف صبح و شام، حب کا نہایت کامیاب عمل ہلاکت دشمن کا نقش وغیرہ وغیرہ قیمت چار آنے محصول ۲ ر ۴۰ صفحے

رفیق نسوان

عورتوں اور بچیوں کی سچی رفیق ۱۴۴ صفحہ کی کتاب ہے اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں، زمانہ دوشیزگی، دقت فرصت، علم و عمل، فرایض مذہبی، اصلی خوبصورتی، سچائی اور شرافت، شرم و حیا، عصمت اور نیکی، ان کے فرائض گھر اور اس کا انتظام، عورتوں کے ہر فرائض، مولانا شوق امرتسری کی تالیف ہے اس کے مضامین کی خوبی یہ ہے کہ جتنے مضامین ہیں اتنے ہی اس سلسلہ کے افسانے بھی ہیں اس طریق سے اسکا صحیح طور پر عورتوں کے ذہن نشین ہو جاتے ہیں، قیمت مجلد آٹھ آنے محصول ۶ ر

ولیوں کے حالات

مولوی عبد الرحمن صاحب شوق امرتسری کی لکھی ہوئی کتاب بچوں اور عورتوں کے لیے ۲۸ صفحات بہت اچھی چھپی ہوئی اسمیں حسب ذیل ولیوں کے حالات ہیں، غوث پاک، حضرت اویس قرنی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت علاء الدین صابر، خواجہ حسن بصری، حضرت مالک دینار، حضرت خواجہ فرید گنجشکر، حضرت امیر خسرو، حضرت خواجہ محبوب الٰہی، حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر، حضرت بایزید بسطامی، حضرت جنید بغدادی حضرت ابراہیم ادہم، حضرت مسلم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابو داؤد، حضرت ابن ماجہ قیمت چھ آنے محصول ۲ ر

تاریخ شاہان تغلق

یہ حضرت مولانا اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی کی وہ مقبول کتاب ہے جو آئینہ حقیقت نما کے نام سے ہزاروں فروخت ہو چکی ہے، یہ حصہ جو شاہان تغلق کی تاریخ ہے بہت مقبول ہے، کیونکہ اسی زمانہ میں ہندوؤں کا سنگٹھن پاش پاش ہوا، اور یدخلون فی دین اللہ افواجا کا دلکش منظر اس عہد میں بے نظیر تھا،

مولانا اکبر شاہ خاں صاحب کا نام ہی اس کتاب کے اہم ہونے کی بڑی ضمانت ہے اور طلبا و مولوی اس کو بہت پسند کریں گے،

قیمت ۸ ٹکٹ روپیہ محصول ۱۰ کل ۱۸

شرح کریما

قیمت پانچ آنے

حضرت خواجہ سعدی شیرازی کی مقبول کتاب کریما کو کون سا مسلمان ہے جو نہ جانتا ہو، اخلاقی پند و موعظت کے مضامین اس سے بہتر اور جامع کسی اور کتاب میں نہیں، شرح کریما میں پہلے فارسی اشعار ہیں اس کے تحت میں عام فہم اردو نظم میں ترجمہ ہے، اس کے بعد نثر میں الفاظ کے معانی، پھر لغات مشکلہ کی تحقیق درج ہے، پھر مضامین کی تشریح آسان اردو میں ہے، اور بعد قرآن و حدیث سے تطابق اور ساتھ ہی اولیائے کرام اور صلحا کی حکایات درج ہیں، بچوں کو نیک چلن اور عالی خیال بنانا ہے تو یہ کتاب ضرور پڑھائیے، ۱۲۰ صفحات قیمت علاوہ محصول

دنیا میں اسلام کیونکر پھیلا

مولانا حبیب الرحمن صاحب ناظم دار العلوم دیوبند کی فاضلانہ کتاب جس کی ضخامت ۴۰۰ صفحات ہیں بہت اعلیٰ کاغذ پر چھپی ہے، دنیا میں اسلام کیونکر پھیلا یہ اس کی تاریخ ہے، بحر اٹلانٹک کے سواحل سے بحر پاسفک کے کناروں تک اور بحر منجمد شمالی کے برفستان سے کر صحرائے کبیر افریقہ کی انتہائی اور گرم حدود تک ہزارہا میل کی مسافت میں لا الہ الا اللہ کا ڈنکا بجنے لگا، تلواروں میں یہ قوت کہاں اور ہتیاروں میں یہ عالمگیر تاثیر کس طرح آ سکتی ہے، یہ اسلام کی عالمگیر رواداری اور خلق محمدی کا ثمرہ تھا، قیمت تین روپے محصول ۱۲

بدایۃ الہدایۃ

مصنفہ حضرت امام محمد غزالی، ترجمہ اردو اس میں طاعات الٰہیہ کا مفصل بیان ہے ہر مسلمان مرد و عورت کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے اس میں مندرجہ ذیل ابواب ہیں، علم کا منشا، آداب طاعات، آداب عبادت آداب نماز، رہنے سہنے کے آداب، گناہوں سے اجتناب کرنے کا بیان، اعضا کے گناہ، ظاہری معصیت، اور کن کن خصائل کا مسلمانوں میں ہونا ضروری ہے، اس کتاب میں آخر میں کتاب حقوق الاسلام کا خلاصہ مصنفہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی بھی درج ہے اور حقوق العباد اور حقوق اللہ بھی ہیں، قیمت ۶ چھ آنے محصول ۲

سیرت امام ربانی

روحانی دنیا کے پیشوا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرہ السامی کے حالات ابتدا میں نسب نامہ کیا ہے نیز سلسلہ کے حالات بھی قلمبند کر دیئے ہیں، اس کے بعد آپ کی ولادت، طفولیت تحصیل علم اور تجدید کے ۲۳ سالوں کے حالات بہر سالوار لکھے ہیں، ان کے سلسلہ میں ہزارہا علمائے کرام صوفیائے عظام کا آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونا، آپ کا اکبر کے الحاد و زندقہ کو مٹانا، جہانگیر کو سمجھانا اور قلعہ گوالیار میں نظر بندی، جہانگیر کی معافی مکتوبات کی نشر و اشاعت اور وفات کے عجیب و غریب حالات و کرامات قیمت ڈھائی روپے محصول ۱۱

ہدایت الطالبین

یہ کتاب کیا ہے دریائے طریقت کو کوزہ میں بند کر دیا، لطائف عشرہ، دائرہ امکان، عالم امر، عالم خلق، شغل نفی و اثبات، ذکر اسم ذات، تصور صورت شیخ، وقوف قلبی، بازگشت وقوف عددی، علامات تصفیہ باطن، سیر آفاقی و انفسی، کشف عیانی، وجدانی مراقبہ ذکر رابطہ، سیر دائرہ، ولایت صغری، طریق توجہ جمعیت حضور، فتح باب، مقامات عشرہ، واردات جذبات، تقلیب قلب، توحید وجودی، دائرہ امکان لاہوت، جبروت، ناسوت، غرض کہ پوری کتاب میں ہزارہا اسرار و غوامض تصوف ہیں،

قیمت چودہ آنے ۱۴ محصول ڈاک ۔

تذکرہ اولیائے ہند

کوہستان ہند میں ۷۰۰ اولیائے کرام ایسے مدفون ہیں جن کا حال اس کتاب میں ہے، یہ ایک تیموری خاندان کے چشم و چراغ کی لکھی ہوئی کتاب ہے اور اس میں حالات و کرامات کے ساتھ اقوال الاولیا کا وہ خزانہ بھی شامل ہے جو شاید اور کہیں بھی نہ ملے یہ کتاب اپنی جگہ خود صاحب تصرف ہے کیونکہ ایک ہندو پریس نے اس کو پہلے پہل چھاپا اور اس کتاب کے ذریعہ سے مالا مال ہو گیا، اگر یہ کتاب مسلمانوں کے مطالعہ سے گذرے گی، تو ان کے باغ چکدار ہیروں سے پُر ہو جائیں گے اصلی قیمت چار روپے رعایتی ساڑھے تین روپے محصول ۱۲

عروس سمرنا

لطیفہ خانم سمرنا کی وہ حسین دوشیزہ جو غازی مصطفی کمال پاشا کی جرات اور اسلامی فدائیت سے مسحور ہو کر حبالہ عقد میں آئی اور سمرنا کی فتح میں اس غیور و بہادر خاتون نے وہ وہ دلیری اور شجاعت کے جوہر دکھائے کہ عہد سلف کی یاد تازہ ہو گئی، یہ کتاب اسی حسین و جری خاتون کی لائف ہے جو بہت ہی ولولہ انگیز پیرایہ میں لکھی گئی ہے ضمناً سمرنا کی فتح اور یونانی بیڑیوں کے مظالم بہت صبر آزما اور جوش انگیز ہیں جنگ یونان کے زمانہ میں بہت بکی اور کئی اڈیشن چھپے، قیمت ۸ رعایتی ۴ محصول ۲

مسدس حالی

عالم اسلامیہ ہند میں تہلکہ ڈالدینے والی کتاب جس کے متعلق سر سید مرحوم نے کہا، کہ خدا کے سامنے یہی کتاب لے کر جاؤں گا، یہ مسدس اسلام کی چیلنجی تاریخ ہے اور مدو جزر اسلام ہے لاکھوں سے زائد چھپی اور فروخت ہوئی، زیر اشتہار اڈیشن اعلیٰ کاغذ اور عمدہ تقطیع کا ہے، اب اس میں ایک بڑا دیباچہ ہے جس میں گویا نثر مسدس ہے اور خواجہ الطاف حسین حالی کی سوانح عمری ہے، بچوں کو یہ مسدس یاد کرایا جائے تو ان میں ابتدا سے جوش اسلامی پیدا ہو سکتا ہے، ضخامت ۲۰۰ صفحات، مجلد ہے قیمت رعایتی ۶ چھ آنے محصول ڈاک ۲

بیکس و مظلوم عورت

کے حقوق کی حفاظت اگر کسی مذہب میں ہو سکتی ہے اور اگر کسی مذہب نے اس کا بیڑا اٹھایا ہے، تو وہ اسلام ہے، زبانی دعوی نہیں ہے آپ ضرور کتاب "اسلام اور عورت" منگا کر پڑھئے اس سے معلوم ہوگا اسلام نے دنیائے انسانی میں عورت کا کیا درجہ رکھا ہے، مرد پر عورت کے حقوق کیا کیا ہیں اور کس طرح وہ انسانی تکمیل میں مرد کے برابر حصہ لیتی ہے، ضمناً یہ بات بھی معرض بیان میں آگئی کہ دوسرے مذاہب نے عورت کی کیا حیثیت رکھی ہے ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی لکھی ہوئی بہت ہی دلکش کتاب ہے قیمت دس آنے محصول ۲

فردوس آسیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے کہ سب سے بہتر قرن حضور ہی کا ہے، اسلام نے جو منازل ترقی قرن اول میں طے کئے وہ دوسرے قرنوں میں اس تیز رفتار کے ساتھ نہیں ہوئے اگر آپ اسلام کی ابتدائی ترقیوں سے واقف ہونا چاہتے ہیں، تو تاریخ قرن اول فردوس آسیہ پڑھیئے اسمیں تاریخ پیدائش رسول سے لے کر وفات رسول، پھر خلفائے راشدہ کے حالات معہ ترقی اسلام، غزوات اسلامی لڑائیاں، اسلامی نظام حکومت سب بالتفصیل درج ہے آخر میں، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کی سوانح عمری ہے قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ۱۰

شہنشاہ ہند غازی اورنگ زیب عالمگیر کے مقدس ہاتھ کا لکھا ہوا تاریخی تحفہ

قرآن مجید

فوٹو لے کر اور بلاک بنوا کر چھپوایا گیا ہے، پورے قرآن مجید کا حجم قریباً ۹۰ صفحہ ہے نہایت خوبصورت سنہری جلد بنی ہوئی ہے اور ہدیہ علاوہ محصول ڈاک ڈھائی روپے، شہنشاہ اورنگزیب کے ہاتھ کا لکھا قرآن مجید نواب صاحب لنگرول کے کتب خانہ میں جو ہے، وہاں سے حضرت خواجہ حسن نظامی نے لے لیا اور بلاک بنوا کر چھپوایا، بہت بڑی اسلامی اور تاریخی یادگار ہے، آخر صفحہ پر شہنشاہ موصوف کے دستخط اور مہر بھی ہے، قیمت ڈھائی روپے محصول ۱۲

عورت بالتصویر

پھولوں کی سیجوں پر حسن کی رعنائی دیکھنے سے پہلے مجسم ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے، جب آپ کتاب عورت کی نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم، عورت کی فطرت، عورت کی تربیت، عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات ایسی نہیں ہے جو اس کتاب میں نہ ہو، اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین فوٹو بلاک اور قلمی تصویریں ہیں بہت مقبول کتاب ہے اور ہاتھوں ہاتھ بک رہی ہے قیمت دو روپے محصول ڈاک ۸/

کیف مواصلت

دنیا کی لذت و مسرت اور لذت و کیف پنہانی چیز ایک مرد اور جوان مرد کے لیے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیفیت ہے جس پر دنیا کی بقا کا مدار ہے۔ یوں تو فطرت کی بے شمار دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے ہیں، لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گزار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات علاوہ ممتاز ہو یہ کتاب مواصلت کے اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لذت ہی لذت ہے قیمت ایک روپیہ محصول ۴/

شب نامچہ عروسی

ایک مست شباب دوشیزہ کا شب نامچہ ہے اور سہاگ کی چند راتوں کا دلچسپ اور رنگین انگیز الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ پڑھتے پڑھتے سسکیاں بھرنے لگتے ہیں، یہ صرف چند نشاط افزا الفاظ کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ ازدواجی مسرتوں کے پوشیدہ راز اسی کتاب میں ہیں، اتنی دلچسپ اور صنفی معلومات سے پر شاید ہی کوئی کتاب ہو، شب نامچہ عروسی میں لٹریچر کے پر کیف گھونٹوں کے ساتھ ساتھ گیارہ عکسی فوٹو بھی ہیں، تاکہ دل و دماغ کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی پرکیف ہوں،

قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۶/

بہار شباب

صنفی کتابوں میں جس اسلوب بیان کو امتیاز رہا ہے وہ جذبات کی بے جانی ہے یہ چیز مطالعہ کے لئے خواہ کتنی لذیذ کیوں نہ ہو، لیکن اصل فائدہ اس پروگرام کے ماتحت ہے جس کے ماتحت رہ کر انسان جوانی و توانائی کو قابو میں رکھ کر یہ بتاتا ہے کہ یہ بالذات قائم ہو جائے، بہار شباب میں ایسا ہی انتظام ہے جوانی کی کیف انگیزی اور اس کو دوام کرنے کے لئے، بڑے بڑے مجرب طریقے قاعدے، نسخے، ہدایات، حفظ ماتقدم کی ہزارہا باتیں اور عورتوں کی اندرونی کیفیات کو مردوں پر آئینہ کر دیا ہے متعدد عریاں فوٹو بھی ہیں، قیمت ایک روپیہ محصول ۴/

ایرانی کوک شاستر

شباب جاودانی کی جستجو ہو، تو لذت شباب یعنی ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس سے آپ کو معلوم ہوگا، کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں، عورت کے تاثرات کیا ہیں، حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہئے، گلزار شباب کس طرح وقف خزاں ہوتا ہے، شباب کی روٹھی ہوئی دیوی کس طرح منتی ہے عورت اگر عورت کو اور مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے کیسے خطرناک نتایج برآمد ہوتے ہیں، لذت شباب میں سرمایہ شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لئے صدہا مجرب نسخے ہیں، قیمت ایک روپیہ محصول ۶/

کشمیری کوک شاستر

یعنی مجربات بوعلی سینا بالتصویر یہ کتاب حسین شیخ الرئیس بوعلی سینا کے نوادرات اور مجرب نسخوں کی جن کی مدت سے لوگ تلاش میں تھے، بہت ہی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کرکے اردو میں شایع کر دیئے گئے ہیں، اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کرکے اردو میں شایع کر دیئے گئے ہیں، اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کرکے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں، اگر آپ چاہتے ہوں کہ آپ اپنے فریق ثانی پر لطف و مسرت کی زندگانی پر ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کا مطالعہ کیجئے اور اس پر عمل کیجئے بہت سی تصویریں بھی ہیں، قیمت ۱۲/ محصول ڈاک ۴/

شاہی کوک شاستر

جو بادشاہوں کے لئے تھا، اب وہ عام ہے اس کتاب میں بدیع الشیخ نے لذت کے سرچشمہ عورت کو ایسے انداز میں پیش کیا ہے کہ وہ لذتیں جو ایک جوان آدمی کے ذہن میں عورتیں رکھتی ہیں شاید وہ اس کے پاس بھی نہ ہوں، ارباب عشق نے عورت کے رویں رویں سے لذت ہی لذت ثابت کی ہے، اور اسی طرح مردوں کی قوت پنہانی کو مزید طاقتور رکھنے کے لئے ایک اور ہزاروں گر بتائے ہیں اور اسی علاج کے سلسلہ میں حکایات وصل جو بیان ہوئی ہیں وہ ہزاروں معجونوں اور صدہا لذیذ مقویات سے بہتر اور تجربہ سے زیادہ معقول ہیں، قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۴/

دوشیزہ کی جوانی

جب بہار پر آتی ہے، تو اس کے جذبات کا اندازہ اس کتاب سے ہوگا، جو طلسم شباب کے نام سے مشہور ہے، اس میں وہ وہ عجیب باتیں ہیں، کہ آپ عورت کی حیات معلوم کرکے ششدر رہ جائیں گے ایک نوجوان مرد جب شادی کی منزل میں قدم رکھے تو اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اگر وہ دوشیزہ کے اندرونی جذبات سے آگاہ ہو کر اس کے باغ حسن کی خوشہ چینی کریگا، تو پھر یہ اجتماع لذات دونو کو ایک دوسرے کا دلدادہ بنا دیگی اور یہ ایسی استوار بنیاد ہوگی جو دائمی مسرت اور کبھی کسی تنزل نہ ہوگی، بہت سی تصویریں ہیں قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱۲/ محصول ۴/

افشائے راز پنہان

اردو زبان میں سب سے پہلی کتاب اور ایسی عجیب و غریب کہ آپ نے اس دلچسپ موضوع پر شاید کوئی کتاب سنی بھی نہ ہوگی

اسمیں دو ہزار دوسو کنواری اور بیاہی عورتوں کی نفسانی خواہشات کے حالات خود انکی قلم کے لکھے ہوئے امریکہ کی ایک نوعمر عورت نے یکجا کر کے کتابی صورت میں پیش کئے، اور امریکہ ایک ہلچل مچادی، اب اس کا ترجمہ بھی ہو گیا ہے، خدا جانے کب تک یہ لوگوں کے مطالعہ میں جا سکے، ہر وقت بند ہونے کا خطرہ ہے اس لئے جلدی منگا لیجئے قیمت عہ سوا روپیہ، محصول ڈاک ۶/

میاں بیوی کی نوک جھوک

اگر اس میں تلمیحات ہوں اور پرلطف لطیفے ہوں تو خانگی زندگی کو پرکیف بنا دیتی ہے، اگر بیوی کی بدمزاجی نے دم ناک میں کر دیا ہے، اور گھر کی زندگی پرلطف ہو گئی ہے تو گھر بار چھوڑ کر بے لطف ہونے کی ضرورت نہیں، میاں بیوی کی باتیں نامی کتاب آج ہی منگا کر دو نو پڑھئے، ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جائیں گے، یہ وہ طلسمی تعویذ ہے کہ اسکی زیارت کرتے ہی بیوی کا غصہ فرو ہو جائیگا اس کے بعد بھی اگر کبھی جھگڑا ہو تو ہمارا ذمہ بڑی دلچسپ کتاب ہے،

قیمت صرف ۸/ محصول ڈاک ۴/ کل ۱۲/

اندلس کی شہزادی

جب مسلمانوں کی خانہ جنگیوں نے اندلس کی حکومت کو ان سے چھنوا دیا، اور عیسائیوں نے ہتھیا لیا اس وقت بھی ان کا کیرکٹر یہ تھا، کہ وہ اپنے وطن سے وفا نہیں کرتے تھے، اور جبکہ ایک دوسری عیسائی سلطنت اس پر حملہ کیا، تو انہوں نے وطن عزیز کی خاطر، ملکہ پر جان قربان کر دی، جہاں عیسائی سپہ سالار دم چراتے تھے وہاں ایک چرواہے نے ملکہ اندلس کی جان بچالی، تاریخی افسانہ ہے دلچسپ لٹریچر کیونکہ مولانا راشد الخیری مدظلہ العالی کی تصنیف ہے، قیمت ۸/ محصول ۴/ کل ۱۲/

تین دلچسپ

یہ وہ کتابیں ہیں، جو کہلانے کے بعد چہروں غصے کے بعد مسرت اور غمی کے بعد خوشی پیدا کرتی ہیں ان میں بڑی لطیف ظرافت ہے

مسٹر بہاری اہرکر کی ڈائری ایک چور دل کے غلام کا روزنامچہ ہے، بہت دلچسپ موضوعات ہیں،

مسٹر مجنوں، یہ نئی روشنی کی اندھا دھند تقلید اور جدید قسم کی عشقبازی کا دلچسپ مرقع ہے،

عورت راج میں، اسمیں آزادی نسواں کا چالیس سال آیندہ کا نقشہ کھینچا ہے موثر بھی ہے اور کارآمد بھی اور ہنسی بھی، تینوں کی قیمت ۱۲/ ہے اور رعایتی صرف ۶/ جمع گنے محصول ۴/

مقبول عام حنفی خطبات دین محمدی

مجلد چرمی ڈیڑھ روپیہ مجلد

جو رمضان سے ابتک مولوی کے ذریعہ مزید چار سو مساجد میں پڑھے جانے لگے

یہی وہ خطبات ہیں جنکے پڑھنے اور سننے پر علمائے سنت والجماعت متفق ہوگئے کیونکہ انہیں

پہلے عربی خطبے ہیں، پھر خطبے کے متعلق وعظ ہے اور آخر میں نظم اور پھر خطبہ ثانی اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد مسلمانوں کی بہت ہی بڑی ضرورت رفع ہوگئی ورنہ جمعہ کا عظیم الشان اجتماع عربی خطبوں سے کچھ بھی نفع نہ اٹھا سکتا تھا، اس کتاب میں ہر ماہ کے پانچ خطبے ہیں تاکہ جن ماہ میں پانچ جمعہ آئیں انمیں پانچواں بھی پڑھا جائے اور جنمیں چار آئیں ان میں ایک کوئی سا خطبہ چھوڑ دیا جائے۔ در فاضل خطیب نے فضائل المشہور کیساتھ ہی مسلمانوں کے مذہبی معاشرتی اقتصادی یعنی دنیوی تمام ضروریات پر بہت ہی دلنشین انداز پر خطبات مرتب کئے ہیں اور عوام کی ذہنی کیفیات کو ملحوظ رکھ کر سادہ زبان تمثیل اور حکایات سے خطبات کو دلکش بنا دیا ہے تاکہ سامعین پر نیند غالب نہ ہو اور ان جواہر پاروں کی ہی درست نہ جائیں پانچ سو سے صفحہ کی ضخامت قیمت اصلی ڈھائی روپے رعایتی

مجلد چرمی صرف ڈیڑھ روپیہ محصولڈاک ۸؍ کل دو روپے چھ آنے

ہر ماہ کے ۵ عربی خطبے ۵ اردو دلنشین خطبے، ۵ دلکش نظمیں اور پانچ خطبات ثانیہ ہیں فہرست صرف اردو نثر خطبے

محرم الحرام
۱ توحید کی فضیلت اور شرک کی مذمت
۲ محرم کی فضیلت اور عاشورہ کے روزہ کا ثواب
۳ ایمان اور ارکان ایمان کا بیان
۴ نماز کی فرضیت تاکید اور اس کی فضیلت
۵ وضو طہارت، فرضیت و فضیلت نماز

صفر المظفر
۱ توکل کا بیان اور یہ کہ سب کچھ مقدر ہے
۲ جھوٹ کی برائی اور سچائی کی خوبیاں تالیف قلب
۳ پیغمبر خدا کی فضیلت آپکی پیروی واطاعت
۴ حضور قلب کی نماز اور جماعت کی تاکید
۵ جمعہ کی فرضیت اور فضیلت و آداب

ربیع الاول مطہر
۱ ذکر موت اور رسول کریم کی وفات کا بیان
۲ حضور کی ولادت باسعادت مجالس میلاد
۳ رسول کریم کی بعثت کا مقصد دنیا کی اصلاح
۴ رسول کریم کی ہجرت اور اسلامی فتوحات
۵ گناہوں کی مغفرت اور توبہ کی ضرورت

ربیع الثانی
۱ مرنے کے بعد کے حالات اور دنیا کا اثر
۲ مناقب غوث الاعظم کے حالات
۳ عیال نفقہ اور دینی تعلیم
۴ مسلمانوں کو تناسب جوئی بدگمانی کا بیان
۵ اللہ کی دی ہوئی مصیبت پر راضی ہونا

جمادی الاولےٰ
۱ رات کو عبادت اور سونے وقت کا ذکر
۲ صبح و شام مذاکرات اور قصص الاولیاء
۳ قرآن مجید کی تلاوت اور صبح کے اذکار
۴ اتباع شریعت کا لزوم اور دنیاوی زندگی
۵ آداب مساجد اور عزیزی کی قدر و قیمت

جمادی الثانی
۱ اقسام خوردنیہ اور کھانے پینے کے آداب
۲ عمر کی ناپائیداری اور چاند و سورج بارش کا بیان
۳ حسب استطاعت احکام اسلامیہ کی پابندی
۴ کسی کے گھر جانے اور داخل ہونے کے آداب
۵ بعض سنتوں کا ذکر نیکا ترک معصیت کا موجب ہے

رجب المرجب
۱ رات کو سونے اور خواب کے بیانات
۲ قرآن مجید سے تدبر اور بیماری و تعزیت
۳ بازار میں جانے کے آداب و تزئین لباس
۴ نماز کے فضائل، اور معراج کا بیان
۵ زاد آخرت صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ

شعبان
۱ مومن متقی، اور کافر و بے دین کی خصلتیں
۲ آخرت کے بلند درجے اعمال صالحہ سے ملتے ہیں
۳ اللہ کے نزدیک متقین کے درجے اور رتبے
۴ موت کی تکلیف اور نزع کے حالات
۵ اللہ کی دی ہوئی معصیت پر راضی رہنا

رمضان المبارک
۱ رمضان کے روزوں کی فرضیت و فضیلت
۲ روزوں کے آداب اور رمضان کے صدقات
۳ رمضان کی عبادتوں کا ثواب اور انکا اہتمام
۴ لیلۃ القدر اعتکاف اور دوزخ سے چھٹکارا
۵ رمضان کے دنوں میں گناہوں کی تلافی

شوال المکرم
۱ عیدالفطر کا خاص خطبہ (۲) عیدالفطر اور عید
۲ دنیا کی بے ثباتی بے وفائی اور قارون کا ذکر
۳ گناہ کبیرہ اور صغیرہ کا بیان انسان کی تخلیق
۴ انسان کی عادت و دانائی
۵ آخرت کا کھٹکا ہر وقت رہنا چاہیے

ذی قعدہ
۱ اللہ کی عبادت ہر کام اور مکان میں ہو سکتی ہے
۲ دعوت میں مرنا باعث عبرت ہے
۳ نفس کا احتساب اور گناہوں سے اجتناب
۴ اللہ بندہ کے ہر عمل اور ہر خیال سے واقف ہے
۵ اللہ کے کام میں دل کھول کر خیرات کرنی چاہیے

ذی الحجہ
۱ عشرہ اول اور ذی الحجہ کے آداب
۲ عرفہ ذوالحجہ یعنی نویں تاریخ کی فضیلت
۳ عیدالاضحیٰ کا خطبہ (۲) گناہ دل کو ناپاک کردیتے ہیں
۴ امر بالمعروف و نہی عن المنکر
۵ اختتام سال کے ساتھ نیکی کرنیکا ایک سال

آپکی آمدنی مین اضافہ ہوسکتا ہے

قلیل سرمایہ سے آپ کٹ پیس کپڑے کی تجارت شروع کر دیں اور انشاءاللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ یہ کیسا نفع بخش کام ہے، اتنا آسان اور اس قدر سہل ہے کہ پردہ نشین عورتیں گھر کے اندر عورتوں کے ہاتھ فروخت کر لیتی ہیں

۱۰ پونڈ کٹ پیس کا ایک

بنڈل جس میں چھینٹ دریں، جالی، لٹھا، الپکہ، مور دکین وغیرہ کئی اقسام کے کپڑے کے کٹ، جو کارآمد، خوبصورت، رنگین، مضبوط اور اچھے ہیں۔ اگر آپ اپنے گھر میں خرچ کیجئے تو آپ کے اور آپ کے اہل وعیال کے کپڑے ارزاں قیمت میں طیار ہو جائیں گے، اور میں امید کرتا ہوں کہ ایک مرتبہ منگوانے کے بعد آیندہ آپ کو اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کی فرمائش بھی روانہ کرنی ہوگی، ایک مرتبہ ہماری صداقت اور ایمانداری معلوم ہو جائے گی، دس پونڈ کا ایک بنڈل قیمت ۲۵ روپے

پچیس روپے ۲۵ روپے معہ محصول

اسمیں مبلغ پانچ روپے پیشگی آنے ضروری ہیں بلا وصول پیشگی تعمیل نہ ہوگی، باقی بیس روپے کا وی پی روانہ ہوگا، جواب کے لیے جوابی کارڈ روانہ فرمایئے، ورنہ جواب نہ دیا جائے گا، اور اپنا مفصل پتہ، ریلوے اسٹیشن و ڈاکخانہ وغیرہ اردو انگریزی میں صاف صاف لکھئے

میرا پتہ یہ ہے

میرزا عزیز بیگ پارچہ فروش

نمبر ۲۴ امین گنج کانپور

Amingauj
Cawnpore

اس رسالہ کی تمام کتابوں کے ملنے کا پتہ: منیجر حمیدیہ پریس یا دفتر رسالہ مولوی دہلی

مُصفّٰی

انسان کی زندگی کا مدار خون پر ہے خون اگر خراب ہو گیا ہے تو آدمی کی تندرستی قایم نہیں رہ سکتی

ہندوستانی دواخانہ دھلی

مُصفّٰی ایجاد کرکے تمام ملک کو مقابلہ کی دعوت دیتا ہے، اور بلا خوف تردید دعوی کرتا ہے کہ صفائی خون کے لیے مصفی سے بہتر دوا آجتک نہ ایشیا پیش کرسکا ہے نہ یورپ،
"مصفی" ہندوستان کی جڑی بوٹیوں کا ایک بے مثل مرکب ہے اور مسیح الملک ثانی حکیم حاجی محمد احمد خاں صاحب کے مشورہ سے جدید سائنٹیفک طریق پر تیار کیا گیا ہے خون کی خرابی سے پیدا ہونیوالے تمام امراض کی

تیر بہدف دوائی

اگر کوئی ہے تو صرف **مُصفّٰی** ہے، کھجلی، داد، پھنسیاں وغیرہ حتّٰی کہ سوزاک، آتشک اور جذام کا زہریلہ مادہ بھی اس کے استعمال سے ہمیشہ کے لیے نابود ہوجاتا ہے، اس کی خوراک چا کا ایک چمچہ ہے، اور بہ لحاظ نفع **مصفی** درحقیقت اکسیر چیز ہے،

قیمت ۱۲ خوراک کی شیشی بارہ آنے علاوہ محصول ڈاک

ترکیب استعمال ایک چمچہ دوا تھوڑے پانی کے ہمراہ صبح وشام، اگر مرض کا زور زیادہ ہو تو دن میں تین مرتبہ استعمال کی جائے،

اس دواخانے کی کوئی شاخ دہلی، پنجاب، یوپی، بمبئی، بنگال، مدراس، برما کسی مقام پر نہیں ہے دہوکہ بازوں سے بچنے کے لیے ہمیشہ ہر قسم کی تیر بہدف اکسیری دوائیں صرف ہندوستانی دواخانہ سے طلب فرمائیے جسکا سارا نفع خیراتی کاموں میں خرچ ہوتا ہے،

ملنے کا پورا پتہ: — ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس نمبر ۲۲ دھلی

ہمالیہ پہاڑ میں جہاں سونا چاندی لوہے کی کانیں ہوتی ہیں وہاں انکشافات کر عنایت پروردگار سے یہ سلاجیت پیدا ہوتی ہے۔ ہم ایسے دشوار گذار مقامات سے عرصہ تینتالیس سال سے منگا کر طب ویدک طریقہ سے صاف کرتے ہیں جو کہ ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے جس کے ہزارہا سرٹیفکیٹ ہمارے پاس موجود ہیں۔

قوت مردانی بحال رکھنے میں حیرت انگیز اور ہر قسم کی جریان و سلسل بول کو دور کرنیوالی شئی جسکی علماء و حکماء نے تعریف کی

کسیر اعظم

اصلی سلاجیت

Asli *Salajit*

حکیم وید ڈاکٹروں نے متفق ہو کر تجربہ کر کے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ دنیا بھر کی ادویات میں شدہ کی برابر ہر قسم کے جریان کو دفع کر کے طاقت دینے والی کوئی دوا نہیں ہے جس کے استعمال سے بوڑھے جوان اور جوان نوجوان بن جاتے ہیں۔ دو چار خوراک سے ہی فائدہ نظر آجاتا ہے۔ بدن سے سستی کمزوری یکایک غائب ہو جاتی ہے۔ چند دن استعمال کرنے سے ہر قسم کی دھات و جریان و کمزوری۔ خواب میں احتلام ہونا۔ اور نطفہ پتلا پڑ جانا۔ پیشاب کے ساتھ دھات کا جانا اور پیشاب میں شکر کا جانا۔ بار بار پیشاب آنا۔ مثانہ کی کمزوری۔ نامردی۔ ناطاقتی۔ کمر کا درد تھکاوٹ دماغی کمزوریاں۔ سر کا درد۔ چکر آنا۔ پاگل۔ مرگی ہمیشہ کے لئے دور ہو جاتے ہیں۔ اور منی دھات کو گاڑھا کرتا ہے۔ اس کے استعمال سے نیا صاف خون پیدا ہوتا ہے۔ دل و دماغ اور جسم میں طاقت آنکھوں میں روشنی۔ بدن میں پھرتی و چستی اور چہرہ پر رونق آجاتی ہے ایک خوراک سے ہی پیشاب کی جلن۔ کرک۔ پیلی رنگت دور ہو جاتی ہے۔ سات دن استعمال کرنے سے نئے پرانے سوزاک کو آرام ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی خونی و بادی بواسیر کو بھی دور کرتا ہے۔ ہر قسم کے ریاحی درد، ہاتھ پاؤں، کمر کا درد۔ پرانی چوٹ کا درد یعنی جسم کی ہر تکلیف کو۔ اور ورم نزلہ۔ زکام۔ کھانسی اور کف دمہ۔ تپ دق۔ بدن پیلا پڑنا۔ پیٹ اور سانس کی بیماری کو دور کرنے کی خاص طاقت اور اثر رکھتا ہے۔

اس کے اوصاف یونانی و مصری طب و حکمت کی بڑی بڑی کتابوں میں لکھتے ہیں۔ دنیا میں کوئی بیماری ایسی نہیں ہے کہ جس کو سلاجیت سے نفع نہ پہنچے نیز عورتوں کی کمزوری اور پیشاب کے ساتھ سفیدی آنے کو دور کرنے کی خاص دوا ہے۔

ہر سال جو شخص کم سے کم ہماری اس سلاجیت کو ایک ماہ ۵ تولہ کھاتا ہے اور بچوں کو بھی کھلاتا رہے۔ تو ہر قسم کی بیماریوں سے بچ کر موٹا تازہ تندرست رہیگا۔ اور عمر بھی زیادہ ہوگی۔

ترکیب استعمال کی چھ زبانوں میں چھپی ہوئی کتاب بلا قیمت بھیجی جاتی ہے۔ اور قیمت بھی بغرض فائدہ ہر خاص و عام بہت کم رکھی گئی ہے

پانچ تولہ کی قیمت سوا دو روپے عہ دس تولہ کی قیمت سوا چار روپے بیس تولہ کی آٹھ روپے چالیس تولہ آدھ سیر ساڑھے پندرہ روپے۔ ۸۰ تولہ کی قیمت تیس روپے۔ علاوہ محصول ڈاک

پتہ ہمالیہ ڈپو، ہردوار ضلع سہارنپور

تصدیق ہماری سلاجیت کی صداقت بذکر دیو بند یونیورسٹی مدرسہ کے سند یافتہ جناب حکیم سید مولانا محمد قاسم علی صاحب ازہری المم و صدر انجمن طلباء مراد آباد سے تحریر فرماتے ہیں

"آپ کا سلاجیت میں نے ذاتی طور پر بھی استعمال کیا۔ و نیز اکثر مریضوں کو استعمال کرایا۔ بڑی مسرت کے ساتھ منیجر ہردوار ڈپو مراد آباد کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپکا صاف شدہ سلاجیت فی الواقعہ بہت ہی مفید اور بہتر چیز ہے۔ جریان سوزاک قلت المنی اور قلت الریح نقرس میں پانی آجانا وغیرہ الغرض کہ امراض گردہ و مثانہ کے لیے بہترین چیز ہے۔"

عبد الحمید پرنٹر پبلشر کے مجبوب المطابع دہلی میں چھپوایا

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا
مولوی
غوث الاعظم نمبر
عبدالحمید خاں

بڑے دواخانہ دہلی کی کچھ نمونہ کی دوائیں

۳۱ - اگست ۱۹۳۳ء تک

مُفت

بڑا دواخانہ دہلی جس کو عالیجناب حکیم غلام کبریا خاں صاحب رئیس اعظم دہلی کی سرپرستی اور فن طب کے لاثانی ماہرین کی خدمات حاصل ہیں اپنی اصلی اور خالص ترین ادویہ کی وجہ سے نہ صرف عوام میں بلکہ والیان ملک تک قبولیت حاصل کرچکا ہے اس کا پیغام شفا ہر جگہ پہنچانے کے لیے ہماری مدد کیجیے اور خود بھی فائدہ اُٹھائیے۔

صرف پچاس پتے

لکھے پڑھے لوگوں کے بھیج کر نیچے لکھی ہوئی دواؤں میں سے اپنی مرضی کے مطابق کوئی ایک دوا مفت منگالیجے پچاس مکمل پتے وصول ہونے پر ایک دوا مفت بھیجی جائے گی

حب نشاط ۷ عدد حب ممسک خالص ایک درجن کحل جواہر ۲ ماشہ

دوائے پائریا ایک تولہ طلائے دارچینی تین ماشہ

بڑے دواخانہ کی فہرست جسمیں مخصوص ادویات درج ہیں مفت ملتی ہے، منگا لیجے

بڑے دواخانہ کی ہر شہر و قصبہ میں شاخیں کھولنے کے لیے ایجنٹوں کی ضرورت ہے شرائط طے کرنے کے لئے منیجر سے خط و کتابت کیجیے، پتہ یہ ہے

منیجر بڑا دواخانہ پوسٹ بکس نمبر ۱۳۵ دہلی

اس سال کا رسول نمبر گذشتہ ہر سال سے بڑھ گیا

آپ کی ندرت آپ کا حوصلہ، اور آپ کی خدمت قابل داد ہے، مولوی کا یہ کارنامہ بہت ہی حیرت افزا ہے"

اسی انداز تحریر کے بیسیوں نہیں سینکڑوں خطوط اس ماہ میں آئے، الحمد للہ کہ آپ کو میری محنت پسند آئی، اور آپ کے دیئے ہوئے پیسے آپ کی حسب منشا خرچ ہوگئے ہیں،

لیکن یہ دل افروز پیام اور یہ فردوس گوش صدائیں میرے بوجھ کو ہلکا نہیں کرسکے اور سوائے تخیلی مسرت کے کچھ بھی نہیں ملا، انسان کو کسی طرح چین نہیں اگر خدانہ کرے رسول نمبر غیر مقبول ہوتا اور بیچ جاتا تو اسی تخیلی مسرت کے لالے ہوتے، رسول نمبر مقبول ہوا اور سب بھائیوں نے خوشی خوشی لے لیا تو اب قرض و خرچ کا بھوت سامنے آیا،

روشنی طبع اکثر بلا بن جاتی ہے اس سال کا پرچہ اگر برتر تھا، تو راستے کے رہزنوں نے بھی خوب خوب ہاتھ دکھائے، اور معمول سے دوگنے پرچے ابتک دوبارہ بھیجنے پڑے یہی وجہ تھی کہ اس سال کا پرچہ ربیع الاول ہی میں تقریباً ختم ہوگیا،

ہر سال میں پانسو پرچہ راستہ کی لوٹ کے لئے زائد چھپوا تا تھا، لیکن اس سال ایک ہزار یا کچھ کم پرچہ دوبارہ بھیجا گیا، یہ گویا نیولیت عام کا سود در سود تھا، ایک مزید شق اس سال یہ اور بڑھ گئی، کہ خریداروں کے احباب بھی اس میں شریک ہوگئے اور دوستوں نے اس کرم کی بوچھار مجھے بھی میرے ہی کاشانے کو محسوس کیا، یعنی بہت سے احباب نے لکھا کہ فلاں دوست میرا پرچہ لے گئے میں دیکھنے سے محروم رہ گیا، ایک اور پرچہ بھیجد یجئے اس کے دام بھیجدونگا، ان کو بھی پرچہ دوبارہ دیا، اور محض اس لئے کہ انہوں نے صحیح بات لکھدی ورنہ اگر وہ یہ لکھتے جیسا کہ بعض بھائی لکھ دیتے ہیں کہ تم بڑے بے ایمان ہو، مولوی کہاں ہے ہو اور دوسروں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالتے ہو، چندہ کھا گئے، اب کی رسول نمبر اچھا تھا ہمیں نہیں بھیجا، یہاں کا پوسٹیں ہمارا دوست ہے، یہاں پرچہ آتا تو ضرور ملتا" تب بھی بھیجا پڑتا، کم سے کم ان بھائیوں کو دوبارہ بھیجنے میں گالی سے تو بچ گیا،

واقعہ یہ ہے کہ ہر مہینے میں اپنی انتہائی کوشش سے ہر خریدار کو پرچہ بھیجتا ہوں لیکن کچھ تو راستے کے ڈاکو ہضم کرتے ہیں اور کچھ نقل سکونت کی وجہ سے ضایع ہو جاتے ہیں بہر حال جب تک ایک پرچہ بھی رہتا ہے، بلا عذر دوبارہ بھیجدیتا ہوں

رسول نمبر اب ختم ہوگیا

اس لئے اگر واقعتاً کسی صاحب کو پرچہ نہیں ملا، تو اب مجبوری ہے، اور ان کے ارشاد کی تعمیل نہیں ہوسکے گی، اور یہ انکی ہی سہل انگاری ہے کہ اتنے عرصہ دہ خاموش رہے،

رعایتی اعلان

سے اس مرتبہ بجائے فائدے کے کچھ نقصان ہوا، اور مدد کرنیوالے بھائیوں نے چھانٹ چھانٹ کر ایسی کتابیں منگائیں جنہیں محصول ڈاک کی رعایت سے واقعی نقصان ہوا، اور یہ مدعا کہ ایک وقت میں بہت سی کتابیں فروخت ہوکر قرضہ سبکدوشی ہو جائے گی، افسوس کہ یہ بھی نہ ہوا اور اتنا بڑا بار جسکو بیان کرتے ہوئے بھی تکلیف ہوتی ہے سر پر مسلط ہے کہ واقعتاً اکثر اس وجہ سے نیند حرام ہو جاتی ہے، اگر آپ لوگ چاہیں اور آپ کے حالات اجازت دیں تو روپیہ روپیہ آٹھ آٹھ آنے کی کتابیں منگا کر اس گراں بار کو ہلکا کرسکتے ہیں، یہ بھی میں جانتا ہوں کہ روز روز کا رونا سن کر آپ بھی اکتا گئے ہونگے، لیکن آپ ہی بتایئے کہ کہوں تو کس سے کہوں.

اب ذرا غوث الاعظم نمبر ملاحظہ فرمایئے

غوث اعظم کے شیدائی ہندوستان میں بکثرت ہیں، وہ اپنے پیر کے نام پر جان تک دینے سے دریغ نہیں کرتے، ذرا دیکھیں تو بڑے پیر یہ لائف کیسی مبوط اچھوتی اور دل آویز ہے، بمبئی، حیدرآباد اور پنجاب کے لاکھوں بھائی اس مہینے میں ہزاروں نہیں لاکھوں روپے دودھ کی نیازوں میں خرچ کرتے ہیں، کیا اس سے بہتر بھی کوئی نیاز ہوسکتی ہے کہ انکی تعلیمات و حالات کا یہ دل افروز مرقع ہندوستان کے چپے چپے پر پھیلا دیں، کیا وہ مٹھائی اور کھانے جو بڑے پیر کی نیازوں میں خرچ ہوتے ہیں اس سے زیادہ مفید اور پر اثر ہوتے ہیں کہ انکی تعلیمات کی اشاعت کی جائے اگر آپ کو غوث پاک سے محبت ہے اور اگر انکی نیاز آپ کے نزدیک باعث برکت ہے تو میں کہونگا کہ ان کی تعلیمات کی اشاعت سب سے بڑی، سب سے مبارک اور سب سے برتر مقبول نیاز ہے، آیئے اور غوث الاعظم نمبر سے مولوی کے خریدار بڑھایئے، یا اپنے پاس سے ایک روپیہ خرچ کرکے اپنی مسجد کے امام کے نام پرچہ جاری کرادیجئے، پھر اس کی برکت کا اندازہ کیجئے کہ دین میں بھی بھلا اور دنیا میں بھی،

گیارہ مجالس یہ بھی مولوی بابا نذیر الحق صاحب کی کتاب ہے جو ولیوں نے غوث الاعظم نمبر لکھا ہے، اس میں حضور غوث پاک کی تعلیمات و کرامات بہت وضاحت سے درج ہیں اس کی تربیت ہوتی ہے یہ دوستوں احبابوں اور شیدایان غوث پاک میں تقسیم کیجئے، بڑی برکت ہو، ہم کام میں لگ کر بھیجئے اور تین چار دن منگا کر بانٹ دیجئے یہ اس مٹھائی اور کھانے کی تقسیم سے بہت افضل ہے جو آپ تقسیم کرتے ہیں [illegible]

اسلام کے فدائی رسول کریم کے شیدائی بھائیوں

سے بھی مل لیجئے جنہوں نے اس سال رسول نمبر کی اشاعت میں حصہ لیا، یہی ہیں وہ لوگ جو اپنے پرچے کے مجھ سے زیادہ قدرداں ہیں، اور ایسے ہی بھائیوں کے صدقہ میں مولوی کو یہ چار چاند لگے کہ مقبول عام ہوگیا، خدا ان کی ایسی ہی مدد فرماتے رہیں یا اس کی دین کی کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ان کی ہر [illegible] بت کو سہل اور ہر رنج کو محو کردے، ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

نام خریدار	تعداد	نام خریدار	تعداد
جناب امیر محمد خاں صاحب کوروائی	۲	جناب شیخ پیر بخش رسول بخش صاحب ڈل ہل	۴
جناب عمر جال صاحب رلام	۱	" زاہد خاں صاحب سنمرم نگوا	۲
" مولوی ابرار الرحمان صاحب کراچی	۲	" محمد سلیمان خاں صاحب برلی ادیب فاضل	۱
" عبدالحمید صاحب دہوبا	۱	" محمد جمال صاحب بیگم پلی	۱
" صفت علی صاحب پورنیہ	۲	" ملک عالم خاں صاحب سرابی	۱
" ظفر حسن صاحب اشرف شاہ	۱	" محمد شمس الدین صاحب نازیں گھاٹ	۲
" عبدالواحد خاں صاحب دنیا پور	۲	چودھری غلام غوث صاحب گجرات	۲
" جناب مولوی کرم الہی صاحب جہلمی	۱	محمد شریف صاحب قدوائی بچھ پور	۱
" حاجی عبدالرحیم صاحب دکھن برہنی	۲	" فیاض احمد خاں صاحب الہ آباد	۱
" محمد اکرام اللہ صاحب لال سوٹھ	۴	" سید عزیز الدین صاحب بغدادی جبل	۴
" محمد نذیر احمد صاحب الہ آباد	۲	" محمد فضل الرحمن صاحب انبالہ	۱

نام معاونین	تعداد	نام معاونین	تعداد	نام معاونین	تعداد	نام معاونات	تعداد
جناب فضل احمد صاحب جمعدار پشاور	۲	جناب ظہور محمد صاحب نورالائی	۴	جناب احمد دتا صاحب گجرات شہر	۱	جناب محمد شریف صاحب سانبھر	۳
〃 مقیم الدین صاحب گہانہ پور	۲	〃 عبدالعزیز صاحب کامپٹی	۱	〃 چودھری محمد الدین صاحب نیلی بار	۱۰	〃 شیخ محی الدین صاحب داڈگری	۲
〃 ایم شہ رشید صاحب چکراتا	۱	〃 جناب سکندر خان صاحب دھوا	۲	〃 چودھری محمد شفیع صاحب گورداسپور	۲	قاضی محمد بشیر الدین صاحب گواندھیہ	۲
〃 ڈی ایم محمد حسین صاحب نادوتل	۳	〃 محمد حنیف صاحب ترنادلی	۱	〃 مسٹر سی نورتن بریلی	۲	〃 شیخ حسین صاحب بمبئی	۴
〃 محترمہ وزیر بیگم صاحبہ جالندھر	۲	〃 وصی احمد صاحب نارائن پور	۲	〃 محمد مرتضیٰ صاحب سکندرآباد دکن	۳	〃 محمد امین صاحب جہلم	۲
جناب بابو لوکن داس جی بھنی گرداور بنک	۱	〃 مسعود الزمان صاحب جوناگڑھ	۳	〃 شیخ عبدالخالق صاحب سیالکوٹ	۲	〃 محمد حسین صاحب دیوان	۳
〃 محمد حسین صاحب خلیق حیدرآباد دکن	۱	〃 محترمہ بیگم ولایت علی صاحب پیرشہ	۱	〃 شیخ زین العابدین صاحب بلانان	۲	〃 اسرارالحق صاحب سنوری	۵
〃 پیر محی الدین صاحب گوا	۲	〃 قاضی سید امام الدین صاحب دھاروار	۲	〃 شیخ عبداللہ صاحب لاہرپور	۲	دوست محمد خان صاحب اجمیر	۴
〃 شیخ محمد حنیف صاحب شیرالاپور	۳	〃 صلح الدین صاحب صدیقی لکھنؤ	۲	〃 محمد سلیم صاحب للوا	۴	ماسٹر وزیر محمد صاحب کوہاٹ	۲
〃 عبدالحفیظ صاحب سکندرہ مونگیر	۳	〃 بابو کرم الٰہی صاحب رائے بریلی	۱	〃 عبدالخالق ابن آدم صاحب رنگوا	۲	〃 نیاز احمد صاحب سورت	۲
〃 محمد عثمان صاحب کامٹی	۲	〃 مولوی مراد اللہ صاحب اجمیر شریف	۱	〃 جناب لال محمد صاحب نواب گنج	۲	〃 محمد اسماعیل صاحب حیدرآباد	۳
〃 محمد ابرار احمد صاحب ریاست ٹونک	۱	〃 مولوی عبدالسبحان صاحب مردان	۲	〃 سلطان شاہ صاحب کلارک	۲	〃 سید نہال احمد صاحب اٹاوہ	۱
〃 محمد مجیب احمد صاحب جہانسی	۱	〃 عبدالرحیم صاحب بہار اسٹیٹ	۲	میرزا عباس حسین صاحب الہ آباد	۱۰	〃 محمود علی خان صاحب جہانسی	۱
〃 کالے محمد صاحب سمستان دنیرلی	۱	〃 محمد عبدالجبار صاحب گڑھ	۱	〃 عبدالجلیل صاحب کریم پورہ	۳	〃 عبدالرحمٰن شریف صاحب انا ملکتہ	۲
〃 محمد باقر حسین صاحب عثمان آباد	۲	〃 محمد حسین صاحب ٹھیکہ دار سنبل گڑھ	۳	〃 سید مصدق حسین صاحب بھٹنڈہ	۵	〃 بندو صاحب اسٹاف کالج کوئٹہ	
〃 مولوی غلام رسول صاحب ٹمکگی پورہ	۳	〃 غلام محمد حسین علی صاحب حیدرآباد	۲	〃 بابو محمد افضل صاحب ہیڈ کلارک گجرات	۳	〃 محمد اکبر صاحب حیدرآباد دکن	۲
ولی محمد صاحب ماسٹر ہندی دیاہ	۱	〃 عبدالعزیز صاحب جہیدوال	۱	〃 میاں جی رحیم الدین صاحب نجیب آباد	۳	〃 عنایت احمد صاحب پیشکار سنبھل	۳
〃 سرفی صاحب قادری سورت	۱	مولوی عبدالرشید صاحب اڈیشہ	۲	〃 حکیم الطاف حسین صاحب بلرام پور	۲	ضیاءالحسن صاحب اہلکار دوسہ	۶
ڈاکٹر اشرف صاحب بنوں	۱	〃 سید بوٹے شاہ صاحب گجرات	۲	〃 شجاعت حسین صاحب بریلی	۳	〃 نذیر احمد خان صاحب رام پور	۱
〃 شیر احمد خان صاحب پپکرانہ کلاں	۱	〃 ولی محمد صاحب ہیڈ کانسٹیبل گجرات	۵	〃 محمد شہامت اللہ صاحب کٹاری	۳	〃 سید اقبال احمد صاحب نینی تال	۲
〃 شیخ رحیم بخش صاحب پلیڈر پنجاب	۳	منیجر ولایت واچ کمپنی آگرہ	۲	〃 بابو محمد اسماعیل صاحب کانپور	۴	〃 مولوی عزیز الرحمان کرناہ	۳
〃 مولوی محمد سکین صاحب حسن ابدال	۲	جناب فضل الٰہی صاحب راولپنڈی	۳	〃 سید حیدر علی شاہ صاحب گجرات	۲	〃 منصور بن اسلم صاحب پرگی	۲
〃 عبدالغنی صاحب قریشی پنڈ داری گولہ	۲	〃 غلام دستگیر صاحب راولپنڈی	۳	〃 محمد نسیم صاحب چارسدہ	۱	〃 شیخ برکت علی صاحب پتوکی	۳
〃 سید عبدالعزیز صاحب دہاراپورہ	۱	〃 [illegible] خان صاحب گوالیار	۲	〃 خواجہ عبدالعزیز صاحب پربھنی	۲	〃 قاضی سراج الدین صاحب دتیا	۲
〃 صوفی عبدالصمد صاحب آصف آبادی	۲	〃 اصغر زماں خان صاحب بریلی	۱	〃 محمد روشن خان صاحب بنگلور	۳	〃 وحید الدین صاحب نظری گنج	۱
〃 نثار احمد خان صاحب بارہ مولا	۲	〃 محمد سالار خان صاحب منگولی	۲	〃 ولایت محمد صاحب کوہاٹ	۲	〃 عبدالعزیز صاحب اوکاڑہ	۱
〃 احمد خان محمد خان صاحب عدن	۴	〃 عبدالرحمن صاحب بنگلور	۱	〃 اللہ دتا ولد میاں محمد بخش صاحب پنڈ چوہٹ	۲	〃 عید و خان صاحب ابیر	۲
سید حسن صاحب سنولی میسور	۲	〃 نور محمد خان صاحب آگرہ	۵	〃 نور محمد صاحب نقشہ نویس لاہور	۳	〃 محمد جمیل الدین صاحب لدھیانہ	۳
〃 عبدالجبار خان صاحب پٹواری انابیور	۲	〃 علیم بخش صاحب لاہور	۵	〃 سید اظہار حسین صاحب بلرام پور	۳	〃 اقبال احمد صاحب فیض آباد	۱
〃 محمد حسین صاحب نلگنڈہ	۲	〃 ایم تجمل حسین صاحب شملہ	۱	محمد مقبول عالم صاحب بلرام پور	۲	〃 حافظ شیر محمد صاحب خان پور	۱
〃 ملک نادر خان صاحب پٹواری فروکہ	۴	〃 شیخ حیدر علی صاحب آتماکور	۲	〃 محمد نور خان صاحب اجمیر	۲	〃 محمد محمود صاحب کھیری	۳
〃 سید سلیمان صاحب ہرسود	۲	〃 حاجی علی محمد صاحب لاڑکانہ	۲	〃 علی اکبر صاحب کلیدنا گلی	۳	〃 محمد محی الدین صاحب بیاگل پور	۲
حافظ نبی رضا صاحب سدہولی	۲	〃 سید فاروق صاحب شاہجہاں پور	۲	〃 برکت علی عبدالحمید صاحب [illegible]	۱	〃 عبدالشکور صاحب [illegible] شاہ جہان	۱
محمد وزیر صاحب حیدرآباد دکن	۱	〃 سید ناصر صاحب [illegible]	۱	〃 [illegible] عبدالحکیم خان صاحب [illegible]	۲	〃 غلام رسول صاحب کراچی	۲
〃 سید احمد صاحب حیدر گڑھی [illegible]	۲	〃 سید یوسف حسن صاحب نینی تال	۱	〃 مولوی ضیاءالحسن صاحب انبالوی	۱۰	〃 سید عابد حسین صاحب کان پور	۲
〃 خان خان صاحب جودھ پور	۴	〃 عبدالخالق صاحب ہردوئی	۲	〃 عبدالرؤف صاحب سہسرام	۱	〃 عبدالحمید صاحب پورنی	۳
〃 قاضی عبدالولی صاحب حیدرآباد دکن	۲	〃 ایس نظام الدین صاحب کاشی پورہ	۱	〃 ایوب علی خان صاحب جہانسی	۱	〃 عبدالشکور صاحب پہند دار	۲
〃 مولوی محمد عثمان صاحب صیغہ دار گلبرگہ	۵	〃 عبدالمجید خان صاحب عثمان آباد	۱	〃 محمد عبداللطیف صاحب ترسار	۲	〃 میاں جان خان صاحب جہانسی	۲

اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
جناب میرزا محمد حسین صاحب لنڈی کوتل	۴	جناب عبدالخالق عبدالحامد صاحب بریلی	۲	جناب نقوش شاہ صاحب بارکھان	۱	جناب عبدالحق حسین بخش صاحب اجمیر	۲
″ ایم ڈی اسحاق صاحب بنارس	۲	″ حافظ یعقوب علی صاحب ایٹہ	۲	″ محمد سعید الدین صاحب شاہجہانپور	۳	″ حافظ شیخ احمد صاحب [illegible]	۴
″ محمد شفیع صاحب ٹھیکیدار سیتاپور	۲	″ ڈاکٹر محراب خاں صاحب لکھنؤ	۳	ابراہیم انصاری صاحب ولیدپور	۲	″ احمد خاں صاحب نمبردار [illegible]	۴
حاجی سید قمرالدین صاحب سہسرام	۵	″ رمضان علی صاحب کاہنوان	۳	″ ظفر علی صاحب پٹنہ	۱	″ سید محمود امیر صاحب [illegible]	۱
جناب محمد ابوالخیر صاحب پولس لائن علی گڑھ	۲	″ محمد کفیل صاحب سندیلہ	۲	″ محمد سلیمان صاحب بنارس	۲	″ حبیب اللہ صاحب [illegible]	۲
″ حاجی شیخ یاد علی صاحب بالی	۵	″ حاجی معین الدین صاحب باڑہ پٹنہ	۵	″ عبدالحمید خاں صاحب بریلی	۲	″ حافظ سید حمایت علی صاحب الوری	۱
″ عبدالرحمان صاحب ٹھیکیدار امرتسر	۱	″ مولوی غلام نبی صاحب چونیاں	۲	″ ایس محمود عالم صاحب کلکتہ	۲	منشی بی صادق صاحب آگرہ	۸
″ عبدالحکیم صاحب خانیوال	۲	″ ضیاء الدین صاحب جودھا بریلی	۲	″ مروان خاں صاحب جودھپور	۳	″ عبدالمجید خاں صاحب کوہی	۳
″ محمد عبداللہ صاحب پشاور	۳	″ ڈاکٹر نثار احمد خان صاحب انبالہ	۲	″ مولانا سرفراز علی صاحب لکھنؤ	۲	″ مولوی رحمت احمد صاحب بٹالہ	۱
″ قاضی محکم الدین صاحب دیوبند	۲	″ عبدالرزاق صاحب ہریا	۵	″ عبدالسلام صاحب مدرس کوہاٹ	۲	″ عبدالصمد صاحب اجمیر	۱
″ محمد عبدالحکیم صاحب دہلی	۲	″ مولوی فضل حق صاحب چارسدہ	۲	″ محمد متین صاحب ہردوئی	۲	″ بابو محمد دین صاحب لادھوکا	۲
″ جناب محمد صفدر خاں صاحب اودیپور	۲	″ شیخ خادم حسین صاحب سیتاپور	۲	″ محمد داؤد صاحب گنجوئی	۳	″ محمد ابراہیم صاحب لوہارہ	۱
″ جعفر خاں صاحب جبل پور	۲	″ شیخ وجیہ الدین صاحب احمد آباد	۴	″ سردار خاں صاحب پوڑیوالہ	۱	″ مولوی عمر الدین صاحب واہ	۴
″ میرزا امداد علی بیگ صاحب [illegible] پور	۲	″ محمد یوسف صاحب لاہور	۲	″ عبدالستار صاحب پوستین گندارہ	۱	″ شاہ مہدی حسن صاحب [illegible]	۱۲
″ جمعدار رکن الدین صاحب کھڑگ پور	۲	″ عبدالرؤف خاں صاحب سوجت	۲	″ حسن محمد صاحب بقالی بمبئی	۱	″ میر دلاور خاں صاحب حیدرآباد	۲
″ بشیر حسن صاحب حصار	۲	″ کاظم الحق صاحب [illegible]	۲	″ شیخ اسماعیل صاحب مروان [illegible]	۱	″ عبدالمجید صاحب دیولیہ	۱
″ محمد نظیر صاحب گارڈ چھاؤنی نگر	۲	″ عبدالقادر صاحب ملگنڈہ	۲	″ ایم غلام حیدر صاحب [illegible]	۳	″ محمد ابراہیم صاحب [illegible]	۱
″ سید احمد حسین صاحب گورکھپور	۲	″ عبدالقادر عبدالرحمن صاحب سورت	۲	″ کے ایم چھیٹے صاحب ارکونام	۱	″ قاضی محمد یوسف صاحب [illegible]	۱۵
″ محمد سردار صاحب چھاؤنی سیالکوٹ	۲	″ غازی ایم بی ملک صاحب کاروار	۲	″ ابراہیم حسن صاحب ایس ایم دیناجپور	۱	″ خواجہ محمود علی صاحب بہار شریف	۱
″ محمد نصیر الدین صاحب باسدیو پور	۴	″ محمد اسحاق صاحب سبحان گڑھ	۲	″ مولانا حسرت صاحب [illegible] لکھنؤ	۲	″ مولوی عبدالغنی صاحب کوروہ	۱
″ امین الدین صاحب دفتری الہ آباد	۴	″ منشی نواب علی کامٹی	۲	″ سید غلام نبی صاحب [illegible]	۲	″ شیخ [illegible] محمد صاحب بیکانیر	۲
″ وہاب الدین صاحب رسالپور	۲	″ بابو رحمت علی صاحب سہارنپور	۱	″ مولوی عمر علی صاحب نوواردسلہٹ	۲	″ حاجی سید علی ظفر صاحب غازیپور	۲
″ نیاز علی صاحب [illegible]	۳	چودہری محمد شفیع صاحب سرگودہا	۲	″ مولوی محمد اسماعیل صاحب ناندیڑ	۴	″ شیخ احمد فرید میاں صاحب بڑودہ	۱
″ محمد رمضان صاحب کالا گوجران	۲	محمد علی شریف صاحب ناندیڑ	۲	″ ولی محمد صاحب شکوہ آباد	۲	″ قاسم صاحب حیدرآباد دکن	۳
″ صدر الدین صاحب فیض آباد	۲	مولوی غلام احمد صاحب امرتسر	۲	″ ایم اے باری صاحب رکسیا	۲	″ محمد نسیم صاحب کلکتہ	۴
″ حافظ عبدالکریم صاحب [illegible]	۳	محمد رشید خاں صاحب لاہور گارڈ	۲	″ نصیر الدین صاحب [illegible]	۲	ایس اے فتح محمد صاحب [illegible]	۵
″ ولی محمد صاحب کلرک [illegible]	۸	منشی علی احمد صاحب امرتسر	۱	″ قاسم عیسیٰ صاحب سیٹھ کوٹاگیری	۲	″ شاہ محمد صاحب سوداگر [illegible]	۲
″ سید محمد حفیظ الکبیر صاحب گرد کلاں	۱	جناب براءت علی صاحب [illegible]	۲	″ محمد حنیف صاحب [illegible]	۳	″ علی محمد خاں صاحب [illegible]	۴
″ شیخ عبدالوہاب صاحب [illegible]	[illegible]	[illegible]	۲	″ سید عثمان میاں صاحب پالن پور	۲	″ ملک [illegible] خاں صاحب [illegible]	۱
″ قاضی عبدالغفور صاحب گوالیار	۲	″ سید جلال الدین صاحب [illegible]	۳	″ منشی رسول میاں صاحب بمبئی	۴	″ عبدالعزیز صاحب [illegible]	۱
″ خلیل احمد صاحب [illegible]	۲	[illegible]	۱	″ [illegible] خان صاحب [illegible]	۳	″ مراد حسین صاحب [illegible]	۲
″ سید حسن زیدی صاحب حیدرآباد [illegible]	۵	[illegible]	۱	″ سید ظہیر الرحمان صاحب گیا	۲	″ اعجاز احمد صاحب خیریت آباد	۴
″ عبدالغفور صاحب [illegible]	۴	″ قاضی غلام علی [illegible]	۳	″ کبیر الدین صاحب مونگیر	۲	″ بشیر حسین صاحب [illegible]	۲
″ محمد قاسم صاحب حیدرآباد دکن	۲	″ آئی اے شیخ صاحب گوڑگاؤں	۳	″ چودہری احمد دین صاحب نیلی بار	۲	″ ایچ ایم خواجہ صاحب [illegible]	۲
الف دین صاحب سرائے نورنگ	۲	″ سید محبوب علی صاحب پولس [illegible]	۱	″ محمد صدیق حسن صاحب [illegible]	۳	″ سید انصار حسین صاحب [illegible]	۲
″ رونق حسین صاحب اگلاس	۴	″ نوبہار شاہ صاحب جھنگ	۱	″ مولوی نور احمد صاحب [illegible]	۳	″ حافظ عبدالرحمان صاحب [illegible]	۲
″ ملک عبدالعزیز صاحب سنگرور	۴	″ بابو رفیق احمد صاحب نیم کا تھانہ	۱	″ مظفر الاسلام صاحب [illegible]	۳	″ مہدی حسن صاحب بردوان	۲
حافظ نورالدین صاحب [illegible]	[illegible]	[illegible]	۲	″ محمود علی صاحب [illegible]	۲	″ نواب خاں صاحب [illegible]	۲

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی دہلی

ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شایع ہوتا ہے

جلد ۱۷ | بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ | نمبر ۴

شذرات

ہندوستان کی سیاست کے اس وقت دو رخ ہیں ایک کا تعلق ہندوستان سے بیرون سے ہے یہاں گول میز کانفرنسوں کے بعد ایک پارلیمنٹری کمیٹی ہندوستان کے مسئلہ اصلاحات کے بارے میں شہادتیں قلمبند کر رہی ہے اور خوب زور شور کے ساتھ وائٹ پیپر کی بنیاد پر تمام با اعتبار شہادتیں دے رہی ہیں اور انگلستان و ہندوستان کے مفاد آپس میں متصادم ہو رہے ہیں۔

ہندوستانی سیاست کا دوسرا رخ ہندوستان ہی سے تعلق رکھتا ہے اور وہ کانگریس اور اس کی تحریک سول نافرمانی ہے ہم پہلے بیرونی رخ پر روشنی ڈالنی چاہتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہندوستان کے لئے ہندوستان سے باہر کیا ہو رہا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے وہ مفید ہو رہا ہے یا مضر۔

مشترکہ پارلیمنٹری کمیٹی

گول میز کانفرنسوں کے بعد بلا ضرورت محض وقت کو ٹالنے کے لئے اور دیر لگانے کی غرض سے ایک مشترکہ پارلیمنٹری کمیٹی کا تقرر عمل میں آیا ہے اس کمیٹی کی بنیاد ہی اس بنا پر غلط اور ہندوستان کے مفاد کے خلاف ہے کہ اس میں جن ہندوستانیوں کو لیا گیا ہے ان کی حیثیت محض اسیسر کی سی ہے یعنی وہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتے کہ جو گواہ گذریں ان پر جرح کر لیں اور اگر ان سے ان کی رائے دریافت کی جائے تو بتلا دیں رپورٹ کی ترتیب اور آئین کی تدوین میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔

انگریزوں کی شہادتیں

عام طور پر انگریزوں کی شہادتیں اس وضع کی ہو رہی ہیں کہ قرطاس ابیض میں اگر کچھ جان باقی رہ گئی ہو تو وہ بھی نکال لی جائے انگریز دو قسم کی شہادتیں دے رہے ہیں ایک وہ لوگ ہیں جو حکومت کی پالیسی کے موافق ہیں یعنی وائٹ پیپر کی تائید کرتے ہیں اگرچہ تائید اس وضع کی ہوتی ہے کہ کچھ نہ کچھ کتر لینے کا مشورہ ضرور دیتے ہیں اور دوسری جماعت وہ ہے جو چرچل ہے وہ سرے سے اس کے خلاف ہے کہ ہندوستان کو اصلاحات دی جائیں وہ وائٹ پیپر کو انگلستان کے لئے ایک مصیبت اور تباہی و ہلاکت کا مقدمہ سمجھتی ہے اس کا خیال ہے کہ بہت ہی برائے نام صوبوں کے اندر اس قسم کی مزید اصلاحات جاری کر دی جائیں جن کا کوئی اثر نہ پڑے امن قانون کے محکمے یعنی پولیس اور عدالتیں گورنر کے اختیار میں رہیں ان پر وزیروں کا اختیار نہ ہو

ہندوستانی جو شہادتیں دے رہے ہیں ان کی کوئی اہمیت نہیں کیونکہ ان شہادتوں پر کون نظر کرنے والا ہے اس کے علاوہ اس مشترکہ کمیٹی کا مقصد صاف طور سے معلوم ہوتا ہے کہ وائٹ پیپر میں انگلستان اور انگریز سرمایہ داروں کے مفاد کے نقطہ نظر سے اگر کسی ترمیم کی ضرورت ہو تو وہ کر دی جائے یعنی اگر انگریزی مفاد کے تحفظ میں کسی قسم کی بھول چوک ہو گئی ہو یا کوئی ایسی چیز ہندوستانیوں کے سپرد کر دی گئی ہو جس کا سپرد کرنا انگریزی مفاد کے خلاف ہو تو اس کو واپس لے لیا جائے یا اس پر ایسی پابندی عائد کر دی جائے کہ عملاً وہ بیکار ہو جائے۔

چنانچہ لندن کا مشہور اخبار ڈیلی ہیرلڈ لکھتا ہے کہ:۔

"اس امر کے کافی آثار موجود ہیں کہ برٹش گورنمنٹ صوبجاتی آزادی و خود مختاری کو بھی کم از کم بنانے کی کوشش کر رہی ہے اور پارلیمنٹری کمیٹی سے جو وائٹ پیپر تیار ہو کر باہر آئے گا اس میں موجودہ وائٹ پیپر کی موجودہ اصلاحات بھی نہ ہوں گی اخبار مذکور لکھتا ہے کہ ہندوستانی ڈیلی گیٹ یہ توقع رکھتے ہیں کہ پارلیمنٹری کمیٹی ان تجاویز کو زیادہ فراخدلانہ بنا دے گی لیکن جب پارلیمنٹری کمیٹی کی رپورٹ شایع ہوگی تو ان کی امیدوں پر پانی پھر جائے گا۔ اس رجعت پسندانہ طرز عمل پر اس اخبار نے حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ اس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلے گا کہ ماڈریٹ بھی انتہا پسند بن جائیں گے اور برطانیہ اور ہندوستان کے درمیان تعاون کے امکانات ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے۔ اور ایسی صورت حال پیدا ہو جائے گی کہ صرف طاقت ہی کے زور پر برطانیہ ہندوستان پر حکومت کر سکیگا۔"

خیر یہ تنبیہ تو علیحدہ چیز ہے لیکن ڈیلی ہیرلڈ کے اس بیان میں بہت کم شبہ کی گنجائش ہے کہ موجودہ مشترکہ پارلیمنٹری کمیٹی وائٹ پیپر میں بجائے اس کے کہ ہندوستانی نقطہ نظر سے کچھ بہتر ترمیم کرے اس کو اور زیادہ مایوس کن اور ناتسلی بخش بنا دے گی۔

وزیر ہند کی شہادت

چنانچہ خود سر سیموئل ہور جو وزیر ہند ہیں اور وائٹ پیپر تمام و کمال انہی کی رائے کا آئینہ دار ہے ان کی شہادت اور پولیس ایکشن کے آرڈر کے موقع پر جو تقریر انہوں نے کی تھی اس سے اس حقیقت پر صاف روشنی پڑتی ہے کہ وہ موجودہ وائٹ پیپر کو اور زیادہ بیکار اور ہندوستان کے لئے غیر مفید بنانے کے حق میں ہیں چنانچہ

پولیس ڈنر کے موقعہ پر آپ نے پولیس کی تعریف کرتے ہوئے اس کو اس خطرہ کی طرف سے اطمینان دلا دیا کہ گو محکمہ امن و قانون منتقل کر دیئے جائینگے مگر قواعد میں ایسی ترمیم کر دی جائے گی کہ پولیس کے محکمہ پر وزرار کو کچھ اختیار نہ رہیگا۔

اس کے بعد جب آپ مشترکہ کمیٹی کے سامنے شہادت دینے کے لئے تشریف لائے تو وہاں تو ایسی گلفشانی فرمائی کہ ہندوستان کا وفادار ترین طبقہ بھی چیخ اٹھا اور صوبوں کے وزرار جو آجکل شملہ میں ہیں سب نے سر جوڑ کر وائسرائے بہادر سے گلہ شکوہ کیا کہ حضور والا یہ کیا اندھیر ہے کہ وائٹ پیپر میں جو کچھ دینے کا وعدہ کیا گیا ہے سر سیموئل ہور اس پر بھی پانی پھیرے دیتے ہیں اور چند امور کی طرف اشارہ کیا کہ فلاں فلاں باتیں وزیر ہند نے کہی ہیں جس کے صاف معنے یہ ہیں کہ جو تھوڑی بہت صوبجاتی خود مختاری دینے کا وعدہ کیا گیا تھا اس کا امکان بھی نہیں رہا، ظاہر ہے کہ جناب وائسرائے کا ایسی حالت میں یہی فرض تھا کہ وہ ان شکوہ گذار و گلہ سنج وزرار کو تسکین و تسلی دیتے چنانچہ انہوں نے یہی کیا اور فرمایا کہ میرے سامنے وزیر ہند کی شہادت کی پوری رپورٹ نہیں ہے مکمل رپورٹ میں نے طلب کی ہے لیکن جب تک وہ آئے میں یہ کہتا ہوں کہ جو وعدے کئے گئے ہیں وہ پورے کئے جائینگے لیکن وعدے تو اتنے ہو چکے ہیں کہ کچھ حد و حساب نہیں اور اگر ان کا ایفا ہوتا تو آج ہندوستان آزاد ہوتا مگر سیاسی دنیا میں وعدے وعید کچھ چیز نہیں۔

بہرحال وزیر ہند نے لارڈ سالسبری کے سوال کے جواب میں صاف صاف کہدیا ہے کہ "گورنر کو صوبجاتی نظام حکومت کے پورے میدان سے قریب ترین تعلق ہوگا اس کے ماتحت متعدد افسر ہوں گے وہ سول سروس والوں کو اور اگر ضرورت ہوئی تو وزرار کو ہدایات دیگا اور اگر وزرار سے اختلاف رائے ہوگا تو وزرار اپنے عہدوں سے مستعفی ہو جائینگے یا معزول کر دیئے جائینگے اور آئین و دستور کو منسوخ کرکے گورنر تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لیگا۔

اس ستم ظریفی کو ملاحظہ فرمالیجئے کہ دنیا جہان کا یہ قاعدہ ہے کہ وزرار گورنر اور گورنر جنرل کو مشورہ دیا کرتے ہیں اپنی پالیسی کے مطابق کام لیتے ہیں یہاں تک کہ بادشاہ سلامت تک کو وزیر اعظم کی حکمت عملی کے مطابق کام کرنا پڑتا ہے مگر یہاں معاملہ برعکس ہے کہ گورنر صاحب اپنی مرضی کے مطابق وزیروں کو چلائینگے اور اگر ان کو اختلاف ہوا تو یا تو ان کو زبردستی مستعفی ہونا پڑے گا ورنہ گورنر صاحب ان کو معزول کر دیں گے اور اس طرح وزرار بیک بینی و دو گوش نکال دیئے جائینگے اس کے صاف معنے یہ ہیں کہ صوبجاتی آزادی محض نام نہاد ہے حقیقت یہ ہے کہ آئندہ بھی گورنر ہی حکومت کرے گا اور اس کی منشا اور مرضی کے مطابق ہی حکومت کی جائیگی اور وزرار کو مطلق آزادی نہ ہوگی کہ اپنی رائے کے مطابق عمل کر سکیں اگر وہ رائے گورنر کی رائے کے خلاف ہوگی۔ اصلی بات یہ ہے کہ جس وقت وائٹ پیپر شائع ہوا تھا اسی وقت یہ امر متحقق ہو چکا تھا کہ گورنر اور گورنر جنرل کے جو لا انتہا اور غیر محدود اختیار رکھے گئے ہیں ان کی منشا صرف یہی ہے کہ جو کچھ ایک ہاتھ سے دیا گیا ہے دوسرے ہاتھ سے چھین لیا جائے مگر اب وزیر ہند کی شہادت نے اس مسئلہ کو بالکل صاف کر دیا ہے اور اب مطلق اس امر میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی کہ جو نام نہاد صوبجاتی خود مختاری دیئے جانے کا شور برپا کیا گیا ہے اس کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ وزرار کو گورنروں کے اشارے پر چلنا پڑے گا اور گورنر کی مرضی کے خلاف وہ ذرا سی جنبش بھی نہ کر سکیں گے۔

یہ تو تھا صوبوں کا حال مرکزی حکومت کا حال اس سے بھی بدتر ہے کیونکہ اس کے وجود میں آنے کی فی الحال کوئی توقع نہیں سر میلکم ہیلی صاحب جو صوبجات متحدہ کے گورنر ہیں اور آجکل اسی سلسلہ اصلاحات میں ولایت گئے ہوئے ہیں انہوں نے مشترکہ کمیٹی کے سامنے شہادت دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ فیڈریشن کے قیام میں سخت مالی مشکلات حائل ہیں اور کروڑوں روپیہ کی ضرورت ہے اس لئے جب تک مالی پوزیشن مضبوط اور مستحکم نہ ہو جائے اس وقت تک مرکز میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہ ہونا چاہیئے یعنی مطلب یہ ہے کہ نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچیگی نہ مالی پوزیشن مضبوط و مستحکم ہوگی نہ فیڈریشن قائم ہوگا۔

یہ تو ان لوگوں کی شہادت کا حال ہے جو وائٹ پیپر کے مؤید ہیں اور نہ صرف مؤید ہیں بلکہ وزیر ہند تو خود اس کے مصنف ہیں اور آپ کا یہ حال ہے کہ اب خود اپنی تصنیف ہی کو مسخ کئے ڈالتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو کچھ دینے کا وعدہ کیا گیا ہے اس میں سے بھی جس قدر کترا جا سکے کتر لینا چاہیئے اس کے بعد دوسروں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے بہرحال ہندوستان کی جس سیاست کا مرکز آجکل لندن ہے اس کا یہ حال ہے جو اوپر بیان کیا گیا اگر تفصیل کے ساتھ جو کچھ انگلستان میں ہو رہا ہے اس کا ذکر کیا جائے تو بہت زیادہ جگہ درکار ہوگی جس کی گنجائش نہیں ہے مختصراً یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ابتداً لارڈ ارون نے جو اعلان کیا تھا اس سے بعید تر وزیر اعظم کا اعلان تھا اور وزیر اعظم نے جو اعلان کیا تھا اس سے بہت کم وائٹ پیپر تھا اور اب کوشش یہ ہو رہی ہے کہ وائٹ پیپر میں بھی ایسی کانٹ چھانٹ اور کتر بیونت کر دی جائے کہ ہندوستان کے پلے کچھ بھی نہ پڑے اور یہ پھر سب کچھ انگریزی کشکول ہی میں رہے۔

ہندوستانی سیاست کا دوسرا رخ

ہندوستانی سیاست کا دوسرا رخ جس کا تعلق ہندوستان کی سرزمین سے ہے کانگریس اور حکومت کا جھگڑا ہے۔

اخبار بین طبقہ کو معلوم ہوگا کہ مہاتما گاندھی نے اچھوتوں اور ہریجنوں کے سلسلہ میں اکیس روزہ کا برت رکھا تھا اور چونکہ اس روزے کا تعلق سیاست سے نہیں تھا اس لئے حکومت نے گاندھی جی کو غیر مشروط طور پر رہا کر دیا تھا اور مہاتما جی نے رہا ہوتے ہی کانگریس کے قائم مقام صدر مسٹر اینے کو مشورہ دیا تھا کہ وہ چھ ہفتہ کے لئے سول نافرمانی کی تحریک کو ملتوی کر دیں چنانچہ مسٹر اینے قائم مقام صدر کانگریس نے جن کو آجکل ڈکٹیٹر کے اختیارات حاصل ہیں سول نافرمانی کو چھ ہفتوں کے لئے ملتوی کر دیا اس اعلان کے ساتھ گاندھی جی کا ایک بیان یا اعلان شائع ہوا کہ میرے مشورہ سے سول نافرمانی ملتوی کی گئی ہے اور اگر حکومت بھی اسیران سیاسی کو رہا کر دے تو میں ٹوٹے ہوئے رشتہ کو پھر وہیں سے جوڑنے کی کوشش کروں گا جہاں سے وہ توڑ دیا گیا تھا مطلب یہ تھا کہ حکومت اور کانگریس کے درمیان پھر صلح صفائی ہو جائے گی لیکن حکومت نے اس کا یہ جواب دیا کہ چونکہ صرف چھ ہفتہ کے لئے سول نافرمانی کا التوا ہوا ہے اور جب تک مستقلاً سول نافرمانی کی تحریک کو ہمیشہ کے لئے بند نہیں کیا جائیگا اس وقت تک حکومت کوئی قدم اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہے۔

ہندوستان کی تمام سیاسی جماعتوں اور اسکولوں کے مقتدر لوگوں نے گاندھی جی کے اس طرز عمل کو سراہا اور تعریف کی اور حکومت سے اپیل کی کہ وہ اس پیشکش کو قبول کرے اور قیدیوں کو رہا کرکے ملک میں امن و امان قائم کرے

لیکن جب حکومت کا جواب شایع ہوا تو ان لوگوں کو بھی سخت مایوسی ہوئی جو کانگریسی خیال کے نہیں ہیں اور سول نافرمانی کے شروع سے خلاف تھے کیونکہ یہ ایک بہترین موقع تھا کہ حکومت اور کانگریس کے درمیان ایسا سمجھوتہ ہو سکتا تھا کہ کسی فریق کے لئے باعث تذلیل نہ ہو اور ملک میں اس کی وجہ سے حقیقی امن و امان بھی قائم ہو سکتا تھا۔

بہرحال گاندھی جی کا برت ختم ہوا خیال تھا کہ چھ ہفتہ گاندھی جی کے لئے کافی ہوں گے وہ برت کے بعد دو ہفتہ میں اس قابل ہو جائینگے کہ صلاح مشورہ کر سکیں مگر ڈاکٹروں نے سختی کے ساتھ کسی قسم کی محنت کرنے سے روک دیا اور کہا کہ برت کے بعد ایک ماہ تک وہ کسی قسم کی محنت نہیں کر سکتے اس لئے چھ ہفتہ کے لئے مزید التوا عمل میں آیا رفتہ رفتہ مہاتما جی کی صحت بحال ہونے لگی اور مہاتما جی کے مشورہ سے ایک لیڈر کانفرنس بلانے کا خیال پیدا ہوا۔

پونہ کانفرنس

مسٹر آنے کانگریس کے قائم مقام صدر نے ۱۲ جولائی کو پونہ میں ایک کانفرنس طلب کی اس میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے تمام ممبران کو جو جیلوں سے باہر تھے مدعو کیا گیا تھا اور کانگریس کے علاوہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب مولانا احمد سعید صاحب مسٹر شاستری و مسٹر کیلکر وغیرہ چنانچہ ملک کے گوشہ گوشہ سے کانگریس کے لیڈر پونہ پہنچے۔

یہ کانفرنس نہایت اہم خیال کی گئی اور تمام ملک کی نگاہیں اس کانفرنس کی طرف لگ گئیں اور نہ صرف ہندوستان بلکہ انگلستان اور دیگر ممالک کی توجہ بھی پونہ کی طرف مرکوز ہو گئی اور قدرتی طور پر توجہ مرکوز ہونی چاہیے تھی کیونکہ سرزمین ہند پر صرف کانگریس ہی ایک ایسی جماعت ہے جس کی حکمت عملی کا مفید یا مضر اثر ملک پر پڑتا ہے۔

پونہ کی کانفرنس تین دن تک چلی زیر بحث مسئلہ یہ تھا کہ سول نافرمانی مستقلاً بلا شرط بند کر دی جائے یا جاری رکھی جائے اور اگر بند کر دی جائے تو کیا پروگرام اختیار کیا جائے۔

تین دن تک سرگرم بحث جاری رہی بہت سے لوگوں کی یہ رائے تھی کہ سول نافرمانی ملتوی کر دی جائے اور جو نیا آئین آنے والا ہے اس کے ماتحت جو کونسلیں بنینگی ان پر قبضہ کیا جائے ورنہ اگر کانگریس علیحدہ رہی تو ٹوڈیوں کو موقع مل جائیگا اور وہ قبضہ کر لیں گے اور جس طرح کہ آجکل کی کونسلوں اور اسمبلی کا حال ہے کہ حکومت کے اشارہ پر کام کرتی ہیں چنانچہ اسمبلی نے ان آرڈیننسوں کو قانون کی شکل دیدی جن کو وائسرائے نے اپنے اختیار سے نافذ کیا تھا اسی طرح صوبجاتی کونسلوں نے بھی آرڈیننس پاس کر دیئے اور وہ تمام بل جو حکومت چاہتی ہے موجودہ اسمبلی اور کونسلیں برابر پاس کرتی رہتی ہیں اور حکومت کے اشارہ پر کام کرتی رہتی ہیں اور اس طرح پر ملک اور قوم کو بجائے فائدہ کے نقصان پہنچتا ہے اس لئے کانگریس کا فرض ہے کہ وہ سول نافرمانی کو بند کر کے نیا پروگرام منظور کرے خصوصاً اس وجہ سے کہ سول نافرمانی کی تحریک اب موثر طریق پر جاری نہیں رہ سکتی اور حالات کا یہ تقاضا ہے کہ حکمت عملی میں تبدیلی کی جائے اور ملک کے سامنے کوئی دوسرا پروگرام رکھا جائے۔

یہ اور اسی قسم کے دلائل تھے ایک جماعت سول نافرمانی کی تحریک بند کر دینے کے حق میں تھی مگر یہ جماعت حکومت سے قطع نظر کر کے تحریک کو بند کرنے کے حق میں تھی۔

دوسری جماعت بلا شرط سول نافرمانی بند کرنے کے خلاف تھی اور تحریک کو جاری رکھنا چاہتی تھی ہاں اگر حکومت سے کوئی سمجھوتہ اور باعزت مفاہمت ہو جائے تو اس صورت میں تحریک کے بند کرنے کے حق میں تھی۔

اور ایک تیسری جماعت تھی جو کسی حال میں بھی تحریک کے بند کرنے کے حق میں نہ تھی۔

تین دن تک مسلسل یہی بحث رہی آخرکار تیسرے دن مہاتما گاندھی نے تقریر کی اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے یہ کہا کہ میں باعزت صلح چاہتا ہوں اگر حکومت سے باعزت صلح اور سمجھوتہ ہو جائے تو تحریک سول نافرمانی واپس لی جا سکتی ہے اسلئے کانفرنس کو چاہیئے کہ وہ باعزت سمجھوتہ پر پہنچنے کے لئے میرے ہاتھ مضبوط کرے اور اس کی صورت یہ ہے کہ مجھے وائسرائے سے غیر مشروط ملاقات کی اجازت دی جائے اگر سمجھوتہ نہ ہو سکا تو پھر میں کانگریس کو یہ مشورہ نہیں دونگا کہ وہ بلا شرط سول نافرمانی واپس لیلے بیان کیا جاتا ہے کہ گاندھی جی نے کہا کہ میں اس صورت میں یہ مشورہ دونگا کہ اجتماعی سول نافرمانی بند کر دی جائے اور اس کے بجائے انفرادی سول نافرمانی جاری رکھی جائے۔

گاندھی جی کو شکست

اخبارات اور دیگر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مہاتما جی کی اس تجویز کی سخت مخالفت کی گئی یعنی انفرادی سول نافرمانی کے خیال کو پسند نہیں کیا گیا چنانچہ جب ووٹ رائے شماری ہوئی تو نتیجہ یہ نکلا کہ بلا شرط سول نافرمانی تحریک کی واپسی کی تجویز گر گئی اور گاندھی جی کی تجویز انفرادی سول نافرمانی کی تجویز بھی پاس نہ ہو سکی جس کے معنے لوگوں نے یہ سمجھے کہ انفرادی سول نافرمانی کی بجائے اجتماعی سول نافرمانی کو یہ کانفرنس جاری رکھنا چاہتی ہے بشرطیکہ حکومت سے کوئی سمجھوتہ نہ ہو اس کے بعد اس مسئلہ پر رائے شماری ہوئی کہ گاندھی جی وائسرائے سے غیر مشروط ملاقات کی درخواست کریں یا نہ کریں چنانچہ ملاقات کرنے کے حق میں بہت زیادہ رائیں آئیں اس کا مطلب یہ سمجھا گیا کہ کانفرنس کی رائے یہ ہے کہ حکومت اور کانگریس کے درمیان سمجھوتہ ہونا چاہیئے۔

وائسرائے سے ملاقات کیلئے گاندھی جی کا تار

جو لوگ وائسرائے سے ملاقات کی درخواست کرنے کے مخالف تھے وہ وہی لوگ تھے جو سول نافرمانی کو بند کرنے کے حق میں تھے ان کی دلیل یہ تھی کہ ہمیں حکومت سے بے نیاز اور بے پروا ہو کر کام کرنا چاہیئے اور اس سے صلح وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ داخلہ کونسل کا ایک نیا پروگرام بنانا چاہیئے اور نیا آئین جو عنقریب آنے سے نہیں ہٹ رہا اس کو توڑ کر رکھ دینا چاہیئے اس وقت حکومت مجبور ہوگی کہ ہم سے ٹھیک طریق سے بات چیت کرے اس وقت درخواست دینا اپنی توہین کرانی ہے کیونکہ وائسرائے صاف انکار کر دیں گے۔

لیکن گاندھی جی نے کہا کہ ایک ستیہ گرہی کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر وقت صلح کا دروازہ کھٹکھٹاتا رہے اور امن و صلح کے لئے ہر کسی سے درخواست کرتا رہے خواہ اس کی درخواست ٹھکرا دی جائے لیکن اس کو اپنا فرض ہمیشہ ہی ادا کرتے رہنا چاہیئے اسی بنا پر اس کانفرنس نے مہاتما جی کو وائسرائے سے ملاقات کرنے کی درخواست کی اجازت دیدی اور مہاتما جی نے حسب ذیل تار وائسرائے کے پرائیویٹ سکرٹری کو روانہ کر دیا گیا:۔

"کیا وائسرائے صلح کے امکانات تلاش کرنے کی غرض سے ملاقات منظور کرینگے"

جونہی مہاتما جی کا یہ تار اخبارات میں شایع ہوا ہر طرف خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی اور اکثر لوگوں نے گاندھی جی کی صلح پسندی کی تعریف کی اور امید ظاہر کی کہ وائسرائے ملاقات کرنے پر رضامند ہوں گے اور اس ملاقات کا نتیجہ نہایت اچھا اور بہتر نکلے گا اور ملک میں امن و اطمینان قائم ہو جائے گا۔

وائسرائے کا غیر دانشمندانہ انکار

ملک کی عام خواہش اور امید کے خلاف مگر کانگریسی لیڈروں کی توقع کے عین مطابق وائسرائے نے گاندھی جی سے ملاقات کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے چنانچہ پرائیویٹ سکرٹری نے گاندھی جی کو لکھا کہ:-

"وائسرائے سے ملاقات کے متعلق آپ کا تار موصول ہوا ہز اکسیلنسی وائسرائے نے مجھے یہ عرض کرنے کی ہدایت کی ہے کہ اگر صورت حالات مختلف ہوتی تو وہ آپ سے ضرور ملاقات کرتے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ غیر مشروط طور پر سول نافرمانی واپس لینے کے خلاف ہیں اور یہ کہ آپ جو ہز اکسیلنسی سے ملنا چاہتے ہیں اس کا مقصد سول نافرمانی کے واپس لینے کی شرائط کے متعلق گفت و شنید کرنا ہے یہی تو بتلاتا ہے کہ اگر اس قسم کی گفت و شنید کے بعد کانگریس کا گورنمنٹ کے ساتھ سمجھوتہ نہ ہوا تو تحریک سول نافرمانی یکم اگست سے پھر شروع ہو جائیگی آپ کو یہ بتلانیکی چنداں ضرورت نہیں کہ گورنمنٹ کی پوزیشن یہ ہے کہ تحریک سول نافرمانی قطعاً غیر آئینی تحریک ہے اور اس کے موجود رہتے ہوئے کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا اور گورنمنٹ اس کے واپس لینے کے متعلق کسی قسم کی گفت و شنید نہیں کر سکتی۔

۲۹ اپریل گذشتہ کو وزیر ہند نے دارالعوام میں بیان کیا تھا کہ کانگریس کا تعاون حاصل کرنے کے لئے اس کے ساتھ کوئی سودا کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوگا گورنمنٹ نے اس کے بعد ہی اپنے متعدد بیانات میں یہی پوزیشن قائم رکھی ہے۔

اگر کانگریس بطور ایک آئینی جماعت اپنی پوزیشن دوبارہ قائم کرنا چاہتی ہے اور اس تحریک کو ختم کرنے کی خواہاں ہے جس کے باعث ملک کو زبردست مصائب اور تکالیف برداشت کرنی پڑی ہیں تو اس کے لئے اب بھی اسی طرح راستہ صاف ہے جیسا کہ ہمیشہ رہا ہے یہ کانگریس کے اختیار میں ہے کہ وہ سول نافرمانی کو واپس لیکر ملک میں امن و امان قائم کردے لیکن چونکہ کانگریس ایسا کرنے کیلئے تیار نہیں ہے اس لئے ہز اکسیلنسی سے ملنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

توبہ کرو اور ناک رگڑو

وائسرائے کا جو جواب ہم اوپر نقل کر چکے ہیں اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ حکومت کانگریس کو بالکل نیچا دکھانے اور اس کو ذلیل و خوار کرنے پر تلی ہوئی ہے اور اس کی یہ خواہش ہے کہ کانگریس گھٹنے ٹیک کر اور ہاتھ جوڑ کر اپنی حماقت پر توبہ کرے اور زمین پر ناک رگڑ کر معافی مانگے کہ سرکار اب کبھی ایسی غلطی نہیں ہوگی۔ عموماً وائسرائے کے جواب کا یہی مطلب سیاسی اخباری دنیا میں اخذ کیا گیا ہے۔

ایسا کیوں ہے وائسرائے کی یہ ذہنیت کہ کانگریس نیچا دیکھے کیوں ہے آخر یہی کانگریس اور یہی گاندھی جی تھے جن سے لارڈ ارون نے گفتگو کی تھی اور گاندھی ارون معاہدہ عمل میں آیا تھا اور معاہدہ کے بعد سول نافرمانی عارضی طور پر واپس لے لی گئی تھی لارڈ ارون نے جو پالیسی جو آج لارڈ ولنگڈن نے اختیار کی ہے اختیار نہیں کی تھی اور نہ انہوں نے ملاقات اور ملاقات کے بعد گفت و شنید کے لئے یہ شرط مقرر کی تھی کہ پہلے سول نافرمانی بند کر دی جائے تب کہیں وائسرائے جا کر گاندھی جی سے ملیں گے۔ اس کا جواب صاف ظاہر ہے۔

اس دفعہ آرڈی نینسوں کے ذریعہ تحریک کو دبا دینے میں لارڈ ولنگڈن اور انکی حکومت کو ایک حد تک کامیابی ہوئی ہے لارڈ ولنگڈن اور ان کی حکومت اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ جب اس نے اپنی طاقت سے کانگریس کو کچل ڈالا ہے تو پھر اس کے ساتھ مساوی حیثیت سے گفتگو کرنیکی کیا ضرورت ہے اس سے گفتگو کرنے کے معنے یہ ہیں کہ پھر کانگریس کی اہمیت کو تسلیم کر لیا جائے۔

لیکن ہمارا اور اکثر لوگوں کا جو ملک کے حالات سے باخبر ہیں یہ خیال ہے کہ گو حکومت کو کانگریس کی تحریک سول نافرمانی کو دبانے میں ایک حد تک کامیابی ہوئی ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ حکومت کانگریس کو کچل ڈالنے میں کامیاب ہوگئی ہے اور کانگریس اب ابھر نہیں سکے گی اگر حکومت کا یہ خیال ہے تو وہ غلطی پر ہے یہ صحیح ہے کہ سول نافرمانی کی تحریک سست کمزور ہوگئی ہے مگر اس کی وجہ کچھ تو آرڈی ننس ہیں اور کچھ ناموافق اقتصادی حالات ہیں ان دونوں نے مل کر تحریک کو افسردہ اور مضمحل ضرور کر دیا ہے مگر اس کے باوجود ملک کا اگر کوئی دل ہو سکتا ہے تو اس میں کانگریس کے لئے اب بھی وہی جگہ ہے جو اس سے پہلے تھی بلکہ اب زیادہ ہے کیونکہ اب اس کی حالت مظلومیت کی ہے اور مظلوم کے ساتھ قدرتی طور پر ہمدردی بڑھ جاتی ہے اس لئے ہمارے نزدیک جس ذہنیت کے ماتحت وائسرائے نے گاندھی جی سے ملنے سے انکار کیا ہے وہ نہ مفید ہے اور نہ صحیح اور مستقبل بتلائیگا کہ یہ انکار کتنی مشکلات اپنی آغوش میں پوشیدہ رکھتا ہے۔

گاندھی جی کا دوسرا تار اور پھر انکار

واضح ہو کہ پونہ میں جو کانفرنس طلب کی گئی تھی وہ بے ضابطہ تھی اور اخبار کے نامہ نگاروں پر دروازہ بند تھا چونکہ کانفرنس بے ضابطہ تھی اس لئے کوئی بھی کارروائی تسلیم شدہ قرار نہیں دی جا سکتی اور اخبارات میں جو بیانات شایع ہوئے ہیں ان کو بھی اصطلاحی طور پر کسی بحث کی بنیاد قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ وہ بیانات بالکل غیر مصدقہ تھے اس نکتہ کو پیش نظر رکھئے کیونکہ وائسرائے کے انکار کی بنیاد یہی امر تھا کہ اس بے ضابطہ کانفرنس میں جو تقریر گاندھی جی نے کی تھی اس کی بنیاد پر وائسرائے نے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا تھا چنانچہ گاندھی جی نے دوبارہ تار روانہ کیا اس تار کا یہ مقصد تھا کہ گورنمنٹ کے تار میں جو غلط فہمی پھیلائی گئی ہے وہ دور کی جائے تار حسب ذیل ہے:-

"آپ کا تار موصول ہوا اس کو پڑھکر مجھے سخت افسوس اور تعجب ہوا مجھے ہرگز یہ توقع نہ تھی کہ حکومت ان غیر مصدقہ بیانات کو اپنے نوٹس میں لائیگی جو ایک بے ضابطہ کانفرنس کی پرائیویٹ کارروائی کے متعلق شایع ہوئے ہیں اور ان کی بنا پر ملاقات کی درخواست نامنظور کر دیگی میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر مجھکو انٹرویو کی اجازت دیدی جاتی تو میں ثابت کر سکتا تھا کہ اس کانفرنس کا رجحان باعزت سمجھوتہ کی جانب تھا یقیناً کانفرنس کی منشا صلح کے موافق تھی بشرطیکہ اس کے لئے ذلت نہ اٹھانی پڑے۔

بہر حال اگر حکومت کا یہ خیال ہے کہ وہ ایسی انجمن کے نمایندے کے ساتھ گفت و شنید نہیں کر سکتی جو قانون شکنی میں مشغول ہے خواہ وہ قانون کیسے ہی جابرانہ کیوں نہ ہوں تاوقتیکہ وہ ان سرگرمیوں کو بند نہ کردے جن کو وہ بنی نوع انسان کے قدرتی حقوق سمجھتی ہے تو میں اس کے متعلق اور کچھ زیادہ نہیں کہنا چاہتا لیکن میں اپنے متعلق یہ ضرور واضح کروں گا کہ میری زندگی پرامن مقاصد کا مجموعہ ہے میں حقیقی امن کا دل و جان سے

خواہاں ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی اعتراف کروں گا کہ میں ہما دلی باتوں سے مطمئن نہیں ہو سکتا اگر میں عدم تعاون اور سول نافرمانی ترک کرتا ہوں تو اس کی وجہ یہی ہے کہ میں جبریہ تعاون اور اطاعت کی جگہ حقیقی اور رضاکارانہ تعاون اور اطاعت قائم کرنا چاہتا ہوں لہٰذا میں توقع کرتا ہوں کہ مجکو ملاقات کا موقع دیا جائیگا۔“

ظاہر ہے کہ اس کا جواب نفی میں آنا ہی تھا چنانچہ ذیل کا جواب وائسرائے کی طرف سے آیا:۔

”ہز اکسیلنسی کی اسپارتھی کہ حکومت کی پوزیشن واضح ہے اور وہ یہ کہ سول نافرمانی ایک ایسی تحریک ہے جس کا مقصد خلاف قانون سرگرمیوں کے ذریعہ حکومت کو دبانا ہے اور ایک ایسی انجمن کے نمایندے کے ساتھ کہ جس نے وہ تحریک ترک نہیں کی ہے گفت و شنید کرنے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔“

دنیا میں یہ پہلی مثال ہے کہ کسی آئینی حکومت نے اپنی رعایا کے کسی نمایندے سے ملنے سے انکار کر دیا ہو برٹش امپائر ہی کے اندر جنوبی افریقہ میں ان لوگوں سے گورنمنٹ آفیسر کو ملنا پڑا جو حکومت کا مسلح مقابلہ کر رہے تھے مثلاً جنرل سمٹس اور جنرل بوتھا اسی طرح آئرلینڈ برابر مسلح بغاوت کرتا رہا اسی حال میں آئرلینڈ کے لیڈر ولیں اور انہی لیڈروں سے جو مسلح بغاوت کے علمبردار تھے گفتگو کرنی پڑی گاندھی جی کے اس یقین دلانے پر کہ ان کا رحجان بالطرف سمجھوتہ کی طرف تھا پھر بھی ملاقات سے انکار کر دینا ان لوگوں کے لئے بھی باعث افسوس اور تعجب ہے جو سول نافرمانی کے خلاف ہیں۔

وائسرائے کے انکار کے بعد لوگوں کی رائے

وائسرائے کے انکار کے بعد قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سیاسی حلقوں میں کیا رائے زنی ہوئی۔ یہ واقعہ ہے کہ ہندوستان کے کسی طبقہ پر بھی وائسرائے کے انکار کا اچھا اثر نہیں پڑا اور کسی شخص نے بھی وائسرائے کے اس طرز عمل کو صحیح اور دانشمندانہ تصور نہیں کیا۔ ایک چیز تو صاف ہے اور وہ یہ کہ عام اثر یہ ہوا ہے کہ گاندھی جی اور کانگریس صلح کرنا چاہتی ہے مگر حکومت صلح نہیں چاہتی اور یہ کہ حکومت چاہتی ہے کہ کانگریس جدید آئین سے علیحدہ رہے بعض لوگوں کی یہ رائے ہے کہ حکومت کے نزدیک کانگریس کا تعاون عدم تعاون سے زیادہ خطرناک ہے اس لئے وائسرائے نے ایسا طرز عمل اختیار کیا۔ بہر حال وائسرائے کے طرز عمل کو سیاسی دنیا میں حق بجانب اور دانشمندانہ نہیں سمجھا گیا اس کے برخلاف سمجھدار لوگوں کی یہ رائے ہے کہ خود حکومت کے نقطۂ نظر سے آخر کار یہ پالیسی مضر ثابت ہوگی کیونکہ اس کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں نکلیگا کہ کانگریس جدید آئین کے خلاف ہمیشہ برسر پیکار رہے گی اور گو اس وقت کانگریس کمزور نظر آتی ہے مگر اس کی یہی مظلومیت آگے چل کر اس کو طاقتور بنا دیگی حالانکہ اگر وائسرائے ملاقات کر لیتے تو درمیانی خیال کے لوگوں کی یہ رائے تھی کہ اس کا نتیجہ صرف یہ نکلتا کہ سول نافرمانی بند کر دی جاتی اور کانگریس جدید آئین میں دلچسپی لینی شروع کر دیتی لیکن اب اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت اس جدید آئین سے بے تعلق رہے گی جس سے یہ آئین ملک میں ہر دلعزیزی حاصل کرنے سے قاصر رہیگا ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وائسرائے نے اس اہم اور نازک موقع پر بھی تدبر اور معاملہ فہمی اور دانشمندی کا ثبوت نہیں دیا اور انہوں نے گاندھی جی سے ملنے سے انکار کر کے برٹش گورنمنٹ کی کوئی خدمت کی ہے اور نہ ہندوستان کی ان کو ایک زرین موقع ہاتھ آیا تھا کہ ملک میں امن وامان قائم کر دیتے اور کانگریس کا تعاون حاصل کر لیتے مگر انہوں نے ان دونوں چیزوں سے انکار کر دیا وہ سمجھتے ہیں کہ کانگریس کی تحریک کو دبانے میں ان کو کامیابی ہو گئی ہے اس لئے اب کانگریسی لیڈروں کو منہ نہیں لگانا چاہئیے مگر یہ ان کی بھول ہے جو عارضی کامیابی کے معنے مستقل کامیابی کے لیتے ہیں وائسرائے کو جلد نہیں تو کچھ عرصہ کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ انہوں نے اس موقع پر جو طرز عمل اختیار کیا تھا وہ غلط تھا جیسا کہ آج پانچ سال کے بعد سائمن کمیشن کے تقرر کو ایک اہم سیاسی غلطی تسلیم کر لیا گیا اور اسٹیٹسمین جیسے اخبار کو اعتراف کرنا پڑا کہ سائمن کمیشن کا محض انگریزوں پر مشتمل ہونا اور ہندوستانیوں کو اس میں شریک نہ کرنا سب سے بڑی اور بنیادی غلطی تھی حالانکہ یہی اخبار تھا جو اس وقت سائمن کمیشن کی ہیئت ترکیبی کا موید تھا اور ہندوستانیوں کو برا بھلا کہتا تھا کہ وہ خواہ مخواہ اس کا بائیکاٹ کر رہے ہیں۔

ایک اور رخ

جو کچھ ہم اوپر کہہ آئے ہیں اس سب کے باوجود ہمیں یہ کہنے میں مطلق باک نہیں ہے کہ وقت کے حالات اور مقتضیات سے تمام تر گاندھی جی نے بالکل چشم پوشی اختیار کر لی ہے اب حالات کا اقتضا یہ تھا اور ہے کہ کانگریس اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرتی اور اس میں بنیادی تبدیلی کر کے حالات حاضرہ کے مطابق بنا لیتی ہماری طرح گاندھی جی بھی جانتے ہیں کہ سول نافرمانی ملک کا کوئی نصب العین یا مقصد نہیں ہے بلکہ کانگریس نے گاندھی جی کے مشورہ سے سول نافرمانی کو حصول مقصد کا ایک ذریعہ سمجھ کر اختیار کیا ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کو ایک ذریعہ ہی سمجھیں اصل مقصد کی طرح اس کو پیار نہ کرنے لگیں اگر کسی وقت یہ ذریعہ حصول مقصد کے لئے موثر ثابت نہ ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ کیوں نہ ہم اس کو ترک کر دیں اور اس کے بجائے وقت اور حالات کے مطابق کوئی دوسرا ذریعہ اختیار کریں جو حالات حاضرہ میں مفید اور موثر ثابت ہو سیاسیات کوئی مذہب تو ہے نہیں کہ اس میں کسی قسم کا کوئی تغیر و تبدل نہ ہو سکے کامیاب سیاستداں تو وہی ہے جو ہوا کا رخ دیکھ کر اپنی کشتی کے بادبان بلند کرے اور کھولے اگر ہم ہوا کے مخالف اپنی کشتی کو چلانا چاہیں گے تو وہ ہرگز نہیں چل سکتی اور اگر چلے گی بھی تو ساحل مقصود پر پہنچنے سے قبل ہی طوفانی لہریں کشتی کو فنا کے گھاٹ اتار دینگی۔

اس لئے ہمارے نزدیک اس وقت بہتر اور مفید پالیسی یہ تھی کہ سول نافرمانی ملتوی کر دی جاتی اور کوئی تعمیری پروگرام ملک کے سامنے پیش کیا جاتا اور ساتھ ہی جدید آئین کے ماتحت کونسلوں اور اسمبلی پر قبضہ کر لیا جاتا اور اس کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ پولیٹکل نفع حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہوا اب صورت یہ رہے گی کہ کچھ کانگریسی لیڈر جیلوں کے اندر رہیں گے اور جو باہر ہوں گے وہ سیاسیات سے علیحدہ رہنے پر مجبور ہونگے اس طرح مستقبل قریب کی سیاست میں کانگریس کا کوئی دخل اور اثر نہ ہوگا اور یہی حکومت کا منشا تھا جس کا موقع خود ہم نے پہنچا دیا گیا۔

رسالہ آئینہ

ملک کے مشہور ادیب و شاعر سید ابن الحسن صاحب فکر ایم۔ اے کی زیر ادارت دہلی سے آئینہ نامی ایک علمی و ادبی ماہوار رسالہ نکلنا شروع ہوا ہے اس کا چوتھا نمبر ہمارے سامنے ہے رسالہ کا تقطیع کافی بڑی یعنی ۲۰-۲۶ ڈبل سائز ہے ٹائٹل نہایت خوبصورت و جاذب نظر ہے اور ٹائٹل کے اندر کے دونوں صفحوں پر ایک تصویر فلم ایکٹرس مس زبیدہ کی ہے جو بالن کے لباس میں ہے اور دوسری مشہور روسی رقاصہ کی ہے ٹائٹل کا کاغذ نہایت سفید اور چکنا ہے طباعت و کتابت نہایت دیدہ زیب اور ضخامت ۷۰ صفحہ چندہ للعہ سالانہ ہے منیجر رسالہ آئینہ دہلی پتہ ہے یہ تو رسالہ کی ظاہری شکل و صورت ہے رسالہ کی باطنی خوبیاں جن کی وجہ سے کسی رسالہ کو اہل نظر پسند یا ناپسند کرتے ہیں وہ مضامین کی خوبی ہے ہم نے اس رسالہ کے تمام مضامین پڑھ ڈالے ہیں اور صرف یہی ایک امر اس رسالہ کی خوبی کا ضامن ہے کہ ہم نے اپنا قیمتی وقت اس کے مضامین پڑھنے میں صرف کیا ورنہ کاروباری لوگوں کو اتنی فرصت کہاں کہ رسالہ کے مضامین پڑھنے کے لئے وقت نکالیں ہم نے تمام مضامین مفید و دلچسپ اور دلکش پائے نظم اور نثر دونوں حصے ایڈیٹر صاحب کی خوش فکری و خوش سلیقگی و ذوق مذاقی کے ضامن و کفیل ہیں علمی

معارف القرآن

بلسلہ گذشتہ

قرآن میں صاف حکم موجود ہے کہ ہر آسمانی کتاب اپنے اپنے زمانہ میں سچی اور واجب العمل تھی ہاں اپنے زمانہ میں قرآن نے تمام کتابوں کو منسوخ کر دیا اور منسوخ کرنا خود ان کی صحت و سچائی کی تائید ہے ایک بات یہاں خود جان لینے کے قابل ہے وہ یہ کہ قرآن ایک مرتبہ مجموعی طور پر لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اتارا گیا پھر وہاں سے تھوڑا تھوڑا حسب موقعہ اترا تاکہ سبق سبق کر کے لوگ اس کو یاد کر لیں اور آہستہ آہستہ اپنی طبیعتوں کو اتباع قرآن کا عادی بنالیں اور یہ اسی امت کے ساتھ ایک رعایت ہے ورنہ تمام گذشتہ کتابیں مجموعی طور پر یکدم نازل ہوئیں اور ایکدم ان پر تعمیل احکام کا بار پڑا۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ قرآن منسوخ شدہ کتابوں پر شاہد ہے یعنی یہود و نصاریٰ نے جو اپنی اپنی کتابوں میں تحریف کر لی تھی اور حق و باطل میں امتیاز باقی نہ رکھا تھا اس کو قرآن نے صاف صاف واضح کر دیا اور بتادیا کہ فلاں حکم غلط ہے اور فلاں صحیح ہے۔ عکرمہ ابن زید سدی قتادہ سعید بن جبیر اور بعض دیگر علماء نے آیت کا یہی مطلب بیان کیا ہے ابن جریج کہتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ قرآن گذشتہ کتابوں کا امین ہے گذشتہ کتابوں میں سے لیکر جو بات ایسی بیان کی جائے کہ قرآن کے موافق ہو تو حق ہے اگرچہ منسوخ ہو گئی ہو اور اس کے خلاف سب غلط ہے ابن عباس کا قول ہے کہ قرآن گذشتہ کتابوں پر حاکم ہے اور حاکم ہی فیصلہ کرتا ہے کہ کون حکم صحیح ہے اور کون غلط اس کے بعد حکم ہوتا ہے کہ اے محمد تم یہودیوں اور عیسائیوں میں قرآن کے موافق فیصلہ کر دالیا نہ ہو کہ حق و صداقت سے عدول کر کے ان کی خواہشات کی پیروی کرنے لگو اور قرآنی فیصلہ کو چھوڑ کر ان کی مرضی کے موافق فیصلہ کرو اس کے بعد خدا تعالیٰ ایک شبہ کو دور کرتا ہے شبہ یہ ہو سکتا تھا کہ بعض ایسے احکام ہیں کہ توریت میں ان پر عملدرآمد کرنے کا حکم ہوا ہے اور انجیل میں اس کے خلاف ہے قرآن میں دونوں کے علاوہ ایک تیسری شکل اختیار کی گئی جب سب کتابیں حق ہیں تو یہ اختلاف کیا اور یہ ناسخ و منسوخ کیوں ہے اس شبہ کے دفع کرنے کے لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو ہم نے تم میں سے ہر قوم کے لئے ایک شریعت اور کھلا ہوا راستہ مقرر کر دیا ہے جس پر تم کو چلنا چاہیئے اور ہر زمانہ کے اعتبار سے ایک خاص شریعت کی پیروی کرنے کا حکم دیا ہے اصل مقصود سب کا ایک ہے یعنی توحید اور معرفت الٰہی مختلف شریعتیں جن میں احکام کی حلت و حرمت کا اختلاف ہے وہ سب چلنے کے طریقے ہیں ورنہ مقصود سب کا ایک ہے یہی وجہ ہے کہ کوئی چیز کسی شریعت میں حلال کر دی اور کسی شریعت میں حرام کر دی کسی میں خفیف اور کسی میں شدید کہیں اسی چیز کی ممانعت ہے تو دوسری شریعت میں اس کے کرنے کا حکم ہے اور یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ فرمان بردار اور نافرمان کا امتیاز ظاہر ہو جائے ورنہ مقصود اصلی توحید و اسلام ہے اور اسی کے واسطے سب رسول بھیجے گئے صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے حضور نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء علاتی بھائی ہیں ہمارا دین ایک ہے یعنی ہم سب توحید پر ہیں اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اگر خدا چاہتا تو تم سب کو ایک قوم بنادیتا اور ایک شریعت تم سب کے لئے مقرر فرما دیتا لیکن شریعتوں میں اختلاف اس وجہ سے کیا کہ تمہاری آزمائش ہو جائے کہ کون ان اوامر و نواہی پر کاربند رہتا ہے یعنی مختلف شریعتوں میں اوامر و نواہی مختلف کر دیئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون فرمانبردار ہے اور کون نافرمان ہے حاصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے توحید و اسلام سب بندوں پر لازم کیا ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ تمام ظاہر و پوشیدہ حقائق سے واقف اور مصالح عباد کو جانتا ہے اس لئے ہر امت کے لئے ہر زمانہ میں ایک جدا شریعت و قاعدہ مقرر فرمایا تاکہ جو لوگ اس پر عمل پیرا اور کاربند ہوں ان کو دین و دنیا کی سعادت حاصل ہو اور جو سرکش اور نافرمان ہوں وہ دنیوی ذلت میں مبتلا ہو کر جہنم میں داخل ہوں آگے ارشاد ہوتا ہے اب تم نیکیاں حاصل کرنے کے لئے جلدی کرو یعنی جس چیز کے کرنے کا تم کو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کرو اور جس چیز سے تم کو منع کیا گیا ہے اس سے باز رہو منسوخ کو منسوخ اور ناسخ کو ناسخ سمجھو اور تعمیل حکم میں جلدی کرو ....

....

سر پر کھڑی ہے فرصت کا وقت ہاتھ سے نکل جائیگا بالآخر تم سب کو لوٹ کر جانا ہے اور اس وقت خدا تعالیٰ وہ تمام چیزیں تم پر ظاہر کر دے گا جن میں تم باہمی اختلاف کرتے تھے لہذا رسول اللہ کی مخالفت چھوڑ دو اور بدون تامل و غور کے خواہ مخواہ نفسانی خواہش اور عناد کی وجہ سے نبی سے جھگڑا نہ کرو جو کچھ رسول اللہ تم کو حکم دیں اس کی دل و جان سے تعمیل کرو۔

متعلقہ بیان۔ قرآن تمام شریعتوں کا مقصد ایک ہے شریعتوں میں اختلاف مختلف مصلحتوں کی بناء پر ہے اور اس سے مقصود انسان کا امتحان ہے حق کو چھوڑ کر کسی کی رو رعایت سے کوئی فیصلہ کرنا یا حکم دینا حرام ہے گذشتہ تمام شریعتیں اپنے اپنے زمانہ میں حق تھیں۔ توریت و انجیل میں لوگوں نے بہت سے احکام اپنی طرف سے داخل کر لئے ہیں اور کچھ مسائل واقعی اور اصلی ہیں قرآن نے ان حق و باطل کے درمیان فیصلہ کر دیا گویا گذشتہ کتابوں کے غلط و صحیح احکام دریافت کرنے کا معیار قرآن ہے نبی کے اتباع کی بہترین اسلوب کے ساتھ تعلیم ترہیب وغیرہ۔

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ؀ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۭ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ؀

(ترجمہ) اور ہم حکم دیتے ہیں کہ آپ ان کے باہمی معاملات میں اس بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایا کیجیے اور ان کی خواہش پر عملدرآمد نہ کیجیے اور ان سے یعنی ان کی باتوں سے احتیاط رکھیے کہ وہ آپ کو خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کسی حکم سے بھی بچلا دیں پھر اگر یہ لوگ اعراض کریں تو یقین کر لیجیے کہ بس خدا ہی کو منظور ہے کہ ان کے بعضے جرموں پر ان کو سزا دیں اور زیادہ آدمی تو بے حکم ہی ہوتے ہیں یہ لوگ پھر کیا زمانہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں اور فیصلہ کرنے میں اللہ سے کون اچھا ہوگا یقین رکھنے والوں کے نزدیک ۔"

تفسیر اسکعب بن اسید شاس بن قیس ، اور عبداللہ بن صوریا نے باہم مشورہ کیا کہ چلو محمد کو بہکائیں اور حکم خدا کے خلاف کوئی حکم کرائیں چنانچہ یہ سہ علماء یہود حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے محمد تم خوب جانتے ہو کہ ہم یہود میں علماء اور سردار شمار کیے جاتے ہیں اگر ہم مسلمان ہو گئے تو ساری قوم یہود مسلمان ہو جائے گی اس لئے آپ کو ہمارا خاص لحاظ رکھنا چاہیے ہم میں اور بعض دوسرے لوگوں میں کچھ جھگڑا ہے اس کا فیصلہ ہونے کے لئے آپ کے پاس آئیگا آپ ہمارے مطابق اس میں حکم دیں ایسا نہ ہو کہ آپ ہمارے خلاف حکم دیں اس لئے ہم پہلے حاضر ہو گئے ہیں رسول اللہ نے فرمایا کوئی ایمان لائے یا نہ لائے مجھ سے بیجا فیصلہ کی توقع ہرگز مت رکھو اگر میرے پاس کوئی فیصلہ آیا تو میں یقینا حکم الٰہی کے مطابق فیصلہ کروں گا خواہ کسی پر پڑے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور رسول اللہ کو ان کی سازش کی اطلاع دی گئی اس آیت میں اگرچہ رسول اللہ کو خطاب فرمایا گیا ہے لیکن درحقیقت یہ امت کو تعلیم دی گئی ہے کہ عدل و انصاف پر چلیں اور حکم الٰہی کی پیروی کریں قانون شریعت کے خلاف کوئی حکم نہ دیں خواہ کتنی ہی بہتری اور فائدہ کی امید ہو ارشاد ہوتا ہے اے محمد تم یہود کے جھگڑوں کا خدا کی نازل کردہ کتاب کے موافق فیصلہ کرتے رہو اور ان باتوں کا مطلق لحاظ نہ کرو جو انھوں نے نفسانی خواہشات کی وجہ سے بنائی ہیں اور اس بات سے پرہیز رکھو کہ کہیں یہ لوگ تم کو کتاب اللہ کے کسی حکم سے نہ بہکا دیں باقی انہوں نے اسلام لانے کی تم کو طمع دلائی ہے تو اس کا تم کچھ خیال نہ کرو کیونکہ اگر یہ منہ پھیر کر چلے جائیں یا اور تمہارے فیصلہ کو نہ مانیں تو سمجھ لینا کہ ان کے کسی گناہ و قصور کی وجہ سے خدا ان کو کسی مصیبت میں مبتلا کرنا چاہتا ہے خدا کی نافرمانی کرنے والے بہت سے آدمی ہیں جن کی سرشت ہی ایسی خراب ہے کہ دائرہ توحید و طاعت سے خارج رہنا چاہتے ہیں اور خدائی حکم کے خلاف فیصلہ کے خواہشمند ہوتے ہیں۔

مقصود بیان انسان اپنے قصور کی وجہ سے گمراہ ہوتا ہے جس شخص کی سرشت خراب ہو اس کو کسی طرح ہدایت نہیں ہو سکتی کتاب اللہ کے کسی ایک حکم کی خلاف ورزی بھی ناجائز ہے اور انکار کرنا تو ایک آیت کا بھی موجب کفر ہے حق پر رہنے کی ہدایت رسول اللہ کو تسکین نما خطاب یہود پر عتاب اور زجر و وعید وغیرہ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ کیا یہ یہود زمانہ جاہلیت کا ایسا حکم چاہتے ہیں جو اسلام سے قبل کا زمانہ مشرکین عرب کے لئے جاہلیت کا زمانہ کہلاتا ہے جس کی مدت تقریبا دو سال ہے کیونکہ اس زمانہ میں عرب کو کچھ خبر نہ تھی کہ مذہب کیا چیز ہے خدا تعالیٰ نے انسان کو کیوں پیدا کیا ہے اور انسان کو کیا کرنا چاہیے جب قرآن نازل ہوا تو عرب کو ان تمام باتوں کا علم ہوا تو گویا اسلامی دور علم کا زمانہ ہے اور اسلام سے قبل دور جاہلیت ہے اور خدا کے حکم سے سرتابی کرتے ہیں حالانکہ ایمان دار قوم کے لئے خدا کے حکم سے بڑھکر اور کون حکم واجب الاتباع ہو سکتا ہے یعنی یہود نہ صرف تمہارے فیصلہ کی ہی مخالفت نہیں کرتے بلکہ توریت کے حکم کی بھی خلاف ورزی کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت کے احکام ان کو مل جائیں اور ان پر یہ عملدرآمد کریں امراء و روساء اور صاحبان وجاہت کے فیصلوں میں رعایت کریں اور بیچارہ طبقہ کو پیس ڈالیں۔

مقصود بیان اسلام و علم مرادف الفاظ ہیں شریعت اسلامیہ کے علاوہ جس قدر احکام مذہب ہیں وہ سب جہالت پر مبنی ہیں قانون مساوات کی تعلیم حکم خدا میں امیر غریب سب کا ایک ساں درجہ ہونے کا اظہار قومی نسلی مالی اور دنیوی اعزاز کی وجہ سے امتیاز پیدا کرنے اور اس کی وجہ سے احکام میں تفاوت کرنے کی ممانعت وغیرہ۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِىَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۞ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۞

(ترجمہ) اے ایمان والو تم یہود و نصاریٰ کو دوست مت بنانا وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا بیشک وہ ان میں سے ہوگا یقیناً اللہ تعالیٰ سمجھ نہیں دیتے ان لوگوں کو جو اپنا نقصان کر رہے ہیں اس لئے تم ایسے لوگوں کو جن کے دل میں مرض ہے دیکھتے ہو کہ دوڑ دوڑ کر ان میں گھستے ہیں کہتے ہیں کہ ہم کو اندیشہ ہے کہ ہم پر کوئی حادثہ پڑ جائے سو قریب امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کامل فتح کا ظہور فرما دے یا کسی اور بات کا خاص اپنی طرف سے پھر اپنے پوشیدہ دلی خیالات پر نادم ہوں گے اور مسلمان لوگ کہیں گے کیا یہ وہی لوگ ہیں کہ بڑے مبالغہ سے قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ان لوگوں کی ساری کارروائیاں غارت گئیں جن سے ناکام رہے۔

تفسیر کتاب المغازی میں محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ یہود مدینہ نے آنحضرت سے معاہدہ کیا کہ اب ہم آپ سے کبھی نہیں لڑیں گے اور نہ آپ کے دشمنوں کو مدد پہنچائیں گے لیکن جب غزوہ خندق ہوا تو سب سے پہلے مسلمانوں کے مقابلہ میں مدینہ کے یہودی آئے اختتام جنگ پر قریش مکہ تو واپس ہو کر چلے گئے اور یہودی اپنے قلعوں میں آ گئے لیکن ان کو خوف تھا کہ مسلمان ہم سے بدلہ لیں گے اس لئے آنحضرت کی خدمت میں پہنچنے کے لئے وسائل تلاش کرنا چاہتے تھے کہ کسی طرح ہماری بے قصوری ثابت ہو جائے لیکن جب کچھ بس نہ چلا تو مجبوراً حضور کے حکم پر راضی ہو گئے عبداللہ بن سلول نے ان کو بچانے کی بہت کوشش کی اور کہا کہ میں گردش زمانہ سے ڈرتا ہوں

خدا جانے کس کل اونٹ بیٹھے اس لئے میں یہود سے موالات اور ہمدردی رکھنا چاہتا ہوں۔ حضرت عبادہ بن صامت بولے کہ یہودیوں سے اور جبہ سے پہلے دوستی تھی اب میں نے خدا اور رسول سے دوستی کی ہے میں یہودیوں کی موالات سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں یا رسول اللہ اب خدا اور اس کے رسول کی محبت میرے لئے کافی ہے اس وقت مذکورہ بالا آیت کا نزول ہوا۔

مفسر سدی کہتے ہیں کہ جب مسلمانوں کو نافرمانی کی وجہ سے جنگ احد میں شکست ہوئی اور سردار رسول اللہ اور چند صحابہ کے میدان میں اور کوئی باقی نہیں رہا تو دو شخصوں کے دلوں میں شیطانی خیالات آئے ایک کہنے لگا کہ میرا اس یہودی سے جاکر گاڑہی دوستی کرتا ہوں مجھے امید ہے کہ اگر کوئی حادثہ پیش نہ آیا اور مسلمانوں کا کام تمام نہ ہوا تو وہ مجھے ہر طرح مدد دیگا۔ دوسرا بولا کہ میں ملک شام کو جاتا ہوں وہاں ایک بہت بڑا نصرانی ہے اس سے جاکر خلا ملا کردونگا تاکہ بگڑے وقت پر وہ میرے کام آئے بہرحال شان نزول کچھ ہو کفار سے دلی موالات کرنی حرام ہے ارشاد ہوتا ہے اے مسلمانو یہود و نصاریٰ کو دلی دوست مت بناؤ یہ آپس میں ایک دوسرے کے ہی خواہ اور دوست ہیں کفر میں دونوں متحد ہیں اسلام سے دونوں کو عداوت ہے وقت پڑنے پر ایک دوسرے کی مدد کو تیار ہو جاتے ہیں ان میں کوئی تمہارا دلی دوست نہیں ہے جو چیز ان کے لائق ہے وہ تمہارے سزاوار نہیں ہے تم میں سے جو شخص ان سے دلی موالات کرے گا وہ بھی انہی میں سے شمار کیا جائے گا دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا کیونکہ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے وہ اسی جیسا ہو جاتا ہے اگر محبت کو سوائے مسلمانوں کے کہیں اور صرف کروگے تو یہ بڑا ظلم ہے اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں فرماتا ہے یعنی خدا تعالیٰ کافرں سے موالات کرنے والوں کو ہدایت نصیب نہیں کرتا۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں تم میں سے ہر شخص کو لحاظ رکھنا چاہیئے کہیں یہود و نصاریٰ سے موالات نہ کربیٹھے اور اس کی وجہ سے وہ بھی کافر ہو جائے اور پتہ بھی نہ چلے (ابن ابی حاتم)

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اے محمدؐ دیکھو تو جن کے دل میں مرض موجود ہے وہ کیسی جلدی جلدی ان عیسائیوں اور یہودیوں کا دم بھرنے کیلئے لپکتے ہیں اگر ان سے دریافت کیا جاتا ہے کہ بھائی تم تو بظاہر اسلام کے دعویدار ہو پھر مسلمانوں کے خلاف ان لوگوں کی دوستی کا کیوں دم بھرتے ہو تو جواب دیتے ہیں کہ گردش زمانہ کا کچھ اعتبار نہیں ہم کو خوف ہے کہ کہیں گردش زمانہ آیندہ ہم پر نہ پڑے اس لئے ہم کفار سے موالات رکھتے ہیں یعنی اگر مسلمان آیندہ مغلوب ہوکر تمام ہوگئے ان کا مذہب نہ چلا یا قحط پڑا تو یہودی و نصرانی ہم کو کھانے کو بھی نہ دیں گے اور طرح طرح سے ستائیں گے اس لئے ہم ان سے دوستی رکھتے ہیں خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ امید یقینی ہے کہ خدا تم کو فتحیاب رکھیگا یا کوئی اور بات اپنی طرف سے ایسی پیدا کرے گا کہ یہ لوگ اپنی دوستی رکھنے کی وجہ سے ذلیل و رسوا ہوں گے اور اپنے پوشیدہ ارادوں کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے سخت نادم ہوں گے صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنحضرتؐ نے صحابہ کو قطعی بشارت دی تھی کہ جلدی ہی کہ تمام عرب میں دین توحید و اسلام پھیلے گا اور ہر شخص یمن سے انتہا عرب تک بلا خوف و خطر چلا جائے گا سوا خدا کے اس کو کسی کا خوف نہ ہوگا اس کے بعد خدا تعالےٰ مسلمانوں کو منافقوں کی حالت کی اطلاع دیتا ہے کہ جب فتح کے بعد منافقوں کی حالت کھل جائیگی تو مسلمان کہیں گے کہ کیا انہی لوگوں نے بڑے زور سے قسمیں کھائی تھیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اس کے بعد فرماتا ہے کہ ان لوگوں کے وہ تمام ظاہری اعمال جو دکھانے کو یہ کیا کرتے تھے مٹا دیئے گئے اور سب کیا کرایا خاک میں مل گیا اور بالآخر دنیا و دین میں برباد ہوگئے دنیا میں ہمیشہ کے لئے بدنام و رسوا ہوئے اور آخرت میں عذاب الٰہی میں ماخوذ ہوئے۔

مقصود بیان مسلمانوں کو باہم دل و جان سے متحد ہو جانے کی تعلیم اسلام و مسلمانوں کو تمام نقصانات سے بچانیکی کوشش کرنے کا حکم کفار سے بیزاری اور ترک موالات کی ہدایت منافقوں کی حالت کا بیان۔ منافقوں کے دونوں جہان میں تباہ ہو جانے کی تصریح مسلمانوں کو تسکین و تسلی کا اظہار دین اور اعلاء کلمۃ اللہ میں ہر طرح کی مدد اور نصرت الٰہی کا وعدہ اس بات کی صراحت کہ تمام کفار ایک دوسرے کے ہمدرد ہیں اور مسلمانوں کے سب دشمن ہیں۔ اس بات کا بیان کہ جو شخص جس کسی سے محبت کرتا ہے اسی کے رنگ میں رنگ جاتا ہے وغیرہ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

(ترجمہ) اے ایمان والو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالےٰ بہت جلد ایسی قوم پیدا کردیگا جن سے اللہ تعالےٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالےٰ سے محبت ہوگی مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر تیز ہوں گے وہ کافروں پر جہاد کرتے ہوں گے اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کرینگے یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے جس کو چاہیں عطا فرمائیں اور اللہ تعالےٰ بڑے وسعت والے بڑے علم والے ہیں۔

تفسیر۔ جب خدا تعالےٰ نے فرما دیا کہ کفار سے موالات کرنے سے آدمی بے ایمان اور کافر ہو جاتا ہے تو اب عام طور پر مرتد ہو جانے کا بیان فرماتا ہے خواہ موالات کی وجہ سے ہو یا بغیر موالات کے یہ درحقیقت ایک پیشگوئی ہے جو آیندہ پوری ہوئی اور بہت سے لوگ مرتد ہوگئے ارشاد ہوتا ہے اے مسلمانو جو شخص تم میں سے دین اسلام سے پھر جائے گا (آنحضرتؐ کے دور حیات کے آخری حصہ میں مسیلمہ کذاب اور طلیحہ بن خویلد اسدی کی قومیں مرتد ہوگئیں تمام بنو مدلج بنو حنیفہ اور بنو اسد اسلام سے پھرگئے حضرت صدیقؓ کے زمانہ میں سات خاندان فزارہ۔ غطفان۔ بنو سلیم۔ بنو یربوع۔ کندہ۔ بکر۔ سجاح بنت منذر کی قوم یہ سب مرتد ہوگئے حضرت فاروقؓ کے دور میں بنو غسان مرتد ہوکر شام کو چلے گئے اور وہاں عیسائی ہوگئے) ارشاد ہوتا ہے ہمارا اس میں کیا نقصان ہے ہم ایک ایسی قوم پیدا کردیں گے جو خدا کے نزدیک دوست ہوں گے اور خدا سے محبت کرینگے مسلمانوں کے لئے نرم دل اور کافروں کے مقابلہ میں سخت ہوں گے خدا کے مقابلہ میں اپنی جانیں لڑا دیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں گے اس آیت میں مسلمانوں کے پانچ اوصاف بیان فرمائے ہیں (۱) خدا کو ان سے محبت ہوگی (۲) آپس میں نہایت مہربان ہوں گے (۳) دشمنوں کے مقابلہ میں نہایت سخت ہوں گے (۴) راہ خدا میں جان و مال سے دریغ نہ کرینگے (۵) دینی کام میں کسی کے برا کہنے کی پرواہ نہ کرینگے درحقیقت جس شخص میں یہ پانچ اوصاف نہیں وہ پکا مسلمان نہیں۔

صحیح بخاری شریف اردو

(بسلسلہ گذشتہ)

باب ایک رکعت میں دو سورتوں کا ایک ساتھ پڑھنا اور سورتوں کی آخری آیتوں کا پڑھنا اور ایک سورت کا قبل ایک سورت کے پڑھنا (جو ترتیب میں اس سے مقدم ہے) اور سورت کی ابتدائی آیتوں کا پڑھنا (بلا کراہت جائز ہے) اور عبداللہ بن سائب سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح (کی نماز) میں سورہ مومنون پڑھی یہانتک کہ جب آپ موسیٰؑ اور ہارونؑ کے ذکر پر پہنچے یا عیسےٰؑ کے ذکر پر پہنچے تو آپ کو کھانسی آگئی اور آپ نے رکوع کر دیا اور عمرؓ نے پہلی رکعت میں ایک سو بیس آیتیں سورہ بقر کی اور دوسری رکعت میں ایک سورت مثانی کی پڑھی اور احنف نے پہلی رکعت میں سورہ کہف اور دوسری میں سورہ یوسف یا یونس ہی پڑھی اور بیان کیا کہ میں نے عمرؓ کے ہمراہ صبح کی نماز انھیں دونوں سورتوں کے ساتھ پڑھی ہے اور ابن مسعودؓ نے (پہلی رکعت میں) انفال کی چالیس آیتیں اور دوسری رکعت میں ایک سورت مفصل کی پڑھی اور قتادہ نے اس شخص کے بارہ میں جو ایک سورت کو (دو حصہ کرکے) دو رکعتوں میں پڑھے یا ایک ہی سورت پوری پوری دونوں رکعتوں میں پڑھے یہ کہا کہ سب اللہ عزوجل کی کتاب ہے جس طرح چاہو پڑھو اور عبیداللہ نے ثابت سے انہوں نے انسؓ سے یہ روایت کی ہے کہ ایک انصاری شخص مسجد قبا میں انصار کی امامت کیا کرتا تھا اس کی عادت تھی کہ جن نمازوں میں قرأت (بلند آواز سے) کی جاتی ہے ان میں جب وہ کوئی سورت شروع کرنا چاہتا جو ان کے آگے پڑھے تو قل ہو اللہ احد سے شروع کرتا اس کو پڑھکر پھر کوئی دوسری سورت اس کے ساتھ پڑھتا اور وہ ہر رکعت میں یہی کیا کرتا تھا پس اس کے ساتھ والوں نے اس سے (اس باب میں) گفتگو کی اور کہا کہ تم اس سورت سے ابتدا کرتے ہو پھر تم یہ نہیں سمجھتے کہ یہ تمھیں کافی ہے یہانتک کہ دوسری سورت پڑھتے ہو پس یا تو تم اسی کو پڑھا ہو (دوسری سورت نہ ملاؤ) اور یا اس کو چھوڑ دو اور دوسری سورت پڑھا کرو وہ شخص بولا کہ میں اس کو نہ چھوڑ دوں گا اگر تم اسی کے ساتھ اپنا امام بنانا اچھا سمجھو تو خیر ورنہ میں تم لوگوں کی امامت کو چھوڑ دوں گا اور وہ لوگ جانتے تھے کہ وہ ان سب سے افضل ہے اور وہ اس بات کو اچھا نہ سمجھے کہ کوئی اور ان کا امام بنے پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم (حسب معمول) ان کے پاس تشریف لے گئے تو ان لوگوں نے یہ کیفیت آپ سے بیان کی آپ نے فرمایا کہ اے فلاں تمھیں اس سے کیا مانع ہے کہ تم وہی کرو جو تمہارے اصحاب تمھیں کہتے ہیں اور تمھیں ہر رکعت میں اس سورت کے لازم کرنے پر کس بات نے آمادہ کیا ہے وہ شخص بولا کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ اس کی محبت تمھیں جنت میں داخل کر دے گی۔

۷۲۶۔ ابو وائل کہتے ہیں کہ ابن مسعودؓ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے رات کو مفصل کی سورت ایک رکعت میں پڑھی اور کہا کہ میں نے اس قدر جلد پڑھا جیسے شعر جلد پڑھا جاتا ہے بیشک میں ان ہمشکل سورتوں کو جانتا ہوں جنھیں نبی ایک ساتھ پڑھ لیا کرتے تھے پھر اس نے مفصل کی بیس سورتیں ذکر کیں (کہ) ان میں سے دو دو سورتیں ہر رکعت میں (حضرت) پڑھا کرتے تھے)

باب پچھلی دونوں رکعتوں میں (صرف) سورہ فاتحہ پڑھی جائے۔

۷۲۷۔ ابو قتادہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں اور پڑھتے تھے اور پچھلی دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور ہم کو کوئی آیت (کبھی کبھی) سنا دیتے تھے اور پہلی رکعت میں اس قدر طول دیتے تھے کہ دوسری رکعت میں نہ دیتے تھے اور اسی طرح عصر میں اور اسی طرح صبح میں۔

باب جس نے ظہر اور عصر (کی نماز) میں آہستہ قرأت کی (اس نے موافق حکم کے کیا)

۷۲۸۔ ابو معمر کہتے ہیں کہ ہم نے خباب سے کہا کہ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر میں قرأت کرتے تھے خباب نے کہا ہاں ہم نے کہا تم نے کہاں سے جانا خباب نے کہا کہ آپ کی ڈاڑھی کی جنبش سے۔

باب جبکہ (سری نماز ظہر اور عصر میں امام ایک آدھ) آیت بلند آواز سے پڑھکر مقتدیوں کو سنا دے (تو کچھ مضائقہ نہیں)

۷۲۹۔ ابو قتادہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر اور نماز عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور اس کے ہمراہ ایک سورت اور پڑھا کرتے تھے اور کبھی کبھی کوئی آیت ہمیں سنا دیتے تھے اور پہلی رکعت میں (زیادہ) طول دیتے تھے

باب (چاہیے کہ) پہلی رکعت میں (بہ نسبت دوسری کی) طول دے۔

۷۳۰۔ ابو قتادہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی رکعت میں طول دیتے تھے اور دوسری رکعت میں (باعتبار اس کے) کمی کرتے تھے اور نماز صبح کی نماز میں (یہی) کرتے تھے۔

باب امام کا بلند آواز سے آمین کہنا (ثابت ہے) اور عطاء نے کہا ہے کہ آمین ایک دعا ہے ابن زبیر نے اور ان لوگوں نے جو ان کے پیچھے تھے (بلند آواز سے) آمین کہی یہانتک کہ مسجد میں گونج (پیدا) ہوگئی اور ابو ہریرہ امام سے کہدیا کرتے تھے کہ میری آمین نہ کھو دینا اور نافع کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ آمین کو ترک نہ کرتے تھے اور لوگوں کو ترغیب دیتے تھے اور میں نے ان سے اس بارہ میں ایک حدیث مرفوع سنی ہے۔

۷۳۱۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اس لیے کہ جس کی آمین ملائکہ کی آمین سے مل جائے گی اس کے اگلے گناہ بخشدیے جائینگے (ابن شہاب کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہا کرتے تھے۔

باب (آمین کہنے کی فضیلت کا بیان)

۷۳۲۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے اور ملائکہ آسمان میں کہتے ہیں پھر ان دونوں میں ایک دوسری کے موافق ہوگئی تو اس کے اگلے گناہ بخشدیے جاتے ہیں

سلہ - مذہب شافعیہ اور اکثر اہل حدیث کا ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک آمین کا آہستہ ادا کرنا مسنون ہے ان کا خیال ہے کہ حدیث ان کے قول کی بھی تائید کرتی ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے یہ اختلاف کوئی بڑا اختلاف نہیں ہے صرف اولویت میں اختلاف ہے

۷۳۳۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو کیونکہ جس کا کہنا ملائکہ کے کہنے سے مل جائیگا اس کے اگلے گناہ بخشدیئے جائینگے

باب۔ اگر صف کے پیچھے رکوع کرے (تو کیا)

۷۳۴۔ ابوبکرہ سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ آپ رکوع کر رہے تھے تو انہوں نے قبل اس کے کہ صف سے ملیں رکوع کر دیا پس اس کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا آپ نے فرمایا کہ اللہ تمہارا شوق زیادہ کرے مگر اب ایسا نہ کرنا۔

باب رکوع میں (پہنچکر) تکبیر کو تمام کرنا چاہیئے اس کو ابن عباس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اور اس (حدیث کے راویوں) میں مالک بن حویرث بھی ہیں۔

۷۳۵۔ عمران بن حصین کہتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں علیؓ کے ساتھ نماز پڑہی عمران کہتے ہیں کہ اس مرد (یعنی علی مرتضیؓ) نے ہمیں وہ نماز یاد دلا دی جو ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑہا کرتے تھے پھر عمران نے کہا کہ وہ جب اٹھتے تھے اور جب جھکتے تھے تکبیر کہتے تھے۔

۷۳۶۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑہاتے تھے تو جب جھکتے تھے اور اٹھتے تھے تکبیر کہتے تھے اور جب (نماز سے) فارغ ہوتے تھے تو کہتے تھے کہ میں نماز میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ ہوں۔

باب۔ تکبیر کا سجدوں میں تمام کرنا (منقول ہے)

۷۳۷۔ مطرف بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اور عمران ابن حصین نے علیؓ بن ابی طالب کے پیچھے نماز پڑہی تو میں نے ان کو دیکھا کہ جب وہ سجدہ کرتے تھے تکبیر کہتے تھے اور جب اپنا سر (سجدہ سے) اٹھاتے تھے تکبیر کہتے تھے اور جب دو رکعتوں سے (فراغت کر کے تیسری رکعت کے لئے) اٹھتے تھے تکبیر کہتے تھے پس جب وہ نماز پڑھ چکے تو عمران بن حصین نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھ سے کہا کہ اس شخص (یعنی علی مرتضیؓ) نے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد دلادی یا یہ کہا کہ بیشک انہوں نے ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑہائی۔

۷۳۸۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو مقام (ابراہیمؑ) کے پاس دیکھا کہ وہ ہر جھکنے اور اٹھنے میں اور جب کھڑا ہوتا تھا اور جب بیٹھتا تھا تکبیر کہتا تھا پس میں نے ابن عباس سے بیان کیا کہ یہ کیسی نماز ہے انہوں نے کہا کہ تیری ماں نہ رہے کیا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی (سی) نماز نہیں ہے۔

۷۳۹۔ جب سجدوں سے (فراغت کر کے) کھڑا ہو اس وقت تکبیر کہنا چاہیئے

۷۴۰۔ عکرمہ کہتے ہیں میں نے مکہ میں ایک شخص کے پیچھے نماز پڑہی تو اس نے بائیس تکبیریں کہیں میں نے ابن عباس سے کہا کہ وہ احمق ہے ابن عباس نے کہا تیری ماں تجھے روئے (یہ تو) ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے

۷۴۱۔ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو جس وقت کھڑے ہوتے تھے تکبیر کہتے تھے پھر جس وقت رکوع کرتے تھے تکبیر کہتے تھے پھر رکوع سے اپنی پیٹھ اٹھاتے تھے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے پھر کھڑے ہونے ہی کی حالت میں ربنا ولک الحمد کہتے تھے پھر جب سجدہ کے لئے جھکنے لگتے تکبیر کہتے تھے پھر جب اپنا سر (سجدے سے) اٹھاتے تھے تکبیر کہتے تھے پھر جب سجدہ کرتے تھے تکبیر کہتے تھے پھر جب اپنا سر (سجدہ سے) اٹھاتے تھے تکبیر کہتے تھے پھر پوری نماز میں یہی کرتے تھے یہانتک کہ اس کو ختم کر دیتے اور جب دو رکعتوں سے بیٹھکر اٹھتے تھے تکبیر کہتے تھے۔

باب رکوع میں ہتھیلیوں کا گھٹنوں پر رکھنا (سنت ہے) اور ابوحمید نے اپنے اصحاب میں (بیٹھکر) یہ بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (رکوع میں) اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر جما دیئے تھے۔

۷۴۲۔ مصعب بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کے پہلو میں (ایک مرتبہ) نماز پڑہی تو میں نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا لیا پھر ان دونوں کو اپنی رانوں کے درمیان رکھدیا تو مجھے میرے باپ نے منع کیا اور کہا کہ ہم ایسا کرتے تھے تو ہمیں اس سے منع کر دیا گیا اور ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم اپنے ہاتھ (رکوع میں) گھٹنوں پر رکھ لیا کریں۔

باب جب (کوئی شخص) رکوع کو پورا نہ کرے (تو اس پر گناہ ہوگا)

۷۴۳۔ زید بن وہب کہتے ہیں کہ حذیفہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ رکوع اور سجدوں کو پورا نہ کرتا تھا تو انہوں نے (اس سے) کہا کہ تو نے نماز نہیں پڑہی اور اگر تو مرے گا تو اس دین کے خلاف پر مریگا جس پر اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا تھا۔

باب رکوع کے پورا کرنے اور اس میں اعتدال اور اطمینان کی حد۔

۷۴۴۔ براء کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور آپ کے سجدے اور سجدوں کے درمیان کی نشست اور (وہ حالت) جبکہ آپ رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تھے قریب برابری کے ہوتے تھے سوا قیام اور قعود کے (کہ یہ طویل ہوتے تھے)

باب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شخص کو جو رکوع کو پورا نہ کرتا تھا اعادہ کا حکم دینا (منقول ہے)

۷۴۵۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑہی بعد اس کے وہ آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سلام کا جواب دیکر فرمایا کہ جا نماز پڑھ اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑہی پھر اس نے نماز پڑہی بعد اس کے آیا اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ نے فرمایا جا نماز پڑھ اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑہی (یہی) تین مرتبہ (آپ نے فرمایا) تو اس نے کہا اس کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے بہتر نہیں پڑھ سکتا۔ لہذا آپ مجھے تعلیم فرما دیجئے آپ نے فرمایا کہ جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ بعد اس کے جس قدر قرآن تیرے پاس میسر ہو پڑھ بعد اس کے رکوع کر یہانتک کہ رکوع میں اطمینان سے ہو جا بعد اس کے سر اٹھا یہانتک کہ سیدھا کھڑا ہو جا بعد اس کے سجدہ کر یہانتک کہ سجدہ میں اطمینان سے ہو جا۔ بعد اس کے سر اٹھا یہانتک کہ اطمینان سے بیٹھ جا بعد اس کے دوسرا سجدہ کر یہانتک کہ سجدے میں اطمینان سے ہو جا پھر اپنی پوری نماز میں یہی کر۔

میں کہا کرتے تھے سبحانك اللھم ربنا وبحمدك اللھم اغفرلی۔

باب جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو امام اور جو لوگ اس کے پیچھے (نماز پڑھ رہے) ہیں کیا کہیں۔

۷۴۷۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو (اس کے بعد) اللھم ربنا ولك الحمد بھی کہتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تھے اور جب اپنا سر اٹھاتے تھے تکبیر کہتے تھے اور جب دونوں سجدوں سے (فراغت کرکے) کھڑے ہوتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے۔

باب اللھم ربنا ولك الحمد (کہنے) کی فضیلت (کا بیان)

۷۴۸۔ ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا ولك الحمد کہو کیونکہ جس کا قول ملائکہ کے قول کے موافق ہوجائے گا اس کے اگلے گناہ بخشدیئے جائینگے۔

باب ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ (وسلم) کی نماز کے قریب قریب نماز پڑھتا ہوں اور ابو ہریرہ ظہر اور عشا اور صبح کی نماز کی آخری رکعت میں بعد سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے قنوت کیا کرتے تھے یعنی مسلمانوں کے لئے دعا کرتے تھے اور کافروں کو لعنت کرتے تھے۔

۷۴۹۔ انسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (فجر اور مغرب کی نماز) میں قنوت (پڑھا جاتا) تھا۔

۷۵۰۔ رفاعہ بن رافع زرقی کہتے ہیں کہ ہم ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو ہم نے دیکھا کہ جب آپ نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو فرمایا کہ سمع اللہ لمن حمدہ ایک شخص نے آپ کے پیچھے کہا ربنا ولك الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ تو آپؐ جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ یہ کلام کرنے والا کون تھا اس شخص نے کہدیا کہ میں تھا آپ نے فرمایا کہ میں نے کچھ اوپر تیس فرشتوں کو دیکھا کہ وہ اس پر باہم سبقت کرتے تھے کہ ان میں سے کون سب سے پہلے اس کو لکھ لے۔

باب جب رکوع سے اپنا سر اٹھائے اس وقت اطمینان سے کھڑا ہوجانا چاہئے اور ابو حمید کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور سیدھے ہوگئے یہانتک کہ آپ کی ہر ہڈی اپنی جگہ پر آگئی۔

۷۵۱۔ ثابت کہتے ہیں کہ انس ہمارے سامنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت بیان کرتے تھے تو وہ نماز پڑھکر بتاتے تھے پس جس وقت وہ اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تھے کھڑے ہوجاتے تھے یہانتک کہ ہم کہتے کہ یقیناً یہ (سجدے میں جانا) بھول گئے۔

۷۵۲۔ براءؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور آپ کے سجدے اور جبکہ آپ اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تھے اور دونوں سجدوں کی درمیانی نشست برابری کے قریب ہوتی تھیں

۷۵۳۔ ابو قلابہ کہتے ہیں کہ مالک بن حویرث ہمیں نماز کے وقت کے علاوہ یہ دکھایا کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اس طرح ہوتی تھی پس ایک دن وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے پورا قیام کیا بعد اس کے رکوع کیا اور پھر پورا رکوع بعد اس کے اپنا سر اٹھایا اور تھوڑی دیر سیدھے کھڑے رہے ابو قلابہ کہتے ہیں کہ (اس وقت) مالک بن حویرث نے ہمیں ہمارے اس شیخ یعنی ابو یزید کے مثل نماز پڑھائی اور ابو یزید جب اپنا سر دوسرے سجدے سے اٹھاتے تھے تو سیدھے بیٹھ جاتے تھے بعد اس کے کھڑے ہوتے تھے۔

باب جب سجدہ کرے تو تکبیر کے ساتھ جھکے اور نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر (سجدے میں زمین پر جاتے وقت) اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں سے پہلے رکھتے تھے۔

۷۵۴۔ ابو ہریرہ ہر نماز میں تکبیر کہتے تھے فرض ہو یا اور کوئی رمضان میں بھی اور غیر رمضان میں بھی پس جب کھڑے ہوتے تھے تکبیر کہتے تھے پھر جب رکوع کرتے تھے تکبیر کہتے تھے پھر سجدہ کرنے سے پہلے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے بعد اس کے ربنا ولك الحمد کہتے تھے بعد اس کے جب سجدہ کرنے کے لئے جھکتے تھے اللہ اکبر کہتے تھے پھر جب سجدہ سے اپنا سر اٹھاتے تھے تکبیر کہتے تھے پھر جب دوسرا سجدہ کرتے تھے تکبیر کہتے تھے پھر جب سجدوں سے اپنا سر اٹھاتے تھے تکبیر کہتے تھے پھر جب دو رکعتوں میں بیٹھکر اٹھتے تھے تکبیر کہتے تھے اور اپنی ہر رکعت میں ایسا ہی کرتے تھے یہانتک کہ نماز سے فارغ ہوجاتے بعد اس کے جب نماز ختم کرچکتے تو کہتے کہ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ بیشک میں تم سب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی مشابہت سے زیادہ قریب ہوں بیشک یقیناً یہی آپ کی نماز تھی یہانتک کہ آپ نے دنیا کو چھوڑ دیا عبد الرحمن اور ابو سلمہ راویان حدیث کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تھے تو سمع اللہ لمن حمدہ (اور) ربنا ولك الحمد (دونوں) کہتے تھے (اور) کچھ لوگوں کے لئے دعا کرتے تھے اور ان کے نام لیتے تھے فرماتے تھے کہ اے اللہ ولید ابن ولید کو اور سلمہ بن ہشام کو اور عیاش بن ابی ربیعہ کو اور کمزور مسلمانوں کو (کفار مکہ کے پنجۂ ظلم سے) نجات دے اے اللہ اپنی پامالی (قبیلہ) مضر پر سخت کردے اور اس کو ان پر قحط سالیاں بنادے جیسے یوسف (کے زمانہ) کی قحط سالیاں اور اس زمانہ میں (قبیلہ) مضر کے مشرق لوگ آپ کے مخالف تھے۔

۷۵۵۔ انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گر پڑے (اور) سفیان کبھی اس روایت کو یوں بیان کرتے تھے کہ گھوڑے سے گر پڑے اور آپ کی داہنی جانب چھل گئی) پس ہم لوگ آپ کے پاس آپ کی عیادت کے لئے آئے اتنے میں نماز کا وقت آگیا تو آپ نے ہمیں بیٹھکر نماز پڑھائی اور ہم بیٹھ گئے (اور سفیان نے ایک مرتبہ یہ کہا کہ ہم نے بیٹھ کر نماز پڑھی) پس جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ امام اسی لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے لہٰذا جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تو تم سر اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولك الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو۔

ملہ ترجمہ یا اللہ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں اے ہمارے پروردگار میں تیری تعریف بیان کرتا ہوں اے اللہ مجھے بخشدے ۱۲

کتاب الفقہ

باب الصوم

(بسلسلہ گزشتہ)

کس پر رمضان کے روزے فرض ہیں اور کس پر نہیں

روزے کے متعلق تین قسم کی شرائط ہیں (۱) اس کے واجب ہونے کی شرائط (۲) اس کے ادا کے واجب ہونے کی شرائط (۳) اس کے ادا کے صحیح ہونے کی شرائط۔

روزے کے واجب ہونے کی شرائط (۱) مسلمان ہو، مرد ہو یا عورت غلام ہو یا آزاد کافر نہ ہو (عالمگیری)

اگر کافر مسلمان ہو جائے:- اگر کوئی شخص زوال سے پہلے مسلمان ہو اور ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں ہو اور روزہ نفل رکھ لیا تو ظاہر روایت کے بموجب روزہ صحیح نہیں اس لئے کہ صبح کے وقت اس میں روزہ رکھنے کی اصلیت نہیں تھی اور روزہ تمام دن کا ایک ہی ہوتا ہے اس کے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو سکتے۔

(۲) صحیح العقل ہو مجنون نہ ہو۔

(۱) مستقل دیوانہ اور عارضی دیوانہ میں فرق:- ظاہر الروایت کے بموجب اصلی اور عارضی دیوانہ میں فرق نہیں ہے امام محمد کہتے ہیں کہ فرق ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص حالت جنون میں سن بلوغ کو پہنچ جاتا ہے وہ نابالغ کے حکم میں ہے اور وہ مکلف نہیں ہوتا برخلاف ایسے شخص کے جو باوجود عقل و ہوش رکھنے کے سن بلوغ کو پہنچے اور اس کے بعد دیوانہ ہو جائے تو یہ مکلف ہوتا ہے۔ بعض متاخرین نے یہ فرق قابل غور سمجھا ہے (ہدایہ)

ظاہر الروایۃ میں اس جنون میں جو قبل بلوغ ہو اور اس جنون میں جو بعد بلوغ ہو کچھ فرق نہیں ہے یہ مبسوط سرخسی میں لکھا ہے (عالمگیری)

(۲) اگر کوئی شخص تمام ماہ رمضان دیوانہ رہا تو اس کو قضا ماہ رمضان نہیں دینی ہوگی لیکن امام مالک کے نزدیک قضا اس کو دینی ہوگی تو یہ بیہوش آدمی سے اس کا اندازہ لگاتے ہیں۔ اور علماء حنفیہ کہتے ہیں کہ قضا کسی طرح ساقط نہیں ہوتی مگر جبکہ حرج لازم ہو اور بیہوشی تمام مہینہ شاذ و نادر ہی رہتی ہے تو حرج کیونکر لازم آئے، اسی وجہ سے بیہوشی کی صورت میں حرج لازم نہیں آتا اور دیوانگی تمام مہینہ رہ سکتی ہے لہذا قضا واجب کرنے سے حرج ہوتا ہے (ہدایہ)

(۳) اگر کسی شخص کو رمضان کی پہلی رات افاقہ تھا مگر صبح ہوئی تو اس کو جنون تھا اور مہینہ برابر جنون ہی رہا تو شمس الائمہ حلوانی نے کہا ہے کہ اس پر قضا واجب نہیں ہوگی یہی صحیح ہے اور اسی پر فتوی ہے پھر اگر رمضان میں کسی رات میں افاقہ ہو گیا تھا اور صبح جنون کی حالت میں ہوئی تب بھی اس پر قضا واجب نہیں (عالمگیری) اگر رمضان بھر دیوانہ رہکر آخر روزہ میں بعد زوال افاقہ ہوا تب بھی کل رمضان کی قضا اس پر واجب نہ ہوگی (عالمگیری)

(۴) اگر دیوانہ رمضان میں کبھی صحت پا گیا تو گزشتہ ایام کی روزوں کی قضا اس کو دینی ہوگی اور امام زفر اور شافعی کہتے ہیں کہ اس کو قضا دینی لازم نہیں کیونکہ وہ اس وقت اہلیت نہیں رکھتا تھا لہذا قضا کیسی، اور قضا تو ادا کا بدل ہوتا ہے تو یہ دیوانہ تو اس دیوانہ کے مانند ہے کہ جو تمام ماہ دیوانہ رہا۔ علماء حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ سبب تو پایا گیا یعنی ایک تو ماہ رمضان اور ایک ذمہ لینے کی اہلیت اور اس کے ذمہ روزہ واجب کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ روزہ کی ادائگی اس سے اس طرح خیال کی جائے گی جس میں اس کو حرج نہ ہو بخلاف پورے مہینہ بھر کے دیوانہ کے کہ اس کو کل رمضان کے روزے ادا کرنے میں دقت ہے۔ (ہدایہ)

(۵) جنون سے افاقہ اس وقت سمجھا جائے گا جب بالکل جنون کی علامات رفع ہو جائیں اگر کچھ باتیں ٹھیک کرنے لگا تب افاقہ تصور نہ ہوگا۔ (عالمگیری)

۳۔ بالغ ہو نابالغ پر ضروری نہیں نہ بہت عمر رسیدہ پر ہے مگر روزہ کا فدیہ جس کا تذکرہ آئندہ کیا جائے گا۔

(۱) اگر چھوٹا لڑکا روزہ رکھ لے تو اس کا روزہ صحیح رہے گا (درمختار)

(۲) دس برس کے بچہ سے روزہ رکھوا سکتے ہیں رازی نے کہا ہے کہ جب بچے میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اس سے روزہ رکھوا سکتے ہیں۔ ابوجعفر نے ذکر کیا ہے کہ مشائخ کا اس میں اختلاف ہے۔ اصح یہ ہے کہ اس کو روزہ رکھوا سکتے ہیں بشرطیکہ اس کو روزہ رکھنے سے نقصان نہ ہو اور اگر نقصان ہو یا دقت ہو تو نہ رکھوایا جائے اور اگر اس کو تاکید کی اور اس نے روزہ نہ رکھا تو روزہ کی قضا اس پر واجب نہیں ابوحفص سے دریافت کیا گیا کہ کیا دس برس کے بچہ کو روزہ رکھنے پر ماریں تو اس پر انہوں نے جواب دیا کہ اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس معاملہ میں وہ بمنزلہ نماز کے ہے (عالمگیری)

دس برس کے بچہ کو رمضان میں روزہ رکھنے کے واسطے تاکید اور تادیب کرنی چاہئے زبان سے بھی ہاتھ سے بھی جیسی نماز کے واسطے کی جاتی ہے۔ (درمختار)

(۳) لڑکا اگر زوال سے پہلے بالغ ہوا اور اس نے ابھی کچھ کھایا پیا نہیں ہے اور نفل روزہ کی نیت کر کے روزہ رکھ لیا تو جائز ہے (جوہرۃ النیرہ)

(۴) لڑکا حالت جنون میں بالغ ہوا دیکھو مسئلہ ۲۔ دفعہ ہذا۔

(۵) اگر رمضان میں دن کو نابالغ بالغ ہو جائے تو دن کے باقی حصہ میں امساک کریں۔

روزہ کے ادا کے واجب ہونے کی شرائط

۴۔ تندرست ہو بیمار پر ضروری نہیں (عالمگیری)

۵۔ مقیم ہو۔ مسافر پر جب تک وہ سفر میں ہے ضروری نہیں

۶۔ نیت کی ہو۔ بغیر نیت روزہ صحیح نہیں (عالمگیری)

۷۔ حیض و نفاس سے پاک ہو بغیر پاک ہوئے روزہ صحیح نہیں (عالمگیری)

۹۔ ترتیب ادائیگی روزہ رمضان وغیرہ

رمضان کے روزے کے علاوہ اور روزوں میں صرف نمبر شمار ۵ کی پابندی

لازم ہے باقی رمضان کے واسطے ہیں۔

۱۔ **رویت ہلال**۔ یعنی روزوں کے شروع کرنے کے واسطے رمضان کا چاند دیکھنا۔

۲۔ **تراویح**۔ یعنی رویت ہلال کی شب سے رمضان بھر نماز عشاء کے ساتھ نماز تراویح بھی ادا کی جاتی ہے۔ (تراویح کے واسطے دیکھو کتاب الصلوٰۃ)

۳۔ **سحری**۔ یعنی روزہ میں طاقت قائم رکھنے کے واسطے پچھلی رات کو کھانا کھایا جاتا ہے (دیکھو دفعہ ۱۹)

۴۔ **نیت و ممنوعات سے پرہیز**۔ سحری کھانے کے بعد روزہ کی نیت کر کے صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے و مجامعت سے پرہیز رکھتے ہیں۔

۵۔ **افطار**۔ یعنی غروب آفتاب پر ممنوعات روزہ کا پرہیز توڑا جاتا ہے۔

۶۔ **لیلۃ القدر و اعتکاف**۔ پرہیزگار لوگ رمضان کے عشرہ آخر میں شب بیدار رہ کر لیلۃ القدر سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور رمضان ہی میں اکثر اعتکاف بھی کرتے ہیں۔

۱۰ کن عذروں سے روزہ رمضان معاف ہے یا توڑا جاسکتا ہے

ذیل کے عذروں کی وجہ سے رمضان کے روزے معاف ہیں یا بعض دفعہ توڑنے بھی جائز ہیں مگر ان کی قضا بعد میں دینی چاہیے۔

۱۔ **سفر کی وجہ سے** کیونکہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ۔

۱۔ **دلیل** اگر مسافر کو سفر میں روزہ سے تکلیف نہ ہو تو روزہ رکھے افضل ہے اور اگر نہ رکھے تو جائز ہے۔ (ہدایہ) وجہ یہ ہے کہ سفر میں تکلیف تو ضرور ہوتی ہے تو سفر بھی ایک عذر ہوا بمقابلہ بیماری کے کہ حالت بیماری کبھی روزہ رکھنے سے آرام بھی رہتا ہے اس وجہ سے بیماری میں یہ شرط لگائی گئی ہے کہ جب کہ روزہ تکلیف دہ ہو تو نہ رکھے۔ شافعی کہتے ہیں کہ مسافر کو روزہ نہ رکھنا افضل ہے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لیس من البر الصیام فی السفر (حالت سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیک کام نہیں ہے۔ ہمارے علماء کہتے ہیں کہ ماہ رمضان اور مہینوں سے افضل ہے تو روزہ رکھنا اسی مہینہ میں افضل ہوا جو حدیث شافعی نے پیش کی ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر روزہ رکھنے سے حالت سفر میں تکلیف پہنچے تو روزہ رکھنا افضل نہیں ہے۔ (ہدایہ)

۲۔ **احادیث**: امام شافعی نے جو دلیل پیش کی ہے اس کی اصلیت یہ ہے:۔ صحیحین میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے تو آپ نے دیکھا کہ ایک جگہ بہت لوگ جمع ہیں اور ایک شخص پر سایہ کئے ہوئے ہیں تو آپ نے پوچھا کہ کیا بات ہے لوگوں نے عرض کیا کہ یہ شخص روزہ دار ہے اس پر آپ نے فرمایا لیس من البر الصیام فی السفر علاوہ شافعی ایک دلیل یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ مسلم نے جابر سے روایت کی ہے کہ سال فتح میں ماہ رمضان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی طرف روانہ ہوئے جب آپ کسی منزل پر پہنچے تو آپ نے ایک پیالہ پانی کا منگا کر پیا تو آپ سے کہا گیا کہ بعض لوگوں نے روزہ رکھا ہے آپ نے فرمایا اولئک العصاۃ (وہ لوگ گناہگار ہیں) علماء حنفیہ یہ جواب دیتے ہیں کہ پہلی صورت میں آپ نے تکلیف کی وجہ سے منع فرمایا تھا اور اسی واسطے جب تکلیف پہنچنے کا خوف ہو تو احناف کے نزدیک روزہ رکھنا افضل نہیں ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث سے پایا جاتا ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا بہتر ہے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ حمزہ اسلمی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ مجھ میں طاقت ہے کہ سفر میں روزہ رکھوں تو گناہ تو نہیں تو آپ نے جواب میں فرمایا تھا کہ یہ رخصت ہے اللہ کی طرف سے اسی طرح صحیحین میں ہے کہ اکثر صحابہ کرام سفر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے اور بعض روزہ رکھتے تھے اور بے روزہ ان کو کچھ نہ کہتے تھے۔ احادیث اس بارہ میں بھی ہیں کہ آپ روزہ رکھتے تھے سفر میں۔ چنانچہ سنن ابوداؤد میں ابو الدرداء سے روایت ہے کہ ہم بعض جہادوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اندگری کا یہ حال تھا کہ ہم اپنے سر تلے پر ہاتھ رکھ لیتے تھے اور ہم میں کوئی روزہ دار نہ ہوتا تھا مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور عبد اللہ بن رواحہ تو یہ حدیث سفر میں روزہ رکھنے کے مباح ہونے کے بارہ میں ہے۔

ب۔ رمضان میں اگر کوئی شخص سفر کو روانہ ہوا تو اس روز روزہ توڑنا اس کے واسطے عذر نہیں ہوسکتا چنانچہ اگر کسی شخص نے دن کو سفر شروع کیا تو اس روز اس کو روزہ توڑنا جائز نہیں۔ اگر توڑ دیا تو کفارہ لازم ہوگا ہاں اگر سفر میں روانہ ہو کر دوران سفر میں روزہ توڑا تو اس روزہ کی صرف قضا دینی ہوگی

۲۔ دلیل ۲۔ سفر میں روزہ رکھنا بشرطیکہ تکلیف نہ ہو افضل ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے فمن شهد منكم الشهر فليصمه (جو شخص ماہ رمضان میں تم میں سے موجود ہو اس کو چاہیئے کہ روزہ رکھے۔

۲۔ **بیماری کی وجہ سے** کیونکہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے ومن كان مريضا او على سفر فعدة من ايام اخر یا تندرستی میں بیماری کے خوف سے۔

(۱) اگر کوئی شخص رمضان میں بیمار ہوا اور خوف یہ ہو کہ روزہ رکھنے سے مرض بڑھ جائیگا تو نہ رکھے اور صحت کے بعد قضا رکھے۔ مگر شافعی فرماتے ہیں کہ روزہ نہ رکھنا جائز نہیں الا اس صورت میں جبکہ روزہ رکھنے سے ہلاکت کا خوف ہو یا کسی عضو کے ضائع ہو جانے کا جیسا کہ تیمم نہایت ضرورت کے وقت جائز ہو جاتا ہے۔ علماء حنفیہ کہتے ہیں کہ بیماری کا بڑھ جانا ہی اکثر ہلاکت کا سبب ہو جاتا ہے پس اس سے بچنا ضرور ہے (ہدایہ)

(۲) مریض کو اگر اپنی جان کے ضائع ہو جانے یا کسی عضو کے بیکار ہو جانے کا خوف ہو تو بالاجماع یہ حکم ہے کہ روزہ توڑ دے۔ اور مریض کو اگر مرض کی زیادتی یا اس کے دیرپا ہونے کا خوف ہو تب بھی روزہ توڑ دے۔ (نزد امام اعظم)

(۳) اگر بیمار کی یہ حالت ہو کہ اگر روزہ رکھیگا تو کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھ سکیگا اس کو چاہیئے کہ روزہ رکھے اور جبکہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھے (درمختار)

(۴) یا تو مریض خود اپنا عقل سے مرض کا اندازہ لگائے اور یہ غالب گمان ہونا چاہیئے چاہے کسی علامت سے ہو یا ذاتی تجربہ سے یا کسی مسلمان طبیب کی تشخیص سے جو ظاہرا فاسق نہ ہو۔ (فتح القدیر)

(۵) اگر تندرست آدمی کو خوف ہو کہ وہ روزہ رکھنے سے بیمار ہو جائیگا تو وہ بھی مریض کے حکم میں ہے (فتاویٰ عالمگیری)

اگر باری سے بخار آتا ہو اور باری کے دن بخار ظاہر ہونے سے پہلے کچھ کھالیا تو مضائقہ نہیں (فتح القدیر) (گویا اس روزہ کی قضا دینی ہوگی)۔

اگر کسی کو تیسرے دن بخار آتا ہے اور اس نے باری کے دن اس خیال پر روزہ توڑ ڈالا کہ بخار سے ضعیف ہو جائے گا تو اگر اس کو بخار نہ آیا تو کفارہ لازم ہوگا۔ (عالمگیری)

۶۔ اگر رمضان میں کسی نے اپنے تئیں دانستہ زخمی کیا اور ایسا ہوگیا کہ روزہ نہیں رکھ سکتا تو اس روزہ کے بدلہ قضا وکفارہ اس کو دینا ہوگا یہی صحیح ہے (عالمگیری) مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنے تئیں زخمی کیا کہ روزہ نہ رکھنا پڑے تو اس کو اس روزہ کے بدلہ قضا وکفارہ اس کو دینا ہوگا نہ صرف قضا۔

۷۔ اگر مریض مرجائے (یعنی رمضان کے بعد تک بیمار ہی چلا جائے اور پھر مرجائے) اور مسافر بھی رمضان بھر مسافرت میں رہے اور مرجائے تو دونوں کے ذمہ قضا نہیں ہوگی کیونکہ دونوں نے اَیَّامٍ اُخَر کو نہ پایا (جیسا کہ آیت شریف سے معلوم ہوتا ہے دیکھو آیات دفعہ ۲ میں) (ہدایہ)

اگر مریض صحت پا جائے اور مسافر مقیم ہو جائے (بعد گذرنے رمضان کے) اور پھر مرجائیں تو بقدر ایام صحت اور اقامت اُن پر قضا لازم ہے (نہ پورے رمضان کی) کیونکہ ایام اُخر ان کو اتنا ہی مل سکا۔ امام طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ و امام ابویوسف اور امام محمد کا اختلاف ہے اور وہ صحیح نہیں ہے اور ان پر یہ واجب ہے کہ فدیہ کے واسطے وصیت کر جائیں۔ (ہدایہ و عالمگیری)

تشریح بیمار اور مسافر پر اتنے دن کی قضا کا واجب ہونا اس وجہ سے بتایا گیا ہے کہ ان کو مساکین کو کھانا دینے کے متعلق وصیت کرنی واجب ہے چنانچہ ہر روزے کے بدلہ آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جو مثل صدقہ فطر کے خیرات کرنا چاہیئے۔ (ہدایہ)

۸۔ جو شخص رمضان بھر بیہوش رہا تو کل رمضان کی قضا دینی اس کے ذمہ ہوگی کیونکہ بیہوشی ایک بیماری ہے جس سے قوی ضعیف ہو جاتے ہیں اور عقل زائل ہو جاتی ہے تو یہ تاخیر کے واسطے عذر ہو سکتا ہے نہ روزہ سے معافی کے واسطے (ہدایہ) (یہ حکم اجماعی ہے یہ معراج الدرایہ میں لکھا ہے)۔

اگر رمضان میں کوئی شخص بیہوش ہو جائے تو جس دن بیہوش ہوا ہے اس دن کے اوا۔ کی قضا اس کے ذمہ ہوگی اور اس دن کا روزہ صحیح مانا جائے گا کیونکہ ظاہرا اس نے ضرور اس روزہ کی نیت کی ہوگی ہاں اس روزے کے بعد کے روزے کی نیت کی عدم موجودگی کی وجہ سے قضا رکھنے ہوں گے چنانچہ اگر کوئی شخص رمضان کی پہلی رات بیہوش ہوا تو کل رمضان کی قضا دیگا سوائے اس دن کے روزہ کے جو اس رات کے بعد ہوا۔ امام مالک کہتے ہیں کہ اس روزہ کی قضا بھی اس کے ذمہ نہ ہوگی کیونکہ ان کے نزدیک کل رمضان کے روزے ایک نیت سے ادا ہو جاتے ہیں جیسا کہ اعتکاف (ایک مہینہ کا) ایک نیت سے ادا ہو جاتا ہے لیکن علمائے حنفیہ کے نزدیک ہر روزہ کی نیت علیحدہ کرنی چاہیئے کہ ہر ایک روزہ ایک علیحدہ عبادت ہے کیونکہ ہمیشہ ہر دو روزوں کے درمیان بے روزہ دن واقع ہوتا ہے بخلاف اعتکاف کے کہ اس میں بیچ میں بے اعتکاف فاصلہ نہیں ہوتا) (ہدایہ)

اگر رمضان میں کسی کو بعد غروب آفتاب کسی وقت بھی جنون ہوگیا یا بیہوشی ہوگئی اور کئی روز تک رہی تو پہلے دن کی قضا اس کے ذمہ نہ ہوگی (یعنی اس شب کے بعد جو دن آیا ہے اس کی قضا اس کے ذمہ نہ ہوگی) کیونکہ اگر اس کو یاد ہے کہ اس روز کے روزہ کی نیت کرلی تھی تب تو روزہ ہو ہی گیا اور اگر یاد نہیں تب بھی ظاہر حال یہی ہے کہ نیت ہوئی اور عمل ظاہر حال پر ہوتا ہے۔ ہاں اگر وہ شخص مسافر تھا یا ایسا شخص تھا جس کو رمضان میں روزہ نہ رکھنے یا توڑنے کی عادت ہے تو اس روزہ کی قضا بھی اس کے ذمہ ہوگی کیونکہ ظاہر حال اس کی نیت پر دلالت نہیں کرتا (عالمگیری)

۳ حاملہ یا دودھ پلانے والی کو اپنی یا اپنے بچہ کی جان کے خوف سے

۱۔ حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو اگر اپنی یا اپنے بچہ کی جان کا خوف ہو تو روزہ توڑ دیں اور قضا کریں۔ کفارہ نہیں ہوگا (عالمگیری)

دلیل یہ ہے کہ بوجہ عذر کے ایسا کیا ہے لہٰذا ان پر فدیہ بھی لازم نہیں ہے اور شافعی کہتے ہیں کہ اس صورت میں جبکہ وہ اپنے بچہ کی ہلاکت کے خوف سے روزہ توڑ دیں یا نہ رکھیں تو ان پر فدیہ کی ادائیگی بھی لازم ہے۔ شافعی نے اس صورت میں ان کی حالت کا مقابلہ شیخ فانی سے کیا۔ اور علمائے حنفیہ کہتے ہیں کہ شیخ فانی پر جو فدیہ واجب کیا گیا ہے اس کا مقابلہ ان صورتوں سے نہیں ہو سکتا کیونکہ شیخ فانی پر روزے تو واجب ہیں مگر اس کو روزہ رکھنے سے اپنی ہلاکت کا خوف ہے گویا واجب ہونے پر اپنی ہلاکت کے خوف سے نہیں رکھ سکتا بخلاف عورت کے اس کو نہ اپنی بلکہ اپنے بچہ کی ہلاکت کا خوف ہے اور روزہ خاص اس ہی پر واجب ہے نہ اس کے بچہ پر (ہدایہ)

۲۔ علمائے شافعی کے نزدیک روزوں کی قضا مع فدیہ دیں (کنز)

۳۔ حدیث روایت ہے حضرت انس سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلٰوةِ وَعَنِ الْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ الصَّوْمَ (اللہ تعالیٰ نے معاف کیا ہے مسافر پر روزہ اور آدھی نماز اور حاملہ اور دودھ پلانے والی سے روزہ) (ابوداؤد)

۴ حیض و نفاس کی وجہ سے

۱۔ اگر عورت کو حیض و نفاس کی حالت درپیش ہو تو روزہ نہ رکھے بعد ماہ رمضان اس کی قضا دے نماز کے متعلق یہ بات نہیں ہے ایام حیض و نفاس کی نمازوں کی قضا نہیں دینی ہوتی (ہدایہ)

۲۔ اگر رمضان میں حیض سے پاک ہوگئی جبکہ پورے دس روز حیض آچکا ہے تو صبح کو روزہ رکھے مگر جس صورت میں کہ دس روز سے کم حیض آیا اور ایسے وقت بند ہوا کہ صرف اتنا وقت ملا تھا کہ نہانے سے فارغ ہوتے ہی صبح طلوع ہوگئی تو یہ روزہ اس کے ذمہ نہیں ہوگا کیونکہ غسل کا وقت بھی حیض کے ایام میں شمار ہوتا ہے جبکہ حیض دس دن سے کم آئے ہاں اگر غسل سے فارغ ہونے کے بعد ایک ساعت بھی صبح کے طلوع ہونے میں باقی تھی تو روزہ رکھنا چاہیئے (فتاویٰ عالمگیری)

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

المقالۃ الرابعۃ والثلثون

(فی النهی عن السخط علی الله تعالیٰ)

ووعده والرضاء بهما كان الله لك معينا ناصرا وامسا الصلوة والرحمة فنقوله و بشر الصابرين الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون اولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة واولئك هم المهتدون والحالة الاخرى انك تبتهل الى ربك بالدعاء والتضرع اعظاما له امتثالا لامره ادعوني استجب لكم وفيه وضع الشیٔ فی موضعه لانه ندبك الى سواله والرجوع اليه وجعل ذلك لك مستريحا ورسولا منك اليه ومواصلة و وسيلة لديه بشرط ترك التهمة والسخط عليه عند تاخير الاجابة الى حينها اعتبر ما بين الحالتين ولا تجاوز حدهما فانه ليس هناك حالة اخرى فاحذر ان تكون من الظلمين المعتدين فيهلك ولا يبالى كما اهلك من مضى من الامم السابقة فى الدنيا بتشديد بلائه و فى الاخرة بالاليم عذابه سبحان الله العظيم يا عالما بحالى عليك اتكالى ۵

مقالہ چونتیسواں[۳۴]

(اللہ تعالیٰ پر ناخوش نہ ہو۔ نیکی کی تاکید) موافقت کرنے اور اس کے فعل اور وعدہ پر طمانیت کرنے اور راضی رہنے کے لئے اگر تو نے نفس کے سر کو کاٹ دیا تو اس (جہاد) میں اللہ تیرا معین و مددگار رہیگا اور رہا تیرے لئے نزول صلوٰۃ و رحمت سو اس کی نسبت اللہ کا قول ہے بشارت دیجئے یا رسول اللہ صلعم صبر کرنے والوں کو (یہ وہی لوگ ہیں) کہ جب ان کو مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں بیشک ہم اللہ کے لئے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں یہ ہی لوگ ہیں کہ ان پر ان کے پروردگار کی طرف سے صلوٰۃ (ترقی درجات) اور رحمت ہے اور یہ ہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ دوسری حالت یہ ہے کہ تو اپنے رب کو بڑا جان کر اس کے حکم (اپنے رب کو پکارو) کی بجا آوری کے لئے، دعا اور عاجزی کے ساتھ اس کے سامنے تضرع وزاری کریگا اور اپنے پروردگار کو پکارنا (جیسے کو اس کے ٹھیک محل پر رکھنا ہے اس لئے کہ خدا نے تجھے اس سے سوال کرنے اور اس کی طرف رجوع لانے کے لئے حکم کیا ہے اور اس سوال کو تیرے لئے استراحت اور تیری طرف سے اپنی جانب رسول بنایا ہے اور (اس سے) اپنی ملاقات کا سبب اور وسیلہ ٹھیرایا ہے اس شرط کے ساتھ کہ قبولیت دعا میں تاخیر ہونے کے سبب تو خدا پر تہمت نہ لگائے اور ناخوش ہونے کو ترک کردے (بس) تو (سوال و سکوت) ان دونوں حالتوں کے فرق کا اندازہ کر (اس طرح کہ ادب و مناسبت حال تیرے لئے سکوت میں ہے یا سوال کرنے میں) اور ان دونوں حالتوں کی حد سے آگے نہ بڑھ کیونکہ یہاں مقام تقرب و تعبد میں ان دو حالتوں کے سوا کوئی اور حالت نہیں ہے بس تو اس بات سے، ڈر کہ کہیں تو حد سے تجاوز کرنے والے ظالموں سے ہو جائے (اگر ایسا ہوا) تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کر دے گا اور پروا نہیں کرے گا جیسے کہ ان لوگوں کو ہلاک کیا جو امم سابقہ سے گذرے ہیں اور دنیا میں (ان پر اپنی بلا کو سخت کر کے ساتھ اور آخرت میں (ان پر) دردناک عذاب کے ساتھ (وہ ہلاک کیئے گئے) اللہ بزرگ و برتر کی پاکی ہے اے میرے حال کے جاننے والے! میرا بھروسہ تجھی پر ہے۔

مقالہ پینتیسواں[۳۵]

(تقویٰ اختیار نہ کرنے سے ہلاکت ہے)

فرمایا تم تجھ پر ورع و پرہیزگاری کو اختیار کرنا لازم ہے ورنہ ہلاکی کی رسی کا پھندا تجھ سے لپٹا ہوا ہے جب تک خدا اپنی رحمت سے ڈھانک نہ لے کبھی تو اس پھندے سے نجات نہ پائے گا بیشک حدیث مروی سے ثابت ہو چکا کہ ورع دین کی اصل ہے اور طمع دین کی ہلاکت ہے اور یہ ہی حدیث سے ثابت ہے کہ جو شخص سلطانی چراگاہ کے آس پاس پھرا قریب ہے کہ اس میں جا پڑے جیسے کہ کھیتی کے قریب قریب چرنے والا چوپایہ (جانور) نزدیک ہے کہ اپنے منہ کو کھیت کی طرف دراز کر دے اور نا ممکن ہے کہ اس کے منہ سے زراعت سلامت رہے اور تحقیق فرمایا امیر المومنین حضرت عمرؓ نے کہ ہم (محل شبہ میں، حلال کی دس (چیزوں) سے نو کو حرام میں پڑ جانے کے خوف سے چھوڑ دیتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق سے مروی ہے کہ ہم مباح کے ستر دروازے گناہ میں گر جانے کے خوف سے چھوڑ دیا کرتے تھے ان حضرات نے (یہ احتیاط) گناہ کی قربت سے بچنے کے لئے کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر عمل فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ ہر بادشاہ کے لئے ایک چراگاہ خاص ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کے محارم (اس کی حرام کی ہوئی چیزیں) ہیں پھر جو شخص کہ اس چراگاہ کے اردگرد پھریگا قریب ہے کہ اس میں جا پڑے بس جو شخص بادشاہ کی پناہ گاہ میں داخل ہوا پھر دروازہ اول سے پھر دوسرے اور پھر تیسرے دروازہ سے گذرا یہاں تک کہ بادشاہ کی چوکھٹ کے قریب ہوا تو یہ شخص اس شخص سے بہتر ہے جو میدان کے متصل پہلے دروازہ پر کھڑا ہے اس لئے کہ اگر (اس پر) در بند کر دیا جائے تو در کا بند ہونا اسے (کوئی) ضرر نہ کرے گا کیونکہ وہ قصر شاہی کے دروازوں میں سے دو در کے بعد ہے اور اس کے پاس شاہی خزانہ اور شاہی لشکر ہے لیکن ہاں اگر (وہ) پہلے دروازہ پر ہوتا اور اس پر یہ دروازہ بند کر دیا جاتا تو وہ میدان میں تنہا رہ جاتا اور اسے دشمن اور بھیڑیے پکڑ لیتے پھر وہ ان لوگوں سے ہو جاتا جو ہلاک ہونے والے ہیں بس اسی طرح وہ شخص ہے جو عزیمت (پرہیزگاری کے راستہ پر چلا اور اُسے مضبوط پکڑا) اگر اس شخص سے توفیق اور نگہداشت کی مدد سلب کی گئی اور اس سے جدا ہو گئی تو وہ عزیمت کے بجائے) رخصت پر رہا اور دائرہ شریعت سے نہ نکلا پھر جب (اس حالت میں) اسے موت آئیگی تو وہ طاعت و عبادت پر رہیگا

اور اس کے لئے عمل صالح کی گواہی دی جائے گی اور جو شخص رخصت پر ہی ہمیشہ قائم رہا اور عزیمت کی طرف نہ بڑھا اگر اس سے توفیق سلب کر لی جائے اور اللہ کی امداد اس سے منقطع کر لی جائے اور اس پر ہوا اور شہوات (نفس) غالب آجائیں اور خواہش سے وہ حرام کو لے لینے کا مرتکب ہوا تو وہ (صد) شرع سے خارج ہو جائیگا پھر وہ اللہ کے دشمن گمراہ شیاطین کے گروہ میں ہو جائے گا اور پھر اگر توبہ سے قبل اُسے موت آجائے تو وہ ہلاک ہونے والوں میں (شمار) ہوگا مگر یہ کہ اللہ اپنے فضل اور رحمت میں اُسے چھپائے بس یاد رکھ کہ خطرہ پورا خطرہ رخصت پر قائم رہنے میں ہے اور سلامتی پوری سلامتی عزیمت کیساتھ قائم رہنے میں ہے۔

مقالہ چھتیسواں ۳۶

(دینداری کو اصل اور دنیا داری کو نفع ٹھیرانے کی تاکید)

فرمایا۔ آخرت (کے کاموں) کو اپنا راس المال (سرمایہ) بنا اور دنیا کو اس کا نفع (جان) پہلے تو اپنے وقت کو آخرت کے حاصل کرنے میں صرف کر پھر اگر تیرے زمانہ سے کچھ وقت بچے تو اُسے دنیا سے اپنے (لئے) طلب معاش کرنے میں صرف کر دنیا کو اپنا راس المال" اور آخرت کو اُس کا نفع نہ بنا اور دیہ مت کر کہ اگر زمانہ سے کچھ وقت بچے تو اسے تو کار آخرت میں صرف کرے اور کار آخرت بھی اس طور پر کہ نماز پنجگانہ کو اس (کار دنیا سے بچے کھچے وقت میں) (اس طرح) ادا کرے کہ ارکان (نماز) گرے پڑے (ہوں) اور (جماعت) ایک دوسرے کے مخالف اور ارکان رکوع اور سجود کے درمیان طمانیت کئے بغیر (تو) ایکبارگی نمازوں کو ڈالدے یا دیر کرے کہ جب تجھے سختی اور ماندگی لاحق ہو اور (تو) کل نمازوں کو قضا دیا ادا کرے (بغیر رات کو مُردہ (کی طرح) پڑکر سو جائے اور دن کو (کار آخرت سے بے پرواہ) بے کار اپنے نفس اور ہوا اور شیطان کا تابع اور عوض دنیا کے آخرت کو فروخت کرنے والا نفس کا بندہ اور نفس (کے لئے اس) کی سواری کا مرکب رہنے (حال آنکہ نفس کے مغلوب کرنے اس پر سوار رہنے اور اسے تہذیب سکھانے اور ریاضت (و مشقت) میں ڈال کر اُسے سلامتی کے راستوں میں چلانے کا تجھے حکم کیا گیا ہے اور یہ (راہیں) آخرت اور مالک نفس کی طاعت کی راہیں ہیں مگر پھر تو نے نفس پر اس کی تابعداری کو قبول کرنے کے سبب ظلم کیا اور طاعت مولیٰ کے راستہ پر اُسے نہ ڈال کر یہ کیا کہ (تو نے) اس کی باگ اسی کو سونپ دی اور اس کی لذات و شہوات میں اس کی پیروی کی اور اس سے اور اس کے شیطان سے اور اس کی خواہشات سے تو نے موافقت کی (اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ) تجھ سے دنیا و آخرت کی بھلائی گم ہو گئی اور تو نے (اپنے) دین و دنیا کا نقصان کیا پھر تو قیامت میں (عمل خیر کے حساب سے) زیادہ مفلس اور از روئے دین (اور) لوگوں سے زیادہ نقصان یافتہ ہو کر آیا حالانکہ تو نے دنیا میں (بھی) پیروی نفس کے سبب اپنے مقسوم سے زیادہ حاصل نہیں کیا اور اگر تو نفس کو آخرت کے راستہ پر چلاتا اور آخرت کو اپنا راس المال بناتا تو تو دنیا و آخرت (دونوں) سے نفع حاصل کرتا اور تیرا مقسوم دنیا کا (تیرے لئے) مبارک (کیا) اور رچا پچا ہو کر تجھے حاصل ہوتا اس حالت کے ساتھ کہ تو محفوظ اور مکرم ہوتا جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اللہ تعالیٰ دنیا کو آخرت کی نیت پر دیا کرتا ہے اور آخرت کو دنیا کی نیت پر نہیں دیتا"۔ اور ایسا کیونکر نہ ہو (جبکہ) نیت آخرت (تو) وہی اللہ کی عبادت ہے اور اس لئے ہے کہ نیت ہر عبادت کی روح اور ذات ہے پھر اگر تو ترک دنیا اور طلب آخرت کے ساتھ اللہ کی فرمانبرداری کرتا تو تو خاصان خدا سے اور اس کے اہل محبت و اہل طاعت سے ہو جاتا اور تجھے (وہ) آخرت حاصل ہوتی جو بہشت اور خدا کی قربت ہے اور دنیا تیری خدمت کرتی پھر تجھے وہ حصہ جو دنیا سے تیرے لئے اللہ نے مقدر کیا ہے پورا دیا گیا کیونکہ تمام دنیا کی چیزیں (اپنے خالق اور مالک کی تابع (فرمان) ہیں اور وہ (مالک الکل) اللہ ہے اور اگر تو دنیا میں مشغول ہوا اور آخرت سے اعراض کیا تو پروردگار تجھ پر غصے ہوگا اور (تو دیکھیگا کہ) آخرت تجھ سے فوت ہو گئی اور دنیا نے تیری نافرمانی کی اور تجھے تیرا حصہ پہنچانے میں غضب الٰہی کے سبب تنگی اور دشواری میں ڈال دیا اس لئے کہ دنیا خدا کی مملوک ہے جو (شخص بھی) اللہ کی نافرمانی کرتا ہے دنیا اُسے ذلیل کرتی ہے اور جو فرمانبرداری کرتا ہے اُسے عزت دیتی ہے۔ بس اس وقت ثابت ہو جاتا ہے (یہ) قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا اور آخرت دو سوکنیں ہیں اگر تو دونوں میں سے ایک کو راضی رکھیگا تو دوسری تجھ پر ناراض ہو جاوے گی اللہ تعالیٰ نے فرمایا بعض تم میں سے وہ ہیں جو دنیا کو چاہتے ہیں اور بعض تم میں سے وہ ہیں جو آخرت کو چاہتے ہیں ان لوگوں کو فرزندان دنیا اور فرزندان آخرت کہا جاتا ہے بس اب تو دیکھ کہ ان دونوں میں سے تو کس کی اولاد سے ہے اور تو دنیا میں رہتے ہوئے ان دونوں قبیلوں میں سے کس قبیلہ میں ہونا اپنے لئے پسند کرتا ہے (پھر جب تو آخرت کی طرف لوٹے گا تو وہاں دو فریق ہوں گے، ایک فریق جنت میں اور ایک فریق دوزخ میں ہوگا اور ایک فریق والے اپنی جگہ درازی حساب میں کھڑے ہوں گے اس دن کہ جس دن کی مقدار پچاس ہزار برس ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید میں) فرمایا اور ایک فریق کے لوگ سایۂ عرش میں ٹیکہ لگائے ہوئے خوان نعمت پر متوجہ ہیں جس پر نہایت پاکیزہ اور نہایت خوشبودار کھانے اور میوے اور برف سے بھی زیادہ سفید شہد ہوگا جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ یہ لوگ اپنے منازل کی طرف جو بہشت میں ان کے لئے پیدا اور آراستہ کئے گئے ہیں (دیکھا کریں گے یہانتک کہ جب اللہ عزوجل حساب خلق (کی عدالت) سے فارغ ہوگا (اور جنتی) لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور اپنے منازل (و مقامات کا راستہ پائینگے (اور اپنے بہشتی ٹھکانوں کی طرف اس طرح روانہ ہوں گے (جس طرح کہ دنیا میں ہر شخص اپنے مکان کو پہچانتا اور اس کی طرف آتا ہے بس یہ لوگ اس مرتبہ کو نہیں پہنچے مگر دنیا کو چھوڑنے اور طلب آخرت اور طلب مولیٰ میں اپنے مشغول ہونے کے سبب سے (پہنچے) اور دوسرے فریق والے حساب میں اور طرح طرح کی سختیوں اور ذلتوں میں نہیں پڑے ہیں مگر دنیا میں اُن کے رغبت کرنے اور مشغول رہنے اور آخرت سے نفرت اور امور آخرت سے بے پروائی کرنے اور قیامت کے دن کو اور اس چیز کو جس (چیز) کی طرف یہ کل لوٹنے والے ہیں اور جس کا ذکر قرآن (مجید) میں آیا ہے بھول جانے کے سبب سے (پڑے ہیں) بس اپنے نفس کو رحم اور شفقت کی نظر سے دیکھ اور ان دونوں قبیلوں میں سے اپنے عمل کے لئے بہتر کو اختیار کر اور نفس کو بُرے دوستوں اور شیاطین انس و جن سے علیحدہ رکھ

تاریخ اسلام

(السلسلۂ گذشتہ)

شہنشاہ عرب ایک جھونپڑی میں

یہاں قیام کر کے صحابہ نے آپ کے لئے ایک چھوٹی سی جھونپڑی کھڑی کر دی تھی اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم رونق افروز ہو گئے اس میں آپ عبادت کرتے اور دعا مانگتے جب دونوں لشکر خیمہ زن ہو گئے تو کفار نے عمیر بن وہب کو سراغ رسانی کیلئے لشکر اسلام میں بھیجا کہ وہ جاکر مسلمانوں کی تعداد اور سامان حرب دیکھ کر آئے عمیر نے تمام حالات دیکھے اور جاکر کہا کہ مسلمانوں کی تعداد تین سو دس ہے اور صرف دو سوار ہیں عتبہ بن ربیعہ نے جب مسلمانوں کی قلت تعداد اور بے سروسامانی کا حال سنا تو غرور نخوت سے کہا کہ ہمیں ان مٹھی بھر بے سروسامان مسلمانوں سے لڑنے کی ضرورت نہیں بلکہ ہماری ہتک ہے اس لئے میرا ضمیر تو یہ ہتک گوارا نہیں کرتا کہ ان سے جنگ کی جائے بہتر ہے کہ ہم واپس ہو جائیں ابو جہل نے اس رائے کی مخالفت کی اور کہا ہمارے لئے یہ اچھا موقعہ ہے کہ ہم ان سب کا آج خاتمہ کر دیں اور یہ روز روز کا جھگڑا ختم کر دیں۔

بالآخر ۱۷ رمضان المبارک سنہ ۲ ہجری کو میدان کارزار گرم ہو گیا اور سرور کائنات صلعم اپنی جھونپڑی میں جاکر سربسجود ہو گئے اور جناب باری میں رو کر یوں عرض کیا۔

"الٰہی اگر تو نے اس چھوٹی سی جماعت کو ہلاک کر دیا تو زمین میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا" اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھی اور آپ پر غنودگی سی طاری ہوئی ذرا سی دیر لیٹ گئے تھوڑی دیر میں مسکراتے ہوئے نکلے اور صحابہ کو خوشخبری سنائی کہ سیھزم الجمع ویولون الدبر یعنی کفار کو شکست ہوگی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائینگے۔

دونوں طرف صفوف آراستہ ہو گئیں حضور صلعم کے ہاتھ میں ایک تیر تھا اس سے آپ تسویہ صفوف کرتے اور جنگ کی ہدایات دیتے کفار عرب کی رسم کے مطابق لشکر کفار سے اول عتبہ اور شیبہ پسران ربیعہ اور ولید بن عتبہ میدان میں آکر للکارے اور اپنے مقابل کو بلایا لشکر اسلام سے تین انصاری ان کے مقابلہ کے لئے نکلے عوف رضؓ و معوذ رضؓ پسران عفرا اور عبداللہ بن رواحہ۔ عتبہ نے پوچھا من انتم تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا رھط من الانصار ہم اہل مدینہ میں سے ہیں عتبہ نے متکبرانہ اور درشت لہجہ میں کہا ما لنا بکم من حاجۃ ہم کو تم سے لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں پھر بلند آواز سے کہا یا محمد اخرج الینا اکفاءنا من قومنا یعنی اے محمد ہمارے مقابلہ کے لئے ہماری برادری کے لوگوں کو بھیجو آنحضرت صلعم نے یہ سنکر حکم دیا کہ عتبہ کا مقابلہ حضرت امیر حمزہ۔ شیبہ کا مقابلہ عبیدہ بن الحرث اور ولید کا مقابلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کریں یہ حکم سنتے ہی تینوں بزرگ میدان قتال میں پہنچے مقابلہ شروع ہوا۔ حضرت امیر حمزہ اور حضرت علی نے جاتے ہی اپنے مقابل کو قتل کر دیا مگر شیبہ کے مقابلہ میں عبیدہ بری طرح زخمی ہوئے جس سے وہ جانبر نہ ہو سکے۔ حضرت علی یہ دیکھتے ہی امداد کو پہنچے پہلے شیبہ کو قتل کیا اور پھر عبیدہ کو لشکر اسلام میں اٹھا لائے۔

بنو ہاشم کے ساتھ رعایت کرنی چاہیئے

اس کے بعد جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی دونوں طرف سے تلوار چلنے لگی اور طرفین نے خوب خوب دادِ مردانگی دی جنگ مغلوبہ کے وقت رسول خدا صلعم ایک سائبان کے نیچے کھڑے ہوئے جنگ کا نظارہ کر رہے تھے اور مناسب احکام و ہدایات دے رہے تھے اس موقعہ پر آپ نے حکم دیا کہ چونکہ بنو ہاشم اپنی خوشی سے ہمارے مقابلہ میں نہیں آئے بلکہ مجبور ہوکر چار و ناچار آئے ہیں اس لئے ان کے ساتھ نرمی اور رعایت کرنی چاہیئے حقیقت بھی یہی ہے کہ بنو ہاشم مصلحت وقت کے تقاضہ سے مجبور ہوکر آئے تھے ورنہ ان کا دلی منشا نہ تھا کہ ہم مسلمانوں کے مقابلہ میں جائیں حضور صلعم کو بھی اس بات کا اچھی طرح علم تھا اس لئے آپنے رعایت کرنے کا حکم دیا۔ عباس بن عبد المطلب اور ابو البختری کے لئے تو خصوصیت کے ساتھ حکم دیدیا کہ ان کو قتل نہ کیا جائے مگر اصحابہ کی اسلام کے ساتھ عشق و شیفتگی حد سے بڑھی ہوئی تھی وہ اسلام کے سوا کسی دنیاوی رشتہ کی پرواہ نہ کرتے تھے جو خدا اور اس کے رسول کا دشمن تھا وہ ان کا دشمن تھا خواہ ان کا باپ اور بھائی ہی کیوں نہ ہو الحب فی اللہ والبغض للہ کا بھی جذبہ صادق تھا جس کی وجہ سے وہ خدا کے محبوب ٹھیرے وہ خدا کے ہو گئے اور خدا ان کا ہو گیا اور فتح و نصرت ان کے قدم چومتی تھی چنانچہ حضرت ابو حذیفہ نے یہ حکم سنکر کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اپنے بھائی کو تو قتل کر دوں مگر عباس کو چھوڑ دوں میرے مقابلہ میں اگر عباس آ گئے تو میں درگذر نہ کروں گا انہوں نے جوش اسلام اور حق و صداقت کے نشہ سے مدہوش ہوکر یہ الفاظ کہنے کو تو کہدیئے مگر بعد میں بہت پشیمان ہوئے اور ندامت کا اظہار فرمایا یہ نمونہ جوش اسلام کا تھا اب ایک نمونہ اطاعت رسول کا دیکھئے محمد بن زیاد رضؓ کے مقابلہ میں ابو البختری آیا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں حکم ہوا ہے کہ تم سے نہ لڑیں اس لئے میرے سامنے سے ہٹ جاؤ ایسا نہ ہو کہ میں جوش شجاعت میں اس حکم کی نافرمانی ہو جائے مگر ابو البختری کی تقدیر میں مقتول ہونا تھا یہ اپنے ایک ساتھی کو محمد ابن زیاد سے بچانے لگا اس کوشش میں یہ مقتول ہوا کاش یہی جوش اسلام اور جذبہ اطاعت ہم میں بھی پیدا ہو۔

اس ہنگامہ میں امیہ بن خلف اور اس کا بیٹا علی اپنی جان بچاتے ہوئے پھر رہے تھے ان کے ساتھ حضرت عبد الرحمن بن عوف کی جاہلیت میں دوستی تھی ان کو پریشان دیکھکر عبد الرحمن نے اپنی حفاظت میں لے لیا حضرت بلال کو بھی معلوم ہو گیا کہ عبد الرحمن نے خدا کے دشمنوں کو اپنی حفاظت میں لیا ہے۔ انہوں نے چند انصاری جوانوں کو آواز دی اور سب نے مل کر امیہ اور اس کے بیٹے کو قتل کر کے چھوڑا اسی موقع پر ایک صحابی حضرت عمیر بن الحمام کھجوریں کھاتے

ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے پوچھا کہ اگر میں کفار سے لڑ کر شہید ہو جاؤں تو کیا میں جنت میں چلا جاؤں گا حضور نے فرمایا کیوں نہیں یہ سنتے ہی عمیر کفار پر ٹوٹ پڑے اور داد شجاعت دیکر شہید ہو گئے۔

حضرت معاذ بن عمر کا ایک حیرت انگیز کارنامہ

مسلمان اپنی شجاعت اور بیجگری کا ثبوت دے رہے تھے اور خدا کے دشمنوں کو چن چن کر شہید کر رہے تھے حضرت معاذ بن عمر خدا کے سب سے بڑے دشمن ابوجہل کی تلاش میں تھے کہ اگر یہ اکفر مل جائے تو اس کا کام تمام کر کے اپنے دل کی ہوس پوری کر لوں اتفاق سے ان کا ابوجہل سے مقابلہ ہو گیا جو سر سے پیر تک آہن میں غرق تھا یعنی خود اور زرہ وغیرہ پہنے ہوئے تھا مگر ذرا سا پاؤں خالی تھا حضرت معاذ نے موقعہ پا کر ایک تلوار ماری اور پاؤں کٹ کر الگ جا پڑا ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے دیکھا تو آگے بڑھا اور معاذ بن عمر پر حملہ کر کے تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ بایاں ہاتھ مونڈھے کے قریب سے کٹ کر لٹک گیا مگر یہ پھر بھی اسی حالت میں شام تک لڑتے رہے جب ہاتھ زیادہ تھک گیا تو اسے پاؤں کے نیچے دبا کر اور زور سے جھٹکا دیکر الگ کر دیا۔

اللہ اللہ کیسی بہادری اور بیجگری تھی جس پر شجاعت بھی مردانہ نثار ہونے لگتی ہے اور آسمان سے احسنت و مرحبا کے پھول برستے ہیں دنیا میں ہزاروں بہادر ہوئے مگر یہ جوش شجاعت دنیا کی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے ؎

تھا اسی جوش شجاعت پہ تو اسلام کو ناز کہ یہ تیرہ و دنی کہ جہاں میں ممتاز

انصار کے ایک نوعمر معوذ بن عفرا بھی ابوجہل کی تلاش میں تھے ابوجہل سامنے آیا تو ایک ایسی کاری ضرب لگائی کہ وہ نیم بسمل ہو کر گر پڑا اس کے گرتے ہی کفار میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور مسلمانوں کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی ان کے ستر بہادر مقتول اور ستر اسیر ہوئے۔

رسی جل گئی مگر اسکے بل نہ گئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوجہل کی نسبت تحقیق کرو کہ اس کی لاش میدان میں موجود ہے یا نہیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس حکم کی تعمیل کے لئے روانہ ہو گئے ابوجہل کو دیکھا کہ وہ نیم مردہ پڑا ہے آپ اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے اور کہا "او دشمن خدا دیکھ تجھکو خدا نے کس طرح ذلیل کیا اور خدا کے سچے نبی کی دشمنی کا مزہ چکھایا" ابوجہل نے پوچھا کہ یہ تبلاؤ لڑائی کا کیا نتیجہ ہوا؟ فرمایا کفار کی ہزیمت اور مسلمانوں کی فتح۔ یہ کہکر اس کا سر کاٹ لینا چاہا ابوجہل نے درخواست کی کہ میرا سر مونڈھے سے ملا کر کاٹنا تاکہ دوسرے سروں میں میرا سر بڑا معلوم ہو اور یہ سمجھا جائے کہ یہ کسی بڑے سردار کا سر ہے یہی بڑائی اور سرداری کا جذبہ تو تھا جو اسکو آستانہ نبوت پر نہیں جھکنے دیتا تھا غرور و انانیت کا کچھ ٹھکانا ہے کہ دم توڑ رہا ہے مگر مرتے مرتے بھی اکڑ فوں بدستور قائم ہے۔

غرض حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس کا سر کاٹ لیا اور حضور صلعم کے قدموں میں لا کر ڈال دیا آپ نے ابوجہل کا سر دیکھکر خدا کا شکر ادا کیا۔ اس جنگ میں کل ۱۴ صحابی شہید ہوئے جن میں چھ مہاجرین اور آٹھ انصار تھے آپ نے جنگ سے فارغ ہو کر شہدا کو دفن کرایا اور مشرکین کی لاشوں کو بھی ایک گڑھے میں ڈلوا کر سپرد کروا دیا۔ امیہ بن خلف کی لاش پارہ پارہ ہو چکی تھی اس کو وہیں مٹی میں چھپا دیا گیا اس جنگ میں مکہ کے تمام بڑے بڑے سردار کام آئے اور ایوان کفر کے ستون گر گئے۔

جنگ بدر نے مسلمانوں کو کیا سبق دیا؟

جنگ بدر میں مسلمانوں کے لئے وہ وہ حیات و ممات اور عروج و ارتقاء کے اصولی نکتے پنہاں ہیں کہ اگر مسلمان ان پر غور کریں اور ان کی روشنی میں اپنے مقصد حیات کو پورا کرنیکی ٹھان لیں، تو آج وہ جس نامرادی، ناکامی اور بے سروسامانی سے دوچار ہیں وہ نام کو نہ رہے مگر رونا تو یہ ہے کہ اول تو وہ اپنی تاریخ پر نظر نہیں رکھتے اور اگر پڑھتے بھی ہیں تو محض سرسری طور سے گذر جاتے ہیں اگر وہ عبرت اور استفادہ کی نظر سے تاریخی واقعات کو پڑھیں تو بہت جلد وہ اپنے اندر تبدیلی پائینگے اب ذرا غور و فکر کے ساتھ جنگ بدر کا سبق سن لیجئے اور معلوم کر لیجئے کہ ہمیں اس سے کیا کیا اصولی نکتے ملتے ہیں۔

(۱) جس وقت اسلام اور مسلمان خطرہ میں ہوں اور کفر و شرک کی شرارت دنیا کے امن و امان کو خاک میں ملانے کی ٹھان لے ایسے وقت میں ہر مسلمان کا فرض ہے کہ طاغوتی استبداد سے ٹکرانے کے لئے سر سے کفن باندھکر اٹھ کھڑا ہو اور جہاد فی سبیل اللہ پر کمربستہ ہو جائے۔

(۲) قلت و کثرت اور بے سروسامانی کا عذر مسلم کی شان کے منافی ہے کامیابی اور فتح و نصرت قلت و کثرت اور ساز و سامان پر موقوف نہیں بلکہ حیات و ممات کا فلسفہ سمجھ لینے اور خدا اور اس کے رسول کی آواز پر والہانہ لبیک کہنے پر منحصر ہے۔

(۳) مسلمانوں کو کسی حالت میں بھی قلت و کثرت اور بے سروسامانی کے عذر کا بہانہ بنا کر مجاہدہ حق سے باز نہیں رہنا چاہئے کیونکہ قلت و کثرت اور بے سروسامانی کوئی چیز نہیں یہ محض دل کی کمزوری اور بہانہ بازی اور لیت و لعل ہے۔

(۴) میدان جنگ میں دشمن کے مقابلہ میں بھی خلق و مروت کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہئے۔

(۵) مادی قوت کے ساتھ روحانی قوت سے بھی کام لینا چاہئے یعنی محض خدا پر توکل کرنا چاہئے۔

(۶) خدا کے لئے دنیاوی رشتے کی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہئے اگر کسی سے دشمنی ہو تو محض خدا کے لئے اور دوستی ہو تو صرف خدا کے لئے

مناسبت مقام کے لحاظ سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کو ابوالاثر حفیظ جالندھری کی زبان سے حیات و ممات کا فلسفہ سنا دوں تاکہ آپ ان اصولی نکتوں کی روشنی میں اس نظم سے لطف اندوز ہو سکیں اور کچھ عبرت و استفادہ حاصل کر سکیں۔

شہید کربلا اگر واقعات کربلا نہایت دلدوز الفاظ میں پڑھنے چاہتے ہیں تو کتاب شہید کربلا منگا کر پڑھیئے اگر ایک صفحہ بھی یاد حسین میں بے آنسو بہائے پڑھ لیں تو شاید ہو آپ کسی واقعہ پر بھی نہ رو سکیں گے بڑی ہی دردناک کتاب ہے
قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر (رحیمیہ پریس دہلی سے منگائیے)

مسلمان اور قرآن

ایک مسلسل کتاب جو خاص مولوی کے لئے لکھوائی گئی ہے

(نوشتہ حضرت مراد مارہروی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

قرآن حکیم اور جہاد

قرآن میں ارشاد باری ہے وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین اسکے لئے ان لوگوں سے لڑا جو تم سے لڑتے ہیں مگر زیادتی نہ کرو کیونکہ اللہ تعالے زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا واقتلوھم حیث ثقفتموھم واخرجوھم من حیث اخرجوکم. والفتنۃ اشد من القتل ولا تقاتلوھم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فیہ فان قاتلوکم فاقتلوھم کذالک جزاء الکفرین ۔ جہاں کہیں انھیں پاؤ ان سے لڑلو اور قتل کرو اور جہاں سے انہوں نے تمھیں نکالا ہے تم بھی انھیں وہاں سے نکال دو کیونکہ فتنہ کا رہنا قتل و جنگ سے زیادہ سخت ہے مسجد حرم کے قریب ان سے نہ لڑو جب تک کہ وہ تم سے جنگ نہ چھیڑیں تم بھی ان سے جنگ کرو کہ کافروں کی یہی سزا ہے " فان انتھوا فان اللہ غفور الرحیم پس اگر وہ باز رہیں تو تحقیق اللہ تعالے بخشنے والا اور رحم و کرم کرنے والا ہے یہ وہ احکام ہیں جو جہاد اور جنگ کے متعلق قرآن میں موجود ہیں اور جن میں کافروں عام کا فرون نہیں بلکہ ان کافروں سے جنگ و جہاد کرنے اور ان پر تلوار اٹھانے کا حکم دیا گیا ہے جو مسلمانوں سے لڑیں فرزندان توحید پر ہاتھ اٹھائیں انھیں ان کے گھروں اور وطنوں سے نکالیں اور برابر فتنہ برپا کرتے رہیں اس لئے کہ فتنہ کا رہنا جنگ و قتل سے بھی زیادہ مذموم ہے ان قرآنی آیات وا حکام سے واضح ہوتا ہے کہ جہاد کرنے اور لڑنے کا حکم انہی سے دیا گیا جو مسلمانوں سے لڑیں انھیں کو قتل کرنے کی اجازت دیگئی جو مسلمانوں کو قتل کرتے تھے اور انھیں ان کے گھروں سے نکالا تھا اور پھر بھی اپنی شرارتوں اور منصوبوں سے باز نہ آتے تھے تاہم جہاں یہ قتل و جنگ و جہاد کے احکام ہیں وہیں یہ بھی ہدایت ہے کہ حد اعتدال سے تجاوز نہ کرو زیادتی نہ ہونے پائے خانہ کعبہ کے قریب جنگ نہ کی جائے پھر فتنہ کے استیصال اور قیام امن کے بعد کسی پر کوئی جبر و زیادتی نہ ہو بار بار تاکیدی حکم ہے کہ اگر دشمن باز رہیں تو تم بھی باز رہو اور ان پر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی وہ تم پر کر چکے ہیں انھیں وہیں سے نکالنے کا حکم ہے جہاں سے انہوں نے مسلمانوں کو نکالا ہے یہ کتنی شاندار اور رحیمانہ قرآنی تعلیم انتقامی کارروائیوں کے لئے اسلام میں کوئی گنجائش نہیں پھر تفصیلات ملاحظہ فرمائیے اور رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی تشریحات پر نظر ڈالئے فرماتے ہیں عورتوں بچوں بوڑھوں اور مذہبی خادموں کو قتل نہ کرو پھلدار درخت نہ کاٹو کھیت نہ جلاؤ آگ نہ لگاؤ معابد منہدم نہ کرو کوئی امان طلب کرے تو اسے امان دو صلح چاہیں تو صلح کر لو۔ قیدیوں کو آرام سے رکھو جو وعدہ کرو پورا کرو اور کسی معاملہ میں زیادتی اور انتقام کے جذبات کو دخل نہ دو۔

آپ تمام مذاہب کی تعلیمات پر نظر ڈال جائیے لیکن یہ رحم و کرم اور یہ لینت ونرمی آپ کو کہیں نظر نہ آئے گی۔

لوقا ۲۲ باب ۳۶ ورس میں حضرت مسیحؑ نے حکم دیا تھا کہ جس کے پاس تلوار نہ ہو وہ اپنا کپڑا بیچے اور تلوار خریدے پھر ۴۹ ورس میں ہے کہ ایک مخالف یہودی کا کان کاٹ گیا اور آپ نے رسی کا کوڑا بنا کر سوداگروں کو ہیکل سے نکالا بنی اسرائیل کے جہاد کے حالات پڑھکر تو روح کانپنے لگتی ہے پیدائش $\frac{۳۴}{۲۵}$ استثنا $\frac{۲}{۲۰}$ قاضی $\frac{۲}{۱۹}$ سموئیل $\frac{۲}{۱۵}$ اور یسوع $\frac{۲}{۶}$ دیکھئے باغوں اور سرسبز درختوں کو کاٹنا مواشی ہلاک کرنا سروں میں میخ گاڑنا۔ کنواریوں کو سپاہیوں کے لئے رکھنا حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کرڈالنا۔ عورتوں اور بچوں تک کو بلا امتیاز قتل کرنا سب کچھ آپ کو ملیگا۔

اور جو عیسائی اپنا مذہب ترک کرکے یہودی بننے سے انکار کرتے تھے انھیں قتل کردیا جاتا تھا (کریڈی آف اسلام) تمام لڑکوں کو قتل کردو۔ عورتوں کو بھی نہ چھوڑو صرف کنواریوں کو رکھ لو (اعداد ۳۱) ان کی سرحد تک پار پیٹ والیوں کے پیٹ پھاڑ ڈال (سلاطین باب ۱۵) مسلمان پہلے تو بجبر عیسائی بنائے گئے باقی جو رہ گئے انھیں آگ میں جلا دیا (کریڈ آف اسلام) کونٹ آف سیرین نے ایک مسجد کو جس میں عورتیں اور بچے محفوظ تھے بارود سے اڑا دیا (کارنامہ مور)

یہ یہود اور عیسائیوں کے جہاد کا اجمالی خاکہ ہے اب مجوسیوں زردشتیوں کا کارنامہ عمل ملاحظہ ہو اور کسی نے نہیں نوشیرواں عادل نے فرقہ مزدکیہ کا قتل عام کیا (تاریخ ایران سرجان میلکم حصہ اول صفحہ ۱۷۹) پارسیوں کی مذہبی کتاب گاتا میں ہے گشتاسپ مرید زرتشت اور ارجاسپ تورانی سے جنگ ہوئی یہ جنگ مذہبی جنگ تھی۔ بلخ کے آتشکدہ میں ایک سپاہی نے زرتشت کو قتل کیا زرتشت خدا سے ایسی مدد مانگتا ہے جو مخالف مذہب کو برباد اور ان کے ماننے والوں کو قتل کریں۔

یہودیوں کے کارنامے دیکھئے ۶۱۹ء میں بیس ہزار عیسائی مارے گئے۔ اور ۹۲۳ء میں تین ہزار عیسائی زندہ جلا دیئے گئے۔

جینیوں نے وید وغیرہ جتنی کتابیں تھیں اور انہیں مل سکیں ان سب کو تلف کردیا ان پر زمہ چلایا انھیں تکلیفیں دیں (برہمنوں کی لیلا) ہندوؤں کا جہاد بھی دیکھتے چلئے "اے انسان جس طرح بھی دشمنوں کو ہلاک کیا جاسکے کر اور مذہبی راحت سے زندگی بسر کر (یجر وید $\frac{۴}{۱}$) تیج دہاری دہوان پرش وہرم کے مخالفوں کو آپ آگ میں جلادیں (یجر وید $\frac{۳}{۱۲}$) - اندر نے ورترا کو قتل کیا اور شہر نصیب اور گاؤں کے گاؤں تہ و بالا کردیئے (رگوید صفحہ ۱۳۷ مہندوستان قدیم مصنفہ بی آر دت) لالہ لاجپت رائے تاریخ ہند میں لکھتے ہیں کہ برہمنوں اور جینیوں نے

ہندو قوں پر اور ہندوؤں نے ان پر ظلم کئے۔ پانڈیا خاندان کے راجہ کونا نے جینیوں کو بہت ستایا پہلے یہ خود جینی تھا اپنی رانی کی ترغیب سے شیومت اختیار کیا اس نے آٹھ ہزار جینیوں کی کھال اتروا کر انھیں عذاب سے مارا (تاریخ ہند مصنفہ لاجپت) بدھوں اور جینیوں پر ہندوؤں نے تباہی خیز مظالم کئے۔

ہندو رامانج بھی پہلے جینی تھا اس نے ہندو ہو کر جینیوں کے مشہور پالی ترن کو جنوبی ارکاٹ میں تباہ کیا (تاریخ ہند)

سکھوں کا طرز جنگ بھی دیکھتے چلئے گرو گوبند سنگھ مسلمانوں کے قتل کرنے کو ثواب عظیم اور اپنی نجات کا موجب سمجھتے تھے (تاریخ پنجاب کنہیا لال) مسلمانوں کو تباہ کرنا خالصہ جی پر فرض قرار دیا گیا (جنم ساکھی) بندہ بیراگی نے سرہند میں مسلمانوں کو پناہ دینے کا وعدہ کرکے ایک مسجد میں جمع کیا پھر سب کا قتل عام کرایا۔ بلاؤں کی ڈاڑھیاں نچوائیں۔ مسلم حاملہ عورتوں کے پیٹ سے بچے نکلوا دیئے اور مسلمانوں کو جہاںتک ہوسکا قتل کیا (بندہ بیراگی کی سوانح عمری نہالی پرشاد)

ان احکام کے مقابلہ میں آپ قرآنی احکام کو رکھیے اور دیکھئے کہ دیگر مذاہب والوں نے مخالف مذاہب والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا اور مسلمانوں کا سلوک دوسری قوموں سے کیا رہا۔ ایک بیت المقدس ہی کے حملوں پر غور کر لیجیے ٹیٹس اور متعدد دیگر تاجداروں نے حملے کئے۔ بخت نصر نے لیفکی، خسرو پرویز بڑا ہی صلیبی فرمانروا بڑھے ان سب نے بلا مبالغہ لوگوں کے اتنے خون بہائے کہ گھوڑوں کے سینے تر ہو گئے ستر ہزار سے کم کسی نے قتل نہ کئے پھر غلام بھی بنائے اور آگ بھی لگائی لیکن مسلمانوں نے اسے دو مرتبہ فتح کیا مگر کسی دفعہ ایک قطرہ خون بھی نہ گرایا یہ تھے مسلمان یہ تھا ان کا جہاد اور تعلیمات قرآنی کا اثر۔

قرآن اور اشاعت دین

قرآن کریم نے اشاعت دین کے لئے ہر قسم کے جبر و تشدد کی تنقیص کی ہے اور جبر کو ناجائز قرار دیا ہے لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن شاء فلیومن و من شاء فلیکفر "دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں ہے ہدایت اور گمراہی دونوں کے راستے کھول دیئے گئے ہیں اب جو چاہے ہدایت کے راستے پر چلے اور مسلمان ہو جائے اور جو چاہے گمراہی اختیار کئے رہے" حکم ربی ہے اور قرآن میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے انما انت مذکر لست علیہم بمصیطر "اے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو محض نصیحت کرنے والا اور سمجھانے والا ہے کوئی داروغہ نہیں) و من تولی فما ارسلناک علیہم حفیظا اگر کوئی دین سے پھرتا ہے تو پھر جائے تمہیں ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا گیا، وقالت الاعراب امنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا و لما یدخل الایمان فی قلوبکم عربوں نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے اے محمد تم ان سے کہدو کہ تم ایمان نہیں لائے البتہ یہ کہو کہ ہم فرمانبردار ہو گئے کیونکہ ابھی ایمان تمہارے قلوب میں داخل نہیں ہوا" یہ قرآنی تعلیمات دنیا کے سامنے کھلی پڑی ہیں صداقتیں کے جو ہر میدان میں چمک رہے ہیں صاف اور غیر مشتبہ الفاظ میں حکم دیدیا گیا ہے کہ مذہب میں جبر کو کوئی دخل نہیں بلکہ جو لوگ بظاہر غلبہ اسلام سے ڈر کر ایمان لے بھی آئے تھے قرآن نے حقیقت واضح کر دی کہ ان سے کہدیا جائے کہ تم مطیع تو ضرور ہوئے ہو مسلمان نہیں ہوئے ان سے کسی باز پرس کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ صاف کہدیا گیا کہ یہ معاملہ تمہارا نہیں ہمارا ہے نہ تم اس کے نگہبان ہو کہ تم ذمہ دار ہو اور نہ داروغہ کہ انہیں دین اسلام پر بجبر قائم رکھو تمہارا کام صرف تبلیغ و نصیحت ہے" جب خدائے قدوس اپنے پیغمبر سے یہ کہہ رہا ہے پھر کس کی مجال تھی جو جبر کر سکتا جبریہ اسلام کو تو اسلام ہی نہیں بتایا گیا چونکہ اسلام شدت و کثرت کے ساتھ پھیل گیا یہ امر تھا حیرت انگیز اس لئے دنیا نے از راہ تعصب و حیرت بزور شمشیر پھیلا ہوا بتانا شروع کر دیا۔

جن لوگوں کو خدائے قدوس نے بصارت کے ساتھ بصیرت بھی عطا کی ہے انہوں نے کشادہ دلی کے ساتھ اعتراف کیا ہے کہ اسلام شمشیر سے نہیں بلکہ اپنی خوبیوں اور مواعظ مبلغین سے پھیلا ہے۔ مسٹر جان ڈیون پورٹ لکھتے ہیں کہ "قرآن کے عقیدہ کی تبلیغ کا بزور شمشیر ہونا ایک غلط خیال ہے"۔ مسٹر ایچ. ڈی سینٹ ہیر کہتے ہیں کہ اسلام پر جبریہ پھیلنے کا الزام ناانصافی کے ساتھ لگایا جا رہا ہے۔ مسٹر رابنسن فرماتے ہیں کہ اسلام کی مظفر و منصور فوجیں جدھر اور جہاں گئیں قرآن کی تعلیم ان کے ساتھ گئی انھوں نے کسی کو بزور شمشیر مسلمان بنانے کی سعی نہیں کی"۔ الگزینڈر ڈاؤ لکھتے ہیں کہ اورنگ زیب نے مسلموں کے ساتھ فیاضانہ سلوک کیا اور غیر مذاہب والوں کے ساتھ سختیاں نہیں کیں (تاریخ ہندوستان جلد سوم) یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سلطان محمود غزنوی نے سوائے جنگ کے کسی ایک ہندو کو بھی قتل کیا ہو (تاریخ ہند کلارک مارشمین) ڈاکٹر ارنلڈ لکھتے ہیں کہ اورنگ زیب کے عہد کی تاریخوں میں بجبر مسلمان کرنے کا کہیں ذکر نہیں (پریچنگ آف اسلام) برہمن آباد میں جب محمد ابن قاسم قابض ہوا تو اس نے مندروں کی مرمت کی اجازت دیدی اور کسی کو مذہب کی پیروی سے نہیں روکا (تاریخ ایلیٹ صاحب حصہ اول) پروفیسر ایشری پرشاد لکھتے ہیں کہ محمد بن قاسم نے ہندوؤں کے مندر وغیرہ نہیں توڑے (تاریخ ہند) - مسٹر بینی لال ایم اے لکھتے ہیں کہ محمد بن قاسم نے سندھ میں ہندوؤں کے مذہبی و معاشرتی قوانین میں کوئی مداخلت نہیں کی وہ برابر اپنے بتوں کی پرستش کرتے تھے"

سلطان محمود غزنوی نے سوائے لڑائی اور محاصرہ کے کسی ایک ہندو کا بھی خون نہیں بہایا (تاریخ الفنسٹن صاحب و تاریخ ہند کلارک مارشمین) جس طرح یہ غلط ہے کہ سلطان محمود نے ہندوؤں کو اس لئے قتل کیا کہ وہ ہندو تھے اسی طرح یہ بھی غلط ہے کہ اس نے جبراً کسی کو اسلام میں داخل کیا (واقعات ہند تلسی رام)

ہندو فاضل پروفیسر ایچ. سی کمار جنرل سکرٹری تھیوسوفیکل سوسائٹی ہند لکھتے ہیں کہ دس سال کے عرصہ میں اسلام کو جو عظیم الشان کامیابی ہوئی اس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی، بدھ دھرم کی کامیابی راجہ اشوک اور عیسائی مذہب کی کامیابی شاہ قسطنطین کی امداد و حمایت سے ہوئی نیز ان دونوں مذہبوں نے ایک طویل عرصہ لیا، مگر اسلام کی کامیابی خود رسول کریم ہی کے ذریعہ ہوئی اس کی سرعت ایسی تھی کہ ابتک دنیا کو حیرت ہے آپ نے جو فتوحات حاصل کیں وہ زیادہ تر تالیف قلوب سے کیں۔

ڈاکٹر لیبان لکھتے ہیں کہ اسلام کی وضاحت اعتقادات اور اس کے ساتھ دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں نیکی اور انصاف جس کی بنا اس مذہب پر رکھی گئی اس مذہب کی عالمگیر اشاعت کا بہت بڑا سبب ہے (تمدن عرب)

اب آپ عیسائیت اور یہود اور بدھ مذاہب کی اشاعت پر نظر ڈال لیجئے۔ لیبان گبن اور ارنلڈ کی شہادتیں موجود ہیں اور تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ انہوں نے جبراً اپنا مذہب پھیلانے کے لئے تلوار نکالی جس کا اجمالی ثبوت ہم اسی کتاب کے گذشتہ صفحات میں دے چکے ہیں بخت نصر نے یہودیوں پر کیسے کیسے مظالم کئے

رومیوں نے یہودیوں اور عیسائیوں دونوں کے ستانے اور انھیں اپنے مذہب سے منحرف کرنے کے لئے کیسی خوفناک سازشیں کیں۔ ہسپانیہ میں مسلمانوں کے ساتھ ہسپانیوں نے اور ہندوستان میں بدھوں کے ساتھ شنکراچارج کے پیروؤں نے کیا کیا نہ کیا۔ خسرو پرویز جب رومیوں پر حملہ آور ہوا ہے تو اس کا یہ اعلان تھا کہ جب تک ہرقل اور اس کے متعلقین آفتاب کی پرستش نہ کرنے لگیں گے ان کی تباہی سے باز نہ آؤں گا نہ صرف بیت المقدس میں اس نے تمام گرجے جلا دیئے بلکہ راستے میں جو جگہ ملی اور جہاں عبادتگاہیں ملیں تباہ کر دیں پھر جب ہرقل کا اقتدار بڑھا تو اس نے آذربائیجان میں اور ممالک و بلاد میں مجوسیوں کے آتشکدوں اور خود مجوسیوں کے ساتھ یہی عمل کیا یمن میں یہودیوں نے نجران کے عیسائیوں کو زندہ جلا دیا یورپ میں تو ایک زمانہ میں مذہبی عدالتیں قائم ہو گئی تھیں اور تو اور پروٹسٹنٹوں نے رومن کیتھولک اور کیتھولک والوں نے پروٹسٹنٹوں کے ساتھ کیا کیا نہ کیا اور ایک فرقہ نے دوسرے فرقہ والوں کے ساتھ جبراً اپنے ساتھ شامل کرنے کے لئے کیا کیا بہیمانہ ذرائع اختیار نہ کئے۔

لائق و فائق مورخ مسٹر ہلم اپنی تاریخ آئین سلطنت انگلستان کی جلد اول باب دوم میں لکھتے ہیں کہ "دین اسلام بندگان خدا کے سامنے پیش ضرور کیا گیا مگر کبھی ان سے جبراً قبول نہیں کرایا گیا اور جس شخص نے اسے بطیب خاطر قبول کر لیا اُسے وہی حقوق عطا کر دیئے گئے جو فاتح قوم کو حاصل تھے اور اس دین نے مغلوب قوموں کو ان شرائط سے بری کر دیا جو ابتدائے خلقت عالم سے پیغمبر اسلام کے زمانہ تک ہر ایک فاتح نے مفتوحین پر قائم کئے تھے قوانین اسلام کے مطابق ہر قسم کی مذہبی آزادی دیگر مذاہب والوں کو بخشی گئی۔" ایک اور انگریز سیاح سیلڈن نے تو مسلمانوں پر یہ طعن کیا ہے کہ وہ حد سے زیادہ دوسرے مذاہب کو آزادی دیتے ہیں۔ "فلسطین کا ایک عیسائی شاعر لامائین نے علانیہ کہا تھا کہ صرف مسلمان ہی تمام روئے زمین پر ایک قوم ہیں جو دوسرے مذاہب کو آزادی سے رکھتے ہیں۔" ایسٹ اینڈ ویسٹ کے الفاظ ذیل بھی قابل غور ہیں "اسلام نے کسی مذہب کے مسائل میں دست اندازی نہیں کی کسی کو ایذا نہیں دی کوئی مذہبی عدالت خلاف مذہب والوں کو سزا دینے کے لئے قائم نہیں کی اور کبھی اسلام نے لوگوں کے مذہب کو بجبر تبدیل کرنے کا قصد نہیں کیا اسلام قبول کرنے سے لوگوں کو فتحمندوں کے برابر حقوق حاصل ہو جاتے تھے اور مفتوحہ سلطنتیں ان شرائط سے بھی آزاد ہو جاتی تھیں جو ہر ایک فتحمند نے ابتدائے دنیا سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک ہمیشہ قائم رکھی تھیں۔"

پھر جزائر ملایا، بورنیو، سماٹرا، جاوا، ملابار، چین، تاتار اور حبش وغیرہ میں تو اسلامی فاتحین کا بھی قدم کبھی نہ پہنچا تھا وہاں صرف قرآنی تعلیمات ہی نے باشندوں کو مسحور کیا اسلام پھیلا اور ہزار ہا مسلمان ہو گئے اگر اشاعت اسلام کی سعی اسی طرح کی جاتی جس طرح آج عیسائی مشنری کر رہے ہیں اور دنیا کے گوشے گوشے میں ان کی تبلیغی انجمنوں کے جال پھیلے ہوئے ہیں تو پوری دنیا پر مسلمان ہی حاوی ہوتے۔

قرآن اور عفو و احسان کی تعلیم

قرآن حکیم میں ارشاد باری ہے وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضها السموات والارض اعدت للمتقین الذین ینفقون فی السراء والضراء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین (اپنے رب کی پناہ اور بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف عاجلانہ قدم اٹھاؤ جس کا پھیلاؤ آسمان اور زمین ہے اور جو خدا ترسوں کے لئے تیار کی گئی ہے اور ان لوگوں کے لئے جو فراخی اور تنگدستی میں خرچ کرتے رہتے ہیں اور جو غصہ دبانے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اللہ تعالے نیکی اور احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔)

وان تعفوا اقرب للتقوی خدا ترسی اور برتری اخلاق میں ہے کہ معاف کرتے رہا کرو۔ واذا ما غضبوا ھم یغفرون اور جب وہ غصہ میں آتے ہیں تو بخش دیتے ہیں ادفع بالتی ھی احسن السیئۃ نحن اعلم بما یصفون بدی کا مقابلہ اعلیٰ درجہ کی بھلائی سے کرو ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ باتیں وہ بناتے ہیں فاعف عنھم واصفح ان اللہ یحب المحسنین انھیں معاف کر دے اور درگذر کر تحقیق اللہ تعالے نیکی اور احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم ما یلقاھا الا الذین صبروا وما یلقاھا الا ذو حظ عظیم بدی کا بدلہ بھلائی سے کر پس جس شخص کے ساتھ تیری عداوت ہے وہ ایسا ہو جائے گا گویا کہ گرمجوش دوست ہے اور یہ نہیں کرتے ہیں جو صبر کرنے والے ہیں اور یہ انہی کو نصیب ہے جو بڑے خوش نصیب ہیں۔

معافی اور احسان کی یہ کیسی اچھی تلقین ہے پھر اس تلقین و نصیحت کی موثریت اور کشش ملاحظہ ہو کہ ہزار ہا قلوب کو اس نے مسخر کر کے عرب میں نور پھیلا دیا اور جو لوگ پہلے نہایت سخت دل تھے وہ نہایت نیک دل اور فرشتے بن گئے نیکی اور عفو کی جو فلاسفی اسلام نے پیش کی اس کی نظیر آپ کو کہیں بھی نہ ملیگی یہ عین فطرت کے مطابق ہے یہاں انتقام اور کینہ جوئی کا کوئی ذکر ہی نہیں حضرت موسیٰ کی تعلیم میں آتشیں انتقام کی تاکید ہے اور حضرت عیسیٰ کی تعلیم میں غیر فطری نرمی لیکن اسلام نے درمیانی راستہ اختیار کیا اور ایسی شاندار تعلیم دی جو دنیا میں شاندار نتائج پیدا کرنے کی ضامن ہوئی ایک طرف تو حکم دیا کہ السن بالسن جو کوئی تمھیں جتنا نقصان پہنچائے اتنا ہی بدلہ تم اس سے لے سکتے ہو اور دوسری طرف حکم دیا کہ اگر بخشدو یا اس کے عوض میں بھی اس کے ساتھ نیکی ہی کرو تو یہ بہت بہتر ہے اور بڑی نتیجہ خیز بات ہوگی اس تعلیم نے صدیوں کے دشمنوں کو بھائی بھائی بنا دیا اس سلسلہ میں قرآن کی تعلیمات بالکل مکمل ہیں اور ایسی کارگر ہے جو قلوب کی گہرائیوں میں اترتی اور انسانوں کو فرشتہ بناتی چلی جاتی ہے قرآنی اصطلاح میں بھلائی اور نیکی کو جو خلوص دل سے کی جائے احسان کہتے ہیں اور جس میں اخلاص ایثار اور خدا ترسی کی روح موجود ہو پھر طرز تعلیم مشاہدہ کیجئے واحسن کما احسن اللہ الیک وبھلائی کر ایسی بھلائی جیسی خدا نے تیرے ساتھ کی۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون اللہ تعالے خدا ترسوں نیکوکاروں اور بھلائی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ نیکی اور بھلائی کو کتنی بڑی چیز بتایا اور سمجھایا گیا ہے جب خدا ہی ساتھ ہوگا تو پھر ضرورت کس چیز کی رہے گی کون بندہ ہے جو نیکی اور بھلائی کر کے ربانی قربت کا خواہاں نہ ہو پھر کیسی بھلائی کرنے اور نیکی کس طرح کرنے کا حکم ہے اس طرح جیسے خدا نے بندے کے ساتھ کی یعنی بھلائی کرو اور بالکل بے غرضانہ اور اس کا

قطعی پرواہ نہ کرو کہ اس کی عوض میں کوئی تمہارے ساتھ کیا سلوک روا رکھتا ہے نیکی محض نیکی سمجھ کر نہ اور بندہ کی نہیں خدائے قدوس کی خوشنودی کے لئے کرو بندہ اس کا بدلہ نہیں دیتا نہ دے اصلی جزا تو وہی ہے جو جناب الٰہی سے ملے اور جب باری تعالےٰ خود بدلہ اور جزا کا وعدہ کر رہا ہے تو پھر انسانی بدلہ کی ضرورت ہی کیا باقی رہ جاتی ہے آیات ذیل کے معانی و مفاہیم کے دقائق و غوامض پر غور کیجئے۔

وسنزید المحسنین ، اور احسان اور بھلائی کرنے والوں کو ہم زیادہ دیں گے للذین احسنوا منہم واتقوا اجر عظیم (جن لوگوں نے نیکی اور بھلائی کی اور متقی و نیکوکار بنے رہے ان کے لئے اجر عظیم ہے) ان رحمت اللہ قریب من المحسنین حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت احسان اور بھلائی کرنے والوں سے قریب تر رہتی ہے مثل الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسع علیم (جو لوگ اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ کہ جس سے بونے کے بعد سات بالیں پیدا ہوئیں اور ہر ایک بال میں سو دانے نکلے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اس کے لئے بڑھاتا ہے اور وہ بڑھانے وسیع کرنے اور جاننے والا ہے)

اس سے واضح ہو گیا کہ احسان بھلائی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ زیادہ بھی دیتا ہے یہ تو دنیا کے متعلق ہے دوسری آیت میں آخرت کے اجر عظیم کی بشارت ہے دنیا میں زیادہ ملنا آخرت میں اجر عظیم کا مستحق ہونا خدائے ذوالجلال کی رحمتوں سے قریب تر رہنا اور ہر ایک کے بدلے سات سو گنا پانا ایسی چیزیں اور ایسی انعام و برکات ہیں جو صرف بھلائی اور احسان کرنے والوں سے مخصوص ہیں اس طرح ثابت ہو گیا کہ بھلائی کرنا اور کسی کے ساتھ سلوک ہونا اس کے ساتھ نیکی کرنا نہیں جس کے ساتھ کی جا رہی ہے بلکہ اپنے ساتھ نیکی کرنا اور اپنے مراتب و درجات میں ترقی پانا اور دنیوی و دینی ترقیات و عروج کا پیش خیمہ ہے کون انسان ہے جو اتنی فائز المرامیوں اور اتنے عظیم و جلیل فوائد کو چھوڑ کر نیکی و احسان سے منہ موڑے گا قرآنی تعلیمات کا یہ انداز قلوب میں تھرتھری اور سینوں میں جوش احساس پیدا کرتا چلا گیا اور اس فلسفہ احسان نے دلوں کو بالکل گرویدہ بنا لیا، پھر کوئی بات راز نہیں رکھی گئی آگے چل کر چہرہ حقیقت سے نقاب کا آخری گوشہ بھی اٹھا دیا گیا اور صاف و صریح الفاظ میں جتا دیا گیا کہ بھلائی کرنے والوں کو دنیا ہی میں بھلائی نصیب ہوگی اور جو کچھ اس ضمن میں خرچ کرو گے اس کا فائدہ تمہیں ہی حاصل ہوگا سبحان اللہ کیا فلسفہ ہے اور کیسی دلربا اور پیاری تعلیم ہے للذین احسنوا فی ہذہ الدنیا حسنۃ جن لوگوں نے نیکی اور بھلائی کی انہیں اسی دنیا اور زندگی ہی میں اس کا فائدہ حاصل ہوگا وما تنفقوا من خیر فلانفسکم اور جس نے اللہ تعالےٰ کی راہ میں کچھ خرچ کیا گویا کہ وہ اپنے اوپر اور اپنے فائدہ کے لئے خرچ کیا اتنے فائدوں اتنے نفعوں اور اتنے مفاد کی امید اور اطمینان پھر بھی کوئی نیکیوں اور لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے پر آمادہ نہ ہوتا اس تعلیم سے قلب پھولتے اور جوش پیدا ہوتے چلے جاتے تھے۔ نظر وسیع کرو اور دیگر مذاہب کی تعلیم احسان سے اس تعلیم احسان اور نیکی کی تلقین کا ذرا مقابلہ تو کرکے دیکھو۔ یہ تعلیم تو سینوں کے دروازے کھولتی چلی جا رہی ہے۔

پھر بھلائی ہو بھی تو ایسی بھلائی جس میں بہترین محبوبات کے انفاق سے اعراض نہ ہو لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ، اور جب دریا چڑھے تو سب کو سیراب کرتا چلا جائے نیکی اور بھلائی کے دائرے کو وسعت دینے کے لئے قرآنی تعلیم و فیصلہ ہی ملاحظہ کیجئے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کہ کوئی تمہارے ساتھ نیکی کرے تو تم بھی اس کے ساتھ نیکی کرو اس نیکی و احسان کا عوض دینے میں کسی قوم اور فرقہ اور کسی مسلمان و مشرک کی کوئی قید و شرط نہیں ہر کوئی ہو جس نے بھی تمہارے ساتھ نیکی کی ہو اس کے ساتھ ضرور نیکی کرو اور محسن کی نیکی کا بدلہ ضرور دو جب ایک طبقہ اور ایک جماعت نیکیاں اور بھلائی کرنے میں مصروف رہے گی اور دوسرے اس کے عوض میں نیکی اور احسان کی طرف اقدام کریں گے تو یہ دائرہ کار کتنا وسیع تر ہوتا چلا جائیگا اور دنیا سے بدیوں اور ذمائم کی توبیخ اور نیکیوں کی کتنی کثرت ہوتی چلی جائے گی اور اگر یہ سلسلہ اسی طرح بڑھتا اور ترقی کرتا رہے تو ایک وقت آئے گا کہ اس دنیا میں نیکی ہی نیکی کا راج ہوگا اور برائیاں اور برائیوں کے ساتھ برے بھی ناپید ہو جائینگے افسوس کہ غفلت نے آنکھوں پر پردے ڈال دیئے اور مسلمانوں اور دنیا والوں نے اس قرآنی درس کی طرف توجہ نہیں کی اگر ایسا ہوتا اور پوری توجہ اس طرف مبذول کی جاتی تو آج دنیا میں نیکی ہی کا راج ہوتا اور ہر طرف رحمت یزدانی کی تجلیاں بکھری پڑی ہوتیں۔

قرآن کریم نے ترغیبات کا کوئی پہلو اٹھا نہیں رکھا اور نیکی اور بھلائی پر بندوں کو مائل کرنے کے لئے تعلیم احسان کو ہر صورت سے مکمل کیا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے کہ بھلائی اور نیکی میں صدہا دیگر خصوصیات کے علاوہ ایک یہ خوبی اور خصوصیت بھی ہے کہ اس سے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں ان الحسنات یذھبن السیئات بھلائی دل زبان علم اور مال سب سے ہوتی ہے باقی احسانات کے متعلق اشارات پہلے بھی کئے جا چکے ہیں دوسری جگہ فرمایا ہے واتی المال علی حبہ ذوی القربیٰ والیتمیٰ والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ واتی الزکوٰۃ اور خدا کی راہ میں جو مال دو اور اس طرح جو مال دو وہ اپنے رشتہ داروں یتیموں مسکینوں مسافروں سائلوں اور قیدیوں کو چھڑانے پر خرچ کرو نماز برابر پڑھتے رہو اور زکوٰۃ نکالتے رہو، کتنی مکمل و بلیغ آیت ہے اور چونکہ انسان فطرتاً رشتہ داروں کی تکالیف کا احساس ہوتا ہے اور ان سے اسے امداد بھی ملتی ہے اس لئے پہلے انہی کا نام لیا ہے اور پھر ان لوگوں کا جنہیں دینا چاہیئے ساتھ ہی نماز اور زکوٰۃ کی بھی ہدایت کر دی ہے تاکہ کوئی پہلو تشنہ نہ رہ جائے۔

مسٹر ایڈورڈ گبن اپنی شہرہ آفاق تاریخ کی چھٹی جلد کے پانچویں باب میں لکھتے ہیں کہ :۔

"اسلام کی حسنات و خیرات جانوروں تک کے حق میں آئی ہے اور قرآن میں محتاجوں اور مسکینوں کی امداد و اعانت کی مکرر تاکید ہوئی ہے اور نہ صرف تاکید ہوئی ہے بلکہ اسے لازمی اور واجب قرار دیا گیا ہے خاندان محمد صلی اللہ علیہ

وسلم ہی ایسے صاحب شریعت بزرگ ہیں جنھوں نے خیرات کا ٹھیک ٹھیک اندازہ و انتظام کیا ہے اس کی مقدار معین مال کی مقدار پر بدلتی رہتی ہے مثلاً غلہ مویشی پھل اور اسباب تجارت اگر جب تک مسلمان اپنے مال کا دسواں حصہ نہ دے اس نے شریعت کی تکمیل نہیں کی درحقیقت فیاضی بنیاد ہے عدالت کی اور جن لوگوں کی امداد و اعانت ہم پر لازم ہے ان کی اعانت بھی ضرور کرنی چاہیے اور انھیں ضرر پہنچانا بھی ممنوع ہے کوئی بھی عالم لاہوت اور برزخ کی پوشیدہ باتیں اور بھید بیان کیا کرے گر احسانیات کے احکام میں ہمارے ہی دل کے احکام بیان کرنے ہوں گے۔"

فاضل مورخ نے اس مضمون کے تحت میں جو حواشی لکھے ہیں انھیں تحریر کیا ہے کہ:۔

"مراکسی نے ازراہ تعصب رومن کیتھولکوں کی خیرات و صدقات کا زیادہ شمار کیا ہے کہ پندرہ ہزار شفاخانے ہزاروں بیماروں اور زیارت کے لئے آنے والوں کے لئے بنے ہوئے تھے پندرہ سو عدد تو کئی ہر سال جہیز ملتا ہے چھپن خیراتی مدرسے قائم ہیں اور ایک سو بیس انجمنیں برادران کی اپنے بھائیوں کی اعانت کرتی ہیں وغیرہ وغیرہ اور لندن کی فیاضی تو اس سے بھی بڑھکر ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی تعلیمات اور فلسفہ حسنات نے مسٹر گبن کے قلب کو بھی مسحور کر لیا ہے اس لئے آپ نے مندرجہ بالا عبارت لکھکر ارقام فرمایا ہے کہ "مگر مجھے اندیشہ ہے کہ بہت کچھ اس میں سے لوگوں کی انسانیت کی طرف منسوب ہوسکتا ہے نہ یہ کہ مذہب کی حیثیت سے ہو۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جو خیرات مذہبی حیثیت سے کی جاتی ہے اس میں خلوص اور للہیت کا جذبہ ہوتا ہے پھر زمانہ سابق اور اس زمانہ میں بہت فرق ہے اب شفاخانے اور مدرسے ہر جگہ ہی بنے ہوئے ہیں اور یہ ادارہ منظم ہوکر رہ گیا ہے لیکن اگر مقابلہ پر مسلمانوں کے احسانات گنائے جائیں تو اس کے مقابلہ میں لندن کی یہ مزعومہ فیاضیاں گرد ہو جائیں گی۔ بابریہ مغلیہ اور برامکہ خاندانوں کی فیاضیوں کا مقابلہ قیامت تک بھی کوئی نہ کرسکے گا پھر اس عہد میں انفرادی اور شخصی امداد کا تو وجود ہی اڑ گیا نام و نمود کے لئے انجمنوں کو بکثرت روپیہ دلایا جاتا ہے۔ کوئی بھوکا رہے فاقوں مرجائے۔ عزیز مصائب کے گرداب میں پڑے رہیں ان کی کوئی خبر گیری نہیں کرتا قرآنی احکام میں یہ بات نہیں یہاں انفرادی اور اجتماعی دونوں امدادوں پر زور دیا گیا ہے"

مسٹر ابراہیم ریس نے اپنی انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے کہ:۔

"بکثرت خیرات دینے اور اس کی رغبت دلانے میں مسلمانوں کے مذہب سے زیادہ سرگرم مذہب اور کوئی نہیں قرآن نے قبول دین کے لئے خیرات کرنے کو واجب قرار دیا ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز کا قول تھا کہ "نماز ہم کو آدھے راستے تک پہنچاتی ہے روزے ہمیں عرش الہی کے دروازہ تک لیجاتے ہیں اور خیرات و زکوٰۃ سے ہمیں اللہ تعالیٰ کے گھر تک دخل ملتا ہے"۔

بہت سے فرزندان توحید خیرات دینے میں ضرب المثل تھے حضرت حسن بن علی نے اپنی زندگی میں تین بار اپنا نصف نصف مال محتاجوں کو بانٹ دیا اور دو مرتبہ تو سب کچھ دے دیا۔

دنیائے اسلام میں اس قسم کی خیرات و حسنات کی اور بھی بیشمار مثالیں موجود ہیں اور جو تعلیم اسلام نے دی ہے اس کی مقابلہ کوئی مذہب ہی نہیں کرسکتا۔

تاریخ اسلام حصہ ۱

مصنفہ مولوی عبدالرحمان صاحب شوق امرتسری پہلی جلد ۲۹۰ صفحات کی ہے اسمیں سنہ ہ سے ایک صدی پہلے سے حالات لیکر وفات رسول تک ختم کیا ہے ہر واقعہ مستند کامل اہم مقالات یہ ہیں ملک عرب کی تاریخ و حالات خیر القرون حضور کی طفولیت جوانی رسالت اسلام کی پوزیشن دوسرے مذاہب میں ہجرت کے بعد کے ہر سال کے واقعات سنہ وار غزوات و سرایا مراسلات نبوت معجزات اسلام کا تمدن اسلام کی دینی تعلیم حجۃ الوداع خطبہ وداع شمائل وفات۔ ازواج مطہرات ۲۹۲ صفحات قیمت عہ محصولڈاک ۹ ر

تاریخ اسلام حصہ ۲

اس میں حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان ذوالنورین و حضرت علی کے عہد خلافت کے تمام حالات درج ہونیکے علاوہ مسئلہ خلافت کی تشریح کرتے ہوئے خلافت کے اصول خلافت کے احکامات خلافت کے نقصانات غرضکہ خلافت کی کل تاریخ قلمبند کی گئی ہے علاوہ ازیں اس میں ترقی اسلام اور ملکی فتوحات کے شرح حالات بیان کرنے کے بعد مسلمانوں میں نزاع و اختلافات کے اسباب و حالات بتا رہن و خلفائے راشدہ کے عہد سلطنت کے جغرافیائی حالات بھی درج ہیں ۱۸۸ صفحات۔ قیمت فی جلد ۱۲ ار محصول ڈاک ۸ ر

تاریخ اسلام حصہ ۳

یہ جلد خلفائے بنی امیہ کے نام سے مشہور ہے جس کے شروع میں حضرت امام حسن علیہ السلام کے عہد خلافت سے دست بردار ہونیکے وجوہات حضرت امام حسین کے واقعہ شہادت کے دلخراش حالات حضرت معاویہ کی خلافت اور خلافت بنی امیہ کا آغاز امیر معاویہ سے لیکر خاندان بنی امیہ کے ۱۴ خلفا کی ۹۲ سالہ عظمت با جبروت اسلامی حکومت کے فتوحات نیز قلمرو عرب عراق حجاز سندھ افریقہ فلسطین و اسپین پر مسلط ہونیکے مستند مفصل حالات درج ہونے کے علاوہ قلمرو اسلامیہ کی وسعت کا جغرافیہ بھی بتایا گیا ہے جس میں زیر حکومت شہروں کے نام معہ حالات ہیں ۲۸۰ صفحات قیمت ۸ محصول

تاریخ اسلام حصہ ۴

یہ جلد خلفائے عباسیہ کے نام سے مشہور ہے اس میں بنی امیہ سے بنی عباس میں خلافت منتقل ہونے کے اسباب اور خاندان بنی عباسیہ کے خلیفہ اول عبداللہ ابوالعباس سفاح بن محمد کے عہد خلافت ۱۳۲ھ سے تا ۶۵۶ ہجری تک خلفائے عباسیہ کا دور حکومت حجاز ثقفی والی مصر کے عہد سلطنت حجاج بن یوسف اور محمد بن قاسم کی فتوحات سندھ و راجگان سندھ کی تاریخ اور اسلامی دنیا کے تمام بسیط اور مشرح حالات ہیں گویا یہ پورے آٹھ سو سال کی اسلامی تاریخ ہے ۷۶۰ صفحات ہیں قیمت صرف آٹھ آنے محصول ۶ ر کل ۱۴ ر

تاریخ اسلام حصہ ۵

اس میں خاندان عباسیہ کے آخری خلیفہ المتوکل علی اللہ کے منصب خلافت خاندان عثمانیہ کے سلطان سلیم کو تفویض کرنا اور موجودہ وقت تک تمام خلفائے عثمانیہ کا عہد حکومت انتظام سلطنت قلمرو اسلامی کی ترقی و تنزل کے اسباب ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا آغاز عروج و زوال و فاتحہ انگریزوں کا داخلہ انگلستان اور خلافت موجودہ ٹرکی سے دول یورپ کی ریشہ دوانیاں جنگ طرابلس ترکان احرار جنگ یورپ اور ٹرکی کے حصے بخرے سلطنت برطانیہ کی ریشہ دوانیاں سلطان ابن سعود وغیرہ وغیرہ کے مفصل حالات ۴۴۰ صفحات قیمت ۱۰ ار محصول ۸ ر کل عہ یہ سب مجلد بھی بکتا ہی ہیں اور کل کی قیمت ساڑھے تین روپے دیہ محصول ڈاک عہ ر کل چار روپے آٹھ آنے ہے (۴للعہ)

ان پانچوں حصوں کے ملنے کا پتہ:۔ دفتر مولوی حمیدیہ پریس۔ دہلی

فیوض ربّانی

سوانح و تعلیمات غوث سبحانی

(از حضرت ابن غوث الاعظم سید نذیر الحق صاحب مصنف کتاب الاسلام)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا

الحمد للہ رب العالمین عدد خلقہ و زنۃ عرشہ و رضا نفسہ و مداد کلماتہ و منتہی علمہ و الصلوٰۃ و السلام علی عبدہ و رسولہ و حبیبہ و خلیلہ و صفیہ و نجیبہ و خیرتہ و علی آلہ و اصحابہ و ازواجہ و ذریاتہ و سلم تسلیما کثیرا کثیرا۔ اما بعد

زبسم اللہ کنم آغاز مدح شاہ جیلانی — کہ بر قدش درست آمد لباس محبوب سبحانی
ہر جرعہ کہ ساقیش بخاک افشاند — در دیدۂ من آتش غم بنشاند
سبحان اللہ تو بادہ می پنداری — آبے کہ صد دردولت بر ہاند

جبکہ دنیا میں ظلم و استبداد کی دھوم دھام تھی، شخصیت پرستی کی تاریکی خدا پرستی کی روشنی پر غلبہ کر لینا چاہتی تھی سلطنتوں کا وقار اور حکم برداری کا رعب دلوں پر چھایا ہوا تھا یا گویا کہ حیات کے نور پر ظلمت عصیاں نے قبضہ کر لیا تھا دنیا تاریک تھی اور روشنی کے لئے پھر تشنہ تھی وہ پھر سو گئی تھی جسے بار بار جگایا جا چکا تھا وہ پھر اسے بھول گئی تھی جو بار بار یاد دلایا گیا تھا انسان کا وہ پرانا زخم جسکے علاج کے لئے خدا کے رسول مبعوث ہوئے اور جسکو حضرت عیسیٰ ہی اللہ کے ہاتھوں سے آخری مرہم نصیب ہوا پھر دوبارہ تازہ ہو گیا تھا۔

اگرچہ آفتاب اسلام نے بت پرستی کے تاریک و سیاہ بادلوں کو ہمیشہ کے لئے پھاڑ دیا تھا اور دنیا کی سب سے بڑی اور پرانی تاریکی کا نشان نہیں رہا تھا لیکن اس کی جگہ ہر طرف نفس پرستی چھا گئی تھی انسان لہو و لعب حیات اور عیش و طرف دنیوی کے نشہ سے بدمست و سرشار ہو گیا تھا انسان کی معصیت پرستی اگرچہ قدیمی ہے اور شیطان اسی وقت سے موجود ہے جس وقت سے کہ انسان ہے تاہم اس میں کمی آنے کے بعد اس نے پھر زور پکڑ لیا تھا غرض دنیا کی حالت قریب قریب ایسی تھی جیسی کہ بعثت انبیا کے وقت رہی یعنی دنیا کی جو حالت ایک نبی کے جانے کے بعد اور دوسرے نبی کی آمد سے پیشتر ہوئی تھی وہی حالت ۴۷۰ھ میں تھی مگر چونکہ جناب خاتم الانبیا ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کی نبوتوں اور رسالتوں کو ختم کر دیا تھا اور آپ کی شریعت تکمیل و اہمیت کے لحاظ سے مضبوط بنیادوں پر مستحکم ہو چکی تھی اس لئے بعثت انبیاء کا سلسلہ تو ختم ہو چکا تھا اگر ضرورت تھی تو صرف تبلیغ و تجدید اسلام کی اور شاہراہ شریعت کو صاف اور منور کرنیکی۔

جہالت و معصیت پرستی کی تاریکی خبر دے رہی تھی کہ ہدایت و سعادت کی صبح طلوع ہونیوالی ہے مدتوں کی یہ تشنگی ثابت کر رہی تھی کہ ناوب و ارواح پر انوار الٰہی کی بارش ہونے والی ہے نفس و شیطان کی جابرانہ قوتیں ظاہر کر رہی تھیں کہ صفحۂ عالم پر ایک ایسی گرامی قدر ہستی برروئے کار آنیوالی ہے جو نفس و شیطان کے محکوموں کو دائرہ عبدیت و محبت الٰہی میں لے آئیگی اور مومن و مسلم دلوں کی مظلومی اور امنیت و عدالت کی بے بسی دنیائے استبداد کے نام اعلان کر رہی تھی کہ اب ظلم و استبداد کے دیوتا و جابر شیطانی قوتوں کے تسلط کے بعد سلطان الٰہی کا تخت بچھنے والا ہے۔

زمانہ نے عہد نبوت، خلافت راشدہ اور زمانہ مابعد کی اخلاقی و روحانی بلندیوں اور عظمت و جبروت کی وہ بلندیاں دیکھی تھیں جس کی گرد کو بھی ملائکہ مقربین نہ پہنچے تھے یہ تمام نظارے اس کے سامنے سے ایک ایک کر کے گذر چکے تھے خدا کے بندوں کو اس نے خشکی و تری دونوں پر حکمران دیکھا مگر دوایا لیکن عروج کے بعد زوال اور بہار کے بعد خزاں ناگزیر ہے بہار کے بعد خزاں میں جن آنکھوں نے خزاں کی بربادیوں کو خشک پتوں اور بے برگ و بار ٹہنیوں کے المناک منظر دیکھے تھے وہ بہار کے عیش کدہ گلزار کی شادابیوں کو دیکھنے کے لئے بیقرار تھیں اور گمراہیوں و تاریکیوں کے بعد علم و عرفان کی روشنی چمکنے والی تھی۔

حضرت غوث پاک کی ولادت

ایسے ہدایت و روشنی طلب زمانہ میں خدا شناسی کے موتی نے پدری صلب کے آسمان کی بلندی سے مادری رحم صدف میں نزول و حلول فرمایا۔ اس وقت آنجناب کی والدہ ماجدہ کی عمر تقریباً ساٹھ سال تھی اور یہ زمانہ توالد و تناسل کے لئے یاس و ناامیدی کا ہوتا ہے گویا آپکا وجود مبارک بطور خرق عادت ظاہر ہوا ؎

برزمینے کہ خطر سال روی اے آبحیات — گر ہمہ سنگ بود سبزہ تر برگردد
نخل خشکے کہ تو زیر سرش لفظے بنشینی — سبز و خرم شود و بار ز سر برگردد

ایسا وجود مبارک اگر آئینہ جیل کر ریہ اور افسردہ دل کے لئے ابر نوبہار اور مخزن انوار بننے والا تھا اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔

آپ کی ولادت با سعادت بمقام گیلان جسے جیلان بھی کہتے ہیں ۴۷۰ھ میں واقعہ ہوئی آپ سیدنا حضرت عبداللہ الصومعی الزاہد کے نواسے تھے جن کا شمار جیلان کے مشائخ و رؤسا میں ہوتا تھا آپ بہت بڑے صاحب فضل و کمال تھے نیز آپ بڑے مستجاب الدعوات اور صاحب کرامات شخص تھے ہمیشہ ذکر و اذکار میں مصروف رہتے تھے گو ضعیف و نحیف اور مسن تھے مگر نوافل کثرت سے پڑھا کرتے

تھے اور عبادت و طاعت الٰہی میں بڑی بڑی مشقتیں برداشت کیا کرتے تھے۔

آپ کے والد ماجد

آپ کے والد ماجد حضرت ابو صالح جنگی دوست تھے چونکہ آپ جہاد فی سبیل اللہ اور جنگ سے بہت ہی انسیت رکھتے تھے اس لئے آپ کے نام کے ساتھ جنگی دوست کا لفظ لگایا گیا جس کے معنے جنگ سے انسیت رکھنے والے ہیں اس لحاظ سے آپ ایک مجاہد فی سبیل اللہ باپ کے بیٹے تھے اور جنگ و جہاد فنا فی اللہ کا وہ مقام ہے جہاں عاشقان خدا پہنچتے ہیں خدا کی راہ میں کٹ مرنے کی آرزو رکھنا اور شہادت کی تمنا رکھنا وہ مقام ہے جہاں زبان و عرفان کی انفعالی کیفیت اور عمل صالح کا فاعلی ملکہ ظاہر ہوتا ہے بندگی کے جوہر کھلتے ہیں اور معبود حقیقی کے عشق کے طبعی جوش کا اظہار ہوتا ہے کیونکہ عشاق الٰہی کے نزدیک موت ایک ایسا پل ہے جو عاشق کو محبوب حقیقی سے ملاتا ہے اور پھر وہ موت جو اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر خدا کے رستے میں آئے اس موت کی تمنا میں تو بڑے بڑے اولیائے کامل مر گئے۔ خود خواجہ معین علیہ الف الف تحیات کی ساری زندگی جنگ و جہاد میں گذری ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ میری دلی آرزو ہے کہ میرا سر میدان جہاد میں تن سے جدا ہو جائے اور پھر سے مل جائے پھر جدا ہو جائے اور پھر جڑ جائے اور پھر جدا اور پھر جڑ جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ جو عاشق الٰہی خدا کے رستے میں جان قربان کرنے سے جی چراتا ہے وہ کیا خاک مجاہدہ نفس کا ثبوت دیتا ہے جو شخص اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر خاک و خون میں تڑپنے کے لئے تیار نہ ہو اس کو کوئی حق نہیں کہ وہ عشق و محبت الٰہی کا دم بھرے یاد رکھیے بزرگی اور ولایت کشف و کرامت کا نام نہیں بلکہ ابتغائے مرضات اللہ میں فنا ہو جانے اور جہاد فی سبیل اللہ کرتے کرتے مر جانے کا نام بزرگی اور ولایت ہے بس حضرت ابو صالح کا جنگ سے انسیت رکھنا ان کی بزرگی کے کمال کو ظاہر کرتا ہے۔

آپ کی والدہ ماجدہ

ادھر تو قدرت نے آپ کو ایسا بزرگ کامل نانا اور ایسا مجاہد فی سبیل اللہ باپ دیا تھا ادھر آپ کی والدہ ماجدہ کی شرافت و بزرگی بھی دیکھ لیجئے کہ جس صدف میں اس موتی نے منازل تخلیق کو طے کیا وہ کیسا کچھ مخزن انوار تھا آپ کی والدہ کا نام فاطمہ لقب امۃ الجبار اور کنیت ام الخیر تھی آپ ایسی سراپا خیر و برکت اور صاحب فضل و کمال تھیں کہ اپنے زمانہ کی تمام عورتوں کی سردار رہیں۔

وہ گھر جس میں ایسی عابدہ و زاہدہ ہستی ہو وہ کیوں نہ رشک جناں ہوگا اور یہ وہ تھا اسی گھرانہ کا جس میں وحی الٰہی آتی تھی جس کی کمسن خاتون جنت تھیں جس میں حسنین نے پرورش پائی تھی جس میں مولائے کائنات مجاہدہ فرمایا کرتے تھے اور جس کی شان میں ویطھرکم تطھیرا آیا ہے۔

اب اندازہ لگائیے کہ ایسا وجود مسعود جس کا ایسا نانا ایسا باپ اور ایسی ماں ہو وہ کیا کچھ نہ ہوگا نسلی خصائص میں سے کیا کچھ نہ پایا ہوگا اور فضل و کمال کے کتنے درجے طے کئے ہوں گے۔

آپ کا زمانہ شیر خوارگی اور عہد طفولیت

جب خدا کے اس پاک بندے اور ولی کامل نے اس دنیا میں قدم رکھا تو پیدا ہوتے ہی ثابت ہو گیا کسی نہ تھی بلکہ وہبی تھی اور آپ کے تمام کمالات خداداد تھے چنانچہ آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ آپ رمضان کے دنوں میں دودھ نہیں پیا کرتے تھے گویا روزے رکھتے تھے۔

تعالی اللہ زہے ذاتے کہ چوں نیرنگ ہستی یافت
صفائی گوہر پاکش دم از پرہیزگاراں زد

حضرت غوث الاعظم کی اس کرامت اور پیدائشی ولایت کا شہر میں گھر گھر چرچا ہو گیا کہ سادات کے ایک گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جو رمضان کے دنوں میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتا۔

حضور فرماتے ہیں کہ میں اوائل عمر میں جب لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا تو غیب سے آواز آتی کہ "اے میرے بندے میری طرف آ" جب میں اس آواز کو سنتا اور اپنے ارد گرد کسی کو نہ دیکھتا تو مارے خوف کے بھاگا ہوا اپنے گھر آتا اور اپنی ماں کی گود میں آ گرتا۔ اب میں اسی آواز کو خلوت میں سنتا ہوں جب میں سیر و سیاحت کرنے لگتا تو میں آواز سنتا کہ اے عبد القادر میں نے تمہیں اپنا برگزیدہ بنا لیا ہے نیز مجاہدہ کے دنوں میں جب نیند مجھ پر غلبہ کرتی تو یہ صدا میرے کانوں میں آتی۔ اے عبد القادر میں نے تجھے اس لئے پیدا نہیں کیا کہ تو سوتا رہے۔ غرض ایک آواز غیبی تھی جو آپ کو تماشا گاہ عالم کے لہو و لعب سے قدم قدم پر ٹوکتی تھی اور عالم تجرد کی طرف متوجہ کرتی تھی گویا آپ کو ایک لطیفہ غیبی ہوشیار و آمادہ کرتا تھا۔

چند سوئے دگراں می نگری اے رعنا — سوئے من آکہ ترا یار و فادار منم

سرزمین بغداد میں خیر و برکت کا پودا

اٹھارہ سال کی عمر تک آپ نے اپنے والدین کے سایہ عاطفت میں بڑے ناز و نعمت میں پرورش پائی ایک دن آپ اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اماں اب میں خدا کے نام میں لگنا چاہتا ہوں لہٰذا مجھے بخوشی اجازت دیجئے کہ بغداد جا کر تحصیل علم میں مشغول ہوں اور خدا کے نیک بندوں کی زیارت کروں۔ آپ کی یہ طبعی آواز آپ کے شاندار اور روحانیت پرور مستقبل کا پتہ دے رہی تھی آپ کی والدہ اپنے نور نظر کی مفارقت کے خیال سے رو پڑیں اور سبب دریافت کیا کہ آخر تم مجھے کیوں داغ مفارقت دینا چاہتے ہو؟ کہا میری دلی خواہش یہی ہے کہ میں علم حاصل کروں اور علم حاصل کرنے کے لئے بغداد سے بہتر مجھے کوئی اور مقام نظر نہیں آتا آپ کی والدہ یہ جواب سنکر خاموش ہو گئیں اور مجبوراً اجازت دینی پڑی۔

جس قدر بھی بندگان دین اور اولیائے عظام گذرے ہیں ان کے حالات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سب نے پہلے علوم ظاہری کی تکمیل کی اور پھر علوم باطنی میں کمال حاصل کیا لیکن آجکل کے مکار اور فریبی پیروں کا باوا آدم ہی نرالا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں علوم ظاہری سے کیا سروکار یہ تو خشک ملاؤں کا مشغلہ ہے مگر ہمارے پاس وہ علم لدنی ہے جس کی علماء کو ہوا تک بھی نہیں لگی ایسے ہی پیر ہیں جنہوں نے تصوف کو گندہ اور پیری کو بدنام و رسوا کیا اپنی جہالت و حماقت کو علم لدنی کے پردے میں چھپایا اور شیطانی افعال و دنیا پرستی پر طریقت و حقیقت کا غازہ ملا۔ یہ اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ جب تک ایک شخص کو علوم ظاہری میں کمال حاصل نہ ہو علوم باطنی میں کمال پیدا نہیں کر سکتا علم ظاہری اصل ہے اور علم باطنی اسکی فرع جب تک اصل ثابت نہ ہو فرع کی تلاش بے

سود ہے۔ دیکھئے اگرچہ حضرت غوث الاعظم پیدائشی ولی مشہور تھے مگر پھر بھی علوم ظاہری کے سوا آپ کو چارہ نظر نہ آیا پس جو لوگ مکار فریبی جاہل اور دنیا پرست پیروں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں ان کو آپ کی سیرت کے اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور پہلے اپنے پیر میں علوم ظاہری کا کمال دیکھنا چاہئے ورنہ وہ کسی انسان صورت ابلیس کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اپنے دین وایمان کو کھو بیٹھیں گے ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ۔۔۔ پس بہر دستے نہ باید داد دست

جھوٹ نہ بولنے کا عہد اور وداع

آپ کے والد بزرگوار نے میراث میں اسی دینار چھوڑے تھے آپ کی والدہ نے ان میں سے چالیس دینار ان کے بھائی کے لئے رکھ لئے اور باقی چالیس حضرت کو دیدیئے اور وہ بغل کے نیچے ایک کپڑے میں سی دیئے پھر آپ سے جھوٹ نہ بولنے کا عہد لیا اس سے زیادہ جامع وانفع نصیحت اور کوئی نہیں ہو سکتی کیونکہ جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ اور سچائی تمام نیکیوں کی اصل ہے یہی وجہ ہے کہ اہل سلوک کے یہاں اکل حلال اور صدق مقال کو مقدم رکھا گیا ہے۔

آپ کی والدہ نے جھوٹ نہ بولنے کا عہد لیکر اپنے پیارے بچہ کو وداع کرنے کیلئے باہر تشریف لائیں اور فرمایا خداوند تعالےٰ کی خاطر میں نے تجھ سے قطع تعلق کیا اور قیامت تک تمہارا منہ نہ دیکھونگی آپ فرماتے ہیں کہ پھر میں ایک قافلہ کے ہمراہ بغداد چلدیا جب ہم ہمدان سے گذرے تو اچانک ساٹھ سواروں نے ہمیں گھیر لیا اور قافلہ کا مال واسباب لوٹ لیا میری طرف بھی ایک شخص آیا اور پوچھا کہ تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا چالیس دینار جو میری بغل کے نیچے کپڑے میں سئے ہوئے ہیں اس نے اس بات گفتاری کو ہنسی سمجھا اور مجھے چھوڑ کر چلدیا اس کے بعد میں قافلہ کا سردار آیا اور اس نے ہمیں بھی سوال کیا اور میں نے وہی جواب دیا اس نے وہ کپڑا پھاڑ دینے کا حکم دیا اور وہ چالیس دینار اس کو مل گئے اس نے حیرانی سے دریافت کیا کہ تجھے کس بات نے اس سچائی کی جرأت دلائی میں نے کہا کہ چلتے وقت میری والدہ نے مجھ سے اقرار لیا تھا کہ میں جھوٹ نہ بولوں اسی عہد نے مجھے اس بات کی جرأت دلائی۔

سردار میری بات سنکر رو پڑا اور کہا تو اپنی والدہ کے عہد میں خیانت نہیں کرتا مگر میرا کیا حال ہوگا کہ عرصے سے خداوند تعالےٰ کے عہد میں خیانت کر رہا ہوں یہ کہکر اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی گویا وہ بزبان حال کہتا تھا ؎

برستا نہیں دیکھکر ابر رحمت ۔۔۔ بدوں پر بھی برسا دو برسانے والے
میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو ۔۔۔ کہ رستے میں ہیں جابجا تھانیوالے

پھر وہ سردار اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا کہ اے ظلم ومعصیت میں میرا ساتھ دینے والو آج ایک برسوں کا بھاگا ہوا نافرمان اور نمک حرام غلام اپنے معبود اور آقا کے دروازہ پر آگیا ہے اور میں بصدق اپنے گناہوں اور ظلم کاریوں سے تائب ہو گیا ہوں اس لئے اب تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتے تم آزاد ہو جہاں چاہو چلے جاؤ سب ساتھیوں نے یہ سنکر کہا کہ اے ہمارے آقا تو راہزنی میں ہمارا سردار تھا اب توبہ وندامت میں بھی ہمارا سردار ہے جب ہم نے گناہوں میں تیرا ساتھ دیا تو کیا اب نیکیوں میں تجھ سے جدا ہو جائینگے؟ اس کے بعد تمام راہزنوں نے لوٹا ہوا مال واسباب واپس کردیا اور سب نے آپ کے ہاتھ توبہ کرکے عابد وزاہد بن گئے۔

اللہ اللہ آپکی صداقت شعاری اور روحانی پاکیزگی میں کیسی جذب وتاثیر تھی کہ جو رسولؐ کے رہزن اور معصیت شعار تھے وہ ایک پل میں عابد وزاہد بن گئے سچ ہے ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے ۔۔۔ پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے
ترک عجمی کاکل ترکانہ بر انداخت ۔۔۔ از خانہ بروں آمد وصد خانہ برانداخت
آندم کہ عقیق لب خود درسخن آورد ۔۔۔ خون از دامن ساغر وپیمانہ برانداخت

بغداد میں داخلہ

آپ بغداد میں رات کے وقت ایسی حالت میں پہنچے کہ بارش ہو رہی تھی آپ شہر کے اندر داخل ہوگئے اور شیخ حماد بن مسلم دباس کی خانقاہ میں پہنچے شیخ موصوف نے جب آپ کو دیکھا تو اپنے خادم کو بلاکر روشنی بجھوادی اور خانقاہ کا دروازہ بند کرادیا اس لئے آپ دروازہ پر ہی ٹھیر گئے جب صبح ہوئی اور دروازہ کھلا تو آپ اندر داخل ہوئے شیخ موصوف نے اٹھکر معانقہ کیا آپ کو سینے سے لگاکر رونے اور کہا فرزند عبدالقادر! آج فقر وتصوف کی دولت ہمارے ہاتھ ہے اور کل تمہارے ہاتھ آئیگی ذرا دیکھنا استعمال کرنا۔

اے سرزمین عراق! تیرے لئے ایسے مبارک وجود کا قدم رکھنا مبارک ہو اب تیرے اندر سعادتمندی کے جملہ آثار نمایاں ہونگے رحمت کی بدلیاں چھائینگی اور علم وعرفان کی موسلا دھار بارش ہوگی قلوب وارواح کی خشک زمین سرسبز وشاداب ہوگی عمل صالح کا تخم بارآور ہوگا لطف وکرم کے شگوفے نکلیں گے نور ہدایت کی روشنی سے گھر گھر اجالا ہوگا تجھ میں تخت الٰہی بچھے گا اور نفس وشیطان کی جابرانہ حکومت کا تختہ الٹے گا اور آپ کے محاسن سے بلبلِ دل میں وجد پیدا ہوگا۔

آنی کہ نمانم ترا جز تو ان گفت ۔۔۔ ہرگز دُرِ اوصاف ترا جز تو نہ سفت
ہر دل کہ خراب گشت بیداد نہفت ۔۔۔ از تخم محبت تو گل گل بشگفت

اچھے اچھے گر پڑے ہیں اس کا جلوہ دیکھکر ۔۔۔ کھولنا آنکھیں ذرا اے چشم بینا دیکھکر
ہیں اس اک آئینہ میں لاکھوں طرح کی صورتیں ۔۔۔ رہ گئے حیرت بدنیا کا تماشا دیکھکر

تحصیل علم میں سب سے پہلے آپ نے قرآن مجید کی طرف توجہ کی کیونکہ یہی علوم اولین وآخرین کا منبع ومرکز ہے تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے قرآن شریف حفظ کرلیا اس کے بعد آپ نے علم فقہ حاصل کیا پھر علم ادب علم حدیث اور علم تفسیر وغیرہ جملہ علوم کی طرف توجہ کی اور آپ نے جملہ علوم وفنون اور ان کے اصول وفروع کو دور ونزدیک کے علمائے کرام مشائخ عظام اور ائمہ اعلام سے حاصل کرلیا۔

آپ مدت العمر حماد بن مسلمؒ کی ہی خدمت میں رہے انہیں سے بیعت کی اور انہی سے علم باطنی حاصل کیا۔

خرقہ آپ نے کس سے لیا

آپ کے خرقہ کا سلسلہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام تک اس طرح پہنچتا ہے آپ نے قاضی ابو سعید المبارک سے خرقہ پہنا انہوں نے شیخ ابو الحسن علی بن محمد القرشی سے انہوں نے ابو الفرح طرطوسی سے انہوں نے ابو الفضل عبدالواحد تمیمی سے انہوں نے شیخ ابوبکر شیخ شبلی سے انہوں نے شیخ ابو القاسم جنید بغدادی سے انہوں نے اپنے ماموں سری سقطی سے انہوں نے شیخ معروف کرخی سے انہوں نے داؤد طائی سے انہوں نے .... حبیب عجمی سے انہوں نے حضرت حسن بصری سے انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور آپ نے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے۔

آپ کا سلسلہ نسب لقب اور کنیت وغیرہ

آپ کا نام نامی واسم گرامی سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ہے محی الدین لقب اور ابو محمد کنیت ہے آپ کا نسب اس طرح ہے۔ ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح جنگی دوست

بن موسیٰ بن ابی عبداللہ یحییٰ الزاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امیرالمومنین ابو محمد الحسن بن امیرالمومنین علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان العربی الہاشمی الحسنی۔

آپ کا حلیہ

آپ کا بدن نحیف، قد میانہ، سینہ فراخ، داڑھی لمبی اور چوڑی، ابرو ملے ہوئے، رنگ گندم گوں، آواز بھاری اور چہرہ خوبصورت تھا ؎

صورت دیدار از نمی بندد — شکل خویش کہ نور می بارد
در خیالش بدوز دیدۂ دل — تا کہ آن نیز صورتے دارد
شیخ محی الدین بحسن لایزدل — تا شود منظر از قرب و قبول
آیت لطف عذار رخسار اوست — اے خوش آنکو عاشق دیدار اوست

حضرت غوث الاعظم بحیثیت خلیق انسان

انسان کا اصلی حسن اور حقیقی خوبی و کمال پاکیزہ اخلاق سے ہے جب انسان کے اندر پاکیزگی حیات کا نور چمک اٹھتا ہے تو اس کا ظاہر و باطن نور علیٰ نور ہو جاتا ہے ایک انسان جتنے زیادہ صفات جمیلہ و خصائل حمیدہ کا مالک ہوگا اسی قدر اس کا فضل و کمال مسلم ہوگا غرض اخلاقی زندگی انسان کا اصلی حسن اور حقیقی خوبی و کمال ہے اور انسانیت کا جوہر اب آیئے حضرت غوث الاعظمؓ کی پاکیزگی حیات کے نور کا نظارہ کیجئے آپ کی ذات مجمع البرکات ایسی شان ادائی و جلوہ نمائی کا متحرک و محسوس منظر پیش کرتی ہے کہ جس کے اول نظارہ سے عقل و فکر کی نگاہ خیرہ اور فہم و ادراک انسانی کی نظر تیرہ ہو جاتی ہے۔

آپ حد سے زیادہ خوش خو، مہربان، کریم النفس، دعا وفا اور دوستی کو نباہنے والے تھے باوجود بلندی مرتبہ کثرت علم اور علو درجات کے چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی عزت کیا کرتے تھے کسی صاحب مرتبہ اور امیر کی تعظیم کے لئے قیام نہ فرماتے اور نہ بادشاہ و وزیر کے دروازے پر جاتے تھے۔ درحقیقت صوفی صافی اور ولی کامل وہی ہے جو سوائے خدا کے تمام مخلوقات سے بے نیاز ہو جائے نہ کسی سے خوف کرے اور نہ کسی سے امید رکھے اگر اس کے دل میں کسی کا خوف ہو تو صرف خدا کا اور اگر کسی کی آرزو اور تمنا رکھے تو صرف اپنے معبود حقیقی کی وہ امرا و وزرا اور حکام کی صحبت اور تعلق سے نفور ہوتا ہے اور وہ سوائے خدا کی حکومت کے کسی حکومت کا خواہاں اور پاسدار نہیں ہوتا اگر کسی مدعی تصوف ان امور کے خلاف نظر آئے تو سمجھ لیجئے کہ نہ صوفی اور ولی نہیں بلکہ دنیادار انسان ہے جس کی دم ہمیشہ خوشامد میں ہلتی رہتی ہے حضرت غوثیت مآب نے جس شان بے نیازی کو نباہا اس نے ثابت کر دیا کہ ؎

صوفی ہے وہی جس پہ ہو اللہ کا سایہ — صوفی نہ نہیں جس پہ ہو سرکار کا سایہ

آپکی حق گوئی اور بے لاگ صداقت

قرآن مقدس نے بتلایا ہے کہ مسلمان خدا کی زمین میں شاہد یعنی سچائی کی گواہی دینے والے ہیں پس اسلام کے فرائض و واجبات میں سے ایک اہم فرض یہ ہے کہ وہ حق کو حق اور ظلم کو ظلم کہے۔ اسلامی زندگی کا یہ وہ عنصر ہے جس کے الگ کر دینے کے بعد مسلمان کی مابہ الامتیاز خصوصیت معدوم ہو جاتی ہے یہ خصوصیت بھی آپ میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے آپ حق بات کو منبر پر کھڑے ہو کر صاف کہدیا کرتے تھے اور ظلم و استبداد پر بڑے بڑے ظالموں کی مذمت کیا کرتے تھے چنانچہ جب خلیفہ المقتفی لامر اللہ نے ابوالوفا یحییٰ بن سعید کو قاضی بنایا تو آپ نے منبر پر چڑھکر علی الاعلان خلیفہ سے کہدیا کہ تم نے ایک بہت بڑے ظالم شخص کو منصب قضا پر مامور کیا ہے تم کل اپنے پروردگار کو کیا جواب دو گے جو اپنی مخلوقات پر نہایت مہربان ہے خلیفہ یہ پُر درد آواز سنکر کانپ اٹھا اور اسی وقت اس کو منصب قضا سے معزول کر دیا۔

آپ کی سخاوت

آپ بڑے سخی اور صاحب لطف و عطا تھے بغیر کسی مہمان کے کھانا تناول نہ فرماتے تھے آپ غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ ہمنشیں رہتے ان کی بدخوئی اور بے ادبی برداشت کرتے ان کی برائیوں سے درگذر کرتے اور حتی الامکان ان کی حاجت روائی کرتے تھے ہر ایک کے ساتھ ایسے اخلاق اور لطف و مدارات سے پیش آتے تھے کہ ہر ایک شخص یہ گمان کرتا تھا کہ شیخ کا جو تعلق میرے ساتھ ہے وہ اور کسی کے ساتھ نہیں۔

آپ حد سے زیادہ رقیق القلب اور خوش خلق تھے فحش اور بیہودہ باتوں سے سخت متنفر تھے، اگر کسی سے دوستی کرتے تو محض خدا کے لئے اور اگر دشمنی کرتے تو صرف خدا کے لئے اپنے نفس کی خاطر کسی پر غضب و غصہ نہ کرتے تھے حتی الامکان سائل کے سوال کو رد نہ کرتے تھے۔

شیخ موفق الدینؒ فرماتے ہیں کہ جب ہم آپ کی خدمت بابرکت میں گئے تو آپ نے ہمیں اپنے مدرسہ میں ٹھیرایا آپ ہی اکثر ہمارے پاس تشریف رکھا کرتے تھے آپ اپنے صاحبزادے کو ہمارے پاس بھیجدیتے وہ ہمارا چراغ روشن کر جایا کرتے اکثر اوقات اپنے دولت خانہ سے بھی ہمارے لئے کھانا بھیجا کرتے تھے آپکی مجلس میں بیٹھنے والے کو یہ گمان کبھی نہ ہوتا تھا کہ آپ کے نزدیک اس سے زیادہ اس مجلس میں اور کسی کی بھی عزت و وقعت ہے۔

شیخ محمد قائد روانی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمتہ کے پاس تھا اس روز میں نے آپ سے کئی باتیں پوچھیں میں نے آپ سے یہ بھی پوچھا کہ آپ کی عظمت و بزرگی کا مدار کس بات پر ہے آپ نے فرمایا راست گوئی پر میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا حتی کہ جب میں مکتب میں پڑھتا تھا جب بھی جھوٹ نہیں بولا۔

ایک غریب گھر آپ کے جود و سخا سے دولتمند ہو گیا

شیخ عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے والد حج کو گئے آپ ایک اونٹنی پر سوار تھے، رات بسر کرنے کے لئے آپ ایک گاؤں میں اتر پڑے پھر فرمایا دیکھو یہاں سب سے زیادہ مفلس گھر کس کا ہے آپ کے مریدوں نے تلاش کرنے کے بعد فرمایا کہ یہاں گلبر والوں کا ایک گھر سب سے زیادہ مفلس ہے جس میں ایک بوڑھا مرد، ایک سن رسیدہ عورت اور ایک کمسن لڑکی رہتی ہے آپ نے اسی مکان میں رات بسر کرنے کی اجازت مانگی مالک مکان نے خوشی سے اجازت دیدی۔ چنانچہ آپ اسی مکان

میں ٹھیرے جب گاؤں کے رؤسا اور مشائخ کو آپ کی تشریف آوری کا علم ہوا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور ہمارے غریب خانہ پر چلیں لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا۔ آپ کی تشریف آوری کی خبر سنتے ہی خلق اللہ آپ کے دیدار کے لئے اکھٹی ہو گئی اور سونا چاندی بھیڑ بکری وغیرہ کا ڈھیر آپ کی خدمت میں لگا دیا آپ نے اپنے عقیدتمندوں سے فرمایا ہم نے ان تمام چیزوں سے قطع تعلق کر لیا ہے جن کی ہمیں ضرورت نہیں لہذا یہ سب مال و اسباب اس گھر والوں کو دیدو غرض آپ نے رات اسی جگہ بسر کی اور علی الصباح روانہ ہوگئے راوی کہتا ہے کہ جب کئی سال کے بعد میں اس گاؤں میں گیا تو دیکھا کہ سب محلہ والوں سے بڑھکر اس کے مال مویشی ہیں میں نے اس سے پوچھا کہ یہ دولتمندی کہاں سے حاصل ہوئی؟ اس نے جواب دیا یہ اس رات کی برکت ہے جس رات کو حضرت شیخ یہاں تھے ؎

بینوایان ازل و دربے ساماں را	سر و ساماں سعادت بنوا می بخشی
گر ہے دینے و عقبیٰ بگدائے چہ عجب	بہ نظر مرتبہ قرب خدا می بخشی

آپ کا ایثار

حضرت غوث پاک خود بیان فرماتے ہیں کہ بغداد کے قیام میں ایک دفعہ ... بیس روز تک مجھے کوئی چیز کھانے کو نہیں ملی جب میں بھوک سے بہت تنگ ہوا تو ایوان کسریٰ کی طرف چلدیا کہ شاید وہاں سے کوئی چیز دستیاب ہو جائے گی میں نے وہاں جا کر دیکھا کہ میرے سوا ستر اولیاء اللہ اور بھی تلاش قوت لایموت میں سرگرداں ہیں یہ دیکھکر میں نے مناسب نہ سمجھا کہ ان کی تلاش میں مزاحم ہوں لہذا میں بغداد واپس لوٹ آیا یہاں آتے ہی مجھے شہر کا ایک شخص ملا جسے میں نہیں جانتا تھا اس شخص نے مجھے چاندی سونے کے کچھ ریزے دیکر کہا کہ یہ تمہارے لئے تمہاری والدہ نے بھیجے ہیں میں نے یہ ریزے لے لئے ایک تو اپنے پاس رکھ لیا اور باقی ریزے لیکر ایوان کسریٰ کی طرف پہنچا جہاں اولیائے کرام قوت لایموت کی تلاش میں تھے میں نے وہ سارے ریزے انھیں میں تقسیم کر دیئے انہوں نے پوچھا یہ کہاں سے لائے؟ میں نے کہا یہ میری والدہ ماجدہ نے بھیجے ہیں انہوں نے خوشی خوشی ان کو لے لیا اور میں واپس بغداد آیا یہاں آکر میں نے اس ریزے کا کھانا خریدا اور دوسرے فقراء کے ساتھ کھا کر وہ رات بسر کی ؎

دست جود و کرم حضرت فیاض تو ئی	ہرچہ باید ہمہ داری و نہ داری ثانی
خلق و خوبی و ملاحت لباحت داری	تو نازیم کہ ہم جانی و ہم جانانی

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی بحیثیت عابد و زاہد

قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالےٰ نے اپنے بندوں سے دو طرح پر تخاطب کیا ہے یا یوں سمجھئے کہ ان سے دو چیزوں کا مطالبہ کیا ہے ایک تو آمنوا اور دوسرے عملوا الصّٰلحٰت یعنی ایمان لاؤ اور نیک عمل کرو ایمان تخم ہے اور عمل صالح اس کا ثمر ہے اور کسی مسلمان میں حقیقت ایمان متحقق نہ ہوگی تو وہ صحیح معنوں میں محبت و عبدیت الٰہی کا ثبوت نہیں دے سکتا ایمان ہی ہے جو ایک مسلمان میں عمل کی آمادگی اور جذبۂ عبدیت پیدا کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ اسلامی زندگی میں کمال پیدا کرنے کے لئے صحیح علم و عمل کی ضرورت ہے۔

حضرت غوث الاعظم میں یوں تو تمام کمالات خدا داد تھے اور آپ کی ولایت کسبی نہیں بلکہ وہبی تھی تاہم آپ کے کمالات کا ظہور عملی زندگی میں اس طرح ہوا کہ قرآن کی اسی تعلیم کے مطابق پہلے علم کی طرف توجہ کی کیونکہ آپ جانتے تھے کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے جو نفوس مریضہ کے لئے شفائے کلی ہے تقویٰ و پرہیزگاری کا سیدھا راستہ ہے صراط مستقیم کے لئے صحت اور واضح دلیل ہے، یقین کے تمام طریقوں میں سب سے اعلیٰ و انسب ہے ان جذبات صادقہ کے ماتحت اپنے علوم و فنون متداولہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد عبادات و مجاہدات کی طرف رجوع کیا۔ حضور خود فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نفس کو بڑی بڑی ریاضتوں اور مجاہدوں میں ڈالا میں پچیس برس تک عراق کے بیابانوں میں تنہا پھرتا رہا اس اثنا میں نہ خلق مجھے جانتی تھی اور نہ میں خلق کو البتہ اس وقت میرے پاس جن آیا کرتے تھے اور میں انھیں علم طریقت اور وصول الی اللہ کی تعلیم دیا کرتا تھا۔

آپ تین سال تک ایک ہی جگہ بیٹھے رہے

آپ فرماتے ہیں کہ جب میں عراق کے بیابانوں میں سیاحت کی غرض سے نکلا تو حضرت خضر علیہ السلام بھی میرے ہمراہ ہو لئے میں نے ان کو اس وقت پہچانا جبکہ انہوں نے ظاہر کیا مجھ سے ایک عہد لیا کہ میں آپ کی مخالفت نہ کروں گا یہ عہد لیکر آپ نے مجھ سے فرمایا یہاں بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا آپ تو مجھے یہ حکم دیکر چلدیئے اور میں تین سال تک اسی جگہ بیٹھا رہا اور آپ ہر سال آتے اور مجھ سے کہہ جاتے کہ میرے آنے تک یہیں بیٹھے رہنا اس اثنا میں دنیا اور دنیاوی خواہشیں مختلف شکلوں میں میرے سامنے آتیں اور میرے دل کو لبھاتیں مگر اللہ تعالےٰ نے مجھے کچھ ایسی شان بے نیازی عطا فرمائی کہ میں ان کی طرف مطلق التفات نہ کرتا۔

اس کے بعد مدت دراز تک میں شہروں کے ویران اور خراب مقامات میں بسر کرتا رہا اور نفس کو طرح طرح کی ریاضتوں اور مشقتوں میں ڈالا چنانچہ ایک سال میں نے صرف ساگ پات کھا کر گذارا کیا اور پانی کو مطلق منہ نہیں لگایا۔ پھر ایک سال محض پانی ہی پیکر گذارا کرتا رہا اور کھانا کچھ نہیں تھا پھر ایک سال کھانا پانی اور سونا سب کچھ چھوڑ دیا۔

ابلیس نے آپ کے مجاہدہ اور نفس کشی کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے

آپ فرماتے ہیں اسی عبادت و ریاضت کے زمانہ میں ایک دفعہ میرے پاس ایک کریہہ منظر اور بدبودار شخص آیا اور کہنے لگا میں ابلیس ہوں مجھے اور میرے گروہ کو آپ نے عاجز کر دیا ہے میں اپنا پورا زور لگا چکا مگر آپ پر میرا کچھ قابو نہ چل سکا اور آپ کے قدم راہ سلوک میں ذرا نہ ڈگمگائے اس لئے اب میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا بدبخت چلا دور ہو مجھے تجھپر اطمینان نہیں تو مردود ازلی ہے تجھ سے مطمئن ہونا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے میرا یہ کہنا تھا کہ اوپر سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور اس کو اس زور سے مارا کہ وہ زمین میں دھنس گیا اس واقعہ کے بعد دوسری مرتبہ ابلیس میرے پاس آیا اس دفعہ اس کے پاس آگ کے شعلے تھے جن کے ساتھ وہ مجھ سے لڑنا چاہتا تھا وہ مردود مجھپر حملہ کرنا ہی چاہتا تھا کہ اچانک ایک شخص گھوڑے پر سوار میرے پاس آیا اور مجھے تلوار دی یہ دیکھتے

بھی ابلیس الٹے پاؤں لوٹ گیا تیسری دفعہ پھر میں نے اس کو دیکھا اس دفعہ یہ خائب خاسر مجھ سے دور بیٹھا ہوا رو رہا تھا اپنے سر پر خاک ڈال رہا تھا اور کہہ رہا تھا عبدالقادر اب میں تم سے نا امید ہوگیا۔ میں نے کہا ملعون دور ہو میں تیری جانب سے کسی حالت میں بھی مطمئن نہیں پھر اس نے مجھ پر بہت سے شرک اور وساوس کے شیطانی جال پھیلا دیئے اور کہا یہی وہ جال ہیں جن سے شیطان تم جیسے لوگوں کا شکار کیا کرتا ہے یہ سنکر پھر میں نے اس ملعون کو ڈانٹا اور وہ بھاگ گیا اس کے بعد سال بھر تک میں نے اُن باتوں کی طرف کوئی توجہ نہیں کی یہانتک کہ اس کے تمام جال ٹوٹ گئے پھر اس نے بہت سے اسباب مجھ پر ظاہر کئے میں نے پوچھا یہ کیسے اسباب ہیں اس نے کہا کہ یہ خلق کے اسباب ہیں جو تم سے ملے ہوئے ہیں میں نے سال بھر تک ان کی طرف بھی التفات نہ کیا یہانتک کہ یہ اسباب بھی مجھ سے منقطع ہوگئے اور میں ان سے جدا ہوگیا۔

اس ریاضت و نفس کشی کے بعد مجھ پر میرے باطن کا انکشاف کیا گیا تو میں نے اپنے دل کو بہت سے علائق سے ملوث پایا میں نے دریافت کیا یہ علائق کیا ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ علائق تمہارے ارادے اور اختیارات ہیں میں ایک سال تک ان کی طرف سے بھی بے نیاز رہا یہانتک کہ ان سب علائق کی زنجیریں ٹوٹ گئیں اور مجھے ان سے خلاصی نصیب ہوئی۔

پھر مجھ پر میرا نفس ظاہر کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ابھی اس کے امراض باقی ہیں اس کی خواہش بھی زندہ ہے اور اس کا شیطان بھی سرکش ہے میں پھر مجاہدہ میں مشغول ہوا اور سال بھر تک نفس کے ساتھ جہاد کرتا رہا یہانتک کہ میرے نفس کے کل امراض جاتے رہے اس کی خواہش مرگئی اور اس کا شیطان مسلمان ہوگیا اب اس میں سوائے امرالٰہی کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ میں تنہا ہوکر اپنی ہستی سے جدا ہوگیا اور میری ہستی مجھ سے الگ ہوگئی اور میں نفس کشی میں اپنے مقصود کو پہنچا اس کے بعد میں توکل کے دروازہ پر آیا تو دیکھا کہ توکل کے دروازہ پر بہت بڑا ہجوم ہے میں اس کو ہٹاتا ہوا اندر چلا گیا اس کے بعد میں غنا کے دروازہ پر آیا یہاں بھی بڑا ہجوم ملا اور میں اسکو ہٹاتا ہوا اندر چلا گیا اس کے بعد شاہدہ کے دروازہ پر آیا یہاں بھی بہت بڑا ہجوم ملا اور میں اسی طرح اس کو چیرتا ہوا اندر داخل ہوگیا۔ اس کے بعد میں فقر کے دروازہ پر آیا تو اس دروازہ کو خالی پایا اس میں داخل ہوا اندر جاکر دیکھا تو میں نے جن جن چیزوں کو ترک کیا تھا ان سب کو وہاں موجود پایا یہاں مجھے ایک بہت بڑے روحانی خزانے کی فتوحات ہوئی، روحانی عزت، غنائے حقیقی اور سچی آزادی ملی؛

بتلاؤ کیا تمھیں یہ نفس کشی اور عبادت و ریاضت کسی اور جگہ بھی نظر آتی ہے ہرگز نہیں یہی تو عبادت و ریاضت تھی جس نے حضور کو قطبیت کے درجہ تک پہنچایا اور فقر و تصوف کی بنیادوں کو مضبوط کیا۔

حضرت غوث الاعظم بحیثیت مبلغ وواعظ اسلام

مسلمان دنیا میں اس لئے آئے ہیں کہ وہ خلق خدا کی خدمت کریں اور انسانوں کی فلاح و بہبود میں ہر وقت مستعد رہیں ہم تمام عالم کی خدمت کریں اور ہم اپنے معبود کی عبادت و اطاعت کے لئے وقف رہیں اور مخلوق کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ ہم لوگوں کو نیکی و ہدایت کی طرف بلائیں اور برائی و گمراہی کے راستے سے روکیں ہماری زندگی کا نصب العین تمام عالم کی محافظت ہے اور امت مسلمہ کا وجود اس لئے ہے کہ ان کا وجود تمام دنیا کے لئے کعبہ بنے چنانچہ قرآن حکیم نے ان امور کو یوں ذہن نشین کرایا ہے

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس	تم تمام دنیا کی امتوں سے بہترین امت ہو
تامرون بالمعروف وتنھون	لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو
عن المنکر وتؤمنون باللہ ط	برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو

اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا بہترین امت ہونا صرف اس علت پر موقوف ہے کہ وہ اللہ کی زمین پر حق کے قیام و اعلان اور برائیوں کے استیصال کے ذمہ دار ہیں تمام عالم میں صداقت کے پھیلانے اور خدا کی مخلوق کو خدا کی حکومت کے سایہ میں لے آنا ان کا فرض اولین ہے اور ہر طرح کی برائیوں کی کثافتوں سے ان لوں کو پاک کرنا انکا وصف خصوصی ہے اس آیت مبارکہ میں یہ امر قابل غور ہے کہ اس میں امر معروف و نہی عن المنکر کو ایمان باللہ پر مقدم کیا ہے جس سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی انتہائی فضیلت و اہمیت ثابت ہوتی ہے۔

امت مرحومہ کا مقصد زندگی

مسلمان تمام عالم کے وارث ہیں ان کو بہترین امت اس لئے بنایا گیا ہے کہ وہ تمام عالم کی اصلاح و بہتری کی کوشش کریں قرآن کریم میں ایک جگہ مسلمانوں کے اس فرض کو یوں جتلایا گیا ہے:۔

ولتکن منکم امۃ یدعون	تم میں سے وہ جماعت ہونی چاہیے جو دنیا
الی الخیر ویامرون بالمعروف	کو نیکی کی طرف بلائے بھلائی کا حکم دے
وینھون عن المنکر اولئٓک	اور برائیوں سے روکے ایسے ہی لوگ دنیا
ھم المفلحون ٥	میں فلاح یافتہ ہیں۔

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ امت مرحومہ کا مقصد زندگی دنیا میں دعوت الی الخیر والحق ہے اور امر معروف و نہی منکر ہر مسلمان کا فرض ہے مگر پہلے خود مسلمان کا وجود پاکیزگی حیات کی وجہ سے تمام عالم کے لئے کعبہ بنے اور دنیا میں برائیوں اور کثافتوں کے دور کرنے سے پہلے خود تمام برائیوں اور کثافتوں سے پاک و صاف ہو جائے ورنہ جو خود تاریک ہے وہ دوسروں کو کیا روشنی دیگا اور جو خود پستی میں پڑا ہوا ہے وہ دوسروں کو بلندی پر کیونکر پہنچا سکیگا نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان کی عظمت و بزرگی دعوت الی الحق اور دنیا کی صلاح و فلاح کی وجہ سے ہو نہ کہ مافوق الفطرت کراماتوں کی وجہ سے یہی وجہ ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام خدا کے دین کی تبلیغ و اشاعت کرتے تھے پس اگر کسی ایہ ناز ہستی کی قدوسیت کا پتہ لگانا ہے تو یہ دیکھو کہ اس کے وجود سے دنیا کو کیا فائدہ پہنچا؟ اور اس نے اس فرض کو کس سرگرمی کے ساتھ ادا کیا؟

حضرت غوث الاعظم کی گرامی قدر ہستی انہی تفصیلات کی جیتی جاگتی شرح ہے آپکو اسی مقصد حیات و سعی کے لحاظ سے بلندی و عظمت کی قدوسیت بخشی گئی دین الٰہی کی تبلیغ و اشاعت ہی ہے جس نے حضور کو اس درجہ تک پہنچایا۔ غوث الاعظم کے نام لیوا آپ کی عظمت و بزرگی اس وجہ سے نہیں کہ انھوں نے ایک چور کو اک نگاہ لطف سے قطب عالم بنا دیا اور بارہ برس کی ڈوبی ہوئی کشتی صحیح سالم نکالدی بلکہ اس وجہ سے ہے کہ آپنے خدا کے مردہ دین کو زندہ کر دیا اور وہ کام کر دکھایا جو انبیا سے

آپ کا لقب محی الدین ہونیکی وجہ

کسی نے سیدنا شیخ عبد القادر سے دریافت کیا کہ حضور آپ کے محی الدین سے ملقب ہونیکا کیا سبب ہوا؟ فرمایا میں ایک دفعہ بغداد کے سفر سے واپس آ رہا تھا کہ اتفاقاً مجھے ایک شخص ملا جو بیمار کی طرح خراب و خستہ لاغر اور زرد چہرہ تھا وہ میری طرف آیا اور خشک سال پودے کی طرح میرے پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ اے میرے سردار مجھے استقامت کے ہاتھ سے بیٹھا اور آبحیات کے چشمے سے سیراب کر میں نے اُسے اپنے سامنے بٹھایا اور اس پر دم کیا وہ اسی وقت پھول کی طرح تر و تازہ ہوگیا اس کے بعد اس شخص نے پوچھا کہ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں کہ میں کون ہوں! میں نے کہا کہ نہیں اس نے کہا کہ میں آپ کے جد بزرگوار کا دین ہوں اس زمانہ میں میں اس حالت تک پہنچا تھا مگر آپ کے طفیل سے مجھے دوبارہ زندگی ملی آپ محی الدین یعنی دین کے زندہ کرنے والے ہیں ؎

عیسےٰ از مردہ تنے زندہ بدم میکردے   زندہ شد از تو دلِ دین زہے اعجاز کہ است

حضور فرماتے ہیں کہ اسی وقت سے میں اسی لقب سے بلایا جانے لگا۔

آپ فرشتوں میں باز اشہب کے نام سے مشہور ہیں

شیخ ابو سلیمان داؤد ابن یوسف سے بسند متصل منقول ہے کہ ایک دن لوگوں نے شیخ عقیل کے پاس ذکر کیا کہ ایک عجمی شریف جوان جس کا نام عبد القادر ہے بغداد میں مشہور ہوا ہے۔ فرمایا آسمان پر اس سے بھی زیادہ رفیع القدر نام سے مشہور ہے یعنی فرشتوں میں باز اشہب کے نام سے پکارے جاتے ہیں چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں ؎

انا بلبل الافراح املاء دوحها   طربا وفی العلیا وباز اشهب

یعنی میں خوشیوں کا بلبل ہوں اور ان کے درخت کو نغموں سے پُر کرتا ہوں اور عالم بالا میں میں باز اشہب ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ جناب سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا سے جاتے وقت اپنی امت کو دو چیزیں دی تھیں کتاب اللہ اور اہل بیت۔ گویا آپ نے اپنا قائم مقام دو چیزوں کو ٹھیرایا تھا قرآن مقدس اور اہل بیت جس کا یہ مطلب تھا کہ اسلام کا علم قرآن ہے اور عمل سادات کی زندگی یعنی سادات کو اسلام کا عملی نمونہ ہونا چاہیئے کیونکہ دنیا کی صلاح و فلاح خصوصی طور پر ان کی ذات سے وابستہ ہے اس نظریئے کو سیدوں کے سرتاج سیدنا غوث الثقلین نے عملی رنگ میں سچا کر دکھایا اور سادات کو سبق دیا کہ سیدوں کو دین کی خدمت کے لئے ہر وقت کمربستہ رہنا چاہیئے اور ان کے وجود سے اسلام کو تقویت ملنی چاہیئے اسی میں ان کا شرف و امتیاز ہے اور یہی انکی مابہ الامتیاز خصوصیت ہے اگر سادات اس شرف و امتیاز کو کھو دیں تو پھر عام مسلمانوں سے زیادہ ان کا کوئی شرف و امتیاز نہیں

بغداد سے چلے جانے کا قصد اور فرشتہ غیبی کی رکاوٹ

شیخ عبد اللہ جبائی بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے آپ نے بیان کیا کہ بغداد میں کثرت فتنہ و فساد کی وجہ سے میں نے چلے جانیکا قصد کیا چنانچہ میں قرآن مجید گلے میں ڈال کر محلہ حلبہ کے دروازہ سے باہر کی طرف نکلا تو کسی نے مجھ سے کہا واپس لوٹ جاؤ تم سے خلق خدا کو نفع پہنچے گا میں نے کہا خلق کا مجھے کیا حق ہے میں اپنے دین کی حفاظت کے لئے جاتا ہوں کہنے والے نے جواب دیا کہ تم پر خلق کا بہت حق ہے لہٰذا تم یہیں رہو تمہارا دین سلامت رہے گا اس سوال و جواب کے بعد میں واپس بغداد لوٹ آیا۔

بھلا آپ جا ہی کہاں سکتے تھے جبکہ مشیت الٰہی میں مقدر تھا کہ بغداد میں ہی آپ کی عظمت و بزرگی کا علم گڑے اور بغداد ہی منبع علم و عرفان ثابت ہوئے

چوں رسد فتح نسداذری از ادرج   خلق مے آید زہر سو فوج فوج

چونکہ آپ کی ذات سے اسلام کو تقویت اور خلق کو نفع پہنچنے والا تھا اس لئے ایسا آپ بخاطر جمعیت یہیں مقیم ہوگئے آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں سو رہا تھا ظہر کی نماز کا وقت تھا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں اے میرے فرزند! تم لوگوں کو وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا اے جد بزرگوار! میں ایک عجمی شخص ہوں فصحائے بغداد کے سامنے کیسے زبان کھولوں؟ آپ نے فرمایا اپنا منہ کھولو میں نے اپنا منہ کھولا تو آپ نے سات دفعہ میرے منہ میں تھتکارا پھر فرمایا جاؤ اب وعظ و نصیحت کرو اور حکمت و موعظت کے ساتھ لوگوں کو خدا کے راستہ کی طرف بلاؤ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی ظہر کی نماز پڑھی اور بعد نماز خلاف معمول بہت سی خلقت میرے گرد جمع ہوگئی اور میں کچھ مرعوب سا ہوگیا۔

اس کے کچھ دن بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا آپ نے بھی فرمایا اپنا منہ کھولو میں نے اپنا منہ کھولا تو آپ نے چھ دفعہ تھتکارا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ پوری سات دفعہ کیوں نہیں تھتکارتے آپ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرتا ہوں اس لئے پوری سات دفعہ نہیں تھتکارتا پھر آپ مجھ سے پوشیدہ ہوگئے اور میری آنکھ کھل گئی اب جو میں نے اپنے تئیں دیکھا تو نظر آیا کہ غواص ذکر دل کے دریا میں غوطے لگا لگا کر حقائق و معارف کے موتی نکال نکال ساحل سینہ پر ڈال رہا ہے اور جذبہ تبلیغ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ لوگو آؤ! طاعت و عبادت کے لئے ہمارا نمایہ موتی خرید کر بیچا ڈ اور دین و دنیا کے مالک بنکر یہ شعر پڑھتے ہوئے اپنے گھر واپس جاؤ ؎

علی مثل لیلی یقتل المرء نفسه   ویحلو له مر المنایا والعذب

یعنی انسان لیلے جیسے معشوق پر اپنی جان قربان کر دیتا ہے اور اس کی ساری سختیاں حلاوت سے بدل کر شیریں ہو جاتی ہیں۔

خدمت خلق اور وعظ و نصیحت کی ابتداء

دوسروں کی اصلاح سے پہلے اپنی اصلاح ضروری ہے دوسروں کو پاکیزہ زندگی کا سبق دینے سے پہلے خود تزکیہ قلب اور تزکیہ نفس حاصل کرنا لازمی ہے۔ اسلام نوع انسانی کو اخلاق کی تعلیم دیتا ہے حق پسندی کی تلقین کرتا ہے اور جور و ظلم سے متنفر رہنے کی ہدایت کرتا ہے اور ان امور کو مسلمانوں پر فرض کر دیا ہے۔ علم و عمل کی جامع اور حقوق اللہ و حقوق العباد کی بنیاد ہیں یہی باتیں عمل کی اساس اور علم کا سرچشمہ ہیں اور اسلام نے خلوص کو ابو الاعمال قرار دیا ہے جس کے بغیر وعظ و نصیحت بیکار محض ہے یاد رکھیے یہی وہ خوبیاں ہیں جن کے بغیر تمام خوبیاں بیکار ہیں بس جبتک ایک شخص خود کو عملی نمونہ نہ بنا لے اور اخلاص کے ذریعہ اپنے اندر روحانیت اور قوت قدسی نہ پیدا کر لے اس کو

میدان ارشاد میں قدم نہ دھرنا چاہیئے۔

ذرا تاریخ اٹھا کر دیکھو ان مسلمانوں کی زندگیوں کا جائزہ لو جو دنیا میں کامیاب ترین تسلیم کئے گئے ہیں اور اس امر کا پتہ لگاؤ کہ ان کے اندر کونسی چیز تھی جس نے انھیں آسمان شہرت پر آفتاب و ماہتاب بنا کر چمکایا تلاش و جستجو کے بعد تم کو معلوم ہوگا کہ انہوں نے پہلے خود کو اسلام کا عملی نمونہ بنا لیا تھا اور ان کے پاس خلوص لازوال دولت تھی انہی دو چیزوں نے ان کو بے داغ شہرت کا سرمایہ دار بنایا . . . .

انہی دو چیزوں سے ان میں روحانیت اور قوت قدسی پیدا ہو گئی اور زبان میں وہ تاثیر پیدا ہو گئی کہ منہ سے نکلے ہوئے الفاظ تیر و نشتر بنکر دل و جگر میں اتر جاتے تھے اور وہ خلوص و عمل کی برکت ہی سے قلوب و ارواح کی دنیا کو مسخر کر لیتے تھے۔

آج ہمارے مصلحوں، واعظوں، مبلغوں، لیڈروں اور کارکنوں کو کیوں کامیابی نصیب نہیں؟ کس لئے ہماری تلقین اور ہماری پند و نصیحت کا اثر نہیں ہوتا؟ کیا وعظوں نصیحتوں اور افہام و تفہیم کی کچھ کمی ہے؟ کیوں ہماری زبانوں سے نکلے ہوئے الفاظ فضائے آسمانی میں گم ہو کر رہ جاتے ہیں اور کیا علم و کمال کا فقدان ہے؟ ہمارے اندر سب کچھ موجود ہے مگر وہ چیز نہیں جس کو عمل، خلوص للہیت اور بے نفسی کہتے ہیں واعظوں اور مبلغوں میں روحانیت اور قوت قدسی مفقود ہے عالم اور واعظ بے عمل اور ریاکار ہیں اور ان کی چیخ و پکار اور اصلاحی و تبلیغی کاموں اور کوششوں کی پشت پر عمل کی برکت اور خلوص کی لازوال دولت نہیں جس کے بغیر ہماری تمام کوششیں بیکار ہیں چیخ و پکار ہے جو بے اثر و بے عمل ہے اجلاس و پروگرام لہو و لعب ہیں اسکیمیں فیل ہیں اور ہمارا مذہب بے اثر ہے۔

آؤ اور ہمارے مدوح میں روحانیت، قوت قدسی، عمل، خلوص، للہیت اور بے نفسی کا مشاہدہ کرو اور دیکھو کہ آپ کے الفاظ قلوب و ارواح کی دنیا میں کیا اضطراب و انقلاب پیدا کر کے عمل اور اثر کو کھینچ لاتے ہیں اور آپ کس طرح اپنی وعظ و نصیحت سے مردہ دین کو زندہ کرتے ہیں۔

سنئے جب آپ نے علوم ظاہری و باطنی میں کمال پیدا کر لیا، عبادت و ریاضت کے ذریعہ اپنے نفس کو مہذب و مودب بنا لیا اپنے شیطان کو مسلمان کر لیا اور زہد و تقویٰ سے اپنے آپ کو خوب خوب آراستہ و پیراستہ کر لیا تو اس وقت خدمت خلق اور وعظ و نصیحت کے میدان میں آئے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ مقتدا بننے کے لائق وہ شخص ہے جو علوم شرعیہ سے واقف اور اصلاحات صوفیہ سے باخبر ہو اور اسلام کا سراپا علم و عمل بن گیا ہو بدون اس کے کوئی شخص مقتدا بننے کے لائق نہیں۔ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ بھی فرماتے ہیں کہ ہمارا علم قرآن و حدیث میں دائر ہے جس شخص نے کہ کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ کو ضبط نہ کیا ہو، فقاہت یعنی دینی فہم نہ رکھتا ہو خلوص عمل کی برکت سے محروم ہو اور اصطلاحات صوفیہ سے ناواقف ہو وہ مقتدا بننے کے لائق نہیں۔

جب حضور علیہ التحیۃ والتسلیم کے ارشاد کے بعد جب آپ پہلی مرتبہ آپ ممبر پر تشریف فرما ہوئے اور چند کلمات وعظ کہے تو لوگ سکر و وجد و حال میں آ گئے اس کے بعد تو پھر یہ عالم ہو گیا کہ سارے بغداد میں آپ کے وعظ کی دھوم مچ گئی۔

آپ کے وعظ کی تاثیر

آپ مہینہ میں تین بار تقریر کیا کرتے تھے آپکی تقریر میں بلا کا جادو ہوتا تھا لوگوں پر سکتہ کا عالم طاری ہو جاتا تھا اور کسی کو اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہتا تھا اکثر اوقات ایسا ہوا ہے کہ صدہا آدمی بیہوش ہو گئے ہیں آپ کی وعظ ربانی فتوحات یزدانی الہامات آسمانی ہدایات و ارشادات اور معرفت و حقیقت کا ایک دریائے بیکراں ہوتا تھا یہ دریا جب جوش میں آتا تھا تو حقائق و معارف کے موتیوں کا انبار لگ جاتا تھا اور معصیت و شقاوت کے خس و خاشاک کو بہا لیجاتا تھا جس وقت آپ کی زبان فیض ترجمان سے حقائق و معارف، حکمت و دانش اور معرفت و حقیقت کی بارش ہوتی تھی تو قلوب و ارواح کے چشمے ابل پڑتے تھے کسی پر وجد طاری ہوتا تھا کوئی گریہ و بکا کرتا تھا کوئی محو حیرت و استغراق ہو جاتا تھا کوئی مضطرب و بیقرار ہو کر کپڑے پھاڑتا اور چیخنے لگتا تھا اور کسی میں یہ کیفیت طاری ہوتی کہ آپ کے مبارک الفاظ دیدہ و دل سے حجاب دور کر کے معبود حقیقی کا عاشق بنا دیتے اور شوق لقاء رب کی شمشیر اس کے جگر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی اور وہ موت کی نیند سو جاتا چنانچہ آپ کے بڑے صاحبزادے شیخ عبد الوہاب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ کی مجلس میں دو چار آدمی ضرور مر جایا کرتے تھے

شمع ہدایت اور چشمۂ معرفت کے گرد پروانوں اور پیاسوں کا ہجوم

تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کو اس قدر عالمگیر شہرت حاصل ہو گئی کہ آپکی عظمت اور محبوبیت نے مخلوق کے دل میں گھر کر لیا آپ کے درس افتاء اور مجلس وعظ میں فیوض و برکات حاصل کرنے کیلئے دور دراز سے لوگ آ آ کر شامل ہوتے تھے اور حقائق و معارف کے موتیوں سے اپنے دامن بھر کر لیجاتے تھے خلق اللہ کا ہجوم اس قدر رہتا کہ مدرسہ کو وسیع کرنا پڑا جب اس میں بھی لوگ نہ سمانے تو عدم گنجائش کی وجہ سے مجلس وعظ کے لئے شہر کے باہر عیدگاہ منتخب کی گئی چنانچہ حاضرین کی تعداد بعض وقت ستر ستر ہزار سے بھی زیادہ ہو جاتی تھی جس میں ایک بہت بڑی تعداد علماء و مشائخ اور صلحاء کی ہوتی تھی لوگ دور دور سے آپ فیض حاصل کرنے آتے اور آپ کی مریدی و غلامی کا حلقہ پہنکر اپنے وطن میں واپس جا کر ہدایت و خلق کے کام میں مشغول ہو جاتے یوں سمجھئے کہ آپ کی شمع ہدایت سے ہزاروں مشعلیں روشن ہو گئیں جس کی روشنی سے ساری اسلامی دنیا جگمگا اٹھی جن لوگوں نے آپ کی مریدی و غلامی کا حلقہ ڈال کر وعظ و ارشاد کا کام سرانجام دیا ان میں سے چند اصحاب کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

محمد بن احمد بن بختیار، ابو محمد عبد اللہ بن ابو الحسن الجبائی، عبد المنعم بن علی الحرانی، ابراہیم الحداد الیمنی، عبد اللہ الاسدی الیمنی، عطیف بن زیاد الیمنی، عمر بن اسمٰعیل البجری، مافق بن احمد، ابراہیم بن بشار، عمر و بن سعود البزاز، میر محمد الجیلانی، عبد اللہ البطائحی، مکی بن ابو عثمان اسمٰعیل محمد بن ابو المکارم الحجۃ البیقوبی وغیرہ۔

وہ علماء و مشائخ جو آپ کے وعظ میں شریک ہوتے تھے

بھلا جس پایہ ناز ہستی کی زبان مبارک سے عالم دنیا میں روحانی دنیا کے پیشوا اسے

اعظم صلعم اور مدینۃ العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے لعاب دہن سے ترکی ہودہ آپکیسے فیض و برکات کی بارش نہ برسائے اور لوگوں کو وجد و حال میں نہ لائے اور کیوں نہ عام و خواص کو قرب و وصال کی نعمت سے سرفراز فرمایا کیا آپ کو گروہ اولیاء میں کوئی اور ایسی عظمت و بزرگی تا الابندۂ خدا نظر آتا ہے ہرگز نہیں یہ گہرباری اور فیض رسانی ازل سے آپ ہی کے حصہ میں مقدر تھی چنانچہ عام لوگوں کے علاوہ جن علمائے کرام اور مشائخ عظام نے آپ سے اکتساب فیض کیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں :-

شیخ فقیہ ابوالفتح - شیخ ابو محمد محمود - امام ابو حفص عمر شیخ ابو محمد الحسن الفارسی شیخ عبداللہ بن احمد الخشاب - امام ابو عمر عثمان الملقب بہ شافعی زمانہ شیخ بن الکیزانی شیخ فقیہ اسلال - عبداللہ بن شعبان شیخ محمد بن قائد الاوانی شیخ عبداللہ بن سنان الردینی شیخ حسن بن عبداللہ رافع الانصاری شیخ طلحہ شیخ احمد بن سعد قاضی القضاۃ عبدالملک بن عیسیٰ امام موفق الدین عبداللہ بن احمد قدامۃ المقدسی الحنبلی وغیرہ اب اندازہ لگائیے کہ آپ کی ذات سے دنیا کو کیا کچھ فیض پہنچا۔

آپ نے چالیس سال وعظ و نصیحت کے ذریعہ دین کی خدمت کی

آپ کے کل چالیس سال وعظ کیا جس کی ابتدا ۵۲۱ھ میں ہوئی اور خاتمہ ۵۶۱ھ میں ہوا اور ۳۳ سال تک آپ نے درس و تدریس اور افتاء کا کام سرانجام دیا آپکے وعظ کا اثر دلوں اور روحوں پر اس قدر ہوتا تھا کہ ہر مجلس میں جب گناہگار و معصیت شعار تائب ہوتے تھے اور دس پانچ غیر مسلم اسلام قبول کرتے تھے لاکھوں فاسق و فجار نے اور سارق و قزاق نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور خالص مسلمان بن گئے آپ کی تقریر کو قلمبند کرنے کے لئے چارسو دواتیں موجود رہتی تھیں۔

شیخ عمر کیا نے بیان کیا ہے کہ آپ کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی جس میں یہود و نصاریٰ اسلام قبول نہ کرتے ہوں یا قطاع الطریق اور قاتل اور بداعتقاد لوگ توبہ نہ کرتے ہوں ایک مرتبہ آپ کی مجلس میں ایک راہب آیا جس کا نام سنان تھا۔ اس نے آپ کی خدمت میں آکر مجمع عام میں اسلام قبول کیا اور کہا کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ میں اسلام قبول کروں چنانچہ میں نے عزم کر لیا کہ یمن میں جو شخص سب سے زیادہ افضل ہوگا اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا۔ میں اسی بات کی فکر میں تھا کہ مجھے نیند آگئی میں نے خواب میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو دیکھا آپ نے فرمایا کہ سنان تم بغداد جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ وہ اس وقت روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

نیز شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح آپ کے پاس تیرہ اشخاص آئے اور انھوں نے بھی اسلام قبول کر کے بیان کیا کہ ہم لوگ نصاریٰ عرب سے ہیں ہم نے اسلام قبول کرنے کا قصد کیا تھا لیکن ہم اسی فکر میں تھے کہ کس کے ہاتھ پر اسلام قبول کریں اس اثناء میں ہمیں ہاتف نے پکار کر کہا کہ تم لوگ بغداد جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ اس وقت جس قدر ایمان تمہارے دلوں میں ان کی برکت سے بھرا جائیگا اتنا اور کہیں بھرا جانا ممکن نہیں۔

آپ کے ہاتھ پر پانچہزار یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا

شیخ عبدالقادر جیلانی کا بیان ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں بہت چاہتا ہوں کہ پہلے کی طرح بیابانوں میں رہا کروں نہ مخلوق مجھے دیکھے اور نہ میں مخلوق کو دیکھوں مگر خدا تعالیٰ کا مجھے حکم ہے کہ میں خلق کو نفع پہنچاؤں اور اس کے دین کا بول بالا کروں۔ اس لئے میں دعوت و تبلیغ میں مشغول ہوں ساتھ ہی خدا نے میری زبان میں تاثیر بھی دی چنانچہ میرے ہاتھ پر پانچہزار یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ قطاع الطریق اور مفسد لوگوں نے توبہ کی۔

شیخ عبدالقادر جیلانی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے آپ نے بیان کیا کہ میں خواب اور بیداری دونوں حالتوں میں نیک باتوں کی ہدایت کرتا اور برائی سے منع کیا کرتا تھا طاقت لسانی مجھپر غالب تھی میرے دل میں پے در پے اس امر کا وقوع ہوتا تھا کہ اگر میں اپنی زبان کو روکوں گا تو ابھی میرا گلا گھونٹ دیا جائے گا مجھے اپنی زبان بند کرنے پر مطلق قدرت نہیں ہوتی تھی۔ ابتداء میں میرے پاس دو یا تین آدمی بیٹھا کرتے پھر رفتہ رفتہ میرے پاس خلقت کا ہجوم ہونے لگا

آپ کا اعلاء کلمۃ الحق اور استغنا

جس ملک میں ظلم عام ہوگیا ہو خدا کے بندوں کے حقوق بیدردی سے استحقار سے ٹھکرائے جاتے ہوں استبدادی خداؤں کے بندوں پر چھا گئی ہوں لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسری طاقتوں اور انسانی قوتوں کے آگے سربسجود ہوں وہاں ہر فرزند توحید کا فرض ہے کہ مظالم و مفاسد کے استیصال کے لیے آمادہ ہوجائے اور بغیر کسی مداہنت و نفاق کے کامل آزادی کے ساتھ اور بیباک و نڈر لہجہ میں خدا کے بندوں کو خدا کی طرف بلائے حق و انصاف کی دعوت دے اور دنیا جہان کی طاقتوں سے ٹکرا جائے۔

یاد رہے خدا کو ظلم و استبداد پسند نہیں وہ چاہتا ہے کہ دنیا کے تمام انسان آزادی کے ساتھ امن و چین کی زندگی بسر کریں جو لوگ ارباب اقتدار ہوں دولت و حکومت رکھتے ہوں انسانوں پر ان کا تصرف ہو اور فرمانروائی و جہانبانی کی طاقت بھی رکھتے ہوں پھر ان نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی بجائے منعم حقیقی کو بھول جائیں عدل و انصاف نہ کریں قانون الٰہی کو توڑنے لگیں مستبد بن بیٹھیں اور انسان ہو کر خدا بن بیٹھیں تو خدا کی چنی ہوئی قوم بہترین امت اور حق کی جماعت یعنی مسلمانوں کا مقدس فرض ہے کہ وہ مستبد حکمرانوں کو ان کی غلط کاریوں سے علانیہ آگاہ کریں علم حق و معروف لیکر مفاسد و منکرات کے خلاف آمادہ جہاد ہو جائیں اور نہایت آزادی اور استقلال کے ساتھ اس خطرناک اور سنگلاخ وادی میں قدم رکھدیں

دعوت الی الحق کو مداہنت پاس مراتب اور لحاظ عظمت سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیئے دعوت الی الحق کے لئے بے سروسامانی اور ولاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ کا بہانہ نامردی بزدلی اور منافقت ہے بلکہ اس کے لئے صرف شجاعت قلب اور جرأت رسا و دل کی ضرورت ہے بس احیاء صداقت اور اقامت حق و عدل کے لئے یہی دو چیزیں کافی ہیں۔

یہ کاروبار الٰہیہ کا وہ مقصد وحید ہے جس کے لئے دنیا میں شہر بستیوں کا ظہور ہوا

ان کے متبعین اور ائمہ و خلفا کی زندگیاں اسی لئے مقدس کی گئیں کہ وہ اعلاء کلمۃ الحق میں سرگرم تھے حق صداقت کے علمبردار تھے ظلم و استبداد کے ماحی تھے اور دعوت الی الحق میں بیباک اور نڈر تھے ان کی عظمت و بزرگی کے علم اس لئے بلند نہیں ہوئے کہ وہ تارک الدنیا تھے سیاسیات سے الگ تھے گوشہ نشین تھے اور محض اللہ اللہ کرنے والے تھے خصوصاً صوفیائے کرام کی زندگیاں تو تبلیغ و اشاعت کے لئے وقف تھیں ان کے ہاتھ میں ہمیشہ اعلاء کلمۃ الحق کی تلوار رہی جس کو اللہ کا ہاتھ جھکاتا تھا اور شیطان اور اس کی فوجوں کو خاک و خون میں لوٹاتا تھا انھیں کے مقدس ہاتھ ہیں جن سے شیطان آباد ضلالت میں اللہ کی حکومت کا اعلان ہوا اس کی پھیلائی ہوئی خباثت سے خدا کی زمین پاک ہوئی اور روحانیت کی مخفی قوتوں کا ظہور ہوا۔

صوفیائے کرام ہی تھے جنھوں نے ضلالت و مفاسد کے شیاطین سے حرب قتال کیا پرستاران ابلیس کی عظمتوں کو خاک میں ملایا اور ان کے مغرور سروں کو اپنا جبروت حق و صداقت کے پاؤں سے ٹھکرادیا ان کے غلیظ و تاریک سینوں کو اعلان و ارشاد کے نیزہ ہائے بے امان سے چھلنی کیا انسانی استبداد و استعباد کے مہیب بتوں کو پاش پاش کیا حکومتوں کے جبر و تسلط کی عمارتوں کو مسمار کر دیا اور خدا کے بندوں کو غلامی کی زنجیروں سے آزادی دلائی ؎

تھا اسی جوش صداقت پہ تو اسلام کو ناز   نہ کہ یہ تیرہ دروغی کہ جہاں میں ممتاز

آہ آج فقر و تصوف کی خانقاہوں پر شیطانی عظمتوں کا ابر چھایا ہوا ہے حکومتوں کے جبر و تسلط کے مہیب بت نصب ہیں فقر و تصوف کے مدعی شیطانی استبدادی قوتوں سے لرزہ براندام ہیں ان کی زبانیں گنگ ہیں اعلان و ارشاد کے نام سے انھیں موت آتی ہے وہ کفر و تثلیث کے سایہ کو خدا کی رحمت کا سایہ سمجھے ہوئے ہیں اور تصوف کی گدیاں و حقیقت کی خانقاہیں ویران پڑی ہیں ان میں اعلان حق کی روشنی بالکل نہیں رہی۔

اے فقر و تصوف کے جھوٹے مدعیو! اور روحانیت کے ناپاک کیڑو!! آؤ اور غوث پاک کے دربار میں اعلان حق کا نظارہ کرو اکاسرہ و قیاصرہ کو ذلیل ہوتا ہوتے ہوئے دیکھو اور جبر و تسلط کا سینہ صداقت کے تیروں سے چھلنی ہوتا ہوا دیکھو۔

دربار قادری میں شاہ و گدا برابر تھے

آپ اعلائے کلمۃ الحق میں بالکل بیباک اور نڈر تھے امیر ہو یا غریب اور بادشاہ ہو یا گدا سب کو بلا خوف لومۃ لائم صاف صاف کھری کھری باتیں سنا دیتے تھے کسی کی رو رعایت نہ کرتے تھے روز رعایت آپ اس وقت کرتے جبکہ آپ کو کسی سے خوف یا کچھ طمع ہوتی: ہاں یہ حال تھا کہ آپ ہفت اقلیم کی بادشاہی کو مچھر کے پر کی برابر جانتے تھے اور سوائے خدا کے کسی کا خوف نہ رکھتے تھے امرا کے سامنے آپ نے کبھی دست سوال دراز نہیں کیا ان کی چوکھٹ پر کبھی جبین نیاز خم نہیں ہوئی آپ امراء و حکام کی آستان بوسی کو کفر اور ان کی تعظیم کو معصیت کبیرہ تصور فرماتے تھے جن امراء و حکام کے پاس جانے کا اتفاق ہوتا تو ان سے درشت لہجہ میں کلام فرماتے اور اگر کسی خلیفہ کو مکتوب تحریر فرماتے تو اس طرح لکھتے "کہ عبدالقادر تم کو حکم دیتا ہے اس کا حکم تم پر نافذ ہے اس کی اطاعت تم پر واجب ہے وہ تمہارا پیشوا ہے اور وہ تم پر حجت ہے"

محمد بن خضر اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں تیرہ سال تک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہا۔ اس اثنا میں میں نے دیکھا کہ نہ کبھی آپ امراء و رؤسا کی تعظیم کے لئے اٹھے اور نہ کبھی آپ وزراء و سلاطین کے دروازہ پر گئے اور نہ کبھی ان کے فرش و فروش پر بیٹھے اور نہ آپ نے بجز ایک دفعہ کے ان کے یہاں کا کھانا کھایا آپ ان کے دربار میں حاضر ہونے اور ان کے فرش پر بیٹھنے کو بلائے ناگہانی خیال کرتے تھے اگر امراء و رؤسا اور وزراء و سلاطین آپ کے در دولت پر آتے تو آپ دیکھکر اندر چلے جاتے اور اگر کبھی گفتگو کرنے کا موقعہ آتا تو آپ ان پر سختی کرتے اور نصیحت فرماتے۔

شیخ معمر ابوالحسن بیان کرتے ہیں کہ ابن ہبیرہ وزیر نے خلیفہ المقتفی لامر اللہ سے شکایت کی کہ شیخ عبدالقادر میری ہتک اور توہین کیا کرتے ہیں آپ کے مہمان خانہ میں ایک کھجور کا درخت ہے اسے آپ میری طرف اشارہ کرکے فرماتے ہیں "کھجور کے درخت تو سرکشی نہ کر ورنہ میں تیرا سر اڑا دوں گا" لہذا تم میری طرف سے ان سے تنہائی میں جاکر کہو کہ خلیفہ سے تعرض کرنا اور اس کی ہتک کرنا نامناسب بات ہے خصوصاً جبکہ آپ کو خلافت کے حقوق معلوم ہیں۔ ابن ہبیرہ آپ کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ کے پاس بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں میں تنہائی کے انتظار میں بیٹھ گیا اور آپ کی گفتگو سننے لگا آپ نے اثنائے گفتگو میں فرمایا "بیشک میں اس کا سر کاٹوں گا" میں نے سمجھ لیا کہ یہ میری طرف اشارہ ہے میں یہ سنکر خلیفہ کے پاس چلا آیا اور جو کچھ سنا تھا وہی آکر کہدیا اور رو کر کہا کہ واقعی شیخ کی نیک نیتی میں کوئی شک نہیں اس کے بعد خلیفہ خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مؤدب ہوکر بیٹھ گیا آپ نے خلیفہ کو نہایت بیباکی کے ساتھ دلنشین پیرایہ میں نصیحت کی اور نصیحت میں اتنا مبالغہ کیا کہ خلیفہ رو پڑا اور اس کے بعد محبت و شفقت سے پیش آئے۔

روحانی پیشوا کے دربار میں خلیفہ کا داخلہ

ایک دفعہ خلیفہ المستنجد باللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مؤدب ہوکر بیٹھ گیا خلیفہ آپ سے نصیحت حاصل کرنے کے لئے آیا تھا اور دس تھیلیاں زر نقد کی بھروا کر اپنے ساتھ لایا تھا جب تخلیہ ہوا تو خلیفہ نے وہ دس تھیلیاں آپ کی خدمت میں پیش کیں مگر آپ نے لینا تو در کنار ہاتھ لگانے سے انکار کر دیا خلیفہ کے سخت مصر ہونے اور منت و سماجت کرنے پر آپ نے دو عمدہ سی تھیلیوں کو اٹھا لیا ایک کو داہنے ہاتھ میں لیا اور ایک کو بائیں میں پھر آپ نے ان دونوں کو نچوڑا تو ان سے خون ٹپکنے لگا اب آپ نے خلیفہ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تم خدا تعالیٰ سے نہیں شرماتے لوگوں کا خون کرکے تم ان کا مال میرے پاس لائے ہو" یہ الفاظ کچھ ایسے جوش صداقت اور روحانی دبدبے کے ساتھ کہے کہ خلیفہ مارے خوف کے بیہوش ہوگیا جب وہ ہوش میں آیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر نسبی عزت و حرمت کا سوال درمیان میں حائل نہ ہوتا تو میں اس خون کو اسکے محلوں تک بہا دیتا۔

شیخ عبداللہ جبائی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے پاس اگر کوئی زر نقد لیکر آتا تو آپ اسے اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے تھے بلکہ آپ اسے فرما دیتے کہ تم جو کچھ لائے ہو مصلے کے نیچے رکھدو پھر بعد میں اپنے خادم سے فرماتے کہ یہ زر نقد لیجا کر باورچی کو دیدو ہر ماہ آپ کے لئے خلیفہ کی طرف سے خلعت آیا کرتا تھا یہ خلعت آپ ابوالفتح السلطان کو دلوا دیتے تھے آپ ان

یہاں سے فقرا و مساکین کے لئے آٹا قرض لیا کرتے تھے خود آپ نے اس خلعت کو کبھی نہیں پہنا۔

آپ امرا و وزرا پر بڑی سختی کرتے تھے اور ان سے نفرت کا اظہار فرماتے تھے ممکن ہے کہ ان واقعات کو دیکھ کر کوئی ظاہر پرست آپ پر کج خلقی کا فتویٰ لگا دے سو یاد رہے کہ آپ کج خلق نہیں تھے بلکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق جہاں سختی کا اظہار کرنا ہوتا تھا وہاں سختی کرتے تھے اور جہاں نرمی کا برتاؤ کرنا مناسب ہوتا تھا وہاں نرمی کرتے تھے۔ مفتی عراق محی الدین ابو عبد اللہ محمد بن حامد بغدادی نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ رقیق القلب نہایت درجہ کے خدا ترس، رعب دار اور مستجاب الدعوات تھے ہر شخص کے ساتھ محبت و اخلاق سے پیش آتے تھے لیکن جب کوئی محارم الٰہی کی ہتک حرمتی کرتا تو آپ نہایت سختی سے اس پر گرفت کرتے مگر آپ اپنے نفس کے لئے کبھی غصہ نہ کرتے اور کبھی رضائے الٰہی کے ماسوا آپ کسی کی مدد کرتے تھے۔

حضرت غوثیت مآب کی زندگی کا ایک اہم ترین واقعہ

آپ کی زندگی کا اہم ترین واقعہ جس سے آپ کی فضیلت و برتری تمام اولیائے کرام پر ثابت ہوتی ہے یہ ہے کہ ایک مجلس میں سینکڑوں مشائخ، علما، صلحا، اور اولیائے امت موجود تھے آپ نے ان کی موجودگی میں فرمایا قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللہ یعنی میرا یہ قدم ہر ایک ولی اللہ کی گردن پر ہے یہ سنتے ہی شیخ علی بن الہیتی اٹھے اور تخت کے پاس جا کر آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا اس کے بعد تمام حاضرین نے آگے بڑھ کر اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں اس مجلس میں عراق کے تمام مشائخ موجود تھے جنکے اسمائے گرامی یہ ہیں:-

شیخ علی بن الہیتی۔ شیخ بقا بن بطو، شیخ ابو سعید القیلوی، شیخ موسیٰ بن ماہان، شیخ ابو النجیب السہروردی، شیخ ابو الکرم، شیخ ابو عمرو عثمان القرشی، شیخ مکارم الاکبر، شیخ مطر جاگیر، شیخ خلیفہ بن موسیٰ الاکبر، شیخ صدقہ بن محمد البغدادی، شیخ یحییٰ المرتعش، شیخ ضیاء الدین ابراہیم الجونی، شیخ ابو عبد اللہ محمد القزوینی، شیخ ابو عمرو عثمان البطائحی، شیخ قضیب البان، شیخ ابو العباس احمد الیمانی، شیخ ابو العباس احمد القزوینی، شیخ ابو عبد اللہ محمد الخاص، شیخ ابو عمرو عثمان العراقی الشوکی، شیخ سلطان المزین، شیخ ابو بکر الشیبانی، شیخ ابو العباس احمد بن الاستاذ، شیخ ابو محمد الکردی، شیخ مبارک الحیمری، شیخ ابو البرکات، شیخ عبد القادر البغدادی، شیخ ابو سعود العطار، شیخ ابو عبد اللہ الاوانی، شیخ ابو القاسم البزار، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ ابو النخل البقال، شیخ ابو حفص الغزالی، شیخ ابو محمد الفارسی، شیخ ابو محمد الیعقوبی، شیخ ابو حفص الکیمانی، شیخ ابو بکر المزین، شیخ جمیل صاحب الخطوہ والرعشہ اور شیخ ابو الحسن الجوسقی وغیرہ وغیرہ گویا یہ واقعہ حد تواتر کو پہنچا ہوا ہے۔

آپ یہ کہنے پر مامور تھے

شیخ عدی بن ابو البرکات مسافر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے عم بزرگ شیخ عدی بن مسافر سے پوچھا کہ اس سے پہلے بجز حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے اور بھی کسی شیخ نے قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللہ کہا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں میں نے پوچھا اس کے کیا معنے ہیں فرمایا اس سے محض مقام فردیت مراد ہے میں نے کہا کیا ہر زمانہ میں فرد ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں پھر میں نے فرمایا آپ اس کے کہنے پر مامور تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں وہ اس کے کہنے پر مامور تھے

ایک شیخ نے شیخ احمد الرفاعی سے پوچھا کہ کیا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ اس بات پر مامور تھے؟ فرمایا بیشک وہ اس کے کہنے پر مامور تھے۔

شیخ الاسلام عز الدین اور آپکا قول قدمی

شیخ الاسلام عز الدین بن سلام بیان کرتے ہیں کہ جس قدر تواتر کے ساتھ آپ کی کرامات ہم تک پہنچی ہیں اور کسی ولی کی نہیں پہنچیں باوجود اس کے کہ آپ سے بکثرت خوارق عادات و کرامات ظاہر ہوئے لیکن آپ پھر بھی حاضر الحس، ذکی فہم اور متمسک بقوانین شریعت رہے آپ ہمیشہ شریعت کے قدم بقدم چلتے تھے دوسروں کو اس کی طرف بلاتے تھے اور شریعت کی مخالفت سے آپ کو سخت نفرت تھی آپ اگرچہ ہمہ وقت عبادات و مجاہدات میں مشغول رہتے تھے مگر پھر بھی اپنا بہت سا وقت لوگوں کی صلاح و فلاح میں خرچ کرتے تھے اور آپ صاحب ازواج و اولاد تھے پس جس شخص میں یہ تمام متضاد اوصاف جمع ہوں اور دین و دنیا کے فرائض بطریق احسن پورے کرے اس کے صاحب کمال ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے اسی لئے تو آپ نے "قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللہ" کہا۔

نیز شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ آپ کے اس قول کے کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ کے زمانہ میں ایسا صاحب کمال شخص کوئی نہیں تھا کہ مندرجہ بالا صفات میں آپ کا ہم پلہ ہو سکتا۔

آپکے قول قدمی کے معنے

محقق صوفیا کا بیان ہے کہ قدم کے یہاں پر حقیقی معنے مراد نہیں بلکہ اس کے مجازی معنے مراد ہیں قدم سے مجازاً طریقہ بھی مراد ہوتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے فلان علی قدم حمید ای طریقة حمیدة او عبادة عظیمة او ادب جمیل یعنی فلاں شخص قدم حمید پر ہے یعنی طریقہ حمید پر ہے یا عبادت عظیمہ اور یا ادب جمیل پر ہے۔ اسی قسم کے معنے یہاں مراد ہیں یعنی آپ کا طریقہ آپ کے فتوحات تمام اولیا کے طریقوں اور فتوحات سے اعلیٰ و ارفع ہیں یعنی آپ کا طریقہ انتہائے کمال کو پہنچا ہوا ہے حقیقت بھی یہی ہے کہ آپ کا طریقہ انتہائے کمال کو پہنچا ہوا ہے خلاف شرع امور سے پاک و صاف ہے حقیقت اسلام کا آئینہ ہے اور نہایت جامع و مانع اور سہل الحصول ہے پس قدم کے مجازی معنے ہی مراد لینا مناسب ہے حقیقی معنے مراد لینا سوء ادبی اور خلاف عقل و نقل ہے۔

کسی نے شیخ مسلمہ بن نعمۃ السروجی سے پوچھا کہ اس وقت قطب وقت کون ہے؟ آپ نے فرمایا قطب وقت اس وقت مکہ میں ہیں ابھی وہ لوگوں پر مخفی ہیں اور انھیں صالحین کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر عراق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ عنقریب ایک نوجوان عجمی شخص کہ جن کا نام عبد القادر ہوگا کرامات و خوارق عادات ان سے بکثرت ظاہر ہوں گے یہی غوث و قطب ہیں کہ وہ مجمع عام میں "قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللہ" کہیں گے اور وہ اپنے اس قول میں حق بجانب ہوں گے تمام اولیائے وقت آپ کے قدم کے نیچے ہوں گے اور خدائے تعالیٰ ان کی ذات بابرکات اور ان کی کرامات و ان کے مواعظ حسنہ سے لوگوں کو نفع عظیم پہنچائیں گے۔

کتنے اولیاء اللہ نے آپ کے قدم کے نیچے گردنیں جھکائیں

شیخ ابو یوسف بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت شیخ عدی بن مسافر سے شرف نیاز حاصل کرنے کے لئے گیا تو شیخ موصوف نے احقر سے پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں میں نے کہا کہ بغداد کا رہنے والا ہوں اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے مریدین میں سے ہوں آپ نے یہ سنکر فرمایا خوب خوب وہ تو قطب وقت ہیں جب انہوں نے "قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" کہا ہے تو اس وقت تین سو اولیاء اللہ اور سات سو رجال الغیب نے اپنی گردنیں جھکائیں۔

شیخ ماجد الکردی فرماتے ہیں کہ جب حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے یہ فرمایا تو اس وقت کوئی ولی اللہ زمین پر باقی نہیں رہا کہ اس نے اپنی تواضع اور آپ کے مرتبہ کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی گردن نہ جھکائی ہو صلحائے جنات میں سے بھی کوئی مجلس ایسی نہ تھی کہ جس میں اس امر کا ذکر نہ ہوا ہو تمام صلحائے جنات کے وفد آپ کے دروازہ پر حاضر تھے اور سب نے آپکو سلام علیک کیا۔

شیخ مکارم بیان کرتے ہیں کہ میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ جس روز آپ نے یہ فرمایا تھا اس روز روئے زمین کے تمام اولیاء نے معائنہ کیا کہ قطبیت کا جھنڈا آپ کے سامنے گاڑا گیا غوثیت کا تاج آپ کے سر پر رکھا گیا اور تصرف تام کا خلعت جو کہ شریعت و حقیقت کے نقش و نگار سے مزین تھا زیب تن کیا گیا پھر آپ نے "قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" فرمایا یہ سنتے ہی سب نے اپنا سر جھکایا جس میں دس ابدال وقت بھی شامل تھے۔

قدوۃ العارفین شیخ ابو سعید القیلوی فرماتے ہیں کہ جب حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے یہ فرمایا تو اس وقت آپ کے قلب پر تجلیات الٰہی کا ظہور تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کو ایک خلعت بھی بھیجا گیا تھا یہ خلعت ملائکہ مقربین نے لاکر آپ کو پہنایا اس وقت روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا جس نے اپنی گردن نہ جھکائی ہو۔

حضرت غوث الاعظم بحیثیت صاحب کرامات ولی

کرامت و استدراج

مدعی ولایت سے ظہور خوارق بالاتفاق جائز ہے مگر اس بارہ میں کہ آیا یہ بھی جائز ہے یا نہیں کہ وہ کرامات کا دعویٰ کرے اور اس کے دعوے کے مطابق کرامات کا ظہور ہو ہمارے نزدیک نہ تو یہ جائز ہے کہ مدعی ولایت کرامت کا دعویٰ کرے اور نہ یہ ضروری ہے کہ اس کے دعوے کے مطابق لازمی طور پر کرامات کا ظہور ہو کیونکہ یہ شرک فی التصرف ہے حالانکہ متصرف فی العالم سوائے خدا کے کسی کی ذات نہیں جب انبیاء علیہم السلام معجزات دکھانے میں خدا کے محتاج تھے اور ان کو مشیت الٰہی میں دخل دینے کا اختیار نہیں تھا تو پھر اولیاء اللہ کس گنتی میں ہیں پس خوارق امور اور معجزات کا ظہور خدا کے ارادہ پر منحصر ہے وہ اگر چاہے تو کرے اور اگر نہ چاہے تو نہ کرے اس کی مشیت و ارادہ میں کسی کا دخل نہیں نہ اس پر کسی کا زور دباؤ ہے کہ زبردستی جو بات چاہے اس سے منظور کرالے اور نہ ہی اس کو کسی سے محبت اور لگاؤ ہے کہ محبت کے جوش میں کن فیکون کا مالک بنا دے اپنے قوانین ہی کو توڑ دے اور اپنا خزانہ و تصرف سونپ دے پس معجزات و کرامات خدا کے افعال ہیں نہ کہ انبیاء علیہم السلام و اولیائے عظام کے البتہ معجزات و کرامات ان کے ہاتھ سے ظاہر ہوتے ہیں جو خدا کے مقرب اور مقبول بارگاہ ایزدی ہوتے ہیں مگر ان کو یہ اختیار بالاستقلال حاصل نہیں ہوتا کہ وہ خدا سے جو چاہیں کرالیں۔

اس کے بعد خوب ذہن نشین کر لیجئے کہ اگر وہ شخص جس سے امر خارق عادت ظاہر ہو کسی امر کا مدعی نہیں ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں یا تو وہ شخص ایماندار، صالح، نیک بخت، متقی و پرہیزگار اور عبادت گزار ہو گا اور یا بے ایمان، خبیث کافر و مشرک اور لامذہب ہو گا اگر پہلی صفات سے متصف ہو تو وہ ولی ہے اور جو امر خارق عادت اس سے ظاہر ہوتا ہے وہ کرامت ہے اور اگر دوسری خباثت کا مالک ہے یعنی فاسق و بدکار ہے تو جو امر خارق عادت اس سے ظاہر ہوتا ہے وہ استدراج ہے۔

یہ امور ذہن نشین کر لینے کے بعد معلوم کیجئے کہ قرآن و احادیث اور آثار اور معقول سے کرامت اولیاء کا جواز ثابت ہوتا ہے قرآن کی متعدد آیات کرامت اولیاء پر دال ہیں تفصیل کا موقعہ نہیں ورنہ ہم قرآن و حدیث سے کرامات دکھاتے ایماندار کے لئے صرف قرآن و حدیث کا حوالہ کافی ہے اور اہل علم جانتے ہیں اب بغور سیدنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی کرامات ملاحظہ فرمائیے اور آپ کی عقیدت و نیاز مندی کا حلقہ اپنے گلے میں ڈال لیجئے

آپ کا عصا روشن ہو گیا

عبد اللہ ذیال بیان کرتے ہیں کہ ۵۵۳ھ کا واقعہ ہے کہ میں آپ کے مدرسہ میں کھڑا ہوا تھا اتنے میں آپ اپنے دولت خانہ سے عصا لئے ہوئے باہر تشریف لائے میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کاش آپ اس وقت آپ اپنے عصا سے مجھے کوئی کرامت دکھلاتے آپ نے میری طرف مسکرا کر دیکھا اور اپنا عصا زمین میں گاڑ دیا وہ روشن ہو کر چمکنے لگا اور ایک گھنٹہ تک اسی طرح چمکتا رہا اس کی روشنی آسمان کی طرف بڑھتی جاتی تھی یہانتک کہ اس کی روشنی سے تمام مکان روشن ہو گیا پھر ایک گھنٹہ کے بعد آپ نے اسے اٹھا لیا وہ جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اس کے بعد فرمایا ذیال تم ایسا ہی چاہتے تھے: میں نے کہا ہاں۔

دجلہ کی طغیانی کم ہو گئی

ایک دفعہ دجلہ میں اس قدر طغیانی آئی کہ اہل بغداد سخت خوف ہو گیا کہ کہیں وہ اس میں غرق نہ ہو جائیں لوگوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ ہماری مدد کریں اور اس طغیانی سے بچائیں آپ اپنا عصا لیکر دجلہ کے کنارے پر تشریف لائے اور اپنا عصا دجلہ کی اصلی حد پر گاڑ کر فرمایا کہ بس یہیں تک رہو دجلہ کی طغیانی اسی وقت کم ہو کر اپنی اصلی حالت پر آ گئی۔

ایک مرتبہ آپ اپنے مدرسہ میں وعظ و نصیحت فرما رہے تھے اور حقائق و معارف کے موتی لٹا رہے تھے کہ اتنے میں بارش ہونے لگی آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا میں تو تیرے لئے لوگوں کو جمع کرتا ہوں اور تو انہیں منتشر کرتا ہے آپ کا یہ کہنا

تہا کہ بارش مدرسہ پر بند ہو گئی اور مدرسہ سے کترا کر اطراف و جوانب میں برستی رہی۔

ایک سانپ آپ سے ہمکلام ہوا

احمد بن صالح الجیلی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کی مجلس میں بہت سے علماء و فقراء موجود تھے اور آپ اس وقت قضا و قدر کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک بہت بڑا سانپ چھت سے گرا جس کے خوف سے تمام لوگ اٹھکر بھاگ گئے مگر آپ نے جنبش تک نہ کی اطمینان خاطر بیٹھے رہے اور بدستور تقریر فرماتے رہے یہ سانپ آپ کے کپڑوں میں گھسکر تمام جسم پر پھرنے کے بعد گلے کے پاس سے اتر کر زمین پر سامنے آکھڑا ہوا اور آپ سے کچھہ باتیں کرکے چلا گیا اس کے بعد لوگ بدستور اپنی اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گئے لوگوں نے آپسے پوچھا کہ حضور سانپ نے آپ سے کیا باتیں کیں؟ آپ نے فرمایا کہ اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو آزمایا مگر آپ جیسا کسی کو نہیں پایا اس کے جواب میں میں نے اس سے کہا کہ میں اسی وقت قضا و قدر میں گفتگو کر رہا تہا اس لئے تو میرے اوپر گرا تو زمین کا ایک کیڑا ہے قضاء و قدر تجھے متحرک کرتی ہے تو نے چاہا کہ میرا قول و فعل دونوں متفق ہو جائیں

آپ کے صاحبزادے عبد الرزاق بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت شیخ عبد القادر سے سنا کہ ایک دفعہ میں جامع منصوری میں نماز پڑھ رہا تہا کہ اثنائے نماز میں میں نے کسی چیز کے آنے کی آواز سنی اس کے بعد ایک اژدہا میرے سجدہ کی جگہ منہ پھاڑ کر بیٹھ گیا میں نے بہ اطمینان خاطر اسے الگ کرکے سجدہ کر لیا جب میں قعدہ میں بیٹھا تو وہ میری ران پر سے ہوکر میری گردن پر چڑھ گیا بعد ازاں جب میں سلام پھیر کر فارغ ہوا تو پھر وہ مجھے نہیں دکھائی دیا پھر جب دوسری صبح کو میں جامع مذکور کے ویران حصہ میں گیا تو مجھے ایک شخص نظر آیا جو آنکھیں پھاڑے کھڑا تہا میں نے فوراً معلوم کر لیا کہ یہ جن ہے اس نے مجھ سے کہا کہ کل دن کو نماز میں میں ہی اژدہا بنکر آپ کو آزما رہا تہا اسی طرح میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو آزمایا مگر کسی کو آپ جیسا ثابت قدم نہیں پایا کسی کے باطن میں اضطراب پیدا ہو گیا اور کسی کے ظاہر میں لیکن آپ ظاہر و باطن دونوں میں ثابت قدم رہے پھر اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔

باذنہ تعالیٰ ایک مرغی کو زندہ کر دیا

ایک دفعہ ایک عورت اپنے لڑکے کو لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی میرا لڑکا آپ سے بہت انسیت رکھتا ہے اس لئے میں اپنا حق چھوڑ کر اسے محض لوجہ اللہ آپ کو دیتی ہوں آپ نے اس لڑکے کو لے لیا اور سخت محنت و مجاہدہ میں ڈالدیا کچھ عرصہ کے بعد یہ عورت اپنے لڑکے کو دیکھنے آئی تو دیکھا کہ لڑکا نہایت دبلا پتلا اور زرد ہو گیا ہے اور حضور مرغی کے گوشت کے ساتھ چپاتیاں تناول فرما رہے ہیں عورت نے کہا کہ آپ تو مرغی کے گوشت سے روٹی کہاتے ہیں اور میرے لڑکے کو جو کی سوکھی روٹیاں کہلا کہلا کر اس حال کو پہنچا دیا آپ نے یہ سنکر اس مرغی کی ہڈیاں جمع کیں اور پھر فرمایا قومی باذن اللہ الذی یحیی العظام وھی رمیم تو بحکم الٰہی جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے اللہ کھڑی ہو مرغی یہ سنتے ہی اٹھہ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ الشیخ

عبد القادر ولی اللہ پھر آپنے اس عورت کو مخاطب کرکے فرمایا جب تیرا لڑکا اس قابل ہو جائے گا تو اس وقت اسے اختیار ہے جو چاہے سو کھائے

ایک جوئے باز آپکی کرامت دیکھکر تائب ہو گیا

ایک شخص عبد اللہ بن نقطہ آپکے پڑوس میں رہتا تھا جو جوا کھیلا کرتا تہا ایک روز اس کے شرکاء نے بازی جیت کر اس کا سب گھر بار اور مال و اسباب جیت لیا اب اس کے پاس کچھ بھی نہیں رہا آخر میں اس نے اپنا ہاتھ کاٹ دینے پر بازی لگائی اور پھر ہار گیا شرکاء بولے کہ اب یا تو ہاتھ کٹاؤ اور یا زبان سے کہدو کہ میں ہار گیا ابن نقطہ یہ خبر دیکھکر بہت گھبرایا مگر زبان سے کہنا منظور نہ کیا جب وہ اس کا ہاتھ کاٹنے پر آمادہ ہو گئے تو آپنے اپنے مکان کی چھت پر چڑھکر آواز بلند کہا۔ عبد اللہ یہ سجادہ لو اور اس سے بازی کھیلو اور زبان سے ہرگز مت کہنا کہ میں بازی ہار گیا آپ سجادہ دیکر آبدیدہ واپس آئے لوگوں نے آبدیدہ ہونیکی وجہ دریافت کی تو فرمایا عنقریب تمہیں خود معلوم ہو جائے گا ادہر تو یہ گفتگو ہو رہی تہی ادہر عبد اللہ بن نقطہ نے سجادہ لیکر اپنے شرکاء سے بازی لگائی اور آہستہ آہستہ تمام مال و متاع واپس لے لیا اور سیدہا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا سچے دل سے تائب ہو گیا اور اپنا سارا مال و متاع راہ خدا میں صرف کر دیا جس کی روزانہ آمدنی دو سو دینار تہی۔

آپ کا پانی پر چلنا

سہل بن عبد اللہ تستری بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ اہل بغداد کی نظر سے عرصہ تک غائب رہے لوگوں نے تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ کسی نے آپ کو دجلہ کی طرف جاتے دیکھا تھا لوگ آپ کو تلاش کرنے کی غرض سے دجلہ کی طرف گئے لوگوں نے دیکھا کہ آپ پانی پر ان کی طرف چلے آرہے ہیں اور پانی کی مچھلیاں بکثرت آپ کی طرف آآکر سلام علیک عرض کر رہی ہیں اس وقت نماز ظہر کا وقت ہو گیا تہا اسی اثنا میں ایک بڑی بہاری جائے نماز دکھائی دی اور تخت سلیمان کی طرح ہوا میں معلق ہوکر بچھہ گئی یہ جائے نماز سبز رنگ اور سونے چاندی سے مرصع تہی اس کے اوپر دو سطریں لکھی ہوئی تھیں پہلی سطر میں الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولاھم یحزنون اور دوسری میں سلام علیکم اھل البیت انہ حمید مجید لکھا ہوا تہا جب جائے نماز بچھہ چکی تو ہم لوگ آکر جائے نماز کے چاروں طرف کھڑے ہو گئے اور بہی بہت سے لوگوں کو اس کے اردگرد کھڑے دیکھا ان لوگوں کے چہروں سے بہادری اور شجاعت عیاں تہی یہ لوگ سب کے سب سر نگوں تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے یہ لوگ ایسے خاموش تھے گویا قدرت نے انہیں ایسا ہی بنایا ہے ان کے آگے ایک ایسے شخص تھے جن کے چہرہ سے ہیبت و وقار اور عظمت ظاہر تہی جب تکبیر کہی گئی تو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ نماز پڑہانے کے لئے آگے بڑھے بعد سب لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑہی جب آپ تکبیر کہتے تو حاملان عرش بہی آپ کے ساتھ تکبیر کہتے جاتے جب آپ تسبیح پڑہتے تو حاملان عرش بہی آپکے ساتھ تسبیح پڑہتے جب آپ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو آپ کے لبوں سے سبز رنگ کا نور نکل کر آسمان کی طرف جاتا اور جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو یہ دعا پڑہی اللھم انی اسئلک بحق محمد حبیبک و خیرتک من خلقک و بآبائی انک لا تقبض روحی الیک او من یلدہ الی ذو قدمی الا ھٰلک تو بتہ یعنی اے اللہ میں تیری درگاہ میں تیرے حبیب اور بہترین

ثنائی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بناکر دعا مانگتا ہوں کہ تو میرے مریدوں کی اور میرے مریدوں کے مریدوں کی جو کہ میری طرف منسوب ہوں بدون قبض کے کر نگر توبہ پر۔

ایک بد اخلاق لڑکا آپکے دست مبارک پر تائب ہوگیا

شیخ عبد اللہ الجبائی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسن علی بن ملاعب التواس نے ان سے بیان کیا میں ایک روز ایک بڑی جماعت کے ساتھ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی زیارت کو گیا یہ لوگ اپنی ایک مہم کی بابت آپ سے دعا کرانے جارہے تھے راہ میں اور بھی بہت سے لوگ آپ کے ہمراہ ہوگئے انہی میں ایک لڑکا بھی ہمراہ ہوگیا جو نہایت بد اخلاق تھا اکثر اوقات ناپاک رہتا تھا اور بول و براز کے بعد استنجا بھی نہ کرتا تھا اتفاق سے آپ راستے ہی میں مل گئے ان لوگوں نے آپ سے اپنا مافی الضمیر بیان کیا اور آپکے دعا کے خواستگار ہوئے اس کے بعد آپ سے ہمارا سامنا ہوا ہم نے آپ کی دست بوسی کی جب اس لڑکے کی نوبت آئی اور اس نے آپ کا ہاتھ پکڑنا چاہا تو آپنے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور اس کی طرف غور سے دیکھا تو یہ لڑکا بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا جب ہوش میں آیا تو اسی وقت اس کے چہرہ پر داڑھی نکل آئی پھر یہ اٹھا اور آپ کے دست مبارک پر تائب ہوا پھر آپ نے اس سے مصافحہ کیا۔

جنوں کے بادشاہ نے آپکی فرمانبرداری کی

ابو سعید عبد اللہ بن احمد بغدادی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میری سولہ سالہ لڑکی فاطمہ بالا خانہ پر گئی اور وہاں سے غائب ہوگئی میں سیدنا شیخ عبد القادر علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور یہ ماجرا سنایا آپ نے فرمایا کہ آج کی رات بغداد کے محلہ کرخ کے کھنڈرات میں جاؤ اور وہاں جاکر زمین پر ایک دائرہ کھینچکر وہاں اس کے بیچ میں بیٹھ جانا دائرہ کھینچتے وقت بسم اللہ علی نیت عبد القادر پڑھنا رات کی تاریکی پھیلتے ہی جن جوق در جوق گذریں گے جن کی مختلف ہیبتناک صورتیں ہونگی مگر ان سے خوف نہ کھانا سحر کے وقت جنوں کا بادشاہ مع لشکر تمہارے پاس آئیگا اور دائرہ سے باہر کھڑے ہوکر پوچھے گا کہ تیرا کیا کام ہے؟ اس کے جواب میں کہہ دینا کہ مجھے شیخ عبد القادر نے تیرے پاس بھیجا ہے اور اپنی لڑکی والا قصہ بیان کرنا۔ راوی کہتا ہے میں نے اسی طرح کیا رات بھر میرے پاس سے جن خوفناک صورتوں میں گذرتے رہے میں بے خوف ہوکر بیٹھا رہا سحر کے وقت ان کا بادشاہ مع اپنے لشکر کے ظاہر ہوا اور دائرہ کے مقابل آکر کھڑا ہوگیا مجھ سے پوچھا تجھے کس چیز کی ضرورت ہے اور مجھے کیوں بلایا ہے میں نے کہا کہ مجھے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے تمہارے پاس بھیجا ہے یہ نام نامی سنتے ہی گھوڑے سے اتر پڑا اور زمین کو بوسہ دیکر دائرہ کے باہر بیٹھ گیا پوچھا کس لئے بھیجا ہے کہا اس لئے کہ میری لڑکی گم ہوگئی ہے یہ سنتے ہی اس نے جنوں کو حکم دیا کہ لڑکی لیجانیوالے کو فوراً حاضر کرو چنانچہ وہ جن حاضر کیا گیا بادشاہ نے لڑکے کو پوچھا تو اس لڑکی کو تو قطب کی رضا سے کیوں لے گیا؟ اس نے کہا یہ لڑکی مجھے بہت پسند آئی تھی اور میرے دل میں گھر کرگئی تھی اس لئے میں اس کو اٹھا کر لیگیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس نابکار کو قتل کردو حکم کی دیر تھی وہ فوراً قتل کردیا گیا اور لڑکی مجھے دیدی۔ میں نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا یہ تصرف اور دبدبہ دیکھکر حیرت و استعجاب کے ساتھ کہا کہ میں نے غفر

شیخ عبد القادر کا تجھ جیسا فرمانبردار کوئی نہیں دیکھا اس نے کہا کہ ہم کیوں نہ ان کے مطیع و منقاد ہوں جبکہ وہ گھر بیٹھے ہی تمام جہان میں نظر کرلیتے ہیں۔

ایک شیعہ آپکے باطنی تصرف کے سامنے سرنگوں ہوگیا

شیخ ابو بکر صحافی شیعہ تھے آپ انکو فرمایا کرتے تھے کہ شریعت مطہرہ تمہاری بابت مجھ سے شکایت کرتی ہے صراط مستقیم اور راہ حق پر آجاؤ۔ آپ ہرچند ان کو حق و صداقت کی طرف بلاتے اور شیعہ عقائد کی تردید کرتے مگر وہ اپنے عقائد سے تائب نہ ہوتے آخرکار ایک دن آپ نے ان کے سینہ پر ہاتھ رکھکر تمام حال و مقام چھین لیا اور وہ خراب و خستہ حال ہوکر بغداد سے قرآن چلے گئے جب بغداد میں آنیکا قصد کرتے تو منہ کے بل گر جاتے اور اگر کوئی شخص ان کو اٹھا کر بغداد لانا چاہتا تو اس کا بھی یہی حال ہوتا ایک دفعہ ابو بکر کی والدہ رنجی ہوئی آئیں اور آپ کی خدمت میں اپنا حال زار یوں بیان کیا کہ حضور میرا کوئی نگران اور پرسان حال نہیں مجھ میں جینے کی طاقت نہیں رہی اور میرا جگر آتش غم سے کباب ہو رہا ہے ؎

چہ گویم آہ چہ سازم جگر می سوزد

آپ نے فرمایا میں نے اسے اذن دیدیا ہے کہ وہ قرآن سے بغداد میں زمین کے نیچے آئیں اور زمین سے سر نکال کر تم سے ہمکلام ہوں شیخ مظفر شیخ ابو بکر کے دوست تھے انہوں نے عالم قدس کو خواب میں دیکھا پوچھا گیا کہ اے مظفر! تم کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا کہ شیخ ابو بکر کے حال کی درستی حکم ہوا کہ اگر تمہاری یہ خواہش ہے تو شیخ عبد القادر علیہ الرحمۃ سے جاکر کہو کہ جب میں نے خلقت پر بلا نازل کرنی چاہی تھی اور تم نے شفاعت کی تو میں نے قبول کی اور تمہاری یہ درخواست قبول کی گئی کہ جس شخص نے مومنوں کو دیکھا ہو میں اس پر رحمت کروں اب میں ابو بکر سے خوش ہوں تم بھی راضی ہوجاؤ! اس کے بعد انہوں نے سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آنحضرت نے فرمایا کہ اے مظفر قل لنائبی فی الارض ووارثی عبد القادر یعنی زمین میں میرے نائب اور وارث کو کہو کہ آپ کے جد امجد فرماتے ہیں کہ اب ابو بکر کی حالت پر رحم کرو اور اس کو درست کردو تم نے محض میری شریعت کی خاطر ناراض ہوکر اس کا حال تباہ کیا تھا اب میں نے ان کو بخشدیا ہے اب آپ بھی اس پر نظر عنایت کریں اس خواب کے بعد شیخ مظفر نے ارادہ کیا کہ میں جاکر ابو بکر کو خوشخبری سناؤں اتفاق سے راستے میں دونوں کی ملاقات ہوگئی کیونکہ ابو بکر کو بھی اس خواب کا کشف ہوگیا تھا دونوں حضرت شیخ عبد القادر کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا اے مظفر بلغ رسالتک یعنی اے مظفر اپنا پیغام پہنچاؤ انہوں نے خواب کا واقعہ بیان کیا اس کے بعد ابو بکر بصدق دل آپ کے ہاتھ پر تائب ہوگئے فوراً آپ نے سینہ سے لگاکر جو کچھ لیا تھا وہ واپس کردیا۔

ایک مردِ خدا ہوا میں پرواز کر گیا

شیخ ابو الغنائم فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور شیخ علی بن ہیتی آپ کی حضوری میں گئے دہلیز پر دیکھا کہ ایک شخص بیخود ہوکر آپ کے آستانہ پر اپنا سر مار رہا ہے اس جوان نے جس وقت شیخ علی کو دیکھا تو کہا آنجناب کی خدمت میں کچھ میری بھی سفارش کر دینا۔ جب بارگاہ عالی میں حاضر ہوئے تو عرض کیا حضور در دولت پر ایک بندہ گنہگار اپنی جرم بخشی کا خواستگار ہے امید کہ حضور میری سفارش سے اس سرافگندہ کی خطا معاف فرمائینگے آپ نے فرمایا جا میں نے اس کو

تیری خاطر بخش دیا شیخ علی کمال مسرت کے ساتھ باہر آئے اور اس جوان کو خوشخبری سنائی کہ میری سفارش قبول اور تیری خطا معاف ہوگئی وہ جوان اس خوشخبری کے سنتے ہی ہوا میں پرواز کر گیا۔

اس جوان کے پرواز کر جانے کے بعد پھر آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ اس بھید سے واقفیت حاصل کریں ہمارے دریافت کرنے پر جناب نے فرمایا کہ وہ مردان غیب سے تھا ایک دفعہ ہوا میں پرواز کر رہا تھا جب بغداد کی سمت الراس پر آیا تو دل میں خیال آیا کہ اس شہر میں میرا جیسا یہ کوئی مرد نہیں جب یہ حال کشف ہوا تو میں نے اس کی تمام کمال کسب کر لیا اور خاک پر بٹھا دیا تاکہ اس کا سر غرور نیچا ہو اگر تم اس کی سفارش نہ کرتے تو وہ اسی حال میں فوت ہو جاتا۔

ایوان رفعت تو بجا ہمت کہ لنیاز　　ہر سر بلند آمد چوں خاک پست لست

دست سیاست تو بشیران نجبا مکرد　　در کار گاہ عزو علا دست دست

شیخ ابو المظفر بن منصور واسطی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں آپ کی مجلس میں آیا میری بغل میں ایک کتاب تھی جس میں فلسفہ اور روحانیات کا ذکر تھا میرے کچھ بولنے سے پہلے ہی آپ نے فرمایا اے منصور! یہ کتاب تیرا برا رفیق ہے اٹھ اور اسے دھو ڈال کیونکہ

بشو اوراق گر ہم درس مائی　　کہ علم عشق در دفتر نباشد

مجھے اس کتاب سے بہت الفت تھی میرا دل اس کے دھونے کی طرف کسی طرح راغب نہ ہوا میں نے دل میں ارادہ کر لیا کہ اس کتاب کو میں پھر کبھی آپ کی خدمت میں نہ لاؤں گا یہ ارادہ کر کے میں نے اٹھنا چاہا مگر مجھ سے اٹھا نہ گیا آپ نے فرمایا لا کتاب مجھے دے میں نے کتاب کو کھولا تو دیکھا کہ وہ سفید کاغذ ہے اور اس میں ایک حرف بھی لکھا ہوا نہیں آپ نے میرے ہاتھ سے اس کتاب کو لیکر فرمایا یہ تو قرآن شریف کے فضائل ہیں میں نے اسے واپس لیکر دیکھا تو واقعی قرآن شریف کے فضائل لکھے ہوئے تھے اس کے بعد جو میں نے اپنے تئیں دیکھا تو اس کتاب کے تمام مسائل لوح دل سے محو پائے گویا کبھی یاد ہی نہ تھے۔

آپ کے غضب کی آگ بھڑک اٹھی

ایک بوڑھا آدمی ایک جوان کو لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور یہ میرا لڑکا ہے اس کے حق دعا کریں لیکن در اصل وہ اس کا لڑکا نہ تھا آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تمہارا معاملہ میرے ساتھ اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ مجھے دھوکہ دینے کی جرأت کرنے لگے یہ کہکر آپ اندر چلے گئے آپ کا اندر جانا تھا کہ بغداد کے اطراف میں آگ بھڑک اٹھی اگر ایک محلہ سے بجھتی تو دوسرے محلہ میں جا لگتی شیخ بقا فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آسمان سے بلائیں بادلوں کی طرح نازل ہو رہی ہیں جس کا سبب آنجناب کا غضب تھا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا تو ابھی آپ غضبناک ہیں میں نے کہا حضور! خلق خدا مرگئی خدارا اس پر رحم کیجئے۔

ازیں شدت بر آمد جان عالم　　ترحم یا حبیب اللہ ترحم

یہ سنکر آپ کا غصہ فرو ہو گیا تو اسی وقت مصیبت دفع ہو گئی اور آگ بھی بجھ گئی۔

آپ کی دعا سے ہزاروں مریض شفایاب ہوگئے

شیخ خضر الحسینی الموصلی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں قریباً تیرہ سال تک رہا اس عرصہ میں آپکے بہت سے خوارق عادات دیکھے منجملہ ان کے آپ کی کرامت یہ تھی کہ جس مریض کے علاج سے اطبا عاجز آجاتے تو وہ آپکی دعا سے شفایاب ہو جاتا تھا۔

خلیفہ مستنجد باللہ کا ایک عزیز مرض استسقا میں مبتلا تھا جس کی وجہ سے اس کا شکم بہت ہی بڑا ہو گیا تھا جب یہ مریض آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے اس کے شکم پر ہاتھ پھیرا اور اس کے حق میں دعا کی اس کا مرض ایسا جاتا رہا کہ گویا کبھی بیمار ہی نہ تھا۔

ایک دفعہ ابو المعالی احمد البغدادی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میرے لڑکے محمد کو سال سے بخار آتا ہے ہر طرح علاج معالجہ کیا اور بہتیری تدبیریں کیں مگر وہ رفع نہیں ہوتا آپ نے فرمایا تم اس لڑکے کے کان میں جاکر کہدو کہ اے بخار میرے لڑکے سے رفع ہو کر حلہ میں چلا جا انہوں نے اپنے گھر آکر لڑکے کے کان میں یہی الفاظ کہدیئے جو آپ نے مجھ سے فرمائے تھے آپ نے فرمایا کہ اس کے بعد میرے لڑکے کو پھر کبھی بخار نہیں آیا۔

خضر الحسینی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنجناب شیخ ابو الحسن علی الازجی کی بیمار پرسی کو گئے تو میں نے ان کے یہاں ایک کبوتری دیکھی جس کی نسبت بیان کیا گیا کہ یہ چھ ماہ سے انڈے نہیں دیتی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے اس کبوتری کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا تو اپنے مالک سے نفع پہنچا وہ کبوتری اسی وقت انڈے دینے لگی ان کے یہاں ایک قمری بھی تھی جس کی نسبت بیان کیا گیا کہ یہ بولتی نہیں آپ نے قمری کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا اپنے خالق کی تسبیح بیان کر وہ قمری اسی وقت بولنے لگی۔

خضر الحسینی بیان کرتے ہیں کہ ۵۶۰ھ ہجری کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے خضر تم موصل چلے جاؤ وہاں تمہارے اولاد ہوگی پہلے پہل لڑکا پیدا ہوگا اس کا نام محمد رکھنا جب یہ سات برس کا ہوگا تو اسے بغداد کا ایک نابینا حافظ جس کا نام علی ہوگا چھ ماہ میں اسے قرآن مجید حفظ کرا دیگا اور تم چورانوے برس چھ ماہ اور سات دن کی عمر پاکر شہر اربل میں انتقال کروگے اور تمہاری سماعت و بصارت اور تمام قوی اس وقت تک صحیح و سلامت رہیں گے چنانچہ ان کے فرزند ابو عبد اللہ محمد بیان کرتے ہیں کہ میرے والد شہر موصل میں آکر رہے وہیں پر میں ماہ صفر ۵۶۲ھ میں متولد ہوا جب میں سات برس کا ہوا تو میرے والد نے ایک جید حافظ کو میرے لئے مقرر کیا جس نے مجھ سے چھ ماہ میں قرآن شریف حفظ کرا دیا جس کا نام علی تھا اور بغداد وطن تھا اور جب ماہ صفر ۶۵۲ھ میں میرے والد ماجد نے شہر اربل میں انتقال کیا تو اس وقت ان کی عمر چورانوے برس چھ ماہ اور سات دن کی تھی۔

خطیب ابو المجد حامد الحرانی فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اپنی جائے نماز بچھا کر آپ کے نزدیک بیٹھ گیا آپ نے میری طرف دیکھکر فرمایا کہ تم امرا و سلاطین کی بساط پر بیٹھو گے جب میں حران واپس آیا تو سلطان نور الدین شہید نے اپنے پاس رہنے پر مجبور کیا اور مجھے اپنا مصاحب بنا کر ناظم اوقاف کر دیا اس وقت مجھے آپکا قول یاد آیا۔

ابو الحسن شیخ رکن الدین واعظ نزیل مصر بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ بابا در

میرا رفیق ہم دونوں جمع کرکے بغداد آئے اس وقت ہمارے پاس بجز ایک قبضہ کمان کے اور کچھ نہ تھا اسے فروخت کرکے چاول لئے اور پکا کر کھائے مگر ہم اس سے شکم سیر نہ ہوئے اور نہ لطف حاصل ہوا اس کے بعد ہم سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر علیہ الرحمۃ کی مجلس میں گئے آپ نے اپنا کلام قطع کرکے فرمایا حجاز سے چند فقرا آئے ہیں ان کے پاس بجز ایک قبضہ کمان کے اور کچھ نہ تھا اس کو انہوں نے فروخت کرکے چاول لئے اور پکا کر کھائے مگر نہ وہ شکم سیر ہوئے اور نہ ہی کوئی لطف حاصل ہوا ہمیں یہ ماجرا سنکر نہایت ہی تعجب ہوا اس کے بعد آپ نے دسترخوان بچھوایا میں نے اپنے رفیق سے آہستہ سے پوچھا کہ تمہیں کس چیز کی خواہش ہے اس نے کہا کہ مجھے کشک دماجی کی خواہش ہے پھر میں نے اپنے جی میں کہا کہ مجھے شہد کی اشتہا ہے آپ نے فوراً اپنے خادم سے یہ دونوں چیزیں منگوائیں اور ہماری طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ان دونوں کے سامنے رکھدو خادم نے کشک دماجی میرے سامنے اور شہد میرے رفیق کے سامنے رکھدیں آپنے فرمایا یوں نہیں بلکہ اس کا الٹا کرو یعنی کشک دماجی کی جگہ شہد اور شہد کی جگہ کشک دماجی رکھو میں آپ کی یہ کرامت دیکھکر چیخ اٹھا اور دوڑ کر آپکے قدموں میں گر پڑا آپنے فرمایا اهلاً بواعظ الدیار المصریہ یعنی مصر کے واعظ مرحبا میں نے عرض کیا کہ حضور کیا فرماتے ہیں مجھے تو سورہ فاتحہ پڑھنے کا بھی سلیقہ نہیں ہے آپنے فرمایا نہیں نہیں مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تم سے ایسا ہی کہوں۔

ابو الحسن بیان کرتے ہیں کہ میں نے مصر جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور آپ کی خدمت میں رہکر تحصیل علم میں مشغول ہو گیا ایک ہی سال میں مجھے اس قدر روحانی فتوحات ہوئیں کہ اس قدر کسی اور کو بیس سال میں بھی حاصل نہ ہوتی جب مجھے اقل قلیل مدت میں اتنا علم حاصل ہو گیا جتنا کسی اور جگہ بیس سال میں بھی نہ ہو سکتا تھا تو اب میں نے بغداد میں وعظ کہنا شروع کر دیا پھر میں نے آپ سے مصر واپس جانے کی اجازت لی آپنے بخوشی اجازت دی اور فرمایا جب تم دمشق پہنچو گے تو تمہیں وہاں پر ترکی فوج ملیگی جو کہ مصر پر قبضہ کرنے کی غرض سے آئی ہوئی ہوگی اس سے کہنا کہ تم اس سال اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے اس لئے واپس جاؤ البتہ آئندہ سال کامیاب ہو سکو گے چنانچہ جب میں دمشق پہنچا تو مجھے ترکی فوج ملی میں نے ان سے وہی بات کہدی جو آپنے فرمائی تھی مگر انہوں نے میرا کہنا نہ مانا ادہر خلیفہ مصر نے بھی جنگ کی تیاری شروع کی میں نے اس سے جاکر کہا کہ گھبراؤ مت کوئی خوف کی بات نہیں وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکیں گے بلکہ تمہاری فتح ہوگی آخر ترکی سپاہ نے مصر پر حملہ کیا اور ہزیمت پاکر واپس ہوگئی خلیفہ مصر نے مجھے بلاکر میری بڑی عزت کی اور مجھے اپنا مصاحب بنا لیا دوسرے سال پھر ترکی سپاہ نے مصر پر چڑھائی کی اور اس دفعہ مصر پر قابض ہوگئی اور جس طرح آنجناب کی پیشینگوئی پوری ہوئی۔

روافض کی ایک جماعت آپکی کرامت دیکھکر تائب ہوگئی

روافض کی ایک بہت بڑی جماعت دو خشک کدو جو سلے ہوئے اور مہر شدہ تھے لیکر آپ کے پاس آئے اور پوچھا بتلائیے اندر کیا ہے آپنے تخت سے اتر کر ایک کدو پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا اس میں ایک آفت رسیدہ بچہ ہے پھر اپنے صاحبزادے حضرت شیخ عبد الرزاق کو فرمایا کہ اس کو کھولو انہوں نے اس کو کھولا تو واقعی اس میں سے آفت رسیدہ بچہ نکلا اس بچہ پر ہاتھ رکھکر فرمایا قم باذن اللہ اللہ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو اس کے بعد دوسرے کدو پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ اس میں صحیح سالم تندرست بچہ ہے اسے بھی آپ نے کھولنے کا حکم دیا اور تندرست بچہ نکلا اور وہ چلنے لگا آپنے اس کو پیشانی سے پکڑ کر فرمایا بیٹھ جا تو وہ بیٹھ گیا روافض کی جماعت نے جب آپ کی یہ کرامت دیکھی تو اپنے رفض سے تائب ہو گئے۔

بارہ سیر گندم پانچ سال تک کھائے گئے

آپ کے رکابدار ابو العباس بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ آپ کی خدمت میں تنگدستی و فاقہ کشی کی شکایت کی آپ نے ان کو بارہ سیر گندم دیکر فرمایا کہ ان کو لیجا کر کوٹھے میں بند کرکے رکھدو اور صرف ایک طرف سے اس کا منہ کھول کر حسب ضرورت اس میں سے نکال لیا کرو مگر اسے کبھی وزن نہ کرنا میں نے گندم کو لیجا کر ایسا ہی کیا چنانچہ ہم پانچ سال تک ان کو کھاتے رہے ایک دفعہ میری زوجہ نے اس کوٹھے کا منہ کھول کر دیکھا کہ اس میں کتنے گیہوں ہیں معلوم ہوا کہ اس میں جس قدر گیہوں ڈالے تھے اتنے ہی موجود ہیں پھر یہ گیہوں سات روز میں ختم ہو گئے میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپنے فرمایا کہ اگر تم اسے نہ دیکھتے تو اس میں سے ہمیشہ کھاتے رہتے اور وہ کبھی ختم نہ ہوتے۔

ایک مردہ مطرب گاتا ہوا قبر سے اٹھ کھڑا ہوا

ایک دفعہ آپ کہیں تشریف لیجا رہے تھے رستہ میں دیکھا کہ ایک مسلمان اور ایک عیسائی دونوں آپس میں جھگڑا کر رہے تھے مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل کہتا تھا اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہر دو کائنات پر فضیلت دیتا تھا آپ ان دونوں کے پاس تشریف لے گئے اور عیسائی سے پوچھا کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہمارے سید و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کس وجہ سے فضیلت دیتے ہو اس نے کہا کہ ہمارے پیغمبر مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے آپ نے فرمایا یہ کرامت تو ہمارے پیغمبر کا ایک ادنیٰ امتی دکھا سکتا ہے میں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ امتی ہوں اگر کہو تو میں مردہ کو زندہ کر دوں اس نے کہا بہت اچھا وہ آپ کو ایک پرانی قبر پر لے گیا یہ قبر ایک مطرب یعنی قوال کی تھی آپ نے فرمایا اگر کہو تو یہ مردہ اپنی قبر سے گاتا ہوا نکل آوے اس نے کہا اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے آپ قبر کے پاس جاکر کھڑے ہوئے اور مردہ سے مخاطب ہوکر فرمایا قم باذن اللہ یہ فرماتے ہی قبر پھٹ گئی اور مردہ گاتا ہوا نکل آیا وہ عیسائی یہ کرامت آپ کی دیکھتے ہی مسلمان ہو گیا۔

لڑکی کے بجائے لڑکا ہوگیا

ایک شخص آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور میں لاولد ہوں میرے حق میں دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے فرزند عطا فرمائے آپنے دعا کی اور فرمایا اچھا تجھے اللہ پاک لڑکا دیگا مگر اس کو اطمینان نہ ہوا وقتاً فوقتاً آکر یہی تمنا اور عرض کیا کرتا اور آپ ہر بار تولید پسر کی خوشخبری سنادی

کرتے۔ وہ ایک دن آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے فرمایا کہ تو جس کی تمنا کیا کرتا ہے وہ آج اپنی ماں کے پیٹ میں ہے اس واقعہ کے نو مہینے کے بعد بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی وہ لڑکی کو لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور آپ نے تو لڑکے کی دعا کی تھی لڑکے کی ہی خوشخبری دی تھی اور میری بھی یہی آرزو تھی کہ لڑکا ہو مگر یہ تو لڑکی ہے آپ نے فرمایا اطمینان رکھو گھبراؤ مت انشاء اللہ جو کچھ میں نے کہا تھا وہی ہوگا اس کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر گھر لیجاؤ اور قدرت خداوندی کا تماشہ دیکھو چنانچہ اس نے آپ کے حکم کی تعمیل کی جب گھر پہنچکر کپڑا اکھولا تو نظر آیا کہ ایک حسین وجمیل لڑکا ہے خدا کا شکر بجا لایا۔

ایک فاسق کے سر پر آپکی کھڑاویں پڑنے لگیں

آپ کی ایک باعفت وعصمت، پاک باطن اور حسینہ وجمیلہ مریدنی پر ایک مرد فاسق فریفتہ تھا مگر اس پاک باطن باخدا عورت کا زہد و اتقا اور عفت وعصمت اس کے راستے میں ایک پہاڑ تھا جس کی وجہ سے وہ اپنی خواہش نفسانی پوری کرنے پر قدرت نہ رکھتا تھا اتفاقاً یہ عورت کسی کام کو جنگل کی طرف گئی اور اس بدکار کو بھی خبر لگی تو پیچھے پیچھے ہولیا جنگل میں پہنچکر اس بدکار نے دست درازی کا ارادہ کیا ہی تھا کہ وہ عفیفہ سہم گئی اور اس نے حضور غوث پاک کی طرف رجوع کیا اور زبان سے نکل گیا حضور! اپنی مریدہ کی عصمت کو اس ظالم وبدکار کے ہاتھ سے بچایئے جس وقت اس عفیفہ نے آپ کو پکارا اس وقت آپ اپنی خانقاہ میں وضو کر رہے تھے کھڑے ہوگئے اور اپنی کھڑاؤں کو اشارہ کرکے فرمایا جاؤ میری مریدہ کی حفاظت کرو اور اس مردود کو کماحقہ سزا دو آپ کا یہ حکم پاتے ہی وہ اڑکر وہاں پہنچیں اور اس ناپاک کے سر پر تڑاتڑ پڑنے لگیں یہانتک کہ اس کا سر پھٹ گیا بیہوش ہوکر گر پڑا اور وہ عفیفہ بحفاظت ان کھڑاؤں کو لیکر آپکی خدمت میں پہنچی آپ کے قدموں کو بوسہ دیکر آپ کی عقیدت ونیازمندی کے گیت گاتی ہوئی اپنے گھر واپس آگئی۔

غرض اسی طرح ہزاروں کرامات آپ سے سرزد ہوئیں۔ اگر ان سب کو بیان کیا جائے تو ایک دفتر تیار ہو جائے آپکے دریائے کرامات میں سے چند قطرے ہیں جو ہم نے بادۂ عرفان کے متوالوں کے لئے رکھدیئے ہیں ان کرامات سے آپ کی فضیلت وبزرگی اور رفعت وعظمت کا اندازہ لگاؤ اور آپ کی بارگاہ اقدس میں عقیدتمندی کے پھول چڑھاؤ۔

آپکے فضائل وکمالات

خواجہ خضر علیہ السلام کی آپسے عقیدت

ایک دفعہ لوگوں نے شیخ جمال العارفین ابو محمد بن البصری علیہ الرحمۃ سے سوال کیا کہ آیا خواجہ خضر زندہ ہیں یا نہیں انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ خواجہ خضر کی مجھ سے ملاقات ہوئی تھی میں نے اُن سے کہا کہ مجھ سے کوئی عجیب بات بیان کرو خواجہ خضر نے فرمایا میں ایک دفعہ بحر محیط کے کنارے جا رہا تھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص گودڑی اوڑھے سو رہا ہے میرے دل میں خیال آیا کہ شاید یہ کوئی ولی اللہ ہے میں نے اس کے پاؤں کو ہلایا وہ اٹھ بیٹھا اور کہا کیا چاہتا ہے؟ میں نے کہا کہ اٹھ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کر۔ اس نے بگڑکر کہا کہ جا اپنی راہ لے۔ میں نے کہا اگر تو نہ اٹھے گا تو میں لوگوں سے کہوں گا کہ یہ ولی ہے۔ اس نے کہا اگر تو نہ جائیگا تو میں کہوں گا یہ خواجہ خضر ہے! میں نے کہا کہ تو مجھے کس طرح جانتا ہے اس نے کہا تو ٹھیک ابو العباس خضر ہے اب یہ بتا کہ میں کون ہوں؟ میں نے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور عرض کی کہ اے باری تعالیٰ میں اولیاؤں کا نقیب ہوں آواز آئی اے ابو العباس تو ان ولیوں کا نقیب ہے جو مجھے دوست رکھتے ہیں لیکن یہ ولی ان لوگوں میں سے ہے جن کو میں دوست رکھتا ہوں۔ اب اس مرد خدا نے میری طرف متوجہ ہوکر کہا اے ابو العباس! تو نے میری بابت سُن لیا میں نے کہا ہاں سن لیا میرے لئے دعا کر اس نے کہا کہ میں آپ کی دعا کا محتاج ہوں۔ میں نے دوبارہ دعا کی درخواست کی تو اس نے کہا وفرك الله نصيبك منه یعنی خداوند تعالیٰ تیرے نصیبے کو اس سے زیادہ کرے میں نے کہا کہ اس سے زیادہ اور دعا کیجئے وہ فوراً میری نظر سے غائب ہوگیا حالانکہ کسی ولی کی مجال نہیں کہ میری نظر سے غائب ہو سکے۔

اس جگہ سے چل کر میں ایک بلند ٹیلے پر گیا تو وہاں پر ایک نور دیکھا جس سے میری آنکھیں چندھیا گئیں میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی کہ یہ نور کہاں سے آتا ہے دیکھا کہ ایک عورت گدڑی اوڑھے سو رہی ہے اس کی گودڑی بھی ویسی ہی تھی جیسی اس مرد کی میں نے چاہا کہ اس عورت کا بھی اسی طرح پاؤں ہلاؤں آواز آئی اے ابو العباس ادب کر یہ بھی ان مخصوصوں میں سے ہے جن کو میں دوست رکھتا ہوں میں وہاں ایک ساعت ٹھیرا رہا اتنے میں وہ عورت بیدار ہوگئی اور کہا الحمد لله الذى احيانى بعد مماتى واليه النشور والحمد لله الذى انسنى به واوحشنى عن خلقه یعنی شکر ہے اس ذات کا جس نے مجھکو مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف اٹھنا ہوگا شکر ہے اس باری تعالیٰ کا جس نے مجھے محبت دی اور اپنی خلقت سے ناآشنا بنایا اس کے بعد میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا اے ابو العباس اگر تو دوکنے سے پہلے ہی بلاوے رہتا تو بہتر تھا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کیا تو اس مرد کی عورت ہے اس نے کہا ہاں۔ اس جنگل میں ایک ابدال عورت نے غسل کیا تھا اس کی تکفین اور غسل کے لئے خدائے قدوس نے مجھے یہاں بھیجا جب میں اس کام سے فارغ ہوگئی تو مجھے آسمان کی طرف بلا لیا گیا۔ یہ سنکر میں نے کہا کہ میرے لئے دعا کرو اس نے بھی وہی دعا کی جو اس مرد نے کی تھی اور فوراً نظر سے غائب ہوگئی

شیخ جمال العارفین ابو محمد فرماتے ہیں کہ میں نے خواجہ خضر سے پوچھا کہ ایسے ولیوں کا کوئی سردار بھی ہوتا ہوگا انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں پھر میں نے پوچھا کہ اس زمانہ میں ایسا سردار کون ہے؟ آپ نے کہا کہ اس زمانہ کا سردار شیخ عبد القادر علیہ الرحمۃ ہیں میں نے کہا ان کے کچھ فضائل بیان کیجئے کہا وہ اپنے زمانہ کے قطب ہیں باری تعالیٰ عز اسمہ نے کسی ولی کو ایسا مرتبہ نہیں دیا جیسا ان کو عطا فرمایا ہے۔ ہر ولی سے زیادہ اُن سے محبت کی ان کے اور بھی بیشمار فضائل ہیں۔

آپ عارفوں کے اماموں کے بادشاہ ہیں

ابو الحسن جوشقی فرماتے

ہیں کہ ایک دفعہ مجھ پر ایک واردِ عظیم ہوئی جس کے بہت سے امور میرے لئے مشکل اور لاینحل تھے۔ میں اپنے شیخ شیخ علی بن ہیتی کے پاس گئے تاکہ ان سے اپنی مشکلات بیان کریں مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کلام کریں شیخ علی نے فرمایا تیری مشکلات کو میں باتوں سے حل نہیں کر سکتا بلکہ وہ قدرت افعال سے حل ہونگی اور یہ بات اس زمانہ میں حضرت شیخ عبد القادر علیہ الرحمۃ کے حیطۂ قدرت میں ہے ان کی خدمت میں جاؤ وہاں تمہارا مقصود حاصل ہوگا چنانچہ یہ آپ کی خدمت میں آئے دیکھا کہ آنجناب اپنے مدرسہ کی محراب میں جلوس فرما ہیں میں آئے گیا میری طرف دیکھکر آپ نے اپنے مصلے کے نیچے سے ایک رنگین دھاگا نکالا جس میں بہت سی گرہیں لگی ہوئی تھیں اس کا ایک سرا تو میرے ہاتھ میں دیا اور ایک سرا اپنے ہاتھ میں رکھا پھر آپ ایک ایک گرہ کھولنے لگے ہر گرہ کے بدلے میرے حال کی اک گرہ کھل جاتی تھی جب سب گرہیں کھل چکیں تو میری تمام مشکلات حل ہوگئیں اور مجھ پر سب پوشیدہ امور ظاہر ہوگئے پھر فرمایا خذھا بقوۃ وامر قومك یاخذوا باحسنھا یعنی ان کو قوت سے پکڑ اور اپنی قوم سے بھی کہہ کہ وہ اچھی طرح پکڑیں۔

اس واقعہ کے بعد جب ابو الحسن جوسقی رحمۃ شیخ علی بن ہیتی کے پاس آئے اور اپنا حال بیان کیا تو آپ نے کہا میں نے پہلے ہی نہیں کہا تھا کہ شیخ عبد القادر عارفوں کے اماموں کے بادشاہ اور متصرفین کی زمام کے مالک ہیں اے ابو الحسن یہ پھول جو تیرے بخت کے درخت پر کھلے ہیں اور یہ انوار و مشاہدات جو تو نے دیکھے ہیں یہ سب کچھ ان کی ہی نگاہ لطف و کرم کا اثر ہے ان کی خدمت عالی میں جو کچھ تجھے ایک لمحہ میں حاصل ہوا اس کا عشر عشیر بھی تجھے سو سال کے مجاہدے سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا اگر آنجناب "خذھا بقوۃ وامر قومك یاخذوا" نہ فرماتے تو بیشک تیری عقل گم ہوجاتی اور قیامت کے دن تیرا حشر سرگشتگان عشق سے ہوتا لیکن اب امید ہے کہ تو مقتدائے قوم ہوگا۔

ابو محمد شنبکی فرماتے ہیں کہ شیخ ابوبکر حضرت شیخ عبد القادر علیہ الرحمۃ کے بارے میں ذکر کرتے تھے کہ وہ پانچویں صدی میں عراق کے قریب ظاہر ہوں گے ان کی عظمت و بزرگی کی بابت فرماتے تھے کہ ان کے افعال و اقوال سے اقتدا کیا جائے گا ان کی برکت سے خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کو اعلیٰ درجے عطا فرمائے گا اور قیامت کے روز دوسری امتوں کے سامنے اللہ تعالیٰ ان کی بابت فخر کرے گا۔

امام ابوبکر عبد اللہ بن نصیر تمیمی ایک دفعہ شیخ مطر بادرانی کی زیارت کو گئے انہوں نے مرحبا کہا اور ان کی عزت کی پھر فرمایا کچھ حالات شیخ عبد القادر کے بیان کرو انہوں نے کچھ حالات ان کے سامنے بیان کئے تو شیخ مطر رحمۃ نے دھوے دائیں بائیں جھومنا شروع کیا اور فرمایا شیخ عبد القادر زمین پر خدا کا امان ہے جس سے اسرار لیا اور رحیم ورنہ رح تاسیہ جھکتے ہیں وہ منجملہ حضرت احد سیف نعمت ہیں اس زمانہ کے کسی ولی کو آپ کی مرضی کے بغیر حال و مقام نہیں دیا جاتا جب وہ نظر کرتے ہیں تو ہم ان کی نظر کی حفاظت میں ہوتے ہیں اور جب وہ چلتے ہیں تو ہم ان کے قدم کے سایہ میں ہوتے ہیں۔

آپکا کوئی بندہ ولایت سے محروم نہیں رہا حضرت مخدوم اشرف سید العارفین میں جہانیان جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت غوث پاک محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ سو سو غلام خرید کرتے اور اسی وقت شرف بیعت سے مشرف فرماکر اللہ واسطے آزاد کر دیتے آپ کے فیضان قدسی اور برکت سے آپ کا کوئی زرخرید غلام ولایت سے خالی نہیں رہا آپ اگرچہ ایسے کامل و اکمل تھے لیکن اتباع شریعت سے ایک قدم بھی باہر نہیں نکالتے تھے کثرت کے ساتھ عبادت و ریاضت کرتے تھے نمازیں پڑھتے تھے اور روزے رکھتے تھے ہمیشہ صائم رہتے تھے نیز ہر وقت باوضو رہتے تھے حد سے زیادہ صدقہ اور خیرات تقسیم کرتے تھے کم سوتے اور کم کھاتے تھے تمام عمر آپ کبھی قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے نہیں بیٹھے خوشبو کو زیادہ پسند کیا کرتے تھے آپ کا دروسرا و خانقاہ ہمیشہ معطر رہتی اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

آپ کی عبادت کا یہ حال تھا کہ پنجگانہ فریضہ نماز کے علاوہ دو ہزار رکعت نماز نفل روزانہ کھڑے ہوکر پڑھا کرتے تھے بعد نماز تہجد کے روزانہ ایک قرآن ختم فرماتے اشراق چاشت اوابین سنت قبل عصر اور نوافل تحیۃ الوضو وتحیۃ المسجد وغیرہ کوئی نماز ایسی نہ تھی جسکو آپ نہ پڑھتے حد ہے کہ چالیس سال تک آپنے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتا اکثر پائے مبارک ورم کر آتے تھے۔

آپ نے جب سے کوچۂ فقر میں قدم رکھا کبھی روپیہ پیسہ اور چاندی سونا اپنے دست مبارک سے نہیں چھوا آپ اگرچہ عمدہ اور قیمتی لباس پہنتے تھے لیکن اگر وہ کہیں جگہ سے پھٹ جاتا تو اسی میں کمل کا پیوند ہی لگا لیتے تھے اور عمدہ قیمتی لباس صرف ایک دن پہنکر دوسرے دن فقیر کو دیدیتے تھے اگر کہیں جگہ سے کچھ تحفہ تحائف آتا تو آپ رات کو گھر میں کچھ نہ رکھتے تھے سب خیرات کر دیتے تھے اور دوسرے دن کا فکر نہ کرتے۔

آپکا ذریعہ معاش تزکیۂ نفس اور تزکیۂ باطن کے لئے سب سے مقدم اور ضروری چیز اکل حلال اور صدق مقال ہے سالک کے لئے شکم کی حفاظت اور اس کی اصلاح و درستی بہت بڑی مہم ہے اس کا ضرر بہت اور اثر قوی ہے اس لئے کہ شکم ہی سب گناہوں کا چشمہ اور منبع ہے شکم ہی سے سب اعضاء میں قوت و ضعف اور عصمت و معصیت پیدا ہوتی ہے پس عابد و سالک کے لئے لازم ہے کہ وہ شکم کی حفاظت کرے یعنی مشتبہ و حرام چیزوں سے بچے اور اکل حلال کو لازم پکڑے یحییٰ ابن معاذ رازی فرماتے ہیں کہ عبادت خدا تعالیٰ کے خزانہ کے اندر ہے اس خزانہ کے دروازہ کی کنجی دعا ہے اور اس کنجی کے دندانے اکل حلال ہے پس جس کنجی کے دندانے نہ ہوں نہ دروازہ نہیں کھل سکتی اور دروازہ کھولے بغیر خزانہ کے اندر سے عبادت کا ہاتھ آنا دشوار ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جس کے پیٹ میں حرام کھانا ہو اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرماتے۔

خوب یاد رکھئے کہ انسان کے تمام افعال و اقوال کھانے اور پینے کے موافق ہوتے ہیں اگر پیٹ میں حرام اور مشتبہ کھانا ہوگی تو تمام افعال و اقوال حرام ہی پیدا ہونگے اور اگر حلال کھانا ہے تو حلال افعال و اقوال سرزد ہونگے گویا کھانا تمام اقوال و افعال کا تخم ہے اور اقوال و افعال اس کے پودے ہیں جو کھانے میں نکلتے ہیں اب تو غالبًا آپنے اکل حلال کی اہمیت اچھی طرح ذہن نشین کرلی ہوگی اب یہ بھی معلوم کر لیجئے کہ اکل حلال سے کیا مراد ہے؛ اکل حلال سے مراد یہ ہے

کہ شریعت نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان سے اجتناب کرے حتیٰ کہ مشتبہ چیزوں سے بھی بچے اور محنت و مزدوری کرکے اپنی روزی پیدا کرے دوسروں کی کمائی پر اپنی نظر نہ رکھے جس قدر بھی اولیائے کرام گذرے ہیں وہ سب کے سب محنت و مزدوری کرکے اپنی روزی پیدا کرتے تھے کسی نے بھی مریدوں کی کمائی پر اپنی نظر نہیں رکھی اور نذر و نیاز پر گذارہ نہیں کیا جیسا کہ آجکل کے مصنوعی و بناوٹی پیروں اور نفس پرست گدی نشینوں کا شیوہ اور وطیرہ ہے اگر آپ ایک طرف گذشتہ پیران عظام اور صوفیائے کرام کے سوانح حیات کو دیکھیں اور دوسری طرف اپنے زمانہ کے پیروں اور گدی نشینوں کی زندگیوں پر غور و فکر کریں تو صاف طور پر نظر آئے گا کہ آج کے تصوف کو اسلامی تصوف سے کوئی بھی تعلق نہیں اگلے پیر آسمان سعادت کے روشن ستارے تھے اور آجکل کے اکثر پیر غلاظت کے کیڑے جن کا وجود اسلامی تصوف کے دامن پر ایک بدنما دھبہ ہے۔

اس سلسلہ میں آپ غوث الاعظم حضرت محبوب سبحانی کی ذریعہ معاش بھی دیکھئے اور اپنے زمانہ کے مکار پیروں کا بھی ذریعہ معاش معیار نقدی پر پرکھیئے آپکو زمین و آسمان کا فرق نظر آئے گا۔ آپ نے اپنی محنت و مزدوری کی کمائی سے کچھ اراضی خرید لی تھی اس کو آپ کے مرید کاشت کیا کرتے تھے جو غلہ اس میں سے حاصل ہوتا اس میں سے روزانہ تین روٹیاں مغرب کے وقت پک کر آپ کے دسترخوان پر آیا کرتی تھیں ایک روٹی خدا کی راہ میں خیرات کر دیتے ایک روٹی کے ٹکڑے کرکے اپنے احباب و مریدین میں تقسیم فرما دیتے اور ایک روٹی سے آپ خود روزہ افطار فرماتے۔

آج ہندوستان میں کتنے پیر اور گدی نشین ہیں جو محنت و مزدوری سے اپنی روزی خود پیدا کرتے ہیں اور زہد و اتقا کا ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔ آج نظر ہوگا۔

زر بکف ہیں سادہ لوحی سے مریدان ہیک　　ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں صوفیان ریّا

ہوشیار! اے مرد عاقل ہوشیار!!

نیز آپ دیکھیں گے کہ سہ

بامریداں روز و شب اندر سفر　　از حضرت ہائے ماست بے خبر

آپکا جذبہ خدمت بنی نوع انسان

انسان محض اپنے ہی لیے پیدا نہیں کیا گیا کہ وہ صرف اپنا ہی نفع اور بہبودی پیش نظر رکھے اور دوسروں سے کوئی تعلق ہی نہ رکھے بلکہ خدائے قدوس کی منشا یہ ہے کہ اپنی مخلوق کی سود و بہبود کا کام اپنے پیارے بندوں سے لے جبھی تو حضور صلی اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں خیر الناس من ینفع الناس تم میں سب سے بہتر اور افضل انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے خدا کی مخلوق کے ساتھ محبت و ہمدردی کرنا خدا کی عین محبت ہے یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص عشق و محبت الٰہی کا دعویٰ کرے اور مخلوق الٰہی سے بے تعلق رہے یہی وجہ ہے کہ سالک کے لیے خدمت خلق بھی ایک ضروری چیز ہے جبھی تو حضرت غوث پاک کی زندگی میں ہمیں نظر آتا ہے کہ آپ کی ذات گرامی سے مخلوق خدا کو بہت نفع پہنچا چونکہ آپ کی ذات سے خلق خدا کو بہت زیادہ نفع پہنچا اس لیے آپ عارفین اور ولیوں کے اماموں کے بادشاہ اور محبوب خلائق خدا کے برگزیدہ ولی ہیں گویا آپ کی عظمت و بزرگی کی بنیاد اس بات پر نہیں کہ آپ صاحب کرامات ولی تھے اور آپ نے بہت سی کرامات دکھائیں بلکہ اس بات پر ہے کہ آپ کی ذات سے خلق خدا کو نفع پہنچا اور آپ نے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کی پس آپ کی رفعت و عظمت بلندی اور خوشنمائی محض اس وجہ سے ہے کہ آپ کے علم و عمل نے دنیا کو فیض پہنچایا

آپ کے اندر خدمت بنی نوع انسان کے جذبہ کا یہ عالم تھا کہ بنی نوع انسان کی خدمت کے لیے آپ ہر وقت کمربستہ رہتے تھے آپ فرماتے تھے کہ صبح سے شام تک میرے ہاتھ میں ہزاروں روپے آتے ہیں مگر میں سب کو تقسیم کر دیتا ہوں مجھے تو اگر سونے کے پہاڑ بھی مل جائیں تو محتاجوں اور ضرورتمندوں کو بانٹ دوں اور کسی کو بھوکا نہ رہنے دوں یہی وہ جذبہ ہے جس کی وجہ سے اس برگزیدہ ہستی کی عقیدت و نیازمندی کے گیت پوری اسلامی دنیا گا رہی ہے مسلمانوں کے گھر گھر میں ان کی عظمت و بلندی کے چرچے ہو رہے ہیں اور مسلمان کے دل میں آپ کی محبت اور یاد نے اپنا گھر بنا رکھا ہے آپ اگرچہ ہمارے اندر بجسد عنصری موجود نہیں لیکن آپکے فیض کا چشمہ ابھی تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

حضرت غوث پاک رح کی تعلیمات

بزرگی اور ولایت کا مفہوم لوگوں نے اپنی طرف سے الگ الگ گھڑ رکھا ہے کسی کے نزدیک بزرگ وہ ہے جو کرامات دکھائے کوئی اس کو ولی جانتا ہے جو دنیا سے قطع تعلق کرکے گوشہ نشینی اختیار کرے اور کسی کے ذہن میں ولایت کا یہ مفہوم سما ہوا ہے کہ لوگوں کی مرادیں پوری کرے غرض اپنی اپنی سمجھ اور علم کے موافق بزرگی کے علیحدہ علیحدہ مفہوم پیدا کر لیے ہیں فہم و عقل کی اسی کجروی اور گمراہی نے مسلمانوں کو صراط مستقیم سے ہٹا کر پیر پرستی اور قبر پرستی کے اندھے کنوئیں میں جا پھینکا وہ جہل و اوہام اور کفریہ و شرکیہ عقائد کی تاریکی میں بزرگی و تقدس کا نور ڈھونڈتے ہیں مگر قرآن و حدیث کی روشنی میں وہ کسی کی پاکیزگی حیات کا زہد اور اخلاق و روحانیت کی بلندی نہیں دیکھ سکتے گویا وہ خفاش ہیں جو روز روشن کو قرآن و حدیث اور علم و فہم کی روشنی میں آنے اور بصارت و بصیرت نے جواب دیا وہ تاریکی میں رہنے ہی کو اپنا سب سے بڑا کمال سمجھتے ہیں۔

ان کے فہم و عقل کی پستی اور کور ذوقی نے ان کے خالص اسلامی ذہنیت مستقیم نظر اور غیر محدود فکر و دماغ پر قبضہ کر لیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج ان میں کوئی ایسا بزرگ مقبول نہیں ہو سکتا جو متبع شریعت ہو اور جو خالص قرآنی فہم و عقل کا مالک ہو برخلاف اس کے ہر خلاف شرع امر کا مجسمہ اور بدکار و بداخلاق انسان صورت شیطان سیرت انسان آسانی کے ساتھ مسلمانوں سے اپنی بزرگی اور پیری کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لیتا ہے۔

پس مسلمانوں کو کان کھول کر سن لینا چاہیئے کہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک برگزیدہ بزرگ ولی، صوفی اور پیر وہ ہے جو متبع شریعت ہو جس کے اقوال و افعال قرآنی معیار پر پورے اترتے ہوں اور جسکی تعلیمات و ملفوظات قرآنی تعلیمات و ہدایات کا نچوڑ ہوں۔

حضرت غوث پاک محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ ایسے ہی بزرگ اور قطب زمانہ تھے جن کے تمام اقوال و افعال شریعت مصطفوی کے معیار پر پورے اترتے ہیں اور جن کی تعلیمات قرآنی ہدایات کا عملی جامہ ہیں یہی چیز ہے جس نے آپ کو آسمان تصوف پر چاند بنا کر چمکایا اور بے داغ شہرت کا مالک ٹھیرایا اب آپ کی تعلیمات بھی بگوش ہوش سن لیجئے یہ وہ عبرت آمیز و حقائق آمیز تعلیمات

ہیں جن سے قلوب عارفین کی دنیا روشن ہوتی ہے پاکیزگی حیات کا نور چمکتا ہے اور مردہ رگوں میں خون حیات دوڑتا ہے۔

زہد و ورع کی تعریف

آپ فرماتے ہیں کہ ورع سے اس طرف اشارہ ہے کہ بندہ تمام اشیاء سے رکا رہے شریعت جس چیز اور جس کام کی اجازت دے اُسے اختیار کرے اور جن چیزوں اور کاموں سے روکے ان کو چھوڑ دے ورع کے تین درجے ہیں۔

اول۔ ورع عوام۔ وہ یہ ہے کہ حرام اور شبہ کی چیزوں سے رکا رہے۔ دوم ورع الخواص۔ وہ یہ ہے کہ نفسانی خواہشات کی کل چیزوں سے بچا رہے۔ سوم۔ ورع خواص الخواص۔ وہ یہ ہے کہ بندہ ہر ایک چیز سے کہ جس کا وہ ارادہ کر سکتا ہے رکا رہے ورع کی دو قسمیں ہیں۔

ورع ظاہری۔ وہ یہ کہ بجز امر الٰہی کے حرکت نہ کرے اور ورع باطنی وہ یہ کہ دل پر ماسوائے اللہ کے کسی کا گذر نہ ہو۔ جو شخص ورع کی باریکیوں کو مدنظر نہیں رکھتا وہ اس کے مراتب عالیہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ زہد ورع کی پہلی سیڑھی ہے جیسا کہ قناعت رضا کی پہلی سیڑھی ہے ورع کے قوانین کھانے پینے اور بیٹھنے اٹھنے کی چیزوں سے ہی متعلق ہیں چنانچہ متقی کا کھانا دوسرے لوگوں کے کھانے کے برخلاف ہوتا ہے نہ تو شریعت اس پر گرفت کر سکتی ہے اور نہ اور کسی کو اس میں کچھ نزاع ہوتا ہے۔

ورع کن صفتوں سے کامل ہوتا ہے

آپ فرماتے ہیں کہ ورع کامل نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ دس صفتیں اپنے نفس پر لازم نہ کر لی جائیں وہ یہ ہیں:—

اول زبان کو قابو میں رکھنا۔ دوئم غیبت سے بچنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا یغتب بعضکم بعضا یعنی کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ سوئم کسی کو حقیر نہ جانے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا منھم ایک قوم دوسری قوم کی ہنسی نہ اڑائے شاید کہ وہ اس سے بہتر ہو۔ چہارم۔ محارم پر نظر نہ ڈالنا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم اے پیغمبر مسلمانوں سے کہدو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں۔ پنجم راستی و راست بازی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں واذا قلتم فاعدلوا جب بات کہو انصاف کی کہنی چاہیے۔ ششم۔ انعامات و احسانات الٰہی کا اعتراف کرتا رہے تاکہ نفس عجب و غرور میں مبتلا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بل اللہ یمن علیکم ان ھداکم للایمان اللہ پاک ہی تم پر احسان کرتا ہے دیکھو اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت کی یعنی سب سے بڑا اس کا احسان تو یہ ہے کہ اس نے ہمیں ایمان کی دولت بخشی۔ ہفتم۔ اپنا مال و متاع راہ حق میں صرف کرے نہ کہ اپنے نفس کی خواہشات میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں یعنی اپنا مال گناہ و معصیت میں نہیں اڑاتے اور نہ نیک راہ میں اسے خرچ کرنے سے رکتے ہیں۔ ہشتم اپنے نفس کے لیے بہتری اور بھلائی نہ چاہے اور کبر و غرور سے بچے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا جنت ہی اصل گھر ہے ہم اس میں انہیں لوگوں کو جگہ دیں گے جو کہ دنیا میں برتری نہیں چاہتے اور نہ کوئی فساد کا کام کرتے ہیں نہم۔ پنجگانہ نماز کی محافظت کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطیٰ وقوموا للہ قانتین نماز پنجگانہ اور خصوصاً نماز عصر کی حفاظت کرو اور نہایت عاجزی سے اس کے سامنے کھڑا ہوا کرو۔ دہم سنت نبوی اور اجماع مسلمین پر قائم رہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ یہ میری سیدھی راہ ہے تم اسی کی پیروی کرتے رہو۔

حضرت غوث پاک نے یہ جو دس صفتیں ورع کے کامل ہونے کی بیان فرمائی ہیں یہ وہ اہم صفتیں ہیں جن پر اسلامی تصوف کی بنیاد قائم ہے اور جس کے حاصل کرنے کے بعد انسان جسم انسانی کے اندر فرشتہ بنجاتا ہے آجکل کے متصوفین کو ان ہدایات پر عمل پیرا ہوکر اپنے زہد و ورع کو کامل کرنا چاہیے۔

شیخ کامل کیسا ہونا چاہیے

آپ فرماتے ہیں کہ شیخ کامل وہ ہے کہ تمہیں اپنے حضور میں خاطر جمع رکھیں اپنی غیبت میں محفوظ رکھے اپنے اخلاق و آداب سے تمہاری تربیت کرے اور تمہارے باطن کو اپنے اشراق سے منور کرے اور شیخ کی دلیل وہ ہے جو حال میں تواضع اختیار کرے فقراء کے ساتھ انسیت رکھے اور صوفیائے کرام کے ساتھ ادب و حسن اخلاق سے علمائے اعلام کے ساتھ تعمیل ارشاد سے اہل معرفت کے ساتھ سکون و وقار سے اور اہل مقامات کے ساتھ توحید سے پیش آئے۔

وجد کے دو مقام

آپ فرماتے ہیں کہ جو وجد مشاہدہ سے خالی ہو وہ کذب و دروغ ہے واجدین کی ارواح نہایت پاکیزہ اور پاکیزتر اور لطیف ہوتی ہیں ان کا کلام مردہ دلوں کو زندہ اور عقل کو زیادہ کرتا ہے وجد تمیز کو اٹھا دیتا ہے مکانات متعددہ کو مکان واحد اور اعیان مختلفہ کو عین واحد کر دیتا ہے وجد کی ابتدا حجابات کا اٹھ جانا تجلیات حق کا مشاہدہ کرنا، فہم کا حاضر ہونا اسرار غیب کا ملاحظہ اور گم گشتگی و تنہائی کو پسند کرنا ہے

وجد کی شرط

یہ ہے کہ اس کے سبب سے اوصاف بشریت منقطع ہو جائیں جس وجد سے بشریت کا فقدان حاصل نہ ہو حقیقت میں وہ وجد نہیں وجد کے دو مقام ہیں مقام ناظر اور مقام منظور الیہ مقام ناظر سے مراد مقام مشاہدہ ہے اور مقام منظور الیہ سے مراد مقام غیب ہے حق تعالیٰ اسے اول وجد میں اپنی طرف کھینچتا ہے کیونکہ تواجد استدعائے عبدیت و جدا استغراق عبدیت اور وجود طلب تمنا کو لازم کرتا ہے اس کی ترتیب اس طرح سے ہے کہ اول حضور پھر ورود پھر شہود اور پھر وجود ہے پھر وجود سے خمود حاصل ہوتا ہے اور صاحب وجود خمود اور ہوشیاری میں رہتا ہے اس کی ہوشیاری اس کی بقا اور اس کا محو اس کی فنا ہے اور یہ دو حالتیں ہمیشہ یکے بعد دیگرے رہتی ہیں۔

وجود کے معنے

وجود کے تین معنے ہیں اول وجود علم لدنی جیسے علم شواہد قطع ہو جاتے ہیں اور مکاشفہ حق حاصل ہوتا ہے۔ دوئم وجود حق کہ پھر اس سے انقطاع نہ ہو سکے۔ سوئم وجود۔ سوم وجود جب بندہ کو مکاشفہ جلال حاصل ہوتا ہے تو اس کے دل میں سکر پیدا ہو جاتا ہے اس کی روح میں خوشی پیدا ہوتی ہے اور سر ظاہر ہوتا ہے اور حالت صحو حاصل نہیں ہوتی مگر تجلیات حق سے جب صاحب وجود غیر حق کی طرف مشغول ہوتا ہے تو پھر اسے حیرت طاری ہو جاتی ہے مگر حیرت شبہ نہیں بلکہ حیرت مشاہدہ عزت

کمال ہے اور جب ذات حق کی طرف مشغول ہوتا ہے تو پھر اس پر کسی امر کا ورود نہیں ہوتا کیونکہ محو مقامات جمعیت لوائح وجود اور منازل حیات سے ہے۔

حیات کے معنے

حیات کے تین معنے ہیں اول حیات علم اور حیات علم کے تین انفاس ہیں۔ نفس خوف۔ نفس رجاء اور نفس محبت دوئم حیات جمع جو کہ تفرقہ موت سے حاصل ہوتی ہے اور اس کے بھی تین انفاس ہیں۔ نفس اضطرار۔ نفس افتقار اور نفس افتخار۔ سوم حیات وجود جو کہ موت کے تفرقہ سے حاصل ہوتی ہے اور اس کے بھی تین انفاس ہیں۔ نفس ہیبت اس سے اشتغال بالغیر نہیں رہتا۔ دوئم نفس وجود جو انفصال کو مانع ہوتا ہے۔ سوئم نفس انفرادات اتصال ہوتا ہے اس سے آگے نہ مقام نظارہ ہے اور نہ لذات اشارہ

محبت الٰہی

کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص محبت الٰہی کی شراب پیتا ہے اس کا نشہ بدون مشاہدہ محبوب نہیں اترتا شراب محبت الٰہی کا نشہ گویا وہ شب ہے جس کی صبح مشاہدہ جمال محبوب ہے جیسا کہ صدق وہ درخت ہے جس کا پھل مجاہدہ وریاضت ہے۔

محبت کے تین اصول ہیں وفا، ادب، اور مروت۔ وفا یہ ہے کہ اس کی وحدانیت میں اپنے دل کو منفرد و انفراد قلب حاصل کرے اور مشاہدہ الٰہی پر ثابت قدم اور اس کے نور ازلیت سے مانوس رہے ادب یہ ہے کہ خطرات کی مراعات، حفظ اوقات اور ماسوی سے انقطاع کرتا رہے اور مروت یہ ہے کہ قولاً و فعلاً صدق و صفا کے ساتھ ذکر اسد پر اور ظاہر و باطن میں اغیار سے روگردانی کر کے مراعد پر ثابت قدم رہے اور حالات آیندہ کی رعایت کر کے حفظ اوقات کرتا رہے جب بندہ میں یہ تینوں خصلتیں جمع ہو جاتی ہیں تو وہ لذت وصال پانے لگتا ہے اور اس کے مقام سر میں آتش اشتیاق بھڑک اٹھتی ہے۔

جس دل میں محبت الٰہی نہیں وہ ویران ہے

آپ فرماتے ہیں کہ فکر معرفت الٰہی معرفت قدرت صفات الٰہیہ کا راستہ ہے اس کی حکمت و آیات نشانیاں ہیں عقل و فہم کو اس کی ذات کی کنہ دریافت کرنے کی مطلق طاقت نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کی قدرتیں اور حکمتیں اگر متناہی و محدود ہوتیں اور انسان کے عقل و فہم اور علم میں سما سکتیں تو یہ عظمت و قدرت الٰہیہ کا ایک بہت بڑا نقص ہوتا تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا اسی لئے اسرار ازلی اور اسرار جلالی آنکھوں سے پوشیدہ رہے اور معنے وصفی و صف کی طرف راجع ہوئے اور فہم اس کے ادراک سے قاصر رہا اور مخلوق اپنے شغل کی طرف راجع ہو کر اس کی تلاش میں سرگرداں رہے اور چاروں طرف وہ زبان حال خدا کا نام پکارنے لگے۔ پس تمام مخلوقات فرش سے عرش تک معرفت الٰہیہ کے راستے اور اس کی ازلیت کی کافی دلیلیں ہیں اور تمام کائنات زبان حال سے اس کی وحدانیت کی گواہی دے رہی ہے سارا عالم معرفت الٰہی کا سبق ہے جس کے حروف کو وہی پڑھ سکتا ہے جس کو بقدر اس کی طاقت کے اس کی بصیرت عطا ہوئی ہے ؎

الا کل شیٔ لہ آیۃ　تدل علی انہ واحد

اور جس دل میں شوق و محبت الٰہی نہیں وہ دل خراب ہے اور جس فہم میں کہ آب معرفت نہ ہو وہ گویا بدلی ہے بے آب ہے اور خلق سے وحشت ہونا اپنے مولا سے مونس ہونے کی دلیل ہے۔

تصوف کی ابتدا اور اہل تصوف کے طبقے

آپ فرماتے ہیں کہ تصوف کی ابتدا علم اس کی اوسط عمل اور اس کی نہایت موہبت ہے علم سے مقصود منکشف ہوتا ہے اور علوم تین قسم پر ہے علم من اللہ علم مع اللہ اور علم باللہ جن کو علم ظاہر علم باطن اور علم حکمت بھی کہا جاتا ہے عمل طلب میں معین ہوتا ہے اور موہبت غایت مقصود تک پہنچا تی ہے۔

اہل تصوف کے تین طبقے ہیں اول مرید طالب۔ دوئم متوسط سائر اور سوئم منتہی واصل۔ مرید صاحب وقت، متوسط صاحب حال اور منتہی صاحب یقین ہوتا ہے متصوفین کے نزدیک سانسوں کو گننا بہترین امر ہے۔ مرید کا مقام مجاہدہ و ریاضت میں رہنا سختی و تلخی اختیار کرنا اور حظوظ اور لذات نفسانی سے دور رہنا ہے۔ متوسط کا مقام طلب و مقصود میں سختیاں اٹھانا اور ہر حال میں صدق و راستی کو نہ چھوڑنا تمام مقامات و آداب و اخلاق کو ملحوظ رکھنا اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف ترقی کرتے رہنا ہے اور منتہی کا مقام ہوشیار اور اپنے مقام پر ثابت قدم رہنا ہے منتہی تمام مقامات سے گذر کر مقام تمکین و اثبات میں پہنچ جاتا ہے کوئی حال و احوال اسے متغیر نہیں کر سکتا نہ کسی قسم کی دشواری و سختی کا اس پر اثر ہوتا ہے بلکہ سختی، نرمی منع و عطا اور جفا و وفا اس کے لئے برابر ہوتی ہے اس کا کھانا بمنزلہ اس کی بھوک کے سونا بمنزلہ جاگنے کے ہوتا ہے اس کا ظاہر خلق کے ساتھ اور اس کا باطن حق کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ تمام احوال جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہیں

تہذیب نفس کس طرح حاصل ہوتی ہے؟

آپ فرماتے ہیں کہ عارف واصل الی اللہ ہوتا ہے اس پر اسرار و انوار الٰہی نازل ہوتے ہیں جس سے عارف شواہد غیب اور اسرار سے مطلع ہوتا رہتا ہے۔ عارف نفس سے جدا اور اس کی مخالفت پر آمادہ کر دیا جاتا ہے اس کے دل میں تمکین و قرار رکھا جاتا ہے نفس سے جدا ہونے سے تقرب الی اللہ حاصل ہوتا ہے اور نفس کی مخالفت کرنے سے تہذیب نفس حاصل ہوتی ہے عارف کے دل میں سکون و وقار رکھ دیئے جاتے ہیں عارف تقرب حق شہود کے درجہ پر پہنچاتا ہے تہذیب نفس اس کو توحید کے درجہ پر اور تخصیص تفرید کے درجہ پر پہنچاتی ہے اس کی تفرید اس کا وجود اس کا وجد اس کا شہود، شہود حق ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار لوگوں کی نظریں تو اسے نہیں پا سکتیں مگر وہ لوگوں کی نظروں کو پا لیتا ہے گویا اس کے لوگوں کی نظریں پا لینے کے وقت ان کی بصیرتیں اس کا مشاہدہ کر سکتی ہیں۔

قلب سلیم کونسا ہے

آپ فرماتے ہیں کہ عارف کے شوق تاشنیات سے لطیف ہو جاتی ہیں اور حقیقت سے ٹکرا کر ہمیشہ مشاہدے کے درختوں سے متعلق رہتی ہیں پھر انھیں معلوم ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات پر انھیں یقین کامل ہو جاتا ہے۔ نیز فرمایا عاشقوں کے دل معرفت کے بازو سے اڑ کر حق تک پہنچتے ہیں اور تجلیات محبت کی سیر کر کے انوار قدسیہ میں غیور رہتے ہیں۔

قلب کی نسبت آپ نے فرمایا ہے کہ قلب سلیم وہ ہے جو کہ شیخ کی جانب سے وفا کی طرف اوپر کی جانب سے صفا کی طرف، داہنی جانب سے عطا کی طرف، بائیں جانب سے مقاصد کی طرف سامنے سے لقا کی طرف اور پیچھے سے بقا کی طرف اشارہ کرے۔

رجاء یعنی امید رحمت کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ کے حق میں جائز یہ ہے کہ خدا کے ساتھ حسن ظن ہو مگر نہ طمع رحمت کی وجہ سے کسی عمل کو زیبا اور جائز نہیں کہ وہ بلا رجاء کے رہے اور رجاء یہی کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن ہو مگر کسی نفع یا دفع ضرر کی امید پر نہ ہو کیونکہ اہل ولایت جانتے ہیں کہ ان کو ان کی تمام ضروریات سے فارغ کر دیا گیا ہے اسی لئے وہ اپنے اس علم کی وجہ سے مستغنی رہتے ہیں رجاء کے لئے خوف لازم ہے کیونکہ جس شخص کو اس بات کی امید ہو کہ مثلاً وہ ایک شئے پائے تو اسے یہ خوف بھی ہوتا ہے کہ کہیں وہ شئے اس سے فوت نہ ہو جائے مگر وہ صفات الٰہیہ پر نظر رکھکر خدا تعالیٰ سے حسن ظن رکھتا ہے اور پھر ڈرتا بھی ہے اور محض اس کی عظمت و جلال کی وجہ سے نہ اس وجہ سے کہ وہ جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ محسن ہے کریم ہے لطیف ہے رؤف و رحیم ہے۔

خوف کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ خوف کئی قسم سے ہے ایک گنا ہگاروں کا خوف جو گناہوں کے سبب سے ہوتا ہے۔ دوسرے عابدوں کا خوف اور یہ عبادت کا ثواب نہ ملنے یا کم ملنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ تیسرے عارفوں کا خوف اور یہ عظمت و ہیبت الٰہی کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہ اعلیٰ درجہ کا خوف ہے کیونکہ زائل نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ رہتا ہے۔

فقیر کے معنے

آپ سے فقیر کے معنے پوچھے گئے تو آپ نے فرمایا کہ اس میں چار حرف ہیں ف۔ ق۔ ی۔ ر پھر آپ نے اس کے معنے بیان فرماتے ہوئے حسب ذیل اشعار پڑھے ؎

فاء الفقیر فنائه فی ذاته وفراغه من نعته وصفاته

یعنی فاء فقیر سے مراد فنا فی اللہ ہو کر اپنی ذات و صفات سے فارغ ہو جانا ہے۔

والقاف قوة قلبه بحبیبه وقیامه لله فی مرضاته ؎

اور قاف فقیر سے مراد یاد الٰہی سے اپنے دل کو قوت دینا اور ہمیشہ اس کی رضامندی پر قائم رہنا

والیاء یرجوا ربه ویخافه ویقوم بالتقوی بحق تقاته

اور ی سے مراد ہے رحمت الٰہی کا امیدوار رہے اور اس سے ڈرتا رہے اور پرہیزگاری اختیار کرے جیسا کہ اس کا حق ہے۔

والراء رقة قلبه وصفاته ورجوعه لله عن شهواته

اور ر سے مراد رقت قلب اور اس کی صفائی اور اپنی خواہشوں سے منہ موڑ کر رجوع الی اللہ ہے

فقیر کو کن صفات سے موصوف ہونا چاہیئے

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ فقیر کو مندرجہ ذیل صفات سے موصوف ہونا چاہیئے۔ اسے چاہیئے کہ وہ ہمیشہ ذکر و فکر میں رہے کسی سے جھگڑے اور بحث و مباحثہ کرے تو عمدگی اور تمیز سے۔ جب حق معلوم ہو جائے تو فوراً اس کی طرف رجوع کر لے اپنی بات پر بیجا اصرار نہ کرے حق سے حق کا طالب رہے راستی و راستبازی اپنا شیوہ رکھے اپنا سینہ سب سے وسیع رکھے اپنے نفس کو سب سے زیادہ ذلیل جانے جو بات نہ معلوم ہو اسے دریافت کرے آواز سے نہ ہنسے صرف مسکرادے غافل کو نصیحت کرے اور جاہل کو علم سکھائے اگر کسی سے ایذا پہنچے تو صبر و تحمل اور عفو و درگذر سے کام لے کسی کو ایذا نہ پہنچائے لایعنی اور فضول باتوں میں نہ پڑے اور نہ ان میں غور و فکر کرے محرمات سے بچے اور مشتبہات میں توقف کرے غریبوں، یتیموں، بیواؤں، مسکینوں اور مظلوموں کا معین و مددگار رہے مخلوق خدا کی خدمت کو اپنا فرض سمجھے ہر حالت میں چہرہ پر خوشی اور دل میں

غم و فکر رکھے اس کی یاد میں غمگین اور اپنے فقر میں خوش رہے کسی کا راز افشا نہ کرے کسی کی پردہ دری کرکے اس کی ہتک نہ کرے مشاہدہ میں لذت و حلاوت محسوس کرے ہر ایک کو فائدہ پہنچائے ذی اخلاق حلیم اور صابر و شاکر رہے اگر کوئی جہالت اور درشتی سے پیش آئے تو اس کے ساتھ حلم و بردباری سے کام لے اگر کوئی ذہنی اذیت پہنچائے تو درگذر سے کام لے نیز باتیں بنا خاموش ہو کر دیتی کا ذوق بھی نہ کرے کسی سے بغض و کینہ نہ رکھے بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر شفقت کرے امانت کو محفوظ رکھے اور اس میں خیانت نہ کرے کسی کو برا نہ کہے کسی کی غیبت نہ کرے کسی کی چغلی نہ کرے کم سخن رہے نماز بہت زیادہ پڑھے اور روزے کثرت کے ساتھ رکھے غرباء کو اپنی مجلس میں جگہ دے جہانتک ہو سکے مساکین کو کھانا کھلائے ہمسایوں کو تکلیف نہ دے بلکہ راحت پہنچائے اور ہر وقت عبادت و ریاضت اور ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔

پیری کے متعلق آپکے ارشادات عالیہ

آج مسلمانوں کا سمجھدار سنجیدہ حقیقت بیں اور تعلیم یافتہ طبقہ چیخ اٹھا ہے کہ مکار اور فریبی پیروں نے اسلام اور مسلمانوں کو ذلیل و خوار کر رکھا ہے ان کا وجود اخلاق و روحانیت کے دامن پر ایک بدنما اور ناپاک دھبہ ہے وہ تعیش و تنعل کے ذمہ دار اور علمبردار ہیں ان کے سر و دل پر خدا کا نہیں بلکہ حکومت کا سایہ ہے قومی ترقی و برتری کے وہ دشمن ہیں اور آزادی سے انھیں نفرت ہے اپنوں سے بیر اور غیروں سے ملاپ ہے اسلام سے بے تعلقی اور کفر و تثلیث سے گہرا تعلق ہے وہ سایہ تثلیث کو خدا کی رحمت کا سایہ سمجھتے ہیں امر معروف و نہی عن المنکر سے انھیں کوئی سروکار نہیں جو ان کا طرہ امتیاز ہونا چاہیئے الحب للہ والبغض للہ کی جگہ اپنے نفس کی محبت و بغض ہے خوف خدا اور محبت الٰہی سے ان کے دل و دماغ خالی ہیں استبدادی طاقتوں سے وہ ہر وقت لرزاں رہتے ہیں اور وہ فقر و تصوف کی غازہ ملکر مسلمانوں کے ایمان و دولت پر ڈاکہ ڈالتے رہتے ہیں حقیقت یہ ہے مکار اور فریبی پیروں سے آج اسلام اور مسلمان پناہ مانگ رہے ہیں ان حالات میں ضرورت ہے کہ مسلمان سچے پیروں اور بزرگوں کے اقوال و افعال سے واقفیت بہم پہنچا کر جھوٹے سچے میں تمیز کریں اور ہر زرد چیز کو سونا سمجھ لیں دیکھئے حضرت غوث پاک پیری کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ ارشاد ہوتا ہے :۔

جس پیر میں یہ پانچ صفات نہ ہوں وہ پیر نہیں بلکہ دجال ہے وہ پانچ صفات یہ ہیں شریعت ظاہری کا عالم ہو۔ دوسرے علم حقیقت جانتا ہو۔ تیسرے پاس آنے والوں سے خوش اخلاقی اور حسن سلوک سے پیش آئے۔ چوتھے مسافروں اور مسکینوں کو کھانا کھلائے طلباء اور حقیقت انسانوں سے قولاً و فعلاً عجز و انکساری سے پیش آئے اور پانچویں مریدوں کی باطنی تعلیم و تربیت کی اہلیت و لیاقت رکھتا ہو اور تکبر، ریا، حسد، خود بینی، عیش طلبی اور غفلت سے پاک ہو

آپ نے فقیر کے جو صفات بتلائے ہیں اور یہ جو پیری کے متعلق فرمایا ہے ان معیارات کو سامنے رکھکر اگر آپ عہد حاضر کے فقیروں اور پیروں کو جانچیں گے تو کم از کم ۹۵ فی صدی پیر آپ کو ناکام، مکار اور فریبی نظر آئینگے باطنی تعلیم و تربیت کا اہتمام و انتظام تو ان کے یہاں کیا ہوتا تھا بلکہ الٹا مریدوں کو اخلاق سوز تعلیم ملتی ہے آج مسلمانوں میں اخلاق و روحانیت کی کیوں کمی ہے؟ اسلئے

کہ سچے پیروں اور اولیائے کرام کی بجائے مکار پیروں کی دکانیں خوب چمک رہی ہیں آج لاکھوں مریدوں والے پیر ہیں مگر مسلمانوں کا خاک بھلا نہیں ہوتا بندگان خدا معاصی و آلام کے چنگل سے نہیں نکلتے ہر طرف تاریکی پر تاریکی چھائی ہوئی ہے کیا یہ اندھیر نہیں کہ فقر و تصوف کے مدعی تو ہزاروں اور لاکھوں ہوں اور مسلمانوں پر تعبد و تسفل ذلت و مسکنت اور معاصی و آلام کی گھٹائیں بدستور چھائی رہیں کیا آفتاب کی ضیا ریزی میں تاریکی رہ سکتی ہے ہرگز نہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حقیقت میں سچے پیر اور حقیقی شائخ مسلمانوں کی نظروں سے اوجھل ہیں اور وہ مکار پیروں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔

صوفیا ہی کا مقدس طبقہ تھا جو مسلمانوں کی بہتری و برتری اور تعلیم و تربیت کا کفیل تھا اسلام کا پاسبان اور مسلمانوں کا محافظ تھا انہی بزرگوں کے طفیل مسلمانوں کو عظمت و راحت نصیب ہوئی انہی کی بدولت ان میں پاکیزگی حیات کا نور چمکا اور انہی کے روحانی اثر سے وہ عروج و ارتقا کی بلندیوں پر پہنچے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ خدا کے ایک پیارے بندے کمبل پوش حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی اجمیری نے سرزمین ہند میں اسلام کا بول بالا کر دیا اور قلوب و ارواح کی دنیا کو متاثر کر دیا کاش سچے پیر اور حقیقی شیوخ میدان عمل میں آئیں اور خدا کے گم کردہ راہ بندوں کو پکڑ کر اس کے دروازہ تک پہنچائیں مسلمانوں یاد رکھو جب تک تم اسلامی تصوف کے زیر اثر نہیں آتے اس وقت تک تمہارے اندر اخلاق و روحانیت کا نور نہیں چمک سکتا اور دنیا میں عبدیت و محبت الٰہی اور حکومت خداوندی کا دور دورہ نہیں ہو سکتا۔

حلال روزی کی تلاش مومن کی علامت ہے

مسلمانوں نے اپنی بدقسمتی اور جہالت سے یہ سمجھ لیا ہے اور یا ان کو سمجھا دیا گیا ہے کہ مسلمان کو تقدیر پر شاکر رہنا چاہیئے جو کچھ اس کی تقدیر میں ہوگا وہ بہرحال اس کو مل جائے گا اور جو اس کی تقدیر میں نہیں وہ کسی طرح بھی نہیں مل سکتا لہذا روزی کی تلاش فضول ہے یہی مفہوم توکل و قناعت کا سمجھا گیا ہے اور اسلامی تصوف کی طرف اسی عقیدہ کو منسوب کیا گیا ہے حالانکہ اسلام میں اس عقیدہ کا پتہ تک نہیں یہ محض ایجاد بندہ ہے دیکھئے سیدنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کس نورانی صداقت کے ساتھ فرماتے ہیں۔

"مومن کی علامت یہ ہے کہ وہ حلال روزی کی تلاش میں مصروف رہے اور قسمت پر بھروسہ کر کے بیکار نہ بیٹھ رہے اگر تلاش میں کامیاب ہوا تو روزی بھی ملی اور ثواب تلاش بھی حاصل ہوا ورنہ صرف تلاش کا ثواب تو کہیں نہیں گیا۔

آپ کی یہ ہدایت عین قرآنی تعلیمات کا نچوڑ ہے اللہ پاک فرماتے ہیں:۔ وابتغوا من فضل اللہ یعنی جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو حلال روزی کی تلاش میں خدا کی زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اگر مسلمان اس ہدایت پر عمل کریں اور حید للحیات کا حقیقی مفہوم سمجھ لیں تو وہ فقر و مسکنت کی ذلت و خواری سے نجات پا سکتے ہیں اور دنیا میں عزت و آبرو کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

افتراق کی زندگی بسر نہ کرو

مسلمانوں کا خدا ایک رسول ایک کتاب ایک اور قبلہ ایک تھا مگر وائے افسوس کہ خود رائی اور کج بینی نے ان کو منتشر و پریشان اور آوارہ کر دیا ایک خدا ایک رسول اور کتاب رکھتے ہوئے بھی وہ ایک نہیں ہوتے۔

فرقہ بندی نفاق انگیزی ہنگامہ آرائی اور تکفیر و تفسیق کے فتنوں نے ان کو تباہ و برباد کر دیا ان کی قومیت کی بنیادیں کھوکھلی ہو گئیں اور اب ان کا وجود ہی چراغ سحری نظر آ رہا ہے مگر ان پر انتشار و خلفشار نے کچھ ایسی بری طرح قبضہ کیا ہے کہ اب بھی ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں فرقہ بندی کا نشہ ان کے سر سے نہیں اترتا اور وہ ایک مرکز پر جمع نہیں ہوتے مسلمانوں! خدارا اس سچے پیر قطب ربانی محبوب سبحانی حضرت غوث الاعظم کا فرمان واجب الاذعان سنو جن کی محبت و عقیدت کا تم نمائشی دم بھرتے ہو جن کو مصیبتوں کے وقت پکارا کرتے ہو اور جن کی گیارہویں کرنے کو حج سے زیادہ درجہ دیا کرتے ہو سنو آپ کیا فرماتے ہیں:۔

"ہر حالت میں خدا و رسول کی اطاعت کرتے رہو فرمانبردار ہو صبر کرو اپنا شیوہ بناؤ سختی کے بعد راحت کا آنا لازمی سمجھو مصائب و تکالیف میں مایوس و ناامید نہ ہو جایا کرو خدا کے ذکر پر جمع ہو جاؤ پراگندگی اور افتراق کی زندگی بسر نہ کرو معاصی اور گناہ کے داغوں کو توبہ کے پانی سے برابر دھوتے رہو اپنے مولا کے دروازہ سے کبھی ہٹو۔ اپنے نفس کے دربان بنے رہو جس کے اندر جانے کا خدا حکم دے اسے اندر جانے دو اور جس سے منع کرے اس سے روکو اور اندرونی خواہشات کو بڑھنے نہ دو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے کسی مقام اور کسی منزل پر یہ بھروسہ کر کے یہ نہ سمجھ لو کہ ہمیشہ یہی حالت قائم رہے گی کیونکہ "کل یوم ہو فی شان" ایک مسلم حقیقت ہے اور تغیر و تبدل لازمی ہے کسی سے محبت کرنے میں عجلت سے کام نہ لو عداوت و نفرت میں بھی جلدی نہ کرو بلکہ پہلے قرآن و حدیث کی کسوٹی پر پرکھ لو مبادا اگر تم شرارت نفس سے کسی پر بدگمانی کر بیٹھو کہ یہ گناہ ہے جو خدا کو چھوڑ کر دوسرے سے مانگتا ہے وہ اس کے درجہ اور رتبہ کو نہیں پہچانتا۔

اس میں آپ نے جو جو قیمتی نصیحتیں کی ہیں وہ اس قابل ہیں کہ ہر مسلمان ان کو آویزۂ گوش بنائے اس میں جناب غوثیت مآب نے فرقہ بندی اور ہنگامہ آرائی کے تمام اسباب کی بیخ کنی کرتے ہوئے ان کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مرکز پر جمع ہونے کی ہدایت کی ہے اور خالص خدا پرستی کی تاکید کی ہے آج مسلمان اس پراگندگی اور افتراق کے باعث ذلت و پسماندگی کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں اگر وہ حضور غوث پاک کی ہدایت پر عمل کرنے لگیں یعنی وہ حقیقت میں خدا پرست بن جائیں تو ارض عالم پر انہیں وہی مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے جو عہد اول میں تھا کاش حضور غوث پاک کی یہ ہدایت فرقہ بندوں کے کانوں تک پہنچے اور وہ حقیقی مسلمان بنیں۔

وہ دس خصلتیں جو مسلمانوں کو معراج کمال تک پہنچا سکتی ہیں

حضور غوث رحم کس نورانی صداقت اور روحانی ہدایت کے ساتھ فرماتے ہیں کہ:۔ اہل مجاہدہ و محاسبہ اور اولوا العزم لوگوں کی دس خصلتیں ہیں جن پر ان کو مداومت کرنی چاہیئے جب وہ ان خصلتوں پر مضبوط ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ بزرگ مرتبہ پاتے ہیں وہ خصلتیں یہ ہیں

پہلی خصلت یہ ہے کہ خدا کی قسم نہ کھائے خواہ جھوٹا ہو یا سچا اور خواہ عمداً اور یا بھول سے جب ترک قسم پر وہ اپنے نفس کو مضبوط کر دیگا اور زبان اس کی عادی

ہو جائیگی تو یہ عادت اس کو وہاں تک پہنچا دیگی کہ قسم کو وہ بالکل سہواً و عمداً ترک کر دیگا جب وہ اس خصلت کا عادی ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے نوروں میں سے ایک نور کا دروازہ اس کے لئے کھولدیگا اس کے درجہ میں بلندی اس کے قصد میں قوت اس کے صبر میں تعریف اس کی عزت و تکریم میں وسعت پیدا ہو گی پھر وہ اس کا نفع اپنے دل میں پائیگا جو اس کو دیکھیگا وہ عزت کریگا اور اس سے ہیبت کھائیگا۔

دوسری خصلت یہ ہے کہ جھوٹ بولنے سے قصداً و سہواً گناہ کرے اس لئے کہ جب وہ اس خصلت پر قائم رہے گا اور اس پر اپنے نفس کو محکم کرے گا اور اس کی زبان سچ بولنے کی عادی ہو جائیگی تو اللہ تعالیٰ اس کے سینہ کو کھولدیگا اور اس کے علم کو مصفا کر دے گا پھر وہ ایسا ہوگا گویا وہ جھوٹ کو جانتا ہی نہیں سچائی اس کے رگ و پے میں ایسی سرایت کر جائیگی کہ جب کسی دوسرے سے جھوٹ سنے گا تو اس پر عیب لگائیگا اور ملامت کرے گا اور اپنے جی میں اس کے حق میں اس بدعادت کے دور ہونیکی دعا کرے گا اور اس کا ثواب پائیگا۔

تیسری خصلت یہ ہے کہ اگر کسی سے کسی چیز کا وعدہ کرے تو اس کو پورا کرے اور وعدہ خلافی سے احتراز کرے اس خصلت کے پیدا کرنے کی صورت یہ ہے کہ علی العموم وعدہ ہی کرنا چھوڑ دے یہ بات اس کے حق میں وعدہ خلافی سے بہتر رہیگی اس لئے کہ وعدہ خلافی جھوٹ ہے جب یہ جھوٹ سے احتراز کریگا تو اس کے لئے سخاوت کا دروازہ کھولدیا جائے گا۔ حیا کا درجہ عطا ہوگا اور راست باز لوگوں کے دلوں میں اس کی دوستی ڈال دی جائے گی۔

چوتھی خصلت یہ ہے کہ مخلوقات میں سے کسی چیز کو خواہ وہ آدمی ہو یا کچھ اور چیز ہو لعنت نہ کرے اور کسی کو ایذا نہ دے یہ اسلئے کہ لعنت سے اجتناب کرنا اور ایذا رسانی سے باز رہنا ابراروں اور صدیقوں کے اخلاق میں سے ہے لعنت سے اجتناب کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھتا ہے اس کو ہلاک ہونے کی جگہوں سے بچاتا ہے اس کو خلقت سے سلامت رکھتا ہے اور اس کو اپنی طرف قرب نصیب کرتا ہے۔

پانچویں خصلت یہ ہے کہ مخلوق میں سے کسی پر بددعا نہ کرے اگرچہ کسی نے اس پر ظلم ہی کیا ہو ظالم سے اپنی زبان کے ساتھ قطع صلہ نہ کرے اپنے فعل کے ساتھ اس سے بدلہ نہ لے غرض نہ قول سے بدلہ لے اور نہ فعل سے بلکہ اللہ تعالیٰ کے واسطے اس کو برداشت کرے یہ خصلت اپنے عامل کو بلند درجوں پر چڑھاتی ہے دنیا و آخرت میں بزرگ مرتبہ پاتا ہے قریب و بعید خلقت میں قبولیت نصیب ہوتی ہے اور مومنوں کے دلوں میں اس کی عزت پیدا ہو جاتی ہے۔

چھٹی خصلت یہ ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی پر کفر و شرک اور نفاق کا فتویٰ نہ لگائے اور نہ شہادت دے کہ یہ بات رحمت کے بہت قریب ہے اور درجہ میں بلند ہے اللہ عزوجل کے علم میں دخل دینے سے بہت دور ہے (گویا کسی پر کفر و شرک اور نفاق کا فتویٰ لگانا اللہ تعالیٰ کے علم میں دخل دینا ہے جو مومن کی شان سے بعید اور منافیٔ اسلام ہے) اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بعید ہے اور اس کی رضا مندی سے قریب ہے اور یہ اللہ عزوجل کی درگاہ میں جانے کا شریف اور بزرگ راستہ ہے جو تمام خلقت پر مہربانی کرنے کا نتیجہ ہے۔

ساتویں خصلت یہ ہے کہ ظاہر و باطن گناہوں سے پاکیزگی حاصل کرے اور اپنے اعضا و جوارح کو روکے کیونکہ عملوں میں سے اس کا ثواب جلدی ملتا ہے ہم اللہ عزوجل سے سوال کرتے ہیں کہ ہم سب پر ان خصلتوں کے عمل کا احسان کرے اور ہماری خواہشیں ہمارے دلوں سے نکالدے۔

آٹھویں خصلت یہ ہے کہ اپنا چھوٹا بڑا بوجھ خلقت میں سے کسی پر نہ رکھے بلکہ اپنے بوجھ کو تمام خلقت سے اٹھائے خواہ اس بوجھ کی اس کو حاجت ہو یا نہ ہو اس سے بالکل احتیاج ہو کیونکہ یہ عابدوں کی عزت کا تتمہ ہے (یعنی بسبب عبادت کے ان کی عزت ہوتی ہے جب وہ خلقت سے اپنا بوجھ اٹھا لینگے تو عزیز ہوں گے کہاں ہیں؟ وہ مکار اور دنیادار صوفی جنہوں نے اپنی نذر و نیاز کا بوجھ غریب مسلمانوں پر ڈال رکھا ہے اور ان کی کمائی پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں وہ آئیں اور روحانی دنیا کے اس پیشوا کے قول سے اپنے نفسوں کا محاسبہ کریں انھیں اپنی دنیا داری اور مکاری کی حقیقت کا علم ہو جائے گا) اور پرہیزگاری کی بزرگی ہے اسی سے حق و صداقت کا علمبردار نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے پر قوت پائیگا۔ سب خلقت بلا جھجک اس کے پاس آئیگی جب وہ اس خصلت کو حاصل کر لیگا تو اللہ عزوجل اس کو تونگری، یقین اور اعتماد کی دولت سے مالا مال کر دیگا ایسے شخص کے لئے حق بات کہنے میں سب خلقت یکساں ہو گی (یعنی وہ بادشاہوں امیروں وزیروں تک کو حق بات کہنے سے نہیں چوکیگا) یہ کام مومنوں کی عزت اور پرہیزگاروں کی بزرگی ہے اور اخلاص سے قریب ہے۔

نویں خصلت مومن کو چاہیئے کہ اپنی طمع کو لوگوں سے قطع کرے اپنے نفس کو اس چیز کی طمع میں نہ ڈالے جو اس کے ہاتھ میں نہیں ہے، یہ خصلت بڑی عزت، خالص تونگری عظیم بادشاہی فخر بزرگ یقین صاف اور صریح توکل علی اللہ ہے اور اللہ عزوجل پر اعتماد رکھنے کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے زہد کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اسی سے پرہیزگاری حاصل ہوتی ہے اور اسی سے عبادت قبول ہوتی ہے۔

دسویں خصلت تواضع ہے عابد کا محل اسی سے محکم ہوتا ہے اللہ رب العزت اور خلقت کے نزدیک عزت و رفعت کامل ہوتی ہے متواضع شخص دنیا اور آخرت کے کام میں سے جس چیز کا ارادہ کرے گا اس پر اس کو قدرت ہوگی یہ خصلت سب طاعتوں کی اصل ہے (یعنی سب طاعتیں اسی سے پیدا ہوتی ہیں) اسی سے بندہ ان صالحوں کے مراتب حاصل کرتا ہے جو اپنے مولا سے خوشی و رنج میں راضی رہتے ہیں اور تواضع تقویٰ کی کمالیت ہے۔

تواضع کی تعریف

تواضع یہ ہے کہ جس انسان کو ملے اس کو اپنے سے بہتر اور افضل جانے اور سمجھے کہ شاید یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجھ سے بہتر اور درجہ میں اونچا ہوگا اگر چھوٹا ہو تو کہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی البتہ میں نے نافرمانی کی ہے سو بیشک وہ مجھ سے اچھا ہے اور اگر بڑا ہو تو کہے یہ مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا ہے اگر عالم ہو تو کہے کہ اس کو جو چیز عطا ہوئی ہے اس کو میں نہیں پہنچ سکتا اس نے وہ چیز پائی ہے جو میں نے نہیں پائی وہ اس چیز کو جانتا ہے جس کو میں نہیں جانتا (آجکل کے جاہل پیر تو کہتے ہیں کہ ان مسجدوں کے ملاؤں کو کیا پتہ ہے جو کچھ جانتے ہیں ہم ہی جانتے ہیں پنجاب کے بعض شیطان پیر تو یہاں تک کہتے ہیں کہ قرآن کے دراصل چالیس سیپارے ہیں تیس تو مولویوں

کے پاس ہیں اور وہ ان کو پتہ ہی نہیں وہ ہمارے پاس ہیں جو قلندر ولی سے سینہ بہ سینہ چلے آتے ہیں نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔ ایسے جنونیوں نے ہی اسلامی تصوف کو گندہ اور بدنام کیا ہے) اور وہ اپنے علم پر عمل کرتا ہو اور اگر جاہل ہو تو کہے کہ یہ اپنی نادانی اور جہالت سے اللہ تعالٰی کی نافرمانی کرتا ہے اور میں علم کے باوجود اس کی نافرمانی کرتا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میرا خاتمہ کس حال میں ہوگا اور کافر ہو تو کہے کہ کیا معلوم شاید وہ مسلمان ہو جائے اور اس کا نیک عمل پر خاتمہ ہو اور ممکن ہے کہ میں کافر ہو جاؤں اور میرا خاتمہ برے عمل پر ہو۔

جب بندہ اس خصلت پر پختہ ہو جاتا ہے تو اس کو اللہ تعالٰی تمام آفات سے محفوظ رکھتا ہے اس کو دین الٰہی کی خیر خواہی کرنے کے مراتب پر پہنچاتا ہے وہ بندہ اللہ عز و جل کے برگزیدہ بندوں اور دوستوں میں سے ہو جاتا ہے وہ ابلیس ملعون کا دشمن ہو جاتا ہے۔ تواضع رحمت کا دروازہ ہے اس کے ذریعہ تکبر و عجب کی زنجیروں کو توڑتا ہے تواضع عبادت کا مغز ہے زاہدوں کا نہایت شرف و مجد ہے، عابدوں کی نشانی ہے اور کوئی شے اس سے افضل نہیں۔

متابعت سنت اور ترک بدعت

کون نہیں جانتا کہ مسلمان کے لئے متابعت سنت اور ترک بدعت ہی دین و دنیا کی تمام بھلائیوں اور خوبیوں کی جڑ ہے مسلمانوں کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسوۂ حسنہ ہی مرکز حیات اور علم و عرفان کا سرچشمۂ لازوال ہے امت محمدی میں جو کچھ بھی کسی نے مرتبہ پایا اتباع رسول سے پایا، ولایت، غوثیت، قطبیت اور ابدالیت جو کچھ بھی ہے اتباع رسول کا نتیجہ ہے اگر ایک شخص صحیح معنوں میں متبع رسول نہیں وہ ہزار ولایت و کرامت کی ڈینگیں مارتا ہے ہواؤں میں پرواز کرتا ہے اور دن کو رات کر کے دکھاتا ہے وہ ولی تو کیا حقیقی اور سچا مسلمان بھی نہیں شیخ سعدی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں

خلاف پیمبر کسے رہ گزید … کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اگر تم کسی کی بزرگی اور ولایت کو پرکھنا چاہتے ہو تو سب سے پہلے یہ دیکھو کہ وہ متبع رسول بھی ہے یا نہیں اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں غرض اسوۂ رسول کی پیروی ہی سے ملتا ہے جو کچھ ملتا ہے مگر فی زمانہ بعض منتسبین الی التصوف میں یہ مرض عام ہو گیا ہے کہ ان کے یہاں بدعت و سنت کا فرق ہی اٹھ گیا ہے ان کا مذاق یہ ہے کہ ایسے امور میں نزاع و اختلاف ناحقیقت شناسی ہے سب کو توسیع سے کام لینا چاہیئے وہ اہل حق کے دشمن اور سنت سے نفور ہیں۔ متبعین سنت کو برے القاب سے یاد کرتے ہیں ان کو ظاہر پرست اور خشک ملا بتلاتے ہیں اور اپنے تابعین کو ان سے نفرت دلاتے ہیں ان غالی متصوفین نے بدعات کو سنن بلکہ فرائض سے بڑھ کر مثل جزو ایمان کے اللہ اور اس کے رسول کی محبت کی علامات ٹھیرا رکھا ہے یہی لوگ ہیں جنہوں نے شریعت اسلامیہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے مسلمانوں کو اسلامی احکام کی خلاف ورزی پر آمادہ اور جسور کیا اگر یہ لوگ حقیقی صوفیائے کے اقوال کو دیکھتے تو اپنے جہل و اوہام میں ہرگز غلو نہ کرتے دیکھئے حضرت غوث الاعظم اس باب میں کیا فرماتے ہیں آپ کا ارشاد گرامی ہے سنت کی پیروی کرو اور بدعت نہ نکالو طاعت اللہ اور اس کے رسول کی کہا مانو

اور ان کے حکم سے باہر نہ نکلو خدا کو ایک جانو اور اس کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ کرو۔ خدا کو ہر عیب و نقص سے پاک جانو اور اس پر کوئی تہمت نہ رکھو جو اس کی درگاہ بے پرواہ کے لائق نہیں دین اسلام کو سچ مانو اس میں شک نہ کرو مصیبتوں میں صبر کرو اور بے صبری نہ کرو اپنی جگہ میں ثابت رہو بھاگو مت خدا سے فضل مانگو اور مانگنے سے غمناک نہ ہو اگر مطلب حاصل نہ ہو تو انتظار کرو امید رکھو اور ناامید نہ ہو ایک دوسرے کے ہمدرد اور بھائی بنو آپس میں دشمنی نہ رکھو بندگی پر اکٹھے رہو جدا جدا نہ ہو جاؤ آپس میں خدا کے واسطے محبت رکھو اپنی نفسانیت سے کسی کو دشمن نہ جانو گناہوں سے پاک رہو اُن سے میلے اور آلودہ نہ ہو جاؤ اپنے رب کی بندگی کے ساتھ زینت اور آراستگی حاصل کرو اپنے مالک کے دروازہ سے جدا نہ ہو۔ توبہ کرنے میں دیر نہ کرو رات کے لحظوں اور دن کی فرصتوں میں اپنے پیدا کرنے والے کے آگے عذر کرنے سے سستی نہ کرو شاید تم پر رحم ہو اور تم نیک بخت ہو جاؤ دوزخ کی آگ سے دور کئے جاؤ اور بہشت کے اندر تم کو نعمت اور خوشی ملے۔

اللہ اللہ کیسے جامع و مانع الفاظ ہیں اور کیسی پرتاثیر نصیحتیں ہیں اگر مسلمان ان پر عمل کریں تو وہ ایک دم خاک سے اوج عزت و عظمت کے فلک پر پہنچیں گے اور اپنی کھوئی ہوئی روح حیات حاصل کرینگے۔

ہر ایماندار کیلئے تین چیز کا ہونا ہر حال میں ضروری ہے

قرآن و حدیث کی تمام نصیحتیں صرف دو باتوں میں ختم ہیں ایک تو یہ کہ خدا نے جن چیزوں کا حکم دیا ہے ان کی تعمیل کرو اور جن چیزوں سے منع کیا ہے اُن سے باز رہو مومن کو اس سے زیادہ جامع و مانع نصیحت اور کوئی نہیں کی جا سکتی چنانچہ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:۔

ہر ایماندار کے لئے تین چیز کا ہونا ہر حال میں ضروری ہے ایک یہ کہ خدا کے حکم کی تعمیل کرے دوئم یہ کہ جس چیز سے اس نے منع کیا ہے اس سے باز رہے سوئم یہ کہ تقدیر پر راضی اور ہر حال میں صابر و شاکر رہے پس ادنی درجہ یہ ہے کہ ایماندار ان تین چیزوں سے کسی وقت خالی نہ رہے مومن کو لائق ہے کہ ان تینوں چیزوں کا قصد اپنے دل میں لازم کرے ہمیشہ ان کے قصد میں رہے اور اپنے جی سے ان کے ساتھ بات چیت کرے یعنی اپنے دل میں ان کا ہمیشہ خیال رکھے اور ان پر ہر حال میں کاربند رہے

سائلانہ زندگی بسر کرنا اللہ کے ساتھ مخلوق کو شریک کرنا ہے

اکتساب معاش انسان کا ضروری اور لازمی فرض ہے لیکن انسانی زندگی کی غایت و منتہا نہیں اسلام کے علاوہ تقریباً تمام مذاہب نے عمل محنت جد و جہد کوشش اور مال و دولت کی سخت مذمت کی ہے مگر اسلام نے دنیا میں آتے ہی بتلایا کہ اکتساب معاش اور دنیاوی امور میں منہمک اور سرگرم عمل رہو مگر آخرت کو بھی نہ بھولو دل کا لگاؤ خدا ہی کے ساتھ قائم رہے ساتھ ہی مایوسی، بزدلی، بیکاری، گداگری، رجعت پسندی اور رہبانیت کے تباہ کن عقائد کی بیخکنی کر دی اگر مسلمان اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے تو ان پر یوں ذلت و مسکنت کے ہاتھوں تباہ و برباد نہ ہوتے اور ہزاروں لاکھوں گداگر مانگتے ہوئے

نظر نہ آتے اس بارہ میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"تجھے جو اللہ کا فضل اور اس کی نعمتوں کے ملنے سے حجاب ہوا ہے تو صرف مخلوق وسیلوں کاریگروں اور پیشوں پر تکیہ واعتماد کرنے کے باعث ہوا ہے کیونکہ مخلوق تجھکو سنت طریق پر کھانے سے پردہ ہے اور سنت طریق پر کھانا اپنے ہاتھوں سے کسب کرکے کھانا ہے جب تک کہ تو مخلوق کے ساتھ کھڑا رہے یعنی ان کی عطا اور فضل کی امیدرکھے اس سے سوال کرتا رہے اور اس کے دروازہ پر آمد ورفت کرتا رہے اس وقت تک تو اللہ تعالےٰ کے ساتھ اس کی مخلوق کو شریک کرنیوالا ٹھیریگا اور پھر تجھے خدا تعالےٰ سنت طریق پر کھانے سے محروم رہنے کی سزا دیگا جب تو نے مخلوق کے ساتھ قیام کرنے اور اپنے رب کو ان کے ساتھ شریک ٹھیرانے سے توبہ کی اور کسب کی طرف رجوع کیا اپنے کسب سے کھانے لگے کسب ہی پر اعتماد کر بیٹھے اسی کی طرف تجھے اطمینان ہو اور رب کا فضل تجھے فراموش ہو جاوے تو یہ بھی شرک ہے مگر پوشیدہ شرک ہے جس کی اللہ تعالےٰ تجھے سزا دیگا اپنے فضل اور بوسیلہ نعمت پہنچانے سے محجوب کردیگا پھر جب تو نے اس سے بھی توبہ کی اور سے شرک کا پردہ ہٹا دیا کسب وحیلہ اور قوت پر اعتماد کرنا چھوڑ دیا اور اللہ ہی کو رزق دینے والا سمجھ لیا اور وہی ہے سبب بنانیوالا اس کو آسان کرنے والا کسب پر طاقت دینے والا نیکی کی توفیق عنایت کرنے والا اور رزق اسی کے ہاتھ میں ہے کبھی تجکو خلقت کے راستہ سے روزی پہنچاتا ہے اس سے سوال کرنے کی وجہ پر مبتلا کرنے کی حالت میں یا ریاضت کی حالت میں اور کبھی اسی سے سوال ودعا کرنے سے پہنچاتا ہے

لزوم پرہیزگاری نجات از ہلاکت ہے

آپ فرماتے ہیں ۔ پرہیزگاری کو لازم پکڑ لے ورنہ ہلاکت تیرے گلو بند میں تیرے ساتھ چمٹی ہوئی ہے تجھے اس سے کبھی نجات نہ ہوگی مگر اس وقت کہ اللہ تعالےٰ اپنی رحمت سے تجھے ڈھانک لے حدیث میں ہے کہ تحقیق ہمارے دین کا پرہیزگاری پر ہے اور بربادی اس کی طمع سے ہے از تحقیق جو کوئی چراگاہ کے گرد گھومے گا جلدی ہی اس میں پڑ جائیگا جیسے کہ زراعت کے گرد چرنے والا جانور گھومتا ہے ضرور ہی اس کی طرف منہ پھیلادیگا اور زراعت اس سلامت نہ رہے گی حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا ہے کہ ہم حرام میں پڑنے کے خوف سے حلال کے نو حصے چھوڑ دیتے تھے یہ کام حرام کی نزدیکی سے پرہیزگاری کے واسطے کرتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر عمل کرنے کے واسطے وہ فرماتے ہیں ہر بادشاہ کے واسطے چراگاہ ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں پس جو کوئی ان کے گرد آویگا تھوڑی دیر کو اس میں پڑ جاوے گا۔ پس جو کوئی بادشاہ کے قلعہ میں داخل ہوکر ایک دروازہ سے بڑھ جائے پھر دوسرے سے پھر تیسرے سے یہانتک کہ اس کے داخلی دروازہ کے قریب ہو جاوے وہ اس سے بہتر ہوتا ہے جو اس سے پہلے دروازہ پر جو میدان سے متصل ہو کھڑا رہے پس اگر اس سے تیسرا دروازہ بند کیا جاوے تو اس کو کچھ تکلیف نہ دیگا نیز ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

آخرت کو اپنا راس المال مقرر کر اور دنیا کو اس کا نفع سمجھ پہلے اپنے وقت کو آخرت حاصل کرنے میں خرچ کر پس اپنی آخرت کو دنیا سے بیچ ڈالنے والا نہ بن اور اپنے نفس کا غلام اور گھوڑا ہو تجھے حکم ہوا ہے اس پر سوار ہونے اس کی اصلاح کرنے اس کو نرم کرنے اور اس پر سوار ہوکر زاد آخرت جمع کریگا اگر تو نے اس کی باگ اسی کے سپرد کردی اس کی شہوتوں اور لذتوں میں اس کی پیروی کی اور نفس وشیطان کی ہوا سے موافقت کی تو دین ودنیا کی بھلائی تیرے ہاتھ سے جاتی رہی اور تو نے دونوں جہانوں میں ٹوٹا پایا ایسی حالت میں تو قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ مفلس اور دین کے نقصان والا ہوگا تو نے اس کی پیروی کرنے سے دنیا میں بھی اپنے نصیب سے زیادہ نہیں لیا (یعنی جب نفس کی پیروی کرنے سے دنیا بھی ہاتھ نہ آئی تو کیا حاصل ہوا وہی ہوا کہ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے) اگر تو اس کو آخرت کے رستہ پر چلاتا اور آخرت کو اپنا راس المال بناتا تو تجکو دنیا وآخرت دونوں میں فائدہ ہوتا جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت کی نیت پر دنیا تو دیدیتا ہے لیکن دنیا کی نیت پر آخرت نہیں دیتا" اور اس طرح کیوں نہ ہو کیونکہ آخرت کی نیت اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور نیت عبادت کی روح اور اس کی ذات ہے پس جب تو نے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طلب کی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی نیت سے تو تو اللہ تعالیٰ کے خاص لوگوں اور اس کی محبت وبندگی کرنے والوں میں سے ہو جائیگا اور تجکو آخرت بھی حاصل ہو جائے گی دنیا تیری خدمت کرے گی اللہ تعالیٰ تیرا نصیب پورا کرویگا جو کہ تیرے واسطے دنیا میں مقدر ہو چکا ہے کیونکہ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی حکم میں ہیں جب تو خدا کا تابع ہو گیا تو یہ چیزیں تیری تابع ہو جائینگی۔

اگر تو دنیا میں مشغول ہوا اور آخرت سے روگردانی کی تو تیرا پروردگار تجھپر غضب کریگا آخرت تیرے ہاتھ سے چلی جاویگی دنیا تجھ سے سرکشی ونفرت کریگی کیونکہ دنیا اللہ تعالیٰ کی مملوک ہے جو اس کی نافرمانی کرتا ہے وہ اسکو خوار کرتی ہے اور جو اس کی اطاعت کرے اس کو عزت دیتی ہے پس اس وقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ثابت ہو جائے گا کہ دنیا وآخرت دو سوتیں ہیں جب تو ایک کو راضی کرے تو دوسری تجھپر ناراض ہو جائیگی اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں تم میں سے کوئی دنیا چاہتا ہے اور کوئی آخرت اس سے مراد دنیا کے اور آخرت کے بیٹے ہیں پس تو غور کر کہ تو کس کے بیٹوں میں سے ہے اور دونوں گروہوں سے کس گروہ میں ہونا چاہتا ہے۔

اسم اعظم کے متعلق

آپ نے فرمایا کہ اللہ ہی اسم اعظم ہے مگر اس کا اثر تب ہی ہوتا ہے کہ پڑھنے والے کے دل میں بجز اللہ کے اور کچھ نہ ہو معارف کی بسم اللہ بمنزلہ حکم کن کے ہے (یعنی جب خدا تعالیٰ کسی شے کو موجود کرنا چاہتا ہے تو اس کی نسبت فرماتا ہے کن یعنی ہو جا تو وہ موجود ہو جاتی ہے یہی حال معارف کی بسم اللہ کا ہے

اللہ وہ کلمہ ہے جو کہ ہر ایک مہم کو آسان اور ہر ایک غم وفکر کو دور کر دیتا ہے یہ وہ کلمہ ہے جو کہ زہر کے اثر کو بھی کھو دیتا ہے یہ وہ کلمہ ہے کہ جس کا نور عام ہے اللہ ہر غالب پر غالب ہے اللہ مظہر العجائب ہے اللہ تعالیٰ کی سلطنت تمام سلطنتوں سے زبردست ہے اللہ تمام بندوں کے حال سے مطلع اور ان کے دل کے راز سے واقف ہے اللہ تمام سرکشوں کو پست کرنے والا اور تمام زبردستوں کو توڑ دینے والا ہے اللہ عالم الغیب والشہادہ ہے اللہ سے کوئی چیز کبھی غائب نہیں ہو سکتی ہے وہ اللہ کی حفاظت میں ہے جو اللہ کو دوست رکھتا ہے وہ غیر اللہ کو دوست نہیں رکھتا جو اللہ

کی راہ میں قدم رکھتا ہے وہ اس تک پہنچ جاتا ہے وہ اس کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا مشتاق ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسیت رکھتا ہے اور جو اغیار کو چھوڑ دیتا ہے اس کے اوقات خدا تعالیٰ کے ساتھ گذرتے ہیں وہ خدا کے ہی در پر اس سے التجا کرتا ہے۔

خدا تعالیٰ سے بھاگنے والو۔ اب بھی اس کی طرف آؤ۔ تم اس کا نام اس سرائے فانی میں سن رہے ہو تو لقا میں اس کے جمال کا کیا کچھ ظہور ہوگا اور محنت میں تمہارے لئے یہ کچھ ہے تو دار نعمت میں کیا کچھ ہوگا خدا کا نام لو اور اس کے در پر آکر اسے پکارو پھر جب حجاب اٹھ جائے تو دیکھو کہ لوگ مشاہدہ میں ہوں گے اور وصال کے دریائوں پر بہ رہے ہوں گے دوست کی مثال اس پرندے جیسی ہے جو کہ شاخوں پر بیٹھ کر صبح تک اپنے دوست کی یاد میں نغمہ سرا رہے اور شب بھر ذرا بھی اپنی آنکھ نہ لگائے اور اسی طرح سے اس کا شوق محبت روز افزوں ہو تو ترقی ہو تم خدائے تعالیٰ کو تسلیم ورضا سے یاد کرو وہ تمہیں بہترین حال سے یاد کریگا کیونکہ وہ فرماتا ہے ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ (جو خدا پر بھروسہ کرے تو خدا اس کے لئے کافی ہے) تم اسے شوق واشتیاق سے یاد کرو وہ تمہیں اپنے تقرب ووصال سے یاد کرے گا تم اسے حمد وثنا سے یاد کرو وہ تمہیں اپنے انعامات واحسانات سے یاد کریگا۔ تم اسے توبہ سے یاد کرو وہ تمہیں اپنی بخشش ومغفرت سے یاد کرے گا تم اسے بدون غفلت کے یاد کرو وہ تمہیں بدون مہلت کے یاد کریگا تم اسے ندامت سے یاد کرو وہ تمہیں کرامت وبزرگی سے یاد کریگا تم اسے معذرت سے یاد کرو وہ تمہیں مغفرت سے یاد کریگا تم اسے خلوص واخلاص سے یاد کرو وہ تمہیں خلاصی سے یاد کریگا تم اسے صدق دل سے یاد کرو وہ تمہاری مصیبتیں دور کرنے کے ساتھ تمہیں یاد کرے گا تم اسے تنگدستی میں یاد کرو وہ تمہیں فراخ دستی کے ساتھ یاد کرے گا تم اسے استغفار کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں رحمت وبخشش کے ساتھ یاد کریگا۔ تم اسے اسلام کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں انعام واکرام کے ساتھ یاد کریگا تم اسے خالی ہوکر یاد کرو وہ تمہیں لقاء کے ساتھ یاد کرے گا۔ تم اسے عاجزی سے یاد کرو وہ تمہاری لغزشیں معاف کرنے کے ساتھ تم کو یاد کریگا۔ تم اسے منافی کے مانگنے کے ساتھ یاد کرو وہ تمہارے گناہ معاف کرنے کے ساتھ تم کو یاد کرے گا تم اسے صدق سے یاد کرو وہ تمہیں رزق سے یاد کرے گا تم اسے تعظیم سے یاد کرو وہ تمہیں تکریم سے یاد کرے گا تم اسے ظلم وجفا چھوڑنے سے یاد کرو وہ تمہیں وفا سے یاد کرے گا۔ تم اسے ترک معصیت وخطا کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں بخشش وعطا کے ساتھ یاد کریگا تم اسے عبادت واطاعت کے ساتھ یاد کرو وہ اپنی بھرپور نصرت کے ساتھ یاد کرے گا تم اسے ہر جگہ یاد رکھو وہ بھی تمہیں یاد رکھیگا ولذکر اللہ اکبر واللہ یعلم ما تصنعون (اور اللہ ہی کا ذکر دوسروں سے بہتر ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو)

توحید کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ۔ توحید مقام حضرت القدس کے اشارات۔ ضمائر وخفائے سرائر کا نام ہے وہ قلب کے منتہائے افکار سے گذر جانے اعلیٰ درجات وصال میں پہنچنے اور اقدام تجرید سے تقرب الٰہی میں جانے کا نام ہے۔

تجرید کے متعلق فرماتے ہیں کہ تجرید محبوب کو پاکر استقلال کے ساتھ مقام سر کو غور وفکر سے خالی رکھنا اور تنزل میں اطمینان کے ساتھ مخلوق کو چھوڑ کر نہایت خلوص سے حق کی طرف رجوع کرنا ہے۔

معرفت کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ معرفت یہ ہے کہ اشیائے الہیہ میں سے ہر شے کے اشارہ سے جو کہ وہ اس کی توحید کی طرف کر رہی ہے خفایائے مکنونات وشواہد حق پر مطلع ہو اور ہر فانی کی فنا سے علم حقیقت کا ادراک کرے اور اس میں ہیبت ربوبیت اور تاثیر لقا کو دل کی آنکھ سے معائنہ کرے۔

حقیقت کے متعلق فرمایا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ اس کے متضاد اس کے منافی نہیں ہوتے اور نہ وہ حقیقت کے مقابلہ میں باقی رہ سکتے ہیں بلکہ اس کے اشارات سے باطل اور فنا ہو جاتے ہیں۔

توکل کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔ اغیار کو چھوڑ کر خدا سے لو لگانا اس کے سبب ظاہری کو بھول جانا اور ایک اکیلی اس کی ذات پر بھروسہ کرکے ماسوا سے بے پروا ہو جانا ہے یہی وجہ ہے کہ متوکل مقام فنا سے آگے بڑھ جاتا ہے نیز توکل کی حقیقت بعینہ اخلاص کی حقیقت ہے اور حقیقت اخلاص یہ ہے کہ اعمال سے معاوضہ کا ارادہ نہ کیا جائے (یعنی عبادت حور وقصور کے لالچ سے نہ کی جائے بلکہ تمام اعمال صالحہ کو طبعی جوش کے ساتھ بجا لائے) اور یہ وہ توکل ہے کہ جس میں اپنی قوت سے نکل کر رب الارباب کی قوت میں آتا ہے۔

توبہ کے متعلق ارشاد ہے کہ توبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی پہلی توجہ وعنایت اپنے بندہ پر مبذول فرماکر اس کے دل پر اس کا اشارہ کرے اور اپنی شفقت ومحبت کے ساتھ خاص کرکے اسے اپنی طرف کھینچ لے اس وقت بندہ کا دل اپنے مولا کی طرف کھنچ جاتا ہے اور روح قلب وعقل اس کے تابع ہو جاتی ہے اور اب وجود میں اور الٰہی کے سوا اور کچھ نہیں رہتا یہی صحت توبہ کی دلیل ہے۔

شکر کے متعلق ارشاد گرامی ہے حقیقت شکر یہ ہے کہ نہایت عاجزی وانکساری سے نعمت کا اعتراف اور ادائے شکر کی عاجزی کو مدنظر رکھکر منت واحسان کا مشاہدہ کرتے ہوئے اس کی عزت وحرمت باقی رکھی جائے شکر کے اقسام بہت ہیں مثلاً شکر اضافی یہ ہے کہ زبان سے نعمت کا اعتراف کرے۔ شکر بالارکان یہ ہے کہ خدمت وفادارے ہیں صرف رہے شکر بالقلب یہ ہے کہ بساط شہود پر معتکف ہوکر حرمت وعزت کا نگہبان رہے پھر اس مشاہدہ کے بعد نعمت کو دیکھکر دیدار منعم کی طرف ترقی کرے۔ شاکر وہ ہے جو موجود پر شکر گذاری کرے۔ شکور وہ ہے جو مفقود پر شکر گذاری کرے۔ حامد وہ ہے جو نہ دینے کو عطا اور ضرر کو نفع مشاہدہ کرے اور دونوں وصفوں کو برابر جانے حمد یہ ہے کہ بساط قرب پر پہنچ کر معرفت کی آنکھوں سے تمام محامد واوصاف جمالی وجلالی کا مشاہدہ کرکے اس کا اعتراف کرے۔

صبر کے متعلق فرمایا۔ صبر یہ ہے کہ مصیبت وبلا میں استقلال سے رہے اور آداب شریعت کو ہاتھ سے نہ دے بلکہ نہایت خوشدلی اور خندہ پیشانی سے کتاب اور سنت رسول اللہ پر قائم رہے۔ صبر کی کئی قسمیں ہیں۔ صبر اللہ یہ ہے کہ اس کے اوامر کو بجا لاتا اور اس کے نواہی سے بچتا رہے۔ صبر مع اللہ یہ ہے کہ قضائے الٰہی پر راضی اور ثابت قدم رہے ذرا بھی چون وچرا نہ کرے فقر سے گھبرائے نہیں اور بغیر کسی قسم کی ترشروئی کے اظہار غنا کرتا رہے۔ صبر علی اللہ یہ ہے کہ ہر امر میں ثابت قدم رہے۔ دنیا سے آخرت کی طرف رجوع کرنا سہل ہے مگر مجاز سے حقیقت کی طرف رجوع کرنا مشکل ہے اور خلق کو چھوڑ کر حق سے محبت کرنا اس سے

بھی زیادہ مشکل ہو۔ صبر مع اللہ سب سے زیادہ مشکل ہے اور صبر فقیر شکر غنی سے اور شکر فقیر اس کے صبر سے افضل ہے۔

حسن خلق کے متعلق ارشاد ہے حسن خلق یہ ہے کہ تم پر جفائے خلق کا اثر نہ ہو خصوصاً جبکہ تم حق سے خبردار ہو گئے ہو اور عیوب پر نظر کر کے نفس کو اور جو کچھ کہ نفس سے سرزد ہوا ہے ذلیل جانو جو کچھ خدا تعالیٰ نے خلق کے دلوں کو ایمان اور اپنے احکام ودیعت کئے ہیں ان پر نظر کر کے ان کی اور اس کی اور جو کچھ ان سے تمہارے حق میں صادر ہو عزت کرو یہی انسانی جوہر ہے اور اسی سے لوگوں کو پرکھا جاتا ہے

حیا کے متعلق فرماتے ہیں حیا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے حق میں وہ بات نہ کہے جس کا وہ اہل نہ ہو اور محارم الٰہیہ کو چھوڑ دے چاہیئے کہ تمام گناہوں کو صرف حیا کی وجہ سے چھوڑے نہ کہ خوف کی وجہ سے اس کی اطاعت وعبادت کرتا رہے اور جانے کہ خدا تعالیٰ اس کی ہر بات سے مطلع ہے اسی لئے اس سے شرماتا ہے قلب اور ہیبت کے درمیان سے حجاب اللہ جاتا ہے تو حیا پیدا ہوتی ہے۔

رویت باری تعالیٰ کے متعلق ایک واقعہ ہے کہ عمر بن مسعود البزاز بیان کرتے ہیں کہ میری آنکھوں نے آپ جیسا معارف وحقائق بیان کرنے والا کوئی نہیں دیکھا ایک دفعہ آپ کے کسی مرید کی نسبت بیان کیا گیا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں بعینہ ان آنکھوں سے خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہوں آپ نے ان کو بلوا کر دریافت کیا کہ تمہاری نسبت بیان کیا گیا ہے کہ تم کہتے ہو کہ میں بعینہ ان آنکھوں سے خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہوں آپ نے ان کو بلوا کر دریافت کیا کہ تمہاری جو یہ بات بیان کی جاتی ہے کیا سچ ہے؟ انہوں نے کہا سچ ہے اس پر آپ بہت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ آئندہ سے ہرگز ہرگز یہ بات نہ کہنا، آپ کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حد سے زیادہ متبع شریعت تھے آجکل کے عامی متصوفین کو حضور کے اس قول سے سبق حاصل کرنا چاہیئے جو کفریہ و شرکیہ عقائد کو معرفت وحقیقت سمجھے بیٹھے ہیں غوث الاعظم کے عاشقو! اس حقیقت کبریٰ کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ غوث الاعظم میر میران شاہ جیلانی نے جو کچھ پایا وہ اسی جذبہ اتباع رسول کا نتیجہ تھا چنانچہ آپ صحیح معنوں میں عاشق رسول و متبع شریعت تھے اسی لئے تو آپ کا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے

الغرض اس واقعہ کے بعد آپ سے پوچھا گیا کہ آیا یہ قول ان کا حق بجانب ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا وہ اگرچہ حق بجانب ہیں مگر ان کا حق بجانب ہونا ابھی خود ان پر ملتبس ہے کیونکہ انہوں نے بصیرت سے اس کا مشاہدہ کیا ہے اور ان کی بصیرت کی شعاعیں ان کے نور شہود سے متصل ہیں اس سے انہیں گمان ہوا کہ انہوں نے اپنی بصیرت سے دیکھا ہے نہ کہ بعینہ بصارت سے حالانکہ ان کی بصارت نے صرف بصیرت کو دیکھا سبحان اللہ کیا دقیقہ رس نکتہ سنجی اور حقیقت آگاہی ہے کہ عقل انسانی مبہوت ہوئی جاتی ہے، مگر انھیں اس کی خبر نہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان یعنی اللہ تعالیٰ نے دو دریا بنائے ہیں ایک کھاری اور ایک میٹھا جو آپس میں ملتے ہیں مگر پھر بھی ایک دوسرے کی حد سے تجاوز نہیں کرتے نیز یہ کہ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اپنے بندوں کے دلوں پر انوار جلال وجمال ظاہر فرماتا ہے تو ان کے دل انوار جلال وجمال سے وہ شے مشاہدہ کرتے ہیں جو صورتوں کے حضور رتوں کے ذریعہ حاصل ہوا کرتی

ہیں مگر وہ حقیقت یہاں پر صورتیں نہیں ہوتیں جس وقت آپ نے یہ حقیقت آموز تقریر فرمائی تو اس وقت بہت سے علماء ومشائخ آپ کی خدمت میں حاضر تھے وہ آپ کی فصیح وبلیغ اور بصیرت افروز تقریر سے نہایت ہی محظوظ ہوئے۔

آپ کے کلام میں تاثیر کیوں تھی میر میران شاہ جیلاں کے بصیرت افروز اقوال، دلنواز ودلنشین مواعظ اور حقیقت آموز علوم ومعارف آپ کے سامنے ہیں اب آپ اندازہ لگائیے کہ ان میں کونسی روح صداقت اور کونسی تاثیر کام کرتی ہوئی نظر آتی تھی جس سے آپ کی تعلیمات کی طرف خود بخود دل کھنچتا ہے اور آپ کے علوم ومعارف پر بے اختیار قربان ہونے کو جی چاہتا ہے سوچئے تو سہی کہ آخر یہ کیا بات تھی کہ آپ کی ہر تقریر میں سینکڑوں آدمی بیہوش ہو جاتے تھے لوگ وجد وحال میں آجاتے تھے روحانی جذبات کی آگ بھڑک اٹھتی تھی دل وجگر میں الفاظ اتر جاتے تھے اور ہر جلسہ میں یہود ونصاریٰ مسلمان ہوتے تھے اس کے متعلق مجھ جیسا جاہل کیا بیان کر سکتا ہے اور آپ کے کمالات ظاہریہ وباطنیہ کے متعلق کیا عرض کر سکتا ہے آپ کے حقیقی اوصاف وکمال اور حقائق ومعارف کے متعلق تو وہ تجربہ کار غواص ہی کوئی حقیقی رائے ظاہر کر سکتا ہے جو ہمیشہ سمندر کے عمق سے موتی نکالا کرتا ہو جس کو سمندر کی گہرائی اور عمق میں غوطہ لگانے کا موقعہ ملا ہو جس نے بڑے بڑے طوفانوں میں جہازرانی کی خدمت انجام دی ہو جو خطرناک طوفان کا مقابلہ کرتا رہا ہو اور جو بڑے سمندروں کی شناوری کا فخر حاصل کر چکا ہو جس خشکی کے کیڑے نے کبھی سمندر کی صورت تک نہ دیکھی ہو وہ ایک بحر ناپیداکنار کی گہرائی اور عمق کیا خاک بتلا سکتا ہے کیونکہ قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری لہذا یہ ناچیز تو آپ کے حقیقی اوصاف وکمالات بیان کرنے سے عاجز وقاصر ہے واللہ علی ما نقول شہید۔ البتہ میں اپنے ناقص نکرہ رائے کی بنا پر اتنا ضرور عرض کروں گا کہ دنیا کے بہت سے مصلحین نے اپنی تعلیم سے کایا پلٹ دی جن کی زندگیوں میں تمہیں بیشمار زریں اقوال اور پند ونصائح کا ایک معتد بہ ذخیرہ دستیاب ہو سکتا ہے اور اس کو نمونے کے لیکر بیان کیا اور سنا جا سکتا ہے لیکن جناب غوثیت مآب کا معاملہ ہی جدا ہے اور آپ کے علم وعمل کی دنیا ہی نرالی ہے یہاں اگر قول ہے تو اس کے ساتھ عمل بھی ہے گفتار ہے تو کردار بھی ہے آپ نے دنیا کو جن پاکیزہ اخلاق اور روحانیت کی تعلیم دی ان کا ظہور آپ کی عملی زندگی میں سب سے پہلے ہوا اگر آپ نے تقویٰ وپرہیزگاری پر زور دیا تو پہلے خود متقی بنکر دکھایا۔ اگر اتباع شریعت اور ترک بدعت کی تلقین کی تو پہلے خود اپنے آپ کو فنا فی الرسول کیا اگر آپ نے مسلمانوں کو خشیت الٰہی اور عبادت کی تاکید کی تو اپنی خشیت وعبادت الٰہی کا وہ نمونہ دکھایا کہ قدم مبارک میں ورم آجاتا تھا اگر جود وسخا کی تعلیم دی تو پہلے اپنا مال راہ خدا میں لٹا یا اور اگر عفو وکرم کا وعظ کیا تو خود اس پر بھی عمل کر کے دکھایا الغرض آپ نے دنیا کو جس چیز کی تعلیم دی اس پر خود عمل کر کے دنیا کے لئے ایک نمونہ پیش کیا یہی وجہ ہے کہ آپ کی کرامات مبارکہ میں تاثیر تھی اور اولیائے کرام میں آپ پر تمام روحانی وعقلی اوصاف وکمالات کی بلندیاں ختم ہو گئیں آپ کو اس بلند وبالا مرتبہ تک پہنچانے والی آسمان شہرت پر آفتاب وماہتاب بنا کر چمکانے والی اور آپ کی وعظ ونصیحت میں بے پناہ جاذبیت وتاثیر پیدا کرنے والی یہی چیز ہے کہ آپ کمالات انسانی کے جامع اور عملی دنیا کے سب سے بڑے عملی انسان تھے جس کی وجہ سے آپ بے داغ شہرت کے مالک بنے۔

آج ہمارے مبلغوں، واعظوں اور لیڈروں کو کیوں کامیابی نصیب نہیں اور ان کی زبان میں کیوں تاثیر نہیں ان کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کیوں فضائے آسمانی میں گم ہو کر رہ جاتے ہیں ہمارے اعمال، ہماری تلقین اور ہمارے پند و نصائح کیوں بے اثر ہیں؟ کیا وعظ و نصیحت اور افہام و تفہیم کی کچھ کمی ہے؟ کیا آج دنیا میں صوفیائے کرام اور علمائے اعلام باقی نہیں؟ ہماری کوششیں بیکار ہیں ہماری زبانیں بے تاثیر ہیں اور ہماری چیخ و پکار بے سود ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم عملی انسان نہیں جو کچھ کہتے ہیں وہ کر کے نہیں دکھاتے ہم باتیں بنانا جانتے ہیں مگر عمل سے ہماری روح ناآشنا ہے۔

مسلمانو! اس سلسلہ میں اگر تم حضرت غوث الاعظم کی ایک نہایت جامع و مانع نصیحت یاد رکھو تو بہتر ہے آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو بات تمہاری زبان پر نہیں مگر دل میں ہے ان دونوں باتوں سے تمہیں توبہ کرنی چاہیئے، آپ نے یہ کیوں فرمایا اس لئے کہ پہلی بات کتمان شہادت بزدلی اور نامردی ہے اور دوسری بات

آپ کی وسعت علم اور تفقہ فی الدین

جس کی مدح سرائی میں تمام اولیا اور علما رنغمات رطب اللسان ہوں جس کی معرفت آگاہی اور حقیقت بیانی سے قلوب و ارواح کی دنیا جگمگا اٹھی ہو جس کی ذات گرامی سے اکابرین و اعیان مستفید ہوئے ہوں جس کے اقوال و افعال کی طرف جملہ مشائخ عظام و علمائے اعلام رجوع کرتے ہوں جس کے علم و عمل سے تمام اہل سلوک اور اہل مجاہدہ نے راہ پائی ہو اور بیشمار خلق اللہ نے فخر تلمذ حاصل کیا ہو اور جس کے علم و عمل کی روشنی سے زمانہ منور ہو گیا ہو اس کی وسعت علم اور تفقہ فی الدین کو مجھ جیسا جاہل کیا بیان کر سکتا ہے مختصراً کہا جا سکتا ہے کہ آپ علوم و فنون کے ناپیدا کنار سمندر تھے جس کی کانوں سے اہل سلوک نے توحید و معرفت اور فتوحات روحانیہ کے بے بہا موتی اور جواہر نکالے۔

محمد بن حسین الموصلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ تیرہ علوم میں تقریر فرمایا کرتے تھے علاوہ ازیں آپ کے تفقہ فی الدین کی یہ عالم تھا کہ عراق کے سوا دیگر بلاد سے بھی آپ کے پاس فتوے آیا کرتے تھے جب آپ کے پاس کوئی فتویٰ آتا تو آپ کو اس میں غور و فکر کرنے کی مطلق ضرورت پیش نہ آتی اسے پڑھکر اسی وقت اس کا جواب لکھ دیتے

ایک عجیب و غریب فتویٰ

ایک مرتبہ بلاد عجم سے ایک فتویٰ آپ کے پاس آیا جس کے جواب سے تمام علمائے عراق عاجز آ چکے تھے مگر آپ نے دیکھتے ہی جواب شافی دیدیا وہ فتویٰ یہ تھا۔

علمائے شریعت مندرجہ ذیل مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے طلاق ثلاثہ کے ساتھ اس بات کی قسم کھائی کہ وہ ایک ایسی عبادت کرے گا جس میں وہ یہ عبادت کرتے وقت تمام لوگوں سے منفرد ہوگا۔ بینوا و توجروا۔

جب یہ فتویٰ آپ کے پاس آیا تو آپ نے پڑھکر فوراً اس کے جواب میں لکھدیا کہ یہ شخص مکہ معظمہ جا کر خانہ کعبہ کو خالی کرالے اور سات دفعہ اس کا طواف کر کے اپنی قسم اتار دے چنانچہ مستفتی یہ جواب ملتے ہی مکہ معظمہ کو روانہ ہو گیا اور اس طرح اپنی قسم پوری کی۔

آپ کے احباب میں سے ایک بزرگ نے اس بات پر کہ وہ حضرت بایزید بسطامی سے افضل ہیں طلاق ثلاثہ کی قسم کھالی انہوں نے تمام علمائے عراق سے فتویٰ لیا مگر کسی نے کوئی جواب شافی نہ دیا، بہت پریشان ہوئے کہ اب کیا کروں اس حیرانگی کے عالم میں کسی نے کہا کہ تم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی طرف رجوع کرو وہیں تمہاری مشکل آسان ہوگی چنانچہ انہوں نے آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر اپنا واقعہ بیان کیا آپ نے یہ واقعہ سنکر دریافت کیا کہ تمہیں ایسی قسم کھانے پر کس چیز نے مجبور کیا انہوں نے کہا کہ کسی چیز نے بھی نہیں بلکہ محض یہ اتفاقی بات ہے جو مجھ سے سرزد ہو گئی اب آپ فرمائیے کہ میں کیا کروں آپ نے فرمایا کہ تم اپنی زوجہ کو بدستور اپنے نکاح میں رکھو کیونکہ حضرت بایزید بسطامی پر تم کو ایک وجہ سے فضیلت حاصل ہے اور وہ یہ کہ تم متقی ہو اور وہ متقی نہ تھے تم نے نکاح کیا ہے اور انہوں نے نکاح نہیں کیا تھا اور تم صاحب اولاد ہو اور وہ صاحب اولاد نہ تھے آپ کے تفقہ فی الدین اور تبحر علمی و حکمت رسی کا اندازہ لگائیے کہ کس خوبی سے اس مشکل فتویٰ کو حل فرمایا ہے اور آپ کی مستقیم نظر و عقل جہاں بین نے کیا بات پیدا کی ہے پھر کیوں نہ کہا جائے کہ آپ ولیوں کے سرتاج عارفوں کے امام اور علماء و مشائخ کے رہنما ہیں۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ فقر و تصوف اس بات کا نام ہے کہ انسان دنیا کی کسی چیز سے کوئی تعلق نہ رکھے اور صرف گوشہ نشین ہو کر خدا ہی کا ہو رہے ان لوگوں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے حضرت غوث الاعظم ایک شخص کو حضرت بایزید بسطامی پر اس وجہ سے فضیلت دے رہے ہیں کہ اس نے نکاح کیا اور صاحب اولاد ہے واقعی جو شخص ازدواج و اولاد کے بکھیڑے میں پڑ کر پھر ازدواج و اولاد سے بے تعلق رہے اور اس کا تعلق خدا کے ساتھ مستحکم رہے۔

ایک مرتبہ شیخ جمال الدین ابن الجوزی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ ترجمہ پڑھا رہے تھے قاری نے ایک آیت پڑھی اور آپ نے اس کی وجوہات بیان فرمانا شروع کئے حافظ ابوالعباس نے پہلی وجہ پر شیخ جمال الدین ابن الجوزی سے پوچھا کہ آپ کو یہ وجہ معلوم ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں پھر آپ نے ایک وجہ اور بیان کی میں نے شیخ موصوف سے دریافت کیا کیا یہ وجہ بھی آپ کو معلوم ہے؟ انہوں نے کہا ہاں یہاں تک کہ آپ نے اس آیت کریمہ کے متعلق گیارہ وجہیں بیان فرمائیں اور ہر ایک وجہ پر میں شیخ موصوف سے پوچھتا گیا کہ آپ کو یہ وجہ معلوم ہے شیخ موصوف ہر وجہ کی نسبت فرماتے گئے کہ ہاں یہ وجہ معلوم ہے اس کے بعد آپ نے ایک وجہ اور بیان کی جس کی نسبت شیخ موصوف سے میں نے دریافت کیا تو انہوں نے کہا یہ وجہ مجھے معلوم نہیں اسی طرح آپ نے پوری چالیس وجہیں بیان کیں اور ہر ایک وجہ کو اس قائل کی طرف منسوب کرتے گئے اور آخر تک ہر وجہ پر شیخ موصوف نے کہا کہ مجھے اس کا علم نہیں آپ کی وسعت علم پر متعجب ہو کر کہنے لگے کہ ہم قال کو چھوڑ کر حال کی طرف رجوع کرتے ہیں یہ کہنا تھا کہ مجلس میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا اور شیخ موصوف نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔

آپ کا طریقہ

جیسا کہ علوم ظاہری اور فقہ اسلامی کے چار امام برحق ہیں اور چاروں موصل الی المقصود اور چاروں کتاب اللہ و سنت رسول کی طرف دعوت دینے والے ہیں چاروں کی تعلیم و تلقین کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ماخوذ ہے اگر کچھ فرق ہے تو صرف چند جزئیات کا اسی طرح فقر و تصوف کے چار امام ہیں اور چار خانوادے ہیں جو

مشہور و معروف ہیں یہ چاروں طریقے خدا طلبی اور خدا رسی کے لئے اپنی اپنی جگہ کتاب و سنت کے مطابق خدا تک پہنچانیوالے ہیں لیکن تصفیہ قلب تزکیۂ نفس اور خدا رسی کے لئے جو جامع و مانع اور قابل العمل و سہل الحصول طریقہ حضرت غوث الاعظمؓ نے وضع فرمایا ہے وہ اپنی شان ہدایت نمائی میں بے نظیر و لاجواب ہے سلوک قادریہ اپنی شان تقدس میں ایک نہایت ہی بلند و بالا مقام پر ہے اس میں کتاب و سنت کی مطابقت اور اسوۂ رسول کی پابندی بقیہ طریقوں سے زیادہ سخت ہے میں سمجھتا ہوں کہ جو قادری اتباع سنت اور ترک بدعت کا اہتمام نہیں کرتا وہ سلوک قادریہ کو بدنام و رسوا کرتا ہے۔

کون نہیں جانتا کہ شریعت و طریقت اور حقیقت و معرفت چاروں مقام اتباع سنت اور ترک بدعت سے حاصل ہوتے ہیں اور اہل سلوک کے علم و عمل کا محور و مرکز کتاب و سنت ہے اس کو چھوڑ کر حقیقت و معرفت تو ایک بڑی چیز ہے اسلام بھی نہیں مل سکتا۔ بس جس طریقہ میں اتباع سنت اور ترک بدعت کا زیادہ اہتمام ہوگا وہ طریقہ یقیناً نہایت ہی ارفع و اعلیٰ ہوگا سلوک قادریہ کی کتابوں کو دیکھو اور ان پر غور کرو تو تمہیں معلوم ہوگی کہ سوائے اس طریقہ کے کسی اور طریقہ میں یہ بات نمایاں طور پر نہیں پائی جاتی اگر کسی اور طریقہ میں بھی عملی طور پر یہ بات پائی جاتی ہے تو پیش کرو اگر تم اس بات کا علمی موازنہ نہیں کر سکتے تو چاروں خاندانوں میں عملی طور پر ہی یہ بات دیکھ لو۔

اس سے یہ نہ سمجھئے کہ میں کسی طریقہ کی تنقیص کر رہا ہوں بلکہ ایک امر واقعی کا اظہار کر رہا ہوں اگر ایک شخص ائمہ اربعہ میں امام اعظم کو فضیلت و بزرگی دیتا ہے تو اس سے بقیہ ائمہ کی تنقیص لازم نہیں آتی اور نہ ان پر کوئی اعتراض وارد ہوتا ہے بلکہ ان کی خداداد ذہانت کا پتہ لگتا ہے اسی طرح یہاں بھی حضرت غوث الاعظم کے دینی کمالات اور خداداد ذہانت کا اظہار مقصود ہے۔

خلیل بن احمد العصری بیان کرتے ہیں کہ قول و فعل اور نفس کا متحد رہنا اور اخلاص و تسلیم اختیار کرنا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ہر وقت ہر لحظہ اور ہر حال میں متمسک اور موافق رہنا اور تقرب الی اللہ میں سرگرم عمل رہنا آپ کا طریقہ تھا یوں تو خاندان قادریہ کے اعمال و اشغال بہت سے ہیں جن کے بیان کرنے کی اس مختصر میں گنجائش نہیں میں نمونۃً صرف چند اعمال و اشغال کو تبرکاً بیان کرتا ہوں۔

طریقہ شطاریہ کے دس اعمال

یاد رہے کہ ذکر و اشغال حضرات چشتیہ قادریہ کے مخلوط ہوگئے ہیں خاندان قادریہ کے ذکر و اشغال حضرات چشتیہ کرتے ہیں اور حضرات چشتیہ کے حضرات قادریہ کرتے ہیں:

اول **توبہ** یعنی ماسویٰ مطلوبات و مرغوبات کو چھوڑنے جیسے مرنے کے وقت انقطاع ہوتا ہے۔

دوسرے **زہد** یعنی دنیا و مافیہا سے کچھ غرض نہ رہے۔

تیسرے **توکل** اس سے مراد یہ ہے کہ اسباب ظاہری کو ترک کر دے۔

چوتھے **قناعت** یعنی اپنی نفسانی خواہشات کو ترک کر دے

پانچویں **عزلت** یعنی خلائق سے کنارہ کشی اور انقطاع کرے

چھٹے **توجہ** یعنی اللہ کے سوا کسی سے خوف و امید نہ رکھے۔

ساتویں **صبر** یعنی نفس کے ساتھ طاعت و عبادت الٰہی میں مجاہدہ کرے

آٹھویں **رضا** اپنے نفس کی رضا کو چھوڑ کر اللہ کی رضا پر راضی رہے اور اس کے حکم کے سامنے سر جھکائے رکھے۔

نویں **ذکر** یعنی ہر وقت اللہ کے ذکر میں رہے

دسویں **مراقبہ** اپنے حول اور قوت کو ترک کر دے نیز بری خصلتوں سے اپنے آپ کو بچاوے اور صاف حمیدہ پیدا کرے اور اپنے کو غیر اللہ کی کدورتوں سے پاک و صاف رکھے۔

اذکار جہریہ

پہلا ذکر جس کی مشائخ قادریہ تلقین فرماتے ہیں وہ بسم اللہ کا جہر کے ساتھ ذکر ہے اس کے بعد کلمہ طیبہ کا جہر متوسط کے ساتھ ذکر کرنے کی تلقین کرتے ہیں جس کی ترکیب یہ ہے کہ کلمہ لَا اِلٰہَ کو شد و مد کے ساتھ بدن میں سے کھینچکر "الا اللہ" کی ضرب دل پر لگائے اس ذکر کی جس قدر ہمت ہو تکرار کرے اور سینکڑوں پر محمد رسول اللہ کہتا رہے بہتر یہ ہے کہ ایک جلسہ میں ایک سو ایک سو گیارہ بار تکرار کرے۔

ذکر جہر کی چار قسمیں ہیں یک ضربی۔ دو ضربی۔ سہ ضربی اور چہار ضربی۔ یک ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر مؤدب دو زانو بیٹھ جائے اور سانس کو ناف کے نیچے سے بلند کرے اور لفظ اللہ کو شد و مد اور جہر کے ساتھ ناف سے اٹھا کر قلب پر ضرب لگائے پھر اتنی دیر ٹھیر جائے کہ سانس بھی ٹھیر جائے۔ اسی طرح بار بار ذکر کرے۔ دو ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر دو زانو بیٹھکر سانس کو بدستور سابق ناف کے نیچے روکے اور اسم اللہ کو بلند آواز اور سختی و قوت کے ساتھ اٹھا کر ایک ضرب زانوئے راست پر اور دوسری ضرب قلب پر لگائے۔ سہ ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر چار زانو بیٹھے اور ایک بار داہنے زانو پر دوسری بار بائیں زانو پر اور تیسری بار قلب پر ضرب لگائے تیسری ضرب سخت اور بلند تر ہونی چاہیئے۔ چہار ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر چار زانو بیٹھے پھر تین ضربیں سہ ضربی کی طرح لگائے اور چوتھی ضرب بہ شد و مد اپنے روبرو زمین پر مارے یہ اسم ذات کا ذکر کہلاتا ہے۔

ذکر نفی و اثبات

جب ذاکر اسم ذات کی مشق بہم پہنچا لیتا ہے تو پھر اس کے بعد ذکر نفی و اثبات کی تلقین کی جاتی ہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر قبلہ رو اس طرح بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں پھر آنکھیں بند کرکے اور سانس روک کر لفظ لا کو ناف سے اٹھا کر جا ہے کہ جتنا اس لا کو ناف سے اٹھا کر پشت ڈالدے پھر وہاں سے لفظ اللہ کو دماغ تک پہنچا کر خود داہنی طرف متوجہ ہو جائے اور خیال کرے کہ میں نے تمام عالم کو پس پشت ڈالدیا ہے اور سب کچھ فانی ہو گیا ہے یہانتک کہ فوق و زمین بھی طے ہو گیا ہے پھر الا اللہ کو داہنی طرف سے بائیں طرف قلب پر بیحد شد و مد ضرب کرے کہ یسار بھی طے ہو جائے اور خیال کرے کہ سوائے اللہ کے تمام عالم فنا ہو گیا ہے اور صرف اللہ کی محبت قلب میں ہے اور کچھ نہیں۔

اذکار جہر کے بعد اذکار خفی کی تلقین کی جاتی ہے مگر اس شرط پر کہ ذکر جلی کا اثر ذاکر پر ہو چکا ہے۔ اثر کے یہ معنے ہیں کہ قلب میں تحریک و ذوق و شوق پیدا ہو اور خدا کے نام سے دل میں اطمینان اور تسکین حاصل ہو اور ماسوا سے دور ہو جائیں اور حقیقت الٰہی کو ماسوا پر مقدم رکھے اگر تین چار مہینہ تک روزانہ چار ہزار مرتبہ ذات کا ذکر شرائط کے ساتھ ذکر کیا جائے تو اثر مذکور ضرور پیدا ہو جاتا ہے

اذکار خفیہ

میں سب سے پہلے اسم ذات کا ذکر ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں آنکھوں اور دونوں لبوں کو بند کرے اور دل کی زبان سے اللہ سمیع کہکر ناف سے سینہ تک چڑھے پھر تصور میں اللہ بصیر کہکر سینہ سے دماغ تک پہنچے پھر وہاں سے اللہ علیم کہکر عرش تک پہنچے پھر یہی الفاظ خیال کرتا ہوا درجہ بدرجہ

اترے اور اسی طرح بار بار کرے۔

پاس انفاس پاس انفاس کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر بیدار اور ہوشیار رہے جب دم خود بخود نکلے تو اس کے باہر نکلے تو اس کے باہر ہونے کے ساتھ لاالٰہ کا تصور کرکے خیال کرے کہ میں نے جملہ ماسوی اللہ کو جسم سے باہر نکال دیا ہے اور بذریعہ لا نفی کرتا ہوں پھر جب سانس خود بخود بغیر ارادے کے اندر جائے تو لفظ الا اللہ کہتا ہوا قلب پر پہنچے تو خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام اشیا فنا ہوگئیں اور لفظ اللہ کا نقش دل پر قائم رہ گیا ہے۔

مراقبہ کا طریقہ یہ ہے کہ ایک آیت قرآنی یا اللہ تعالیٰ کے اسمار میں سے کسی اسم کو زبان تصور سے پڑھے پھر اس کے معنے کی طرف متوجہ ہوکر اس لفظ کے مفہوم میں اس طرح مستغرق ہو جائے کہ کوئی چیز اس کے درمیان میں نہ رہے اسی کو مراقبہ کہتے ہیں مثلاً ایاک نعبد وایاک نستعین کو زبان تصور سے پڑھے یعنی دل سے پڑھے پھر اس کے معنے کی طرف متوجہ ہو جب اس کے مفہوم کو سمجھے گا اور اپنی حالت پر غور کریگا تو استغراق و محویت پیدا ہو جائیگی۔

آپ کی ازواج واولاد ترک دنیا کا صحیح مفہوم

دنیا مفہوم سے زیادہ الفاظ اور حقیقت سے زیادہ خیال کی پرستار رہے دنیا میں بہت تھوڑے انسان ایسے ہیں جو حقیقت شناس دل نکتہ رس دماغ اور مستقیم نظر رکھتے ہیں اور انسانی فکر و عمل کی یہی کج تاہی اور کجروی اس کو جہل و اوہام کے اندھے کنویں میں گراتی ہے اسی کے مطابق بدقسمتی سے مسلمانوں کی اکثریت بھی ایسی ہی ہے اگر وہ غیر مخدوش دماغ اور مستقیم نظر رکھتے اور حقیقت بینی و نکتہ رسی کے اہل ہوتے تو ان کے علم و عمل کی یہ پستی جو آج انھیں ذلت و رسوائی کے غار میں گرائے ہوئے ہے اس کے ہاتھوں یوں ذلیل و خوار نہ ہوتے ہماری تمام گمراہیوں اور پستیوں کا واحد سبب تو یہی ہے کہ ہم حقیقت اسلام سے ناآشنا ہیں بلکہ اپنی ناسمجھی کجروی کور ذوقی اور جہالت سے اسلام کو بازیچۂ اطفال بنا رکھا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک طرف تو مسلمان زندہ اقوام کی ٹھوکروں سے پامال ہیں دوسری طرف دنیا میں اسلام ذلیل و رسوا ہو رہا ہے۔

اسلام کے منجملہ دیگر عقائد کے جو مسلمانوں کی کور ذوقی اور اندھی تقلید کا تختۂ مشق بنے انہی میں سے ایک عقیدہ ترک دنیا ہے اس کا مفہوم عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ انسان جائز لذات و خواہشات کو ترک کردے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرے اور سوائے خدا کے دنیا کی کسی چیز سے تعلق یا لگاؤ نہ رہے افسوس کہ مسلمان واعظین اور نام نہاد صوفیائے دنیا کا مفہوم ذہن نشین کئے بغیر ہی ترک دنیا کا وعظ شروع کر دیا یہیں سے مسلمانوں کا زوال شروع ہوا اور اب جو کچھ حالت ہے وہ محتاج بیان نہیں۔

مسلمانوں کی کور ذوقی اور جہالت پسندی دیکھئے کہ بزرگ اور ولی اس کو سمجھا جاتا ہے جو دنیا کے جھگڑے بکھیڑے دل سے علیحدہ رہے چلہ کشی کرے ہاتھ میں ہر وقت تسبیح لئے رہے اور اپنی ازواج و اولاد سے کوئی تعلق نہ رکھے اگر ترک دنیا اور بزرگی کا یہی مفہوم ہے تو اس معیار کے مطابق تو بڑے بڑے صوفیائے کرام و علما ثابت نہیں ہوتے خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت دنیا جانتی ہے کہ آپکی

گیارہ بیویاں تھیں اور آپ دنیا کے جھگڑے بکھیڑوں میں منہمک رہے عوام الناس کے عقیدہ کی رو سے تو نعوذ باللہ بڑے بڑے اولیا و اصفیا بھی بزرگ ثابت نہیں ہوتے غرض ترک دنیا کا جو مفہوم لیا گیا ہے وہ اسلام کی بیخکنی کے مترادف ہے۔

ترک دنیا کا مفہوم اور اجتہاد بالنفس کی حقیقت زہد اور ترک دنیا کی وہ تعلیم جو صوفیائے کرام کے یہاں عموماً اور خاندان قادریہ میں خصوصاً ملتی ہے اس سے مراد دنیا کے تعلقات کا قطع کر دینا نہیں بلکہ اس سے مراد اجتہاد بالنفس ہے جو حقیقت و معرفت کی راہ ہے مگر افسوس کہ لوگ عام طور سے اس کی حقیقت سے واقف نہیں۔

یاد رہے کہ اگر کسی شیخ نے غلبۂ حال کی وجہ سے دنیا کو ترک کر دیا تو یہ اس کی خدا طلبی کا کمال ہے لیکن یہ فعل دوسرے لوگوں کے لئے حجت نہیں بن سکتا دراصل زہد اور ترک دنیا سے مقصود تو یہ ہے کہ سالک اپنے دل سے ماسوی اللہ کی محبت نکال پھینکے اور نفس سرکش کو زیر کرکے اس کے منہ میں تقوی کی لگام دیدے اگر یہ بات دنیوی تعلقات کو قائم رکھتے ہوئے حاصل ہوتی ہے تو سبحان اللہ کیا کہنے ہیں بہ نسبت اس کے کہ دنیادی تعلقات کو منقطع کرکے منازل سلوک طے کی جائیں اس سے بدرجہا بہتر اور کمال یہ ہے کہ دنیادی تعلقات کو قائم رکھتے ہوئے معبود حقیقی کا قرب و وصال ڈھونڈا جائے۔

اچھی طرح ذہن نشین کرلیجئے کہ ترک دنیا میں حقیقت و معرفت کا وہ راز پنہاں ہے جو روحانی زندگی کا جوہر ہے حقیقت یہ ہے کہ دنیا اور دین کی ہر کامیابی کا راز صرف نفس کشی میں مضمر ہے اور آرزومندی و خواہشات ہی دین و دنیا میں ذلیل و خوار کرتی ہے مطالب و مقاصد دینی و دنیادی کے حصول میں روڑے اٹکاتی ہے اور دنیا کو پریشانیوں اور غموں کا گھر بناتی ہے آپ کا دل جس چیز یا ہستی کی طرف راغب ہو اور آپ اس رغبت کو اپنے دل میں جگہ دے لیں تو بس یہی غضب اور ناکامی کی بنیادی اینٹ ہے کیونکہ جب محبوب چیز اور مطلوب ہستی نہیں ملتی یا مفارقت کرتی ہے تو دل میں غم و اندوہ کی آگ بھڑک اٹھتی ہے لیکن اس کے خلاف جس چیز کی آرزو ہو اور اس سے استغنا برتا جائے تو دنیا میں غم و اندوہ کا سامنا ہی نہیں ہو سکتا اور اس کے سامنے ہفت اقلیم کی بادشاہی بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتی بس اجتہاد بالنفس اور ترک دنیا کا مطلب یہ نہیں کہ اگر آپ کو بھوک لگے تو کھانا نہ کھائیں پیاس معلوم ہو تو پانی نہ پئیں سردی لگے تو کپڑا نہ پہنیں اور نکاح کی خواہش ہو تو نکاح نہ کریں بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ اس دنیا میں قناعت صبر و شکر اور تحمل برداشت کے ساتھ زندگی بسر کریں اسی معنے کر حضور غوث پاک نے زہد یا نفس کشی پر زور دیا ہے اور خدا طلبی کے جذبہ کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے۔

اس ضروری اور مناسب تمہید کے بعد اب میں اصل مقصد کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم نکاح کرو کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپنے نکاح کیوں کیا؟ فرمایا بیشک میں نکاح نہیں کرتا تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نکاح کرو اس کا سبب بھی آپ خود بیان فرماتے ہیں کہ میں اس وجہ سے نکاح کرنے کی جرأت نہ کرتا تھا کہ میرے اوقات میں کدورت پیدا ہو جائیگی مگر کہاں تک کل امر مرھون باوقاتھا یعنی ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے جب یہ وقت آیا تو

خدا تعالیٰ نے مجھے چار بیویاں عنایت کیں جن میں سے ہر ایک مجھ سے محبت کامل رکھتی تھی۔ بھلا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا حکم دیا ہو اور اپنی امت کو فرمایا ہو کہ نکاح کرنا میری سنت ہے جو شخص نکاح سے گریز کرتا ہے وہ میری سنت سے نفور ہے تو پھر آپ کیوں نہ نکاح کرتے ہر سالک کے لئے ویسے ہی ضروری ہے کہ وہ نکاح کر کے اپنے ایمان کو محفوظ کرے چنانچہ آپ کے نکاح میں چار بیبیاں تھیں مگر کیا مجال کہ عبادت وریاضت کے جو اوقات پہلے سے مقرر تھے ان میں کوئی کمی اور بیشی واقع ہوئی ہو نکاح کرنے سے پہلے بھی آپ اعلیٰ درجہ کے عابد اور زاہد تھے اور نکاح کرنے کے بعد بھی ویسے ہی عابد و زاہد رہے یہی تو وہ راہِ سلوک کا سب سے بڑا کمال ہے کہ دنیاوی تعلقات قائم رکھتے ہوئے ان سے بے تعلق رہنا۔

آپ کے صاحبزادے عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ ہمارے والد ماجد کی کل اولاد ۴۹ تھی جن میں سے اولاد ذکور ۲۷ اور باقی اناث تھی۔

یوں تو آپ کی تمام بیبیاں عابدہ زاہدہ تھیں مگر آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالجبار اپنی والدہ ماجدہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ میری والدہ جب کسی اندھیرے مکان میں جاتیں تو وہاں شمع کی طرح روشنی ہو جاتی ایک دفعہ ایسے موقعہ پر میرے والد بھی آ گئے جب اس روشنی پر آپ کی نظر پڑی تو وہ روشنی معدوم ہو گئی پھر آپ نے میری والدہ سے فرمایا کہ یہ روشنی شیطان کی تھی اس لئے میں نے اسے معدوم کر دیا اور اب میں اسے رحمانی روشنی میں تبدیل کئے دیتا ہوں اس کے بعد جب کبھی میری والدہ ماجدہ کسی اندھیرے مکان میں جاتیں تو وہ روشنی چاند کی طرح معلوم ہوتی تھی۔

شیخ عبداللہ جبائی فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے بیان کیا ہے کہ جب میرے گھر کوئی بچہ تولد ہوتا تو میں اسے اپنے ہاتھ میں لیتا اور یہ کہہ کر کہ یہ مردہ ہے اس کی محبت اپنے دل سے نکال پھینکتا پھر اگر وہ مر جاتا تو مجھے اس کی موت سے کوئی رنج محسوس نہ ہوتا چنانچہ مجلس وعظ کے دن اگر کوئی اولاد فوت ہو جاتی تو اس روز بھی آپ کے معمول میں کچھ فرق نہ آتا بدستور مجلس میں تشریف لا کر وعظ فرماتے جب اس کو غسل و کفن دے کر آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ خود نماز جنازہ پڑھاتے۔

یہ ہے ترک دنیا کا مفہوم باوجود اس کے کہ آپ کثیر الاولاد تھے لیکن خدا کی محبت ان کی محبت پر غالب نہ آسکی اور چار بیبیوں اور انچاس اولاد نے راہ سلوک میں کوئی خلل نہیں ڈالا۔

شیخ عبدالوہاب صاحب علیہ الرحمۃ

آپ کی اولاد کبار میں سے حضرت شیخ عبدالوہاب ہیں یہ ماہ شعبان ۵۲۲ھ میں بمقام بغداد پیدا ہوئے اور وہیں بتاریخ ۲۵ شعبان ۵۹۳ھ میں وفات پا کر مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے آپ نے تفقہ اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور آپ ہی سے علم حدیث سنا آپ نے طلب علم کے لئے بلاد عجم کا دور دراز سفر بھی کیا ۵۳۷ھ میں جبکہ آپ کی عمر بیس سال سے متجاوز تھی آپ نے والد کے سامنے ہی نیابت درس و تدریس کا کام نہایت خوش اسلوبی سے سر انجام دیا اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد وعظ گوئی کی فتوے دیئے اور بہت سے لوگوں نے ان سے علم و فضل حاصل کیا آپ کے برادران میں علوم ظاہری و باطنی اور فضل و کمال میں اور کوئی آپ جیسا نہیں ہوا گویا حضرت غوث پاک کے حقیقی جانشین آپ ہی تھے آپ ایسے بامروت، کریم النفس، صاحب جود و سخا اور با اخلاق تھے کہ خلیفہ ناصر الدین نے ان کو ستم رسیدہ اور مظلوموں کی معاونت اور فریاد رسی پر مامور کر دیا تھا آپ نے اس عظیم الشان و عظیم المرتبت خدمت کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا جس کی وجہ سے آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔

آپ اعلیٰ درجہ کے فقیہ، بڑے فاضل، متین، ادیب کامل اور شیریں کلام واعظ تھے چنانچہ تصوف میں آپ نے دو کتابیں جواہر الاسرار و لطائف الانوار تصنیف کیں ان کے علاوہ اور بھی کتابیں تصنیف کیں۔

شیخ عیسےٰ

انہوں نے بھی اپنے والد ماجد سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی آپ نے درس تدریس بھی کی حدیث بیان کی فتوے دیئے وعظ و نصیحت کا فرض انجام دیا اور تصوف میں کئی کتابیں لکھیں آپ نے مصر جا کر بھی وہاں کے لوگوں کو فیض پہنچایا یعنی وعظ کئے حدیث بیان کی اور اپنے علم و عمل سے لوگوں کو فیض پہنچایا آپ کو شعر و سخن کا ذوق بھی حاصل تھا۔

شیخ عبدالجبار

آپ نے بھی اپنے والد سے تفقہ حاصل کیا اور آپ سے اور مشہور اور قزاز وغیرہ سے حدیث سنی آپ ایک نہایت ہی صوفی صافی شخص تھے ہمیشہ فقرا اور ارباب قلوب کے ہم صحبت رہتے تھے آپ اعلےٰ درجہ کے خوشنویس تھے آپ کا عین عالم شباب میں مورخہ ۹ ذی الحجہ ۵۷۵ھ کو انتقال ہوا اور مقام حلبہ میں اپنے والد ماجد کے مسافر خانہ میں مدفون ہوئے۔

شیخ حافظ عبدالرزاق

آپ ۱۸ ذی قعدہ ۵۲۸ھ کو بوقت شب تولد ہوئے اور ۶ شوال ۶۰۳ھ کو ہفتہ کے دن بغداد میں وفات پا کر باب حرب میں مدفون ہوئے جب آپ کی نماز جنازہ کا اعلان کیا گیا تو خلقت کا ہجوم ہو گیا حتی کہ شہر سے باہر لیجا کر نماز جنازہ پڑھی گئی اس کے بعد آپ کا جنازہ جامع رصافہ میں لایا گیا یہاں بھی آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اسی طرح کئی مقامات پر نماز پڑھی گئی۔

آپ نے بھی اپنے والد سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی دیگر علوم کی درس و تدریس کے علاوہ آپ بحث و مباحثہ کا مشغلہ بھی رکھتے تھے آپ حافظ حدیث اور فقیہ حنبلی المذہب تھے آپ کی صداقت و ثقاہت تواضع و انکسار صبر و شکر اور اخلاق حسنہ کی گھر گھر دھوم تھی آپ عموماً لوگوں سے کنارہ کش رہتے تھے اور طلبہ سے نہایت انسیت رکھتے تھے۔

شیخ ابوبکر عبدالعزیز

آپ ۲۷ یا ۲۸ ماہ شوال ۵۳۲ھ ہجری میں تولد ہوئے اور ۲۳ ربیع الاول ۶۰۲ھ کو جبال میں وفات پائی۔ آپ بھی بڑے عابد و زاہد محدث فقیہ و واعظ و صاحب فضل و کمال تھے بہت سے علماء و فضلا آپ سے مستفید ہوئے۔ آپ ۵۸۰ھ میں جبال چلے گئے تھے وہیں سکونت اختیار کر لی تھی اور وہیں وفات پائی وہاں آپ کی ذریت ابتک موجود ہے۔

شیخ یحییٰ

آپ ۵۵۰ھ میں اپنے والد ماجد کی وفات سے گیارہ سال پہلے تولد ہوئے اور ۶۰۰ھ میں وفات پا کر اپنے والد کے مسافر خانہ میں ... ... اپنے برادر مکرم شیخ عبدالوہاب علیہ الرحمۃ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

آپ نے بھی اپنے والد ماجد سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی بہت سے لوگوں کو آپ سے فیض پہنچا آپ تمام بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے صغر سنی ہی میں مصر چلے

گئے تھے جہاں آپ کے ایک فرزند تولد ہوا آپ نے اس کا نام عبدالقادر رکھا کچھ عرصہ کے بعد آپ اپنے فرزند کو لیکر واپس بغداد آ گئے تھے اور یہیں پر وفات پائی۔

شیخ یحییٰ کے متعلق ایک کرامت

شیخ عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہمارے والد سخت بیمار ہو گئے یہاں تک کہ آپ کی صحت کی امید منقطع ہو گئی ہم سب آپ کے اردگرد بیٹھے آبدیدہ ہو رہے تھے اتنے میں آپ کو کسی قدر افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا اطمینان رکھو میں ابھی مروں گا نہیں میری پشت میں ابھی یحییٰ باقی ہے اس کا تولد ہونا ضروری ہے اس وقت ہم نے جانا کہ شاید آپ بیہوشی میں ایسا فرما رہے ہیں مگر آپ کو صحت ہو گئی اور آپ اپنی ایک حبشیہ لونڈی سے ہمبستر ہوئے اسی سے شیخ یحییٰ تولد ہوئے۔

شیخ ابراہیم

آپ نے بھی اپنے والد ماجد سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی آپ واسط چلے گئے تھے اور وہیں ۵۹۲ھ ہجری میں وفات پائی یہ بھی بڑے صاحب فضل وکمال تھے منجملہ ان کے دیگر اولاد میں سے یہ بزرگ ہیں شیخ عبداللہ شیخ محمد شیخ موسیٰ تھے۔

آپ کے عملیات وتعویذات

صوفیائے کرام میں سے آپ ہی کی ذات گرامی ایسی ہے کہ دنیا کے کونہ کونہ میں آپکے نام لیوا اور راسخ الاعتقاد مرید پائے جاتے ہیں وہ کونسا مسلمان ہے جو حضرت پیران پیر غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو نہیں جانتا یہ کیا بات ہے کہ آپ کو اس قدر مقبولیت عامہ حاصل ہے وہ کیا راز ہے جس کے باعث لوگ ابتک آپ کی غلامی اور مریدی کے سلسلہ میں منسلک ہونے کو اپنا سب سے بڑا فخر سمجھتے ہیں؟ کیا وجہ ہے کہ عوام مسلمان اور بعض ہندو تک آپ کی گیارہویں مناتے ہیں؟ اور یہ کیا بھید ہے کہ تمام صوفیائے کرام آپ کو بڑی عزت و تعظیم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور سلوک قادریہ سے استفادہ کرنے کو اپنا فخر وکمال سمجھتے ہیں آخر کوئی تو سبب ہے جس کے باعث ساری دنیا آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہے سو سنیئے اہل سلوک اور مردان خدا تو فضل وکمال علوم ومعارف اور زہد و اتقا کے گرویدہ ہوتے ہیں جس شخص میں یہ چیزیں بدرجہ اتم پاتے ہیں اسی کی محبت وعقیدت کا حلقہ اپنے گلے میں ڈال لیتے ہیں اور عوام الناس عملیات وتعویذات کے عاشق ہوتے ہیں جس کی زبان میں تاثیر وبرکت دیکھتے ہیں اسی پر اپنا جان ومال نثار کر دیتے ہیں مشکل کشائی کی امید تو ایسا جذبہ ہے جس نے دنیا والوں سے بت پرستی ستارہ پرستی اور شخصیت پرستی کرائی حتیٰ کہ بعض جہلا نے تو مٹی کے ڈھیروں اور کھجیوں کے ڈھانچہ تک کو اپنا حاجت روا ٹھہرا لیا الغرض حاجت روائی کے لئے دنیا سے جو جو چاہے کرا لو جان ومال تو کیا دین وایمان تک دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور یکسر خدا کو فراموش کر دیں گے۔

عوام وخواص کے جذبات ورجحانات معلوم کر لینے کے بعد جان لیجئے کہ حضرت غوث الاعظم کی ذات گرامی میں یہ دونوں باتیں پائی جاتی ہیں آپ جیسے عابد وزاہد عالم وفاضل متقی وپرہیزگار اور باخدا بزرگ تھے وہ آپ ملاحظہ ہی کر چکے دوسری طرف آپ مستجاب الدعوات بھی تھے آپ کے تعویذ عمل اور زبان میں وہ تاثیر وبرکت تھی کہ ادھر آپ نے جس سائل کے لئے زبان ہلائی اور یا تعویذ لکھکر دیا اور یا کوئی عمل بتلایا ادھر اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے وہ حاجت بر آئی یہی وجہ ہے کہ آپ عوام کے قبلہ حاجات بن گئے اور ہر طرف یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کے نعرے لگنے لگے چنانچہ گیارہویں کے متعلق عوام کا عقیدہ ہے کہ جو شخص ماہ بماہ پابندی کے ساتھ گیارہویں کرتا رہتا ہے وہ جمیع آفات وبلیات سے محفوظ رہتا ہے اور تمام دینی ودنیوی حاجات بر آتی ہیں۔

حضور کا دستور العمل

حضور پیران پیر غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی کا اس بارہ میں دستور العمل یہ تھا کہ جو سائل آپکی خدمت میں کسی حاجت اور ضرورت کے واسطے حاضر ہوتا تو آپ یا تو دعا فرما دیتے اور یا کوئی وظیفہ بتلا دیتے بعض اوقات تعویذ بھی لکھکر دیدیا کرتے تھے لیکن زیادہ تر دعا اور وظیفہ کا ہی دستور تھا وہ وظیفہ آپ اکثر بتلایا کرتے تھے وہ درود شریف کا وظیفہ ہوتا تھا آپ ہر کام اور ہر مطلب کے لئے درود شریف کا پڑھنا ہی بتلایا کرتے تھے حقیقت بھی یہی ہے کہ تمام دعاؤں اور وظیفوں میں درود شریف سے بڑھکر کوئی چیز نہیں آپ جو اکثر درود شریف کا پڑھنا بتلایا کرتے تھے اس سے آپ کے عشق رسول کے جذبہ کا اندازہ ہوتا ہے چنانچہ آپ خود بھی درود شریف کا ہمیشہ ورد رکھتے تھے عاشق رسول کی پہچان ہی یہ ہے کہ وہ ایک طرف اتباع سنت وترک بدعت میں سرگرم رہتا ہے دوسری طرف درود شریف کثرت سے پڑھتا ہے۔

درود شریف ذریعہ دیدار ہے

حضرت پیران پیر قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ سب سے لذیذ اور شیریں خاصیت درود شریف کی یہ ہے کہ اس کی بدولت عشاق کو خواب میں حضور پرنور کی بدولت زیارت میسر آتی ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ بھی اپنی کتاب ترغیب اہل السعادات میں لکھتے ہیں کہ جو شخص شب جمعہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ بار آیت الکرسی اور گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے بعد سلام کے سو بار یہ درود شریف پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ انشاء اللہ تعالیٰ تین جمعہ بھی نہ گذرنے پائیں گے کہ زیارت نصیب ہوگی مگر کسی کامل بزرگ سے اجازت شرط ہے۔

نیز صحیح ترمذی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ نزدیک وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ مجھپر درود بھیجتا ہے یہی وجہ ہے کہ صوفیائے کرام دن رات درود خوانی میں مصروف رہتے ہیں اور اپنے مریدوں اور معتقدوں کو بھی اسی کی تلقین فرماتے ہیں۔

آسیب کا مجرب عمل

ایک دفعہ ایک شخص جو اصبہان کا رہنے والا تھا آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری زوجہ کو آسیب ہو گیا ہے اور وہ نہایت ابتر حالت میں ہے بڑے بڑے عامل اس کے قابو کرنے سے عاجز آ چکے ہیں آپ کا نام نامی واسم گرامی سنکر آپ کے دولت کدہ پر حاضر ہوا ہوں ازراہ عنایت میری حالت پر رحم فرمائیے آپنے یہ سنکر بذریعہ کشف معلوم کیا کہ وہ سرکش جن سرندیب کے بیابان کا رہنے والا ہے آپ نے اس شخص کو کہا کہ تم گھر چلے جاؤ جب تمہاری زوجہ کو دورہ ہو تو اس کے کان میں کہدینا اے جن تجکو عبدالقادر جیلانی نے جو بغداد میں مقیم ہیں یہ کہا ہے کہ اگر تو شرافت سے چلا جائیگا اور اس کو چھوڑ دیگا تو بہتر ہے ورنہ تجکو ہلاک کر دیا

جائیگا۔ اس شخص نے گھر جاکر یہی کہا اس کی ندوجہ تندرست ہوگئی پھر کبھی آسیب کا خلل نہیں ہوا۔ اب بھی اگر کوئی شخص اعتقاد کے ساتھ مریض کے کان میں یہی الفاظ کہدے تو انشاء اللہ تعالیٰ آسیب کا نام و نشان تک نہ رہے گا۔

بخار کا عمل

ابو العالی احمد بغدادی حنبلی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے خود آنجناب سے عرض کیا کہ میرا لڑکا سوا سال سے بخار میں مبتلا ہے بہت کچھ علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا آپ نے فرمایا اپنے لڑکے کے کان میں جاکر یہ الفاظ کہدو اے بخار میرے لڑکے کا پیچھا چھوڑ کر حلہ گاؤں میں چلا جا۔ حضرت ابو المعالی نے گھر آکر ایسا ہی کیا اور بخار کا نام و نشان نہ رہا اگر کوئی قادری بزرگ یہی الفاظ بخار کے مریض کے کان میں یہی الفاظ کہدے تو انسان کا بخار فی الفور جاتا رہے گا۔

مرض استسقا کا عمل

ایک مریض استسقا آپ کی خدمت میں لایا گیا اس کا شکم مرض استسقا کی وجہ سے بہت ہی بڑھ گیا تھا آپ نے بسم اللہ پڑھکر اپنا دست مبارک اس کے پیٹ پر پھیرا تو اس کا پیٹ بالکل چپٹا ہو گیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کبھی بیمار ہی نہیں ہوا تھا اگر کوئی قادری خاندان کا بزرگ استسقا کے مریض کے شکم پر بسم اللہ پڑھکر اپنا برکت کا ہاتھ پھیرے تو انشاء اللہ آرام ہو جائے گا۔

مرگی کا عمل

حضرت حکیم اسد صاحب جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا کہ جبکوئی مرگی والا آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا تو آپ اس بیماری کا علاج اس طرح کیا کرتے تھے پہلے اس کے داہنے کان میں ایک بار سورہ فاتحہ پڑھتے اور ایک بار بائیں کان میں پڑھکر باواز بلند یہ شعر پڑھتے ؎

وَدُحِیْ دَالْقَلْبُ تَحْتَکُمْ فِی الْقَلَمِ — مِنْ قَبْلِ وُجُوْدِ خَلْقِہَا مِنْ عَدَمِ
ھَلْ تَحْمِلُ مِنْ بَابِ عِزِّکَا نِکُمْ — اَنْ الْقَیْ عَنْ طِبِّہِ تَبْعِدًا اَوْ قَدَمٍ

پھر اس کے روبرو فرماتے ۔ عبد القادر جیلانی تجھے کہتا ہے کہ چلی جا اور مت جا۔ ایسے ہی تین دفعہ فرماتے پھر یہ دونوں شعر لکھکر اس کی گردن میں لٹکا دیتے اور یہ بھی کہتے کہ چلی جا واپس مت آ اگر واپس آئے گی تو میں باذن اللہ تجھکو جلا دوں گا اگر اسی طرح اس عمل کو کسی قادری بزرگ سے اجازت لیکر کیا جائے تو انشاء اللہ آرام ہوگا۔

حل مشکلات کا عمل

ہر مہینے کی چودھویں رات کو نہا کر باطہارت کاملہ درود شریف کو بسم اللہ کے ساتھ دس بار پڑھے پھر سورہ یاسین ایک بار پڑھے بعدہ اکیس بار درود شریف ایک بار آیت الکرسی اور اکیس بار سورہ اخلاص پڑھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں نہایت عجز و انکسار کے ساتھ ہدیہ پیش کرے پھر دس بار مع بسم اللہ کے درود شریف پڑھکر ایک بار سورہ یاسین اور گیارہ بار درود شریف پڑھے پھر ایک بار آیت الکرسی دس بار سورہ کافرون اور دس بار سورہ اخلاص نہایت خلوص کے ساتھ پڑھکر حضرت غوث الاعظم کی خدمت میں ہدیہ بھیجے اس کے بعد اس طرح بیٹھے کہ دونوں پنڈلیاں کھڑی ہوں ایڑی زمین سے بہت بلند ہو اور پیر کے سرے پر زور پڑے اس طرح سے بیٹھکر گیارہ بار درود شریف پڑھے پھر گیارہ بار سورہ مزمل اور پھر گیارہ بار درود شریف پڑھے اسی طرح یہ عمل چالیس دن تک بلاناغہ کرے جس مشکل کے لئے پڑھیگا انشاء اللہ حل ہوگی۔

ہمارے خاندان کا معمول ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی مصیبت پیش آئے تو اس کو چاہئیے کہ نماز فجر کے بعد سو بار ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ پڑھے نماز ظہر کے بعد سو بار ھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ پڑھے نماز عصر کے بعد سو بار ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ پڑھے نماز مغرب کے بعد سو بار ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ پڑھے اور نماز عشا کے بعد سو بار ھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ پڑھے اسی طرح متواتر اکیس یوم تک کرے انشاء اللہ تمام مشکلات حل ہوں گی اور سب مصائب و آلام دور ہوں گے۔

حُب کا عمل

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی کی نیک اور جائز محبت میں مبتلا ہو تو اس کو چاہئیے اپنا نام مع والدہ کے اور مطلوب کا نام مع اس کی والدہ کے لکھے اور ذیل کی تین آیتوں کی تکسیر کرے اور اپنے بازو پر باندھ لے انشاء اللہ دو دنوں میں اس قدر محبت ہوگی کہ ایک دوسرے کی ملاقات کے بغیر آرام نہ ہوگا نہایت ہی مجرب و آزمودہ ہے وہ تین آیتیں یہ ہیں :-

وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِہِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِہِمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیْنَہُمْ اِنَّہٗ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ٥ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّجْعَلَ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ عَادَیْتُمْ مِّنْہُمْ مَّوَدَّۃً وَاللّٰہُ قَدِیْرٌ ... ... وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ٥ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَہُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ٥

نظر بد کا عمل

حضرت پیران پیر قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں اگر کسی بچہ کو نظر بد ہو جائے تو یہ آیت مع بسم اللہ کے سات بار پڑھکر اس پر دم کرے اور یہی آیت لکھکر اس کے گلے میں ڈالدے شفا پائیگا اور تمام عمر محفوظ رہے گا وہ آیت یہ ہے وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَۃٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُہٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ٥

دفع درد زہ کا عمل

حضرت غوث الاعظم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی عورت درد زہ میں مبتلا ہو تو چاہئیے کہ لکھا کاغذ ذیل کا نقش کاغذ پر لکھکر دائیں ران پر باندھے انشاء اللہ درد سے شفا ہوگی جب بچہ پیدا ہو جائے تو فوراً کھولدے ورنہ نقصان کا اندیشہ ہے نقش معظم یہ ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۴	۹	۲
۳	۵	۷
۸	۱	۶

لاعلاج مرض کا عمل

شاہ جیلانی غوث الاعظم قطب ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو کوئی بیماری لاحق ہو گئی ہو اور اس کے علاج سے تمام حکماء مایوس ہو کر جواب دے چکے ہوں تو اس کو چاہئیے کہ ذیل کی آیات بطہارت کاملہ چینی کی طشتری پر لکھکر اکتالیس دن تک بلاناغہ استعمال کرتا رہے یعنی دھوکر پی لیا کرے اگر بارش کا پانی ہو تو نہایت ہی سریع التاثیر ثابت ہوگا کیسی ہی لاعلاج اور مہلک بیماری کیوں نہ ہو ضرور بالضرور شفا ہوگی مجرب آزمودہ ہے وہ آیات یہ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ

الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۝ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ اٰمین۔ وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۝ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ ۝ قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَآءٌ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

نماز استخارہ

حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ میں خواب میں اپنی حاجت کی بھلائی یا برائی پر مطلع ہو جاؤں تو اس کو چاہیئے کہ نماز عشاء کے بعد سونے سے پہلے دو رکعت نماز استخارہ اس ترکیب کے ساتھ پڑھے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھے سلام کے بعد ذیل کی دعا نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ پڑھ کر سو رہے پھر کوئی بات چیت نہ کرے انشاء اللہ خواب میں مخفی حال معلوم ہو جائے گا وہ دعا یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ (یہاں اپنی حاجت کا نام لے) خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ۔

قادری خاندان کے بزرگوں کا استخارہ

[illegible] حضرات کرتے تھے

وضو کرکے دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھے پھر گیارہ بار سورہ فاتحہ گیارہ بار سورہ اخلاص گیارہ بار درود شریف گیارہ بار کلمہ تمجید اور گیارہ بار یا شیخ عَبْدَ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰهِ پڑھے اس کے بعد دو رکعت نماز اس ترکیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں پچیس بار سورہ اخلاص پڑھ کر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی روح مبارک کو ثواب پہنچائے پھر دو رکعت نماز قضائے حاجت اس ترتیب سے پڑھے کہ جب تکبیر تحریمہ کہے تو اپنی آنکھیں بند کرکے اپنے آپ کو لازم کرے پھر ثناء پڑھ کر سورہ فاتحہ پڑھے جب آیت ایاك نعبد وایاك نستعین پر پہنچے تو ان دونوں کلموں کی تکرار کرے حتیٰ کہ گردن خود بخود پھر جائے اگر داہنی طرف پھرے تو اس کام کو کرے اگر بائیں طرف پھرے تو وہ کام نہ کرے پھر سورہ فاتحہ کو تمام کرکے گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے ایسا ہی دوسری رکعت بھی پڑھ کر نماز کو تمام کر دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ خواب میں بھی تمام حالات منکشف ہو جائیں گے۔

ضروری نوٹ یاد رہے کہ ان تمام عملیات میں اجازت کا اور اعتقاد اور کسی قادری بزرگ کی اجازت شرط ہے اور اگر اعتقاد اور اجازت نہیں تو کچھ بھی نہیں لوگ غلط سلط ادھورے دل سے اور بے قاعدہ عملیات کرتے ہیں اور جب کچھ اثر نہیں پاتے تو عملیات سے ہی بدظن ہو جاتے ہیں اور بزرگوں پر نام دھرتے ہیں۔

خاص ہمارے خاندانی سینہ بسینہ عملیات

عملیات اور نسخہ جات کے اظہار میں عموماً لوگ نہایت بخل کرتے ہیں۔ اگر کسی کے پاس کوئی یقینی اور زود اثر عمل اور یا مجرب نسخہ ہے تو وہ چاہتا ہے کہ میں اس کو اپنے ساتھ قبر میں لیجاؤں عام مسلمان تو درکنار اپنے خاص عزیزوں اور قریبی رشتہ داروں تک سے پردہ رکھا جاتا ہے اور خاندانی سینہ بسینہ مجرب عملیات و نسخہ جات کو ہوا تک نہیں لگنے دی جاتی اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان چاہتا ہے کہ تمام دنیا کی بھلائیاں، مفاد اور عزت و احترام میرے ہی لئے مخصوص رہیں ان میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو مجربات و عملیات کی وجہ سے ہر شخص ان کی عزت و تکریم کرتا ہے پھر وہ بھلا وہ کیسے اپنی عزت و احترام کی چیز اپنے ہاتھ سے کھو کر اپنے عز و جاہ کو معدوم کر دیں یہ وجہ ہے کہ خاندانی مجربات و عملیات کو مخفی رکھا جاتا ہے اور ان کے اظہار میں بخل کیا جاتا ہے۔

لیکن میں سمجھتا ہوں کہ مسلمان کے لئے اس قسم کا بخل اس کی توہین اور اس کی شان کے منافی ہے مسلمان کے لئے تو ضروری نہیں بلکہ لازمی ہے کہ دوسروں کے مفاد اور بھلائی کو اپنے مفاد پر مقدم رکھے اور اس کی ذات سے خلق خدا کو جس قدر نفع پہنچے کم ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے خیر الناس من ینفع الناس انسانوں میں سب سے بہتر انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے بس میں نہیں چاہتا کہ اپنے خاندانی عملیات قبر میں اپنے ساتھ لیجاؤں اور ہلدی کی گرہ پر پنساری بن بیٹھوں ممکن ہے کہ خدا کو میرا یہ ایثار پسند آ جائے اور اسی ذریعہ سے وہ مجھ حقیر پر تقصیر کو بخشدے اس لئے میں ناظرین پر اپنے جگر کے ٹکڑے نثار کر رہا ہوں اب ان کی قدردانی آپ کے ہاتھ ہے

"گر قبول افتد زہے عز و شرف"

یہ وہ عملیات ہیں جن کے عوض اگر میں لاکھوں روپے بھی لیتا تو کم تھے مگر میں دنیا کی ٹھیکریوں کے عوض آپ کی دعا لینا چاہتا ہوں جو آخرت میں میرے کام آئیگی لہذا میں شوق سے ہر مسلمان کو ان عملیات کی اجازت دیتا ہوں کہ وہ ان سے استفادہ کریں اور میرے حق میں دعائے خیر کریں اگر اس سلسلہ میں کسی بھائی کو کچھ دریافت کرنا ہو تو وہ شوق سے بذریعہ خط و کتابت دریافت کر لیں اور کسی قسم کی جھجک نہ کریں۔

یاد رہے کہ ان عملیات کے لئے مشہور شرائط کی پابندی اور اعتقاد کامل کی ضرورت ہے اس مختصر میں گنجائش نہیں ورنہ بعض ضروری ہدایات و شرائط لکھتا اس لئے خواہشمند حضرات عملیات کی عام بازاری کتابوں سے متعلقہ شرائط معلوم کر سکتے ہیں ساتھ ہی یہ بھی واضح رہے کہ عملیات کا حال ادویات کی طرح ہے جیسے ادویات صحت و تندرستی کا محض ایک ذریعہ ہے مستقل بالذات کوئی چیز نہیں کبھی فائدہ مطلوبہ حاصل ہوتا ہے اور کبھی نہیں کیونکہ علۃ العلل تو خدا ہی کی ذات ہے اسی کے ہاتھ میں سب کچھ ہے ادویات کی تمام خاصیتوں پر اسی کا قبضہ و اختیار ہے چاہے تو دوا میں اثر دیدے اور چاہے نہ دے مومن کو ہر حال میں خدا ہی پر نظر رکھنی چاہیئے اور یہی توکل کا مفہوم ہے اسی طرح عملیات بھی حاجت روائی کا ایک ذریعہ ہیں

جن کا اثر خدا کے ہاتھ ہے حاجتمند کو کسی حال میں بھی بددل اور بد اعتقاد نہیں ہونا چاہیئے اگر عملیات اور ادعیات مستقل کوئی چیز ہوتیں اور ان کا اثر یقینی ہوتا تو دنیا میں کوئی حاجتمند اور مریض ہی نہ ہوتا۔ عملیات کے ذریعہ ہر شخص جو چاہتا کر لیتا

واسطے مہربان ہونے حاکم کے

یہ عمل کرکے جس کے پاس بھی جائے گا وہ مہربان ہو جائے گا اور نہایت خوش خلقی سے پیش آئے گا جب کسی حاکم یا اور کسی کے پاس جانا ہو تو وضو کرکے پہلے ۷ بار آیت الکرسی پڑھے پھر ۱۲ بار سورہ اخلاص اور پھر ۴۱ بار یہ پڑھے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ وَاَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ان کے بعد حروف مقطعات میں سے ایک حرف کہے اور انگلی بند کرلے دسوں انگلیاں بند کرکے حاکم کے سامنے جاکر کھولدے وہ حروف مقطعات یہ ہیں کھیعص حمعسق ترکیب انگشت بند کرنے کی یہ ہے کہ پہلے ک کہے اور داہنے ہاتھ کی چھنگلیا بند کرلے پھر ہ کہے اور اس کے پاس کی انگلی بند کرلے اسی طرح ایک ایک حرف کہتا جائے اور انگلی بند کرتا جائے یہ عمل نہایت ہی عجیب و غریب اور سریع التاثیر ہے جس کو خدا کی قدرت اور بزرگان قادری کا فیض دیکھنا ہو وہ کرکے دیکھ لے

واسطے دافع بخار

جس شخص کو گرمی سے بخار آتا ہو اس پر اس آیت کو پڑھکر دم کرے اور ایک طشتری پر لکھکر پلائے اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الشَّافِيْ اَنْتَ الْكَافِيْ اَنْتَ الْوَافِيْ۔

اور اگر سردی سے بخار آتا ہو تو سورہ لایلف سات مرتبہ پڑھکر دم کرے اور لکھکر گلے میں ڈالدے انشاء اللہ شفا ہوگی۔

دیگر برائے تپ لرزہ

ذیل کی عبارت کو معہ تسمیہ و سورہ فاتحہ تا آمین لکھکر مریض کے گلے میں ڈالدے عبارت یہ ہے

هٰذَا الْكِتَابُ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ حَرُّهَا وَبَرْدُهَا مِنْ جَهَنَّمَ الرَّحْمٰن

اس کے بعد مریض کا اور اس کے باپ کا نام لکھا جائے۔

برائے درد شکم

سوائے چوٹ کے درد کے یہ عمل تمام دردوں میں نہایت ہی سریع التاثیر اور عجیب و غریب ہے فوراً ہی آرام ہوتا ہے وہ عمل یہ ہے ایک لکڑی کی تختی پر ایک یا پاک مٹی باریک کرکے بچھالے اور پھر اس پر ابجد ہوز حطی لکھے پھر بسم اللہ پڑھکر اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ سات بار پڑھے جہاں درد ہو مریض سے وہ جگہ پکڑوالے اور اگر ایسی جگہ ہو جہاں مریض آسانی کے ساتھ نہ پکڑ سکتا ہو تو کوئی دوسرا شخص پکڑلے اور جس وقت آیۃ یہ آیت دم کرے درد والی جگہ چھوڑ دی جائے اور پھر پکڑلی جائے پھر ایک لکڑی کی میخ نقطہ الف پر رکھکر ایک مرتبہ معہ بسم اللہ سورہ فاتحہ پڑھکر درد کی جگہ دم کرے پھر دوسرے لفظ ب پر میخ رکھکر سورہ فاتحہ دو مرتبہ پڑھکر دم کرے تیسرے صرف ج پر رکھکر تین مرتبہ پڑھکر دم کرے اور مریض سے پوچھے کہ درد کہاں ہے اگر میخ کا درد ہوگا تو اس جگہ سے آگے نیچے ہو جائے گا جہاں جہاں درد جائے وہیں میں

بکڑتا جائے اور عامل ہر حرف پر میخ رکھکر ایک ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھتا جائے انشاء اللہ سویں حرف پر پہنچکر درد کو آرام ہوگا۔

برائے استقرار حمل نہایت ہی مجرب

اگر کسی عقیمہ کے علاج سے حکیم و ڈاکٹر عاجز آگئے ہوں اور جواب دیدیا ہو تو مندرجہ ذیل عمل کریں تین ماہ نہ گذریں گے کہ انشاء اللہ حمل قائم ہو جائے گا بشرطیکہ عقر حقیقی نہ ہو اس عمل میں خوبی اور کمال یہ ہے کہ دعا اور عمل بھی ہے اور ساتھ ہی دوا بھی یعنی دوا اور دعا دونوں چیزیں جمع ہیں۔

نسخہ یہ ہے۔ مشک خالص ۲ سرخ۔ جائفل ایک ماشہ۔ افیون کیماشہ قرنفل ۴ عدد، چھالیہ خورد ۳ عدد، بھنگ ایک ماشہ۔ قند سیاہ کہنہ چار سالہ۔ آدھی بھنگ اور چھالیہ کوٹ کر باقی ادویہ چیکر اور روغن ملاکر ایک جان کرلیں پھر قند سیاہ حسب ضرورت ملاکر ۹ گولیاں بنالیں بعد فراغت غسل حیض ایک گولی صبح اور ایک گولی شام ہمراہ دودھ کھلانا شروع کریں ساتھ ہی یہ نقش ایک چینی کے برتن میں لکھکر گلاب سے دھوکر گولی کے ساتھ پلادیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یا اللہ شافی یا اللہ کافی

۶ ع	۱ ع	۸ ع	الٰہی بہ برکت
۷ ع	۵ ع	۳ ع	یا علی یا علی
۲ ع	۹ ع	۴ ع	یا علی یا علی

یہی نقش کاغذ پر لکھکر موم جامہ کرکے گلے میں پہنادیں اور تین دن تک متواتر مقاربت کریں اگر اللہ کے فضل و کرم سے حمل رہ جائے تو یہ نقش زیر ناف نیچے باندھ دیں ۹ مہینے تک بندھا رہنے دیں۔ جب نواں مہینہ شروع ہو تو تعویذ کھلوا کر سرہانے رکھوادیں بعد وضع حمل بچہ کو غسل دیکر اس کے گلے میں ڈال دیں اور بارہ سال کی عمر تک بندھا رہنے دیں۔

تعویذ پہننے کے وقت حلوا پکا کر اس پر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فاتحہ دلاکر اس کے تین حصے کرلیں ایک حصہ فقیروں کے لئے دوسرا احباب کے لئے اور تیسرا خود کھانے کو رکھ لیں۔ نیز جب گولیاں تیار ہوں تو ان پر ۴۱ مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھکر دم کرے۔

برائے آدھا سیسی

اگر کسی شخص کے آدھے سر میں درد ہو تو پیشانی پکڑ کر پہلے بسم اللہ پڑھکر تین بار سورہ فاتحہ تا آمین اور تین بار یہ دعا پڑھکر دم کرے بِسْمِ اللّٰهِ الشَّافِيْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اُسْكُنْ بِاِذْنِ اللّٰهِ رَبِّيْ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ انشاء اللہ پہلی مرتبہ ہی آرام ہوگا ورنہ اسی طرح تین مرتبہ دم کرے گر یہ عمل تین دن متواتر سورج نکلتے وقت کر

الضا

برائے درد سر قسم سات مرتبہ درود شریف پڑھکر سر پکڑ لے اور یہ آیت ۲۱ مرتبہ پڑھکر دم کرے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ اس کے بعد انگلی سے پیشانی پر دے ہی یہ آیت لکھے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

جانوروں کی نظر بد کیلئے

اگر گائے یا بھینس اور بکری کا دودھ گھی بسبب نظر کے گم ہو گیا ہو یا دودھ دینے میں جانور تنگ کرتے ہوں تو یہ تعویذ لکھکر اور ایک لکڑی کی تختی میں رکھوا کر جانور کے گلے میں ڈالدیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۵۲۷	۵۳۰	۵۳۳	۵۲۰
۵۳۲	۵۲۱	۵۲۶	۵۳۱
۵۲۳	۵۲۵	۵۲۸	۵۲۵
۵۲۹	۵۲۴	۵۲۳	۵۲۴

نقش کے نیچے یہ لکھیں۔ یا حنان یا منان یا دیان بحق حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام ذبحی حضرت عبرا کسات یا حضرت سلیمان حاضر شو یہ نقش اور افسون لکھنے کے بعد ایک نمک کی کنکری لیکر اس پر ۳۔ ۳ مرتبہ معوذتین پڑھکر دم کریں اور جانور کو آٹے کے پیڑے میں کھلادیں اللہ فضل کرے گا۔

برائے زیادتی دودھ

جس عورت کا دودھ کم ہو اور بچہ سیراب نہ ہوتا ہو تو اس آیت کو لکھکر اس عورت کے گلے میں ڈالے کُلُّ اُنثٰی وَمَا تَغِیضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْکَبِیرُ الْمُتَعَالِ نیز سات بار اس آیت کو نمک پر دم کرکے کھانے کو دے مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ انشاء اللہ دودھ اس قدر ہوگا کہ چار بچے سیر ہوں

برائے مسان

یہ بیماری بڑی نامراد ہوتی ہے جس بچے کو یہ بیماری ہو جاتی ہے تو پھر وہ بچہ سوکھتا ہی جاتا ہے اسی وجہ سے اس کو سوکھے کی بیماری بھی کہا جاتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ ایک چھٹانک میٹھے تیل پر آیات قطب ۲۱ بار پڑھکر دم کرے پھر اس پڑھے ہوئے تیل کو ایک بوتل میں ملالے اور روزانہ بچہ کے تمام جسم پر مالش کیا کرے ایک سات تار کا سیلا گنڈا لیکر سورہ مزمل پڑھے اور گنڈہ پر دم کرکے ایک گرہ دیدے اسی طرح سات دفعہ پڑھکر سات گرہ دیکر بچہ کے گلے میں ڈالدے اور یہ نقش روزانہ گلاب کے عرق سے دھوکر ۴۱ دن تک بلاناغہ پلائے۔ انشاء اللہ شفا ہوگی۔ نقش یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۴۱۶۸۲	۱۴۱۶۸۵	۱۴۱۶۸۸	۱۴۱۶۷۵
۱۴۱۶۸۷	۱۴۱۶۷۶	۱۴۱۶۸۱	۱۴۱۶۸۶
۱۴۱۶۷۷	۱۴۱۶۹۰	۱۴۱۶۸۳	۱۴۱۶۸۰
۱۴۱۶۸۴	۱۴۱۶۷۹	۱۴۱۶۷۸	۱۴۱۶۸۹

ہر مرض کیلئے مجرب دعا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کوئی مریض کے سر پر ہاتھ رکھکر یہ دعا پڑھے تو سوائے موت کے سب مرضوں سے شفا پائے۔ وہ دعا یہ ہے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○

عمل برائے حل مشکلات و رفع حاجات

یہ عمل حل مشکلات اور رفع حاجات میں نہایت ہی سریع التاثیر ہے کوئی دنیاوی و دینی مشکل ایسی نہیں جو اس کے ذریعہ حل نہ ہو جمیع مہمات امور کے لیے اکسیر اعظم ہے اس کے فوائد حد شمار سے باہر ہیں ایک دفعہ ضرور اس کے کلام کا اثر دیکھئے۔ وہ عمل یہ ہے جو اکیس دن کا ہے صبح کی نماز کے بعد ۵۰۰ مرتبہ یہ دعا پڑھے یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اول و آخر اکیس اکیس مرتبہ درود شریف پڑھے اور عشاء کی نماز کے بعد وتر سے پہلے یہ دعا ۳۶۰ مرتبہ پڑھے اَللّٰهُمَّ یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ یَا مُفَرِّجَ الْحُزْنِ اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ تَوَکَّلْتُ عَلَیْهِ یَا رَبِّیْ فَوَّضْتُ وَتَوَکَّلْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ یَا رَزَّاقُ یَا فَتَّاحُ یَا بَاسِطُ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور نوچندی جمعرات سے شروع

ایضاً

یہ عمل نہایت ہی مجرب ہے اور اسم اعظم سے کم نہیں ہے ہمارے خاندان قادریہ کا خاص معمول بہ ہے۔ ادائے قرض، حل مشکلات، دفع حاجات اور فتوحات غیبی میں ایک نایاب چیز ہے اور اس کے فوائد حد شمار سے باہر ہیں ترکیب طریقہ یہ ہے کہ عروج ماہ میں بدھ جمعرات اور جمعہ کو متواتر تین روزے رکھے اور ان تین دنوں میں درود شریف کی حتی الامکان کثرت رکھے مگر پہلے دودھ چاول پر رسول مقبول صلعم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فاتحہ دلا کر غریبوں اور فقیروں کو کھلائے چوتھے دن یعنی سنیچر کو حلوہ پر حضرت غوث پاک کی فاتحہ دلا کر یتیم بچوں کو کھلادے اور عصر کی نماز کے بعد روزانہ اس دعا کو ایک سو اکیس بار اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھا کرے دعا یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الذُّلِّ اِلَّا لَكَ وَمِنَ الْخَوْفِ اِلَّا مِنْكَ وَمِنَ الْفَقْرِ اِلَّا اِلَیْكَ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ اَللّٰهُمَّ کَمَا صُنْتَ وُجُوْهَنَا اَنْ نَّسْجُدَ لِغَیْرِكَ فَصُنْ اَیْدِیَنَا اَنْ نَّمُدَّ بِالسُّؤَالِ لِغَیْرِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ یہ اکیس یوم کا عمل ہے۔

بغض و عداوت کیلئے

گو از روئے شریعت مصطفوی کسی مسلمان کو دوسرے مسلمان کے خلاف اپنے دل میں بغض و عناد رکھنا جائز نہیں تو اس کو تکلیف یا دکھ پہنچانا تو کیونکر جائز ہوگا ہاں اگر دشمنوں کے شر سے اپنی جان و مال کو خطرہ ہو تو ایسے وقت میں اپنی

حفاظت کے لئے پس جس شخص کو دشمن سے خوف ہو اور یا کسی ظالم و جابر کے پنجہ میں گرفتار ہو تو اس کو چاہیئے کہ عشاء کی نماز کے بعد دو رکعتیں اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد الم نشرح ۷ بار اور دوسری رکعت میں الم ترکیف تین بار پڑھے اس کے بعد ایک سو اکیس مرتبہ درود شریف پڑھے بعدہ ۵۰۰ مرتبہ یہ آیت پڑھکر فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ دعا مانگے کہ اے اللہ مجھے فلاں دشمن اور ظالم کے شر سے محفوظ رکھ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ۔

اور اگر دشمن کو ایذا پہنچانا ہی بدرجہ مجبوری منظور ہو تاکہ وہ دشمنی سے باز آجائے تو اس کو چاہیئے کہ وہ اسے نوچندی جمعرات کو ایک لوہے کا قلم تیار کرائے جو مثل نب کے ہو پھر مغرب کے وقت پاک و صاف ہو کر اور منہ پڑھکر اُسے لوبان کی دھونی دے اور پھر اس پر آیت الکرسی تین بار اور معوذتین ۳۔۳ بار پڑھکر دم کرے پھر کے حم حم حم حم حم حم حم عسق هٰذَا نَقَلَكَ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ه وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ بِالْكَافِرِيْنَ ه یہ پڑھکر جہاں دشمن نے پیشاب کیا ہو اس جگہ گاڑ دے فوراً پیڑو میں درد شروع ہو جائے گا اور پیشاب بھی بند ہو جائے گا جب دشمن کو تندرست کرنا منظور ہو تو قلم کو نکال لے آرام ہو گا۔

برائے تفریق و جدائی

مگر جہاں تک ہو سکے اس قسم کے عملیات سے احتراز کرے کسی کو کسی طرح دکھ نہ دے اور خدا کے غضب سے ڈرے ایسا نہ ہو کہ غضب الٰہی میں گرفتار ہو جائے اور لینے کے دینے پڑ جائیں ہاں جہاں کہیں ناجائز محبت ہو اور یا کسی کو کسی کے پنجہ ظلم سے رہائی دلانا ہو تو البتہ یہ عمل کرے جو نہایت مجرب ہے وہ یہ ہے کہ باوضو سورہ فاتحہ پڑھے پھر سورہ یاسین شریف شروع کرے جب لفظ مبین پر پہنچے تو کہے کہ سورہ یاسین وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ یہاں جن میں جدائی کرانا منظور ہو ان کا خیال کرے پھر یہ آیت پڑھے فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہکر اپنے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی زمین پر مارے اور اس کا نام لے اور تین بار ایسی کرے اس کے بعد پھر سے سورہ یاسین شریف شروع کرے اسی طرح پوری سورت تمام کرے اور اول و آخر یہ درود پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الطَّاهِرِيْنَ عَلٰى اَعْلٰى اِعْزَازِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

حب کا نایاب و بےنظیر عمل

آج چونکہ قلوب و ارواح سے ایمان کی روشنی جاتی رہی جس کی وجہ سے قلوب و ارواح پر نفس و شیطان کی حکومت ہے احکام شریعت کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے جسمانی و روحانی قوی شریعت کی قید و بند سے آزاد ہو گئے ہیں نہ خوف خدا ہے نہ عذاب قبر کا ڈر اور نہ دوزخ کا خطرہ ہر شخص فحش و معاصی میں گرفتار ہے علی العموم بےحیائی کا دور ہے اور ہر شخص نفس و شیطان کا بندہ بنا ہوا ہے اس لئے ہر شخص اپنی ہوس رانی اور شہوت پرستی کے لئے عمل حب کا متلاشی ہے ہزاروں اسی کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں ہزاروں ڈھونگ عمل حب کے ہی بہانہ ہزاروں روپے کما رہے ہیں جس کو دیکھو حب کا متلاشی ہے اور جس کو دیکھو وظیفہ میں مشغول ہے کہ کسی طرح میرا محبوب میرے ہاتھ آئے ایسے لوگوں کو جب اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوتی تو عملیات ہی کو بدنام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ محض ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہے ورنہ حقیقت میں یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی کو کسی عمل کے ذریعہ مطیع و مسخر کر لیا جائے ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ عملیات اس لئے نہیں کہ آپ ان کے ذریعہ کسی کو قابو کر کے اپنی شیطانی خواہش پوری کریں یہ تو کلام الٰہی کو بدنام و رسوا کرنا ہے اور غضب الٰہی کو بھڑکانا ہے پھر ہر چیز کا کوئی قاعدہ ہوتا ہے سو عموماً لوگوں کی خواہشات ناجائز ہوتی ہیں اور نہ دوسرے وہ عملیات کی شرائط کو پورا نہیں کرتے یہ وجہ ہے ان کی ناکامی اور عملیات کی بے اثری کی۔

کلام الٰہی میں کیا کچھ تاثیر نہیں اس کے ذریعہ تو کل کائنات کو مسخر کیا جا سکتا ہے مگر اس وقت جبکہ عامل صحیح معنوں میں مومن بنجائے پھر دین کے طفیل میں دنیا بھی مل جائے گی اور اگر نری دنیا ہی دنیا پیش نظر ہے تو نہ دنیا ملتی ہے اور نہ دین یاد رکھیئے کلام الٰہی کے ذریعہ آپ کی وہ جائز خواہش پوری ہو سکتی ہے جس میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو اگر آپ کسی ناجائز خواہش کو پورا کرنا چاہیں گے تو سارا قرآن بھی پڑھ جایئے تو خاک اثر نہ ہو گا۔ حقیقت یہ ہے کہ کلام الٰہی کے ذریعہ سب کچھ ممکن ہے مگر کرنے والا کوئی نہیں اگر آپ کو یقین نہیں تو بتائید ایزدی اللہ پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں کہ آپ آئیں میں انشاء اللہ دکھا دوں گا کہ کلام الٰہی میں یہ اثر ہوا کرتا ہے پہلے اپنے اندر طلب صادق پیدا کیجئے اور پھر عملیات کا برقی اثر دیکھئے وباللہ التوفیق۔

اس کے بعد اب میں آپ کے سامنے حب کا وہ بےنظیر اور نایاب عمل پیش کرتا ہوں جو آپ کو دنیائے عملیات میں کہیں بھی دستیاب نہیں ہو سکتا اور جس کی قیمت آپ ساری دنیا کے خزانوں سے بھی نہیں دے سکتے

واضح رہے کہ عمل حب میں طلب صادق اور تصور کامل شرط ہے تصور کی پختگی ہی صرف ایسی چیز ہے جسکے ذریعہ بغیر کسی عمل کے آپ کسی کو اپنا مطیع کر سکتے ہیں اگر شوق ہو تو قاعدہ اشراقی کی مشق کیجئے جس کے بیان کی اس مختصر میں گنجائش نہیں وہ عمل یہ ہے:۔

پہلے ایک چلہ میں روزانہ ایک وقت مقرر کر کے سوا لاکھ تعداد تصور کر کے یَا اَللّٰهُ اَلْوَدُوْدُ يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ کی پوری کرے نوچندی جمعرات کو شروع کرے پرہیز کسی قسم کا نہیں یہ عمل شروع کرنے سے پہلے اس نقش معظم کو مشک و زعفران سے لکھکر اپنے بازو پر باندھے اور دوسرا پڑھنے کی جگہ زمین پر گاڑ دے۔

بازو پر باندھنے کا نقش

٧٨٦

جبرائیل — میکائیل

٣٠	٣٥	٤٢
٤١	٣٩	٣٧
٣٦	٤٣	٣٨

عزرائیل — اسرافیل

بحق یا معز

فلاں بن فلاں عل حب فلاں بن فلاں

زمین میں دفن کرنے کا نقش

٧٨٦

٨	١١	١٤	١
١٣	٢	٧	١٢
٣	١٦	٩	٦
١٠	٥	٤	١٥

الٰہی بہ برکت این نقش معظم فلاں کو فلاں کا مطیع کر دے بحق یا ودود العجل العجل العجل الوحا الوحا الوحا۔

جب مذکورہ چلہ کو پورا کر چکے تو نوروز تک یہ عمل پورا کرے وقت اور نشست معین ہونی چاہئیے عمل یہ ہے:۔

قل ھو اللہ احد اجب یا جبرائیل اللہ الصمد اجب یا میکائیل لم یلد ولم یولد اجب یا اسرافیل ولم یکن لہ کفوا احد اجب یا عزرائیل بحق یا بدوح توکلت یا خدا ۱۰ ھذہ الاسما والایات قلب فلاں بن فلاں مادر عشق و محبت فلاں بن فلاں بیقرار گردانید الوحا الوحا العجل العجل العجل الساعۃ الساعۃ الساعۃ یہ عزیمت ایک مرچ سیاہ پر ۱۴ مرتبہ مع نام طالب و مطلوب پڑھے اس کے لئے نوروز کے تین چلے ہیں یعنی تین تین دن کا ایک چلہ پہلے دن تیرہ دانے مرچ سیاہ دوسرے روز چودہ دانے اور تیسرے روز پندرہ چوتھے روز پھر پندرہ پانچویں روز چودہ، چھٹے روز تیرہ ساتویں روز پھر تیرہ آٹھویں روز چودہ اور نویں روز پندرہ جس وقت ہر ہر دانہ پر ۱۴-۱۴ مرتبہ یہ عزیمت پڑھکر دم کر چکے تو ان سب دانوں کے ہمراہ شکر سرخ ملا کر دہکتی ہوئی آگ میں ڈالدے اور راکھ کو اپنے گھر میں ہی دفن کرتا رہے۔

ان دنوں میں تہجد کی نماز پڑھکر رو بقبلہ ایک خالی مکان میں مودب بیٹھے اور یہ دعا زبان تصور سے ادا کرے زبان سے ایک حرف نہ نکلے اور اس قدر تکرار کرے کہ غشی کی سی حالت طاری ہو جائے دعا یہ ہے:۔

الھی ربی و سیدی و مولائی و ملجائی و رجائی انی حاضر لدیک و متوسل الی باب فیضک و متمسک باذیال کرمک اسئلک ان تسخر لی روح فلاں بن فلاں و جسم فلاں بن فلاں فی ھذا المکان بحقک و بحق اولیائک و اصفیائک لا تطردنی من بابک یا اللہ یا اللہ یا اللہ اس عزیمت کو کم از کم ایک سو ایک مرتبہ ضرور پڑھے تصور حد سے زیادہ رکھے کہ مطلوب سامنے دست بستہ موجود ہے۔

یہ عمل ہے تو بہت مشکل مگر ایسا بے خطا اور سریع التاثیر ہے کہ کوئی عمل اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن لوگ محنت سے گھبراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کوئی ٹوٹکا ایسا ہونا چاہئیے کہ ایک دو دن میں منٹ دو منٹ کی محنت سے ہی مطلوب حاصل ہو جائے زیادہ محنت نہ کرنی پڑے۔ بھائی! مثل مشہور ہے کہ جتنا گڑ ڈالو گے اتنا ہی میٹھا ہوگا جتنی زیادہ محنت کرو گے، تکلیف اٹھاؤ گے اور وقت زیادہ لگیگا اسی قدر پختگی کے ساتھ حاجت برآری ہوگی۔ لیجئے میں ناظرین روحانی کی آسانی کے لئے ایک آسان عمل بھی لکھے دیتا ہوں

یہ عمل صرف سات دن کا ہے ترکیب یہ ہے کہ پہلے ۱۱ مرتبہ درود شریف ۷ مرتبہ الحمد شریف ۱۱ مرتبہ سورۂ اخلاص اور ۲ مرتبہ یُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ پڑھے جب یہ سب کچھ پڑھ چکے تو سورۂ یاسین شریف شروع کرے لفظ مبین پر پہنچے تو کہے یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ قَلِّبْ قَلْبَ فلاں بن فلاں یہ الفاظ تین مرتبہ کہلا کے پڑھے جب سورۂ یاسین شریف ختم کر چکے تو ۱۴ مرتبہ یُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۱۱ مرتبہ سورہ اخلاص ۵ مرتبہ الحمد شریف اور ۲ مرتبہ درود شریف پڑھکر ایک مصری کی ڈلی پر پھونکدے اور وہ مصری کی ڈلی اس کنوئیں میں ڈالدے جس کا پانی مطلوب پیتا ہو عروج ماہ میں کسی دن کرے

حضرت غوث پاک کی گرانمایہ تصانیف

حضور غوث پاک کی مبارک و مقدس زندگی امر معروف و نہی منکر اور اصلاح امت کے لئے وقف تھی آپ کی ذات گرامی سے اسلام اور مسلمانوں کو جو فیض پہنچا ہے آنے والی نسلیں قیامت تک استفادہ کریں گی اور آپکے چمنستان علم سے گلچینی کرتی رہیں گی۔

آپ نے اپنی تصنیف و تالیف کا ایک نایاب و نادر ذخیرہ چھوڑا ہے مگر افسوس کہ مسلمانوں کی ان پر نظر نہیں چند ہی مسلمان ایسے ہوں گے جو ان کے نام سے بھی واقف ہوں گے حالانکہ آپ کے عقیدتمندوں اور فدائیوں کا فرض تھا کہ وہ آپ کی تصانیف سے استفادہ کرتے جو آپ کی قائم مقامی کر رہی ہیں مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ وہ آپ کی کتابوں سے ہدایات رہنمائی حاصل نہیں کرتے اور اپنے قلوب و اذہان کو مصفا نہیں کرتے سچی بات تو یہ ہے کہ انھوں نے تو قرآن و حدیث کو پس پشت ڈالدیا ہے جو علوم اولین و آخرین کا خزانہ ہیں پھر بھلا وہ حضرت غوث پاک کی تصانیف کی طرف کیسے دیکھتے جب بادشاہی کے کلام واحکام سے وا تعفیت نہیں تو اس کے مقرب کے کلام سے کیا خاک واقفیت ہوگی حضور کے نام نہاد فدائیوں نے تو بس آپ کی چند غلط سلط کرامات اور گیارھویں کو یاد کر رکھا ہے باقی وہ کچھ نہیں جانتے کاش مسلمان آپ کی کتابوں سے استفادہ کریں۔

آپ کی بلند پایہ تصانیف میں سے ایک کتاب فتح الربانی ہے اس میں شریعت و طریقت کے ایسے ایسے انمول جواہر ہیں جن کے اولیں نظارہ سے عقل و فکر کی آنکھ خیرہ ہو جاتی ہے جسکے ایک ایک جملہ سے ایمان تازہ ہوتا ہے اور دل کی آنکھ کھلتی ہے اسی پایہ کی ایک کتاب ستین مجالس ہے ان دونوں قیمتی کتابوں کی نسبت مختصراً کہا جا سکتا ہے کہ یہ اہل سلوک کی حرز جان اور حقیقت افروزی و حقیقت و معرفت آگاہی کی جان ہیں۔

فتوح الغیب بھی آپ کی ایک بلند پایہ تصنیف ہے جس میں آپنے فنا و بقا تجرید ترک دنیا، مجاہدہ نفس اور امراض قلب و نفس کے دوا و علاج اور تجربات میں جو سالکان راہ سلوک کو تمام کتابوں سے بے نیاز کردینے والے اور ان کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہیں اگر کوئی شخص ان تینوں کتابوں سے استفادہ کرے تو وہ یقیناً راہ سلوک کے تمام مقامات آسانی کے ساتھ طے کر سکتا ہے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ کی یہ قیمتی تصانیف افراط و تفریط اور غیر اسلامی تصوف سے پاک اور کتاب و سنت کے مطابق ہیں۔

دنیا کو دل سے نکال کر اپنے ہاتھ میں لے لو یعنی جدوجہد حیات میں حصہ لو، دنیا کماؤ، دولت حاصل کرو اور دنیا کے تعلقات قائم رکھو مگر دنیا تمہارے دل پر قبضہ نہ کرنے پائے دل خدا کی محبت ہی کے لئے خاص رہے۔

غنیۃ الطالبین بھی آپ کی ایک مشہور و معروف کتاب ہے جس کی کل عالم اسلام میں دھوم ہے اس کتاب میں آپنے مختلف احکام شرعی کی تشریح و توضیح کے بعد مختلف فیہ عقائد پر بھی روشنی ڈالی ہے اہل سنت والجماعت کے عقائد کے مطابق ہر گمراہ فرقہ کی تردید کی ہے اور احکام و آداب اسلام پیر و مرید کے آداب و فرائض، حقوق اللہ اور حقوق العباد وغیرہ تمام امور پر بھی پوری تفصیل اور تحقیق

کے ساتھ نظر ڈالی ہے جن کی ہر طالب حقیقت و معرفت اور مومن کی ضرورت پڑتی ہے گویا یہ کتاب شریعت و طریقت کا نچوڑ ہے یہ کتاب عوام کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ فرقہ معتزلہ کی تردید میں بھی آپ نے ایک لاجواب رسالہ لکھا ہے جو اپنی طرز نوعیت کے لحاظ سے نایاب ہے علاوہ ازیں اور بھی کتابیں اشعار و قصائد ہیں جو علمی تاثیر سے لبریز ہیں۔

شرح قصیدہ غوثیہ

منجملہ دیگر قصائد کے آپ کے قصیدہ غوثیہ کو جو شہرت و مقبولیت حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں آپ کے لاکھوں ارادتمند عقیدت مند اور فدائی اس کو ذوق و شوق کے ساتھ پڑھتے اور اپنی تمنا دلی و مرادوں میں اس کے ذریعہ کامیاب ہوتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس قصیدہ سے آپ کے رتبہ کی بلندی آپ کے طریقہ کی رفعت و عظمت ظاہر ہوتی ہے اور پڑھنے والے کا دل عشق و محبت الٰہی کے جذبہ سے لبریز ہو جاتا ہے۔

اس قصیدہ میں عالم جذبات کی نیرنگیاں اور نشاۃ ملکیہ کی رنگ آمیزیاں ایک ایسی شان ادائی و دلربائی کا متحرک و محسوس منظر دکھا کر پیش کرتی ہیں جس کا اول نظارہ عقل و فکر کی نگاہ کو خیرہ اور فہم و ادراک انسانی کی نظر کو تیرہ کر دیتا ہے پھر اگر کوئی شخص حقیقت و معرفت کی عینک لگا کر اس کی تابش کمال و درخشندگی جمال کا نظارہ کرے تو اس کی آنکھ کرہ انوار تجلیاتی ہے اور آفتاب حقیقت کے مقابل کر دیتی ہے مشاہدہ یکتائی کا پیکر عالم مثال کی ہمشائی کا مجسمہ پیش کرتا ہے عالم اسفل و جہان مادی کا ذرہ خاک سیارگان اجرام علویہ پر چشم نمائی کرتا نظر آتا ہے اور عرش تجلیات فرش ظلمات کی طرف جھکتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

اس قصیدہ کے بعض اشعار نہایت ہی عسیر الفہم خلاف شریعت اور قابل اعتراض نظر آتے ہیں مگر یاد رہے کہ حضرت غوث الاعظم جس بلند و بالا مقام کے شہ نشین ہیں اور جس کیف بیخودی سے سرشار ہو کر آپ نے یہ اشعار کہے ہیں اس کی ہم جہان مادی کے بسنے والوں کو ہوا تک نہیں لگی ہمارے فہم و ادراک کا رہوار اپنے وجود کی مسافت تو طے نہیں کر سکتا آپ کے کلام کی بلندیوں تک کیا خاک پہنچے گا آپ کے کلام کو سمجھنے کے لئے چشم حق بیں غیر مخمور دماغ اور بصیرت کی ضرورت ہے ہمارے فہم و ادراک پر ہزاروں حجاب پڑے ہوئے ہیں پہلے وہ دور ہوں تو آفتاب حقیقت جلوہ گر ہو۔

جیسے قرآن مجید احادیث نبویہ اور اقوال صحابہ و صوفیا میں متشابہات پائے جاتے ہیں اسی طرح اس میں بھی بہت سے متشابہات ہیں آپ کے اشعار پر معترض ہونے کا حق ہم جیسے نادانوں کو ہرگز نہیں موقعہ نہیں ورنہ میں تفصیل سے ہر اعتراض کا جواب دیتا انشاءاللہ کسی آئندہ صحبت میں میں جداگانہ حیثیت سے قصیدہ غوثیہ کی مفصل شرح لکھوں گا یہاں عقلمند اور حق پرست کے لئے یہ چند اشارات ہی کافی ہیں کج بحث اور بدباطن کے لئے تو ایک طولانی دفتر بھی کچھ نہیں اب میں آپ کے سامنے قصیدہ غوثیہ اور اس کا ترجمہ پیش کرتا ہوں:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ ۔۔۔ فَقُلْتُ لِخَمْرَتِی نَحْوِی تَعَالِ

مجھے عشق و محبت نے وصال محبوب کے پیالے بھر بھر کر پلائے پھر میں نے شراب محبت سے کہا کہ چل۔ میری طرف آ کیونکہ میرا نشہ اترنے لگا ہے۔

اللہ اللہ آپ کس قدر بلند حوصلہ اور مستقل مزاج تھے کہ آپ نے اس شراب محبت کے پیالے پر پیالے پیے جس کے ایک قطرہ نے بیخود کر کے منصور علیہ الرحمۃ سے انا الحق کہلوا لیا مگر واہ رے جذب محبت کہ آپ کے قدم صراط مستقیم اور جادۂ شریعت سے نہ ڈگمگائے۔

سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِی فِی کُؤُوْسٍ ۔۔۔ فَهِمْتُ بِسُکْرَتِی بَیْنَ الْمَوَالِی

شراب محبت بڑی تیزی کے ساتھ میرے ہزاروں جام کے اندر آ گئی پھر میں نے اس کو خوش ہو کر یاران طریقت کے ساتھ مل کر نوش کیا۔

فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا ۔۔۔ بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِی

پھر میں نے تمام اقطاب دوراں و زمانہ کو کہا کہ سب مل جل کر میرے پاس آؤ میرے ساتھ میرے حال میں داخل ہو جاؤ میرے خمخانہ وحدت سے خم کے خم لنڈھاؤ کیونکہ تم مردان خدا ہو۔

کیوں نہ ہو آپ کا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اور آپ کا طریقہ آپ کے فتوحات اور آپ کے مواہب و عطایا تمام اولیا کے طریقوں، فتوحات اور مواہب و عطایا سے اعلیٰ و ارفع ہیں جہاں کسی ولی کا گذر نہیں۔

آپ سے پوچھا گیا کہ آپ ہم لوگوں کی طرح نماز پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں اور ریاضت و مشقت کرتے ہیں لیکن آپ کے حال و احوال سے ہمیں کچھ بھی بہرہ یابی نہیں آپ نے فرمایا تم نے ہم سے اعمال میں مقابلہ کیا ہے مگر مواہب و عطایا میں تم میرا مقابلہ نہیں کر سکتے خدا کی قسم جب تک مجھ سے یہ نہیں کہا گیا کہ کھاؤ اس وقت تک میں نے نہیں کھایا اور جب تک پانی پینے کو نہ کہا گیا اس وقت تک پانی نہیں پیا۔

آپ کے مقام کی ابتدا وانتہا کے حالات

کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ کو مقام کی ابتدا و انتہا میں جو حالات پیش آئے ہیں انھیں بیان فرمائیے تاکہ ہم ان کی پیروی کر سکیں اور آپ کے حال و احوال میں داخل ہو سکیں جس کی طرف آپ ہمیں دعوت دے رہے ہیں آپ نے اسی وقت مندرجہ ذیل اشعار پڑھ کر سنائے

اَنَا رَاغِبٌ فِیْمَنْ تَقَرَّبَ وَصْفُهٗ ۔۔۔ وَمُنَاسِبٌ لِفَتًی یُرَادُ لِطُفُهٗ

میں اس کی طرف مائل ہوں کہ جس کی صفت تقرب ہے اور ہر ایک جوانمرد کو اس جیسی مہربانی کرنی ضروری ہے

وَمُصَاحِبُ الْعُشَّاقِ فِی اَسْرَارِهِمْ ۔۔۔ مِنْ کُلِّ مَعْنًی لَمْ یُبَیِّنْ کَشْفُهٗ

جو کہ عشاق کا ہمراز ہے ان کی ہر طرح کی ان رمزوں سے کہ جن کو زبان بیان نہیں کر سکتی واقف ہے۔

قَدْ کَانَ یُسْکِرُنِیْ مِزَاجُ شَرَابِهٖ ۔۔۔ وَالْیَوْمَ یُصْحِیْنِیْ لَدَیْهِ صِرْفُهٗ

جس کی شراب محبت کی بو کہ مجھے مست کر دیتی تھی مگر آج اس کے کثرت پینے سے

میری ہشیاری بڑھتی ہے یعنی جس شراب محبت کے پیالے آپ نے پیئے وہ ابتدا میں تو کسی قدر مست کر دیتے تھے مگر پھر یہ حالت ہو گئی کہ ان کی کثرت ہوشیاری بڑھانے لگی۔

وَاَغِيْبُ عَنْ رُشْدِيْ بِاَوَّلِ نَظْرَةٍ   وَالْيَوْمَ اَسْتَقْبِلُهُ ثُمَّ اَذْكُرُهُ

میں ابتدا میں اول نظر میں بیخود ہو جاتا تھا اور اب میں اس کی تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہوں اور اس کے سامنے آتا ہوں غرض یہ کہ چونکہ آپ عشق و محبت الٰہی کے اس بلند و بالا مقام تک پہنچ چکے تھے اس لئے اقطاب زمانہ کو دعوت دی جا رہی ہے کہ آؤ اور میرے شرابخانہ میں شراب معرفت کے پیالے بھر بھر کر پیو یہاں پیاسوں کے نام کی سبیل لگی ہوئی ہے۔

وَهِمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِيْ   فَسَاقِي الْقَوْمِ بِالْوَافِيْ مَلَا لِيْ

ہمت کر کے پیو تم میرے لشکر ہو۔ یہ صلائے عام سنتے ہی ساقی نے پیالے بھر کر میرے حوالہ کئے کہ بھر بھر پلاتے جاؤ اور عاشقان الٰہی کو مست و بیخود بناتے جاؤ۔

کاش مجھے ساقی جام محبت نہ پلاتا

آپ کے خادم ابوالرضی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ آپ کے خلوت خانہ کے دروازہ کو کھٹکھٹایا مگر اندر سے کچھ آواز نہیں آئی میں دروازہ کھول کر حجرہ کے اندر گیا کہ آپ چھت کی طرف مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے ہوئے میری طرف کو آتے ہیں

طَافَتْ بِكَعْبَةِ حُسْنِكُمْ اَشْوَاقِيْ   فَسَجَدْتُ شُكْرًا لِلْجَلَالِ الْبَاقِيْ

میرا جذبۂ اشتیاق تمہارے کعبۂ حسن کا طواف کر چکا ہے اس لئے میں نے خدا تعالیٰ کا سجدۂ شکر ادا کیا۔

وَرَمَيْتُ فِيْ قَلْبِيْ جِمَارَ هَوَاكُمْ   بَيْنَ الْمُنٰى وَبَقِيْتُ فِيْ اِحْرَاقِيْ

آرزوؤں کے ہاتھوں نے میرے دل پر تمہاری خواہشوں کے کنکر مارے اور میں ویسا ہی تڑپتا رہ گیا۔

سَكَرَاتُ عِشْقِيْ لَا يَزَالُ نُزُوْلُهَا   يَا لَيْتَ شِعْرِيْ مَا فَعَلَ السَّاقِيْ

جام عشق کا پیاسا ہوں کہ ہمیشہ اسیر حریص رہتا ہوں۔ کاش مجھے ساقی جام محبت پلاتا ہی نہیں تو بہتر تھا۔

شَرِبْتُمْ فَضْلَتِيْ مِنْ بَعْدِ سُكْرِيْ   وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّيْ وَاتِّصَالِيْ

جب میں مست ہو گیا تو پھر تم نے میرا جھوٹا نوش کیا مگر تم میرے بلند درجہ کو نہیں پا سکتے۔" یہ غرور و انانیت نہیں بلکہ حقیقت کا اظہار ہے چنانچہ ایک دوسری جگہ اپنے بلند و بالا مقام کی نسبت فرماتے ہیں:-

مَا فِي الصَّبَابَةِ مَنْهَلٌ مُسْتَعْذَبٌ   اِلَّا وَلِيْ فِيْهِ الْاَلَذُّ الْاَطْيَبُ

وادیٔ عشق میں کوئی نہر ایسی نہیں جو کہ میری نہر عشق سے زیادہ لذیذ و شیریں ہو

اَوْ فِي الْوِصَالِ مَكَانَةٌ مَخْصُوْصَةٌ   اِلَّا وَمَنْزِلَتِيْ اَعَزُّ وَاَقْرَبُ

اور نہ مکان وصال میں کوئی خاص مقام ہے جو کہ میرے مقام وصال سے زیادہ ذی عزت و قیمت یا زیادہ قریب ہو۔

وَهَبَتْ لِيَ الْاَيَّامُ رَوْنَقَ صَفْوِهَا   فَحَلَتْ مَنَاهِلُهَا وَطَابَ الْمَشْرَبُ

مجھے زمانہ نے اس کی رونق و صفائی کا موقعہ دیا ہے جس سے وادیٔ عشق کے پانی نہایت شیریں اور خوش مزہ ہو گئے۔

اَضْحَتْ جُيُوْشُ الْحُبِّ تَحْتَ مَشِيْئَتِيْ   طَوْعًا وَمَهْمَا رُمْتُهُ لَا يَعْزُبُ

ملک محبت کا تمام لشکر میرے قبضہ تصرف میں ہو کر ایسا مطیع ہو گیا ہے کہ میں جہاں کہیں اسے ڈال دوں وہاں سے ہل نہیں سکتا

مَا زِلْتُ اَرْتَعُ فِيْ مَيَادِيْنِ الرِّضٰى   حَتّٰى وُهِبْتُ مَكَانَةً لَا تُوْهَبُ

میں ہمیشہ میدان رضا میں دوڑ رہا ہوں یہاں تک کہ مجھے وہ مقام دیا گیا ہے جو اوروں کو نہیں دیا جاتا۔

مَقَامُكُمُ الْعُلٰى جَمْعًا وَلٰكِنْ   مَقَامِيْ فَوْقَكُمْ مَا زَالَ عَالِيْ

تم سب کا مقام بھی اگرچہ عالی ہے لیکن میرے قرب کا مقام ہمیشہ اپنی منزل سے بلند جانو۔ یعنی میرا درجہ تم سب سے عالی ہے۔

اَنَا فِيْ حَضْرَةِ التَّقْرِيْبِ وَحْدِيْ   يُصَرِّفُنِيْ وَحَسْبِيْ ذُو الْجَلَالِ

مجھے خاص قرب حضوری حاصل ہوا جس میں دوسرا میرا کوئی شریک نہیں میرا پیدا کرنے والا مجھے جیسے کچھ بناتا ہے اور مجھے میرا آقا ذوالجلال رب العزت کافی ہے

اَنَا الْبَازِيُّ اَشْهَبُ كُلِّ شَيْخٍ   وَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ اُعْطِيْ مِثَالِيْ

میں ہر شیخ کا سلطان باز ہوں اور وادیٔ معرفت میں میری اڑان بہت اونچی ہے کس ولی کو میری مانند یہ کرامت و بزرگی عطا ہوئی ہے۔

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:-

اَنَا بُلْبُلُ الْاَفْرَاحِ اَمْلَاُ دَوْحَهَا   طَرَبًا وَفِي الْعَلْيَاءِ بَازٌ اَشْهَبُ

میں خوشنودی کا بلبل ہوں جب اس کے ہرے بھرے درختوں پر بیٹھتا ہوں تو اس وقت خوشی سے پھولا نہیں سماتا یا میری مثال باز اشہب کی ہے

كَسَانِيْ خِلْعَةً بِطِرَازِ عَزْمٍ   وَتَوَّجَنِيْ بِتِيْجَانِ الْكَمَالِ

خدائے قدوس نے مجھے ایسی خلعت عطا فرمائی ہے جس پر اولوالعزمی کی بیل ہے نیز مجھے کمالیت کا تاج مرحمت فرمایا ہے اور کسی غیر کا محتاج نہیں کیا۔

وَاَطْلَعَنِيْ عَلٰى سِرٍّ قَدِيْمٍ   وَقَلَّدَنِيْ وَاَعْطَانِيْ سُؤَالِيْ

خدائے واحد نے مجھے اپنے قدیمی بھید کا واقف بنایا میرے گلے میں عزت و رفعت کا ہار ڈلوایا اور میں نے اس پاک سے جو کچھ سوال کیا وہی پایا۔

وَوَلَّانِيْ عَلَى الْاَقْطَابِ جَمْعًا   فَحُكْمِيْ نَافِذٌ فِيْ كُلِّ حَالِ

مجھے رب العزت نے تمام اقطاب کا مختار بنایا ہے اور میرا حکم ہر وقت جاری ہے۔

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّيْ فِيْ بِحَارٍ   لَصَارَ الْكُلُّ غَوْرًا فِي الزَّوَالِ

اگر میں اپنا بھید یا جذبۂ عشق دریاؤں پر ڈال دوں تو وہ میرے کمال کو نہ سہار سکیں اور ان کا پانی زمین کے اندر ہی نابود ہو جاوے۔

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّيْ فِيْ جِبَالٍ   لَدُكَّتْ وَاخْتَفَتْ بَيْنَ الرِّمَالِ

اگر میں اپنا راز سینہ سوز بلند پہاڑوں پر ڈالوں تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّيْ فَوْقَ مَيْتٍ   لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰى تَعَالٰى

اگر میں اپنا بھید مردہ پر ڈال دوں تو وہ بحکم و قدرت مولیٰ تعالیٰ جی اٹھے۔

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّيْ فَوْقَ نَارٍ   لَخَمَدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِيْ

اگر میں اپنا بھید آگ پر ڈال دوں تو اس کی سب گرمی دور ہو جائے اور تیزی کم ہو جاوے۔

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ   تَمُرُّ وَتَنْقَضِيْ اِلَّا اَتٰى لِيْ

جو مہینے اور زمانے دنیا پر گذرتے ہیں اور آگے جاتے ہیں وہ پہلے میرے پاس آ لیتے ہیں

وتخبرنی بما یاتی ویجری   وتعلمنی فاقصر عن جدالی

یہ مینے اور زمانے میرے پاس آکر کہا کرتے ہیں اور مجھے دنیا کے تمام احوال نیک و بد کی خبر دیتے ہیں۔ اے لپت لنظر تو میرے ساتھ اس معاملہ میں بحث نہ کر۔

مریدی ہم وطب واشطح وغنّ   وافعل ما تشاء فالاسم عالی

اے مرید ذرا ہمت عیاں کر پھر کچھ خوشی اور بے نیازی تیرے ساتھ ہو گی جو کچھ تیرا دل چاہے کر کیونکہ تیرے پاس میرا نام عالی ہے اور میری توجہ تیری دستگیری کے لئے موجود ہے۔

مریدی لا تخف اللہ ربی   عطانی رفعۃ نلت المنال

میرے مرید تو کچھ خوف و ہراس نہ کر خدا میرا مربی ہے مجھے خدا کی طرف سے عام بخشش اور بلندی تدر عطا ہوئی ہے۔

آپ سے توسل کرنیکا طریقہ

آپ نے جس بلند آہنگی کے ساتھ مژدہ بے نیازی سنایا ہے اور اس کی ہمت کو بلند کیا ہے اس کی نظیر کسی غوث قطب اور ولی کے یہاں نہیں ملتی اس سے آپ حضور کی عظمت و جلالت شان کا پتہ لگ سکتے ہیں حضرت غوث الاعظم کے فیوض و برکات مسدود نہیں ہوگئے ہیں ان کی روحانی قوت و دستگیری اب بھی دنیا میں برابر کام کر رہی ہے اگر آپ کو ان فیوض و برکات کا حصول منظور ہے تو آپ سلسلہ عالیہ قادریہ میں مشرف بیعت حاصل کیجئے اور حضرت کے کرشموں اور روحانی فیوض کا مشاہدہ کر لیجئے دربار قادری کھلا ہوا ہے جس کا جی چاہے روحانی فیوض و برکات کی جھولیاں بھر کر لیجائے مگر خاندان قادری کے کسی حقیقی مرشد کامل کا ہاتھ پکڑ لیجئے جو تلاش کرنے سے ضرور ملینگے دنیا اہل کمال سے کبھی خالی نہیں اور نہ رہیگی ورنہ یوں تو ہزاروں برائے نام قادری دین کے پیشے میں دنیا کما رہے ہیں جو خود بھی غوثیت و قطبیت کے اسرار و مشاہدات سے محروم ہیں اور دنیا کی ارذل ترین ہستیوں کو مرید بنا لیا ہے اور ان کو اپنے سنہری جال میں پھانس رکھا ہے۔

ممکن ہو کہ آپ کو خاندان قادری کی بیعت میں کوئی عذر ہو لیجئے میں آپ کے سامنے قطبیت و غوثیت کا فیض عام رکھے دیتا ہوں آپ کے توسل سے فیض اٹھائیے اور اس حقیر و ناچیز کے لئے دعائے خیر کیجئے۔

شیخ ابو القاسم عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی سے سنا کہ جو کوئی اپنی مصیبت میں مجھ سے مدد چاہے یا مجھے پکارے تو میں اس کی مصیبت کو دور کر دوں گا اور جو کوئی میرے توسل سے خدا تعالیٰ سے اپنی حاجت روائی چاہے گا تو خدائے قدوس اس کی حاجت پوری کر دے گا اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز نفل پڑھے سلام پھیرنے کے بعد گیارہ بار درود شریف پڑھے مجھ پر بھی سلام بھیجے دس قدم جانب مشرق چل کر میرا نام اور اپنی حاجت کا نام لے اور یہ اشعار پڑھے۔

أیدرکنی ضیم وانت ذخیرتی   واظلم فی الدنیا وانت نصیری

کیا مجھے کوئی تنگی و سختی پہنچ سکتی ہے جبکہ آپ میرا ذخیرہ ہیں۔ اور کیا دنیا میں مجھ پر ظلم ہو سکتا ہے جبکہ آپ میری پشت و پناہ ہیں

وعار علی حامی الحمی وھو منجدی   اذا ضل فی البیدا عقال بعیری

بھیڑ کے محافظ پر خصوصاً جبکہ وہ میرا مددگار ہو ننگ و ناموس کی بات ہے کہ اس کے بیابان میں میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے۔

طبولی فی السماء والارض دقّت   وشاؤس السعادۃ قد بدا لی

زمین و آسمان میں میری شوکت کے نقارے بجتے ہیں اور نقیب اقبال میرے آگے آگے چلتے ہیں

بلاد اللہ ملکی تحت حکمی   ووقتی قبل قلبی قد صفا لی

خدا کے شہر میرے حکم کے آگے زیر ہو گئے یا میری ملک ہو گئے پہلے میرا وقت صاف ہوا اور اسکے بعد

نظرت الی بلاد اللہ جمعا   کخردلۃ علی حکم اتصال

مالک الملک کے تمام شہر مجھے نظر آئے اور مجھے ایک رائی کے دانے کے برابر دکھائی دیئے

درست العلم حتی صرت قطبا   ونلت السعد من مولی الموالی

میں نے علم ظاہری و باطنی کا درس اس قدر کیا کہ میں قطب ہو گیا اور مجھے مولی الموالی سے سعادت نصیب ہوئی ہے۔

یعنی آپ کو قطبیت کا درجہ محض دین الٰہی کی خدمت، علوم ظاہری و باطنی کی اشاعت اور امر معروف و نہی عن المنکر کے عوض ....

....

ملا محض اسلئے نہیں کہ آپ مریدوں کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے اللہ ھو کے نعرے لگاتے رہے اور مریدوں سے نذر نیاز لیتے رہے آپ نے دنیا کو جو علمی فیض پہنچایا ہے اس کا اندازہ آپ کے تلامذہ سے لگ سکتا ہے۔

آپ کے تلامذہ

یوں تو آپ کے تلامذہ کی تعداد سینکڑوں ہزاروں سے متجاوز ہے اور جو لوگ آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے ان کی تعداد تو بے شمار ہے تاہم میں آپ کے تلامذہ کے کچھ تھوڑے سے اسمائے گرامی لکھتا ہوں :-

محمد احمد بختیار۔ ابو محمد عبد اللہ بن ابو الحسن الجبائی۔ فرزند عباس المصری۔ عبد المنعم بن علی الحرانی۔ ابراہیم الحداد الیمنی۔ عبد اللہ الاسد الیمنی۔ عطیف بن زیاد الیمنی عمر بن احمد الیمنی البحری۔ مانع بن احمد۔ ابراہیم بن بشارۃ العدلی۔ عمر بن مسعود بزاز۔ میر محمد الجیلانی۔ عبد اللہ البطائحی۔ مکی بن ابو عثمان السعدی فرزند عبد الرحمن و صالح ابو عثمان السعدی۔ عبد اللہ بن الحسین بن العکبری ابو القاسم بن ابوبکر احمد و عتیق برادران ابو القاسم بن ابوبکر۔ عبد العزیز بن ابو نصر الجنابذی۔ محمد بن ابو المکارم۔ النجیۃ المبارک یعقوبی۔ عبد الملک بن ذیال و ابو الفرج فرزندان عبد الملک بن ذیال۔ ابو احمد الفضیلہ عبد الرحمن بن نجم الخزرجی یحیی التکریتی۔ ہلال بن امید العدنی۔ یوسف بن مظفر العاقولی احمد بن اسمعیل بن حمزہ، عبد اللہ بن المنصوری سدنۃ الصبر لقینی۔ عثمان الباسری۔ محمد الواعظ الخیاط۔ تاج الدین بن بطہ۔ عمر بن المدائنی۔ عبد الرحمن بن بقا۔ محمد النحال۔ عبد العزیز بن کاف۔ عبد الکریم بن محمد المصری عبد اللہ بن محمد بن الولید۔ عبد المحسن بن ددیرہ۔ محمد بن ابو الحسین دلف الحربی احمد بن الازجی۔ محمد بن احمد المؤذن۔ یوسف ہبۃ اللہ الدمشقی۔ احمد بن مطیع۔ علی بن النفیس المامونی۔ محمد بن اللیث الضریر۔ شریف احمد بن منصور۔ علی بن ابوبکر بن ادریس۔ محمد بن نصر۔ عبد اللطیف بن الحرانی اور شیخ شمس الدین عبد الرحمن بن ابو عمر المقدسی وغیرہ وغیرہ۔

فمن فی اولیاء اللہ مثلی   ومن فی العلم والتصریف حالی

اولیاء اللہ کون ایسا ہے جس نے میرے مثل ہونے کا دعوی کیا ہو اور میرے علم و تصرف و حال و احوال میں مجھ جیسا ہو۔

رِجَالِی فِی ھَوَاجِرِھِمْ صِیَامٌ　　وَفِی ظُلَمِ اللَّیَالِیْ کَاللَّآلِیْ

میرے شاگرد اور مرید ایسے سخت مجاہد ہیں کہ سخت گرمی کے اندر بھی صائم رہتے ہیں اور اندھیری راتوں میں مانند موتیوں کے چمکتے ہیں۔

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَّہٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ　　عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ

ہر ولی صاحب قدم یعنی صاحب طریقہ ہے مگر میرا قدم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہے جو بدر کمال ہیں۔

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ　　عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

میرے مرید تو کسی دشمن کا خوف نہ کر میں دشمن سے قتال کے وقت تیرا مددگار ہوں اور دشمن کا قتل کرنے والا یعنی میرے مرید کو نفس و شیطان سے جو انسان کے سب سے بڑے دشمن ہیں کوئی خوف نہیں کرنا چاہیئے میرے طریقہ اور میری تعلیم و تلقین پر چلنے والا ان سے مامون و مصئون رہے گا کیونکہ میں ان کو قتل کرنے والا ہوں۔

آپ شیاطین کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے

حضرت شیخ عثمان عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے آپ نے بیان فرمایا کہ میرے پاس شیاطین مسلح ہو کر ہیبت ناک صورتوں میں صف بصف آتے مجھ سے لڑتے اور مجھ پر آگ پھینک کر مارتے مگر میں اپنے دل میں وہ ہمت اور اولوالعزمی پاتا جسے میں بیان نہیں کر سکتا غیب سے مجھے کوئی پکار کہتا کہ عبد القادر اٹھ اور ان کی طرف آ ہم ان کے مقابلہ میں تمہیں ثابت قدم رکھیں گے اور تمہاری مدد کریں گے میں یہ سنکر ان کی طرف کو اٹھتا تو وہ بھاگ جاتے کبھی ان میں سے صرف ایک ہی شخص آتا اور مجھے ڈراتا اور کہتا یہاں سے چلے جاؤ میں اسے ایک طمانچہ مارتا اور وہ بھاگ جاتا پھر میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھتا تو وہ جل کر خاک ہو جاتا

آپ اپنے مریدوں کی شفاعت کرنے کے ضامن ہیں

عمر البزاز بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ شیخ عبد القادر جیلانی اپنے مریدوں کے قیامت تک اس بات کے ضامن ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی بے توبہ کئے مریگا اور سات درجہ آپکے مرید اور آپکے مریدوں کے مرید جنت میں جائینگے نیز آپ فرماتے ہیں کہ اگر میرا مرید مغرب میں ہو اور اس کا ستر کھل جائے اور میں اس وقت مشرق میں ہوں تو میں اس کے ستر کو ڈھانک دونگا شیخ علی قرشی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ سیدنا عبد القادر جیلانی نے فرمایا ہے کہ مجھے ایک نامہ دیا گیا ہے جس میں میرے احباب اور قیامت تک کے مریدوں کے نام درج ہیں۔

شیخ علی بن ہیتی رح بیان کرتے ہیں کہ کسی مرید کا شیخ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے مرید کے شیخ سے زیادہ افضل نہیں ہو سکتا۔ شیخ ابو سعید قیلوی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ سید نا عبد القادر جیلانی دنیا کی طرف نہیں لوٹے مگر اس شرط پر کہ جو کوئی آپ کا دامن پکڑے وہ نجات پائے

پرہیزگار میرے لئے ہیں اور گناہگاروں کیلئے میں ہوں

کسی نے شیخ عبد القادر جیلانی سے پوچھا کہ حضور آپ کے مریدوں میں پرہیزگار بھی ہوں گے اور گناہگار بھی ہوں گے آپ نے جواب دیا بیشک پرہیزگار میرے لئے ہیں اور گناہگاروں کے لئے میں ہوں قیامت تک میرے دوستوں اور میرے مریدوں میں سے جو کوئی ٹھوکر کھائیگا میں اس کا ہاتھ پکڑا لوں گا۔

اگر میں منصورؒ کے زمانہ میں ہوتا تو ان کا ہاتھ پکڑ لیتا

آپ سے شیخ منصور حلاج علیہ الرحمۃ کی نسبت دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا ان کے دعوے کا بازو چونکہ دراز ہو گیا تھا اس لئے شریعت کی مقراض سے اسے تراش دیا گیا نیز فرمایا حسین حلاج نے ٹھوکر کھائی ان کے زمانہ میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جو ان کا ہاتھ پکڑ لیتا اگر میں ان کے زمانہ میں ہوتا تو میں ضرور ان کا ہاتھ پکڑ لیتا۔

اَنَا الْجِیْلِیْ مُحْیِ الدِّیْنِ اِسْمِیْ　　وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَاْسِ الْجِبَالِ

میں ملک گیلان کا رہنے والا ہوں لقب میرا محی الدین ہے اور میری عظمت و بزرگی کے جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر گڑے ہوئے ہیں

اَنَا الْحَسَنِیُّ وَالْمُخْدَعُ مَقَامِیْ　　وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

میں حسن کی نسل سے ہوں اور میری جا مخدع ہے اور میرا قدم اولیاء کی گردن پر ہے۔

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْہُوْرُ اِسْمِیْ　　وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ

میرا اصلی نام مشہور و معروف عبد القادر ہے اور میرے دادا صاحب عین الکمال اور بے زوال ہوئے ہیں۔

در مدح شاہ جیلانؒ

سراپا نور رحمانی محی الدین جیلانی　　کمال حسن ربانی محی الدین جیلانی

بیاں ہو کس طرح رتبہ تمہارا اے شہ عالم　　ہو تم محبوب سبحانی محی الدین جیلانی

کواکب اولیا سارے ہیں بیشک اور یقیں حضرت　　تمہیں ہو ماہ تابانی محی الدین جیلانی

علوم ظاہر و باطن عطا ہیں سب تمہیں حق سے　　تمہارا ہے کہاں ثانی محی الدین جیلانی

تمہارے قلب پے اظہار کیا ظاہر خدا نے سب　　جو تھے اسرار ربانی محی الدین جیلانی

مقام لطف اور اعلیٰ نہ آوے فہم میں ہرگز　　کہ ہم ہیں بندہ نفسانی محی الدین جیلانی

بیان مدح میں عاجز تمہارے ہیں سبھی عالم　　ہو مجھ سے کیا ثنا خوانی محی الدین جیلانی

ہمارے دل میں آتا ہے یہی ہر وقت ہر لحظہ　　کریں جاں تم پہ قربانی محی الدین جیلانی

الٰہی روز و شب ہمکو یہی ہو آرزو دکھلا　　مبارک روئے نورانی محی الدین جیلانی

توجہ ہو ہمارے پر تمہاری روز و شب شاہا　　کیلئے تا مہ انسانی محی الدین جیلانی

وصال غوث پاک

سلطان عصر شاہ جہاں قطب اولیاء　　کامد وفات او زقیامت علامتے

تاریخ سال و وقت وفاتم چو خواستم　　از دائے حدیث بگفتا قیامتے

مسلمانو! تم اس آفتاب حقیقت اور خورشید جہانتاب کی لمعہ افگنی اور ضیا باری دیکھ چکے تم نے شاہ جیلان محی الدین کے دین کے جلا دینے والے اور اخلاق و روحانیت کے جلا دینے والے اقوال و اقوال ملاحظہ کر لئے اور تم نے اس ذات گرامی کے سوانح حیات معلوم کر لئے جس پر ساری دنیائے تصوف فخر کرتی ہے اب

اس خورشید جہانتاب کو غروب ہوتے ہوئے ہی دیکھو جس کے غروب ہوتے ہی قلوب و ارواح پر حسرت و یاس کی تاریکی چھا گئی اور اطلاق روحانیت کے پودوں پر اوس پڑ گئی ؎

کوئی جلوہ طور پہ غش میں گرا کوئی سدرہ پہ چلنے سے عاری ہوا
گئی عقل رسا تو خبر نہ ملی اڑا طائر فکر تو پر نہ ہلا
جہاں کو رنگین چمن بنا کر چمن میں اپنا وطن بنا کر
وطن میں سو سو طرح بن بنا کر وطن سے جاتے ہی ہم نے دیکھا

دنیا میں نہ سدا کوئی رہا ہے اور نہ کوئی رہے گا جو یہاں آیا ہے وہ ایک دن ضرور جائے گا دنیا مقام رہگزار ہے ہر دم مثال تار نفس خیال سے ملا آخرت کا سفر ہے ناز یست ہزاروں پریشانیوں اور مفسدوں کا خطرہ ہے اور مرنے کے بعد باز پرس کا خطرہ ہے۔

دنیا کی بے ثباتی

فی الواقع دنیا مقام عبرت و جائے آزمائش ہے یہاں نہ کسی کو آرام ہے اور نہ آسائش ہے تاہم دو روزہ زیست کے لئے کیا کیا انتظام و آرائش ہو مگر مفارقت دنیا ناگوار ہے ؎

زمانہ کب ایکساں رہا ہے کسی کا یہ ظالم نہیں آشنا ہو کسی کا
کبھی صبح عشرت کبھی غم کی شام یہ دنیا عجب ہے طلسمی مقام

اس کارگاہ بے ثبات میں عجب اندھیر ہے نہ آتے دیر اور نہ جاتے دیر ہے۔ دنیا سراب زندگی بدتر از حباب ہے جو ناپائدار چیز سے دل لگا کر اپنے اصلی مقام اور ہمیشہ رہنے والی چیز کو فراموش کرتا ہے وہ بجز حسرت و یاس کچھ نہیں لیجاتا۔ آخر موت ہے اور انجام شاہ و گدا اولیاء و اصفیاء اور پیر و پیغمبر سب کو دو گز کفن و تختہ تابوت ہے جب حسرت دنیا سے کفن چاک ہوا بستر سب کا فرش خاک ہوا نہ امیر سر رہ و حاتم کا فرش بچھا سکا نہ فقیر اپنا ٹوٹا بوریا اسکا غرض ؎

جو یہاں آیا ہے جانا اس کو ہوگا ایکدن جب فنا ٹھیری تو پھر کیا سو برس کیا ایکدن
کیا پیغمبر کیا ولی کیا اہل دولت کیا فقیر سب پہ ہو منہا خلقنٰکم کا صدمہ ایکدن
ہیں یہاں جی محو اکبر کیا نبی کیا اولیا جانب ملک عدم ہوگا سب کا رستہ ایکدن

الغرض قصہ مختصر یہ کہ سیدنا حضرت غوث الاعظم کی عمر کا قریب قریب تمام حصہ شہر بغداد میں گذرا اور وہیں پر شنبہ کی رات کو ۹ ربیع الثانی سنہ ۵۶۱ھ میں وفات پائی اور دوسری شام کو اپنے مدرسہ واقع محلہ باب الازج میں مدفون ہوئے آپ کے بڑے صاحبزادے سید الحضرت شیخ عبدالوہاب علیہ الرحمۃ نے ایک بڑی جماعت کے ساتھ جس میں آپ کے دیگر صاحبزادے خاص احباب اور تلامذہ وغیرہ شامل تھے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھی۔

مرض الموت میں آپکی وصیت

جس وقت آپ کا وقت آخیر ہوا تو حضرت شیخ عبدالوہاب علیہ الرحمۃ نے آپ سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے حضور نے فرمایا علیك بتقوى الله وطاعته اللہ تعالے کے تقوی اور طاعت کو اپنے اوپر لازم جانو۔ ولا تخف احدا ولا ترجه نہ کسی سے خوف کرو نہ کسی سے امید رکھو وكل الحوائج الى الله كلها واطلب منه تمام حاجتوں کو اللہ تعالے کے سپرد کر دو اور اسی سے ان کو طلب کرو ولا تثق باحد سوى الله عزوجل ولا تعتمد الا عليه التوحيد التوحيد اجماع الكل خدا تعالے کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرو اس کے سوا کسی کا اعتماد نہ کرو اور توحید پر سب کا اجماع رہے۔

سبحان اللہ کیسی جامع و مانع نصیحت ہے جو قرآن و حدیث اور ایمان و ایقان کی جان ہے اس پر حضور کی اولاد نے خوب خوب عمل کیا لیکن مسلمانو اگر تم بھی دربار قادری کے غلام و دربان ہو اور حقیقت میں غوث پاک کی محبت و عقیدت اپنے دل میں رکھتے ہو تو ان پاکیزہ الفاظ کو جن سے نور الٰہی صداقت چھن چھن کر فہم و ادراک کی آنکھوں میں چکا چوند پیدا کرتی ہے آویزہ گوش بناؤ اور اپنے اندر یہی روح پیدا کرو اس کے بعد غوث الاعظم تمہارے دستگیر اور ضامن ہوں گے۔

اس نصیحت کے بعد اپنی دیگر اولاد کو جو آپ کے ارد گرد بیٹھی تھی فرمایا کہ تمہارے بعد اور ایک جماعت آتی ہے اٹھو اور اس کو جگہ دو اور اس کا ادب بجا لاؤ اس جگہ رحمت عظیم نازل ہو رہی ہے اور جگہ تنگ ہے پھر فرمایا علیك السلام ورحمة الله غفر الله لي ولكم وتاب عليكم تم پر سلام اور اللہ تعالی کی رحمت و برکت ہو خداوند مجھکو اور تم کو بخشے اور میری اور تمہاری توبہ قبول کرے۔

جب آپ کے پاس ملک الموت آیا تو فرمایا اعتصمت بلا اله الا الله الحی الذی لا یموت ولا یخشی سبحان من تعزز بالقدرة وقهر العباد بالموت لا اله الا الله محمد رسول الله اس کے بعد آپ کی روح جسم اطہر سے مفارقت کر گئی عالم ارواح میں استقبال کی طیاریاں ہونے لگیں اور عالم اجسام میں ماتم برپا ہو گیا

انا لله وانا اليه راجعون

آپ کی فاتحہ دلانیکا طریقہ

آپ کا جسم اطہر اگرچہ ہمارے اندر موجود نہیں لیکن آپ کی روح بدستور عالم تصرف میں کار فرما ہے اور قیامت تک رہے گی آپ کے روحانی فیوض و برکات کا دروازہ ہر شخص کے لئے کھلا ہے فیض اٹھانے والے آپ سے فیض پا رہے ہیں ختم قادریہ اور گیارہویں کا طریقہ ہر شخص کو معلوم ہے جس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہاں آپ کی فاتحہ دلانے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر ہو سکے تو ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو اپنی نیک حلال کی کمائی سے کھانا پکا کر غربا اور مساکین کو کھلا کر اس کا ثواب حضور کی روح پر فتوح کو پہنچایا جائے ورنہ کم از کم ماہ ربیع الثانی میں آپ کی فاتحہ دلائی جائے۔

آپکے ایک عقیدتمند ہندو کی حکایت

میاں عظمت اللہ بن قاضی عماد بیان کرتے ہیں کہ برہان پور میں ایک ہندو بت پرست ہمارے مکان کے قریب رہتا تھا اس کو حضرت غوث الاعظم کے ساتھ کمال درجہ کا اعتقاد اور دلی تعلق تھا اور آپ کی محبت میں ہر سال انواع و اقسام کے کھانے پکا کر اور ایک مجلس ہر قسم کی خوشبو اور روشنی سے آراستہ پیراستہ کر کے بزرگان دین اور فقراء و مساکین کو کھانا کھلاتا تھا جب وہ مر گیا تو لوگ اس کو جلانے کے لئے لے گئے اور بہت سی لکڑیاں جلا کر اس کی لاش کو آگ لگائی

میں ڈال دیا گیا مگر خدا کی قدرت کہ آگ نے اس کا ایک بال بھی نہ جلایا لوگوں نے اس کو جلانے کی سینکڑوں کوششیں اور تدبیریں کیں مگر کچھ بن نہ آئی آخر سب لوگوں نے اتفاق کیا کہ اس کو کسی ندی یا دریا میں ڈالدیا جائے جب لوگوں نے اس کو ایک دریا میں ڈالا تو ایک ولی اللہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت غوث الاعظم اس کو کہہ رہے ہیں کہ فلاں ہندو جو اپنے تعلق قلبی کے میری اولاد معنوی میں سے ہے اور اس کا نام سعداللہ ہے اس کو لاؤ اس کو غسل دو جنازہ کی نماز پڑھو اور مسلمانوں کی طرح دفن کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تیرے مرید کو دنیا اور آخرت کی آگ میں نہ جلائیگا اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔

دیکھا آپ نے یہ ہے آپ کے عقیدتمندوں کا مرتبہ جو کسی دل کے مرید کو حاصل نہیں جب ایک ہندو کو آپ کی محبت و عقیدت نے آتش کفر کی بھٹی سے نکال کر آغوش اسلام میں لے لیا اور آگ نے بال تک نہیں جلایا تو اگر ایک مسلمان آپ کے ساتھ دلی تعلق رکھیگا تو وہ کیوں آتش دوزخ سے نجات نہ پائے گا اور اس کا کیا کچھ مرتبہ ناعزاز نہ ہوگا خدا ہم سب مسلمانوں کو توفیق دے کہ ہم آپ کی محبت و عقیدت میں مریں اور آپ کی تعلیم و تلقین پر عمل پیرا ہوں۔

آپکے عقیدتمندوں کا کیا فرض ہے

اگر آپ کا ذوق ایمانی اور اسلامی مذاق اجازت دیتا ہے تو آپ شوق سے یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کے نعرے لگائیں دھوم دھام سے گیارھویں منائیں اور طعام و کلام پر حضور کی فاتحہ دلائیں مگر آپ کی عقیدتمندی کا فرض یہیں پر ختم نہیں ہو جاتا اور آپ محض گیارھویں منا کر حضرت غوث الاعظم کی نیازمندی کا حق ادا نہیں کر سکتے۔

حقیقت میں اگر آپ شاہ جیلان کے سچے فدائی ہیں تو آپکے علم و عمل کو عام کیجئے یہی آپ کی عقیدتمندی کا فرض ہے اسی طرح آپ سچے شیدائی ثابت ہو سکتے ہیں اور آپ کے علم و عمل کے عام کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ بڑی گیارھویں کی نیاز کے روپے سے کسی نادار مسلمان کے نام معارف مفت جاری کرا دیجئے یہ بڑے پیر صاحب کی روح کو خوش کرنے اور دین و دنیا کی فلاح یابی کا سب سے موثر طریقہ ہے یہ پرچہ ہر مسلمان کے ہاتھ میں پہنچا دیجئے تاکہ اپنے مرشد اعظم کا ہر سچا فدائی آپ کے سوانح حیات سے واقف ہو جائے

غوث پاک کے شیدائیوں کی خدمت میں ایک التماس

دربار قادری کے کفش بردارو حضرت غوث الاعظم کی مختصر سوانح حیات تمہارے سامنے ہے اس کو سرسری نگاہ سے نہ دیکھو بلکہ اس کو اپنے لئے سرمہ بصیرت بناؤ اس روشن چراغ سے دیدۂ دل کے لئے روشنی حاصل کرو اور ان آبدار موتیوں کو اپنی کلاہ افتخار میں لگاؤ محض گیارھویں منا منا کر سیدنا حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمتہ کے حقیقی احترام پر لہو و لعب اور لذت جسمانی کے پردے نہ ڈالو بلکہ حضرت غوثیت مآب کی سچی عقیدت و محبت اور حقیقی احترام تو یہ ہے کہ تم قدم قدم پر مسلمان یعنی متبع شریعت نظر آؤ اور تم اسلام کے بدنام کرنے والے نہ بنو بلکہ اسلام کے زندہ کرنے والے اور اس کی اشاعت کرنے والے بنو۔

خوب اچھی طرح سمجھ لو اور ذہن نشین کر لو کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی محی الدین یعنی دین کے جلانے والے تھا آپ کے حیات بخش کارنامے ظاہر کرتے ہیں کہ آپ نے اس وقت اور ایک ایسے زمانہ میں جبکہ جبر و استبداد کا دور دورہ تھا سلطنتوں کا وقار اور حکم برداری کا رعب بچہ بچہ کے دل پر چھایا ہوا تھا شریعت اسلام کی حفاظت، اشاعت سنت اور احیاء دین میں جان لڑا دی اور شاہراہ مستقیم کو اس درجہ صاف اور روشن کر دیا کہ آجتک کروڑوں آدمی آپ کے بتلائے ہوئے راستہ پر چل رہے ہیں ایسی حالت میں اگر تمہارے دلوں پر غیر الٰہی حکومتوں، مادی طاقتوں اور ظالم حکمرانوں کا رعب چھایا ہوا ہے تمہاری غلامانہ ذہنیتوں پر پستی و ذلت اور خوشامد و چاپلوسی کا ڈنگ چڑھا ہوا ہے خوف حق سے تمہارے سینے خالی ہیں تم شرک و بدعت اور کفر نوازی کی کیچڑ میں دھنسے ہوئے ہو اور تم اپنے اندر اسلامی زندگی نہیں رکھتے تو تمہیں کوئی حق نہیں کہ یا غوث الاعظم خذ بیدی اور یا عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کے نعرے لگاؤ اور گیارھویں منا کر اپنے دلوں میں خوش ہوتے رہو اور حضرت غوثیت مآب کے مبارک و حیات بخش تذکار کو بدنام کرتے رہو اور اپنے آپ کو خواہ مخواہ حضور کے عقیدتمندوں میں شمار کراؤ پس اگر تم قطبیت و غوثیت کے سچے پرستار ہو اور دربار قادری کے کفش بردار ہو تو اپنے آپ کو احیاء دین، اشاعت سنت اور دین کی خدمت کے لئے وقف کر دو۔

ختم الکلام

اس کے بعد یہ قلیل البضاعت المعترف بالعجز والتقصیر بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے فضل و کرم سے سچے مسلمان بننے اور قطبیت و غوثیت کے فیوض و برکات سے مستفید ہونے اور احیاء دین کی توفیق مرحمت فرمائے ہمیں اپنے عیوب دیکھنے کی بصیرت عطا فرمائے ہمارے آنے والے دنوں کو ہمارے گذشتہ ایام سے ہمارے حق میں بہتر کرے میرا اور جمیع اہل اسلام کا خاتمہ بالخیر کرے۔ قبر میں سوال و جواب پر ثابت قدم رکھے ہمیں اصحاب یمین میں سے کرے قیامت کے دن سید المرسلین شفیع المذنبین علیہ التحیۃ والتسلیم کے جھنڈے کے نیچے ہی ہمارا حشر کرے اور اپنے فضل و کرم سے تمام مسلمان بھائیوں کو اور مجھے دین و دنیا میں فائز المرام و شادکام کرے۔ آمین یا رب العالمین تمد الکل والحمد للہ رب العالمین وحدہ والصلوٰۃ علی سیدنا و مولانا محمد و علی الہ و صحبہ وسلم تسلیما کثیرا دائما الی یوم الدین و رضی اللہ عن الصحابۃ کلھم اجمعین

شرطیہ ڈیڑھ ماہ میں انگریزی آجائیگی

اگر آپ یوسف صاحب کی انگلش ٹیچر کا روزانہ ایک سبق پڑھ لینگے صرف روزانہ ایک گھنٹہ محنت کی ضرورت ہے اور کسی استاد کی حاجت نہیں یہی وہ کتاب ہے جو دو سال میں تین ہزار فروخت ہوگئی اس سے بہتر انگریزی سکھانے والی کتاب آجتک نہیں چھپی ضخامت تقریباً ۲۰۰ صفحات قیمت عہ محصول ۲ کل عہ

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

بخاری شریف اردو کی پہلی جلد دس پارے چھپکر طیار ہے

صرف پیشگی روپیہ دینے والوں کو بھیجی گئی ہے اور جبتک کامل ہوگی صرف پیشگی روپیہ دینے والوں کو بھیجی جائیگی

حدیث شریف کی صحیح ترین کتاب بخاری شریف قرآن پاک کے بعد مقدس ترین کتاب ہے بخاری شریف سب کو معلوم ہے کہ عربی میں ہے اور عربی پڑھنے والے ہندوستانی مسلمان ایک فی ہزار بھی نہیں پھر اگر ان کو کوئی بھی عربی کا جملہ حدیث بتا دیا جائے تو ان کو کیا معلوم کہ یہ حدیث ہے یا نہیں اسلئے کرو ڑوں اردو خوان مسلمانوں کی قسمتیں چند عربی داں مولویوں کے ہاتھ میں تھیں اس سے ایک بڑا برا اثر یہ ہوتا تھا کہ مختلف فرقے کے علما اپنے اپنے مسلک کے مطابق عوام کی رہبری کرتے تھے اور اس سے افتراق کا بازار گرم ہوتا تھا ضرورت تھی کہ بخاری شریف کا اردو ترجمہ شایع کیا جائے۔

بخاری شریف بہت قیمتی کتاب ہے اور آجکل جبکہ مطبوعات کے لئے بہت آسانیاں ہیں اب بھی اس کی قیمت پچیس روپے ہے اور مترجم مع عربی کا ہدیہ تیس روپے ظاہر ہے کہ اس قدر قیمت صاحب فن حضرات ہی دے سکتے ہیں عوام کا جذبہ استفادہ خواہ کتنا ہی بے چین کرنے والا ہو لیکن ہدیہ کا سوال سب سے اہم ہو جاتا تھا اس لئے اسکی بھی ضرورت تھی کہ بخاری کا ترجمہ رسالہ مولوی کی طرح ہندوستان کے گاؤں گاؤں پہنچ جائے۔

خدا کی قدرت ضروری غیر ضروری چھوٹی بڑی سدہا نہیں ہزاروں کتابیں مذہبی مسائل کی بکثرت اور چھپیں ہی لیکن صحیفہ رسول کا یہ بے ہمتا نسخہ جس پر آج اسلام اور قوانین معاشرت اسلام کا انحصار ہے ابھی تک یا تو عربی میں رہا یا مترجم ہوا بھی تو غریبوں کی دسترس سے بہت بلند واقعہ یہ ہے کہ اس کا چھپانا معمولی کام بھی نہیں تھا بڑے بڑے تاجر اپنا سرمایہ لگاتے متامل ہوتے تھے اور مجھ جیسے حقیر تاجروں کا نہ حوصلہ نہ ان کے پاس پیسہ۔

وہ اپنا کام جس سے چاہتا ہے لے لیتا ہے

جہاں اس نے مولوی کو مقبولیت عام کا درجہ دیکر اپنی شان کی معجزہ کاری دکھلائی ہاں اندازہ ہوتا ہے کہ بخاری شریف کے ترجمہ کا کام بھی شاید اسی حقیر ہستی سے لے لے میرا عرصہ سے خیال تھا کہ بخاری شریف کا ترجمہ اس قدر سستا شایع ہو کہ ہر مسلمان اس سے مستفید ہو سکے ہر پہلو سے کفایت کو مد نظر رکھکر جب بھی حساب کرتا تھا تو لاگت پانچ چھ روپے سے زیادہ ہوتی تھی بہرحال خدا کا نام لیکر میں نے شروع کر دیا اور آج آپ کو خوشخبری سناتا ہوں کہ اس کے دس پاروں کی پہلی جلد چھپکر طیار ہو گئی اور دس پاروں کی کتابت ہو چکی جو رو پے کی وجہ سے ابھی چھپنے شروع نہیں ہوئے اور بقیہ دس پاروں کے ترجمہ اور کتابت کا مسلسل کام ہو رہا ہے صرف بیس دس کے کاغذ اور چھپائی کا کام رہ گیا ہے اب ۲۰ ہزار خریداران مولوی اور عاشقان رسول اور فدائے اسلام میں سے صرف

چھ سو رسول کریم پر جان و مال فدا کرنے والوں کو آواز دیتا ہوں کہ اس ماہ مبارک میں پانچ پانچ روپے اس نیک کام میں دے سکیں تو آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا کا فائدہ بھی شامل ہے

چھپنے اور تیار ہونے کے بعد ظاہر ہے کہ اس کا ہدیہ عشر ہوگا کیونکہ ترجمہ کرائی اور تمام اخراجات طباعت و اشتہار ملاکر اس سے کم ہدیہ ہونا ہی نہیں چاہیئے۔

پہلی جلد مجلد چھپ چکی ہے بہت اعلیٰ کاغذ ہے نہایت عمدہ چھپائی ہے اور ۷۰۰ صفحے ضخامت ہے جو طیار ہے دوسری جلد کی کتابت قریب الختم ہے ۷۰۰ صفحہ میں ختم ہوگی تیسری جلد کی خبر نہیں شاید ان دونوں سے بڑھ جائے پھر ۸۰۰ صفحے ضخامت ۳ جلدیں علیحدہ علیحدہ مجلد چرمی کاغذ بہت اعلیٰ قسم کا اس حالت میں دس روپے ہدیہ ہی گراں نہیں بالخصوص اس حالت میں کہ عربی بخاری کی قیمت پچیس روپے ہے۔

چار سو خریداران نے پیشگی پانچ روپے بھیجکر اپنا نام درج کرالیا ہے ان کو پہلی جلد بھیجدی گئی ان کو کامل تینوں جلدیں پانچ روپے میں دی جائینگی صرف ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک آخری جلد میں مزید وصول کر لیا جائے گا۔

صرف چھ سو خریداروں کی اور ضرورت ہے تاکہ یہ پورا اڈیشن پیشگی دینے والوں کی نذر کر دیا جائے اگر آپ اس مقدس کام میں شریک ہو کر دینی و دنیاوی دونو فائدے اٹھانا چاہتے ہیں تو پانچ روپے بذریعہ منی آڈر بھیجدیجئے پہلی جلد بذریعہ رجسٹری روانہ کر دی جائے گی اور باقی جلدیں تیار ہوتی جائینگی اور پہنچتی جائینگی نیز چھ سو سے زیادہ گنجائش نہیں ہے اس لئے جلد تر روپیہ بھیجدیجئے ۶۰۰ خریدار ہونے کے بعد منی آڈر واپس کر دیئے جائینگے۔

ابھی یہ رعایت بھی ہے کہ جو صاحب پانچ خریدار بخاری شریف کے مہیا کر دیں ان کو چھٹی جلد مفت دی جائے گی یعنی پچیس روپے پیشگی آنے پر چھ جلدیں روانہ ہوں گی چھ جلدیں منگانے والے ریل کے ذریعہ منگائیں ڈاک کے ذریعہ محصول ڈاک فی قسط عہ خرچ ہوں گے۔

دیکھیئے بیس ہزار فدایان رسول میں سے کون سے چھ سو بھائی ہیں جو دین و دنیا کی بھلائی لوٹتے ہیں آپ کا روپیہ بنک کی طرح محفوظ ہے صرف تاخیر کی تو ذمہ داری نہیں کیونکہ بہت سے ہاتھوں کا کام ہے اس وقت تو روپے کی ضرورت موجودہ دوسرے دس پارے چھپوانے کی ہے اگر میری ضرورت پوری ہو گئی تو کتب الاسلام کی طرح روپیہ لینے بند کر دوں گا اس لئے جلدی بھیجدینگے تو فائدہ اٹھائینگے

عبد الحمید مہتمم رسالہ مولوی دہلی

نمونہ دیکھنا چاہیں تو مولوی کے ہر پرچہ میں دیکھ سکتے ہیں۔ بخاری شریف جو مولوی میں چھپ رہی ہے بالکل یہی انداز ہے چھپائی کاغذ وغیرہ بہت اعلیٰ ہے۔ جلد چرمی ہے۔

عاشقان غوث الاعظم اپنے پیر کی خوشنودی و رضا کے لئے اپنے پیر کی تعلیمات کی اشاعت کرتے ہیں، آپ بھی خریدیئے اور مفت بانٹئے

تفسیر موضح القرآن

اردو تفاسیر کی مورث اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلوی کی عرق ریزی کا شاندار کارنامہ ایسی تفسیر جس کو ہر مؤخر مفسر نے اپنے لئے مشعل راہ بنایا، اب بھی ویسی ہی مقبول ہے جیسی پہلے تھی اس کے قدر دان اب بھی اسی کو ڈھونڈتے ہیں، لاکھوں چھپتی ہے اور سب ہدیہ ہو جاتی ہے اس سال نئی چھپائی سال ماسبق سے بہت بہتر ہے اور اتنی سستی پورے قرآن شریف کی تفسیر اور کوئی نہیں، بڑی تقطیع کے ۱۲۴۰ صفحہ کی تفسیر ہے، اور اس لحاظ سے اس کا ہدیہ بہت کم ہے یعنی مجلد تین روپے، محصول ۱۲

تفسیر ام الکتاب

الحمد شریف کی تفسیر ہے مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم اسی سے شروع ہوتی ہے، کوئی مسلمان ایسا ہی بدنصیب ہوگا جس کو یہ سورۃ یاد نہ ہو، لیکن آپ نے یہ سوچا بھی کہ اس میں کیا کیا معارف ہیں اس کتاب میں الحمد شریف کے متعلق اس قدر بیانات ہیں کہ پورے دو سو صفحوں میں لئے ہیں اور بیسیوں ایسی عمدہ عمدہ حکایتیں اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ وجد میں آ جائیں گے حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب کی لکھی ہوئی عقائد حنفیہ کی آئینہ دار ہے اور اس میں سینکڑوں اعمال بھی ہیں، اور ہزارہا قصص صالحین بھی قیمت ۱۲ محصول ڈاک ، کل

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن حقیقت میں مذہب اسلام سے متعلق ایک جامع تفسیر ہے اس میں حسب ذیل مضامین ہیں انہی روشنی میں قرآن کی تفسیر، شیطان اور سائنس خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلام عقائد کی روشنی میں ملائکہ اور جنات، انسان قادر بھی ہے اور مجبور بھی انبیائے کرام کی فطری طاقتیں، عذاب قبر کا عقلی ثبوت مرنے کے بعد زندہ ہونا، وحی اور سائنس، وحی کی حقیقت، نجات کا راستہ، صداقت رسول قرآن مجید آج تک کیوں محفوظ ہے غرضکہ ایسے عمدہ مضامین ہیں، قیمت ۱۰ محصول ۲

تفسیر لبیت سورہ

نماز پڑھتے ہیں، خدا کی حضوری پانچ وقت نصیب ہوتی ہے، مولا سے راز و نیاز ہوتے ہیں، لیکن ہم یہ کہ ہمیں خبر نہیں ہم نے کیا کہا اور اس نے کیا سنا، مقررہ حرکتیں سر پر ہاتھ پھیرا اور مصلی تہ کر دیا، نماز میں عام طور سے جو سورتیں پڑھی جاتی ہیں یہ انکی تفسیر ہے، یہ تفسیر پڑھنے کے بعد نماز کا لطف آجائے گا، کیونکہ ہر وہ نکتہ نماز پڑھتے میں ذہن نشین ہوگا جو اس کتاب میں ہے واقعہ یہ ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں، کہ آپکی نماز نماز ہو جائے تو پھر یہ لبیت سورہ منگا لیجئے ۳۴۴ صفحات مجلد قیمت ۸ محصول ڈاک ۷ کل ۱۵

اسلامی تعلیم

فقہ اسلامی کی وہ مستند اور مقبول عام کتاب جس کو مفتی سید محمود والوری نے کمال محنت سے مرتب فرمائی، فقہ اسلامی اور آسان طرز ادا میں اس کا درجہ بہت بلند ہے، جن لوگوں کے پاس یہ کتاب موجود ہے انہوں نے کسی مولوی سے کسی مسئلہ میں فتویٰ لینے کی ضرورت محسوس نہ کی یہی وجہ ہے کہ ملک میں اس کا شہرہ ہو گیا، اپنی آسانی کے لئے علمائے کرام بھی اسے زیر مطالعہ رکھتے ہیں، آپ مسلمان ہیں تو مذہب سے واقفیت بہی ضروری ہے، اور مذہب کی معلومات کے لئے یہ کتاب ازبس ضروری ہے، قیمت مجلد تین روپے

بہشتی زیور کامل

مجلد جرمی یہ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے، اس کے گیارہ حصے ہیں، حصہ اول میں الف بے تے اور کچھ عقائد، حصہ دوم وضو طہارت اور نماز کے مسائل، حصہ سوم زکوٰۃ حج قربانی، حصہ چہارم طلاق، نکاح، مہر، عدت وغیرہ، حصہ پنجم معاملات حقوق معاشرت، حصہ ششم اصلاح باطن تہذیب اخلاق، حصہ ہشتم اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی، حصہ نیک بیبیوں کی حکایتیں، حصہ نہم ضروری ادویہ علاج، حصہ یاز دہم دنیا دی ہدایتیں، حصہ مردوں کے لئے خاص خاص مسائل یہ سب ایک جگہ مجلد ہیں، ضخامت ۹۰۰ صفحات قیمت مجلد جرمی دو روپے محصول ڈاک ۱۲ کل

دینی معلومات کامل

یہ تین سو چالیس صفحہ کی مجلد کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے امام محمد یوسف خلیفہ امام ابوحنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا آسان سلیس اور مربوط ترجمہ ہے یہ کتاب ام فقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی اردو کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں، اسمیں طہارت نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح و طلاق، حقوق آداب معاشرت بیع و شرا، لباس، شکار، دیوانی فوجداری، دینی، قوانین زراعت تجارت، حکومت صنعت غرضکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق کوئی شرعی حکم نہ ہو قیمت مجلد ۴ محصول

عبادت کا مقصد

یہ نہیں ہے کہ انسان صرف روزہ نماز پڑھ لیا کرے بلکہ عبادت کا مقصد یہ ہے کہ انسان خدا کے اخلاق سے متصف ہو جائے اور اسکا ہر قدم اطاعت خداوندی میں اٹھے یہ بات آپ کو اسلام کی امتیازی معاشرت سے معلوم ہوگی، کہ عبادت کا مقصد ایک آدمی کو اچھا مسلمان، کامل انسان، اچھا عمدہ شوہر لائق بیٹا بیٹی، بہترین شہری، غمخوار پڑوسی اور دنیا میں امن قائم کرنے والا فرد ہو جائے اس کا ہر لمحہ عبادت اور ہر سانس اطاعت خداوندی میں ہوگا، اگر مسلمان اسلامی زندگی بنا لے تو یہی عبادت کا مقصد ہے، قیمت ۱۰ محصول

قرآنی دعائیں

آپکی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں، اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں تو پھر خدا کے فضل سے آپکی ہر دعا مقبول ہے، اگر آپ بے اولاد ہونگے تو صاحب اولاد بن جائیں گے، مفلس ہیں تو زردار ہوں گے، بے یار ہیں تو مددگار ملیں گے قرض دار ہیں تو صاحب مال ہونگے، پریشان ہیں تو مطمئن ہو جائیں گے، غرضکہ آپ کے ہر مراد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں، کیونکہ اسمیں طریق دعا کے ساتھ قرآن پاک بہت ہی مجرب دعائیں ہیں بہت ہی مقبول و موثر ہے، قیمت آٹھ آنے محصول ۲

رسول پاک کی دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول پاک کی دعائیں آثار سلف اور بزرگان دین کے مجربات معمولات سے اثر والے وظائف لکھے گئے ہیں، جن کے مقبول ہونے میں آجتک کسی کو شبہ نہ ہوا ہوگا اسمیں وہ دعائیں ہیں جنکو خود باری تعالیٰ اپنے رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی ہیں یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے کی ہیں اور صحابہ و ازواج کو حضور نے تلقین کیں، خدا کی اپنی رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں جو آنحضرت نے مانگیں اور صحابہ و ازواج کی تلقین سند دعائیں جسقدر بھی موثر ہوں کم ہیں، قیمت ۸ محصول ۵ کل ۱۳

جواہر القرآن

قرآن کریم وہ نعمت ہے جس سے امراض روحانی کو شفا حاصل ہوتی ہے قرآن شریف سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں اور حوائج دنیوی و دینی کے حصول کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں علمائے صالحین نے اس بحر ذخار میں غواصی کرکے جواہر قرآن کا استخراج کیا ہے اور رفع حاجات کے لئے اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ فرمایا ہے، کہ جمعہ کے دن شروع کر کے جمعہ کے دن کے لئے کلمات، ہفتہ کیلئے استغفار اتوار کو تسبیحات، پیر کو آیات توکل منگل کے لئے تسلیمات بدھ کے لئے تحلیلات، جمعرات کے لئے دعوات ان کا ایک ایک لفظ قرآن شریف سے قیمت مجلد ۲ محصول ۲

مناجات مقبول

۱۹۲ صفحہ کی مجلد کتاب ہے مترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اس میں سات دن کی اردو نظم میں بہت ہی موثر مناجاتیں ہیں دعا مانگنے کے طریقے اور اولیاء عظام کی قبولیت دعا کی حکایتیں پھر قرآن شریف سے سات دن کی اولیائے کرام کی مجرب دعائیں ہیں جنکو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے، پھر استغاثہ منزل، پھر دعا کے بعد استغاثہ شجرہ امدادیہ، نظم مترجم درود شریف منظوم مترجمہ مولوی اشرف علی صاحب بڑا موثر انداز میں ادا کی گئی ہیں، لاکھوں مسلمانوں کے زیر عمل ہیں قیمت فی جلد مجلد ۲ محصول ڈاک ۲

مولوی کی ضخامت مولوی کی ارزانی مولوی کی افادت کا انحصار فروخت کتب پر ہے، اگر آپ کتابیں کم خریدینگے، تو مولوی کی یہ شان باقی نہیں رہیگی

نماز کی پانچوں مجلد

یہ کتابیں زمانہ حاضرہ کی ذہنیت اور مذہبی بیگانگی کو مدنظر رکھکر لکھوائی گئی ہے اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ سال بھر میں دو اڈیشن نکل جاتے ہیں (۱) نماز کی حقیقت و فلسفہ عجیب و غریب کتاب ہے (۲) ترغیب نماز اس میں نمازیوں اور بے نمازیوں کی سزائیں اور جزائیں ہیں (۳) نمازوں کی کتاب اسمیں تمام نمازوں کے پڑھنے کی ترکیب ہے۔ (۴) نمازیوں کی کہانیاں یہ کتاب پڑھ کر نماز پڑھنے کی خوب ترغیب ہوتی ہے (۵) ختمانہ کی کتاب اسمیں آمنت باللہ کی تفسیر ہے۔ یہ سب کتابیں ہر کی ہیں ایک ساتھ منگانے میں مجلد ایک روپیہ

معلومات نماز مکمل

نئی تشریحات کے ساتھ بالکل نئے انداز میں نماز کو بہترین عبادت ثابت کیا ہے اور بتلایا ہے کہ اگر صحیح معنوں میں نماز پڑھی جائے تو وہ انسان کو بہترین انسان بنا دیتی ہے۔ عنوان حسب ذیل ہیں، مذہب، نظام عبادت، حکمت احکام عبادت، منافع، ثمرات عبادت، ثمرات دنیا، ثمرات آخرت، تارک نماز، فضیلت نماز، نماز کے طبی فائدے، امتیازی عبادت، مقصد نماز، نفلی عبادت، نماز کے دفتروں کا فرق، ثبوت، بے نمازیوں کی کہانیاں، نماز قرات میں، نماز کے فضائل اسکے بعد تمام نمازوں کا بیان، ۱۶۰ صفحات قیمت ۸/

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف **رکن دین** مجلد نو ترجمہ ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا سوال اس کتاب میں نہ ہو اور جسکے نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب بھی منگا لیجیے ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ سے واقف ہو جائیں گے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجیے کہ ہر سال دس ہزار بکتی ہے یہ اڈیشن مصنف نے بعد نظر ثانی خود چھپوایا ہے ۲۵۰ صفحے قیمت مجلد دس آنے محصولڈاک ۶/ کل ۱/

نماز کے عملی فائدے

نماز پڑھنا بظاہر خدا کے حکم کی پابندی ہے لیکن باطن میں اسکے ہزاروں فوائد پنہاں ہیں جو ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں اس کتاب کے پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت میں رہ جائیں گے کہ نماز ہم انسانوں کی اچھی ضروریات کو کس حد تک پورا کرتی ہے اس کے علاوہ اس کتاب میں ہر ضرورت کی علیحدہ علیحدہ نماز درج ہے اور بتلایا گیا ہے کہ نماز ہی حل مشکلات ہے اور تنہا نماز ہی سے دینی اور دنیاوی فائز المرامی نصیب ہوتی ہے یہ ایک جدید الخیال مصری عالم کی کتاب سر الصلوٰۃ کا اردو ترجمہ ہے سو صفحات قیمت چھ آنے محصول ۶/

نماز اور مسائل جمعہ

مسلمانوں کے ہفت روزہ اجتماع دینی کا فلسفہ نماز جمعہ کے متعلق پوری مذہبی سیاسی اور معاشرتی معلومات، مولوی سید نذیر الحق صاحب مصنف کتاب الاسلام کی لکھی ہوئی کتاب اور اس کتاب سے مسلمانوں کی معلومات میں ایک بیش بہا اضافہ ہوگا، اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اندازہ ہوگا کہ جمعہ کی کیا فضیلت اور نماز جمعہ کی شرکت خطبہ اگر اس کو صحیح ترتیب و اصول سے ادا کیا جائے تو کس طرح ہماری قومی ترقی کا موجب ہو، اس کے علاوہ مسائل بھی ہیں، قیمت صرف ۴/ اور کتابوں کے ساتھ

پنجسورہ معجز نما مجلد

جدید اڈیشن مع ہفت اعراب یہ نیا اڈیشن ابھی تیار ہوا ہے، پہلا پنجسورہ ۱۶۸ صفحہ کا تھا اور یہ ۲۲۴ صفحہ کا ہے اسمیں ہفت روزہ مناجات خاندان چشتیہ کے علاوہ اور بہت سی مجرب دعائیں شامل ہیں، ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین اور خواص و فضائل و اعمال سورہ ہائے قرآن از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تقطیع مولوی سے نصف ہے، کاغذ چھپائی مناسب اعلیٰ ہیں اسمیں حسب ذیل صورتیں ہیں، سورہ یاسین، فتح، رحمان، واقعہ، ملک، مزمل، کہف، خلق اور ناس ہفت ہیکل شش قفل وغیرہ قیمت ۱۲/ محصول ۶/

دلائل الخیرات

دلائل الخیرات حل مشکلات کے لیے بڑی اکسیر چیز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے مندرجہ شرائط کے ساتھ اس کو پڑھا جائے ان کے اوصاف اثرات بیان کرنے کے لیے دفتر کے دفتر درکار ہیں، جو شخص دلائل الخیرات کا عامل ہو اس کی کوئی بھی حاجت کہیں نہیں اٹکی رہتی اس کے استفادہ کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ اس کے عامل رسول خدا کی زیارت سے بھی مشرف ہوتا ہے پھر بھی اگلی نعمت کیا کچھ کم ہے وظائف و اوراد کے سلسلہ میں اس کتاب کو بڑی اہمیت ہے ۲۲۴ صفحات مترجم خانہ قیمت دس آنے محصولڈاک ۶/ کل ۱/

خطبات دین محمدی

یہ وہ مقبول عام حنفی خطبے ہیں جو صرف دو ماہ میں صرف اس پریس کے ذریعہ پانسو مزید مساجد میں رائج ہو گئے ہیں، وہ خطبات ہیں جن کے پڑھنے اور سننے پر علماء اہل سنت والجماعت متفق ہو گئے کیونکہ ان میں پہلے خطبے ہیں، پھر خطبہ کے متعلق وعظ ہیں اور آخر میں نظم پھر خطبہ ثانی، اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد مسلمانوں کی بہت ہی بڑی ضرورت رفع ہو گئی، اس کتاب میں بارہ ماہ کے پانچ خطبے ہیں، اس کے علاوہ دو خطبے عیدین کے ہیں، بہت دلنشین عام فہم انداز بیان ہے قیمت مجلد چرمی ڈیڑھ روپیہ ۱/۸ محصول ۱۲/

صحیفہ قدسی

اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہو گیا، اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک نیا معجزہ ہو سکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جو چاہے وہ کر سکتا ہے یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مصیبتیں ٹال دیں، جس نے غیب سے بارے ہوئے مقدمات جتوا دیے۔ جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے جا ملایا جس نے جیسوں سخت سے سخت حاکموں کو دم بھر میں پانی کر دیا جس نے ہزاروں مایوس مریضوں کو اچھا کیا، یہ تو نقد فائدہ ہے قرض کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے رسول ملتی ہے قیمت آٹھ آنے محصولڈاک ۶/

اوراد و وظائف

مخدوم جہانیاں جہاں گشت جب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسان تھک کر مجبور ہو کر بیٹھ جائے، راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی انسانی تھکان کا آخری زینہ ہے یہاں ہی وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک صف میں ہوتے ہیں، فقرا کی کرامات اوراد و وظائف میں مضمر ہے ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف کو ہے جنہوں نے ایک عالم کا چکر لگا کر لکھے ہیں، قیمت دس آنے محصول ۶/

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ دل کسی کا ہو، مرد کا ہو، عورت کا ہو، خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو محکوم کا ہو، دوست کا ہو آشنا کا ہو چھوٹے کا ہو، بزرگ کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر لیں گے، اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر جو اسمیں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں احباب کا مسخر کرنا، زن و مرد کا مطیع کرنا آقا و افسر پر قابو پانا، مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے آدمی کے لیے معمولی بات ہے ایک نہایت دلچسپ عجیب و غریب کتاب ہے ہزاروں رقم خرچ ہو چکی ہے قیمت ۸/ محصول ۵/ کل ۱۳/

عملیات باقی

اسمیں ہندوستان کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ باقی باللہ نقشبندی کے وہ مجرب اعمال ہیں جن کی مدد سے آپ کی مراد دلی پوری ہو جائے گی یہ کتاب نہایت کوشش سے بصرف کثیر کتنی ہی مستند قلمی کتابوں سے ماخوذ ہے اور بعض کتابیں تو تمام بلخ و بخارا سے منگائیں اسمیں وہ اعمال و اوراد ہیں جو اکثر خرقہ پوش نقشبندیہ کے پاس خزانہ کی طرح تھے یہ کتاب اپنی باطنی خوبیوں سے اتنی مرصع ہے کہ شاید ہی کوئی اور کتاب اپنے اثرات اور درجہ کے لحاظ سے ایسی مل سکے، ہر عمل کامیاب اور ہر تعویذ تیر بہدف، قیمت آٹھ آنے، محصولڈاک ۶/

غیبی نوشتے

علم نجوم، علم رمل، علم اعداد، پامسٹری، فال اور گرہن علم قیافہ، تعبیر نامہ خواب اور فالنامہ کی اشاعت بیٹھا کچھ فطرت انسانی ہے کہ وہ اپنے آیندہ واقعات معلوم کرنے کیلئے بے چین رہتا ہے اور خواہ مخواہ منجم اور رمالوں کے پھندے میں پھنسکر جھوٹے سچے واقعات سنا تر ہو جاتا ہے اور اس طرح اپنا مستقبل خراب کر لیتا ہے۔ یہ کتاب منگانے کے بعد آپ اپنے ہر قسم تردد کو دور کرسکتے ہیں، اپنے خوابوں اور شگونوں کو اپنے منشا بنا سکتے ہیں، کیونکہ اس کتاب میں معلومات ہی نہیں بلکہ ہر زہر کیلئے تریاق بھی ہے۔ بہت متبرک کتاب ہے۔ قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible] کل [illegible]

خواب نامہ صدیقی

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے، یہ بات دریافت کرنے کیلئے آپ کس قدر مشوش رہتے ہیں جبکہ آپکے گرد و پیش کوئی صحیح تعبیر بتانیوالا نہیں ملتا، اول تو لاکھوں میں سے کوئی ایک دو ایسا کامل ہو جو صحیح تعبیر کر سکے یا خواب کے مفرد مفید اثرات معلوم کرنا چاہیں تو خواب نامہ صدیقی اپنے ساتھ رکھئیے عجیب و غریب کتاب فن تعبیر خواب میں نایاب ہے اسمیں خواب کی قسمیں اور قابل تعبیر خواب دو قو کے اثرات، پیٹ کی خرابی، تخیلات کا اثر، فلسفہ خواب کے صد ہا مضامین ہیں، قیمت [illegible] محصولڈاک [illegible] کل [illegible]

فالنامہ ناصری

ہر کام شروع کرنے سے پہلے احسن طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا کریں، تاکہ اس کا انجام ٹھیک نہ ہو تو اس کو ترک کردیا جائے، اسمیں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی کتاب استخارہ قرانیہ کا ترجمہ ہے اور اسکے علاوہ قرعۃ الانبیا، فالنامہ پیغمبران، فالنامہ اولیائے کرام، فالنامہ غوث الاعظم، فالنامہ دیوان حافظ فالنامہ مثنوی شریف شامل کردیئے ہیں، یہ فالنامہ بہت ہی مقبول ہے اب تک اسمیں ایسے ٹھیک جواب ملتے ہیں جو شاید اور فالناموں میں نہ ہوں اسلئے بہت فروخت ہوتا ہے، قیمت [illegible] محصول [illegible] کل [illegible]

کنز الحسین اردو

اس کتاب کا نام دولت دارین بھی ہے، یہ اعمال و اوراد نقش و تعویذ کی بہت بڑی کتاب ہے ۴۴۰ صفحات کی ضخیم ہے، تصنیف سید غلام حسین صاحب رمال فاضل نجوم و ماہر علوم سادی، ہزاروں کام کی چیزیں ہیں چند باب یہ ہیں، باب اول اسمار الٰہی کے اعمال اوراد تعویذات اور زکوٰۃ۔ باب دوم کلام اللہ کی آیات و خواص کا مفصل بیان، باب سوم نقشیات عملیات اور نقش پر کرنے کا طریقہ، باب چہارم عزیمت و دفع آسیب اور مجرب فلیتے۔ باب پنجم ساعات کیفیات اور طریقہ زکوٰۃ و پرہیز، باب ششم عملی علاج اور انکی کلام مسنون باب ہفتم کیمیا اور انقلاب جمادات کے مجرب نسخے مجلد [illegible]

کتاب التعویذات

با علاج روحانی از عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین نواب محمد صدیق حسن خاں صاحب بری ... ۲۰ صفحہ کی کتاب ہے اور اسمیں ہر مرض کا روحانی علاج ہے اس کے علاوہ قرآن شریف کی تمام سورتوں کے اعمال و تعویذ ہیں اس کے علاوہ کوئی ... دینی یا دنیوی ضرورت نہیں ہوگی جس کا وظیفہ یا تعویذ اس کتاب میں نہ ہو ... اس کتاب کے صحیح اور مجرب ہونے کی ضمانت ہے، ہر عمل تیر بہدف ہے اور ہر جائز ضرورت اس کتاب کے ذریعہ خدا کے فضل سے پوری ہوتی ہے قیمت دس آنے، محصولڈاک [illegible]

چار ولیوں کے عملیات

اور ان کی سوانح عمریاں، اور تیر بہدف مجرب وظائف

۱ - عملیات غوثیہ، ابتدا میں سوانح و حالات مجاہدات اور باقی کتاب میں مجربات عملیات ہیں صفحے

۲ - عملیات چشتیہ، اسمیں اول خواجہ معین الدین چشتی کے حالات ہیں اس کے بعد مجرب عملیات چشت ہیں

۳ - عملیات صابریہ، ابتدا میں حالات و مجاہدات حضرت صابر کلیری اور بعد میں ان کے خاص عمل صفحے

۴ - عملیات ہجویری، یہ وہ عملیات ہیں جو حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمہ کے خاص مجرب ہیں صفحے

یہ اعمال جو ان کتابوں میں ہیں وہ آپ کو کسی دوسری کتاب میں نہ ملیں چاروں کی قیمت ۱۲ محصول [illegible]

عملیات مشائخ

اس مجموعہ میں حسب ذیل مشائخ عظام کے عملیات ہیں (۱) حضرت محبوب سبحانی (۲) حضرت خواجہ حسن بصری (۳) حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی (۴) امام طریقت خواجہ بہاءالدین نقشبندی (۵) امام طریقت ربانی مجدد الف ثانی (۶) حضرت خواجہ معین الدین چشتی (۷) حضرت داتا گنج بخش (۸) شیخ الاسلام حضرت بابا فرید گنج شکر (۱۰) خواجہ علاءالدین صابر (۱۱) حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور علاوہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب، ہر شیخ کے عملیات دیئے ہیں، عملیات سے قبل ان کے ماخذ کا حوالہ دیدیا ہے، قیمت چھ آنے، محصولڈاک [illegible]

دوائیں دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اسوقت تک اپنی تاثیر کامیابی کے ساتھ نہیں دکھا سکتے جب تک کہ بیرونی معالجات سے مرض دفع نہ کیا جائے اس کی مثال ایسی ہے کہ بچہ ہونے کیلئے آپ بیوی کو چاہے تعویذ کتنا دیدیں لیکن بغیر قربت ہر تعویذ بیکار ہے، ان لوگوں کے لئے جو فقط پیروں کے عمل پر رہ کر خارجی معالجہ سے بے نیاز ہو جاتے ہیں اور ان لوگوں کیلئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے مذکورہ بالا کتابیں طیار کی گئی ہیں اس کے دو حصے ہیں جو دو ماہران فن کے تیار کردہ ہیں، بہت مفید کتابیں ہیں، قیمت ہر دو [illegible] محصولڈاک [illegible]

گھر کا مولوی جدید

مجلد ۵ ... یہ وعظ کی بے نظیر کتاب ہے جو حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی مرتبہ ہے اسمیں ایک سات وعظ ہیں جنمیں تمام امراض روحانی یعنی حسد، حب دنیا، تکبر، چوری، تہمت، بدگمانی، بخل، طمع، ظلم، غصہ، غمازی، زبان، زنا، لواطت غرضکہ ترتیب وار تمام نقائص انسانی کے متعلق مواعظ اور مذمت ہیں، نیز اسی طرح انعام الٰہی اور برکات ایزدی، اخلاق حسنہ کے متعلق بھی ... ہے، وعظ چاہو اگر اس کتاب کو منگا کر ہر ہفتہ اپنے قصبہ یا گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کرکے ایک ایک وعظ بیان کردیا جائے تو بہت فائدہ ہو، قیمت [illegible]

بارہ مجالس

وعظ کی آسان اردو میں سب سے پہلی کتاب اسمیں حسب ذیل بارہ مجلسیں ہیں (۱) ہستی باری تعالیٰ (۲) توحید کے پروانے (۳) توحید الٰہی (۴) نبوت و رسالت (۵) ختم نبوت (۶) فضائل رسول (۷) اسوۂ رسول اکرم (۸) محبت رسول (۹) فضائل و اخلاق و حسن معاشرت (۱۰) اسلامی وحدت (۱۱) اسلام میں عورت کے حقوق (۱۲) واقعات کربلا۔ یہ بہت ہی مقبول کتاب ہے اور آسان مجلسوں میں سب سے بہتر کتاب ہے اس کی خوبی یہ ہے کہ بہت تھوڑی اردو جاننے والے بھی بہت آسانی سے پڑھ لیتے ہیں، قیمت مجلد بارہ آنے محصول [illegible]

میاں بیوی کے حقوق

اسلامی میاں بیوی کیسے ہوتے ہیں اور کیونکر ہو سکتے ہیں یہ آپ کو کتاب میاں بیوی کے فرائض سے معلوم ہوگا، آپکا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے، اگر آپ اس کتاب کے عامل بن جائیں، ایک اچھی بیوی اور اچھا خاوند جب ہی بن سکتا ہے جبکہ اسلامی احکام اور خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے، یہ اسلامی جوڑہ ایک ایسا عمدہ ہوگا جس سے آیندہ نسلیں بہترین ہونگی، دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا اسمیں دونوں کے فرائض شرعی بتائے گئے ہیں اس کے ان پر عامل ہونے کے بعد کبھی لڑائی نہ ہوگی قیمت [illegible] محصولڈاک [illegible] کل [illegible]

تازیانہ شیطان

یعنی شرح تعوذ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہایت فصاحت کیساتھ اسمیں دعوت شیطان کے بارے میں قرآن شریف میں جس قدر آیات آئی ہیں انکی تفسیر و مطالب کا بیان، شیطان کی سرکشی، حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق، شیطان کی دشمنی، قوت شیطان کی مکاریاں اور نفس سازیاں، تخلیق آدم سے تا ایندم اسمیں جا بجا تصوف کی حکایات ہیں جس سے مطالب عام فہم ہو گئے ہیں، آنحضرت صلعم کے اقوال سے بیان کو ایسی دلچسپی دی گئی ہے جس سے خاص کیفیت پیدا ہو گئی ہے مجلد کتاب قیمت [illegible] ۲۰۰ صفحات از حضرت مولانا احمد سعید صاحب

ایک قصبہ ایک محلے کے لوگ اگر مل کر ایک ہی جگہ کتابیں اور قرآن شریف ریل کے ذریعہ منگائیں تو بہت کفایت ہو جائے۔

سوانح رسول مقبولؐ

یہ کتاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان، صحت تاریخ خوبی کاغذ صفائی طباعت کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے، تاریخ عرب اور میلاد رسول سے لیکر وفات تک کے حالات بشرح و بسط درج ہیں کتاب میں عاشق رسول مصنف نے ایسے والہانہ انداز میں لکھا ہے کہ اس کا مطالعہ بے حد بصیرت افروز ہے اگرچہ آپ کتنا ہی پڑھے ہوں تو آپنے رسول مقبولؐ کی صدہا سوانحعمریاں پڑھی ہونگی، لیکن اس کا مطالعہ آپ کی حیات دینی میں خاص جوش پیدا کردیگا۔ ضخامت ۲۵۰ صفحے، قیمت مجلد ۱۲ر محصولڈاک ۹ر

بڑی سوانح غوث پاکؓ

آسمان تصوف کے آفتاب حضرت پیران پیر غوث الاعظم کی بڑی سوانح عمری دنیا کا کونسا گوشہ ہے جہاں محبوب سبحانی حضرت عبدالقادر جیلانی کے عقیدتمند موجود نہ ہوں، آجتک اس انداز سے اس قدر مفصل حالات بڑے پیر کے اردو زبان میں نہیں چھپے تھے جیسے کہ اس کتاب میں ہیں اسی وجہ سے اسکا پہلا اڈیشن غوث پاک کے پروانوں نے ہاتھوں ہاتھ لے لیا اس کتاب میں آپکی ولادت سے لیکر وصال تک کے حالات ہیں حضور غوث اعظم کی کرامات بہت مفصل ہیں، نہایت اعلیٰ چھپائی اور کاغذ ہیں قیمت مجلد تین روپیہ ۳ محصول ۱۳ر

شاہ جیلاں

یا گیارہ مجالس یہ غوث الاعظم کی ایسی سوانحعمری ہے جو علامہ سید نذیر الحق مولف کتاب الاسلام نے لکھی ہے، آپ غوث پاک کے پوتے ہیں اس لئے یہ مجالس بڑی مستند ہیں (۱) فضیلت قطبیت (۲) پیدائش (۳) رکنیت و غوثیت (۴) حلیہ مبارک و لباس اور خلق (۵) آپکا تحصیل علم سیاحت عبادات (۶) آپکا طریقہ (۷) آپکی فضیلت و برتری تمام اولیا پر (۸) تعلیمات غوث الاعظم (۹) کرامات غوث الاعظم (۱۰) آپکی عبادت (۱۱) آپ کی ازدواج و اولاد ضخامت ۸۰ صفحات قیمت فی جلد ۸ر محصولڈاک ۶ر

پانچ مقدس ہستیاں

۱۔ سراج انبیا یعنی رسول کریم کی سوانح عمری آسان زبان میں دلچسپ انداز بیان میں ۹۶ صفحے

۲۔ صدیق الرسول، رفیق رسول سیدنا ابوبکر صدیق کے حالات نہایت دلچسپ موثر ۶۴ صفحے

۳۔ فاروق الاسلام حضرت عمر فاروق کی پرلطف زندگی کے دلچسپ حالات عورتوں اور بچوں کی سمجھ کے موافق

۴۔ جامع القرآن عورتوں اور بچوں کی ذہنیت کو ملحوظ رکھکر حضرت عثمان کے حالات لکھے گئے ہیں

۵۔ سراج زہرا حضرت علی اور حضرت خاتون جنت کے حالات اور ان میاں بیوی کی پراخلاص زندگی ۳۲۰ صفحات کل یکجا مجلد قیمت ۱۲ر محصول

چھیانوے اولیا

کرام کے حالات انکی کرامات ان کے خارق انکی تعلیمات انکی والہانہ تبلیغ اسلام ان کے اوراد اور انکے اسرار باطنیہ انکی الوہیت کا انکشاف اس کتاب میں ہے جسکا نام تذکرۃ الاولیا ہے یہی وہ کتاب ہے جس میں اکابر اولیاء اللہ کے حالات ہیں، اسمیں ہندوستان کے بھی ہیں عراق کے بھی اور یمن کے بھی، مشرق قریب کے بھی ہیں اور بعید کے بھی، یہ کتاب خدا رسیدہ لوگوں کا عملی آئینہ ہے۔ بڑی تقطیع کی ۴۰۰ صفحات کی ضخیم کتاب ہے، قیمت مجلد ڈیڑھ روپیہ محصولڈاک ۱۲ر کل ۲ھ

کفرستان کے تین ولی

۱۔ حضرت خواجہ معین الدین، اسمیں آپکی پیدائش ہندوستان میں آمد تبلیغی سرگرمیاں کرامات جادوگروں سے مقابلہ اور پیغلبان فی دین اللہ افواجا

۲۔ سیدنا بابا فرید گنجشکر آپ کے خاندانی حالات لقب کی وجہ خواجہ بختیار کاکی سے عقیدت، چلہ تبلیغ دین، کرامات کا ظہور اور حیرت خیز حالات

۳۔ حضرت صابر کلیری، آپکے ابتدائی حالات مجاہدات، مرشد کا لنگر تقسیم کرنا، اور خود کبھی نہ کھانا صابر کا لقب پانا، خرقہ خلافت حاصل کرنا کلیر تشریف لیجانا اور جلالی کرامات کا ظہور تینوں کی قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۸ر

گروہ مشاہیر

مصنفہ مولانا شرر لکھنوی تاریخ نگاری میں مولانا مرحوم کو جو شہرت ملی ہے وہ یگانہ روزگار ہے ان کی تحریری دل نشینی جو انکی کتاب کو میسر ہے شاید ہی کسی کو میسر ہو اس کتاب میں حسب ذیل مشاہیر ہیں محمود و ایاز، علی بیگ، عوج بن عنق قوم ہلاکو ہرقل، ابو کتامہ، ابن منیر، حسان بن ثابت افلاطون، صفی الدین، الپ ارسلان، امیر علی شیر چغتائی، ان مشاہیر کے حالات پڑھنے سے معلومات میں اضافہ ہونے کے ساتھ لٹریچر کا لطف بھی دیتے ہیں مجلد کتاب ہے، قیمت صرف ۱۲ر محصولڈاک ۵ر کل ۱ھ

پانچ برگزیدہ صوفی

۱۔ امام غزالی، تصوف کے سب سے بڑے علمبردار اور واقف اسرار نہانی بزرگ کے حالات ۸ر

۲۔ مولانا روم، جنکی مثنوی ہست قرآن در زبان پہلوی مع انتخاب شرح مثنوی قیمت ۸ر

۳۔ حافظ شیرازی وہی شیراز کا صاحب عرفان جسکے دیوان کا فالنامہ صحیح ترہے قیمت ۳ر

۴۔ شیخ سعدی جنکی کریما گلستان اور بوستان آجتک ویسے ہی چمک رہے ہیں قیمت ۳ر

۵۔ امیر خسرو، امیر خسرو الزماں صوفی صافی جن کی زندگی عجیب پرطوفان تھی، قیمت ۳ر

پانچوں ایک وقت میں منگائیں تو ۱۲ر محصول ۱ر

امت کی مائیں

علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہر ازواج مطہرات کی سوانح عمری ہے اس کتاب میں تعدد ازدواج کے مسئلہ کو حل کیا گیا ہے اور جو دشمن رسول کریم اپنی ازواج مطہرات پر اعتراض کرتے ہیں ان کا منہ توڑ جواب اس کتاب میں ہے حضرت عائشہ اور حضرت خدیجہ کی لائف بہت سبق آموز اور حیات آفرین ہے، کتاب پڑھنے ہی سے اس کی خوبی معلوم ہو سکتی ہے جن گھروں میں یہ کتاب بہت مفید ہوگی، جہاں میاں بیوی میں جھگڑا رہتا ہے کیونکہ رسول اللہ کی ازدواجی زندگی ایسی نہیں ہے کہ امتی بلا متاثر ہوئے رہ جائے قیمت ۱۲ر محصول

ولیوں کے حالات

مولوی عبدالرحمن صاحب شوق امرتسری کی لکھی ہوئی کتاب بچوں اور عورتوں کیلئے ۴۸ صفحات بہت اچھی چھپی ہوئی، اسمیں حسب ذیل ولیوں کے حالات ہیں، غوث پاک، حضرت اویس قرنی حضرت خواجہ معین الدین چشتی حضرت علاء الدین صابر، خواجہ حسن بصری، حضرت مالک دینار حضرت خواجہ فرید گنجشکر، حضرت امیر خسرو، حضرت خواجہ محبوب الہی، حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر، حضرت بایزید بسطامی، حضرت جنید بغدادی، حضرت ابراہیم ادہم، حضرت مسلم عجمی حضرت ابو داؤد، حضرت ابن ماجہ قیمت ۴ر محصول ۱ر

امام ابوحنیفہ

کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کیلئے ضروری ہیں، کیونکہ جن کی نسبت سے وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بے خبر رہنا نہایت ہی ناموزوں ہے، سیرت النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات علمی کارناموں، مسائل اور دقیقہ رس مسائل کے معلوم کرنے کیلئے سب سے بہتر کتاب ہے، فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جس سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں اور حقیقت میں امام موصوف یہ مابہ الامتیاز فن ہی سب نے مانا ہے ۱۶۰ صفحات قیمت صرف ۱ر

مظلوم کربلا

حضرت امام حسین علیہ السلام کا واقعہ شہادت یوں تو ہزاروں کتابوں میں موجود ہے لیکن کتاب مظلوم کربلا اپنی نوعیت میں جدا گانہ ہی قسم کا ہے مولانا سید سردار علی صابری کے جذبات کا مجموعہ ہے اسمیں دس مجالس ہیں، اور ہر مجلس اس درد ناک ہے کہ خون کے آنسو رلا دیتی ہے ۲۵۰ صفحہ کی ضخامت ہے ایک مجموعہ ہے جسمیں ہر امام کی مقدس کے عکسی فوٹو بھی شامل ہیں جیسے روضہ حضرت علی، روضہ حضرت امام حسین نجف بارگاہ امام پر عزاداری شہر کربلا، مشہد مقدس کاظمین شریف، قیمت ۲ھ محصول ڈاک ۷ر

ملنے کا پتہ [illegible]

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں اور انکا قرآن شریف میں ذکر ہے سب کی مکمل سوانح عمری ہے بڑی مستند احادیث سے مستنبط ہے ۲۰۶ صفحہ کی مجلد کتاب ہے، انبیاء کے حالات ظاہر ہے کہ عجیب و غریب معارف سے پر ہونگے سب سے اہم ترین پہلو اس کتاب کا یہ ہے کہ دیگر امتوں کے سخت ترین ریاضات کے مقابلہ میں امت محمدی کی ہلکی عبادتوں کو اعلیٰ اجر سے عبادت الٰہی کی تشویق ہوتی ہے اتنی ضخیم کتاب ادرجہ مجلد ۱۲ر محصول ۶ر

تین دینی کتابیں

۱ چہل پیغمبروں کے حالات بہت آسان زبان میں تاکہ سب بچے عورتیں کم پڑھے لکھے مرد آسانی سے پڑھ لیں کاغذ چھپائی اعلیٰ ۸۰ صفحے
۲ اقوال الرسول بچوں اور عورتوں اور کم پڑھے لکھے مردوں کے لیے صحاح ستہ کی مفید تر احادیث کا صحیح ترجمہ روزمرہ کی باتیں ۲۴ صفحے
۳ عقائد حنفی، حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کی کتاب العقائد کا بہت آسان ترجمہ قابل مترجم نے بڑی فلسفی بحثوں کو آسان طریقہ پر ترجمہ کیا ہے کہ بچے عورتیں بھی سمجھ لیں قیمت ہر سہ مجلد صرف دس آنے محصول ۷ر کل ۱ر

چار تعلیم نسوانی کی کتابیں

عورتوں اور بچوں کے لیے بے نظیر اخلاقی سٹ
۱- اللہ پاک کی صفتیں نعمتیں، پیغمبروں کے حالات، مقدس عورتیں، مشہور خواتین ۳۲ صفحے
۲- اللہ کے احسانات نبیوں کی مقدس آیتیں اور کارنامے، عورتوں کی خصوصیات ۴۸ صفحے
۳- ایمان، اسلام، قرآن، موسم کے حالات زمین سے اُگنے والی چیزیں اور اخلاقی سبق
۴- تعلیم، طریقہ زندگی، لباس، زیور، مہمان نوازی، دیانت اور صحابیات کا طریق یہ چاروں کتابیں ۲۵۶ صفحات کی ہیں اور ایک جگہ مجلد ہیں، قیمت دس آنے محصول ۶ر

سات تاریخی کتابیں

یہ سات مذہبی و تاریخی کتابیں ہیں، جن میں سیوں برگزیدہ مذہبی خواتین کے حالات ہیں اور متعدد مشاہیر خواتین کی اخلاقی زندگیاں جن میں ہر مذہب کی عورتیں شامل ہیں، خصوصاً مسلمان شہزادیوں کے حالات بہت نتیجہ خیز ہیں، زیب النساء، نور جہاں شہزادی بلقیس کے حالات بہت مفصل چند مخصوص اخلاقی قصے خواتین کے بھی ہیں جنمیں خداپرست بیوی کا قصہ بہت مفید ہے یہ سب کتابیں ۲۵۶ صفحات کی ہیں، زبان بہت شیریں کاغذ چھپائی اعلیٰ اور سب ایک جگہ مجلد ہیں قیمت مجلد دس آنے، محصول ۷ر

سات اخلاقی کتابیں

اسمیں حسب ذیل سات اخلاقی کتابیں ہیں اور ہر کتاب عورتوں کے لیے بہترین استانی ہے ہدیۃ المستورات عورتوں کی مذہبی معلومات ادب نسوان بچیوں کو ادب سکھانے کے مضامین انتظام خانہ داری، مضمون نام سے ظاہر ہے کھانا پکانا، ہنڈکلیا سے لے کر بڑے بڑے کھانے ہنر آموزی، مختلف ہنروں، کڑھائی سلائی رنگائی لیڈی ڈاکٹر، اسمیں مخصوص نسوانی امراض کا علاج اخلاقی گیت مضمون نام سے ظاہر ہے، کوئی کتاب علیحدہ نہیں ملے گی سب ایک جگہ مجلد ہیں ۲۸۴ صفحات قیمت مجلد ۱۲ر محصول ڈاک ۶ر

آٹھ اسلامی کتابیں

بچوں کی مذہبی معلومات بڑھانے کے لیے آسان کتابیں
پہلی، اللہ کی نعمتیں صفتیں ملائکہ وغیرہ کا بیان
دوسری، ایمان، عقائد، وضو، تیمم، اذان وغیرہ
تیسری، نماز کی پوری تفصیل اور آسان مسائل
چوتھی مرنے کے بعد اور پہلے کے حالات و مسائل
پانچویں زکوٰۃ کا پورا بیان اور روزہ کا بیان
چھٹی حج کا بیان اور حقوق کا بیان
ساتویں، ارکان، ایمان، ارکان اسلام معاشرت
آٹھویں حقوق العباد، توکل، اور گناہ صغیرہ
آٹھوں کی ضخامت ۲۶۴ صفحے،
قیمت یکجا مجلد سوا روپیہ محصول ۴ر

زنانہ بستہ مجلد

دس علمی پہلوؤں کا گلدستہ یا دس بیش بہا کتابوں کا مجموعہ (۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کہانیوں کی کتاب (۳) کھیل کی کتاب (۴) لکھنے کی کتاب (۵) نماز کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب (۷) تندرستی کی کتاب (۸) تہذیب کی کتاب (۹) پردے کی کتاب (۱۰) اصلی جہیز، جو کتاب جس مضمون پر شروع کی ہے اس کو مکمل کر دیا ہے، اپنی بچی کو ضرور اس کتاب کی تعلیم دیجیے تاکہ وہ گھرداری کے تمام کاموں سے واقف ہوجائے اور ساتھ ہی مذہبی معلومات سے بیگانہ نہ رہے قیمت ایک روپیہ محصول ۶ر

خاموش تبلیغ

ملت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گزر رہا ہے اس سے ہر شخص واقف ہے مسلمانوں کا افلاس روز بروز بڑھ رہا ہے، مسلمان غیر شرعی مراسم کے ہاتھوں تباہ ہو رہے ہیں اور کروڑوں روپیہ غیر مسلم جیبوں میں جا چکا ہے ان حالات سے متاثر ہو کر حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے ایک دلچسپ افسانہ لکھا ہے اس کتاب میں اصول تجارت، مسئلہ سود، ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت دارالحرب کی تعریف شادی غمی کے مراسم، بینکوں کے سود کا حکم وغیرہ وغیرہ قیمت آٹھ آنے محصول ۶ر

لیڈی حلیمہ خانم

جنہوں نے پورے پچاس پنڈتوں اور داہیوں سے مباحثہ کیا، بارہ روز مناظرہ رہا آخر میں اسلام کی فتح ہوئی اور لیڈی موصوفہ نے اپنی بقیہ زندگی تبلیغ کے لیے وقف کر دی یہ بالکل سچا واقعہ ہے جس کو ابو العلم مولانا حسن الدین خاموش نے بطرز سوال و جواب دو سو صفحات میں سارا مباحثہ قلمبند کیا ہے، کتاب اس قدر دلچسپ ہے شروع کرنے کے بعد ختم کیے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا اور کھانا پینا اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہر شخص مناظر ہو سکتا ہے، قیمت دس آنے محصول ۶ر

ساوتری

ایک ہندو خاتون کا تبلیغی مقاومت کے لیے بہترین افسانہ ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ باوجود سیا کا ایک ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہو گیا اور کفر و شرک کے مقابلہ میں ایک نومسلم خاتون نے کس طرح ہزارہا تکلیفیں برداشت کیں اور لوہے سے داغے جانے کے باوجود آخر وقت تک مسلمان رہی یہ افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہو چکا ہے اور بہت ذوق سے پڑھا جاتا ہے اس افسانہ سے اسلام کی دلنشینی اور فطری مذہب ہونے کا ثبوت ملتا ہے قیمت ۴ر محصول ۶ر

اندلس کی شہزادی

جب مسلمانوں کی خانہ جنگیوں نے اندلس کی حکومت کو ان سے چھڑا دیا، اور عیسائیوں نے ہتھیا لیا اس وقت بھی ان کا یہ کیرکٹر تھا کہ وہ اپنے وطن سے دغا نہیں کرتے تھے، اور جبکہ ایک دوسری عیسائی سلطنت نے اس پر حملہ کیا، تو انہوں نے وطن عزیز کی خاطر ملکہ پر جان قربان کر دی جہاں عیسائی سپہ سالار دم چرا گئے تھے وہاں ایک چرواہے نے ملکہ اندلس کی جان بچائی، تاریخی افسانہ ہے، دلچسپ لٹریچر ہے کیونکہ مولانا راشد الخیری مدظلہ العالی کی تصنیف ہے قیمت ۸ر محصول ۶ر کل ۱۴ر

نامور خواتین

جنہوں نے اپنے حسن عالمتاب سے بادشاہوں کی سلطنت قدموں سے روندیں، جنہوں نے بہادر اور شجیع جوانوں کی تلواریں کند کر دیں، جنہوں نے عارضہ حسن جوانوں کے جبار کے جبار اپنی چاندی صورت پر قربان کر ڈالے اس کتاب میں۔ ۳۰ ایسی خواتین کے حالات ہیں، جن کے نام یہ ہیں زبیدہ خاتون ام الخیر رابعہ، حفصہ، محنہ، زبدہ، رابعہ شامیہ شہدہ کاتبہ، علیہ بنت مہدی، قطر الندیٰ خدیجہ بنت القیم، امۃ الحکیم فاطمہ فقیہہ فاطمہ نیشاپوری، زلیخا ملکہ مصر بلقیس ملکہ صبا اور متعدد خواتین ہیں، قیمت ۱۲ر محصول ۷ر

ملنے کا پتہ : منیجر رسالہ مولوی [illegible] دہلی

کتابیں منگاتے وقت ریلوے اسٹیشن ضرور لکھدیا کیجیے، اگر ریلوے کے ذریعہ بھیجنے میں فائدہ ہوگا تو ریل کے ذریعہ ورنہ ڈاک کے ذریعہ روانہ

سلسلہ تعلیم الاسلام

جس کو مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کے لیے علامہ حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے تالیف فرمایا اسکے پانچ حصے ہیں، اول، قاعدہ ہے، اسکے بعد پہلا حصہ:- اسمیں عقاید کا ابتدائی حصہ اور طہارت دوسرا حصہ۔ اسمیں عقائد کی تفصیل اور نماز کا بیان تیسرا حصہ اسمیں عقائد کی اونچی باتیں اور روزہ زکوٰۃ چوتھا حصہ:- اسمیں حج اور حقوق انبیا وغیرہ اب تک ان رسائل کی تعداد تین لاکھ چون ہزار شایع ہوچکی ہے اور شاید ہی کوئی مکتب ایسا ہو جہاں یہ رائج نہ ہو پانچوں حصے ایک جگہ مجلد، قیمت فی جلد مجلد ایک روپیہ عمر

اسہل القرآن

یہ قاعدہ طلسمی ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ چھ مہینے میں صرف دو تین گھنٹے کی محنت سے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اس قاعدہ میں طوطے کی طرح رٹنے کی ضرورت نہیں بلکہ حروف کو ذہن نشین کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں، ابتدا میں حروف تہجی کے لحاظ سے بچوں کی رنگین تصاویر ہیں۔ اس کے بعد الف، بے پھر دو حرفی، سہ حرفی، چہار، پنج حرفی الفاظ اور ان کے معانی درج ہیں تاکہ الفاظ کے ساتھ ساتھ معانی پر بھی عبور حاصل ہو آخر میں قرآن شریف کی بامعنی آیتیں ہیں۔ قیمت فی جلد ۴ر ایک درجن

یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانے کا وہ مقبول اور بہترین قاعدہ جو ہر سال تین چار لاکھ چھپتا ہے اور جو مدرس اس کی خوبیوں سے واقف ہیں وہ اسی کو منگاتے ہیں بہت ہی آسان قاعدہ ہے اسمیں سبسے بڑھ کر کتابت کی خوبی ہے ایک نقطے زیر زبر اور حروف مفردات کے پہچان لینے کے بعد مرکبات کو بتانے کی مطلق ضرورت نہیں رہتی مصنف کا دعویٰ ہے کہ قاعدہ پڑھنے کے بعد صرف چھ مہینے میں بچہ بغیر استاد کی مدد کے قرآن شریف پڑھنے لگتا ہے، ضخامت ۴۴ صفحات، قیمت ۳ر آنے ایک جلد کے اور ۸ جلدیں ایک روپیہ کی

فارسی بول چال

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں فارسی سکھلانے والی کتاب یہ فارسی بول چال ہے جسے پنجاب یونیورسٹی سے علم فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کیے ہوئے دو فاضل حضرات نے سالہا سال کی عرق ریزی کے بعد فارسی زبان کو اردو میں ڈھالا ہے، شروع کتاب میں فارسی کے مفرد الفاظ کو گرمر کے لحاظ سے اردو معنی کے ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ہزاروں کی تعداد میں لکھے گئے ہیں، قسم قسم کے کاروباری خطوط کے نمونے، عرضیاں چٹھیاں تیارداری اور مبارکبادی تعزیت وغیرہ کے نمونے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ قیمت بارہ آنے

عام فہم اردو قاعدہ

جو کچھ نہیں جانتا وہ سب کچھ جان جاتا ہے یہ قاعدہ طلسمی نہیں اعجازی ہے۔ مصنف نے اس انداز سے مرتب کیا ہے گویا اس کو بچوں کی ذہنیت کا اندازہ الہام ہوگیا ہے۔ جتنے قاعدے آجتک چھپے ہیں، اس سے زیادہ آسان قاعدہ آجتک نہیں دیکھا گیا، اس قدر عجیب وغریب ترکیب اس قاعدہ کے پڑھانے، سمجھنے اور سمجھانے کی ہے کہ غبی سے غبی اور کُند ذہن بچہ بھی بہت آسانی سے حروف مفردات و مرکبات پہچان لیتا ہے اور اسی میں وہ تمام اردو پڑھنے اور سمجھنے کی ترکیبیں ہیں جو اس قسم کے قاعدوں میں ہوں ایک روپیہ کے ۲۰

معلم عربی

ہر مسلمان کی قدرتی خواہش ہوتی ہے کہ وہ عربی اتنی ضرور جان جائے جس سے وہ قرآن کو سمجھ کر پڑھ لے اگر معانی نہ بھی معلوم ہوں تب بھی الفاظ کے معنی تو ضرور معلوم ہو جائیں۔ عربی پڑھنے کا قدیم طریقہ بہت دیر طلب تھا، اس کے ابتدائی صرف ونحو ہی جی چھڑا دیتی ہے، معلم عربی میں صرف ونحو کے مشکل مسائل سے بچ کر اس انداز سے عربی پڑھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ ہر شخص اگر تھوڑے تامل سے ایک ایک سبق روزانہ پڑھ لے تو تین مہینے میں وہ خاصہ قرآن کا مفہوم سمجھنے لگے اور اس کے بعد تلاوت میں کیسی پر کیف ہوتی ہیں اسکا اندازہ کیجیے قیمت ۸ر علاوہ محصول

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصے سے یہ غلط خیال قایم ہوگیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے، مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لیے لکھی گئی ہے لایق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوش اسلوبی سے قایم کی ہے کہ سمجھدار آدمی بغیر استاد کی مدد کے اس کتاب سے سیکھ سکتا ہے، تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ آئے گی جس کے متعلق پہلے سے نہ بتا دیا ہو، ہر سبق کے لئے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالیں ہیں اس قاعدہ کی تشریح ہے ہر سہ جلد کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ۱۲ر محصول ڈاک

علم التصریف

میزان ومنشعب، پنج گنج، زبدہ، صرف میر، علم الصیغہ، مراح الارواح وشافیہ، غرضکہ عربی علم الصرف کی تمام کتابوں کا اگر عطر اور خلاصہ چاہیے تو علم التصریف سے فائدہ اٹھائیے فاضل مؤلف نے کوئی ضروری مسئلہ نظر انداز نہیں ہونے دیا اور ہر مسئلہ ایسی سہل اور صاف شکل وصورت میں پیش کیا ہے کہ مبتدی سے مبتدی کو بھی اشکال محسوس نہیں ہوتا، یہ کتاب اس غرض سے طالب علموں کے لیے تالیف کی ہے جو امید ہے انشاء اللہ سابق الذکر کتابوں سے بہت زیادہ مقبول ہوئی اور ہوگی ضخامت ۲۵۴ صفحات قیمت ایک روپیہ محصول ۶ر

موسٹر انگلش ٹیچر

کوئی جدید اعلان نہیں دہرانا ہے ہر مہینہ اعلان ہوتا ہے کہ تین مہینہ میں انگریزی آجائیگی اور حقیقت یہ ہے کہ آ رہی ہے اسی وجہ سے ہر مہینہ صدہا کتابیں فروخت ہوتی ہیں اور اسی انداز سے برابر بک رہی ہیں۔ اگر آپ اس کتاب کا ایک سبق روزانہ صرف ایک گھنٹہ کی محنت سے پڑھ لیں تو بغیر استاد کی ذرا سی مدد کے آپ انگریزی پڑھنے کا کام بخوبی چلا سکیں گے، اب تو یہ تنہا ہی نہیں دعویٰ ہے۔ کیونکہ اس کے خلاف مثال نہیں ملتی یہ وہ طلسمی کتاب ہے کہ جس کے پاس پہنچ گئی وہ یقیناً کامیاب ہوا۔ ۲۰۴ صفحات قیمت صرف ایک روپیہ

کریم اللغات

فارسی زبان کے ۲۰ ہزار الفاظ کے لغات کی سستی کتاب آپ کو خبر ہی نہیں ہوتی اور روزمرہ بول چال میں کتنے فارسی کے الفاظ ایسے ہیں جو باوجود روزمرہ بولنے کے بھی ان کے معنوں سے واقف نہیں اور بعض مرتبہ ان کا محل استعمال غلط ہوتا ہے اور پڑھے لکھے لوگوں میں جب اس کی وجہ سے خفت ہوتی ہے تو بڑا افسوس آتا ہے، اتنی بڑی بات کے لیے ذرا سی تکلیف گوارا کیجیے، جدید کریم اللغات منگا کر اپنے مطالعہ میں رکھیے دو چار مہینوں میں آپکی بول چال اور تقریر میں نہایت موزوں برجستہ الفاظ آجائیں گے، قیمت مجلد ۲۰۰ صفحات بارہ آنے ۱۲ر محصول

اردو خط وکتابت

لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے لیے علیحدہ علیحدہ کتابیں ہیں، بظاہر دل کا حال ہر شخص لکھ سکتا ہے لیکن بہت مشکل ہے اور بہتوں کو اردو لکھنا پڑھنا آتا ہے، مگر خط لکھنا نہیں آتا، یہ کتاب لڑکوں اور لڑکیوں کو خط وکتابت بتاتی ہے اور خط نویسی کا ایسا انداز تحریر اسمیں موجود ہے کہ بڑے دفتر کو چھوٹے سے خط میں بند کر دیا جاتا ہے، ابتدا سے اگر خط وکتابت کی مشق کرائی جائے تو مہارت ہو جاتی ہے اور آیندہ اسمیں خوب چلا ہوتی ہے۔ قیمت چھ آنے ہے، اور دونو ساتھ منگائیں تو دس آنے محصول عمر ۱۲ر

قاعدہ ختم القواعد

یہ بھی کاوہ اعجاز نما قاعدہ ہے جس میں الف بے تے پڑھ لینے کے بعد مرکبات صرف ایک مرتبہ ذہن نشین کرانے پڑتے ہیں اور آگے بچہ خود پڑھنے لگتا ہے، مؤلف نے کچھ ایسی پڑھانے اور سمجھانے کی کنجی اسمیں رکھی ہے، اور کچھ ایسی ترکیبیں ہیں کہ نہ استاد کو تکان نہ شاگرد کو، ایسا شاید ہی کوئی بچہ ایک دفعہ اسمیں پڑھ لینے کے بعد دوسرے کسی قاعدہ میں پڑھنا گوارا کرے یہ قاعدہ مقبول ہوگیا ہے اب تک ۲۰ ہزار چھپا ہے ایک روپیہ کے سولہ اور پانچ روپے کے سو ہیں۔ محصول ڈاک ۱۶ جلدوں پر ۱۰ر اور سو جلدیں ریل کے ذریعہ منگائیے

پتہ، دفتر رسالہ مولوی محمدیہ پریس دہلی

عورت بالتصویر

پہلو کی سیج پر حسن کی رعنائیاں دیکھنے سے پہلے مجسمہ ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب آپ کتاب عورت پڑھ لیں اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے عورت نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے، عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم عورت کی فطرت، عورت کی تربیت، عورت کے بلوغ حسن کی خوشہ چینی غرضیکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات ایسی نہیں ہے جو اس کتاب میں نہ ہو اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین فوٹو ہیں قیمت دو روپے محصول ۴

شب نامچہ عروسی باتصویر

ایک مست شباب دوشیزہ کا شب نامچہ ہے اور سہاگ کی چند راتوں کا وہ سرشار اور کیف انگیز انداز سے ذکر کیا ہے، کہ پڑھتے پڑھتے سسکیاں بھرنے لگتی ہیں، یہ صرف چند نشاط افزا الفاظ کا مجموعہ ہی نہیں ہے بلکہ ازدواجی سرتوں کے پوشیدہ راز اسی کتاب سے معلوم ہوتے ہیں، اتنی دلچسپ اور صنفی معلومات سے پر شاید ہی کوئی دوسری کتاب ہو شب نامچہ عروسی میں لٹریچر کے پرکیف گھونٹوں کے ساتھ ساتھ گیارہ عکسی فوٹو بھی ہیں تاکہ دل و دماغ کے ساتھ آنکھیں بھی لطف اندوز ہوں قیمت ایک روپیہ محصولڈاک ۶

لذت شباب

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یعنی ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس سے آپ کو معلوم ہوگا، کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قایم رکھ سکتے ہیں، عورت کے تاثرات کیا ہیں، حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہئے گلزار شباب کس طرح وقف خزاں ہوتا ہے، شباب کی روٹھی ہوئی دیوی کس طرح منتی ہے، عورت اگر عورت سے اور مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتایج پیدا ہوتے ہیں، لذت شباب میں سرشاری شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لئے صدہا مجرب نسخے بھی ہیں ۸ فوٹو بلاک ہیں، قیمت ایک روپیہ محصول ۶

برتھ کنٹرول

عورت کی شباب آفرین لذت اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے، جبکہ تم اس کے حسن و جمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز سمجھ لو، اولاد کی کثرت سے نہ صرف ملکہ حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے بلکہ غریب والدین کے لئے اپنی پرورش سوہان روح ہوتی ہے اور انسان ازدواجی ذوق و لذت سے محروم ہو جاتا ہے، برتھ کنٹرول ایک حیرت انگیز علمی کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد تمہاری سامنے زندگی کی ایک بڑی حقیقت بے نقاب ہو جائے گی اور یقین کے ساتھ اولاد کی پیدائش تمہارے اپنے اختیاری ہو جائیگی، قیمت ایک روپیہ محصول ۶

شب عروسی باتصویر

پڑھ لینے کے بعد شب عروسی کی سب باتیں معلوم ہو جائیں گی، شادی کے وقت عموماً دوستوں کو کچھ نہ کچھ تحفہ دیا جاتا ہے اگر آپ اپنے دوستوں کو ایسے موقعہ پر کوئی بہترین تحفہ دینا چاہتے ہیں تو صرف یہ کتاب دیجئے، شب عروسی اصلی کتاب زندگی کا پہلا ورق ہے یا تکمیل انسانیت کے بام عروج کی پہلی سیڑھی ہے اگر اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اس زینہ پر قدم رکھا جائیگا، تو وہ ایسا کامیاب قدم ہوگا، کہ انسانی کی یہ فطری مسرت ہمیشہ ہمیشہ برقرار رہے گی، قیمت ایک روپیہ ہے جو اس کے منافع پر سود مند صدقہ ہے

دوشیزہ کی ڈائری

ایک دوشیزہ نازنین کے دل میں کس قسم کے پوشیدہ جذبات پیدا ہوتے ہیں، شادی سے پیشتر کیا معلوم کرنا چاہتی ہے شادی کے بعد اس کے لئے کن باتوں کا علم ضروری ہے حسن شباب کی حفاظت کس طرح کی جاتی ہے اور دوشیزہ کی پرکیف زندگی سے عیش و مسرت کی بہار کس طرح لوٹی جاتی ہے ان تمام باتوں کا جواب آپکو دوشیزہ کی ڈائری میں ملیگا، ایک مست شباب دوشیزہ کی زبان سے ان تمام پوشیدہ جذبات کی تصویر کھینچی گئی ہے، فوٹو بلاک کے متعدد حسین و جمیل تصویروں نے کتاب کی زینت میں اضافہ کر دیا ہے، قیمت دو روپے علاوہ محصول ۴

شب عروسی کے افسانے

وہ لذیذ کتاب ہے جو ازدواجی زندگی کے تمام لذائذ یکجا کرنے میں کامیاب ہوئی ہے اس کا دوسرا نام عروس نو ہے، کتاب کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ کتاب کیسی دلآویز ہوگی اور واقعہ یہ ہے کہ عروس کی طرح ہی ہے یہ کتاب حسین، پر لذت اور معطر جذبات کی آئینہ دار ہے، شب عروسی کے متعدد افسانے سچ مچ کی نئی دلہن بنکر سامنے آجاتے ہیں، جتنے افسانے ہیں اتنے ہی طریق پر اس زندگی کی سب سے بہتر راتیں مزے لوٹے گئے ہیں فقط باتیں یا حکایتیں ہی نہیں ہیں، بلکہ کامیاب و لذیذ زندگی کا لائحہ عمل ہیں، قیمت عہ محصول ۴

سہاگن کا سہاگ

سات سہیلیوں کا جھرمٹ، سات مست شباب لذت یاب راتوں کی لذیذ داستانیں، ان میں سب کچھ ہے جو تخیل کی لذت میں ہو سکتا ہے سہیلیوں کی پر لطف نوک جھونک، معاملات گلفشتی کی خاص زبان سے شب عروسی کی داستانیں ازدواجی زندگی کے اہم ترین پوشیدہ راز، غرضیکہ سہاگن کا سہاگ دنیائے صنفیات میں اپنے طرز کی انوکھی کتاب ہے جس کو شادی کے چلے میں سات دلہنوں نے بیان کیا، بڑی لذت یاب اور پرکیف کتاب ہے متعدد حسین فوٹو بھی ہیں، قیمت ایک روپیہ محصولڈاک ۶

کیف مواصلت

دنیائے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز ایک مرد اور جوان مرد کے لئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیف انگیز امر ہے جس پر دنیا کی بقا کا دارو مدار ہے، یوں تو فطرت کی بخشی دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانوروں کی گذار لیتے ہیں، بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذیحیات عالم سے مابہ الامتیاز ہو، یہ کتاب مواصلت اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لذت ہی لذت ہو، قیمت ایک روپیہ

بہار شباب

صنفی کتابوں میں جس اسلوب بیان کو امتیاز حاصل ہے وہ جذبات کی بیجا فیاضی ہے یہ چیز مطالعہ کے لئے خواہ کتنی ہی لذیذ کیوں نہ ہو لیکن اصل فائدہ اس پروگرام کے ماتحت ہے جس کے ماتحت رہکر انسان جوانی دیوانی کو قابو میں رکھ کر چاہتا ہے، کہ یہ بالذات قایم ہو جائے، بہار شباب میں ایسا ہی بااثر نظام جوانی کی پرکیف زندگی اور اس کو دوام کرنے کے لئے بڑے بڑے مجرب طریقے، قاعدے نسخے ہدایات حفظ ماتقدم کی ہزارہا باتیں اور عورتوں کی اندرونی کیفیات کو مردوں کو آئینہ کر دیا ہے

قیمت ایک روپیہ محصولڈاک ۶ کل ۱۴

شاہی کوک شاستر

جو بادشاہوں کے لئے نہایت زیادہ اب عام ہے اس کتاب میں رجوع الشیخ نے لذت کے سرچشمہ عورت کو لینے انداز میں پیش کیا ہے، کہ وہ لذتیں جو ایک عام آدمی کے ذہن میں عورتوں میں ہوتی ہیں شاید وہ ان کے پاس بھی نہ ہوں ارباب نشاط نے عورت کے رو میں رویں سے لذت ہی لذت ثابت کی ہے اور اس طرح مرد کی قوت ہنانی کو مزید طاقتور کرنے کیلئے نسخے سکھ اور ہزاروں گر بتلائے ہیں اسی علاج کے سلسلہ میں حکایات وصل جو بیان ہوئی ہیں جو صدہا معجونوں لاکھوں مقویات، تدابیر تمکینی زیادہ مقوی ہیں، قیمت کامل ڈیڑھ روپیہ محصول ۶

میاں بیوی کی نوک جھوک

اگر اسمیں تلمیحات ہوں اور پر لطف لطیفہ ہوں، تو خانگی زندگی کو پرکیف بنا دیتی ہے، اگر بیوی کی بدمزاجی نے دم ناک کر دیا ہے اور گھریلو زندگی بے لطف ہو گئی ہے، تو گھر بار چھوڑ کر بے لطف ہونے کی ضرورت نہیں، میاں بیوی کی باتیں نامی کتاب آج ہی منگا کر دو دن پڑھئے، ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جائیں گے، یہ وہ طلسمی کتاب ہے کہ اس کو دیکھتے ہی بیوی کا غصہ فرو ہوگا، یہ کتاب ازدواجی زندگی کو ایسا ہی خوشگوار کر دیگی جیسا کہ نکمے سے کیا نہ ہو جاتا ہے بڑی دلچسپ کتاب ہے، قیمت ۸ محصول ۶

علم کا اضافہ ثواب کا اضافہ ہے، اگر آپ دوسروں کو کتابوں کے خریدنے کی ترغیب دیجئے، تو اس کا بھی اجر پائیں گے۔

محبت کے خطوط

عاشق و معشوق کے خطوط یہ شراب محبت میں ڈوبی ہوئی کتاب ان دلچسپ اور محبت سے لبریز خطوط کا لکھنا سکھاتی ہے، جو بچے عاشق شوہر اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو عالم محبت میں لکھنا چاہتی ہے، ہر ایک خط ایک فسانہ کی طرح دلچسپ اور محبت سے لبریز ہے، ہر جملہ میں محبت کی داستان پوشیدہ ہے دو فوٹو بلاک کی دیدہ زیب تصاویر ہیں، یہ وہ مقبول کتاب ہے جس کے معانی آفرین اور سحر نگارش نے ہزاروں بچھڑے ہوئے خاوندوں اور بیویوں کے دل جوڑ دیئے

قیمت ۸ر محصول ڈاک ۶ر کل ۱۴ر

دائی

دیہات میں جب آرام جان کی جان خطرہ میں ہوتی ہے اس وقت ایک چھوٹی سی کتاب کی قدر ہوتی ہے، جب بچے گھر میں ہوتے ہیں، تو یہ کتاب بھی ہونی چاہیے اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں، پیٹ کی احتیاط، زچہ خانہ، دائی کی ہوشیاری، مردہ بچہ کا زندہ کرنا، نال کاٹنا دردوں میں دیر، آنول نال نکالنا، بچنے کے بعد کیا کرنا چاہیے، خون، سر پہلے نکلے گا یا پیر پائل بچہ جنانا، بچہ کو پھیرنے کی ترتیب نال بے وقت نکلنا، آنول کا بے جگہ ہونا، پیٹ گرنا گیلین کا درد، بڑی مفید کتاب ہے قیمت ۲ر

صحت النسا کامل

عورتیں جہاں اپنے شباب میں مردوں کے لیے لذت کے خزانے پوشیدہ رکھتی ہیں اور ان کے حفاظت کے لیے ہر وقت آلہ کار بنی رہتی ہیں اس کے بدلہ میں کچھ نہ کچھ صلہ مردوں سے ملنا چاہیے مگر مردوں کی خود غرضیاں سوائے اپنے لطف کے دوسری طرف نگاہ ہی نہیں رکھتیں، اور ابتدائی افراط تفریط کے سلسلہ میں غریب عورتیں ایسے امراض میں مبتلا ہو جاتی ہیں کہ بالآخر موت سے انہیں دوچار ہونا پڑتا ہے نیز جب دوچار بچے ہو جاتے ہیں تو مردوں کی طرف سے جو بے پروائی ہوتی ہے اس سے دنیا واقف ہے یہ کتاب ان تمام امراض کا علاج ہے، قیمت ۸ر محصول

غریبوں کا سستا علاج

امیر تو ہر جگہ اپنے روپوں کے زور پر علاج کرا لیا کرتے ہیں، غریبوں میں اتنا بوتا کہاں ان کو تو دوچار پیسے بھی خرچ کرنے گراں ہیں یہ کتاب منگا کر آپ غریبوں کی بڑی خدمت کر سکتے ہیں اس کتاب کے کوڑیوں کے نسخے ہیں طیار کرلیں اور غریبوں کو مفت تقسیم کر دیں، افضل الناس خدمت الناس رسول کریم کا فرمان ہے یہ کتاب ایسی ہے کہ بلا ضرورت بھی ہر گھر میں رہنی چاہیے، کیونکہ اگر علاج کی ضرورت بھی پڑے تو فقط حفظ ما تقدم ہی تمام مرضوں کی آفت سے محفوظ رکھو ضخامت ۲۲۸ صفحات

قیمت آٹھ آنے محصول ڈاک ۶ر

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے جسمیں مصنف نے خلق خدا کی بھلائی کے لیے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام صحیح صحیح تجربہ کر کے درج کئے ہیں اسمیں صابون سازی کے ہر قسم کے طریقے، ہر قسم کے شربت اور اچار مربے وید کے خاص نسخے دانتوں کا صاف کرنا، مصنوعی اشیاء عطر، عرق، شیشہ کا کام بوٹ پالش، رنگ بنانا، سیاہیاں بنانا، نشبدات، جادو کے کام، آتشبازی بنانا، فوٹوگرافی، گھڑی ساف کرنا وغیرہ فنون کے طریقے درج ہیں، اس کتاب کو خرید کر سیکڑوں بھائی دھندے لگ گئے، قیمت ۸ر محصول ۶ر

اسرار صنعت

جب مالی پریشانیوں سے آپ مضطرب ہوں اور معاش کی کوئی راہ سمجھ میں نہ آئے تو ایک نرو خرچ کر کے یہ کتاب منگا لیجئے اس کے بعد اپنی جیب کا جائزہ لیجئے، اگر آپ کسی بڑے شہر میں ہیں تب بھی اور چھوٹے سے قصبہ میں ہیں جب بھی یہ کتاب آپ کی بہیاں مدد کرے گی اور آپ کا چھوٹا بڑا سرمایہ جو بھی ہوگا اس کے مطابق یہ کتاب کام دیگی، غرضکہ اس کتاب کے ذریعہ سے آپ ایک روپیہ سے لے کر ہزاروں تک اپنا سرمایہ فائدہ رسان طریقہ سے لگا سکتے ہیں۔

قیمت مجلد دس آنے محصول ڈاک ۶ر

موٹر کا استاد

اس کتاب کے دو حصے ہیں، پہلا حصہ معلم موٹر کار ۲۶۳ صفحے دوسرا حصہ اتالیق موٹر ۱۹۰ صفحات اشتہار میں مضامین کی فہرست تین چار صفحوں میں کئے مختصر یہ کہ یہ کتاب پاس ہو تو بیہ ولایت تک موٹر کی معلومات کی اس سے زائد تفصیل نہ ملیگی اس کو موٹر انسائیکلوپیڈیا کہیئے ہر موڈل اور ہر کارخانہ کی موٹر شین سے آگاہی اس کتاب سے ہو سکتی ہے، حد تو یہ ہے کہ موڈل ایٹ تک کا ترجمہ اسمیں موجود ہے ایسی کتاب گویا امتیاز ہے کہ اردو میں لکھی گئی، انگریزی میں مقبول ہوئی، قیمت ہر دو حصہ تین روپیہ محصول ۱۰ر

ولایتی مرغیاں

یہ کتاب ابھی چھپی ہے اسمیں ولایتی مرغیوں کی پرورش انکی شناخت، انکا شجرہ نسب اور دیکھ بھال کی پوری ہدایتیں ہیں، نیز مرغیوں کا علاج اور انکی بیماریاں، بیماریوں کی علامتیں ان کے حفظ ما تقدم کی تدابیر اور متعدد نسخے اس کتاب میں ہیں، نیز افزائش نسل کے طریقے تجارت کے راستے اور اس سلسلہ میں بہت گر بتلائے گئے ہیں، گو یہ مختصر کتاب ہے، لیکن کارآمد ہونے کے لحاظ سے بڑی بڑی کتابوں پر سبقت لے گئی ہے،

قیمت آٹھ آنے محصول ڈاک ۶ر کل ۱۴ر

دہلی کا دسترخوان

دہلی کی ایک ممتاز خاتون کی تحریر کردہ کھانا پکانے کی بہترین استانی کس قدر جلد مقبول ہوئی کہ حیرت ہوگئی، دہلی کا دسترخوان وہ سہل اور آسان کھانا پکانے کی کتاب ہے جس سے چھوٹی چھوٹی بچیاں ناسمجھ عورتیں اور مرد بھی بآسانی کم داموں میں اچھے کھانے کھا لیتے ہیں اور پکا لیتے ہیں یہی وہ کتاب ہے جو ہندو اور مسلمان دونوں میں مقبول ہے، اور ذرا اسی خاصی تعداد میں فروخت ہو رہی ہے اسمیں باورچی خانہ کا انتظام برتنوں کا سلیقہ، کھانا پکانے کا مہذب طریقہ سب ہی، قیمت آٹھ آنے محصول ڈاک ۶ر

دامن باغباں

ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے خالص مذہبی افسانوں کا مجموعہ جو ابھی حال میں شایع ہوا ہے یہ کتاب اپنی ظاہری اور باطنی خوبیوں کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ ہر گھر میں موجود رہے ایک تو دلچسپ داستان اور پھر ڈاکٹر صاحب کا دلکش طرز ادا ہر افسانہ اسمیں اسقدر دلآویز ہو گیا ہے، کہ شروع کر کے ختم کئے بغیر چھوڑنا ناممکن ہے ناظرین مولوی میں ہزاروں بھائی ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی دلنشین افسانہ نویسی کے مداح موجود ہیں جانتے ہیں، کہ یہ بات کسی مصنف کو نصیب نہیں اور یہ تو چیدہ افسانے ہیں، قیمت ایک روپیہ محصول ۴ر

درس معاشرت

معاشرت کی اصلاح کے سلسلہ میں نو افسانوں کا یہ مجموعہ ایسی موثر لٹریچر میں شایع ہوا ہے کہ ہر افسانہ اپنی جگہ ایک کافی درس عبرت ہے اور ہر افسانہ اسلامی طرز معاشرت کی منہ بولتی تصویر ہے افسانوں کے عنوان یہ ہیں عالی ہمت نوجوان، کرمن کے کھلونے، شہید رسوم، سیدانی کے رونے، عید کے دن شادی، تقدیر کی گردش، بے گناہ کی بربادی، غدر کی سرگزشت احساس فرض اور محبت ایثار کا پھل، ہر افسانہ موثر شیریں، عبرت خیز اور لائق عمل ہے، قیمت آٹھ آنے محصول ۶ر

مساوات المسلمین

فخر نسب پر غرور کرنیوالے مساوات المسلمین پڑھنے کے بعد کیسے شرمسار ہوتے جب انہوں نے حضور کا فرمان پڑھا، کہ اے قوم قریش اللہ نے تمہاری جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار مٹا دیا، تمام انسان آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے تھے بدنصیب ہندوستان میں مسلمانوں کے دماغ پر بھی اچھوت ادھار نہ ہوا، اور بڑے باپوں کے بیٹے اپنی بے وجاہتی کو نسب کے دامن میں چھپانے اور یہاں کے مسلمان بھی برہمن شودر بننے لگے اس کتاب نے ایسے مغرور انسانوں کی پول کھولدی ہے اور بتلایا ہے کہ اسلام اس لعنت سے پاک ہے قیمت ۶ر

ملنے کا پتہ :- حمیدیہ پریس ، دہلی

دوا فروشی سب سے بڑا گناہ ہے

...س کے اشتہار میں مبالغہ سے کام لیا جائے، اور ایسا مبالغہ جو خریدار کی تکلیف کا باعث ہو جائے، اور تجارتوں میں تو اشتہاری دھوکا صرف روپیہ برباد کرتا ہے۔ لیکن دوا دھوکا صحت و زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ایک بڑی غلطی یہ ہے کہ عوام ہمیشہ ان اشیا کی طرف راغب ہوتے ہیں جن کے اوصاف میں کم سے کم ۹۹ فیصدی مبالغہ ہوتا ہے۔ نتیجہ ...تعداد ایسے ہی لوگوں کی ہے۔ گو ایسے بھی لوگ ہیں جو صرف سچائی سے متاثر ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی تعداد اس قدر کم ہے کہ اب کوئی دواخانہ ایسے لوگوں کے ذریعہ اپنا پیٹ نہیں پال سکتا ...نے ہی یہ طے کیا ہے کہ ہم صرف ان ہی قلیل التعداد لوگوں تک پہنچنے کی کوشش کرینگے۔ جو خود بھی سچے ہیں۔ اور دوسروں کو سچا سمجھتے ہیں اور اشتہاری مبالغوں کو ٹھکرا ...صرف سچائی سے متاثر ہوتے ہیں۔

کہنے کو نہیں واقعتاً ہم اپنی ہر دوا کا رشتہ ہندوستان کے بڑے سے بڑے مسیح الزمان، افلاطون دوران سے جوڑ سکتے ہیں۔ لیکن اس سے زیادہ سے ایک دو وقت ...کھا سکتے ہیں اگر چیز اچھی نہ ہو۔ لیکن اگر ہمارے پاس چیز اچھی ہے۔ تو ہمیں کسی نسبت کی ضرورت نہیں۔

لکھنے کو نہیں حقیقتاً ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا کیمیائی طریقہ دواسازی آج ہندوستان کے ہر دواخانہ سے بہتر ہے اور ہمارا دواسازی کا معیار ہر دیسی دواخانہ ...سے ہے۔ لیکن اس سے کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہو سکتا۔ اگر دوا میں کوئی خصوصیت نہ ہو اور تندرستی کے لیے نافع نہ ہو سکے۔

پھر کیا آن اشتہاری ہتھکنڈوں، اوپر کی ٹیپ ٹاپ، فوائد میں ایک کی بجائے پورے سو فائدے سننے کے بغیر متاثر نہیں ہو سکتے۔ اگر کہنے کی نہیں ثابت کرنے کی ...ت ہے کہ سچ سچا اور جھوٹا جھوٹا ہوتا ہے۔ تو پھر آج ہم ایسے دواخانے سے متعارف کرانا چاہتے ہیں جس نے اپنا کام اشتہاری مبالغہ سے بالا رکھا ہے۔ اور وہ اپنی سچائی ...لیے کوئی دلیل پیش نہیں کرتا۔ سوائے یہ کہنے کے کہ تجربہ ہی بہترین کسوٹی ہے۔ اور اتنا وعدہ کرتے ہیں، کہ اگر ہماری دوا کا ذرا سا اثر نہ ہو جتنا ہم نے لکھا ہے، تو ہم اپنی فہرست میں ...ن ان کی رائے بھی درج کر دینگے جہاں ہزارہا شفایاب ہا ہیوں کے دیتے ہوئے سرٹیفکیٹ درج ہونگے

سو وقت تو ہمارے پاس حسب ذیل ادویات ہیں جن کو یقین و ایمان کے ساتھ پیش کر سکتے ہیں

...بہر حال دواخانہ ہے کونسا مرض ہے جس کی دوا نہیں۔ لیکن ہم عام طور سے وہی دوا پیش کرینگے جس کے متعلق یقین کامل ہو، کہ یہ سو فیصدی مفید ہے شفا تو خدا کے ہاتھ میں ہے

قرص ہاضم

...ح کو تحلیل کرتا ہے۔ غذا کو ہضم کرتا ہے۔ معدے کو قوت دیتا ہے۔ ایک قرص کھانا ...انے کے ایک گھنٹہ کھانا چاہیے۔ برسات میں اس کو بلا ضرورت بھی کھانا چاہیے انشاءاللہ ...معدے کے ہر زہریلے مادہ کو ابھرنے نہ دین گی ۶۰ گولیاں قیمت ایک روپیہ

قرص مقوی

...ت مردمی کی حفاظت اور ترقی اور سرعت کی خرابی کی اصلاح کرتی ہے۔ نوجوانی کی ...بدکاریوں کی خرابی کو دور کر کے طاقت اور امنگیں پیدا کرتی ہیں۔ اعضائے رئیسہ ...دماغ۔ جگر کی قوتوں اور تولید خون صالح کے لیے اور ہر ایک غذا جزو بدن کرنے ...لیے اسمیں خاص رعایت ہے، ایک گولی صبح و شام غذا کے بعد استعمال کریں۔ اس ...کی تاثیرات کے بیان کرنے میں بہت گنجائش ہے۔ صرف مبالغہ کا اندیشہ ہے، ایک مہینے ...لیے تیس خوراک یا ۶۰ گولیاں قیمت صرف چھ روپے

قرص جریان

...ذی مرض ہے اور لطف یہ ہے کہ سب کو ہوتا ہے۔ صرف محسوس اور غیر محسوس کا فرق ہے ...دوا میں اس کا خاص اہتمام ہے کہ جس جس وجہ سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے ان سب وجوہات ...پیش نظر رکھ کر یہ دوا طیار کی گئی ہے۔ ایک ہی ہفتہ کے استعمال سے بین فائدہ ہوتا ہے ...ایک قرص صبح گرم کے دودھ کے ساتھ استعمال کی جائے۔ ۳۰ گولیاں قیمت ڈھائی روپے

قرص ملین

پیٹ کو بڑھنے سے روکتا ہے، بھوک لگاتا ہے۔ قبض کشا ہے۔ ہاضمہ کے اعصاب کے لیے مقوی ہے۔ بلا ضرورت استعمال ہی اگر کبھی کیا جائے تو اچھا ہے۔ دو قرص گرم پانی کے ساتھ کھائیں ۳۰ گولیاں ۸

حب ممسک ...وقت میں مفید ہے تین گھنٹہ پہلے ایک گولی دودھ کے ساتھ کھائیں عجیب و غریب اثر دکھاتی ہے ۱۰ گولیاں قیمت ایک روپیہ

طلا خاص جن لوگوں نے استعمال کیا ہے وہ تو بہت مداح ہیں۔ طاقت پیدا کرتا عضو کی کجی و لاغری میں بین امتیاز ہو جائیگا۔ صرف دو ہفتہ استعمال کر کے اندازہ کیجیے۔ دو ہفتہ کے استعمال کے لیے ڈھائی روپے۔

حب اعصاب دماغ اور اعصاب اور تمام اعضا کو قوت دینے میں بہترین گولیاں ہیں۔ ایک گولی ان کو ایک رات کو بعد غذا کھائیں۔ دو ہفتہ میں ہی اپنی توانائی میں فرق دیکھ لیں گے۔ ۴۰ خوراک قیمت چار روپے۔

قرص سوزاک سوزاک پرانا ہو یا نیا سب کو دور کرتا ہے۔ بہت مفید ہے ایک قرص ...بزوری ۴ تولہ کے ہمراہ استعمال کریں ۲۴ خوراک تین روپے

قرص آتشک آتشک کے لیے بہت مفید ہے۔ خدا کے فضل سے ہڈیوں تک سے نکال دیتا ہے ۲۴ خوراک چھ روپے

ملنے کا پتہ منیجر سچا دواخانہ پوسٹ بکس ۱۰۰ دہلی

ہمالیہ پہاڑ میں جہاں سونا چاندی لوہے کی کانیں ہوتی ہیں وہاں ان کا ست لے کر غنایت پرگو سے یہ سلاجیت پیدا ہوتا ہے، کہ ہم ایسے دشوار گذار مقامات سے عرصہ چالیس سال سے منگا کر طب و ویدک طریقہ سے صاف کرتے ہیں جو کہ ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے، جس کے ہزارہا

ہزارہا سرٹیفکیٹ ہمارے پاس موجود ہیں

قوت بڑھانے والی طاقت مردمی کو اضافہ کرنے والی تمام قسم کے جریانوں سیلان بول کو دور کرنے والی مقوی اعلیٰ درجہ کی

اصلی سلاجیت

اکسیر اعظم — اکسیر اعظم

حکیم وید ڈاکٹروں نے متفق ہو کر تجربہ کر کے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ دنیا بھر کی ادویات میں شدہ سلاجیت کی برابر ہر قسم کے جریان کو دفع کر کے طاقت دینے والی کوئی دوا نہیں ہے جس کے استعمال سے بوڑھے جوان اور جوان نوجوان بن جاتے ہیں، دو چار خوراک سے ہی فائدہ نظر آ جاتا ہے، بدن سے سستی اور کمزوری کا ایک [illegible] جاتی ہے، کچھ دن استعمال کرنے سے ہر قسم کی دھات وجریان و کمزوری و خواب میں احتلام ہونا، اور نطفہ پتلا پڑ جانا، پیشاب کے ساتھ دھات کا جانا، اور پیشاب میں [illegible] کا جانا، بار بار پیشاب آنا، مثانہ کی کمزوری، نامردی، ناطاقتی، کمر کا درد، تھکاوٹ، دماغی کمزوریاں، سر کا درد، چکر آنا، پاگل پن، مرگی وغیرہ ہمیشہ کے لئے [illegible] ہے ہیں، اور منی دھات کو طاقتور بناتا ہے، اس کے استعمال سے نیا صاف خون پیدا ہوتا ہے، دل و دماغ اور جسم میں طاقت، آنکھوں میں روشنی، بدن [illegible] چستی اور چہرہ پر رونق آ جاتی ہے، ایک خوراک سے ہی پیشاب کی جلن، کرک، پیلی رنگت دور ہو جاتی ہے، سات دن استعمال کرنے سے نئے پرانے سوزاک کو آرام ہو جاتا ہے، ایسے ہی خونی و بادی بواسیر کو بھی دور کرتا ہے ہر قسم کی ریاحی درد ہاتھ پاؤں، کمر، پسلی کا درد، پرانی چوٹ کا درد یعنی جسم کی ہر تکلیف کو اور ورم نزلہ، زکام کھانسی، اور رکت دمہ، تپ دق بدن پیلا پڑنا، پیٹ اور سانس کی بیماری کو دور کرنے کی خاص طاقت اور اثر رکھتا ہے۔

اس کے اوصاف یونانی اور مصری طب و حکمت کی بڑی بڑی کتابوں میں لکھے ہیں، دنیا میں کوئی بیماری ایسی نہیں ہے، کہ جس کو سلاجیت سے نفع نہ پہنچے، نیز عورتوں کی کمزوری اور پیشاب کے ساتھ سفیدی آنے کو دور کرنے کی خاص دوا ہے

ہر سال جو شخص کم سے کم ہماری سلاجیت کو ایک ماہ پانچ تولہ کھاتا رہے اور بچوں کو بھی کھلاتا رہے تو ہر قسم کی بیماریوں سے بچ کر موٹا تازہ اور تندرست رہے گا، اور عمر بھی زیادہ ہوگی،

ترکیب استعمال کی چھ زبانوں میں چھپی ہوئی کتاب بلا قیمت بھیجی جاتی ہے، اور قیمت بھی بغرض فائدہ ہر خاص و عام بہت کم رکھی گئی ہے

پانچ تولہ کی قیمت سوا دو روپے دس تولہ کی قیمت سوا چار روپے بیس تولہ کی آٹھ روپے

محصول ڈاک ۵ ر چالیس تولہ آدھ سیر ساڑھے پندرہ روپے، ۸۰ تولہ یا سیر بھر کی قیمت تیس روپے محصول کے علاوہ

ملنے کا پتہ ہمالیہ ڈپو، ہردوار، ضلع سہارنپور

تصدیق ہماری سلاجیت کی صداقت میں کیرو یونیورسٹی مصر کے سند یافتہ جناب مفتی حکیم سید مولانا محمد قاسم علی صاحب ازہری امام و صدر انجمن طلبا مراد آباد سے تحریر فرماتے ہیں آپ کا سلاجیت میں نے ذاتی طور پر بھی استعمال کیا، و نیز اکثر مریضوں کو استعمال کرایا، بڑی مسرت کے ساتھ منیجر ہمالیہ ڈپو ہردوار کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ کا صاف شدہ سلاجیت فی الواقعہ بہت ہی مفید اور بہتر چیز ہے، جریان و سوزاک قلۃ الماء اور رقیلہ الریح، فوطہ میں پانی آ جانا، ریح الکلیہ غرض کہ امراض گردہ و مثانہ کے لئے بہترین چیز ہے

عبدالحمید پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع دہلی میں چھپوایا

مدیر مسئول۔ عبد الحمید خان

اب صرف چار سو بھائی اور شریک ہو سکتے ہیں

بخاری شریف کی سعادت میں ۔۔ بھائی تو شریک ہو چکے ہیں صرف ۔۔ بھائیوں کے لیے اور گنجائش ہے تب یہ اڈیشن پورا ہو جائے گا۔ اس کے بعد جب دوسرا اڈیشن چھپے گا دیکھا جائے گا۔ حسنة الدنیا والاخرہ کی صحیح مثال بخاری شریف اردو کی طباعت کی شرکت ہے۔ اجر آخرت تو ظاہر ہے اور دنیاوی فائدہ یہ ہے کہ تین جلدیں کامل کی ہونگی بہت اعلیٰ کاغذ ضخامت ۔۔ صفحہ تینوں جلدیں مجلد چرمی مجلد اور پیشگی دینے والوں کے لیے صرف پانچ روپے، علاوہ محصولڈاک۔

پانچ روپے بذریعہ منی آرڈر بھیج دیجیے، پہلی جلد تیار فوراً بھیجدی جائے گی، اور غالباً دوسری جلد بھی اس پرچہ کے شائع ہونے تک طیار ہو جائے تو دونوں جلدیں فوراً ارسال ہونگی اور تیسری جلد جب تیار ہوگی وہ تینوں جلدوں کا محصولڈاک وصول کرنے کے لیے وی پی بھیجی جائے گی، جلدی بھیجئے ۔۔ بہت زائد گنجائش ہی نہیں ہے

منیجر مولوی دہلی

منیجر رسالہ "مولوی" پوسٹ بکس نمبر ٦ دہلی

SA71.30

انتباہ:۔ آپکا نمبر خریداری آپکے پتہ کے شروع میں درج ہے اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہوسکتی ہے نہ ہوگی۔ منیجر

سچے دواخانے کی کامیاب مجرب اور اچھی دوائیں

سچے دواخانہ کی کامیابی کا راز صرف یہی ہے کہ وہ اپنی بنائی ہوئی دواؤں کو باوجود واقعہ کے کسی بڑے مشہور حکیم سے منسوب نہیں کرتا، وہ صرف اپنی محنت و دیانتداری اور خدا کے بھروسے پر یقین رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے ایک معمولی اشتہار سے اس کی دوائیوں کی دھوم مچ گئی۔ اگر خدانہ کرے آپ کو دوائی کی ضرورت ہو تو پھر سچا دواخانہ سب سے بہتر دواساز ہے اس سے طلب کیجئے

برساتی

یا درہے یا ہضم، برسات کے موسم میں جبکہ قدرتی رطوبات غذا کو دیر میں ہضم کرتی ہیں، اور اکثر اوقات امتلا پیدا ہوجاتا ہے یہ گولیاں ان فاضل رطوبات کے اثر کو زائل کرکے غذا کے تحلیل کرنے میں بہت مدد دیتی ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اگر غذا ہی تحلیل ہو کر صحیح جزو بدن نہ ہو تو انسانی زندگی بہت کچھ خطرے میں پڑ جاتی ہے اس لیئے یہ برساتی بلا ضرورت ہی استعمال کرنی چاہئے، ہر کھانا کھانے کے بعد ایک گولی کم از کم آخر اکتوبر تک ضرور کھائیں۔ انشاء اللہ طبیعت بشاش رہیگی، اور معدے کا ہر زہریلا مادہ ابھرنے نہ پائے گا۔ ۱۰۰ گولیاں قیمت ایک روپیہ محصولڈاک ۸ کل ۱؎

مقوی

یہ نہایت ہی مفید دوا ہے، قوت مردانہ کے لیئے ایک پیام ہے۔ کی تمام کمزوریوں کو دور کرکے ایک نئی قوت اعصاب کو پہنچاتی ہے۔ گردوں کو قوی کرنے کے لیے بھی ایک اچھی چیز ہے، مادہ تولید پیدا کرنے میں ایک خاص اثر رکھتی ہے، اور بقائے نسل انسانی کی وہ قوت جو بیماری یا عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے یا کثرت جماع یا جسم میں خون کم بننے کی وجہ سے کم ہوجاتی ہے اس قوت کو اصلی حالت پر لاکر تر و تازہ بنا دیتا ہے یہ قرص ہمارے دواخانہ میں خاص اہتمام سے تیار کئے جاتے ہیں، اگر مستقل فائدہ اٹھانا ہو تو کم از کم چالیس روز تک استعمال کیجئے، اسمیں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر غذا اس کی وجہ سے صحیح جزو بدن ہوجاتی ہے، کھانا کھانے کے بعد ایک گولی کھانی چاہیئے، قیمت ۶۰ گولی جو ایک ماہ کے لیئے ہیں قیمت چار روپے محصولڈاک ۸ کل چار روپے آٹھ آنہ

جریان بند

جریان بڑا موذی مرض ہے اور ۹۹ فیصدی آدمیوں کو ہوتا ہے یہ ایک خوفناک مرض ہے جو آہستہ آہستہ تمام اعضائے رئیسہ کو کمزور کردیتا ہے اور جسم کے ہر حصہ کو نقصان پہنچاتا ہے، بالکل اسی طرح یہ مرض انسان کے دل و دماغ اور معدے و جگر کو ضعیف و ناتوان کرکے طرح طرح کے امراض پیدا کرتا ہے اور مریض اسے معمولی شکایت خیال کرکے یا شرم و لحاظ کی وجہ سے اپنی صحیح حالت طبیب سے بیان نہیں کرتے اور اپنی صحت کو تباہ اور برباد کرکے جیتے جی زندگی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ کو سرعت رقت یا کثرت احتلام کی شکایت ہے یا پیشاب کے بعد کمزوری محسوس ہوتی ہے یا طبیعت بشاش نہیں رہتی یا کمر میں درد رہتا ہے، یا دماغی کام کرنے سے تکان ہوجاتی ہے تو آج ہی آپ یہ دوا منگائیے اور ڈہائی روپے میں اس دشمن جان و آبرو سے نجات حاصل کیجئے یہ قرص مذکورہ بالا تمام شکایتوں کو دور کرنے میں مفید ثابت ہوئے ہیں اور ہر موسم میں استعمال کئے جاتے ہیں، مرد عورت دونوں کے لیئے یکساں مفید ہیں انکی تمام خوبیاں استعمال کرنے سے ہی معلوم ہوسکتی ہیں، صرف ایک قرص نیم گرم دودھ کے ساتھ استعمال کی جائے۔ ۳۰ گولیاں ڈھائی روپے محصول ۸

ممسک اعظم

یہ کوئی بڑے بخیل کا نام نہیں ہے، لیکن ہاں یہ طبعی قوت کو ضرور بخیل بنا دیتا ہے یہ بھی قرص یا گولیاں ہیں، قوت مردانہ کی محافظ، سرعت جیسی اذم کرنے والی شکایت کو دور کرتی ہے۔ اکثر ممسک دواؤں میں منشی اجزا شامل ہوتے ہیں لیکن نشہ آور چیزیں ہمیشہ نقصان پہنچاتی ہیں ہماری یہ گولیاں اس قسم کے مضر اثرات سے محفوظ ہیں ایک گولی سے دو گولی تک ضرورت سے دو گھنٹہ پہلے دودھ کے ساتھ کھائیں، اور پھر لطف و مسرت کا تماشہ دیکھیں، ان گولیوں میں خوبی یہ ہے کہ امساک کے ساتھ انتشار بھی قائم رکھتی ہیں، اس کے لیئے اسمیں خاص اجزا شامل ہیں، اور کچھ زیادہ قیمتی بھی نہیں ہیں، قیمت دس گولی ایک روپیہ محصول ۸ کل ۱؎

طلائے خاص

غلط کاریوں سے جو نقصان پیدا ہوجاتے ہیں اور مردانہ قوت کمزور ہو کر ٹیڑھا پن لاغری اور کجی وغیرہ ہوجاتی ہے ان تمام خرابیوں کو دور کرنے کے لیئے اس طلا کے فوائد بہتر اور اعلیٰ ثابت ہوئے ہیں۔ اگر سن و سال کی وجہ سے قوت مردمی میں کمی اور کمزوری محسوس ہو تو بھی یہ طلا بہت جلد بفضلہ تعالیٰ اس کو دور کردیتا ہے اور مرد کو صحیح معنی میں مرد بنا دیتا ہے جو لوگ شباب میں حرکات ناشائستہ کرکے اپنی زندگی برباد کر لیتے ہیں انکی بے کار زندگی کو بار آور بنانے کے لیئے، ایک بہترین طلا ہے ضعف مردمی خواہ کسی عنوان سے قائم ہوئی ہو یہ طلا مفید ہی نہیں مفید تر ہے۔ صرف دو ہفتہ استعمال کرکے دیکھیے۔ اگر بین فرق محسوس ہو تو تا قیام صحت کام جاری رکھیئے۔ دو ہفتہ کے استعمال کیلئے ڈہائی روپے محصول ۸

چاق چوبند

یا جب مقوی اعصاب، عام کمزوری خواہ کسی وجہ سے ہو دور کرنے میں اکسیری اثر رکھتے ہیں، دل و دماغ اور جگر کو قوی کرتے ہیں، کمزوری قلب، یا اختلاج یا کمی خون کی شکایت ہو تو یہ گولیاں ضرور استعمال کیجئے، یہ گولیاں دماغی کام کرنے والے اور دفاتر کے کارکنوں کے لیئے بہت مفید ہیں جو لوگ تکان جسم دور کرنے کے لیئے برانڈی استعمال کرتے تھے اب انہی گولیوں کو استعمال کرتے ہیں، کیونکہ ان کا اثر دیرپا ہوتا ہے اور توانائی عود کرنے ہی نہیں باقی رہتی ہے۔ زندگی کی حفاظت اور قوت کی بقا اگر روپوں سے زیادہ قیمتی ہے تو ان گولیوں کو استعمال کیجئے، جان ہے تو جہان ہے، طاقت ہے تو روزی ہے، جب اعصاب ہی مردہ ہوگئے تو پھر کمائیں گے کیونکر۔ ضرورت اس کی ہے کہ طاقت کم ہونے سے قبل اس کے خلا کو پورا کرلیں تاکہ اپنی مصروفیات کے بعد بھی آپ ویسے ہی چاق چوبند ہوں جیسے کام سے پہلے تھے۔ قیمت ۲۰ گولی چار روپے محصول ۸ کھانے کے بعد ایک گولی پانی کے ساتھ

قبض کشا

ہر مرض پیٹ سے شروع ہوتا ہے اور قبض پیٹ کی بیماریوں میں انسانی جسم کی پوری مشین اس سے خراب ہوجاتی ہے، اس لیئے آپ سب سے پہلے اس کا فکر کیجئے اور کبھی قبض نہ ہونے دیجئے، قبض کشا گولیاں ہمارے دواخانے کی سب سے زیادہ کامیاب ہیں۔ قبض دور کرنے میں مفید اور زود اثر ہیں، یہ قرص پیٹ کو بڑھنے سے روکتی ہیں، معدے کی گرانی کو دور کرتی ہیں، بھوک لگاتی ہیں، دائمی قبض دور کرنے کی بے نظیر دوا ہے دو قرص نیم گرم پانی کے ساتھ سوتے وقت کھائیں، ۴۰ گولیاں قیمت ۸

قرص سوزاک

سوزاک خواہ پرانا ہو یا نیا دونوں حالتوں میں مفید ہیں، پیشاب کی سوزش اور تکلیف کو دور کرتے ہیں پیشاب کی نالی میں جو خراش یا زخم ہو اس کو صاف کرکے مندمل کرتے ہیں، اگر خدانخواستہ آپ کو یہ مرض ہو جائے تو سب دواؤں کو چھوڑ کر یہ دوا منگائیں اور شافی مطلق کی شان کا تماشہ دیکھیے ایک قرص ہر تولہ شربت بزوری کے ساتھ کھائیں ۳۰ گولی تین روپے

پتہ سچا دواخانہ پوسٹ بکس نمبر ۲۶ دہلی

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی دہلی

ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۷ | بابت ماہ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ | نمبر ۵

خطبہ

الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً کما امر واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ارغاماً لمن جحد بہ ولقد قال اللہ تعالیٰ فی القرآن ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیحۃ وافضل اشغال خدمت الناس وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً خداوند حی وقیوم کی حمد وثنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے بعد برادران اسلام۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ومطہر زندگی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر ایک لمحہ امت کی سود وبہبود کی فکر ہی میں بسر ہوتا تھا اور ہر وقت آپ کے پیش نظر امت کی صلاح وفلاح ہی کا کام رہتا تھا اور حضور مبعوث ہی اسی لئے کئے گئے تھے اور آپ کی بعثت کا مقصد ہی یہ تھا کہ مخلوق الٰہی علم دین اور دنیا سے بہرہ ور ہو اور ہر دو نقطۂ نظر سے کامیاب زندگی بسر کرنے کے قابل ہو سکیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مختصر لفظوں کے اندر ہماری توجہ بھی اس طرف مبذول فرمادی ہے کہ ہر ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان اور ملت اسلام کے متعلق کیا فرض ہے۔

حضور کا ارشاد ہے کہ الدین النصیحۃ یعنی دین خیر خواہی ہے یعنی مکمل دین یہ ہے کہ ایک انسان دوسرے انسانوں کی خیر خواہی چاہے یعنی دوسرے کی بھلائی چاہے نصیحۃ کے معنی خیر خواہی کے ہیں خیر خواہی کے متعدد مدارج ہیں پہلا درجہ تو زبانی خیر خواہی کا ہے یعنی کسی کو اچھی طرح صلاح دینا نیک مشورہ سے اس کی مدد کرنا نفع اور نقصان سے آگاہ کر دینا دوسرا درجہ خیر خواہی کا یہ ہے کہ اس کے لیے عملاً کرنا اپنا وقت اپنی طاقت اپنا اثر اور اپنی دولت بھی اس کی فلاح وبہبود کے لئے صرف کرے اور تیسرا درجہ یہ ہے کہ ان سب امور کے علاوہ اپنا سب کچھ دوسروں کی فلاح وبہبود کے لئے قربان کر دے یہ سب سے بڑا اور سب سے بلند وبرتر مرتبہ ہے ع یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

ہر ایک مخص کے حصہ میں یہ عظمت وقدوسیت نہیں آیا کرتی لینی
یعنی ہر مدعی کے واسطے دار ورسن نہیں

اور یہی وہ شغل ہے جس کی نسبت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
افضل الاشغال خدمت الناس

تمام مشاغل سے افضل وبہتر شغل انسانی خدمت ہے اور اگر اسی شغل میں کوئی اپنی پوری طاقت تمام دولت اور جاہ تک قربان کر دے تو اس کے مرتبہ اور اس کی بزرگی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ اگر خدمت خلق وخیر خواہی بنی نوع انسان کا یہ جذبہ خلوص وصداقت پر مبنی ہوتا ہے تو ایسے افراد خلق کے مرجع بن جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے قلوب ان کے لئے کھول دیتا ہے اور اس کے بندے پروانہ وار اس کے گرد پھرنے لگتے ہیں اور راہ ہدایت وسعادت حاصل کرتے ہیں۔

بہرحال خدمت خلق وخیر خواہی مخلوق ایک سعادت ہے جس کے حصہ میں آئے وہ جتنا بھی فخر ومباہات کرے کم ہے۔

برادران اسلام! اب ہمیں اپنے احوال کا مطالعہ کرنا چاہئے اور اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہئے کہ ہم کہاں تک اس معیار پر پورے اترتے ہیں اور آیا ہماری زندگی کا کچھ حصہ اس افضل الاشغال میں بھی صرف ہوتا ہے یا نہیں جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر خواہی کا نام دین ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا ایک فیصدی کیا معنی ایک فی ہزار اور ایک فی لاکھ بھی ایسے افراد نہیں ہیں جن کا عمل افضل الاشغال پر ہو اور وہ اپنے وقت کا کچھ حصہ محض لوجہ اللہ خدمت خلق پر صرف کرتے ہوں۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے نصیحت وخیر خواہی کے مختلف مراتب ہیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ابتدائی مراتب اور درجے کے افراد واشخاص بھی ہماری ملت کے اندر بہت کم ہیں یعنی زبانی نصیحت گو اور خیر خواہی چاہنے والوں کی بھی جماعت زیادہ تر تو ایسے لوگ ہیں وہ محراب ومنبر پر نصیحت کرتے ہیں مگر خود ان کا دامن عمل خالی ہوتا ہے وہ کوری باتیں کرتے ہیں اور قال تعالیٰ وقال رسول اللہ صلعم تو ان کی زبان پر ہوتا ہے مگر ان کے قلوب اس صدائے دلنواز اور کلبانگ جانفزا سے ناآشنا ہوتے ہیں اور ان کے اندر خدمت خلق وخیر خواہی ملت کا کوئی مخلصانہ جذبہ اور کوئی سچی تڑپ نہیں ہوتی وہ محض پیشہ ور واعظ ہوتے ہیں اور ان کے پیش نظر طلب منفعت اور کسب زر ومال ہوتا ہے جو کچھ زبان سے کہتے ہیں اس کا ان کے دل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اس لئے اس زبانی نصیحت فرمائی وو عظ گوئی کا مطلق لوگوں کے قلوب پر اثر نہیں ہوتا ایسے ہی پیشہ ور بے عمل بلکہ بد عمل واعظوں کی نسبت عارف شیراز فرماتے ہیں ؎

واعظاں کیں جلوہ بر محراب ومنبر میکنند — چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند

ایسے واعظ اور نصیحت گو ملک اور قوم کو کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں ان پیشہ ور واعظوں کو نظر انداز کر دیجئے تو الدین النصیحۃ پر عمل کرنے والے عنقا صفت ہیں اور یہ زبانی نصیحت فرمانوں کا حال ہے اس سے اگر آگے بڑھئے اور عملی خیر خواہان امت

وملت کا جائزہ لیجئے تو اب بھی قحط الرجال نظر آئے گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کسی قوم ملت کی یہ انتہائی بدنصیبی ہے کہ اس کے اندر ایثار پیشہ اور مخلص بہی خواہان ملت کا قحط ہو اور تمام افراد ملت صرف انفرادی مشاغل اور ذاتی اغراض ہی میں منہمک تر ہوں اور اپنی ملت و قوم اور خلق خدا کے سود و بہبود کی ان کو مطلق پرواہ نہ ہو ایسی ملت آج نہیں تو کل اور جلد نہیں تو دیر سے ضرور قعر ذلت میں گر گئی۔

قرآن حکیم نے بھی مسلمانوں کے لئے ایک ایسی جماعت اور ایک ایسے گروہ کی ضرورت بتلائی ہے جو خیر و فلاح کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا رہے اچھے کاموں کی حکم دے اور برے کاموں سے روکے چنانچہ ارشاد ربانی ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر اے مسلمانوں تمہارے اندر خود تمہیں میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیئے جو خیر کی طرف دعوت دے اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے اس آیت میں صاف طریق پر بتلایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو ایک ایسی جماعت کی ضرورت ہے جو خالصاً لوجہ اللہ خادم خلق اللہ کے بندوں کو بھلائی اور بہتری کی راہ دکھلائے اور برائی و بدی کے راستہ پر چلنے سے روکے قرآنی الفاظ میں یدعون الی الخیر خیر کا لفظ عام ہے اور نہایت ہی وسیع المعنے خیر بہتری اور بھلائی کی ہر صورت پر حاوی ہے خواہ یہ بہتری اور بھلائی کسی نوعیت کی ہو اور کسی شکل پر مبنی ہو لفظ خیر کے اندر داخل ہے خواہ دینی بہتری و بھلائی ہو یا سیاسی و اقتصادی ہو خواہ اخلاقی بہتری ہو یا معاشرتی و تعلیمی غرض سب لفظ خیر کے وسیع معنی و مفہوم میں شامل ہیں۔ مثلاً آپ ایک جاہل خاندان کو تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دیں اور اس کو حصول علم کی راہ دکھائیں تو آپ کا یہ فعل یدعون الی الخیر میں داخل ہوگا۔ اسی طرح کسی شخص کو اگر آپ کسی اچھے کام کی طرف راغب کریں تو یہ یدعون الی الخیر میں ضرور گنا جائے گا ایک خاندان ہے جو افلاس کی مصیبت میں مبتلا ہے اور افلاس کے جو نتائج ہیں ان سب کا ظہور اس خاندان پر ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے یعنی افلاس کے لوازم میں سے جہالت توہم پرستی مذموم اخلاق و عادات بد معاشرت بدصحبت غرض یہ سب معائب افلاس کے ساتھ ساتھ آتے ہیں ایک خاندان ان سب معائب کا شکار ہے آپ نے کوشش کر کے اس خاندان کے افراد کو دولت پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور حصول دولت کے ذرائع ان کو بتلائے اور کسب کے راستہ میں جو مشکلات اور موانع تھے آپ نے ان کو ان کے راستے سے دور کیا اور سہولتیں بہم پہنچائیں یا تنگ کر کچھ عرصہ کے بعد آپ کی ساعی سے یہ خاندان افلاس اور اس کی پیدا کردہ برائیوں سے نجات پا گیا اور اس کے اندر علم بھی آ گیا اخلاق بھی سنور گئے اعمال و افعال بھی نیک ہو گئے آپ کی ان ساعی کا نام یدعون الی الخیر ہوگا۔

برادران اسلام! ہم کو اپنے اپنے مقام پر دیکھنا ہے کہ کیا ایسی مقدس و واجب التعظیم جماعتیں اور افراد موجود ہیں جن کی ضرورت خداوند حکیم کی طرف سے ہم کو بتلائی گئی ہے غور سے دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ صحیح معنوں میں اور صحیح قسم کی جماعتیں جو یدعون الی الخیر اور یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر کی صفت میں داخل ہوں نہ ہونے کے برابر ہیں اور افسوس اس امر کا ہے کہ نہ تو اس قسم کی منظم جماعتیں ہیں اور نہ بہت سے افراد ایسے ہیں جن کے مجموعہ پر جماعت یا گروہ کا اطلاق ہو سکے اور اگر بعض مقامات پر مختلف اصولوں سے جماعتیں موجود بھی ہیں جو خیر خواہی ملت و خدمت خلق کی مدعی ہیں تو وہ بہت کم حکم آیہ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر کے معیار پر اترتی ہیں بلکہ نہیں اترتیں اس کی وجہ یہ ہے کہ خلوص و للہیت سے تہی دامن ہیں اور نمود و نمائش اور شہرت و عزت ان کا مقصد ہے اور بعض اوقات دوسرے اغراض مذمومہ ایسی جماعتوں کی تہ میں ہوتے ہیں خالص خیر خواہی ملت و خدمت گزاری خلق کے لئے ایسی جماعتیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔

اور پھر ذرا ملت اسلامیہ کی وسعت کو دیکھو کہ وہ ہندوستان کے ایک ایک گوشہ میں پھیلی ہوئی ہے اور نام بردار وہ جماعتیں انگلیوں پر گنی جا سکتی ہیں جن کے نام سے بھی دیہات کے مسلمان واقف و آگاہ نہ ہوں گے پھر وہ غریب ناتعلیم یافتہ مفلس و بے سہارے مسلمان دور دراز دیہات و قصبات میں آباد ہیں ان کے لئے یدعون الی الخیر والی جماعت کونسی ہے اور مسلمانوں کی جہاں چھوٹی سی چھوٹی آبادی بھی ہو وہاں یدعون الی الخیر کی جماعت ضرور ہونی چاہیئے جو مسلمانوں کی بہتری و بھلائی کے لئے کام کرتی رہے۔

برادران اسلام! اگر مسلمانوں کی جماعت غور سے دیکھی جائے تو بہت ہی افسوسناک نظر آئیگی زندگی کے جتنے شعبے ہیں سب میں ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے آپ مذہبی حالت کو بچشم غائر دیکھئے کس قدر زبوں و زار ہے کہ بیان نہیں کی جا سکتی دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہ مذہبی لوگ ہیں یعنی نماز روزہ کے پابند داڑھیاں رکھنے والے لبیں ترشوانے والے نیم ساق پاجامہ پہننے والے اور پیشانیوں پر نماز کی گٹھہ رکھنے والے ایسے لوگوں کو پابند شریعت کہا جاتا ہے۔ دوسرا گروہ ہے جو نماز روزے کا پابند نہیں داڑھی رکھتا نہیں منڈاتا ہے۔ کپڑے ہر قسم کے پہنتا ہے یہ جماعت پابند شریعت نہیں کہلاتی عام طور پر مسلمانوں کو انہی دو گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے لیکن حیرت کا مقام ہے کہ جو گروہ پابند شریعت کہلاتا ہے حقیقتاً اس کی حالت بھی نہایت ناگفتہ بہ ہوتی ہے۔ باوجودیکہ وہ نماز پڑھتا اور روزے رکھتا ہے لیکن اخلاقی حالت نہایت پست ہوتی ہے نماز انسان کے اندر شریف ملکات پیدا کرتی ہے اور فحش و منکر سے انسان کو روکتی ہے قرآن حکیم میں ہے ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر یعنی نماز فحش اور منکر سے باز رکھتی ہے گویا نماز کی یہ صفت ہے کہ وہ نمازی کو فحش و منکر سے باز رکھتی ہے۔

مگر برادران اسلام! آپ اپنے خداوند علیم و خبیر کو گواہ کرکے فرمائیے کہ کیا آجکل کے نمازیوں کی حالت اس آیت کے مطابق ہے جس میں نماز کی صفت فحش و منکر سے باز رکھنا بتلایا گیا ہے اگر ایمانداری سے ہم جواب دیں گے تو لامحالہ ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ آجکل کے نمازیوں کی حالت وہ نہیں ہے جس کا ذکر آیت مذکورہ میں کیا گیا ہے اسی طرح روزہ کی صفت لعلکم تتقون بیان کی گئی ہے یعنی رمضان کے روزے انسان کو متقی اور پرہیزگار بنانے کے لئے ہیں تقویٰ بہت وسیع المعنی اور وسیع المفہوم قرآنی و شرعی اصطلاح ہے لغوی ترجمہ تو ڈرنے اور پرہیز کرنے کے ہیں مگر شرعی اصطلاح کا وسیع مفہوم یہ ہے کہ انسان جو قدم اپنی زندگی میں اٹھائے اور جو عمل اور جو فعل بھی اس سے سرزد ہو اس میں وہ خدا سے خوف کرے یعنی یہ خیال کرکے کوئی کام کرے کہ خدا کے نزدیک یہ فعل کیسا ہے اگر وہ فعل اور وہ عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا نہیں ہے تو اس سے بچے اور پرہیز کرے گویا متقی ہونے کے یہ معنے ہوئے کہ اس سے رضائے الٰہی کے خلاف کوئی کام سرزد نہ ہو اوامر کا پابند اور نواہی سے یکسر نفور ہو مطلب یہ ہوا کہ روزہ انسان کو اس قسم کا انسان بنا دیتا

ہے کہ وہ پھر تقویٰ کے خلاف قدم نہیں اٹھاتا اور تمام ایسے اعمال و افعال سے اجتناب کرتا ہے جسکے متعلق یہ شبہ بھی ہو کہ خدا اور اس کی اتاری ہوئی شریعت کے خلاف ہے۔

مگر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں نہیں ہے یعنی جب نماز اور روزہ کی یہ صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ فحش اور منکر سے باز رکھتی اور متقی بناتی ہے تو اس زمانہ میں جو نمازی اور روزہ دار ہیں ان کے اندر ان صفات کا جلوہ ہمیں کیوں نظر نہیں آتا اور کیوں ان لوگوں میں صحیح قسم کا تقویٰ نہیں پیدا ہوتا اور کیوں فحش و منکر سے ان کے دامن محفوظ نہیں رہتے یہ تو ہم کہہ ہی نہیں سکتے کہ کلام ربانی میں نماز اور روزے کی جو صفات اور ان کا جو اثر بیان کیا گیا ہے وہ غلط ہو یہ تو محال ہے ان کی صفت اور ان کا اثر تو یقیناً وہی ہے جو قرآن حکیم میں بیان کیا گیا ہے کیونکہ خدا اور اس کا کلام غلط نہیں ہو سکتا۔

پھر جب یہ طے شدہ امر ہے کہ خدا نے نماز اور روزے کی جو صفات بیان کی ہیں وہ حق ہیں اور آجکل کے نمازیوں اور روزے داروں میں ان کا کوئی اثر نظر نہیں آتا تو عقل ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم یہ تسلیم کریں کہ جن شرائط کے ساتھ نماز روزہ کی عبادتیں ہمیں ادا کرنی چاہئیں ان شرائط کے مطابق نہ ہم نماز ادا کرتے ہیں اور نہ روزہ رکھتے ہیں اگر پورے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کریں اور اس طرح نماز میں کھڑے ہوں کہ ہم اب بارگاہ الٰہی میں حاضر ہیں ہمارا قلب ہمارا دماغ اور ہماری روح تمام تر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے اور ما سوی اللہ کا خطرہ بھی دل میں باقی نہ رہے تو لازمی طور پر ایسی نماز کا وہی اثر ہم پر مترتب ہوگا جو قرآن پاک میں بیان فرمایا گیا ہے چنانچہ ایک واقعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے کہ کسی جہاد میں آپ کے پاؤں میں تیر لگا لوگوں نے اس کو نکالنے کی کوشش کی مگر اس میں اس قدر درد و تکلیف ہوتی تھی کہ قابل برداشت نہ تھی آخر حضرت علی نے فرمایا کہ جب میں نماز میں ہوں اس وقت یہ تیر پاؤں سے نکال لیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور بغیر کسی دقت کے تیر نکال لیا گیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خبر بھی نہ ہوئی یہ تھی وہ نماز جس کی صفت حق جل و علا نے یہ کہی ان الصلٰوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر میں فرمائی ہے نہ کہ یہ نماز جو ہم پڑھتے ہیں جس کے متعلق مولانا روم نے فرمایا ہے۔

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

چنانچہ حالت یہ ہے کہ ہم باوجودیکہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روزہ بھی رکھتے ہیں مگر اسی کے ساتھ ہر قسم کے فحش و منکر میں مبتلا ہیں ہر قسم کی بداخلاقیوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور ہر نوع کی بدکرداریاں ان کے دامنوں سے وابستہ رہتی ہیں۔

صرف مذہبی ہی حالت ایسی نہیں ہے بلکہ اخلاقی معاشرتی اقتصادی ہر قسم کی زندگی اسی طرح تباہ حال ہے مگر کوئی نہیں جو الدین النصیحۃ پر عمل کر کے ان کی خیر خواہی کرے کوئی نہیں جو افضل الاشغال خدمۃ الناس کا قدر شناس بنکر ان کی خدمت کرے اور کوئی نہیں جو ارشاد الٰہی و لتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر یامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر کی تعمیل کرے اور اس ملت مسلمہ کو دعوت خیر دے جو زندگی کے ہر شعبہ میں خیر سے محروم ہو گئی ہے اور امر معروف سے دور و مہجور اور منکر سے متصل و قریب ہو گئی ہے۔

پس اے برادران اسلام ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم میں ایسے لوگ پیدا ہوں اور ہم ان کی دعوت خیر کو لبیک کہیں ہمارے اسلاف کی حالت اس لئے بہتر تھی کہ ان کے اندر ایسی جماعتیں موجود تھیں جو خالصتاً لوجہ اللہ مسلمانوں کی خیر خواہی کا فرض انجام دیا کرتی تھیں اور ان کو خیر کی دعوت دیتی رہتی تھیں امر معروف کی طرف بلاتی اور امور منکر سے روکتی رہتی تھیں اور ملت ان کے کلام اور ان کی صدا کو گوش ہوش سے سنتی تھی جس کا نتیجہ یہ تھا کہ دین اور دنیا کی سعادت و سرفرازی سے وہ ہم دوش و ہمکنار تھی بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

خطبۂ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ و نشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ

اما بعد۔ درود و سلام بھیجو اس ہادی برحق محمد رسول اللہ پر جس نے ہم کو یہ ہدایت فرمائی کہ ہم ایک دوسرے کی خیر خواہی کیا کریں اور خلق کی خدمت کو افضل الاشغال فرما کر کسب سعادت کا موقع مرحمت فرمایا۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ آل و اصحاب و ازواج مطہرات پر خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی حضرت امام حسن حضرت امام حسین حضرت فاطمہ زہرا حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت حفصہ اور حضرت حمزہ و حضرت عباس پر کہ یہ تمام بزرگان دین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے تھے اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہے خدمت خلق ان کا شعار تھا اور لوگوں کو دعوت خیر دیتے تھے اچھائیوں کا حکم کرتے اور برائیوں سے روکتے رہتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو بقیہ عشرہ مبشرہ حضرت سعد حضرت سعید حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت ابو عبیدہ اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف پر اور تمام صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت عظام و مشائخ طریقت و علمائے شریعت پر جن کی مسلک و مشرب مسلمانوں کی خیر خواہی و خدمت تھی اور جو دعوت الی الخیر امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عمل پیرا تھے۔

اے اللہ تمام مسلمانان عالم کو توفیق دے کہ وہ ایک دوسرے کی خیر خواہی کو اپنا شعار بنائیں خدمت خلق کی اہمیت کو محسوس کریں اور اس افضل و بہتر شغل کو اختیار کریں اور اے خدائے قادر مختار مسلمانوں کے اندر وہ جذبہ اور وہ کیفیت پیدا کر کہ وہ تیرے احکام کے سامنے اپنی گردنیں جھکا دیں اور اپنی زندگیاں یکسر مطابق کتاب و سنت کے مطابق بنالیں اور ان کے اندر ہر جگہ امر معروف و نہی منکر کے فرائض انجام دینے والی اور خیر و بھلائی کی طرف امت کو دعوت دینے والی جماعتیں قائم فرما دے تاکہ وہ تیرے احکام کی تبلیغ و اشاعت کریں اور تیرے رسول کے فرامین گھر گھر پہنچائیں اور لوگوں کو خیر کی طرف بلائیں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون (عن امام المسلمین) اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ و اولیٰ و اعز و اجل و اتم و اعظم و اکبر

شذرات

آزاد علاقہ پر بمباری

کہ اگست سے سرحد کے آزاد قبائل میں سے بعض پر حکومت ہند کے احکام کے مطابق فضائے آسمانی سے بمباری کی جا رہی ہے اب تک متعدد مرتبہ ان قبائل کے مواضعات اور بستیوں پر بمباری کی جا چکی ہے۔

اس بمباری کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ حلیم زئی قبیلہ کے اندر تین اشخاص پوشیدہ ہیں جو قبائل کے اندر شاہ نادر خاں کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے تھے اس قبیلہ سے انگریزی حکومت نے مطالبہ کیا کہ تم ان تینوں پناہ گزین مجرموں کو نادر خاں (یا شاید حکومت ہند) کے حوالہ کر دو چونکہ قبیلہ مذکور ان تینوں اشخاص کو حاضر کرنے سے قاصر رہے اس لئے یہ فرض کر کے کہ مذکورہ اشخاص اسی قبیلہ کی پناہ میں ہیں اور قبیلہ ان کو دینا نہیں چاہتا ان پر یہ کہکر بمباری شروع کر دی گئی کہ اگر ۴۸ گھنٹہ کے اندر تم نے پناہ گزینوں کو حوالہ نہ کیا تو تمہاری پوری آبادی پر بمباری شروع کر دی جائے گی چنانچہ اس وقت تک متعدد دفعہ بمباری کی جا چکی ہے بعض سالم گاؤں بالکل برباد و تباہ ہو چکے ہیں۔

اس وقت تک جس قدر خبریں آئی ہیں ان میں اتلاف جان کی کوئی خبر نہیں آئی لیکن ایسی سخت بمباری سے کہ گاؤں کا گاؤں اور بستی کی بستی تہس نہس ہو گئی لوگوں کو شبہ ہوتا ہے کہ اگر تباہ شدہ مکانوں کا ملبہ ہٹایا جائے تو ممکن ہے کہ اس کے نیچے سے لاشیں برآمد ہوں۔

بمباری خواہ کسی قصور میں ہو تمام تہذیبوں اور شائستگیوں کے خلاف ایک وحشیانہ اور بربرانہ فعل ہے بین الاقوامی لیگ نے سول آبادی بلکہ غیر مصافی غیر جنگی شہریوں پر فضائے آسمانی سے بمباری کرنے کو ممنوع اور ناجائز قرار دیا ہے لیکن یہ کیسی بوالعجبی اور کس قدر حیرت انگیز امر ہے کہ اس دور تہذیب و شائستگی میں صرف اسی تصور پر کہ کسی آزاد قبیلہ میں وہ تین افراد پناہ گزین ہیں جو کسی دوست حکومت کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں اور اس قبیلہ کے بہ گمان ہے کہ اس نے ان کو پناہ دی ہے ان پر چند گھنٹوں کا نوٹس دیکر بمباری کرنا کس قدر نامنصفانہ اور وحشیانہ فعل ہے۔

واضح ہو کہ یہ قبیلہ جس پر بمباری ہو رہی ہے سرکشی کا اظہار نہیں کر رہے یعنی وہ یہ نہیں کہتے کہ جن پناہ گزینوں کا آپ مطالبہ کر رہے ہیں ہم ان کو نہیں دیں گے تم سے جو کچھ ہو سکے وہ کر لو بلکہ وہ غریب یہ کہتے ہیں کہ اب وہ پناہ گزین یہاں نہیں ہیں بلکہ یہاں سے کسی اور جگہ چلے گئے ہیں اسلئے ہم ان کو حاضر کرنے سے معذور ہیں اس کے معنے یہ ہوئے کہ وہ سرتابی و سرکشی نہیں کر رہے ہیں ممکن ہے کہ حکومت کی اطلاع یہ ہو کہ وہ اشخاص ابتک اسی قبیلہ میں روپوش ہیں قبیلہ مذکور بہانہ کر رہا اور جھوٹ بول رہا ہے لیکن اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ سرکشی و تمرد کا اظہار نہیں کر رہا یہ کہنے میں کہ "ہمارے یہاں وہ اشخاص تھے تو مگر اب کہیں چلے گئے ہیں یہاں نہیں ہیں" اور اس میں کہ "ہاں ہمارے پاس وہ پناہ گزین ہیں مگر ہم نہیں دیں گے جو تم سے ہو سکے وہ کر لو" ان دونوں اقوال میں بڑا فرق ہے اگرچہ ہمارے نزدیک اس دوسری صورت میں بھی بلا امتیاز زن و مرد بوڑھے اور جوان معذور و مجبور قصوردار اور بلاقصور سب پر بمباری کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے لیکن حاکمانہ نقطہ نظر سے شاید ایک فیصدی اس صورت میں جائز کہا جا سکتا مگر جب صورت دوسری ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے ملزم ہمارے پاس نہیں ہیں تو اس صورت میں بمباری کرنا تو حد درجہ نامناسب اور قابل ملامت ہے۔

عذر گناہ بدتر از گناہ

یہ کس قدر بارد عذر ہے کہ بمباری سے قبل ۴۸ گھنٹہ کا نوٹس اس قبیلہ اور اس گاؤں والوں کو دیدیا جاتا ہے جس پر بمباری کی جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس قسم کا نوٹس کس غرض سے دیا جاتا ہے اگر اس کی غرض یہ ہے کہ اس گاؤں اور بستی والوں کی جان و مال کو نقصان نہ پہنچے اور وہ اپنی جان و مال لیکر بھاگ جائیں تو یہ دو حال سے خالی نہیں یا تو قبائل کو اپنی جان اور مال کے بچانے میں کامیابی ہوتی ہے یا باوجود ۴۸ گھنٹے کے نوٹس کے ان کو نقصان پہنچتا ہے اگر نقصان نہیں پہنچتا تو بمباری لغو اور فضول ہے اس بے سود بمباری کا قبائل پر کیا اثر پڑے گا اور کیوں ہندوستانی خزانہ کا روپیہ بیکار آگ اور دھوئیں میں برباد کیا جاتا ہے اور اگر جان و مال کو نقصان پہنچتا ہے تو یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ نقصان صرف قصورداروں ہی کو نہ پہنچتا ہوگا بلکہ بے قصوروں کو بھی نقصان پہنچتا ہوگا یہ صورت قابل اعتراض و قابل نفرین و ملامت ہے۔

پھر ۴۸ گھنٹہ کے نوٹس کے معنے یہ تو نہیں ہیں کہ کسی بستی کے تمام عورت مرد بوڑھے بچے اندھے لولے لنگڑے اپاہج اور ہر قسم کے معذور و مجبور اپنا اپنا مال و اسباب لیکر نکل بھاگنے میں ضرور ہی کامیاب ہوتے ہوں گے جس وقت وہ بھاگتے ہوں گے اس وقت ہوائی جہاز کیا ان کے سروں پر نہ منڈلاتے ہوں گے کہ وہ کہاں جا رہے ہیں ۴۸ گھنٹہ کی قلیل مدت میں کیونکر کسی بستی کے تمام افراد اپنا نقد و جنس و اسباب خانہ داری لیکر فرار ہو سکتے اور کسی محفوظ جگہ میں پناہ گزیں ہو سکتے ہیں ہمارے نزدیک یہ بہت دشوار اور بہت مشکل ہے اور اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں تو پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی بمباری سے کیا فائدہ اور کیوں بیکار روپیہ برباد کیا جا رہا ہے۔

بہر حال کوئی شکل و صورت کیوں نہ ہو لیکن حکومت کی یہ پالیسی نہ صرف مسلمانوں کے نزدیک بلکہ تمام ہندوستانیوں کے نزدیک سخت قابل اعتراض ہے کیونکہ اس طرح چند آدمیوں کے قصور کی سزا میں کسی بستی کی پوری آبادی کو سزا دینا اور سزا بھی جرمانہ وغیرہ کی نہیں بلکہ بمباری کی جس سے سخت ہلاکت و بربادی پھیلتی ہے انتہا درجہ انسانیت اور تہذیب کے خلاف ہے حکومت کی اس پالیسی سے خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کے دلوں میں اضطراب پیدا ہو گیا ہے اور عام طور سے یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ یہ بمباری حکومت ہند کی فارورڈ پالیسی کا نتیجہ ہے اور وہ یہ چاہتی ہے کہ آزاد قبائل کو غلام بنا لیا جائے۔ کوئی ہندوستانی اور کوئی مسلمان حکومت کی اس پالیسی کی حمایت نہیں کر سکتا صدیوں سے جو مسلمان قبائل آزادانہ زندگی بسر کر رہے ہیں ان کو غلام بنایا جائے اور ان کی آزادی ختم کر دی

جائے اور ان کے علاقہ پر قبضہ کر لیا جائے۔

ہمیں امید ہے کہ حکومت فوراً اپنے غلط اقدام کو واپس لیگی اور مسلمانوں کو مزید شکایت کا موقع نہ دیگی کیونکہ اس سلسلہ میں پہلے ہی مسلمانوں کے قلوب برطانوی وانگریزی حکومت کی طرف سے دکھے ہوئے ہیں اور اسلامی ممالک کے ساتھ جو طرز عمل اس کا رہا ہے اس کی تلخ یاد ہنوز دل سے دور نہیں ہوئی۔

غلط مخالفت

ہماری بدبختیوں میں سب سے بڑی بدبختی اور بدنصیبی یہ ہے اور ہمیشہ رہی ہے یہ ہے کہ اصلاح امت و ترقی ملت کا کوئی کام ہم نے بروقت نہیں کیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ملت اسلامیہ دوسری ملتوں سے پسماندہ ہو کر رہ گئی اور افسوس یہ ہے کہ اگر فلاح و بہبود ملت کی کوئی تحریک شروع بھی ہوئی تو اکثر و بیشتر اوقات نام نہاد ملاؤں مولویوں نے مخالفت کر کے شدید نقصان پہنچایا ہے چنانچہ انگریزی تعلیم کے لئے جب بیچارے سرسید مرحوم نے آواز بلند کی اور مسلمانوں سے کہا کہ اپنے بچوں کو انگریزی تعلیم دلاؤ ورنہ زمانہ ان کو حرف غلط کی طرح مٹا دیگا اور بغیر انگریزی تعلیم کے اسلامی ہند اپنا وقار قائم نہیں رکھ سکتا اور اگر اس سے انحراف و اجتناب کیا تو ہمسایہ اقوام سے مسلمان پیچھے رہ جائینگے اور ملکی مناصب میں ان کے لئے جگہ نہ رہے گی اور زندگی کے ہر ایک شعبہ میں پسماندگی ان کو قعر ذلت میں گرا دیگی۔

ضرورت تو اس امر کی تھی کہ زمانہ کے کروٹ بدلتے ہی ہم بھی ملت کو مشورہ دیتے کہ وہ بھی لباس تعلیم اتار کر جدید ساز و سامان سے آراستہ ہو کر ترقی دوڑ میں شامل ہو جاتے مگر ہمارے علمائے کرام کھنچے یا کچھ اور غریب سرسید کے سر ہو گئے اور نہ صرف ان کے خلاف کفر و فسق کے فتوے شروع کر دیئے بلکہ سرے سے انگریزی تعلیم ہی کے دشمن ہو گئے اور اس کے ناجائز و حرام ہونے کا فتویٰ دیدیا اور نہایت جوش و خروش کے ساتھ اس کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا عوام پر علماء اور مولویوں کا آج بھی کافی اثر ہے اور آج سے ۶۰ سال قبل تو علماء کی آواز صدائے آسمانی اور بمنزلہ وحی اور الہام کے سمجھی جاتی تھی نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ سرسید کی آواز کی طرف متوجہ ہوئے مگر بہت کم توجہ کے ساتھ اگر علماء سرسید کی آواز کا ساتھ دیتے تو انگریزی تعلیم کے حاصل کرنے کا جوش و خروش عام طور پر پھیل جاتا اور مسلمان مستعدی و تندہی کے ساتھ انگریزی تعلیم کی طرف متوجہ ہو جاتے اور آج ہمیں یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا کہ زندگی کے ہر ایک شعبہ میں ہمسایہ قوم سے پیچھے ہیں یہ پسماندگی صرف اسی وجہ سے ہوئی کہ ہم تعلیم میں پچاس سال پیچھے رہ گئے اور دوسرے ہم سے آگے بڑھ گئے اور ان کا بڑھنا تدریجی امر تھا اب رات دن نوحہ خوانی کرتے رہتے ہیں کہ ہندو تمام شعبوں پر حاوی ہو گئے ہیں انکو حاوی ہو ہی جانا چاہیے تھا جبکہ مقتضیات زمانہ کے حصول میں وہ آپ سے پچاس سال آگے تھے۔

گو ایک طویل عرصہ تک انگریزی تعلیم کے خلاف مولوی لوگ پروپیگنڈا کرتے رہے مگر زمانہ کے اسٹیم رولر نے سب کو پیس کر رکھدیا اور جو مخالف تھے ان کو تسلیم کرنا پڑا کہ واقعی بغیر انگریزی تعلیم کے امت کے عزت و وقار و دولت کے اقتدار کو محفوظ نہیں رکھا جا سکتا اب ہم دیکھتے ہیں کہ انہی مولویوں کی اولاد کالجوں اور اسکولوں میں تعلیم حاصل کر رہی ہے جو انگریزی تعلیم کی حرمت کا فتویٰ دے چکے تھے تو اصل بدبختی ہماری یہ ہے کہ ہماری کچھ ایسی مت ماری گئی ہے کہ صحیح وقت پر صحیح کام اول تو شروع ہی نہیں کرتے اور اگر کوئی شروع کرتا ہے تو قدامت پسند دنیا کی طرف سے اس کی مخالفت شروع ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قوم اجتماعی طور پر صحیح وقت پر کام کر کے اس کے نتائج حاصل کرنے سے محروم رہ جاتی ہے۔

جس طرح انگریزی تعلیم کی مخالفت کی گئی اسی طرح سیاسیات میں لینے کی مخالفت کی گئی اور اس گناہ کی ابتدا خود سرسید نے کی نیت تو بہرحال سب ہی کی اچھی ہی ہوتی ہے سرسید مرحوم کی بھی نیت بھی اچھی تھی مگر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سیاسیات میں مسلمان اور بھی زیادہ پسماندہ و درماندہ رہ گئے ہندوؤں کی جو پالیسی آج سے چالیس سال پہلے تھی مسلمان اب اس پر عمل پیرا ہیں ہمیں یقین ہے کہ جس طرح آج پوری قوم کو اپنی اس حماقت پر افسوس ہو رہا ہے کہ کیوں انگریزی تعلیم کی مخالفت کی اور کیوں نہ صحیح وقت پر صحیح طریق سے تعلیم حاصل کی اسی طرح سیاسیات کے موجودہ طریق عمل پر بھی ہمیں تھوڑے عرصہ کے بعد افسوس کرنا پڑے گا اور ہم بہت جلد محسوس کر لیں گے کہ موجودہ طرز عمل نے ہم کو سیاسی اعتبار سے بھی کمزور اور پسماندہ حالت میں ڈالدیا ہے کیونکہ اس وقت کی ہماری سیاست یہ ہے کہ ہندوؤں کے بالمقابل ہم حکومت کا ساتھ دے رہے ہیں اور چونکہ حکومت کے آلہ کار بن گئے ہیں اس لئے وہ کچھ ایسی مراعات ہمیں دے رہی ہے جن کو ہم نے اسی کے اشارہ پر اپنے قومی مطالبات بنا لیا ہے حالانکہ حقیقتاً ان کے حاصل ہو جانے سے مستقبل میں ملت کو کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچیگا البتہ آج اس سے اشخاص و افراد ضرور فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اٹھائینگے۔ لیکن جس طرح انگریزی تعلیم کی مخالفت کرنے کی غلطی کا آج ہمیں اعتراف کرنا پڑا ہے اور بلا استثنا پوری قوم اس وقت کی مخالفت کو غلط اور تباہ کن بتلا رہی ہے اسی طرح تھوڑے عرصہ کے بعد سیاسی طریق کار کے متعلق بھی ہمیں اپنی ہلاکت آفریں غلطی کا احساس ہوگا اور علانیہ اس کا اعتراف کرنا پڑیگا۔

افسوس ہے کہ رشتہ کلام الجھ گیا اور اصل موضوع سے قلم دور نکل گیا کہنا یہ تھا کہ جیسی انگریزی تعلیم کی مخالفت کر کے ہم کو پچھتانا پڑا ہے اسی طرح اب پھر ہم نے لڑکیوں کی جبریہ تعلیم کی مخالفت کرنی شروع کر دی ہے اور اس سلسلہ میں بھی ہمیں اپنی حماقت کا ایک دن ماتم کرنا پڑیگا انجہانی گوکھلے نے لڑکوں کی جبریہ تعلیم کا بل امپیریل کونسل میں پیش کیا تھا تو اس وقت بھی یہ شرف مسلمانوں کو حاصل ہوا تھا کہ انہوں نے اس کی مخالفت کی تھی خدا خدا کر کے لڑکوں کی جبریہ تعلیم کا نفاذ شروع ہو گیا ہے اگرچہ بعض بعض ملانے اب بھی شور مچاتے رہتے ہیں مگر اس مسئلہ میں اب ان کی شنوائی نہیں ہوتی۔

لیکن لڑکیوں کی جبریہ تعلیم کی جو مخالفت بعض حلقوں سے ہونی شروع ہوئی ہے اس کے موثر ہونے کا اندیشہ ہے کیونکہ عام مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکانا اس سلسلہ میں بہت آسان کام ہے اور مولوی لوگ بہت آسانی کے ساتھ یہ کہکر عوام کے اندر شورش برپا کر سکتے ہیں کہ مسلمان لڑکیوں کا ناموس خطرے میں پڑ جائے گا پردہ اٹھ جائیگا لڑکیاں کرسٹان بن جائینگی وغیرہ وغیرہ بہرحال یہ نہایت تباہ کن اور افسوسناک ذہنیت ہے اور اگر سمجھدار لوگوں نے اس قسم کی آوازوں کو ابتدا میں دبا نہ دیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ اس وقت بھی مسلم لڑکیاں تعلیم میں دوسری اقوام سے پسماندہ ہیں جبریہ تعلیم کے نفاذ اور مسلمانوں کا اس سے اعراض کرنے کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ ہمسایہ قوم کی عورتیں بھی مردوں کی طرح تعلیم میں بالکل پیچھے رہ جائینگی اور آج ہم محسوس نہ کریں مگر وہ وقت بہت قریب آرہا ہے کہ جس طرح لڑکوں کی تعلیم

گا ہم آج ماتم کر رہے ہیں اسی طرح لڑکیوں کی تعلیم کے لئے افسوس اور ماتم کرنا پڑیگا اور اس وقت کا افسوس بالکل بیکار ہوگا۔

اک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی

مولانا حسرت موہانی ہماری ملت کے ایک نامور فرزند ہیں اور ان چند نفوس میں سے ہیں جن سے خواہ کسی کو کسی وقت کتنا ہی اختلاف رائے کیوں نہ ہو مگر مولانا کے خلوص وللہیت اور بے غرضی و بے لوثی کا ہر ایک شخص قائل ہے اور قائل ہو ہمیں بارہا مولانا حسرت کی رائے اور پالیسی سے اختلاف کرنا پڑا ہے مگر اس کے باوجود ہمارے دل میں مولانا کی عزت و وقعت میں کبھی فرق نہیں آیا۔

گذشتہ چند سال مولانا پر ایسے گذرے ہیں کہ ہمیں آپ کی آراء سے شدید اختلاف کرنا پڑا ہے مگر جب کبھی بھی اظہار اختلاف کے لئے ہمارا قلم اٹھا اسی وقت یہ خیال بھی دامنگیر ہوا کہ ہماری یہ کوشش فضول ہے اس وقت مولانا کا رنگ طبیعت یہی ہے بہت ممکن ہے کہ جلد ہی خود مولانا ہی کی زبان اور قلم اس کی تردید شروع کر دے۔

آجکل مولانا حسرت موہانی نے ایک مزدور پارٹی قائم کی ہے اور جابجا اس کی شاخیں قائم فرما رہے ہیں ابھی اس سے چند ماہ قبل ایک انڈیپنڈنٹ پارٹی آپ نے قائم فرمائی تھی جس کے صدر مسٹر حسین قدسانی ہیں۔

اس مزدور پارٹی کا پروگرام یہ ہے کہ وہ جدید کونسلوں وغیرہ پر قبضہ کرے یہ پارٹی ہندو مسلم کی تمیز سے بالاتر ہے اور ہمیں یہ معلوم کرکے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ مولانا نے پھر اپنے قدیم مسلک کی طرف رجوع کر لیا ہے چنانچہ چند دن ہوئے متھرا میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ گذشتہ چند برسوں میں ہندو مسلم اتحاد کی جتنی کوششیں کی گئیں وہ سب رائیگاں گئیں ہندوؤں کو منایا گیا تو مسلمان روٹھ گئے اور مسلمانوں کو منایا گیا تو ہندو روٹھ گئے ہندو اور مسلمان رضامند ہو گئے تو سکھ بگڑ گئے غرض اسی الجھن میں یہ مسئلہ پڑا رہا اور سلجھنے کی کوئی صورت نہ نکلی۔

اب مولانا نے یہ جو مزدور پارٹی قائم فرمائی ہے اس کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ یہ دشوار مسئلہ صرف اسی طرح حل ہو سکتا ہے کہ مذہبی اور عقائد کی بنا پر پارٹیاں قائم ہونی چاہئیں مثلاً مزدور پارٹی کسان پارٹی ساہوکار پارٹی شہریوں کی پارٹی اور دیہاتیوں کی پارٹی وغیرہ وغیرہ ان پارٹیوں میں ہندو مسلمان سکھ وغیرہ تقسیم ہو جائیں گے اگر اس قسم کی پارٹیاں قائم ہو جائیں تو ہندو مسلم مسئلہ خود بخود ختم ہو جاتا ہے

حقیقت یہ ہے کہ مولانا کا یہ ارشاد بالکل صحیح ہے یہی ایک حل ہے اور اس کے سوا ہندوستان کی بدقسمتی کا کوئی دوسرا حل نہیں ہے کانگریس اور قوم پرور مسلمان طویل عرصہ سے یہی چلا رہے ہیں کہ مذہب کی بنا پر حقوق کی طلب تقسیم کا اصول تباہ کن ہے اور جس قدر تحفظات یہ مسلمان نعرہ دیں گے وہ تحفظات ان کو حاصل ہوتے جائیں گے وہ کمزور ہوتے جائیں گے کیونکہ اپنی قوت بازو پر بھروسہ کرنے کی بجائے حکومت کی عطا کردہ مراعات پر بھروسہ ہوگا جو کمزوری کی بنیادی اینٹ ہے بہرحال ہمیں خوشی ہے کہ مولانا نے اپنا پرانا مسلک از سر نو اختیار کر لیا ہے اگر اس کو دوام و استحکام حاصل ہو اور ایسا نہ ہو کہ کچھ دنوں کے بعد اس کو بھی چھوڑ کر کوئی نئی راہ نکال لیں اور ہمیں کہنا پڑے "اک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی"

سر یعقوب کا ارشاد

سر محمد یعقوب صاحب مراد آبادی اسی لحاظ سے بہت زیادہ قابل قدر و قابل تعریف بزرگ ہیں کہ آپ نے بہت تھوڑے عرصہ میں بہت زیادہ ترقی کی ہے اور جہاں تک اپنی ذات کا تعلق ہے آپ کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے آج سے چند سال قبل کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ آپ اس قدر جلد مخاطب بہ سر ہو جائینگے مسٹر جناح کے طفیل اور صدقہ میں آپ سیاسیات میں نمایاں ہوئے مگر استاد بیچارہ اپنی جگہ ہی پر رہا اور شاگرد یکبجنت "سر" ہو گیا اور مالی منافع کے ذرائع بھی کافی مہیا کر لئے اور اب آجکل حکومت کی عنایت فرمائیوں کے سلسلہ میں لندن اور دیگر بلاد یورپ میں سیر فرما ہیں

سر محمد یعقوب صاحب ان ذی ہوش اصحاب میں سے ہیں جنہوں نے ہمیشہ حکومت کی تائید کرکے اور کانگریس اور ہندوؤں اور قوم پرور مسلمانوں کو صرف گالیاں دیکر اس رفعت و عظمت تک رسائی حاصل کر لی ہے۔

بہرحال آجکل آپ انگلستان تشریف لے گئے ہیں وہاں سے واپسی پر حسب عادت ایک مختصر قصیدہ وزیر اعظم اور وزیر ہند کی شان میں بھی چلتے چلاتے ارشاد فرما دیا ہے کہ میں اپنے ہموطنوں کو صبر و خاموشی کی تلقین کرتا ہوں اگرچہ ہمارے قومی مطالبات پورے ہوتے نظر نہیں آتے لیکن پھر بھی ہمیں وزیر اعظم اور وزیر ہند کی نیک دلی اور خیر خواہی پر اعتماد اور بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

کوئی سر یعقوب صاحب سے پوچھے کہ حضرت جب مطالبات پورے ہوتے آپ کو بھی نظر نہیں آتے تو پھر آپ کیوں اپنے ہموطنوں کو یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ وہ صبر اختیار کریں اس وقت تو آپکو یہ مشورہ دینا چاہیے تھا کہ جو کچھ کر سکتے ہو کر گذرو کہ بغیر اس کے کچھ امید نہیں مگر آپ نے اس کے بجائے صبر کی تلقین فرما دی اس ارشاد سے آپ کو تو ضرور فائدہ پہنچ سکتا ہے لیکن غریب ہموطنوں کو تو اس سے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

رہا جناب وزیر اعظم اور وزیر ہند پر اعتماد اور بھروسہ رکھنے کا ارشاد تو ہمارے نزدیک اس ارشاد سے تو بہتر یہ تھا کہ آپ اپنے ہموطنوں سے فرماتے کہ وزیر اعظم اور وزیر ہند پر نہیں بلکہ خدائے واحد کی استعانت و استمداد پر اعتماد کرو اور اپنی قوت بازو پر بھروسہ رکھو لیکن مصیبت یہ ہے کہ اگر اس قسم کے مشورہ دینے کے آپ عادی ہوتے تو محمد یعقوب سے سر یعقوب کیسے بنجاتے اور اگر آئندہ ترقی کی راہ کھلی رکھنی ہو تو ایسے مشورے دیں بفضلہ ابھی تو آپ کو بہت ترقی کرنی ہے۔

منجے کی تازہ بکواس

سر چمن لال سیتلواڈ نے کس قدر صحیح فرمایا ہے کہ منجے اور جیکر ہی وہ اشخاص ہیں جنہوں نے ہندو مسلم مفاہمت کے راستہ میں ہمیشہ روڑے اٹکائے۔

آجکل آپ بھی انگلستان تشریف لے گئے ہیں اور اس حیثیت سے کہ گویا ہندو قوم کے تنہا محافظ آپ ہی ہیں اور آپ اگر نہ جاتے تو ہندو قوم تباہ و برباد ہو گئی ہوتی حال میں جناب نے مولانا کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا ہے کہ اس وقت ہندو مسلم کے لئے کچھ کام کرنا ہے وہ ان کے لئے سخت مضرت رساں ہوگا اور اس کے معنے مکمل شکست کے ہونگے اس کی بجائے ہمیں مسلسل اور متواتر لڑتے ہی رہنا چاہیئے۔

مشورہ نہایت معقول ہے اس لئے کہ اگر ہندو مسلم مفاہمت ہو جائے تو پھر ڈاکٹر منجے کو کون پوچھے گا ڈاکٹر منجے تو اسی وقت تک ڈاکٹر منجے اور ہندو مہاسبھا کے کرتا دھرتا ہیں جب تک نا اتفاقی جھگڑے کی بنیاد قائم ہے جہاں اس کا کوئی فیصلہ ہو گیا پس پھر ڈاکٹر صاحب کو کوئی نہیں پوچھے گا کہ آپ کون بزرگ ہیں کیونکہ آپ اسی ہندو مسلم تصفیہ اور فسادوں کے سلسلہ میں برسر عام آئے ہیں آپ کی پوزیشن قومی پلیٹ فارم پر کچھ بھی نہ تھی ایک سب اسسٹنٹ سرجن یعنی چھوٹے درجہ

کے معمولی ڈاکٹر ہیں آپ کی خالص ہندوؤں کے نقطۂ نظر سے بھی کوئی خاص جذبات نہیں ہیں آپ نے بھی مسلمانوں کو گالیاں دیکر ترقی کی ہے اسی ذریعہ سے آپ گول میز کانفرنس وغیرہ میں ہر مرتبہ شریک کیے گئے کیونکہ ایسے لڑاکے ڈاکٹر سے زیادہ مفید اور کون ثابت ہوسکتا ہے ایک طرف ڈاکٹر منجے دوسری طرف ڈاکٹر شفاعت احمد خاں لیکن ڈاکٹر شفاعت احمد خاں ایک تعلیم یافتہ آدمی تو ہیں۔

بہرحال ڈاکٹر منجے کی ساری زندگی مسلمانوں کو گالیاں دینے میں بسر ہوئی وہ کیونکر برداشت کرسکتے تھے کہ پنجاب کے ہندو مسلمان اور سکھ کوئی فیصلہ کرلیں کیونکہ جہاں پنجاب کا تصفیہ طے ہوا پھر سمجھنا چاہیے کہ ہندو مسلم قضیہ کی گتھی سلجھ گئی اور بقیہ مسائل نہایت آسانی سے طے ہوجائینگے مگر سوال یہ ہے کہ اس کے بعد ڈاکٹر منجے کیا کریں گے اس وقت تو ہندو مسلمانوں کو لڑانے کا مقدس کام وہ انجام دے رہے ہیں اگر اس خدمت کے انجام دہی کی ضرورت نہ رہی تو پھر بیچارے ڈاکٹر صاحب کے لئے کیا کام باقی رہ جائے گا آپ کو ہی جن کے کام سے کوئی دلچسپی نہیں کانگریس کے پلیٹ فارم پر قدم رکھنے کے معنے جیل یاترا کے ہیں اسی مصیبت سے بچنے کے لئے تو ڈاکٹر صاحب یہاں پڑ بیٹھے تھے اور ہندو مسلم قضیے کے اکھاڑے میں کود پڑے تھے کہ یہ بالکل محفوظ میدان ہے یہاں آؤ بھگت کافی ملے زیادہ ہے ہندو بھی ریجھیں گے اور سرکار بھی اپنی ضرورت کے لئے دست شفقت پھیرے گی اور جیل کا بھی کوئی کھٹکا نہیں ہے اس سے زیادہ اچھا کام اور پیشہ اور کونسا ہوسکتا تھا۔

لیکن ڈاکٹر منجے کو یاد رکھنا چاہئیے کہ اس قسم کی بدنام اور مذموم سیاست کا دور دورہ ہمیشہ قائم نہیں رہے گا اور ہندو قوم کو آپ زیادہ عرصہ تک اپنے دام فریب میں مبتلا نہیں رکھ سکتے ایسے آثار و علائم صاف نظر آرہے ہیں کہ ہندو قوم کے نوجوان خصوصاً اور عام ہندو بھی یہ سمجھنے لگے ہیں کہ آپ کی تنگ نظرانہ پالیسی خود ہندو قوم کے لئے بھی کچھ مفید نہیں ہے اور آپ کی شورش پسندی جو ہندو مسلم تصفیہ میں ہو رہی ہے اپنے حلوے مانڈے کے لئے ہے نہ کہ ہندو قوم کی بہتری کے لئے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب تک اس قسم کے اشخاص و افراد کو بیجا عزت دی جاتی رہے گی اور خود قوم اور ملک کی طرف سے ان کی حوصلہ شکنی نہ ہوگی اس وقت تک یہ لوگ اپنی مضرت رسانی سے باز نہیں آسکتے اور کیوں آئیں کہ بغیر کسی قسم کے ایثار و قربانی کے عزت و دولت دونوں حاصل ہوتی ہیں وہ ان کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کریں تو بھوکے بھی مریں اور مصائب و آلام میں مبتلا ہوں جیسا کہ کانگریس کا حال ہے

جاپان اور ہندوستان اور برطانیہ

چند مہینے گذرے جاپان کے سوتی مال پر مزید محصول عائد کردیا گیا تھا کیونکہ جاپانی سوتی کپڑا ریشمی کپڑے کی طرح اس قدر سستا آنے لگا ہے کہ کوئی کپڑا کسی ملک کا بھی جاپانی کپڑے کا سستے پن میں مقابلہ نہیں کرسکتا اب جاپان سے ایک وفد آیا ہے کپڑے اور روئی کے تاجروں کے نمائندے ہیں یہ گورنمنٹ ہند سے ملاقات کرینگے اور کوئی فیصلہ کی راہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی معاملہ جاپان اور ہندوستان کا ہے لیکن یہ خبر دلچسپی سے خالی نہیں کہ جونہی جاپانی ڈیلیگیٹوں کے آنے کی خبر شائع ہوئی لنکا شائر اور مانچسٹر کے تاجروں کے پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے اور انہوں نے بھی ہندوستان کی طرف کوچ کردیا اور اس نے اس قدر عجلت اور تیز رفتاری سے کام لیا کہ جاپانی وفد سے پہلے پہنچنے کی ٹھان لی اور حکومت ہند کو اطلاع دی کہ جاپانیوں سے ملنے سے قبل ہم سے مل لیا جائے۔

چونکہ یہ معاملہ مشتبہ تھا اور طرح طرح کے شبہات پیدا ہوگئے تھے یعنی یہ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ برطانوی مفاد پر ہندوستانی مفاد کو قربان نہ کردیا جائے چنانچہ حکومت ہند کو رفع شک کے لئے اعلان کرنا پڑا کہ برطانیہ کے تاجروں کی آمد کوئی خاص معنی نہیں رکھتی وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ جاپانیوں سے پہلے ان کو ملنے اور گفتگو کرنیکا موقع دیا جائے

جاپانی کیوں آرہے ہیں یہ ایک سوال ہے جس کا جواب بہت آسان ہے یعنی یہ کہ اپنے فائدے کے لئے آرہے ہیں ان کی کوشش یہ ہوگی کہ کوئی ایسا معاہدہ حکومت ہند سے ہوجائے جس سے وہ ہندوستان میں اپنی مصنوعات خصوصاً کپڑا اور وہ بھی سوتی کپڑا بھیج سکے اور محصول بہت کم ہو۔

ہم کوئی ماہر اقتصادیات نہیں ہیں اس لئے تجارت درآمد و برآمد کے متعلق کوئی ایسی رائے ظاہر نہیں کرسکتے جو قطعی کہی جاسکے لیکن معمولی عقل جس چیز کا تقاضا کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ایسا کوئی معاہدہ کسی ملک سے بھی نہیں کرنا چاہیے جس کا نتیجہ یہ نکلے کہ ہمارے ملک میں باہر سے سونا اور چاندی کم آئے اور باہر کے ملکوں میں ہمارا مال سے زیادہ جانے چاہیے تو یہ تھا کہ ایسا معاہدہ ہو کہ ہمارے یہاں سے دولت کم جائے اور آئے زیادہ اگر یہ ممکن نہ ہو تو کم از کم اتنا تو ہونا ہی چاہیے کہ برابر سرابر رہے اور گھاٹا نہ اٹھانا پڑے۔

جاپانی ہوں یا لنکاشائر والے انگریز ہوں یا کسی کو بھی یہ اجازت نہ ملنی چاہیے کہ وہ بلا روک ٹوک اور غیر مشروط طور پر اپنی مصنوعات سے ہندوستانی بازاروں کو پاٹ دیں اور جو معاہدہ بھی ہو وہ اس اصول کے ماتحت ہونا چاہیے کہ ہندوستان کی صنعت کو نقصان نہ پہنچے کوئی ایسی صورت نکالنی چاہیے کہ جو چیزیں کہ ہندوستان میں تیار ہوتی ہیں وہ اگر باہر سے آئیں تو اس ہندوستانی صنعت سے زیادہ ارزاں اور سستی نہ فروخت ہوسکیں۔ اور دوسرا اصول یہ ہونا چاہیے کہ جتنا مال کوئی ہمارا خریدے اتنا ہی ہم اس کا خریدیں اس سے زائد نہیں۔ اور تیسرا اصول یہ ہونا چاہیے کہ کسی خاص ملک کے ساتھ کوئی خاص رعایت نہ ہونی چاہیے۔

اصل یہ ہے کہ گذشتہ چند ماہ ہوئے جو جاپانی سوتی کپڑے پر مزید محصول عائد کیا گیا تھا اس کے متعلق سیاسی اور تجارتی دونوں حلقوں میں یہ خیال ظاہر کیا گیا تھا کہ بہ نسبت ہندوستان کے لنکاشائر کا مفاد زیادہ مدنظر رکھا گیا ہے اور برطانیہ کے سوتی کپڑے کو مزید محصول سے مستثنٰے رکھنا اس نے اس شبہ کو قوی کردیا کہ لنکاشائر کا مفاد مدنظر ہے نہ کہ ہندوستان کا اور اب چونکہ برطانوی اور لنکاشائر کے ڈیلیگیٹ بھی آرہے ہیں اور ان کی خواہش یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ سے جاپانی ڈیلیگیٹوں سے پہلے ملاقات کریں اس سے شبہ اور بھی قوی سے قوی تر ہوگیا کہ کہیں ہندوستان کے مفاد کو لنکاشائر کے مفاد پر قربان نہ کردیا جائے بہرحال جو معاہدہ بھی ہو وہ ہندوستان کے براہ راست مفاد کو پیش نظر رکھکر کیا جائے ایسا نہ ہو کہ بیچ میں لنکاشائر کا مفاد کود پڑے اور اس کی وجہ سے اچھے شرائط پر جاپان سے معاہدہ نہ ہوسکے اور جاپانی مال سے اسی طرح ہندوستان کے بازار بھرتے رہیں

گاندھی جی کا تازہ برت

گاندھی جی کو اچھوتوں کے لئے کام کرنے کی جیل کے اندر سے اجازت مل ہوئی تھی جس وقت کہ آپ کو رہا کیا گیا تھا اب دوبارہ گرفتاری پر گاندھی جی نے پھر

مراعات کیلئے درخواست دی کہ ان کو وہ سہولتیں بہم پہنچائی جائیں جو پہلے حاصل تھیں تاکہ وہ ہریجنوں کے متعلق حسب دستور سابق کام کرسکیں۔ یکم اگست کو یہ درخواست گاندھی جی نے کی تھی مگر ۱۴۔ اگست تک کوئی جواب حکومت کی طرف سے موصول نہیں ہوا حالانکہ درمیان میں ایک یا دو مرتبہ مہاتما جی نے یاد دہانی بھی کی آخر کار ۱۶۔ اگست سے گاندھی جی نے برت رکھنے کا اعلان بھی کردیا کہ یا تو مطالبہ پورا کیا جائے ورنہ وہ بھوک ہڑتال کر کے جان قربان کردیں گے۔ اور بھوک ہڑتال شروع کردی۔

اس کے بعد گورنمنٹ نے جو سہولتیں پہلے دے رکھی تھیں ان میں کچھ قطع برید کرکے گاندھی جی کو بھیجدیں گاندھی جی نے ہلکی نظر دیکھکر ان پر اطمینان کا اظہار کیا اور برت کھولدینے کا ارادہ بھی ظاہر کیا مگر جب دوبارہ حکومت کی پیشکردہ سہولتوں کو گاندھی جی نے دیکھا اور غور کیا تو انہوں نے محسوس کیا کہ ان کے ہریجن کے کام میں ان مراعات سے پوری آسانی حاصل نہ ہوگی اور جس طرح آزادی کیساتھ ہریجن کا کام وہ کرنا چاہتے ہیں وہ ان شرائط کے ساتھ نہیں کرسکتے اس لئے وہ برت نہیں کھولیں گے۔

چنانچہ آج کہ ۲۲۔ اگست ہو گاندھی جی کے برت کو ساتواں روز ہے اور اب انکو جیل سے نکال کر ہسپتال میں پہنچادیا گیا ہے اور حکومت نے بھی اعلان کردیا ہے کہ جو سہولتیں ہم نے دیدی ہیں وہ اس کے نزدیک ہریجن کام کے لئے کافی ہیں اور سابقہ سہولتیں جو دی گئی تھیں وہ اب نہ دی جائینگی کیونکہ اس وقت تو گاندھی جی شاہی قیدی تھے بغیر مقدمہ چلائے نظر بند رکھا گیا تھا مگر اب معمولی سزا یافتہ قیدی ہیں جو سہولتیں دیدی گئی ہیں وہ ہی بہت زیادہ ہیں۔

اب اس کے معنی یہ ہیں کہ یا تو حکومت جھکے اور گاندھی جی کا مطالبہ منظور کرے یا گاندھی جی اپنا مطالبہ ترک کردیں اور اگر دونوں میں سے کوئی نہ ہو تو گاندھی جی جان دیدیں اس وقت جو صورت حال ہے وہ یہی ہے کہ ادھر حکومت نے جو شرائط پیش کی تھیں وہ گاندھی جی کے نزدیک ناکافی ہیں اور گورنمنٹ کے نزدیک وہ بالکل کافی ہیں اور گاندھی جی نے اپنے مطالبے کے لئے جان کی بازی لگا رکھی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ گاندھی جی کا انتقال ہوجائے۔

یہ تو تھے واقعات ہماری رائے اس واقعہ کے متعلق یہ ہے کہ یہ ایک ایسا اہم مسئلہ نہیں ہو جسکیلئے گاندھی جی نے جان کی بازی لگادی ہے گو یہ صحیح ہو کہ انکو کماحقہ اطمینان کی وجہ سے خاطر خواہ کام ہریجنوں کے متعلق گاندھی جی نہ کرسکیں مگر باوجود ان رکاوٹوں کے ایک حد تک کام ہو سکتا ہے یہ ایسا معاملہ نہیں ہے کہ اسکے لئے جان کی بازی لگادی جائے خصوصاً ایسی قیمتی جان جیسی کہ گاندھی جی کی ہے جس سے بہت سی امیدیں ملک کی وابستہ ہیں۔

لیکن دوسری جانب حکومت کی روش سخت قابل اعتراض اور اس لحاظ سے مضحکہ خیز بھی ہے کہ جو گاندھی جی جن کو چار مہینے قبل اسی جیل میں وہ سہولتیں دے رکھی تھیں جو آج وہ ہفتہ سے انکار کر رہی ہے اور اصولی طور پر آج ہی حکومت نے ان کو یہ حق دیدیا ہے کہ وہ جیل میں رہکر ہریجن کے متعلق کام کرسکیں تھوڑے پیمانہ پر سہولتیں بھی دی ہیں اور یہ بھی مسلمہ شدہ امر ہے کہ گاندھی جی سے یہ اندیشہ نہیں ہے کہ وہ ان سہولتوں کا ناجائز فائدہ اٹھائینگے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں ایک ذراسی بات پر حکومت اڑ گئی ہے اور ایک ایسی قیمتی جان کو نہایت حقیر اور غیر مضر مطالبہ کے لئے خطرہ میں ڈالدیا

جس کا ضایع ہوجانا یقینی امر ہے اگر حکومت اپنی ضد پر اڑی رہی اور گاندھی جی کی جان کا ضایع ہونا معمولی نقصان نہیں ہو اس سے تمام ملک میں ایک خطرناک قسم کا غصہ اور ہیجان پیدا ہوجائے گا اور دور رس ناخوشگوار صورتیں پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

ہم نہایت صفائی کے ساتھ کہتے ہیں کہ حکومت کی یہ ضد ملک کے کسی حصہ میں بھی پسندیدگی کی نظروں سے نہیں دیکھی جارہی ہے اور ہمیں امید ہے کہ جو غلط قسم کی پالیسی حکومت نے اختیار کر رکھی ہے اب اس کو ترک کرکے اپنی دانشمندی کا ثبوت دیگی ورنہ دلوں کی تلخیاں اور بڑھیں گی اور راعی و رعایا میں غم و غصہ کی خلیج زیادہ وسیع ہوجائے گی۔

انفرادی سول نافرمانی

منادی کے گذشتہ نمبر میں گاندھی جی اور وائسرائے کی جو خط و کتابت ہوئی تھی نیز پونا کانفرنس پر ہم تفصیلی بحث کرچکے ہیں، گاندھی جی کی درخواست ملاقات کو ٹھکرا دینے کے معنی ہی یہ تھے کہ گاندھی جی پھر جیل چلے جائیں کیونکہ وہ اپنے پہلے ہی بیان میں کہہ چکے ہیں اور اب ہماری بھی یہی رائے ہے کہ بغیر حکومت کا خیال کئے ہوئے ملک کے موجودہ حالات کو پیش نظر رکھکر سول نافرمانی غیر معین عرصہ کے لئے بند کردینی چاہیئے تھی

مگر خواہ ہماری یہ رائے کتنی ہی صحیح کیوں نہ ہو لیکن حالات و واقعات بتلا رہے تھے کہ وائسرائے نے ملاقات سے انکار کرکے خود ہی ایسی صورت پیدا کردی ہے کہ ملک کو امن و اطمینان دوبارہ حاصل نہ ہو کیونکہ یہ ہر شخص جانتا ہے کہ جب تک گاندھی جی جیل میں ہیں اور جب تک کانگریس کی طرف سے خاتمہ جنگ کا اعلان نہیں ہوتا اس وقت تک صحیح اور حقیقی امن و سکون کی فضا پیدا نہیں ہوسکتی خواہ سول نافرمانی کی تحریک بالکل ہی فیل کیوں نہ ہوجائے اور عام لوگ جیل جانا خواہ بالکل ہی بند کردیں مگر یہ حقیقت ہے کہ گاندھی جی کا وجود جب تک جیل میں رہے گا ملک کے اندر بے چینی و اضطراب ضرور موجود رہے گا۔

ہم جب موجودہ حالات میں اجتماعی سول نافرمانی کے بند کرنیکا مشورہ دے چکے ہیں تو بھلا انفرادی سول نافرمانی کے جاری رکھنے کو کیونکر جائز کہہ سکتے ہیں ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ جب حالات اس قدر بدل گئے ہیں اور مساعدت احوال کی امید منقطع ہوگئی ہے تو کیوں جرأت آزما قدم اٹھانے سے گریز کیا گیا اور کیوں نہ صاف کہدیا گیا کہ چونکہ اس وقت حالات مساعد نہیں ہیں اس لئے سول نافرمانی کی تحریک بند کی جاتی ہے اور اس کی بجائے حالات کے مطابق دوسرا پروگرام پیش کیا جاتا ہے اگر اس قسم کا قدم اٹھایا جاتا تو آج جو جمود کی کیفیت پیدا ہوگئی ہے وہ ہرگز نہ ہوتی اور ملک کے سامنے ایک ایسا پروگرام ہوتا جس پر ضعیف و توانا کمزور و طاقتور سب مل کر عمل کرسکتے تھے اور زندگی و حرکت ملک میں پیدا ہوسکتی تھی افسوس ہے کہ طویل عرصہ تک اس قسم کی حرکت کی اب کوئی توقع نہیں ہے سوائے اسکے کہ سوراج پارٹی کی طرح کوئی جدید پارٹی قائم ہوجائے اور وہ میدان میں آکر جدید پیدا شدہ حالات کے مطابق کام شروع کرے۔

ڈھائی ماہ میں انگریزی آجائیگی
اگر آپ برمن صاحب کی انگلش ٹیچر کا روزانہ ایک سبق پڑھ لیں گے روزانہ ایک گھنٹہ کی ضرورت ہے کسی استاد کی حاجت نہیں قیمت مع محصول عہ پتہ حمیدیہ پریس دہلی

معارف القرآن

(سلسلہ گذشتہ)

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل نے سات باتوں کی نصیحت کی مسکینوں سے محبت رکھوں۔ اپنے سے کم مرتبہ کو دیکھوں اونچے کی طرف نظر نہ کروں۔ صلہ رحم کروں کسی سے کچھ سوال نہ کروں۔ حق بات کہوں اگرچہ تلخ ہو دین میں کسی کی ملامت سے خوف نہ کروں لاحول ولا قوۃ الا باللہ بہت پڑھا کروں۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ یہ پانچوں اوصاف خدا کی مہربانی و عنایت ہیں خدا جس کو چاہتا ہے اپنا فضل عطا کرتا ہے اس کا فضل وسیع ہے اور وہی خوب جانتا ہے کہ کون شخص اور کونسی قوم کس لائق ہے۔

مقصود بیان:۔ خدا اور صرف خدا سے محبت کرنے کی تعلیم۔ مسلمانوں کو باہم میل و ملت اور مہربانی و اتحاد کا حکم۔ دشمنان دین کو نہایت سختی کے ساتھ دفع کرنے کی ہدایت۔ راہ خدا میں جان و مال صرف کر ڈالنے کے متعلق ارشاد دینی امور میں کسی ملامت گر کی ملامت سے متاثر ہونے کی ممانعت۔ آئندہ واقعات کی پیشین گوئی اور اسلام کی ترقی کی خبر۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝

ترجمہ:۔ تمہارے دوست تو اللہ تعالے اور اسکے رسول اور ایماندار لوگ ہیں جو کہ اس حالت سے نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں کہ ان میں خشوع ہوتا ہے اور جو شخص اللہ سے دوستی رکھیگا اور اس کے رسول سے اور ایماندار لوگوں سے سو اللہ کا گروہ بلاشک غالب ہے:

تفسیر:۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے (جو پہلے زبردست یہودی عالم تھے اور پھر مسلمان ہو گئے تھے) ایک مرتبہ آنحضرت سے عرض کیا کہ یا رسول ہم کو ہماری قوم نے چھوڑ دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرما دیا گیا کہ تم کو خدا اور رسول کی دوستی کافی ہے یہود تم کو چھوڑ دیں تو کچھ پرواہ نہ کرو محمد بن اسحاق کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام آیتیں حضرت عبادہ بن صامت کے بارہ میں نازل ہوئیں جبکہ انہوں نے یہود سے بیزاری اور خدا و رسول کی محبت کا اظہار کیا بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی قصہ یہ ہوا کہ ایک سائل مسجد میں مانگتا ہوا آیا حضرت علی رکوع کی حالت میں تھے آپ نے رکوع کی حالت میں اپنی انگوٹھی انگلی سے اتار کر اس کو دیدی بہر صورت مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی دوست خدا ہے اس کا رسول ہے اور وہ مومن بندے ہیں جو باقاعدہ خشوع و خضوع سے نماز ادا کرتے ہیں اور رکوع کی حالت میں صدقہ خیرات کرتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ باقاعدہ نماز ادا کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور مسلمانوں کی سی نماز پڑھتے ہیں یہود کی طرح نماز نہیں پڑھتے جن کے اندر رکوع نہیں ہے اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ جو شخص اللہ رسول اور مومنوں کو دل سے چاہتا ہے اور دل سے ان سے محبت کرتا ہے خدا اس کی مدد کرتا ہے کیونکہ خدا کا گروہ ہمیشہ غالب رہتا ہے اور اسی کو فلاح دارین حاصل ہوتی ہے خواہ دنیا میں کبھی کافر غالب ہو جائیں مگر حقیقی غلبہ مسلمانوں کو ہی حاصل ہوتا ہے حق ہمیشہ باطل پر غالب رہتا ہے کیونکہ دنیا ایک راستہ ہے موت پر جاکر یہ راستہ ختم ہوتا ہے لہذا غلبہ کا نتیجہ جسکو حاصل ہو وہی غالب ہے اور باقی سب فانی۔

مقصود بیان:۔ نماز باقاعدہ ادا کرنی چاہیے خصوصاً رکوع نہایت اطمینان اور اعتدال کے ساتھ ہونا چاہیے مطلب یہ کہ عبادت و پرستش خدا ہر شخص پر لازم ہے غریبوں اور مسکینوں کو صدقہ و خیرات اور فرضی زکوٰۃ دینی چاہیے اور ان کا افلاس دور کرنا چاہیے یعنی مالی ہمدردی کرنی چاہیے مذکورہ بالا صفات والا فرقہ ہمیشہ غالب رہتا ہے وغیرہ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ۝

ترجمہ:۔ اے ایمان والو جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے جو ایسے ہیں کہ انہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے ان کو اور دوسرے کفار کو دوست مت بناؤ اور اللہ تعالے سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو اور جب تم نماز کے لئے اعلان کرتے ہو تو وہ لوگ اس کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں یہ اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ بالکل عقل نہیں رکھتے؛

تفسیر:۔ جب اذان ہوتی اور مسلمان نماز شروع کرتے تو یہود کہتے کہ یہ کھڑے ہوئے ہیں خدا کرے کہ انہیں کھڑا ہونا نصیب نہ ہو اور جب مسلمانوں کو رکوع و سجدہ کرتے دیکھتے تو ہنسی اور مذاق اڑاتے تھے اسی طرح ایک نصرانی تھا جب اذان میں اشہد ان محمد الرسول اللہ سنتا تو کہتا "حرق الکاذب" یعنی خدا کرے یہ جھوٹا جل جائے ایک شب ایسا اتفاق ہوا کہ وہ اور اس کے اہل و عیال سب سو رہے تھے ایک نوکر گھر میں آگ لیکر آیا ایک چنگاری گر پڑی نصرانی اس کا گھر اور سب گھر والے جل بھنکر خاک ہو گئے۔ محمد بن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ فتح مکہ کے بعد حضور کعبہ کے اندر داخل ہوئے بلال ہمرکاب تھے حضور نے بلال کو اذان دینے کا حکم دیا اور بلال نے اذان دی ابو سفیان حارث بن ہشام اور عتاب کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے ایک نے کہا کہ فلاں شخص کیا بزرگ اور خوش نصیب تھا کہ اس بیہودہ ناگوار آواز سننے سے

پہلے مرگیا دوسرا بولا واللہ اگر میں جانتا کہ وہ حق پر ہے تو اس کی پیروی کرتا ابوسفیان بولا کہ بھائی میں تو کچھ زبان سے نکال نہیں سکتا ورنہ یہ سنگریزے میرے قول کی ان کو خبر دیدینگے یعنی میرے قول کی حضرت کو خبر پہنچ جائے گی تھوڑی دیر کے بعد حضرت اندر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا مجھے معلوم ہو جو کچھ تم نے باتیں کیں میں ان سے واقف ہوں اس کے بعد حضور نے تمام باتیں بتادیں کہ تم یہ کہہ رہے تھے عتاب وحارث مسلمان ہوگئے۔ ابو محذورہ کہتے ہیں کہ مسلمان ہونے سے پہلے ہم نے ایک مقام پر موذن کی اذان سنی تو ہم لوگوں نے اس کی آواز پر مذاق اڑانا شروع کیا۔ الخ رفاعہ بن زید اور سوید بن حارث منافقوں نے منافقانہ اظہار اسلام کیا تھا اور بعض مسلمان ان سے اختلاط رکھتے تھے آیت مذکورہ میں اس اختلاط اور ربط وضبط کی ممانعت ہوئی ہے بصورت آیت مذکورہ کی شان نزول میں سے قبل اس قسم کے بہت سے واقعات ہوئے تھے جن کے بعد یہ آیت نازل ہوئی مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو تم کافروں کو اور ان اہل کتاب کو دلی دوست نہ بناؤ جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے اگر تم سچے مسلمان ہو تو خدا کا خوف کرو ان سے موالات چھوڑ دو جب تم لوگوں کو نماز کے لئے پکار کر بلاتے ہو یعنی اذان کہتے ہو اور لوگ اگر نماز میں مشغول ہوتے ہیں تو یہ لوگ نماز کا مذاق و کھیل بناتے ہیں ایسی بیہودگیوں کی وجہ صرف یہ ہو کہ یہ لوگ نادان اور بیعقل ہیں حقیقت سمجھنے کی ان میں قابلیت نہیں ہو۔

مقصود بیان:۔ کسی حکم شریعت کا مذاق اڑانا کفر ہے جہالت ذلالت ہی خدا کا عذاب ہے کفار سے ترک موالات کرنی چاہئیے۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُونَ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَأَنَّ أَكْثَرَكُمْ فَاسِقُونَ ۝ قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِنْ ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِنْدَ اللَّهِ ۚ مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ ۚ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۝

ترجمہ:۔ آپ کہئے کہ اے اہل کتاب تم ہم میں کونسی بات معیوب پاتے ہو بجز اسکے کہ ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجی گئی ہے اور اس پر جو پہلے بھیجی جاچکی ہے باوجود اس کے کہ تم میں اکثر لوگ ایمان سے خارج ہیں آپ کہئے کہ کیا میں تم کو ایسا طریقہ بتلاؤں جو اس سے بھی خدا کے ہاں باعتبار بدلے میں زیادہ برا ہو وہ ان اشخاص کا طریقہ ہے جن کو اللہ تعالےٰ نے دور کردیا ہو اور ان پر غضب فرمایا ہو اور ان کو بندر اور سور بنادیئے ہیں اور انہوں نے شیطان کی پرستش کی ہو ایسے اشخاص مکان کے اعتبار سے بھی بہت برے ہیں اور راہ راست سے بھی بہت دور ہیں۔

تفسیر:۔ ایک مرتبہ حضور اکرم کی خدمت میں ابویاسر نافع غازی بن عمر اور بعض دیگر اشخاص یہود حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ اے محمد آپ کس چیز پر ایمان لائے ہیں تو آپ نے فرمایا اللہ پر اور تمام انبیاء ابراہیم اسمٰعیل اسحٰق یعقوب موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام پر حضرت عیسیٰ کا نام سنکر یہودی کہنے لگے کہ ہم عیسیٰ کو نہیں مانتے اور جو شخص عیسیٰ کو مانے ہم اس کو بھی نبی نہیں سمجھتے ہماری رائے میں تمہارے دین سے بدتر کوئی دین نہیں ہے اس وقت یہ آیت اتری ارشاد ہوتا ہے کہ اے محمد ان سے کہدو کہ تم ہم میں سوائے اسکے کیا عیب نکالتے ہو کہ ہمارا ایمان خدا پر قرآن پر اور گذشتہ آسمانی کتابوں پر ہے اور ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ تمہاری جماعت میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں بس صرف اتنی وجہ سے ہمارا دین تمہاری رائے میں بدترین دین ہے آؤ میں تم کو ان فرضی عیب داروں سے بدترین فرقہ بتاؤں جو خدا کے ہاں سے سخت سزایاب ہوچکا ہے جس پر خدا اپنی پھٹکار کرچکا ہے جن پر خدا کی مار پڑچکی ہے جن میں سے شیطان کے پوجاری رہ چکے ہیں جن کو خدا تعالےٰ نے بندروں اور سوروں کی شکل میں مسخ کردیا تھا وہ فرقہ یہودی ہے اس کا ٹھکانا بہت ہی برا ہے اور اس سے زیادہ دنیا میں کوئی گمراہ فرقہ نہیں ہے یہود ہی اس بات کے قابل ہیں کہ روز شنبہ جو عبادت کے لئے خدا کی طرف سے مقرر کردیا گیا ہے بنی اسرائیل نے اس کی نافرمانی کی اور عذاب خدا میں مبتلا ہوکر بندر اور سور ہوگئے یہ بھی جان لینا ضروری ہے کہ جو لوگ بندر اور سور کی شکل پر ہوگئے تھے ان کی نسل منقطع ہوگئی اور وہ خود تین روز میں ذلیل و خوار ہوکر ہلاک ہوگئے۔ مسلم و ابوداؤد میں حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے ایک مرتبہ رسول اللہ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ یہ بندر و سور انہی یہود کی نسل میں جو مسخ ہوگئے تھے فرمایا نہیں۔ اللہ نے جب کسی قوم کو ملعون کرکے مسخ کیا تو پھر اسکی نسل ہرگز باقی نہیں رکھی اور بندر و سور تو خدا کی مخلوق تھا پہلے سے موجود تھی جب اللہ تعالےٰ نے یہود پر غضب نازل کیا تو ان کو بھی مسخ کرکے بندروں اور سوروں کی شکل کردیا حاصل مطلب یہ ہے کہ اے اہل کتاب تم ہمارے دین پر کیا طعن کرسکتے ہو ہمارا دین صرف یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتے ہیں اس کے سوا کسی کی پرستش نہیں کرتے تم ہم میں کیا عیب نکال سکتے ہو ذرا اپنی خبر لو تم سے بدتر کون ہوگا کہ شیطان کی پرستش تم نے کی خدا کی نافرمانیاں تم نے کیں اور اس وجہ سے کہ ملعون ہوکر سور و بندر ہوگئے تم سے زیادہ گمراہ و سرکش اور جہنم آب کون ہوسکتا ہے۔

مقصود بیان:۔ مسلمانوں کو صحیح عقائد کی تعلیم اللہ تعالےٰ کی فرمان پذیری اور حدود شرعیہ پر کاربند رہنے کی ہدایت۔ اہل کتاب کی سرکشی و نافرمانی کی صراحت اسلام کے روشن عقائد کی طرف بہ لطف ایماء وغیرہ۔

وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَقَدْ دَخَلُوا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ ۝ وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۝

ترجمہ:۔ اور جب یہ لوگ تم لوگوں کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے حالانکہ وہ کفر ہی لیکر آئے تھے اور کفر ہی لیکر کے چلے گئے اور اللہ تعالےٰ

تو خوب جانتے ہیں جسکو یہ پوشیدہ رکھتے ہیں اور آپ ان میں بہت آدمی ایسے دیکھتے ہیں جو دوڑ دوڑ کر گناہ اور ظلم اور حرام کھانے پر گرتے ہیں واقعی ان کے یہ کام برے ہیں ان کو مشائخ اور علمار گناہ کی بات کہنے سے اور حرام مال کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے واقعی ان کی یہ عادت بری ہے۔

تفسیر: - یہ آیات گذشتہ آیات کا تکملہ ہیں گذشتہ آیات میں یہود کی بعض نافرمانیوں کا بیان تھا یہاں ان کی دیگر سرکشیوں کی تصریح ہے ارشاد ہوتا ہے کہ اے اہل ایمان جب منافق یہودی تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں مسلمان ہیں حالانکہ کفر ہی کو لیکر آئے تھے اور کفر ہی کو لیکر چلے گئے نہ آنے سے پہلے مسلمان تھے نہ آنے کے بعد تمہاری صحبت کا ان پر کچھ اثر پڑا کہ مومن ہو جاتے ظاہر میں ایمان کے دعویدار ہو گئے مگر ان کے دلوں میں نفاق بھرا پڑا ہے جس کو خدا خوب جانتا ہے دیکھو بہت یہود جھوٹ بولنے اور ظلم کرنے میں کیسی جلدی جلدی کرتے ہیں اور حرام خوری میں کیسی تیزی دکھاتے ہیں کس قدر رشوتیں لیتے ہیں ان کے یہ اعمال اور یہ حرکات بہت ہی برے ہیں اور فقط یہی نہیں کہ عوام صرف نافرمان ہوں بلکہ ان میں سے چھوٹے بڑے سب گناہ کرنے پر یکساں دلیر ہو گئے ہیں ان کے علمار اور خدا پرستی کا دعویٰ کرنے والے لوگ بھی تو ان کو دروغ بافی اور حرام خوری سے منع نہیں کرتے ان علمار و احبار کی یہ حرکتیں ہی بہت بری ہیں۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ عوام تو سرکش و نافرمان تھے علمار اور اہل عبادت لوگ بھی رشوتیں لیکر حق گوئی سے باز رہتے ہیں سب فرقہ کا فرقہ گمراہی میں مبتلا ہے اور آوا کا آوا خراب ہے۔

حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ خطبہ میں حمد و ثنا کے بعد فرمایا لوگو تم سے پہلی قومیں معصیت اور گناہوں کی وجہ سے برباد ہو گئیں علمار و فقہار ان کو منع نہ کرتے تھے جب نافرمانی انتہا کو پہنچ گئی تو خدا کے عذاب میں گرفتار ہو گئے لہٰذا تم کو چاہیئے کہ بلا نازل ہونے سے پہلے تم لوگوں کو نیکی کی ہدایت اور برائی سے ممانعت کرو یاد رکھو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کسی کی روزی نہیں کاٹ سکتا اور نہ کسی کی موت وقت سے پہلے لا سکتا ہے (ابو حاتم و ابو داؤد) حضرت جریر صحابی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جس قوم میں کوئی شخص گناہ کرتا ہو اور لوگ اس کو باوجود قدرت رکھنے کے نہیں روکتے ان کو خدا تعالیٰ موت سے پہلے عذاب میں ضرور مبتلا کرے گا (ابن ماجہ ابو داؤد) **مقصود بیان** خدا کی نافرمانی سے انسان عذاب دنیوی اور تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے دین میں سستی اور کوتاہی کرنی حرام ہے جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو دین کی پابندی کی ہدایت کی جائے علمار و فقہار کو لازم ہے کہ لوگوں کو بری باتوں سے منع کریں اور نیکی کی ہدایت کریں ورنہ عذاب خداوندی میں مبتلا ہوں گے علمار و مشائخ کا صرف یہی کام نہیں کہ اپنی کشتی سنبھال کر بیٹھ جائیں بلکہ ڈوبتوں کو نکالنا بھی ان کا فرض ہے وغیرہ۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ ۚ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۘ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۚ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ ۚ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ

ترجمہ: - اور یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے ان ہی کے ہاتھ بند ہیں اور بنے اس کہنے سے یہ رحمت سے دور کر دیئے گئے بلکہ اس کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں جس طرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں اور جو مضمون آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی طرف سے بھیجا جاتا ہے وہ ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کی ترقی کا سبب ہو جاتا ہے اور ہم نے ان میں باہم قیامت تک عداوت و بغض ڈالدیا جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں حق تعالیٰ اس کو فرو کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتے۔

تفسیر: - اللہ تعالیٰ نے توریت میں یہودیوں کو مخصوص طور پر تنبیہ کر دی تھی کہ جب محمد مبعوث ہوں تو خود ان پر ایمان لانا اور ہر طرح سے مدد کرنا لیکن جب آنحضرت مبعوث ہوئے تو علمائے یہود نے خوف کیا اور خیال کیا کہ اگر ہم آپ کی تصدیق کریں گے تو ہمارے سب مرید مسلمان ہو جائیں گے اور ہماری آمدنی و پیری جاتی رہے گی یہ خیال کرکے توریت میں سے حضور کے تمام احوال و صفات کو بدل ڈالا اور مریدوں کو اسلام سے روکا نتیجہ وہی ہوا جس کا ان کو خوف تھا یعنی ان گناہوں کی پاداش میں خدا تعالیٰ نے ان کو افلاس میں مبتلا کیا اور اس قدر تنگ حال کیا کہ فاقہ مرنے لگے اسی زمانہ میں بنی قینقاع کے سردار فنحاص اور شاس بن قیس وغیرہ کہنے لگے کہ خدا کے ہاتھ (نعوذ باللہ) بند ہو گئے خدا بخیل ہو گیا کہ ہم کو روزی نہیں دیتا اس وقت مذکورہ آیت نازل ہوئی ارشاد ہوتا ہے کہ یہودی نفاق تو کرتے ہی ہیں اور حرام خوار بھی ہیں اس کے علاوہ خدا کی شان میں بھی گستاخی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کے ہاتھ جکڑے ہوئے ہیں اور خدا بخیل ہو گیا ہے ہم کو رزق نہیں دیتا اس کے بعد بطور عتاب کے ارشاد ہوتا ہے انہی کے ہاتھ بندھ جائیں اور ان پر پھٹکار ہو خدا کے ہاتھ بند نہیں ہیں اس کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں رازق علی الاطلاق ہے جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے جس کو جتنا چاہتا ہے دیتا ہے (ید کے معانی عربی زبان میں مختلف ہیں قدرت، نعمت، مدد، ملک، سخاوت، ہاتھ وغیرہ امام ابو الحسن اشعری کے نزدیک یہاں پر ید سے مراد ہاتھ ہے مگر خدا کے ہاتھ وغیرہ کی ماہیت کوئی نہیں جان سکتا کہ کس طرح کا ہاتھ ہے نہ اس کی حقیقت کا تصور کسی کے دماغ میں آسکتا ہے کیونکہ وہ مشابہت مخلوق سے پاک ہے ہاں اتنا کہا جا سکتا ہے کہ اس کا ہاتھ مخلوق کے ہاتھ سے اور اس کا چہرہ مخلوق کے چہرہ سے اور اس کی آنکھ مخلوق کی آنکھ سے بالکل مغایر اور الگ ہے مخلوق کے اعضاء کے ساتھ اس کو بالکل مشابہت نہیں امام غزالی اور جمہور محدثین کا یہی مذہب ہے۔ فرقہ مجسمہ و یہود وغیرہ قائل ہیں کہ خدا کے ایسے ہی ہاتھ ہیں جیسے مخلوق کے اور ایسے ہی دیگر اعضار ہیں جیسے ہمارے نعوذ باللہ من ذالک) مطلب یہ ہے کہ خدا رازق ہے مختار ہے نہ بخیل ہے نہ مجبور جس کو چاہتا ہے دیتا ہے جتنا چاہتا ہے دیتا ہے کسی کو اس کی مرضی میں دخل نہیں کوئی اس کی شان میں چون و چرا کرنے کا حق نہیں رکھتا یہودیوں کو خدا نے تنگ حال بنا رکھا ہے تو ان کی

صحیح بخاری شریف اردو

(بسلسلہ سابقہ)

باب ۔ سجدہ کرنے کی فضیلت (کا بیان)

۷۵۶۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھیں گے آپ نے فرمایا کیا تم شب بدر میں چاند کے دیکھنے میں شک کرتے ہو جب اس کے اوپر ابر نہ ہو ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ نہیں آپ نے فرمایا تو کیا تم آفتاب کے دیکھنے میں شک کرتے ہو جبکہ اس کے اوپر ابر نہ ہو ان لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا پس تم اسی طرح اپنے پروردگار کو دیکھو گے قیامت کے دن لوگ زندہ کرکے اٹھائے جائینگے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو دنیا میں (جو جس کی پرستش کرتا تھا وہ اس کے پیچھے ہو لے چنانچہ کوئی ان میں سے آفتاب کے پیچھے ہو لے گا اور کوئی ان میں سے چاند کے پیچھے ہو لیگا اور کوئی ان میں سے بتوں کے پیچھے ہو لیگا اور یہ (ایماندار) گروہ باقی رہ جائے گا اور اسی میں اس کے منافق بھی شامل ہوں گے پس اللہ (اس صورت میں جسکو وہ نہیں پہچانتے) ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا کہ میں تمہارا پروردگار ہوں تو وہ کہیں گے (ہم تجھے نہیں جانتے) ہم اس جگہ کھڑے رہیں گے یہانتک کہ ہمارا پروردگار ہمارے پاس آجائے اور جب وہ آئے گا ہم اسے پہچان لیں گے پھر اللہ عزوجل ان کے پاس (اس صورت میں) آئیگا (جس کو وہ پہچانتے ہیں) اور فرمائے گا کہ میں تمہارا پروردگار ہوں تو وہ کہیں گے کہ ہاں تو ہمارا پروردگار ہے پس اللہ انھیں بلائیگا اور جہنم کی پشت پر (پل بناکر) ایک راہ نکالی جائیگی تو تمام پیغمبر جو اپنی امتوں کے ساتھ (اس پل سے) گزریں گے ان میں سے پہلا میں ہوں گا اور اس دن سوا پیغمبروں کے کوئی بول نہ سکے گا اور پیغمبروں کا کلام اس دن اللّٰھم سلم سلم ہوگا اور جہنم میں سعدان کے کانٹوں کے مشابہ آنکڑے ہوں گے کیا تم لوگوں نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں صحابہ نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا تو وہ سعدان کے کانٹوں کے مشابہ ہوں گے سوا اس کے کہ ان کی بڑائی کی مقدار سوا اللہ کے کوئی نہیں جانتا وہ آنکڑے لوگوں پر ان کے اعمال کے موافق لپکیں گے تو ان میں سے کوئی تو اپنے عمل کے سبب (جہنم میں گرکر) ہلاک ہو جائے گا اور کوئی ان میں سے (مارے زخموں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا) بعد اس کے نجات پائیگا یہانتک کہ جب اللہ دوزخیوں میں سے جن پر مہربانی کرنا چاہے گا تو اللہ فرشتوں کو حکم دیگا کہ جو لوگ اللہ کی پرستش کرتے تھے وہ نکال لئے جائیں چنانچہ فرشتے انھیں نکالیں گے اور فرشتے انہیں سجدوں کے نشانوں سے پہچان لیں گے اور اللہ نے (دوزخ کی) آگ پر حرام کردیا ہے کہ وہ سجدہ کے نشان کو کھائے پس ابن آدم کل جسم کو آگ کھائیگی سوا سجدوں کے نشان کے تو آگ سے وہ نکالے جائینگے (اس حال میں کہ) وہ سیاہ ہو گئے ہوں گے پھر ان کے اوپر آب حیات ڈالا جائے گا تو (اس کے پڑنے سے) وہ ایسے نمو پکڑیں گے جیسے دانہ سیل کے بہاؤ میں اگتا ہے بعد اس کے اللہ بندوں کے درمیان میں فیصلہ کرنے سے فارغ ہو جائے گا اور ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان میں باقی رہ جائے گا اور وہ تمام دوزخیوں سے باعتبار دخول جنت کے اخیر ہوگا اس کا منہ دوزخ کی طرف ہوگا کہیگا کہ اے میرے پروردگار میرا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے کیونکہ مجھے اس کی ہوا نے زہرآلود کردیا ہے اور مجھے اس کے شعلہ نے جلا دیا ہے اللہ فرمائے گا کہ کیا عنقریب تو (ایسا تو نہ کرے گا کہ) اگر تیرے ساتھ یہ احسان کردیا جائے تو تو اس کے علاوہ اور کچھ مانگے وہ کہیگا تیری بزرگی کی قسم نہیں پھر اللہ عزوجل کو (اس بات پر) جس قدر وہ چاہے گا عہد میثاق دیگا پس اللہ اس کا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دیگا پھر جب وہ جنت کی طرف منہ کرے گا اس کی ترو تازگی دیکھیگا تو جس قدر اللہ اس کا چپ رہنا چاہے گا وہ چپ رہے گا بعد اس کے کہے گا کہ اے پروردگار مجھے جنت کے دروازہ کے پاس بڑھا دے تو اللہ اس سے فرمائے گا کہ کیا تو نے اس بات پر قول و قرار نہ کئے تھے کہ اس کے سوا جو تو مانگ چکا اور کچھ سوال نہ کرے گا وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار میں تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ ہوں گا تو اللہ فرمائے گا کہ عنقریب اگر تجھے یہ بھی عطا کردیا جائے تو ایسا تو نہ ہوگا کہ تو اس کے علاوہ اور کچھ سوال کرے وہ عرض کرے گا کہ تیری بزرگی کی قسم نہیں میں اس کے سوا سوال نہ کروں گا پھر اپنے پروردگار کو جس قدر قول و قرار وہ چاہے گا دیگا پس اللہ اس کو جنت کے دروازہ کے پاس بڑھا دے گا پس جب اس کے دروازہ پر پہنچ جائیگا اور اس کی شگفتگی اور تازگی اور سرور جو اس میں ہے دیکھیگا تو جتنی دیر اللہ اس کا چپ رہنا چاہے گا چپ رہے گا بعد اس کے کہیگا کہ اے میرے پروردگار مجھے جنت میں داخل کردے اللہ عزوجل فرمائے گا کہ اے ابن آدم تیری خرابی ہو تو کس قدر عہدشکن ہے کیا تو نے اس بات پر قول و قرار نہ کئے تھے کہ اس کے سوا جو تجھے دیا جاچکا ہے اور کچھ نہ مانگے گا وہ عرض کرے گا کہ اے میرے پروردگار مجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ کر پس اللہ اس (کی باتوں) سے ہنسنے لگا بعد اس کے اس کو جنت میں جانے کی اجازت دیگا اور فرمائے گا کہ خواہش کر (جہاں تک تجھ سے ہو سکے) چنانچہ وہ خواہش کرنے لگے گا یہانتک کہ اس کی خواہشیں ختم ہو جائینگی تو اللہ بزرگ و برتر فرمائے گا کہ یہ یہ چیزیں اور مانگ اس کا پروردگار اسے یاد دلانے لگے گا یہاں تک کہ جب اس کی خواہشیں تمام ہو جائینگی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تجھے یہ بھی دیا جاتا ہے اور اسی کے مثل اس کے ساتھ اور بھی یہ حدیث سن کر) ابوسعید خدری نے

لے ترجمہ (اے اللہ ہماری امت کے لوگوں کو سلامت رکھ اے اللہ سلامت رکھ اور سلامتی کے ساتھ اس پل سے پار اتار دے) ۱۲

ابوہریرہؓ سے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس مقام پر) یہ فرمایا تھا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ تجھے یہ اور اس کے ساتھ اس کے (مثل) دس مثل دیئے جاتے ہیں، ابوہریرہؓ بولے کہ مجھے اس حدیث میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف آپ کا یہی قول یاد ہے کہ تجھے یہ (بھی) دیا جاتا ہے اور اسی کے مثل اس کے ساتھ (اور بھی) ابوسعید فرماتے ہیں کہ میں نے خود آپ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تجھے یہ اور اس کے دس مثل (اس کے ساتھ دیئے جاتے) ہیں۔

باب سجدوں میں (مرد کو) چاہیئے کہ اپنے دونوں پہلو کھولے اور پیٹ کو زانو سے علیحدہ رکھے۔

۷۵۷ عبداللہ بن مالک ابن بحینہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں اس قدر کشادگی رکھتے تھے کہ آپ کی بغلوں کی سپیدی ظاہر ہوتی تھی۔

باب سجدہ میں چاہیئے کہ اپنے پیروں کی انگلیاں قبلہ رخ رکھے اس کو ابوحمید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے

باب جب کوئی شخص اپنا سجدہ پورا نہ کرے (تو اس کی نماز نہ ہوگی)

۷۵۸ حذیفہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نہ اپنا رکوع پورا کرتا ہے اور نہ اپنا سجدہ پس جب وہ اپنی نماز ختم کر چکا تو اس سے حذیفہ نے کہا کہ تو نے نماز نہیں پڑھی اور راوی کہتے ہیں مجھے خیال ہے کہ حذیفہ نے یہ بھی کہا کہ اگر تو مر جائے گا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف طریقہ پر مرے گا۔

باب سجدہ سات ہڈیوں کے بل (ہونا چاہیئے)

۷۵۹ ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سات اعضا کے بل سجدہ کرنے کا حکم فرمایا ہے اور یہ کہ بالوں کو نہ پکڑے اور نہ کپڑے کو (وہ سات اعضا یہ ہیں) پیشانی دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے دونوں پیر۔

۷۶۰ ابن عباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم سات ہڈیوں کے بل سجدہ کریں اور نہ بالوں کو روکیں اور نہ کپڑے کو۔

۷۶۱ عبداللہ بن یزیدؓ کہتے ہیں کہ ہم سے براء بن عازب نے بیان کیا اور وہ جھوٹے آدمی نہیں ہیں وہ کہتے تھے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم نے دیکھا کہ جب آپ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے تو کوئی شخص ہم میں سے اپنی پیٹھ نہ جھکاتا تھا یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیشانی زمین پر رکھ دیتے تھے۔

باب ناک کے بل سجدہ کرنا (ضروری ہے)

۷۶۲ ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں کے بل سجدہ کروں پیشانی کے بل اور آپ اپنے ہاتھ سے اپنی ناک اور دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں اور پیروں کی انگلیوں کی طرف اشارہ فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ کپڑوں کو اور بال کو نہ سمیٹیں۔

باب کیچڑ میں (بھی) ناک کے بل سجدہ کرنا (ضروری ہے)

۷۶۳ ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میں (ایک روز) ابوسعید خدری کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا کہ آپ ہمارے ہمراہ درخت کی طرف کیوں نہیں چلتے تاکہ ہم حدیث بیان کریں پس وہ نکلے ابوسلمہ کہتے ہیں میں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیجئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے شب قدر کے بارہ میں کیا سنا ہے وہ بولے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار رمضان شریف کے پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا اور ہم لوگوں نے بھی آپ کے ہمراہ اعتکاف کیا پس جبرئیل آپ کے پاس آئے اور کہا کہ جس کی آپ جستجو کرتے ہیں (یعنی شب قدر) وہ آپ کے آگے ہے لہذا آپ نے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا اور ہم نے بھی آپ کے ہمراہ اعتکاف کیا پس جبرئیل آپ کے پاس آئے اور کہا کہ جس کی آپ جستجو کرتے ہیں وہ آپ کے آگے ہے پس بیسویں رمضان کی صبح کو آپ خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ جس نے نبی کے ساتھ اعتکاف کیا ہو وہ دوبارہ پھر کرے کیونکہ میں نے شب قدر کو دیکھ لیا لیکن میں اسے بھول گیا اور اب صرف اتنا یاد ہے کہ وہ اخیر عشرہ میں طاق رات میں ہے اور میں نے (خواب میں) یہ دیکھا کہ گویا میں مٹی اور پانی میں سجدہ کر رہا ہوں اور اس وقت تک مسجد کی چھت کھجور کی شاخ سے بنی تھی اور اس وقت ہم آسمان میں کوئی چیز (ابر وغیرہ) نہ دیکھتے تھے اتنے میں ایک ٹکڑا بادل کا آیا اور ہم پر پانی برسا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی یہاں تک کہ میں نے کیچڑ کا نشان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اور آپ کی ناک پر دیکھا یہ آپ کے خواب کی تصدیق تھی۔

تیسرا پارہ ختم ہوگیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چوتھا پارہ شروع ہوا

باب نماز میں کپڑوں کا گرہ دینا اور ان کا باندھ لینا (تاکہ ستر نہ کھلنے پائے) ثابت ہے) اور جس شخص نے اس خوف سے کہ اس کا ستر کھل جائے گا اپنا کپڑا اپنی طرف سمیٹ لیا (اس نے اچھا کیا)

۷۶۴ سہل بن سعد کہتے ہیں کہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھتے تھے اور وہ اپنے تہ بندوں کو چھوٹے ہونے کے سبب سے اپنی گردنوں پر باندھے ہوئے ہوتے تھے تو عورتوں سے کہدیا گیا تھا کہ تم اپنے سر نہ اٹھانا یہاں تک کہ مرد سیدھے ہو کر بیٹھ جائیں۔

باب (نماز میں) بال نہ سمیٹے

۷۶۵ ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو (خدا کی طرف سے) یہ حکم دیا گیا تھا کہ سات ہڈیوں کے بل سجدہ کریں اور نماز پڑھتے میں نہ اپنے بال سمیٹیں اور نہ کپڑا۔

باب سجدوں میں دعا اور تسبیح (کیا پڑھنی چاہیئے)

۷۶۶ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اپنے رکوع اور اپنے سجود میں کہا کرتے تھے سبحانک اللھم وبحمدک ربنا وبحمدک اللھم اغفرلی حکم قرآن کی تعمیل کرتے تھے۔

ؔ قرآن کریم میں سورہ اذا جاء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ فسبح بحمد ربک واستغفرہ یعنی اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرو اور اس سے بخشش طلب کرو لہذا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجود میں اللہ کی تعریف اور اس کی پاکی بیان کرتے تھے اور بخشش طلب کرتے تھے۔

باب - دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا چاہیے۔

۷۶۷ - ابو قلابہ سے روایت ہے کہ مالک بن حویرث نے (ایک دفعہ) اپنے دوستوں سے کہا کہ کیا میں تمہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بتلاؤں ابو قلابہ کہتے ہیں وہ وقت کسی فرض نماز کا نہ تھا پس وہ کھڑے ہو گئے پھر انہوں نے رکوع کیا اور تکبیر کہی بعد اس کے اپنا سر اٹھایا اور تھوڑی دیر کھڑے رہے بعد اس کے سجدہ کیا پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنا سر اٹھایا بعد اس کے سجدہ کیا پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنا سر اٹھایا (پس انہوں نے ہمارے ان شیخ یعنی عمرو بن سلمہ کی جیسی نماز پڑھی ایوب کہتے ہیں کہ وہ ایک بات ایسی کرتے تھے کہ ہم نے اور لوگوں کو اسے کرتے ہوئے نہیں دیکھا تیسری یا چوتھی رکعت میں بیٹھتے تھے۔

(مالک بن حویرث کہتے ہیں کہ) ہم اسلام لانے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کی خدمت میں قیام کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جانا تو اس اس طرح سے اس اس وقت میں نماز پڑھا کرنا پس جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے کوئی اذان کہہ دے اور تم میں کا بڑا تمہاری امامت کرے۔

۷۶۸ - براء کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سجود اور آپ کا رکوع اور آپ کا بیٹھنا دونوں سجدوں کے درمیان میں قریب برابری کے ہوتا تھا۔

۷۶۹ - انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میں اس بات میں کمی نہ کروں گا کہ تمہیں ویسی ہی نماز پڑھاؤں جیسی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ وہ ہمیں نماز پڑھاتے تھے ثابت کہتے ہیں کہ انس بن مالک ایک بات ایسی کرتے تھے کہ میں نے تم لوگوں کو وہ بات کرتے نہیں دیکھی وہ جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تھے تو کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ کہنے والا کہتا کہ وہ (سجدہ کرنا) بھول گئے اور دونوں سجدوں کے درمیان (اتنی دیر تک) بیٹھے رہتے تھے کہ کہنے والا کہتا کہ وہ دوسرا سجدہ کرنا بھول گئے۔

باب - سجدوں میں مرد کو چاہیے کہ اپنی دونوں کہنیاں (زمین پر نہ) بچھائے اور ابو حمید کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور اپنے دونوں ہاتھ (زمین پر) رکھ دیے نہ ان کو بچھائے ہوئے تھے اور نہ ان کو سمیٹے ہوئے تھے۔

۷۷۰ - انس بن مالکؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سجدوں میں اعتدال کرو اور تم میں سے کوئی شخص اپنی دونوں کہنیاں زمین پر کتے کی بچھانے کی طرح نہ بچھائے۔

باب - جو شخص اپنی نماز کی طاق رکعت میں پہلے سیدھا بیٹھ جائے بعد اس کے کھڑا ہو۔[1]

۷۷۱ - ابو قلابہ کہتے ہیں کہ مجھ سے مالک بن حویرث لیثی نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا تو دیکھا کہ جب آپ اپنی نماز کی طاق رکعت میں ہوتے تھے تو جب تک سیدھے نہ بیٹھ جاتے تھے کھڑے نہ ہوتے تھے۔

۷۷۲ - ابو قلابہ کہتے ہیں کہ مالک بن حویرث ہمارے پاس آئے اور ہمیں ہماری اس مسجد میں نماز پڑھائی اور انہوں نے یہ کہا کہ میں تمہیں نماز پڑھاتا ہوں لیکن میں نماز پڑھنا نہیں چاہتا بلکہ میں تمہیں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح نماز پڑھتے دیکھا ایوب کہتے ہیں میں نے ابو قلابہ سے کہا کہ مالک بن حویرث کی نماز کیسی تھی وہ بولے کہ ہمارے ان شیخ یعنی عمرو بن سلمہ کی نماز کے مثل ایوب کہتے ہیں کہ وہ شیخ پوری تکبیر کہتے تھے اور جب اپنا سر دوسرے سجدے سے اٹھاتے تھے تو بیٹھ جاتے تھے اور زمین پر ٹیک جاتے تھے بعد اس کے کھڑے ہوتے تھے۔

باب - (چاہیے کہ) دو رکعتوں سے اٹھتے وقت تکبیر کہے اور ابن زبیر اپنے اٹھنے میں تکبیر کہتے تھے۔

۷۷۳ - سعید بن حارث کہتے ہیں کہ ہمیں ابو سعید نے نماز پڑھائی تو جس وقت انہوں نے اپنا سر پہلے سجدے سے اٹھایا اور جب سجدہ کیا اور جب انہوں نے دوسرے سجدے سے سر اٹھایا اور جب دو رکعتوں سے فراغت کر کے اٹھے تو بلند آواز سے تکبیر کہی اور کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

۷۷۴ - مطرف کہتے ہیں کہ میں نے اور عمران بن حصین نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک مرتبہ نماز پڑھی تو ہم نے ان کو دیکھا کہ جب وہ سجدہ کرتے تھے تکبیر کہتے تھے اور جب دو رکعتوں سے اٹھتے تھے تکبیر کہتے تھے بعد سلام پھیرنے کے عمران نے میرا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ بے شک اس شخص نے ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑھائی یا یہ کہا کہ بے شک اس شخص نے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد دلا دی۔

باب - تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ اور ام درداء اپنی نماز میں مرد کی نشست کی طرح بیٹھتی تھیں اور فقیہہ تھیں۔

۷۷۵ - عبداللہ بن عمر کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن عمر کو دیکھتے تھے کہ جب وہ نماز میں بیٹھتے تھے تو چار زانو بیٹھتے تھے تو میں نے بھی ایسا ہی کیا اور میں اس زمانہ میں کمسن تھا تو مجھے عبداللہ بن عمر نے منع کیا اور کہا کہ نماز کا طریقہ تو یہی ہے کہ تم اپنا داہنا پیر کھڑا کر لو اور بایاں دوہرا کر لو میں نے کہا آپ تو ایسا کرتے ہیں بولے کہ میرے پیر کمزور ہو گئے ہیں، مجھے اٹھا نہیں سکتے۔

۷۷۶ - محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو ہم لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر کیا ابو حمید ساعدی بولے کہ مجھے تم سب سے زیادہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد ہے میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ نے تکبیر (تحریمہ) کہی تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں شانوں کے محاذی کرتے اور جب آپ نے رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر جمائے پھر اپنی پیٹھ کو جھکا دیا اور جس وقت آپ نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو سیدھے ہو گئے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر چلی گئی اور جب آپ نے سجدہ کیا تو دونوں ہاتھ اپنے زمین پر رکھ دیے نہ ان کو بچھائے ہوئے تھے اور نہ سمیٹے ہوئے تھے اور اپنے پیر کی انگلیاں آپ نے قبلہ رخ کر لی تھیں پھر جس وقت آپ دو رکعتوں میں بیٹھے تو اپنے بائیں پیر پر بیٹھے اور داہنے پیر کو کھڑا کر لیا پھر جب آخری رکعت میں بیٹھے تو آپ نے اپنے بائیں پیر کو آگے کر دیا اور دوسرے پیر کو کھڑا کر لیا اور اپنی نشستگاہ کے بل بیٹھے۔

---

[1] یہ شافعیہ کا مذہب ہے کہ پہلی اور تیسری رکعت کے سجدوں کے بعد بیٹھ کر اٹھنا مسنون ہے اس کو جلسہ استراحت کہتے ہیں حنفیہ کے نزدیک یہ جلسہ مسنون نہیں دلائل دونوں کے کتب فقہ میں مذکور ہیں ۱۲

کتاب الفقہ

باب الصوم

(بسلسلہ گذشتہ)

مطلب یہ ہے کہ اگر پورے دس روز حیض آچکا ہے اور سحری کے وقت ختم ہونے تک فارغ ہوگئی تب تو روزہ رکھ لے اور اگر دس روز سے کم حیض آکر ایسے وقت بند ہوا کہ سحری کا وقت ختم ہوا تھا تو روزہ اس کے ذمہ نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں نہانے کا وقت اور اس کے بعد ایک ساعت اور شمار کیا جائیگا گویا دس روز سے کم حیض کی صورت میں ایسے وقت بند ہونا چاہیے کہ نہاکر فارغ ہوکر ایک ساعت اور مل جائے تب سحری کا وقت ختم ہو تو روزہ اس پر واجب ہوگا ورنہ اس کی بھی قضا دینی ہوگی۔

۳- دوران حیض میں روزہ کی نیت کرلی۔

اگر دوران حیض میں روزہ کی نیت کی تھی اور صبح کو (یعنی سحری کے وقت) حیض بند ہوگیا اور روزہ رکھ لیا تو یہ روزہ صحیح ہے (عالمگیری)

۵- پیاس و بھوک کی شدت کی وجہ سے عقل زائل ہونے کا خوف ہو۔ (دیکھو دفعہ ۵)

(۱) اگر روزہ میں پیاس یا بھوک سے ہلاک ہوجانے یا عقل کے زائل ہونے کا خوف ہو تو روزہ توڑنا جائز ہے جیسے اگر لونڈی کو کام کی وجہ سے ایسی تھکن ہوجائے کہ ہلاکت کا خوف ہو یا جیسے کسی شخص کو بادشاہ کے حکم سے گرمی کے موسم میں پکڑ کر دربار میں لیجاویں اور اس وجہ سے اس کو ہلاک ہونے یا عقل کے زائل ہونے کا خوف ہو تو روزہ توڑ دے۔

(۲) اگر کسی مشقت کی وجہ سے مثلاً بہت پھرنے چلنے یا کام کی زیادتی کی وجہ سے روزہ میں پیاس بہت لگی اور افطار کرلیا۔ تو کفارہ لازم ہوگا مگر بعض کے نزدیک صرف اس روزہ کی قضا ہی دینی ہوگی اور بقالی نے اسی پر عمل کیا ہے۔

۶- سخت بڑھاپے کی وجہ سے (جیسا کہ شیخ فانی کی صورت میں)

۱- شیخ فانی وہ شخص ہے جو بوجہ بڑھاپے کے ہر روز کمزور ہوتا چلا جائے یہاں تک کہ مر جائے (فتاوی عالمگیری)

۲- شیخ فانی جو روزہ نہ رکھ سکے اس کو جائز ہے کہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دے (جیسا کہ کفارہ کی صورت میں کیا جاتا ہے) جو حکم بڑے آدمی کے واسطے ہے وہی بڑھیا عورت کے واسطے بھی ہے۔ عالمگیری (ہدایہ)

امام مالک کے نزدیک فدیہ اس پر واجب نہیں ہے۔

۳- اگر شیخ فانی فدیہ ادا کرنے کے بعد روزہ رکھنے کے قابل ہوجائے تو فدیہ کا حکم باطل ہوجائے گا اور اس پر روزے واجب ہوجائینگے کیونکہ یہ فدیہ معذور رہنے کی صورت میں تھا۔

۷- نفل روزہ کسی خاص عذر سے قبل زوال افطار کرسکتے ہیں اور بعد زوال صرف والدین کی نافرمانی کے خوف سے اور جب روزہ واجب افطار نہیں کرسکتے ضیافت نفلی روزہ توڑنے کے واسطے

عذر ہے چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے افطر واقض یوما مکانہ (افطار کرو اور اس کی قضا بعد میں دو) (ہدایہ)

(۲) افطار جائز ہے زوال سے پہلے۔ رازی نے کہا ہے کہ نفل روزہ بغیر عذر توڑنا جائز نہیں۔ یہ کافی میں لکھا ہے اور یہی اصح ہے جیسا کہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ یہی ظاہر روایت بھی ہے جیسا نہر الفائق میں لکھا ہے امام ابو یوسف اور امام محمد سے مروی ہے کہ ضیافت بھی روزہ توڑنے کے واسطے عذر ہے۔ کافی میں لکھا ہے فقہا نے کہا ہے کہ مذہب صحیح یہی ہے کہ اگر دعوت کرنے والا ایسا شخص ہو کہ اگر اس روزہ دار کے ضیافت میں آجانے ہی سے خوش اور راضی ہوجائے اور کھانا نہ کھانے سے اس کو رنج نہ ہو تو روزہ نہ توڑے اور اگر جانتا ہے کہ اس کو کھانا نہ کھانے سے رنج ہوگا تو روزہ توڑ دے اور بعد میں قضا کرے۔ شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہے کہ اس مسئلہ میں سب سے بہتر قول یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو بھروسہ ہے کہ وہ قضا رکھ سکیگا تو اپنے مسلمان بھائی کی دل آزاری نہ کرے اور روزہ توڑ دے اور اگر یہ بھروسہ نہیں کہ قضا رکھ سکیگا تو روزہ نہ توڑے۔ اگرچہ روزہ نہ توڑنے میں مسلمان کی دل آزاری ہی ہو یہ حکم اس حالت میں ہے کہ جب ایسا موقع زوال سے پہلے واقع ہو لیکن زوال کے بعد کلی صورت میں روزہ نہ توڑے ہاں اگر والدین کی نافرمانی ہوتی ہو تو توڑ دے۔ (عالمگیری)

۳- ضیافت روزہ واجب کے توڑنے کے واسطے عذر نہیں ہے۔ (نہایہ)

۴- جیسا مہمان کے واسطے ضیافت روزہ توڑنے کے واسطے عذر ہے۔ ایسا ہی میزبان کے واسطے ہے۔ (شرح وقایہ)

۸- غازی اگر جانتا ہو کہ رمضان میں دشمن سے لڑیگا اور روزہ رکھنے میں اس کو ضعف کا خوف ہو تو اسکو روزہ توڑنا

جائز ہے۔ پھر اگر لڑائی کا اتفاق نہ ہوا تو اس پر کفارہ واجب ہوگا کیونکہ لڑائی میں قوت حاصل کرنے کے واسطے پہلے کھانا کھا لینے کی ضرورت پڑتی ہے مرض کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا (عالمگیری)

۹- بعض اور عذروں کی وجہ سے۔

اگر کوئی شخص خرچ کی وجہ سے محتاج ہو اور اس کا پیشہ ایسا ہے کہ اگر اس کی ذریعہ سے کمائے تو روزہ کو نقصان پہنچتا ہے اور روزہ توڑنا پڑتا ہے تو جب ایسا نقصان اس کو پہنچ جائے اور وہ بیمار ہوجائے جب روزہ توڑ سکتا ہے اس سے پہلے اس کو روزہ توڑنا حرام ہے۔ (عالمگیری)

۱۱- ماہ رمضان کی اطلاع نہ ہونے پر روزے کس طرح رکھے

جس شخص کو کافر قید کرکے لے گئے ہوں اور اس کو معلوم نہ ہو کہ رمضان کا مہینہ کب شروع ہوا اور کب ختم ہوا تو حسب ذیل طریق پر روزے صحیح ہوں گے اور اس

چاہیئے کہ مہینہ کا اندازہ اٹکل پر لگائے۔

۱۔ اگر روزے ماہ رمضان سے پہلے رکھے گئے تو فرض روزے

ادا نہ ہوں گے۔ (عالمگیری)

۱۔ اگر کوئی شخص دار الحرب میں تھا اور وہاں اس کو ماہ رمضان ٹھیک نہ معلوم ہوا اور اس نے کئی سال اٹکل پر رمضان کے روزے رکھے اور ہمیشہ اصلی ماہ رمضان سے پہلے رکھتا رہا تو سال اول کے روزے بالاتفاق ادا نہ ہوں گے ہاں دوسرے سال کے روزے پہلے سال کی قضا واقع ہوں گے اور تیسرے سال کے روزے دوسرے سال کی قضا، بشرطیکہ اس نے یہ نیت کی ہو کہ میں رمضان کے روزے رکھتا ہوں (اور کسی اور نیت سے ادا نہ ہوں گے) (فتاویٰ عالمگیری)

۲۔ اگر روزے ماہ رمضان کے بعد رکھے گئے

اور ایام تشریق اور عید بیچ میں نہ آئی کیونکہ ان دنوں میں روزے رکھنا حرام تھا اور نیت روزہ کی رات سے کی تو روزے ادا ہو جائینگے مگر شرط یہ ہے کہ:-

۱۔ اگر شوال میں واقع ہوئے تو اگر اس سال	رمضان تیس دن کا تھا اور شوال ۳۰ دن کا تھا تو ایکدن کا روزہ اس کو بطور قضا اور رکھنا ہوگا۔
	〃 انتیس 〃 〃 انتیس 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
	〃 تیس 〃 〃 〃 تو دو دن کے روزے 〃 〃
	〃 انتیس 〃 〃 تیس تو کسی دن کا روزہ نہیں رکھنا ہوگا
ب۔ اگر ذیقعدہ میں واقع ہوئے تو اگر اس سال یا کسی اور مہینہ میں ا	رمضان ۳۰ دن کا تھا اور وہ مہینہ ۳۰ دن کا تھا تو کسی دن کی قضا لازم نہیں
	〃 ۲۹ 〃 〃 〃 ۲۹ 〃 〃 〃 〃 〃
	〃 〃 〃 〃 ۳۰ 〃 〃 〃 〃 〃
	〃 ۳۰ 〃 〃 〃 ۲۹ تو ایکدن کا روزہ اسکو بطور قضا اور رکھنا ہوگا
ج۔ اگر ذی الحجہ میں واقع ہوئے	〃 ۳۰ 〃 〃 〃 ذی الحجہ ۳۰ تو چار دن کے روزے بطور قضا اور رکھنے ہونگے۔
	〃 ۲۹ 〃 〃 〃 ۲۹ 〃 〃 〃 〃 〃
	〃 〃 〃 〃 〃 ۳۰ تو تین دن 〃 〃 〃 〃
	〃 ۳۰ 〃 〃 〃 ۲۹ پانچ دن 〃 〃 〃 〃

۳۔ ان روزوں میں قضا کی نیت نہ کی جائے گی کیونکہ اس

نے یہ نیت کی ہے کہ جو رمضان کے روزے اس پر فرض ہیں وہ ادا کرتا ہے۔

۱۔ قضا کی نیت کی گئی۔ اگر کسی نے ۱۹۰۸ء میں رمضان کے روزے نہ رکھے پھر اس کی قضا کی نیت سے ایک مہینہ کے روزے رکھے اور وہ سمجھتا تھا کہ مجھ سے ۱۹۰۸ء کے رمضان کے روزے رکھنے رہ گئے تھے تو امام ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ یہ جائز ہے اگر اس ایک مہینہ کے قضا روزے رکھنے میں یہ نیت کی کہ میں رمضان ۱۹۰۵ء کے روزے رکھتا ہوں اور وہ یہی سمجھتا ہے کہ اسی سال کے رمضان کے روزے رکھنے رہ گئے تھے تو امام ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ یہ جائز نہیں ہے

۱۲۔ روزہ کی نذر ماننا یعنی روزہ واجب کے احکام

۱۔ نذر کا روزہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ذمہ کوئی روزہ رکھنا واجب کرے۔

نذر کے روزے کے واجب ہونے کا سبب نذر مان لینا ہے (ہدایہ)

۲۔ اگر نذر اس طرح کہکر مانی کہ اگر میرا قصور معاف ہو جائے گا تو میں اتنے روزے رکھوں گا تو جب تک اس طرح نہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ اتنے روزے واجب ہوں گے تب تک روزہ واجب نہ ہوں گے یہ موجب قیاس ہے اور استحسان یہ ہے کہ کسی طرح کہے واجب ہو جائینگے۔ (عالمگیری)

۳۔ اگر روزہ کی نذر کو کسی شرط پر موقوف کیا تو اس شرط کے موجود ہونے سے پہلے اس نذر کا ادا کرنا بالاجماع جائز نہیں۔ عالمگیری

۴۔ اگر نذر کے روزوں کے واسطے کوئی مہینہ معین کیا اور اس مہینہ سے پہلے روزے ادا کر دیئے تو جائز ہے نزد امام اعظم۔ عالمگیری

چنانچہ اگر اس طرح کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ رجب کے روزے رکھوں مگر اس کے بدلے ربیع الاول کے روزے رکھ لئے تو امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہے مگر امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہیں۔ (عالمگیری)

۵۔ جتنے دن کے روزے رکھنے کی زبان سے کہکر نذر مانی ہے اتنے دن کے رکھنے ہوں گے اگر برابر برابر رکھنے کی مانی ہو تو ایسا کرنا ہوگا اور سلسلہ توڑ دینے سے دوبارہ شروع کرنے ہونگے ہاں اگر متفرق روزے رکھنے کی نیت کی ہو

تو برابر رکھ سکتا ہے (۱) اگر کسی نے نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ ایک (یا دو یا تین) روزہ رکھوں تو جتنے دن کی نذر مانی ہے اتنے دن کے روزے رکھے اور جب چاہے جب رکھے۔ (عالمگیری)

۲۔ اگر کسی نے اس طرح نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ ایک دن کا روزہ رکھوں۔ مگر زبان سے نکل گیا کہ ایک ماہ کے روزے رکھوں تو مہینہ بھر کے روزے رکھنے واجب ہوں گے کیونکہ نذر کے حکم میں قصد و غیر قصد برابر ہیں۔ عالمگیری

۳۔ اگر یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ ایک (یا دو یا تین) روزہ برابر برابر رکھوں تو جتنے دن کی نذر مانی ہے اتنے دن کے برابر برابر رکھنے ہوں گے۔ اگر بیچ میں روزہ توڑ دیا تو از سر نو سب رکھنے ہوں گے۔

۴۔ اگر کسی نے نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ ایک (یا دو یا تین) روزہ متفرق طور پر رکھوں تو جتنے دن کی نذر مانی ہے اگر اتنے دن کے روزے برابر برابر رکھے تو جائز ہے۔ عالمگیری

۶۔ اگر کسی دن روزہ رکھنے کی نذر مانی تھی کہ اس روز نہ رکھا یا وہ روز ایام ممنوعہ میں سے تھا یا اس روز کسی اور واجب کا روزہ رکھ لیا تو اس کی قضا دے،

اگر نذر مانی کہ فلاں دن روزہ رکھوں گا اور اس روز کسی اور واجب کا روزہ رکھ لیا (مثلاً رمضان کی قضا یا کفارہ کا) تو وہ روزہ اس واجب کا ہوگا اور نذر کے روزہ کی قضا دینی لازم ہوگی یہی صحیح ہے۔ اگر نذر اس طرح کی کہ اب جو پنجشنبہ آئیگا اس کا روزہ رکھوں گا اور اس دن روزہ نہ رکھا تو اس کی قضا پھر رکھنی ہوگی۔ اگر موسم کی شدت مثلاً سخت گرمی کی وجہ سے روزہ رکھنے سے عاجز رہا تو جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے اور سردی کے موسم میں اس کی قضا دے (فتح القدیر)

ف اگر عورت کو بیچ میں روزہ رکھنے کی حالت حیض آ گئے تب بھی از سر نو روزہ رکھنے ہوں گے۔

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

مقالہ چھتیسواں

اور کتاب و سنت کو اپنا پیشوا بنا اور دونوں میں تامل اور تدبر کے ساتھ دیکھ کتاب و سنت کی گہرائیوں میں جا اور دونوں پر عمل کر اور قیل و قال اور ہوس پر فریفتہ نہ ہو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہمارے رسول تمہارے پاس جو چیز لائے ہیں اس کو لو اس پر عمل کرو اور جس سے منع کریں اس کو چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرو۔ اور رسول کی مخالفت نہ کرو (اس طرح) کہ جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہیں اس پر عمل کرنا چھوڑ دو اور ہرگز اپنے نفس کے لئے کوئی عمل اور کوئی عبادت نئی نہ بنا (اپنی طرف سے جدت) ایجاد نہ کر جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے ایک قوم کے حق میں فرمایا جو راہ راست سے گمراہ ہوگئی تھی اور رہبانیت کو ان اہل کتاب نے ایجاد کیا تھا اللہ نے فرمایا ہم نے ان پر رہبانیت کو فرض نہیں کیا تھا پھر بیشک اللہ نے اپنے نبی کو پاک کیا اور باطل سے آپ کو جدا رکھا اور فرمایا آپ خواہش نفس سے کچھ نہیں فرماتے ہیں مگر آپ کا کلام وحی ہے جو آپ کی طرف بھیجی گئی یعنی جو چیز کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (دین و شریعت سے) تمہارے پاس لائے ہیں اور تم کو سناتے ہیں، وہ ان کی خواہش اور نفس سے نہیں ہے بلکہ ہماری جانب سے ہے بس ان کی پیروی کرو پھر اللہ عزوجل نے فرمایا اے ہمارے رسول کہدو کہ اے ایمان والو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع (میری پیروی) کرو اللہ تم کو دوست رکھیگا بس بیان کردیا اللہ تعالےٰ نے کہ محبت الٰہی کا راستہ صرف رسول اللہ کے قول و فعل کا اتباع ہے نہ اس کے برخلاف نہیں ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسب کرنا میرا طریقہ ظاہر ہے اور توکل کرنا میری حالت (باطن) ہے یا جیسا کہ یہ عبارت ہو مگر آپ نے کہا تو بس اے طالب تو نبی صلعم کی سنت اور آپ کی حالت کے درمیان میں ہے اگر تیرا ایمان ضعیف ہے تو بس تیرے لئے کسب کرنا ہے جو آپ کی سنت ہے اور اگر تیرا ایمان قوی ہے تو تیرے لئے توکل کرنا ہے جو آپ کی حالت ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا اور بس تم اللہ ہی پر توکل کرو اپنے تمام کاروبار اسی کو سپرد کردو اور فرمایا اور جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے بس اللہ اس کے لئے کافی ہے اور فرمایا اللہ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے بس بہ تحقیق اللہ نے تجھے توکل کرنے کا حکم فرمایا اور اس پر تجھے تنبیہ کی جس طرح کہ اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو توکل کا امر فرمایا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی ایسا کام کرے گا جس کی صحت پر ہمارا حکم نہیں ہے بس وہ عمل اس شخص کا باطل ہے یہ حکم آپ رزق اور اعمال اور اقوال سب کو شامل ہے واضح ہو کہ آپ کے سوا ہمارے لئے قیامت تک کوئی نبی نہیں ہے جس کی ہم متابعت کریں اور نہ قرآن کے سوا ہمارے لئے کوئی کتاب ہے جس پر ہم عمل کریں بس کتاب و سنت ان دونوں کے باہر نہ جا ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا پھر تیری خواہش اور شیطان تجھے ہلاک اور گمراہ کردیں گے اللہ تعالےٰ نے فرمایا خواہش کی پیروی مت کر پھر یہ تجھے اللہ کے راستہ سے گمراہ کردے گی بس ہر آفت سے سلامتی کتاب اور سنت کے ساتھ وابستہ رہنے میں اور ہلاکی ان دونوں کے ماسوا میں ہے اور کتاب و سنت کے عمل کرنے سے بندہ ولایت ابدالیت اور غوثیت کے مقام پر ترقی کرتا ہے۔

مقالہ سینتیسواں ۳۷

(حسد کی برائی)

فرمایا اے مومن! میں تجھے تیرے پڑوسی کا حاسد کیوں دیکھتا ہوں اس کے کھانے پر اور اس کے پہننے اور لباس پر اور اس کے نکاح کرنے اور اس کی سکونت پر اور تو حسد کرتا ہے اس کی تونگری اور اپنے مولیٰ کی دی ہوئی نعمتوں اور اس کی قسمت میں رجو خوش قسمتی کہ مولیٰ نے اسے بخشش کی ہے تصرف کرنے پر کیا تو نہیں جانتا کہ حسد ان چیزوں کی قسم سے ہے جو تیرے ایمان کو ضعیف کرتا اور تجھے اپنے مولیٰ کی نظر رحمت سے گرا دیتا اور تجھے اس کا دشمن (مخالف) بنا دیتا ہے کیا تو نے حدیث (قدسی) جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے نہیں سنی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ حسد کرنے والے میری نعمت کے دشمن ہیں اور کیا تو نے یہ ارشاد نبوی نہیں سنا کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح کہ آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے پھر تو اے مسکین اپنے ہمسایہ کی کس چیز پر حسد کرتا ہے آیا اس کی قسمت پر جو اسے ملی ہے، یا اپنی قسمت پر اگر تو اس کی قسمت پر حسد کرتا ہے (جو) اس کے لئے ہے اور خدا نے اسے دی جیسا کہ اللہ عزوجل کے اس قول سے ثابت ہے ہم نے ان کے درمیان ان کے اسباب معیشت کو حیات دنیا میں تقسیم کردیا ہے تو بس تو نے اس پر ظلم کیا کیونکہ وہ تو وہ شخص ہے جو اس نعمت میں کہ مولیٰ نے اس پر فضل و بخشش فرمائی اور اسی کے لئے اس نعمت کو مقدر کیا اور اس میں اس کے سوا کسی کے لئے حصہ نہیں رکھا تصرف کرتا ہے پھر تجھ سے زیادہ ظالم تجھ سے زیادہ بخیل اور تجھ سے زیادہ احمق اور کم عقل کون ہوگا کہ دوسرے کے حصہ پر حسد کرتا ہے اور اگر تو اپنے نصیب پر حسد کرتا ہے تو تو نے نادانی کی نہایت نادانی کی کیونکہ تیرا نصیب تیرے غیر کو ہرگز نہ دیا جائے گا اور نہ وہ تجھ سے تیرے غیر کی طرف منتقل ہوگا حاشا للہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے... میرے نزدیک حکم نہیں بدلتا اور نہ میں اپنے بندوں کے لئے ظالم ہوں بیشک اللہ تجھ پر کبھی ظلم نہیں کرے گا اس طرح کہ تجھ سے اس چیز کو چھین لے جو تجھے دی ہے اور تیرے لئے مقدر کی ہے پھر یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ چیز تیرے غیر کو دیدے بس تیرا کسی پر حسد کرنا یہ تیری نادانی ہے اور اپنے بھائی پر ظلم کرنا ہے اپنے بھائی پر حسد کرنے سے تیرے لئے زیادہ مناسب یہ ہے کہ تو زمین پر حسد کرے جو معدن دکان ہے خزانہ ذہبی معدنیات اور گڑے ہوئے مالوں کی اور انواع طلا و نقرہ اور جواہرات کی ان اشیاء کی جن کو قوم عاد و ثمود کے اگلے بادشاہوں اور فارس کے کسریٰ اور روم

کے نفیس نے جمع کیا اور حسد کرنے میں نہیں ہے تیری مثال مگر اس شخص کی سی جس نے ایک بادشاہ کو اس کے غلبہ و حشمت اور لشکروں کے ساتھ دیکھا اور بادشاہ کی طرف زمین کے خزانے و محاصل کو لاتے اور جمع کرتے دیکھا اور طرح طرح کی نعمتوں ولذات و شہوات کے ساتھ بادشاہ کو ناز و نعم میں پرورش پاتے بھی دیکھا مگر اس نے ان چیزوں پر بادشاہ کے لئے تو حسد نہ کیا لیکن اس نے ایک جنگلی کتے کو دیکھا جو اس بادشاہ کے کتوں میں سے ایک کتے کی خدمت کرتا ہے اور اس کے ساتھ کھڑا رہتا ہے اور اسی کے ساتھ شب گذارتا اور صبح کرتا ہے پھر شاہی مطبخ سے شاہی کتے کا جھوٹا بچا ہوا خراب کھانا اس جنگلی کتے کو دیا جاتا ہے جسے وہ باندازہ کفایت کھالیتا ہے پھر یہ شخص اس جنگلی کتے پر حسد کرنے اور اسے دشمن سمجھنے لگا اور اس کے مرنے اور ہلاک ہونے کا خواہشمند ہوا اور نہ ہو اور دین اور قناعت کی جہت سے نہیں بلکہ خبث کمینگی اور کم ظرفی کے سبب اس جنگلی کتے کی جگہ پر قائم ہونے اور جھوٹا کھانے میں اس کا جانشین ہونے کی آرزو کرنے لگا تو کیا زمانہ میں اس شخص سے زیادہ احمق اور نادان اور جاہل کوئی مرد ہوگا اے مسکین اگر تو جان لے کہ تیرا پڑوسی عنقریب کل قیامت کے دن درازی حساب سے کس چیز کو پہنچے گا اگر اس نے اللہ کی دی ہوئی نعمت پر اس کی اطاعت نہیں کی ہے اور اس نعمت سے اس کا حق ادا نہیں کیا اس کا حکم بجا نہ لایا اور اس کی منع سے اس کی دی ہوئی نعمت میں باز نہ رہا اور اس نعمت سے خدا کی طاعت و عبادت میں اس نے مدد نہ لی تو وہ ایسی حالت کو پہنچے گا کہ قیامت کے دن آرزو کرے گا کاش اس نعمت سے اسے دنیا میں ذرہ برابر بھی نہ دیا جاتا اور وہ کسی نعمت کو کبھی کسی دن نہ دیکھتا کیا تو نے اس قول کو نہیں سنا جو حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اصحاب بلیات کے ثواب کو دیکھ کر جماعتیں قیامت کے دن یہ آرزو کریں گی کاش ان کا جسم دنیا میں قینچیوں سے کاٹا جاتا بس تیرا پڑوسی کل اپنی درازی حساب اور جھگڑے اور دنیا میں نعمت سے اپنے نفع اٹھانے کے سبب قیامت کے دن پچاس ہزار برس آفتاب کی گرمی میں اپنے کھڑے رہنے کو دیکھ کر آرزو کرے گا کاش کہ دنیا میں وہ تیری جگہ مصیبت کا مارا ہوتا مگر تو اس دن ان تکالیف و آفات سے علیحدہ عرش کے سایہ میں اکل و شرب کرنے والا ناز و نعمت یافتہ اور آسودہ و فرحان و شادان رہے گا دنیا کے شدائد تنگی اور آفات اور محتاجی پر صبر اور اپنی قسمت پر ہر حال میں راضی رہنے کی وجہ سے اور تیرے لئے بڑا ہی حسن امور کو اللہ نے تدبیر و حکم کیا تھا مثلاً تیری ذلت و تیرے غیر کی عزت تیری تنگی غیر کی فراخی تیری بیماری غیر کی تندرستی تیری محتاجی غیر کی تونگری وان سب میں اپنے پروردگار کی مرضیات سے تیرے موافق رہنے کے سبب تو زیر سایۂ عرش اس قدر راحت و انعام یافتہ ہوگا بس اللہ ہمیں اور تمہیں ان لوگوں سے بنائے جنہوں نے بلا پر صبر اور نعمتوں پر شکر کیا اور اپنے تمام کام کو مالک زمین و آسمان پر چھوڑا اور اسی کے سپرد کیا۔

مقالہ اڑتیسواں

(جو بات اپنے میں نہ ہو اس کا دعویٰ نہ کرنا)

فرمایا جس نے اپنے مولیٰ کا کام صدق و خلوص کے ساتھ کیا وہ اس کے غیر سے صبح و شام ہر وقت بیزار رہا کرتا ہے اے قوم اس چیز کا دعویٰ نہ کرو جو تمہیں حاصل نہیں خدا کو ایک جانو اور اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور قضا و قدر کے تیر نشانہ کا نشانہ بن جاؤ جو محض خواہش کے لئے تم چاہتے ہیں نہ کہ تمہیں قتل کرنے کے لئے اور جو شخص خدا کی محبت میں ہلاک ہوتا ہے اس کا اجر اور معیوض بس خدا کی شان رحم و کرم پر واجب ہو جاتا ہے۔

مقالہ انتالیسواں

(عناد۔ نفاق۔ اتفاق کی تشریح)

فرمایا کسی چیز کو خواہش نفس کے دخل کے ساتھ حکم الٰہی کے بغیر لینا گمراہی اور اللہ کی مخالفت کرنا ہے اور خواہش نفس کے بغیر حکم پروردگار سے کسی شئے کو لینا مرضی مولیٰ سے موافقت اور اتفاق کرنا ہے اور اسے چھوڑ دینا و نہ لینا ریا اور نفاق ہے۔

مقالہ چالیسواں

(از مرۂ روحانیین میں داخل ہونیکی تفسیر)

فرمایا روحانیین (اولیاء اللہ) کی جماعت میں داخل ہونے کی آرزو طمع (اور امید) نہ رکھ جب تک کہ تو اپنے تمام وا احکام بشری کا مخالف اور اپنے تمام جوارح اور اعضا سے جدا ہو جائے اور یہاں تک کہ تو اپنی ہستی سے اپنے حرکات و سکنات سے اپنے سننے دیکھنے اور بولنے اور پکڑنے اور چلنے سے اور اپنے عمل و عقل سے بالکل خالی ہو جائے اور تیرے اندر وجود روح کے قبل تجھ سے جو چیزیں (جوارح و اعضا سے) تھیں اور نفخ روح کے بعد تجھ میں جو چیزیں (حواس و عقل سے) پائی گئیں (تو ان سب سے تنہا ہو جائے کیونکہ یہ سب چیزیں تیرے لئے تیرے پروردگار سے حجاب ہیں پھر جب تو روح خالص بن گیا تو سر السر (بھید کا بھی بھید) اور غیب الغیب (غیب کا بھی غیب) ہوگا اور مرتبہ فنا فی الذات کو پہنچے گا اور اپنے سر باطن میں تو یقیناً سب چیزوں سے جدا ہو جائے گا اور تمام اشیاء کو اپنے (مطلوب و مقصود کے) مخالف اور اس کے دیدار کا حجاب اور اس کے جلوہ جمال کے لئے ظلمت (و تاریکی) ماننے والا ہوگا جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے فرمایا بیشک یہ سب اصنام میرے دشمن ہیں مگر اللہ رب العالمین (میرا دوست ہے) اور انہوں نے یہ بتوں کی نسبت فرمایا ہے بس تو بھی اپنے تمام وجود اور اجزا اور تمام خلق کو (اپنے پندار میں) اصنام سمجھ ان میں سے کسی شئی کی تابعداری نہ کر اور نہ ان میں سے کسی کی فرمانبرداری کر (تب) اس وقت تو اسرار پر اور علوم لدنیہ اور ان کے غرائب پر امین بنا دیا جائے گا اور تکوین و خرق عادات (پیدائش اشیاء کی قدرت) جو قبیل قدرت الٰہیہ سے ہے اور جو قوت کہ مومنین کو بہشت میں ہوگی تجھے دنیا ہی میں سپرد کی جائے گی پھر تو اس حالت میں ایسا ہوگا کہ گویا کہ تو مرنے کے بعد زندہ کر دیا گیا ہے (جیسے کہ آخرت میں زندہ کیا جائے گا) اور تیرا کل وجود قدرت الٰہیہ کا مظہر ہو جائے گا اب اس وقت تو اللہ سے سنے گا اللہ سے دیکھیگا اللہ سے بولے گا اللہ سے پکڑیگا اور اللہ سے چلیگا اللہ سے سمجھے گا اور اللہ سے قرار پائے گا اور اسی سے آرام لیگا پھر تو اللہ کے ماسوا سے اندھا اور اللہ کے غیر سے بہرا ہو جائے گا اور حدود (شرع) کی حفاظت اور امر و نہی کو لازم رکھتے ہوئے تو کسی غیر حق کو موجود نہ دیکھیگا اگر شرعی حدود سے کوئی شے تجھ میں کم ہو جائے تو تو آگاہ ہو جا کہ تو فتنہ میں ڈال دیا گیا ہے اور شیاطین تجھ سے کھیل رہے ہیں بس اس وقت تو حکم شرع پر پلٹ آ اور اس سے جدا نہ ہو اور اپنے سے ہوا و ہوس

تاریخ اسلام

(بسلسلہ سابقہ)

حیات و ممات

جہاد فی سبیل اللہ پر ہو کر کمربستہ — لیا ہو جس مجاہد نے شہادت گاہ کا رستہ
ادائے فرض کرنیکے لئے مرنیکے ارماں میں — رضائے حق طلب کرتا ہوا اچھلا ہو میدان میں
سپاہ نفس امارہ کیخاک و خون میں تڑپا کر — وہ گر جائے اگر میدان میں تیر اجل کھا کر
سمجھ یہ اس نے اپنی منزل مقصود پالی ہے — یہ اس کے خون کی سرخی نہیں چہرہ کی لالی ہے
وہ زندہ ہے کبھی ماتم نہ کرنا چاہیئے اس کا — بہت مسرور ہے وہ غم نہ کرنا چاہیئے اس کا

پس جو لوگ مسلمانوں کو دن رات اغیار کی کثرت تعداد اور قوت سے ڈراتے ہیں اور مسلمانوں کو اجنبی اقتدار کے قدموں پر گرانے ہیں وہ اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں وہ اسلامی روایات کا مضحکہ اڑاتے ہیں اور اسلامی غیرت و حمیت اور شجاعت و بسالت کو ذلیل و رسوا کرتے ہیں جنگ بدر نے قیامت تک کیلئے مسلمانوں کو سبق دیدیا ہے کہ ان کو اغیار کی کثرت تعداد اور قوت سے مرعوب نہیں ہونا چاہیئے اور حفظ ملت کے لئے جاں سپاری کیلئے ہر وقت کمربستہ رہنا چاہیئے۔

آمدم بر سر مطلب جب مکہ میں کفار کی ہزیمت کی خبر پہنچی تو گھر گھر صف ماتم بچھ گئی اور رونا پڑ گیا۔ آنحضرت صلعم نے مال غنیمت کو ایک جگہ جمع کرایا اور عبداللہ بن کعب کے سپرد کردیا پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ اور زید بن حارث کو فتح کی خوشخبری دیکر مدینہ کو روانہ کردیا۔ یہ خبر مدینہ میں ۱۷ رمضان المبارک کو ایسے وقت پہنچی جبکہ لوگ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلعم اور زوجہ عثمان غنی کو دفن کر رہے تھے آنحضرت صلعم مقام بدر سے روانہ ہو کر مقام صفرا میں پہنچے اور مال غنیمت کو حکم الٰہی کے مطابق بحصہ مساوی تقسیم کردیا اسیران جنگ میں سے نضر بن حارث کی گردن مارنے کا حکم دیا یہاں سے روانہ ہو کر آپ مقام عرق الظبیہ میں پہنچے یہاں عقبہ بن ابی معیط کی گردن مارنے کا حکم دیا اس کے بعد آپ لشکر کو پیچھے چھوڑ کر تیزی کے ساتھ مدینہ کو روانہ ہوگئے آپ کے ایک روز بعد لشکر اور قیدی بھی پہنچ گئے

حضرت مصعب بن عمیر کا جذبہ اسلام

جب قیدی مدینہ میں پہنچ چکے تو آنحضرت صلعم نے صحابہ میں ان کو تقسیم فرمادیا اور تاکید کردی کہ ان کے ساتھ نیک سلوک کریں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دیں اور نہ کوئی جبر و سختی کریں۔ قیدیوں میں ایک شخص ابوعزیز بن عمیر بھی تھے جو حضرت مصعب بن عمیر کے حقیقی بھائی تھے ابوعزیز کہتے ہیں کہ جب مجھے بدر سے گرفتار کرکے مدینہ کی طرف لارہے تھے تو میں انصاریوں کی ایک جماعت کے زیر حراست تھا جب یہ لوگ کھانا کھانے بیٹھتے تو مجھے روٹی دیدیتے اور خود کھجوریں کھا کر گذارا کرتے جب ہم مدینہ پہنچے تو میں ابی یسر انصاری کے حصہ میں آیا میرے بھائی مصعب بن عمیر نے ابی یسر انصاری سے کہا کہ اس کو خوب اچھی طرح حفاظت سے رکھنا اور خوب سختی کرنا اس کی ماں بڑی مالدار ہے معقول فدیہ دیگی میرے نے یہ معاملہ سنکر اپنے بھائی سے کہا کہ تم دام بھائی اچھی خیر خواہی کررہے ہو اپنے حقیقی بھائی سے ذرا ہمدردی نہیں حضرت مصعب بن عمیر نے فرمایا کہ اب میرے بھائی تم نہیں ہو بلکہ میرا بھائی یہ ہے جو تمہاری حفاظت کررہا ہے غرض یہ کہ ابوعزیز کی ماں نے چار ہزار درہم دیکر رہائی دلوائی۔

اسیران بدر کے متعلق رسول خدا صلعم نے مسجد نبوی میں صحابہ سے مشورہ فرمایا کہ کیا کرنا چاہیئے سب سے پہلے حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ جس کا عزیز ہو اسی کے حوالہ کردیجئے تاکہ وہ اس کو قتل کردے میرے عزیز مجھے دیجئے کہ میں ان کو قتل کردوں تاکہ مشرکوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت قرابتداری کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے اور اسلام کے مقابلہ میں تمام رشتے ہیچ ہیں حضرت ابوبکر صدیق نے یہ رائے دی کہ فدیہ لیکر سب کو چھوڑ دیا جائے تاکہ مسلمانوں کو مالی امداد پہنچے اور ہم ساز و سامان جنگ درست کرسکیں اور ممکن ہے کہ ان کی نسلوں میں سے کوئی مسلمان ہو جائے آنحضرت صلعم نے ابوبکر صدیق کی رائے پسند فرمائی سو جو اپنا فدیہ ادا نہیں کرسکتے تھے ان کو یونہی رہا کردیا اور جو مالدار تھے ان کے لئے مکہ والوں نے فدیہ بھیجکر اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کو چھڑالیا نیز جو نادار تھے اور فدیہ ادا نہیں کرسکتے تھے ان کو کہا گیا کہ مدینہ کے دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دو اور آزاد ہو جاؤ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت زینبؓ کا ہار ابوالعاصؓ کے فدیہ میں

زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک مکہ میں اپنے شوہر ابوالعاص کے یہاں تھیں جب انھیں اپنے شوہر کی اسیری کا حال معلوم ہوا تو فدیہ میں اپنے گلے کا ہار جو ان کی ماں ام المومنین حضرت خدیجہ کی یادگار تھا بھیجا جس وقت رسول خدا صلعم نے یہ ہار دیکھا تو آبدیدہ ہوگئے اور صحابہ سے فرمایا کہ اگر مناسب سمجھو تو یہ ہار زینب کو واپس کردو کیونکہ یہ اس کی ماں کی یادگار ہے صحابہ نے بخوشی اس کو منظور کیا اور ابوالعاص یونہی چھوڑ دیئے گئے یہ مکہ میں آئے اور حضرت زینبؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں بھجوادیا اور اس واقعہ کے چھ برس بعد مسلمان ہوگئے۔

اس واقعہ سے مسلمانوں کی جمہوریت کا ایک عمدہ سبق ملتا ہے جس سے شخصی استبداد و حکمرانی کی جڑ کٹتی ہے باوجود اس کے کہ رسول خدا صلعم خدا کے رسول ...... اور مالک کون و مکان تھے اور صحابہ آپ پر پروانہ وار فدا تھے آپ کے کسی حکم اور مشورہ سے انحراف نہیں کرسکتے تھے مگر پھر بھی آپ معمولی معمولی باتوں میں صحابہ سے مشورہ کرلیا کرتے تھے کیونکہ جمہوریت اور صلاح و مشورہ ہی ایک ایسی چیز ہے جسے تعمیر ملت کے کام بحسن و خوبی سرانجام پاتے ہیں اور ہر قسم کی ترقی و کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

ابولہب کسی وجہ سے مکہ میں ہی رہ گیا تھا جنگ بدر میں شریک نہ ہوسکا تھا بدر میں کفار کی ہزیمت اور بڑے بڑے سرداروں کے مقتول ہونے کی خبر سے اس کے دل پر ایک ایسا زبردست دھکا لگا کہ ایک ہفتہ کے بعد اسی صدمہ سے مرگیا۔

صفوان بن امیہ کی سازش اور اسلام کا کرشمہ

صفوان بن امیہ کا باپ امیہ اور بھائی علی دونوں جنگ بدر میں مارے گئے تھے اس لئے اس کو کفار کی شکست کا حد سے زیادہ صدمہ تھا اور اس کے سینہ میں جوش انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی اس نے عمیر بن وہب کو خفیہ طور پر تیار کیا کہ محمد صلعم کو جا کر کسی طرح قتل کر دے عمیر زہر میں بجھی ہوئی ایک تلوار لیکر مدینہ کو روانہ ہو گیا یہ اپنے ارادہ کی تکمیل کی فکر میں پھر رہا تھا کہ اتفاقاً حضرت عمر رضی مل گئے ان کو عمیر کے اس طرح یہاں مدینہ میں پھرنے سے کچھ شبہ ہوا اور آپ اس کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے رحمۃ للعالمین نے فرمایا عمیر کو چھوڑ دو پھر اس کو قریب بلایا اور نہایت نرمی اور اخلاق کے ساتھ دریافت کیا کہ عمیر یہاں کس ارادہ سے آئے عمیر نے کہا میرا بیٹا قیدیوں میں ہے میں اس کو رہا کرانے آیا ہوں آپ نے فرمایا سچی بات کیوں نہیں کہتے تم کو صفوان نے میرے قتل کے لئے بھیجا ہے اور پھر خفیہ مشورہ کی کیفیت سنا دی یہ پتہ کی بات سنکر عمیر دم بخود رہ گیا اور پکار اٹھا کہ بیشک آپ خدا کے سچے رسول ہیں اور کلمہ شہادت پڑھکر سچے دل سے مسلمان ہو گیا۔

اسی ماہ رمضان المبارک میں جو جو مشہور واقعات ہوئے وہ یہ ہیں رمضان کی آخری تاریخوں میں صدقہ فطر واجب ہوا اور عیدین کی نمازیں اور قربانی بھی واجب ہوئی نیز اسی سال آنحضرت صلعم کی دوسری صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے ہوا اور آپ نے ذوالنورین کا لقب پایا اور اسی سال حضرت فاطمۃ الزہرا کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہوا۔

غزوہ سویق

جنگ بدر کے بعد کفار کے حوصلے پست نہیں ہوئے تھے بلکہ ان کے دلوں میں انتقام کی آگ اور بھی زیادہ مشتعل ہو گئی چنانچہ ابو سفیان دو سو سواروں کی جمعیت لیکر بارادہ قتل و غارت مکہ سے روانہ ہو گیا مدینہ کے قریب پہنچکر کھجوروں کے ایک باغ میں آگ لگا دی اور دو مسلمانوں کو قتل کر دیا جو کاشتکاری کے کاموں میں مصروف تھے اس حملہ کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہنچی اور آپ مسلمانوں کو لیکر مقابلہ کے لئے نکلے مگر کفار کے پیر کہاں تھے جو مجاہدین اسلام کا مقابلہ کرتے اس لئے وہ حواس باختہ ہو کر ایسے فرار ہوئے کہ اپنے ستوؤں کے تھیلے بھی وہیں چھوڑ گئے تاکہ بوجھ ہلکا ہو جائے اور بھاگنے میں آسانی ہو آنحضرت صلعم نے مقام قرقرۃ الکدر تک کفار کا تعاقب کیا اور جا بجا ستوؤں کے تھیلے پڑے پائے اس واقعہ کا نام اسلامی تاریخ میں غزوہ سویق مشہور ہوا کیونکہ عربی زبان میں ستو کو سویق کہتے ہیں یہ واقعہ ۲ھ ہجری کے ماہ ذی الحجہ میں واقع ہوا۔

ہجرت کا تیسرا سال

فتح بدر کے بعد عبداللہ بن ابی کے لئے اس کے سوا چارہ نہ تھا کہ اپنی امیدوں کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہکر ظاہری طور پر اسلام قبول کر لے بعد اندر ہی اندر سازشیں کر کے اپنے انتقام کی آگ بجھائے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا یعنی اسلام قبول کر لیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی اسی پر مجبور کیا اور مکہ والوں اور یہودیوں سے سازباز شروع کی مدینہ کے یہودی پہلے ہی مسلمانوں کے دشمن تھے اور اسلامی اقتدار کی ترقی کا جذبہ اپنے سینوں میں رکھتے تھے فتح بدر سے ان کی دشمنی اور عداوت میں اور بھی ترقی ہوئی یعنی کفار مکہ، عبداللہ بن ابی، اس کی جماعت اور مدینہ کے یہودی اب متفقہ طور پر اسلام کی دشمنی پر کمربستہ ہو گئے تدبیریں سوچنے لگے اور اندر ہی اندر سازشیں کرنے لگے

کعب بن اشرف یہودی تو مدینہ سے مکہ میں آ گیا تھا کہ مکہ والوں کو انتقام و دشمنی پر ابھارے یہاں آ کر اس نے یہ وطیرہ اختیار کیا کہ مقتولین بدر کے نوحے لکھنے اور لوگوں کو سنانے شروع کر دیئے اپنے اشعار سنا کر لوگوں کو انتقام پر ابھارتا تھا اور ان کو غیرت دلاتا تھا جب مکہ میں مسلمانوں کے خلاف آتش انتقام کو خوب بھڑکا دیا اور ان کے سینوں میں آگ لگا دی تو پھر مدینہ میں آ گیا اب یہاں یہ روش اختیار کی کہ مسلمانوں کی ہجو میں اشعار کہنے شروع کر دیئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مدینہ کے یہودی اور منافقوں نے پورے زور و شور اور اہتمام کے ساتھ اسلام دشمنی کا کام اپنے ہاتھ میں لیا یہودیوں کا حوصلہ تو یہاں تک بڑھا کہ عام طور پر بد زبانیوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ حضور صلعم کی مجلس میں آ کر ہتک آمیز اور بیہودہ کلمات بکنے لگے السلام علیکم کی جگہ السام علیکم (تم پر موت آئے) کہتے اور راعنا کی جگہ راعینا وغیرہ ناشائستہ الفاظ استعمال کرتے اس کے علاوہ وہ منافقوں اور یہودیوں سے دوسری روش یہ اختیار کی کہ بظاہر مسلمان ہو جاتے اور کچھ دنوں کے بعد مرتد ہو جاتے اس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان اسلام سے متنفر اور بدظن ہو جائیں اور ان کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہو جائیں غرض اس طرح یہودیوں نے مسلمانوں کے لئے نئی نئی مشکلات اور خطرات کا دروازہ کھول دیا مگر مسلمانوں کا صبر و تحمل دیکھیے کہ یہ تمام باتیں دیکھتے تھے اور اپنے نبی کے حکم کے بغیر کچھ نہ کر سکتے تھے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کی مجلسوں اور مجمعوں میں جاتے اور وعظ و نصیحت کرتے کہ دیکھو معاہدہ پر قائم رہو ملک میں بدامنی اور فساد مت پھیلاؤ ورنہ ابوجہل اور عتبہ کی طرح اپنے کئے کی سزا بھگتو گے اور اس کا نتیجہ تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا مگر سب یہود آپ کو سخت سست کہتے اور خوب تمسخر اڑاتے یہودیوں نے کہا کہ قریش مکہ تدبیر جنگ سے ناواقف تھے اگر ہم سے مقابلہ کرو گے تو معلوم ہوگا اس کے مقابلہ میں حضور صلعم کا اسوۂ حسنہ اور رحمت و رافت دیکھیے کہ یہ تمام باتیں خندہ پیشانی سے سنتے اور وعظ و نصیحت سے راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے غرض آپ حتی الامکان عفو و درگذر سے کام لیتے رہے اور اپنی طرف سے ہر طرح معاہدہ کو نباہا اور تمام باتوں کو صبر و سکون سے سنا۔

بنی قینقاع کی جلاوطنی

بتلایئے ایسی حالت میں کونسی ایسی حکومت تھی کہ ایسے شریر بدذات اور نالائق لوگوں کے مقابلہ میں عفو و درگذر سے کام لیتی یہ بانی اسلام ہی کی شان رحمۃ للعالمینی تھی کہ آپ نے رحم دلی سے کام لیا اگر یہودی انسان ہوتے تو احسان مانتے اور اسلام دشمنی سے باز آ جاتے لیکن مگر لاتوں کے بھوت باتوں سے کب مانتے ہیں آخر خود اپنے ہاتھوں سامان بربادی فراہم کر لئے۔

ایک روز بنی قینقاع کی بستی میں کوئی میلہ تھا اس میں ایک انصاری عورت دودھ بیچنے کے لئے گئی واپسی میں ایک یہودی سنار کی دکان پر بھی چلی گئی کوئی زیور خریدنا تھا نابکار سنار نے اس انصاری عورت کو چھیڑا اتفاق سے

ایک انصاری بھی ادھر آنکلے انہوں نے اس ناشائستہ حرکت کو دیکھکر عورت کی حمایت کی اتنے میں اور یہودی آ گئے اور آتے ہی انصاری پر حملہ کر دیا ادھر کچھ انصاری بھی اپنے بھائی کی امداد کو پہنچ گئے نتیجہ یہ ہوا کہ دو انصاری اور ایک یہودی مارے گئے دوسرے یہودیوں کو یہ لگی تو وہ بھی مسلح ہو کر آ گئے اور رسول کریم صلعم بھی صحابہ کو لیکر پہنچ گئے یہودیوں کو آمادہ قتال پایا مقابلہ ہوا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ یہودی مقابلہ کی تاب نہ لاکر اپنے قلعہ میں محصور ہو گئے پندرہ دن کے محاصرہ کے بعد قلعہ پر مسلمان قابض و متصرف ہو گئے اور تمام یہودیوں کو گرفتار کر لیا جن کی تعداد سات سو تھی۔

اسیران جنگ کے متعلق عرب کا عام دستور یہ تھا کہ سب کے سب بلا دریغ قتل کر دیئے جاتے تھے اس دستور کے مطابق یہودیوں کو یقین ہو گیا کہ ہم بالضرور قتل کئے جائینگے مگر دربار نبوت میں یہ بربریت کہاں تھی وہاں تو سب کے لئے دریچہ رحمت کھلا ہوا تھا عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین ان یہودیوں کا دلی ہمدرد تھا اس لئے اس نے باصرار سفارش کی کہ ان کو صرف جلا وطن کر دیا جائے اتنی سزا ان کے لئے کافی ہے آپ نے اس سفارش کو قبول کر لیا اور حضرت عبادہ بن صامت ان کو خیبر تک نکال آئے۔

اسلام سے پہلے عرب میں جنگ و صلح کا کوئی قانون اور اصول نہیں تھا اس سے زیادہ وحشت و بربریت اور کیا ہو گی کہ اسیران جنگ بلا دریغ قتل کر دیئے جاتے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے وہ اصول و قوانین منضبط فرمائے جن پر آج تہذیب و تمدن حکومتیں چل رہی ہیں۔

کعب بن اشرف کی شرارتوں اور سازشوں کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس شخص نے اور بھی زیادہ شرارت شروع کی مسلمان عورتوں کے نام عشقیہ اشعار لکھنے لگا اور آنحضرت صلعم کے قتل کی تدبیریں اور سازشیں کرنے لگا حضور کو معلوم ہوا تو آپ نے صرف اتنا کہا کہ ذرا احتیاط برتنے لگے جب اس کی شرارتیں حد سے بڑھ گئیں تو ایک صحابی محمد بن مسلمہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس شریر کو قتل کر دوں آپنے اجازت دیدی انہوں نے قتل کر دیا۔

جنگ اُحد

جنگ بدر کے بعد مکہ میں ابوسفیان سردار سمجھا جاتا تھا اس کی بیوی ہندہ کا باپ اور بھائی بدر میں مارے گئے تھے اس نے ابوسفیان کو غیرتیں دلائیں اور لعنت و ملامت کی کہ ابوسفیان پوری توجہ اور قوت کے ساتھ جنگی تیاریوں میں مصروف ہو گیا جو منافع اسے ملک شام کی تجارت میں ہوا تھا اس نے وہ سب جنگ کے ساز و سامان میں لگا دیا دیگر قبائل کو شریک جنگ کرنے کے لئے رجز خواں بھیجے گئے کہ وہ لوگوں کو جنگ پر آمادہ کریں چنانچہ قریش کے تمام حلیف قبائل بنو کنانہ اہل تہامہ اور مکہ کے حبشی غلام بھی شریک جنگ ہو گئے غرض مکہ والے پورے ایک سال زور و شور کے ساتھ جنگی تیاریاں کرتے رہے اور چار ہزار جنگجو نبرد آزما بہادروں کا لشکر ماہ شوال کی ابتدائی تاریخوں میں مکہ سے روانہ ہو گیا جس میں سرداران قریش کی لڑکیاں اور عورتیں بھی شامل تھیں تاکہ اپنے شوہروں اور عزیزوں کے قاتلوں کو قتل ہوتے ہوئے دیکھیں شعرا بھی تھے کہ وہ بہادروں کے دلوں کو گرماتے رہیں مردوں کا سردار ابوسفیان اور عورتوں کی سپہ سالار اس کی بیوی ہندہ تھی اسی لشکر میں جبیر بن مطعم کا ایک حبشی غلام وحشی بھی شامل تھا جو نیزہ چلانا خوب جانتا تھا جس کا نشانہ بہت ہی کم خطا جاتا تھا جبیر بن مطعم نے کہا کہ اگر تو نے حمزہ کو قتل کر دیا تو میں تجھے آزاد کر دوں گا اسی طرح ہندہ نے کہا کہ اگر تو نے میرے باپ کے قاتل حمزہ کو قتل کر دیا تو میں تجھے اپنا زیور اتار کر دیدونگی مختصر یہ کہ اس جوش و خروش اور ساز و سامان کے ساتھ یہ لشکر روانہ ہوا اور ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچ گیا

مسلمانوں کی مجلس مشاورت

جس وقت مدینہ میں اس لشکر کے آنے کی خبر پہنچی تو رسول خدا صلعم نے ایک مجلس مشاورت منعقد کی اور صحابہ سے دریافت فرمایا کہ کفار کا مقابلہ مدینہ میں رہکر کرنا چاہیئے یا باہر نکل کر عبداللہ بن ابی نے رائے دی کہ مدینہ میں رہکر مقابلہ کرنا چاہیئے جس سے اس کا دلی منشا یہ تھا کہ اچھا ہے کفار یہیں آکر مسلمانوں کی قوت توڑ دیں اور تجربہ کار صحابہ اور خود حضور صلعم کی بھی یہ رائے تھی کہ مدینہ میں بیٹھکر مدافعت کی جائے لیکن نوجوان پر جوش صحابہ بضد ہوئے کہ مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے تاکہ دشمن کو ہماری کمزوری کا احساس نہ ہو آپ نے اسی رائے کو پسند فرمایا اور کثرت رائے بھی اسی طرف تھی وہ ۱۴ شوال جمعہ کا دن تھا اس کے بعد آپنے نماز جمعہ ادا فرمائی پھر گھر میں تشریف لیگئے اور دو زرہ پہنکر اور مسلح ہو کر نکلے اس واقعہ کی نسبت اللہ پاک فرماتے ہیں (اے نبی وہ وقت یاد کرو جب تم صبح ہی صبح اپنے گھر والوں سے نکلے اور مسلمانوں کو ٹھکانوں پر بٹھلاتے تھے" بعد نماز جمعہ آپ ایک ہزار صحابہ کی جمعیت لیکر مدینہ سے روانہ ہوئے اور مدینہ میں ابن ام مکتوم کو نمازوں کی امامت کے لئے چھوڑ گئے ابھی آپ مدینہ سے دو ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہی گئے ہوں گے کہ عبداللہ بن ابی اپنے تین سو آدمیوں کو لیکر واپس مدینہ چلا گیا اس خیال سے کہ مسلمانوں میں اس سے ابتری اور بددلی پیدا ہو گی گو بہانہ یہ کیا کہ چونکہ میری رائے پر عمل نہیں کیا گیا اس لئے میں واپس ہوتا ہوں ان تین سو منافقوں کے جدا ہونے سے مسلمانوں کی تعداد تین سو رہ گئی ان میں سے بھی آپنے چھوٹی عمر کے لڑکوں کو واپس کر دیا غرض آپ مدینہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر احد کی پہاڑی کے دامن میں شام کے وقت پہنچ گئے جہاں کفار پہلے ہی سے خیمہ زن تھے چونکہ شام ہو گئی تھی اس لئے رات خاموشی سے گذری اگلے روز ۱۵ شوال بروز شنبہ ۳ھ کو میدان کا رزار گرم ہو گیا۔

لشکر اسلام احد کی پہاڑی کو پس پشت رکھکر خیمہ زن ہوا تھا عقب سے دشمن مسلمانوں پر بآسانی حملہ آور ہو سکتا تھا اس لئے رسول خدا صلعم نے پچاس آدمیوں کی ایک جمعیت کو عبداللہ بن جبیر انصاری کی سرکردگی میں پشت کی ایک گھاٹی پر متعین کر کے تاکید کر دی کہ خواہ لشکر اسلام پر کچھ ہی گذرے مگر اس گھاٹی کو کسی حالت میں بھی نہ چھوڑنا آپنے آنیوالے خطرہ کو ایک ذی ہوش سپہ سالار و مآل اندیش سپہ سالار کی حیثیت سے پہلے ہی محسوس فرما لیا تھا جس سے آپ کا کمال تدبر ظاہر ہوتا ہے اس کے بعد آپ نے صفوف جنگ کو آراستہ کیا میمنہ پر زبیر بن العوام کو اور میسرہ پر منذر بن عمرو کو مقرر فرمایا امیر حمزہ کو مقدمۃ الجیش مقرر فرمایا حضرت مصعب بن عمیر کو علم دیا اور آپنے اپنی تلوار حضرت ابودجانہ کو دی جو اس تلوار کو مسرت سے لیکر اکڑتے ہوئے میدان جنگ میں پھرنے لگے دوسری طرف کفار کی صفوف اس طرح آراستہ تھیں سواروں کی سرداری خالد بن ولید کو میمنہ پر متعین کیا سو سوار عکرمہ بن ابوجہل کو دیکر میسرہ پر مقرر کیا بنو عبدالدار کے حصہ میں علمبرداری آئی لشکر کفار میں دو سو گھوڑے تھے اور تین ہزار کا لشکر جرار پورے ساز و سامان سے آراستہ تھا پیدل دستوں کا سردار عبداللہ بن ربیعہ تھا غرض مسلمان تعداد کے لحاظ سے چوتھائی سے بھی کم تھے

مسلمان اور قرآن

ایک مسلسل کتاب جو خاص مولوی کے لئے لکھوائی گئی ہے

(نوشتہ حضرات مارہروی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

قرآن اور عورتوں کی حالت کی اصلاح

نزول قرآن سے پیشتر عورتوں کی حالت نہایت قابل افسوس تھی ازدواج پر کوئی قید نہ تھی جتنی عورتیں جو چاہتا کرلیتا اور جب چاہتا چھوڑ دیتا۔ سوتیلی ماں متعدد حقیقی بہنوں، خالہ، پھوپی، بھانجی اور بھتیجی تک سے نکاح ہو جاتے تھے ہرقل قیصر روم کے گھر میں اس کی بھتیجی ہی تھی ایرانیوں میں تو ماں بہن سے بھی نکاح ہو جاتے تھے، بیوہ عورتیں ورثہ کی طرح تقسیم ہو جاتی تھیں لوگ لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے قرآن کریم نے دنیا میں سب سے پہلے اس مظلوم طبقہ کی یاریگری کی اور انھیں مردوں کی مساوات اور جب قید و ظلم سے رہائی دلائی قرآن میں ارشاد باری ہے

والمحصنت من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتب اللہ علیکم و احل لکم ما وراء ذالکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فريضه ولا جناح علیکم فیما تراضیتم به من بعد الفریضه ان اللہ کان علیما حکیما

(اور دوسروں کی منکوحہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں مگر وہ عورتیں جو تمہارے قبضہ میں آگئی ہیں تم پر اللہ کی یہ حکم ہے۔ تم پر حلال ہے کہ تم اپنے مالوں سے شہوت پرستوں کی طرح نہیں بلکہ پارساؤں کی طرح عورتوں سے شادی کرلو پھر جن عورتوں سے تم تمتع حاصل کر چکے ان کی مقررہ مہر انھیں ادا کردو البتہ اگر رضامندی سے کچھ کمی بیشی ہو جائے تو کوئی گناہ نہیں تحقیق اللہ تعالے علیم و حکیم ہے ")

یا ایها الذین امنوا لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرها ولا تعضلوهن لتذهبوا ببعض ما اتیتموهن الا ان یاتین بفاحشة مبینة وعاشروهن بالمعروف فان کرهتموهن فعسى ان تکرهوا شیئا و یجعل اللہ فیه خیرا کثیرا (اے ایمان والو تمہارے لئے جائز نہیں کہ زبردستی عورتوں کے مالک بن جاؤ انھیں اس نیت سے نہ روکے رکھو کہ جو کچھ تم نے انھیں دیا ہے اس میں سے کچھ واپس لیلو تا وقتیکہ انھوں نے کوئی صریح بیحیائی نہ کی ہو اور ان سے نیکنامی کے طریق پر گذران کرو اگر تم ان سے کراہت کرتے ہو تو یاد رکھو کہ ممکن ہے کہ تم ایسی بات سے کراہت کرتے ہو جس میں اللہ تعالے نے بہت بھلائی رکھی ہے ")

ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف وللرجال علیهن درجة واللہ عزیز حکیم۔ عورتوں کے حقوق بھی مردوں پر ویسے ہی ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر ہیں یہ ضرور ہے کہ مردوں کو عورتوں پر کچھ فضیلت حاصل ہے اور اللہ تعالے زبردست حکمت والا ہے۔ للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن جو مردوں نے کمایا وہ مردوں کا حصہ اور جو عورتوں نے کمایا وہ عورتوں کا حصہ ہے نزول قرآن سے پیشتر عورتوں کو خاوندوں، رشتہ داروں اور والدین کے ترکہ سے حصہ ہی نہیں دیا جاتا تھا قرآن نے ان کا ترکہ مقرر کیا وراثت کا حصہ دار بنایا اور اپنی کمائی اور اپنی اور اپنی آبائی جائداد کا انھیں اسی طرح مالک قرار دیا جس طرح کہ مرد مالک ہوتے ہیں عورتوں کا حصہ مردوں سے نصف ضرور رکھا لیکن ساتھ ہی مہر کی بھی حقدار قرار دی گئیں اس لئے اس کی کسر اس سے پوری ہوگئی ایرانیوں میں عورت کی حالت باپ ہی کے گھر میں غلاموں جیسی تھی وہ اپنے بچوں کو فروخت بھی کرسکتے تھے عیسائیت کی حالت دیکھنی ہو تو اس مہذب زمانہ ہی کے یورپ میں دیکھو کہ وہ اپنے خاوند پر نہ گزارہ کا دعویٰ کرسکتی ہیں نہ اپنی آبائی اور ذاتی پیدا کردہ جائداد کو اپنی مرضی کے مطابق کام میں لاسکتی ہیں کوئی معاہدہ کسی سے نہیں کرسکتیں جو کچھ وہ خاوند کی غیبت میں کمائیں وہ ان کے خاوند کا مال متصور ہوتا ہے۔

تعدد ازدواج پر بھی پابندی عاید کردی اور طلاق کو اشد ضرورت کے وقت جائز قرار دینے کے باوجود اسے نہایت مبغوض اور مکروہ چیز بتایا گیا طلاق کے بارہ میں یہودیوں میں یہ افراط تھی کہ جب جاہے بلا کسی وجہ کے طلاق دیدے جیسا کہ حضرت موسیٰ فرماتے ہیں کہ جب کوئی طلاق دینی چاہے طلاق نامہ لکھدے پھر یہ جبر کہ کوئی اس سے شادی نہ کرے۔

احبار ۲۱ میں لکھا ہے کہ "زن حشہ بیحرمت اور مطلقہ سے شادی نہ کی جائے" عیسائی اور بت پرست قوموں میں یہ تفریط تھی کہ طلاق کا فقدان تھا البتہ زنا کے جرم میں طلاق دی جاسکتی تھی یہ دونوں صورتیں معاشرت و تمدن کے لئے برباد کن تھیں یہودیوں والی شرط میں عورت محض ایک مصیبت زدہ مخلوق تھی اور دوسرے میں مایوس و معلق اسلام نے اعتدال کی راہ اختیار کی ایک طرف طلاق کو انتہائی مکروہ اور قابل نفرت چیز قرار دیا اور دوسری طرف نباہ کی عدم صورت اور عدم موافقت مزاج کی انتہائی صورت میں اسے جائز بھی رکھا لیکن اس طرح کہ مرد و عورت کے مستقبل پر کوئی اثر نہ پڑے مجبوراً جان ملٹن نے بائبل سے طلاق کا جواز ثابت کرنے کی سعی کی ہے پھر طلاق کی روک کے لئے بھی مختلف قیود کیا ل پیدا کر دیں مقصد یہ تھا کہ زندگی اتفاق و محبت سے بسر ہو نتیجہ یہ ہوا کہ جہاں یورپ میں طلاق کی نہایت کثرت ہے وہاں مسلمانوں میں شاذ ہی اس کی مثالیں ملتی ہیں دیکھئے اسلامی احکام کتنے ابدی و فطری ہیں جنھیں کبھی بدلنے اور تبدیل کرنے کی ضرورت داعی نہیں ہوتی حالانکہ عیسائیوں اور ہندوؤں کو اپنے مذہبی احکام کے خلاف طلاق پر عمل کرنا پڑ رہا ہے بائبل سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں سلیمان کی سات سو سے زائد بیویاں تھیں اور تین سو حرم تھیں (اسلاطین ۱۱) حضرت داؤد کی ۹۹ بیویاں تھیں یہودیوں عیسائیوں زرتشتیوں ہندوؤں اور دیگر تمام کثرت ازدواج کی عادی تھے۔ شاہ قسطنطین اور خسرو پرویز اور ان

کے جانشینوں کی بہت سی بیویاں تھیں منکوحہ بیویوں کے علاوہ یہود عرب عورتوں کو حرم کے طریق پر رکھ لیتے تھے۔ یمن اور عرب کے اقطاع میں یہ بھی دستور تھا کہ ایک عورت متعدد خاوند کر سکتی تھی ہندوستان میں گو ردیا اڑدوں میں بھی یہی معاملہ تھا قرآن نے اسے بھی بند کیا ہر قسم کی غیر منکوحہ عورتوں کو رکھنا حرام قرار دیا اور صرف چار تک اس کی حد مقرر کی اور وہ بھی انصاف کی کڑی شرط کے ساتھ۔ یورپ نے ایک عورت کی موجودگی میں دوسری عورت کرنا جرم قرار دیا ہے مگر یہ بھی فطرت کے خلاف ہے اور اس سے زناکاری کو تقویت حاصل ہوتی ہے گویا قرآن پہلی کتاب اور اسلام پہلا مذہب تھا جس نے عورتوں کی جداگانہ ہستی تسلیم کی وراثت میں اس کا حق مقرر کیا اس کے حقوق کی تصریح کی اس سے نیکی اور حسن سلوک کے تاکیدی احکام نافذ کئے مرد اور عورت کے حقوق کی بہترین تصریح کی اور ایسے طریقے تجویز کئے جن سے دونوں کی زندگی عیش و آرام کے ساتھ بسر ہو سکے۔

قرآن اور طریق تمدن

عرب میں وحشت و بربریت، سرکشی و جہالت اور لغویت و بے سلیقگی عام تھی نہ سلام نہ مصافحہ اور نہ معانقہ گھروں میں مرد عورت بے ستر رہتے جس کے گھر میں جاتے بے دھڑک گھس جاتے سلام ذلت کے مترادف سمجھا جاتا دوسروں کی تحقیر اور حسب و نسب پر فخر عام بات تھی قرآن کریم نے اس لغویت و وحشت کا خاتمہ کر کے انھیں تہذیب و تمدن کے آئین سے آشنا کیا

آداب مجلس:۔ یاایھا الذین امنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم و اذا قیل انشزوا فانشزوا ”اے ایمان والو جب تم سے مجلس میں کھل کر بیٹھنے کو کہا جائے تو کھل کر بیٹھو جاؤ اللہ تعالے تمہارے لئے کشائش پیدا کرے گا اور جب کھڑے ہونے کو کہا جائے تو کھڑے ہو جاؤ“ یعنی آداب مجلس کا خیال رکھو اور میر مجلس جو کہے اسے مانو اور اس پر عمل کرو۔

لباس کی عمدگی:۔ یابنی ادم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سواٰتکم و ریشا و لباس التقوی ذلک خیر ذلک من ایات اللہ لعلھم یذکرون۔ ”اے فرزند آدم ہم نے تمہارے لئے لباس بنایا ہے جو تمہاری ستر پوشی بھی کرتا ہے اور تزئین کے کام بھی آتا ہے ویسے سب سے بہتر لباس تو تقوی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اگر تم اس پر غور کر کے عمل بھی کرو اور اس کی نعمتوں کا ذکر بھی“

خذوا زینتکم عند کل مسجد ”نماز کے لئے اچھے کپڑے پہنا کرو“ یعنی اللہ تعالے قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ہم نے تمہاری ستر پوشی اور زینت جسمانی کے لئے لباس پیدا کیا ہے یہ ضرور ہے کہ سب سے بہتر لباس تو تمہارے اخلاقی محاسن ہی ہیں اور ان کی موجودگی میں کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ انسان نیک اور صاحب صفات ہے تو اس کی ظاہری حالت پر کسی کی نگاہ بھی نہ پڑے گی تاہم پھر بھی لباس ایک نعمت ہے جس کو پہن کر ایک شان پیدا ہوتی ہے جب مساجد میں جایا کرو تو اچھا لباس پہن کر جایا کرو ظاہر ہے کہ برے لباس میں اچھا انسان بھی برا معلوم ہوتا ہے اور لباس سے انسان میں ایک قسم کی شان اور خوبصورتی پیدا ہو جاتی ہے اس طرح گویا لباس کے اچھے رکھنے اور زینت سمجھنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

آداب معاشرت یاایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا و تسلموا علی اھلھا ذلکم خیر لکم لعلکم تذکرون فان لم تجدوا فیھا احدا فلا تدخلوھا حتی یؤذن لکم و ان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ھو ازکی لکم و اللہ بما تعملون علیم۔ لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیھا متاع لکم ارجعوا فارجعوا ھو ازکی لکم واللہ بما تعملون علیم لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیھا متاع لکم واللہ یعلم ما تبدون و ما تکتمون۔ ”اے ایمان والو اپنے گھر والوں کے سوا غیروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو تاوقتیکہ تم ان سے پوچھ نہ لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو تمہارے لئے یہی بہتر ہے سمجھو اور عمل کرو اور اگر تمھیں ان کے گھروں میں کوئی نہ ملے تو اندر نہ جاؤ تاوقتیکہ تمھیں اندر جانے کی اجازت نہ دی جائے اور اگر تم سے واپس جانے کو کہا جائے تو واپس چلے آیا کرو تمہارے لئے بہتر اور پاکیزہ طریقہ یہی ہے جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالے اسے جانتا ہے البتہ جن مکانوں میں تمہارا اسباب رکھا ہو اور ان میں کوئی نہ رہتا ہو وہاں چلے جایا کرو اور جو کچھ تم ظاہر یا مخفی طریق پر کرتے ہو اللہ تعالے اس سے اچھی طرح واقف ہے“

کتنی بہتر اور مہذبانہ نصائح ہیں جن کے ہر لفظ سے شائستگی مترشح ہے

نفاق اور ظاہرداری:۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار و لن تجد لھم نصیرا۔ ”تحقیق وہ لوگ جن کے قول و فعل میں یکسانیت نہیں یعنی دل میں کچھ ہوتا ہے اور زبان پر کچھ وہ دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ڈالے جائینگے اور اس حالت میں ان کا کوئی مددگار و معاون نہ ہوگا“

ان المنافقین ھم الفاسقون و عد اللہ المنافقین والمنافقات والکفار جھنم خالدین فیھا۔ ”جو نفاق اور منافقت سے کام لینے والے ہیں وہی بدعہد و بدکار ہیں اللہ تعالے نے منافق مردوں اور عورتوں سے دوزخ کا وعدہ کر لیا ہے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے“

ان الذین لا یرجون لقاءنا و رضوا بالحیوۃ الدنیا واطمانوا بھا والذین ھم عن ایتنا غافلون۔ اولئک ماوھم النار بما کانوا یکسبون ”جو لوگ ہمارے دیدار کا یقین نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی سے راضی اور مطمئن ہو گئے ہیں اور جو ہماری آیتوں سے غافل ہیں ان کا ٹھکانا ان کے اعمال کے سبب آگ میں ہوگا“

نفاق ضعف ایمان، ضعف اعتقاد، ضعف عمل اور عزم و قول کے ضعف کے ہم معنی ہے ریاکاری اور پالیسی اسی کے مترادف ہے ایسے لوگوں کو تنبیہ کیا گیا ہے کہ اس حرکت و معصیت کی سزا جہنم ہے آجکل بھی ایسے لوگ ہیں جو اول درجہ کے ریاکار ہیں ریاکار آدمی کے پیش نظر آخرت و انجام نہیں ہوتا بلکہ محض دنیا ہوتی ہے اور وہ دنیوی فوائد کے حصول کے لئے لوگوں سے جھوٹ بولتا چکنی چپڑی باتیں کرتا جھوٹے یقین دلاتا اور ہر طرح اپنا کام نکالتا ہے دنیوی زندگی کے عیش سے مطمئن ہوتا ہے ایسے لوگوں کو سختی کے ساتھ

متنبہ کیا گیا ہے۔

صبر و سچائی اور قرآن

قرآن کریم میں ارشاد باری ہے ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات والقانتین والقانتات والصادقین والصادقات والصابرین والصابرات والخاشعین والخاشعات والمتصدقین والمتصدقات والصائمین والصائمات والحافظین فروجہم والحافظات والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات اعد اللہ لہم مغفرۃ واجرا عظیما "تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں مومن مرد اور مومن عورتیں فرماں بردار مرد اور فرمانبردار عورتیں سچے مرد اور سچی عورتیں صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں عجز و نیاز کرنے والے مرد اور عجز و نیاز کرنے والی عورتیں خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں پاکدامن مرد اور پاکدامن عورتیں اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں جتنی بھی ہیں سب کے لئے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے" آخرت اور عقبیٰ میں تو انھیں درجات ملیں گے ہی لیکن دنیا نے دیکھا اور یہی نیکوں اور آسمان اور اس پر تمام چمکنے والے ستارے شاہد ہیں کہ ان بزرگوں نے اپنی زندگی ہی میں کتنے بڑے مراتب پائے آج بھی جو مسلمان اپنے اندر یہ جوہر جذب کریں تو خدائے برتر و توانا انھیں ضرور عیش و کامرانی سے دوچار اور راحت و عروج کی شادکامیوں سے بہرہ ور کریگا اس لئے کہ اس کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہوا کرتا۔

قرآن اور اخلاقی ذمائم

ارشاد باری ہے قل انما حرم ربی الفواحش ما ظہر منہا وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق "کہہ دیجئے کہ میرے پروردگار نے بدکاریوں اور فواحش کو حرام کیا ہے خواہ یہ فواحش علانیہ طور پر کئے جائیں یا خفیہ طریق پر گناہ ہو نا واجب سرکشی کے متعلق بھی یہی حکم ہے یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم "اے ایمان والو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم اور تم میں سے جو صاحب حکم ہو اس کی اطاعت کرتے رہو" اس حکم اور قرآنی امر نے ان مفسدہ پرداز اعراب میں نیکی اور نیکوکاری کی ایک زبردست روح پیدا کردی جو ہمیشہ فتنہ و فساد میں مبتلا رہتے تھے اور شرارت و بغاوت جن کا شعار عمل تھا اور جو اطاعت و فرمانبرداری کے نام سے بیگانہ تھے قرآن تمام ظاہری اور باطنی فواحش کو حرام قرار دیکر اطاعت و فرمانبرداری کو ضرورت ظاہر کر کے صلح و امن اور اطاعت و انقیاد کا جذبہ پیدا کردیا۔

ساتھ ہی حسبی و نسبی فخر و مباہات کے سلسلہ کی بھی مذمت کردی اور اسے صرف شناخت اور پہچان کا ذریعہ قرار دیکر یہ حقیقت واضح کردی کہ شریف وہ نہیں جس کے آبا و اجداد شریف تھے بلکہ شریف وہ ہے جو شریفوں جیسے عمل کرتا ہے اور متقی ہے یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثیٰ وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ان اللہ علیم خبیر۔

عرب اقوام انتقام و قصاص میں بہت حساس اور تیز تھیں غلام کے قتل کے بدلے میں آزاد کو عورت کے بدلے میں مرد کو اور اپنے مرد کے بدلے میں جب تک مخالف قبیلے کے دو مردوں کو قتل نہ کر لیتی تھیں دم نہ لیتی تھیں پھر مخالف قبیلہ اسی طرح انتقام کی تاک میں رہتا تھا کبھی کبھی شاذ ایسا بھی ہوتا تھا کہ قاتل یا قاتل قبیلہ سے دیت یا مال لے لیا جاتا تھا قرآن کریم نے اس لغویت کی بھی اصلاح کی لیکن پورے دانشمندانہ طریقہ سے قصاص کو تو فرض بتایا کہ یہ اقتضائے مدنیت تھا کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ لیکن اس کی تشریح و صراحت میں ایک نکتہ پیدا کردیا اور نوعیت قصاص بتادی ولکم فی القصاص حیاۃ یا اولی الالباب لعلکم تتقون۔

قتل کے عوض میں قصاص تو فرض ہے مگر جاہلیت کے زمانہ کا قصاص نہیں کہ جو مل گیا اسے بدلے میں پکڑ کر قتل کردیا بلکہ جو قاتل اور مجرم ہے اسی کو قتل کیا جائے فمن عفی لہ من اخیہ شیئ میں یہ صراحت بھی کردیگئی کہ اگر مقتول کے وارث کچھ فدیہ لے چکے یا خوشی سے معاف کر چکے تو پھر انتقام کے جذبات ٹھنڈے پڑجانا چاہئیں اور اسی فیصلہ پر عمل ہونا چاہیئے الغرض انسان کی جان کی حرمت اور تحفظ کا بھی خیال رکھا گیا ہے اور قصاص کا بھی مگر یہ چیز ورثائے مقتول پر چھوڑ دیگئی ہے کہ وہ خود معاف کرینگے تو دل صاف رہیں گے اور امکانات شر و فساد مسدود ہوجائینگے

تاریخ القرآن

قرآن مجید کی معلومات اور اس کی تاریخ کے متعلق ایسی جامع کتاب جو کسی زبان میں آجتک نہیں لکھی گئی۔
قرآن شریف پڑھنے کا تو لطف ہی جب ہے کہ یہ کتاب پہلے مطالعہ سے گذر چکی ہو بہت بڑی معلومات کا ذخیرہ اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں نظر بہ قرآن پاک رسول اور وحی آسمانی کی ضرورت پیغمبر کا انسان ہونا کیوں ضروری ہے رسول اکرم اور قرآن مقدس پیغمبر اسلام تمام دنیا کے لئے آیا ہے قرآن خدا کا ایک آخری ہدایت نامہ ہے قرآن دنیا میں مصدق ہو کر آیا ہے قرآن کی جملہ کتابوں پر فتح قرآن کا جملہ مذاہب کے نام کھلا چیلنج مسلمانوں کا زندہ نبی اور قرآن ناطق قرآن مقدس سے پہلے کی مظلوم دنیا قرآن مجید نے دنیا میں آکر کیا کیا قرآن مجید کی اصلاحی تعلیم مسئلہ توحید قرآن مجید کی فیاضی، رواداری دوسری اصلاح عملی، بدی کا اصول قرآن مجید کا مرتبہ اور طریقہ دعوت عقائد حقہ کی بنیاد اصول مناظرہ اور قرآن حکیم قرآن پاک کی حکیمانہ تعلیم قرآنی تعلیم کمل اور مطابق فطرت ہے قرآن کے منزل من اللہ ہونے کا ثبوت۔ نزول قرآن۔ قرآن کے تدریجی نزول میں حکمتیں وحی کی قسمیں تبلیغ مواخات قرآن جمع و ترتیب قرآنی سورتوں اور آیتوں کی ترتیب صحابہ کرام کے عہد مبارک میں قرآن کی حالت رسم الخط علامات قرآن اوقاف و قف اور وصل کی علامتیں اختلاف قرأت قرأ کا بیان سات قرأ کے حالات قرآن پاک کا اعجاز قرآن مجید کے فضائل اور اس کی تلاوت وغیرہ کا ثواب جعلی احادیث اور فضائل قرآنی کرتا ہیاں در بارہ قرآن ثواب تلاوت قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے آداب مع مسائل ضروریہ متعلق قرآن قرآن اور مسلمان فہم قرآن سے روکنے کا ایک سبب قرآنی آیات کا حقیقی احترام قرآن تو موجود ہے مگر قرآن جاننے والی قوم موجود نہیں کاغذ نہایت اعلیٰ قیمت صرف ۱۲ مجلد ۱ مکمل عہ ملنے کا پتہ :- حمیدیہ پریس دہلی

فطرت کے تاروں میں قرآن کریم کا ایک نغمہ

(از علامہ محمد عثمان صاحب فارقلیط)

قرآن حکیم بانی فطرت کی کتاب ہے وہ فطرت کی باتیں بتاتی ہے اور براہِ راست انسانی فطرت سے اپیل کرتا ہے۔ ایک انسان قرآن حکیم کی تلاوت کرتا ہے اور کچھ نہیں سمجھتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں اور ان زیر تلاوت آیات کا کیا مطلب ہے لیکن کسی مقام پر وہ جھجک کر ٹھیر جاتا ہے اس کو ایک چیز مرغوب اور پسند آجاتی ہے وہ اس پر نگاہ جماتا ہے غور کرتا ہے اور بالآخر غیر محسوس طریقہ پر وہ چیز اس کے قلب پر اثر کرتی ہے اور اس کے دماغ کے پردوں کو ہلا دیتی ہے وہ نہیں جانتا کہ میں نے کیا پڑھا اور کیا سمجھا بلکہ وہ اپنے قلب و دماغ میں ایک کیفیت ایک سرور محسوس کر رہا ہے وہ اپنی اس کیفیت کو زبان سے ادا نہیں کر سکتا مگر اس کی موجودگی سے بھی انکار نہیں کر سکتا آؤ ہم بتائیں کہ اس نے کیا چیز محسوس کی اور کس چیز نے اس کے مضراب قلب پر ضرب لگائی وہ کیفیت وہ سرور اور وہ لذت اور وہ شعور فطرت کا وجد ہے فطرت کی آواز ہے اور فطرت کا نغمہ ہے جس کو اس کی روح سن رہی ہے اور وہ خود ایک ایسی لذت محسوس کر رہا ہے جس کی ترجمانی کے لئے زبان میں طاقت نہیں یہ ہے وہ فطرت جس سے براہِ راست قرآن نے اپیل کی ہے اور اس کی زبان پر قفل چڑھا کر اس کی ہستی کو سراپا لذت بنا دیا۔

قرآن فطرت سے اپیل کرتا ہے اور یہی وہ اپیل ہے جو زبان کو خاموش مگر روح کو ہمہ تن گوش بنا دیتی ہے یہی وہ کیفیت ہے جو قرآن کریم کے تلاوت کرنے والے پر ابر نوبہار کی طرح چھا جاتی ہے۔

غور کرو! ایک شخص قرآن حکیم کی آیات سے کتنا متاثر ہوتا ہے گو وہ ان کے معانی اور مطالب بیان نہیں کر سکتا مگر ان کے اثر سے محو ہو جاتا ہے اور ضمیر اندر سے گواہی دیتا ہے کہ اس کی کوئی کھوئی ہوئی چیز مل گئی۔

(۲)

یہ تو ایک وجدانی کیفیت ہے جو تلاوت قرآن عزیز سے طاری ہوتی ہے اب ذرا آنکھ کھول کر اور زبان سے کام لیکر قرآن حکیم کی فطری تعلیم کا جائزہ لو قرآن حکیم کی سطر سطر میں انسانی فطرت کی بستیاں نظر آئینگی اسکے اجڑے ہوئے دیار کی دل فریبیاں نظر آئینگی اس کو وہ چیز محسوس ہوگی جسکو وہ زبان سے بیان بھی کر سکتا ہے اور اس کا پورا نقشہ الفاظ میں کھینچ کر رکھ سکتا ہے وہ ہے قرآن حکیم کا اسلوب بیان اس کا طرز استدلال اس کے حکیمانہ اقوال اور اس کا وہ بے نظیر نظم و ترتیب جس پر نظام و ارتباط کی کامل مفہوم ختم ہو جاتا ہے۔

(۳)

سب سے پہلے خدا کے وجود کو لو کیونکہ بقسمت انسان جہاں اور گمراہیوں اور تاریکیوں میں مبتلا ہے وہاں اس کو اپنے صانع اپنے خالق اور اپنے مربی کے وجود میں بھی شک ہو جاتا ہے اور وہ مفہوم اور مخلوق ہونے کے باوجود اپنے صانع اور خالق کا انکار کر بیٹھتا ہے اور فطرت کی آواز اوہام و ظنون میں خاموش ہو جاتی ہے قرآن کریم نے ایسے منکرین کے لئے جو طرز استدلال قائم کیا ہے وہ اپنی نوعیت ہمہ گیری اور تاثر و گیرائی کے اعتبار سے ایسا نادر اور معنوی حسن کا مظہر ہے جس کا ادراک سوائے ان لوگوں کے اور کوئی نہیں کر سکتا جو قلب سلیم اور فہم ثاقب کے مالک ہیں اور جن کے قلب صافی پر ملاء اعلیٰ کے نقوش منعکس ہوتے رہتے ہیں یہاں مثال کے طور پر باری تعالیٰ کے وجود کے اثبات پر صرف ایک آیت لکھی جاتی ہے جو خدا کے منکروں کو لالٹین نہیں بلکہ حقائق و دلائل کا پورا آفتاب دکھا رہا ہے ارشاد باری ہے۔

ام خلقوا من غیر شیء ام ھم الخالقون۔ کیا یہ لوگ بغیر خالق کے یوں ہی پیدا ہو گئے ہیں وہ اپنے نفوس کے آپ ہی خالق ہیں؟

اب ذرا قرآن حکیم کے اس استدلال اور فطری اسلوب بیان پر غور کرو کہ ایک سمجھنے والے کے دل پر کیسی نور کی جوش پڑ رہی ہے اور اس کے فہم و دانش کی کل کائنات کو کس طرح مسخر کر لیا گیا ہے۔

(۴)

پہلی چیز تو یہ بیان فرمائی کہ جو لوگ صانع اور خالق کی ہستی کے منکر ہیں حالانکہ وہ اپنے گرد و پیش مصنوعات و مخلوقات کا ایک لا متناہی سلسلہ دیکھ رہے ہیں اور وہ خود بھی مصنوع و مخلوق ہیں، وہ خود بتائیں کہ بغیر خالق کے مخلوق بغیر صانع کے مصنوع بغیر مؤثر کے متاثر اور بغیر متحرک کے حرکت کس طرح منصۂ شہود پر آسکتی ہے اگر دنیا میں اور دنیا کی لا متناہی اشیاء میں ایک بھی ایسی مثال مل جائے جو اپنے بنانے والے کے بغیر خاص شکل و صورت میں نمودار ہو گئی ہو تو بیشک تم انکار واجب الوجود میں حق بجانب قرار دیئے جا سکتے ہو اور تمہارا یہ عذر مقبول و مسموع ہوگا کہ بغیر کاریگر کے بھی کوئی شے بن سکتی ہے لیکن اگر باوجود تلاش و جستجو کے تم کو ساری کائنات میں ایک مثال بھی ایسی نہ ملے جو تمہارے تخیل کی دستگیر ہو تو بتاؤ باری تعالیٰ کے نہ ماننے میں تمہارے پاس کونسی دلیل ہے جس کو تم قلب کی پوری تقویت کے ساتھ اور فطرت کی کامل گواہی کے ہمراہ پیش کر سکتے ہو؟ غور تو کرو جب ایک روٹی بھی بغیر پکانے والے کے نہیں پکتی جب ایک گلاس بھی بغیر کسی بالارادہ ہستی کے پانی سے نہیں بھرا جا سکتا اور جب ایک اینٹ بھی کسی صانع کے بغیر بنائی جا سکتی تو بتاؤ کہ امن خلق السموات والارض یہ آسمان اور یہ وسیع و عریض زمین یہ سمندر اور یہ پہاڑ یہ سورج اور یہ چاند یہ چرند و پرند اور یہ انسان یہ کھانے کھانے کی چیزیں اور یہ استعمال کرنے کے لئے جملہ کائنات خود بخود بن گئی؟ کیا پھول کا حسن اس کا خود پیدا کردہ ہے؟ کیا اس کی بھینی بھینی خوشبو اور اس کے زرد و سرخ اور سفید رنگ اتفاقات کا نتیجہ ہیں اور کیا اتفاقات میں یہ تسلسل یہ ارتباط اور یہ دوام بھی باقی رہتا ہے؟ ام خلقوا من غیر شیء جواب دو! کہ کیا تم بغیر کسی برتر ہستی کی منشا کے خود بخود پیدا ہو گئے ہرگز نہیں ہرگز نہیں

الله الذی خلق السموات والارض بغیر عمد ترونھا	اللہ ہی نے آسمان اور زمین کو بغیر کسی سہارے کے پیدا کیا اور اس چیز کو تم خود دیکھتے ہو!
والله الذی خلق لکم من الاد[illegible]	اور اللہ ہی نے تمہارے فائدہ اور زندگی

نبا تًا — کے لئے زمین سے طرح طرح کی سبزیاں پیدا کیں۔

هو الذی جعل لكم ما فی الارض جمیعًا۔ — اللہ ہی نے تمہارے لئے زمین کی کل چیزیں پیدا کیں

هو الذی جعل لكم من الاخضر نارًا فاذا انتم منه توقدون — خدا ہی نے درختوں میں سے تمہارے لئے آگ پیدا کی جس کو تم کھانا پکانے اور دیگر ضروریات کے لئے سلگاتے ہو۔

(۵)

ام خلقوا من غیر شیءٍ سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ بغیر کسی صانع اور خالق کے کوئی مصنوع جلوہ گر نہیں ہو سکتی اب بھی اگر خدا کی ہستی سے انکار ہے تو بتاؤ ام هم الخالقون یعنی ہر چیز اپنے وجود کی آپ خالق ہے! کیا یہ سچ ہے کہ پتھر نے خود اپنے آپ کو پیدا کیا؟ انسان نے خود اپنے وجود کو ہست کیا آسمان و زمین اپنے وجود کے آپ خالق ہیں؟ اگر یہ چیز ہے تو بتاؤ ایک ہی چیز ایک ہی وقت خالق بھی ہو اور مخلوق بھی صانع بھی ہو اور مصنوع بھی کیا فاعل اپنے فعل پر تقدم نہیں رکھتا؟ فرض کرو جس وقت تم نے اپنے وجود کو بنایا تو بنانے والے بھی تم اور بننے والے بھی تم اور وہ بھی ایک وقت معین میں اگر الف نے الف کو بنایا تو الف کا وجود مقدم ہوا اور تم کہتے ہو کہ ایک ہی وقت میں الف فاعل بھی ہے اور مفعول بھی صانع بھی ہے اور مصنوع بھی دیکھو ایک ہتھوڑا تمہارے سامنے رکھا ہے کیا اس ہتھوڑے کو اسی ہتھوڑے نے بنایا ہے جو خود اکیلا ہے ہرگز نہیں انسانی عقل ایک لمحہ کے لئے بھی ایک ہی چیز کو اپنے نفس کا خالق نہیں مان سکتی پس ثابت ہوا کہ نہ پہلی صورت صحیح ہے اور نہ دوسری یعنی نہ تم بغیر کسی بنانے والے کے خود بخود بن گئے اور نہ تم نے آپ اپنے وجود کو بنایا لہٰذا اب یہی صورت قائم اور ثابت رہی کہ تمہارا کوئی نہ کوئی خالق اور صانع ہے جس نے ایک خاص ہیئت و ترکیب اور شکل و صورت کے ساتھ بنایا اور اس میں آلات و جوارح پیدا کر کے ان کو کام کرنے کے قابل بنا دیا۔

هو الذی خلقكم فی بطون امهاتكم لا تعلمون شیئًا وجعل لكم السمع والابصار والافئدة لعلكم تشكرون ۞ — اللہ ہی نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں پیدا کیا اور تمہاری یہ حالت تھی کہ تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے پھر اللہ ہی نے تمہارے جسم میں کان پیدا کئے آنکھیں بنائیں اور دل لگا دیا تاکہ

(۶)

قرآن حکیم نے یہ استدلال صرف اللہ تعالیٰ کے وجود پر کیا ہے جس میں اس قدر دلربائی اور کشش ہے اور جو اس قدر اوفق بالطبع ہے کہ فطرت کی آواز اس سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے گویا ضمیر اس دلیل کو اس طرح قبول کر لیتا ہے جس طرح عاشق اپنے محبوب کی اداؤں کو اپنے سینہ میں جگہ دیتا ہے یہ ہے وہ قرآن حکیم کا فطری بیان جس کی طرف شروع مضمون میں اشارہ کیا گیا اور جس کا ادراک کر کے انسان اس ہستی کے سامنے گر جاتا ہے جس کو کائنات کی ہر چیز سجدہ کرتی ہے۔

قرآن حکیم کے اس اسلوب بیان اور حسن ترتیب کے ساتھ ذرا اس کے اختصار اور اجمال پر بھی نظر کیجئے واجب الوجود کی ہستی کا اثبات کیا جا رہا ہے جو اہم مسائل میں سے اہم مسئلہ ہے دشمنوں اور منکروں پر اتمام حجت کی جا رہی ہے اور ان کا واجب الوجود عقیدہ کو پاش پاش کیا جا رہا ہے ضرورت تھی کہ اس موضوع پر ایک ضخیم اور مطول کتاب تصنیف کی جاتی مگر قرآن عزیز زیادہ نہیں بولتا دقیق فلسفیانہ اور ناقابل فہم دلائل پیش نہیں کرتا بلکہ سیدھے سادے دو لفظوں میں انسانی ضمیر کو پکڑ لیتا ہے اور اسی سے دو باتیں دریافت کر کے اسی پر فیصلہ چھوڑ دیتا ہے اور کہتا ہے استفت قلبك اپنے دل سے فتویٰ لو وہی منصف ہے اس اہم مقدمہ کا فیصلہ وہی کرے گا لطف اسی میں ہے کہ مجرم خود اپنے خلاف فرد جرم لگائے اور ایک قاتل اپنے محضر قتل پر دستخط ثبت کر دے۔

وفی انفسكم افلا تبصرون — تمہارے ہی نفس میں وہ حقیقت پوشیدہ ہے جس کا تم انکار کرتے ہو بشرطیکہ تم بصیرت سے کام لو

اقرأ كتابك كفى بنفسك اليوم عليك حسيبا — تم اپنے نفس کی کتاب کا خود مطالعہ کرو وہی تمہارا فیصلہ کر دے گی۔

(۷)

میں شروع سے کہتا آ رہا ہوں کہ قرآن حکیم کا طرز کلام مناظرانہ اور مجادلانہ نہیں ہے نہ انسان کی آنکھ کان اور زبان سے خطاب نہیں کرتا بلکہ اس کا خطاب براہ راست قلب و ضمیر سے ہوتا ہے یہ خطابت کا وہ اسلوب ہے جو قلب کو کاٹ کر اس کی گہرائیوں میں گھر ہو جاتا ہے اور جو بحث کے لئے دلائل اور مباحث کی صف لپیٹ کر رکھ دیتا ہے۔

دنیا میں جادو یا سحر کی تاثیر ضرب المثل مانی گئی ہے اور جب کسی کے کلام میں تاثیر کا سمندر موجیں مارتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس کے کلام میں جادو ہے کفار عرب جو قرآن عزیز کے اول مخاطب ہیں وہ بھی سحر یا جادو کی محیر العقول تاثیر کے قائل تھے جب انہوں نے قرآن کو سنا اور اس کی تاثیر کو نہ جھٹلا سکے تو انہوں نے قرآن کو سحر یا جادو کہہ دیا گو کفار عرب قرآن کو جادو کہہ کر اس کی مذمت کیا کرتے تھے مگر ان کی مذمت میں بھی قرآن کی حقیقت اور جوہریت جلوہ گر ہے یعنی انہوں نے قرآن کو جادو اور پیغمبر اسلام کو جادوگر کہہ کر اس کا اعتراف کر لیا کہ قرآن اپنی تاثیر اور گیرائی میں وہ درجہ رکھتا ہے جس کا مفہوم سوائے لفظ جادو کے اور کسی لفظ سے ادا نہیں کیا جا سکتا یہ ان کی غلطی تھی کہ وہ قرآن کو جادو سمجھ بیٹھے کیونکہ ان کے نزدیک جادو کے سوا کسی کلام میں اتنا اثر ہو ہی نہیں سکتا تھا جو اس کا تمام مقام نبتا رہے گو انہوں نے غلطی کی اور فاش غلطی کی مگر اس غلطی میں بھی وہ نادانستہ ایک سچی حقیقت کا اعتراف کر گئے گو زبان پر انکار تھا مگر ضمیر میں قرآن کا اعتراف پوشیدہ تھا۔

وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلمًا وعلوًا — گو انہوں نے ظلم و عداوت کی وجہ سے قرآن کا انکار کیا مگر ان کے نفس نے یقین اور اعتراف کی چاشنی محسوس کر لی۔

(۸)

اس بیان سے یہ مقصود نہیں ہے کہ قرآن حکیم سے وجود باری تعالیٰ کا اثبات کیا جائے بلکہ منشایہ ہے کہ قرآن عزیز کے اس اسلوب پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے جو اس کتاب حکیم کا طغرائے امتیاز ہے اور جو دنیا کی دیگر کتابوں میں خط امتیاز کھینچ دیتا ہے یہ اسلوب بیان انسانی دماغ کی اختراع نہیں ہو سکتا کیونکہ عالم الغیب نہیں ہے بلکہ محدود علم و عقل والا ہے اس کو کیا معلوم کہ کروڑوں انسانوں کی فطرت

کیسی ہے اور اس کے متاثر کرنے کے لئے کونسا کلام موزوں ہو سکتا ہے قرآن حکیم نے اپنے بیان اور طرز استدلال میں جو موزونیت اختیار کی ہے وہ انسانی فطرت کے نشیب و فراز کے عین مطابق ہے گویا قرآن حکیم کو بانی فطرت نے فطرت ہی کے سانچے میں ڈھال کر انسانوں کا اس کی مخاطب بنایا ہے وجود باری کے علاوہ ہر موضوع ہر مسئلہ اور ہر حقیقت اسی فطرت کی آئینہ دار ہے۔

(۹)

اس سے آگے چلئے اور دیکھئے کہ وجود باری تعالےٰ کے بعد توحید الٰہی کا اثبات قرآن عزیز وحکیم نے کس پر حکمت استدلال کے ساتھ کیا ہے توحید الٰہی کا موضوع اسلام کا عظیم بالشان موضوع ہے جس پر اسلام کی کل کائنات گردش کرتی ہے۔ دنیا میں باری تعالےٰ کے منکرین کی تعداد مشرکین اور متعدد آلہ کے قائلین سے بہت کم ہے اس لئے قرآن عزیز نے توحید کے اثبات پر اپنے خاص اسلوب بیان کو ختم کر دیا ہے۔

توحید کے اثبات میں قرآن عزیز جو طرز اختیار کرتا ہے اس کا منشاء بھی انسان کی فطرت اور ضمیر ہی ہے اس خصوص میں بھی اس نے دقیق اور عسیر الفہم مباحث و دلائل سے پرہیز کیا ہے اور وہ طریقہ اختیار کیا ہے جو انسان کے ہر فرد کی فکری استعداد کے مطابق ہے چنانچہ فرمایا:۔

لو کان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا۔	اگر آسمان و زمین کا خدا ایک نہ ہوتا بلکہ ایک کے سوا کوئی اور بھی خدا ہوتے تو یہ دونوں لڑکر کبھی کے برباد ہو جاتے۔

بتائیے! کیا یہ دلیل ایسی ہے کہ جس کو عقلا اور ارباب علم ہی سمجھ سکیں! یہ وہ استدلال ہے جس کو ایک فلاسفر اور ایک دہقانی برابر سمجھ سکتے ہیں اور ان دونوں کی فطرت ایک ہی کیفیت کے ساتھ اس کا اعتراف کرتی ہے۔

فرمایا کہ اگر دو خدا ہوتے تو یہ نظام عالم کبھی کا فساد و تخریب کی نذر ہو گیا ہوتا کیونکہ ہر ایک مستقل خدا ہوتا دوسرے کے اثر سے بالکل خالی ہوتا اور کامل اختیارات کے دونوں مالک ہوتے اس صورت میں دونوں کا ایک ہی ارادہ اور منشا ہونا باطل ہو ورنہ وہ خود مختار نہیں رہتے اب یا تو ہر ایک خدا کی مخلوق جدا ہوتی اور ہر خدا کی مخلوق پر دوسرے کو کوئی اقتدار و اختیار نہ ہوتا اس صورت میں دونوں خدا اپنی اپنی جگہ ناقص ٹھیرتے کیونکہ خدا تو وہی ہے جسکو قدرت کاملہ اور اختیارات کاملہ حاصل ہوں یا یہ صورت ہوتی کہ تمام مخلوقات میں دونوں خدا مشترک ہوتے اور شریک ہونیکی حیثیت سے وہ ہر چیز پر اقتدار رکھتے لیکن ظاہر ہے کہ جس چیز میں بھی اشتراک ہو گا اس میں تملیک مشترک نہ ہوگی یعنی مالک تو ایک ہی ہوگا لیکن استعمال و اقتدار میں دونوں شریک ہوں گے مالک تو وہی خدا ہوگا جس نے اس چیز کو پیدا ہی کیا ہوگا اس لئے ایک خدا مالک رہا گر دوسرا خدا اس قادرانہ صفت سے محروم ہو گیا۔

(۱۰)

نظام عالم کی ترتیب بتا رہی ہے کہ یہ تمام کائنات ایک ہی کاریگر کے فعل کا نتیجہ ہے ورنہ یہ نظام اور یہ ارتباط ہرگز قائم نہ رہتا۔

اثبات توحید کے بعد ابطال شرک پر جو اسلوب قرآن حکیم نے اختیار کیا ہے وہ وہی ہے جس کا مندرجہ بالا سطور میں اظہار کیا گیا مثلاً ایک جگہ حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کی الوہیت کا ابطال ان الفاظ میں کیا گیا ہے

ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقہ کانا یاکلان الطعام۔	مسیح تو سوائے رسول کے اور کچھ بھی نہیں تھا جیسے اور بھی پیغمبر پہلے گذر چکے ہیں ان کی ایک ماں بھی تھی اور وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔

اسد اکبر کیسی ہلکی غذا ہے جو روحانی مریض کے معدہ فکر میں ہضم ہو جاتی ہے اور اس کو ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی پہلے تو یہ فرمایا کہ مسیح صرف اللہ کے ایک رسول ہیں حضرت مسیح کی الوہیت کو بیخ و بن سے اکھیڑ کر پھینکدیا اس پر جو دلیل پیش فرمائی بس وہی فطرت اور ضمیر کی آواز ہے جس کو میں پیش کر رہا ہوں وہ دلیل یہ ہے کہ جس کو عیسائی خدا کہتے ہیں وہ تو کھانا کھایا کرتا تھا یعنی وہ اپنے وجود کو قائم رکھنے کے لئے کھانے اور پینے کا محتاج تھا اور جو شخص اپنی بقا کے لئے غلہ پانی ہوا اور روشنی وغیرہ کا محتاج ہو وہ خدائی کے لائق کس طرح ہو سکتا ہے۔

پھر حضرت مسیح کے ساتھ انکی والدہ صدیقہ کو ملا کر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ جس طرح حضرت مریم انسان اور کھانے پینے کی محتاج تھیں اسی طرح حضرت مسیح بھی انسان ہی تھے یہ کیا کہ حضرت مریم کھانا کھا کر خدا نہ بنیں مگر حضرت مسیح کھانے پینے کے محتاج ہوتے ہوئے خدا بن گئے!

هو الذی یطعم ولا یطعم خدا تو دوسروں کو کھلاتا ہے کیونکہ وہ مخلوق ہیں مگر خود نہیں کھاتا کیونکہ وہ مخلوق نہیں اور جو مخلوق نہیں وہ محتاج بھی نہیں۔

قرآن عزیز کی اس دلیل کو جس خوبی کے ساتھ ایک فلاسفر اور علم النفس کا ماہر سمجھ سکتا ہے اسی طرح ایک دہقانی اور ان پڑھ بھی سمجھ سکتا ہے اور اس پر دلیل کی لطافت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

یہ ہے قرآن حکیم کا اسلوب بیان جو اس کی ایک ایک سطر سے نمایاں ہے اور جو اس قدر دلکش ہے کہ پڑھنے والے کی فطرت اس کو فوراً قبول کر لیتی ہے۔

تنزیل من رب العالمین نزل بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین۔	یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے نازل شدہ ہے جو بذریعہ جبرئیل امین آپکے قلب مبارک پر نازل کیا گیا ہے تاکہ آپ غافل بندوں کو بیدار کریں قرآن کریم کا مہبط وحی

ہے اور قرآن قلب اور فطرت انسانی سے ہی اپیل کرتا ہے۔

نماز کے علمی فائدے

نماز کی معلومات کے متعلق ایک مصری فاضل علامہ رشید کی کتاب مرصاد الصلوٰۃ کا ترجمہ جس کو حمیدیہ پریس نے حال ہی میں شائع کیا ہے اس میں حسب ذیل بیانات ہیں۔ نماز کے دنیوی اور اخروی فوائد۔ اذان کے اسرار۔ وضو کیوں کیا جاتا ہے ناک میں پانی ڈالنا مسواک کرنے نماز کے کالوں کا مسح کیوں کیا جاتا ہے نماز کی فضیلت نماز اور خدا کا قرب نماز کا تعلق بندے سے نماز کا تعلق خدا سے۔ نماز کے ظاہری ارکان۔ نماز فجر کی طوالت۔ قرأت بالجہر نماز ظہر میں بلند قرأت کیوں نہیں ہوتی۔ نماز کا دوسرا رکن اور فلاسفی۔ سجدہ کی فلاسفی۔ دونوں سجدوں کا دفعہ کیوں ہے۔ جلوس کی فلاسفی نماز کے معنے سمجھنے کی ضرورت نماز کے باطنی ارکان نیت کی درستگی حضور قلب نماز کے معنے سمجھنے کی کوشش تعظیم و تکریم ہیبت، رجا امید حیا شرم تعین اوقات کی فلاسفی۔ پانچوں نمازوں کی فلاسفی نماز کے اقسام واجب سنت، وتر نوافل۔ چاشت کی نماز عید الفطر اور عید الاضحی کی نماز۔ نماز تسبیح ماہ رجب کی نماز، شعبان کی نماز کسوف و خسوف کی نماز استسقاء کی نماز۔ نماز جنازہ نماز تحیۃ الوضو نماز تحیۃ المسجد ۶۷ صفحات قیمت صرف ۶/ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

عبد و معبود کے تعلقات اسلام میں

(از حضرت مولانا مولوی مطلوب الرحمٰن صاحب نگرامی)

مذہب اسلام ظاہری و باطنی صوری اور معنوی خوبیوں کا ایک ایسا مجموعہ ہے کہ دنیا کی تاریخ جس کی مثال لانے سے عاجز ہے یہ تمدن یہ تہذیب یہ طریق معاشرت یہ اصول معیشت یہ حسن سیرت یہ پاکیزگی اخلاق یہ یگانگت یہ محبت یہ اتحاد یہ اتفاق جس کی تعلیم اسلام نے دی ہے کیا کسی مذہب میں اس کی کوئی نظیر مل سکتی ہے اعمال کو چھوڑ دیئے عقائد ہی کی اصلاح انبیا و مرسلین کا تعارف ملائکہ کی تعریف حشر و نشر کی تفصیل جزاء اعمال کی توضیح اور یہ بھی نہ سہی خود خدا کے تصور اور خدا اور خدائی کے رابطہ و علاقہ کی تشریح خالق و مخلوق کے تعلق عبد و معبود کے درمیانی رشتہ کی وضاحت جیسی کچھ اسلام نے کی ہے کیا کہیں اور بھی موجود ہے حالانکہ ابتدا اسی رشتہ کی تصدیق و توثیق ایمان کی علامت اور اسی کا قطع و فسخ کفر کا پیش خیمہ ہے۔

یہودیوں کے یہاں بھی صفات خداوندی کے تذکرے موجود ہیں لیکن انسانوں کے لئے ان صفات کا تعلق بس خدائے خداوند کے غیظ و غضب اس کی شان جباری اور صفت قہر مانی کے اظہار کے علاوہ اور کیا ہے۔

عیسائیوں کے یہاں بھی اوصاف الٰہی ملتے ہیں لیکن اولاد آدم کے معاصی پر باپ کی ندامت و پشیمانی کے سوا کسی دوسرے تعلق کا پتہ اور کیا چلتا ہے برخلاف اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے لائے ہوئے مذہب اسلام میں خدا کی صفات اور خدا اور اس کے بندوں کے تعلقات پورے شرح و بسط اور پوری تشریح و تفصیل کے ساتھ موجود ہیں کہ جنھیں سمجھ کر بندہ خدا کی بندگی کا صحیح لطف اٹھا سکتا ہے۔

اسلام میں خدا کا اپنے بندوں کے ساتھ تعلق صرف جبر و قہر یا رحم و کرم ہی تک محدود نہیں بلکہ یہودیوں کا جبار و قہار اور عیسائیوں کا رحیم و کریم خدا اسلام کے لئے ایک ہی وقت میں جبار و قہار بھی ہے رحمٰن و رحیم بھی، شدید العقاب بھی ہے اور حنان و منان بھی اور اسی پر بس نہیں، وہی خالق و رازق بھی ہے وہی رب و معبود بھی، وہی مارتا ہے وہی جلاتا بھی اسی کے ہاتھ بیماروں کی شفا بھی ہے اور بھلے چنگوں کی بیماریاں بھی اسی کے بس میں ذلتیں بھی ہیں اور سرفرازیاں بھی، وہی ہے کہ ہر غائب جس کے علم میں حاضر اور ہر پوشیدہ جس کے حضور میں ہویدا ہے وہ دل کی ہر کھٹک کو سنتا اور پلک جھپکنے کی ہر حرکت کی خبر رکھتا ہے کائنات کا ہر تغیر اسی کی مرضی کے موافق اور مادہ کا ہر انقلاب اسی کی مشیت و حکمت کے مطابق عمل میں آتا رہتا ہے دنیا کا ہر بڑا اور چھوٹا ہر امیر و غریب ہر عالم و جاہل اس کا محتاج اور وہ ان میں سے ہر ایک سے غنی اور ہر ایک سے بے نیاز۔

خدا کی صفات اور بندوں کے ساتھ اس کے تعلقات کا یہ مختصر خاکہ وضاحت و صراحت کے ساتھ خود خدا کی کتاب قرآن مجید میں موجود ہے جس میں وہ کہیں خلق و ایجاد کی شان میں ظاہر ہوا کہیں حاکم یوم معاد بن کر سامنے آیا کہیں گناہگاروں کے گناہ بخشے کہیں منکرین و جاحدین کے سر کچلے کہیں زندوں کو مردہ کیا کہیں مردوں کو زندہ کر دکھایا کہیں عبرت و بصیرت کے لئے دل آویز قصے سنائے کہیں اپنے انعام و اکرام کے دفتر گنا سے غرض ہر صورت اور ہر حکمت سے اپنی معبودیت اور بندوں کے ساتھ اپنے تعلق کی ازلیت و ابدیت کا یقین ان کے دلوں میں اتار دیا فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا۔ سورہ فاتحہ کو لے لیجئے ہر ہر حرف خدا کے تعلق اور اس کے مضبوط و مستحکم رشتہ کا آئینہ ہے رب العالمین سارے عالم کا پالنہار و پروردگار اگر ہے تو وہی الرحمٰن الرحیم و بندوں کے ساتھ مہر و کرم اگر ہے تو اسی کی شان ہے مالک یوم الدین قیامت کے دن عقاب و ثواب کا مالک اگر کوئی ہے تو وہی ہے بندوں کو عبادت اگر کرنی چاہیئے تو اسی کی کرنی چاہیئے اپنے کاموں میں اعانت اگر چاہیئے تو اسی سے مانگنی چاہیئے تعلق خداوندی کے اس اجمال کی تفصیل آگے ہو خدا اپنے تعلقات کا اظہار اپنے کلام میں یوں فرماتا ہے۔

یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشاً و السماء بناءً و انزل من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرات رزقاً لکم فلا تجعلوا للہ انداداً و انتم تعلمون۔ (سورہ بقرہ) اے لوگو اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے والے لوگوں کو پیدا کیا عجب نہیں کہ تقویٰ و پاکیزگی قلب کی لطافت سے بہرہ اندوز ہو وہ تمہارا پروردگار ہی ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے فرش اور آسمان کو سقف بنایا اور آسمان سے پانی برسا کر تمہارے رزق کے لئے پھل پیدا کئے پس کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور تم جانتے ہو۔

تقریباً اسی مفہوم کو دوسرے الفاظ میں آگے چل کر بیان فرمایا گیا ہے۔

کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتاً فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ثم استوی الی السماء فسوّٰھن سبع سموات و ھو بکل شیء علیم تم کیسے خدا کے ساتھ کفر کرتے ہو درانحالیکہ تم بیجان تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمھیں زندہ کیا پھر وہی تم کو مارتا ہے اور وہی تم کو پھر زندہ کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی کل کائنات پیدا کی پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا پس سات آسمان بنائے اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

آپ نے دیکھا کہ خدا نے اپنے بندوں کے ساتھ اپنے کیا کیا تعلقات بتلائے ہیں اور پھر کس طرح اس کی تفصیل فرمائی ہے کہ بندوں کی پیدائش و افزائش ان کا جینا اور مرنا ان کا کھانا اور پینا سب کچھ اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً زمین کی کل کائنات اللہ نے اپنے بندوں کے لئے خلق فرمایا ہے یہ در اصل تعلقات عبد و معبود اور خداوند کریم کی مہربانیوں بندوں کے ساتھ اس کے الطاف و عنایات کا ایک عجیب مظاہرہ ہے کہ یہ بہتے ہوئے دریا اور ابلتے ہوئے چشمے یہ لہلہاتا ہوا سبزہ یہ اونچی اونچی پہاڑیاں یہ گھنی اور گنجان جھاڑیاں یہ تناور درخت یہ خوش رنگ و خوشبو پھول پتیاں یہ چرند یہ پرند یہ نباتات یہ جمادات سب کچھ خدا نے انسان ہی کے عیش و آرام کی خاطر پیدا کیا یہاں تو صرف زمین اور اسی کی کائنات کا ذکر ہے لیکن ایک دوسری جگہ و سخر لکم ما فی السموات

والارض جمیعا ارشاد ہوا ہے یعنی زمین اور اس کی کائنات ہی پر کیا منحصر ہے آسمان و زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ سب کا سب معبود نے عبد ہی کی خاطر خلق فرمایا۔

ان دونوں آیتوں کے مفہوم کو جس میں زمین و آسمان کی ساری چیزوں کی تخلیق کی غرض و غایت کا انتساب انسان کی طرف کیا گیا ہے تفصیل کے ساتھ ملاحظہ فرماتے چلئے سورہ نحل میں ارشاد ہے ا۔

خلق السموات والارض بالحق تعالیٰ عما یشرکون یقیناً اللہ ہی نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور وہ بلند ہے ان چیزوں سے کہ جنھیں لوگ اس کا شریک بتاتے ہیں والانعام خلقها لکم فیها دفء و منافع ومنها تاکلون اسی اللہ نے چوپایوں کو پیدا کیا جن کی کھالوں میں تم لوگوں کے لئے جڑاول ہے اور دوسرے بہت سے منافع و فوائد ہیں اور انھیں میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔

ولکم فیها جمال حین تریحون وحین تسرحون اور انھیں چوپایوں میں تمہارے لئے زینت ہے جب ان کو شام کے وقت چرا کر واپس لاتے ہو اور جب صبح کے وقت چرانے کے لیے لے جاتے ہو۔

وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیه الا بشق الانفس ان ربکم لرءوف رحیم اور وہی چوپائے تمہارے بوجھوں کو ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچاتے ہیں جہاں تک ان کو تم نہیں پہنچا سکتے تھے لیکن مرکب کر بیشک تمہارا پروردگار بڑا ہی مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

والخیل والبغال والحمیر لترکبوها وزینة ویخلق ما لا تعلمون۔ اور اسی خدا نے گھوڑے خچر اور گدھے بھی پیدا کئے تاکہ تم اس پر سوار ہو اور وہ تمہارے لئے زینت ہوں اور وہ بیشمار ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جن کو تم نہیں جانتے۔

پھر اور آگے ارشاد ہوتا ہے ا۔ هو الذی انزل من السماء ماء لکم منه شراب ومنه شجر فیه تسیمون اسی خدا نے آسمان سے پانی نازل فرمایا کہ جس میں کچھ تمہارے پینے کے لئے اور اسی میں کچھ پانی ایسا ہے جس سے درخت سیراب ہوتے ہیں جنھیں تم اپنے مویشیوں کو چراتے ہو۔

ینبت لکم به الزرع والزیتون والنخیل والاعناب ومن کل الثمرات ان فی ذلک لآیة لقوم یتفکرون وہی خدا پانی کے ذریعہ سے تمہارے لئے کھیتی زیتون چھوارے انگور اور ہر قسم کے پھل پیدا کرتا ہے اور اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے نشانی ہے۔ وسخر لکم اللیل والنهار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره ان فی ذلک لآیات لقوم یعقلون و ما ذرأ لکم فی الارض مختلفا الوانه ان فی ذلک لآیة لقوم یذکرون اور تمہارے لئے رات اور دن آفتاب و ماہتاب اور ستاروں کو اپنے حکم سے مسخر فرما دیا ہے اور ان چیزوں میں عقل رکھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں اور جو چیزیں تمہاری زمین میں اگائی ہیں ان کے مختلف رنگ ہیں اس میں ارباب غور و فکر کے لئے بڑی نشانی ہے۔ وهو الذی سخر البحر لتاکلوا منه لحما طریا وتستخرجوا منه حلیة تلبسونها وتری الفلک مواخر فیه و لتبتغوا من فضله ولعلکم تشکرون۔ اور وہی ہے جس نے دریا کو مسخر کیا تاکہ تم اس سے نکال کر مچھلی کا تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے وہ زیور نکالو جس کو تم پہنتے ہو اور تم کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ وہ پانی کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں اور اس لئے بھی دریا کو تمہاری تسخیر میں دیدیا ہے تاکہ اس کے فضل کی جستجو کرو اور تاکہ خدا کا شکر ادا کرو۔

والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم وانهارا وسبلا لعلکم تهتدون وعلامات وبالنجم هم یهتدون ۵ اور اس نے زمین میں مضبوط پہاڑ گاڑ دیئے تاکہ زمین تمھیں لیکر کسی طرف ڈھل نہ جائے اور نہریں پیدا کیں راستے بنائے تاکہ تم راستے پر چلو اور نشانیاں بنائیں تاکہ تم راستے پر چلو اور نشانیاں بنائیں اور لوگ ستاروں کے ذریعہ سے بھی راستہ معلوم کرتے ہیں۔

اسی سورہ نحل میں آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے:۔

والله انزل من السماء ماء فاحیا به الارض بعد موتها ان فی ذلک لآیة لقوم یسمعون اور اللہ ہی ہے جس نے آسمان سے پانی نازل کیا پس اس کے ذریعہ سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کیا بیشک اس میں اس قوم کے لئے جو کچھ سنتی سمجھتی ہے ایک بڑی نشانی ہے۔ وان لکم فی الانعام لعبرة نسقیکم مما فی بطونه من بین فرث ودم لبنا خالصا سائغا للشاربین۔

اور یقیناً تم لوگوں کے لئے چوپایوں میں غور و فکر کا مقام ہے کہ ہم ان کے پیٹوں میں سے جبکہ ان میں گوبر اور خون ہے دودھ نکال کر تم کو پلاتے ہیں اور وہ دودھ بھی کیا دودھ ہے خالص دودھ ہے اور پینے والوں کے لئے آسانی سے حلق کے نیچے اتر جانے والا۔" سورۂ مومنون میں ارشاد ہے ا۔

وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکناه فی الارض وانا علی ذهاب به لقادرون۔ فانشانا لکم به جنت من نخیل واعناب لکم فیها فواکه کثیرة ومنها تاکلون و شجرة تخرج من طور سیناء تنبت بالدهن وصبغ للآکلین ۵ اور ہم نے اندازے کے ساتھ آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس کو زمین میں ٹھیرایا اور ہم اس پانی کو بہانے پر بھی قادر ہیں۔ پھر اسی پانی سے ہم نے تمہارے کھجور اور انگور کے باغ پیدا کئے کہ تمہارے لئے ان میں بہت سے میوے ہوتے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو اور اس درخت کو پیدا کیا جو طور سینا میں پیدا ہوتا ہے اور کھانے والوں کے لئے روغن اور سالن لئے ہوئے اگتا ہے۔

سورہ فرقان میں ہے:۔

وهو الذی جعل لکم اللیل لباسا والنوم سباتا وجعل النهار نشورا وهو الذی ارسل الریاح بشرا بین یدی رحمته وانزلنا من السماء ماء طهورا لنحیی به بلدة میتا ونسقیه مما خلقنا انعاما واناسی کثیرا اور اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات کو پردہ پوش بنایا نیند کو راحت و آرام قرار دیا اور دن کو چلنے پھرنے کے لئے مقرر کیا وہی ہے جسنے اپنی رحمت سے ہوا کو خوشخبری بنا کر بھیجا اور ہم نے آسمان سے پاک اور صاف پانی برسایا تاکہ اس کے ذریعہ سے ہم مردہ زمین کو زندہ کریں اور اپنی مخلوق میں چوپایوں اور انسانوں کو سیراب کریں۔

ان آیات کو دیکھنے کے بعد خدا کے وہ تعلقات جو وہ اپنے بندوں کی مادی دنیا کے ساتھ رکھتا ہے پوری وضاحت کے ساتھ سامنے آجاتے ہیں اور بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ عالم مادہ کے یہ سارے تغیرات جن سے آئے دن ہم اپنی زندگی میں بیش از بیش فوائد حاصل کر رہے ہیں دراصل ہمارے معبود نے ان کی تخلیق ہمارے ہی لئے فرمائی ہے لیکن کیا معبود کے تعلقات عبد کے ساتھ صرف اس کی دنیا مادہ تک ہی محدود ہیں! نہیں بلکہ جس طرح بندوں کی مادیات سے اسے تعلق ہے اسی طرح اسے ان کی روحانیات سے بھی ایک ازلی رشتہ اور ابدی علاقہ ہے

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم نے جسم انسانی کی راحت و آرام کی خاطر جو اہتمام فرمایا ہے اس سے کہیں زیادہ اس کی کائنات روحانی کی آسائش و زیبائش کی طرف رجحان ہے ارشاد ہوتا ہے :-

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلوا علیہم ایاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ اللہ نے مومنین پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں ایک رسول انھیں کی جنس میں سے مبعوث فرمایا جو ان پر آیات قرآنی کی تلاوت فرماتے ان کا تزکیہ نفس کرتے اور ان کو قرآن اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اگرچہ یہ لوگ اس سے قبل کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے۔

ایک دوسری جگہ اسی روحانی تعلق کا اظہار یوں فرمایا جاتا ہے :-

اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم سب آپس میں دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کر دی اور تم سب آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔ وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذلک یبین اللہ لکم آیاتہ لعلکم تہتدون۔ تم لوگ ایک آگ کے گڑھے کے کنارے تھے پس اللہ نے تم کو اس سے نکالا اور وہ تمہارے لئے ایسے ہی نشانیاں ظاہر فرماتا رہتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

اسی طرح قرآن پاک میں جگہ جگہ احکام یا انعام کی صورت میں خدا نے اپنے بندوں کی کائنات روحانی کے ساتھ اپنے رشتہ اور علاقہ کا اظہار فرمایا ہے غرض یہ کہ بندوں کی مادی زندگی ہو یا روحانی اسلامی تعلیم کے مطابق ہر آن ان کا معبود ان کی نصرت و دستگیری کرتا اور ان کی ہر حالت میں وہی ان کے کام آتا ہے جس معبود کا اپنے بندوں کے ساتھ یہ تعلق ہو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ بندے بھی زندگی کے ہر ہر لمحے میں اسے یاد رکھیں اور خلوت و جلوت ظاہر و باطن امارت و غربت صحت و علالت کسی حالت میں بھی اس کے دھیان سے غافل نہ ہوں زندگی ہو تو اسی کے لئے اور موت ہو تو اسی کی راہ میں چنانچہ خداوند کریم کی جانب سے رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو ہدایت فرمائی جاتی ہے

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین اے رسول صلعم فرما دیجئے کہ میری نماز اور میری عبادت میری زندگی اور میری موت سب کچھ اس اللہ کے لئے ہے جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے۔

رسول اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری زندگی اسی گذشتہ پہلی آیت کا نمونہ تھی ایک طرف تو آپ کے عمل نے مسلمانوں کے لئے یہ اسوہ حسنہ قائم کر دیا کہ وہ ہر کام خدا کے لئے کریں اور دوسری طرف اپنی زبان حقیقت ترجمان سے مسلمانوں کے لئے وہ لائحہ عمل تعلیم فرمایا کہ جس پر عمل کر کے انسان بندگی کے اس مرتبہ تک پہنچ سکتا ہے جس کو اگر معرفت کی آخری منزل کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا جبکہ بندہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے سوتے جاگتے کسی آن اور کسی شان میں بھی اپنے پروردگار سے غافل نہیں رہ سکتا احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ فرمائے تو پتہ چلتا ہے کہ روحی فداہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے کس کس طرح حلقہ بگوشان اسلام کو اپنے مبارک عمل یا پاکیزہ ارشاد کے ذریعہ معبود کے ساتھ اپنی بندگی و بیچارگی کے تعلقات کو قائم کرنے کی ہدایت کی ہے چنانچہ

سب سے پہلے اسی کو ملاحظہ فرماتے چلئے کہ معبود کے ذکر اس کی کبریائی کے تذکرہ اس کی رحمت و رافت کے صرف زبانی اقرار کو شارع اسلام نے کس قدر قیمتی قرار دیا ہے اور مسلمان بندوں کو کیونکر اللہ کے ذکر کی ہدایت کی ہے۔ ایک شخص دربار نبوی میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ :-

"مجھے کوئی ایسی چیز بتلا دیجئے جس کو میں مضبوطی کے ساتھ حاصل ہو جاؤں آپنے ارشاد فرمایا کہ ہمیشہ تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے"

اسی ترمذی کی دوسری روایت ہے :-

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کو تمہارے اعمال میں سے سب سے اچھے عمل کی خبر نہ دوں جو تمہارے معبود کے نزدیک تمہارا پاکیزہ تر عمل ہے جو تمہارے درجات کو بڑھانے والا ہے اور تمہارے لئے سونے چاندی کی زکوٰۃ دینے اور میدان جہاد میں اگر مرتے اور دشمنوں کو مارنے سے بہتر ہے لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں ضرور آپ نے فرمایا وہ عمل اللہ کا ذکر ہے۔

یہاں تک تو صرف ذکر الٰہی کا سوال تھا اب یہ ملاحظہ ہو کہ یہ کیونکر اس کا اہتمام فرمایا ہے کہ بندہ کا دینی و دنیاوی ہر عمل اس کی ہر جنبش اور ہر حرکت کا آغاز خدا ہی کے نام اور اسی سے استعانت تام پر ہو اور یہ سب اس لئے کہ اسلام اور خدا فراموشی میں کبھی دور کا رشتہ بھی پیدا نہ ہو سکے۔

براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا میں تمھیں چند ایسے کلمات نہ بتلا دوں جن کو تم سوتے وقت کہہ لیا کرو پس اگر تم اس رات میں مر گئے تو تمہاری موت اسلام پر ہوگی اور اگر بچ گئے اور صبح کو اٹھے تو اجر جزیل اور فضل عظیم کے مستحق قرار پاؤ گے پھر فرمایا کہ کہا کرو

اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ (ترمذی)

اے خدا و ملا میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی اور تیری ہی طرف متوجہ ہوا اور اپنا معاملہ تیرے ہاتھوں میں دے دیا تیری بخشش کی امید پر اور تیری ناراضگی کے خوف سے اور میں نے تجھی پر بھروسہ کیا تجھ سے بچ کر سوائے تیری طرف کے اور کہاں جائے پناہ ہے میں تیری اس کتاب پر جس کو تو نے نازل کیا اور تیرے ان نبی صلعم پر جن کو تو نے بھیجا ایمان لایا۔

عین اس وقت جبکہ دن بھر کی مشغولیت سے تھکا ہوا خدا کا بندہ اپنے اعضاء میں از سر نو چستی و چالاکی پیدا کرنے کے لئے کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہے اس کے لئے شارع اسلام نے یہ اوپر گذرے ہوئے کلمات تعلیم فرمائے ہیں جن کا بظاہر اس کے سوا اور کچھ مقصد نہیں کہ آرام کے وقت بھی معبود کی کبریائی اور اپنی بیچارگی کا اعلان کر کے رشتہ عبودیت میں ایک مضبوط کڑی کا اور اضافہ کر دیا جائے رات بھر آرام کی نیند سونے کے بعد جب یہ خدا کا بندہ بیدار ہوتا ہے پھر اسی کے ذکر کی تلقین کی جاتی ہے جس کا نام لیکر وہ چند گھنٹے پیشتر سویا تھا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے یہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابیوں کو تعلیم فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے جب کوئی صبح کو سو کر اٹھے تو اسے چاہئے کہ کہا کرے :-

اَللّٰھُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰ وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○ اے خدا تیرے نام کے ساتھ ہم نے صبح کیا اور تیرے نام کے ساتھ شام کیا تیرا ہی نام لیکر جئے اور تیرا ہی نام لیکر مریں گے اور تیری ہی طرف ٹھکانہ ہے؟

صرف سونے ہی جاگنے پر کیا منحصر ہے ہر کام کے آغاز میں معبود کا نام زبان پر اور اس کی قدرت و عظمت کا یقین دل میں ہونا ضروری ہے مثلاً اگر عبد مسلم سفر کا ارادہ رکھتا ہے تو بھی معبود ہی کے بھروسہ پر اور اسی سے استعانت طلب کرتے ہوئے اسے اپنا قدم گھر کے باہر نکالنا چاہیئے کیونکہ اس کے رہنما روحی فداہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا عمل یہی تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے لئے نکلتے تو فرماتے

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اَصْحِبْنَا بِنُصْحِكَ وَاقْلِبْنَا بِذِمَّةٍ اَللّٰھُمَّ ازْوِلَنَا الْاَرْضَ وَھَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ اے خدا سفر میں تو ہی ساتھی ہے اور میرے بعد گھر بار بال بچوں کا تو ہی نگہبان ہے اے خدا سفر میں اپنی حفاظت کے میرے ساتھ رکھ اور بخیر و خوبی واپس لا اے خدا اس سفر کو جلد طے کرا دے اور ہم پر سفر کو آسان فرما دے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمُنْقَلَبِ اے خدا میں تیرا واسطہ دیکر سفر کی مشکلات اور کسی آفت میں گرفتار ہو کر لوٹنے سے پناہ مانگتا ہوں۔ یہی بندہ مسلم سفر کرتا ہو اجب کہیں قیام کرے تب بھی معبود کو نہ بھولے بلکہ اسی کا نام لیتا ہوا اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوا جہاں ٹھہرنا ہو ٹھیرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت و خوشخبری کے پردے میں اسی کی ہدایت فرمائی ہے۔ خولہ بنت حکیم سلمیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "جو شخص کسی جگہ اثنائے سفر میں بغرض قیام اترا اور اس نے یہ کہہ لیا کہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کے واسطے سے اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جو پیدا کیا گیا تو جب تک وہ شخص کوچ نہ کرے گا اور مقیم رہے گا اس کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا"

یہ ارشاد نبوی بڑی حکمت پر مبنی ہے ایک جانب تو رشتہ عبودیت کی توثیق ہو رہی ہے اور دوسری جانب حفاظت و صیانت کی خوشخبری دیکر بندے کو رشتہ عبودیت کے قائم کرنے کی دعوت دی جا رہی ہے۔ یہی مسافر جب اپنا سفر ختم کر کے اپنے مکان واپس آئے اس وقت بھی وہ معبود ہی کی حمد و ثنا میں رطب اللسان ہو کتب احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یوں ہی مسطور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے تشریف لاتے تو فرماتے "ہم لوگ صحیح و سلامت واپس آئے ہم گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں اور اس کی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں"

سفر تو بڑی چیز ہے گھر سے باہر نکلے بازار میں سودا سلف لینے جائیے تو بھی اس کے دھیان سے غافل نہ رہیئے اس سلسلہ میں بھی رسول صلعم کا قول اور عمل ملاحظہ فرماتے چلئے۔ حضرت ام سلمہ سے روایت ہے۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے دولت خانہ سے باہر تشریف لاتے تھے تو فرماتے تھے "اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں اللہ پر میں نے بھروسہ کیا اے خدا میں تیرا واسطہ دیکر پناہ مانگتا ہوں اس امر سے کہ میں جادۂ حق سے پھسل جاؤں یا گمراہ ہو جاؤں یا میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا جہل و نادانی کی باتیں کروں یا میرے ساتھ جہالت برتی جائے؟"

یہ تو عمل رسول تھا جو قول رسول ہی کی مانند ہر مسلمان کے لئے قابل عمل ہے اب بازار جانے آنے کے لئے ارشاد نبوی یوں مذکور ہے :-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بازار میں داخل ہوا اور اس نے کہا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں ہے سلطنت اور تعریف اسی کے لئے ہے وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اور وہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا خیر اسی کے ہاتھ میں ہے اللہ اس کے لئے ہزاروں نیکیاں لکھیگا اور ہزاروں ہزار برائیاں اس کے نامہ اعمال سے مٹائے گا اور ہزار گنا اس کا مرتبہ بلند کرے گا"

زندگی کا وہ کونسا لمحہ ہے کہ جس میں خدا کے مسلمان بندے کو اس سے غافل رہنے کی فرصت دیگئی ہے اور حیات مسلم کا وہ کونسا حصہ ہے جس میں اسے خدا فراموشی کا ادنیٰ سے ادنیٰ موقع مل سکتا ہے عبد مسلم کا اپنے معبود کے ساتھ یہ تعلق سوتے جاگتے سفر و حضر ہی کی کیفیات تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے ہر لمحے اور حیات مستعار کی ہر گھڑی میں وہ اپنے معبود ہی کی عزت و عظمت کا کلمہ پڑھتا ہوا نظر آئے گا کھانے پینے کی کوئی دعوت ہو یا بے تکلف احباب کی بزم، خلوت کا گوشہ تنہائی ہو یا جلوت کی رنگینی بزم کہیں بھی اس کے ہاتھوں سے معبود کی رضا جوئی کا سر رشتہ جدا نہیں ہوتا۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو اللہ کھانا کھلا دے اسے کہنا چاہیئے کہ اے اللہ اس کھانے میں ہمارے لئے برکت دے اور ہم کو اس سے اچھا کھانا کھلا۔

یہ تو اس وقت کے لئے ہے جب وہ کھانا شروع کرے کھانے سے فراغت پر اسے کیا کرنا چاہیئے اس کے لئے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یوں موجود ہے۔

حضرت ابی امامہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سے جب دسترخوان اٹھایا جاتا تو آپ ارشاد فرماتے بہت ہی بابرکت تعریف پاک اور مبارک تعریف اللہ کے لئے ہے نہ اس کی اطاعت سے منہ موڑا جا سکتا ہے اور نہ اس سے بے پروا ہوا جا سکتا ہے اے اللہ تو ہی ہم سب کا پروردگار ہے۔"

مجلس احباب گرم ہے خدا کا ایک مسلمان بندہ جو اس مجلس کے ایک رکن کی حیثیت رکھتا ہے وہ مجلس سے اٹھنے کا ارادہ رکھتا ہے اس کے لئے بھی تسبیح و تحمید کے یہ الفاظ احادیث میں مذکور ہیں

سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ پاک ہے تو اے اللہ اور تیری حمد کے ساتھ میں شروع کرتا ہوں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

اگر کسی مسلمان کا کوئی دوست یا عزیز و قریب سفر کے لئے تیار ہے اور یہ اسے رخصت کر رہا ہے تو اس وقت بھی اسے معبود ہی پر اعتماد کلی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی

کو رعدسنتے تو فرماتے ؎۔

"اور تیرا دین تیری امانت ہے (جس سے مراد اہل و عیال بھی ہوسکتے ہیں) اور تیرا آخری عمل ہیں اسد کے سپرد کرتا ہوں۔"

ابھی تک جو کچھ آپکے سامنے پیش کیا گیا ہے وہ عبد مسلم کے اُن مشغول لمحات کا ذکر تھا جن میں وہ کسی کام کے آغاز یا انجام پر بطور شکر نعمت یا طلب اعانت اپنی عبودیت اور معبود کی عظمت کا اقرار کرتا رہا ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ جب کسی کام میں مشغول ہو تب ہی معبود کی حمد و ثنا میں رطب اللسان ہو بلکہ اکثر کائنات کے تغیر اور فضائے عالم کی تبدیلیوں پر بھی اسے کلمات استعانت و اطاعت کے ادا کرنے کی عملی ہدایت فرمائی گئی ہے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ ارشاد فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے کہ ہوا میں ہیجان پیدا ہوگیا ہے اور اس نے آندھی کی شکل اختیار کرلی ہے تو فرماتے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِهَا وَخَیْرِ مَا فِیْهَا وَخَیْرِ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس آندھی میں خیر کی جو اس کے اندر ہے اور جس خیر کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے واسطے سے اس کے شر سے اور اس شر سے جو اس کے اندر ہے اور جس شر کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے۔"

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بادل کی گرج اور چمک کی آواز سنتے تو ارشاد فرماتے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ

اے اللہ ہم کو اپنے غضب سے نہ مار اور اپنے عذاب سے ہلاک نہ کر اور ہم کو اس سے پہلے کہ تیرا عذاب اور غضب ہو محفوظ کردے۔"

افق سما پر جب ہلال طلوع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے۔

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَیْنَا بِالْیُمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ

اے اللہ ہم پر اس چاند کو سعادت و ایمان کے ساتھ طلوع فرما سلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع فرما اے چاند میرا اور تیرا پروردگار خدا ہے۔

آپنے دیکھا کہ ایک مسلمان بندہ سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے جیتے کیونکر صرف خدا کی حمد و تعریف اور اسی کی ثنا و صف میں رطب اللسان رہتا ہے اور زندگی کے کسی لمحہ میں بھی وہ معبود کی عظمت و قدرت کے خیال سے غافل نہیں ہوتا۔

ہر مذہب اپنی صداقت و حقانیت کا مدعی ہے اور ہر ایک کا یہی دعویٰ ہے کہ اسی کی اتباع معرفت الٰہی کی راہ بتاتی ہے لیکن کیا اسلام کے سوا کوئی اور مذہب ہے جس نے مالک و مملوک عبد و معبود کے رشتوں کو اس طرح جوڑ دیا ہو جیسے تلوار کی تیز دھار ہجوم افکار یا زر و جواہر کا انبار کوئی ایک بھی توڑ نہیں سکتا۔

خدا سے بندگی اور بندوں کی بیچارگی کے یہ تعلقات جو اوروں کو بیجے در بے ریاضتوں سے بھی حاصل نہیں ہوتے ایک مسلمان محض اپنی زبان کی حرکت دیکر حاصل کرسکتا ہے اور یہی وہ مذہب ہے جس نے شریعت کی راہ سے طریقت کی کٹھن منزلیں طے کرادیں اور انسان کو معرفت و حقیقت کے وہ مناظر دکھلائے جس پر فرشتوں کو بھی رشک آئے۔

تاریخ اسلام حصہ ۱

مصنفہ مولوی عبد الرحمان صاحب شوق امرتسری پہلی جلد ۹۰۲ صفحات کی ہے اس میں سنہ سے ایک صدی پہلے سے حالات لیکر وفات رسول تک ختم کیا ہے ہر واقعہ مستند کامل اہم مقالات یہ ہیں ملک عرب کی تاریخ و حالت خیر القرون حضور کی طفولیت جوانی رسالت اسلام کی پرورش دوسرے مذاہب میں ہجرت کے بعد کے ہر سال کے واقعات سنہ وار غزوات و سرایا مراسلات نبوت معجزات اسلام کامل اسلام کی دینی تعلیم دینی جزیہ حلیہ دورع شمائل وفات ازواج مطہرات ۹۰۲ صفحات قیمت عہ محصول ڈاک ۹ر

تاریخ اسلام حصہ ۲

اس میں حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان ذی النورین و حضرت علی کے عہد خلافت کے تمام حالات درج ہونیکے علاوہ مسئلہ خلافت کی تشریح کرتے ہوئے خلافت کے اصول خلافت کے احکامات خلافت کے نشانات غرضکہ خلافت کی کل تاریخ قلمبند کی گئی ہے علاوہ ازیں اس میں ترقی اسلام اور ملکی فتوحات کے شرح واقعات بیان کرنے کے بعد مسلمانوں میں نزاع و اختلافات کے اسباب و حالات و تمدن و خلافت راشدہ عہد سلطنت کے جغرافیائی حالات بھی درج ہیں ضخامت ۸۸۱ قیمت مجلد ۱۲ر محصول ڈاک ۸ر

تاریخ اسلام حصہ ۳

یہ جلد ملوک بنی امیہ کے نام سے مشہور ہے جس کے شروع میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے عہد خلافت سے دست بردار ہونیکے وجوہات حضرت امام حسین کے واقعہ شہادت کے دلخراش حالات حضرت معاویہ کی خلافت اور خلافت بنی امیہ کا آغاز امیر معاویہ سے لیکر خاندان بنی امیہ کے ۱۴ خلفا کی ۹۲ سالہ عظمت باجبروت اسلامی حکومت اور فتوحات نیز قلمرو عرب عراق حجاز سندھ افریقہ فلسطین و اسپین پر مسلط ہونیکے مستند مفصل واقعات درج ہونیکے علاوہ قلمرو اسلامیہ کی وسعت کا نقشہ ضخامت ۸۲۰ صفحات قیمت ۸ر محصول ۲ر

تاریخ اسلام حصہ ۴

یہ جلد خلفائے عباسیہ کے نام سے مشہور ہوا اس میں بنی امیہ سے بنی عباس میں خلافت منتقل ہونے کے اسباب اور خاندان بنی عباسیہ کے خلیفہ اول عبداللہ ابو العباس سفاح بن محمد کے عہد خلافت ۱۳۲ھ سے ۲۳۲ھ ہجری تک خلفائے عباسیہ کا دور حکومت حجاز ثقفی والی مصر کے عہد سلطنت حجاج بن یوسف اور محمد بن قاسم کی فتوحات سندھ و راجگان سندھ تاریخ اور اسلامی دنیا کے تمام مبسوط اور مشرح حالات ہیں گویا پورے آٹھ سو سال کی اسلامی تاریخ ہے ۷۹۰ صفحات ہیں قیمت صرف ۸ر محصول ۶ر کل ۱۴ر

تاریخ اسلام حصہ ۵

اس میں خاندان عباسیہ کے آخری خلیفہ المتوکل علی اللہ کے منصب خلافت خاندان عثمانیہ کے سلطان سلیم کو تفویض کرنا اور موجودہ وقت تک تمام سلاطین عثمانیہ کا عہد حکومت انتظام سلطنت قلمرو اسلامی کی ترقی و تنزل کے اسباب ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا آغاز عروج و زوال فاتحہ انگریزوں کا دخل انگلستان اور خلافت موجودہ ترکی سے دول یورپ کی ریشہ دوانیاں جنگ طرابلس ترکان احرار جنگ یورپ اور ٹرکی کے حصے بخرے سلطنت برطانیہ کی ریشہ دوانیاں سلطان ابن سعود وغیرہ وغیرہ کے مفصل حالات ۴۴۴ صفحات قیمت ۱۰ر محصول ۸ر کل عہ

یہ سب مجلد ہیں اور سب کی یکجا جلد اور کامل کی قیمت ساڑھے تین روپے (عہ) محصول ڈاک عہ کل چار روپے آٹھ آنے (للعہ) جلد نہایت اعلیٰ کپڑے کی مضبوط ہے۔

ان پانچوں حصوں کے ملنے کا پتہ: دفتر مولوی حمیدیہ پریس دہلی۔

مذہب

از جناب زبدۃ الحکما حکیم عبد المجید لعتابی

مذہب کے معنے راستہ کے ہیں جس پر انسان چلتا ہو لیکن اصطلاح میں مذہب ایمان اور عقل کے ضابطہ یا دستور العمل کا نام ہے اور اس کے مفہوم میں کسی فوق العادۃ اور ورار الکائنات مدبر منظم مرتب قاہر اور جابر ہستی کا اعتقاد رکھنا بھی داخل ہے۔

دہریے یا لاادری کا بھی کوئی نہ کوئی مذہب ہوتا ہے یعنی اس کا مذہب یہ ہے کہ وہ خدا کو نہیں مانتا یا اس میں شک کرتا ہے لیکن ہم عرف عام ایسے لوگوں کو لامذہب کہتے ہیں اور ہمارا مطلب اس سے یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص خدا کو نہیں مانتا اس کی وجہ یہی ہے کہ خدا کا اعتقاد مذہب میں داخل ہے۔

مذہب میں کسی نہ کسی قوت و برتر کا ماننا ضروری ہے خواہ وہ وشنو یا ہو یا ابالوڈی ہو یا اللہ انگریزی میں مذہب کے لئے لفظ ریلیجن ہے یہ لاطینی سے نکلا ہو اس کے لغوی معنے ہیں یعنی اپنے آپ کو کسی ہستی کے ساتھ وابستہ کر دینا چونکہ انسان اپنے آپ کو ایک ہستی سے وابستہ کر دیتا ہے اس لئے یہ لفظ ٹھیک ہو۔

مذاہب عالم کی بنیاد اس میں شک نہیں کہ دنیا میں جتنے مذاہب ہیں انکی بنیاد نیک نیتی سے ڈالی گئی ہے گو جہل نے کچھ بیہودہ رسم و رواج کو مذاہب میں داخل کر کے ان کی اصلی حقیقت کو کھو دیا تاہم اس کا الزام بانیان مذاہب پر عائد نہیں ہو سکتا وہ سب یقیناً بنی نوع انسان کے محسن تھے ایدان سب کی تعظیم کرنا ہمارا اخلاقی فرض ہے۔

ہندوستان اور مذہبی تخیل ہندوستان کو عموماً مذہب کا شیدائی کہا جاتا ہے اور بعض کم ظرف اس کو اس کی جہالت کا سبب قرار دیتے ہیں ہم اس کو تو کسی طرح بھی تسلیم نہیں کر سکتے ہاں یہ ضرور کہیں گے کہ مذاہب کے پردوں میں گناہ کبیرہ ہوتے ہیں لیکن اون بندگان خدا کا خون ہوتا ہو ہزار ملا حق تلفیاں عمل میں آتی ہیں اس کی ذمہ داری مذہب پر نہیں بلکہ بڑی حد تک کورانہ تقلید اور جہل مرکب پر ہے ورنہ مذہب تو امن عامہ اور اخلاق حمیدہ کی تعلیم دیتا ہے۔

ہندوستان کی بدقسمتی یہ ہو کہ اس نے مذہب کے دائرہ عمل کو محض دینی فرائض تک محدود رکھا ہو اور دنیاوی امور میں اس کے پیروؤں کا رویہ بالکل برعکس ہے۔

مذہب اور دنیاوی امور یہ ایک فرسودہ خیال ہو کہ دین اور دنیا ضدین ہیں اور بیک وقت ان کا حصول محال ہو اصل میں یہ تخیل عیسائیت بدھ ازم وغیرہ نے دنیا کے سامنے پیش کیا اور ہمارے بعض مسلمان بھائی بھی اسی لے پالک بننے لگ گئے ؎

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں — ایں خیال است و محال است و جنوں

حالانکہ اس شعر میں مرشد روم نے دون سے مجتنب رہنے کا درس دیا اور اس کی تشریح بھی کر دی ؎

چیست دنیا از خدا غافل بدن — نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

اور ہمارا فرض اولین یہی ہے کہ واقعی ہم دنیائے دوں سے منہ موڑ کر دیں کے خیر کے متلاشی ہوں کیونکہ اسلام جس مذہب کا میں مدعی ہوں اس کی تعلیم یہ ہے کہ اگر ہم برق ہوا پانی اور دیگر عطیات خداوندی سے پورا استفادہ حاصل نہیں کرتے تو ہم خالق کے ناشکر گذار ہیں جب مذہبی تعلیم کا دنیاوی امور میں ہمارے دل پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا اور ہم اخلاق اور دیگر خصائل میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھتے ہم اپنے نفس امارہ بد نیوی خواہشات میں قابو نہیں پا سکتے خواہشات حیوانی کو دور نہیں کر سکتے تو دینا دار ہوتا تو درکنار انسان بننا ہی مشکل ہے دنیوی فرائض دین سے جدا نہیں مذہب میں اصول حفظان صحت علم الاخلاق حقوق العباد اصول معاشرت وغیرہ محض نظام دنیوی اور حیات انسانی قائم رکھنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

مذہبی رنگ میں ان کی اہمیت اور زیادہ ہو گئی ہے اور ہر متنفس ان کی پابندی پر مجبور ہے مگر افسوس ایسا نہیں ہوتا عالم بے عمل جاہل مطلق سے زیادہ قابل ملامت ہے آخر الذکر کو اپنے فرائض کا احساس نہیں اول الذکر کو احساس ہے مگر پھر بھی طرز عمل برعکس ہے یہ ایک ناقابل معافی قصور ہے اگر ہم خدا کو حاضر ناظر سمجھتے ہیں تو یقیناً ہمارے دنیاوی اعمال میں لغزش نہیں آسکتی اگر ہم واقعی موت کو یقینی اور برحق جانتے ہیں تو بدی کا ارتکاب ہرگز نہیں کر سکتے مگر ہم نے مذہب کے دائرے کو بالکل محدود کر دیا ہے اور وہ صرف چند رسوم کا نام رہ گیا ہے۔

لارڈ ایبری کی رائے مذہب دنیاوی اشغال میں ہمارے چال چلن کا راہ نما ہماری حرکات و سکنات کا امین ہے آسودگی کے زمانہ میں ہمارا محافظ ہے ایام مصیبت میں موجب راحت ہے ہنگامہ کارزار میں ہمارا معاون خطرے میں پناہ اور رنج میں مشفق ہو۔

فنش کا قول مذہب محض اس شئے دلیت کا نام نہیں جو اوقات مقررہ پر لوگ ارکان دین ادا کرنے کیلئے عمل میں لاتے ہیں بلکہ یہ ایک مستور روح ہے جو ہمارے خیالات و افعال میں جاگزیں ہو کر ان کو اعلیٰ اور برتر بنا دیتی ہو ایک سچے مذہب میں ناقابل عمل باتیں نہیں ہو سکتیں نہ بیرون قیاس مسائل کا طومار ہو سکتا ہے اس کا حرف حرف انسانی فطرت کو لئے ہوگا اور انسان جس طرح عاقبی کے نفع کے لئے اس کی پیروی کریگا اسی طرح دنیاوی بہبودی بھی اس کی تقلید سے پیدا ہوگی کیوں کہ دنیا تو مزرعہ آخرت کا ہی نام ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہود کو خطاب یہ حکم جو آج میں تمہارے روبرو بغرض تعمیل پیش کر رہا ہوں نہ تو تم سے پوشیدہ ہے نہ بیرونی نہ بہشت میں ہو کہ تم کہنے لگو کون وہاں جائے تاکہ ہم اس کی سند لا کر عمل پیرا ہوں میرے حکم کے الفاظ تمہارے بہت قریب ہیں یعنی تمہاری زبان پر ہیں تمہارے دل میں کہ تم ان پر عمل کر سکو مذہب کی بنا اعتقاد راسخ پر ہے۔

سلٹن کا قول اگرچہ اس نے مبالغہ سے کام لیا ہے لیکن پھر بھی اس کا قول لطف سے خالی نہیں کہتا ہے۔

وہ لوگ محض فتنہ و فساد مٹانے کے لئے ہم مذہب ہونے کا اعتراف کرنے لگتے ہیں ورنہ اعتقادات میں اس قدر اختلاف ہے کہ دنیا میں تین شخص بھی ایسے نہ ملیں گے جو تمام مذہبی امور میں ایک ہی اعتقاد رکھتے ہوں۔

شک کو بنیاد تصور کیا جاتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ گلستان فطرت کے طلسم ایسے ہی ہیں جو انسان کو مبہوت بنا دیتے ہیں مگر بعض چیزیں ایسی ہیں جن کا ہمارے دل کو کافی احساس ہے مگر زبان سے ادا نہیں ہو سکتیں کیونکہ زبان دلی خیالات کے اظہار کرنے کا ایک ناقص آلہ ہے۔

مذہب اور فلسفہ

مذہب اور فلسفہ میں یہی فرق ہے کہ مذہب انسان کو اپنے اوپر کسی مدار الکائنات ہستی کو ماننے پر مجبور کر دیتا ہے اگر کسی مذہب میں خدا کی تعلیم نہ ہو تو وہ مذہب سوسائٹی فرقہ یا معاہدہ بنکر رہ جائے گا کیونکہ خدا کا تخیل ہی ایسی چیز ہے جو انسان کو مذہبی ارکان کا شیدائی بنا سکتی ہے۔

فلسفہ بھی انسان کو نیکی کی تعلیم دیتا ہے لیکن مذہب ایک قدم آگے بڑھتا ہے اور کہتا ہے اچھے کام کا عند اللہ صلہ ملے گا یہ بات فلسفہ نہیں کر سکتا۔ انسان کمزور ہے اور وہ طبعاً ایک طاقتور ہستی سے رشتہ جوڑنا چاہتا ہے خدا کو ماننا اسی لئے ہے کہ وہ اس کی کمزوری کو بنا دے اگر خدا میں یہ صفت نہ ہو تو وہ کیوں نہ زینو فلاطینس یا فرفوریس کا متبع ہو جائے۔

مذہب اور سائنس

سائنس جس کا منتہائے نظر یہ ہے کہ کائنات کا مطالعہ کیا جائے اور قوائے فطریہ انسانی بدرجہ اتم موجودات سے استفادہ کریں گو عیسائیت بدھ ازم ہندو ازم اور دیگر مذاہب سائنس کے ساتھ ٹکرائے اور بڑھتے سیلاب کے سامنے ٹھہر نہ سکے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں ان مذاہب کے پرستاروں نے مذہب ہی سے قطع تعلق کر لیا اور فلسفہ کو اپنا ہادی بنایا اور اپنی کم مائگی کی وجہ سے تمام دنیا کے مذاہب کو اپنے مذاہب پر قیاس کر لیا جس پر تحریکات جدیدہ ابرہمو سماج آریہ سماج ہندوستان میں سوشیلزم نہلزم کمیونزم فاسطیوزم رحمانک یورپ میں ایک بین دلیل ہیں اور یہ لوگ اپنی تنگ نظری کی وجہ سے بجائے اس کے کہ ایسے مذہب کو تلاش کریں جو ان کی تسلی کر دے مذہب ہی کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں اور بعض اپنے اپنے خیالات کو صحیح مسلک قرار دیتے ہیں۔

لیکن اسلام ہمارا اسلام (جس کا میں مدعی ہوں) سائنس اور اس کے منتہائے نظر کے لئے خود طریق کار تجویز کرتا ہے۔ قرآن پاک خدا کا قول ہے کہ سائنس خدا کا فعل ہے اور ان دونوں میں تضاد ناممکن ہے عیسائیت میں جو نزاع مابین مذہب اور سائنس قائم ہوئی اس کا بانی آگسٹن ہے۔

مذہب کیوں بدنام ہو رہا ہے

روح جسم خاکی کا راہ نما ہے اور اس کا تعلق خاص ذات پاک سے ہے گویا روح مثل آفتاب کے ہے اور نفس مثل ابر کے ہے یہ بات روز کا مشاہدہ ہے کہ جب ابر آفتاب سے ہٹ جاتا ہے تو دھوپ تیز ہو جاتی ہے اور جب ابر کے پرت اس کے درمیان آجاتے ہیں تو دھوپ کی تیزی کم ہو جاتی ہے لیکن آفتاب کی اصلی صفات میں اس عارضی حجاب سے کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی یہی حالت بجنسہ انسان کی ہے کہ جب تک مادیت کا دور دورہ رہتا ہے روحی اثر کمزور پڑ جاتا ہے اور جب اس کے برعکس ہوتا ہے تو مثل آفتاب کے وہ بھی اپنی اصلی قوت میں جلوہ نما ہوتی ہے فی زمانہ مادہ پرستی اور اس کے لازمی نتائج تنگ ظرفی خود غرضی حرص حسد ترقی پذیر ہیں اور ان حالات میں فضائے عالم تاریک ہو رہی ہے فطرت کے حسن حقیقی اور منشاء اصلی پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔

مذہب کی حقیقت

ہر فرد انسانی کو چاہیے کہ وہ مذہب کو حقیقی معنوں میں سمجھے اور مذہب کی غرض و غایت پر غور کرے اچھا مذہب اور بانی مذہب وہی ہے جو امن و عافیت کا حامی ہے نسل انسانی کی ترقی اور امداد باہمی کا مؤید ہے اور ہر قسم کے پیشواؤں کی عزت کرنا سکھاتا ہے اور جو انسانوں کے مابین الفت و محبت کے تعلقات برقرار رکھنا چاہتا ہے لیکن کامل مذہب میرے نزدیک اگر کوئی ہے تو اسلام اور ہمارا اسلام ہی ہے جس کا محیط کل ہونا اس امر کی بین دلیل ہے جس کا رب اپنے آپ کو رب المسلمین نہیں بلکہ رب العالمین کہتا ہے اور جس کے مقدس بانی حضور پر نور فداہ ابی و امی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرسل الی المسلمین نہیں ہیں بلکہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین تمام جہانوں کے لئے رحمت کا مصداق ہیں۔

مذہبی تحقیقات کی مختصر تاریخ

ازمنہ وسطیٰ میں عموماً لوگ مذہبی معلومات کو اپنے مذہب تک محدود رکھتے تھے اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ لوگوں میں تعصب زیادہ ہوتا تھا جب یورپ کو پوپ کی غلامی سے رہائی نصیب ہوئی تو لوگوں نے مذہبی تحقیقات کا دروازہ کھولا بدقسمتی سے ہندوستان میں ہندو پنڈتوں اور جاہل مولویوں نے ایسی تنگ نظری میں ہندو مسلمانوں کو پھانس رکھا تھا کہ انھیں انیسویں صدی تک نکلنا نصیب نہ ہوا۔

بہرحال اہل مغرب نے وقتی کاوش زندگی اور سلطنتوں کے زیر اثر آزادی عمل کی اور اس سلسلہ میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ موازنہ مذاہب کا شوق لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو گیا جب انگریز ہندوستان میں آئے تو تحقیق مذاہب اور موازنہ مذاہب کا خیال بھی ساتھ لائے۔

رفتہ رفتہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں بھی ان دونوں چیزوں کا رواج ہو گیا ۱۸۹۳ء میں شکاگو (امریکہ) پارلیمنٹ آف ریلیجنز قائم ہوئی اس کے تین سال بعد لاہور میں بھی ۱۸۹۶ء میں ایک مشترکہ جلسہ مذاہب ہوا۔

دنیا کے مشہور مذاہب

دنیا میں چھ مذہب مشہور ہیں سناتن ازم۔ مجوسیت۔ بدھ مت۔ یہودیت۔ عیسائیت۔ اسلام۔ ان میں صرف ایک ہی مذہب ایسا ہے جس میں خدا کا ذکر نہیں اور وہ بدھ مت ہے یہی وجہ ہے کہ عام مورخین بدھ مت کو مذہب نہیں بلکہ مت کہتے ہیں اور اسے ایک فلسفیانہ نظام سمجھتے ہیں لیکن چونکہ انسان مجبور ہے کہ وہ کسی نہ کسی ہستی کو اپنے اوپر یا کائنات پر حکمران مانے یہی وجہ ہے کہ بدھ مت کے ماننے والوں نے گوتم بدھ کو خدا مان لیا۔

اسلام اور اس کا پیام

میرے دوستو کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اسلام دنیا میں صرف ایک ہی پیام لیکر آیا تھا اور وہ یہ کہ انسانیت کے بکھرے

نوٹ! مسلمان اپنے زمانہ عروج میں تحقیق مذاہب میں یقیناً مشغول رہتے تھے اور غیر مذاہب کو بھی سمجھتے تھے لیکن انحطاط میں یورپ ان ہی کے خیالات سے متاثر ہوا اور پھر کی آزاد فطرت نے اپنی تحریک کا مواد ان ہی سے مستعد لیا اس فن میں علامہ عبدالکریم شہرستانی کی کتاب الملل والنحل میرے دعوی میں بطور دلیل پیش ہو سکتی ہے۔

ہوئے عناصر کو ایک سلک میں منسلک کر دے لیکن آہ! آج اسلام ہدف ملامت بنا ہوا ہے اور اس کے ماننے والے اپنے فرائض سے غافل ہیں سب جانتے ہیں اور سب کہتے ہیں کہ مذہب کا مقصد قیام امن ہے۔

لیکن صد ہزار افسوس کہ آج مذہب ہی نسل انسانی کے امن کی تباہی کا باعث ہو رہا ہے اسی بنا پر الحاد پرست کہتے ہیں کہ ہم کو مذہب کی ضرورت نہیں۔

پھر کیا واقعی مذہب اپنی اصلیت کے لحاظ سے باعث فساد ہے۔ خدا کی قسم ہرگز نہیں مذہب کبھی ہی باعث فساد نہیں ہو سکتا اسلام کے متعلق تو میں علی وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ یہ دنیا میں پیغام امن لیکر آیا ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ آج اسلام کی اصلی روح مجروح ہے اور جس چیز کو آج نوجوان دیکھکر اسلام سے نفرت کرتے ہیں وہ چند رسموں کا مجموعہ ہے وہ ایک قالب ہے جس میں روح نہیں آج چند نا سمجھ اور خود غرض ملاؤں اور جاہل فقیروں اور پیروں نے اسلام کو بچوں کا کھیل بنا لیا ہے اور چند رسموں کا نام اسلام رکھا ہے۔

علمائے ربانی اور صوفیان با اخلاص اس سے مستثنیٰ ہیں اور انہی کی برکت سے آج بھی دنیا میں نور اسلام موجود ہے میں ان کا ادنیٰ ترین خادم ہوں۔

جب تک علمائے حق اور اصحاب صدق و صفا کامل عزم و استقلال کے ساتھ جاہل صوفیوں اور ملاؤں کا دام تزویر چاک نہیں کرینگے بلاشبہ فضاء عالم مکدر رہے گی اور نسل انسانی کو امن نصیب نہ ہوگا۔

یاد رہے اسلام صرف چند معاشرتی اور تمدنی رسوم کا نام نہیں بلکہ وہ ان سب چیزوں سے بالاتر ایک مکمل اور اکمل لائحہ عمل ہے جو انسان کو دین و دنیا میں عروج و ترقی کے انتہائی منازل طے کرا دیتا ہے روحانی اور دنیوی ترقیوں کی شاہراہوں کا منبع حقیقی ہے ؎

چیست اسلام؟ شاہراہ نجات	نکتہ امتیاز موت و حیات
چیست اسلام؟ علم را پر و بال	نوبہار حدیقۂ اعمال
چیست اسلام؟ جلوہ ریز قلوب	مشرق و مغرب و شمال و جنوب
چیست اسلام؟ فطرت ازلی	نقش موج محیط لم یزلی
چیست اسلام؟ شاہد توحید	یعنی نسخہ ادب تمہید

مقبول عام دین محمدی کے حنفی خطبے مجلد چرمی

یہی وہ خطبات ہیں جنکے پڑھنے اور سننے پر اہلسنت کے سب عالم متفق ہوئے

کیونکہ ان میں پہلے عربی خطبے ہیں پھر خطبہ کے متعلق وعظ ہیں اور آخر میں نظم پھر خطبہ ثانی اس کتاب کے شایع ہونے کے بعد مسلمانوں کی بہت ہی بڑی ضرورت رفع ہو گئی در ترجمہ کا یہ عظیم الشان اجتماع عربی خطبوں سے کبھی ہی نہ لیکر اٹھا تھا نیز حکایات۔ لئے خطبوں کو اور بھی دلکش بنا دیا ہے تاکہ سامعین پر نیند نہ غالب ہو یا یہ اسی صفحوں کی ضخامت

قیمت مجلد ڈھائی روپے رعایتی مجلد ڈیڑھ روپیہ محصولڈاک ۳ر کل ۶ فہرست عنوانات اردو خطبات۔

محرم نمبر ۱ توحید کی فضیلت اور شرک کی مذمت نمبر ۲۔ ماہ محرم کی فضیلت اور عاشورہ کے روزہ کی ثواب اب نمبر ۳ ایمان اور ارکان ایمان کی بیان نمبر ۴ نماز کی فرضیت تاکید اور اس کی فضیلت نمبر ۵ وضو طہارت فرضیت و فضیلت نماز۔

صفر المظفر نمبر ۱۔ توکل کا بیان اور یہ سب کچھ مقدر ہے نمبر ۲ جھوٹ برائی سچائی کی خوبیاں۔ تالیف قلب نمبر ۳۔ پیغمبر خدا کی فضیلت آپ کی پیروی و اطاعت نمبر ۴ حضور قلب کی نماز اور جماعت کی تاکید نمبر ۵ جمعہ کی فرضیت اور فضیلت و آداب۔

ربیع الاول نمبر ۱۔ ذکر موت اور رسول کریم کی وفات کی بیان نمبر ۲ حضور کی ولادت باسعادت مجالس میلاد نمبر ۳۔ رسول کریم کی بعثت کا مقصد دنیا کی اصلاح نمبر ۴۔ رسول کریم کی ہجرت اور اسلامی فتوحات نمبر ۵ گناہوں کی مضرت اور توبہ کی ضرورت۔

ربیع الثانی نمبر ۱ مرنے کے بعد کے حالات اور دنیا کا اثر نمبر ۲ علم نصائح اور غوث اعظم کے حالات نمبر ۳ عیال کا نفقہ اور دینی تعلیم نمبر ۴۔ مسلمانوں کا ستانا عیب جوئی بدگمانی کا بیان نمبر ۵ اللہ کی دی ہوئی مصیبت پر راضی رہنا۔

جمادی الاولیٰ نمبر ۱ رات کی عبادت اور سوتے وقت کا ذکر نمبر ۲ صبح شام کے مذاکرات اور قصص الاولیا نمبر ۳ قرآن مجید کی تلاوت اور صبح کے اذکار نمبر ۴۔ اتباع شریعت کا لزوم نمبر ۵۔ آداب مساجد وغیرہ۔

جمادی الثانی نمبر ۱۔ نصائح ضروریہ اور کھانے پینے کے آداب نمبر ۲ صبح و شام کے مذاکرات نمبر ۳۔ قرآن مجید کی تلاوت نمبر ۴۔ اتباع شریعت کے لزوم اور دنیاوی زندگی نمبر ۵ آداب مسجد اور عمر عزیز کی قدر و قیمت۔

رجب المرجب نمبر ۱ راستے کے حقوق اور خواب کے بیانات نمبر ۲۔ قرآن مجید سے تدبر اور بیمار پرسی نمبر ۳ زبان کے آداب و زینت لباس نمبر ۴ نماز کے فضائل معلق کا بیان نمبر ۵ زاد آخرت صدقہ خیرات اور زکوٰۃ۔

شعبان نمبر ۱ مومن متقی اور کافر و بیدین کی خصلتیں نمبر ۲۔ آخرت کے بلند درجے نمبر ۳۔ دوسکے نزدیک بہشتیوں کے درجے نمبر ۴۔ موت کی تکلیف اور نزع کے حالات نمبر ۵ وقت کی قدر اور نیکیوں کا سیلیشن۔

رمضان المبارک رمضان کے روزوں کی فرضیت و فضیلت نمبر ۲ روزہ کے آداب اور صدقات ۳۔ رمضان کی عبادتوں کا ثواب نمبر ۴ لیلۃ القدر اعتکاف اور دوزخ سے چھٹکارا ۵ رمضان میں گناہوں کی تلافی۔

شوال المکرم نمبر ۱ عید کا خطبہ ۲ عید الفطر اور شش عید ۳۔ دنیا کی بے ثباتی اور طاعون کا حکم ۴ گناہ کبیرہ اور صغیرہ کا بیان انسان کی تخلیق ۵۔ انسان کی سعادت اور دانائی۔ ۶۔ آخرت کا کھٹکا ہر وقت رہنا چاہیے۔

ذیقعدہ۔ اسکی عبادت اسلام اور ارکان میں ہمیشگی ۲ ہر روز ہر گھڑی مرنا باعث عبرت ہے ۳ نفس کا اضطراب اور گناہوں سے اجتناب ۴ اللہ بندہ کے ہر عمل اور ہر خیال سے واقف ہے ۵ خیرات جی کھول کر۔

ذی الحجہ ۱ ذی الحجہ کے فضائل قربانی ۲ عرفہ ذی الحجہ یعنی نویں تاریخ کی فضیلت ۳ حج کا خطبہ ۴ گناہ دل کو اندھا کر دیتے ہیں ۵ امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔

ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس - دہلی

بارش اور قرآن کریم

(از جناب مولوی طلیب علی عبدالرسول صاحب)

بادلوں کی قسمیں سائنس والوں نے بادلوں کو کئی قسموں پر تقسیم کیا ہے لیکن بعض معتبر سائنٹسٹوں نے صرف چار قسمیں بیان کی ہیں (۱) سرس یہ پہلی قسم ہے اس کا ترجمہ سحاب مجعد یا سحاب ملحاف کیا گیا ہے یہ ابر زلف کی طرح گھونگھریالے یا مرغ کے نرم پروں کی طرح سفید اور سبک ہوتے ہیں اور سبک ہونے کے سبب سے بلند سے بلند پہاڑوں سے بھی اونچائی پر پہنچ جاتے ہیں ایک شخص نے ان بادلوں تک پہنچنے کی سعی کی غبارہ میں بیٹھکر ۲۰ ہزار فٹ کی بلندی تک اڑا مگر ان بادلوں تک نہ پہنچ سکا یہ بادل چونکہ بہت بلندی پر ہوتے ہیں اس لئے سطح زمین پر ہوا جس سمت کو چلتی ہے اس کی مخالف جانب میں حرکت کرتے ہیں جدید تحقیقات سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ یہ بادل برف کے نہایت چھوٹے چھوٹے ذروں سے مرکب ہوتے ہیں کیونکہ جب یہ بادل ہمارے اور آفتاب یا ماہتاب کے درمیان حائل ہوتے ہیں تو مخصوص رنگ کے ہالے نظر آتے ہیں اور یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ابر میں برف کے اجزا موجود ہیں قرآن کریم نے بادلوں کی بہت سی قسمیں بیان کی ہیں ان میں جو قسم مذکورہ بالا ابر مجعد سے مشابہت یا مطابقت رکھتی ہے وہ "مزن" ہے اہل لغت نے "المزن" کے معنی ابر سفید کے بیان کئے ہیں اور مذکورہ بالا ابر بھی سفید ہوتا ہے قرآن کریم میں جس جگہ ابر مزن کا ذکر ہے وہ حسب ذیل ہے افرءیتم الماء الذی تشربون ءانتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون لو نشاء جعلنٰه اجاجا فلولا تشکرون (ترجمہ) بھلا دیکھو تو سہی جو پانی تم پیتے ہو کیا تم نے اس کو اتارا ہے مزن سے یا ہم ہیں اتارنے والے اگر ہم چاہیں تو اس کو کھاری کر ڈالیں تم شکر کیوں نہیں کرتے) اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر اپنے مختلف انعامات اور احسانات کا ذکر فرمایا ہے اور اسی سلسلہ میں اس پانی کا بیان کیا ہے جو مزن سے نازل ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ میرا احسان ہے جو تمھیں ایسا خوشگوار پانی پلاتا ہوں اور اگر چاہوں تو اس کا مزہ تلخ کر دوں کہ تم ہرگز پی نہ سکو۔

سائنس نے بادل کی دوسری قسم کا نام اسٹرے ٹس رکھا ہے عربی میں اس کو مخطط یا مطبق کہتے ہیں بعض ماہرین سائنس نے عربی میں اس کا نام عارض تجویز کیا ہے یہ ابر خطوط یا طبقات کی طرح نظر آتے ہیں افق کے قریب ہوتے ہیں اور غروب آفتاب کے وقت آفتاب کے سامنے حائل ہو جاتے ہیں قرآن مجید نے ابر کی اس قسم کا ذکر اس آیۂ کریمہ میں ارشاد فرمایا ہے اللہ الذی یرسل الریح فتثیر سحابا فیبسطه فی السماء کیف یشاء ویجعله کسفا فتری الودق یخرج من خلٰله اللہ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو پھر وہ اٹھا لاتی ہیں بادلوں کو پھر اس کو پھیلاتا ہے آسمان میں جس طرح چاہتا ہے اور اس کو کر دیتا ہے تہ بتہ پس تو دیکھتا ہے کہ نکلتا ہے مینہ اس کے درمیان میں سے) اس آیۂ کریمہ میں اس ابر کا نام جس کو سائنس نے ابر مخطط مطبق یا عارض کہا ہے سحاب کسف بتلایا گیا ہے کسف کا لفظ بادل کی نوعیت کو بخوبی ظاہر کر رہا ہے کہ وہ بادل تہ بتہ ہو کسف کے یہ معنی مختلف لغتوں میں مرقوم ہیں اور مترجمین قرآن نے بھی اس لفظ کا یہی ترجمہ کیا ہے۔

بادل کی تیسری قسم کا نام انگریزی میں کیومولس ہے اس قسم کے بادلوں کا منظر ایسا دکھائی دیتا ہے گویا بادلوں کا انبار لگا ہوا ہے یہ بادل نہایت کثیف اور گھرے ہوتے ہیں بسبب کچھ ہوتا ہے گمان میں پانی اتنا نہیں ہوتا جو زمین پر برسے یہ بادل اس وقت نظر آتے ہیں جب بارش ہو چکنے کے بعد سورج چمکتا ہو نکلتا ہے اردو کی سائنس کی کتابوں میں کیومولس کے مرادف دو لفظ لکھے ہیں ایک ابر متراکم اور دوسرا غمامہ اگرچہ یہ دونوں لفظ قرآن مجید میں واقع ہوئے ہیں لیکن کیومولس کا مرادف اور ہم معنی لفظ غمامہ صحیح ہے کیونکہ قرآن کریم میں جہاں کہیں لفظ متراکم مستعمل ہوا ہے اس سے وہ بادل مراد ہیں جو تہ بتہ ہوتے ہیں اور برستے بھی ہیں حالانکہ کیومولس کی تعریف تو یہ ہے کہ وہ برستے نہیں ہیں جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ان میں پانی اتنا قلیل ہوتا ہے کہ وہ برسیں تو کیا برسیں پس لفظ غمامہ کیومولس کا صحیح ترجمہ ہے لفظ غمامہ خود معنی خیز ہے کہ غمامہ سے وہ بادل مراد ہیں جو آسمان پر گھرے ہوئے ہوں زمین پر سایہ فگن ہوں مگر ان کا برسنا لازمی نہ ہو قرآن کریم میں یہ لفظ کئی جگہ وارد ہوا ہے ان میں سے ایک یہ ہے وظللنا علیکم الغمام اور ہم نے تم پر سایہ کیا ابر کا) غمام سے صرف سایہ ہوتا ہے اور کیومولس کی تعریف ہے کہ وہ سایہ فگن ہونے کے سوا پانی نہیں برساتے اس آیت کے علاوہ اور آیتوں میں بھی لفظ غمام آیا ہے وہاں بھی وہی ابر مراد ہیں جو صرف سایہ کا مقصد پورا کرتے ہیں۔

بادلوں کی چوتھی قسم کا نام نمبس ہے بعض لوگوں نے اس کا ترجمہ حاملات اور بعض نے ممطر کیا ہے نمبس وہ بادل ہیں جو پانی سے بھرے ہوتے ہیں ان کا رنگ سیاہ یا خاکی ہوتا ہے زمین کے قریب ہوتے ہیں یہ برسنے والے بادل ہیں اور جب برسنے کے بعد غائب ہو جاتے ہیں اس وقت آسمان پر نقرئی دھاریاں نظر آتی ہیں قرآن مجید نے اس قسم کے بادلوں کا نام عارض ممطر کہا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے فلما راوہ عارضا مستقبل اودیتھم قالوا ھذا عارض ممطرنا (ترجمہ) تو جب انہوں نے دیکھا اس (عذاب) کو بادل کو اپنی وادیوں کے سامنے تو کہنے لگے کہ یہ عارض ممطر یعنی برسنے والا بادل ہے یعنی دشمنوں پر ایک عذاب نازل کرنے والا بادل بھیجا گیا تو چونکہ وہ عارض ممطر کے مشابہ تھا اس لئے انہوں نے سمجھا کہ یہ ابر تو وہ ہے جس سے ہمیشہ پانی برسا کرتا ہے۔ مذکورہ بالا چار قسموں کے علاوہ قرآن کریم میں بادلوں کی اور قسموں کا بھی ذکر ہے جو حسب ذیل ہے۔ سحاب المسخر خدا تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے والسحاب المسخر بین السماء والارض اور بادل جو گھرا ہوا ہے آسمان اور زمین کے درمیان میں) یہ بادل وہ ہیں جو آسمان میں گھرے رہتے ہیں مگر برستے نہیں ہیں کیونکہ پہلے پانی برسنے کا ذکر کیا ہے پھر جانوروں کے پھیلانے اور ہواؤں کے چلانے کا ذکر کر کے پھر سحاب المسخر کا بیان کیا ہے اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ سحاب المسخر کبھی نہیں برستے چنانچہ پوری آیت حسب ذیل ہے ان فی خلق السموات والارض

واختلاف الیل والنہار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتھا وبث فیہا من کل دابۃ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لاٰیت لقوم یعقلون ۵ بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات دن کی ادل بدل میں اور جہازوں میں جو چلتے ہیں سمندر میں وہ چیزیں لیکر جو نفع دیتی ہیں لوگوں کو اور پانی میں جسکو اتارا اللہ نے آسمان سے پھر زندہ کردیا اس سے زمین کو اس کے مرے پیچھے اور پھیلائے اس میں ہر قسم کے جانور اور ہواؤں کے پھیرنے میں اور بادل میں جو گھرا ہوا ہے آسمان اور زمین کے درمیان ان سب میں نشانیاں ہیں۔ اس آیت میں لفظ مسخر اس لئے فرمایا کہ بادل کی بالعموم خاصیت برسنے کی ہے مگر کم پانی کا ہو کر جو بادل پانی نہیں برساتا اس کا نام سحاب مسخر کہا ہے۔

سحاب ثقیل اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وھو الذی یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقنٰہ لبلد میت فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات (ترجمہ) اور وہی ہے جو مژدہ لانے والی ہوائیں بھیجتا ہے اس کی رحمت کے آگے یہانتک کہ جب ہوائیں اٹھالاتی ہیں ثقیل بادلوں کو تو ہم انھیں ہانک دیتے ہیں مردہ شہر کی جانب پھر ہم اتارتے ہیں بادل سے پانی پھر نکالتے ہیں پانی سے ہر طرح کے پھل۔

اس آیۂ کریمہ میں غور وتدبر کرنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ ابر ثقیل وہ بادل ہے جو پانی سے گراں بار ہو اور اس سے جو پانی برستا ہے وہ خشک زمینوں کو سرسبز اور درختوں کو باآور کرتا ہے یعنی اس بادل کے پانی سے کھیتی ہری ہوتی ہے اور درختوں میں پھل لگتے ہیں۔

سماء مدرار قرآن کریم میں لفظ سماء مختلف معانی میں مستعمل ہوا ہے جس کو ہم کسی اور مضمون میں بیان کرینگے یہاں ہم بادلوں کے اقسام بیان کرتے ہیں اس لیے عرض کرتے ہیں کہ قرآن میں لفظ سماء بادلوں کے معنے میں بھی وارد ہوا ہے چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ویا قوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدرارا ویزدکم قوۃ الی قوتکم ولا تتولوا مجرمین اور اے قوم گناہ بخشوا اپنے رب سے پھر توبہ کرو اس کی جناب میں وہ بھیجیگا تم پر سماء مدرار خوب برسانے والا بادل اور تم کو زیادہ دیگا قوت پر قوت اور اعراض مت کرو مجرم رہ کر۔

اس آیۂ کریمہ سے صبح روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ سماء مدرار وہ بادل ہے جو خوب برستا ہو اور جس سے قوم کی ہر قسم کی حالت مضبوط اور قوی ہو جاتی ہو اس سے تالاب اور چشمے بھر جاتے ہیں اناج اور پھل کی پیداوار ہوتی ہے اور اس طرح انسانوں کی زندگی آسودگی اور فارغ البالی سے بسر ہوتی ہو۔

سحاب رکام یا سحاب مرکوم سورۂ نور میں اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے الم تر ان اللہ یزجی سحابا ثم یؤلف بینہ ثم یجعلہ رکاما فتری الودق یخرج من خللہ وینزل من السماء من جبال فیہا من برد فیصیب بہ من یشاء ویصرفہ عن من یشاء یکاد سنا برقہ یذھب بالابصار کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا ہی بادلوں کو چلاتا ہے پھر ان کو آپس میں ملا دیتا ہے پھر ان کو تہ بتہ کردیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ بادل میں سے مینھ نکل کر برس رہا ہے اور آسمان میں جو بادلوں کے پہاڑ ہیں اُن سے اولے نازل کرتا ہے تو جس پر چاہتا ہے اس پر برسا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ہٹا رکھتا ہے اور بادل میں جو بجلی ہوتی ہے اس کی چمک آنکھوں کو خیرہ کردیتی ہے۔

اس آیت پر عمیق نگاہ ڈالئے تو صاف روشن ہوگا کہ یہ سحاب رکام وہ بادل ہے جو بہت سے بادلوں سے ملکر آسمان کو گھیر لیتا ہے اور وہ منظر پیش کرتا ہے جسے گھنگھور گھٹا کا چھانا کہتے ہیں ان بادلوں میں سے پانی برستا ہے کبھی اولے برستے ہیں اور کبھی بجلی چمکتی ہے ایک اور مقام پر خدا تعالیٰ نے اس بادل کو سحاب مرکوم بھی فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وان یروا کسفا من السماء ساقطا یقولوا سحاب مرکوم ترجمہ۔ اور اگر دیکھیں کوئی ٹکڑا آسمان سے گرتا ہوا تو کہنے لگیں کہ سحاب مرکوم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنان ملت معجزہ طلب کیا کرتے تھے کہ آسمان سے کوئی ٹکڑا گرا کر دکھلائیے اس کے جواب میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر ایسا ہی ہوتا تو لوگ کبھی قبول نہ کرتے بلکہ یہ کہتے کہ یہ تو سحاب مرکوم ہے یعنی وہ تہ بتہ غلیظ ابر ہے جو بارش برسانے کو ظاہر ہوا ہے ہمارے خیال میں سحاب رکام یا سحاب مرکوم کی اس قدر تشریح کافی ہے۔

معصرات یہ وہ بادل ہیں جو زور شور سے برستے ہیں اور ایسے وقت پر برستے ہیں کہ فصل کو بڑا فائدہ پہنچتا ہے اور کھیتیاں ہری ہو جاتی ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وانزلنا من المعصرات ماء ثجاجا لنخرج بہ حبا ونباتا وجنت الفافا اور نچوڑنے والی بدلیوں میں سے پانی کا ریلا نازل کیا تاکہ ہم اس سے دانہ اور سبزہ نکالیں اور لپٹے ہوئے باغات۔

آیہ مندرجہ بالا سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ معصرات وہ بادل ہیں جن سے زور شور کے ساتھ پانی برستا ہو اور اس پانی سے اناج اور سبزہ پیدا ہوتا ہے اور جو پانی باغوں کو سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے۔

مندرجہ بالا سطور کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہوگا کہ قرآن کریم نے سائنس کی بتائی ہوئی بادل کی قسموں کے علاوہ اور بہت سی قسمیں بیان کی ہیں اور ایسی خوبی سے بیان کی ہیں کہ جو لوگ اس علم میں بخوبی مہارت رکھتے ہیں وہ قرآن کریم کے ارشادات پڑھ کے بیحد محظوظ ہوں گے۔

اب ہم اس بات پر غور کریں کہ جو پانی بادلوں سے برستا ہے اس کا کیا حشر ہوتا ہے کہاں جاتا ہے اور کہاں جاکر ٹھہرتا ہے سائنس کی تحقیقات یہ ہے کہ جو پانی برستا ہے وہ تین صورتوں میں تقسیم ہو جاتا ہے ایک حصہ تو بخارات بنکر اڑ جاتا ہے ایک حصہ زمین میں جذب ہو جاتا ہے ایک حصہ ندیوں اور نالوں میں چلا جاتا ہے اور ان کے واسطوں سے سمندر میں پہنچ جاتا ہے۔

قرآن مجید نے ان مطالب کو نہایت لطافت کے ساتھ بیان کیا ہے سورہ رعد میں خدا تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرھا فاحتمل السیل زبدا رابیا ومما یوقدون علیہ فی النار ابتغاء حلیۃ او متاع زبد مثلہ کذلک یضرب اللہ الحق والباطل فاما الزبد فیذھب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض کذلک یضرب اللہ الامثال اسی نے آسمان سے مینھ برسایا پھر اس سے

اپنے اپنے اندازے کے مطابق نالے بہ نکلے پھر پانی پر پھولا ہوا جھاگ آگیا اور جس چیز کو زیور یا کوئی اور سامان بنانے کے لئے آگ میں تپاتے ہیں اس میں بھی ایسا ہی جھاگ ہوتا ہے اس طرح خدا حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے سو جھاگ تو سوکھ کر زائل ہو جاتا ہے اور پانی جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ زمین میں ٹھیرا رہتا ہے اس طرح خدا مثالیں بیان فرماتا ہے۔

اس آیہ مبارکہ میں خدا تعالے نے کئی حقائق کا ذکر فرمایا ہے ارشاد کیا ہے کہ جو پانی آسمان سے برستا ہے وہ ندی نالوں میں بہ جاتا ہے بڑے نالوں میں زیادہ اور چھوٹے نالوں میں کم ایک حصہ پانی کا کف بنکر نمایاں ہوتا ہے پانی میں جب ہوا کی آمیزش ہوتی ہے تو کف بنتا ہے اور جب گرمی پڑتی ہے تو جھاگ بخارات بنکر اڑ جاتا ہے کیونکہ اس پر تپش آفتاب کا اثر جلد ہوتا ہے جس وقت زیور بنانے کے وقت جب دھات کو تپایا جاتا ہے تو جھاگ اٹھتی ہے اور وہ آگ کی حرارت سے جل کر نابود ہو جاتی ہے یہی حال پانی کے جھاگ کا ہوتا ہے پانی جو زمین میں جذب ہو جاتا ہے وہ انسان کو فیض پہنچاتا ہے۔

خدا تعالے سورہ زمر میں ارشاد فرماتا ہے الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فسلکہ ینابیع فی الارض ثم یخرج بہ زرعا مختلفا الوانہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر اس کو چلایا چشموں زمین کے اندر پھر نکالتا ہے اس سے کھیتی کہ گوناگون ہیں اس کے رنگ۔

اس آیہ کریمہ کا مفہوم دوسرے الفاظ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ مینہ کا پانی زمین کے اندر جذب ہو جاتا ہے اور اس سے چشمے وجود میں آتے ہیں اور جس سے مختلف قسم کی کھیتیاں پیدا ہوتی ہیں۔

سورہ مومنون میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکنہ فی الارض وانا علی ذہاب بہ لقادرون اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی اندازہ کے ساتھ پھر اس کو ٹھیرایا زمین میں اور ہم اس کو بہا لے جانے پر قادر ہیں

اس آیہ کریمہ کا مطلب صاف ہے کہ آسمان سے جو پانی برستا ہے وہ زمین کے مختلف مقامات مثل تالاب دریا سمندر اور کنڈ وغیرہ میں جاکر ٹھیر جاتا ہے اور جس طرح خداوند عالم پانی کو مذکورہ بالا مقامات میں جمع فرما دیتا ہے اسی طرح اس کو پھر بخارات کی صورت میں یا کوئی اور طریقہ سے نابود بھی کر سکتا ہے۔

خدا تعالے سورہ ذاریات کی ابتدا اس طرح فرماتا ہے والذاریات ذروا فالحاملات وقرا (ترجمہ قسم ہے ان ہواؤں کی جو پانی اور گرد کے ذروں کو بکھیر کر اڑا دیتی ہے اور پھر بھاری بادلوں کو اٹھاتی ہیں)

ان آیتوں کا مفہوم یہ ہے کہ ہوا پانی اور گرد کے ذرات کو اڑا کر بکھیر دیتی ہے اور بادلوں کو اٹھانا بھی ہوا کا کام ہے اس سے سائنس کی وہ تحقیق صحیح ثابت ہوتی ہے کہ پانی کچھ حصہ بخارات بنجاتا ہے ہم نے اوپر کی سطروں میں قرآن کریم اور سائنس کی کتابوں سے بیان کیا ہے کہ بادلوں کی کتنی قسمیں ہیں اور بادلوں سے جو پانی برستا ہے وہ کہاں جاتا ہے اب اس پر غور کریں کہ قرآن کریم نے بارش یا مینہ کی کتنی قسمیں بیان فرمائی ہیں اور ان کے کیا کیا اوصاف ذکر کئے ہیں اس بارہ میں ہم ذیل میں متعدد آیتیں پیش کرتے ہیں اور ہر آیت کی ضروری تشریح کرتے ہیں تاکہ ناظرین کرام اس بحث کو آسانی سے سمجھ سکیں۔

بارش کی قسمیں صیب یہ وہ بارش ہو جب برستی ہے تو آسمان پر ایسی گھنگھور گھٹائیں چھا جاتی ہیں اور ایسی تاریکی محیط ہوتی ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہیں دیتا بادل گرجتے ہیں جس سے ایسی ہولناک آوازیں آتی ہیں کہ انسان کانپنے لگتے ہیں بجلی اس طرح تڑپ تڑپ کر چمکتی ہو کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالے نے سورہ بقر میں ایک مثال بیان کرتے ہوئے اس قسم کی بارش کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے ملاحظہ ہو ارشاد ہوتا ہے۔

اوکصیب من السماء فیہ ظلمت ورعد وبرق یجعلون اصابعہم فی اذانہم من الصواعق حذر الموت واللہ محیط بالکفرین ۝ یکاد البرق یخطف ابصارہم کلما اضاء لہم مشوا فیہ (ترجمہ) یا ان کا حال بارش جیسا ہے جو آسمان سے اتری اور جس میں اندھیرے ہیں اور گرج اور بجلی ہے وہ انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں اپنے کانوں میں کڑاک کے مارے موت کے ڈر سے اور اللہ گھیرے ہوئے ہے کافروں کو قریب ہے کہ بجلی اچک لیجائے ان کی آنکھیں ذرا چمکی ان پر تو اس میں چل لئے۔

اس آیہ مبارک میں لفظ صیب قابل غور ہے جس مادہ سے یہ لفظ بنا ہے اسی سے لفظ مصیبت بھی مشتق ہو پس معلوم ہوا کہ یہ بارش انسانوں کیلئے ایک پیغام مصیبت ہو۔

موسلا دھار بارش ہم نے جہاں بادلوں کے اقسام بیان کئے ہیں وہاں ہم مدرار یعنی موسلا دھار بارش برسانے والے بادل کا ذکر کردیا ہے اب یہاں موسلا دھار بارش کے بارہ میں چند آیات کریمہ حوالہ قلم کرتے ہیں۔ کوئی شخص اگر یہ اطلاع دے کہ فلاں مقام پر کل موسلا دھار بارش ہوئی تھی تو سامعین فوراً سمجھ جائینگے کہ کس قدر زور شور سے پانی برسا تھا اس لئے ہم یہاں اس عام فہم لفظ کی مزید تشریح کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔

لفظ مدرار موسلا دھار بارش کا مرادف ہے قرآن کریم میں یہ لفظ کئی مقامات پر وارد ہوا ہے چنانچہ سورہ انعام میں ارشاد ہوتا ہے وارسلنا السماء علیہم مدرارا (ترجمہ) اور ہم نے برسایا ان پر مینہ موسلا دھار)

سورہ ہود میں اللہ تعالے فرماتا ہے ویقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدرارا ویزدکم قوۃ الی قوتکم ولا تتولوا مجرمین (ترجمہ) اور اے قوم گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھر توبہ کرو اس کی جناب میں وہ بھیجیگا تم پر موسلا دھار مینہ برسانے والا بادل اور تم کو زیادہ دیگا قوت پر قوت اور اعراض مت کرو مجرم رہکر

سورہ نوح میں ایک آیہ مبارک یوں وارد ہے فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنت ویجعل لکم انہرا ۝ (ترجمہ) تو میں نے کہا کہ مغفرت چاہو اپنے رب سے بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے کہ بھیج دیگا تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش اور تمہاری امداد فرمائے گا مال اور بیٹوں سے اور کرے گا تمہارے لئے باغات اور کر دیگا تمہارے لئے نہریں۔

مندرجہ بالا تینوں مقامات کو بغور پڑہیے اور ان کے ترجمہ کو تامل سے مطالعہ کیجئے تو صاف ظاہر ہوگا کہ موسلا دھار بارش خدائے کریم کی رحمت ہے جو توبہ و استغفار کی وجہ سے نازل ہوتی ہے اس بارش سے انسانوں کو تقویت ملتی ہو باغات سرسبز ہوتے ہیں نہریں بہتی ہیں اور یہ سب باتیں نوع انسانی کیلئے از حد مفید ہیں۔

اولوں کی بارش پانی کے بخارات کچھ پانی ہی کی شکل منجمد ہو کر نہیں برسے

بلکہ جب فضا میں طوفان برپا ہوتا ہے اور کرہ ہوا میں کوئی خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے تو بخارات جمکر اولے کی صورت میں برسنے لگتے ہیں یہ اولے نہایت سخت اور کروی شکل کے ہوتے ہیں جن کی مقدار مختلف قسم کے دانے سے لیکر انڈوں کے برابر ہوا کرتی ہے بلکہ بعض وقت نارنگی کے برابر بھی ہوتے ہیں یہ اکثر گرمی کے موسم میں گرا کرتے ہیں اور جاڑے کے موسم میں شاذ و نادر پڑا کرتے ہیں اولوں کی حقیقت اب تک برابر دریافت نہیں ہوئی ہے غالباً مرطوب اور گرم ہوا میں سرد ہوا ایک رو کے یکایک آجانے سے اولوں کی تکوین ہوتی ہے کیونکہ اس قسم کی ہوا آناً فاناً سرد ہو کر ابخرات کو منجمد کر دیتی ہے اور اس طرح اولے بنجاتے ہیں یہ سائنس کی ایک کتاب کا اقتباس ہے۔ قرآن کریم نے اولوں کی بارش کو پتھروں کی بارش کہکر بیان فرمایا ہے اولوں میں حجریت ہوتی ہے اسلئے ان کو پتھر کہنا بالکل صحیح ہے سورہ اعراف میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے وامطرنا علیہم مطرا فانظر کیف کان عاقبۃ المجرمین اور ہم نے برسایا ان پر پتھروں کا مینہ سو دیکھ کیا ہوا گنہگاروں کا انجام اسی طرح سورہ ہود میں اللہ تعالے فرماتا ہے فلما جاء امرنا جعلنا عالیہا سافلہا وامطرنا علیہا حجارۃ من سجیل منضود (ترجمہ) پھر جب آپہنچا ہمارا حکم تو ہمنے کر دیا اس بستی کے اوپر کے حصہ کو نیچے اور اس پر پتھر برسائے جو تہ بتہ تھے۔"

سورہ حجر میں یوں ارشاد ہوتا ہے فاخذتہم الصیحۃ مشرقین فجعلنا عالیہا سافلہا وامطرنا علیہم حجارۃ من سجیل پھر ان کو پکڑا ایک ہولناک آواز نے سورج نکلتے پھر ہم نے اس بستی کو کر ڈالا اوپر تلے اور برسائے ان پر پتھر سجیل کے۔ سورہ نور میں اللہ جل شانہ نے اولوں کا ذکر تفصیل سے فرمایا ہے ارشاد ہوتا ہے وینزل من السماء من جبال فیہا من برد فیصیب بہ من یشاء ویصرفہ عن من یشاء یکاد سنا برقہ یذہب بالابصار (ترجمہ) اور وہ اتارتا ہے آسمان کے ان پہاڑوں سے جو آسمان میں ہیں اولے پھر ان کو ڈالدیتا ہے جس پر چاہتا ہے اور اس کو ہٹا دیتا ہے جس سے چاہتا ہے قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک اچک لیجائے آنکھوں کو۔ مندرجہ بالا آیات کریمہ میں چند الفاظ قابل شرح ہیں اول لفظ سجیل پر غور کریں اہل لغت نے اس کو سنگ گل کا معرب بتایا ہے اور اس کے معنے پتھر یا کنکریاں بیان کئے ہیں ہم نے سجیل کے معنے اولوں کے لئے ہیں کہ آسمان سے اولے برستے ہیں۔ سورہ حجر کی آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اولوں کی بارش دن کے وقت ہوتی ہے سائنس کے منقولہ بالا اقتباس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے سورہ حجر کی اسی آیہ مبارکہ سے یہ بھی پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ جب اولوں کی بارش ہوتی ہے تو اس سے پیشتر ایک ہولناک آواز پیدا ہوتی ہے۔ مندرجہ بالا تمام آیتوں کا مطالعہ کرنے سے صاف روشن ہوتا ہے کہ اولوں کی بارش درحقیقت ایک ہولناک عذاب ہے جس سے انسان اور حیوان ہلاک ہو جاتے ہیں اور بستیاں اور کھیتیاں ویران اور برباد ہو جاتی ہیں۔ اب سورہ نور کی مندرجہ بالا آیت پر غور فرمائیے اس میں دو لفظ قابل توجہ ہیں جبال اور برد جبال کا آسمان پر ہونا شاید بادی النظر میں تعجب خیز نظر آئے مگر اس کے اصل معنی یہ ہیں کہ آسمان میں برف جمع ہو جاتا ہے اور یہ برف اولوں کی شکل میں برستا ہے برد کے لغوی معنے اولا ہیں اور ہر لغت میں اس کے یہی معنے بیان کئے گئے ہیں۔ قبل اسکے کہ ہم آیۂ مذکورہ کے معنی و مطلب کو بیان کریں سائنس کی ایک کتاب سے اولوں کے بارہ میں چند سطروں کا نقل کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

"برف نام ہے پانی کے جمے ہوئے ابخرات کا یہ ابخرات جب ہوا میں بلند ہو جاتے ہیں تو بارش کے بادل بننے کے عوض برف کے بادل بنجاتے ہیں۔"

اولے بالعموم الائچی کے دانوں کے برابر زمین پر گرتے ہیں کبھی انڈے کے برابر ہوتے ہیں کبھی تو ان کی سلیں کی سلیں گرتی ہیں جس سے ہزاروں جانور جو میدانوں میں چرتے رہتے ہیں اور صدہا انسان مرجاتے ہیں۔" پس جب آسمان میں برف کے بادل بنتے ہیں اور ان سے برف کی سلیں اور چٹانیں زمین پر گرتی ہیں تو برف کے بادل یا ان سلوں کے مجموعہ کو اگر پہاڑ کہا گیا ہے تو بالکل بجا اور درست کہا گیا ہے اور سائنس کی تحقیقات کے بالکل مطابق ہے۔

اولوں کو حجر یا پتھر کہنے میں ایک اور راز پوشیدہ ہے وہ یہ کہ اولوں میں تبلر یا بلوریت کی خاصیت ہوتی ہے اس بات کے کما حقہ سمجھنے کے لئے بلور یا بلوریت کی حقیقت کو پہلے معلوم کر لینا چاہئے اکثر اشیا مثلاً نمک، مصری اور بلور وغیرہ میں تبلر کی خاصیت پائی جاتی ہے یعنی وہ ریاضی کی مسدس شکلوں کو بالخاصہ اختیار کر لیتے ہیں پانی میں بھی یہی خاصیت ہے جو نمک اور بلور میں پائی جاتی ہے یعنی جب پانی جم کر برف بنجاتا ہے تو برف کے سب ٹکڑے مسدسی یعنی شش پہلو ہوتے ہیں گرچہ برف کے تمام ٹکڑوں میں شکل مسدسی عام اور مشترک ہوتی ہے مگر یہی مسدس شکلیں ایک ہزار مختلف نمونوں میں پائی جاتی ہیں۔

ایک اور سائنس کی کتاب میں بلوریت کے متعلق حسب ذیل تشریح مرقوم ہے "جو برف کے ٹکڑے آسمان سے گرا کرتے ہیں اگر ان کو قریب سے دیکھو تو ہر برف کے ستارہ میں چھ کرنیں نظر آئیں گی یہ سب کرنیں پانی کے چھوٹے چھوٹے ذروں سے بنتی ہیں یہ اس مخفی اور پوشیدہ قوت کا کرشمہ ہے جسے قوت تبلر کہتے ہیں قوت تبلر کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ بلور ہمیشہ شش پہلو ہوتا ہے اکثر جمادات میں بھی یہی خاصیت ہوتی ہے پس وہ قوت جو ان سب مذکورہ بالا اشیا کو شکل مذکورہ سے مخصوص کرتی ہے یا یوں ہو کہ بلور کی طرح شش پہلو بناتی ہے اسکو قوت تبلر کہتے ہیں"

بارش کے قطرے سیدھے گرا کرتے ہیں لیکن جب اولے گرتے ہیں تو آسمان سے شوخیاں کرتے ہوئے نیچے آتے ہیں اور کبھی ادھر اور کبھی ادھر گرتے ہیں"

سائنس کے مندرجہ بالا اقتباسات کو مطالعہ کرنے کے بعد قرآن مجید کا اولوں کو پتھر کہنا بالکل صحیح ہے اول اس لئے کہ وہ پتھر کی طرح سخت ہوتے ہیں دوسرے اس لئے کہ ان میں بلور کی طرح تبلر ہوتی ہے یعنی مسدسی شکل کے ہوتے ہیں یا صاف زبان میں کہئے کہ اولے شش پہلو ہوتے ہیں ان وجوہ کی بنا پر قرآن مجید نے اولوں کو سجیل حجارہ سے نامزد کیا ہے ان مباحث پر غور و تامل کے بعد اب قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیتوں کی پھر تلاوت فرمائیے سورہ حجر میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے فاخذتہم الصیحۃ مشرقین فجعلنا عالیہا سافلہا وامطرنا علیہم حجارۃ من سجیل پھر ان کو پکڑا ایک ہولناک عذاب نے سورج نکلتے پھر ہم نے اس بستی کو کر ڈالا تہ و بالا اور ان پر برسائے پتھر سجیل کے خدائے حکیم نے سورہ نور میں مسئلہ پر کافی روشنی ڈالی ہے ارشاد ہوتا ہے وینزل من السماء من جبال فیہا من برد فیصیب بہ من یشاء ویصرفہ عن من یشاء یکاد سنا برقہ یذہب بالابصار وہ اتارتا ہے آسمان کے ان پہاڑوں سے جو آسمان میں ہیں اولے پھر ان کو ڈالدیتا ہے جس پر چاہتا ہے

اور اس کو ہٹا دیتا ہے جس سے چاہتا ہے قریب ہے کہ اس کی بجلی کی ایک چمک اچک لیجائے آنکھوں کو) مندرجہ بالا آیتوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اولوں کی بارش ایک عذاب الٰہی ہے جس سے بستیاں اور کھیتیاں غارت ہوتی ہیں۔

غیث اِمساکِ باران اور خشک سالی کے بعد جب مخلوق پانی کے لئے سخت انتظار میں ہو اس اثناء میں جو بارش نازل ہوتی ہے اس کا نام غیث ہے سورہ شوریٰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وھو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمتہ وھو الولی الحمید اور وہی ہے جو اتارتا ہے بارش اس کے بعد کہ وہ ناامید ہو چکے تھے اور پھیلاتا ہے اپنی رحمت اور وہی ولی و حمید ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے ارشاد کیا کہ قحط کے بعد پھر ایسا سال آئیگا جس میں خوب بارش ہوگی اور پھلوں کی خوب پیداوار ہوگی سورہ یوسف میں رب العزت ارشاد فرماتا ہے ثم یاتی من بعد ذلک عام فیہ یغاث الناس وفیہ یعصرون (پھر آئیگا اس کے بعد ایسا برس جس میں مینھ برسائے جائینگے اور لوگ اس میں شیرہ نچوڑیں گے) غیث اور یغاث ایک ہی مادہ غاث کے مشتقات ہیں۔ سورہ حدید میں بھی غیث نامی بارش کا ذکر ہے ارشاد ہوتا ہے کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ (ترجمہ) مانند غیث کے کہ بھلی لگتی ہے اس کی پیداوار کفار کو۔ مندرجہ بالا آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جو بارش خشک سالی قحط اور امساک باران کے بعد برسے اور اس سے خوب پیداوار ہو اس کا نام ہے

ودق لغت میں ودق باران شدید کو کہتے ہیں قرآن کریم کی اصطلاح میں ودق وہ بارش ہے جو ہوا المو سم کے آنے سے برستی ہے اور جہاں جہاں برستی ہے وہاں کے باشندے اس کے نتائج کا خیال کرکے اظہار مسرت کرتے ہیں اسلئے کہ اس سے اناج اور پھل کی بکثرت پیداوار ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی بارش کا دو جگہ ذکر فرمایا ہے چنانچہ سورہ روم میں ارشاد ہوا ہے اللہ الذی یرسل الریح فتثیر سحابا فیبسطہ فی السماء کیف یشاء ویجعلہ کسفا فتری الودق یخرج من خلالہ فاذا اصاب بہ من یشاء من عبادہ اذا ہم یستبشرون (ترجمہ اللہ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو پھر وہ اٹھا لاتی ہیں بادلوں کو پھر اللہ ان کو پھیلاتا ہے آسمان میں جس طرح چاہتا ہے اور اللہ اس کو تہ بہ تہ کر دیتا ہے پس تو دیکھتا ہے کہ مینہ نکلتا ہے اس کے درمیان میں سے پھر جب اس کو پہنچا دیتا ہے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں تب ہی وہ لوگ خوشیاں مناتے ہیں) دوسرا مقام سورہ نور میں حسب ذیل ہے الم تر ان اللہ یزجی سحابا ثم یؤلف بینہ ثم یجعلہ رکاما فتری الودق یخرج من خلالہ (کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ چلاتا ہے بادل کو پھر باہم ان کو ملا دیتا ہے پھر ان کو رکھتا ہے تہ بہ تہ پھر تو دیکھتا ہے مینھ کو نکلتا ہوا بادل کے بیچ میں سے) ان دونوں آیتوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ودق وہ بارش ہے جو [illegible] کے مطابق ہوتی ہے اس سے پیداوار ہوتی ہے اور لوگوں کی خوشی کا باعث بنتی ہے۔

ماءِ صبّا یہ وہ بارش ہے جو اعتدال کے ساتھ برستی ہے اس سے اناج اور میوے پیدا ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ سورہ عبس میں ارشاد فرماتا ہے انا صببنا الماء صبا ثم شققنا الارض شقا فانبتنا فیہا حبا وعنبا وقضبا وزیتونا ونخلا وحدائق غلبا وفاکہۃ وابا متاعا لکم ولانعامکم (ہمنے پانی برسایا پھر چیرا پھاڑا زمین کو پھر ہم نے اس میں اگایا اناج انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجور اور گنجان باغات اور میوہ اور چارہ تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے لئے۔

ماءِ ثجاجا لفظ ثجاجا کے معنے اس بارش کے ہیں جو زور شور سے ہوتی ہے اور جس سے اناج اور نباتات کی پیداوار ہوتی ہے اور باغات میں درختوں کی اس قدر نشوونما ہوتی ہے کہ وہ گنجان ہو جاتے ہیں سورہ نبا میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وانزلنا من المعصرات ماء ثجاجا لنخرج بہ حبا ونباتا وجنت الفافا اور اتارا بادلوں سے پانی بہنے والا تاکہ نکالیں اس کے ذریعہ سے غلہ اور سبزی اور باغ لپٹے ہوئے۔ آیت مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ماءِ ثجاجا وہ بارش ہے جو زور شور سے ہو اور جس سے اناج اور پھل پیدا ہوں اور باغوں کے درختوں میں وہ بالیدگی آئے کہ ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے نظر آنے لگیں۔

ماءِ منہمر یہ وہ بارش ہے جو موسلا دھار بارش سے کہیں زیادہ زور شور سے برستی ہے جب یہ برستی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور بادلوں میں شگاف پڑ گئے ہیں اس کی مزید تفصیل عرض کرنے سے پہلے ہم قدرت کے ایک قانون کا عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

گرمی کے موسم میں کنوؤں کا پانی کم ہو جاتا ہے مگر جب بارش کا زمانہ قریب آتا ہے اور آسمان پر ابر چھا جاتا ہے اس وقت کنوؤں اور چشموں میں پانی بڑھ جاتا ہے خواہ بارش ہو یا نہ ہو اور جب بارش ہونے لگتی ہے تو ان میں پانی کی افزائش ہو جاتی ہے یعنی جس قدر بارش زیادہ ہوگی اسی تناسب سے کنوؤں اور چشموں میں پانی زیادہ ہوگا خواہ ان کنوؤں میں بارش کا پانی گرے یا نہ گرے چنانچہ اس حقیقت کو خداوند عالم نے سورہ قمر میں حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے ففتحنا ابواب السماء بماء منہمر وفجرنا الارض عیونا فالتقی الماء علی امر قد قدر (پس ہم نے کھول دیئے آسمان کے دروازے موسلادھار پانی سے اور بہائے زمین سے چشمے تو پانی مل گیا ایک امر پر جو مقدر ہو چکا تھا۔

موسلادھار بارش سے مخلوق کو فیض پہنچتا ہے اور یہ بارش خدائے کریم کا ایک احسان اور رحمت ہے اس کے برخلاف ماءِ منہمر وہ بارش ہے جس سے دنیا میں طوفان برپا ہوتا ہے روئے زمین پانی سے بھر جاتی ہے عمارتیں غرقاب ہو کر منہدم ہو جاتی ہیں حیوانات اور انسان ہلاک ہو جاتے ہیں باغات اور کھیتیاں تباہ و ویران ہو جاتی ہیں یہ بارش رحمت خداوندی نہیں بلکہ ایک قہر الٰہی ہے جیسا کہ حضرت نوح کے عہد میں یہ عذاب نازل ہوا اور جو طوفان نوح سے مشہور و معروف ہے۔

لفظ منہمر ہمر سے مشتق ہے اس کے کئی معنی ہیں شاخ کے دفعۃً ٹوٹنے کا یکایک بارش ہونے ہلاک ہونے یا غصہ میں لانے کے ہیں ان معانی کو پیش نظر رکھنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماءِ منہمر وہ بارش ہے جو غضب الٰہی سے بغتۃً نازل ہو اور جس کے نتیجہ ہلاکت اور تباہی کے سوا کچھ اور نہ ہو انہمار جو مادہ مذکورہ سے مشتق ہے اس کے معنے ہیں شکستہ و ویران ہونا پانی کا گرنا اور آنسو کا بہنا درخت کے پتوں کا لاٹھی کے مارنے سے گرنا۔ ان معانی پر تامل کیجئے تو معلوم ہوگا کہ اس بارش سے دنیا تباہ و ویران ہوتی ہے جیسے کوئی شخص غصہ میں کسی درخت پر لاٹھی مارے اور اس کے سبب پتے یکدفعہ جھڑ جائیں اور اس تباہی کو دیکھ کر انسان کی آنکھ آنسو بہائے تو تعجب کیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ماءِ منہمر ایک ہلاکت خیز اور طوفانی بارش کا نام ہے جس سے مخلوق ہلاک اور بستیاں برباد ہو جاتی ہیں۔

فلسفۂ عالم پر اسلام کا احسان

(ابو نصر مولوی منہاج الدین صاحب عالی سہسرامی)

یہ ناقابلِ تردید واقعہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب سخت برائیوں تاریکیوں اور جہالتوں میں مبتلا تھا تہذیب الاخلاق کا یہ عالم تھا کہ اپنی شاعرات کے ساتھ زنا کرنے کے واقعات فخریہ انہی انوکھی زبان میں قصیدہ در قصیدہ کہہ جاتا تھا۔ تدبیر المنزل (خانہ داری) کی کیفیت یہ تھی کہ کوئی والد و مولود کے حقوق سے واقف نہ تھا جو بچیاں پیدا ہوتیں انہیں قتل کر دیا جاتا تھا گھر ہی میں ذرا سی بات پر لڑ مرتے اور اسی کا سلسلہ دو قبیلوں یا گروہ ہائے میں تقسیم ہو کر اس طرح پھیل جاتا تھا کہ صدیوں زمین انسانی خون سے لالہ زار بنی رہتی تھی سیاست مدنیہ (ملکی انتظامات) اتنی تھی کہ ملک میں بجائے امن و امان کے ہر گوشۂ عرب میں جنگ و جدال کے نقارے گرج رہے تھے اور خدا کی اشرف مخلوق جانوروں کی طرح حلال کی جا رہی تھی۔

مگر اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ برائیوں کے یہ خصائص محض عرب ہی میں پائے جاتے تھے بلکہ ہر حصۂ زمین پر مادر گیتی کے ان فرزندوں کا عجیب و غریب حال تھا جسے اشرف المخلوقات کہتے ہیں انگلستان میں برٹن جیسی بہادر صفت قوم آباد تھی فرانس میں قتل و قتال کا بازار گرم تھا جرمنی روس ہالینڈ وغیرہ کا بھی یہی حال تھا اور خود بھارت میں ستی اس کی طرح عفونت کی گنگا بہ رہی تھی لیکن اس وقت اور ملکوں سے نسبتاً یونان کو جو خوبی و فضیلت حاصل تھی وہ اس کے اس فلسفہ سے ظاہر ہے۔

فلسفہ (حقائق موجودہ کا واقعی علم جس نے نفس کو کوئی اعلیٰ فائدہ بھی حاصل ہو) جس کو حکمت بھی کہتے ہیں پہلے اس کی تقسیم یوں ہوئی۔ حکمت عملیہ (موجودات کے وہ علم و عمل جن کا وجود انسان کی قدرت میں ہو) حکمت نظریہ (وہ موجودات کا علم جن کا وجود انسانی قدرت و اختیار سے بالاتر ہے) پھر ان دونوں (حکمت علمیہ و نظریہ) کی تین تین قسمیں ہوئیں۔ حکمت عملیہ تہذیب الاخلاق (شخص واحد کے مصالح کا علم) حکمت علمیہ تدبیر المنزل (جماعت کے مصالح کا علم جس کا تعلق ایک گھر سے ہو) حکمت عملیہ سیاست مدنیہ (ایسی جماعت کے مصالح کا علم جس کا تعلق ایک شہر یا ملک سے ہو) حکمت نظریۂ الٰہیہ (ایسی اشیاء کا علم جو اصلاً مادہ کی محتاج نہیں) حکمت نظریہ ریاضیہ ایسی اشیا کے احوال کا علم جو وجود خارجی میں مادہ کی محتاج ہوں مگر وجود ذہنی میں نہیں، حکمت نظریہ طبعیہ (ایسی اشیا کے احوال کا علم جو وجود خارجی و ذہنی دونوں میں مادہ کی محتاج ہوں) حکمت کی ان چند قسموں کے علاوہ اور بھی بہت سی قسمیں ہیں جن کا ایک لامتناہی و بیشمار، سلسلہ قسم در قسم ہوتا ہوا چلا گیا ہے لیکن ہمیں صرف حکمت عملیہ کی ان تین قسموں کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے جس کو تدبیر منزل تہذیب اخلاق سیاست مدنیہ کہتے ہیں۔

اس کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یونان نے مذکور بالا حکمت عملیہ کی تینوں قسموں کو کہاں تک عملی جامہ پہنایا؟ کتنی ترقی دی؟ اور کہاں کہاں اس کا اثر پھیلا جواب میں اتنا کہنا بیجا نہ ہوگا کہ عرب چین، فرانس روس جرمنی ہند وغیرہ میں تہذیب اخلاق، تدبیر منزل سیاست مدنیہ کا کوئی عنصر تو (کیا) موجود ہوتا خود یونان ہی ان خوبیوں کا عملی ضامن و کفیل نہ تھا۔

چونکہ عرب اور ملکوں سے بہت زیادہ درندگی میں مبتلا تھا اور اس میں جو قومیں آباد تھیں وہ علی العموم ایسی تھیں جن سے انسانیت کے تمام اوصاف سلب ہو چکے تھے اور ان پر درندگی و بہیمیت نے قبضہ کر لیا تھا لیکن یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی قوم پر اس کے بیجا تصرفات سے عفونت کا بادل ٹوٹ ٹوٹ کر برس جاتا ہے اور اس کا پانی خس و خاشاک کی طرح انسانی خصائل حمیدہ کو بہا کر صاف کر دیتا ہے تو مشیت کو حرکت ہوتی ہے اور پھر وہ ایک ایسا مصلح اعظم پیدا کر دیتی ہے جس کی نگاہ اولین قوموں کو انسانیت کے اعلیٰ مدارج پر پہنچا دیتی ہے یوں تو دنیا کے ممالک میں اس وقت عام طور پر ایسی باتیں پائی جاتی تھیں جن کی اصلاح ضروری تھی لیکن اس عمومیت میں جو خصوصیت عرب کو حاصل تھی وہ کسی دوسرے ملک کو نہ تھی اس ملک میں جب حد درجہ کی برائی پیدا ہو گئی تو مشیت کی آنکھوں نے گوشۂ چشم التفات سے دیکھا اور ایک ایسا برگزیدہ انسان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا کر دیا جس نے دنیا میں قدم دھرتے ہی نظری فلسفہ کی دولت کو عام طور پر بانٹا جس کی تفصیل اجمالی یہ ہے:۔

تہذیب الاخلاق۔ انسان میں ایک ایسی مخصوص قوت بھی ہے جس میں آسانی سے افعال صادر ہونے کی استعداد و قابلیت موجود ہے اور یہ ایسا عام لفظ ہے جس میں اچھی بری دونوں باتیں شامل ہیں اس قوت کا وہ پہلو جس سے اچھے اچھے افعال صادر ہوں وہ اخلاق ہے اور اس کا دوسرا پہلو قبیح۔

(۱) جہاں بری اور فحش باتیں کبھی عیب میں داخل نہ تھیں وہاں اسلام نے یہ احسان کیا ولا تقربوا الفواحش فواحش یعنی بری باتوں کے قریب نہ ہو۔

(۲) جہاں زنا کرنا فخر سمجھا جاتا تھا وہاں اسلام نے یہ احسان کیا ولا تقربوا الزنی انہ کان فاحشۃ زنا بری بات ہے اس کے قریب نہ ہو۔

(۳) جہاں چوری و رہزنی گویا آبائی پیشہ تھا وہاں اسلام نے یہ احسان کیا السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما چوری کرنے والا خواہ مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ لو۔

(۴) جہاں خطا کی معافی نہ تھی وہاں اسلام نے یہ احسان کیا خذ العفو عفو کی عادت ڈالو۔

۵ جہاں جہالت عزت تھی وہاں اسلام نے یہ احسان کیا واعرض عن الجاہلین جاہلوں سے اعراض کرو۔

۶۔ جہاں بیجا ہنسی تھی وہاں اسلام نے یہ احسان کیا فلیضحکوا قلیلا کم ہنسو۔

تدبیر المنزل:۔ خانہ داری جو حقیقت میں معاشرت کے لئے جزو اعظم ہے اس میں والد و مولود کے حقوق ہیں۔

(۱) جہاں والدین کے ساتھ نیکی اور خدمت کرنی ایک نامعلوم دنیا تھی وہاں اسلام نے یہ احسان کیا بالوالدین احسانا۔

(۲) جہاں باپ کے مرنے کے بعد ماں ورثہ میں اکر علال ہو جاتی تھی وہاں اسلام نے یہ احسان کیا ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم من النساء جن عورتوں سے تمہارے باپ نے نکاح کیا وہ تم پر حرام ہیں۔

(۳) جہاں اولاد کی تعلیم و تربیت کا کیا ذکر جب کہیں لڑکیاں پیدا ہوتیں تو بے رحم باپ اس کو قتل کر ڈالتے جیسے اس نے اپنی گود میں انسان کا بچہ نہیں سانپ کا بچہ پایا تھا۔ وہاں اسلام نے یہ احسان کیا ولا تقتلوا اولادکم تم اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

سیاست مدنیہ:۔ ملکی انتظامات بھی ایک ضروری چیز ہے ملک کی ترقی و اقبال کی بلندی اسی پر موقوف ہے اور حقیقی امن و امان کا راستہ طریقہ یہی سیاست ہے جس ملک میں سیاست کی روح نہیں وہ ملک ہمیشہ بدامنی کی جسمانی بیماریوں میں مبتلا رہے گا۔

(۱) جہاں ہمیشہ نفاق کے شعلے بھڑکتے رہتے وہاں اسلام نے یہ احسان کیا ولا تفرقوا آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔

(۲) جہاں اتحاد و اتفاق نہ تھا وہاں اسلام نے یہ احسان کیا ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر تمھیں چاہیئے ایک گروہ ہو جاؤ کہ بلاؤ نیکی کی طرف لوگوں کو۔

اس تفصیل اجمالی کے بعد جو حقیقت سامنے آتی ہے اس کے متعلق کیا کہا جائے کہ عرب کیا ہو کر رہ گیا۔ خود فلاسفر نے جب دیکھا کہ حکمت عملیہ کی یہ تینوں (تہذیب الاخلاق تدبیر المنزل سیاست مدنیہ) قسمیں انتہائی عروج پر پہنچی ہوئی ہیں اور عملاً اس سے بہتر تعلیم نہیں ہوسکتی تو وہ مان کر اپنی کتاب سے حکمت عملیہ کا اتنا حصہ (تہذیب الاخلاق تدبیر المنزل سیاست مدنیہ) عذر کرتے ہوئے نکال دیا ان الشریعۃ المصطفویۃ قد فرغت الوطر علی وجہ اکمل واتم شریعت محمدیہ نے اس ضرورت کو بہترین طریقہ پر اور انتہائی تفصیل سے پورا کر دیا۔

اکیاون خوبیوں والا قرآن مجید مترجم ومفسر

مترجمہ ومقدمہ ومفسرہ محدث اعظم حکیم الامت حضرت علامہ مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب محدث مدظلہ

جس کا ہر مسلمان کے گھر میں ہونا بہت ضروری ہے

سبحان اللہ کیا چھپائی ہے اور کیا لکھائی ہے ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے دہلی میں پچھلے سال میں ایسا قرآن شریف نہیں چھپا یقین کیجئے کہ اس کو دیکھنے کے بعد ہر ہنر سے بہتر چھپے ہوئے قرآن شریف کو آپ بھول جائینگے حمیدیہ پریس دہلی سے جو لوگ قرآن شریف منگاتے ہیں وہ اچھی طرح واقف ہیں کہ ہمارے اشتہار میں کبھی مبالغہ نہیں ہوتا متوسط قسم اور تقطیع کے قرآنوں میں اس سے بہتر قرآن شریف میری نگاہ سے نہیں گزرا اگر آپ نے اس کو نہیں خریدا تو یقین کیجئے کہ بہت ہی افسوس ہوگا اس میں حسب ذیل اکیاون خوبیاں ہیں۔ (۱) مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے اور ایسا ترجمہ جس کی انہوں نے خود تصدیق فرمائی ہے (۲) سرا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے (۳) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن و بیان القرآن ہے جو ایک عالم کا کام ہے (۴) ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتا ہے (۵) دہلی کے سب سے بڑے خوشنویس کی عربی لکھی ہوئی ہے (۶) ترجمہ حاشی ریاض الدین نسیم کا لکھا ہوا ہے (۷) اعراب یعنی زبر زیر پیش بالکل اپنے صحیح موقعہ پر لگے ہوئے ہیں صحت حضرت خاتم المحدثین علامہ احمد علی صاحب کی ہے (۹) اس کے علاوہ سات حفاظ نے اس کی مزید صحت کی ہے (۱۰) ایک ترجمہ لفظی ہے تاکہ عربی الفاظ کے معنے لفظ بلفظ معلوم ہوکر اس سے عربی پڑھنے میں بہت مدد ملتی ہے تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست ہے جو آیت چاہیں فوراً نکال لو (۱۲) ضروری مقامات کا شان نزول مطابق صحاح ستہ (۱۳) حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی سند خود حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی ہے (۱۵) ہر صورت کے متعلق نقش و تعویذات جو اولیائے کرام کے معمول رہے ہیں (۱۶) تعبیر نامہ خواب (۱۷) قرآن شریف سے فال نکالنے کی ترکیب (۱۷) فضائل القرآن (۱۸) سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کے طریقے (۱۹) ایک آیت کا دوسری آیت کے ساتھ ربط (۲۰) الزامات کی تردید (۲۵) کلام الٰہی کو معقولی طور پر ثابت کیا ہے کہ یہ خالص الہامی اور منزل من اللہ ہے (۲۶) بہشت اور حور و غلمان اور دوزخ کے بیانات قرآن کی آیتوں کے اقتباس سے (۲۷) تخلیق عالم و آفرینش کا ذکر قرآن شریف کے حوالہ سے (۲۸) قبل از اسلام عرب کی کیا حالت تھی اور قرآن کریم نے کیونکر ان کی کایا پلٹی (۲۹) قرآن شریف پڑھنے کے اوصاف و برکات (۳۰) قرآن شریف پڑھنا کیوں زیادہ اجر کا مستحق ہے (۳۱) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات (۳۲) رسول اکرم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی کا ذکر (۳۳) غزوات نبوی اور ان کی برکات جن کی سورہ انفال اور توبہ میں ذکر ہے (۳۴) وفات سرور کائنات (۳۵) خلافت راشدہ میں قرآن کی تحریر یکجائی اور قرآن شریف کی پیشگوئیوں کا پورا ہونا (۳۶) فضائل اعوذ و بسم اللہ (۳۷) تلاوت قرآن کے فضائل (۳۸) قرآن شریف پڑھنے اور پڑھوانے کے فضائل (۳۹) قرآن مجید کی تلاوت کے ظاہری آداب (۴۰) قرآن مجید کی تلاوت کے باطنی آداب (۴۱) خواص القرآن (۴۲) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم ہونا چاہیئے (۴۳) اصطلاح سنتہ (۴۴) وہ آیتیں جن کو غلط پڑھنے سے کفر لازم آتا ہے (۴۵) خاص تعویذات قرآن شریف (۴۶) تقطیع متوسط (۴۷) کاغذ بہت سفید (۴۸) ہر مرض کی دوا قرآن ہی ہے (۴۹) چھپائی ایسی دیدہ زیب کہ دہلی کے موجودہ عام قرآنوں سے بدرجہا بہتر (۵۰) صحت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ باوجود کوشش کے اب تک ایک غلطی کی بھی اطلاع نہیں ملی (۵۱) جلد نقرئی مجلد حریری نفیسہ (۵۲) ہر پارہ علیحدہ سے رنگا جاتا ہے (۵۳) سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ باوجود ترجمے و بسیط مقدموں اور بہترین چھپائی کے ہدیہ مجلد حریری کا صرف ساڑھے تین روپے محصولڈاک عمر کل للعہ۔ اب ذرا غور فرمایئے کہ اتنے اوصاف کے ساتھ اتنے کم ہدیہ کا قرآن پاک اگر آپ کے پاس نہیں ہے تو کس قدر کمی ہے آپ کو یہ قرآن ضرور منگانا چاہیئے کیونکہ یہ اوڈیشن ختم ہو جاتا ہے اور غالب خیال یہ ہے کہ آئندہ پرچہ میں اگر دوسرا ایڈیشن تیار ہوگیا تو اشتہار ہوگا ورنہ نہیں اگر اپنے احباب کے بھی نمونہ دیکھئے نمونہ طلب کرنے سے بہتر ہے قرآن شریف ہی منگائیے اگر ناپسند ہو تو واپس کر دیجئے اور محصول ترجمہ دام و محصول ڈاک واپس لیجیئے اس سے زیادہ اس کے اوصاف کی اور کیا ضمانت ہوگی۔ ملنے کا پتہ

مینیجر حمیدیہ پریس - دہلی

ہندوؤں اور مسلمانوں میں کیسے صلح ہو سکتی ہے

از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب مصنف کتاب الاسلام

یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ جب تک ہندوستان کی مختلف ملتوں کے درمیان اتحاد یعنی حصول آزادی کے لئے اشتراک عمل نہ ہوگا ہندوستانیوں کو سوراج کی ہوا تک بھی نہیں لگ سکتی خصوصاً جب تک ہندو مسلم اتحاد نہ ہوگا غلامی کی زنجیر سخت اور پنجۂ استبداد کی گرفت مضبوط تر ہوتی جائیگی اور جس روز ہندو مسلم اتحاد ہو گیا اسی روز ہندوستان کا نقشہ کچھ سے کچھ ہو جائے گا حصول آزادی کی راہ میں جس قدر موانعات و مشکلات حائل ہیں وہ یک لخت دور ہو جائینگی مایوسی کے بادل چھٹ جائینگے اور آفتاب آزادی طلوع ہو کر ظلمتکدہ ہند کو بقعۂ نور بنا دیگا غرض یہی ایک اہم ترین مسئلہ ہے جس پر ہندو مسلم زعماء کو اپنی تمام تر توجہ مرکوز کر دینی چاہیئے اور تمام کاموں کو چھوڑ دینا چاہیئے ورنہ پھر کسی ہندو یا مسلمان کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ آزادی کا لفظ اپنی زبان پر لائے اور جذبات حریت کی توہین و تذلیل کرے۔

یہی وجہ ہے کہ بعض نیک نیت سرگرم ہندو مسلم زعما قیام اتحاد کی کوششوں میں مصروف ہیں اگرچہ ان کو بار بار ناکامی اور مایوسی کا سامنا ہوتا ہے اور ہندوستان کا جہاز امید نفاق و شقاق اور نا امیدیوں کی چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتا ہے مگر لیلائے آزادی کے یہ مجنون ہیں کہ اپنی دیوانہ سری کو چھوڑ نے اور مایوس ہونے میں نہیں آتے یہی ایک شعاع امید ہے جو ہندوستانیوں کے دل کو ڈھارس بندھا رہی ہے اور یہ امید لگی ہوئی ہے کہ شاید کبھی ہندو مسلم اتحاد ہو جائے مگر بالفعل تو دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ جتنی زیادہ کوششیں اتحاد کی تگ و دو کی ہو رہی ہیں اسی قدر ساحل مقصود سے بعد ہوتا جا رہا ہے اگر یہی لیل و نہار ہیں تو یہی ہوتا ہے کہ ایک نہ ایک دن ہندوستان کی یہ دو بڑی بڑی قومیں ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر اجنبی اقتدار کے قدموں پر آرہیں گی اور آزادی کی خواہش گوشۂ نامرادی میں دفن ہو کر رہ جائیگی۔

عجب تماشا ہے کہ ہر طرف یہی چرچا ہے کہ ہندو مسلم اتحاد ہونا چاہیئے وقت کی اہم ترین ضرورت یہی ہے اور ہندو مسلم زعما کوششیں بھی کر رہے ہیں مگر نیتوں میں خلوص و ایثار نہیں کہتے سب ہیں مگر کرتا کوئی نہیں۔

ہندو مسلم اتحاد کی ناکامی کی وجہ

ہمارے بعض غیر ذمہ دار ہندو مسلم زعماء کی یہ بناتہ ہی غیر ذمہ دارانہ نفاق پرور اور فتنہ انگیز روش ہے کہ جب کبھی قیام اتحاد کی کوششیں ناکام ہوتی ہیں تو وہ اس ناکامی کی ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈال دیتے ہیں اور خود ہر طرح بری الذمہ ہو جاتے ہیں عوام الناس حیران رہ جاتے ہیں کہ کس کو حق بجانب سمجھیں اور کس کو الزام دیں یہی چیز ہے جس نے قیام اتحاد کی کوششوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے

اس معاملہ میں میری ناقص رائے تو یہ ہے کہ وطن پرور ہندو مسلم زعماء نے ابھی اپنی اپنی قوم کی رائے عامہ پر قبضہ نہیں پایا ہے اور جو اثنا اثر و اقتدار رکھتے ہیں ان میں اتنی ہمت و جرأت نہیں کہ وہ اپنی قوم کی رائے عامہ کو ٹھکرا کر باہمی طور پر کوئی سمجھوتہ کر لیں میں بلا خوف تردید کہتا ہوں اگر گاندھی جی اپنے خداداد اثر و رسوخ سے کام لیکر اپنی قوم کو ذرا سے ایثار پر آمادہ کر لیں تو آج ہی ہندو مسلم اتحاد ہو سکتا ہے اور یہ گتھی جس کی عقدہ کشائی سے ناخن تدبیر عاجز آچکے ہیں آسانی کے ساتھ سلجھ سکتی ہے۔

میں نے ابھی آپ کو بتلایا ہے کہ رائے عامہ ابھی ہندو مسلم اتحاد کے لئے پیدا نہیں ہوئی ہے اور یہ خواہش صرف زبانوں پر ہے اور دل خالی ہیں اب یہ بھی معلوم کر لیجئے کہ یہ صورت حال کیوں ہے بگوش ہوش سنئے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں نے اپنی اپنی صحیح پوزیشن کو نہیں سمجھا ہے اور ان کے دماغوں میں نفاق و شقاق کے جو جراثیم اجنبی اقتدار نے بھر دیئے ہیں وہ ابھی دماغوں سے زائل نہیں ہوئے ہیں ضرورت ہے کہ دونوں قوموں کے سامنے ہر ان کی صحیح پوزیشن رکھدی جائے لہذا میں پہلے ہندوؤں کو مخاطب کرتا ہوں اور ان سے غور و فکر کی امید رکھتا ہوں

ہندوستان کے ہندوؤں کے نام

ہاں آزادی کے سورماؤ! تمہیں اپنی بھارت ماتا سے جو محبت و انسیت ہے اور آپنے اس کی زنجیریں کاٹنے میں جو مصائب و آلام سہے ہیں ان کی ہمیں بصدق دل اعتراف ہے اور ہم دل و جان ان کی قدر کرتے ہیں آپ کی وطن پرستی میں کوئی کلام نہیں مگر ساتھ ہی مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ آپ نے مسلمان بھائیوں سے منافرت و اجنبیت برت کر کما حقہ اپنی وطن پروری کا ثبوت نہیں دیا تم نے اپنے مسلمانوں کو اچھوت اور ملیچھ سمجھا اور بارہا نفرت و حقارت کا ثبوت دیا جس کے جواب میں قدرتی طور پر مسلمان بھی آپ سے نفرت برتنے لگے ممکن ہے آپ کو اس میں کلام ہو اس لئے میں ایک چیز آپکے سامنے لاتا ہوں کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ آپ نے مسلمانوں کو ملیچھ سمجھا ان کے ہاتھ کا کھانا پینا چھوڑا مگر وہ برابر آپ کے ہاتھ کا کھاتے پیتے رہے اس سے بڑھکر آپ کی منافرت اور نفرت برتنے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

اگر آپ مسلمانوں سے پیار و محبت بڑھاتے آپس میں کھان پان کا سلسلہ پیدا کرتے اور ان کو غیر و اجنبی نہ سمجھتے تو یقیناً قیام اتحاد کی راہ میں جو مشکلات آج حائل ہیں وہ ہرگز نہ ہوتیں کاش اب بھی آپ مسلمانوں سے کھان پان شروع کر کے اپنی وطن پرستی کا ثبوت دیں۔

بھارت واسیو! تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مسلمان یہاں لوٹ مار کرنے اور یہاں کی دولت سمیٹنے نہیں آئے تھے بلکہ آپ کو پیغام حق سنانے آئے تھے اس ملک کو اپنا وطن سمجھا اس ملک کی دولت کو اسی ملک کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کیا اور یہاں کی معاشرت و تمدن پر بہت بڑا احسان کیا مسلمانوں کے ورود مسعود کے وقت جو حالت اس ملک اور اس ملک کے باشندوں کی تھی وہ محتاج بیان نہیں اسلامیوں کی بدولت جو حیرت انگیز انقلاب اس ملک میں ہوا اور اس ملک کی مذہبی اقتصادی اور سیاسی زندگی میں جو تغیر رونما ہوا اس کا حال

مشہور ہندو لیڈروں اور تاریخ دانوں کی زبانی سنئے اور مسلمانوں کے احسانات بیکراں کا اندازہ لگائیے۔

ہندوستان پر مسلمانوں کے احسانات خود ہندوؤں کی زبانی

بنگال کے مشہور ہندو لیڈر بابو بپن چندر پال صاحب لکھتے ہیں

مسلمان اس ملک میں فاتح بن کر آئے مگر برطانوی نسل کے خلاف انہوں نے ہندوستان کو بہت جلد اپنا وطن بنا لیا اور مذہب کے سوا یہاں کے باشندوں میں اور ان میں کوئی چیز مابہ الامتیاز نہ رہی یہ مسلمانوں کی انتہائی ہمدردی ایثار اور خدا ترسی کا جذبہ ہی تھا جس نے ہندوستان جیسے عظیم الشان ملک کی مذہبی زندگی اور خیالات میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا اور ایک فاتح کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہو کر ہزار ہا نفوس کی معاشرت و قلوب کو متاثر کئے بغیر نہ چھوڑا۔

شریمتی سروجنی نیڈو صاحبہ

فرماتی ہیں اسلام کی حریت و جمہوریت آج سبق لینے کے لائق ہے ملک گیری اسلام کا مابہ الامتیاز مقصد رہا ہے اس کا اصلی مقصد تھا حریت و آزادی کی اشاعت عمومی اور غلامی کا استیصال عربوں نے صرف ملک اور زمینیں ہی فتح نہیں کیں بلکہ دل و دماغ فتح کئے ہیں۔ اسلام نے ہمیں ایک ایسی پیاری زبان (اردو) بخشی ہے جو ہندو مسلم اتحاد کی ایک غیر فانی یادگار رہے (اخبار دکیل ۲۶ جنوری ۱۹۱۶ء)

سر پی سی رائے

مشہور ہندو سائنسداں فرماتے ہیں:- مسلمانوں کے ہندوستان میں آنے کے کچھ ہی اسباب کیوں نہ ہوں موجودہ زمانہ میں وہ اس ملک کے اصلی باشندے اور مادر وطن کے حقیقی سپوت اسی طرح ہیں جس طرح ہندو۔ ہندو مسلم صدیوں سے اس ملک میں بھائی کی طرح رہتے چلے آئے ہیں ان کی زندگی ان کے مفاد اور ان کی خواہشات باہم اس طرح مل جل گئی ہیں کہ ان کا علیحدہ کرنا دشوار ہے اور اب یہ کہنا بیہودہ ہے کہ ہندوستان مسلمانوں کی سوتیلی ماں ہے اور ان کے حقیقی مفاد و تعلقات کسی اور ملک سے وابستہ ہیں (اخبار نجات بجنور ۱۵۔ فروری ۱۹۲۲ء)

پروفیسر ٹی ایل وسوانی ایم اے

ایک سندھی ہندو فاضل فرماتے ہیں:-

"یہ کہنا ہرگز مبالغہ میں داخل نہیں کہ ہندوستان کے خیال و نیز طرز معاشرت میں اسلام نے نمایاں اضافہ کیا ہے اس مذہب نے ہندوستان میں قومیت کی بنا ڈالی اور اس خطۂ زمین کے فلسفہ شاعری، فن تعمیر و دیگر علوم و فنون کو اپنی غیر معمولی ذکاوت و ذہانت سے چار چاند لگا دیئے (اخبار مسلم راجپوت امرتسر ۱۴ جولائی ۱۹۲۶ء)

مسٹر مکندی لال بی اے بیرسٹر ایٹ لا

نے ایک طویل مضمون رسالہ "سرسوتی" الٰہ آباد میں شائع کیا تھا جو حقائق سے لبریز ہے اس کے چند جملے میں یہاں نقل کرتا ہوں۔

"ہندوستان میں مسلمانوں کے ورود کا زمانہ بھارت کی پستی اور تنزل کا زمانہ نہ تھا بلکہ اٹھنے اور ترقی کرنے کا تھا۔ ہندو تہذیب پرانی ہو چکی تھی۔ طاقت اور زندگی سے خالی ہو چکی تھی اور اسے بیرونی رگڑ کی ضرورت تھی وہ ضرورت دور ہوئی جو ہندوستان کمزور سے مضبوط بنا وہ مسلمانوں کے حملے اور یہاں حکومت کرنے سے حاصل ہو گئی۔

اسی قسم کے اور بھی سینکڑوں اقتباسات دیئے جا سکتے ہیں جن سے اسلامی عہد کے برکات اور مسلمانوں کی وطن پرستی مانند آفتاب کے ظاہر ہوتی ہے مگر عدم گنجائش کے باعث میں صرف انہی پر اکتفا کرتا ہوں۔

ہندو بھائیو! ان اقتباسات سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ مسلمانوں کا اس ملک میں آنا اس ملک کے لئے کس قدر با برکت اور نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوا ان اسد خانوں نے اس ملک کی زبوں حالی اور پستی کو کیسے دور کر کے اس ملک کو اسفل السافلین سے نکال کر عروج و ترقی کے بلند مینار تک پہنچایا اور کس طرح اس ملک کو اپنا وطن بنا کر اس کی تاریکی، ظلمت، جہالت، وحشت، نحوست اور ادبار کو اپنی پاک نفسی اور بے لوث خدمات سے دور کیا۔

ہندو بھائیو! باوجود ان باتوں کے جب آپ کی طرف سے یہ سنا جاتا ہے کہ مسلمان غیر ملکی ہیں انہیں ہندوستان سے کوئی ہمدردی نہیں انہوں نے آج تک ملک کی کوئی خدمت نہیں کی وہ حقوق حقوق کے الفاظ زبان پر کیوں لاتے ہیں اور ان سے نفرت و حقارت کا برتاؤ دیکھا جاتا ہے تو کلیجہ شق ہو جاتا ہے کہ یہ ہماری خدمات اور احسانات اور یہ ان کا صلہ خدارا انصاف کیجئے کیا یہی مسلمان اجنبی اور غیر ہیں جنہوں نے اس ملک کے تمدن و معاشرت کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا اگر آپ ذرا انصاف سے کام لیتے تو آپ کو اقرار کرنا پڑتا کہ جتنی خدمت اس ملک کی ہم مسلمانوں نے کی ہے وہ ابھی تک اور کسی کے حصہ میں نہیں آئی جو احسانات بیکراں مسلمانوں نے اس خطۂ زمین پر کئے وہ کسی اور قوم سے ممکن نہیں اور مسلمانوں کی یہی خدمات جلیلہ ہیں جو انہیں اس ملک کا جائز وارث اور حصہ دار ثابت کرتی ہیں۔

کیا اخلاق اور انسانیت کا تقاضا نہیں کہ ایسے جلیل القدر محسنوں سے رشتہ اتحاد قائم رکھا جائے ان سے ہمیشہ کے لئے عہد وفا باندھا جائے اور ان سے عدل و انصاف کے ساتھ رواداری اور محبت کا سلوک کیا جائے ہندوستان کا تاریخ نویس نہایت بے چینی کے ساتھ انتظار کر رہا ہے کہ کب آپ اپنے محسنوں اور مربیوں کی طرف صلح و محبت کا ہاتھ بڑھاتے ہیں یہ ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ آپ پر محسن کشی اور احسان فراموشی کا الزام عاید کیا جائے۔

ہندو بھائیو! آپ ہندوستان میں با اختیار ہیں سیاسیات، اقتصادیات ہر محکمہ اور ترقی کی ہر لائن میں ہم سے آگے بڑھے ہوئے ہو اور ہم ہر طرح آپ سے پیچھے ہیں اگر مسلمان آپ سے بدظن ہوں اور آپ سے مطمئن نہ ہوں تو یہ ایک فطری چیز ہے ان کو حق بجانب سمجھا جا سکتا ہے لیکن اگر آپ مسلمانوں سے غیر مطمئن ہوں تو یہ کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا آپ کا تو حق تھا کہ اگر مسلمان اپنے جائز حقوق سے زیادہ بھی کچھ مانگتے تو آپ ہنسی خوشی سے دیدیتے مگر یہ کیا ہے کہ آپ جائز حقوق دینے میں بھی بخل سے کام لیتے ہیں۔

میں تفصیلات میں پڑے بغیر صرف ایک چیز آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں تھوڑا عرصہ ہوا کہ ہندو مہاسبھا کی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ دہلی میں علیحدگی سندھ کے خلاف قرارداد منظور کی گئی تھی حالانکہ یہ وہ مسئلہ ہے جس پر اصولاً تمام سیاسی جماعتیں متفق ہو چکی ہیں خود کانگریس بھی علیحدگی کے اصول کو تسلیم کر چکی ہے مگر آپ کے بعض افراد ہیں کہ اس کے خلاف برابر چیخ رہے ہیں بھلا بتلائیے یہ کہاں کا انصاف اور اصول پرستی ہے کیا تمام اتحاد کی کوششوں کا اقتضا یہی ہونا چاہئے کہ ایک مسلمہ اور فیصل شدہ چیز کے خلاف

طوفان بے تمیزی برپا کردیا جائے یہی ذہنیت تو ہے جو ہندو مسلم اتحاد نہیں ہونے دیتی اور ہندوستان کے مستقبل کو تاریک بنا رہی ہے۔ ہندو بھائیو! جب تک ملازمتوں اور بڑے عہدوں کے لئے ہندو نوازی کی عادت ترک کردو ورنہ حق پسند ہندوستانی یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ صرف آپ کی زبان وطن پرستی کا دعویٰ کرتی ہے مگر دل وطن پرستی کے جذبات سے خالی ہے مسلمان آپ سے انصاف اور ہمدردی کا متمنی ہے کیونکہ اس کی قسمت کی باگ آپ کے ہاتھ میں ہے اگر آپ اس سے نفرت برتیں گے اور اس کے جائز حقوق دینے میں بخل کریں گے تو آپ انھیں ہندوستان میں علیحدہ سلطنت بنانے اور جداگانہ قوت پیدا کرنے کے لئے مستعد پائیں گے پھر مادر وطن کو جو نقصان پہنچے گا اس کی ذمہ داری آپ پر عائد ہوگی۔

ہندو مسلم اتحاد کے فقدان کا ہی باعث ہے کہ آج حکومت گاندھی جی کی درخواست صلح بلا استحقار سے ٹھکرا رہی ہے اگر گاندھی جی مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا کر متحدہ و متفقہ صورت میں صلح کی گفت و شنید کرتے تو وہ حکومت کے زور کے مقابلہ میں اپنے آپ کو اتنا بے بس نہ پاتے اور ہندوستان کی یہ ذلیل تحقیر نہ ہوتی اگر آپ نیک نیتی سے ہندو مسلم اتحاد کی داغ بیل ڈال دیں اور اس مشکل کا حل تلاش کرلیا جائے تو ساری مایوسیاں دور ہوسکتی ہیں آج ہی ملک کے اندر ایک تازہ روح پیدا ہوسکتی ہے اور آج ہی حکومت کے استغنا و تکبر میں لچک آسکتی ہے۔

ابھی وقت ہے کہ سابق غلطیوں کی تلافی کی جائے مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانے کی دل سے کوشش کی جائے اور اشتراک عمل کی روح پیدا کی جائے۔

اگر آپ برا نہ مانیں تو مجھے کہنے دیجئے کہ آپ نے جو ابھی تک بے نیازانہ روش برتی ہے اس کی علت یہ ہے کہ آپ مسلمانوں کو چھوڑ کر آگے بڑھنا چاہتے ہیں آپ ہر مسئلہ کو ایک مخصوص جماعتی نقطہ نظر سے دیکھنے کے عادی ہوتے جارہے ہیں آپ اس غلط فہمی کا شکار رہیں کہ آپ تنہا سرگرم مسابقت ہوسکتے ہیں یہی تو وجہ ہے کہ آپ مسلمانوں سے مغایرت کلی برت رہے ہیں دیکھنے میں آرہا ہے کہ گاندھی جی آج کوئی اقدام کرتے ہیں تو وہ ہندوستان کے مشترکہ قومی مفاد کے لئے نہیں ہوتا بلکہ خالص ہندو مفاد کے لئے ہوتا ہے بتلایئے ایسی صورت اور ذہنیت کی موجودگی میں کیونکر قیام اتحاد کی کوششیں بارآور ہوسکتی ہیں۔

ضرورت ہے کہ آپ تبدیلیٔ ذہنیت کا ثبوت دیں مسلمانوں پر اعتماد کریں اپنی ہمت و ارادہ کو بلند کریں ان سے محبت و رواداری کا سلوک کریں اور عدل و انصاف کو ہاتھ سے جانے نہ دیں اگر آپ نے مسلمانوں سے پیار و محبت بڑھایا تو مسلمانوں کو اپنا سب سے بڑا ہمدرد و خیرخواہ پاؤ گے مسلمان جانباز سرفروش اور اپنے محسنوں کا ہمدرد ہوتا ہے اور اسے پیار و محبت سے خریدا جاسکتا ہے بس اب دیر کیا ہے مسلمانوں کی طرف دست صلح بڑھاؤ۔

ہندوستان کے مسلمانوں کے نام

مسلمانو! تم بہترین امت ہو خدا نے تم کو دنیا میں اس لئے بھیجا ہے کہ دنیا میں حق و صداقت کا بول بالا کرو اعلاء کلمۃ اللہ میں مرمٹو اور دنیا کے کونے کونے میں پیغام حق پہنچا دو تم دنیا کے امن کے محافظ اقوام عالم کے رہبر اور بنی نوع انسان کے ہمدرد ہو اور تمہارا نہ صرف اخلاقی اور انسانی فرض ہے بلکہ مذہبی فرض ہے کہ مظلوموں، بیکسوں، غریبوں، یتیموں، بیواؤں اور دکھیاروں کی امداد و دستگیری کرو بنی نوع انسان کو ہر قسم کی غلامی سے نجات دلاؤ اسلام نے تمھیں اخلاق کی تعلیم دی ہے حق پسندی کی تلقین کی ہے، جور و ظلم، مکر و فریب اور بے انصافی سے محترز رہنے کی ہدایت فرمائی ہے اور عدل و انصاف کو تم پر فرض کردیا ہے اور تم دنیا میں سب سے بڑا ظالم اور تعبد و تشفل سے خدا کی مخلوق کو بچا کر صلح و سلامتی کا صور پھونکنے والی ہو۔

حق پر استواری مسلمانوں کا وصف خصوصی ہے

تم دنیا میں بلا شرکت غیرے حق کے مالک ہو حق پرستی تمہارا شیوہ ہے حق پر استوار رہنا تمہاری مابہ الامتیاز خصوصیت ہے تم اپنی جان دے سکتے ہو شیر دل سے مقابلہ کرسکتے ہو پہاڑوں سے ٹکرا سکتے ہو دریاؤں کو پایاب کرسکتے ہو اور سولی کے تختوں پر لٹک سکتے ہو مگر حق و صداقت سے انحراف و انکار نہیں کرسکتے اور اگر کبھی اس کے برخلاف نظر آئے تو سمجھ لو کہ آپ سے روح صداقت جاتی رہی یہ حق پرستی اور صداقت شعاری ہی کا نتیجہ تھا کہ دنیا تمہارے قدموں پر جھک گئی کیونکہ دنیا کی نظر میں حق سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں جب اسے کسی کے حق پرست ہونے کا یقین ہوجاتا ہے تو اسے اپنے سر آنکھوں پر بٹھاتی ہے بس حق کو پہچاننا، حق کو قبول کرنا اور حق پر استوار رہنا تمہارا سب سے بڑا فرض اور امتیازی وصف ہے اگر یہ چیز تم سے جاتی رہے تو پھر تمہارا اسلامی جسد بے روح ہوجاتا ہے اور پھر دنیا میں تمہارا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

مذکورہ بالا فرائض کی بجاآوری کے لئے تمہارے آباؤ اجداد یہاں ہندوستان میں آکر آباد ہوئے تھے اور پھر اسی سرزمین کی فلاح و بہبود کے لئے انھوں نے اپنی تمام توجہ اور قوت صرف کی اپنے خلق و مروت سے یہاں کے باشندوں کے نہ صرف جسموں کو بلکہ قلوب و ارواح تک کو مسخر کیا اپنے لطف و کرم سے دریا بہائے محبت و رواداری کے گلشن کھلائے اور دوست و دشمن اپنے بیگانے سب پر ابر کرم بنکر برسے اگر وہ یہاں کے باشندوں سے محبت و رواداری کا سلوک نہ کرتے اور اس ملک کو اپنا وطن نہ بناتے تو ان کو اتنا عروج نہ حاصل ہوتا غرض یہ ملک جیسا تمہارا ہے ایسا ہی ہندوؤں کا ہے اس ملک میں تم ہزار سال سے رہتے سہتے آرہے ہو اور تمھیں یہیں رہنا ہے تمہارے آباؤ اجداد یہیں آرام فرما ہیں تمہارے بڑے بڑے صوفیا اور علما اسی خاک کے ذروں میں آفتاب و ماہتاب بنکر چمک رہے ہیں اور تمہارے تمدن و معاشرت کی پرشوکت و عظمت یادگاریں یہیں قائم ہیں اور تمہارا مرنا جینا اسی ملک سے وابستہ ہے پس اس ملک کی ترقی اور فلاح کا بار سب سے زیادہ تمہارے حصہ میں آتا ہے۔

وطن سے محبت کرنا مسلمانوں کا فرض ہے

اسوۂ رسول کی روشنی میں تمہارا فرض ہے وطن کی مصنوعات اور وطن کی تیار کردہ اشیاء کا خریدنا اور ان کا ترقی دینا تمہارا پہلا فرض ہونا چاہیئے اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھو کہ "مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا" اسلام کا مطمح نظر کوئی صوبہ یا ملک یا خطہ نہیں بلکہ اس کا مقصد ساری دنیا کی نجات ہے تمہاری ہمدردی کا دائرہ تمام ملکوں اور قوموں کے لئے وسیع ہے تم غیر مذاہب کے پیروؤں کے ساتھ رواداری سے پیش آنے کے ذمہ دار ہو دنیا کے امن کے محافظ ہو اور تمام انسانوں کی آبادی اور ان

کے حقوق کی محافظت تمہارا فرض ہے۔ دنیا نے تمہاری سیر چشمی، فیاضی، دریا دلی اور مصالحت کے جو مناظر دیکھے ہیں ان کو قائم رکھو۔

بزدل مفکرین کا گمراہ کن فلسفہ

اس وقت ہندوستان پر ایک اجنبی زبردست قوت قابض ہے جس کی موجودگی میں ہندوستان کی ترقی اور فلاح ایک موہوم امید ہے اسلئے ہندوستان کی سچی خدمت کرنے والوں کا لازمی طور پر اس قوت سے تصادم ہو جاتا ہے اور تصادم کی صورت میں بہت سے مصائب و آلام کا سامنا یقینی ہے بس یہی وجہ ہے اس قوت کے خوف اور اپنے مفاد کے خطرہ کی وجہ سے ہمارے بزدل مفکرین اور خود غرض رہنما یہ فلسفہ چھانٹا کرتے ہیں کہ مسلمان وطن کا نام بھی زبان پر نہ لائیں کیونکہ مسلمان خدا پرست ہیں نہ کہ وطن پرست لیکن یہ الفاظ سراسر بے معنی اور پر فریب ہیں اور خطرات و مصائب سے بچنے کا محض ایک بہانہ ہیں کیونکہ مسلمانوں کی خدا پرستی ہی وطن پرستی کی صورت اختیار کرتی ہے وطن کے ساتھ "پرستی" کا لفظ نہایت ہی گمراہ کن اور بے حقیقت ہے مسلمان جتنا زیادہ خدا پرست ہوگا اتنا ہی زیادہ وہ ہمدرد بنی نوع انسان ہوگا اور اقوام عالم کی نجات و رہبری کا فرض ادا کرے گا اور یہی اس کی وطن پرستی ہے۔

اگر بزدل مفکرین اور غلامی پسند رہنماؤں کے الفاظ میں کچھ بھی حقیقت ہوتی تو اس کے مطابق عمل بھی دیکھنے میں آتا مگر نہیں، تو ان کی خدا پرستی کسی صورت سے بھی نظر نہیں آتی بہت اچھا جناب آپ مسلمان ہیں خدا پرست ہیں اسلام اور مسلمانوں کے بہت بڑے ہمدرد ہیں اور وطن کا بت توڑنا چاہتے ہیں مگر بندہ پرور یہ تو بتلایئے کہ آپ کی مسلمانی کس چیز سے ظاہر ہوتی ہے خدا کے لئے آپ کیا کام کر رہے ہیں خدا کی راہ میں آپ نے کتنے مصائب جھیلے ہیں کون کونسی جانی اور مالی قربانیاں دی ہیں اور آپ کی خدا پرستی کا کیا ثبوت ہے اگر آپ برا نہ مانیں تو میں عرض کروں گا کہ آپ کی خدا پرستی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ آپکو کبھی احکام اسلام پر چلنے کی اور خدا کے سامنے سجدہ ریز ہونے کی توفیق نہیں ملی ہمیشہ شریعت اسلامیہ کے احترام کو انگریزی اقتدار پر قربان کرتے رہے اور اپنے آقاؤں کی رضامندی کے لئے دین کے جادے رونده کھولتے رہے اس سے بڑھکر آپ کی خدا پرستی کا کیا ثبوت ہوگا۔

ہم آپ کی خدا پرستی کو خوب جانتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ آپ یہ لفظ صرف اپنی بزدلی و بے عملی چھپانے کے لئے بولا کرتے ہیں تاکہ آپ کی اسلام و مسلمان دشمنیوں اور غلامانہ ذہنیتوں پر پردہ پڑا رہے۔

ہندوستان کی آزادی ممالک اسلامیہ کی آزادی ہے

مسلمانو! آزادی حاصل کرنا اور آزاد رہنا تمہارا مذہبی فرض ہے اسلام اور غلامی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی مسلمان بحیثیت مسلمان ہونے کے سوائے خدا کے کسی کا غلام نہیں ہو سکتا اور اگر ہو تو سمجھ لیجئے کہ اس کے اسلامی جسم سے یثربی روح نکل چکی ہے خدا کے فضل سے تم اسلامی برادری کے ایک رکن ہو تم تمام دنیا کے مسلمانوں کے ساتھ رشتہ اتحاد میں منسلک ہو دنیا کے مسلمانوں کا دکھ تمہارا دکھ ہے تمہاری تعداد ہندوستان میں اتنی ہے جتنی اور کسی آزاد اسلامی سلطنت میں بھی نہیں اگر کسی آزاد اسلامی سلطنت میں اٹھ کروڑ مسلمان ہوتے تو دنیا کی کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی ہندوستان کی غلامی سے ممالک اسلامیہ غلام ہیں اور اگر ہندوستان آزاد ہو جائے تو ممالک اسلامیہ آزادی کے ساتھ آزاد ہو سکتے ہیں کیونکہ تمہاری تقویت دنیائے اسلام کی تقویت ہے لہذا تمہارے اوپر ہندوستان کی آزادی کا فرض ہندوؤں سے زیادہ ہے۔

ضرورت یہ ہے کہ تم طاقتور بنو اور اپنی تنظیم کرو اور ہندوستان کی آزادی کی سر توڑ کوشش کرو تمھیں ہندوؤں کی اکثریت سے خوف دلایا جاتا ہے کہ سوراج ملا اور ہندوؤں نے تمھیں بے لقمہ ہضم کیا بزدلی کا یہ وہ زہر ہے جس سے تم ہلاک ہو جاؤ گے ہندوؤں کی اکثریت سے خوف کرنا اور اس بہانہ غلامی پر قناعت کئے رہنا اسلام اور مسلمانوں کی انتہائی توہین و تذلیل ہے اگر تمہارے آباؤ اجداد کی نظروں میں قلت و کثرت کوئی چیز ہوتی تو اسلام عرب سے ایک انچ بھی آگے نہ بڑھتا اگر تم اللہ کے لئے مسلمان حقیقی مسلمان بنجاؤ تو خدا کی قسم دنیا بھر کی تمام طاقتیں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتیں خدا سے ڈرنے والا کسی کی طاقت و کثرت سے مرعوب نہیں ہو سکتا یہ تمہارے ایمانوں کی کمزوری ہے کہ تم ہندوؤں کی کثرت و طاقت سے مرعوب ہو اگر تم اللہ کے ہو کر رہتے ہوئے بھی اتنے کمزور ہو کہ ہندو تمھیں کھا جائیں گے تو سمجھ لو کہ آج سے تم مر چکے اور اس تباہی سے تمہارے ممدوح بھی نہیں بچا سکتے اگر تم ہندوؤں سے حقوق کی بھیک مانگ کر اور ان کے رحم و کرم پر جینا چاہتے ہو تو بیشک وہ تمہیں ضرور کھا جائیں گے کیونکہ دنیا میں ایسے بھک منگوں بزدلوں اور کمزوروں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

مسلمانو! کان کھول کر سن لو اور اچھی طرح یاد رکھو کہ اگر تم دنیا میں عزت کے ساتھ زندہ رہنا چاہتے ہو اور ممالک اسلامیہ کی ترقی و آزادی چاہتے ہو تو ہندوستان کے مسلمانوں کو مضبوط اور طاقتور بناؤ اور ہندوستان کے مسلمان اس طرح مضبوط نہیں بن سکتے کہ وہ ہندوؤں سے ہمیشہ کی دشمنی خرید لیں مجاہدہ حریت سے پہلو تہی کر کے چوہوں کے بلوں میں جا گھسیں اور اسمبلی و کونسلوں کی چند ممبریوں اور کرسیوں کے بھروسہ پر جئیں تم اگر مضبوط بن سکتے ہو تو ایثار و قربانی اور خودداری کا ثبوت دینے مجاہدہ حریت میں حصہ لینے اور ہندوؤں سے اتحاد کر لینے سے اگر تم اپنی ہمسایہ قوم سے الگ برسر جنگ رہے تو مضبوط کیا خاک ہو گے اور زیادہ مٹو گے اور اپنے ساتھ ممالک اسلامیہ کی گرفت بھی مضبوط کر دو گے پس اگر آپ ہندوستان اور ممالک اسلامیہ کی آزادی و ترقی چاہتے ہیں اور طاقتور ہونا چاہتے ہیں تو لازمی طور پر دو باتیں کرنی پڑیں گی آپس میں مسلمانوں کی تنظیم اور ہندوؤں سے اتحاد۔

کہا جاتا ہے کہ ہندو تمہارے دشمن ہیں اور ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنا چاہتے ہیں اگر نا فہمی سے وہ تمہارے دشمن ہیں تو انگریز کون سے تمہارے دوست ہیں جو ہندوؤں سے بگاڑ کر انگریزوں کی گود میں گرے جاتے ہو ہندو صرف تمہارا دشمن ہے مگر انگریز دنیائے اسلام کا دشمن ہے ہندو تمہاری طرح سے بے دست و پا ہے اور تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا مگر انگریز دنیائے اسلام کا گلا گھونٹ رہا ہے اور اگر سچ پوچھو تو تمہارے دشمن نہ انگریز ہیں اور نہ ہندو بلکہ تم خود اپنے دشمن آپ ہو اور تمہارا دوست نہ ہندو نہ انگریز تم نے اسلامی احکام سے منہ موڑا ہے اور خدا سے غداری کی ہے اس لئے ساری دنیا

تمہاری دشمن ہے اور زمانہ تمہیں صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہتا ہے۔

مختصر یہ کہ تمہاری فلاح و بہبود اور ترقی و آزادی اسی بات میں مضمر ہے کہ شاہان اسلام کی طرح ہندوستان کو اپنا وطن سمجھو۔ تمہاری تمام ہمدردی اس کے لئے ہیں اور ہو جانی چاہیئے اور ہندوؤں سے جیسے بھی ہو سکے اتحاد کر لینا چاہیئے اگر وہ تمہارے جائز اور واجبی حقوق دینے میں تامل کرتا ہے تو کوئی پرواہ نہ کرو اور ان سے کہدو کہ ہم مسلمان ہیں خدا پرستی ہمارا شیوہ ہے اور سارے جہان کا درد ہمارے سینہ میں ہے ہم اپنے جائز حقوق اپنی طاقت سے حاصل کریں گے اپنے حقوق چھوڑیں گے نہیں اور تمہارے حقوق پر نظر نہ ڈالیں گے۔

مسلمانوں! حقیقت یہ ہے کہ اگر تم چند ملازمتوں اور ممبریوں کے بجائے خدا پر اعتماد کرنا سیکھو اور اپنی قوتوں کو منظم کرو باہمی تنظیم و اتحاد سے طاقتور بن جاؤ تو ہندو بیچارا کیا چیز ہے دنیا کی کوئی طاقت تمہارے حقوق نہیں دبا سکتی دعا ہے کہ خدا تمہیں عقل و سمجھ عطا کرے تمہیں حقیقی مسلمان بننے کی توفیق دے اور تمہارا حامی و ناصر ہو۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہندو مسلم اتحاد کا ایک معتدل حل بیان کر دیا جائے۔

ہندو مسلم اتحاد کا ایک معتدل حل

واقعہ یہ ہے کہ ہندوؤں کو مسلمانوں پر اعتماد نہیں اور مسلمانوں کو ہندوؤں پر اعتماد نہیں بس تمام جھگڑوں کی جڑ یہی ہے اگر دونوں قوموں میں ایک دوسرے پر اعتماد ہو اور نیتیں صاف ہوں تو ایک ہی دن میں اتحاد ہو جائے اور اگر یہ نہیں تو اگر سینکڑوں قابل قبول حل بھی پیش کئے جائیں تو کچھ بھی نہیں۔ علاوہ ازیں اتحاد کیسے ہو کہ مسلمان اپنے مطالبات پر اڑے ہوئے ہیں اور ہندو اپنی ہٹ پر قائم۔ مسلمان کہتا ہے کہ اس کے مطالبات اقل ترین ہیں ان میں کمی کی گنجائش نہیں۔ ہندو کہتا ہے کہ مسلمان جائز حقوق سے زیادہ مانگتے ہیں نہ ہندو جھکتا ہے اور نہ مسلمان اس میں ایک تیسری مصیبت یہ لگ گئی کہ سکھوں کے مطالبات حد سے زیادہ ہیں ہندو اور سکھ دونوں مل کر مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک ہو جاتے ہیں۔

جھگڑے کی دوسری بنا یہ ہے کہ مسلمان جہاں اقلیت میں ہیں وہاں زائد حقوق مانگتے ہیں اور جہاں اکثریت میں ہیں وہاں اپنی اکثریت قائم رکھنا چاہتے ہیں اسی طرح جہاں ہندو اقلیت میں ہیں وہاں وہ بھی مسلمانوں کی دیکھا دیکھی زائد حقوق مانگتے ہیں۔ دونوں کا یہ اصول ہی سرے سے غلط ہے مثلاً مسلمانوں کی پوزیشن دیکھئے جہاں وہ ۲۵ فیصدی ہیں وہاں اگر ان کو چالیس فیصدی حقوق بھی مل جائیں تب بھی وہ اقلیت ہی میں رہیں گے پھر ایسی بے معنی چیز پر کیوں اصرار کیا جائے۔ ہماری سمجھ میں بس ایک ہی اصول ہونا چاہیئے جس سے تمام جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہندوستان بھر میں ہر قوم کو آبادی کے لحاظ سے حقوق دیئے جائیں کسی قوم کو ذرہ برابر کم نہ ملے۔

اب رہ گیا طریق انتخاب کا جھگڑا وہ اس طرح حل ہو سکتا ہے کہ انتخاب نہ جداگانہ ہو اور نہ مشترکہ ہر قوم کے لئے آبادی کے لحاظ سے نشستیں محفوظ کر دی جائیں اور پھر انتخاب مشترکہ کر لیا جائے۔ بس ہندو مسلم اتحاد کی یہی صورت ہو سکتی ہے اس کے علاوہ اور کوئی نہیں۔

ہندو مسلمانو! خدارا عقل سے کام لو۔ اب بھی وقت ہے کہ اپنے اپنے انجام و مآل کو دیکھو۔ اگر تم یونہی لڑتے رہے تو نہ ہندوؤں کا بھلا ہوگا اور نہ مسلمانوں کا اجنبی طاقت کے گھیرے میں پھر اجنبی اقتدار کا قانون لاگو ہے اور تمہارے نتیجہ جو کچھ ہوگا ظاہر ہے۔

ہمارے اندر اسوقت ہیں مولانا محمد علی اور ڈاکٹر انصاری جیسے معاملہ فہم دور اندیش عقل مند بیدار رہنماؤں کی ضرورت ہے اگر یہ بزرگ ہستیاں ہم میں ہوتیں تو یقیناً ملک کی حالت دوسری ہوتی مگر افسوس کہ وہ ہم میں نہیں اور اس وقت ہماری نگاہیں حضرت العلامہ مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولانا ابوالکلام آزاد گاندھی جی اور پنڈت مالویہ پر پڑتی ہیں اگر یہ محترم رہنما ان تمام دیگر امور کو چھوڑ کر اپنی تمام تر توجہ اس مسئلہ پر مرکوز کر دیں تو یقیناً اس مسئلہ کا تصفیہ ہو سکتا ہے اور اگر ان رہنماؤں کے سوا ہندو مسلمانوں کی دوسری ہستیاں بروئے کار آئیں تو قیامت تک بھی ہندو مسلم اتحاد نہیں ہو سکتا دیکھئے یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور کب ہندو مسلم اتحاد کی جانفزا خبر آتی ہے اور کب بدقسمت ہندوستان کی غلامی کی زنجیر کٹتی ہیں۔

شرح مثنوی مولانا روم

از طبع منید علامہ مولوی محمد عبد الرحمان صاحب [illegible] مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں یہی وہ کتاب ہے جو آج عالم تصوف کی جان ہو رہی ہے یہ وہ کتاب ہے جو تشنہ کام طریقت کو جام معرفت پلاتی ہے یہی وہ کتاب ہے جس سے دنیائے تصوف شرق سے غرب تک اور شمال سے جنوب تک سیراب ہو رہی ہے کوئی صوفی یا صوفی مزاج انسان ایسا نہیں جو اس کتاب سے مستغنی ہو صوفیوں کو اس کی ضرورت علماء کو اس کی ضرورت فاضلوں [illegible] اور لیڈروں کو اس کی ضرورت غرض ہر قسم کے لوگوں کو ہر گھڑی اس کی ضرورت رہتی ہے اور ہر شخص اپنے اپنے مذاق اپنے اپنے خیال کے مطابق اس سے مطلب لے سکتا ہے ایسی اعلیٰ مفید کتاب کی شرح کو ایک ایسے فاضل اجل اور عالم بے بدل نے جو تصوف کے اسرار سے واقف ہی نہیں بلکہ مدت تک حال و قال تصوف [illegible] لکھا ہے جس کی شرح شرح نہیں بلکہ مولانا روم کے اسرار [illegible] کا تفصیل ہو [illegible] رومی کا لٹریچر شرح کی صورت میں [illegible] زبان کی سلاست برمحل اشعار کشف تصوف اسرار اولیا تذکرۃ الصحابہ اور [illegible] کا خزانہ [illegible] اس شرح میں موجود ہے مثنوی کا ہر شعر [illegible] بعض مشکل الفاظ کو زیر زبر لگا کر لکھا ہے مشکل الفاظ کی پوری تشریح ہے ہر شعر کی صرفی نحوی ترکیب کی گئی ہے ہر شعر کے علم بیان اور علم بدیع کے جو نکات مضمر ہیں ان کو ظاہر کر دیا گیا ہے ہر شعر کا ترجمہ اس خوبی سے کیا گیا ہے کہ تحت اللفظ بھی ہے اور بامحاورہ بھی اور ہر شعر کا مفصل مطلب لکھا گیا ہے [illegible] شرح کی گئی ہے جس کا اندازہ اس قدر ہو سکتا ہے کہ مثنوی کے متعلق یہ صحیح معلوم ہونے لگتا ہے کہ ہست قرآن در زبان پہلوی جا بجا بلکہ تقریباً تمام اشعار کو قرآن [illegible] کتابت بڑی تقطیع کے پانچ سو صفحوں کی ضخامت نہایت عمدہ مجلد قیمت رعایتی ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۱۲ ؍ کل [illegible]

منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

دنیا میں مسلمان کہاں ہیں؟

(از حضرت مولانا مولوی سید عبد الرؤف صاحب ناظم کتب خانہ نذیریہ دہلی)

مسلمان تو دنیا میں بہترین امت بناکر بھیجے گئے تھے ان کو ایک کتاب مقدس قرآن مجید دی گئی تھی جو ان کی دینی و دنیوی رفعت و برتری کی کفیل و ضامن تھی اور دنیا میں ان کی زندگی کا مشن یہ تھا کہ وہ اقوام عالم کی نجات و رستگاری میں سرگرم عمل رہیں مگر افسوس صد ہزار افسوس کہ دیکھتے ہیں یہ آرہا ہے کہ ہم نے احکام اسلامی سے منہ موڑ لیا ہے ہم خدا کی نافرمانی پر دلیر و بیباک ہوگئے اگلی طاعت کیشی جاتی رہی احکام شرعیہ کا احترام نہ رہا قوانین اسلام کی علانیہ خلاف ورزی ہونے لگی محرمات شرعیہ اور ممنوعات مذہبی پر بلا روک ٹوک کے عمل ہونے لگا برسر بازار زنا کے اڈے قائم ہیں جس کی زینت اس قوم کی منکوحات ہیں جنہوں نے اقوام عالم کو پاکیزگی حیات کا نور دیا تھا شراب کی دکانیں کھلی ہوئی ہیں جن کی رونق اس قوم کے بدبخت افراد سے جنہوں نے دوسری قوموں کے افراد کو تنزل و تسفل کی گہرائی سے اٹھا کر اخلاق و روحانیت کے بلند مینار پر پہنچایا تھا۔

آہ یہ کیسی جگر خراش حالت ہے کہ مسلمانوں میں مذہبی روایات مذہبی جوش اور مذہبی احساس باقی نہیں رہا مسلمانوں کے پاس اس عہد غلامی میں اپنی روایات کے بقا، اپنی تہذیب کے تحفظ شریعت اسلامیہ کے احترام اور احکام اسلامی پر عمل کرنے کے لئے اگر کوئی چیز ہو سکتی ہے تو صرف فدا کاری کا جذبہ جاں نثاری کا مادہ ذوق عمل اور قوت ایمانی لیکن صد ہزار افسوس نہایت ملامت کے ساتھ ان سے تہیدستی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے ہم نے اپنے سکوت و جمود سے اپنی شاندار روایات کو خاک میں ملا دیا ہم ہر موہوم طاقت اور غیر الٰہی قوت سے ڈرنے لگے قربانی سے جی چرانے لگے اور عمل کے نام موت آنے لگی ہمارے اندر سے قوت عمل رخصت ہوگئی اور ہمارا اسلام صرف کتابوں میں بند اور زبانوں تک محدود ہے۔

نتیجہ دین فراموشی شریعت اسلامیہ سے آزادی اور احکام اسلامی سے روگردانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم جتنے بلند تھے اتنے ہی پست ہوگئے ہم دنیا کے حکمران تھے لیکن آج اغیار کے محکوم ہیں اگر ہمارے دماغ پر ذہنی غلامی مسلط ہے تو دوسری طرف اجسام جبر و استبداد کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں ایک طرف علماء سوء اور مکار پیروں کی مذہبی غلامی نے ہمارے سینوں کو ذوق عمل اور قوت ایمانی سے خالی کر دیا تو دوسری طرف شاطران سیاست کی غلامی نے ہمارا اندوختہ سلف ایک ایک کرکے چھین لیا اس پر مزید تباہی و بربادی یہ کہ ہم غلامی پر قانع ہیں ہماری مذہبی اور قومی زندگی اغیار کے دست کرم کی محتاج ہے ہماری مردہ اور غلامانہ ذہنیت نے انگریز کے مفاد کو اسلام کے مفاد پر مقدم سمجھنے پر مجبور کر رکھا ہے ہمیں اسلامی مفاد کی بجائے برطانوی مفاد عزیز ہے ہم نے احکام خداوندی کی بجائے انگریزی احکام کی تعمیل ضروری اور لازمی سمجھی ہوئی ہے مرضیات انگریز مرضیات الٰہی پر مقدم ہیں انگریز کی رضامندی و خوشنودی کے لئے خدا اور اس کے رسول کی ناراضی کی مطلق پرواہ نہیں۔

یہی غلامی اور غلامانہ ذہنیت ہے جو ہمیں تنزل و تسفل کے گڑھے سے نکلنے نہیں دیتی اور ہم دنیا میں ہر طرح ذلیل و رسوا ہیں اور ہمارے اندر مذہبی جوش اور دینی احساس پیدا نہیں ہوتا چونکہ شریعت اسلامیہ کے مجرموں اور قوانین خداوندی کی خلاف ورزی کرنے والوں کی موجودہ تمدن نے پشت پناہی کی ہے مغربی تہذیب نے ان کی حوصلہ افزائی کی ہے حکومت کی طرف سے کوئی باز پرس نہیں اگر کوئی اپنے مذہبی احکام کے احترام میں کسی شرابی، زانی اور جواری سے آنکھیں ملانا اور اس کی اصلاح کرنا چاہے تو قانون آزادی کا ڈنڈا سر پر پڑتا ہے اور مذہبی مجرموں کو آزاد چھوڑ دیا گیا ہے اس لئے تھیٹر و سینما آباد ہیں اور شراب خانوں میں رونق ہے اور زنا کا بازار لگا ہوا ہے مگر مسلمانوں کی دینی مجلسیں ویران انجمنیں برباد اور مسجدیں بے چراغ ہیں نہ مذہب سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ مذہب والوں سے کوئی ہمدردی ہے ہم اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے دنیا میں ذلیل و رسوا ہیں۔

ہم اب وہ ہیں کہ اوندھے منہ پڑے قعر ذلت میں
فضیلت ایک بھی اسلاف کی ہم میں نہیں باقی
یہ جینا کیا جینا ہے یہ ذلت کیسی ذلت ہے
نہ دنیا کا شرف باقی نہ رسم و راہ دین باقی
ہمارے جسم پژمردہ دماغ افسردہ دل مردہ
غم ایام سہنے کو ہے اک جان حزیں باقی

ہم زندہ ہیں مگر مردہ سے بدتر کہنے کو ہم زندہ ہیں مگر اپنے نفسوں کے لئے معصیت و سیاہ کاری کے لئے خدا اور اس کے رسول کے لئے نہیں قوم کے لئے ہم مردہ سے بدتر ہیں دنیا کی زندہ قوموں کے لئے ہماری زندگی کا کوئی ثبوت نہیں ہم زندہ ہیں مگر بستی و عیش پرستی کے لئے اور اس بیماری کا کسی کو علم نہیں ایک زمانہ تھا کہ مسلمان کا نام ہفت اقلیم کو لرزا دیتا تھا اب یہ وقت ہے کہ وہ اپنے مذہبی شعائر اور عبادتگاہوں کا تحفظ بھی نہیں کر سکتے۔

مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ سو سال پہلے اس زمانہ کے مسلمانوں کے متعلق فرمادیا تھا لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ یعنی ایک زمانہ آئیگا کہ اسلام کا صرف نام اور قرآن صرف رسمی طور پر باقی رہ جائے گا یہی وہ زمانہ ہے جس کے متعلق حضور نے پیشین گوئی فرمائی تھی یہی وہ ناہنجار زمانہ ہے جس سے صحابہ نے پناہ مانگی ہے اور یہی وہ زمانہ ہے جس میں اخلاق و روحانیت کا برسر بازار قتل عام ہو رہا ہے اور جس کے متعلق صحیح طور پر کسی نے کہا ہے ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

جراثیم معصیت جب کسی قوم و ملک میں غلامی مسلط ہو جاتی ہے ایثار و قربانی کا نام نہیں رہتا اور غلامی پر قناعت کر لی جاتی ہے تو پھر ان سکولوں اور دماغوں میں فنا و معصیت کے جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں

جرائم و معاصی کی کثرت ہو جاتی ہے اور قوم کی قوم ولولۂ آزادی، حب استقلال اور بغض محکومیت کے جذبات سے محروم ہو جاتی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسی بزدل نامرد، ناپاک اور نابکار قوم کی تذلیل کے لئے اک زمانہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے بالآخر زمانہ اس کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیتا ہے۔

قرآن کریم کی اصطلاح میں انہی جراثیم استبداد معصیت کا نام شیطان ہے اور اس کے تسلط کا زمانہ بدترین زمانہ ہوتا ہے اس کے متعلق ارشاد باری ہے ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطانا فهو له قرین خدا کی یاد سے جو غافل ہو جاتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں پھر وہی اس کا ساتھی ہوتا ہے۔

آہ آج یہی حال مسلمانوں کا جراثیم استبداد نے ان کی اسلامیت کو فنا کر دیا وہ خدا کی یاد سے غافل ہو گئے دین کی طرف سے مر گئے شیطان ہم پر مسلط ہو گیا اور وہی ہمارا ساتھی ہے

ہمارے تنزل و تسفل کی حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اغیار ہمیں دنیا کی معدوم سمجھتے ہیں ہماری تذلیل کرنے پر بیباک ہیں اور ہماری موت نما زندگی پر ہنس رہے ہیں۔ ع خندہ زن کفر ست بر اسلام ما

آؤ اب اپنے اسلام کے متعلق برناڈ شاہ کا فتویٰ سنو اور اگر کچھ شرم و غیرت ہے تو چاہ ندامت میں ڈوب مرو تاکہ بدطینتوں، کور باطنوں اور سیاہ سینوں کے ہاتھوں خدا کا دین تو ذلیل و رسوا نہ ہو اور ہماری ذلت و رسوائی ہم تک ہی محدود رہے۔

سنگاپور کے عربی اخبار الہدیٰ کے نامہ نگار نے شہرۂ آفاق آرٹسٹ اہل قلم اور افسانہ نگار مسٹر برناڈ شاہ سے مل کر اسلام کے متعلق چند سوالات کئے جن کا آپ نے نہایت خندہ پیشانی اور وسیع القلبی کے ساتھ جواب دیا نامہ نگار اور مسٹر موصوف کے درمیان حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

نامہ نگار۔ میں نے اسلام کی تعریف میں آپ کا ایک مضمون ابھی حال میں پڑھا ہے میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ واقعی طور پر اسلام کو کیا سمجھتے ہیں!

برناڈ شاہ۔ اسلام آزادی، دستور، ذہنی حریت، تجارت اور صنعت و حرفت کا مذہب ہے مزید برآں اسلام شریفوں کا مذہب ہے۔

نامہ نگار۔ جب آپ اسلام کو ایسا اچھا مذہب سمجھتے ہیں تو پھر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیوں نہیں کرتے خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ آپ بیک وقت اشتراکی بھی ہیں اور شریف بھی۔

برناڈ شاہ۔ بیشک میرا بھی یہی دعویٰ ہے اور لوگ بھی یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ میں اشتراکی ہوں لیکن مجھے نہیں معلوم کہ آیا میرا اور لوگوں کا یہ دعویٰ واقعی صحیح بھی ہے یا نہیں۔

نامہ نگار۔ لیکن آپ نے اپنی انگلش کتابوں میں لوگوں کو یہی ترغیب دی ہے کہ لوگ شریف آدمی بنیں۔

برناڈ شاہ۔ خیر ان باتوں کو جانے دیجئے اب یہ تو بتلایئے کہ دنیا میں کتنے مسلم ہیں جو اپنی تعلیمات پر خود عمل کرتے ہیں

نامہ نگار۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اسلام تمام دنیا میں پھیل جائے گا؟

برناڈ شاہ۔ ہرگز نہیں، کیونکہ دنیا میں اور بہت سی تحریکیں ہیں جو ممکن ہو کہ اسلام کی ترقی کو روک دیں لیکن یہ ضرور ہے کہ اسلام کے ماننے والوں کی تعداد باقی تمام غیر مذاہب کے ماننے والوں سے زیادہ ہو جائے گی مگر یہاں ایک اور بات بھی ہے جسے بھولنا نہیں چاہیئے۔

نامہ نگار۔ وہ کیا بات ہے؟

برناڈ شاہ۔ وہ بات یہ ہے کہ اسلام ایک الگ چیز ہے اور مسلمان الگ چیز اسلام اچھا ہے مگر مسلمان کہاں موجود ہیں۔

نامہ نگار۔ کیا آپ کے خیال میں اجتماعی نقطۂ نظر سے مسیحیت اسلام کا مقابلہ کر سکتی ہے۔

برناڈ شاہ۔ بالکل نہیں۔ میرے خیال میں کسی مذہب کا بھی اجتماعی نظام اتنا مکمل نہیں جتنا اسلام کا اجتماعی نظام ہے

نامہ نگار۔ لیکن اب قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان بیدار ہونے لگے ہیں

برناڈ شاہ۔ مگر کس ملک میں کہاں؟

نامہ نگار۔ ممالک عرب میں۔

برناڈ شاہ۔ وہاں کے تمام مسلمان عرب قوم کے افراد ہیں اور ان کی تحریک قومی تحریک ہے نہ کہ اسلامی اسلام اسی وقت بیدار ہو گا جب مسلمان صرف اسلام کی بنیادوں پر جد و جہد کریں گے

نامہ نگار۔ مسلمان مبلغ یورپ اور امریکہ میں اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں ان کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

برناڈ شاہ۔ بیشک یہ مسلمان مبلغ ہمدردی کے مستحق ہیں لیکن مجھے یقین نہیں ہے کہ مسلمان عیسائیوں کی طرح وسیع پیمانہ پر تبلیغ اسلام کر سکیں گے مسلمانوں کی کوئی ایک تبلیغی انجمن کسی معمولی مسیحی انجمن کی برابری نہیں کر سکتی۔

اس مکالمہ میں خط کشیدہ عبارت خاص طور پر قابل توجہ ہے مسلمانوں کو شرم و عبرت سے کام لینا چاہیئے اور برناڈ شاہ کی نصیحتوں پر عمل کرنا چاہیئے کیا مسلمان اب بھی حقیقی مسلمان بننے یعنی اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش نہ کریں گے اور کیا وہ اب بھی خواب مرگ سے بیدار نہ ہوں گے۔

مسلمانو! خدارا بیدار ہو جاؤ
تم بہت کچھ سو چکے زمانہ تمہیں جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگا رہا ہے

یہ سونے کا وقت نہیں دنیا کی تمام قومیں بیدار ہیں اور میدان ترقی میں سرپٹ دوڑ رہی ہیں مگر صرف تمہیں ہو کہ سو رہے ہو اور اگر بیدار ہوتے ہو تو نفاق و شقاق کی آگ لگا دیتے ہو تم اپنی آنکھوں سے ملت مسلمہ کی تباہی دیکھتے ہو اور اغیار سے اپنی ذلت و رسوائی کے طعنے سن رہے ہو مگر تمہاری پیشانی پر بل تک نہیں آتا تمہاری غیرت اسلامی میں جوش نہیں آتا تمہارے خون میں حرارت پیدا نہیں ہوتی تمہارے تغافل نے تمہاری تہذیب، تمہاری روایات تمہارے مذہب، تمہارے تمدن اور تمہاری اقتصادیات پر نہایت ہی ناگوار اثر ڈالا ہے اور تمہیں تباہ کر ڈالا ہے کہ تمہاری حیثیت ایک عضو معطل سے زیادہ نہیں تم کسی طرح بھی خواب غفلت سے بیدار ہونے میں نہیں آتے اور تمہاری آنکھیں نہیں کھلتیں اور تم اپنے فرائض کو نہیں پہچانتے جب تمہیں زمانہ کے انقلابات و اقوام عالم کی بیداری، حوادث و آلام اور مصائب و مشکلات بھی بیدار نہ کر سکے تو قدرت نے ہمیں ٹھکرا دیا اور زمانہ نے ہماری نااہلیت اور

نالائقی کا فیصلہ صادر کر دیا۔ جو تم آج بر نا بادشاہ کی زبان سے سُن رہے ہو۔

اب قوم کی تباہی کا مرثیہ پڑھنے کا وقت نہیں ہے

مسلمانوں کی تباہی و بربادی اور تنزل و تسفل کا مرثیہ پڑھتے ہوئے ایک صدی گذر گئی بس اب مرثیہ خوانی کا وقت ختم ہو گیا

اب جتنی مرتبہ قوم کے تنزل کی داستان دہرائی جائے گی اپنا اور مسلمانوں کا قیمتی وقت ضائع کیا جائے گا اور کچھ حاصل نہ ہوگا صرف عمل درکار ہے عمل ہی سے قومیں زندہ ہوا کرتی ہیں نہ کہ محض باتیں بنانے سے مسلمانوں کے عمل کرنے کے لئے اخبارات و رسائل اور تصنیف و تالیف میں کافی سے زیادہ ذخیرہ موجود ہے اب جتنے زیادہ مضامین لکھے جائینگے وہ زیادہ سے زیادہ بے محل ہوتے جائینگے کیونکہ مضامین نے مسلمانوں کو دماغی عیاش کر دیا ہے وہ مضامین محض اپنے ذوق کی تسلی کے لئے پڑھتے ہیں ان میں زبان کا چٹخارہ اور نئی نئی باتیں اور حقائق و معارف دیکھنا چاہتے ہیں۔ میرا بس چلے تو میں ہندوستان کے تمام ایڈیٹروں، مضمون نگاروں، واعظوں اور لیکچراروں سے پرزور درخواست کروں کہ وہ اب مضامین لکھنا اور تقاریر کرنا چھوڑ دیں بلکہ قوم کے سامنے خود عملی نمونہ بنکر آئیں۔ ورنہ مسلمانوں کی رہنمائی اور سود و بہبود کا دم بھرنا چھوڑ دیں۔

مسلمانو! بس اب جاگو اور اب تک جو کچھ سن چکے ہو اس پر عمل کرو۔ یہ عمل کا وقت ہے باتیں بنانے کا نہیں ورنہ یہی کہنا پڑے گا ؎

سحر کا گجر بھی بجا تم نہ جاگے یہی شور ہے جا بجا تم نہ جاگے
گئی صبح کاذب ہوئی صبح صادق مگر بہر ذکر خدا تم نہ جاگے
یہ کیا خفتہ بختی ہے کا ہے خواب بازی کہ افسوس وقت دعا تم نہ جاگے
نئی روشنی پر یہ اندھیر ہے ہے چراغ سحر بھی بجھا تم نہ جاگے
سحر کیسی اور ذکر کیا دوپہر سی غضب ہے کہ دن ڈھل چکا تم نہ جاگے
لئے خوب خراٹے پھیلا کے پاؤں یہاں تک کہ دن بھی چڑھا تم نہ جاگے
زمانے نے بازو تمہارا پکڑ کر جگایا تمہیں بارہا تم نہ جاگے
مزا خواب شیریں کا آخر ہے کڑوا تمہیں پھر بھی یہ کیا ہوا تم نہ جاگے
نتیجہ ہے اس خواب راحت کا زحمت پڑا وقت سر پر پڑا تم نہ جاگے

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے واقف نہ ہوں اور آپ کو یہ نہ معلوم ہو کہ اللہ والوں کی نماز کیسی ہوتی تھی اس ضرورت کیلئے حسب ذیل کتابیں منگائیے پھر آپ نماز قضا کرنے پر تیار نہ ہوں گے۔

نماز کی حقیقت اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ مبہوت ہو جاتا ہے اور خود بخود نماز کا شائق ہو جاتا ہے قیمت ۲ر

ترغیب نماز نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس کے مزید تاکید حق جل و علا کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلے میں ہزار ہزار نیکیاں اور عدم پابندی کی وعیدیں تاکید نماز کے لئے یہ دونوں کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں ہے ۳ر

نمازوں کا بیان جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے گا اور خدا کی وعید کا دل لرزاں ہو پھر نماز کی ترکیب پڑھیے اور بچوں کو پڑھائیے اور بڑوں کو سمجھائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے قیمت ۳ر

اعمال بخشش جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو قریب قریب تمام مسائل ہیں روزہ حج زکوٰۃ کے مسائل بھی لکھدئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے۔ قیمت ۲ر

نمازیوں کی کہانیاں نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والے کیونکر نماز پڑھتے ہیں سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کی برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھانا چاہئے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے قیمت ۲ر

یہ سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت بھی نہیں لی جائے گی قیمت پانچوں مجلد ایک روپیہ

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ: منیجر حمیدیہ پریس دہلی

مناد اور واعظین کو بشارت

ملک کی موجودہ ضروریات دیکھی کو دیکھتے ہوئے اور اس لحاظ سے بھی کہ اسلام کی تمام معلومات اردو زبان میں چھپ گئی ہیں اب وعظ کسی خاص طبقہ کے لئے مخصوص نہ ہونا چاہئے حمیدیہ پریس دہلی نے ایک نہایت ہی آسان اور بہت ہی جامع وعظ کی کتاب چھپوائی ہے جس کا نام

وعظ سعید ہے اور شیریں مقال واعظ عالم باعمل حضرت مولانا مولوی حاجی احمد سعید صاحب وظیفہ یاب سرکار آصفیہ نے اس کو واعظ گویوں اور مبلغوں کی آسانی کے لئے ردیف وار لکھا ہے نیز واعظوں کی آسانی کے لئے ایسی ترتیب قائم کی گئی ہے کہ اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ کے بعد معمولی اردو خواں بھی بہترین تبلیغی خدمات انجام دے سکتا ہے اس میں تمام امراض روحانی حرص و حب دنیا تکبر چوری تہمت بدگمانی بخل طمع غصہ غمازی زبان زنا لواطت وغیرہ سود سوال ریا شان و شوکت حیا، خرک شراب غیبت فحش مزامیر منافق نفاق نوحہ خود پسندی حق العباد وغیرہ کے متعلق لکھا ہے ساتھ ہی اخلاق حمیدہ کی ترغیب احسان اکل حلال امانت آنکھ ایمان تسبیح صلوٰۃ التسبیح تواضع توبہ تحمل توکل تہجد جمعہ خوف حج فضائل و مسائل قربانی وغیرہ و ترغیب زیارت مدینہ منورہ فضائل درود شریف بسم اللہ شریف زاد راہ رجب ربیع الاول روزہ رمضان شریف ذکر و اذکار استغفار۔ اتفاق مسکین گریہ ایل سرکار دو عالم و پیشہ تجارت خلق نیک بد زہد سخاوت طریقت سنت دعا کے آداب شعبان کے فضائل و شب برات شکر و صبر صراط مستقیم جنت دوزخ علم و عمل عدل و عبادت فقر و فکر قانع قرض حسنہ کلمہ طیبہ پانچوں کلمے لڑکوں کی تربیت محبت باری تعالیٰ متقی مراقبہ نماز و نماز کے فضائل غرضکہ اس میں ۱۰۷ بیان ہیں جو آیات قرآنی اور احادیث سے مزین ہیں اور حکایات الصالحین سے بیان کو مزین اور عام فہم کیا ہے جس سے لطف دوبالا ہو گیا ہے سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر حکایت اور ہر قصہ خود اپنی جگہ ایک وعظ کی کتاب ہے انداز بیان بہت ہی دلچسپ ہے وعظ سکھانے والی کتابوں میں یہ کتاب بہت ہی ممتاز ہے اس کی ضخامت ۵۰۰ صفحات کے قریب ہے چونکہ یہ رفاہ عام کے لئے ہے اس لئے اس کی قیمت بھی لاگت کے برابر ہے یعنی اعلیٰ مجلد کی قیمت صرف عہ ہے ۱۱ر محصول ڈاک میں خرچ ہوتے ہیں۔

ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

کانگریس کمیٹیوں کے توڑ دیئے جانیکے بعد

قوم پروروں کو کیا کرنا چاہیئے

(از ادارۂ مولوی)

قارئین مولوی کو اخبارات کے ذریعہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ کانگریس کے قائم مقام صدر مسٹر آنے نے مہاتما گاندھی کے مشورہ سے تمام کانگریس کمیٹیاں توڑ دی ہیں اور اجتماعی سول نافرمانی بند کر کے صرف انفرادی سول نافرمانی کے جاری رہنے کا اعلان کیا ہے یعنی سول نافرمانی اب کسی نظام کے ماتحت نہیں کی جائے گی نہ اس کے لئے کوئی انتظام بنایا جائے گا بلکہ اب اس کی صورت یہ ہوگی کہ جس کا جی چاہے اور وہ یہ محسوس کرے کہ مجھے سول نافرمانی کرنی چاہیئے بس وہ جائے اور قانون کی خلاف ورزی کرے ہر شخص اپنا آپ لیڈر ہوگا اور اپنا آپ رہنما کسی پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ ہوگی ہر ایک شخص آزاد ہوگا اور کسی قسم کی راز داری بھی نہیں برتی جائیگی کانگریس کمیٹیاں توڑ کر صرف آل انڈیا ڈکٹیٹر اور صوبجات کے ڈکٹیٹر رہیں گے جہاں کہیں ممکن ہو سکے۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو سکے تو اس کی بھی ضرورت نہیں واضح ہو مسٹر آنے کے اعلان کے اس حصہ سے گاندھی جی کو اختلاف تھا یعنی وہ یہ چاہتے تھے کہ آل انڈیا اور صوبجاتی ڈکٹیٹر شپ بھی توڑ دی جائے اور ہر قسم کی مطلق العنانی کا دروازہ کھول دیا جائے مگر مسٹر آنے چونکہ ضابطہ کے مطابق آل انڈیا کے صدر ہیں اور انہی کو تمام اختیارات حاصل ہیں اس لئے گاندھی جی کچھ کر نہ سکے اور صرف آل انڈیا اور صوبجاتی ڈکٹیٹر شپ باقی رہ گئی اور سب کچھ ختم کر دیا گیا۔

اس اعلان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو سول نافرمانی نہ کریں وہ کانگریس والے تعمیری کام کر سکتے ہیں۔

ہم اس اعلان کے حسن و قبح پر یہاں تفصیلی بحث نہیں کرنی چاہتے کیونکہ اس کے لئے بہترین جگہ شذرات کے کالم ہیں لیکن اس قدر ضرور عرض کریں گے کہ کانگریس کمیٹیوں کا توڑنا نہ تو قاعدہ کے مطابق تھا اور نہ مناسب اور مفید ہے کیونکہ کانگریس کمیٹیوں کے توڑنے کے بعد تعمیری کاموں کے لئے ملک کو ایک جدید نظام قائم کرنا پڑے گا اور کوئی جدید نظام قائم کرنا اور تمام ملک کے اندر اس کو وسعت دینا اور اس نظام کو با اثر اور طاقتور بنانا یہ آسان کام نہیں ہے۔

لیکن بہرحال تیر کمان سے نکل چکا ہے اگر مستقبل قریب میں کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ کانگریس کمیٹیاں پھر سے قائم کر دی جائیں تو کسی نئے آرگنائزیشن اور نظام کے قائم کرنے کی ضرورت نہ ہوگی لیکن اگر یہ فیصلہ قائم رہے تو سوچنا پڑے گا کہ وہ لوگ جو سول نافرمانی میں حصہ لینا نہیں چاہتے خواہ کسی وجہ سے بھی ہو وہ کیا کام کریں اور کس نہج پر اور کن ذرائع سے کام کریں۔

یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ اس وقت ملک سول نافرمانی کے لئے ہرگز تیار نہیں ہے ہم اس وقت اس امر سے بحث نہیں کرنی چاہتے کہ سول نافرمانی صحیح ذریعہ حصول مقاصد کا ہے یا نہیں کیونکہ اس حقیقت پر بحث کرنا سخت مشکل ہے جو لوگ ملک میں سول نافرمانی کو صحیح ذریعہ حصول مقاصد کا سمجھتے ہیں ان کے نقطۂ نظر سے قانونی مشکلات کی وجہ سے بحث کرنا سخت دشوار ہے اگر ان کا نقطۂ نظر پیش کیا جائے اور اس کے دلائل بھی پیش کئے جائیں تو آرڈیننس کی تلوار فوراً چمکنے لگے گی اس لئے اس موضوع پر کھلے دل سے بحث نہیں کی جا سکتی۔

لیکن خواہ سول نافرمانی صحیح ذریعہ حصول مقاصد کا ہو یا نہ ہو یہ بالکل امر واقعی ہے کہ موجودہ فضا ملک کی سول نافرمانی کے موافق نہیں ہے اور ملک اس کے لئے تیار نہیں معلوم ہوتا کہ اس تحریک کو چلا کر اس کے نتائج کو برداشت کرے اگر ملک اس کے لئے تیار ہوتا تو آرڈیننس کی موجودگی خود تحریک کو تقویت دینے کے لئے ایک بڑا سبب ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ تحریک تو آج ہی چل سکتی ہے مگر اس قدر سخت آرڈیننس کی موجودگی میں کیسے چل سکتی ہے وہ حقیقتاً اس حقیقت کو کیسے فراموش کر دیتے ہیں کہ آرڈیننس کا وجود اور آرڈیننس کی سخت گیری و ہمہ گیر گرفت خود ایک قوی اور طاقتور محرک ہونا چاہیئے تحریک کے چلنے کے لئے اگر اس محرک کے باوجود تحریک نہیں چلتی تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ملک حکومت کے ذرائع اور طاقت کا سول نافرمانی کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور ہمارے نزدیک خواہ کوئی ذریعہ کسی قدر موثر کیوں نہ ہو اور حصول مقاصد کا کیا ہی یقینی ذریعہ کیوں نہ ہو لیکن اگر ملک اس کا رہبند نہیں ہوتا اور اس پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہے تو اس سے کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

مثلاً دہلی سے لاہور پہنچنے کا سب سے اچھا بہتر اور جلد پہنچانے والا ذریعہ ریل اور موٹر ہے آپ ایک قافلہ سے کہتے ہیں کہ تم اگر لاہور پہنچنا چاہتے ہو تو ریل پر یا موٹر پر سوار ہو جاؤ لیکن قافلہ والا سواریوں کے استعمال سے انکار کر دے تو یقینی طور پر اس قافلہ کے لئے دونوں سواریاں غیر مفید اور فضول ہو جاتی ہیں کیونکہ ان کا افادہ اسی صورت میں ثابت ہو سکتا ہے جب استعمال کی جائیں اور جن کو لاہور پہنچنا ہے وہ اس کو استعمال کریں اس مثال سے سول نافرمانی کا موجودہ حالات میں غیر مفید ہونا اچھی طرح ثابت ہو جاتا ہے۔

اسی طرح سول نافرمانی خواہ کسی قدر مفید اور موثر اور کم از کم قربانی کا ذریعہ حصول مقصد کے لئے موثر ہو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس وقت ملک اس حربہ کو استعمال کرنے کے لئے آمادہ اور تیار نہیں ہے۔

پھر اب کیا کیا جائے کیا باوجود اس حقیقت نفس الامری کے کہ سول نافرمانی کی تحریک لوگوں کو اپیل نہیں کرتی عوام اور ملک اس میں حصہ لینے کے لئے تیار نہیں ہیں پھر بھی اس کا جاری رہنا ہی سب سے بڑا کام ہے اور خواہ لوگ کثرت کے ساتھ اس میں سنہ ۳۰ء سنہ ۳۱ء کی طرح حصہ نہ لیں اور شریک نہ ہوں پھر بھی صرف گاندھی جی کا اور چند لیڈروں اور ان کے ساتھ تھوڑے سے کام کرنے والوں کا جیل میں رہنا اس مقصد کو ہم سے قریب کر دیگا؟ ہمارے نزدیک ہرگز ملک انفرادی سول نافرمانی سے اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکتا جبکہ اجتماعی سول نافرمانی بھی کامیاب

نہیں ہو سکی گو ہمارا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ اجتماعی سول نافرمانی اگر پورے زور سے عرصہ تک جاری رہ سکے تب بھی وہ حصول مقصد میں ناکام رہے گی لیکن موجودہ صورت حال یہ ہے کہ جب اجتماعی سول نافرمانی کامیاب نہیں ہو سکی یعنی ملک نے اس کا ساتھ نہیں دیا تو انفرادی سول نافرمانی کیونکر کامیاب ہوگی اور اس کا ملک کیا ساتھ دیگا ہاں یہ بات ضرور ہے کہ تنہا گاندھی جی ہی جیل میں رہیں گے تو ملک کے اندر امن و اطمینان کی فضا پیدا نہیں ہو سکے گی اور دلوں میں اضطراب اور بےچینی برابر قائم رہے گی مگر اس سے ہم کسی فوری نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے اور نہ کسی فوری مضرت اور نقصان کو روک سکتے ہیں حکومت کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اس نے جو رویہ اختیار کر رکھا ہے اس سے ملک میں اضطراب برابر قائم رہے گا لیکن وہ یہ بھی خوب جانتی ہے کہ اس قسم کا اضطراب مستقبل قریب میں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور وہ اپنے ارادوں کو عمل کا جامہ پہنا سکتی ہے۔

اب کیا کرنا چاہیے

اس وقت حالت یہ ہے کہ ملک میں کوئی طاقتور اور با اثر اس قسم کی جماعت ہی نہیں ہے جو آئینی طور پر جدوجہد کرکے اور قانون کے اندر رہ کر حکومت کا مقابلہ کر سکے لبرل جماعت صرف چند لیڈروں کا نام ہے جس میں بہت سے قابل افراد ہیں وہ نہایت قابلیت کے ساتھ بحث کر سکتے ہیں تقریریں بھی کر سکتے ہیں اخبارات میں مضامین بھی لکھ سکتے ہیں اور اخبار نویسوں کو انٹرویو بھی بہت زور کے ساتھ دے سکتے ہیں مگر یہ سب کچھ آرام کرسیوں پر بیٹھکر یا کسی آراستہ ہال میں اس سے باہر کچھ بھی نہیں۔ حکومت بھی جانتی ہے کہ یہ سب لیڈر ہیں اور جتنی ان کی تعداد ہے اس سے بھی کم ان کے متبع ہیں لبرل جماعت اس قدر کمزور ہے کہ اس سے کچھ بھی امید نہیں کی جا سکتی۔

اس جماعت کے علاوہ ہندوستان کے طول عرض میں کوئی دوسری جماعت ایسی نہیں ہے جو پابند قانون رہکر بھی حکومت اور اس کی جبر و سختیوں کا مقابلہ کر سکے کانگریس توڑ دی گئی اور اس کی جاری کردہ تحریک انفرادی سول نافرمانی مردہ اور ناکامیاب ہے اور مستقبل قریب میں اس سے کسی قسم کی امید نہیں ہے ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ گو کانگریس کو اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ملی مگر اپنی تحریک سے جس قدر عام بیداری ملک میں اس نے پیدا کر دی ہے وہ اس امر کی ضرور ضامن ہے کہ آئندہ دس سال بعد کانگریس کی آواز اس سے زیادہ طاقتور ہوگی جتنی کہ ۱۹۳۰ء و ۱۹۳۱ء میں ثابت ہو چکی ہے لیکن سوال تو اس وقت کا ہے آج کیا کیا جاوے کیا ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ رہا جائے اور حکومت کو اجازت دیدی جائے کہ جو چاہے کرے کوئی آواز اس کے خلاف بلند نہ ہو اور کوئی طاقت اس کی بے عنوانیوں کی مزاحم نہ ہو لہٰذا کیا صرف دو ہی راستے ہیں یا تو نان کوآپریشن اور سول نافرمانی کی جائے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو خاموش بیٹھ رہا جائے اور کچھ نہ کیا جائے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ پالیسی خودکشی کی ہے اور اس سے شدید نقصان ملک کو پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

پھر یہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر موجودہ حالات میں کیا کیا جائے ہمارے نزدیک سب سے بہتر تو یہ ہے کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا جلسہ طلب کیا جائے اور اس میں یہ فیصلہ کیا جائے کہ ہر قسم کی سول نافرمانی کو غیر معین عرصہ کے لئے یا جب تک مناسب حالات نہ پیدا ہوں اس وقت تک کے لئے ملتوی کر دیا جائے اور تعمیری پروگرام کا ایک ریزولیوشن پاس کیا جائے جس میں ہندو مسلم اتحاد [illegible] کی ترقی ملک میں سیاسی بیداری اور اصلاحات جدیدہ کی مذمت رکھی جائیں اور چند اسی قسم کی اور چیزیں داخل پروگرام کی جائیں تاکہ اس جماعت کے افراد کو پوری مصروفیت رہے۔

اگر یہ ممکن نہ ہو سکے یعنی آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا اجلاس نہ ہو سکے اور وہ سول نافرمانی کو بند کرکے تعمیری پروگرام نہ پیش کرے تو پھر مجبوراً کوئی دوسری آل انڈیا جماعت بنانی پڑے گی اور ایک نیا نظام قائم کرنا پڑے گا تاکہ اس کے ذریعہ سے ملک میں تعمیری کام کیا جا سکے اور جدید اصلاحات میں گورنروں اور گورنر جنرل کی مطلق العنانی کے نتائج بد سے ملک کو بچایا جا سکے۔

نئی جماعت قائم کرنے کی ضرورت اس لئے ہے کہ کانگریس معطل ہو چکی ہے سول نافرمانی جب تک بند نہ ہو حکومت کانگریس کمیٹیوں کو کوئی کام ہی نہ کرنے دیگی اور کانگریس کے سوا کوئی ایسی جماعت اس وقت موجود نہیں ہے جو آل انڈیا بھی ہو اور فرقہ وارانہ جماعت نہ ہو یوں تو مسلم کانفرنس مسلم لیگ اور ہندو مہاسبھائیں موجود ہیں مگر ان کو آپس میں لڑنے ہی سے فرصت نہیں ہے یہ مشترکہ مفاد اور ملک کی خدمت کیا انجام دے سکتی ہیں اور ان کا اگر کچھ اثر ہے بھی تو اپنے اپنے فرقوں ہی پر ہے ان کی آواز ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں نہیں گونج سکتی اور سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ یہ جماعتیں خود غرضوں کے قبضہ میں ہیں اور ان کے ذاتی اغراض و مفاد کبھی ان کو مردانہ وار حکومت کے مقابلہ پر ڈٹ کر کھڑے ہونے کی اجازت نہ دینگے یعنی یہ بزدل اور کم ہمت و خود غرض جماعتیں قانون کی حد میں رہکر بھی حکومت کی ناجائز کاروائی کے خلاف کوئی زوردار آواز بلند نہیں کر سکتیں پھر ان کا حلقۂ اثر محدود اور ان کا زاویہ نگاہ بھی محدود۔

اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اگر کانگریس میدان عمل میں نہیں آ سکتی تو ایک نئی جماعت قائم کی جائے مگر یہ جماعت کسی ایک فرقہ و قوم کی نہیں بلکہ تمام فرقوں کی یعنی ایسی جماعت ہونی چاہئیے جس میں ہر ایک فرقہ کے ترقی پسند ایثار پیشہ اور خود غرضی سے بالا اور پاک اشخاص و افراد شامل ہوں وہ تمام کانگریسی جو جیلوں سے باہر ہیں اور باہر رہنا چاہتے ہیں ان کو اسی نئی جماعت میں شامل ہو جانا چاہئیے اگر کانگریسی اصحاب اس جماعت میں شامل ہو گئے تو اس کا یہ نتیجہ نکلیگا کہ یہ جماعت بہت جلد ایک طاقتور اور با اثر جماعت کی صورت میں منتقل ہو جائے گی کیونکہ کانگریس کا نظام جو سارے ہندوستان پر حاوی ہے اسی وجہ سے ہے کہ کانگریسی یعنی جو کانگریس میں حصہ لیتے ہیں ان کی کافی تعداد ہر جگہ موجود ہے اور چونکہ کانگریس کمیٹیوں کی معطلی کی وجہ سے کانگریس والے بیکار ہیں اس وجہ سے وہ فوراً اسی جماعت میں شامل ہو جائینگے اور ان کی شرکت سے اس جماعت کو کافی اقتدار حاصل ہو جائے گا کیونکہ ان کی قربانیوں کا ملک پر خاص اثر ہے۔

جب سے نئے حالات رونما ہوئے ہیں ہر طرف سے یہ صدائیں بلند ہو رہی ہیں کہ کانگریس کا جدید اصلاحات کو بائیکاٹ کرنا سخت نقصان دہ ہوگا اور اس کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ انگلستان اور ہندوستان دونوں جگہ رجعت پسندوں کا زور ہو جائے گا لیکن فی الحال تو کانگریس سے یہ توقع نہیں کہ سول نافرمانی بند کرکے جدید پروگرام پر عمل کرنے کا اعلان کرے لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ کانگریسی حضرات تعمیری کام کرنے کے لئے اسی قسم کی ایک جماعت قائم کریں جیسی کہ پنڈت موتی لال مسٹر سی آر داس اور حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم نے سوراج پارٹی قائم کی تھی مگر یہ پارٹی کانگریس

کے اندر رہکر ہی قائم کرنی چاہیئے جیسا کہ سوراج پارٹی تھی ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس پارٹی میں اور جماعتوں اور افراد و اشخاص کو شریک ہونے کی دعوت دی جائے مگر یہ پارٹی با جماعت ہونی چاہیئے کانگریس ہی کی ایک شاخ۔

بہر حال اب وقت آگیا ہے کہ ایک ایسی جماعت بنجائے جو تعمیری کام کرے اور ملک کو اس نقصان سے بچائے جو جدید اصلاحات سے اس صورت میں پہنچ سکتا ہے کہ اچھے اور محب وطن و ایثار پیشہ لوگوں کی بجائے خود غرض اور خوشامدی لوگ جدید اصلاحات پر قابض ہو جائیں۔

ہمارے نزدیک جلد سے جلد کسی مرکزی مقام پر کانگریس والوں کو جمع ہونا چاہیئے اور اس میں ملک کی دوسری جماعتوں اور مقتدر اشخاص کو بھی مدعو کرنا چاہیئے اور جمع ہو کر ایک پارٹی قائم کر لینی چاہیئے جس کا نام کانگریس سوراج پارٹی ہو اس کے مقاصد میں ملک کی آزادی بنیادی مقصد ہو اور ایسے ذرائع ہوں جو موجودہ حالات میں اختیار کئے جا سکتے ہوں اور ایک مفصل و مدلل پروگرام بنانا چاہیئے جس پر عمل کیا جا سکے اور جس کا ملک اور قوم ساتھ دے ایسا پروگرام بنانے سے کوئی فائدہ نہیں جس پر عمل نہ ہو سکے اور ملک اس کا ساتھ نہ دے جیسا کہ اس وقت سول نافرمانی کا حال ہے۔

اصلاحات کا بائیکاٹ خودکشی ہے

اس نئی پارٹی کے پروگرام میں یہ ضرور ہونا چاہیئے کہ اگر اصلاحات اس قابل ہوں کہ ان پر عمل کیا جائے تو پارٹی ان پر عمل کریگی اور اگر اس قابل نہ ہوں تو ان کی مضرت سے ملک کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرے گی۔

تمام حالات کو پیش نظر رکھکر دیکھئے تو معلوم ہو جائیگا کہ جدید اصلاحات کی طرف سے بے نیاز ہو جانا اور ان کا بائیکاٹ کرنا کسی طرح دانشمندی میں داخل نہیں ہے اس لئے کہ محض کانگریس کے بائیکاٹ کر دینے سے مکمل بائیکاٹ نہیں ہوتا اگر صورت حال یہ ہوتی کہ کانگریس کے بائیکاٹ کرنے سے ملک میں ایک متنفس بھی ان میں حصہ لینے کے لئے نہ ملتا تو بیشک یہ حربہ کامیاب ہوتا مگر یہاں حالت یہ ہے کہ ہندو مسلمان سکھ اور دوسرے فرقوں کے سیکڑوں اور ہزاروں آدمی ایسے موجود ہیں جو دوڑ کر اور منہ کے بل گر کر اسمبلی اور کونسلوں میں جا بیٹھینگے اور جدید اصلاحات میں حصہ لیں گے اور جن لوگوں نے بائیکاٹ کیا ہے ان کو گالیاں دیں گے کہ یہ بیہودہ شوریدہ سر لوگ ہیں جن کے سامنے سوائے تخریب کے کچھ نہیں اور انہوں نے ہمیشہ ملک کو نقصان ہی پہنچایا کبھی کوئی تعمیری کام انہوں نے نہیں کیا اور حکومت ان ہی لوگوں کو ملک کی نمائندہ سمجھے گی جیسا کہ آج موجودہ اسمبلی اور کونسلوں کو حکومت کی طرف سے نمائندہ جماعت کہا جاتا ہے اور ان کے پاس کردہ آرڈیننسوں کو ملک کے منتخب کردہ نمائندوں (اسمبلی اور کونسلوں) کے پاس کردہ قوانین بتلایا جاتا ہے حالانکہ یہ امر واقعہ ہے کہ کانگریس کے بائیکاٹ نے یہ صورت پیدا کی چونکہ سوراج پارٹی اور اس کے ساتھ نیشنلسٹ پارٹی نے واک آؤٹ کیا تھا اور اسمبلی اور ہندوستان بھر کی کونسلوں کو چھوڑ کر باہر نکل آئے تھے اور دوبارہ جب انتخاب ہوا تو اس کو کانگریس نے بائیکاٹ کر دیا یعنی اپنی طرف سے بائیکاٹ کر دیا یعنی اپنی طرف سے امیدوار کھڑے نہیں کئے تھے اور کانگریس کے اعلان بائیکاٹ کی وجہ سے لبرل اور دوسرے اچھے اور آزاد خیالات کے لوگ اسمبلی اور کونسلوں کے انتخاب میں کھڑے ہوئے اس لئے خوشامدیوں اور غرضمندوں کو موقع مل گیا اور کامیاب

ہو گئے ان کو نمائندہ کہنا نمائندگی کی توہین کرنی ہے مگر حکومت ان کو نمائندہ تسلیم کرتی ہے اور دنیا بھر میں یہی ڈھنڈورا پیٹتی ہے کہ عوام کی نمائندہ جماعت ہے جس نے آرڈیننسوں کو قانون کی شکل دیدی ہے۔

اگر آئندہ بھی بائیکاٹ جاری رکھا گیا تو اس کا نتیجہ بھی یہی نکلیگا کہ جدید کونسلوں اور مرکزی مجلس قانون ساز میں نہایت گھٹیا قسم کے حکومت پرست اور خوشامدی خود غرض بھر جائینگے اور حکومت کے اشارہ پر ناچتے رہیں گے اور گورنروں کو ان اختیارات سے کام لینے کی ضرورت نہ پڑے گی جو ان کو دئیے گئے ہیں بلکہ گورنر وزیروں ہی کے ہاتھوں سے اپنی منشاء کے مطابق کام لے لیں گے اور دنیا پر یہ ظاہر کیا جائے گا کہ سب کچھ ہندوستانیوں ہی کے ہاتھوں سے انجام پا رہا ہے۔

لہذا جدید اصلاحات کے سلسلہ میں اب بائیکاٹ کی غلطی کو ہرگز نہ دہرانا چاہیئے بلکہ انتخابی جدوجہد میں شریک ہو کر اسمبلی اور کونسلوں پر قبضہ کر لینا چاہیئے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اگر کانگریس کوئی جماعت قائم کریں اور اپنے ساتھ ہر ایک فرقہ کے ترقی پسند عنصر کو شامل کر لیں تو ان کے مقابلہ پر کوئی شخص کامیاب نہیں ہو سکتا چنانچہ اس کا ثبوت اس امر سے مل سکتا ہے کہ جہاں کہیں میونسپلٹی اور کارپوریشن وغیرہ میں کانگریس کی طرف سے انتخاب میں حصہ لیا گیا وہاں بھاری اکثریت کانگریس کے نامزد امیدواروں کی کامیاب ہوئی کلکتہ کارپوریشن کے انتخاب میں دیکھئے کانگریس والوں میں خود نااتفاقی تھی یعنی دونوں پارٹیاں کھڑی ہوئی تھیں لیکن باوجود بہت بڑی اکثریت سے دونوں جماعتیں کامیاب ہو گئیں اور اس وقت کارپوریشن کانگریس والوں کے ہاتھ میں ہے اسی طرح ابھی حال میں ایک قصبہ ہوا کہ صوبہ متوسط میں کسی جگہ میونسپلٹی کا انتخاب ہوا اس انتخاب میں ۲۸ میں سے ۲۷ کانگریس والوں نے حاصل کر لی ہیں واضح ہو کہ اس میں مسلمانوں کی نشستیں بھی شامل ہیں کم از کم ۵-۶ مسلمان نشستیں بھی ہونگی مطلب یہ ہے کہ کانگریس کی طرف سے مسلمان بھی غیر کانگریسی مسلمانوں کے مقابلہ پر کامیاب ہوئے اور اس کی کھلی ہوئی وجہ ہے وہ یہ کہ کانگریس میں جو مسلمان شامل ہیں ان کی قربانیوں سے کون انکار کر سکتا ہے بیچارے تحریک خلافت سے لیکر آجتک برابر جیل میں جا رہے اور چکیاں پیستے رہے ہیں ان کے مقابلہ پر وہ لوگ کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں جو رات دن حکومت کی خوشامد کرتے رہتے ہیں۔

بہر حال گفتگو یہ تھی کہ اگر قوم پروروں کی جماعت انتخاب میں کھڑی ہو تو وہ بہت بڑی اور بھاری اکثریت لیکر ہر جگہ کامیاب ہو سکتی ہے اور تمام صوبجاتی اور مرکزی مجالس واضع قوانین پر قوم پروروں کا قبضہ ہو سکتا ہے اور وہ بغیر کسی دوسری جماعت کی امداد کے تمام صوبوں اور مرکز میں اپنی وزارت قائم کر سکتے ہیں اور اس کے ذریعہ اپنے ملک کی خدمت کر سکتے ہیں۔

ایک معترض اعتراض کر سکتا ہے کہ جدید اصلاحات میں رکھا ہی کیا ہے جس پر عمل کر کے ملک کو کوئی نفع پہنچایا جائے اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ نفع کا خیال چھوڑ کر نقصان سے بچانے کے لئے قوم پروروں کو نئی کونسلوں پر قبضہ کرنا چاہیئے اور خود غرض خوشامدیوں کو موقع نہ دینا چاہیئے کہ وہ ذاتی اغراض و مقاصد کی قربانگاہ پر ملک کے مفاد کو بھینٹ چڑھا دیں۔

لیکن ہمارے خیال میں جدید انتخابات میں حصہ لینے اور کونسلوں وغیرہ پر قبضہ کرنے میں کئی فائدے ہیں اول فائدہ یہ ہے کہ کم از کم تین کروڑ آدمیوں کو انتخابی

جلد جلد کے سلسلہ میں آزادی اور قوم پرستی کا پیغام پہنچا سکیں گے کیونکہ جدید اصلاحات میں تین کروڑ رائے دہندگان ہوں گے اور ہر ایک رائے دہندہ تک پہنچنا ضروری ہے اس طرح ایک عظیم الشان پروپیگنڈا ہو جائے گا اس سے عام بیداری پیدا ہوگی سینکڑوں جلسے ہوں گے ہزاروں تقریریں ہوں گی سینکڑوں جلوس نکلیں گے ہزارہا مضامین اور لاکھوں پوسٹر اشتہار ٹریکٹ اور ہینڈبل شایع ہوں گے اس سے ملک کے اندر ایک نئی زندگی پیدا ہوگی آزادی کا پیغام اور آزادی کے خیالات گھر گھر پہنچ جائینگے۔

انتخاب کے بعد جب کونسلوں اور اسمبلی پر قوم پرستوں کا قبضہ ہو جائے گا تو گورنروں کو صوبجات میں اور گورنر جنرل کو مرکز میں وزارت قائم کرنے کے لئے قوم پرستوں ہی کو بلانا پڑے گا کیونکہ انہی کی اکثریت ہوگی بہرحال تمام صوبجات اور مرکز میں قوم پرستوں کی وزارتیں قائم ہو جائینگی جس کے معنے یہ ہوئے کہ قومی اور ملکی نقطۂ نظر سے ان محکموں کا کام ہوگا جو وزارت کے ماتحت ہوں گے اور گورنر کو جو بے شمار اختیارات دیدیئے گئے ہیں ان کے استعمال میں اس کو دشواریاں پیش آئینگی کیونکہ اگر وہ مداخلت کرے گا تو وزارت فوراً استعفے دیدیگی اور چونکہ کونسل میں اکثریت وزارت پارٹی کی ہوگی اس لئے کونسل میں سے دوسری کسی پارٹی کی بھی وزارت قائم نہ ہو سکیگی نتیجہ یہ ہوگا کہ یا تو گورنر کو پھر قوم پرور لیڈر کے سپرد قلمدان وزارت کرنا پڑے گا یا پھر کونسل وغیرہ کو توڑ کر گورنر سب کچھ اپنے ہاتھ میں لے لیگا ان دونوں صورتوں میں ملک کا فائدہ ہے اول الذکر صورت میں گورنر کو قوم پرور وزارت کے سامنے جھکنا پڑے گا اور آئندہ بیجا مداخلت سے گورنر کو اجتناب کرنا پڑے گا اور دوسری صورت میں اصلاحات کا مقصد فوت ہو جائے گا اور مطلق العنانی کا دور دورہ ہوگا جس سے ملک میں ایجی ٹیشن پیدا ہوگا اور صحیح قسم کی آزادی کے لئے فضا پیدا ہوگی بہرحال اس صورت میں ایجی ٹیشن کی بنیادیں مضبوط ہوں گی اور ملک یہ محسوس کرے گا کہ جن لوگوں کو کونسلوں میں بھیجا گیا تھا وہ خود غرض نہ تھے بلکہ مردانہ وار انہوں نے گورنر اور اس کی مطلق العنانی کا مقابلہ کیا پھر اگر دوبارہ اگر کوئی دوسرا پروگرام ملک کے سامنے رکھیں گے تو ملک ان کے سامنے لبیک کہے گا۔

لیکن اگر قوم پروروں نے اس دفعہ بھی اصلاحات کا بائیکاٹ کر دیا یعنی وہ کانگریسی جو اب سول نافرمانی کے حق میں نہیں ہیں اور جیلوں سے باہر ہیں انہوں نے اصلاحات کے سلسلہ میں کوئی قدم نہ اٹھایا تو یہ ایک قسم کی خودکشی کے مترادف ہوگا کیونکہ قوم پروروں کی جماعت ایک طویل عرصہ کیلئے سیاسی میدان سے غیر حاضر ہو جائے گی اور حکومت اپنی پسند کردہ جماعت خود غرض کو مواقع بہم پہنچائے گی کہ وہ آگے بڑھیں اور ملک کو گمراہ کن طرز عمل اور گمراہ کن پروپیگنڈا سے متاثر کریں اور چونکہ میدان خالی ہوگا جو خود غرض افراد اور جماعتیں آگے بڑھ جائینگی اور اسمبلی و کونسلوں میں پہنچ جائیں گی پھر ان کو پیچھے دھکیلنا دشوار ہوگا اور حکومت انہی کو نمایندگان ملک بتلا کر ان کے ذریعہ اپنے مقاصد پورے کرے گی اور کوئی تحریک اور کوئی متحرک جماعت چونکہ بالمقابل نہ ہوگی اس لئے تردید یعنی موثر تردید نہ ہو سکے گی۔

اس لئے ہم پورے وثوق کے ساتھ اس رائے کا اظہار کرتے ہیں کہ قوم پروروں کو جس کے معنے کانگریسیوں اور ان کے ہمدردوں کے ہیں میدان عمل میں نکلنا چاہئے اور صاف طور پر اعلان کر دینا چاہیئے کہ ہم ہرگز خود غرض اشخاص اور جماعتوں کو اس کا موقع نہ دیں گے کہ وہ اپنی ذاتی و شخصی اغراض کی قربان گاہ پر ملک و ملت کے مفاد کو قربان کر دیں ہم جدید انتخابات میں حصہ لیں گے اور ملک کو جس قدر ممکن ہو سکے گا جدید اصلاحات کے ذریعہ فائدہ پہنچائینگے اور گورنروں اور گورنر جنرل کی مطلق العنانی سے جو مضرت اور نقصان ملک کو پہنچ سکتا ہے اس کو روکیں گے۔

اگر قوم پروروں نے انتخابات میں حصہ لیا تو ان کی کامیابی تو یقینی ہے اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ کانگریسیوں کے مقابلہ پر مشکل کسی کو کامیابی ہو سکتی ہے اور جب بھاری اکثریت کے ساتھ کونسلوں اور اسمبلی میں قوم پرور پہنچ جائینگے تو اس جھوٹے پروپیگنڈا کی خود بخود تردید ہو جائے گی جو ایک عرصہ سے کیا جا رہا ہے کہ کانگریس ملک کی اکثریت کی نمایندہ جماعت نہیں ہے بلکہ وہ بھی منجملہ بہت سی سیاسی جماعتوں کے ایک جماعت ہے زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ سب سے بڑی جماعت ہے اس جھوٹے پروپیگنڈہ کی قطعی تردید ہو جائے گی اور دنیا پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ کانگریس تو بہت بڑی چیز ہے اس کا صرف ایک حصہ جس نے انفرادی سول نافرمانی میں حصہ نہیں لیا اس کی ہردلعزیزی کا یہ حال ہے کہ انتخابات میں اس کو مجموعی طور پر بھاری اکثریت کے ساتھ کامیابی ہوئی ہے یعنی تمام سیاسی جماعتوں اور اشخاص و افراد کے مقابلہ پر اس کو اکثریت حاصل ہوئی ہے جس کے صاف معنے یہی ہیں کہ ملک بحیثیت مجموعی اس جماعت کی پشت پر ہے اب تک جو ملک و ملت کے لئے قربانیاں کرتی رہی ہے ان لوگوں اور جماعتوں کے ساتھ نہیں ہے جو صرف زبانی ہی دعوے کرتے رہتے ہیں اپنی ملت کے لئے انہوں نے کبھی کوئی قربانی نہیں کی اور نہ ملک کے لئے اور جب کانگریس کے ایک حصہ کی ہردلعزیزی کا یہ حال ہے تو اگر کہیں پوری کانگریس انتخابات میں حصہ لیتی تو نتائج اور بھی زیادہ واضح اور شاندار نکلتے۔

بہرحال اگر قوم پروروں نے انتخابات میں حصہ لیا تو ان کی کامیابی یقینی ہے اور کامیابی کی صورت میں ساری دنیا پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ ہندوستان کے اندر واقعتہً سیاسی جماعت صرف کانگریس ہی ہے جس کا اثر و اقتدار مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک پھیلا ہوا ہے اور ملک و ملت جس کی پشت پر ہے۔

اس انتخابی جدوجہد ہی پر اس جماعت کا کام ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اور بہت سے تعمیری کام ہیں جو کئے جا سکتے ہیں جن سے نہ صرف ملک ہی کو فائدہ پہنچیگا بلکہ قوم پرور جماعت کے اثر و اقتدار میں بھی روز افزوں اضافہ و ترقی ہوگی۔

ہمیں امید ہے کہ بہت جلد قوم پرست ہندو مسلمان اور سکھ کسی مرکزی مقام پر جمع ہو کر جدید حالات کی روشنی میں جدید پالیسی پر غور کریں گے اگر اس موقع پر جرأت و دلیری سے کام نہ لیا گیا تو آئندہ دس سال سیاست قوم پرورانہ اسپرٹ سے بالکل خالی رہے گی۔

نوٹ:- آپ کا نمبر خریداری آپ کے پتہ کے شروع میں درج ہے خط لکھتے وقت اس کا حوالہ ضرور دیجئے ورنہ شکایت کی تعمیل ناممکن ہے۔ (مینیجر)

انتقادات

سیرت محمد علی

"سیرت محمد علی" کے نام سے ایک ضخیم کتاب جامعہ ملیہ کی طرف سے شایع ہوئی ہے جو پانسو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے اور مولانا محمد علی کی متعدد تصویریں ہیں کاغذ طباعت بہترین ہے قیمت تین روپیہ ہے اور مکتبہ جامعہ ملیہ قرول باغ سے ملتی ہے۔

مولانا محمد علی کی سوانح حیات کے نام سے اس وقت تک متعدد کتابیں شایع ہو چکی ہیں مگر اس کے باوجود ایک ایسی تصنیف کی پھر بھی ضرورت تھی جو کسی ایسے قلم سے لکھی جاتی جو مولانا محمد علی سے زیادہ واقف و آگاہ ہوتا اور گذشتہ بیس سالہ ہندوستان کی تاریخ سے بھی کما حقہ واقف ہوتا اور صرف سطحی معلومات ہی نہ ہوتی بلکہ صحیح و حقیقی حالات و واقعات کا ایک حد تک ذاتی علم ہوتا۔

اخبارات میں جس وقت یہ اعلان نکلا کہ مولانا عبد الماجد بی۔ اے دریابادی کی نگرانی میں مولانا محمد علی کی لائف لکھی جا رہی ہے تو ہمیں بیحد خوشی ہوئی تھی کیونکہ مولانا عبد الماجد صاحب ایک اچھے مصنف ہیں اور مولانا محمد علی سے شدید قسم کی عقیدت رکھتے ہیں اور کم و بیش بارہ پندرہ سال قبل سے ہندوستان کی سیاسیات کا مطالعہ بھی کر رہے ہیں اور اپنے دامنوں کو خطرات سے بچا کر ایک حد تک سیاسیات میں حصہ بھی لے چکے ہیں یعنی اودھ خلافت کمیٹی کے صدر رہ چکے ہیں ہفتہ وار سچ کے ایڈیٹر ہیں جو سیاسیات پر بھی بحث کرتا رہتا ہے ایسے شخص کی نگرانی میں مولانا محمد علی کی جو سیرت لکھی جائے گی خیال تھا کہ وہ ہمہ وجوہ قابل اطمینان ہوگی۔

مگر اب کہ سیرت محمد علی شایع ہو گئی ہے اور ہمارے سامنے ہے تو اس کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ جو توقعات تھیں وہ پوری نہیں ہوئیں اور خلاف توقع بہت سی ایسی باتیں اس میں شامل کر دی گئی ہیں جو ایسے زعیم ملت کی لائف میں شامل نہ ہونی چاہیے تھیں جیسے کہ مولانا محمد علی مرحوم تھے۔

اس کتاب کے مصنف اگرچہ رئیس احمد صاحب ہیں اور اس میں شک نہیں کہ اکثر سطور انہی کی ہوں گے مگر حقیقت میں اس کے مصنف عبد الماجد صاحب ہی ہیں کیونکہ سیرت محمد علی کی ایک سطر بھی بغیر ان کی مرضی و منشا مبارک کے نہیں لکھی گئی کتاب کا خاکہ بھی انہی نے تیار کر کے دیا ہوگا اور واقعات کی ترتیب اور زبان اور رنگ انشا سب بتلا رہے ہیں کہ فی الحقیقت یہ کتاب عبد الماجد صاحب کی ہے اور اس لحاظ سے اس کتاب کے محاسن و معائب کی تمام ذمہ داری عبد الماجد صاحب دریابادی پر ہی عائد ہوتی ہے۔

یہ کتاب اگرچہ ساڑھے پانچسو صفحات پر ختم کی گئی ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مولانا محمد علی کے سوانح حیات کے بہت سے ضروری ابواب پھر بھی تشنۂ تکمیل رہ گئے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ غیر ضروری چیزوں کو غیر ضروری حد تک طول دیدیا گیا ہے ورنہ بیس بائیس سالہ زندگی کے لئے ساڑھے پانسو صفحات کم نہیں تھے کیونکہ مولانا محمد علی کی پبلک زندگی کی عمر اسی قدر تھی۔

عموماً سیرت کے معنے آجکل یہ لئے جاتے ہیں کہ جس کی سیرت لکھی جائے اس کی جیسی کچھ بھی سیرت ہو اس کی سیرت اچھے برے حسین اور کمزور حصے بلحاظ ہو سب پر روشنی ڈالی جائے مگر ابھی تک ہندوستان خصوصاً مسلمانوں کے اندر یہ بات نہیں پیدا ہوئی نہ اگر سوانح حیات اور سیرت کسی کی مرتب کرتے ہیں تو اس قاعدہ کے ماتحت کہ مصنف پر سوائے تعریف اور مدح و ثنا لکھنے کے اور کچھ واجب اور ضروری نہیں ہے اس لئے وہ صاحب سیرت کی کمزوریوں اور اس کے عیوب سے مطلق بحث نہیں کرتے گویا وہ معصوم پیدا ہوا تھا اس نے اپنی زندگی میں کوئی نہ غلطی کی نہ کمزوری دکھائی اور نہ کوئی غیر صحیح قدم اٹھایا مولانا محمد علی کی لائف بھی اسی اصول کے ماتحت لکھی یا لکھوائی گئی ہے اور عبد الماجد صاحب دریابادی کا رنگ طبع ہر اک سطر سے ظاہر ہے۔

اگر صرف یہی اصول پیش نظر تھا کہ مولانا مرحوم کی لائف ایک مدح نامہ کی شکل میں شایع ہو تو اس میں کوئی حرج نہ تھا کیونکہ کسی شخص کی یہ خواہش نہیں ہو سکتی کہ مولانا محمد علی کے اندر جو بیشمار خوبیاں اور محاسن تھے ان کے ساتھ ان کی کمزوریاں اور ان کی لغزشیں اور غلطیاں بھی پڑھیں اور یقیناً ہر شخص ایسی کتاب شوق سے پڑھ لیگا جس میں شروع سے آخر تک مولانا محمد علی کی تعریف ہی تعریف ہو اور اس کو پڑھ کر خوش بھی ہوگا گو اس قسم کی کتاب سے "سیرت" نگاری کا فرض ادا نہ ہوگا۔

لیکن سیرت محمد علی کے نام سے جو کتاب عبد الماجد صاحب نے لکھوا کر شایع کی ہے وہ صرف مدح نامہ محمد علی نہیں ہے بلکہ مذمت و ملامت نامہ مسلم علماء و زعماء ہے اس کتاب میں شاید ہی کوئی مسلم لیڈر اور عالم ایسا ہو جس پر لعن و طعن نہ کیا گیا ہو اسی طرح مسلم جماعتوں پر لعن و طعن کیا گیا ہے اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کی تالیف سے پہلے ہی یہ فیصلہ کر لیا گیا تھا کہ اس کتاب میں مسلمان علماء و زعماء کی مٹی پلید کر دی جائے چنانچہ جمعیت علماء سے جو اختلاف مولانا محمد علی کو آخر وقت میں بعض مسائل پر پیدا ہو گیا تھا اس کا تذکرہ حدود رجہ اشتعال انگیز انداز میں کیا گیا ہے اور جمعیت العلماء کے صدر و ناظم یعنی حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب قبلہ اور جناب مولانا مولوی احمد سعید صاحب کے ساتھ تمام جماعت علماء پر لعن و طعن کیا گیا ہے اور پوری جماعت کی تحقیر و توہین پر کتاب کا یہ حصہ مشتمل ہے چنانچہ اس سے متاثر ہو کر معاصر الجمعیۃ کو پندرہ سولہ مقالات سپرد قلم کرنے پڑے جو انتہائی شریفانہ انداز میں لکھے گئے ہیں اور واقعات سے مدلل و مبرہن ہیں جن سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

صرف جمعیت العلماء اور اس کے ارکان ہی ہدف ملامت نہیں بنے بلکہ وہ تمام افراد و اشخاص جن کو مولانا مولوی محمد علی مرحوم سے کبھی اختلاف ہوا یا مولانا مرحوم کو کسی سے اختلاف ہوا اس کی مٹی ضرور پلید کی گئی ہے یہاں تک کہ اس سلسلہ میں جنبہ داری اور وسعت مشربی سے کام لیا گیا ہے کہ عبد الماجد صاحب کو جس کسی سے کوئی شکایت کبھی پیدا ہوئی ہے اس کی بھی مٹی خراب کی گئی ہے مثلاً مولانا ابو الکلام آزاد سے مولانا عبد الماجد صاحب کو دیرینہ بغض ہے چنانچہ ان کے خلاف نہایت کمینہ حملے اس کتاب میں کئے گئے ہیں اگرچہ ان مواقع پر ان کا نام نہیں لیا گیا مگر اس مقام کی عبارت پڑھکر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ بغض ماجدی کی یہ تلوار کس

پھیلائی گئی ہے واقعہ یہ ہے کہ فلسفہ جذبات یا فلسفۂ اجتماع کی تالیف کے سلسلہ میں "حظ و کرب" کی اصطلاح کے مقابلہ پر الہلال میں "لذت و الم" کی سفارش کی گئی تھی اس مسئلہ کو عبدالماجد صاحب نے ایک نزاعی صورت دیدی تھی اور الہلال میں اسی سلسلہ میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں ذرا کسی قدر شوخ اور پر مذاق انداز میں عبدالماجد صاحب سے نوک جھوک تھی اور ان سے کہا گیا تھا کہ اگر علمی ذوق ہے تو اس قدر زود رنجی کا شیوہ چھوڑنا پڑے گا وہ تاریخ اور آج کا دن ہے کہ عبدالماجد صاحب مولانا ابوالکلام آزاد سے للّہی بغض رکھتے ہیں اور اس کا اندازہ آج بھی ہر شخص عبدالماجد صاحب سے مولانا ابوالکلام کے متعلق گفتگو کر کے کر سکتا ہے اسی بغض و کینہ کا مظاہرہ بہ نہایت کمینگی کے ساتھ اس کتاب میں کیا گیا ہے۔

مولانا ابوالکلام کے علاوہ بھی مشکل سے کوئی بچا ہوگا جس سے مولانا محمد علی سے اختلاف کرنے کا گناہ سرزد ہوا ہو اور اس پر کیچڑ نہ پھینکی گئی ہو مثلاً مولانا ابوالکلام آزاد، ڈاکٹر انصاری، چودھری خلیق الزماں، مولانا عبدالقادر قصوری، مولانا مفتی کفایت اللہ، مولانا احمد سعید، مولانا عبدالباری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ظفر علی خاں اور خدا معلوم کتنے اصحاب ہیں جن پر زبان طعن دراز کی گئی ہے چنانچہ عبدالماجد صاحب کو خود بھی کتاب کا یہ نقص اس قدر نمایاں طور پر محسوس ہوا کہ کتاب میں اپنے نام سے جو صفحات قلمبند کئے ہیں ان میں اس نقص کی طرف اشارہ کر کے بدتر از گناہ عذر کرنا پڑا ہے اور رئیس احمد صاحب کو بھی اس بارہ میں معذرت کرنی پڑی ہے کہ یہ ناگوار فرض محض سیرت نگاری کی غرض کو محسوس کر کے ادا کرنا پڑا حالانکہ سیرت نگاری کی غرض سے اگر سبکدوش ہونا ضروری ہوتا تو اس قسم کا مدح نامہ نہ لکھا جاتا اور مولانا محمد علی کو معصوم فرشتہ نہ دکھایا جاتا بلکہ مولانا محمد علی جو تھے وہی ان کو دکھایا جاتا مگر وہاں تو اس کتاب کے لکھنے سے مقصد ہی یہ تھا یعنی یہ کہ تمام لیڈر اور تمام علماء کی دھجیاں بکھیری جائیں اور ان کو حقیر و بے وقعت صورت میں پیش کیا جائے۔

اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ مولانا محمد علی کی لائف یہ فرض کر کے لکھی گئی ہے کہ ہندوستان میں جو سیاسی مذہبی ملی تحریک شروع ہوئی اور جو اچھا کام بھی اجتماعی حیثیت سے ہوا بس وہ صرف مولانا محمد علی کی وجہ سے ہوا یعنی صرف انہی کی ایک ذات واحد تھی جس نے سب کچھ کیا اور کسی نے کچھ نہیں کیا البتہ اگر کچھ آدمیوں نے کچھ کام کئے تو ان کی حیثیت محض دانشمند دلالوں کی تھی کسی زمانہ میں الحمد للہ رب العالمین کا ترجمہ یہ کرایا جاتا تھا کہ سب تعریف ثابت ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے جو پروردگار ہے عالموں کا اور مولوی صاحب اس کی تفسیر یہ بیان کیا کرتے تھے کہ دنیا میں خواہ کوئی شخص قابل تعریف کام کرے اس کام کی تعریف اور اس کام کے کرنے والے کی تعریف نہ ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ رب العالمین کی تعریف ہوگی جس نے اس کو پیدا کیا پالا پرورش کیا اور کام کرنے کی عقل و فہم دی مثلاً لوہار کوئی مشین بنائے جو بہت اچھی اور مفید ہو تو لوہار کی تعریف نہ ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہوگی جس نے لوہار کو ایسی مشین بنانے کی عقل و توفیق عطا فرمائی اور یہ نہ کہا جائیگا کہ سب تعریف ثابت ہے واسطے لوہار کے جس نے مشین بنائی یعنی لوہار کی نسبت دور کر دی جائے گی کیونکہ حقیقت میں اس کا وجود کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

اسی طرح عبدالماجد صاحب دریابادی نے اس کتاب کو اس قاعدہ کلیہ کے تحت لکھوایا ہے کہ "سب تعریف ثابت ہے واسطے مولانا محمد علی کے جو کرنے والے ہیں سب کاموں کے اور نہیں کیا کوئی کام کسی دوسرے نے سوائے مولانا محمد علی کے"

اس ذہنیت کے ماتحت جب کسی شخص کی سوانح حیات لکھی جائیگی تو ظاہر ہے کہ قدم قدم پر لوگوں کی توہین و تذلیل ہوگی چنانچہ اس کتاب کا یہی حال ہے کہ مولانا محمد علی کی مدح و ستائش کے جوش میں ان کے تمام ساتھی کام کرنے والوں کی قدم قدم پر تحقیر و تذلیل کی گئی ہے جس کا احساس عبدالماجد اور رئیس احمد دونوں کو ہے اور دونوں نے اس کی معذرت کی ہے جو عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر وابستہ لوگوں کی توہین و تذلیل مقصود نہ ہو تو تمام واقعات اور مولانا محمد علی کی پوری پوری تعریف و توصیف بھی ہو سکتی ہے اور جن کی توہین و تذلیل اس کتاب میں دانستہ کی گئی ہے اس سے بھی بچا جا سکتا تھا مگر جب ایک مقصد یہ بھی ہو کہ مولانا محمد علی کے تمام معاصرین کی توہین و تذلیل کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا جائے تو کیسے ممکن تھا کہ اس سے بچنے کی کوشش کی جاتی اور محترم قائدین ملت اور علمائے اسلام کی پگڑیاں نہ اچھالی جاتیں لطف یہ ہے کہ اس کتاب میں جہاں کہیں مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کا ذکر یا نام آیا ہے انتہائی حسن عقیدت اور تعظیم کے ساتھ لیا گیا ہے کہیں محترم ایڈیٹر صاحب سچ، کہیں مولانا عبدالماجد صاحب مدظلہ کہیں مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی اور شاید بعض جگہ حضرت مولانا عبدالماجد صاحب بھی ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ پر ڈاکٹر انصاری، مولانا ابوالکلام، مولانا ظفر علی خاں، مولانا عبدالباری صاحب مرحوم، مولانا کفایت اللہ، مولانا حسین احمد صاحب اور دوسرے بزرگوں کے نام اور وہ حالات پڑھئے جن میں ان کا ذکر ہے یا ان کی طرف اشارات ہیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ نام نہاد مصنف سیرت محمد علی کے دل میں ان بزرگوں کی عظمت و عزت آدھی بھی تو نہیں جتنی کہ عبدالماجد صاحب کی ہے حالانکہ عبدالماجد صاحب آج تک کسی خفیف سے خفیف خطرہ کے بھی قریب نہیں گئے گویا اپنے آپ کو ہمیشہ ابتلا اور مجاہدین دین حنیف کی صف میں اور محفوظ رکھا یا بیچ بیچ میں اخباروں کے کالم میں لکھا بہت کچھ مگر جہاں خطرہ کا خفیف جھلک بھی نظر آئی چپ سادھ کر بیٹھ گئے مطلب یہ کہ عبدالماجد صاحب کو ان بزرگوں سے کوئی نسبت ہی نہیں جنہوں نے راہ دین و ملت میں قربانیاں کیں اور طرح طرح کے مصائب آلام برداشت کئے ہیں اور اب تک کر رہے ہیں مگر انکی قدم قدم پر توہین و تذلیل کی گئی ہے اور عبدالماجد صاحب کے برابر بھی انکو قابل احترام نہیں سمجھا گیا مگر عبدالماجد صاحب کا اس طرح سے ذکر کیا گیا ہے کہ گویا مولانا محمد علی کے بعد قابل پرستش عبدالماجد صاحب ہی کی ذات ہے۔

اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ واقعات غلط سلط لکھے گئے ہیں بعض واقعات کی صورت مسخ کر دی گئی ہے مثلاً ایک واقعہ پنڈت موتی لال نہرو کا لکھا گیا ہے کہ انہوں نے صوبہ سرحد کی اصلاحات کے خلاف اسمبلی میں ہاتھ بھی اٹھایا اور آواز بھی۔ واقعہ یہ ہے کہ اسمبلی میں صوبہ سرحد کی اصلاحات کا مسئلہ پیش ہوا تو موتی لال جی سے شفیع داؤدی وغیرہ نے کہا کہ اس سوال کو پارٹی کا سوال بنا لیا جائے پنڈت جی نے کہا کہ پارٹی کے اندر ہر خیال کے لوگ ہیں اس لئے ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ جو رائے چاہے دے یہ بالکل غلط ہے کہ انہوں نے اصلاحات صوبہ سرحد کی مخالفت کی۔

بہرحال اسی قسم کی غلط بیانیوں سے یہ کتاب معمور ہے اور اس کو شائع کر کے فتنہ کا ایک دروازہ کھول دیا گیا ہے اور اس کی تمام تر ذمہ داری عبدالماجد صاحب پر عائد ہوتی ہے ہمارے خیال میں اس کی اشاعت روک دینی چاہیئے اور دوسرا ایڈیشن صحیح واقعات کے ساتھ شائع کرنا چاہئے جو اکابر علماء و زعماء پر طعن سے خالی ہو۔

پٹھان کا بیٹا

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی)

روہیلکھنڈ اینڈ کمایوں ریلوے پر بہلانی سے کچھ آگے جوگراجپور ایک چھوٹا سا ریلوے اسٹیشن ہے۔ آر کے آر کی یہ شاخ چونکہ جنگل میں گھستی چلی گئی ہے اس لئے اس پر جتنے اسٹیشن ہیں تقریباً سب کے سب انہی لوگوں کے کام آتے ہیں کہ جو یا تو جنگل کا ٹھیکہ لیکر اسے کٹوا رہے ہوں یا جنھیں شکار کا شوق گھر پر آرام سے نہ بیٹھنے دے اور ہر فرصت کے وقت جنگل میں کھینچ لے جائے۔

اس سے پیشتر جوگراجپور کے اسٹیشن پر آدمیوں کا اتنا بڑا مجمع کسی نے کبھی نہ دیکھا تھا اور اگرچہ ضلع کے کلکٹر بلکہ کمشنر بھی اکثر اس نواح میں شکار کی غرض سے آتے رہتے تھے پھر بھی اسٹیشن پر اتنی بھیڑ کبھی نہ ہوئی تھی قصبہ کا ایک ایک بچہ اور بوڑھا اور عورتیں اور مرد سب اسٹیشن پر موجود تھے اور اس اجتماع کا باعث یہ تھا کہ گذشتہ شب میں قصبہ میں ڈاکہ پڑا تھا اور قصبہ کے رئیس اعظم عبدالرحمٰن خاں ڈاکوؤں سے مقابلہ کرتے وقت ایک ڈاکو کی گولی سے ہلاک ہوگئے تھے اور اس وقت ان کی لاش بریلی بھیجی جارہی تھی تاکہ اپنے خاندانی قبرستان میں دفن کی جاسکے۔

عبدالرحمٰن خاں اگرچہ بہت بڑے رئیس تھے اور بالعموم اس درجہ کے رئیس گاؤں والوں کے لئے بہت کچھ تکلیف کا باعث ہوا کرتے ہیں لیکن وہ کچھ ایسے بھلے آدمی تھے کہ کبھی کسی کو ان سے بھلائی کے سوا برائی نہ پہنچی یہی وجہ تھی کہ سارا کا سارا گاؤں ان کی اس ناگہانی موت پر سچے دل سے ماتم کر رہا تھا ان کی عمر کوئی اڑتالیس سال کی تھی لیکن ابھی تک بالکل جوان معلوم ہوتے تھے بہادر بھی اس قدر تھے کہ جب ان کے یہاں ڈاکہ پڑا اور شور وغل سے ان کی آنکھ کھلی تو فوراً اسی طرح نہتے ڈاکوؤں کو پکڑنے کے لئے باہر نکل آئے اور ایک ڈاکو کو پکڑ بھی لیا مگر اس کے ساتھی نے کچھ ایسا سچا نشانہ لگایا کہ گولی ان کے دل پر بیٹھی اور اسی وقت کلمہ پڑھ کر دم دے دیا۔ ڈاکوؤں کا یہ گروہ کچھ عرصہ سے اس علاقہ میں آیا ہوا تھا اور اس وقت تک سات آٹھ وارداتیں ہوچکی تھیں۔ آس پاس کے دیہات میں فیروزا ڈاکو کے نام سے لوگ کانپنے لگتے تھے اسی جوگراجپور میں وہ دو مہینے پہلے ایک ڈاکہ ڈال چکا تھا اور اس موقع پر لالہ گردھاری لال اور ان کا جوان بیٹا دونوں کام آئے تھے یہ کچھ عجیب بات تھی کہ جہاں جہاں اس نے ڈاکے ڈالے تھے وہاں قتل کے وقوعے ضرور ہوئے تھے اور اس وقت تک صرف اسی نواح کے گیارہ آدمی ان ڈاکوؤں کے ہاتھوں اپنی جانیں کھو چکے تھے۔ پولیس بڑی سرگرمی کے ساتھ مصروف تفتیش تھی اور فیروزا کی گرفتاری کے لئے ایک معقول رقم بھی انعام کے طور پر پیش کی جاچکی تھی لیکن فیروزا کچھ ایسا بلائے بے درماں تھا کہ کسی طرح کسی کے ہتھے چڑھتا ہی نہ تھا خفیہ پولیس کی امداد کے باوجود کبھی پولیس والوں کو اس کی نقل و حرکت کی خبر نہ لگنے پاتی تھی اور وہ ایک آندھی کی طرح جب چاہتا تھا آجاتا تھا اور سیلاب کی طرح غارتگری اور تباہی پھیلا کر نکل جاتا تھا۔ لوگوں میں طرح طرح کی روایتیں مشہور تھیں کوئی کہتا تھا کہ وہ نیپال کے علاقہ میں رہتا ہے اور وہیں سے آکر ڈاکے ڈالا کرتا ہے کسی کا بیان تھا کہ وہ پیلی بھیت کے بن میں بودوباش رکھتا ہے اور کوئی اسے نند بن میں پناہ گزین بتایا کرتا تھا۔ بزدل اور ضعیف الاعتقاد لوگ اکثر یہ بھی کہدیا کرتے تھے کہ میاں اسے کون پکڑ سکتا ہے اس کے پاس تو سکندر شاہ صاحب کا تعویذ ہے۔ پیلی بھیت غلہ منڈی اور بریلی میں ایک ہلچل مچی ہوئی تھی اور پولیس کے افسروں کو رات کی نیند حرام تھی۔

عبدالرحمٰن خاں کی لاش کو رخصت کرنے کے لئے یوں تو تمام گاؤں آیا ہوا تھا اور ہر شخص غمگین و اشکبار تھا لیکن سب سے زیادہ قابل رحم حالت ان کے نوجوان لڑکے کی تھی جس کا نام عبدالمنان تھا جو اگرچہ خود بھی زخمی تھا لیکن باپ کے غم میں اپنا زخم کیا خود اپنے آپ کو بھی بھول گیا تھا سر و بازو شکستہ عبدالمنان باپ کی لاش کے پہلو میں بیٹھا تھا اور اس کی سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ یہ کیا ہوگیا اس کی نگاہیں زمین پر گڑی ہوئی ضرور تھیں وہ نہ کسی چیز کو دیکھ رہا تھا اور نہ کوئی خاص خیال اس کے دل میں تھا اس کی عمر کوئی تئیس کی تھی اور وہ بھی باپ ہی کی طرح تندرست اور توانا تھا اس نے اسی سال علیگڈھ یونیورسٹی سے بی۔ اے پاس کیا تھا اور اب وہ اپنی چھٹی کا زمانہ گذارنے اور شکار کھیلنے کے لئے گھر آیا ہوا تھا۔

پیلی بھیت پہنچنے اور تجہیز و تکفین سے فارغ ہوجانے کے بعد بھی منان کی حالت میں کوئی فرق نہ پڑا وہ اب بھی اسی طرح غم و رنج کی ایک زندہ تصویر تھا دوستوں نے اس کا دل بہلانے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ ان نے بہت چاہا کہ کسی طرح اس کا غم غلط ہو جائے لیکن وہ بھی کامیاب نہ ہوسکی وہ ہر وقت کسی گہری سوچ میں مبتلا رہتا تھا اور استغراق کا یہ عالم تھا کہ لوگوں سے بولنا چالنا تک چھوڑ دیا تھا اپنے دوستوں سے اگر کبھی وہ گفتگو کرتا بھی تھا تو وہ بھی فیروزا کے متعلق ہوتی تھی اور بار ہا اس کی زبان سے یہ فقرہ نکلا کرتا تھا کہ آخر یہ پولیس کس مصرف کی ہے جبکہ وہ چار مہینے کی مسلسل کوششوں کے باوجود ایک مجرم کا پتہ نہیں لگا سکی اور وہ مجرم بھی کہیں روپوش نہیں ہوگیا ہے بلکہ یہیں ان کے سر پر موجود ہے اور برابر ڈاکہ زنی کرتا رہتا ہے۔

ایک روز نہ معلوم منان کو کیا خیال آیا کہ وہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ اب میں خود اپنے باپ کے قاتل کا پتہ لگاؤں اور اسے پھانسی دلاؤں۔

سپرنٹنڈنٹ۔ واقعی آپ کا دل یہی چاہتا ہوگا اور اس میں کچھ ہرج بھی نہیں ہے لیکن آپ ابھی بالکل نوجوان ہیں اور ان ڈاکوؤں کی شرارتوں کا آپ کو ذرا بھی تجربہ نہیں ہے اس لئے اندیشہ ہے کہ انھیں گرفتار کرنے کی بجائے کہیں آپ خود ان کے ہاتھوں میں نہ پڑ جائیں فیروزا جہاں تک مجھے معلوم ہوسکا ہے بہت ہی بیرحم آدمی ہے اور اسے دوسروں کی جان لینے میں ذرا سا بھی تامل نہیں ہوتا۔

منان۔ یہ صحیح ہے کہ پولیس افسروں کی طرح تو ہوشیاری کے ساتھ میں کام نہ کرسکوں گا لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ پولیس افسروں کے دل میں وہ جوش نہیں ہے جو میرے دل میں ہے اس لئے بہت ممکن ہے کہ میں کامیاب ہوجاؤں۔

سپرنٹنڈنٹ۔ آپ کی مرضی میں اپنے ماتحتوں کو ہدایت کردوں گا کہ ہر موقع پر آپ کا خیال رکھیں اور ضرورت ہو تو آپ کو مدد دیں لیکن میں ایک مرتبہ پھر آپ سے

یہی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس جھگڑے میں نہ پڑیں اور الگ ہی رہیں تو بہتر ہے۔ فیروزا بہت ہی غیر معمولی قابلیتوں کا انسان ہے اور ہمارے محکمہ کے بہترین افسر بھی اس کی عیاریوں سے پریشان ہو چکے ہیں اس وقت تک ہمیں یہی نہیں معلوم ہو سکا ہے کہ اس کی جائے پناہ کہاں ہے کیونکہ وہ اس قدر ہوشیار ہے کہ قصبوں اور دیہاتوں میں وہ کسی سے قطعاً ذرا سا بھی تعلق نہیں رکھتا اور یہ واقعہ ہے کہ کسی شخص کو اس کے حلیہ تک نہیں معلوم ہو یہ بالکل ممکن ہے کہ وہ معمولی شریفانہ لباس پہنکر روزانہ مجھ سے یا میرے ماتحت افسروں سے ملاقات کر جائے انہی سب باتوں کو پیش نظر رکھکر میں آپ کو منع کرنا چاہتا ہوں آئندہ جیسی آپ کی مرضی ہو۔

منان۔ میں اس بیش قیمت مشورہ کے لئے سچے دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن میں کیا کروں میری رگوں میں خالص افغانی خون ہے جو ہیجان میں آچکا اور اب اس میں اس وقت تک سکون نہیں پیدا ہو سکتا کہ جب تک یا تو میں اپنے باپ کے قاتل سے انتقام نہ لے لوں یا پھر خود موت ہی ہمیشہ کے لئے میرے دوران خون کو بند کر دے جن مشکلات کا آپ نے ذکر کیا وہ سب میرے پیش نظر ہیں لیکن میرا دل کہتا ہے کہ میں ضرور کامیاب ہوں گا جس رات کو ہمارے یہاں ڈاکہ پڑا تھا میں نے فیروزا کی شکل کسی نہ کسی حد تک دیکھی تھی اور میرا خیال ہے کہ اگر سامنا ہو گیا تو میں اسے پہچان سکوں گا میں اپنی حفاظت کے لئے دو پستول اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور اگر ضرورت پڑی تو انھیں بے دریغ استعمال بھی کروں گا آپ سے صرف یہی درخواست ہے کہ آپ اپنے پولیس افسروں کو ہدایت فرما دیں کہ میری اطلاع دہی پر وہ سستی سے کام نہ لیں اور جلد سے جلد اس جگہ پہنچ جائیں کہ جہاں میں انھیں بلاؤں۔

سپرنٹنڈنٹ۔ بہتر ہے میں انتظام کر دوں گا۔

منان۔ شکریہ۔

منان نے مصنوعی بالوں کی جٹائیں سر پر باندھیں، مصنوعی داڑھی اور مونچھیں لگائیں۔ گیرو رنگ کے کپڑے پہنے ایک لانبا سا چمٹا ہاتھ میں لیا اور جنگل کی طرف چل دیا اس نے سوچا کہ قریب کے جنگلوں میں فیروزا کو تلاش کرنا فضول ہے کیونکہ اگر وہ یا اس کا گروہ کہیں قریب میں رہتا ہوتا تو دیہات کے باشندے کبھی نہ کبھی ضرور انھیں دیکھتے لیکن پولیس ایک ایک گاؤں والے سے پوچھ چکی تھی اور ہر ایک نے کانوں پر ہاتھ رکھا تھا اور یہی کہا تھا کہ ہم نے انھیں کبھی نہیں دیکھا جنگل میں داخل ہو کر اس نے شمال کا رخ کیا اور تھوڑا آگے بڑھکر دریائے ساردا کے کنارے کنارے اپنا سفر جاری رکھا اگر کبھی کوئی آبادی نظر پڑ جاتی اور وہاں کچھ کھانے کو مل جاتا تو خیر ورنہ اکثر جنگل کے پھلوں پر اور ساردا کے ٹھنڈے اور میٹھے پانی پر گذارا ہوا کرتا جنگل کے جو حصے زیادہ گھنے اور آبادیوں سے بہت دور نظر آتے انہی میں وہ بے خوف و خطر گھس جاتا اور کبھی کبھی اپنا راستہ چھوڑ کر دریا سے کئی کئی کوس دور ہو جاتا اور پھر ایسے مقام کو خوب اچھی طرح دیکھتا کہ جو بظاہر بہت بھیانک اور خوفناک نظر آتا ہو وہ کبھی رات میں سفر کرتا کبھی دن میں کبھی حد سے زیادہ گھنے جنگل میں گھس جاتا اور کبھی کھلے میدانوں میں آجاتا اور اس طرح مسلسل دو مہینے سفر کرکے اس نے جنگل کا ایک ایک کونا چھان مارا لیکن فیروزا اور اس کے گروہ کا کہیں پتہ نہ لگنا تھا نہ لگا اثنائے سفر میں جہاں کہیں کوئی آبادی آجاتی تو گاؤں والے اسے سادھو اور رضا رسیدہ فقیر سمجھکر اس کے پاس آتے اور اپنی اپنی مرادیں بیان کرکے وہ ان سب کی تسلی اور تشفی بھی کر دیتا اور باتوں باتوں میں ڈاکوؤں کے گروہ کے متعلق حالات بھی دریافت کر لیتا لیکن بجز اس کے کہ کبھی کبھی کسی گاؤں والے سے یہ معلوم ہوا کہ وہ گاؤں بھی فیروزا کی تاخت کا شکار بن چکا ہے اور کوئی بات ایسی نہ معلوم ہو سکی کہ جس سے کچھ بھی پتہ چل سکتا۔

منان کا کھلتا ہوا گندمی رنگ دھوپ کے اثر سے اب تانبے کی طرح سیاہی مائل ہو گیا تھا روزانہ دو دو اور تین تین مرتبہ دھوئے جانے والا جسم اب ہر وقت خاک مٹی میں اٹا رہتا تھا اور مصنوعی جٹائیں اور مصنوعی داڑھی اس کے لئے وبال جان بن گئی تھی نازو نعم میں پلا ہوا منان علیگڈھ کا گریجویٹ اور بیلی بھیت کا رئیس ہونے کے باوجود دو ماہ سے ہر قسم کی شدید ترین تکلیفیں اپنے اوپر برداشت کر رہا تھا اور اسی دھن میں لگا ہوا تھا کہ کسی طرح اس ڈاکو کا پتہ لگا لے جو اس کے باپ کا قاتل ہے بھوک پیاس اور بھوک پیاس کی تکلیفوں کے ساتھ جنگل کے جانوروں کا ہر وقت خوف یہ ایسی چیزیں تھیں کہ منان کے بجائے اگر کوئی اور ہوتا تو ضرور اب سے بہت پہلے اپنے ارادے سے باز آجاتا لیکن منان اپنی دھن کا پکا اور ارادہ کا مضبوط تھا وہ یہ فیصلہ کرکے گھر سے چلا تھا کہ یا تو اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا یا اسی مقصد کی خاطر اپنی جان دیدیگا۔

شمال کی طرف بڑھتے بڑھتے تقریباً دو مہینے کے بعد وہ کوہ ہمالہ کے دامن میں پہنچ گیا اور اس نے دیکھا کہ پہاڑ کے نشیب و فراز کی وجہ سے وہاں بکثرت ایسے مقامات موجود ہیں کہ جہاں اس قسم کے مجرموں کی بڑی بڑی جماعتیں مدتوں پوشیدہ رہ سکتی ہیں وہ ایک پہاڑ پر چڑھا اور جب اس کی چوٹی پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ وہاں سے وہ بہت دور تک آس پاس کی گھاٹیوں کو دیکھ سکتا ہے اس لئے اس نے ارادہ کر لیا کہ چند روز اسی چوٹی پر بیٹھ کر دیکھے ایک تارک الدنیا فقیر کی طرح وہ بڑے اطمینان کے ساتھ وہاں بیٹھ گیا اور گرد و پیش کے منظر سے دل بہلانے لگا اس چوٹی پر وہ ہوئی رہا اسے تیسرا روز تھا کہ علی الصباح ایک کوہستانی دہقان اس کے پاس آیا اور اس کے پیروں کو ہاتھ لگانے کے بعد بیٹھ گیا۔

منان۔ کیوں بچہ کیا چاہتا ہے؟

دیہاتی۔ مہاراج کے درشن کرلئے بس سب کچھ مل گیا میری اور کوئی اچھا نہیں ہے۔

منان۔ اچھا بابا مالک تیرا بھلا کرے گا۔ بچہ تیرا گھر کہاں ہے۔

دیہاتی۔ یہاں سے کوس بھر پر ایک گاؤں ہے۔

منان۔ کوئی بڑا گاؤں ہے!

دیہاتی۔ مہاراج آپ چلیں چل کر دیکھ لیں وہیں اشنان کرکے کچھ بھوجن بھی کرلیں اور سب گاؤں والوں کو درشن بھی دیدیں۔

منان۔ (مسکراکر) سادھو کا بھوجن کرنا کیا ہاں چلو چلکے تمہارا گاؤں دیکھ لیں دیہاتی آگے ہو لیا اور منان اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ پہاڑ کا دشوار گذار راستہ ہوا اور پھر جنگل بدقت و دشواری دونوں آگے پیچھے چلے جا رہے تھے کہ یکایک پہاڑی کا ایک چھوٹا سا خم طے کرتے ہی انھوں نے دیکھا کہ ایک شیر سامنے کھڑا ہے۔

جنگل کا یہ حسین طاقتور اور تنومند بادشاہ رات بھر اپنے غار میں آرام کرنے کے بعد اب ناشتہ کرنے کے لئے برآمد ہوا تھا اور پہاڑ کی گھاٹی میں کھڑا سوچ رہا تھا کہ کس طرف کا رخ کرے کہ دو اجل رسیدہ انسانوں کو آتے دیکھکر اس نے ایک ادائے غرور کے ساتھ اپنا سر اٹھایا اور ان پر ایک غائر نظر ڈالی دیہاتی شیر کو دیکھتے ہی خوفزدہ ہوکر رکا اور منان کی آڑ لیکر فوراً پگڈنڈی کی بائیں سمت کو نیچے بہت دور تک اترتا

چلا گیا لیکن ناتجربہ کار رمنان کچھ نہ سمجھ سکا کہ کیا کرے وہ بھونچکا ہو کر کھڑا ہو گیا اور کچھ خوف اور کچھ حیرت کے ساتھ اس شاندار حسین جسم کو دیکھنے لگا جو تقریباً تین گز کی لمبائی میں زمین سے اندازاً دو فیٹ اونچا اس کے سامنے کھڑا تھا اور جس پر نظر پڑنے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکے رگ و ریشہ میں کوٹ کوٹ کر طاقت بھری ہوئی ہے شیر کی منان پر اپنی نظر جا پڑی اور اس کے گلے سے ہلکی ہلکی غرانے کی سی آواز نکلنی شروع ہوئی منان کو بھی اب ہوش آیا اور نہایت آہستگی اور خاموشی کے ساتھ اس نے کمر سے ریوالور نکالا اور پورے اطمینان کے ساتھ اچھی طرح نشانہ لیکر ٹھیک اس وقت فیر کیا کہ جب شیر اس پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ ہو رہا تھا گولی بالکل صحیح نشانہ پر لگی اور ذرا سی آواز بھی منہ سے نکالے بغیر شیر اسی جگہ گر کر ڈھیر ہو گیا۔

بے پروائی کی ادا کے ساتھ منان نے ریوالور پھر کمر میں لگا لیا اور چاروں طرف اس کمبخت کسان کو تلاش کرنے لگا جو اسے اکیلا چھوڑ کر بھاگ گیا تھا ریوالور کی آواز نے اسے بھی اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا اور منان نے دیکھا کہ نیچے کھڈ میں کھڑا ہوا نتیجہ معلوم کرنے کا منتظر ہے منان نے اسے آواز دی اور بتایا کہ شیر مر چکا ہے تب وہ بہ مشکل اوپر چڑھا اور منان کے قریب آکر اس کی جرات اور اس کی نشانہ بازی کی بہت تعریف کرنے لگا

"مہاراج آپنے تو آج بڑے پن کا کام کیا یہ شیر آدمیوں پر لاگو ہو گیا تھا اور کئی عورتوں اور بچوں کو کھا گیا تھا آپ نے اس پاس کے سارے گاؤں والوں پر بڑا بھاری احسان کیا ہے"

منان۔ بچہ میں نے تو کسی پر بھی احسان نہیں کیا ہے اپنی جان بچانے کے لئے میں نے اسے مارا اگر میں اسے نہ مارتا تو وہ مجھے مار ڈالتا۔

دیہاتی (تعجب کے لہجہ میں) مگر مہاراج آپ کی بندوق کہاں ہے جس سے آپنے اسے مارا!

منان۔ (مسکرا کر) ہماری جیب میں ہے

دیہاتی (حیرت سے) جیب میں! بندوق جیب میں کیسے آگئی!

منان۔ چھوٹی سی بندوق ہے جسے پستول کہتے ہیں۔

باتیں کرتے ہوئے دونوں جب اس پہاڑی سے نیچے اتر آئے تو منان نے دیکھا کہ پہاڑ کی بالکل جڑ میں ایک چھوٹا سا مستطیل میدان ہے جو اندازاً سو گز مربع ہوگا درختوں سے بالکل صاف ہے اور اس کے سامنے جنگل شروع ہو جاتا ہے جو اس مقام پر سب سے زیادہ گھنا اور بالکل تاریک ہے منان ایک کوس سے زیادہ راستہ طے کر چکا تھا اور دیہاتی کے بیان کے مطابق توقع تھی کہ گاؤں نظر آجائے گا لیکن جب اسے کہیں آبادی کا کوئی نشان نظر نہ آیا تو اس نے پوچھا:

"تمہارا گاؤں ابھی کتنی دور ہے"؟

دیہاتی۔ مہاراج! بس اب ہم پہنچ گئے سامنے پیڑوں کی آڑ میں گاؤں والوں کی جھونپڑیاں ہیں۔

منان بے فکری اور اطمینان کے ساتھ آگے بڑھا اور اب یہ دونوں میدان کو طے کر کے جنگل کے بالکل قریب پہنچ گئے دیہاتی یکایک رکا اور اس نے ایک ایسے لہجہ میں کہ جس میں ادب یا تعظیم کا شائبہ تک نہ تھا کہا۔

"مہاراج تمہارے پاس پستول کہاں سے آیا! سادھوؤں کے پاس ایسی چیزوں کا کیا کام! مجھے شک ہوتا ہے کہ کہیں تم کوئی ڈاکو تو نہیں ہو ہم نے تو کبھی کسی مہنت یا سادھو کو پستول اور بندوق رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور پھر تمہارا نشانہ بھی ایسا تھا کہ ایک ہی فیر میں اتنا بڑا شیر ڈھیر ہو گیا اور سانس تک نہ لیا۔

منان۔ (اس کے بدلے ہوئے انداز سے چوکنا ہو کر) بابا فقیر کے پاس سب کچھ ہوتا ہے اگر ہم ایسی چیزیں اپنے پاس نہ رکھیں تو بھلا ایسے جنگلوں اور پہاڑوں میں ہمارا گذارا کیسے ہو۔

دیہاتی نے تین مرتبہ آہستہ آہستہ سیٹی بجائی اور اس کے بعد نہایت کرخت لہجہ میں کہا

"میرا نام فیروزا ہے مجھے دھوکہ دینا آسان کام نہیں ہے میں خوب جانتا ہوں کہ تم خفیہ پولیس کے آدمی ہو اور سادھو کا بھیس بنا کر مجھے گرفتار کرنے آئے ہو جس روز تم رامپور کے جنگل میں تھے میں نے اسی روز تمہیں بھانپ لیا تھا اور اس وقت سے اب تک برابر تمہارے پیچھے پیچھے پھر رہا ہوں مجھے ابھی تک پورا یقین نہیں تھا اسی لئے آج تمہیں یہاں بلا کر لایا تھا کہ تمہاری جامہ تلاشی لیکر معلوم کروں گا کہ تم کون ہو مگر اب اس کی بھی ضرورت نہیں رہی کیونکہ تمہارے پاس ریوالور کا ہونا اور تمہارے نشانہ کا اتنا صحیح ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ تم پولیس کے افسر ہو۔

منان۔ (مسکرا کر) بابا تو کیسی باتیں کر رہا ہے ہم تو سادھو لوگ ہیں اسی طرح جنگل پہاڑوں میں مارے مارے پھرتے ہیں یہ پہاڑی اچھی معلوم ہوئی تو دو چار دن کو یہاں بسیرا کر لیا۔ تم فیروزا ہو تو ہوا کرو اور نہیں ہو تو نہیں ہو۔ ہم کیا جانیں کہ فیروزا کون ہے سادھو لوگوں کو اس طرح دق کرنا اچھا نہیں ہوتا۔

فیروزا۔ چندا!

چندا کو آواز دینے پر منان نے مڑ کر دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ سات آدمی دہقانی لباس میں اس کے پیچھے کھڑے ہیں اور انہیں میں سے ایک آگے بڑھ کر فیروزا کے قریب آگیا

فیروزا۔ دیکھو چندا یہ بہت بڑے انسپکٹر صاحب ہیں انھیں بہت اچھی طرح رکھنا ایسا نہ ہو کہ یہ تمہاری قید سے نکل بھاگیں اور ہاں پہلے ان کا پستول تو لیلو۔ (منان سے مخاطب ہو کر) انسپکٹر صاحب خیریت اسی میں ہے کہ چپکے سے پستول دے دیجئے۔

منان۔ بابا تو کیوں دیوانہ ہوا ہے فقیروں سے دل لگی کرتا ہے تجھے پستول لینا ہے تو لیلے۔

فیروزا۔ (مسکرا کر) اچھا پستول تو دیدو پھر کچھ اور باتیں کرنا چندا نے اپنے آدمیوں کو کچھ اشارہ کیا اور خود بھی آگے بڑھا تاکہ منان کو اپنی حراست میں لے لے منان کسی قدر دہنی طرف کو جھکا اور تھوڑا سا پیچھے کو بھی ہٹ گیا اور اس طرح چھ ڈاکو اس کے دہنی جانب اور چندا اور فیروزا سامنے کی طرف اس سے تقریباً دس قدم پر ہو گئے اس نے ایکدفعہ پھر فیروزا سے کہا۔

"بابا تمہیں دھوکا ہوا ہے میں انسپکٹر ونسپکٹر کوئی نہیں ہوں میں ایک غریب سادھو ہوں ستانے سے تمہیں کچھ نہیں ملیگا پستول مجھے بلرام پور کے راجہ صاحب نے اسی لئے دیا تھا کہ جنگل میں سینکڑوں بلاؤں کا سامنا ہوتا ہے اور اسے میں ایسے ہی موقعوں کے لئے اپنے پاس رکھتا ہوں۔"

چندا۔ (ڈانٹ کر) بدمعاش کہیں کا! باتیں بنائے جاتا ہے پستول نکال کے نہیں دیتا (اپنے آدمیوں سے) پورن یہ ایسے نہیں مانیگا دو ٹھوکریں مار کر اس سے پستول چھین لے

پورن ایک بہت قد آور اور طاقتور شخص تھا اور اس کی صورت ہی ایسی ڈراؤنی تھی کہ معمولی آدمی تو اسے دیکھ کر ہی ڈر جاتا ایک ظالمانہ مسکراہٹ کے ساتھ پورن آگے بڑھا لیکن منان نے کسی قدر پیچھے ہٹ کر کہا۔

"بابا تم کوئی ہمیں ہاتھ مت لگاؤ ہم پستول اپنے آپ دیئے دیتے ہیں۔"

یہ کہکر اس نے اپنے کپڑوں کے اندر ہاتھ ڈالے اور دونوں ہاتھوں میں ایک ایک پستول لیکر فیروزا سے کہا۔

"میں ہرگز ہرگز پولیس کا افسر نہیں ہوں لیکن اتنا بزدل بھی نہیں ہوں کہ اپنے پستول یونہی بے لڑے بھڑے تمہیں دے دوں اگر تم اپنی زندگی چاہتے ہو تو

جدھر سے آئے ہو ادھر ہی چلے جاؤ یہ دونوں ریوالور بھرے ہوئے ہیں اور میرے نشانہ کا حال تمھیں معلوم ہی ہو چکا ہے اب اگر کسی نے میری طرف کو قدم بڑھایا تو کتے کی موت مارا جائے گا۔

فیروزا اور اس کے ساتھی کچھ دیر تو تحیر سے رہ گئے لیکن وہ سب کے سب جنگ آزمودہ ڈاکو تھے اسلئے صرف ایک لمحہ کے بعد وہ سب منان کی طرف دوڑے اور چاہا کہ اسے لاٹھیوں سے مار کر گرا دیں۔ مجبوراً منان کو فیر کرنا پڑا۔ وہ فیر کرتا جاتا تھا اور جنگل کے اندر کی طرف بھاگتا جاتا تھا سب سے پہلے پدرو کے گولی لگی اور اس کے گرنے سے کئی ایک ڈاکوؤں کی ہمت پست ہو گئی دوسری گولی چندا کی ٹانگ میں لگی اور وہ بھی بیکار ہو کر رہ گیا فیروزا اور باقیماندہ پانچ ڈاکوؤں میں سے تین بڑی ہوشیاری کے ساتھ درختوں کی آڑ لیتے ہوئے منان کا تعاقب کرتے رہے جنگل کے اندر تقریباً ایک میل گھس جانے کے بعد منان کو پھر موقع مل گیا اور اس نے ان میں سے ایک کو اور گرا دیا فیروزا کے غصہ کی کوئی انتہا نہ تھی وہ گالیاں دیتا جاتا تھا اور برابر منان کے پیچھے اس امید میں چلا آ رہا تھا کہ جب کارتوس ختم ہو جائینگے تو اسے پکڑ لیں گا منان بھی آتنا بیوقوف نہ تھا کہ اس بات کو سمجھ نہ سکتا اس نے بھاگتے ہی بھاگتے اپنی پیٹی میں سے کارتوس نکال کر ریوالور کو پھر بھر لیا تھا وہ اگر چاہتا تو فیروزا اور اسکے ساتھیوں کا با آسانی کام تمام کر سکتا تھا۔ لیکن اس کی خواہش یہ تھی کہ کسی طرح وہ آبادی کے قریب پہنچ جائے تاکہ پولیس کو اطلاع کرنے میں آسانی ہو۔

تقریباً ڈھائی میل آگے بھاگنے کے بعد اس نے دیکھا کہ تھوڑی دور پر جنگل کے محکمہ کے افسر کی کوٹھی نظر آ رہی ہے لیکن پیچھے کی طرف مڑ کر دیکھنے پر معلوم ہوا کہ فیروزا اور اسکے ساتھی غائب ہیں فیروزا کو اس کوٹھی کا علم تھا اور جب اس نے دیکھا کہ اس کا دشمن اس کوٹھی تک پہنچ جائے گا تو اس نے تعاقب چھوڑ دیا اور لوٹ گیا۔ آج پہلی مرتبہ منان نے فیروزا کی شکل اچھی طرح دیکھی اور اس کی جائے پناہ کا کچھ یونہی سا اسے پتہ چلا

دامن کوہ کے اسی میدان میں کہ جہاں فیروزا نے اپنے آپ کو منان پر ظاہر کیا تھا ایک غریب گھسیارا بیٹھا ہوا کھرپے سے گھاس چھیل رہا ہے ٹھیک دوپہر کا وقت ہے اور دھوپ کی تیزی سے گھبرا کر جنگل کے تمام جانور سایہ دار درختوں کے نیچے یا پہاڑ کے غاروں میں جا کر چھپ گئے ہیں ہوا چل رہی ہے لیکن بہت کافی گرم ہے اور آخر کار گرمی سے پریشان ہو کر گھسیارے نے بھی ایک عظیم الشان درخت کے سایہ میں پناہ لی جس کے سایہ کا دور اتنا بڑا تھا کہ کئی پلٹنیں بیک وقت اس کے نیچے پناہ گزیں ہو سکتی تھیں قریب ہی میں ایک کنواں تھا گھسیارے نے اپنی لٹیا اور ڈور کندھے سے اتاری پانی بھر کر پیا اور ہری ہری گھاس پر لیٹ گیا۔ گھسیارا اگرچہ بظاہر آرام کرنے کے لئے لیٹا ہوا تھا لیکن اس کی نگاہ برابر سامنے والے پیپل کے درخت پر تھی جو خشک ہو کر زمین سے تقریباً پانچ فٹ کی اونچائی پر ٹوٹ گیا تھا اور اب اس کی گزشتہ عظمت و شان کی یادگار صرف ایک کھوکھلا تنہ باقی رہ گیا تھا جس کا دور اندازاً ڈھائی گز کا ہو گا گھسیارے کی نگاہیں اس کھوکھلے سے ہٹیں تو اس نے دیکھا کہ اس میدان اسی قسم کے کئی کھوکھلے تنے کھڑے ہیں۔ وہ اٹھ کر بیٹھا تھوڑی دیر تک کچھ غور کرتا رہا اور پھر آخر اٹھ کر قریب کے خشک درخت کے پاس گیا یہ گھسیارا فی الحقیقت عبدالمنان تھا جسے خیال ہو گیا تھا کہ ضرور یہیں ان ڈاکوؤں کی جائے پناہ ہے کیونکہ اسے یاد تھا کہ گذشتہ موقع پر فیروزا نے سیٹی بجائی تھی اور خدا جانے کہاں سے ایک دو نہیں پورے سات آدمی نکل کر اس کے پیچھے آکھڑے ہوئے تھے اسے یہ بھی یاد تھا کہ سیٹی اتنی آہستگی سے بجائی گئی تھی کہ دور تک اس کی آواز نہیں جا سکتی تھی اور قریب میں وہ دیکھ رہا تھا کہ اس میدان میں سوائے ان چند کھوکھلے درختوں کے اور کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں کوئی چھپ سکے اس نے اچک کر اس کھوکھلے تنہ کے اندر جھانکا تو اسے اس کی جڑ میں اسے اس کی جڑ میں ایک غار کا دہانہ سا نظر آیا اور اب اس کے شکوک یقین سے بدل گئے کئی مرتبہ اس نے ارادہ کیا کہ اس تنہ کے اندر گھسے اور اس غار کا پتہ لگائے لیکن ہمت نہ پڑی اور وہ واپس اپنی جگہ پر آکر لیٹ رہا۔

بہت دیر تک اس کے خیالات میں یہی الجھن رہی اور آخرکار وہ یہ کہتا ہوا اٹھا کہ ہمت ہارنے سے پڑے پڑے بغیر کامیابی کی توقع فضول ہے اور اس کھوکھلے درخت کے تنہ پر چڑھ کر اندر اتر گیا جو دہانہ اسے نظر آیا تھا وہ درحقیقت ایک سرنگ تھی جس میں بڑی دور سے بہت ہی ضعیف روشنی پہنچانے کا انتظام کیا گیا تھا سر سے پاؤں تک پسینہ میں تر دل میں ڈرتا ہوا اور ریوالور کا کندہ نہایت مضبوطی کے ساتھ پکڑے ہوئے منان آہستہ آہستہ آگے کو بڑھتا چلا گیا سرنگ بالکل سیدھی نہ تھی بلکہ اس میں بہت ہی پیچ و خم تھے تقریباً دو سو گز راستہ طے کرنے کے بعد اس نے دیکھا کہ سرنگ یکایک بہت چوڑی ہو گئی ہے اور جس جگہ وہ کھڑا ہے وہ گویا ایک زمین دوز کمرہ ہے جس کی لمبائی اور چوڑائی چار چار گز سے زیادہ نہ تھی اس کمرہ میں روشنی کا انتظام راستہ کی بہ نسبت بہت زیادہ تھا اور منان نے دیکھا کہ ایک طرف کونے میں پانچ بندوقیں دیوار سے لگی کھڑی ہیں اور ہر بندوق کے اوپر ایک پیٹی کارتوسوں کی ٹنگی تھی کمرہ میں اس سامان کے سوا اور کچھ نہ تھا اور اسے اچھی طرح دیکھ لینے کے بعد منان نے دو بندوقیں اور پیٹیاں کندھوں پر لادیں اور بہ احتیاط تمام سرنگ سے نکل کر باہر آیا اور یہ سب چیزیں پہاڑ کے اس غار میں لیجا کر چھپا دیں جس میں وہ گذشتہ دو روز سے ٹھیرا ہوا تھا۔

اس کام سے فارغ ہو کر اس نے پہلے اچھی طرح ادھر ادھر نگاہ کی اور پھر ہمت کر کے دوسرے سوکھے ہوئے تنہ کے اندر کود گیا کہ جو اندر سے کھوکھلا تھا اور جس کی جڑ میں بھی اسی طرح سرنگ کا دہانہ نظر آ رہا تھا یہ سرنگ نسبتاً زیادہ روشن تھی اور کچھ دور چل کر اسے معلوم ہوا کہ اس میں سے داہنے اور بائیں کو کئی ایک راستے بنے ہوئے ہیں وہ کسی راستہ پر نہ مڑا بلکہ سیدھا چلا گیا لیکن جب وہ سرنگ چوڑی ہونے لگی اور اس نے اندازہ کیا کہ اب کمرہ قریب ہی ہوگا تو اسے کسی آدمی کی سی آہٹ معلوم ہوئی اور ٹھٹک کر رہ گیا اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اور سر سے پاؤں تک ٹھنڈا پسینہ آگیا اس کو معلوم ہوا کہ کوئی اس کی طرف کو آ رہا ہے اور جب اسے یقین ہو گیا کہ ضرور کوئی آدمی ہے تو اس نے جیب سے بجلی کی مشعل نکال کر بائیں ہاتھ میں لی اور داہنے ہاتھ میں ریوالور لیکر تیار ہو گیا آنے والا بڑی احتیاط کے ساتھ آہستہ آہستہ منان کی طرف آ رہا تھا اور جب دونوں کے درمیان صرف تین چار گز کا فاصلہ رہ گیا تو دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا بیک وقت دونوں طرف سے بجلی کی مشعلیں روشن ہوئیں اور فوراً سکے پانی کی طرح ان سے روشنی نکل کر باہر آئی اور دونوں چہروں پر پڑی منان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ تھی جب اس نے دیکھا کہ اس کے سامنے فیروزا ڈاکو کی جائے ایک نہایت ہی حسین و جمیل نوجوان لڑکی کھڑی ہوئی ہے

"تم کون ہو اور یہاں کیسے آئے" لڑکی نے گھبرائے ہوئے تحکمانہ لہجہ میں پوچھا۔

منان۔ سرکار میں چمار ہوں گھاس چھیلنے آیا تھا۔

لڑکی۔ چماروں کے پاس بجلی کے لیمپ بھی ہوتے ہیں؟ تمہاری صورت بھی بتا رہی ہے کہ تم چمار ہرگز نہیں ہو سکتے۔

منان۔ اگر میں چار نہیں ہوں تو آپ بھی ڈاکو کی بیوی نہیں ہو سکتیں۔

لڑکی۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ میں ڈاکو کی بیوی نہیں ہوں

منان۔ تو یہ بھی ٹھیک ہے کہ میں چار یا گھسیارا نہیں ہوں

لڑکی (کسی قدر نرم لہجہ میں) تو پھر آپ کون ہیں اور یہاں کیوں آئے؟

منان۔ پہلے آپ بتایئے کہ آپ کون ہیں اور یہاں کیسے پہنچیں

لڑکی۔ میں اپنے حالات آپ کو نہیں بتا سکتی۔

منان۔ آپکے حالات اس حد تک تو مجھے معلوم ہیں کہ آپ کا کسی نہ کسی طرح کا تعلق فیروزا ڈاکو اور اس کے گروہ سے ہے یہ بھی معلوم ہے کہ یہ اور اسی طرح کی اور سب سرنگیں ڈاکو کے چھپنے کے مقامات ہیں اور اب جبکہ مجھے اس قدر معلوم ہے اور پھر بھی آپ اپنے حالات مجھ سے چھپانے کی کوشش کر رہی ہیں تو پھر آپ نے یہ کس طرح توقع کر لی کہ میں اپنے حالات آپ کو بتا دوں گا آپ مجھپر اعتبار کیجئے تو میں بھی آپ پر اعتبار کر سکتا ہوں۔

لڑکی۔ (کچھ سوچکر) یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہیں تو اب میرا انھیں چھپانا فضول ہے میں اسی فیروزا کی لڑکی ہوں جس کا نام ابھی آپ نے لیا تھا اور میرا نام زہرہ ہے

زہرہ!........زہرہ! کس قدر پیارا نام ہے۔

اچھا اب میں بھی آپ کو بتا ہی دوں میرا نام عبدالمنان ہے اور آپکے والد نے گزشتہ موقع پر جوگراجپور میں ڈاکہ ڈالا تھا تو بے خطا اور بے قصور میرے والد کو جو بالکل نہتے تھے بند وق کا نشانہ بنا دیا تھا میں نے بہت دنوں تک انتظار کیا کہ پولیس مجرموں کا پتہ چلائے لیکن جب ادھر سے مایوسی ہوئی تو خود ان کی تلاش میں نکلا اور اب یہاں تک آپہنچا ہوں۔

لڑکی (خوفزدہ ہوکر) تو تم میرے والد کو گرفتار کرا دوگے!

منان۔ اگر میں ایسا کر دوں تو کیا کچھ بیجا ہوگا؟ تمہارے والد نے نہ معلوم اس وقت تک کتنے گھر ویران کر دیئے اور کتنی عورتوں کو بیوہ اور کتنے بچوں کو یتیم بنا دیا تمہیں شاید معلوم نہیں کہ وہ کس قدر سنگ دل بیرحم اور ظالم ہے ورنہ شاید تم اس کے ساتھ رہنا بھی پسند نہ کرتیں۔

لڑکی۔ مگر ابا نے تو ہمیشہ مجھ سے یہی کہا کہ میں خود کبھی ڈاکہ نہیں ڈالتا ہوں میرے پاس آدمی ہیں وہ جا کر ڈاکہ ڈالا کرتے ہیں۔

منان۔ (میں نے تمھیں اسی لئے دھوکہ میں رکھا کہ اسے ڈر تھا کہ تم اس سے نفرت کرنے لگوگی۔

لڑکی (کچھ سوچکر) یہ تو بہت برا ہوا ابا نے بہت برا کیا مگر پھر بھی ..... اچھا کچھ نہیں میں کچھ نہیں کہتی جو آپکے جی میں آئے وہ کیجئے آخر آپ کے بھی تو والد ہی کی جان گئی ہے آپ کو اپنے والد سے بڑی محبت تھی جب ہی تو اس طرح اپنی جان پر کھیل کر یہاں آئے سب بچوں کو اپنے باپ سے ایسی ہی محبت ہوا کرتی ہے مجھے بھی ابا سے بہت محبت ہے مگر مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ ایسے برے آدمی ہیں

منان (افسوس کے لہجہ میں) مجھے افسوس ہے کہ میں نے ان کے حالات بیان کرکے تمہارے دل کو رنج پہنچایا ہے تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تک میرا اور میرے باپ کی جان کا تعلق ہے میں انھیں تمہاری خاطر سے معاف کرنے کے لئے بھی تیار ہوں لیکن ان کی گرفتاری اس لئے ضروری ہے کہ وہ تمام خلق اللہ کے لئے مصیبت کا باعث بنے ہوئے ہیں اور اگر وہ اسی طرح آزاد رہے تو خدا ہی جانے کتنے خاندان ان کے ہاتھوں برباد ہو جائینگے تمہارے دل کو بیشک سخت صدمہ ہوگا لیکن اگر تم ایمان اور انصاف پر

تو تم خود اپنے ہاتھ سے اپنے باپ کو پکڑ کر پولیس کے حوالہ کر دوگی۔

لڑکی (کمزور آواز سے) جس شخص نے اتنے خون کئے ہیں وہ ضرور سزا کا حقدار ہے میرے دل کو چاہے کتنا ہی صدمہ کیوں نہ ہو مگر میں تمھیں ہرگز ہرگز نہ روکوں گی تم ضرور انھیں گرفتار کرا دو۔ آج تین روز سے وہ اپنے تمام ساتھیوں کو لیکر پھر کسی جگہ ڈاکہ ڈالنے گئے ہیں اور مجھ سے آج آنے کو کہہ گئے تھے جب تم آئے ہو تو میں یہی سمجھی کہ تمہاری طرح کوئی ہی ہے کہ شاید وہ آگئے ان کے آنے سے پہلے اگر تم کوئی تدبیر کرنی چاہتے ہو تو کر لو ابا آجتک کبھی نہیں ہوا ہے کہ جس دن کے لئے وہ مجھ سے کہہ گئے ہوں اس دن لوٹکر نہ آئے ہوں میرے خیال میں وہ شام تک ضرور آجائینگے۔

منان۔ تم واقعی بہت شریف اور بہادر ہو میں ابھی جا کر پولیس کو اطلاع کرتا ہوں مگر وہ جلد سے جلد بھی آئی تو کل صبح تک یہاں پہنچے گی تم اپنے باپ سے اس وقت تک میرے آنے کا ذکر تو نہیں کروگی (منان نے تجسس آمیز نگاہوں سے زہرہ کی طرف دیکھا)

زہرہ۔ نہیں (میں) ان سے کچھ نہیں کہوں گی مجھے اب ان سے نفرت ہو گئی ہے بڑی شرم معلوم ہو رہی ہے کہ میرا باپ ڈاکو ہے اور اس نے آدمیوں کو قتل کیا ہے۔

منان۔ (محبت آمیز لہجہ میں) اس میں تمہارے لئے شرمندہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے تمہیں تو آجتک یہ بات معلوم بھی نہ تھی اچھا وقت کم ہے اور اب مجھے سرنگ میں کسی کے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی اور منان اور زہرہ نے گھبرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر دونوں نے بجلی کے بلب کا رخ آنے والے کی طرف کر دیا۔

غلیظ بے ترتیب شکستہ حال ننگے سر پگڑی سے ہاتھ اور پاؤں کے زخم بندھے ہوئے فیروزا ڈاکو لنگڑا لنگڑا کر سرنگ میں آتا نظر پڑا ایک کی بجائے بجلی کے دو بلب روشن دیکھ اس کا ماتھا ٹھنکا اور اس نے زہرہ کو آواز دی۔

زہرہ! یہ دوسرا کون آدمی ہے!

قبل اس کے کہ زہرہ کچھ جواب دے منان خود آگے بڑھا۔

"میں وہ شخص ہوں کہ جس کے باپ کو تم نے بے گناہ اور بے قصور جوگراجپور میں قتل کیا تھا اور میں وہ شخص ہوں جو سادھو بنکر اس علاقہ میں تمہاری تلاش میں آیا تھا اور جسے تم پولیس کا افسر سمجھکر اپنے یہاں قید کرنے کے لئے اس جگہ تک لائے تھے اور میں وہ ہوں جو اس روز تمہارے کئی آدمیوں کو زخمی کرکے نکل گیا تھا آخر میں نے تمہارے چھپنے کی جگہ کا پتہ لگا لیا اور اب تم اور تمہارا اسرار اگر وہ میرے قبضہ میں ہے میری تمنا تھی کہ اگر تم کہیں اکیلے مجھے ملتے تو تم سے مقابلہ کرکے اپنے باپ کا بدلہ لیتا لیکن افسوس کہ تم اب ملے تو ایسے حال میں کہ زخموں سے چور ہو رہے ہو زخمیوں پر ہاتھ اٹھانا مرد کا شیوہ نہیں ہے اسلئے میں تمھیں معاف کرتا ہوں اور چھوڑے دیتا ہوں اب پولیس اور تم جانو۔

فیروزا نے بہت غور سے دیر تک منان کی صورت دیکھی اور پھر کچھ سوچکر کہا:۔

"تم بیشک شریف اور بہادر ہو میں بھی شریف تھا اور بہادر ہوں دنیا نے مجھپر ایسے ایسے ظلم کئے کہ میں ان کی تاب نہ لا سکا لوگوں نے میرے ساتھ ایسی ایسی بے ایمانیاں کیں کہ مجھے انسانوں ہی سے نفرت ہو گئی اور مجبور ہوکر میں نے یہ پیشہ اختیار کر لیا مجھے واقعی انسانوں سے نفرت تھی اور کسی آدمی کی جان لیتے وقت مجھے اتنا سا بھی افسوس نہ ہوتا تھا کہ جتنا کسی مچھر کو مار دینے سے ہوتا ہے۔ میں دولت کا لالچی نہیں تھا میں نے لاکھوں اور کروڑوں روپے اپنے اس پیشہ کے ذریعہ سے پیدا کئے لیکن سب وہ برباد کر دیئے اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا میں صرف اسلئے ڈاکو تھا کہ مجھے انسانوں سے نفرت تھی اس سے پہلے کبھی پولیس کو میرے ارادوں کی اطلاع نہ ہو سکی اور کبھی میں کیا مبارکوئی

آدمی بھی گرفتار نہیں ہوا لیکن اب شاید میرا آخر وقت آگیا ہے اور تم نے میرے چھپنے کی جگہ معلوم کر لی اور آخر میرا ایک ساتھی شرفو انعام کے لالچ میں پولیس سے مل گیا یہاں سے اس کو میں پر برابر ایک گانٹی ہی پرسوں ہم نے دہیں ڈاکہ ڈالنا چاہا تھا مگر شرفو نے پولیس کو خبر کر دی تھی اور بہت سی پولیس اور فوج وہاں پہلے ہی آکر چھپ رہی تھی۔ ہم پہنچے تو انہوں نے ہمیں گھیر لیا اور بڑا سخت مقابلہ پڑا۔ ہم نے پانچ آدمیوں کو مار کر مشکل سے اپنی جان بچائی اور جنگل میں گھس گیا۔ میرا ایک بازو ٹوٹ گیا ہے ٹانگ میں ایک بہت بڑا زخم ہے اور چھوٹے موٹے زخم تو نہ معلوم کتنے تمام بدن پر ہیں میرا خیال تھا کہ یہاں پہنچکر مجھے پناہ مل جائے گی اسی طرح مرتا گرتا جس طرح بھی ہو سکا یہاں آکر پہنچا لیکن معلوم ہوا کہ اب میرا وقت آپکا ہے (زہرہ سے مخاطب ہو کر) زہرہ بیٹی ذرا سا پانی دو۔ پیاس کے مارے میرے حلق میں کانٹے پڑ گئے ہیں (پانی پیکر) یہ زہرہ میری لڑکی نہیں ہے (زہرہ چونک پڑی) یہ مرزا معظم شکوہ کی لڑکی ہے جو نجیب آباد کے نواح میں رہتے تھے آہ! مجھے وہ وقت یاد ہے کہ میں نے اس کی والدہ پر تشدد کرنے کے لئے انہیں اپنے ہاتھ سے قتل کیا زہرہ اس وقت صرف چھ مہینے کی تھی اس کی والدہ نے یہاں اس کی آواز بھرا گئی) کو میں زبردستی اٹھا لایا، مگر وہ ایسی صاحب عصمت تھی کہ راستہ ہی میں چھری مار کر اس نے اپنا خاتمہ کر لیا۔ میری جیسی ناپاک طبیعت سے یہ کچھ بھی بعید نہ تھا کہ میں اسی وقت زہرہ کا بھی گلا گھونٹ کر پھینک دیتا لیکن اس کی آنکھوں میں مجھے ہمیشہ اسکی ماں کی تصویر نظر آیا کرتی تھی اور میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس کی ماں سے زیادہ مجھے بھی محبت تھی میں نے اس چھ مہینے کی جان کو اپنے کلیجہ سے لگا کر رکھا اور جو تکلیفیں اس کے لئے میں نے اٹھائی ہیں وہ شاید اس کی ماں بھی نہ اٹھا سکتی۔

بھائی عبد المنان! میں جانتا ہوں کہ تم بہادر اور شریف ہو یہ میرا آخری وقت ہے کل صبح تک بھی میں زندہ نہیں رہ سکتا اگر آپ ذلیل ڈاکو پر اور اگر اپنے باپ کے قاتل پر تم اس کے آخری وقت میں احسان کرنا پسند کرو تو میں زہرہ کا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں دینا چاہتا ہوں۔ بے شک یہ معصوم ہے اور بیاں ہی کی طرح بہادر ہے تم اس کی قدر کر سکتے ہو تم اسے آرام پہنچا سکتے ہو اور تم اسے خوش رکھ سکتے ہو میرا دل اندر سے کہہ رہا ہے کہ تم میری درخواست کو رد نہ کرو گے (التجا آمیز نگاہوں سے منان کی طرف دیکھنے لگا)

منان۔ بھرائی ہوئی آواز میں، تمہارے حالات سنکر میرے دل پر بڑا اثر ہوا ہے اگر تم اپنے گزشتہ افعال پر اب بھی سچے دل سے نادم ہو تو دنیا میں تم جیسا مجرم ہے لیکن خدائے کریم ضرور معاف کر دیگا۔

فیروزا۔ کیا مجھ جیسے گنہگار کو بھی؟

منان۔ اس کی شان کریمی سے کوئی بات بھی بعید نہیں ہے۔

فیروزا نے اپنا اس ہاتھ کو دیکھا جس میں پستول تھا اور اس کے بعد زہرہ اور منان سے مخاطب ہو کر کہا:

"میں پولیس والوں کے ہاتھوں بے عزت ہو کر اسپتال میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنا نہیں چاہتا خدا تم دونوں کو خوش و خرم رکھے" اس کے فیر کی آواز سے تمام سرنگ گونج گئی منان نے گھبرا کر زہرہ کو اپنی طرف کھینچا اور وہ بھی ڈر کر اس سے لپٹ گئی ہوش درست ہوئے پر انہوں نے دیکھا کہ فیروزا نیچے پڑا دم توڑ رہا تھا۔

زہرہ اور منان سرنگ سے باہر نکلے اور باقاعدہ نکاح کیا انہوں نے تمام واقعات کی اطلاع پولیس میں کر دی پولیس نے سب سرنگوں کی تلاشی لیکر کچھ ہتھیار اور برآمد کئے اور انہیں بند کرا دیا ہفتہ کے ڈاکے میں پولیس نے فیروزا کے گروہ میں سے سات ڈاکوؤں کو گرفتار کر لیا تھا اور ان سے پوچھ پوچھ کر باقیوں کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔

منان نے گھر پہنچ کر زہرہ کو اپنے گھر کا ملکہ بنایا اور پیر ہو نہج پر اس کا یہی مقولہ تھا کہ "خطرات میں پڑے بغیر بیاں کی توقع فضول ہے"۔

رضائے الٰہی کے شیدائی

اگر ہندوستان میں کہیں جہاد دیکھنا چاہتے ہیں، تو رسالہ مولوی کے خریداروں کو دیکھئے، جو محض رضائے الٰہی کیلئے مولوی کی ترقی اشاعت کرتے ہیں۔ اور خود مجھے اتنا فکر نہیں جتنا ان کو فکر ہے۔ وہ تو مولوی کا خرچ ہی آتا ہے، ورنہ نئے معاونین کی موجودگی میں مولوی کا سرمایہ ہزاروں کا نقد ہوتا۔ لیکن اب بھی یہ کیفیت ہے کہ اس کی تہیدستی بروقت سوہان روح ہے، وجہ کہاں ہوتی ہے کہ رسالہ کی آمدنی و خرچ میں تین سو روپے ماہوار سے زائد کا نقصان ہے۔ اب یہ کمی اشتہارات کرتے ہیں یا پوری ہوتی چلی ہے کتابیں کم بکتی ہیں اور اس کی وجہ بھی کھلی ہوئی ہے۔ کہ مولوی ہی میں اتنا مسالہ بہ بہائی کو مل جاتا ہے کہ وہ کتابوں سے بے نیاز ہو جاتے ہیں، اب یہ کمی پوری ہو تو کیسے، یا تو آپ اس کی کوئی تدبیر بتلائیے یا پھر کتابیں خریدیئے یا دوسروں سے خرید وائیے، جو کام میں خود کر سکتا ہوں اس کے لئے نہیں کہا کرتا، اور جو میرے بس کا نہ ہو تو اس کے لئے سوائے آپ ہی معاونین ہیں، اور کس سے کہہ سکتا ہوں، سو پچاس روپے ماہوار کی بات ہوتی تو چند معاونین مخصوص کر کے اعانت لے لیتا، اب اتنی خطیر رقم تو آپ سب مل کر ہی پوری کر سکتے ہیں۔ یا پھر آپ لوگ مشورہ دیجئے کہ ان حالات میں مجھے کیا کرنا چاہئے کیونکہ قرض کا بار بڑھتا ہی رہا ہے گھٹنے کی کوئی صورت نہیں۔

مجھ سے زیادہ مولوی کی ترقی پسند کرنیوالے

یہ بھائی ہیں جن کی کوشش کی وجہ سے مولوی اب اکیس ہزار چھپ رہا ہے، خدا ان کا حافظ و ناصر ہو جیسے یہ مولوی اور خدا کے دین کے نگہبان و ناصر ہیں، ایسے ہی دعا خدا سے کہ کرونگا وری اللھم حصل مرادھم بالخیر

نام معاونین	تعداد	نام معاونین	تعداد
جناب فخر الدین صاحب اٹیہ	۴	جناب غلام محمد صاحب ٹلار بالہ	۳
" یاسین حسین صاحب حیدرآباد	۲	" چوہدری برکت علی صاحب خینڈکی	۷
" محمد الرحمان صاحب جونا گڑھ	۳	" شیخ محمد صاحب پوران پور	۱
" عبد القادر صاحب بلدہ بیر	۱	" عبد النور صاحب جہانگیر آباد	۱
" حکیم حاجی محمد عالم صاحب الوگئے بن	۲	" محمد فخر الدین صاحب ہمزاکامی	۵
" محمد رب نواز صاحب تمندار ڈیرہ اسمٰعیل	۲	" شیخ عبد الرحمان صاحب سکندرآباد	۲
منشی عبد الخالق صاحب اولارن گنج	۳	" جان محمد صاحب ناجر گڑھی	۲
خان بہادر نواب محمد ابوبکر خالقداد دوت	۵	" عبد الستار صاحب ناگور	۲
منشی عبد الصمد صاحب پٹنہ	۲	" سید فخر الدین صاحب پشاور	۲
محمد علی صاحب خریدار نمبر ۱۲۴۸ نور الا	۲	" سید سردار علی شاہ صاحب پٹی	۲
عبد الحق صاحب ہیڈ ماسٹر حیتر گنج	۲	شیخ قاسم صاحب گورو	۲

نام معاون	تعداد	نام معاون	خریدار	نام معاون	خریدار	نام معاون	خریدار
جناب ممتاز احمد صاحب ہیڈ ماسٹر	۲	جناب میر امام علی صاحب شملہ	۵	جناب ڈاکٹر محراب خان صاحب لکھنؤ	۱	جناب شرف الدین صاحب اینڈ سنز	۲
,, قاضی عبدالہادی صاحب الہ آباد	۲	حبیب داد صاحب بلار پور	۴	سلامت اللہ صاحب لاہور	۱	چودہری محمد علی صاحب ایس آئی	۱
,, سید محبت علی صاحب جروہ پور	۱	,, عبدالکریم صاحب کیمبل	۱	,, محمد شفیع صاحب ...	۲	,, احمد حسین صاحب ...	۱
,, مولوی سید جمال الدین صاحب ...	۱	,, صوفی فخر الحسن صاحب ...	۱	,, حاجی ظفریاب حسین صاحب ...	۲	,, محمد ... الدین صاحب اینڈ سنز	۳
,, غلام معین الدین صاحب قریشی ...		,, فقیر الدین صاحب جروہ پور	۲	,, محمد رفیق صاحب ... پور	۱	,, محمد شریف صاحب ...	۱۰
,, مستری عبدالکریم صاحب ...	۱	,, رفیع الدین صاحب ...	۲	,, محمد نسیم صاحب کوٹلی	۲	,, چیمہ قاضی عبدالحکیم صاحب ...	۲
,, عبداللطیف صاحب کلکتہ	۱	,, سید بارک علی صاحب ...	۱	,, عبدالحق صاحب ...	۱	,, حیدر زمان صاحب اجمیر شریف	۲
,, سید وحید علی صاحب ...	۵	,, عبدالغنی صاحب ٹیلر ...	۱	,, محمد عظمت اللہ صاحب کانپور	۸	,, عبدالغفور خان صاحب ... پور	۲
,, منشی احمد حسن صاحب ہیڈ محرر ...	۲۲	,, عبدالرحمان صاحب ...	۱	شیخ ... صاحب ...	۲	,, محمد شریف صاحب ابراہیم پورہ	۲
,, سید اسرار احمد صاحب رام نگر	۳	,, ... خان صاحب ...	۱	,, محمد ... حسین صاحب ... غازی ...	۴	,, قمرالزمان صاحب ...	۳
,, قاضی معین الدین احمد صاحب آگرہ	۱	,, بابو احمد دین صاحب ...	۴	جناب حکیم فضل احمد صاحب لائل پور	۲	,, سید عبدالعزیز صاحب ...	۲
,, عبدالرحیم صاحب ...	۱	,, محمد نورالدین صاحب گجرات	۱	,, میاں ... شاہ صاحب ...	۲	,, سید ... شاہ صاحب ...	۲
محمد رب نواز صاحب ...	۵	,, اسد علی صاحب الہ آباد	۱	,, محمد رفیق الحسن صاحب کلکتہ	۲	,, برکت علی صاحب گورداسپور	۱
مولوی ... صاحب ...	۵	حامد علی صاحب پٹواری بہاولپور	۳	,, سید حامد علی صاحب ...	۴	,, ایچ ایم عبداللہ صاحب ملتان	۱
احمد علی خان صاحب خیریت آباد	۱	احمد ایوب صاحب کلرک ...	۲	,, اختر محمد صاحب بارہ بنکی	۱	,, منشی محمد یعقوب صاحب ...	۲
منشی آدم دادا صاحب سورت	۲	محمد ابراہیم صاحب ...	۴	,, تاج الدین صاحب ...	۳	,, عبدالرحمان صاحب ...	۱
ایس ایم حنیف صاحب ...	۲	,, حاجی محمد قمرالدین صاحب ...	۲	,, مولوی اسد علی صاحب ...	۳	,, سید ... حسن صاحب ...	۲
نریمان ایم ڈاکٹر صاحب بمبئی	۱	,, سید معین الحق صاحب ...	۳	,, ... حبیب احمد صاحب ...	۱	,, بابو محمد حسن صاحب کراچی	۲
,, رحمت اللہ صاحب ... نیلور	۳	,, حافظ نصیر صاحب ...	۲	,, سید امیر علی صاحب وکیل جبلی پورہ	۵	,, محمد حسین ... صاحب ...	۲
,, شیخ شفیع اللہ خان صاحب چتوڑ	۴	,, چودہری جلال الدین صاحب لاہور	۳	,, سید محمد غوث صاحب ...	۱	,, فقیر محمد صاحب پٹواری ...	۱
,, فضل محمد صاحب ...	۷	,, محمد اسماعیل صاحب فیروزپور	۲	,, بشیر الدین خان صاحب ...	۱	,, ... صاحب ...	۱
,, ناظم صدیقی دواخانہ سیالکوٹ	۲	,, محمد خلیل صاحب کلرک مراد آباد	۷	,, عبدالرحمن خان صاحب ...	۱	,, اسماعیل بن یعقوب صاحب ...	۳
احمد حسین صاحب کانسٹیبل گونڈہ	۳	محمد یوسف خان صاحب ...	۴	,, سید محمد احمد نواز شاہ صاحب بہاولپور	۳	سید محمد ابوالخیر صاحب ... علی گڑھ	۱
,, مستری اسد علی صاحب لاڈپورہ	۲	,, محمد یعقوب خانصاحب بانکی پور	۳	ایم اے رشید صاحب ٹرانزٹ لاہور	۱۰	,, سید ... شاہ صاحب ...	۳
,, محمد رضا حسین صاحب بارہ بنکی	۵	,, محمد نواب علی صاحب ردولی	۲	محمد علی خان صاحب میسور	۳	,, محمد عظمت اللہ صاحب ...	۳
,, ایس ... صاحب ...	۲	,, سید پیر بادشاہ میاں صاحب ...	۴	... شفیع ... صاحب ...	۳	,, حافظ احمد الدین صاحب ...	۲
,, مولوی نبی بخش صاحب ...	۴	,, حکیم آل حسن صاحب فتح پور	۱	,, ایم عظیم خان صاحب مدراس	۳	,, مرزا عزیز بیگ صاحب ... گنج	۲
,, محمد ... صاحب کراچی	۲	,, محمد عبداللطیف صاحب امرتسر	۲	,, سید رفیق الحسن صاحب قرولی	۳	,, فضل الٰہی صاحب پٹواری ...	۲
,, خانصاحب محمد ابراہیم صاحب ...	۲	,, عبدالکریم صاحب ہیڈ ... پور	۴	,, عبدالغنی صاحب ...	۴	,, شیخ داود صاحب ... بمبئی	۳
سید محمد امین صاحب غازی پور	۳	,, عبدالرحمان صاحب رائے گڑھ	۲	,, غلام رسول صاحب ...	۲	,, سید قاسم صاحب ...	۱
,, محمد برکت اللہ صاحب الور	۴	,, سید فخرالدین صاحب وکیل گلبرگہ	۲	,, سید توفیق احمد صاحب ...	۲	,, خواجہ محمد تراب صاحب حیدرآباد	۳
,, بابو پیر محمد صاحب ...	۴	,, شبیر حسن صاحب ...	۳	,, عبدالرحیم صاحب مرزاپور	۲	,, ... صاحب مومن آباد	۳
,, ... حسین صاحب ... پور	۲	,, مفتی شوکت علی صاحب گورداسپور	۵	,, شیخ غلام مرتضیٰ صاحب ... گنج	۵	,, مولوی محمد بخش صاحب ...	۲
,, حافظ قدرت اللہ صاحب ...	۲	,, محمد دین صاحب ...	۳	منشی ظفر علی صاحب ہیڈ محرر لکھنؤ	۱	,, محمد یوسف صاحب منیجر ہردوئی	۳
,, غلام مرتضیٰ خان صاحب ...	۲	,, ڈاکٹر احمد حسن صاحب لکھنؤ	۲	,, عبدالصمد صاحب ...	۱	,, قاضی محمد یوسف صاحب ...	۱۰
,, وارث علی صاحب کان پور	۲	,, محمد یعقوب صاحب ... پور	۱	,, حکیم محمد حنیف صاحب سلوانی	۱	,, مولوی کریم الدین صاحب ...	۲
خلیفہ سید احمد حسین صاحب ...	۲	,, دانش علی صاحب ...	۲	,, سید محسن صاحب آگرہ	۱	عبداللطیف صاحب ...	۲
مولوی عبدالقدوس صاحب زید پور	۱	,, ... حسین صاحب کانپور	۲	,, محمد ... حسین صاحب ...	۱	سید شاہ نورالرحمن صاحب ...	۲

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب شیخ حشمت علی صاحب منگرولی	۲	جناب محمد اشرف صاحب منزائی	۲	جناب مولوی عبدالرشید صاحب بیرابل	۳	جناب عظیم الله صاحب بریلی	۳
،، حکیم محمد مقبول صاحب گاندربل	۲	،، ابو حبیب احمد صاحب مغل پورہ	۳	،، ثناء الله صاحب لکھیم پور کھیری	۴	،، مولوی سید محمود احمد صاحب مرادآباد	۳
،، حاجی شکور الله صاحب کالمنارا	۳	،، بابو محمد حنیف صاحب کوئٹہ	۱	،، مولوی غلام نبی صاحب دیرم گام	۲	،، ایم محی الدین صاحب میسور	۱
،، منشی کرم الٰہی صاحب رام نگر	۲	،، محمد اشرف خان صاحب مدنی پور	۴	،، حافظ عبدالشکور صاحب لیشن پور	۱	،، ایم غلام جیلانی صاحب حیدرآباد	۵
،، قدرت علی خاں صاحب ہردوئی	۲	،، محمد خاں صاحب فورٹ سنڈیمن	۱	،، محمد بشیر صاحب ابو العلائی ابہ	۱	،، عبدالرحمان صاحب میاں چنوں	۲
،، محمد عبدالله صاحب جنڈیالہ	۴	،، محمد فاضل خاں صاحب لکھنؤ	۲	،، ایس محمد سلیمان صاحب رائے پور	۱	،، حکیم عبدالسلام صاحب بنارس	۴
،، دوست محمد خان صاحب اجمیر	۲	،، چودھری عبدالرحمان صاحب عارف والا	۴	،، عبدالقادر صاحب مہو	۱	،، قادر بخش صاحب سکندرآباد	۱
،، غلام نبی صاحب حیدرآباد	۳	،، مولوی غلام نبی صاحب کوہستر	۱۰	،، محمد یاسین صاحب رنگون	۱	،، عبدالکریم صاحب کریالہ	۱
،، دوست محمد خاں صاحب اجمیر	۲	،، میرزا غلام نبی صاحب اندور	۱	،، لال محمد صاحب رنگساز السواڑہ	۴	،، محمد ادریس صاحب سونا ہیبن	۱
،، غلام نبی صاحب حیدرآباد	۲	،، اکبر علی صاحب رحیم یار خان	۳	،، محمد شفیع صاحب دیپا گانگا	۱	پی، بی صاحب ادھونی	۲
،، محمد اسلم صاحب نوابگنج	۲	،، بابو احمد بخش صاحب لاہور	۲	،، محمد نور الہدیٰ صاحب دلدار نگر	۳	،، محمد حبیب الله صاحب غازی پور	۲
،، محمد حسین صاحب اندرسٹی	۲	حکیم محمد ضمیر صاحب غازی پور	۲	،، مولوی نور الدین صاحب جہتسہ	۲	،، محمد نبی خان صاحب بریلی	۲
،، عبدالمجید صاحب محرر پالن پور	۲	،، امیر احمد صاحب موضع لانڈیا	۱	،، عبدالعلی صاحب گولہ ہزاری بلخ	۱	،، محمد عظیم صاحب گارڈ بریلی	۲
،، حیدر خاں صاحب گلبرگہ	۳	،، میاں جان صاحب ٹیلہ جبانی	۱	،، بابو قادر بخش بی اے، ایس، ایم پٹنہ	۵	،، محمد احفاظ الرحیم صاحب جبل پور	۳
،، غلام محی الدین صاحب دوکاندار	۱	،، شیخ امیر بخش صاحب سراج دین وزیرآباد	۲	،، عزیز الرحمن صاحب رحمان لاج	۱	،، محمد حسین شیخ صاحب پٹی	۱
،، سید امتیاز علی صاحب رائے بریلی	۲	،، حسن رحمت الله صاحب عدن	۴	،، سید منظور احمد صاحب بہاری ابراہیم پور	۲	،، امام خاں صاحب دیول گھاٹ	۱
،، محمود خاں صاحب شاہ جہان پور	۱	محمد دراز خاں صاحب دسہتری	۱	،، سید ولی صاحب بردستی بیٹ بلاری	۱	،، ملک بڈھا و محمد حسین صاحب جبرآ	۱
،، عبدالمجید صاحب فرہ بٹنڈہ	۱	مولوی برکت علی صاحب وزیرآباد	۲	،، بابو قادر بخش صاحب بی اے، ایس ایم کالج	۵	،، یعقوب صاحب نگینہ والا پونہ	۱
،، سید محمد سعید صاحب الہ آباد	۳	سید عبدالرحمان صاحب دار و نفر خیریت آباد	۲	،، محمد شفیع صاحب دینا نگر	۱	،، دبیر احمد صاحب امروہا	۱
،، عبداللطیف صاحب بنگلور	۲	وحید الله صاحب نگمان	۱	،، جناب سیف الله شاہ صاحب گدگ	۱	،، سراج الدین صاحب کراچی	۱
،، محمد ادریس باڑہ	۲	،، سید اسحاق صاحب کالاڈیرہ	۱	،، غلام محمد ولد احمد صاحب سعدی نگر	۴	،، کریم بخش صاحب بھاگل پور	۱
،، محمد عظمت الله صاحب انصاری کانپور	۲	،، میر احمد حسین صاحب منگرولی	۴	،، سید محی الدین صاحب نواگوا	۱	،، محمد یوسف صاحب فتحپور ہسوا	۱
،، محمد معین الدین صاحب ہرگنج پورنیہ	۱	،، حکیم عامل شاہ صاحب شاہ آباد	۲	،، سید عبدالقادر صاحب کنڈکر	۳	،، صدیق احمد صاحب اٹینج	۱
،، علی محمد خاں صاحب دھولہ	۲	،، محمد عبدالستار صاحب مانگور	۴	،، ملک عطا محمد صاحب لاہور	۴	،، حافظ نبی رضا صاحب سیتاپور	۵
الٰہی بخش صاحب ڈیرہ جاڑہ	۴	،، رحیم خاں صاحب نصیر آباد	۲	،، حکیم عالم علی صاحب بھرت پور	۱	،، میرزا عزیز بیگ صاحب امین گنج	۲
،، محمد افضل احمد صاحب دربار شریف	۳	،، سید سجاد علی صاحب بنگا گاؤں	۲	،، محمد ابراہیم صاحب نینی تال	۴	،، سید آل حسن صاحب رائے بریلی	۳
،، سید ضمیر علی شاہ صاحب لاہور	۳	،، بابو محمد میاں صاحب الہ آباد	۱	،، امانت علی صاحب قاعدہ دیدار سنگھ	۲	،، منشی بشارت حسین صاحب مرزاپور	۱
،، محمد طاہر صاحب سب انسپکٹر سوجت روڈ	۲	،، ممتاز احمد صاحب سیتہ پور	۱	،، محمد لطافت الله صاحب حیدرآباد	۱	،، احمد الله صاحب شملہ	۳
،، سید محبوب شاہ صاحب قاضی شہر بمبئی	۴	،، غلام علی صاحب پوسٹماسٹر پانڈیاں والی	۲	،، محمد افضل صاحب کارندہ ہوتی	۳	،، حاجی کریم بخش صاحب جتوگ	۵
،، یوسف بن ابراہیم صاحب پٹیل اچھوڈ	۱	،، امانت علی صاحب ہیڈماسٹر نوکھر	۳	،، شہاب الدین صاحب قریشی نابل پور	۱	،، ایم ایس فاروقی صاحب پرتاب پور	۲
،، دوست محمد خاں صاحب نینی تال	۴	،، علی شیر صاحب لائن مین کول پور	۱	،، تیغ احمد صاحب شیر گھاٹی	۳	،، شیخ مدار بخش صاحب الہ آباد	۲
،، عنایت احمد صاحب چارسدہ	۲	،، بابو انتظام علی صاحب ٹاکیسری	۲	،، مولوی برکت علی صاحب وزیرآباد	۲	،، شیبان علی صاحب ڈرائیور لکھنؤ	۲
،، حصار غلام احمد صاحب داتہ	۲	،، محمد نصیر الدین صاحب اجین	۱	،، میر ابراہیم علی صاحب شاہ آباد دکن	۳	،، سید احمد حسین صاحب گیا	۲
،، کالو خاں صاحب رنگریز وزیرآباد	۱	،، مولوی محمد ابراہیم صاحب ساماتہ	۱	،، مولوی مولوی داؤد صاحب سیوی	۲	،، محمد اشفاق احمد صاحب دیوریا	۴
،، اعجاز حسین صاحب شملہ	۱	،، غلام الدین ریاض الدین سوداگران	۵	،، محمد اکرام الدین صاحب جبانسی	۲	،، آدم خاں صاحب عمر سہگل	۲
کنور مصطفیٰ خاں صاحب کچامن روڈ	۲	،، محمود شاہ صاحب شاہ جیونہ	۵	،، محمد خلیل خاں صاحب غازی پور	۴	حافظ محمد اسماعیل صاحب مہو	۲۰
منصور محمد اسلم صاحب پرگی	۲	،، محمد اسماعیل صاحب لاہور	۲	،، ایم عبدالرحمان صاحب تارہ ندہ	۱	،، بہرام خاں صاحب پشاور	۲
مولوی محمد حسن صاحب مندرگرہ	۳	،، سید عبدالعزیز صاحب کالجیری	۱	،، قاضی محمد امین صاحب شکارپور	۳	ابھی بہت باقی ہیں، باقی آئندہ	

قرآن شریف کا نمونہ دیکھنے کی ضرورت نہیں جیسا لکھا ہے ویسا ہی ہوگا، اشتہار میں مبالغہ نہیں ہے صرف واقعی تاثرات ہیں

آسان دید قرآن مترجم

ایک صفحہ مولوی کے دو صفحہ کی برابر، قلم اتنا جلی جتنا آپنے اکثر نمونہ اشتہار میں دیکھا ہوگا، ترجمہ اتنا جلی جیسے اوپر کی موٹی سطر، کاغذ اس سے بھی زیادہ موٹا جتنا مولوی کا ٹائٹل، لیکن کاغذ کا رنگ سفری ہے، یعنی گلابی مائل، اور مضبوط و چکنا ہے، اس لئے چھپائی بھی خوب روشن ہے میں ایک نمبر کی عینک لگاتا ہوں، لیکن پانچ گز کے فاصلہ سے متن بلا عینک پڑھ لیتا ہوں ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے حاشیہ پر تفسیر ہے، مجلد چرمی پشتہ ہے وزن ۴ سیر ہے پہلے ہدیہ چار روپے ہے اور محصولڈاک ۱۲ کل سوا چار روپے

معجز نما متوسط بدو ترجمہ

تقطیع مولوی کے صفحہ کے برابر ہے، دو ترجمہ اور کامل تفسیر ہے، کاغذ مولوی نور محمد صاحب نے اس کے لئے جرمنی سے خاص طور سے منگایا ہے، چھپائی بہت اعلیٰ ہے ایک ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا اور دوسرا مولوی اشرف علی صاحب کا ہے حاشیہ بہت مفصل ہے ابتدا میں ایک طویل مقدمہ ہے، ایک ہزار صفحہ کی ضخامت ہے، کاغذ اچھا چھپائی اچھی بالکل صحیح ہی خوبیاں ہوتی ہیں اور وہ سب ہیں، خاشدہ ہے، چمڑے کی نقرئی کار جلد ہے، ہدیہ پہلے تو چھ روپیہ تھا اب چار روپے ہے محصولڈاک ۱۲ کل ۴/۱۲

دو ترجمہ والا خوشنما

اس کی تقطیع بھی مولوی کے برابر ہے دو ترجمہ عربی کی کتابت دہلی کے سب سے اعلیٰ خوشنویس منشی صلاح الدین صاحب نے کی ہے اس لئے اس کا حسن بہت بڑھ گیا ہے ترجمہ اول مولانا شاہ رفیع الدین و ترجمہ ثانی مولوی اشرف علی صاحب حاشیہ پر موضح القرآن ابتدا میں حضرت خواجہ حسن نظامی کا لکھا ہوا مقدمہ ضخامت ۹ سو صفحہ کے قریب یا زیادہ کاغذ سفید اعلیٰ خاشدہ مجلد چرمی نقرئی کا ہدیہ ساڑھے تین روپے، اور یہی قرآن شریف بلا خاشدہ کپڑے کی جلد کا بھی ہے وہ پونے تین روپے میں ملتا ہے محصولڈاک ۸ کل ۳/۸ یا ۳/۴ روپے

بیشمار خوبیوں والا مترجم

تاریخی یادگار کتابت کا ہے جب تک مل رہا ہے مل رہا ہے جب نہ ملیگا تو سو روپے میں بھی نہیں ملیگا، مرحوم منشی قاسم علی صاحب کا لکھا ہوا۔ نہ وہ دوبارہ پیدا ہونگے نہ ایسا لکھا جائے گا۔ تقطیع مولوی لیمان میں ایک انچ بڑی، ترجمہ ایک ہی ہے مولوی اشرف علی صاحب کا حاشیہ پر شان نزول ابتدا میں چالیس صفحہ کا مقدمہ، کاغذ بھی بہت اعلیٰ چکنا ایسا جیسا مولوی کا ٹائٹل گر اس سے ہلکا، ملتا نہیں ہے ... صفحہ سے زیادہ ضخامت ہے اور بہت ہی اچھا چھپا ہے قیمت ڈھائی روپے محصولڈاک ایک روپیہ کل ساڑھے تین روپے

معجز نما حمائل مترجم

یہ مولوی نور محمد صاحب کی مشہور و معروف حمائل ہے اس کا کاغذ بھی انہوں نے جرمنی سے منگایا ہے تقطیع مولوی کے صفحہ سے آدھی ضخامت ایک ہزار صفحہ سے بھی زیادہ، ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب کا، حاشیہ میں لسید تفسیر معہ ضروریات قرآن ابتدا میں ایک عمدہ مقدمہ، نہایت اعلیٰ چھپائی ہے اور چونکہ کاغذ بہت اچھا ہے اس لئے چھپائی اور خانے اس کو بہت ہی دیدہ زیب بنا دیا ہے چھ روپے ہدیہ میں پہلے پہل دس ہزار ہدیہ ہوئی، اب مجلد چرمی کا ہدیہ ساڑھے تین روپے ہے ۱۲ محصولڈاک کل سوا چار روپے

چالیس خوبیوں والی متوسط

معمولی چھپائی، اچھا کاغذ، مولوی سے نصف تقطیع، کتابت ایک ایسی خاتون کی جو دو اسلامی ریاستوں سے وظیفہ یاب ہیں، ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب کا، ابتدا میں ۸۰ صفحہ کا مقدمہ ضخامت ایک ہزار صفحہ سے بھی زیادہ، خاشدہ ہے واضح کتابت ہے، حاشیہ پر تفسیر بھی خاصی ہے، پہلے اس کا ہدیہ چار روپے مدت رہا ہے اور ہزاروں ہدیہ ہوئیں، اب اس کا ہدیہ مجلد چرمی نقرئی کار ڈھائی روپے ہے محصولڈاک ۱۲ کل سوا تین روپے، جلدیں تھوڑی سی ہیں، جلد منگا لیجئے

کارڈ سائز مترجم حمائل

پوسٹ کارڈ کے برابر صفحہ، کاغذ اعلیٰ سفید، کتابت منشی عبد الغنی صاحب استاذ الاساتذہ، ترجمہ مولانا شاہ عبد القادر صاحب کا بامحاورہ، چھپائی صاف حاشیہ پر جدید عالیجناب علامہ مفتی عبد التواب صاحب فاضل کا لکھا ہوا بہت دلچسپ ولذیذ ضخامت ... صفحہ کے قریب کتابت اتنی واضح کہ باوجود چھوٹی تقطیع ہونے کے صاف اور آسانی سے پڑھی جا سکتی ہے، مجلد چرمی نقرئی کار ہے، خاشدہ نہیں ہے ہزارہا بک گئی اور بہت مقبول ہوئی، قیمت سوا روپیہ ۸ محصولڈاک ۹ کل ۱/۱ بہت ہی تھوڑی جلدیں باقی ہیں

خوشنما مترجم حمائل

تقطیع ۷ انچ طول ۴ انچ عرض، کاغذ بہت اعلیٰ کتابت منشی صلاح الدین صاحب کی، ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب کا، حاشیہ مولوی عبد الماجد صاحب ناظم جمعیۃ علمائے دہلی کا، چھپائی بہت ہی دیدہ زیب، خاشدہ زعفرانی، مجلد چرمی کامل المعرفہ کار، چھوٹی تقطیع ہے نہ بڑی بہت موزوں ہے اور پڑھنے میں کتابت کی خوشنمائی کی وجہ سے بہت سہولت ہوتی ہے، سفر میں بہت کام دیتی ہے، پہلے اس کا ہدیہ چار روپے تھا اور چار روپے میں ہزاروں ہدیہ ہوئی۔ اب اس کا ہدیہ تین روپے محصولڈاک ۱۰ کل ۳/۱۰

بلا ترجمہ سولہ مہری متوسط

تقطیع مولوی کے برابر، پندرہ سطریں، قلم خوب موٹا، چھپائی ہر قرآن سے بہتر، ایسا اچھا قرآن بچوں کے پڑھنے کے لئے آج تک نہیں چھپا، یہ دعوے ہے کہ یہ قرآن شریف اپنی آپ نظیر ہے، اس کی کتابت میں یہ خوبی ہے کہ اس کا ایک ایک حرف الگ الگ ہے اور اعراب بالکل ٹھیک لگے ہیں اس لئے نہ تو بچہ غلط پڑھ سکتا ہے اور نہ اس کے دماغ پر کوئی بار پڑتا ہے اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے اس سال میں صرف میں نے ۶ ہزار ہدیہ کیا ہے، اب اس کے دام بھی کم ہو گئے، مجلد چرمی کامل ایک روپیہ چھ آنہ محصولڈاک ۱۳

بلا ترجمہ نورانی قرآن

تقطیع مولوی کے برابر ہے، پندرہ سطریں، قلم متوسط، چھپائی بہت ہی دیدہ زیب ہے اس کی بڑی اور لاجواب خصوصیت اس کی کتابت ہے جو اپنا تاریخی درجہ رکھتی ہے یہ قرآن شریف بھی منشی محمد قاسم صاحب مرحوم کا لکھا ہوا ہے سبحان اللہ کیا کتابت ہے دیکھنے ہی سے آنکھوں میں نور آتا ہے، افسوس کہ مرحوم کی یہ آخری یادگار ہے، اس کے ختم ہونے کے بعد یہ قرآن شریف کسی قیمت کو نہیں ملے گا، ہدیہ مجلد چرمی ایک جلد سوا روپیہ (۱/۴) پانچ جلدیں ۶ اور دس جلدیں مجلد چرمی دس روپے محصولڈاک فی جلد ۱۱

بطرز سیپارہ القرآن بلا ترجمہ

تقطیع گیارہ انچ طول ساڑھے سات انچ عرض کتابت ہر لفظ خوب علیحدہ علیحدہ قلم خوب جلی گویا اتنی بڑی تقطیع میں شاید نو دہ سطریں ہیں کاغذ بہت مضبوط اور چکنا و سفید، چھپائی خوب سیاہ، سرورق نہایت خوشنما بچوں اور عورتوں اور ضعیف مردوں کے لئے بہت خصوصیت سے مفید مطلب ہے چونکہ ہر لفظ الگ ہے اس لئے تلاوت سہل تر ہوتی ہے اور صحیح پڑھا جاتا ہے، ہدیہ مجلد چرمی پشتہ مضبوط جلد پونے دو روپے، رسمی کاغذ کا ڈیڑھ روپیہ لیکن رسمی کاغذ ہوا ہی، محصولڈاک ۵

بلا ترجمہ جرمنی مطبوعہ

تقطیع مولوی سے آدھی، کاغذ بھی جرمنی کا ہی چھپائی بھی جرمنی کی، جلدیں بھی جرمنی کی بنی ہوئی، خوشنما چھپائی، کاغذ کے لحاظ سے سمجھ لیجئے ہندوستان بھر میں جواب نہیں، بہت کاسب سے زیادہ خوبصورت ٹائپ کی چھپی ہوئی، بلاد اسلامیہ میں صرف یہی رائج ہے یہ نہ بھی ہزارہا ہدیہ کیا۔ اس کا پہلے ہدیہ ڈھائی روپے تھا، لیکن ایک سال سے سستا کر دیا ہے۔ یہ قرآن شریف تو ایسا ہے کہ پڑھنا بھی نہیں فقط دیکھنے ہی سے آنکھوں میں نور اور دل میں سرور پیدا ہو، قیمت سوا دو روپے محصول ۱۲

جو اپنے بس میں نہیں وہ خدا کے بس میں ہے جب سب طرف کی مایوسی ہو ان کتابوں کے ذریعہ سے در رحم سے بندہ کو جا ملتا ہے

دلائل الخیرات محشی چرمی

جس قدر دلائل الخیرات آج تک چھپی ہیں یہ ان سب سے ہر اعتبار سے فوقیت رکھتا ہے اس لیے کہ حضرت العلامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند کی مجوزہ اور مرتبہ ہے اس کی چھپائی اور کاغذ بہت اعلیٰ ہے اور حاشیہ اس کا سب سے بڑا اہم ہے اس دلائل کی خصوصیت مفتی صاحب چونکہ بہتر محدث ہیں اس لیے اس کی تمام ادعیات صحاح کا نچوڑ ہیں، ان دعاؤں اور درودوں نے ہزاروں کی تمنائیں پوری کیں، اس کی ادعیات اور حواشی پڑھ کر ایک عجیب کیف طاری ہو جاتا ہے قیمت مجلد چرمی سوا روپیہ محصولڈاک ۷ر

دلائل الخیرات مترجم

دلائل الخیرات حل مشکلات کے لیے بڑی اکسیر ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے مندرجہ شرائط کے ساتھ اس کو پڑھا جائے ان کے اوصاف اثرات بیان کرنے کے لیے دفتر کے دفتر درکار ہیں جو شخص دلائل الخیرات کا عامل ہے اس کی کوئی بھی حاجت کبھی نہیں اٹکی رہتی اس کے استفادہ کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ اس کے عامل رسول کریم کی زیارت سے بھی مشرف ہوتے ہیں، یہ بڑی اکیلی نعمت کیا کم ہے، وظائف و اوراد کے سلسلہ میں اس کتاب کو بڑی اہمیت ہے ۲۴۴ صفحات مترجم نہایت عمدہ قیمت دس آنے محصولڈاک ۶ر کل ۱ر

معجزنما پارہ سورہ مجلد

جدید اڈیشن مع نعت اعراب یہ نیا اڈیشن ابھی تیار ہوا ہے، پہلا مجموعہ ۲۰۰ صفحہ کا ہے اور یہ ۲۲۲ صفحہ کا ہے اسمیں ہفت روزہ مناجات خاندان چشت کے علاوہ اور بہت سی مجرب دعائیں شامل کی ہیں، ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین اور خواص و فضائل و اعمال سورہ ہائے قرآن از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا تصنیف ہے کاغذ چھپائی مناسب اعلیٰ ہے اسمیں حسب ذیل سورتیں ہیں، سورہ یاسین، فتح، رحمٰن، واقعہ، ملک، مزمل، کہف، جن اور ناس وغیرہ ہیکل شش قفل وغیرہ قیمت، پارہ آنے محصول

جواہر القرآن مجلد

قرآن کریم وہ نعمت ہے کہ جس سے ادنیٰ روحانی کو تمام حاصل ہوتی ہے، قرآن شریف سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں اور حوائج دینی اور دنیوی کے حصول کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں علمائے صالحین نے اس بحر ذخار میں غوطے لگا کر جواہر القرآن استخراج کیا ہے اور تمام حاجات کے لیے اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن سے شروع کرکے جمعہ کے دن کے لیے تقسیم ات ہفتہ کے لیے اتقا اتوار کو تسبیحات، پیر کو آیات توکل، منگل کے لیے تسلیمات بدھ کو تحلیلات اور جمعرات کو دعوات قیمت مجلد ۱۰ر محصولڈاک ۷ر کل ۱۳ر

مناجات مقبول

۲۹۲ صفحات کی مجلد کتاب ہے ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اس میں دن کی اردو نظم میں بہت ہی موثر مناجاتیں ہیں دعا مانگنے کے طریقے اور اولیائے عظام کی قبولیت دعا کی حکایتیں، پھر قرآن شریف سے سات دن کی اولیائے کرام کی مجربہ دعائیں ہیں جنکو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے، پھر استخارہ مسنون، پھر دعائے بعد استخارہ شجرہ امدادیہ نظم مترجم، درود شریف منظوم منظومہ مولوی اشرف علی صاحب بڑی موثر انداز میں بیان کیگئی ہیں قیمت مجلد چھ آنہ محصولڈاک ۶ر کل ۱۲ر

مجموعہ اعمال قرآنی

آیات فرقانی و تعویزات لاثانی از حضرت مولانا اشرف علی صاحب، حضرت مولانا کے تبحر علمی اور واقفیت اسرار ربانی کا کون قائل نہیں ہے آپ نے قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو یکجا کیا ہے دنیادی و دینی ضروریات میں ایک بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی ہے جس کا مداوا اس کتاب میں نہ ہو امراض کی شفا ہے بلیات کی دفاع ہے مقدمات جیت ہے کشائش رزق ہے، حب کے وظیفے ہیں، تسخیر کے نقوش ہیں ۱۲۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اس قدر مقبول و صاحب رواج ہے کہ ہزاروں بکتی ہے، قیمت ۶ر محصولڈاک ۶ر کل ۱۲ر

قرآنی دعائیں موثر

آپکی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی اس لیے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں تو پھر خدا کے فضل سے آپ کی ہر دعا مقبول ہے، اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد بن جائیں گے مفلس ہیں تو زردار ہونگے بے یار ہیں تو مددگار ملیں گے، فراق کشیدہ ہیں تو صاحب وصال ہونگے پریشان ہیں تو مطمئن ہو جائیں گے، غرضکہ آپ کے ہر مراد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں، کیونکہ اسمیں طریقہ دعا کے ساتھ قرآن پاک کی بہت سی مجرب دعائیں ہیں بہت ہی مقبول و موثر ہے قیمت ۸ر محصولڈاک ۶ر کل ۱۴ر

پیغمبری دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے، رسول پاک کی دعائیں، آثار سلف اور بزرگان دین کے مجرب معمولات اثر والے وظائف لکھے گئے ہیں جنکے مقبول ہونے میں آج تک کسی کو شبہ نہ ہوا ہوگا اسمیں وہ دعائیں بھی ہیں جو خود باری تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی ہیں یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے مانگی ہیں اور صحابہ و ازواج کو حضور نے تلقین کیں، خدا کی اپنی ہوئی کو بتائی ہوئی دعائیں جس قدر بھی موثر ہوں کم ہیں، اسی لیے یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ نکلتی ہے قیمت آٹھ آنے محصولڈاک ۶ر کل ۱۴ر

تفسیر و اعمال آیۃ الکرسی

اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہو گیا، اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا تسخیر ہو سکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جو چاہے وہ کر سکتا ہے، یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں بیتیمیں العین جن کے بڑے بڑے مقدمات جتوا دیے جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے جا ملایا جس نے بیسیوں تخت سے حاکموں کو دم بھر میں پانی کر دیا جس نے ہزاروں مایوس مریضوں کو اچھا کیا، یہ تو نقد فائدہ ہے دینی فائدہ یہ ہے کہ اس سے روح کی صفائی ہوتی ہے قیمت آٹھ آنے محصولڈاک ۶ر

اوراد و وظائف

(مخدوم جہانیاں جہاں گشت)

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسانی تگ و دو مجبور ہو کر رہ جائے، راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تب انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجعت کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی انسانی کمال کا آخری زینہ ہے، یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان ایک حالت میں ہوتے ہیں، فقرا کی کلامات انہی اوراد میں مضمر ہیں انہیں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف کو ہے کیونکہ یہ بہت نایاب ہیں، قیمت دس آنے محصولڈاک ۶ر

عملیات باقی

(حضرت خواجہ باقی باللہ)

اسمیں ہندوستان کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ خواجہ باقی باللہ نقشبندی کے وہ مجرب اعمال ہیں جن کی مدد سے آپ کی مراد دلی پوری ہوجاتی ہے یہ کتاب نہایت کوشش سے بصرف کثیر کتنی ہی مستند قلمی کتابوں سے ماخوذ ہے بعض کتابیں تو مشکل تمام شیخ و بخارا سے منگائیں ہیں ان وہ اعمال اوراد ہیں جو اکثر خرقہ پوش نقشبندیہ کے پاس خزانے کی طرح تھے، یہ کتاب اپنی باطنی خوبیوں اتنی موضع کہ شاید ہی کوئی اور کتاب اپنے اثرات اور خوبی کے لحاظ سے اس کا مقابلہ کر سکے ہر عمل کا میاب اور ہر تعویز بے خطا ہے قیمت آٹھ آنے محصولڈاک ۶ر کل ۱۴ر

چار ولیوں کے اعمال

اور انکی سوانح عمریاں اور تیرہ سو برس کے مجرب وظائف

۱ عملیات غوثیہ، جناب ایے سوانح و حالات و مجاہد اور باقی کتاب میں مجرب عملیات و تعویزات ۹۶ صفحے

۲ عملیات چشتیہ اسمیں اول خواجہ معین الدین چشتی کے حالات اس کے بعد مجرب عملیات ۴۴ صفحے

۳ عملیات صابریہ اسمیں اول حالات و مجاہدات حضرت صابر اور پھر بہترین مجرب عملیات ۴۴ صفحے

۴ عملیات مجربہ یہ وہ عملیات ہیں جو حضرت داتا گنج بخش کے بہت مجرب ہیں ۸۰ صفحات ہر ایک کی قیمت جدا کرنے سے اگر یکجا منگائیں تو مجلد ملے گی اور مجلد کی قیمت صرف ایک روپیہ

جاہل عابد کی ہزار سالہ عبادت عالم اور اسلام سے واقف مسلمان کی ایک سال کی عبادت کے برابر نہیں ہوتی، آپکو عالم بننے کا شوق ہو تو یہ ک

اسلامی تعلیم مجلد

فقہ اسلامی کی وہ مستند اور مقبول عام کتاب جسکو مفتی سید محمود الوری نے کمال محنت سے مرتب فرمایا فقہ اسلامی اور آسان طرز ادا میں اپنی آپ نظیر اس کا درجہ بہت بلند ہے جن لوگوں کے پاس یہ کتاب موجود ہے انہوں نے کسی مولوی سے کسی مسئلہ میں فتویٰ لینے کی ضرورت محسوس نہ کی یہی وجہ ہے کہ ملک میں اس کا شہرہ ہو گیا، اپنی آسانی کے لئے علمائے کرام بھی اسے زیر مطالعہ رکھتے ہیں آپ مسلمان ہیں تو مذہب سے واقفیت بھی ضرور ہے اور مذہب کی معلومات کے لئے یہ کتاب نہایت ضروری ہے۔ قیمت مجلد تین روپیہ محصول ۱۰/

بہشتی زیور کامل

مجلد چرمی نہایت اعلیٰ، یہ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے اس کے گیارہ حصے ہیں حصہ۱ الف بے تے اور کچھ تعلیم حصہ۲ وضو طہارت اور نماز کے مسائل، حصہ۳ زکوٰۃ حج قربانی حصہ۴ طلاق، نکاح، مہر، ولی عدت وغیرہ، حصہ۵ معاملات، حقوق معاشرت زوجین، حصہ۶ اصلاح باطن تہذیب اخلاق حصہ۷ اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی حصہ۸ نیک بیویوں کی حکایتیں حصہ۹ ضروری اور مفید علاج حصہ۱۰ دنیاوی باتیں، حصہ۱۱ مردوں کے لئے خاص خاص مسائل یہ سب ایک جگہ مجلد ہیں، ضخامت ۹۰۰ صفحہ قیمت مجلد چرمی دو روپے محصول ڈاک عہ/ کل ۲ــ

دینی تعلیم مکمل

یہ تین سو چالیس صفحہ کی کتاب مجلد ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے امام محمد یوسف خلیفہ امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقایق کا آسان سلیس اور مربوط ترجمہ ہے، یہ کتاب ام فقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی اردو کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں اسمیں طہارت، نماز، روزہ حج، زکوٰۃ، نکاح و طلاق، حقوق آداب معاشرت بیع و شرٰی، لباس، شکار، دلوانی فوجداری دینی قوانین، زراعت، تجارت، سلطنت صنعت غرضکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق کوئی شرعی حکم نہ ہو قیمت مجلد ۲ محصول ۸/

عبادت کا مقصد

یہ نہیں ہے کہ انسان روزہ نماز پڑھ لیا کرے بلکہ عبادت کا مقصد یہ بھی ہے کہ انسان خدا کے اخلاق سے متصف ہو جائے اور اس کا ہر قدم اطاعت خداوندی میں اُٹھے، یہ بات آپ کو اسلام کی امتیازی معاشرت سے معلوم ہو گی، کہ عبادت کا مقصد ایک آدمی کو اچھا مسلمان، کامل انسان، اچھا دوست بندہ نیک لایق بیٹا بیٹی، بہترین شہری، غمخوار پڑوسی اور دنیا میں امن قائم کرنیوالا فرد ہو جائے اس کا ہر کام عبادت اور ہر سانس طاعت خداوندی میں ہوگا، اگر ہر مسلمان اسلامی زندگی بنا لے تو پھر اس کا ہر کام عبادت ہی۔ قیمت دس آنے محصول ڈاک ۶/

نماز کی پانچوں مجلد

یہ کتابیں نماز سے متعلق ضروریات اور نمازیوں کی ضرورت کو مد نظر رکھ کر لکھوائی گئی ہیں۔ اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ سال بھر میں دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں (۱) نماز کی حقیقت و فلسفہ جیب عربی کتاب (۲) ترغیب نماز اسمیں نمازیوں اور بے نمازیوں کی جزائیں اور سزائیں ہیں (۳) نماز دنکی کتاب اسمیں تمام نمازوں کے پڑھنے کی ترکیب ہے (۴) نمازیوں کی کہانیاں، یہ کتاب پڑھ کر نماز پڑھنے کی خود بخود ترغیب ہوتی ہے (۵) عقائد کی کتاب میں آمنت باللہ کی تفسیر ہے، یہ سب کتابیں ہر گھر میں ایک ساتھ منگا لیجئے مجلد ایک روپیہ

معلومات نماز

نئی تشریحات کے ساتھ بالکل نئے انداز میں نماز کو بہترین عبادت ثابت کیا ہے اور بتلایا ہے کہ اگر صحیح معنوں میں نماز پڑھی جائے، تو وہ انسان کو بہترین انسان بنا دیتی ہے عنوان چند یہ ہیں مذہب اسلام، عبادت، حکمت، احکام عبادت کے منافع، ثمرات حیات، ثمرات دنیا، ثمرات آخرت تارک نماز، فضیلت نماز، نماز کے طبی فائدے امتیازی عبادت، سنت نماز، نفلی عبادت نماز کے وقتوں کا قرآن سے ثبوت بے نمازی کی کہانیاں، نماز، قرات ہے، نماز کے فضائل اس کے بعد تمام نمازوں کا بیان ۲۰۰ صفحے قیمت آٹھ آنے

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ ایسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وضو صرف رکعت دعائیں مع اردو ترجمہ جن کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حال اس کتاب میں نہ ہو، غرضکہ نماز پڑھتی ہے تو یہ کتاب بھی منگائیے ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے ہر بڑے چھوٹے مسئلہ سے واقف ہو جائینگے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے، کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے یہ ایڈیشن مصنف نے بعد نظر ثانی خود چھپوایا ہے۔ ۲۵۰ صفحات قیمت مجلد دس آنے ۱۰/ محصول ڈاک ۷/ کل ۱۷/

نماز کے عملی فائدے

نماز پڑھنا بظاہر خدا کے حکم کی پابندی ہے لیکن باطن میں اس کے ہزاروں فوائد پنہاں ہیں جو ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت میں رہ جائیں گے کہ نماز اچھے انسانوں کی اچھی ضروریات کو کس حد تک پورا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں ہر ضرورت کی علیحدہ نماز درج ہے اور بتلایا گیا ہے کہ نماز ہی حل مشکلات ہے اور تنہا نماز ہی سے دینی اور دنیاوی فائز المرامی نصیب ہوتی ہے ایک مبتلہ الحال مصری عالم کی کتاب مرشاد الصلوٰۃ کا اردو ترجمہ سو صفحات قیمت چھ آنے محصول ۶/

نماز اور مسائل جمعہ

مسلمانوں کو جمعہ، روزہ، اجتماع دینی کا فلسفہ نماز جمعہ کے متعلق پوری مذہبی، سیاسی اور معاشرتی معلومات مولوی سید نذیر حق صاحب مصنف کتاب الاسلام کی لکھی ہوئی کتاب اور اس کتاب سے مسلمانوں کی معلومات میں ایک بیش بہا اضافہ ہوگا، اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اندازہ ہوگا کہ جمعہ کی کیا فضیلت ہے اور نماز جمعہ کی شرکت خطبہ اگر اس کو صحیح ترتیب و اصول سے ادا کیا جائے تو کس درجہ ہماری قومی ترقی کا موجب ہے اس کے علاوہ سب مسائل بھی ہیں، قیمت صرف چار آنے محصول ڈاک ۳/ اس لئے اور کتابوں کے ساتھ منگا

آداب عبادت

انسان کا ہر کام اگر وہ خدا کے بتائے ہوئے طریقہ پر ہو عبادت ہے اور عبادت وہی مقبول ہے جب اس کے آداب کے ساتھ کی جائے یہ کتاب حضرت امام محمد غزالی کی کتاب کا ترجمہ ہے اور اسمیں حسب ذیل ابواب ہیں، علم کا منشا، آداب طاعت، آداب عبادت آداب نماز رہنے سہنے کے آداب گناہوں سے اجتناب۔ اعضاء کے گناہ، دل کے گناہ، کن کن خصائل کا مسلمانوں میں ہونا ضروری ہے یہ اس قدر ضروری کتاب ہے کہ ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا ہونا بہت ضروری ہے ضخامت ۱۴۴ صفحات قیمت چار آنے اور کتابوں کے ساتھ منگائیے

تفسیر لبیت سورہ مجلد

نماز پڑھتے ہیں، خدا کی حضوری پانچ وقت نصیب ہوتی ہے، مولا سے راز و نیاز ہوتے ہیں، لیکن ہم ہیں کہ ہمیں خبر نہیں ہم نے کیا کہا اور اس نے کیا سنا، مقررہ حرکتیں کیں منہ پر ہاتھ پھیرے مصلیٰ تہ کر دیا، نماز میں عام طور سے جو سورتیں پڑھی جاتی ہیں یہ انکی تفسیر ہے، یہ تفسیر پڑھنے کے بعد نماز کا لطف آ جائیگا، کیونکہ ہر وہ نکتہ نماز پڑھتے ہیں ذہن نشین ہوگا جو اس کتاب میں ہے واقعہ یہ ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں، کہ آپکی نماز نماز ہو جائے تو بیس لبیت سورہ ضرور منگائیے ۱۴۴ صفحات مجلد کی قیمت آٹھ آنے محصول ڈاک ۸/

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن حقیقت میں مذہب اسلام سے متعلق ایک جامع تفسیر ہے اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں، نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر، شیطان اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلام عقائد کی روشنی میں، ملائکہ اور جنات انسان قادر بھی ہے اور مجبور بھی انبیائے کرام کی فطری طاقتیں، عذاب قبر کا عقلی ثبوت مرنے کے بعد زندہ ہونا، وحی اور سائنس، وحی کی حقیقت، نجات کا راستہ، صداقت رسول قرآن مجید آج تک کیوں محفوظ ہے غرضکہ ایسے بہت سے مضامین ہیں قیمت دس آنے محصول ۶/

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے اگر آپ کو انبیا صحابہ اور اولیاء عظام سے محبت ہے تو ان کے حالات پڑھئے اور سنئے

بڑی سوانح رسول مقبول

یہ کتاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان، صحت تاریخ، فرنی کاغذ، صفائی طباعت کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے تاریخ عرب اور میلاد رسول سے لیکر وفات تک کے حالات بشرح و بسط درج ہیں اس کتاب میں عاشق رسول مصنف نے ایسے والہانہ انداز میں لکھا ہے کہ اس کا مطالعہ بے حد بصیرت افروز ہے۔ کتابت کشادہ ہے۔ یوں تو آپ نے رسول مقبول کی صدہا سوانح عمریاں پڑھی ہونگی لیکن اس کا مطالعہ آپ کی حیات دینی میں خاص جوش پیدا کر دے گا ضخامت ۵۶۰ صفحے قیمت بہت کم صرف ۱۲ر محصولڈاک ۹ر کل ۱؎

سوانح غوث پاک کلاں

آسمان تصوف کے آفتاب حضرت پیران پیر غوث پاک کی بڑی سوانح عمری دنیا کا کونسا گوشہ ہے جہاں محبوب سبحانی حضرت عبد القادر جیلانی کے عقیدتمند موجود نہ ہوں آجتک اس انداز سے اس قدر مفصل حالات بڑے پیرکے اردو زبان میں نہیں چھپے تھے جیسے اس کتاب میں ہیں اسی وجہ اس کا پہلا اڈیشن غوث پاک کے پروانوں نے ہاتھوں ہاتھ لے لیا اس کتاب میں آپ کی ولادت سے لے کر وصال تک کے حالات ہیں خصوصاً حضور کی کرامات بہت مفصل ہیں نہایت اعلیٰ چھپائی اور کاغذ ہے، قیمت مجلد تین روپے محصولڈاک ۱۴ر کل ۳؎

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا قرآن کریم میں ذکر ہے سب کو مکمل سوانح عمری ہے بڑی مستند احادیث سے مستنبط ہے ۲۷۰ صفحوں کی مجلد کتاب ہے انبیاء کے حالات سے ظاہر ہے کہ عجیب و غریب معارف سے پر ہونگے سب سے اہم ترین پہلو اس کتاب کا یہ ہے کہ دیگر امتوں کے سخت ترین ریاضات کے مقابلہ میں امت محمدی کی ہلکی عبادتوں اور اعلیٰ اجر سے عبادت الٰہی کی تشویق ہوتی ہے اتنی ضخیم کتاب اور ہدیہ بہت کم مجلد کتاب ہے قیمت ۱۲ر محصولڈاک ۹ر کل ۱؎

شاہ جیلاں

یا گیارہ مجالس، یہ غوث الاعظم کی ایسی سوانح عمری ہے جو علامہ سید نذیر الحق مولف کتاب اسلام نے لکھی ہیں، آپ غوث پاک کے پوتے ہیں اس لئے یہ مجالس بڑی مستند ہیں (۱) فضیلت قطبیت (۲) پیدائش (۳) رکنیت و غوثیت (۴) حلیہ مبارک لباس اور خلق (۵) آپکا تحصیل علم سیاحت عبادت (۶) آپکا طریقہ (۷) آپ کی فضیلت و برتری تمام اولیا پر (۸) تعلیمات غوث الاعظم (۹) کرامات غوث الاعظم (۱۰) آپ کی عبادت (۱۱) آپ کی ازدواج اور اولاد۔ ضخامت ۸۸ صفحات قیمت چھ آنہ محصولڈاک ۶ر

چھیانوے بڑے ولی

ان کے حالات انکی کرامات ان کے خوارق انکی تعلیمات انکی والہانہ تبلیغ اسلام، ان کے اوراد ان کے اسرار باطنیہ، انکی الوہیت کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے جسمیں اکابر اولیاء اللہ کے حالات ہیں، اس کا نام تذکرۃ الاولیاء بھی ہے یہ وہ کتاب جسمیں اکابر اولیاء اللہ کے حالات ہیں اسمیں ہندوستان کے بھی ہیں، عراق کے بھی شام کے بھی ہیں اور ایران کے بھی، مشرق قریب کے بھی ہیں اور بعید کے بھی۔ یہ کتاب خدا رسیدہ لوگوں کا عملی آئینہ ہے بڑی تقطیع کی ۔۔ ۴ صفحات کی ضخیم کتاب ہے قیمت مجلد ڈیڑھ روپیہ ۸ر

سات سو اولیاء ہند

کفرستان ہند میں ۷۰۰ اولیائے کرام تو ایسے مدفون ہیں جنکا حال اس کتاب میں ہے یہ ایک تیموریہ خاندان کے چشم و چراغ کی لکھی ہوئی کتاب ہے اور اسمیں حالات و کرامات کے ساتھ اقوال الاولیاء کا بھی وہ خزانہ شامل ہے جو شاید اور کہیں ہی ملے یہ کتاب اپنی جگہ خود صاحب تعریف ہے کیونکہ ایک ہندو رئیس نے اس کو پہلے پہل چھاپا اور مالا مال ہوگیا، اگر یہ کتاب مسلمانوں کے مطالعہ سے گذریگی، تو ان کے دماغ چکدار ہیرے بن جائیں گے، اس کی قیمت چار روپے کی تھی اب ساڑھے تین روپے میں ملتی ہے محصولڈاک ۱۴ر

کفرستان کے تین ولی

۱۔ حضرت خواجہ معین الدین، اسمیں آپکی پیدائش ہندوستان میں آمد تبلیغی سرگرمیاں کرامات ساحروں سے مقابلہ اور بدخلوں فی دین اللہ افواجا

۲۔ حضرت بابا فرید گنجشکر، آپ کے خاندان کے حالات، لقب کی وجہ، خواجہ بختیار کاکی سے عقیدت مجاہدہ، تبلیغ دین، کرامات کا ظہور اور عبرت خیز حالات

۳۔ سیرت صابر کلیری، آپکے ابتدائی حالات مجاہدات، مرشد کا لنگر تقسیم کرنا، اور خود نہ کھانا صابر کا لقب پانا، خرقہ خلافت حاصل کرنا، کلیر تشریف لے جانا اور جلالی کرامات کا ظہور تینوں کی قیمت صرف ایک روپیہ محصولڈاک ۶ر

ولیوں کے حالات

مولوی عبد الرحمٰن صاحب شوق امرتسری کی لکھی ہوئی کتاب بچوں اور عورتوں کے لیے ۱۲۸ صفحات بہت اچھی چھپی ہوئی اسمیں حسب ذیل ولیوں کے حالات ہیں، غوث پاک، حضرت اویس قرنی حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت علاء الدین صابر حضرت خواجہ حسن بصری، حضرت مالک بن دینار حضرت خواجہ فرید گنجشکر، حضرت امیر خسرو، حضرت خواجہ محبوب الٰہی، حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر حضرت بایزید بسطامی حضرت جنید بغدادی حضرت ابراہیم ادہم، حضرت سلم، ابو داود داؤ ابن ماجہ قیمت صرف ۶ر محصولڈاک ۶ر کل ۱۲ر

امت کی مائیں

علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے ازواج مطہرات کی سوانح عمری ہے اس کتاب میں تعدد ازدواج کے مسئلہ کو حل کیا گیا ہے، اور جو دشمن رسول کریم کی ازواج مطہرات پر اعتراض کرتے ہیں انکا منہ توڑ جواب ہے اس کتاب میں حضرت عائشہ اور حضرت خدیجہ کی لائف بہت مبسوط ہے اور حیات آفریں ہے۔ کتاب پڑھتے ہی سے اس کی خوبی معلوم ہو سکتی ہے، ان گھروں میں کتاب بہت مفید ہوگی جہاں میاں بیوی میں جھگڑا رہتا ہو کیونکہ رسول اللہ کی ازدواجی زندگی ایسی نہیں ہے جس کا اثر بلا متاثر ہوئے رہ جائے قیمت ۱۲ر محصول ۶ر

پانچ مقدس ہستیاں

۱۔ سراج انبیاء، یعنی رسول کریم کی سوانح عمری آسان زبان میں دلچسپ انداز بیان میں ۶۲ صفحے

۲۔ صدیق الرسول، رفیق رسول سیدنا ابوبکر صدیق کے حالات نہایت دلچسپ موثر ۹۶ صفحے

۳۔ فاروق الاسلام حضرت عمر فاروق کی پرہیبت زندگی کے دلچسپ حالات عورتوں اور بچوں کی سمجھ کے موافق

۴۔ جامع القرآن، عورتوں اور بچوں کی ذہنیت کو ملحوظ رکھ کر حضرت عثمان کے حالات لکھے گئے ہیں

۵۔ سراج زہرا، حضرت علی اور حضرت خاتون جنت کے حالات اور ان میاں بیوی کی پر خلوص زندگی ۴۲۰ صفحات سب یکجا مجلد قیمت ۱۲ر محصول ۶ر

پانچ برگزیدہ صوفی

۱۔ امام غزالی تصوف کے سب سے بڑے علمبردار اور واقف اسرار ربانی بزرگ کے حالات قیمت ۴ر

۲۔ مولانا روم، جنکی مثنوی ہست قرآن در زبان پہلوی، مع انتخاب شرح مثنوی قیمت ۴ر

۳۔ حافظ شیرازی وہی شیراز کا صاحب عرفان شاعر جس کے دیوان کا فالنامہ صحیح تر ہے قیمت ۳ر

۴۔ شیخ سعدی جنکی کریما گلستان اور بوستان آجتک ویسے ہی مہک رہے ہیں، قیمت ۳ر

۵۔ امیر خسرو، موجد الزمان صوفی صافی جنکی زندگی عجیب پر عرفان تھی، قیمت ۳ر

پانچوں ایک وقت میں منگائیں تو ۱ؔ۲ محصول ۸ر

امام ابو حنیفہ

کے حالات پڑھنے مسلمان کے لئے ضروری ہیں کیونکہ جن کی نسبت وہ فخر کرتے ہیں، ان کے حالات کے بے خبر رہنا نہایت ہی ناموزوں ہے، سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات علمی کارناموں، مناظروں اور دقیقہ رس مسائل کے معلوم کرنے کے لئے سب سے بہتر کتاب ہے، فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جس سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں اور حقیقت میں امام موصوف کا یہ مابہ الامتیاز فن بھی ہے ضخامت ۱۲۰ صفحے قیمت صرف ۶ر چھ آنے محصول ۶ر

پتہ :- دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

اپنی پستی کا احساس ہو تو زندگی میں انقلاب لینے کی فکر ہو۔ آپ یہ کتابیں پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے !!

الفاروق

کیا اسلاف تھے اور کیا ہم ہیں جلنے تھوالفاروق میں کیا ہے۔ اسمیں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کی زندگی کے مختصر حالات ہیں، یہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جن کا ثانی زمین پر پھر پیدا نہیں ہوا تو نیٹرو کی فرضی روایات عدل پر عش عش کرنے والو ذرا اس عدل فاروقی کے حالات پڑھو، جب معلوم ہوگا کہ عدل کسے کہتے ہیں مساوات مساوات کے سر پٹکنے والو ذرا اس جلیل المرتبت صحابی کی شان مساوات تو دیکھو بیت المقدس میں شاہانہ داخلہ ہے۔ مگر کس طرح غلام سوار اور آقا باربردار جمہوریت کے سب سے بڑے بادشاہ کے حالات پڑھو۔ ۲۶۰ صفحے مجلد ۱۲/

الہارون

خلفائے عباسیہ میں جلیل القدر بادشاہ ہارون رشید کی سوانح حیات اسمیں ابتدا میں تاریخ عرب حالات عہد رسالت شجرہ نسب خاندان بنی امیہ کی تاریخ اس کے بعد عباسیوں کی تاریخ ہارون رشید کی تخت نشینی ہارون رشید کا زمانہ خلافت، کمال عروج، زوال خاندان برمکی، ہارون رشید کی خلافت کا آخری زمانہ اور وفات ہارون رشید کے نجی حالات زبیدہ خاتون ملکہ ہارون کی لائف اور عروج ارتقاء اسلام کے تحیر واقعات ضخامت ۲۷۴ صفحات قیمت اس کی پہلے تو کبھی تین روپے ہی، اب بارہ آنے محصولڈاک ۹/ کل ۵/

المامون

عباسیوں کا دوم نمبر اولوالعزم بادشاہ ہارون رشید کا جانشین، اس میں تاریخ عروج اسلام کے دل افروز واقعات ہیں، مامون کی ولادت تعلیم تخت نشینی اندرونی خانہ جنگی، بہائیوں کا قتل، عراق کی بغاوت دوسرے گورنروں کا بغاوت کرنا، بغاوت کا فرو فتوحات ملکی، جزیرہ صقلیہ کی فتح، وسعت سلطنت خراج تعلیمی، صنعتی ادارے، طبی حوصلہ افزائی ارکین سلطنت، عہدے، ذوق علمی، طرب افزا مجالس اور خلیفہ مامون کے عہد کے صدہا واقعات از علامہ شبلی مرحوم ۲۰ صفحات قیمت چھ آنے محصولڈاک ۷/ کل ۱۳/

غازی صلاح الدین اعظم

کی سوانح عمری جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کیا اور کس طرح صلاح الدین غازی نے مٹھی بھر مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کی سفاکی و بربادی کے وہ سین آپکی آنکھوں کے سامنے آئیں گے جس سے آپکا مجاہدانہ جوش جو مدتوں سے سرد ہے فی الفور گرم ہو جائیگا، اور آپ میں حریت و آزادی کا ایک خاص ولولہ پیدا ہو جائے گا کتاب کے شروع میں غازی موصوف کا فوٹو بھی ہے یہی وہ کتاب ہے جو مردہ دلوں میں جان ڈالدیتی ہے۔ قیمت دو روپے، محصولڈاک ۷/ کل ۲/

ٹرکی کے ۳۷ خلیفہ

دیکھئے تو کس طرح سلطان عثمان خان اول نے اپنی بیکسی کی حالت سے نکل کر سلطنت عثمانیہ کی بنیاد ڈالی، اور کس طرح مسلمانوں کی مجاہدانہ برادری پھلی پھولی، عیسائیوں اور دیگر دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا، عیسائی سلطنتوں نے اس اسلامی سلطنت کو ملیامیٹ کر دینے کے لئے کیا کیا منصوبے باندھے لیکن ترکوں نے جس بہادری سے مقابلہ کیا وہ حیرت انگیز ہے، ایک طرف دنیا کے عیسائی اور دوسری طرف چند مجاہدین، آخر فتح حق کو ہوئی اس کتاب میں ۳۷ بادشاہوں کے حالات ہیں اور ترکان احرار کا تذکرہ بھی ہے اور فوٹو بھی ہیں قیمت پونے دو روپے

شاہان تغلق

یہ حضرت مولانا اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی کی وہ مقبول کتاب ہے جو آئینہ حقیقت نما کے نام سے ہزاروں فروخت ہو چکی ہے، یہ حصہ جو شاہان تغلق کی تاریخ ہے بہت مقبول ہے کیونکہ اس ہی زمانہ میں ہندوؤں کا شگھٹن پاش پاش ہوا اور یہ غلامان نی دین الہی افواجا کا دلکش منظر اس عہد میں بے نظیر تھا

مولانا اکبر شاہ خاں صاحب کا نام ہی اس کتاب کے اہم ہونے کی بڑی ضمانت ہے اور ناظرین مولوی اس کو بہت پسند کریں گے۔

قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ۱۰/ کل ۲/

شامی جہاد

یہ علامہ واقدی کی تاریخ شام کا ترجمہ فتوح الشام سے ماخوذ ہے اس کا انداز بیان بہت دلچسپ ہے کیونکہ حضرت خواجہ حسن نظامی کی تالیف ہے اور اس کے انداز بیان میں ہی وہ جادو ہے جس سے غیرت اسلامی جوش میں آجاتی ہے، شام فتح اور اس سلسلہ کے صدہا ولولہ انگیز واقعات اس کتاب میں ہیں، پانچسو صفحہ کی ضخیم کتاب ہے اگر آپ کو ابتدائے عروج اسلام کا سچا مشاہدہ کرنا ہے تو یہ کتاب منگائیے واقعہ یہ ہے کہ اس کو ختم کئے بغیر نیند حرام ہو جاتی ہے۔

قیمت ڈیڑھ روپیہ ۸/ محصولڈاک ۷/

گروہ مشاہیر

مصنفہ مولانا شرر لکھنوی، تاریخ نگاری میں جو مولانا مرحوم کو شہرت ملی ہے وہ یگانہ ہے اور تحریری دلنشینی جو انکی تصانیف کو میسر ہے شاید ہی کسی دوسرے مصنف کو حاصل ہو اس کتاب میں حسب ذیل مشاہیر کے حالات ہیں محمود و ایاز علی بیگ، عوج بن عنق، قوم جیلنڈ ہرقل، ابو الحکامہ، ابن منیر، حسان بن ثابت، افلاطون، بیفی مال، الپ ارسلان، میر علی شیر جنتائی ان مشاہیر کے حالات پڑھنے سے معلومات میں اضافہ ہونے کے ساتھ لطف لٹریچر بھی ہے، قیمت ۸/ رعایتی ۱۲/ محصولڈاک ۷/ کل ایکروپیہ تین آنے

لیڈی حلیمہ خاتون

جنہوں نے پورے پچاس پنڈتوں اور دہ بی آریوں سے مباحثہ کیا، بارہ روز مناظرہ رہا آخر میں اسلام کی فتح ہوئی اور لیڈی موصوف نے اپنی بقیہ زندگی تبلیغ کے لئے وقف کر دی بالکل سچا واقعہ ہے، جس کو ابوالعلم مولانا حسن الدین خاموش نے بطرز سوال و جواب دو سو صفحات میں سارا مباحثہ قلمبند کیا ہے، کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا اور کھانا پینا اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہر شخص مناظر ہو سکتا ہے۔ قیمت رعایتی ۱۰/ محصولڈاک ۷/ کل ۱/

ساوتری

ایک ہندو خاندان کا سچا افسانہ جو تبلیغی مقاصد کے لئے بہت مفید ہے اسمیں دکھایا گیا ہے کہ آخر کار ایک ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہو گیا اور کفر و شرک کے مقابلہ میں ایک نو مسلم خاتون نے کس طرح ہزارہا مصائب برداشت کرکے اور باوجود دیکھ لو ہے سے داغے جانے کے بھی آخر وقت تک مسلمان رہی، یہ افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہے اور معصر معارف و الجمعیت نے خاص طور پر اچھی تنقیدیں لکھی تھیں اہل خیر حضرات اس کو مفت تقسیم کرتے ہیں

قیمت چھ آنے محصول ۷/

نامور خواتین

جنہوں نے اپنے حسن عالمتاب سے بادشاہوں کی سلطنت قدموں سے روندیں، جنہوں نے بہادر اور شجیع جوانوں کی تلواریں کند کر دیں، جنہوں نے وارفتہ حسن نوجوانوں کے جنازے جنازے اپنی چاند سی صورت پر قربان کرا ڈالے۔ اس کتاب میں ۳۰ ایسی خواتین کے حالات ہیں، جن کے نام یہ ہیں، زبیدہ خاتون، ام الخیر رابعہ، معنہ، محفہ، زبدہ، رابعہ شامیہ، شہدہ کاتبہ، علیہ بنت مہدی، قطری الندی، خدیجہ بنت الشیم ام ہانی مریم، فاطمہ فقیہہ، فاطمہ نیشاپوری، زلیخا ملکہ بلقیس، ملکہ صبا، ملکہ زنوبیہ، ام ابان وغیرہ وغیرہ مجلد ۱۲/ محصول ۷/ کل ۳/

اندلس کی شہزادی

جب مسلمانوں کی خانہ جنگیوں نے اندلس کی حکومت کو ان سے چھڑوا دیا اور عیسائیوں نے ہتھیا لیا اس وقت بھی ان کا کیرکٹر یہ تھا، کہ وہ اپنے وطن سے دغا نہیں کرتے تھے، اور جبکہ ایک دوسری عیسائی سلطنت نے اس پر حملہ کیا، تو انہوں نے وطن عزیز کی خاطر ملک پر جان قربان کر دی، جہاں عیسائی سپہ سالار دم چراتے تھے وہاں ایک چرواہے نے ملکہ اندلس کی جان بچائی تاریخی افسانہ ہے، دلچسپ لٹریچر ہے۔ کیونکہ مولانا راشد الخیری مدظلہ العالی کی تصنیف ہے

قیمت ۸/ محصولڈاک ۶/ کل ۱۴/

پتہ :- محمدیہ پریس (دہلی)

مذہبی انسان سچے مسلمان پاکباز و ایمان دار مسلمان بننے میں ہی زندگی کا لطف ہے یہ کتابیں پڑھیے اور انکو راہ بر بنایئے

گھر کا مولوی
مجلد

مجلد ۵۰۰ صفحہ کی یہ وعظ کی بے نظیر کتاب ہے جو حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی مرتبہ ہے اسمیں ایک سو سات وعظ ہیں جسمیں تمام امراض روحانی حرص حسد، حب دنیا، تکبر، چوری، تہمت، بدگمانی بخل، ظلم، غصہ، غمازی، زنا، لواطت، غرضکہ ترتیب وار تمام نقائص انسانی کے متعلق مواعظ اور تذکرات ہیں، نیز اسی طرح انعام الٰہی اور برکات ایزدی، اخلاق حسنہ کے متعلق بہت سے وعظ ہیں، اگر اس کتاب کو منگا کر ہر ہفتہ اپنے محلہ قصبہ یا گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کرکے ایک ایک وعظ بیان کردیا جائے تو بہت فائدہ ہو قیمت ڈیڑھ روپیہ

بارہ مجالس

وعظ کی آسان اردو میں سب سے پہلی کتاب اسمیں حسب ذیل بارہ مجالس ہیں (۱) ہستی باری تعالیٰ (۲) توحید کے پردے (۳) توحید الٰہی (۴) نبوت و رسالت (۵) ختم نبوت (۶) فضائل رسول (۷) اسوۂ رسول محترم (۸) محبت رسول (۹) فضائل و اخلاق حضرت صدیق (۱۰) اسلامی معاشرت (۱۱) اسلام میں عورت کے حقوق (۱۲) واقعات کربلا یہ بہت ہی مقبول کتاب ہے اور آسان وعظوں میں سب سے بہتر کتاب ہے اسکی خوبی یہ ہے کہ بہت ہی تھوڑی اردو جاننے والے بھی بہت آسانی سے پڑھ لیتے ہیں، قیمت مجلد ۱۲ محصولڈاک ۴

میاں بیوی کے حقوق

اسلامی میاں بیوی کیسے ہوتے ہیں اور کیونکر ہو سکتے ہیں، یہ آپ کو کتاب میاں بیوی کے فرائض سے معلوم ہوگا، آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ اس کتاب کے عامل بن جائیں، ایک اچھی بیوی اور اچھا خاوند جب ہی بن سکتا ہے، جب اسلامی احکام اور خدا کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلے یا اسلامی جوڑہ ایک ایسا عمدہ ہوگا جس سے آئندہ نسلیں بہترین ہونگی، دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا، اسمیں دونوں کے فرائض شرعی بتلائے گئے ہیں ان پر عامل ہونے کے بعد کبھی لڑائی نہ ہوگی قیمت ۸ محصولڈاک ۶ کل ۱۴

تازیانۂ شیطان

یعنی شرح تعوذ، اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہایت فصاحت کیساتھ اسمیں درج ہے شیطان کے بارے میں قرآن شریف میں جسقدر آیات آئی ہیں انکی تفسیر و مطالب کا بیان، شیطان کی سوانحعمری آدم علیہ السلام کی تخلیق شیطان کی دشمنانہ حرکت شیطان کی مکاریاں اور فسوں سازیاں تخلیق آدم سے تا ایندم اسمیں جابجا تفصیلی حکایات ہیں جس سے مطلب عام فہم ہوگئے ہیں آنحضرت کا صحابہ کا قوال سے بیان کو ایسی دلچسپی دی گئی ہے جس سے خاص کیفیت پیدا ہوگئی ہے مجلد کتاب ہے ۱۲۸ صفحات قیمت دس آنے محصول ۶

تعزیرات فی دوزخ

اس کا دوسرا نام تنبیہ الغافلین ہے، یہ کتاب پڑھ کر پھر گناہوں کا ارتکاب بڑی ہی بے خوف ہستی کا کام ہوگا، اسکی وعیدات سے کلیجہ کانپ جاتا ہے اسمیں حسب ذیل بیانات ہیں، تارک ایمان، تارک نماز، تارک سنت، شرک و گناہ کبیرہ، تعدیکا بیان دنیا کی دوستی اور اس کی محبت، قیامت کا بیان رمضان کا بیان، حج کا بیان، خاوند بیوی کا بیان، جھوٹ، کذب، حسد، دشمنی، تکبر، غرور، نیک و بد خلق، نیک لوگوں کے قصے، توبہ کرنا سود کھانیوالوں کا حشر، شراب کا بیان جنت و دوزخ کا بیان، ۲۰۰ صفحات کی کتاب ۱۲ محصول ۹

اسلامی زندگی

مسلمانوں کو دینی معلومات کیساتھ دنیاوی تعلیمات سے آگاہ کرنیوالی اردو کی شاندار کتاب ایک مسلمان کی زندگی کے ۲۵۰ دینی اور دنیاوی پہلو اس کتاب میں دکھلائے گئے ہیں اس کے علاوہ اسلامی تمدن، اسلامی معاشرت اور زندگی میں روزانہ پیش آنیوالی اسلامی ضروریات خواہ ان کا عبادات سے تعلق ہو یا معاملات سے تعلقات ہو یا فرائض سے خواہ کچھ بھی ہو اس کتاب میں موجود ہے ایک مسلمان کے پیدا ہونے سے لیکر مرنے تک اور مرنے کے بعد تک جن باتوں کا جاننا ضروری ہے وہ سب اس کتاب میں ہیں، قیمت ڈیڑھ روپیہ

زبدۃ النصائح

ترجمہ کتاب منبہات ابن حجر عسقلانی یہ وہ مشہور و معروف کتاب ہے جسکا ترجمہ تقریباً سب زبانوں میں ہوچکا ہے اسمیں صحابہ کرام اور بزرگان دین کے اقوال اہل یقین کے پر مغز اقوال پہلا باب اسمیں ہر نصیحت میں دو باتوں کا ذکر ہے دوسرا باب، اسکی ہر نصیحت میں تین باتوں کا ذکر ہے اسی طرح اسکے نو باب ہیں اور ہر باب میں نصیحت ہے اسمیں چار پانچ چھ سات، آٹھ نو اور دس تک نصیحتیں ہیں اور اسمیں ایسی انمول باتیں ہیں جو آپ نے اب تک نہ سنی ہونگی ۸۰ صفحات، قیمت صرف ۳ محصولڈاک ۶

خاموش تبلیغ

ملت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گذر رہی ہے اس سے ہر شخص واقف ہے مسلمانوں کا افلاس روز بروز بڑھ رہا ہے مسلمان غیر شرعی مراسم کے باعث تباہ ہو رہے ہیں، اور کروڑوں روپیہ غیر مسلم اسمیں لیجاتے ہیں ہم نے کہا ہے ان حالات سے متاثر ہوکر مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے ایک دستور العمل بنایا ہے اس کتاب میں اصول تجارت سود، ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت، الحرب خدعہ شادی و غمی کے مراسم، ہندوستانی ودیکا حکم، انگریزی تعلیم، اسلامی تبلیغ پر مفصل بحث ہے قیمت دس آنے محصول ڈاک ۶

مرنے سے پہلے

جو سب سے بڑا کام کرنا ہے وہ گناہوں سے توبہ ہے اور مرنے کے وقت کی کسی کو خبر نہیں اس لئے آپ کتاب توبہ منگا کر پڑھ لیجئے اس سے آپ کو توبہ کی حقیقت توبہ کے فوائد، توبہ کا اثر، توبہ کی ضرورت، توبہ کا عملی ثبوت، توبہ کے بعد کی حالت، توبہ کیوں کی جائے، توبہ ہی تمام اوزار سے بہتر مسلمانوں کے پاس عظیم ضابطہ ہے یہ سب باتیں اس کتاب سے معلوم ہوجائینگی مگر بہرحال ضرور پڑھئے گا، اور اس کتاب کو پڑھکر اور اس پر عمل کرکے مرنے تو جنت میں ہی کی راحت ہے قیمت دس آنے محصول چھ آنے۔

مرنے کے بعد
کیا ہوتا ہے

یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حال معلوم کرنے کیلئے ہر انسان بے چین ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اس کتاب میں ہے، مختصر فہرست مضامین یہ ہے، فلسفہ دوزخ، فلسفہ روح، تناسخ، حقیقت موت، عیادت، سکرات موت، تلقین، جسم سے روح کی پرواز، حضرت آدمؑ کی وفات، ایمان و کفر، نیک روحیں علیین، ابرار، مقربین، برا خاتمہ بری روحیں سجین، کفار کی ارواح، سوال و جواب نکیرین، عالم برزخ عذاب و ثواب، قبر کا عذاب تجہیز و تکفین، نماز جنازہ وغیرہ اور سب سے بہتر وہ حصہ ہے جو اولیائے وفات کے بعد وہ تبرک اولیا کو بتلا قیمت ۱۲

مساوات المسلمین

فخر و نسب پر غرور کرنیوالے مساوات اسلامیہ پڑھئے کہ یہ کیسے شرمسار ہوئے جنہوں نے حضور کا فرمان پڑھا کہ، قد اذھب اللہ نے تمہاری جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار مٹا دیا تمام انسان آدم کی نسل سے اور آدم مٹی سے تھے بد ہندوستان میں مسلمانوں کے رواج پر بھی اچھوت ادھار نہ ہوا، اور شریف بابوں کے بیٹے اپنی بے وجاہتی کو نسب کے دامن میں چھپانے اور بیان مسلمان بھی برہمن شودر بننے لگے اس کتاب نے ایسے مغرورانہ فخر کی پول کھول دی ہے اور بتلایا ہے کہ اسلام اس لعنت سے پاک ہے، قیمت چھ آنے

تسخیر القلوب

کیا آدمی کا دل ہے جسپر آپ قابو چاہتے ہیں، وہ دل کسی کا ہو مرد کا ہو، عورت کا ہو، خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو، محکوم کا ہو دوست کا ہو آشنا کا کہ چھوٹے کا ہو، بزرگ کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کرلیں گے، اگر آپ تسخیر القلوب منگا کر جو اسمیں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں، احباب کا مسخر کرنا، زن و مرد کا مطیع کرنا، آقا و افسر پر قابو پانا، معتقدات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے آدمی کے لئے معمولی بات ہے ایک نہایت دلچسپ اور عجیب و غریب کتاب ہے ہزارہا فروخت ہوچکی ہے، قیمت ۸ محصول ۶

دفتر رسالہ مولوی جمعیۃ ہند دہلی سے منگائیے

[illegible] اپنے بچوں اور عورتوں کو اسلامی تعلیم دیجئے

دس زنانہ بستہ

دس علمی ہیروں کا گلدستہ یا دس بیش بہا کتابوں کا مجموعہ (۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کہانیوں کی کتاب (۳) کھیل کی کتاب (۴) لکھنے کی کتاب (۵) نماز کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب (۷) تندرستی کی کتاب (۸) تہذیب کی کتاب (۹) پردے کی کتاب (۱۰) اصلی جہیز، جو کتاب جس مضمون پر ہندوستان کی ہے اس کو مکمل کر دیا ہے اپنی بچیوں کو ضرور اس کتاب کی تعلیم دیجئے تاکہ وہ گھرداری کے تمام کاموں سے واقف ہو جائے اور ساتھ ہی مذہبی معلومات سے بیگانہ نہ رہے، قیمت ایک روپیہ محصول ۴ر

آٹھ اسلامی کتابیں

بچوں کی مذہبی معلومات بڑھانے کے لیے آسان کتابیں
پہلی: اللہ کی نعمتیں، صفتیں، ملائکہ وغیرہ کا بیان
دوسری: ایمان، عقائد، وضو، تیمم، اذان وغیرہ
تیسری: نماز کی پوری تفصیل اور آسان [illegible]
چوتھی: مرنے کے بعد اور پہلے کے حالات، مسائل
پانچویں: زکوٰۃ کا بیان اور روزہ کا پورا بیان
چھٹی: حج کا بیان اور عقوق کا بیان
ساتویں: ارکان ایمان، ارکان اسلام [illegible]
آٹھویں: حقوق العباد، توکل اور گناہ وغیرہ
آٹھوں کی ضخامت ۲۴۰ صفحہ
قیمت یکجا مجلد سوا روپیہ [illegible] محصول ۱۰ر

سات اخلاقی کتابیں

وہیں سب ذیل سات اخلاقی کتابیں ہیں اور ہر کتاب عورتوں کے لیے بہترین [illegible] ہے۔ ہدیۃ المستورات: عورتوں کی مذہبی معلومات [illegible] بچیوں کو ادب سکھانے کے [illegible] انتظام خانہ داری: مضمون نام سے ظاہر ہے [illegible] کھانا پکانا: [illegible] ہنر آموزی: صنعت، ہنر [illegible] لیڈی ڈاکٹر: اس میں امراض نسوانی اور ان کا علاج اخلاقی گیت: مضمون نام سے ظاہر ہے کوئی [illegible] علیحدہ نہیں ملے گی سب یکجا مجلد [illegible] ۸۴ صفحہ
قیمت مجلد ۱۲ر محصول [illegible]

پانچ سلسلہ تعلیم اسلام

جس کو اسلامی بچوں کی مذہبی تعلیم کے لیے علامہ [illegible] مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے تالیف فرمایا اس کے پانچ حصے ہیں۔ اول [illegible] پہلا حصہ [illegible] دوسرا حصہ [illegible] عقائد کی تفصیل اور نماز کا بیان تیسرا حصہ [illegible] عقائد کی اونچی باتیں اور روزہ چوتھا حصہ [illegible] زکوٰۃ، حج اور حقوق العباد [illegible] اب تک ان رسائل کی تعداد [illegible] لاکھ چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور شاید کوئی کتاب ایسا ہو جہاں یہ [illegible] ہو۔ پانچوں حصے ایک جگہ مجلد قیمت فی جلد مجلد ایک روپیہ محصول ایک [illegible]

تین دینی کتابیں

۱۔ چہل پیغمبروں کے حالات بہت آسان زبان میں تاکہ بچے عورتیں کم پڑھے لکھے مرد آسانی سے پڑھ لیں کاغذ چھپائی اعلیٰ ۸۰ صفحات

۲۔ اقوال الرسول بچوں اور عورتوں اور کم پڑھے لکھے مردوں کے لیے صحاح ستہ کی منتخب احادیث کا صحیح ترجمہ روزمرہ کی باتیں ۹۶ صفحے

۳۔ عقائد حنفی، حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کی کتاب العقائد کا بہت آسان ترجمہ فاضل مترجم نے بڑی جانفشانی سے آسان طریقہ پر ترجمہ کیا ہے کہ بچے عورتیں بھی سمجھ لیں، قیمت ہر سہ جلد صرف دس آنے مجلد [illegible] محصول ایک [illegible]

تین عربی والے قاعدے

۱۔ اسہل القرآن: یہ عربی اور اردو دونوں کا قاعدہ ہے ۴۸ صفحہ کی ضخامت ہے ابتدا میں [illegible] کے قریب تصاویر ہیں، اور قیمت [illegible]

۲۔ یسرنا القرآن: قرآن شریف پڑھنے کا بے نظیر قاعدہ جس کے پڑھ لینے کے بعد بچہ [illegible] کے بچہ قرآن شریف خود دیکھ کر پڑھ لیتا ہے قیمت [illegible]

۳۔ ختم القواعد: عربی پڑھانے کا آخری قاعدہ جس کا انداز تحریر بچوں کی ذہنیت کو ملحوظ رکھ کر اس قدر سہل ہے کہ اور کوئی قاعدہ اس کے مقابلہ کا نہیں دیکھا گیا، قیمت [illegible] ۱۶ [illegible] ایک روپیہ کے منگائیے یا اور کتابوں کے ساتھ

دو اردو کے قاعدے

۱۔ عام فہم قاعدہ اردو پڑھانے کا ایک عجیب و غریب قاعدہ ہے ۳۲ صفحے کی ضخامت ہے [illegible] تصاویر ہیں، بہت اچھا چھپا ہے اور بہت مقبول ہوگیا، اس میں اردو پڑھانے کے طریقے بھی [illegible] استادوں کے لیے بڑی آسانی ہے قیمت [illegible]

۲۔ معلم الاطفال، بڑا معرکۃ الآرا قاعدہ ہے، قاعدوں میں یکتا، بڑی خوبی اس میں یہ ہے کہ اگر مفرد الفاظ شروع میں ہیں تو آخر تک مرکب میں ان کو دوہرایا گیا ہے تاکہ [illegible] کی حاجت ہی نہیں رہتی اور بار بار [illegible] الفاظ ذہن نشین ہو جاتے ہیں، قیمت [illegible] ایک روپیہ کے ۲۰

مرقاۃ العربیہ

ایک مدت سے یہ غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لیے لکھی گئی ہے، لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوش اسلوبی سے قائم کی ہے کہ ہر ایک آدمی بلا استاد کی مدد کے اس کتاب سے عربی سیکھ سکتا ہے، تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملے گی جس کے متعلق پہلے سے نہ بتایا ہو ہر نئے عنوان کے لیے ایک نہایت صاف اور سہل [illegible] کا ذکر ہے اور سبق میں [illegible] قاعدہ کی تشریح [illegible] ہر سہ جلد کی قیمت [illegible] ڈیڑھ روپیہ محصول ایک [illegible]

معلم عربی

ہر زمانہ کی قدر [illegible] ہے کہ وہ عربی اتنی ضرور جان جائے جس سے وہ قرآن کو سمجھ کر پڑھ لے اگر سارا نہ [illegible] تب بھی الفاظ کے معنی معلوم ہو جائیں [illegible] طلب تھا، اس کے ابتدائی صرف و نحو [illegible] ہے معلم عربی میں صرف و نحو کے طویل سلسلہ میں [illegible] کر اس انداز پر عربی پڑھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ شخص اگر [illegible] ایک ایک سبق روزانہ پڑھے تو تین مہینے میں وہ خاصا قرآن کا مفہوم سمجھنے لگے [illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible]

مومنز انگلش ٹیچر

کوئی جدید اعلان نہیں [illegible] سے ہر مہینہ اعلان ہوتا ہے کہ [illegible] تین مہینے میں انگریزی آ جائیگی اور حقیقت یہ ہے کہ آتی ہے اسی وجہ سے ہر مہینہ صدہا نسخے فروخت ہوتی ہیں، اور اسی انداز سے [illegible] بک رہی ہیں، اگر آپ اس کتاب کا ایک سبق روزانہ صرف ایک گھنٹہ کی محنت سے پڑھ لیں تو بغیر استاد کی ذرا سی مدد کے آپ انگریزی پڑھنے کا کام بخوبی چلا لیں گے [illegible] یہ اشتہار ہی نہیں دعوے ہے [illegible] یہ وہ [illegible] کتاب ہے [illegible]

فارسی بول چال

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں فارسی [illegible] یہ فارسی بول چال ہے جسے [illegible] فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کیے ہوئے دو فاضل حضرات نے سالہا سال کی [illegible] زبان کو اردو میں ڈھالا ہے، شروع [illegible] فارسی [illegible] کے ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ [illegible] کی تعداد [illegible] لکھے گئے ہیں اس کے علاوہ ہر قسم کے کاروباری خطوط [illegible] تیمارداری اور [illegible] تعزیت وغیرہ کے نمونے اردو میں درج ہیں، قیمت ۱۲ر محصول ۶ر

کریم اللغات مجلد

فارسی زبان کے [illegible] ہزار الفاظ کے لغات کی یہ کتاب آپ کو خبر بھی نہیں ہوگی اور روزمرہ بول چال میں کتنے فارسی الفاظ ایسے ہوتے ہیں [illegible] ذرا سی تکلیف گوارا کیجئے اور [illegible] کریم اللغات منگا کر [illegible] بول چال اور تقریر میں نہایت [illegible] الفاظ [illegible] مجلد [illegible] صفحات قیمت ۱۲ر محصول ۹ر

[illegible]

عورت کی معلومات کے بغیر ہر مرد کی آدھی زندگی سونی رہتی ہے، آپ کو اختیار ہے چاہے اس کو سونا رہنے دیجیے چاہے پُر کیجیے

عورت باتصویر

پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں دیکھنے سے پہلے محبوبہ کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جایئے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب آپ کتاب عورت پڑھ لیں اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے، عورت نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے۔ عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم، عورت کی فطرت، عورت کی زینت، عورت کی تربیت، عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی غرضیکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی بھی پوشیدہ بات ایسی نہیں جو اس کتاب میں نہ ہو دو سو کے قریب فوٹو و قلمی تصاویر ہیں قیمت دو روپے

شب عروسی باتصویر

پڑھ لینے کے بعد شب عروسی کی سب باتیں معلوم ہو جائیں گی، شادی کے وقت عموماً دوستوں کو کچھ نہ کچھ تحفہ دیا جاتا ہے۔ اگر آپ اپنے دوستوں کو ایسے مواقعہ میں کوئی بہترین تحفہ دینا چاہتے ہیں تو صرف یہ کتاب دیجیے۔ شب عروسی اصلی کتاب زندگی کا پہلا ورق ہے یا تکمیل انسانیت کی بام عروج کی پہلی سیڑھی ہے اگر اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اس زینہ پر قدم رکھا جائے گا، تو وہ ایسا کامیاب قدم ہوگا۔ کہ انسان کی یہ فطری مسرت ہمیشہ ہمیشہ برقرار رہے گی۔ قیمت ایک روپیہ ہے جو اس کے منافعہ پر سو دفعہ صدقہ ہے محصول ۴ر

لذت شباب

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یعنی ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجیے جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قایم رکھ سکتے ہیں، عورت کے تاثرات کیا ہیں، حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیے گلزار شباب کس طرح وقت خزاں ہوتا ہے، شباب کی روٹھی ہوئی دیوی کس طرح منتی ہے عورت اگر عورت سے اور مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتایج پیدا ہوتے ہیں، لذت شباب میں سرستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لیے صدہا مجرب بھی ہیں ۸ فوٹو بلاک ہیں، قیمت ایک روپیہ محصول ۴ر

شب نامچہ عروسی

ایک مست شباب دوشیزہ کا شب نامچہ ہے اور سہاگ کی چند راتوں کا وہ سرشار اور کیف انگیز الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ پڑھتے پڑھتے سسکیاں بھرنے لگتے ہیں، یہ صرف چند نشاط افزا الفاظ کا مجموعہ ہی نہیں ہے بلکہ ازدواجی مسرت کے پوشیدہ راز اسی کتاب سے معلوم ہوتے ہیں، اتنی دلچسپ اور صنفی معلومات سے پُر شاید ہی کوئی دوسری کتاب ہو، شب نامچہ عروسی میں لٹریچر کے پرکیف گلدستہ کے ساتھ ساتھ گیارہ عکسی فوٹو بھی ہیں تاکہ دل و دماغ کے ساتھ آنکھیں بھی لطف اندوز ہوں قیمت ایک روپیہ محصول ۶ر

شب عروسی کے افسانے

وہ لذیذ کتاب ہے جو شب عروسی کے تمام لذائذ کو یکجا جمع کرنے میں کامیاب ہوئی ہے اس کا دوسرا نام عروس نو ہے، کتاب کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ کتاب کیسی دلآویز ہوگی اور واقعہ یہ ہے عروس نو کی طرح ہی ہے یہ کتاب حسین، پرلذت اور معطر جذبات کی آئینہ دار ہے، شب عروسی کے مسند و افسانے سیج کی نئی دلہن بنکر سامنے آجاتے ہیں جتنے افسانے ہیں اتنے ہی طریق پر اس زندگی کی سب سے بہتر رات میں مزے لوٹے گئے ہیں فقط باتیں یا حکایتیں ہی نہیں ہیں بلکہ کامیاب و لذیذ زندگی کا لائحہ عمل ہیں قیمت ایک روپیہ محصول ۶ر

سہاگن کا سہاگ

سات سہیلیوں کا جھرمٹ، سات مست شباب لذیذ راتوں کی لذیذ داستانیں، ان میں سب کچھ ہے جو تخیل کی لذت میں ہو سکتا ہے سہیلیوں کی پرلطف نوک جھوک، محلات لکھنؤ کی خاص زبان سے شب عروسی کی داستانیں، ازدواجی زندگی کے اہم ترین پوشیدہ راز غرضیکہ سہاگن کا سہاگ دنیائے صنفیات میں اپنے طرز کی انوکھی کتاب ہے جس کو شادی کے جلسہ میں سات دلہنوں نے بیان کیا، بڑی لذت یاب اور پرکیف کتاب ہے متعدد حسین فوٹو بھی ہیں، قیمت ایک روپیہ محصولڈاک ۶ر

دوشیزہ کی ڈائری

ایک دوشیزہ نازنین کے دل میں کس قسم کے پوشیدہ جذبات پیدا ہوتے ہیں، شادی سے پیشتر کیا معلوم کرنا چاہتی ہے شادی کے بعد اس کے لیے کن باتوں کا علم ضروری ہے حسن شباب کی حفاظت کس طرح کی جاتی ہے اور دوشیزہ کی پرکیف زندگی سے عیش و مسرت کی بہار کس طرح لوٹی جاتی ہے۔ ان تمام باتوں کا جواب آپ کو دوشیزہ کی ڈائری میں ملیگا ایک مست شباب دوشیزہ کی زبان سے ان تمام پوشیدہ جذبات کی کیسی تصویر کھینچی گئی ہے فوٹو بلاک کے متعدد حسین و جمیل تصویروں نے کتاب کی زینت میں اور اضافہ کر دیا ہے۔ قیمت دو روپیے

برتھ کنٹرول

عورت کی شباب آفریں لذت اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ تم اس کے حسن و جمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز سمجھ لو، اولاد کی کثرت سے نہ صرف ملکہ حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے بلکہ غریب والدین کیلئے ان کی پرورش سوہان روح ہوتی ہے اور انسان ازدواجی ذوق و لذت سے محروم ہو جاتا ہے برتھ کنٹرول ایک حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد تمہارے سامنے زندگی کی ایک بڑی حقیقت بے نقاب ہو جائے گی اور یقین کیجیے اولاد کی پیدائش تمہارے اختیاری ہو جائے گی۔ قیمت ایک روپیہ محصول

کیف مواصلت

دنیائے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز ایک مرد اور جوان مرد کے لیے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیف افزا سرور ہے جس پر دنیا کی بقا کا مدار ہے یوں تو فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی موجود ہیں جو صرف فطرتی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گذار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شغیہ حیات سے اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے مابہ الامتیاز ہو یہ کتاب مواصلت کو اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لذت ہی لذت ہے قیمت ایک روپیہ محصول ۶ر

بہار شباب

صنفی کتابوں میں جس اسلوب بیان کو امتیاز رہا ہے وہ جذبات کی سچائی ہے، یہ چیز مطالعہ کے لیے خواہ کتنی ہی لذیذ کیوں نہ ہو لیکن اصل فائدہ اس پروگرام کے ماتحت ہے جس میں انسان جوانی دیوانی کو قابو میں رکھ کر چاہتا ہے، کہ یہ بالذات قایم ہو جائے، بہار شباب میں ایسا ہی انتظام ہے جوانی کی پرکیف زندگی اور اس کو دوام کرنے کے لیے بڑے بڑے مجرب طریقے قاعدے، نسخے ہدایات حفظ ماتقدم کی ہزارہا باتیں اور عورتوں کی اندرونی کیفیات کو مردوں پر آئینہ کر دیا ہے

قیمت ایک روپیہ محصولڈاک ۶ر کل ۱۴ر

شاہی کوک شاستر

جو بادشاہوں کے لیے تھا وہ اب عام ہے اس کتاب میں رجوع الشیخ نے لذت شباب کے سرچشمہ عورت کو ایسے انداز میں پیش کیا ہے، کہ وہ لذتیں جو ایک جوان آدمی کے ذہن میں عورتوں میں ہوتی ہیں شاید وہ اس کے پاسنگ بھی نہ ہوں، ارباب نشاط عورت کے رویئیں رویئیں سے لذت ہی لذت ثابت کی ہے اور اس طرح مرد کی قوت نہانی کو مزید طاقتور کرنے کے لیے نسخے لکھے اور ہزاروں گر بتلائے ہیں اس علاج کے سلسلہ میں حکایات وصل جو بیان ہوئی ہیں وہ صدہا معجونوں لاکھوں مقویات سے بھی زیادہ مقوی ہیں قیمت کامل ڈیڑھ روپیہ ۸ر محصول ۸ر

دوشیزہ کی جوانی

جب بہار پر آتی ہے تو اس کے جذبات کا اندازہ اس کتاب سے ہوگا، جو طلوع شباب کے نام سے مشہور ہے اس میں وہ وہ عجیب باتیں ہیں کہ آپ عورت کے حیات معلوم کر کے ششدر رہ جائیں گے ایک نوجوان مرد جب شادی کی منزل میں قدم رکھے تو اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اگر وہ دوشیزہ کے اندرونی جذبات سے آگاہ ہو کر اس کے باغ حسن کی خوشہ چینی کریگا تو پھر یہ اجتماع لذت دونوں کو ایک دوسرے کا دیوانہ بنا دے گی اور یہ ایسی استوار بنیاد ہوگی جو دانت ٹوٹنے اور کمر جھکنے تک متزلزل نہ ہوگی بہت سی تصویریں ہیں، قیمت بارہ آنے ۱۲ محصول ۶ر

پتہ دفتر رسالہ مولوی [illegible] دہلی

بے شمار خوبیوں والا قرآن سبحان اللہ کتنا قبول ہوا

کاش میرے پاس روپیہ ہوتا اور میں سب خرید لیتا مقبولیت کی وجہ اس کا ہدیہ پڑھنے والا ہے اس مرتبہ چالیس صفحہ کا مقدمہ بھی

یہ تو آپ کو یقین ہو گیا ہوگا کہ [illegible] مولوی کے لئے حمیدیہ پریس دہلی ہی بہترین قرآن چھاپ کر [illegible] یہ قرآن شریف تو ایسا ہے

کاغذ چکنا سفید اور بہت ہی اعلیٰ ہے کہ [illegible] کے بعد ایک مسلمان [illegible] اس کی خریداری کی سفارش کرنے پر مجبور ہے اس اڈیشن کے ختم ہونے کے بعد

ایسا خوشنما کتابت کا قرآن شریف دوبارہ نہیں ملیگا کیونکہ ہندوستان بھر میں [illegible] خوشنویسوں کے سرتاج مولوی [illegible] صاحب جنہوں نے یہ قرآن شریف [illegible] داخل بحق

ہو گئے اسمیں بے شمار خوبیاں ہیں، حروف الگ الگ ہیں، ترجمہ واضح ہے کتابت [illegible] کا اندازہ تو آپ کو [illegible] واقعہ یہ ہے کہ جس کے پاس یہ قرآن شریف آگیا

وہ تاریخی یادگار ہوگا اس طرح بہت نادر قرآن شریف اب بیس روپے میں بھی نہیں [illegible] اس کے ترجمہ اور حاشیہ کی کتابت بھی [illegible] اور چھپائی تو سبحان اللہ

دیکھنے دکھانے کے قابل کاغذ نہایت نفیس چکنا اول نمبر کا ترجمہ حکیم الامۃ مولانا اشرف علی صاحب [illegible] بامحاورہ ہے اور نہایت سلیس ہونے کی وجہ سے عام پسند ہے حاشیہ

پر شان نزول ہے، مقدمہ میں فضائل و آداب تلاوت اور قواعد تجوید اور رموز اوقاف [illegible] اور ایک بڑی فہرست مضامین ایسی درج ہے کہ جس آیت کو چاہو فوراً نکال لو اس کے علاوہ مندرجہ

ذیل بیانات و مقالات وادعیہ دیئے ہیں، کلام مجید میں کن کن انبیا کا ذکر ہے فرشتوں کے حالات جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے قبائل جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے دنیا کی اماکن مقدسہ و مقامات

جن کا ذکر قرآن [illegible] وہ مقامات جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے، قرآن مجید کی تعلیم کے فضائل، قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم کرنا چاہیے، قرآن مجید کے وہ مقامات جہاں اعراب کے

فرق سے کفر لازم آتا ہے [illegible] سب سے آخری وحی، قرآن مجید کا [illegible] آسان کرنے والی دعائیں [illegible] بہت خوشنما [illegible] نقشہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ

جامع مسجد کا اعلیٰ درجہ کا خوشنما [illegible] اور ہر پارہ نئے صفحے سے شروع ہوتا ہے [illegible] ایک انچ زائد اور [illegible] برابر کچھ نمونے کے طور پر قرآن شریف دیکھئے

اس نقل میں [illegible] پیدا نہیں ہو سکتی، کاغذ ایسا ہی [illegible]

ہدیہ مجلد چرمی پشتہ بلا حاشیہ شدہ ڈھائی روپیہ محصول ڈاک چودہ آنے چھپائی سیاہ چمکدار حمیدیہ پریس دہلی

منزل ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ
سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر عالم کے جو بڑے مہربان

الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاکَ
نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی

نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِھْدِنَا
عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ
رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے

اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۝ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ
انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا

عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝
اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے

ورقہ نے تسلی دی
کہا کہ اے محمد تم
خوف نہ کرو بلکہ
کان لگا کر سنو
کہ وہ کیا کہتا ہے
اس کے بعد جب
آنحضرت صلعم
صحرا کی جانب
تشریف لے گئے
اور حسب دستور
محمد کی آواز کان میں
آئی تو آنحضرت صلعم
نے لبیک کہا آواز
آئی کہ اے محمد میں
جبریل خدا کا فرشتہ
ہوں اور تم اس
امت کے نبی ہو
اہل کہو اشہد ان
لا الہ الا اللہ و اشہد
ان محمدا عبدہ و رسولہ
اب پڑھو۔ الحمد
للہ رب العالمین

ہمالیہ پہاڑ جہاں سونے چاندی لوہے کی کانیں ہوتی ہیں وہاں ان کا ست بفضل رب کریم عنایت پروردگار سے یہ سلاجیت پیدا ہوتا ہے کہ ہم ایسے دشوار گذار مقامات سے عرصہ ۴۴ سال سے منگا کر طب وویدک طریقہ سے صاف کرتے ہیں جو کہ ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے جس کے ہزارہا سرٹیفکیٹ ہمارے پاس موجود ہیں ؟

السلیٰ اعظم — السیر اعظم

قرشمذ اور فاطمہ مہمی کا حقیقی اصلی نام کے جڑی بوٹی ہمالیہ سلیلی کو ڈاکٹر مولانا منشی محمد عبدالرحمن رزقی صاحب یونانی سرکار

اصلی سلاجیت اصلی

حکیم وید ڈاکٹروں نے متفق ہو کر تجربہ کر کے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ دنیا بھر کی ادویات میں شدہ سلاجیت کی برابر ہر قسم کے جریان کو دفع کر کے طاقت دینے والی کوئی دوا نہیں ہے جس کے استعمال سے بوڑھے جوان اور جوان نوجوان بن جاتے ہیں۔ دو چار خوراک سے ہی فائدہ نظر آتا ہے۔ بدن سے سستی اور کمزوری یکایک غائب ہو جاتی ہے کچھ دن استعمال کرنے سے ہر قسم کی دھات و جریان و کمزوری و خواب میں احتلام ہونا اور نطفہ پتلا پڑ جانا، پیشاب کے ساتھ دھات کا جانا، پیشاب میں شکر کا جانا، بار بار پیشاب آنا، مثانہ کی کمزوری، نامردی، ناطاقتی، کمر کا درد، تھکاوٹ، دماغی کمزوریاں، سر کا درد، چکر آنا، پاگل پن، مرگی وغیرہ ہمیشہ کے لئے دور ہو جاتے ہیں۔ اور منی دھات کو طاقتور بناتا ہے اس کے استعمال سے نیا صاف خون پیدا ہوتا ہے۔ دل و دماغ اور جسم میں طاقت، آنکھوں میں روشنی، بدن میں پھرتی چستی، چہرہ پر رونق آ جاتی ہے ایک خوراک سے ہی پیشاب کی جلن، کرک، پیلی رنگت دور ہو جاتی ہے۔ سات دن استعمال کرنے سے نئے پرانے سوزاک کو آرام ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی خونی، بادی بواسیر کو بھی دور کرتا ہے۔ ہر قسم کے ریاحی درد ہاتھ پاؤں، کی پسلی کا درد یا پرانی چوٹ کا درد یعنی جسم کی ہر تکلیف کو اور ورم نزلہ، زکام، کھانسی، اور لف دمہ، تپ دق، بدن پیلا پڑ جانا، پیٹ اور سانس کی بیماری دور کرنے کی خاص طاقت اور اثر رکھتا ہے اس کے اوصاف یونانی اور ہندی طب و حکمت کی بڑی بڑی کتابوں میں لکھے ہیں، دنیا میں کوئی بیماری ایسی نہیں کہ جس کی سلاجیت سے نفع نہ پہنچے، نیز عورتوں کی کمزوری اور پیشاب کے ساتھ سفیدی آنے کو دور کرنے کی خاص دوا ہے۔ ہر حال جو شخص کم سے کم ہماری سلاجیت کو ایک ماہ میں پانچ تولہ کھاتا رہیگا، تو ہر قسم کی بیماریوں سے بچ کر موٹا تازہ اور تندرست رہے گا، اور عمر بھی زیادہ ہو گی

ترکیب استعمال

چھ زبانوں میں چھپی ہوئی کتاب بلا قیمت بھیجی جاتی ہے اور قیمت بھی بغرض فائدہ ہر خاص و عام بہت کم رکھی گئی ہے

پانچ تولہ کی قیمت سوا دو روپے ۲۴ دس تولہ کی قیمت سوا چار روپے ۴۴ بیس تولہ کی آٹھ روپے

۴۰ تولہ آدھ سیر ساڑھے پندرہ روپے، اور اسی تولہ کی قیمت تیس روپے علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ ہمالیہ ڈپو ہردوار ضلع سہارنپور

Hardwar (Saharanpur)

تصدیق

ہماری سلاجیت کی صداقت میں کہ دو یونیورسٹی صاحب کے سند یافتہ جناب مفتی حکیم سید مولانا محمد علی صاحب ازہری امام جامع مسجد کٹ گھر مراد آباد سے تحریر فرماتے ہیں "آپ کا سلاجیت میں نے ذاتی طور پر بھی استعمال کیا نیز اکثر مریضوں کو استعمال کرایا، بڑی مسرت کے ساتھ منیجر ہردوار ڈپو مراد آباد کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ کا صاف شدہ سلاجیت فی الواقعہ بہت مفید اور بہتر چیز ہے، جریان سوزاک قبل البلوغ اور قلت الرطوبت میں پانی آنا اور جملہ امراض مثانہ کے لئے بہترین چیز ہے"

انتباہ:- آپ کا نمبر خریداری آپکے پتہ کے شروع میں درج ہے اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکتی ہے نہ ہوگی + منیجر

سستا دو ترجمہ والا خوشنما دیدہ زیب بہترین چھاپ

قرآن مجید

یہ وہی دو ترجمہ والا قرآن شریف ہے جس کی صرف چھ مہینے میں دھوم ہو گئی، کیونکہ یہ قرآن ہر اعتبار سے اپنی آپ ہی مثال ہے

رمضان شریف سے پہلے اس وقت تک صرف حمیدیہ پریس دہلی سے ۳ سو سے زیادہ ہدیہ ہو گئے جہاں گیا وہیں مقبول ہوا یہ گویا اکیا دن چھپنے والا قرآن شریف ہے جو سید نفیس ... تین سو صفحے کی ضخامت بڑھا کر چھاپا گیا ہے، اب اس کے مقابلہ کا اس وقت غالباً کوئی قرآن شریف نہیں ہے، سبحان اللہ کیا چھپائی ہے کیا کاغذ ہے اور کیا لکھائی ہے انہیں حسب ذیل خوبیاں ہیں (۱) دو ترجمہ والا قرآن شریف ہے (۲) پہلا ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے جو تحت اللفظی ہے اور بالکل عربی الفاظ کے نیچے ترجمہ لکھا ہوا ہے (۳) دوسرا ترجمہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی کا نظرثانی شدہ ہے (۴) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن اور بیان القرآن سے ماخوذ ہے جو جمعیۃ علمائے دہلی کے ناظم نے مرتب فرمائی ہے۔ بہت صحیح الفہم اور اعلیٰ ہے (۵) تقطیع مولوی کے صفحہ کے برابر ہے (۶) ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتا ہے (۷) دہلی کے بہترین خوشنویس مفتی صلاح الدین صاحب نے عربی کی کتابت کی ہے (۸) ترجمہ منشی ریاض الدین صاحب شیرازی کا لکھا ہوا ہے (۹) یعنی اعراب زیر و زبر و پیش اپنی صحیح موقع پر لگے ہوئے ہیں تاکہ ایک حرف کا اعراب دوسرے پر معلوم ہو کر غلط نہ پڑھا جائے (۱۰) صحت حضرت حافظ المحدثین علامہ احمد علی صاحب کی (۱۱) اس کے علاوہ سات حفاظ وعلماء نے اس کی مزید تصحیح کی ہے (۱۲) ضرورت مقامات کا شان نزول صحاح ستہ سے (۱۳) ایک فہرست جس میں مضامین قرآنی کی شامل ہے (۱۴) مختلف سورتوں کے خواص واعمال (۱۵) حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی سند حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی ہے (۱۶) فضائل قرآن مجید (۱۷) سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کا طریقہ (۱۹) ایک آیت کا دوسری آیات سے ارتباط (۲۰) تلاوت قرآن کا طریقہ اور تلاوت کا ثواب (۲۱) حضرت خواجہ حسن نظامی کا مقدمۃ القرآن لکھا ہوا (۲۲) کلام الٰہی کی آیتوں پر عیسائی الزامات کی تردید (۲۳) کلام الٰہی پر آریہ الزامات کی تردید (۲۵) کلام الٰہی کو عقلی طور سے ثابت کیا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے اور منزل من اللہ ہے (۲۶) جنت حور و غلمان اور دوزخ وغیرہ کے بیانات، قرآنی آیتوں کا اقتباس (۲۷) تخلیق عالم یعنی آفرینش کا ذکر قرآن شریف کے حوالے سے (۲۸) قبل از اسلام عرب کی کیا حالت تھی (۲۹) قرآن شریف نے عرب کی کایا پلٹ دی (۲۹) قرآن پڑھنے کے اوصاف و برکات (۳۰) بامعنی قرآن شریف کا پڑھنا کیوں زیادہ اجر کا مستحق ہے (۳۱) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر سعادت (۳۲) رسول کریم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی کا ذکر جو قرآن شریف میں ہے (۳۳) غزوات نبوی اور ان کے برکات (۳۴) سورۃ انفال کی تفسیر غزوات میں (۳۵) فضائل تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ کے فضائل (۳۶) تلاوت قرآن کریم بامعنی کے فضائل (۳۷) قرآن شریف پڑھانے والے کے فضائل (۳۸) قرآن مجید کی تلاوت کے ظاہری آداب (۳۹) قرآن مجید کی تلاوت کے باطنی آداب (۴۰) خواص القرآن (۴۱) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم کیا جاتا ہے از صحاح ستہ (۴۲) وہ آیتیں جن کو غلط پڑھنے سے کفر لازم آتا ہے (۴۳) خاص تعویذات قرآن شریف (۴۴) تقطیع متوسط ۲۲×۲۰ کاغذ دبیز سفید چکنا (۴۵) ہر مرض کی دوا قرآن ہے (۴۶) وہ آیتیں جن میں تخویف خدا اور قیامت کا ذکر ہے (۴۷) وہ آیتیں جن میں اچھے عمل کرنے والوں کے لیے بشارتیں ہیں (۴۸) ایسی دیدہ زیب چھپائی کہ دہلی کے موجودہ قرآنوں میں سب سے افضل (۴۹) تصحیح اس قدر احتیاط سے کرائی گئی ہے جو انسانی احتیاط سے ممکن تھا (۵۰) جلد چرمی نقرئی نہایت مضبوط پائدار (۵۱) نہایت اعلیٰ قسم کا ارغوانی حاشیہ۔

سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بہت سستا ہے۔ پہلے یہی قرآن شریف چھ روپے میں ہدیہ ہوتا تھا، اور پچھلے سال اس کا رعایتی ہدیہ للعہ تھا اب باوجود ضخامت بڑھ جانے کے اس کا ہدیہ مجلد چرمی نقرئی کارساڑھے تین روپیے محصولڈاک ایک روپیہ معہ محصول ڈاک ساڑھے چار روپے میں جہاں جی چاہے گھر بیٹھے منگا لیجیے۔ پتہ یہ لکھیے

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ

تحقیق قارون تھا قوم موسیٰ کی سے پس سرکشی کی اوپر ان کے اور دیا ہم نے اس کو

قارون موسیٰ علیہ السلام کی برادری میں سے تھا سو وہ کثرت مال کی وجہ سے ان لوگوں کے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا اور اس کے مال کی کثرت

مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ

اس کو خزانوں سے اس قدر کہ کنجیاں اس کی بھاری ہوتی تھیں ایک جماعت قوت والی پر

یہ تھی کہ ہم نے اس کو اس قدر خزانے دیئے تھے کہ اس کی کنجیاں کئی کئی زور آور شخصوں کو گراں بار کر دیتی تھیں جبکہ اس کو اس کی برادری نے

إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ

جس وقت کہا واسطے اس کے قوم اس کی نے مت خوش ہو تحقیق اللہ دوست نہیں رکھتا خوش ہونے والوں کو

سمجھانے کے طور پر کہا کہ اس مال و حشمت پر مت اترا واقعی اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں فرماتا ہے

ف۲. قارون ہمیشہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ... لیکن آپ ... قرابت کے ... خاطر ... رہتے تو جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا، تو قارون لگا ... کرنے ... حساب ... ہزار درہم پر ایک درہم اور ہزار دینار پر ایک دینار اس حساب سے بھی جب جوڑ لگایا گیا تو ... روپیہ ... مال کا بڑا حصہ تھا ... قارون نے ... دکھائی ... کر دہ بھی گوارا نہ ہو سکا ... کی صورت ... تمام قوم کے سامنے بدنام ... اور ... تو قوم کو اس نے اپنے طرفدار ... بنانا چاہا اور تمام بنی اسرائیل کو بلا کر کہا ... تمہارا مال ... لینا چاہتے ہیں ... بات ... مشورہ کر لو اور کہو اب کیا کرنا چاہیے ... کہا کہ حضور کی رائے سب سے غالب ہے ... عید کے دن حضرت موسیٰ وعظ فرماتے تھے اور شریعت کے احکام سناتے ... جو کوئی چوری کرے گا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور جو کوئی ... کرے گا ... سنگسار کیا جائے گا ... اگرچہ میں ہی ہوں تو کیا ہو۔ حضرت موسیٰ نے ... اس عورت نے ... حضرت موسیٰ نے اس کو قسم دے کر ... کہا کہ سچ بتلا کر

ربنا لاتواخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی

ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شایع ہوتا ہے

جلد ۱۷ | بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ | نمبر ۶

خطبہ

الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا و لم یکن لہ شریک فی الملک و لم یکن لہ ولی من الذل و کبرہ تکبیرا فللہ الحمد رب السموات و رب الارض وما فیہا و رب العالمین والصلوۃ والسلام علی محمد نبی الامی الذی بعثہ علی العالمین بشیرا و نذیرا و سراجا منیرا وصلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

اما بعد برادران اسلام! تمام سعادتوں اور تمام نیکیوں کا سرچشمہ اور تمام بدیوں اور تمام برائیوں کا مخزن وہ جانتے ہو کیا ہے وہ ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جس کو قلب کہتے ہیں۔ اطبا کہتے ہیں کہ قلب کی حرکت بند ہونے سے انسان مرجاتا ہے یعنی زندگی کا انحصار قلب کی حرکت پر ہے قلب ہی حرکت اور اس کی صحیح مزاجی کیفیت انسان کو زندہ رکھتی ہے اور بیماریوں سے بھی محفوظ رکھتی ہے اور جہاں قلب کی کیفیت میں کسی قسم کا تغیر واقع ہوا اور صحت جسمانی میں فرق آیا اور روگ اور بیماریوں نے اپنے لئے راستہ بنایا اور اگر فوراً علاج معالجہ کی طرف توجہ نہ دی گئی تو زندگی خطرہ میں پڑ جاتی ہے اور بالآخر زندگی ختم ہو جاتی ہے اور اگر احتیاط اور علاج نہ کیا جائے تو اکثر حالتوں میں زندگی خطرہ میں پڑ جاتی ہے اور بالآخر زندگی ختم ہو جاتی ہے اور اگر احتیاط و علاج نہ کیا جائے تو اکثر حالتوں میں زندگی نہایت بری حالت و بری کیفیت کے ساتھ ختم ہوتی ہے اسی لئے جو لوگ اپنی زندگی کو عزیز رکھتے ہیں وہ ذرا سی سوء مزاج قلب میں پاتے ہیں تو فوراً اس کے علاج کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

برادران اسلام! اوپر کی سطور سے یہ نہ سمجھیئے گا کہ ہم آج کے خطبہ میں طب اور صحت جسمانی پر بحث کرنی چاہتے ہیں اور جو اس خطبہ کے سننے والے اور پڑھنے والے ہیں ان کو طبی ہدایات دینی چاہتے ہیں یا کسی دوا کی سفارش کا ارادہ رکھتے ہیں اگر یہ مقصد بھی ہوتا تو یہ بھی برا نہ تھا کیونکہ یہ ہماری دلی خواہش ہے کہ ملت اسلامیہ تندرست و توانا اور جسمانی حیثیت سے بھی طاقتور ہو ملت اسلامی کے فرزند نحیف کمزور اپاہج اور بیماریوں کے آماجگاہ نہ ہوں کیونکہ جسمانی صحت پر بہت کچھ دین اور دنیا کی سود و بہبود کا دار و مدار ہے اگر صحت اچھی نہ ہو تو انسان بیمار اور کمزور ہو تو نفلی عبادت تو ایک طرف رہی فرائض کا ادا کرنا دشوار ہو جاتا ہے جس قدر زیادہ جسم میں طاقت ہوگی اور جس قدر زیادہ صحت بہتر ہوگی اسی قدر زیادہ ایک عابد عبادت کر سکیگا ایک تاجر تجارت کر سکیگا اور ایک عالم حدیث و تبلیغ انجام دے سکیگا مقصد یہ ہے کہ صحت جسمانی بھی غیر ضروری چیز نہیں ہے بلکہ نہایت اہم اور ضروری چیز ہے اور مسلمانوں کو اس طرف ہمیشہ اپنی توجہ مبذول رکھنا چاہیئے۔

مگر ہم جس قلب کا اور اس کی بیماریوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ کبھی بیمار نہ پڑے تو وہ قلب ہے جو مہبط انوار الٰہی ہے اور جو معارف و اسرار الٰہی کا مخزن و معدن ہے اور جو خانہ کعبہ سے زیادہ معزز و محترم ہے جو محل نور ایمان و مرکز انوار ایقان ہے جو صاحب گوش و بصر ہے جو بصیرت و بصارت دونوں کا مالک ہے اور جو صاحب ہوش و گوش اور محل حکمت و معرفت الٰہیہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قلب کے متعلق فرمایا ہے کہ اگر وہ صالح حالت میں ہے تو تمام جسم صالح حالت میں ہے اور اگر وہ فاسد پذیر ہوا اور بگڑا تو سب فاسد ہوا اور بگڑا الا و ہی القلب یہ مضغہ یعنی گوشت کی لوتھڑا اس معدن انوار قلب کا مثل ہوا جس طرح یہ قلب جو تمام جسم کے اندرونی تقسیم کرتا ہے بیمار پڑتا ہے تو سارا جسم بیمار پڑ جاتا ہے اسی طرح یہ قلب جو مطلع انوار و معدن اسرار ہے اگر فاسد ہوا اور بیمار پڑا تو تمام روحانی و دینی نظام جسم فساد زدہ اور علیل ہو جاتا ہے۔

برادران اسلام! جس قلب کا ہم ذکر کر رہے ہیں وہی سعادت دارین کا سرچشمہ ہے اگر وہ صالح اعمال کے ساتھ ہے اگر وہ فاسد پذیر ہوا تو بہ سبب یا جہنم ہی میں دھکیل کر ہی رہتا ہے اس لئے ہم آج کے خطبہ میں اصلاح قلب کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلانی چاہتے ہیں کہ تمام کمالات کی اصلاح قلب پر منحصر ہے قلب ہی وہ جوہر پاک ہے کہ اگر اجزاء ناقص و فاسد سے پاک و صاف ہو تو ہر طرح کی صلاح و فلاح حاصل ہوتی ہے اور اگر قلب میں روگ پیدا ہوا تو ہر ایک طرح کے مفاسد ہمارے دینی و دنیاوی احوال میں پیدا ہو جائینگے اس لئے اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا دین اور ہماری دنیا دونوں سنور جائیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر وقت اپنی توجہ اصلاح قلب کی طرف مرکوز رکھیں کیونکہ ہر قسم کی اصلاحات کی جڑ اور بنیاد اصلاح قلب ہے جب تک قلب کی اصلاح نہ ہوگی کسی قسم کی اصلاح ہمارے حالات کی نہیں ہو سکتی۔ برادران اسلام! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جس حدیث کی طرف اوپر کی سطور میں اشارہ کیا گیا ہے اگرچہ اس کی ظاہری صورت صرف خبر کی سی ہے مگر مقصد اس حدیث قدسی کا صرف یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک امتی کو یہ معلوم ہو جائے کہ اگر وہ فلاح دارین و سعادت کونین کا آرزومند ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے قلب کو صالح اور تندرست حالت میں رکھے اور جس قلب پر فلاح دارین و سعادت

کونین منحصر ہے اس کی تندرستی و صلاحیت کے یہ معنی ہیں کہ اس کو آلائش خبث سے پاک رکھا جائے۔ یہ تو ہر ایک شخص محسوس کرتا ہے کہ جو فعل بھی اس سے سرزد ہوتا ہو خواہ اچھا ہو یا برا پہلے اس کا ارادہ دل میں پیدا ہوتا ہے جس کے اشارہ پر انسان کوئی نیک یا بد کام کرتا ہے پس اگر قلب میں روگ پیدا ہو گیا تو پھر انسان ضلالت و گمراہی کے ایسے راستہ پر لگ جاتا ہے جو سیدھا جہنم ہی پر جا کر ختم ہوتا ہے اس لئے نہایت ہوشمندی کے ساتھ امراض قلب کی نگہداشت رکھنے کی ضرورت ہے اور نہاں خانہ قلب کے ہر ایک گوشہ پر نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے اگر انسان اپنے قلب کی طرف سے غافل ہو جاتا ہے تو پھر اس کے سنبھلنے کی کوئی امید نہیں رہتی اور یہ وہ مقام ہے کہ بڑے بڑے اہل دل بھی اگر پھسلے تو پھر اس وقت تک نہ سنبھلے جب تک توفیق الٰہی نے اور رحمت نے دستگیری نہ کی اور خدا معلوم کتنے صاحب ذوق و شرف گوشہائے قلب کے روگوں کی طرف سے بے توجہی برتنے کی وجہ سے قعر ضلالت میں گر گئے اور اس وقت تک نہ ابھرے جب تک توفیق الٰہی دستگیر نہ ہوئی۔

سوال کیا جا سکتا ہے کہ آخر وہ روگ اور بیماریاں کونسی ہیں جو اس طرح انسان کو تباہی اور ریاکاری کے غار میں دھکیل دیتی ہیں۔ برادران ملت یہ روگ اور یہ بیماریاں باہر سے نہیں آتیں بلکہ اندر ہی سے نشو و نما پاتی ہیں اگر ان کو موقع دیا جائے اور وہ ہر اس فعل اور عمل سے پہلے قلب کے کسی نہ کسی گوشہ میں پہنچ جاتی ہیں جو فعل بد اور عمل مذموم ہو اور وہ عمل بد اور فعل مذموم انہی کی تحریک اور اشارہ سے سرزد ہوتے ہیں اس لئے مخلص قلبی روگوں اور دل کی بیماریوں سے واقف ہو سکتا ہے ہر ایک امتی کا یہ فرض ہے کہ جونہی قلب میں اس قسم کا کوئی جذبہ پیدا ہو جو کسی ایسے فعل کا محرک ہو رہا ہو جو مذموم ہے اس کی فوری اصلاح کی طرف متوجہ ہو جانا چاہئے اور اس جذبہ کو دل سے نکال کر پھینک دینا چاہئے اس قسم کے محرکات نفس امارہ کے بطن ضلالت سے پیدا ہوتے ہیں ان کے خلاف اگر جہاد و جہد نہ کی گئی تو یہ مضبوطی کے ساتھ قلب کے عمیق گوشوں میں اپنی جگہ بنا لیتے ہیں اور انسان کو سعادت دارین کی راہ مستقیم سے ہٹا کر ادبی ضلالت کے غار میں دھکیل دیتے ہیں اس میں شک نہیں کہ یہ سخت مشکل اور دشوار گذار راہ ہے جو آسانی سے طے نہیں ہوتی اسی لئے تو سرکار دو عالم نے اس کو جہاد اکبر فرمایا جہاد بالسیف اتنی دشوار مشکل نہیں کیونکہ ایک مرتبہ جان دل سے نہ ہو کر کے میدان جہاد میں قدم رکھ دیا پھر کوئی مشکل اور دشواری باقی نہیں رہتی لیکن جہاد اکبر کا راستہ قدم قدم پر دشواریوں سے پر اور مشکلات سے معمور ہوتا ہے کیونکہ وہ بیداری کی تمام ساعتوں اور لمحوں پر حاوی ہوتا ہے اور نفس امارہ کے پیدا کردہ محرکات ہر روز کار فرما رہتی ہیں ان سے ہر وقت نبرد آزما رہنا پڑتا ہے

مثال کے طور پر فرض کیجئے کہ بعض منہیات آپ کے گرد و پیش موجود ہیں ان پر آپ کو پورا دسترس حاصل ہے اور پوری آزادی کے ساتھ ان پر آپ قابو حاصل کر سکتے ہیں کوئی رکاوٹ اور کسی سمت سے مزاحمت کا خفیف اندیشہ بھی نہیں ہے بدنامی اور رسوائی کا بھی خوف نہیں مواخذہ دنیوی اور سزا کا بھی خطرہ نہیں وہ ہم ہی انہیات وقت بھی مناسب ہے اس حالت میں نفس امارہ نے بتلا ہے فسق ہونے کی ترغیب دی اس وقت کونسی طاقت ہے جو انسان کو گناہ سے بچا تی ہے وہ طاقت بھی جہاد اکبر ہی ہے یعنی وہ تمام ملکی و انسانی قوتیں جو نیکی کے لئے اللہ عزوجل نے ودیعت کی ہیں انسانی کو اگر مصروف عمل کیا جائے تو اللہ تعالیٰ ان قوتوں کے ذریعہ اس کو ارتکاب فحش و فسق سے بچا لیتا ہے گناہ سے بچنے کی اسی کوشش کا نام جہاد اکبر ہے جہاد اکبر اس لئے فرمایا گیا کہ حقدار کثیر ترغیبات کے بعد محض اللہ تعالیٰ کے خوف سے گناہ سے بچنا بڑی جوانمردی و بہادری کا کام ہے ایسے مواقع پر ہر شخص گناہ اور امر منکر و فحش سے نہیں بچا کرتا۔ خاص ہی خاص اللہ کے بندے جو اسی قسم کی کوششیں کرتے کرتے نفس پر پوری طرح قابو پا لیتے ہیں ان کا قلب ہر قسم کی بدی اور برائی کی تحریکات کو قبول کرنے سے فطرتاً اعراض کرنے لگتا ہے لیکن یہ حالت اور یہ کیفیت ابتدا میں پیدا نہیں ہوتی بلکہ کافی عرصہ تک اصلاح قلب کی کوشش کرتے رہنے کے بعد یہ ملکہ راسخ جاگزیں ہوتا ہے اور جب یہ راسخ و جاگزیں ہو چکتا ہے اور قلب کی کامل طریق پر اصلاح ہو جاتی ہے تو پھر لاکھ فسق و فجور کے سامان اور فحش و منکر کے اسباب گرد و پیش موجود ہوں مگر نفس امارہ کو جرأت ہی نہیں ہوتی کہ وہ قلب کو ارتکاب گناہ کی ترغیب دے۔

برادران اسلام! قلب کی صحیح اصلاح اگر ہو جائے تو گویا دین اور دنیا سنور گئیں جس انسان کے پہلو میں ایسا قلب ہو جو نفس امارہ پر غالب آچکا ہو اور جہاد اکبر میں مشغول رہتے رہتے مصفیٰ اور مجلیٰ ہو چکا ہے یاد رکھئے کہ یہ ایسی دولت اس انسان کے پہلو میں ہے جو انمول ہے اور تمام دنیا کے خزائن دیکر بھی اگر کوئی خریدنا چاہے تو نہیں خرید سکتا کیونکہ زمین کی جہاتی میں جو خزانے مدفون ہیں ان سے اصلاح یافتہ قلب نہیں مل سکتا قلب صالح بازار میں نہیں بکتے بلکہ برسوں کے جہاد کے بعد کہیں جا کر کسی انسان کے پہلو میں پیدا ہوتا ہے مگر جب یہ پیدا ہو گیا تو گویا سعادت دارین کی کلید ہاتھ میں آگئی ہم نے قلب صالح کو سعادت دارین کا سرچشمہ اور کلید کہا ہے کیونکہ قلب صالح جس انسانی پہلو میں ہوگا اس شخص سے ناممکن ہے کہ کوئی ایسا فعل سرزد ہو جو دین اور دنیا میں سے کسی کو نقصان اور مضرت پہنچانے والا ہو یعنی پھر انسان سے ایسے افعال ہی نہیں سرزد ہوتے جو دینی یا دنیاوی حیثیت سے مضر ہوں ایسی تو جس وقت انسان اعمال شریعت کے مطابق ہوئے تو دین کے ساتھ وہ دنیا کے لئے بھی مفید ہوتے ہیں اور مضر تو کسی صورت میں نہیں ہو سکتے اور وہ تمام اعمال و افعال ناقابل حسنات ہی ہو جاتے ہیں جو غیر مشروع نہ ہوں اور جس نیت کے ساتھ انجام دیئے جاتے ہیں لیکن صالح قلب جس پہلو میں ہو اس سے محض دنیا کمانے کے سلسلہ میں جو افعال سرزد ہوتے ہیں وہ بیجا متصور نہیں ہو سکتے بلکہ معقول اور مدلل افعال ہی اس سے سرزد ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ نفس کی ترغیب و تحریک میں مبتلا ہو کر مستقل نفع دنیا کے خلاف عمل نہیں کر سکتا بعض اوقات انسان عارضی نفع کی خاطر نفس کے فریب میں آکر اندھا ہو جاتا ہے اور وہ کر گزرتا ہے جو مصلحت کے خلاف اور مستقل نفع کو نقصان دہ ہوتا ہے مگر قلب صالح نفع عاجل کے لئے نفع مستقل کو ضائع ہونے سے بچاتا ہے اور ایسے اعمال و افعال سے روک دیتا ہے جو بالآخر نفع دنیا کو ضائع کرنے والے ہوں بہرحال ایک قلب صالح کلید سعادت اور سرچشمہ ہدایت ہے۔

آیئے ہم اور آپ سب اصلاح قلوب میں لگ جائیں نہایت غور و تعمق کی نگاہ سے اپنے نفوس کے مکر و حیل پر نظر ڈالیں اور اس کی خفیہ دسیسہ کاریاں

کر جائیں اور پھر اُن سے بچنے کی تدبیر نکالیں اور قلب کو نفس کی شیطنت سے محفوظ رکھنے کی کوشش کریں اگر مسلسل اور متواتر کچھ عرصہ تک نفس کے خلاف جہاد کرتے رہے ہیں ہمیں کامیابی ہو گئی تو پھر ہمارا قلب پارس پتھری بن جائے گا اور سعادت دارین کی کلید ہمارے ہاتھ آجائے گی اور ایک ایسی دولت کے مالک ہم بن جائیں گے جو حاصل کائنات اور مطلوب شرع و عقل ہے کیونکہ اسلام اس لئے آیا ہے کہ انسانی زندگیاں سراپا عبادت بن جائیں۔ اور وہ اسی وقت بن سکتی ہیں جب ہمارے قلوب کی اصلاح ہو جائے اور ہمارے پہلو اور سینے ایسے دلوں سے آباد ہو جائیں جو ریاضت و جہاد مسلسل سے مجلّی و مزکّی ہوں۔

اور برادران اسلام! کس قدر مبارک ہیں وہ لوگ جو ایسے قلوب اپنے پہلوؤں میں رکھتے ہیں جو ریاضت شب و روز اور جہاد مسلسل سے مجلّی و مصفّی ہو گئے ہیں اور ایسے نفوس کے مالک ہیں جن کو اچھی طرح مغلوب کر لیا گیا ہے اور اب وہ مرضات اللہ کے سامنے سرنگوں ہیں اور فسق و فجور اور فحش و منکر سے نفور ہیں پس برادران ملت ہم میں سے ہر شخص کا یہی فرض ہے کہ اس کے سینے مجلّی و مزکّی قلب سے آباد ہوں یقین کیجئے کہ جن کے سینوں کے اندر حق آگاہ دل نہیں ہیں وہ سینے اور وہ پہلو ویرانے سے بدتر ہیں۔ خواجہ میر درد مرحوم نے فرمایا ہے کہ ؎

مجھے یہ ڈر ہے دل زندہ تو نہ مر جائے

کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

واقعی حضرات! انسان وہی زندہ کہلائے جا سکتے ہیں جن کے پہلوؤں اور سینوں میں زندہ قلوب متحرک ہیں دل کی زندگی سے خواجہ میر درد کا مطلب یہی ہے کہ وہ حق آگاہ ہوں اور یہ حق آگاہی مجاہدہ و ریاضت سے حاصل ہوتی ہے اور صوفیانہ مجاہدات کو چھوڑ کر صرف یہی ایک مجاہدہ جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے یعنی ہر وقت نفس سے جنگ اور اس کی ترغیبات سے انحراف کرتے رہنا سب سے زیادہ موثر ریاضت و مجاہدہ ہے جو نفس کو مغلوب اور قلب کو مجلّی و مزکّی کرتا ہے بارک اللہ تعالیٰ لکم ولنا فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک برّ رؤف رحیم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

اما بعد درود و سلام بھیجو اس نبی محترم اور اس رسول معظم سرکار دو عالم محمد مجتبیٰ احمد مصطفیٰ پر جس نے دین اور دنیا دونوں کی سربلندیوں اور سرفرازیوں کے لئے احکام و ہدایات دین اور آخرت کی نجات اور ترقی دونوں کے راستے ہم پر کھول دیئے اور ہم کو آگاہ کیا کہ ہمارے سینوں کے اندر ایسی دولت پوشیدہ ہے کہ اگر ہم اس کو صحیح طریقہ پر صاف کر کے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیں تو دین اور دنیا دونوں میں سرخرو اور سرفراز ہو سکتے ہیں، اور جس نے اصلاح قلب کی طرف اپنی امت کو خاص طور پر متوجہ فرمایا اور بتلایا کہ کیونکر قلب کی اصلاح ہو سکتی ہے اور دین و دنیا کی کتنی سعادتیں اصلاح قلب کے ساتھ وابستہ ہیں

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آل و اصحاب و ازواج خلفاء اور تمام مہاجرین و انصار پر خصوصاً خلیفہ اول و برحق حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی پر کہ چاروں خلفاء رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو پورا اور درست کی حرف بحرف پیروی کرتے تھے اور اصلاح قلب کے ارشادوں کی پوری توجہ سے تعمیل کی تھی جس کا نتیجہ یہ تھا کہ اللہ اور اس کا رسول ان سے راضی و خوش تھا۔

اور درود و سلام بھیجو حضرات امام حسن اور امام حسین اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمۃ الزہرا پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر کے ٹکڑے اور آنکھوں کی ٹھنڈک تھے اور اپنے باپ اور جد امجد کے ارشاد اقدس کے مطابق قلوب صافی اپنے سینوں میں رکھتے تھے جو قلوب اور سینے تجلی گاہ حق تھے۔

درود و سلام بھیجو حضرات ازواج مطہرات خصوصاً ام المومنین حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر جن کو رسول اللہ کے ساتھ عشق اور رسول اللہ کو جن سے محبت بے غایت تھی اور جن کے طفیل اسلام نے بڑی تقویت اور قوت حاصل کی اور جو ایک مکمل نمونہ تھیں دوسری مسلمان عورتوں کے لئے کیونکہ ان کو اصلاح قلب کی اہمیت و ضرورت کا پورا پورا احساس تھا اور بموجب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اصلاح قلب میں ہمہ وقت ساعی رہتی تھیں۔

اور درود و سلام بھیجو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچاؤں حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما پر اور بقیہ عشرہ مبشرہ حضرت سعد حضرت سعید حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت ابو عبیدہ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور جملہ اصحاب صفہ ائمہ اہل بیت و ائمہ اربعہ مشائخ اسلام و علمائے کرام و شاہان نیک فرجام اور تمام مسلمین و مسلمات عوام پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر سر آنکھوں سے چلتے تھے اور اصلاح قلب کی طرف متوجہ رہتے تھے۔

اور اے اللہ تمام مسلمانان عالم کو توفیق عطا فرما کہ وہ اصلاح قلب کی طرف متوجہ ہوں اور قلوب کو ذکر و ریاضت سے مجلّی و مزکّی کر لیں اور نفوس پر قابو پا لیں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واکبر۔

شذرات

ہندوستان کی بیکاری
صرف بنگال میں اسی لاکھ بیکار

دنیا میں بیکاری کا مسئلہ سب سے زیادہ اہم مسئلہ ہے اور دنیا میں جہاں کہیں بھی قومی حکومتیں قائم ہیں ان کی سب سے زیادہ توجہ اسی مسئلہ کی طرف مبذول رہتی ہے کہ کس طرح اس کو حل کیا جائے اور بیکاری کی لعنت ملک سے دور کی جائے وہ حکومت سب سے زیادہ قابل تعریف اور کامیاب سمجھی جاتی ہے اور اگلے انتخاب میں پھر اس کے کامیاب ہو جانے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں جو اپنے دور حکومت میں بیکاروں کی تعداد گھٹانے اور بیکاروں کے لئے کام مہیا کرنے میں کامیاب ہوتی ہے یہ بیکاروں کی جماعت حکومتوں کے لئے ایک وبال جان ہوتی ہے کیونکہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ ان بیکاروں کو بقدر مایحتاج روٹی کپڑا اور رہنے کے لئے مکان مہیا کرے۔ چنانچہ جس یورپین ملک میں بیکاروں کی تعداد جتنی زیادہ ہو اسی قدر اس کے خزانہ پر بار ہوتا ہے اور ایک بھاری رقم بیکاروں کے روٹی کپڑے اور قیام و طعام کے مصارف میں ادا کرنی پڑتی ہے کیونکہ ان یورپین ممالک میں جہاں قومی حکومتیں قائم ہیں بیکاروں کا بار حکومت پر رہتا ہے اور کوئی شخص بھوکا نہیں سو سکتا اس لئے ان کی تعداد ہمیشہ درج رجسٹر رہتی ہے چنانچہ انگلستان میں پندرہ سولہ لاکھ بیکار آجکل ہیں اسی طرح تمام یورپین ممالک میں ہیں بعض میں کم اور بعض میں زیادہ اور اندازہ لگایا گیا ہے کہ تمام یورپ یعنی انگلستان فرانس اٹلی آسٹریا جرمنی ہسپانیہ امریکہ اور یورپ کی تمام چھوٹی چھوٹی حکومتوں کے بیکاروں کی تعداد تقریباً تین کرور رہیگی۔

لیکن قارئین کرام یہ سنکر حیران ہوں گے کہ جس قدر سارے یورپ اور امریکہ میں بیکار ہیں تنہا اس قدر ہندوستان میں بیکاروں کا اندازہ لگایا گیا ہے چونکہ ہندوستان میں کوئی قومی حکومت نہیں ہے جو اس فرض کو محسوس کرسکے کہ ان بیکاروں کو روٹی کپڑا اور مکان مہیا کر سکے اس لئے یہاں بیکاروں کی تعداد معلوم کرنے کا بندوبست نہیں کیا گیا لیکن خدا معلوم کس سلسلہ میں بنگال کے بیکاروں کی تعداد معلوم ہوگئی اور وہ اس قدر زیادہ ہے کہ یورپ اور امریکہ میں سے کسی ملک میں بھی اتنی تعداد بیکاروں کی نہیں ہے یعنی ہندوستان کے صرف ایک صوبہ بنگال میں اسی لاکھ بیکار ہیں۔

یہ یاد رکھنے کے قابل امر ہے کہ بنگال کوئی پسماندہ صوبہ نہیں ہے بلکہ تعلیم وغیرہ کے لحاظ سے تمام صوبوں سے آگے ہے اور اس صوبہ کا صدر مقام کلکتہ ایک ایسا تجارتی مرکز ہے کہ اس سے بڑا کوئی دوسرا مرکز ہندوستان میں نہیں ہے یعنی بمبئی کا درجہ بھی کلکتہ کے بعد ہے سینکڑوں ملیں اور کارخانے ہیں پٹ سن کی کاشت جو ہندوستان کی بڑی دولت ہے وہ بنگال ہی میں پیدا ہوتا ہے اسی طرح تیل اور چاء کی کاشت بنگال میں بھی غالباً ہوتی ہے۔ غرضکہ بنگال ہندوستان کا ترقی یافتہ صوبہ کہا جاتا ہے سیاسی بیداری بھی سب سے زیادہ بنگال ہی میں ہے مگر ہندوستان کے اس قدر ترقی یافتہ صوبہ میں بھی اسی لاکھ انسان بیکار ہیں اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دوسرے صوبوں میں جو اس قدر ترقی یافتہ صوبے نہیں ہیں ان کے اندر بیکاری کا کیا حال ہوگا اور کس نسبت سے بیکاروں کی تعداد ہوگی معمولی اندازہ جو لگایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ کم از کم تین کرور انسان تمام ہندوستان میں بیکار ہیں یعنی تمام یورپ میں جس قدر بیکار ہیں اسی قدر تنہا صرف ہندوستان میں بیکاروں کی تعداد ہے یہ اتنی بڑی تعداد ہے کہ بہت سے ملکوں کی آبادی سے زیادہ ہے مثلاً مصر ٹرکی، عراق حجاز و نجد و عرب شام و فلسطین ایران افغانستان ان میں سے کسی ایک ملک کی آبادی اتنی نہیں ہے جتنے کہ ہندوستان میں صرف بیکاروں کی آبادی ہے ایشیا کی طرح یورپ میں بھی بہت سے ملک ہیں جن کی آبادی ہمارے بیکاروں سے کم ہے اس وقت ہمارے سامنے صحیح اعداد و شمار دنیا کی آبادی کے نہیں ہیں لیکن یہ یقینی امر ہے کہ انگلستان فرانس جرمنی اور اٹلی کو خارج کر دینے کے بعد یورپ کے کسی ملک کی اتنی آبادی نہ ہوگی جتنی کہ بدقسمت و غلام ہندوستان کے بیکاروں کی آبادی ہے۔

لیکن کیا کبھی آپ نے اپنی مہربان گورنمنٹ کو اس اہم مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کرتے ہوئے دیکھا حکومت کی بے توجہی کا اندازہ تو صرف اس سے لگ سکتا ہے کہ اس نے آجتک بیکاروں کی تعداد معلوم کرنے کی بھی سعی و کوشش نہیں کی چہ جائیکہ ان کی بیکاری کو دور اور ختم کرنے کی کوشش یا ان کی روٹی اور کپڑے کا فکر [illegible] غلام اور آزاد ملکوں میں کس قدر فرق ہے آزاد ممالک میں جہاں قومی حکومتیں قائم ہیں بیکاروں کی تعداد کی کمی و بیشی اور ان کی طرف توجہ اور بے توجہی حکومتوں میں انقلاب پیدا کرنے کا سبب بن جاتے ہیں مگر ایک ہندوستان ہے جہاں حکومت ترچھی نظر سے بھی دیکھنے کی مستحق اس بیکاروں کی آبادی کو نہیں سمجھتی ایسا کیوں ہے اس لئے کہ ہمارے اندر صحیح احساس نہیں ہے ہمیں یہ نہیں معلوم کہ ہم کیا کر سکتے ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہیے ہم ایسے فضول مسائل میں الجھا دیئے گئے ہیں جو کسی قسم کا کوئی مادی نفع اپنے اندر نہیں رکھتے مثلاً جداگانہ انتخاب وغیرہ۔

مسلمانوں کی توجہ کے قابل

اوپر کے شذرہ میں جن حالات کا ذکر کیا گیا ہے مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کا تعلق زیادہ تر انہی کی قوم اور فرقہ کے ساتھ ہے اگر بنگال میں ۸۰ لاکھ بیکار ہیں تو ان میں زیادہ تر مسلمان ہی ہوں گے یعنی ۸۰ میں سے ۶۰ لاکھ کے قریب مسلمان بیکار ہوں گے یہ قیاس ہمارا اس لئے ہے کہ مسلمان ہی وہ فرقہ ہے جو ہندوستان میں سب سے زیادہ پست اور تعلیم و دولت میں پیچھے ہے ہندو ہر جگہ مسلمانوں سے تعلیم اور تجارت میں آگے ہیں پھر بنگال میں تو ہندو بیحد ترقی یافتہ ہیں بنگال جو ہندوستان بھر کے صوبوں میں ترقی یافتہ ہے ایسا نہیں ہے بلکہ بنگال کی ترقی کے معنے بنگال کے ہندوؤں کی ترقی کے ہیں جہانتک بنگال کے مسلمانوں کا تعلق ہے وہ ہندوستان کے ہر ایک صوبہ کے مسلمانوں سے زیادہ پست اور جاہل و مفلس ہیں اس لئے ہمارا قیاس بالکل صحیح ہے کہ ۸۰ لاکھ بیکاروں سے مسلمانوں کی تعداد ۶۰ لاکھ ضرور ہوگی۔

اسی طرح دوسرے صوبے کے بیکاروں میں بھی مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوگی کیونکہ بدقسمتی سے مسلمان ہی سب سے زیادہ جاہل اور مفلس ہیں تو گویا ہندوستان میں جو تین کرور

بیکاروں کا اندازہ لگایا گیا ہے ان میں اگر دو کروڑ نہیں تو ڈیڑھ کروڑ ضرور مسلمان ہونگے اس کے معنے یہ ہوئے کہ آٹھ کروڑ سے کم آبادی رکھنے والی قوم کے ڈیڑھ کروڑ افراد بیکار ہیں جن کو نہ پیٹ بھر نے کو روٹی میسر ہے اور نہ تن ڈھکنے کو کپڑا اور باقی ڈیڑھ کروڑ ۲۶ کروڑ ہندوستان کی آبادی میں سے بیکار ہیں اب مسلمان اندازہ لگائیں کہ بہ نسبت دوسرے فرقوں کے مسلمان کتنے بیکار ہیں۔

اب ہم ان مسلمان لیڈروں اور رہنماؤں سے دریافت کرتے ہیں جو جو وہ مطالبات کی رٹ لگا رہے ہیں کہ ان میں کوئی مطالبہ مسلمانوں کی بیکاری کو دور کرنے کا بھی ہے کوئی ایسا مطالبہ بھی ہے جس سے بھوکے مسلمانوں کو روٹی اور ننگے مسلمانوں کو کپڑا مل سکے اور وہ اپنے اور اپنے بچوں کی پرورش کر سکیں اور ان کو تعلیم دلا سکنے کے قابل ہو سکیں کیا مسلم کانفرنس، مسلم لیگ اور اسی قسم کی دوسری جماعتیں جو اپنے آپ کو مسلمانوں کی نمایندہ کہتی ہیں جس حق بتلائیں گی کہ جداگانہ انتخاب کے مطالبہ سے مسلمانوں کی بیکاری ان کا افلاس انکی جہالت اور ان کی تباہ حالی کیونکر دور ہو سکتی ہے اور نہ صرف جداگانہ انتخاب بلکہ دوسرے کے پورے چودہ مطالبات سے مسلمانوں کی جہالت افلاس اور بیکاری کو کیونکر دور کیا جا سکتا ہے بلکہ ہم تو یہاں تک کہنے کے لئے تیار ہیں کہ اگر حکومت اپنی تمام ملازمتیں مسلمانوں ہی کو دیدے جو نا ممکن اور محال ہے، تب بھی تمام مسلمانوں کا افلاس اور ان کی بیکاری کی اور ان کی نکبت و فلاکت کس طرح دور ہو سکتی ہے کیونکہ اس طرح زیادہ سے زیادہ ایک کروڑ مسلمان ملازم ہو جائینگے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان خود غرض لیڈروں نے جن کو حکومت نے اپنی اغراض کی تکمیل کے لئے نمایاں کر رکھا ہے اور جن کو وہ نمایندہ تسلیم کرتی ہے انہوں نے کبھی مسلمانوں کی خستہ حالی اور اس کے دور کرنے کے مسئلہ پر سنجیدگی و افلاس کے ساتھ غور ہی نہیں کیا یہ صرف ان مسائل پر اپنی کوششیں مرکوز کئے ہوئے ہیں جن کی تکمیل پر ان کے اغراض کی تکمیل منحصر ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے بیہودہ اور خود غرض رہنماؤں کی مصیبت سے نجات دے اور عام مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اپنے نفع اور نقصان کو سمجھیں اور خود غرض اور ابن الوقت رہنماؤں کے فرق کو محسوس کریں اور اور ہر لٹ در رہنما کو پہچانیں۔

ایک نیا پولیٹیکل قتل

۲ ستمبر کو مدناپور بنگال کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور کلکٹر ضلع مسٹر برج جو ایک انگریز آئی سی ایس تھے انقلاب پسندوں کے ہاتھ سے قتل کر دیئے گئے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں پولیٹیکل قتل اور سیاسی دہشت انگیزی کے متعلق اتنی بار اس حقیقت کو ظاہر کیا جا چکا ہے کہ یہ بیکار اور غیر مفید بلکہ مضر طریق کار ہے کہ اب مزید اس پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے ممکن ہے بعض لوگ محض اوپری دل سے اس قسم کے واقعات کی مذمت کرتے ہوں بعض لوگ صرف حکومت کو خوش کرنے اور اپنی وفاداری ظاہر کر کے اپنے ذاتی اغراض پورے کرنے کے لئے ان حوادث کی ملامت کرتے ہوں مگر ہماری کیفیت اس سے بالکل مختلف ہے ہم واقعتہ دہشت انگیزی کی تحریک کو بیہودہ اور غیر مفید خیال کرتے ہیں ہرگز ہرگز اس سے آزادی حاصل نہیں ہو سکتی اور انگریز تو سال میں دس پانچ قتل کے واقعات سے ہندوستان کی حکومت سے ہرگز دست بردار نہیں ہو سکتی اور انگریز قوم ہی نہیں اگر ہندو یا مسلمان یا ہندوستانی کسی دیگر ملک پر قابض ہوتے تو وہ بھی محض دس پندرہ قتل کی بنا پر خوفزدہ ہو کر وہاں کی حکومت سے دست بردار نہ ہوتے

بہرحال ہم بارہا اس بات کا اظہار کر چکے ہیں کہ یہ انفرادی دہشت انگیزی حصول مقاصد کے لئے بالکل ناکارہ غیر مفید اور فعل عبث ہی نہیں بلکہ مضر بھی ہے کیونکہ کوئی حادثہ ایسا نہیں ہوتا جس کے بعد وسیع سازشی مقدمہ نہ دائر ہو جاتا ہو اور ایک ایک مقدمہ میں بیشمار سلطانی گواہ بن جاتے ہیں اور اگر پولیس چاہے تو شاید تمام ملزم سلطانی گواہ بن جائیں پھر یہ سلطانی گواہ اس لئے نہیں بنتے کہ ان کو اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا ہے بلکہ محض سزا کے خوف سے سلطانی گواہ بنجاتے ہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی مستحکم عقیدے کے ماتحت نہیں بلکہ محض وقتی جوش کے ماتحت بے سوچے سمجھے دہشت انگیز افعال کے مرتکب ہو جاتے ہیں یہ تا بار افسوس امر ہے اور نوجوانوں کو جوش کے علاوہ عقل سے بھی کام لینا چاہیئے۔

پیشگیوں کا بھوت

مشہور اینگلو انڈین اخبار اسٹیٹسمین نے مدناپور کے حادثہ پر شاید تمام عمر میں پہلی مرتبہ ایک ایسی رائے کا اظہار کیا ہے جس کو صحیح قسم کی رائے کہا جا سکتا ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہاں بھی اپنی عادت کی مجبوری سے ایک صحیح اور معقول مقالہ کو تعصب و بیشہ کی گندگی سے خراب کر دیا ہے یعنی مدناپور کے حادثہ پر اظہار رائے کرتے ہوئے خواہ مخواہ کانگریس کو اور کانگریسیوں کو حسب عادت قدیم گالیاں دے ڈالی ہیں اور اس قسم کے حوادث کی ذمہ داری ان پر عاید کی ہے حالانکہ دنیا جہان کو معلوم ہے کہ حکومت کا وفادار ترین طبقہ بھی ان حوادث کے خلاف کانگریسیوں سے زیادہ موثر کارروائی نہیں کرتا وفادار حضرات تو صرف لعنت ملامت کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں لیکن کانگریس ہر وقت ہر موقع پر عدم تشدد کی اشاعت اور تشدد کی مذمت ہی نہیں بلکہ دلائل و براہین سے اس کا غیر مفید اور مضر ہونا ثابت کرتے رہتے ہیں خواہ کوئی موقع ہو اور خواہ کیسی ہی بدشگونی اور ۱۲۴ الف میں آنے والی باغیانہ تقریر کریں مگر اسی کے ساتھ عدم تشدد پر ضرور زور دیتے ہیں اور تشدد کو مضر اور غیر مفید بتلاتے ہیں بہرحال اینگلو انڈین معاصر کا کانگریس والوں پر یہ حملہ محض برنائے مقتضائے طبع تھا یعنی ؎

نیش عقرب نہ از پے کین است — مقتضائے طبیعتش این است

سٹیٹسمین کے اس حصہ کی شکایت تو فضول ہے کیونکہ یہ تو اس کا شیوۂ قدیم ہے اور یہ تو بہرحال ایک پولیٹیکل قتل کا واقعہ ہے اینگلو انڈین اخبارات تو موجودہ کساد بازاری کی ذمہ داری بھی کانگریس ہی پر عائد کر دیتے ہیں اور اگر ان کا بس چلے تو اس دفعہ جس قدر سیلاب آئے ہیں اور ان سے جس قدر نقصان پہنچا ہے اس کو کانگریس ہی کے نامہ اعمال میں شامل کر دیں اس لئے اس کی شکایت تو فضول ہے لیکن تمام ہندوستانیوں کو اسٹیٹسمین کی اس اولین حقگوئی اور پہلی بار کی راست گفتاری کا شکریہ ضرور ادا کرنا چاہیئے جو مدناپور کے حادثہ کے سلسلہ میں کانگریس والوں کو گالیاں دینے کے بعد رائے زنی کی ہے وہ حسب ذیل ہے:-

"ہر سال قیمتی جانیں ضائع ہو رہی ہیں لیکن ہم اس سلسلہ کو کس طرح مسدود کر سکتے ہیں یورپین کا فرض ہے کہ وہ اس مسئلہ پر غور و فکر کو اپنے روزمرہ کے معمولات میں داخل کر لیں ہم ہر انگریز سے درخواست کریں گے کہ وہ ہندوستان کے پیچیدہ مسائل کا کوئی حل تلاش کرنے کی تدبیر سوچے، رائل سٹ الیسوسی ایشن کی منتظمہ کمیٹی نے جب اس مسئلہ پر غور کرنا شروع کیا تو وہ فوراً سمجھ گئی کہ

ہندوستان کا ہر وائسرائے اصلاحات کی کیوں حمایت کرنے لگتا ہے دانشمندوں نے محسوس کر لیا ہے کہ ہندوستان پر وہائٹ ہال کی حکومت ہندوستان کی ایک مستقل شکایت بن گئی ہے، ڈیلی میل کی ہرزہ سرائیوں کے باوجود ہندوستان پر وہائٹ ہال سے بیٹھ کر حکومت نہیں کی جاسکتی اور جب تک اس بات کی کوشش جاری رہے گی جب تک ایک لارڈ سالسبری کو لندن میں بیٹھ کر اپنی بکواس کے ذریعہ سے وائسرائے کے رستے میں موانع پیدا کرنے کی آزادی حاصل رہے گی جب تک ہندوستان کے اقتصادی مسائل کو ہندوستان کے نقطۂ نگاہ سے نہیں بلکہ مسٹر مانٹیگو نورمن یا دوسرے برطانوی بینکاروں کے نقطۂ نگاہ سے دیکھا جاتا رہے گا جب تک انہیں یہ غلط فہمی رہے گی کہ حکومت ہندوستان کا اشتراک کچے دھاگے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا جسے بات کی بات میں توڑا جاسکتا ہے اس وقت تک خفیہ بغاوت جاری رہے گی اور اس کے ساتھ قاتلانہ اقدام کا سلسلہ بھی جاری رہے گا انتہائی تشدد کے ذریعہ سے بھی ہم زیادہ سے زیادہ یہی کرسکتے ہیں کہ ان واقعات کی تعداد میں کمی کر دیں مگر ہم انہیں کلیتہً ختم نہیں کر سکتے ہمارے سامنے دو راستے ہیں یا تو ہندوستان کو حکومت خود اختیاری دیدیں یا نیم مارشل لا قائم کر دیں لیکن اہل برطانیہ جو ہندوستان کی موجودہ حکومت کی ذمہ داریوں کو سنبھالنے کے اہل نہیں ہیں اس نیم مارشل لا کی ذمہ داریوں سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔"

اسٹیٹسمین کی یہ رائے جو ہم نے نقل کر دی ہے کسی تشریح و تبصرہ کی محتاج نہیں ہے سارے ہندوستانی لیڈر آج سے نہیں ہمیشہ سے یہی کہتے چلے آرہے ہیں اگر برطانوی قوم اور حکومت ہند و حکومت انگلستان اس حقیقت کو محسوس کر لیں جو پہلی بار ایک اینگلو انڈین اخبار نے ظاہر کی ہے تو تمام مصائب و مشکلات کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور نہایت درجہ امن و سکون کی فضا پیدا ہو سکتی ہے۔

ہوم ممبر کا تازہ ارشاد

کونسل آف اسٹیٹ میں ایک صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ کالے پانی جو سیاسی قیدی روانہ کئے گئے ہیں ان کو واپس بلا لیا جائے اور اگر واپس نہ بلایا جائے تو وہاں اُن کے لئے بہتر انتظام کیا جائے۔ ہوم ممبر صاحب جو ایک درشت مزاج انگریز ہیں اور جن کو اس امر پر بڑا فخر ہے کہ انہوں نے کانگریس کی تحریک کو کچل کر رکھدیا ہے اور جن کا اعتقاد آہنی پنجہ کی گرفت میں ہے اور ہر ہٹلر کی سی مطلق العنانی کو زیادہ پسند کرتے ہیں انہوں نے اس تجویز کے خلاف نہایت تحکمانہ اور مغرورانہ انداز میں فرمایا کہ حکومت کالے پانی کے سزا کے طریقہ کو چھوڑ نہیں سکتی اور فرمایا کہ دہشت انگیزی کا مقابلہ کرنے کے لئے قیدیوں کو ضرور کالے پانی بھیجا جائیگا۔"

ہوم ممبر کے ارشاد کے متعلق ہم صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ جب تک طاقت آپ کے ہاتھ میں ہے آپ سیاسی قیدیوں کو کالے پانی کے جہنم میں ضرور بھیجے جائیے لیکن ہمیں یقین ہے کہ جس تحکمانہ انداز میں آج ہوم ممبر نے اس عزم کا اظہار فرمایا ہے اس سے زیادہ عاجزانہ انداز میں ایک وقت آئیگا کہ یہ یا دوسرا ہوم ممبر کو رائے عامہ کی طاقت کے سامنے سر جھکانا پڑے گا اور اس مطالبہ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہندوستان کے قیدی ہندوستان سے باہر نہیں بھیجے جائینگے۔

سوال کالے پانی کے قیدیوں کا تھا مگر ہوم ممبر صاحب نے مدناپور کے حادثۂ قتل اور مہاتما گاندھی کا خواہ مخواہ بے محل اور بے موقع ذکر کر کے ایک اور بحث چھیڑ دی آپ نے فرمایا کہ پنڈت جواہر لال اور گاندھی جی نے کراچی کانگریس کے موقع پر بھگت سنگھ والے ریزولیوشن میں سیاسی تشدد کی مخالفت کرتے ہوئے سیاسی قاتلوں کی بہادری اور قربانی کا اعتراف کیا تھا اس کے بعد فرمایا کہ خیر وہ ریزولیوشن تو مردہ ہو گیا اب حال میں مسٹر برج مجسٹریٹ مدناپور کے قتل پر میاں گاندھی نے بیان دیتے ہوئے حکومت کی غلط کارروائیوں کو ایسے قتلوں کا سبب ٹھیرایا ہے حکومت ایسے بیان اور قاتلوں سے ہمدردی میں زیادہ فرق نہیں سمجھتی، اس کے معنی صرف یہی ہیں کہ حکومت کے طرز عمل پر کسی کو کسی قسم کی نکتہ چینی نہیں کرنی چاہیئے اگر دہشت انگیزی کی مذمت اور قاتلوں کی ملامت کے ساتھ کوئی یہ مشورہ حکومت کو دے کہ اس کو ہندوستان کے متعلق اپنی پالیسی کو بدلنا چاہیئے تو حکومت کے نزدیک یہ پسندیدہ فعل نہ ہوگا۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی یہ باور کر سکتا ہے کہ گاندھی جی کے وہم و گمان میں بھی تشدد یا تشدد پسندوں سے ہمدردی کا کوئی خیال پیدا ہو سکتا ہے گاندھی جی کی زندگی اور ان کی زندگی کا ہر لمحہ اس حقیقت کو دہرا رہا ہے کہ وہ تشدد اور تشدد پسند دونوں کے خلاف اپنی زندگی کو وقف کئے ہوئے ہیں اور یہ کہنا مبالغہ سے خالی نہ ہوگا کہ حکومت سے زیادہ گاندھی جی نے تشدد کے خلاف جہاد کیا ہے انہوں نے بیدار ملک کی سیاست کو عدم تشدد کے اصول کا پابند کر دیا ورنہ ظاہر ہے کہ صرف دو ہی جماعتیں ہیں ایک لبرل دوسرے تشدد پسند اور چونکہ لبرل ایک بے عمل جماعت ہے اس لئے تشدد پسندوں کا زور بڑھ جانے کا شدید خطرہ تھا مگر گاندھی جی کے عدم تشدد نے سیاسی ہندوستان کی بھاری اکثریت کا رخ بدل دیا ایسے شخص کی رائے زنی کو یہ کہنا کہ وہ حکومت کے نزدیک قاتلوں کی ہمدردی کے ہم معنے ہی ہے نری دھاندلی اور کوری زیادتی ہے۔

اصل یہ ہے کہ حکومت یہ چاہتی ہے کہ اس نے جو تشدد کی پالیسی اختیار کر رکھی ہے اس کے خلاف ایک حرف نہ کہا جائے بلکہ اس کی تعریف کی جائے یہ بالکل ناممکن ہے اور کوئی دیانتدار شخص جو یہ سمجھتا ہے کہ نوجوانوں کی بے راہ روی اور دہشت انگیزانہ سرگرمیوں میں ان کا مبتلا ہو جانا غلط اسباب کی بنا پر ہے تو وہ ان اسباب کی طرف حکومت کو ضرور توجہ دلائے گا اور حکومت کا ان اسباب کی طرف توجہ نہ کرنا ملک اور حکومت دونوں کے ساتھ غداری کرنا ہے۔ ہم اس سلسلہ میں اسٹیٹسمین کی پہلی بار کی حق بیانی کی طرف حکومت کو توجہ دلائیں گے بالآخر اس دشمن ہند اخبار کو بھی اسی تلخ حقیقت کا اظہار کرنا پڑا جس کی طرف گاندھی جی نے اشارہ کیا ہے اور دوسرے لوگ بھی جس کی طرف حکومت کو متوجہ کرتے رہتے ہیں۔

جناب وائسرائے کی تقریریں

اسی عرصہ میں وائسرائے نے دو اہم تقریریں کی ہیں، یوں تو وائسرائے کی ہر ایک تقریر اہم ہوتی ہے کیونکہ حالات حاضرہ کے متعلق حکومت کی پالیسی اور حکمت عملی اس میں ظاہر کی جاتی ہے مگر اس تقریر کو ہم اس لئے اہم کہا کہ بعض ایسے مسائل پر وائسرائے نے اظہار خیال کیا جو رائے عامہ کے سامنے زیر بحث

تھے اور ملک متوقع تھا کہ ناسرائے ان مسائل پر رائے ظاہر کریں تاکہ حکومت کی حکمت عملی معلوم ہو۔

منجملہ دیگر امور کے ایک سرحد پر بمباری، دوسرے موجودہ سیاسی حالات تیسرے ملک کی تجارتی حالت چوتھے بیرون ہند کا مسئلہ اور اسی قسم کے مسائل پر آپ نے اظہار رائے فرمایا ہے۔

سرحد کی بمباری

سرحد کی بمباری کو جائز اور انسانیت و شرافت کے اصول کے مطابق ثابت کرنے کی آپ نے بہت کوشش کی مگر افسوس کہ یہ ساری کوشش رائیگاں گئی کیونکہ آپ کی تقریر سے ملک میں کسی قسم کا اطمینان نہیں ہوا اور تھوڑے ہی عرصہ بعد اسمبلی کے اجلاس کو اسی مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے ملتوی کرنے کی تجویز رکھی گئی جس سے معلوم ہوا کہ ملک مطمئن نہیں ہوا اور نہ شفیع داؤدی جیسے حکومت پرست کو ضرورت محسوس ہوتی کہ نہ التوائے اجلاس کی تحریک پیش کریں۔ جناب وائسرائے نے ایک عجیب و غریب منطق بمباری کے جواز کے متعلق ارشاد فرمائی یعنی یہ کہ سالہا سال سے بمباری سرحد پر ہوتی چلی آرہی ہے مگر پہلے کسی نے اس طرف توجہ نہیں کی سمجھ میں نہیں آتا کہ بوڑھے وائسرائے نے یہ کیسی بچوں کی سی مضحکہ انگیز دلیل استعمال کی ہے محض اس لئے کہ ایک بری چیز کو پہلے برا نہیں کہا گیا وہ آج اچھی نہیں ہو سکتی بہرحال جناب وائسرائے کو معلوم ہونا چاہئے کہ ان کی منطق بالکل ناکام رہی اور ہندوستان کے نہ صرف مسلمان بلکہ رائے عامہ بمباری کو خلاف انسانیت اور وحشیانہ فعل سمجھتی ہے

سیاسیات

وائسرائے صاحب نے فرمایا کہ سول نافرمانی نیم جان حالت میں دم توڑ رہی ہے اور یہ بھی اس لئے کہ اس کے جاری کرنے والے (یعنی مہاتما گاندھی) کا ذاتی اثر کام کر رہا ہے لیکن عوام کی رائے اس کے خلاف ہو گئی ہے

افسوس ہے کہ ہم اس رائے میں بھی وائسرائے کے ہم خیال نہیں ہیں یعنی سول نافرمانی کی تحریک کی سست رفتاری کی وجہ یہ نہیں ہے کہ رائے عامہ اس کے خلاف ہو گئی ہے اور حکومت کے طرز عمل سے متفق ہو گئی ہے بلکہ زیادہ تر اقتصادی حالات اور حکومت کے تشدد کی وجہ سے تحریک دب گئی ہے لیکن اس پر وائسرائے اور ان کی گورنمنٹ فخر نہیں کر سکتی کیونکہ تشدد کے ذریعہ کسی سیاسی تحریک کو دبا دینا بالخصوص ایسی تحریک جو پر امن ہو زیادہ مشکل نہیں ہے مگر اس کے معنے یہ نہیں ہیں کہ رائے عامہ اس کے خلاف ہو گئی ہے سیاسی تحریکات میں اس قسم کے اتار چڑھاؤ آیا ہی کرتے ہیں اور دب دب کر از سر نو تحریکیں ابھرتی ہیں اور پہلے سے زیادہ زور شور سے شروع ہوتی ہیں بشرطیکہ یہ دبنا زبردستی کا ہو لیکن اگر فی الواقع رائے عامہ کے اندر تبدیلی ہو جائے تو دوبارہ اس تحریک کا ابھرنا مشکل ہو جاتا ہے ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ لارڈ ولنگڈن نے رائے عامہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی بلکہ رائے عامہ پر اس قدر شدید دباؤ ڈال دیا کہ وہ دب گئی ہے کم آئندہ اس دباؤ کو رائے عامہ برداشت کرے اور اس دباؤ کو نظر انداز کر کے آگے قدم بڑھا دے اس لئے بہتر ہوتا کہ حکومت رائے عامہ کو اپنے حق میں کرنے کی کوشش کرتی اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ایمانداری کے ساتھ ہندوستان کے مفاد کو دوسرے تمام مفادوں پر مقدم رکھنے کی پالیسی اختیار کی جائے۔

ہندوستان میں احمقانہ اور باہر دانشمندانہ

جناب وائسرائے نے بعض دیگر امور پر بھی اظہار خیال فرمایا ہے منجملہ ان کے جنوبی و مشرقی افریقہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ یوگنڈا کی مجلس وضع آئین میں ایک اور ہندوستانی کے لئے نشست دیدی گئی ہے اور کینیا میں ہندوستانیوں نے طے کیا ہے کہ بغیر ترجیحی سلوک کو خطرے میں ڈالے ہوئے نہ مشترکہ نیابت و انتخاب سے جانے کے لئے تیار ہیں۔ حکومت ہند اسے عاقلانہ فیصلہ خیال کرتی ہے" ہم اس فیصلہ کے متعلق تو کچھ بھی نہیں کہنا چاہتے کیونکہ وہاں کے تفصیلی حالات سے ہم واقف نہیں ہیں لیکن حکومت ہند اور وائسرائے سے یہ دریافت کیا جا سکتا ہے کہ جو فیصلہ جنوبی و مشرقی افریقہ میں عقلمندانہ ہے اور وائسرائے اور حکومت ہند کے نزدیک مشترکہ انتخاب سے اس علاقہ کی عام بہبودی میں اضافہ ہوگا اور حکومت کو امید ہے کہ اس مشترکہ انتخاب سے بہت جلد مختلف فرقوں میں باہمی رواداری اور اتحاد پیدا ہو جائے گا وہ ہندوستان کے لئے کیوں دانشمندانہ نہیں سمجھا گیا۔ اگر جنوبی افریقہ میں مشترک انتخاب سے وہاں کی عام بہبودی میں اضافہ ہوگا تو ہندوستان میں مشترک انتخاب سے کیوں عام بہبودی میں اضافہ نہ ہوگا اور اگر جنوبی افریقہ میں مشترک انتخاب کے ذریعہ بہت جلد مختلف فرقوں میں باہمی رواداری اور اتحاد ہو جائیگا تو ہندوستان میں مخلوط و مشترک انتخاب سے یہ کیوں نہ پیدا ہوگا آخر یہ کیا مصیبت ہے کہ جس طریق انتخاب کو وائسرائے اور ان کی حکومت جنوبی افریقہ میں دانشمندانہ سمجھتی ہے ہندوستان کے لئے احمقانہ کیوں سمجھتی ہے اور کیوں ہندوستان میں مخلوط انتخاب کو رائج کر کے ہندوستان کی مختلف اقوام میں رواداری اور اتحاد نہیں پیدا کرتی پھر کیا یہ سمجھیں کہ اگر ہندوستان کی اقوام میں رواداری اور اتحاد پیدا ہو جائے گا تو انگلستان کا مفاد خطرہ میں پڑ جائے گا اس لئے ہندوستان کو مخلوط انتخاب سے محروم رکھا جا رہا ہے اور جداگانہ انتخاب کی لعنت سے اس کو نجات نہیں ملتی۔

گاندھی جی کا نیا اعلان ایک سال تک سول نافرمانی نہ کرینگے

مہاتما گاندھی جو اپنے برت کی وجہ سے رہا کر دیئے گئے تھے اب آپ نے پنڈت جواہر لال نہرو سے کہ جو ابھی حال میں رہا کئے گئے ہیں اور جن کو دو سال کی سزا ہوئی تھی، مشورہ اور مبادلہ آراء کے بعد ایک بیان شایع کیا ہے جس میں آپ نے لکھا ہے کہ بہت کچھ غور و فکر کرنے اور مسلسل خدا سے دعا کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ میں آئندہ ایک سال تک یعنی جس دن کہ ان کو جو سزا ہوئی تھی اور اس دن تک جس دن یہ سزا ختم ہوتی ہے جارحانہ سول نافرمانی سے احتراز کروں اور یہ پورا سال ہریجن کے کام میں صرف کروں اور اگر صحت اجازت دے تو دوسرے تعمیری کام بھی کروں اس کے ساتھ ہی گاندھی جی نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ پونہ کانفرنس کے بعد انفرادی سول نافرمانی کا جو پروگرام ملک کے سامنے کانگریس کی طرف سے مسٹر انے نے میرے مشورہ سے رکھا ہے اس پر میرے اس فیصلہ کا کوئی اثر نہ پڑے گا یعنی وہ اپنی جگہ پر جاری رہے گی۔

آیندہ سال بھر تک آپ ہریجن کا کام اور ہو سکا تو دیگر تعمیری کام انجام دینگے نیز اگر کوئی ان سے ستیہ گرہ اور سول نافرمانی کے بارے میں مشورہ طلب کریگا تو آپ اس کو مشورہ بھی دینگے اور قومی تحریک کو غلط راستے پر پڑنے سے روکیں گے یعنی تشدد

راستہ پر گامزن ہونے سے روکیں گے اور صلح و امن کے لئے کوشش کرتے رہینگے۔

گاندھی جی نے یہ فیصلہ کیوں کیا اس کی وجہ انہوں نے یہ بتلائی ہے کہ حکومت نے ان کو خلاف توقع چھوڑ دیا ہے اور اب وہ محسوس کرتے ہیں کہ پھر جارحانہ سول نافرمانی کر کے جیل جانے کے یہ معنی ہیں کہ پھر وہی کھیل کھیلا جائے یعنی حکومت گرفتار کرے اور ہریجن کام کے لئے شرائط و قیود مقرر کرے اور گاندھی جی روزہ رکھیں اور جب ان کی زندگی خطرہ میں پڑنے لگے تو حکومت ان کو رہا کر دے اس کے بعد پھر گاندھی جی سول نافرمانی کریں اور پھر از سر نو وہی کھیل کھیلا جائے گاندھی جی نے اپنے بیان میں لکھا ہے کہ یہ چوہے بلی کا کھیل کھیلنا میں پسند نہیں کرتا اور یہ ایک بھونڈا پن ہے اور بھونڈے پن کو ستیہ گرہ میں کوئی دخل نہیں ہے اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پوری مدت سزا تک جارحانہ سول نافرمانی نہ کروں لیکن اگر حکومت نے گاندھی جی کو گرفتار کر لیا تو گاندھی جی نے لکھا ہے کہ اگر اس دفعہ پھر حکومت نے وہی کھیل کھیلا یعنی ہریجن کے کام کے لئے مجھکو مطلوبہ آزادی نہ دی اور مجھکو روزہ رکھنا پڑا اور میری زندگی خطرہ میں پڑنے لگے تو مجھکو رہا کر دے تو اس صورت میں اس دفعہ میرا روزہ رہائی کے بعد بھی جاری رہے گا یہاں تک کہ میں اپنی زندگی حکومت کے اس کھیل پر قربان کر دونگا۔

ہم گاندھی جی کے فیصلہ میں مطابقت تو نہیں پاتے یعنی پونہ کانفرنس کے بعد جو مشورہ انفرادی سول نافرمانی کا انہوں نے دیا تھا اس سے ان کا موجودہ فیصلہ مطابقت نہیں رکھتا لیکن اس کے باوجود ہم اس فیصلہ کا محض اس بنا پر خیر مقدم کرتے ہیں کہ گاندھی جی کے باہر رہنے سے شاید آگے چل کر کوئی صورت حکومت اور کانگریس کے درمیان مفاہمت اور سمجھوتہ کی پیدا ہو جائے لیکن بہتر ہوتا کہ گاندھی جی ایک سال کے لئے انفرادی سول نافرمانی بھی بند کر دیتے۔

اب ہندوستان کی سیاست کچھ اس قدر پیچیدہ بن گئی ہے کہ مستقبل قریب میں اس کی گتھیوں کا سلجھنا ممکن نظر نہیں آتا البتہ جدید اصلاحات قانون کی صورت اختیار کر لیں اور ہر ایک جماعت کو اپنی پوزیشن معلوم ہو جائے تب شاید کوئی ایسی صورت پیدا ہو جو ملک اور قوم کے لئے بہتر اور مفید کہی جا سکے۔

آئندہ پرچہ معراج المومنین نمبر ہوگا

رجب سنہ ۱۳۵۲ھ
پرچہ اظہار ہو

جلد کا پہلا پرچہ ہے، اور یہ نماز نمبر ہوگا، رجب میں عموماً معراج نمبر نکلا کرتے ہیں یہ مولوی کی جدت ہے کہ اس نے معراج کی روح (نماز) کو لیکر اس پرچہ کے لئے مخصوص کر دیا، اور یہ واقعہ ہے کہ معراج کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ ہمکو اس تقرب خداوندی کا بہترین ذریعہ نماز جیسی نعمت ملی، نماز کی ہزارہا تاکیدات کے باوجود مسلمان اس اہم فریضہ سے غافل رہتے ہیں اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو نماز کی حقیقت، فلسفہ اور اسرار سے واقفیت ہی نہیں جو وہ شوق اور حضوری قلب کے ساتھ ادا کریں، خدا کی ذات سے امید ہے کہ مولوی کا نماز نمبر ترغیبات نماز کے سلسلہ میں کافی امداد دے گا، ابھی مضامین لکھوائے جا رہے ہیں، جو انشاء اللہ نماز کے متعلق ہزارہا مفید معلومات سے پر ہونگے، اور مولوی کے ۷۲ صفحات میں اتنا مسالہ ہوگا، کہ اگر وہ کتابی صورت میں ہو تو ایک روپیہ سے کم میں ہدیہ نہ ہو، ایک مختصر سا خاکہ پیش کرتا ہوں، اس سے اندازہ فرمائیے کہ یہ پرچہ کس قدر قیمتی اور ضروریات اسلامی کی اشاعت کا کس درجہ کفیل ہے، خدا کرے یہ پوری کتاب میری حسب منشا طیار ہو جائے اور ناظرین مولوی بھی ذوق سے قبول فرمائیں، نماز نمبر یا معراج المومنین نمبر کے عنوانات انشاء اللہ یہ ہونگے۔

زندگی کیا ہے، سرچشمہ زندگی کی تلاش، قرآن کریم کی رہنمائی، ہمارا مقصد حیات، وجوہ فرمانبرداری اور اسباب اطاعت، ہمیں سکھ اور آرام کیسے نصیب ہو سکتا ہے. گناہگارانہ زندگی راحت و آرام کی قاتل ہے، انسان اپنے دل کا امین اور اپنے نفس کا نگہبان ہے. دل کی امانت اور نفس کی نگہبانی کیا ہے، عبادت کا مفہوم، بت پرستی کی بنیاد کیسے پڑی، اسلام اور دیگر مذاہب کی عبادات کا موازنہ، شخصیت پرستی کی ابتدا، اسلام اور عبادت، عبادت اسلام بالکل فطری ہیں، اسلامی عبادات کی شان اور حکمتیں، عبادت کا راز جو دیگر مذاہب نے نہیں سمجھا، طہارت و پاکیزگی، طہارت جسمانی کی اہمیت، طہارت کے معنی اور اقسام طہارت کا فلسفہ، طہارت کامل کیا ہے، کامل طہارت کا ذریعہ کیا ہے، اسلام اور طہارت ملحقہ ہیں، بانی اسلام کی نفاست و پاکیزگی، مسواک میں کیا حکمتیں ہیں، اسلام نے جسمانی طہارت کو کیوں لازمی قرار دیا، وضو اور غسل کا فلسفہ، اعضاء وضو کی ترتیب و حکمت، وضو کے فرائض سنن و مستحبات، وضو کے درمیان اور بعد کی مسنون دعائیں، وضو اسلام کے ساتھ خاص ہے، وضو توڑنے والی چیزیں، نجاست کے اقسام اور احکام، مقید و مطلق پانی، نجاست قلیلہ کا حکم، نجاست حقیقی کیونکر دور ہو، نجاست کے روحانی نقصانات، نجاست کا اثر اخلاق پر، مغربی معاشرت کی نجاست، نماز کی فرضیت و اہمیت، نماز پہلے لوگوں پر بھی فرض تھی، نماز کی تاکید احادیث سے، نماز کی فضیلت و بزرگی، نماز دین کا ستون ہے، نماز سے دل میں اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے، ان تمام احادیث و آثار کا خلاصہ، ترک صلوٰۃ پر وعید، تارک صلوٰۃ کا اظہار کفر، عمداً نماز چھوڑنا، نماز سے غفلت کا نتیجہ، نماز کے لغوی معنی، نماز مومن کی معراج ہے، نماز حج اکبر ہے، اسلامی عبادت کا معنوی کمال، اذان، اذان اور گھڑیال، اذان کیا ہے، اذان اور مسلمان، اذان ہمیں کیا سبق دیتی ہے، اذان اور موذن کے فضائل، اذان کیسے جاری ہوئی، تکبیر، صفوں کی درستی اور ترتیب، امامت، امامت اور ائمہ مساجد دو ملاؤں کی کہانی، جماعت، نماز باجماعت کا قرآن سے ثبوت، جماعت کی تاکید، جماعت کے فضائل، ترک جماعت کے عذر، جماعت کے بارہ میں مسلمانوں کی کجروی، جمعہ اور عیدین کی حکمت جمعہ کی تعطیل، شہر کی تعریف، جمعہ کے فضائل، جمعہ میں کیا کرنا چاہئے، جمعہ کی ساعت مقبولہ ترک جمعہ کی وعید، خطبہ کی غرض کیا ہے، مذہبی احکام کی نشر و اشاعت کا خدائی نظام، خطبہ کے بارہ میں مسلمانوں کی ایک غلطی، اجتماعات جمعہ کی تنظیم، قومی جشن کے دو دن عیدین، دیگر اقوام کے تیوہار اور ہماری عید، رکوع و سجود، نماز کی روح خشوع اور خضوع، نماز کے روحانی اثرات نماز کے دیگر اسرار ظاہری و باطنی، نماز کی حفاظت، نماز کے لئے پابندی اوقات کا طریقہ، نماز میں دو تین اور چار رکعتیں کیوں ہیں، اسلام نے عبادت کو فرائض، سنن، نوافل میں کیوں تقسیم کیا، نماز کے فاسد کرنیوالے افعال، نماز میں کراہت تحریمی پیدا کرنیوالے امور، ائمہ مساجد کے بارہ میں مسلمانوں کی کور ذوقی، ارشد ائمہ مساجد پیدا کرنے کی ضرورت، اصلاح بواسطہ مساجد مسجدیں اسلام کے علم و عمل کے مراکز ہیں، مسجدوں ہی سے اسلام کا عروج شروع ہوا تھا اور یہیں سے شروع ہوگا، اسلام میں مساجد کی حیثیت دینی، مساجد اسلامیہ اور عبادت خانے مساجد کی آبادی اور رونق کس چیز سے ہے، موجودہ مساجد کی حالت تنظیم المساجد انشاء اللہ یہ سب مضامین نماز نمبر میں ہونگے،

اس کا صلہ کیا ملیگا

اب اگر آپ کے نزدیک یہ نمبر عوام کے لئے مفید ہے، تو ہم اس کا صلہ یہی عنایت ہو، کہ خوشدل ملازم کنیکار بیش، ۲ درخواستیں قبول کر لیجئے، ایک تو جو لوگ آئندہ مولوی کی خریداری سے الگ ہونا چاہتے ہیں وہ اپنا ارادہ بدل دیں، دوسرے صرف ایک ایک خریدار اور بنا دیجئے بس اتنی التجا ہے

معارف القرآن

(گذشتہ سے پیوستہ)

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ قرآن سے ان کو ہدایت نہیں ہوسکتی ہدایت تو کیا بلکہ اس سے ان کی سرکشی اور کفر و انکار اور زیادہ ہوتا ہے یہ ازلی بدنصیب ہیں ان کی سرشت خراب ہے سورج کی روشنی سے ان کی گندگی میں اور اضافہ ہوتا ہے آگے ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے ان کے آپس میں بغض و عناد قیامت تک کے لئے ڈال دیا یعنی دین کے بارہ میں ان میں ہمیشہ تفرقہ پڑا رہے گا ہر فرقہ دوسرے کا مخالف ہوگا جب کبھی انھوں نے لڑائی کی آگ جلائی اور بھڑکائی خدا نے اس کو ہمیشہ بجھا دیا اور چلنے نہ دیا اس کے دو معنے ہیں (۱) یعنی جب رسول اللہ سے انھوں نے لڑنا چاہا خدا نے ان کو مردود کیا اور شکست نصیب کی (۲) یہ لوگ جب کسی سے لڑے ناکام رہے مغلوب ہوئے ذلیل و خوار ہوئے بخت نصر نے ان کو تباہ کیا دوبارہ اقسطوس رومی نے انکو ذلیل و برباد کیا پھر شاہ کیرش یعنی کیخسرو نے ان کا قتل عام کیا آخر میں خدا نے اسلام بھیجا اور ان کے مذہب کو قطعاً منسوخ کردیا اور اس وجہ سے یہ جزیہ دے دیکر خوار ہوئے، یہ لوگ ملک میں فساد کرنے کے لئے دوڑتے پھرتے ہیں حالانکہ خدا فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

مقصود بیان خدا تمام صفات نقصان سے پاک ہے خدا کی شان میں گستاخی کفر ہے خدا مختار ہے قادر مطلق ہے جس کا مادہ خراب ہے اور سرشت تاریک ہے اس کو آفتاب ہدایت سے کوئی روشنی نہیں مل سکتی کسی فرقہ اور کسی مذہب کا باہمی تفرقہ اور آپس کا بغض و عناد خدا کا عذاب ہے جس قوم میں باہم پھوٹ ہو وہ ہمیشہ ذلیل و خوار رہے گی کامیابی کی زندگی اس کو کبھی حاصل نہیں ہوسکتی ملک میں فساد کرنا سخت گناہ ہے فساد معاشرت فساد نظم فساد امن وغیرہ سب حرام ہیں اس سے خدا کا عذاب آتا ہے وغیرہ۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝

(ترجمہ) اور اگر یہ اہل کتاب ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ضرور ان کی تمام برائیاں معاف کردیتے اور ضرور ان کو چین کے باغوں میں داخل کرتے اور اگر یہ لوگ توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب ان کے پروردگار کی طرف سے ان کے پاس بھیجی گئی اس کی پوری پابندی کرتے تو یہ لوگ اوپر سے اور نیچے سے خوب فراغت سے کھاتے ان میں ایک جماعت راہ راست پر چلنے والی ہے اور زیادہ ان میں ایسے ہیں کہ ان کے کردار بہت برے ہیں۔

تفسیر:۔ یہ آیات پچھلی آیات کا تتمہ ہیں گذشتہ آیات میں اہل کتاب کی کفریات کا بیان تھا یہاں توبہ کی ایک بہترین تعلیم ہے حاصل مطلب یہ ہے کہ اگر یہودی و عیسائی ایمان لے آتے کفر سے پرہیز رکھتے آسمانی کتابوں پر چلتے اور ان کے حکم کے بموجب آنحضرت کی نبوت پر ایمان لے آتے اور اللہ سے ڈرتے رہتے تو ہم ان کے سارے گناہ معاف کرکے جنت میں داخل کردیتے اور دنیا میں ایسی برکت دیتے کہ ان کے اوپر سے رزق برستا اور پاؤں کے نیچے سے ابلتا اور یہ بافراغت اطمینان سے بلا محنت کھایا کرتے آسمان سے بارشیں بکثرت ہوتیں اور زمین سے پیداوار عمدہ ہوتی مگر انھوں نے خدا کی سچی آسمانی کتابوں پر ایمان ولائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو نہ مانا خدا نے ان کے کرتوت کی وجہ سے ان کو ذلیل و خوار کیا مفلس کو محتاج کیا ان میں سے بعض تو درمیانی چال چلتے ہیں کتب سابقہ اور ایمان لاتے ہیں اور خدا کے احکام پر عملدرآمد کرتے ہیں آنحضرت کی نبوت کو مانتے ہیں مثلاً عبداللہ بن سلام و نجاشی شاہ حبش وغیرہ مگر اکثر ان میں سے بہت بداعمال ہیں سرکش ہیں نہ کتب سابقہ پر ان کا حقیقی ایمان ہے نہ قرآن پر توریت و انجیل وغیرہ پر قائم رہنے کے یہ معنے نہیں کہ ایک ہی وقت میں سب کتابوں کے احکام کی تعمیل کی جائے کیونکہ یہ ناممکن ہے توریت میں بہت چیزیں حلال تھیں اور انجیل میں وہ حرام کردی گئیں اسی طرح قرآن میں بہت سے احکام سابقہ منسوخ کردیے گئے بلکہ اقامت کے یہ معنے ہیں کہ جس طرح آسمانی کتابوں پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا تھا اسی طرح عمل کرتے اس سے تجاوز نہ کرتے یعنی جب تک پہلی کتاب منسوخ نہ ہوتی اس پر عمل کرتے اور پھر دوسری کتاب کے موافق عملدرآمد کرتے اسی طرح اخیر میں قرآن کو دستور العمل بناتے اور سب کتابوں کو ترک کردیتے۔

مقصود بیان خدا کی فرمانبرداری سے رزق میں کشائش اور فراغت ہوتی ہے اور نافرمانی سے رزق میں تنگی کتب سابقہ کے تمام احکام کتب سابقہ کے تمام احکام کو ماننے والا آنحضرت کی نبوت پر ضرور ایمان لائے گا کیونکہ کتب سابقہ میں حضور کے اوصاف بیان کردیے گئے ہیں اقتصاد و میانہ روی بہترین چیز ہے وغیرہ

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

(ترجمہ) اے رسول جو کچھ آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے آپ سب پہنچا دیجئے اور اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا ایک پیغام بھی نہیں پہنچایا اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا یقیناً اللہ تعالیٰ ان کافروں کو راہ نہ دیں گے۔"

تفسیر:- سابق آیتوں میں نہایت اعلیٰ طریقہ سے اہل کتاب کو اسلام کی ترغیب دی گئی تھی اب یہاں آنحضرؐ کو خطاب ہوتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ جو کچھ خدا کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا یا نازل کیا جائے اس کو لوگوں تک پہنچا دو کوئی بات چھپا کر نہ رکھو تمام احکام الٰہی پر لوگوں کو مطلع کرو۔ حضرت ام المومنین صدیقہ سے صحیحین میں روایت ہے کہ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ حضور نے وحی کا کچھ حصہ چھپایا وہ جھوٹا ہے نبی نے اس حکم الٰہی کی ایسی تعمیل کی جس کی نظیر ناممکن ہے چنانچہ شیخ ابن کثیر کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں جب حضور نے خطبہ پڑھا تو فرمایا لوگو جس وقت تم سے میرا حال دریافت کیا جائے گا تو اس وقت تم کیا کہو گے اس وقت مجمع میں تقریباً چالیس ہزار صحابی موجود تھے سب نے یکزبان کہا ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے رسالت کی تبلیغ کی اور امانت الٰہی ادا کر دی اور خوب نصیحت کر دی اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم نے خدا کے تمام احکام نہ پہنچائے تو گویا فرض رسالت ادا نہ کیا یعنی کسی حکم واحد کی تبلیغ نہ کرنا تمام احکام کی عدم تبلیغ کی برابر ہے۔ اس آیت کی شان نزول پہلے حصہ سے علیحدہ ہے بات یہ ہوئی کہ جب مذکورہ بالا آیت سے آنحضرت کو تمام احکام لوگوں تک پہنچانے کا حکم ہوا تو آپ نے باقتضاء بشریت اس بھاری بوجھ کے پورے طور پر اٹھانے کا خیال کر کے عرض کیا کہ بار الٰہا میں تنہا ہوں اور چاروں طرف دشمن بھرے پڑے ہیں میں کیونکر تعمیل حکم کر سکوں گا اس وقت یہ حصہ نازل ہوا اور فرما دیا گیا کہ یہ تو بہرصورت تم کو کرنا ہوگی تکالیف اور مصیبتوں کا برداشت کرنا پیغمبروں کا کام ہے تم کو کوشش کے ساتھ اس بار کو اٹھانا چاہیئے ورنہ اگر خلاف ورزی کرو گے اور تم نے حکم کی بالکل ہی تعمیل نہیں کی کیونکہ حکم کے ایک حصہ کی مخالفت کل حکم کی مخالفت کی برابر ہے۔ اس کے آگے ارشاد ہوتا ہے کہ تم دشمنوں سے نہ ڈرو وہ تم کو شہید نہیں کر سکتے خدا تمہارا محافظ ہے کافروں سے وہ تم کو بچائے گا اور نگرانی رکھیگا۔ ترمذی وغیرہ میں روایت ہے کہ چونکہ عرب میں عموماً جھگڑے ہوتی تھیں اور جھونپڑیوں میں شب کو ہر دشمن دوست کا آجانا ممکن تھا اس لیے آنحضرت نے شب کے وقت اپنی حفاظت کرنے کا حکم دیدیا تھا چنانچہ حضرت عباس وغیرہ باری باری سے شب کو حضور کے استراحت کے وقت پہرہ دیا کرتے تھے اور رات بھر اس طرح سے گزرتی تھی جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت نے خیمہ سے سر باہر نکال کر فرمایا کہ لوگو اب اپنے گھروں کو جاؤ میرا محافظ اللہ ہے یعنی حضور کو خدا تعالیٰ کی طرف سے علم ہو گیا کہ جب تک تکمیل دین نہ ہو جائے اس وقت تک کوئی کافر آپ کو گزند نہیں پہنچا سکتا لیکن اس آیت سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ چوٹ وغیرہ کے صدمہ سے بھی حفاظت کا وعدہ فرما لیا گیا تھا کیونکہ یہ واقعات کے خلاف ہے آیت میں صرف جان کی نگہداشت کا وعدہ ہے اس کے علاوہ یہ بات بھی جان لینی ضروری ہے کہ حفظ و احتیاط نہایت لازمی شئے ہے مگر چونکہ اسباب سے قطع نظر کر کے براہ راست خدا نے آپ کی حفاظت کا وعدہ فرما لیا تھا اس لیے حضور نے اسباب حفاظت کو ترک کر دیا اور حفظ خداوندی پر ہی بھروسہ کیا گویا یہ ایک خصوصی حکم ہے جس کی حضور نے تعمیل کی متعدد روایات میں موجود ہے کہ جنگ احد میں جب مسلمانوں کو شکست ہوئی تو بہت سے کافر آپ کی تلاش میں نکلے تاکہ آپ کو قتل کر دیں تلاش کرتے کرتے آپ تک پہنچ گئے مگر آپ کو نہ دیکھ سکے آخر کار کہنے لگے کہ محمدؐ ہم سے مخفی کر لیے گئے ہم نے ہر چند ان کو تلاش کیا مگر وہ ہم کو نہ ملے اسی مضمون کی طرف آیندہ آیت سے اشارہ ہوتا ہے کہ خدا کافروں کو راستہ نہیں بتاتا یعنی تمہاری ہلاکت کی کوئی سبیل ان کو نہیں مل سکتی اس لیے تم کو کفار سے خوف نہ کرنا چاہیئے۔

مقصود بیان خدا کے ایک حکم کو چھپا رکھنے سے ہی تبلیغ کامل نہیں ہوتی بلکہ تبلیغ ہی نہیں ہوتی خدا نگہبان ہے اظہار حق میں کسی کا خوف نہ کرنا چاہیئے۔ اظہار حق کرنے والے کے ساتھ خدا ہوتا ہے جو ہر وقت اس کا نگران رہتا ہے آیت میں اخبار بالغیب بھی ہے اور اظہار حق کی تعلیم بھی وغیرہ۔

قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَىْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا۟ ٱلتَّوْرَىٰةَ وَٱلْإِنجِيلَ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ ۗ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ طُغْيَٰنًا وَكُفْرًا ۖ فَلَا تَأْسَ عَلَى ٱلْقَوْمِ ٱلْكَٰفِرِينَ ۝ إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَٱلَّذِينَ هَادُوا۟ وَٱلصَّٰبِـُٔونَ وَٱلنَّصَٰرَىٰ مَنْ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ وَعَمِلَ صَٰلِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

(ترجمہ) کہیئے کہ اہل کتاب تم کسی راہ پر بھی نہیں بشیک کہ توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بھیجی گئی ہے اس کی ہی پوری پابندی نہ کرو گے اور ضرور جو مضمون آپکے پاس آپ کے رب کی طرف سے بھیجا جاتا ہے وہ ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کی ترقی کا سبب ہو جاتا ہے تو آپ ان کافروں پر غم نہ کیا کیجیئے یہ تحقیق بات ہے کہ مسلمان اور یہودی اور فرقہ صابئین اور نصاریٰ جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر اور کارگذاری اچھی کرے ایسوں پر نہ کسی طرح کا اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔

تفسیر:- یہود و نصاریٰ مدعی تھے کہ ہمارا مذہب آسمانی ہے خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہے تم ہم کو کیا تبلیغ کر سکتے ہو ہمارا توریت و انجیل پر ایمان ہے اور یہ خدا کی کتابیں ہیں لہٰذا ہم حق پر ہیں ان لوگوں کی تردید میں ارشاد ہوتا ہے کہ اے محمد ان سے کہدو کہ اے اہل کتاب تمہارا اس وقت تک کسی میں شمار نہیں ہو سکتا جب تک تم توریت و انجیل اور دیگر آسمانی صحیفوں کے متبع نہ ہو یعنی اگر یہودی ہو تو توریت و انجیل و زبور وغیرہ کو مانو اور اگر نصرانی ہو تو انجیل کے ساتھ توریت وغیرہ کو بھی مانو اور جو احکام ان کتابوں میں ہیں سب پر عمل کرو محمدؐ کی نبوت کو بھی مانو اور قرآنی احکام کا اتباع بھی کرو مطلب یہ ہے کہ تم اس وقت پایۂ اعتبار پر پہنچ سکتے ہو جبکہ ان سب آسمانی کتابوں کی ہر بات کو مانو اور اس پر چلو اور محمدؐ کو بھی مانو کیونکہ آپ کی نبوت کی پیشین گوئی ان کتابوں میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے اگر آپ کو اور قرآن کو نہ مانا جائے تو توریت وانجیل پر ایمان نہیں ہو سکتا اس کے بعد حکم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ازلی سرکش ہیں ان کو کسی طرح ہدایت نہیں ہوتی ان کا مادہ خبیث اور ان کی سرشت

خراب ہے اس لئے جو قرآن تم پر نازل کیا گیا ہے اس سے اہل کتاب کی سرکشی اور کفر میں اضافہ ہوتا ہے تم کو اس کا افسوس اور غم نہ ہونا چاہیے کہ یہ لوگ کافر رہے جاتے ہیں اور آخر میں دائمی دوزخی ہوں گے کیونکہ یہ باوجود کھلے ہوئے دلائل کے سرکشی اور انکار کرتے ہیں یہ اس قابل نہیں کہ ان کی حالت پر کچھ افسوس کیا جائے اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اسلام و ایمان کا اظہار کرنے والے یہودیت کے مدعی صابی کہلانے والے اور عیسائیت کا دعویٰ کرنے والے اگر سچا ایمان رکھتے ہیں اور خدا پر نیز روز قیامت پر ان کا سچا ایمان ہے اور ان کے اعمال بھی ٹھیک ہیں تو ان کو قیامت کے دن نہ عذاب خدا کا خوف ہوگا نہ ثواب کا غم بلکہ ان کی ضرور نجات ہوگی۔

مطلب یہ ہے کہ ہر زمانہ میں یہودی نصرانی وغیرہ اقوام اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس زمانہ کے نبی کی پیروی کی تو مغفور ہیں مثلاً موسیٰ کے وقت میں یا ان کی شریعت باقی رہنے کے وقت تک جو لوگ ایمان صحیح اور عمل صالح پر موسیٰ کے اتباع میں مرے ہیں وہ آخرت میں بےخوف اور بےغم ہوں گے اسی طرح حضرت عیسیٰ کے عہد میں جو لوگ عیسیٰ پر ایمان لائے اور نیکوکار رہے وہ مغفور ہیں آنحضرت کے زمانہ میں جو لوگ قرآن پر ایمان لائے اور آپ کی ہدایت کے مطابق خدا کے قائل ہوئے وہ عذاب خدا سے مامون ہیں خلاصہ یہ کہ ہر زمانہ میں اس وقت کی شریعت اور نبی کا ماننا لازمی ہے۔

صابیہ کی تحقیق میں اختلاف ہے مجاہد کی ایک روایت ہے کہ صابیہ ایک گروہ ہے جس کا کوئی دین نہیں دوسری روایت میں ہے کہ صابیہ یہود و مجوس میں سے ایک گروہ ہے حسن کہتے ہیں کہ صابیہ مجوسی کے مانند ہیں۔ قتادہ کا قول ہے کہ یہ ملائکہ کی پرستش کرتے ہیں اور زبور پڑھتے ہیں وہب بن منبہ قائل ہیں کہ صابیہ صرف خدا کو مانتے ہیں کفر نہیں کرتے اور کسی شریعت کو تسلیم نہیں کرتے۔ ابوالزناد کا قول ہے کہ صابیہ عراق کے قریب رہتے تھے جو تمام انبیاء کو مانتے تھے ہر سال ایک ماہ کے روزے رکھتے تھے اور ہر روز یمن کی طرف رخ کرکے پانچ وقت کی نماز پڑھتے تھے بعض کہتے ہیں کہ شریعت نوح پر چلنے والے صابی کہلاتے ہیں اور یہی قول قوی ہے۔

مقصود بیان انسان کی نجات اسی وقت ممکن ہے جب آنحضرت کی نبوت اور قرآن پر ایمان صادق ہو زبانی ایمان کا دعویٰ درست اور معتبر نہیں تاوقتیکہ حقیقت ایمان پیدا نہ کی جائے اور اعمال نیک نہ ہوں جو ازلی اندھے ہیں شمع ہدایت سے اور زیادہ کور بصیرت ہوتے ہیں اور مزید تاریکی میں گھر جاتے ہیں جو فطرتی شقی ہیں ان کی بدبختی کسی طرح دور نہیں ہوسکتی ازلی بدنصیبوں کا غم نہ کھانا چاہیے۔ ان کی ہمدردی فضول ہے وعدہ وعید، ترہیب و ترغیب وغیرہ۔

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝

(ترجمہ) ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے ان کے پاس بہت سے پیغمبر بھیجے جب کبھی ان کے پاس کوئی پیغمبر ایسا حکم لایا کہ جس کو ان کا جی نہ چاہتا تھا سو بعضوں کو جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو قتل ہی کر ڈالتے تھے اور یہی گمان کیا کہ کچھ سزا نہ ہوگی اس سے اور یہ اندھے اور بہرے بن گئے پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی پھر بھی اندھے اور بہرے بنے رہے یعنی ان میں کے بہتیرے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والے ہیں"

تفسیر بنی اسرائیل کی سرکشی اور نافرمانی کا پہلے بیان کیا گیا تھا اور پھر توبہ کی ہدایت کی گئی ہے اب ان آیات میں بنی اسرائیل کی عہد شکنی اور افعال شنیعہ کو بیان کیا جاتا ہے اور یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ہم نے ہر چند ان کو توبہ کا موقعہ دیا اور ہدایت پر آجانے کا حکم دیا مگر انہوں نے ہرگز نہ مانا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا اور بہت سے رسول بھی ہم نے ان کے پاس بھیجے چنانچہ ایک ہزار سے زائد رسول صرف بنی اسرائیل کے پاس بھیجے گئے) لیکن جب ان لوگوں کے پاس انہی کی قوم میں سے کوئی خدا کا پیامبر آتا تھا اور ان کی نفسانی خواہشات کے خلاف کوئی حکم لاتا تھا تو یہ اسکو نہیں مانتے تھے بلکہ اپنی نفسانی خواہشوں کی پابندی کرتے تھے ان کی سرکشی اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ بعض انبیاء کی تو صرف تکذیب ہی کرنے پر اکتفا کرتے تھے اور ان کے قول کو نہیں مانتے تھے اور بعض کو قتل کر دیا کرتے تھے (چنانچہ حضرت یحییٰ نے جب بہن سے نکاح کرنے کو منع کیا تو بادشاہ وقت نے ان کو شہید کرا دیا) ان کا خیال تھا کہ اس تکذیب اور قتل انبیاء کی ان کو سزا نہیں ملیگی اور یہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ حق ہے اس لئے حق کے سننے اور صداقت کے دیکھنے سے ان کے کان بہرے اور آنکھیں اندھی ہوگئی تھیں نہ رسولوں کی صداقت کے علامات ان کو آنکھوں سے سوجھتے تھے نہ حقانیت آمیز کلام ان کے کان سن سکتے تھے بالآخر خدا نے ان کو دنیوی سزا دی بخت نصر شاہ بابل کو ان پر مسلط کیا اس نے ستر ہزار بنی اسرائیل کو ایکدن میں کاٹ کر ڈال دیا ہزاروں عورتوں اور بچوں کو باندی غلام بنا کر لے گیا اخیر میں ان کو خدا نے توبہ کی توفیق عطا کی اور یہ تائب ہوئے تو خدا نے ان کی تقصیر معاف فرمایا لیکن جس قوم کی سرکشی کا یہ حال ہو کہ نبوت کی شان سے واقف ہونے کے باوجود بیباکی کے ساتھ انبیاء کو قتل کرے اس کی قساوت قلبی سے بعید ہے کہ راہ نجات اختیار کرے اس لئے پھر انہوں نے احکام خدا کی وہی بےحرمتی کی خدا نے ان پر رحم فرمایا تھا کہ آنحضرت کو ان کی ہدایت کیواسطے مبعوث کیا اور ان کو توبہ کا موقع دیا مگر یہ ازلی بدبخت پھر اندھے بہرے بنے رہے نہ راہ راست دیکھی نہ کلام آلہی کو دل سے سنا وہی پہلی سی بداعمالیاں ان میں باقی رہیں مگر ان کے اندھے بہرے بننے سے کیا ہوتا ہے خدا ان کے اعمال کو خوب جانتا ہے اور ان کے افعال شنیعہ کو دیکھ رہا ہے خدا کی طرف سے حجت تمام ہو چکی اپنے کردار کی سزا یہ خود بھگتیں گے۔

مقصود بیان بنی اسرائیل کی عہد شکنی کا بیان۔ قتل انبیاء کی تصریح اس امر کا بیان کہ خدا بندہ کو توبہ کا موقعہ دیتا ہے مگر انسان خود اپنی بداعمالیوں سے اس کو کھو دیتا ہے انسان عہد شکن ہے مگر خدا مہربان ہے۔ اسلام کی ترغیب۔ عذاب خدا سے ترہیب۔

صحیح بخاری شریف اردو

بسلسلہ گذشتہ

باب بعض لوگوں نے پہلے تشہد کو واجب نہیں سمجھا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتوں کے بعد بغیر تشہد پڑھے کھڑے ہو گئے اور لوٹے نہیں۔

۷۷۷۔ عبداللہ بن بحینہ کہتے ہیں (اور وہ قبیلہ ازد شنوءہ کے ہیں اور بنی عبد مناف کے حلیف ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی تو دونوں سے پہلے دو رکعتوں (کے ختم) میں کھڑے ہو گئے اور بیٹھے نہیں تو لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ جب آپ نماز تمام کر چکے اور لوگ آپ کے سلام پھیرنے کے منتظر ہوئے تو آپ نے بیٹھے ہی بیٹھے تکبیر کہی اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کئے بعد اس کے سلام پھیرا۔

باب پہلے قعدہ میں تشہد پڑھنا چاہیئے۔

۷۷۸۔ عبداللہ بن مالک بن بحینہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہمیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی تو دوسری رکعت کے سجدوں کے بعد کھڑے ہو گئے حالانکہ آپ پر بیٹھنا ضروری تھا پس جب آپ اپنی آخری نماز پر پہنچے تو بیٹھے ہی بیٹھے دو سجدے (سہو کے) کئے۔

باب قعدہ اخیرہ میں بھی تشہد پڑھنا چاہیئے

۷۷۹۔ عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ ہم جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے تو (قعدہ میں) یہ کہا کرتے تھے کہ السلام علی جبریل ومیکائیل السلام علی فلان فلان تو ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا اور فرمایا کہ اللہ تو خود ہی سلام ہے (اس پر سلام بھیجنے کی کیا ضرورت) پس جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے تو کہے التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین (کیونکہ جس وقت تم یہ کہو گے تو یہ دعا اللہ کے ہر نیک بندے کو پہنچ جائے گی خواہ وہ آسمان میں ہو یا زمین میں) اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔

باب سلام پھیرنے سے پہلے (نماز کے اندر) دعا کرنا (ثابت ہے)

۷۸۰۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دعا کیا کرتے تھے اللھم انی اعوذبک من عذاب القبر واعوذ بک من فتنۃ المحیا والممات اللھم انی اعوذ بک من الماثم والمغرم تو آپ سے ایک کہنے والے نے کہا کہ آپ قرض سے بہت پناہ مانگتے ہیں (اس کی کیا وجہ) آپ نے فرمایا کہ جب آدمی قرضدار ہو جاتا ہے تو وہ جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے وعدہ خلافی کرتا ہے۔

۷۸۱۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کہ مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم فرمایئے جسے میں اپنی نماز میں مانگوں آپ نے فرمایا یہ کہا کرو کہ اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم۔

باب جو دعا اچھی معلوم ہو بعد تشہد کے پڑھے اور دعا کا پڑھنا کچھ ضروری نہیں ہے۔

۷۸۲۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ ہم جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز میں ہوتے تھے تو قعدہ میں کہا کرتے تھے کہ السلام علی اللہ من عبادہ السلام علی فلان وفلان تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ السلام علی اللہ نہ کہو کیونکہ اللہ تو خود ہی سلام ہے بلکہ یوں کہو التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین کیونکہ جب تم یہ کہو گے تو یہ دعا اللہ کے ہر (نیک) بندے کو پہنچ جائیگی خواہ وہ آسمان میں ہو یا آسمان و زمین کے بیچ میں اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ بعد اس کے جو دعا اُسے اچھی معلوم ہو اختیار کرلے اور وہی مانگے۔

باب بعض لوگوں نے اپنی پیشانی اور ناک سے مٹی وغیرہ نماز کے اندر نہیں پونچھی یہاں تک کہ نماز ختم کر دی ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے حمیدی کو اس حدیث سے (جو آگے لکھی جاتی ہے) اس بات پر استدلال کرتے دیکھا ہے کہ نماز کے اندر پیشانی نہ پونچھی جائے۔

۷۸۳۔ ابو سلمہ کہتے ہیں میں نے ابو سعید خدری سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی اور مٹی میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ مٹی کا دھبہ آپ کی پیشانی میں میں نے دیکھا۔

باب

۷۸۴۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تھے تو جس وقت آپ اپنا سلام پورا کر چکتے تھے عورتیں کھڑی ہو جاتی تھیں اور آپ اپنے کھڑے ہونے سے پہلے تھوڑی دیر ٹھہر جاتے تھے (ابن شہاب کہتے ہیں کہ میں یہ سمجھتا ہوں واللہ اعلم کہ آپ کا ٹھہرنا اس لئے تھا کہ عورتیں چلی جائیں قبل اس کے کہ قوم کے وہ لوگ نماز ختم کر چکے ہیں اُن سے ملیں۔

۷۸۵۔ عتبان بن مالک کہتے ہیں کہ ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو جب آپ نے سلام پھیرا اس وقت ہم نے بھی سلام پھیرا۔

باب بعض لوگوں نے (نماز میں) امام کو سلام نہیں کیا اور نماز کے سلام پر اکتفا کی۔

۷۸۶۔ محمود بن ربیع کہتے ہیں کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یاد ہیں اور ایک کلی جو آپ نے ایک ڈول سے جو ان کے گھر میں تھا میرے منہ پر کر دی تھی وہ بھی مجھے یاد ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عتبان بن مالک سے پھر بنی سالم کے کسی شخص سے یہ سنا وہ کہتے تھے کہ میں اپنی قوم بنی سالم کی امامت کرتا تھا تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ میں

اپنی بینائی کو کمزور پاتا ہوں اور میرے اور میری قوم کی مسجد کے درمیان میں بہت سے پانی حائل ہو جاتے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ آپ تشریف لاتے اور میرے گھر میں کسی مقام پر آپ نماز پڑھ لیتے کہ اس کو میں مسجد بنا لیتا آپ نے فرمایا میں انشا اللہ ایسا کر دوں گا پس دوسرے دن دن چڑھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لے گئے اور ابو بکر آپ کے ہمراہ تھے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت طلب کی اور میں نے آپ کو اجازت دی آپ بیٹھے نہیں یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے گھر کے کس مقام پر چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھ دوں تو انھوں نے آپ کو اس مقام کی طرف اشارہ کیا جہاں وہ آپ کا نماز پڑھنا چاہتے تھے پس آپ کھڑے ہو گئے اور ہم لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی بعد اس کے آپ نے سلام پھیرا ہم نے بھی سلام پھیرا۔

باب نماز کے بعد (اللہ کی) ذکر کرنا ثابت ہے)

۷۸۷ ابن عباس کہتے ہیں کہ جب لوگ فرض نماز سے فارغ ہوں اس وقت بلند آواز سے ذکر کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (رائج) تھا اور ابن عباس کہتے ہیں کہ جب میں سنتا تھا کہ لوگ ذکر کرتے ہوئے لوٹے تو میں (نماز کے ختم ہو جانے کو معلوم کر لیتا تھا۔

۷۸۸ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا اختتام تکبیر سے جان لیتا تھا۔

۷۸۹ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ فقیر آئے اور انھوں نے کہا کہ زیادہ دولت والے لوگ بڑے بڑے درجے اور دائمی عیش لے گئے وہ نماز پڑھتے ہیں جیسی کہ ہم نماز پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں جس طرح ہم روزہ رکھتے ہیں (غرض جو عبادت ہم کرتے ہیں وہ اس میں شریک ہیں) اور ان کے پاس مالوں کی زیادتی ہے جس سے وہ حج کرتے ہیں عمرہ کرتے ہیں اور جہاد کرتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں آپ نے فرمایا کیا میں تم سے ایک ایسی بات نہ بیان کروں کہ اگر تم اس پر عمل کرو تو جو لوگ تم سے آگے نکل گئے ہوں تم ان کو پا لوگے اور تمہیں تمہارے بعد کوئی نہ پائے گا اور تم تمام ان لوگوں میں جن کے درمیان میں تم ہو بہتر ہو جاؤ گے سوا اس کے جو اسی کے مثل عمل کرے تم ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ تسبیح اور تحمید اور تکبیر پڑھ لیا کرو بعد اس کے کہ ہم لوگوں نے اختلاف کیا اور ہم میں سے بعض نے کہا ہم تینتیس مرتبہ تسبیح پڑھیں گے اور تینتیس مرتبہ حمد پڑھیں گے اور تکبیر چونتیس مرتبہ پڑھیں گے تو میں نے پھر آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر کہا کرو یہاں تک کہ ہر ایک ان میں سے تینتیس مرتبہ ہو جائے۔

۷۹۰ وراد مغیرہ کے منشی کہتے ہیں کہ مغیرہ بن شعبہ نے مجھ سے ایک خط میں معاویہ کو یہ لکھوایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذا الجد منك الجد پڑھا کرتے تھے

باب (چاہیے کہ) جب امام سلام پھیر چکے تو لوگوں کی طرف منہ کرے۔

۷۹۱ سمرہ بن جندب کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نماز پڑھ چکتے تھے تو اپنا منہ ہماری طرف کر لیتے تھے۔

۷۹۲ زید بن خالد جہنی کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں بعد بارش کے جو شب کو ہوئی تھی صبح کی نماز پڑھائی پھر جب آپ (نماز سے) فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف اپنا منہ کر کے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ تمہارے پروردگار عزوجل نے کیا فرمایا ہے وہ بولے اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے (آپ بولے کہ) اس نے یہ فرمایا کہ میرے بندوں میں کچھ لوگ میرے مومن بنے اور کچھ کافر تو جنہوں نے کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی وہ تو میرے مومن ہیں ستاروں کے منکر ہیں لیکن جنھوں نے کہا کہ ہم پر فلاں ستارے کے سبب سے بارش ہوئی وہ میرے کافر ہیں ستارے کے مومن ہیں۔

۷۹۳ انس بن مالک کہتے ہیں کہ ایک شب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (عشا کی) نماز نصف شب تک موخر کر دی بعد اس کے ہمارے پاس تشریف لائے پھر جب نماز پڑھ چکے تو آپ نے ہماری طرف منہ کر لیا اور فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ کر سو رہے اور تم برابر انتظار میں رہے جب تک تم نے نماز کا انتظار کیا۔

باب امام کا بعد سلام کے اپنے مصلے میں ٹھیرنا (ثابت ہے) اور ہم سے آدم نے نقل کیا کہ ابن عمر اسی مقام میں (نفل) نماز (بھی) پڑھتے تھے جہاں انھوں نے فرض نماز پڑھی ہوتی تھی اور ایسا ہی قاسم نے بھی کیا ہے اور ابو ہریرہ سے اس کا مرفوع ہونا منقول ہے کہ امام اپنے (اس) مقام میں (جہاں اس فرض نماز پڑھی ہے) نفل نہ پڑھے مگر یہ صحیح نہیں۔

۷۹۴ ام سلمہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیر چکتے تھے تو تھوڑی دیر اپنی جگہ پر ٹھیر جاتے تھے ابن شہاب کہتے ہیں کہ میں یہ سمجھتا ہوں واللہ اعلم (کہ آپ) اس لئے (ٹھیر جاتے تھے) کہ جو عورتیں نماز سے فراغت پائیں وہ چلی جائیں اور ابن ابی مریم کہتے ہیں کہ ہم کو نافع نے خبر دی نافع کہتے ہیں مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا کہ مجھے ابن شہاب نے یہ لکھ بھیجا کہ مجھ سے ہند نے ام سلمہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بروایت کی (اور یہ ہند ام سلمہ کے پاس بیٹھنے والیوں سے تھیں) وہ کہتی ہیں کہ آپ سلام پھیر دیتے تھے تو عورتیں لوٹ جاتی تھیں اور اپنے گھروں میں داخل ہو جاتی تھیں اس سے پہلے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لوٹیں۔

باب جو شخص لوگوں کو نماز پڑھا چکنے کے بعد اپنی حاجت یاد کرے اور لوگوں کو پھاندتا ہوا چلا جائے (یہ انتظار نہ کرے کہ وہ لوگ اٹھ جائیں اور راستہ صاف ہو جائے) تو اس کا کیا حکم ہے۔

۷۹۵ عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مدینہ میں عصر کی نماز پڑھی تو آپ سلام پھیر کر عجلت کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور آدمیوں کی گردنوں سے پھاند کر آپ اپنی بیبیوں کے کسی حجرہ کی طرف تشریف لے گئے لوگ آپ کی اس سرعت سے گھبرا گئے پھر آپ ان کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ آپ کی سرعت سے متعجب ہیں آپ نے فرمایا کہ مجھے کچھ سونا یاد آگیا تھا جو ہمارے ہاں رکھا ہوا تھا تو میں نے اس بات کو برا سمجھا کہ وہ مجھے خدا کی یاد سے

رد کے لہٰذا میں نے اس کی تقسیم کرنے کا حکم دیدیا۔

باب (نماز کی فراغت کے بعد) داہنے اور بائیں (دونوں) طرف سے پھرنا (جائز ہے اور انس بن مالک (کبھی) اپنی داہنی طرف سے اور (کبھی) بائیں طرف سے پھرا کرتے تھے اور جو شخص (خاص کر) اپنی داہنی جانب سے پھرنے کا قصد کرتا تھا اُسے عیب لگاتے تھے۔

۷۹۶ اسود کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) عبداللہ (بن مسعود) نے کہا کہ (دیکھو کہیں) تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں سے شیطان کا کچھ حصہ نہ لگا دے (اس طرح پر) کہ وہ یہ سمجھے کہ اس پر ضروری ہے کہ (بعد نماز کے) اپنی داہنی جانب پھرے بیشک یقیناً میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر اپنی بائیں جانب سے پھرتے دیکھا ہے۔

باب کچے لہسن اور پیاز اور گندنا کے بارہ میں (شریعت) کیا آیا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ جس شخص نے بھوک کے سبب سے یا بے بھوک لہسن یا پیاز کھایا وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے (لہسن پیاز کی برائی پر دلالت کرتا ہے)۔

۷۹۷ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس درخت یعنی لہسن میں سے کھائے وہ ہماری مسجد میں ہمارے پاس نہ آئے (عطا کہتے ہیں) میں نے کہا کہ کس قسم کا لہسن مراد ہے جابر بولے کہ میں یہی جانتا ہوں کہ کچا لہسن مراد ہے۔

۷۹۸ ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر میں فرمایا کہ جو شخص اس درخت یعنی لہسن میں سے کھائے تو ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔

۷۹۹ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس درخت یعنی لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے علیحدہ رہے یا (یہ فرمایا کہ) ہماری مسجد سے علیحدہ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھے اور ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیگ لائی گئی جس میں چند سبز ترکاریاں (پکی ہوئی) تھیں آپ نے اس میں کچھ بو پائی تو آپ نے پوچھا کہ (اس میں کیا ہے) تو جو جو ترکاریاں اس میں تھیں وہ آپ کو بتلادی گئیں آپ نے فرمایا کہ اسے میرے بعض صحابہ کی طرف (جو اس وقت آپ کے پاس تھے) قریب کردو پھر جب آپ نے اسے دیکھا تو اس کا کھانا ناپسند کیا اور فرمایا کہ تم کھاؤ (میں نہ کھاؤں گا) کیونکہ میں اس سے مناجات کرتا ہوں جس سے تم مناجات نہیں کرتے۔

۷۹۹ ایک شخص نے انس بن مالک سے پوچھا کہ تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لہسن کے بارہ میں کیا سنا ہے انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کی نسبت یہ) فرمایا ہے کہ جو شخص اس درخت میں سے کھالے وہ ہمارے قریب نہ آئے۔ اور ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

باب بچوں کا وضو کرنا (ثابت ہے) اور ان پر غسل اور طہارت اور جماعت میں اور عیدین میں اور جنازوں میں حاضر ہونا کب واجب ہے اور ان کی صفیں کس طرح ہونی چاہئیں۔

۸۰۰ شعبی کہتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک منبوذ کی قبر پر آگیا تھا کہ آپ نے لوگوں کی امامت کی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی (اور اس کی نماز پڑھی) سلیمان کہتے ہیں، میں نے کہا کہ اے ابو عمرو تم سے یہ کس نے بیان کیا ہے انہوں نے کہا ابن عباس نے۔

۸۰۱ ابو سعید خدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ہر بالغ پر غسل واجب ہے۔

۸۰۲ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں ایک شب اپنی خالہ میمونہ کے ہاں رہا (تو میں نے دیکھا کہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے پھر جب کچھ رات رہ گئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور آپ نے ایک لٹکی ہوئی مشک سے ہلکا سا وضو کیا (عمرو (راوی) اس وضو کو بہت خفیف اور قلیل بتلاتے تھے) بعد اس کے آپ نماز پڑھنے کھڑے ہوگئے تو میں بھی اٹھا اور جیسا وضو آپ نے کیا تھا ویسا ہی میں نے بھی کیا پھر میں آیا اور آپ کے بائیں جانب کھڑا ہوگیا تو مجھے آپ نے اپنی داہنی جانب کھڑا کرلیا پھر جس قدر اللہ نے چاہا آپ نے نماز پڑھی بعد اس کے لیٹ رہے اور سو گئے یہاں تک کہ سانس کی آواز آنے لگی پھر موذن آپ کو نماز فجر کی اطلاع دینے کے لئے آپکے پاس آیا اور آپ اس کے ساتھ نماز کے لئے اُٹھ گئے اور آپ نے وضو نہیں کیا۔ ہم نے عمرو سے کہا کہ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سوتی تھی مگر آپ کا دل نہ سوتا تھا عمرو نے کہا کہ میں نے عبید بن عمیر کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ انبیا کا خواب وحی ہے پھر انہوں نے پڑھا انی اریٰ فی المنام انی اذبحک (پس اگر ان کا دل بھی سوجاتا تو ان کا سونا وحی کیسے سمجھا جاتا)

۸۰۳ انس بن مالک سے روایت ہے کہ ان کی دادی ملیکہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے لئے جو انھوں نے آپ کے لئے تیار کیا تھا بلایا تو آپ نے اس میں سے کھایا اور فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ تاکہ میں تمھیں نماز پڑھادوں تو میں اپنی ایک چٹائی کی طرف کھڑا ہوگیا جو کثرت استعمال سے سیاہ ہوگئی تھی اور اس کو میں نے پانی سے صاف کیا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ایک بچہ میرے ہمراہ تھا اور بوڑھیا ہمارے پیچھے کھڑی ہوئی پس آپ نے ہمارے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی۔

۸۰۴ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں ایک گدہی پر سوار ہو کر سامنے آیا اور میں اس وقت قریب بلوغ کے تھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (مقام منیٰ میں) بغیر دیوار کی آڑ کے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے تو میں بعض صف کے آگے سے گذرا اور اتر پڑا اور گدہی کو میں نے چھوڑ دیا تاکہ چرے اور میں صف میں شامل ہوگیا پھر کسی نے مجھ پر اس کا انکار نہیں کیا۔

۸۰۵ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا (کی نماز) میں تاخیر کردی یہاں تک کہ عمر نے آپ کو آواز دی کہ عورتیں اور بچے سو رہے حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور آپ نے فرمایا کہ زمین والوں میں سے سوا تمہارے کوئی نہیں ہے جو اس وقت میں نماز کو پڑھے اور اس وقت مدینہ والوں کے سوا کوئی نماز نہ پڑھتا تھا۔

ڈھائی ماہ میں انگریزی آجائیگی

اگر آپ موہن صاحب کی انگلش ٹیچر کا روزانہ ایک سبق پڑھ لیں گے روزانہ ایک گھنٹہ کی ضرورت ہے کسی استاد کی حاجت نہیں

قیمت معہ محصولڈاک ۸عہ — پتہ: حمیدیہ پریس دہلی

کتاب الفقہ

(بسلسلہ گذشتہ)

۷۔ اگر یوم نحر میں یا عید کے دن روزہ رکھنے کی نیت مانی ہے تو اس کے بدلے کسی اور روز کا روزہ رکھ لے۔

(۱) چنانچہ یہ نذر علماء حنفیہ کے نزدیک جائز ہے برخلاف زفر وشافعی یہ دونوں کہتے ہیں کہ ایسی نذر معصیت ہے کیونکہ اس روز روزہ رکھنے کی ممانعت آئی ہے حنفیہ کا یہ قول ہے کہ اس روز کی نذر ماننا تو امر مشروع ہے مگر اس روز روزہ نہ رکھنے کی جو ممانعت آئی ہے تو اس وجہ سے ہے کہ خدا تعالیٰ کی دعوت ترک ہوتی ہے تو در اصل نذر تو صحیح ہوئی مگر اس روز نہ رکھے تاکہ معصیت سے بچا رہے اور واجب اپنے ذمہ سے اتارنے کو اور دنوں میں رکھ لے پھر اگر روزہ اس روز رکھ بھی لے تو واجب تو اپنے ذمے سے اتار ہی دیگا کیونکہ جو نذر اس نے کی تھی وہ پوری کر دی۔ ہدایہ

(۲) یوم عید کا روزہ۔ اگر یہ نذر مانی کہ عید کے روز روزہ رکھوں گا تو عید کے روز نہ رکھے بلکہ کسی اور دن اس کی قضا رکھے بلکہ امام شافعی اور امام زفر کے نزدیک تو اس کی قضا دینی بھی ضروری نہیں ہے۔

(۳) عید کے روزہ کی نذر مانی و قسم کھائی۔ اگر عید کے روز روزہ رکھنے کی نذر مانی اور اس امر کے متعلق قسم بھی کھائی تو مذکورہ بالا صورت میں علاوہ قضا دینے کے قسم کا کفارہ بھی دینا ہوگا (یعنی تین روزے اور دینے ہوں گے) اور ابو یوسف کے نزدیک کفارہ واجب نہ ہوگا۔

۸۔ اگر کسی نے آدھے دن کے روزہ کی نذر مانی۔ تو صحیح نہیں ہے (یعنی پورے دن سے کم کی نہ ہونی چاہیئے)

چنانچہ اگر کسی نے یوں کہا کہ میرے ذمہ واجب ہے کہ آدھے دن کا روزہ رکھوں تو یہ نذر صحیح نہیں ہوگی۔ عالمگیری

۹۔ روزہ کی نذر حسب ذیل طریق پر مانی جاتی ہے اور اسکے متعلق جو احکام ہیں وہ مع ماخذ میں درج ہیں

		روزے کی نذر ماننے کے مختلف طریقے	مطلب وحکم شرعی	سند
		اللہ تعالےٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے		
۱	"	" کہ روزہ رکھوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	تو ایک روزہ رکھنا واجب ہوگا	عالمگیری
۲	"	" کہ ایک دن اور ایک دن کا روزہ رکھوں گا	تو ایک ہی دن کا روزہ رکھنا واجب ہے الا جبکہ اس کی نیت یہ کہنے سے یہ ہو کہ ہمیشہ روزہ رکھوں	"
۳	"	" کہ جس روز فلاں شخص آئے اس روز روزہ رکھوں	اگر وہ شخص ایسے وقت آیا کہ جب نذر ماننے والا کھانا کھا چکا تھا یا ایسے وقت آیا کہ نذر ماننے والی کو حالت روزہ نہ رکھنے کی درپیش تھی یا زوال کے بعد آیا۔ یا رات کو آیا۔ تو نذر ماننے والے پر کچھ واجب نہیں ہاں اگر دن کو زوال سے پہلے آیا تو نذر ماننے والے نے اگر کچھ کھایا نہیں ہے تو نذر پوری کرے۔	
۴	"	" کہ جس روز فلاں شخص آئے اس روز ہمیشہ روزہ رکھوں گا	وہ شخص ایک روز آیا مگر اس روز نذر ماننے والا کھانا کھا چکا تھا تو اس روز کا روزہ اس پر واجب نہ ہوگا ہاں اسی قسم کے اور دن میں برابر اس پر واجب ہوگا۔	"
۵	"	" کہ " " " " " "	اتفاق ایسا ہوا کہ دونوں باتیں ایک ہی روز واقع ہوئیں تو اسی روز کا ہمیشہ روزہ رکھے	"
۵	"	" اس کے بعد دوسری نذر مانی کہ جس روز فلاں بری ہو جائے		
۶	"	" کہ صوم ایام رکھوں (صرف یہی الفاظ کہے اور کچھ نہیں)	تو تین دن کے روزہ واجب ہیں بشرطیکہ نیت زیادہ کی نہ کی ہو۔	"
۷	"	" کہ صوم ایام الکثیرہ یا صوم الایام رکھوں (" ")	دس دن کے روزے واجب ہوں گے (نزد امام اعظم) ۷ دن کے (نزد صاحبین)	"
۸	"	" کہ پنجشنبہ کے روزہ رکھوں	تو سب سے پہلے پنجشنبہ کا روزہ واجب ہوگا۔ اگر اور کلیہ نیت نہ تھی۔	"
۹	"	" کہ برابر برابر دس دن کے روزہ رکھوں	اگر اس نے پندرہ دن کے روزے رکھے اور بیچ میں ایک دن کا روزہ نہ رکھا اور یاد نہ رہا کہ وہ خالی دن آخر کے پانچ دن میں سے ہے یا پہلے دس دن میں سے تو چاہیئے کہ پانچ اور رکھے کہ دس پورے ہو جائیں۔	
۱۰	"	" کہ دس اور کئی دن کے روزے رکھوں	تو تیرہ دن کے روزے واجب ہوں گے	فتح القدیر
۱۱	"	" کہ اتنے اتنے دن کے روزے رکھوں (کذا کذا یوما)	تو گیارہ دن " " "	قاضیخاں
۱۲	"	" کہ اتنے اور اتنے " " "	تو اکیس دن " " "	"
۱۳	"	" کہ ایک جمعہ کا روزہ رکھوں	تو سات دن " " " (بشرطیکہ اس نے خاص جمعہ ہی کے روزہ کی نیت کی ہو)	عالمگیری

[illegible]

نمبر	روزے کی نذر ماننے کے مختلف طریقے	مطلب وحکم شرعی	سند
	اللہ تعالےٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہو		
۱۴	〃 〃 کہ جمعوں کے روزے رکھوں	تو دس جمعوں کے روزے واجب ہوں گے نزد امام اعظم تمام عمر کے جمعوں کے انزد صاحبین	عالمگیری
۱۵	〃 〃 کہ روزہ رکھوں ہفتہ کے دن آٹھ روز	تو اس پر دو روزہ دو ہفتوں کے واجب ہوں گے۔	〃
۱۶	〃 〃 کہ روزہ رکھوں ہفتہ کے دن سات روز	۷ سنیچر کے روزے واجب ہوں گے وجہ یہ ہے کہ سنیچر سات دن میں آتا ہے تو اس کا کلام عدد پر محمول ہوگا برخلاف پہلی صورت کے۔	〃 〃
۱۷	〃 〃 کہ اس مہینہ کے جمعوں کے روزے رکھوں	تو اس ماہ میں جتنے جمعہ ہوں گے اس کے روزے رکھنے ہوں گے۔	〃
۱۸	〃 〃 کہ برابر برابر دو دن کے روزے مہینہ کے اول آخر رکھوں	تو پندرھویں اور سولھویں کے برابر روزے رکھنے چاہئیں۔	〃
۱۹	〃 〃 کہ مہینہ بھر کے روزے رکھوں تندرست نے کہا یا بیمار نے	(۱) تو تیس روز کے روزے اس پر واجب ہوں گے جب چاہے روزہ رکھے تاخیر کرنے کا مضائقہ نہیں اور تاخیر کی وجہ سے گنہگار نہیں ہوگا (۲) تندرست ہونے پر 〃 〃 〃 〃 〃 〃 (۳) تندرست ہونے سے پہلے مر گیا تو اس پر کچھ واجب نہیں 〃 (۴) کچھ روز اچھا رہ کر مر گیا تو جتنے دن تندرست رہا اتنے دن کے روزے اس پر واجب ہوں گے	عالمگیری 〃 〃 〃
۲۰	〃 〃 کہ اس مہینہ کے روزے رکھوں	تو اگر اس ماہ کے ابھی کچھ دن باقی ہیں تو صرف ان ہی دنوں کے روزے اسکو رکھنے ہونگے	〃
۲۱	〃 〃 کہ برابر برابر ایک ماہ کے روزے رکھوں	تو برابر برابر ہی رکھنے ہوں گے اگر ایک یا کئی دن بیچ میں کھا گیا تو صرف اسی کی قضا دینی ہوگی کل روزوں کی قضا نہیں دینی ہوگی۔ اور پھر قضا لگاتار دے چاہے وقفہ کرکے کر۔	〃
۲۲	〃 〃 کہ شوال ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے روزہ رکھوں	تو چاند کے حساب سے روزے رکھے اور ذی قعدہ اور ذی الحجہ تیس تیس دن کے اور شوال ۲۹ دن کا ہو تو اس پر پانچ دن کے روزہ اور واجب ہوں گے دو عیدین کے اور تین ایام تشریق کے اور بعض جگہ آیا ہے کہ چھ دن کے روزے اور واجب ہوں گے۔	قاضی خاں
۲۳	〃 〃 کہ مثل ماہ رمضان کے ایک ماہ کے روزے رکھوں	(۱) اگر رمضان کی مثال برابر روزہ رکھنے کے واسطے دی تو ایک ماہ کے برابر روزے رکھنے واجب ہوں گے (۲) اگر رمضان کی مثال کیوجہ سے دی یا کوئی نیت نہیں کی تو تیس دن کے روزے رکھنے واجب ہوں گے برابر برابر یا وقفہ سے (۳) اگر رمضان کی مثال واہونے میں دی تو تیس روزہ جدا جدا رکھ سکتا ہے۔	عالمگیری
۲۴	〃 〃 کہ رجب کے روزے رکھوں	(۱) لیکن اس کے عوض ربیع الاول کے روزے رکھ لئے تو امام اعظم یا امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہیں اور امام محمد کے نزدیک نہیں (۲) اتفاق ایسا ہوا کہ کفارہ ظہار کے دو ماہ کے روزے جو رکھے اس میں رجب بھی آگیا تو رجب کے مہینے کی قضا دے۔	〃 〃 〃
۲۵	〃 〃 کہ ایک سال کے روزے رکھوں	جب سال معین نہیں کیا تو ایک سال کے روزے رکھے چاند کے حساب سے اور اس کے بعد ۳۵ اور رکھے تیس رمضان کے بدلے اور دو عیدین اور تین ایام تشریق کے بدلے اگر عورت نے نذر مانی ہو تو اس کو تمام ایام حیض کی قضا بھی دینی ہوگی۔	〃 〃 〃
۲۶	〃 〃	(۱) اگر عید الفطر سے پہلے یہ نذر کی تو عیدین اور تشریق کے روزہ نہ رکھے اور ان کی قضا بعد میں دے (۲) اگر شوال میں نذر کی ہے تو عید الفطر کی قضا اس پر لازم نہیں۔ (۳) اگر ایام تشریق کے بعد نذر مانی۔ تو عیدین اور ایام تشریق کی قضا اس پر لازم نہیں	〃 〃 〃
۲۷	〃 〃 کہ برابر ایک سال کے روزے رکھوں	تو اس صورت میں رمضان کی قضا واجب نہیں کیونکہ رمضان سال میں شامل ہو	〃
۲۸	〃 〃 صوم دھر	۶ ماہ کے روزے رکھنے واجب ہوں گے۔	〃
۲۹	〃 〃 صوم الدہر	تو تمام عمر کے روزے رکھنے واجب ہوں گے۔	〃

نماز کے عملی فائدے
نماز کی معلومات کے متعلق ایک مصری فاضل علامہ رشید کی کتاب مرصاد الصلوٰۃ کا ترجمہ اس میں نماز کے دنیوی اور اخروی فوائد اذان کے اسرار مسواک کے فائدے مسح کیوں کیا جاتا ہے نماز کا تعلق بندے سے نماز کا تعلق خدا سے نماز فجر کی طوالت قرات بالجہر نماز کا دوسرا رکن۔ دو لوں سجدوں کا وظیفہ کیوں ہے نماز کے معنے سمجھنے کی ضرورت۔ باطنی ارکان نیت کی درستگی۔ حضور قلب نماز کے معنے سمجھنے کی کوشش۔ تعین اوقات کی فلاسفی نماز کسوف وخسوف وغیرہ بہت سے مضامین ہیں صفحات ۹۶ قیمت صرف ۶/ حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

مقالہ اکتالیسواں[۴۱]

(غنی کی مثال اور اس کی کیفیت)

فرمایا۔ ہم تجھے ایک مثال تونگری کی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو بادشاہ کو نہیں دیکھتا ہے کہ عوام میں سے ایک شخص کو حاکم بنا دیتا ہے اور اسے (اپنے) شہروں میں سے ایک شہر کی حکومت دیتا اور اسے خلعت پہناتا اور اس کے اعزاز و وقار کے لئے علم قائم کرتا اور اسے بڑا نقارہ اور طبل اور لشکر عطا فرماتا ہے پھر وہ شخص ایک مدت دراز تک اس حالت (اعزاز و حکومت) پر قائم رہتا ہے یہاں تک کہ وہ جب اس (عطائے سلطانی) پر اطمینان اور اس کے ثبات و بقا پر اعتقاد کر لیتا ہے اور اس پر عجب گھمنڈ کرتا ہے اور اپنی گذشتہ حالت بے قدری اور اپنی ذلت و محتاجی اور گمنامی اور کس مپرسی کو بھول جاتا ہے اور اس کے نفس میں کبر و نخوت آ جاتی ہے تو یکایک بے سان و گمان اس کے ایک نہایت وقت خوش میں (اس کے پاس بادشاہ کی طرف سے عزل کا پروانہ آیا اور پھر بادشاہ نے اس سے ان جرائم کا مطالبہ و محاسبہ کیا جو اس نے اپنے دوران حکومت بادشاہ کے امر و نہی سے تجاوز کرتے ہوئے کئے تھے پھر بادشاہ نے اس کو نہایت تنگ و تاریک قید خانہ میں بند کر دیا اور اس کا زمانہ قید دراز ہوا اور اس حبس میں اس کی سختی (ذلت، خواری اور محتاجی کو ہمیشگی ہوئی اور اس مصیبت میں اس کی کبر و نخوت پگھل گئی اور اس کی نفسانیت ٹوٹ گئی اور اس کی آتش نفس و خواہش ٹھنڈی ہو گئی اور اس کی یہ حالتیں بادشاہ کے مشاہدہ و علم میں ہیں پھر اب بادشاہ نے اس پر رحم کیا اور اسے رافت و رحمت کی نظر سے دیکھا اور حکم دیا اسے قید سے نکالنے اور اس کے ساتھ احسان کرنے کا اور اسے خلعت پہنانے اور حکومت واپس دینے کا اور اس مثل اور اس بحالیٔ اعزاز) کو اس کے حق میں اپنی بڑی بخشش ٹھہرایا اور یہ موہبت (عطائے حکومت اس کے لئے دائمی و پاک و صاف اور کافی اور مبارک باد ہو کر برقرار رہتی ہے پھر واپس نہیں لی جاتی بس یہی حال ہے مومن کا کہ اللہ تعالےٰ جب اسے اپنا مقرب اور برگزیدہ بناتا ہے تو اس کی قلب کی آنکھ کے سامنے اپنی رحمت و احسان اور انعام کے دروازے کھول دیتا ہے پھر مومن اپنے دل کی آنکھ سے ایسی چیز دیکھتا ہے کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی نہ کسی بشر کے قلب پر اس کا خطرہ گذرا مثلاً آسمانوں اور زمین کے مطالعہ و مشاہدہ عجائب و غرائب اور کلام لذیذ و لطیف اور وعدۂ جمیل اور محبوبیت اور اجابت دعا اور راستباز بنایا جانا اور وعدہ اور اس کا پورا کیا جانا اور اس کے قلب میں "مکان بعید" سے ان کلمات حکمت کا اتارا جانا جو اس کی زبان پر ظاہر ہو جاتے ہیں اور ان تمام باطنی نعمتوں کے علاوہ ظاہری نعمتیں (بھی) اس کے لئے اللہ تعالےٰ پوری کر دیتا ہے اس طرح کہ اس کے جسم و جوارح میں درستی اور اس کے ماکول و مشروب اور لباس اور نکاح کرنے اور (حلال و مباح چیزوں میں (اس کے لئے بعث و فراخی) اور حفظ حدود شرعیہ و عبادات ظاہرہ پر اسے قوت عطا فرماتا ہی پھر اللہ عزوجل ان (ظاہری و باطنی) نعمتوں کو اپنے اس مومن بندہ پر ہمیشہ دیر تک قائم رکھتا ہے جو بندۂ مومن کہ) ایک زمانہ دراز سے اللہ کی طرف کھینچا گیا ہے حتیٰ کہ یہ بندہ اپنے اس (حال پر مطمئن ہوا اور اس سے مغالطہ کھایا اور اس نے اس (حال) کے دوام (و بقا) کا اعتقاد کر لیا (تب اللہ تعالےٰ نے اس کی ذات پر اور اس کے مال اور اہل و عیال پر طرح طرح کی بختیوں اور بلاؤں کے دروازہ کھول دیئے پھر وہ تمام نعمتیں کہ پیشتر اللہ نے اس کو دی تھیں اس سے منقطع ہو جاتی ہیں پھر وہ متحیر حسرت زدہ اور دل شکستہ رہ جاتا ہے اور یاروں سے منقطع ہو جاتا ہے اس حالت موجودہ میں اگر اپنے ظاہر کو دیکھتا ہے تو اس میں اس کو ایسی چیز نظر آتی ہے جو اسے بری معلوم ہوتی ہے اور اگر اپنے قلب پر اور باطن پر نظر ڈالتا ہے تو ایسی چیز دیکھتا ہے جو اسے محزون و غمگین بنا دیتی ہے اور اگر اللہ سے اس ضرر کے دور ہونے کا سوال کرتا ہے تو (اس میں) قبولیت (کا اثر) نہیں پاتا اور اگر اللہ سے (اس) وعدۂ جمیل کو طلب کرتا ہے (جس کا امیدوار تھا) تو اسے جلدی نہیں پاتا اور اگر کسی شئے کا اس کو وعدہ دیا گیا (تھا) تو اس وعدہ کے پورا ہونے کی خبر (اسے) نہیں دی جاتی اور اگر کوئی "خواب" دیکھتا ہے تو اس کی تعبیر پر اور اس کی تصدیق پر قدرت نہیں ہوتا اور اگر مخلوق کی طرف رجوع کرنے کا قصد کرتا ہے تو اس کا کوئی راستہ نہیں پاتا اور اگر اس حال میں اس کے لئے کوئی رخصت ظاہر ہوتی ہے اور اس پر عمل کر لیتا ہے تو اس پر جلد عذاب آ جاتا ہے اور مخلوق کے ہاتھ اس کے جسم کی طرف بڑھتے ہیں اور لوگوں کی زبانیں اس کی آبروریزی پر تل جاتی ہیں اور وہ جس حال میں اب گرفتار ہے اگر اس سے رہائی کی اور اس حالت اول کی طرف جو قبل ازیں اسے میسر تھی لوٹنے کی دعا کرتا ہے تو یہ دعا قبول نہیں کی جاتی اور اگر اس حالت بلا میں راضی اور خوش اور خوشحال رہنے کو طلب کرتا ہے تو چیز بھی نہیں دی جاتی بس (اس پر علاج کی اور بیکسی تلا جاری ہیں) اب اس کا نفس پگھلنے لگتا ہے اور اس کی خواہش زائل ہونے لگتی ہے اور اس کا ارادہ اور آرزو کوچ کرنے لگتے ہیں اور تمام ہستیاں نابود ہونے لگتی ہیں پھر یہ کیفیت اس کے لئے ہمیشہ (قائم) رکھی جاتی ہے بلکہ اسے بجوڑنے کے لئے تشدید و تاکید کے طور سے (اس کیفیت میں زیادتی کی جاتی ہے یہانتک کہ یہ بندہ جب اخلاق انسانی اور صفات بشری سے فنا ہو جائے گا اور محض روح باقی رہ جائیگی اب اپنے باطن میں آواز سنے گا کہ اپنے پاؤں کو زمین پر مار یہ نہانے اور پینے کا خوشگوار ٹھنڈا پانی ہے جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے لئے کہا گیا تھا پھر اللہ تعالےٰ اس (مخلص مومن) کے قلب میں اپنی رافت و رحمت اور اپنے لطف و احسان کے سمندر جاری کر دیتا ہے پھر اسے اللہ تعالےٰ اپنی (رشا دابی و تازگی اور اپنی خوشبوئے معرفت اور اپنے

علوم کے دقائق سے زندہ کردیتا ہے اور اس پر اپنا نام علم اور محبت اور (ظاہری و باطنی) نعمتوں کے دروازوں کا افتتاح کرتا ہے اور اس کی طرف اس کے تمام احوال میں لوگوں کے ہاتھوں کو بخشش و عطا اور خدمت کے لئے کھول دیتا ہے اور زبانیں ہر جگہ اور ہر وقت اس کی حمد و ثنا اور اس کے پاکیزہ ذکر و بیان کے لئے اور پاؤں ہر طرف سے اس کے (پاس آنے کے لئے) چھوڑ دیتا ہے اور لوگوں کی گردنیں (اس کے لئے) جھکا دیتا ہے اور بادشاہوں اور ارباب دنیا کو اس کے لئے مسخر کر دیتا ہے اور اس طرح اللہ اس پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں کو پورا کر دیتا ہے اور ظاہر میں تو اپنی مخلوق اور نعمت کے واسطہ اور وسیلہ سے اس کی پرورش کا ذمہ والی ہو جاتا ہے اور باطن میں اس کی باطنی تربیت کو بلا واسطہ اپنے لطف و کرم سے آراستہ کر دیتا ہے اور اسے موت کے آنے تک اس حال میں دائمًا رکھتا ہے پھر اسے ایسی نعمتوں کی طرف لے آتا ہے جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی کے قلب پر ان کا خطرہ گزرا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کوئی نفس نہیں جانتا کہ اس کی جزائے اعمال میں اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا چیز ہے جو پوشیدہ رکھی گئی ہو۔

مقالہ بیالیسواں

(نفس کے لئے دو حال ہیں تیسرا نہیں)

فرمایا نفس کے لئے دو حالتیں ہیں کوئی تیسری حالت نہیں ہے ایک حالت عافیت دوسری حالت بلا جب نفس بلا میں مبتلا ہوتا ہے تو گھبرا جاتا شکایت کرتا، ناخوش ہوتا اور اعتراض کرتا اور حق عزوجل پر تہمت لگاتا ہے اور نفس کی حالت یہ ہے کہ بلا پر صبر نہیں ہے قضا پر رضا نہیں ہے ارادہ الٰہی کے ساتھ موافقت نہیں ہے بلکہ نفس کا کام سوء ادب کرنا اور مخلوق و اسباب کو خدا کے ساتھ شریک ٹھیرانا اور کفر کرنا ہے اور جب نفس عافیت میں ہوتا ہے تو اس کا کام حرص کرنا اور اترانا اور شہوات و لذات کی پیروی کرنی ہے نفس جب ایک خواہش کو پالیتا ہے تو دوسری خواہش کی طلب کرتا ہے اور نعمتوں سے کہ اس کے پاس ہے اس کو حقیر جانتا ہے اور نفس ان موجودہ نعمتوں میں عیب و نقص نکالتا ہے اور ان سے ایسی اعلیٰ اور بہتر نعمت کو طلب کرتا ہے کہ اس نعمت میں اس کا حصہ نہیں ہے اور جو نعمت کہ اس کا حصہ ہے اس سے منہ پھیر لیتا ہے پھر اس طرح نفس انسان کو بڑی سختی میں ڈال دیتا ہے جو چیز اس کے روبرو موجود ہے اس کا مقسوم ہے اس سے راضی نہیں ہوتا اس وجہ سے نفس دنیا میں ہلاکت کی جگہ تک تعب طویل و سختی دراز میں جس کی نہ غایت ہے نہ انتہا پڑ جاتا ہے اس کے بعد آخرت کی سختی میں گرفتار ہوتا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے سخت ترین عذابوں میں سے ایک عذاب اس چیز کا طلب کرنا ہے جو مقسوم نہیں ہے پس جب نفس کسی بلا میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے دور ہونے کے سوا کوئی اور آرزو نہیں کرتا اور موجودہ ہر نعمت ہر خواہش اور ہر لذت کو بھول جاتا ہے اور ان میں سے کسی چیز کو طلب نہیں کرتا پھر جب نفس کو بلا سے نجات دی جاتی ہے تو وہ اپنی سرکشی اور عیش و تکبر کی طرف پلٹ جاتا ہے اور اپنے پروردگار کی طاعت سے اعراض کرتا ہے

اور گناہوں میں انہماک کرتا ہے اور اس بلا کو جس میں مبتلا ہوا تھا اور اس سختی کو جو اس پر نازل ہوئی تھی، بھول جاتا ہے پھر نفس کو بڑے بڑے گناہوں کے ارتکاب کی سزا دینے اور مستقبل میں معاصی سے اس کو روکنے اور باز رکھنے کے لئے دیا گیا جاتا ہے کہ وہ جن میں (پہلے) مبتلا تھا ان سے (بھی) زیادہ سخت بلاؤں کی طرف لوٹایا جاتا ہے کیونکہ عافیت و نعمت نے اصلاح نفس نہیں کی تو اب بلا اور سختی میں ہی اس کی حفاظت ہے پھر اگر نفس بلاؤں کے دور ہو جانے کے وقت پر اچھا ادب کرتا اور اطاعت اور شکر اور مقسوم پر راضی رہنے کو اپنے اوپر لازم کر لیتا تو یہ دنیا و آخرت میں اس کے لئے بہتر ہوتا اور پھر وہ نعمت و عافیت میں زیادتی کو اور رضائے الٰہی اور طیب زندگانی اور لطف و توفیق کو پالیتا بس جو شخص کہ دنیا و آخرت کی خیریت و سلامتی کا خواستگار رہتا ہے واجب ہے کہ صبر و رضا اختیار کرے مخلوق سے خالق کی شکایت کرنی چھوڑ دے اپنی حاجتوں کو خدا ہی سے طلب کرے اس کی طاعت کو اپنے لئے لازم کر لے انتظار کشائش کرے اور مخلوق کی طرف سے خالق کی طرف لوٹ آئے کیونکہ خالق اپنی تمام مخلوق سے بہتر ہے اور اکثر وقت اس سے کسی چیز کو نہ پانا ہی پالینا ہے سزا اس کی نعمت ہے بلا اس کی دوا ہے وعدہ اس کا نقد ہے اُدھار اس کا نقد ہے اور قول اس کا فعل ہے کیا اس رحیم و کریم کا یہ قول نہیں ہے جب اس نے کسی شئے کیلئے ہو جا کہنے کا ارادہ کیا بس وہ شئے اسی وقت فورًا ہو جاتی ہے یاد رکھو کہ خدا کے سب افعال اچھے ہیں اور سب میں حکمت و مصلحت ہے مگر اللہ نے اس مصلحت و حکمت کے علم کو اپنے بندوں سے چھپا رکھا ہے اور اس علم و مختص بالذات میں وہ تنہا ہے پھر بندہ کے لئے زیادہ بہتر ہے اور یہی اس کے حال کے لائق و مناسب ہے کہ رضا و تسلیم اور ادائے اوامر و احتراز نواہی میں عبودیت کے ساتھ مشغول رہے اور قدر کے روبرو گردن جھکائے رکھے اور لوازم ربوبیت میں کہ وہ قدر اور اس کی بنیاد اور اس کے محل اجراء کی علت ہیں وہ ہرگز مشغول نہ ہو اور یہ اعتراض کرنے سے کہ کب ہوا اور کس لئے اور کیونکر ہوا اور اپنی تمام حرکات و سکنات میں حق عزوجل تہمت لگانے سے ساکت رہے زبان کو بند رکھے اور ان سب باتوں کی سند حضرت عبداللہ بن عباس کی وہ حدیث ہے جو عطا سے مروی ہے اور عطا حضرت ابن عباس سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس نے فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سوار تھے ناگاہ آپ نے مجھے فرمایا اے لڑکے! خدا کے (حقوق) کی نگہداشت کر خدا تیری نگہداشت کریگا خدا کو حاضر جان تو خدا کو اپنے سامنے پائیگا جب تو سوال کرے تو اللہ سے سوال کر اور جب مدد مانگے تو اللہ سے مانگ جو چیز ہونے والی تھی اسے لکھکر قلم خشک ہو گیا اگر سب بندے مل کر تجھے ایسی چیز سے نفع پہنچانے کی کوشش کریں جو اللہ نے تیرے لئے مقدر نہیں کی ہے تو وہ اس پر قدرت نہ پائینگے اور اگر سب بندے مل کر کوشش کریں کہ تجھے اس چیز سے ضرر پہنچائیں جو اللہ نے تیرے لئے مقدر نہیں کی ہے تو وہ اس پر قدرت نہ پائیں گے پھر اگر تو درستی یقین کے ساتھ اللہ سے معاملہ کر سکے تو کر اور اگر نہ کر سکے تو جس چیز کو تو برا سمجھتا ہے اور اس سے تکلیف اٹھاتا ہے اس پر صبر کرنا دیہ تیرے لئے زیادہ نیکی ہے۔ اور جان لو کہ صبر کیا

مدد ہے اور دکھ کے ساتھ آسائش ہے اور ہر سختی کے ساتھ آسانی ہے تو پھر ہر مومن کو لائق ہے کہ اس حدیث نبوی کو اپنے قلب کے لئے آئینہ اور اپنے اندر و باہر کا جامہ

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

جنگ کی ابتداء اور صحابہ کے شجاعانہ کارنامے

اس کے بعد حملہ آوری شروع ہوئی حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت ابودجانہ نے وہ شجاعت و بہادری دکھائی کہ رستم و سہراب کے بہادرانہ کارنامے گرد ہو کر رہ گئے۔ حضرت علی بپھرے ہوئے شیر کی طرح کفار کی صفوں کو درہم برہم کر رہے تھے حضرت امیر حمزہ دشمنوں پر شیر کی مانند ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے اور حضرت ابودجانہ بھی دل کھول کر شجاعت کے جوہر دکھلا رہے تھے یہ صفوں کو چیرتے ہوئے گھسے جا رہے تھے کہ زد پر ہند بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان آگئی وہ دیکھکر چلائی آپ نے اپنا ہاتھ فوراً روک لیا کہ میری تلوار عورت کے خون سے آلودہ نہ ہو اس طرح ہند کی جان بچی۔

حضرت امیر حمزہ نے مشرکین کے علمبردار طلحہ کو قتل کیا اور آگے بڑھتے ہوئے چلے گئے وحشی غلام نے آپ کو بڑھتے ہوئے دیکھا تو ایک پتھر کی آڑ میں چھپ گیا اور موقع پا کر اپنا نیزہ کھینچ مارا جو ایک پہلو سے نکل کر دوسرے پہلو سے پار ہوگیا اور حضرت امیر حمزہ شہید ہوگئے۔ حضرت حنظلہ بھی خوب بہادری دکھلا رہے تھے اور صفوں کو چیرتے ہوئے ابوسفیان تک پہنچ گئے اس پر وار کرنا ہی چاہتے تھے کہ شداد بن اسود لیثی نے پیچھے سے آکر وار کیا اور یہ بھی شہید ہوگئے ذوالفقار حیدری کا تو کیا ہی کہنا تھا بجلی کی طرح چمک رہی تھی اور کفار کے خون سے اپنی پیاس بجھا رہی تھی اس کی بے پناہ کاٹ سے کفار دبکتے پھر رہے تھے قریش کے بارہ علمبردار یکے بعد دیگرے قتل ہوئے جن میں سے آٹھ کو صرف حضرت علی نے قتل کیا علمبرداروں میں سے جب ایک قتل ہوتا تو دوسرا اس کی جگہ علم اٹھا لیتا مگر جب آخری علمبردار صواب قتل ہوا تو پھر کسی کو اٹھانے کی جرات نہ ہوئی جھنڈا اسی طرح زمین پر پڑا رہا اور اب کفار کے میدان سے پاؤں اکھڑ گئے پہلے ریلاتے ہوئے پیچھے ہٹنا شروع کیا اور پھر پشت پھیر کر بھاگنے لگے انکو دیکھکر عورتوں نے بھی اپنا ساز و سامان چھوڑ چھوڑ کر بھاگنا شروع کیا جو اپنے مردوں کو دف بجا بجا کر شجاعت و استقامت کی ترغیب دلا رہی تھیں غرض دوپہر کے وقت تک مشرکوں کو شکست اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

تیراندازوں کی حکم رسول سے نافرمانی

وہ جماعت جو گھاٹی پر متعین تھی جب اس نے کفار کے علم کو سرنگوں دیکھا تو ان کو بھی اس بات کا شوق ہوا اور دینی غیرت نے جوش مارا کہ ہم بھی کفار کا تعاقب کریں اور اپنے دل کا حوصلہ نکالیں ان کے سردار عبداللہ بن جبیر نے ہر چند سمجھایا کہ تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیئے اور اپنی جگہ سے نہیں ہلنا چاہیئے مگر فتح کی خوشی میں کون سنتا تھا اور انھوں نے اپنی جگہ کو چھوڑ دیا خالد بن ولید اس گھاٹی کی اہمیت کو پہلے ہی سمجھ گئے تھے جب انھوں نے مسلمانوں کو اس گھاٹی سے حرکت کرتے ہوئے دیکھا تو وہ سو سواروں کا دستہ لیکر اور ایک میل کا چکر کاٹ کر اسی گھاٹی پر آگئے اور پیچھے سے اچانک مسلمانوں پر حملہ کر دیا گھاٹی پر صرف عبداللہ بن جبیر رہ گئے ہوئے تھے یہ یہیں لڑکر شہید ہوئے یہ دوبارہ حملہ دیکھکر عکرمہ بن ابوجہل نے سو سواروں کا دستہ لیکر دوسری طرف سے حملہ کر دیا اور دیگر کفار بھی مقابلہ کے لئے ٹوٹ پڑے اس اچانک حملہ نے بنا بنایا کام بگاڑ دیا نتیجہ یہ ہوا کہ لڑائی کا رنگ بدل گیا مسلمان ہر طرف سے کفار کے نرغہ میں آگئے ان کی جمعیت میں انتشار اور سراسیمگی آگئی ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی اور ہر طرف سے ان پر تلواریں برسنے لگیں۔

تاجدار مدینہ کا چہرۂ اقدس زخمی

مسلمانوں کی تھوڑی تھوڑی جمعیت الگ الگ کفار کے نرغہ میں آگئی مدنی آقا بھی بارہ جان نثار صحابہ کے ساتھ کفار کے نرغہ میں آگئے حضرت مصعب بن عمیر علم لئے حضور کے نزدیک ہی استادہ تھے ابن قمیہ نے ان پر حملہ کیا اور یہ شہید ہوگئے چونکہ یہ آنحضرت صلعم کے ہم شبیہ تھے ابن قمیہ نے سمجھا کہ حضور شہید ہوگئے یہ خیال کرکے خوشی سے اچھل پڑا اور ایک بلند مقام پر چڑھ کر بلند آواز سے پکارا قد قتلت محمدا یعنی میں نے محمد صلعم کو قتل کر دیا اس آواز کو سنکر مسلمان تو اپنی جگہ حیران و ششدر رہ گئے اور مشرکوں کے دل بڑھ گئے اور وہ خوشی سے اچھلنے لگے یہ حالت دیکھکر کعب بن مالک بہت سراسیمہ ہوئے مگر جب آگے بڑھکر اپنے آقا و مولا کو صحیح سالم دیکھا تو پکارا "مسلمانو خوش ہو جاؤ کہ رسول اللہ زندہ و سلامت موجود ہیں پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا الی عباد اللہ انا رسول اللہ یعنی خدا کے بندو میری طرف آؤ میں خدا کا رسول ہوں یہ آواز سنکر مسلمان تو اپنے سید و مولی کی حفاظت کے لئے کفار سے مقابلہ کرتے ہوئے آگے بڑھے اور کفار آپ کی جگہ معلوم کرکے پوری قوت اور جوش کے ساتھ ادھر لوٹ پڑے سب کے سب حضور ہی کی طرف متوجہ ہوگئے اور اس طرح آپ کی ذات اقدس لڑائی کا مرکز بن گئی اس ہنگامہ قیامت میں عبداللہ بن شہاب زہری نے آپ کے قریب پہنچکر وار کیا جس سے چہرہ مبارک زخمی ہوگیا دوسری طرف ابن قمیہ نے ایک ایسا زبردست وار کیا کہ خود کے دو حلقے آپ کے چہرہ مبارک میں آنکھ سے نیچے کی ہڈی میں گھس گئے ان کو حضرت عبیدہ بن الجراح نے دانت سے پکڑ کر کھینچا تو ان کے دو دانت ٹوٹ گئے آہ کیسی قیامت خیز گھڑی تھی کہ حبیب خدا صلعم کے چہرہ اقدس پر خون بہ رہا تھا اگر اس وقت آپ ذرا بھی بددعا کے لئے زبان ہلا دیتے تو زمین و آسمان ایک ہو جاتے اور کفار کا تخم تک نہ رہتا مگر قربان آپ کی رحمت و رافت کے کہ اگر فرمایا تو یہ کہ:- کیف یفلح القوم خضبوا وجہ نبیہم بالدم وھو یدعوھم الی اللہ یعنی وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے نبی کے چہرہ

کو اس لئے خون آلود کیا کہ وہ ان کو اللہ کی طرف بلاتا ہے۔

حضرت ابودجانہ اور دیگر صحابہ کی فداکاری

آپ کو زخمی دیکھکر کفار کی طرف سے اور بھی زیادہ جوش کے ساتھ حملے ہونے لگے۔ ادھر صحابہ میں ایثار و فداکاری کے جذبات جوش مارنے لگے ہر مسلمان کی خواہش اور طبعی جوش تھا کہ خود کو قربان کر کے آپ کی حفاظت کرے صحابہ نے آپ کے گرد حلقہ بنالیا خصوصاً حضرت ابودجانہ نے آپ کی طرف منہ کر کے اپنی پشت کو سپر بنالیا یعنی جو تیر آتا تھا اس کو آپ اپنی پشت پر لیتے تھے ان کی پشت تیروں سے چھلنی ہو گئی مگر اپنی جگہ سے نہیں ہلے حضرت سعد بن ابی وقاص رض حضرت ابوطلحہ رض حضرت عبدالرحمن بن عوف رض اور حضرت زبیر بن العوام بھی آپ کی حفاظت میں دیوار آہنی کی طرح قائم رہے اور تیر و تلوار سے دشمنوں کو رد کرتے رہے حضرت طلحہ دشمنوں کی تلواروں کو اپنے ہاتھ پر روکتے تھے حتیٰ کہ کثرت زخموں کی وجہ سے آپ کا ہاتھ بھی بیکار ہو گیا حضرت زیاد بن سکن انصاری معہ اپنے پانچ ساتھیوں کے حضرت عمارہ بن زیاد آپ کی حفاظت میں شہید ہوئے

حضرت ام عمارہ کی بہادری

ایک بہادر خاتون بھی رسول خدا صلعم کی حفاظت کر رہی تھیں ہمت کر کے آپ کے قریب پہنچ گئیں ابن قمیہ نے رسول خدا صلعم پر وار کیا تو انہوں نے بڑھ کر وار اس کو روکا اور تلوار سے کئی وار ابن قمیہ پر کئے مگر چونکہ وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے بیکار گئے ابن قمیہ نے ان پر تلوار سے حملہ کیا اور آپ کا ہاتھ شانہ کے قریب سے زخمی ہو گیا اس ہنگامہ میں ایک شقی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دور سے ایک پتھر کھینچ مارا جس سے آپ کا ہونٹ زخمی ہو گیا اور ایک دانت شہید ہو گیا اسی حالت میں آپ کا پائے مبارک ایک گڑھے میں جا پڑا حضرت علی رض اور حضرت ابوبکر صدیق رض نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر نکالا ایسے موقعہ پر ایک بہترین مقام کا حاصل کرنا ضروری تھا چنانچہ رسول خدا صلعم نے صحابہ کو ایک پہاڑ کی پناہ لینے کا حکم دیا تاکہ لڑائی کا ایک محاذ قائم ہو جائے یہ تدبیر مسلمانوں کے لئے نہایت ہی مفید ثابت ہوئی اب مسلمانوں کے قدم ذرا جم گئے اور کفار کو مار مار کر ہٹانا شروع کیا کفار نے بھی بلند مقام پر چڑھنا شروع کیا مگر آنحضرت صلعم نے حضرت عمر فاروق کو حکم دیا کہ وہ کفار کو روکیں حضرت عمر رض نے ابوسفیان کے آدمیوں کو بلند جگہ پر چڑھنے سے باز رکھا اور زبردستی وہاں سے ہٹادیا۔

اب مسلمانوں نے بھی آہستہ آہستہ بلند جگہ پر چڑھنا شروع کیا اس منتشر مسلمان حضور کے ارد گرد ایک جگہ جمع ہو گئے ایک کافر ابی بن خلف تیاری کر کے حضور پر حملہ کرنے کی نیت سے آگے بڑھا صحابہ نے آگے بڑھ کر اس کو روکنا چاہا مگر آپ نے فرمایا کہ آنے دو وہ قریب پہنچ کر حملہ ہی کرنا چاہتا تھا کہ آپ نے ایک صحابی حارث بن صمہ کے ہاتھ سے نیزہ لیکر اس پر وار کیا اور اس کے گردن کے پیچھے کی ہڈی میں زخم آیا زخم کھاتے ہی بدحواس ہو کر بھاگا مشرکین نے اس کی خوب مذاق اڑایا آخر وہ اسی زخم سے راستہ ہی میں مکہ پہنچنے سے پہلے ہی مر گیا۔

ابوسفیان نے بلند آواز سے پکارا کہ کیا تم لوگوں میں محمد ہیں؟ آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ کچھ جواب نہ دو اس کا جواب نہ پاکر پھر ابوسفیان نے پوچھا کیا تم میں ابوبکر صدیق ہیں؟ اس کا بھی کوئی جواب نہیں ملا پھر پوچھا کیا تم میں عمر بن الخطاب ہیں؟ مگر اس کا بھی کوئی جواب نہیں ملا پھر بولا۔ معلوم ہوتا ہے یہ سب قتل ہو گئے اس پر حضرت عمر بیتاب ہو کر بولے او دشمن خدا کیا بکتا ہے یہ سب بفضل تعالیٰ زندہ موجود ہیں اور تو عنقریب رسوا ہوگا یہ دندان شکن جواب سنکر ابوسفیان فخریہ لہجہ میں بولا اعل ھبل یعنی ہبل بلند ہو آنحضرت صلعم کے ارشاد کے مطابق حضرت عمر رض نے جواب دیا اللہ اعلیٰ و اجل یعنی اللہ بزرگ و برتر ہے ابوسفیان نے کہا لنا العزیٰ ولا عزیٰ لکم عزیٰ ہمارا بت ہے تمہارا نہیں حضرت عمر رض نے جواب دیا اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم اللہ پاک ہمارا والی ہے تمہارا نہیں ابوسفیان نے کہا یہ لڑائی برابر ہو گئی اور ہم نے جنگ بدر کا بدلہ لے لیا حضرت عمر رض نے فرمایا نہیں برابری نہیں ہوئی ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمہارے دوزخ میں اس کے بعد ابوسفیان یہ کہکر خاموش ہو گیا کہ ہمارا تمہارا مقابلہ پھر آئندہ سال بدر میں ہوگا حضور نے فرمایا کہ اچھا ہم کو یہ منظور ہے۔

کفار کی دوبارہ شکست اور جنگ کا اختتام

یہ جواب و سوال کر کے ابوسفیان میدان چھوڑ کر چلدیا رسول خدا نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ ابوسفیان مکہ کو جاتا ہے یا مدینہ پر حملہ کا قصد ہے حضرت علی کو حکم دیا کہ یہ بات معلوم کرو تھوڑی دور جا کر حضرت علی خبر لائے کہ وہ مکہ کی طرف گیا ہے اس کے بعد آپ پہاڑی پر سے اترے اور میدان میں آکر شہیدوں کو دفن کر دیا اس جنگ میں ۶۵ انصار اور ۴ مہاجر شہید ہوئے ہندہ بنت عتبہ نے موقع پاکر حضرت امیر حمزہ کی لاش کا مثلہ کر دیا تھا یعنی ناک کان وغیرہ کاٹ ڈالے تھے سینہ نکال کر دانتوں سے چبایا اور اگل گئی

ایک قابل ذکر واقعہ

علمبردار اسلام حضرت مصعب بن عمیر کو کفن بھی پورا میسر نہ آیا صرف ایک چادر اتنی چھوٹی تھی کہ اگر سر ڈھانکتے تو پیر کھل جاتے اور اگر پیر ڈھانکتے تو سر کھل جاتا آخر سر چھپایا اور پیروں کو گھاس ڈال کر چھپا دیا۔ جنگ سے فارغ ہو کر لشکر اسلام مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا راستہ میں حضرت مصعب رض کی بیوی بھی آتی ہوئی مل گئیں ان کو ان کے ماموں حضرت حمزہ اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش کی شہادت کی خبر سنائی گئی آپ نے یہ سنکر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا پھر آپ کے شوہر کی شہادت کی خبر دی گئی تو آپ بیتاب ہو گئیں اور رونے لگیں۔

نمبر خریداری کے بغیر کسی خط کی

تعمیل نہیں ہو سکتی اس لئے آپ کوئی بھی شکایت بغیر نمبر خریداری کے لکھا نہ کیا کیجئے ورنہ آپ کے تین پیسے بیکار جائیں گے۔

(منیجر)

مسلمان اور قرآن

ایک مسلسل کتاب جو رسالہ مولوی کیلئے لکھی جا رہی ہے

(نوشتہ حضرات مراد مارہروی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

سود در سود کا استیصال عرب میں یہ قاعدہ تھا کہ اگر مقررہ وقت پر روپیہ ادا نہ ہو تو اصل کی رقم بڑھا کر اس پر سود لگایا جاتا اور یہ سلسلہ برابر قائم رہتا تھا جس سے ہمدردی بنی نوع انسان مجروح ہوتی تھی اخلاق و مروت کے جذبات فنا ہوتے تھے قرآن نے لا تأکلوا الربوٰا اضعافاً مضعفۃ کا حکم دیکر واتقوا اللہ لعلکم تفلحون فرما کے اس پر مہر ذلت ثبت کر دی اور واضح کر دیا کہ اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کہ یہ ڈر ہی تمہاری فلاح و بہبود کا باعث ہے سود کی مذمت میں اور بھی کئی آیتیں ہیں

جمعیت عامہ کا اعلان آپ انھیں صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ ہر مذہب والا دوسرے مذہب والوں کے ساتھ انھیں گمراہ سمجھکر نہایت وحشیانہ سلوک کرتا تھا اور انھیں مٹانے اور فنا کرنے پر تلا رہتا تھا قرآن کریم نے کسی دین کی تنقیص و مذمت نہیں کی اور واضح کیا کہ مسلمانوں کو تمام کتب سماوی پر ایمان لانا اور ان کی اور جن بزرگوں پر وہ نازل ہوئیں عزت و حرمت فرض ہے۔ دوسرے اس میں صریح ناانصافی نظر آتی تھی کہ ان لوگوں کو بھی دوزخ میں جھونک دیا جائے جن کے کانوں میں فرمان الٰہی نہ گونجا ہو نہ پیدا کی ہو اور ان میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو انما انت منذر و لکل قوم ھاد اے محمد تم تو محض لوگوں کو ڈرانے اور خدا کے خوف سے آگاہ کرنے والے ہو ہم نے کوئی قوم بھی ایسی نہیں کی جس میں ہدایت کرنے والے نہ بھیجے ہوں ولقد بعثنا فی کل امۃ الرسولا ہم نے ہر امت اور ہر قوم میں اس کی ہدایت کے لئے اپنے رسول پیدا کئے۔ پھر ربوبیت ربی کا یہ کتنا پرشکوہ اور کتنا مہتم بالشان مظاہرہ ہے کہ وہ کہتا ہے اور نہایت رحیمانہ انداز میں کہتا ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا جب تک ہم کسی قوم میں رسول نہ بھیج لیں کسی کو عذاب میں مبتلا نہیں کرتے۔ ان آیات بینات سے واضح ہو رہا ہے کہ دنیا کی ہر قوم اور ہر امت میں ہدایت کرنے والے رسول اور ہادی بھیجے گئے اور خدائے ذوالجلال انہی لوگوں کو سزا و عذاب دیگا جنھیں ہدایت بھیجی گئی اور انہوں نے اس کے باوجود نافرمانی کی اور صحیح راستہ اختیار نہیں کیا۔ آگے چل کر ایک اور جگہ فرمایا اور بتایا ہے کہ قومیں اور امتیں تو ایک طرف ہم نے کوئی بستی اور کوئی آبادی بھی ایسی نہیں ہے جہاں کہ ہم نے اپنا نذیر اور متنبہ اور ہوشیار کرنے اور لوگوں کو صراط مستقیم پر چلانے والا نہ بھیجا ہو پھر اعلان عام ہے افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرھا والیہ یرجعون لوگ بھی عجیب ہیں کہ وہ دین الٰہی کو چھوڑ کر دوسرے دین اور دوسرے راستے اختیار کرتے پھرتے ہیں حالانکہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے سب اسی کا فرمانبرداری اور اطاعت میں مصروف ہیں خواہ رضامندی سے ایسا کر رہے ہوں یا مجبوری سے کر ضرور رہے ہیں اور آخر میں سب کو لوٹنا بھی اسی کے پاس ہے یعنی اللہ تعالیٰ سب سے زبردست اور واحد ہستی ہے اور سب اس کی اطاعت پر مجبور ہیں مانو یا نہ مانو لیکن جانا تمھیں اسی کے پاس ہے جب صورت یہ ہے پھر کیوں اس کا دین اختیار نہیں کرتے اور دوسرا دین تلاش کرتے پھرتے ہو

جو شخص اس تعلیم کو اپنے قلب کی گہرائیوں میں جگہ دیگا ممکن نہیں کہ وہ دیگر مذاہب کے پیروؤں سے تعصب برتے اور ان کے پیشوایان مذہبی کتب کی عزت پر آمادہ نہ ہو توریت اور انجیل کے متعلق قرآن کریم میں صراحت ہے فیہ ھدی و نور کہ ان میں ہدایت اور نور ہے یا ایھا الذین امنوا باللہ ورسولہ والکتب الذی نزل علی رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر فقد ضل ضلالا بعیدا اے مومنو اللہ پر اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے رسول پر اتاری اور ان کتابوں پر جو پہلے اتاری گئیں ایمان لاؤ اور جو اللہ کو اس کے فرشتوں کو اس کی کتابوں کو اس کے رسولوں کو اور یوم آخرت کو نہیں مانتا۔ پس وہ بہت ہی بے راہ اور بھٹکا ہوا ہے۔

پھر فرماتا ہے اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمت الی النور اللہ ایمان والوں کا دوست ہے انھیں تاریکی سے نکال کر نور روشنی میں لے آتا ہے۔ واللہ ذو فضل علی المومنین مومنوں پر اللہ تعالیٰ فضل کیا کرتا ہے۔ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور پھر اچھے عمل بھی کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے انھیں دنیا میں اپنا خلیفہ و نائب بنانے کا وعدہ کیا ہے اور وہ ضرور خلیفہ بنائے جائینگے۔ وکان حقا علینا نصر المومنین ہم پر حق ہے کہ ہم مومنوں کی امداد کریں وبشر الذین امنوا وعملوا الصلحت ان لھم جنت تجری من تحتھا الانھار جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے رہے انھیں خوشخبری سنا دو کہ جنت میں ان کے لئے ایسے باغ رکھے گئے ہیں جن کے نیچے نہریں پوری روانی کے ساتھ بہ رہی ہیں الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین امنوا وکانوا یتقون لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ لا تحزن نیکوں اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو کچھ خوف نہیں اور نہ انھیں غمگین سراسیمہ ہونے کی ضرورت ہے جو لوگ ایمان لائے اور متقی ہیں ان کے لئے دنیا میں بھی بشارتیں ہیں اور آخرت میں بھی یہ بشارتیں اور مسرتیں لازوال جاں تو ان لوگوں کے لئے ہیں جو ایمان دار بھی ہیں اور جن کے عمل بھی نیک ہیں لیکن جن کے اعمال اچھے نہیں اور ایمان سے بھی گریز ہے ان کے لئے

شدید وعیدیں بھی موجود ہیں ایمان شرط مقدم ہے جو لوگ خدا کو خدا ہی نہ مانیں آخر ان کے اچھے اعمال میں بھی برکت کہاں سے آئے گی اور حقیقی اطمینان انھیں کون عطا کرے گا قرآن کریم میں خدائے قدوس خود فرماتا ہے کذلک یجعل اللہ الرجس علی الذین لا یومنون اسی طرح اللہ ان لوگوں پر ناپاکی ڈالتا ہے جو ایمان نہیں لاتے انا جعلنا الشیٰطین اولیاء للذین لا یومنون جو لوگ ایمان نہیں لاتے ہم نے شیطانوں کو ان کا رفیق بنا دیا ہے کتنی شدید وعید ہے وقطعنا دابر الذین کذبوا بآیاتنا وما کانوا مومنین ہم نے ان لوگوں کی جڑیں کاٹ ڈالیں جنھوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور مومن نہ بنے۔

ایمان کی انتہا کمال سعادت اور کفر کی انتہا انتہائی شقاوت و بدبختی ہے وقل للذین لا یومنون اعملوا علی مکانتکم انا عاملون وانتظروا انا منتظرون فبعداً للقوم لا یومنون جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان سے کہہ دو کہ تم اپنی جگہ بیٹھے اپنے عمل و کار میں مصروف رہیں ہم بھی ان کے ساتھ عمل کرنے والے اور اس کا نتیجہ دکھانے والے ہیں اور ہم بھی انتظار کرتے ہیں پس جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے لئے دوری اور بعد ہے یعنی وہ فلاح و بہبود سے دور پڑے رہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے مقابلہ میں ایمان والوں کے لئے یہ بشارت دے چکا ہے یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور جنھیں علم دیا گیا اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند کرتا ہے غور کیجئے کیسی پیاری اور کیسی شاندار تعلیم ہے یہاں ایمانداروں اور فرمانبرداروں کو بڑی بڑی بشارتیں اور جنت کے وعدے کئے گئے ہیں وہاں نافرمانوں کی جڑیں کاٹ کر رکھ دینے اور انھیں شدید عذاب دینے کی بھی تصریح کر دی گئی ہے دنیا ہی میں دیکھ لو نافرمان بیٹا ہو اس سے بھی باپ خوش نہیں رہتا۔

عیب جوئی و بدظنی

قرآن کریم میں ارشاد باری ہے کہ یا ایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب الرحیم اے ایمان والو بہت سی بدگمانیوں سے بچا کرو اور دوسروں کے حالات کے تجسس میں نہ لگے رہو اور نہ لوگوں کی غیبت کیا کرو کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے پس تم اس سے کراہت کرو اللہ سے ڈرو تحقیق اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول کرنے اور رحم کرنے والا ہے۔

لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ خواہ مخواہ دوسروں کے عیب ڈھونڈتے ان کے متعلق بدگمانیاں قائم کرتے اور ان کی غیبت میں ان کی برائی کرتے اور برائی کے ساتھ نام لینے میں مصروف رہتے ہیں جس سے ان کا نفس موٹا اور قلب تاریک ہوتا چلا جاتا ہے اور بڑی بڑی عداوتیں اور فساد ہو جاتے ہیں دوسروں کو بھی نقصان پہنچتا ہے آپ بھی اس مسئلہ سے محفوظ نہیں رہتے اور بلاوجہ ایک بدعادت قائم ہوتی چلی جاتی ہے اس لئے قرآن کریم نے ایمانداروں کو ان اخلاقی برائیوں سے روکا انھیں گناہ بتا کر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور توبہ کرنے کی نصیحت کی اور ساتھ ہی فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ رحیم بھی ہے اور توبہ و ندامت کو قبول بھی کر لیتا ہے اگر تم ان گناہوں سے توبہ کرو گے تو خدائے تواب تمہاری اس توبہ کو قبول کرلے گا۔ دیکھئے پیارے رب کی نگاہیں کسی ایک گوشے کو بھی تاریک نہیں رہنے دیتیں اور ہر برائی سے بچنے کی تاکید کرتی چلی جا رہی ہیں۔

تدبیر و عمل کا فلسفہ اور قرآن

تقدیر کے متعلق انسانوں نے آج ہی مختلف خیالات قائم کر رکھے ہیں اسلام میں بھی کئی فرقے پیدا ہو گئے ایک کہتا ہے کہ روز ازل میں جو لکھا جا چکا ہے وہی ہوگا اگر قسمت میں دوزخ ہے تو ہزار عمل کرنے پر بھی دوزخ ہی ملیگی اور اگر غریبی ہے تو صد ہزار عمل بھی بار آور نہ ہونگے۔ دوسرا کہتا ہے ہم جو چاہیں کر سکتے ہیں غرض اس مسئلہ نے بھی دنیا والوں کو پریشان کر رکھا ہے۔ قرآن کریم نے اس پر بھی تیز روشنی ڈالی اور یہ واضح کر دیا کہ تقدیر سے مراد وہ قانون الٰہی ہے جس کے مطابق ہر شئے وجود میں آتی ہے اور اپنا عمل کرتی ہے اب اسے آپ قانون قدرت، نیچر، فطرت اللہ اور سنت اللہ یا تقدیر جو چاہیں کہہ لیں قرآن حکیم میں ہے وخلق کل شئی فقدرہ تقدیرا ہم نے ہر شئے کو پیدا کیا اور پھر ان چیزوں کے خاص خاص اندازے کام مقرر کر دیئے پھر ارشاد باری ہے انا کل شئی خلقنٰہ بقدر ہم نے ہر شئے اور ہر چیز کو ایک انداز پر پیدا کیا آگے چل کر ارشاد ہے لا تبدیل لخلق اللہ خلق اللہ یا فطرت اللہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوا کرتی۔ نظام عالم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے ذلک تقدیر العزیز العلیم اس عزیز علیم خدا کی یہ تقدیر یا سنت یا قانون ہے۔ سمجھنے اور غور کرنے کی جگہ ہے کہ دنیا کی تمام مصنوعات تمام چیزیں اور تمام اشیاء خاص خاص مادوں اور خاص خاص ترکیبوں سے بنتی ہے اور ظہور میں آتی ہے ایسا کبھی بھی نہیں دیکھا گیا کہ کوئی لباس آپ سے آپ تیار ہو گیا ہو کوئی عمارت خود بخود تیار ہو گئی کوئی جہاز آپ سے آپ وجود میں آ گیا ہو مختلف مادوں کو ترکیب خاص کے ساتھ ملانے لکڑی کو خاص طریق سے کاٹنے اور چھیلنے اور لوہے کو خاص طریق پر پگھلانے اور ڈھالنے ہی سے چیزیں تیار ہوتی ہیں کام کرنے والا ہوشیار اور مشاق ہے اور اس نے احتیاط اور حزم کے ساتھ کام لیا ہے تو لازماً چیز اچھی تیار ہوگی ورنہ خراب یہ ایک عام بات اور عام اصول ہے جسے معمولی عقل و علم کا انسان بھی جانتا اور سمجھتا ہے اسی طرح انسانی کامیابیاں اور مقاصد بھی اگر ان کی مساعی صحیح و درست ہیں ہوشمندی و احتیاط کے ساتھ کی جا رہی ہیں تو جتنی بہتر یہ تدابیر ہونگی اتنی ہی عمدہ اور اعلیٰ کامیابی ہوگی اور اگر تدبیر و سعی ہی میں غلطی ہے تو جس طرح ناقص مواد سے ناقص ہی چیز تیار ہوتی ہے اور اکثر خراب ہی ہو جاتی ہے اسی طرح ناقص اور خام تدابیر انسان کو ناکام بنا دیتی ہیں یہ قانون قدرت ہے مگر انسان کی نگاہ اپنی خامی اور نقص کی طرف تو نہیں جاتی اور وہ جھٹ اپنی ناکامی کا الزام تقدیر کے سر تھوپ دیتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ کیا کروں میری قسمت ہی بری ہے سونے پر ہاتھ ڈالتا ہوں مٹی ہو جاتا ہے

قرآن کریم میں ارشاد باری ہے ان لیس للانسان الا ما سعیٰ وان سعیہ سوف یریٰ انسان کو تو اتنا ملیگا جتنی اس نے کوشش کی ہوگی اور یہ کہ وہ اپنی کوشش کا ثمرہ دیکھ لیگا یعنی انسان کو سعی و کوشش کے سوا کچھ نہیں

نہیں ملتا اور وہ اپنی کوششوں کے نتائج ضرور دیکھ لیتا ہے، ہر ایک اور جگہ ارشاد ہے "پس جس نے ایک ذرہ کی برابر بھلائی کی وہ اس کا ثمرہ دیکھ لیگا اور جس نے ذرہ برابر بھی برائی کی ہوگی اس کا نتیجہ بھی اسے معلوم ہو جائیگا یعنی انسان جو بھلائی برائی کرتا ہے اس کا اچھا برا نتیجہ دیکھ لیتا ہے، ایک اور جگہ ارشاد ہے کل نفس بما کسبت رھینۃ ہر ایک شخص اپنے عملوں کا رہین منت ہے جیسا عمل کرتا ہے ویسا پاتا ہے لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت جو اچھا کیا اس کا اچھا نتیجہ ملیگا اور جو برا کیا اس کا برا نتیجہ ملتا ہے"

غافل اور سست آدمی اپنی غفلتوں اور خامیوں پر تو نظر نہیں کرتے اور توبہ و سعی کی طرف مائل نہیں ہوتے بس تقدیر الزام دھرنا شروع کر دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ بھائی مشیت الٰہی کے مقابلہ میں کیا چارہ ہے کیا ایسا کہنا بے ادبی اور گستاخی نہیں کہ کریں تو خود اور اس کا اتہام رکھیں فاعل حقیقی کے سر قصور ان کا اور الزام دیں خدا کو نعوذ باللہ ایسے ہی لغو خیالات و معتقدات کے متعلق ارشاد باری ہے ما اصابک من سیئۃ فمن نفسک اور جو نقصان و برائی تجھے پہنچا ہے وہ تیری ہی حرکات سے پہنچا ہے حالانکہ خدائے قدیر کبھی برائی اور برے کاموں کا حکم نہیں دیتا قرآن حکیم اور احادیث شریف کسی سے بھی انسان کا مجبور ہونا ثابت نہیں یہ محض غلط فہمی ہے کہ انسان خود کو مجبور بہ تقدیر سمجھ لے۔

قرآن کریم میں فریقا ھدی و فریقا حق علیھم الضلالۃ ایک فرقہ کو ہدایت کی اور ایک فرقہ کو گمراہ کیا، لیکن اگلی آیت کے آگے موجود ہے انھم اتخذوا الشیطین اولیاء من دون اللہ و یحسبون انھم مھتدون اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنا لیا ہے اور گمان یہ کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں" کیا اس سے واضح نہیں ہوتا کہ ان کی غفلتیں اور بدکاریاں ہی ان کی گمراہی کا باعث بنی ہیں وما یذکرون الا ان یشاء اللہ وہ نصیحت حاصل کرتے ہیں مگر اسی وقت جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہو اس کے ساتھ یہ ارشاد باری ہمتے اور دعویٰ کرنے والے ملحوظ نہیں رکھتے کہ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العالمین تم وہ چاہتے ہی نہیں جو رب العالمین تمہارے لئے چاہتا ہے" یہاں رب العالمین کے الفاظ میں جو نکتہ ہے اسے بھی زیر نظر رکھیے لیکن خدائے برتر و توانا ساری دنیا اور دنیا والوں کو پیدا کرنے پالنے پرورش کرنے اور انھیں ترقی دینے والا ہے لیکن لوگ اس کی منشا کے مطابق چلتے ہی نہیں اور خود ہی اس غفلت و نافرمانی سے گمراہ ہوتے اور نقصان اٹھاتے ہیں۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدائے قدوس بندوں کی بہتری ہی سوچتا ہے اگر وہ اس کے کہنے اور منشا کے مطابق چلیں تو ضرور فلاح حاصل کریں نیز ہر کام میں اور بندوں کے ارادے میں اللہ تعالیٰ کا ارادہ بھی شامل ہوتا ہے کوئی اچھا کام کرتا ہے تو قدوس اکبر کی منشا امداد اس میں شامل ہو جاتی ہے اور کوئی برا کام کرتا ہے تو وہ بے نیاز صمد اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور خالی جگہ دیکھ کر وہاں شیطان آ دھمکتا ہے اچھے کاموں میں اللہ تعالیٰ سے مدد ملتی ہے اور برے کاموں میں شیطان یا دیگری کے لئے موجود ہوتا ہے

تہذیب جدید کے علمبردار فلاسفر اور ماہر علم النفسیات کا بیان ہے کہ بہت بڑی خواہش اور مضبوط ارادہ بہت بڑی طاقت ہے بڑی طاقت اسی لئے ہے کہ ایک تو انسان عمل و کار میں پورے جوش کے ساتھ مصروف ہوتا ہے اور دوسرے خدائی امداد و طاقت محرک بنجاتی ہے خود ارشاد باری ہے ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک جو بھلائی تجھے آتی ہے وہ تیرے اللہ کی طرف سے آتی ہے اور جو برائی تجھے آتی ہے وہ تیرے نفس کی طرف سے آتی ہے اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمت الی النور والذین کفروا اولیئھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمت اللہ تعالیٰ مومنوں کا والی ہے انھیں اندھیرے سے روشنی کی طرف کھینچ کر لاتا ہے اور جو لوگ کافر ہو گئے ہیں ان کے والی طاغوت ہیں جو انھیں نور سے نکال کر اندھیرے کی طرف لیجاتے ہیں۔

اس حقیقت کو اس طرح بالکل واضح کر کے رب قدیر ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے کہ ان سعیکم لشتی فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری واما من بخل واستغنی وکذب بالحسنی فسنیسرہ للعسری تحقیق تمہاری کوششیں مختلف ہیں پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا اس سے ڈرتا اور نیک امر کی تصدیق کرتا ہے ہم اس کے لئے خوشحالی کا راستہ آسان کر دیتے ہیں لیکن جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا اس سے بے پرواہ رہتا ہے اور نیک باتوں کی تکذیب کرتا ہے ہم اس کے لئے بدحالی اور مشکلات کا راستہ آسان کر دیتے ہیں ویمدھم فی طغیانھم اللہ لوگوں کو سرکشی میں بڑھنے دیتا ہے اور سنئے قرآن کریم نے کوئی چیز چھوڑی نہیں ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین جو شخص رحمٰن کے ذکر سے غافل رہتا ہے ہم اس پر شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں پس وہ ہر وقت اس کے ساتھ ساتھ رہتا ہے، ظاہر ہے کہ جس کے ساتھ ہر وقت شیطان رہے گا وہ ضرور گمراہ ہوگا اس لئے کہ شیطان بنی آدم کا دشمن ہے اور وہ اس کی رہنمائی ضلالت ہی کی طرف کرے گا لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ خود خدائے قدوس کسی کو نیکی یا بدی پر مجبول یا مجبور کرتا ہے جو اس کی فرمانبرداری کرتا ہے اس کی امداد کرتا ہے اور جو اس کی اطاعت سے سرتابی کرتا ہے اس پر یا تو شیطان فوراً قابض ہو جاتا ہے یا کر دیا جاتا ہے قلب اور آنکھ اور کان پر مہریں اسی صورت میں ثبت ہوتی ہیں جب ان کی ضلالتیں اور معصیت کاریاں حد اعتدال سے تجاوز ہو جائیں۔

لیکن اب دیکھنا اور غور و تحقیق کرنا یہ ہے کہ اللہ کن لوگوں کی ہدایت چاہتا ہے اور کن کے لئے گمراہی قرآن شریف ہی اس کا خود ہی جواب دیتا ہے ان الذین کفروا وظلموا لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم طریقا تحقیق جن لوگوں نے ظلم کئے اور ہمارے احکام نہ مانے اللہ ان کی مغفرت نہیں کریگا اور نہ انھیں ہدایت دیگا اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ اس کی ہدایت و مغفرت سے محروم وہی لوگ ہیں جو ظالم بھی ہیں اور اس کے احکام بھی نہیں سنتے اور مانتے۔

نیز یہ امر واضح ہوا کہ جو ایماندار اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں انھیں وہ صراط مستقیم پر ڈالتا اور اپنی رحمت و فضل کا مستحق بنا لیتا ہے یہی تقدیر ہے اور یہی قسمت جو ایک اصطلاحی الفاظ ہے گویا قانون قدرت کو تقدیر کہتے ہیں۔

اسلام اور حالات حاضرہ

(از حضرت مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی)

اہل مشرق عام اس سے کہ ہندو ہوں یا مسلمان اس پر متفق ہیں کہ بعض ہستیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جو دوسروں کے لئے موجب خیر و برکت اور باعث فیض و رحمت ہوتی ہیں ان کی برکات اخلاقی و روحانی بھی ہوتی ہیں اور مادی بھی یعنی تمدنی و سیاسی۔

اہل یورپ کی ظاہر پرست مادی آنکھ نور روحانیت و اخلاقی شرافت سے بے بہرہ ہے اس لئے وہ اس حقیقت کے ادراک سے قاصر ہیں ان کی تمام سعی مادی ترقی میں خرچ ہوتی ہے اور ان کے ظاہری و باطنی قویٰ تمام تر اسی میں مصروف عمل ہیں اس لئے ان کو اس کی تحصیل میں ننگ انسانیت پیشوں کے اختیار کرنے سے بھی عار نہیں۔

یورپ کی اس مادی ترقی نے اہل مشرق کے دل و دماغ کو بھی حیران و پریشان کر دیا ہے اور ہم اس کریہہ و ناگوار طبع منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے سادہ لوح بھائی اپنے آبائی مفاخر کو فراموش کر کے اور اپنی پایہ بلند اخلاقی شرافت کو بالائے طاق رکھکر یورپ کی اندھا دھند تقلید کر رہے ہیں کیونکہ ان کی مادی ترقی دیکھکر اور کچھ ان کے زیر اثر شیدا و نما پاکر وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ یورپ کے عروج و ترقی کا اصلی سبب یہ ہی بے دینی و بد اخلاقی ہے اور بس اس طرح آہستہ آہستہ روحانی کیف اور اخلاقی اثر ان کے دل و دماغ سے بلکہ فطرت سے مٹ رہا ہے۔ حانا اللہ

ایسی ترقی انسانیت کے لئے ہلاکت کا گڑھا ہے کیونکہ انسان روح اور جسم ہر دو چیزوں سے مرکب ہے جس طرح اسے جسم کی پرورش کے لئے مادی چیزوں کی ضرورت ہے اسی طرح اسے روح کی تربیت و ہدایت کے لئے روحانی امور کی بھی حاجت ہے۔

یہ امر مسلم کل ہے کہ روح جوہر شریف ہے اور مادہ ایک خسیس چیز ہے پس خسیس جزو کی پرورش میں لگ کر شریف جوہر سے غافل و بے پروا ہو جانا شان عقلمندی کے خلاف ہے ایسے ہی لوگوں کے مناسب حال قرآن مجید میں ارشاد ہے قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا ہ الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا۔

یعنی اے پیغمبر ان سے کہو کہ کیا ہم تم کو ایسے لوگوں کی خبر بتائیں جو اپنی عملی زندگی میں نہایت خسارے میں ہیں یہ وہ ہیں، جن کی ساری سعی دنیوی زندگی (کے اسباب کی تحصیل میں) برباد ہو گئی اس پر بھی وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم جو کچھ بھی کر رہے ہیں اچھا کر رہے ہیں۔“

چونکہ یورپ کے اس جن کا تسلط ہم ہندوستانیوں (ہندو ہوں یا مسلمان) سب کے دماغوں پر تقریباً پورا پورا ہو چکا ہے اور بدقسمتی سے ہمارے مذاق اخلاقی و روحانی حلاوت سے بے ذوق ہو گئے ہیں اس لئے بقول اسکے ”اگر زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز“ میں اس کے متعلق اس مختصر مضمون میں صرف یہ بیان کر سکوں گا کہ ”دین و دنیا میں کیا جوڑ ہے“ اور ایک انسان ایک ہاتھ میں دین اور دوسرے میں دنیا لیکر کس طرح زندگی بسر کر سکتا ہے یا بالفاظ دیگر یہ کہ دیندار و پرہیزگار رہتے ہوئے ہی ہم کس طرح دنیا میں ایک مقتدر و مختار قوم بن سکتے ہیں خدا کے فضل سے اسی میں آپ کا موجودہ عقدہ اسلام اور حالات حاضرہ بھی حل ہو جائے گا و ما توفیقی الا باللہ

اسلام سے پیشتر عرب کے لوگ تین طرح پر تھے۔

ایک دنیا کی عیش و عشرت میں منہمک اور جسمانی لذتوں سے سرشار، توہم پرستی میں مبتلا اور رواج و رسمیات کے پھندوں میں گرفتار، وقت کے فیشن کے شیدائی اور مقتضائے حال کے فدائی، خدا سے غافل عقل و انجام بینی کے دشمن جذبات نفس کے مقہور، اعمال کی بازپرس سے بے پرواہ، ان کا خیال تھا کہ جو کچھ ہے بس یہی مادی دنیا ہے اس کے بعد عالم عاقبت محض ایک ذہنی و خیالی چیز ہے جس کی حقیقت واقعی کچھ بھی نہیں پس جو چیزیں عاقبت میں بکار آمد ہیں یعنی عبادت الٰہی، نیک کرداری، پرہیزگاری وغیرہ ہا ان کے اذہان ان کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتے تھے چنانچہ ان کی بابت فرمایا:۔

یعلمون ظاھرا من الحیوۃ الدنیا وھم عن الاخرۃ ھم غافلون

یہ لوگ دنیا کی ظاہری زندگی تو خوب جانتے پہچانتے ہیں لیکن عاقبت کی طرف سے بالکل غافل ہیں“ نیز فرمایا:۔

وقالوا ان ھی الا حیاتنا الدنیا وما نحن بمبعوثین یہ لوگ کہتے ہیں کہ بس ہماری تو یہی دنیا کی زندگی ہے اور ہم (حساب اعمال کے لئے) اٹھائے نہیں جائینگے“

ان عیش پرستوں کے مقابلہ میں ایک دوسرا گروہ بھی تھا گو تعداد میں بہت تھوڑا تھا وہ ان دنیاداروں کی ایسی بری زندگی سے سخت بیزار اور جسمانی لذتوں اور فانی عیشوں سے سخت متنفر تھا ان کا خیال تھا کہ کسب معاش زن و فرزند کے تعلقات خدا کی یاد میں حارج ہوتے ہیں اور ان کی وجہ سے بہت سے گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں جن سے انسانی اخلاق تباہ و برباد ہو جاتے ہیں اور نور روحانیت بجھ جاتا ہے۔

ظلم و ستمگاری، سرقہ و ڈکیتی، زنا و بدکاری، حسد و بغض خیانت و مکاری غرض سب برائیوں کا سرچشمہ یہی دنیاداری ہے اس لئے وہ لوگ شہری رہائش اور دنیاداروں کی صحبت سے کنارہ کش ہو کر جنگلوں اور صحراؤں میں تجرد کی زندگی بسر کرتے تھے جہاں پر سخت سخت ریاضتیں ان کا محبوب طبع، مرغوب دل اور حب بخش شغل تھیں ان کو رہبان کہتے تھے چنانچہ اسی رہبانیت کی نسبت فرمایا:۔

ورھبانیۃ ن ابتدعوھا ما کتبنا علیھم یعنی ترک دنیا کی رسم انھوں نے از خود ایجاد کر لی تھی ہم نے ان پر مقرر نہیں کی تھی۔

غرض یہ دنیاداری ہر دو گروہ کے نزدیک خدا سے غافل کر دینے والی چیز تھی ایک نے تو اس میں پڑ کر خدا کو چھوڑ دیا اور جنھوں نے خدا سے دل لگائی وہ اس دنیا کو سنبھال نہ سکے۔

ان دونوں گروہوں کے درمیان ایک تیسرا گروہ بھی تھا، بظاہر درویش لیکن درباطن "گرگ در پوست میش" بھیڑ کی پوستین میں بھیڑیے ملقین دین تعلیم شرائع اصلاح قوم کے دم بھر کر دنیا حاصل کرنے والے بلکہ دنیا داروں کی آنکھوں میں خاک ڈال کر ان کی بھی جیبیں کترنے والے بڑے مکار، پورے دنیادار۔

چنانچہ ان کی نسبت فرمایا:۔

یا ایھا الذین امنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ

اے مسلمانو! بہت سے علما (شریعت) اور مشائخ (طریقت)، لوگوں کے مال باطل (طریق)، سے کھاتے ہیں اور خدا کی راہ سے روکتے ہیں۔

عرب سے باہر دوسری دنیا کی حالت بھی قریباً یہی تھی ظھر الفساد فی البر والبحر (خشکی وتری میں بگاڑ کا غلبہ ہوگیا) مصر، یونان، روم، ایران، تاتار، ہندوستان سب جگہ یہی حال تھا۔

الغرض تین طرح کے لوگ تھے۔ عیش پرست جو خدا سے غافل تھے اور خدا پرست جو دنیوی تعلقات سے متنفر تھے اور مکار دیندار دنیا دار ایک تو اس تاریکی میں تھے کہ اس دنیا کے سوا کچھ ہے ہی نہیں اور دوسرے اس غلطی میں تھے کہ دنیا بالکل بیکار و بے سود بلکہ موجب خسران و نقصان ہے دنیا میں لگیں، تو خدا سے غفلت اور خدا سے تعلق پیدا کریں تو دنیوی تعلقات سے بے تعلق ہونا لازم اور تیسرے ان ہر دو کو کھا جانے والے ہر ایک ان میں سے افراط و تفریط میں پڑ کر جادۂ اعتدال اور صراط مستقیم سے منحرف ہو چکا تھا کیونکہ انسان محض مضغۂ گوشت ہی نہیں کہ اس کی کوشش صرف جسمی پرورش ہی پر ختم ہو جائے اور بس پھر اس میں اور دیگر لایعقل حیوانات میں کیا امتیاز رہے گا! اور اسے اشرف المخلوقات کہلانے کا کیا حق ہوگا؟

قرآن مجید میں اسی معنے میں فرمایا:۔

والذین کفروا یتمتعون ویاکلون کما تاکل الانعام والنار مثوی لھم جو لوگ احسان فروش ہیں (یعنی پیغمبر برحق کی دعوت کا انکار کرکے خدا کے احسانوں پر پردہ ڈالتے ہیں) وہ دنیوی فوائد سے متمتع ہوتے رہتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں جس طرح بہائم و لایعقل حیوانات کھا پیکر زندگی گزارتے ہیں سو ان کا ٹھکانا جہنم ہے"

پھر یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ خدا نے انسان کی جسمی صورت میں ایک نورانی جوہر بھی رکھا ہے جس کی وجہ سے اسے دیگر اکثر مخلوقات پر خصوصی شرف و فضیلت ہے اسی معنے کو سمجھانے کے لئے قرآن مجید میں ارشاد ہے:۔

ولقد کرمنا بنی ادم وحملناھم فی البر والبحر ورزقناھم من الطیبت وفضلنھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا "ہم نے بنی آدم کو بہت عزت بخشی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کی روزی ستھری چیزوں کی بنائی اور ان کو اپنی مخلوقات میں سے بہت سی اجناس پر بزرگی و برتری بخشی"

نیز یہ کہ انسان فرشتوں کی طرح محض روحانی نہیں ہے کہ محض ذکر خدا اس کی غذا و مایۂ حیات ہو بلکہ اسے ایک نہایت شاندار اور خوبصورت ہیکل اور متناسب الاعضا سربلند قامت بھی بخشی گئی ہے یہ ہیکل قدرت کی گرانمایہ امانت و ودیعت ہے پس اس کا قائم رکھنا بھی انسان کا ایک بھاری فرض ہے چنانچہ فرمایا:۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ "ہم نے انسان کو بہتر سے بہتر ساخت میں پیدا کیا ہے"

تیسرے گروہ کی غلطی یہ تھی کہ دینداری کی آڑ میں دنیا کمانا مکاری و عیاری ہے جو خلوص قلب اور انابت و رجوع الی اللہ کے خلاف ہے یہ گروہ پہلے دونوں سے بدتر اور نہایت خطرناک تھا، پہلے گروہ نے غلطی کی لیکن دنیا میں مشغول ہو کر خود فریب کھایا کسی دوسرے کو نہیں دیا اور دوسرے گروہ نے غلطی کی لیکن نیک نیتی سے اور نقصان کیا لیکن صرف دنیوی باقی رہے یہ تیسرے مکار سو انہوں نے جان بوجھ کر اپنی عاقبت برباد کرلی اور دیگر لوگوں کو فریب دیکر دنیا کمائی اسی لئے قرآن شریف میں ان کی مذمت بیشتر ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر فریق کو اس کی غلطی سے آگاہ کیا اور دنیاوی تعلقات کو قائم رکھتے ہوئے پرہیزگار رہنے کی ہدایت کی نہ صرف زبانی ارشاد و ہدایت بلکہ اپنے نمونہ عمل سے بتلا دیا کہ دین و دنیا دونوں کی گٹھری کو سنبھالتے ہوئے دنیا کے خطرناک دریا سے اس طرح صحیح و سلامت پار اتر سکتے ہیں اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ اس میں شک نہیں کہ صدیوں کی بگڑی ہوئی طبیعتوں میں یہ ذوق پیدا کرنا اور نسلوں کی الٹی ہوئی ذہنیتوں میں یہ خیال ڈالنا بہت مشکل تھا کہ اسی زندگی میں اور انہی ۲۴ گھنٹے کے شب و روز میں اپنی جسمانی پرورش اور زن و فرزند کے تعلقات اور کسب معاش اور ملک گیری و جہانبانی کی مصروفیتوں میں رہتے ہوئے اور نیند اور بیداری سفر و حضر صحت و بیماری دوستوں اور برادروں کے روابط مخالفین کی مخالفت حاسدوں کی مزاحمت ایسے امور کی کشمکش میں زندگی گزارتے ہوئے قلبی انابت اور رجوع اپنے خالق و مالک کی طرف بھی رکھ سکتے ہیں۔ اور پھر یہ کہ ان سب تعلقات کو پرہیزگاری کے سایہ میں نبھا سکتے ہیں یاد خدا میں حارج نہیں ہوتے چنانچہ فرمایا:۔

یسبح لہ فیھا بالغدو والاصال رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار (ان عبادت گاہوں) میں صبح و شام ایسے لوگ خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں جن کو سوداگری اور خرید و فروخت خدا کے ذکر اور نماز کے قائم کرنے اور زکوۃ کے ادا کرنے سے غافل نہیں کرنے پاتی وہ لوگ اس دن سے ڈرتے ہیں جب مارے خوف کے دل الٹ جائینگے اور آنکھیں پھری کی پھری رہ جائینگی۔

پھر یہ کہ یہ سب باتیں ذہنی طور پر سمجھا لینی اتنی دشوار نہیں جس قدر یہ کہ ایسی پست خیال افتادہ اور صحرائی قوم کے عملی قوی میں حرکت پیدا کرکے ان کو مصروف عمل کرنا اور پھر کامیابی کے بام پر پہنچانا مشکل ہے۔

لیکن قربان اس رحمۃ للعالمین کے جس نے روحانیت و جسمانیت کا نہایت

ہی نازک تعلق اور مشکل جوڑ فریقین کو ذہن نشین کرا کر ان کی غلط فہمی دور کر دی بدتمیز عیش پرستوں میں تو حلال حرام کی تمیز پیدا کر دی اور اس طرح ان کی افراط کو حد اعتدال پر لے آئے اور اس میں شک نہیں کہ تمتعات دنیوی سے حد اعتدال تک متمتع ہونے سے یاد خدا سے غفلت نہیں ہوتی چنانچہ فرمایا:-

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تلھکم اموالکم و لا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذالک فاولئک ھم الخاسرون ۔

مسلمانو! تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد خدا کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کریگا یعنی ان میں مشغول ہو کر یاد خدا سے غفلت کریگا تو وہ لوگ خسارے میں رہیں گے" نیز فرمایا:-

یا بنی اٰدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سواٰتکم وریشا ولباس التقوی ذالک خیر ذالک من اٰیات اللہ لعلکم یذکرون

اے بنی آدم! ہم نے تم پر ایک لباس انعام کیا جو تمہاری شرمگاہ کو ڈھکتا ہے اور تمہارے لئے موجب زینت بھی ہو اور اس کے علاوہ لباس تقوی بھی ہے جو اس ظاہری لباس سے بہت بہتر ہے وہ خدا کے نشانات میں سے ہے تاکہ لوگ تذکر اختیار کریں۔

اب تک میں جو کچھ بیان کرسکا وہ سب قرآن مجید کی تعلیم کی خوبی کے متعلق تھا اس وقت تک مجھے موقع نہیں ملا کہ آپ کو قرآن حکیم کے بیان کی خوبی بھی بتاؤں یعنی یہ کہ قرآن مجید کسی امر کو کس طرح سمجھاتا ہے اور ذہن انسانی کو کس طرح ظاہر سے باطن یا محسوسات سے معقولات کی طرف انتقال کراتا ہے۔

میں جانتا ہوں کہ ان امور میں پڑ جانے سے میں اپنے موضوع سے کسی قدر دور جا پڑوں گا لیکن آپ سے معافی کا خواستگار رہتا ہوا اتنا عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس آیت کے حسن بیان اور طرز ادا نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ جب تک اس کی بابت کچھ مزید شرح نہ کروں آگے نہ بڑھوں۔ صاحبان اس آیت کے آخر میں لفظ تذکرون ہے جس کے ترجمہ کے لئے مجھے اپنے قصور علم یا نقصان زبان کی وجہ سے کوئی ایک لفظ اس کے مساوی نہ ملا تو میں اس کا ترجمہ نہیں کرسکا لہذا اب مرکب الفاظ میں تشریح کرنے کی ضرورت پڑی۔

تذکر کہتے ہیں ایک بات کو سمجھکر دوسری بات کے یاد آجانے کو جیسے کہ ایک بات کے سمجھانے سے دوسری بات یاد کرا دینے کو تذکیر کہتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے:-

ولقد ارسلنا موسٰی باٰیٰتنا ان اخرج قومک من الظلمٰت الی النور وذکرھم بایام اللہ

ہم نے موسٰی کو اپنے نشان دیکر بھیجا کہ اپنی قوم (بنی اسرائیل) کو اندھیروں سے اجالے کی طرف نکال لاؤ اور ان کو ان کی موجودہ پست حالی میں خدا کے ایام (انقلاب روزگار) یاد کرا کر نصیحت کرو"

اسی طرح یتیموں کے مال کی حفاظت اور پورے ناپ تول اور عدل و انصاف کی بات کہنے اور عہد کے پورا کرنے کے احکام ذکر کرنے کے بعد فرمایا:-

ذالکم وصٰکم بہ لعلکم تذکرون ۔

یعنی تم کو ان مذکورہ بالا باتوں کا تاکیدی حکم اس لئے کیا کہ تم تذکر کرو"

یعنی ان امور پر شدت سے کاربند ہو جاؤ یہ سمجھکر کہ اگر میرے بال بچے یتیم رہ جائیں اور کوئی ظالم و غاصب ان کا مال ظلم سے کھا جائے اور اگر کوئی شخص کم تول کر یا کم ناپ کر دے اور اگر کوئی شخص میرے متعلق عدل و انصاف کی بات کو پس پشت کو ڈالدے اور کوئی شخص مجھ سے عہد کر کے پھر جائے اور اسے پورا نہ کرے تو یہ سب باتیں مجھے کیسی بری لگیں گی بس اسی سے سمجھ لو کہ جس طرح یہ افعال تمہارے حق میں کسی اور سے سرزد ہوں تو تم کو برے لگیں گے اسی طرح جب تم کسی دوسرے کے حق میں یہی کام کروگے تو اس کو بھی نقصان دہ ہونے کی وجہ سے ویسے ہی برے لگیں گے پس تم ان بد خصائل سے مجتنب رہو۔

اسی طرح اس آیت لباس میں لفظ تذکر ذکر کر کے سمجھایا کہ جس طرح تمہارا ظاہری لباس تمہاری ظاہری پردہ پوشی اور زینت کا موجب ہے اسی طرح تقوی اور پرہیزگاری بھی ایک لباس ہے جو تمہارے باطنی عیوب چھپاتا اور تمہیں باطنی حسن سے زینت دیتا ہے اور عقل کی رو سے یہ بالکل ظاہر ہے کہ یہ باطنی پردہ پوشی اور زینت اس ظاہری پردہ پوشی اور زینت سے بدرجہا بہتر ہے پس اس کے حاصل کرنے میں سعی و کوشش کرنی لازم ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوگا کہ لباس ظاہری میں پردہ پوشی اور زینت تو ظاہر ہے لیکن تقوی میں یہ دونوں باتیں کہاں ہیں! اس کا جواب یہ ہے کہ تقوی میں دو امر ہیں خدا کے حکموں کو بجا لانا اور اس کے منہیات سے باز رہنا چنانچہ فرمایا۔ وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذالکم وصٰکم بہ لعلکم تتقون۔

"یہی مذکورہ بالا تعلیم میرا سیدھا راستہ ہے پس تم اسی کی پیروی کرنا اور اس کے سوا دوسرے متفرق رستوں کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تم کو خدا کی راہ سے جدا کر دیں گے خدا نے تم کو ان باتوں کی وصیت (تاکید) اس لئے کی ہے کہ تم پرہیزگار بن سکو"

میرے معزز بھائیو! اور دوستو! ابھی ایک اور بات باقی ہے کہ لباس ظاہری میں پردہ پوشی اور زینت تو ظاہر ہے لیکن تقوی میں یہ دونوں باتیں کہاں ہیں؟ دیکھئے! اس آیت میں فاتبعوہ کا امر بھی ہے اور لا تتبعوا السبل کی نہی بھی ہے اور اسی امر و نہی پر کاربند ہونے کو تقوی کہا ہے پس لباس باطنی یعنی تقوی میں منہیات سے بچنے کی شق تو پردہ ہے اور دوسری شق یعنی خدا کے امروں کا بجا لانا وہ زینت ہے

جو لوگ ظاہری لباس سے تو خوب مزین ہیں لیکن تقوی سے خالی ہیں خواہ منہیات و معاصی کے ارتکاب کی وجہ سے خواہ فرائض و احکام کے ترک کی وجہ سے ان کی نسبت آنحضرت نے فرمایا رب کاسیۃ فی الدنیا عاریۃ فی الاخرۃ ایسی بہت سی عورتیں ہیں کہ وہ دنیا میں تو لباس پہنے ہوئے ہیں لیکن آخرت میں وہ ننگی ہوں گی"

ہر چند کہ اس حدیث میں مونث کے صیغے ہیں لیکن مفہوم سے مستنبط ہو سکتا ہے کہ ایسے مردوں کا بھی حکم ایسا ہی ہوگا اور اب آجکل تو بہت سے نوجوان مرد بھی عورتوں کی طرح صورت شکل اور لباس میں محض ظاہری زیب و زینت کے دلدادہ و شائق ہو رہے ہیں اور سادگی اور محنت و جفاکشی ان میں نام کو نہیں رہی کیونکہ زینت اور یہ باتیں جمع ہونی مشکل ہیں۔

اس آیت لباس میں ابھی بہت سی باتیں نکتہ کی ہیں لیکن اب میں اپنے

اصل مضمون کے قریب آنے کے لئے اسی پر اکتفا کرتا ہوا آپ سے معافی چاہتا ہوں ؎

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم — چناں کہ حرف عصا گفت موسیٰ اندر طور

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس طریق سے ان ہر سہ گروہوں کو راہ راست پر لائے اس کا اجمالی نقشہ یوں ہے کہ ایک طرف تو آپ دنیا داروں کو تقوی اور پرہیزگاری کے ذریعہ درجہ اعتدال پر لائے اور دوسری طرف صحرا نشین درویشوں کو وہاں سے اٹھا کر شہروں میں لائے کہ شہر اب تمہاری رہائش کے قابل ہوگئے ہیں اور تقوی و پرہیزگاری (جو تمہارا اصل مقصود ہے) اس پر عمل پیرا ہوتے ہوئے تمتعات دنیوی سے متمتع ہونا گناہ نہیں ہے شہروں میں ایسے رہو۔ بیوی بال بچے کے تعلقات قائم کرو۔ حلال و حرام میں تمیز کرتے ہوئے کسب معاش کرو اور خدا کی دی ہوئی نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ تقسیم کار کے اصول سے اوقات نماز میں خدا کو یاد کرو کسب کے اوقات میں روزی کماؤ سونے کے اوقات میں آرام کرو گویا معمورہ عالم کو دنیا داروں اور درویشوں دونوں کے رہنے کے لائق بنا دیا۔ چنانچہ فرمایا:-

قل من حرم زینۃ اللہ التی — اے پیغمبر ان خشک زاہدوں سے کہہ
اخرج لعبادہ والطیبت من — کہ خدا کی زینت جو اس نے اپنے بندوں
الرزق — کے لئے پیدا کی اور روزی کی ستھری

چیزیں کس نے حرام کیں؟ (یعنی حرام نہیں ہیں)"

باقی رہے تیسری صنف کے لوگ سو ان کے لئے تھوڑی سی فہمائش کافی تھی مثلاً یہ کہ دنیا دار تو تم ہو ہی اور دینداری کا دم بھی بھرتے ہی ہو ہم تم کو دنیاداری سے تو منع کرتے نہیں ہاں یہ ضرور کہتے ہیں کہ تم اپنے عمل میں اخلاص پیدا کرو اور دینی فرائض محض خدا کی رضا کے لئے ادا کرو دیندارانہ وضع کو ذریعہ معاش نہ بناؤ بلکہ ٹھیک اسی طرح دنیا دار بنکر حلال وجوہ سے روزی کماؤ جس طرح وہ دنیا دار کماتے ہیں جن کو تم جھکتے ہو ایسے لوگ زیادہ تر اہل کتاب (یہود و نصاری) ہی تھے کیونکہ ایسے کام عموماً لکھے پڑھے اور خضر صورت صوفی صافی ہی کرتے ہیں اور نوشت و خواند زیادہ تر اہل کتاب ہی میں تھی اسمٰعیلی لوگ لکھنے پڑھنے سے عموماً عاری تھے وہ ایسی مکاری و عیاری نہیں جانتے تھے اچھا برا جو کچھ کرتے تھے کھلم کھلا کرتے تھے چنانچہ ان ظاہر پرستوں کی نسبت فرمایا:-

ان کو صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ خدا
وما امروا الا لیعبدوا اللہ — کی عبادت یک رنگ ہو کر صرف اسی
مخلصین لہ الدین حنفاء — کے لئے کیا کریں اور نماز بھی پڑھا کریں
ویقیموا الصلوۃ ویوتوا الزکوۃ — اور زکوۃ بھی دیا کریں اور پختہ کار لوگوں
وذلک دین القیمۃ — کا یہی دستور و آئین ہے"

ہر فریق کی اصلاح کے لئے قرآن شریف میں کثرت سے آیات ہیں لیکن میں وقت کی قلت کا لحاظ کرتے ہوئے انہی آیات مذکورہ بالا پر اکتفا کرتا ہوں اور آپ کو حرف مطلب کے نزدیک تر لاتا ہوں۔

آنحضرت صلعم کی اس حکیمانہ تعلیم سے چند سالوں میں سب کے دماغ روشن ہوگئے اور اس آئینہ حق نما میں سب کو اپنی کمی بیشی کی صورت اصلی رنگ میں نظر آنے لگی حتی کہ اب خدائے تعالیٰ نے ان سے یوں خطاب کیا:-

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان — مسلمانو! خدا نے ایمان تمہارے نزدیک
وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم — نہایت ہی محبوب کر دیا ہے اور اسے تمہارے
الکفر والفسوق والعصیان — دلوں میں زینت دیدی ہے اور کفر و بدکاری

اور نافرمانی تمہارے نزدیک مکروہ و ناپسند کر دی ہے۔

ملک کی سابقہ حالت کا اس موجودہ حالت سے مقابلہ کرتے ہوئے آپ کو نمایاں طور پر ایک عظیم انقلاب نظر آئیگا زمین و آسمان تو وہی ہوں گے اس زمین پر اس آسمان کے سایہ تلے اب وہ برے اقوال اور گندے افعال نہ پائے جائینگے جن سے آسمان پھٹنے کے قریب ہوتا تھا اور زمین لرزتی تھی ان آدمیوں کی صورتیں تو وہی نظر آئیں گی لیکن سیرتوں میں دن رات کا فرق معلوم ہوگا یہ کوئی نئی نسل پیدا نہیں ہوئی تھی کہ نسلاً بعد نسل ایسا بڑا انقلاب پیدا ہوگیا بلکہ اسی موجودہ نسل کے بڈھے اور جوان مرد اور عورتیں غلام اور ان کے بڑے بڑے گردن کش آقا خدائے ذوالجلال کے آستانہ پر جبین نیاز مل رہے ہیں اور گڑگڑا کر گذشتہ قصوروں کی معافی چاہ رہے ہیں۔

راتوں کے بھاگے ہوئے غلام بغیر وارنٹ گرفتاری کے خود بخود کمال انابت و رجوع قلبی سے درگاہ رب العزت میں حاضر ہو کر عفو جرائم کی درخواستیں گزار رہے ہیں اور لطف یہ کہ اس میں روحانی حظ اور قلبی مسرت پا رہے ہیں۔

اینٹ پتھر کو سجدہ کرنے والے اب صرف اپنے مالک کے سامنے پیشانی زمین پر رکھکر اس کی تسبیحیں پڑھ رہے ہیں اور قیصر و کسری تک کے سامنے بھی نہیں جھکتے۔ شراب کے نشے سے سرشار ہو کر بدکاریوں میں راتیں گزارنے والے اور نیند کی بیہوشی سے صبح تک بستروں سے نہ ہلنے والے عفیف و پرہیزگار ہو کر عیالدار رہتے ہوئے شب بیدار تہجد گزار ہو رہے ہیں جن کی شان میں یوں وارد ہے۔

تتجافی جنوبھم عن المضاجع — ان کے پہلو بستروں سے ہٹ ہٹ جاتے
یدعون ربھم خوفا وطمعا — ہیں (اور وہ) اپنے پروردگار کو اس
کے عذاب کے خوف سے اور اس کی رحمت کی امید پر دعائیں مانگتے ہیں"

نیز انہی کی صفت میں فرمایا:-

والذین یبیتون لربھم سجدا — نیز (رحمن کے بندے) وہ لوگ ہیں جو
وقیاما۔ — اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام
میں (یعنی تہجد کی نماز میں) رات گزار دیتے ہیں"

بیوگان اور یتامی کے مال ظلم و استبداد سے کھا جانے والے جن کے پتھر جیسے دلوں پر اس کی کچھ بھی ٹھیس نہیں لگتی تھی اب وہ بیوگان کی عزت و حرمت کے محافظ اور یتیموں کے کفیل و مربی ہو رہے ہیں ان کے [illegible] کے علاوہ ان کی تعلیم و تربیت میں اپنے عزیز مال و اوقات خرچ کر رہے ہیں کہ وہ کس مپرسی کی حالت سے ترقی کرکے اور قوم کے ہم رنگ ہو کر مفید ارکان ہو سکیں۔

جس قوم میں قانون وراثت میں اس قدر سخت قیدیں تھیں کہ عورت تو عورت ان نرینہ فرزندوں کو بھی محروم رکھا جاتا تھا جو گھوڑے کی پشت پر سوار ہو کر میدان کارزار میں لڑنے کے قابل نہ ہوں اب وہ آنحضرت کی اصلاح کی برکت سے مرد کے ترکے سے عورت کو والدین کے ترکے سے بیٹی کو اور خود وسائل بلکہ

شیر خوار بچہ کو بھی حصہ دے رہے ہیں۔

جو قوم ولادت کے وقت ہی لڑکیوں کا گلا گھونٹ دیتی تھی یا اگر زندہ رکھا تو چند سال بُری بھلی طرح پالتے رہے پھر صغر سنی ہی میں زندہ درگور کردیا اب وہ اس رحمۃ للعالمین کی ہدایات پر عمل پیرا ہوکر اور آپ کے طریق عمل کی پیروی کرکے لڑکیوں کو نہایت شفقت و پیار سے پال رہے ہیں ان کو دین و اخلاق کی تعلیم دے رہے ہیں ہنر اور سلیقہ سکھا رہے ہیں اور عورت کو مرد کے لئے امور خانہ داری میں ایک بہتر معاون و مشیر بنا رہے ہیں۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ قدرت نے آنحضرت صلعم کو نمونہ عمل بنانے کے لئے ایک نہیں دو نہیں تین نہیں پوری چار بیٹیاں عطا کیں اور تین بیٹے بھی بخشے لیکن خدائے حکیم کی حکمت دیکھئے کہ آپ کے سب بیٹے صغر سنی ہی میں فوت ہوگئے اور سب لڑکیاں زندہ رہیں جن کو آپ نے نہایت شفقت و پیار سے پالا نہ بلوغت کی عمر کو پہنچیں آپ نے ان کی شادیاں کیں اور ان کے سب امور باحسن صورت انجام دیئے اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ۔

مسلمانو! میرے عزیز بھائیو! کیا آپ نہیں چاہتے کہ دلی عقیدت سے نوع انسانی خصوصاً صنف نازک کے ایسے شفیق محسن پر درود شریف بھیجیں کیوں نہیں۔ ہاں تو پڑھیئے اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ۔

ظالم ڈاکو اور رہزن کسی پر ترس نہ کھانے والے۔ اب قافلوں کے محافظ اور مظلوموں کے حامی اور مساکین کے قائد و رہنما ہو رہے ہیں

زمانہ جاہلیت کے عربوں کی ضد و تعصب، کبر و نخوت، فخر و مباہات، رعونت وغیرہ آپس میں جنگ و جدال، فتنہ و فساد، مردم آزاری و خونریزی کس کو یاد نہیں ہو وہی لوگ ہاں وہی لوگ (نہ کہ آئندہ نسل) آنحضرت صلعم کی برکت سے آپس میں ایک دوسرے کے ہمدرد و غمخوار بلکہ بھائی بھائی ہو رہے ہیں الہی سے خطاب کرکے فرمایا:۔

واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔	مسلمانو! تم خدا کی وہ نعمت بھی یاد کرو جب تم آپس میں دشمن تھے تو خدا نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا پس تم اس کی نعمت (پیغمبر اسلام و کلام الٰہی

سے) آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔"

اس کے بعد قدرت کا تماشا دیکھئے کہ یہی بھیڑ بکری چرانے والے لوگ دنیا کے فاتح ہوکر اخلاق و تدین، تہذیب و تمدن اور سیاست و جہانبانی میں استاد روزگار ثابت ہوئے۔ یہ کوئی معمولی انقلاب نہیں تھا میں اپنے ناقص مطالعہ کا اعتراف کرتے ہوئے نہایت نہایت وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ زمانہ کی آنکھ نے اپنی پیدائش سے اس وقت تک صفحہ ہستی پر یہ نظارہ کبھی نہیں دیکھا تھا لیل و نہار کے دور میں اسے یہ سماں کبھی نظر نہیں آیا تھا وہ اپنی قسمت پر جس قدر بھی ناز کرے بجا ہے اور اپنے نصیبے پر جس قدر بھی فخر کرے اسے زیبا ہے کہ جس مبارک ہستی کے شوق میں اس نے لکھو کھا لیل و نہار کے سیاہ و سفید رنگ بدلے اور جس صاحب شوکت کے دیدار کی آرزو میں وہ ہزارہا سال سے آفتاب و ماہتاب کی نورانی

آنکھوں سے منتظر تھا اُسے (صلعم) اس نے اپنی پیرانہ سالی کے آخری دور میں دیکھ لیا اور دیکھا بھی تو ساری تمنائیں اور آرزوئیں اور جملہ مرادیں اور خواہشیں پوری کرتے ہوئے اور دامن گوہر مقصود سے بھرتے ہوئے دیکھا۔

زہے نصیب زمانے کے کہ اس نے اس دن کے بعد کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کا یتیم ظالموں کے ظلم سے بچنے کے لئے اپنے وطن مالوف مکہ معظمہ سے رات کے وقت چھپکر ایک یار غار کے ساتھ ہجرت کرجاتا ہے وہ دن بھی دیکھ لیا کہ وہ خدا کا سچا رسول (فداہ روحی) وعدہ الٰہی ان الذی فرض علیك القرآن لرادك الی معاد کی صدا کانوں میں رکھتے ہوئے اس شب ہجرت سے برابر آٹھویں سال دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ نہایت شان و شوکت سے فاتحانہ حالت میں پھر مکہ معظمہ میں داخل ہوتا ہے اور فتح کا جھنڈا گاڑ کر اور خدائے واحد کے نام کا جلال پکار کر اپنی قوم کے تمام لوگوں کو خدا کا یہ پیغام سناتا ہے یا معشر قریش ان اللہ قد اذھب عنکم نخوۃ الجاھلیۃ وتعظمھا بالآباء الناس من آدم وآدم خلق من تراب ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یایھا الناس انا خلقناکم الخ یا معشر قریش ویا اھل مکۃ ما ترون انی فاعل بکم قالوا خیرا اخ کریم وابن اخ کریم ثم قال اذھبوا فانتم الطلقاء

اے گروہ قریش! بیشک خدا نے (آج) تم سے جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا کی وجہ سے فخر کرنا دور کر دیا ہے تمام لوگ آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کیا گیا تھا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا کیا اور تمہاری ذاتیں اور برادریاں صرف تمہاری پہچان کے لئے بنائیں تم میں سے خدا کے ہاں بڑی عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے اے گروہ قریش! اور اے اہل مکہ تمہارے خیال میں میں تم سے کیا سلوک کروں گا انھوں نے کہا نیک سلوک آپ (ہمارے) صاحب کرم بھائی ہیں اور صاحب کرم بھائی (عبداللہ بن عبدالمطلب) کے بیٹے ہیں اس پر آپ نے فرمایا جاؤ تم سب آزاد ہو۔"

میرے معزز و عزیز بھائیو! یہ وہ کامیابی ہے جو سوائے آپ کے کسی سیاسی لیڈر کسی فاتح اور کسی مصلح کو کبھی حاصل نہیں ہوئی اور نہ کوئی دوسرا اس عظمت و شان کا گزرا ہے کہ بانی مذہب بھی ہو بانی قوم بھی ہو اور بانی سیاست و سلطنت بھی یہ ہر سہ امور آپ سوائے آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات کے کسی ایک میں یکجا جمع نہیں پائیں گے

طول بہت ہوگیا ہے اور مضمون ابھی بہت سا باقی ہے لہذا میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوتا ہوا یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ میں نے بخیال خود وہ سب باتیں جن کی آپ کو ضرورت ہے نہایت احتیاط سے واقعات تاریخیہ کے رنگ میں سمجھا دی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ منزل مقصود ابھی بہت دور ہے اس لئے میں گذشتہ تفصیل کو یکجا جمع کرنے اور بعض اشارات کو واضح کرنے کے لئے آپ سے صرف تین باتیں کہنے کی اجازت چاہتا ہوں واللہ الموفق۔

اول یہ کہ آپ نے کبھی سوچا اور خیال کیا کہ اس کارخانہ علت و معلول میں خداوند عالم نے اپنے حبیب رحمۃ للعالمین صلعم کے لئے کیا سامان مہیا کئے تھے اور زمانہ میں کس صورت میں اس کا سازگار بنایا تھا کہ آپ کو ایسی

بڑی کامیابی حاصل ہوئی جو سابقًا کسی کو بھی نہیں ہوئی تھی اور اس کے ضمن میں یہ خیال بھی کبھی گزرا کہ خداوند تعالے نے آپ کو ایک سنسان بیابان میں کیوں پیدا کیا جس کے باشندے عام طور پر وحشیوں اور درندوں سے بھی بڑھے ہوئے تھے اور ان میں اور ان میں سوائے صورت ظاہری کے کوئی نمایاں فرق نہیں تھا کیا خداے ذو الجلال کو آپ کے لئے کسی متمدن اور علوم وفنون میں ترقی یافتہ اور آئین سلطانی کے خوگر ملک میں جگہ تنگ ہوگئی تھی مثلاً ہندوستان کہ اس کی قدیم روایات اس کی شان کی شہادت دیتی ہیں اور ایران کہ اس کی سلطنت بھی بہت پرانی تھی اور روم کہ رومن ایمپائر کے قانون کی ہمہ گیری کا سکہ ایک عالم پر چھایا ہوا تھا اور یونان کہ علوم وفنون میں دنیا جہان کا استاد تھا اور مصر کہ اس کے بادشاہوں کا جبروت وسطوت مشہور عالم تھا۔

خداوند عالم نے اپنے حبیب فاتح دنیا، استاد جہاں مصلح عالم کو ایک سنسان ویرانے میں پیدا کیا اور اس میں بھی اس حصے میں جس کی شان میں خود اس کے اپنے کلام میں وارد ہے بواد غیر ذی زرع یعنی ایسی وادی میں جہاں زراعت نام کو نہیں یعنی مکہ میں یا یوں کہیے کہ ایک ناقابل زراعت وادی میں پیدا کیا۔

ظاہر ہے کہ ایسے علاقے کے لوگوں کے اخلاق نرم تو ہوں گے نہیں سخت ہی ہوں گے ریگستان وسنگستان کے رہنے والے نہ نازک بدن ہو سکتے ہیں نہ نازک مزاج پتھروں میں بسنے والے موم نہیں ہو سکتے، اچھا تو پھر خدا تعالیٰ نے ایسا کیوں کیا؟

قدرت کی اس گہری حکمت کو سمجھنے کے لئے میں ایک سوال کرنے کی جرأت کرتا ہوں اس کے جواب سے خدا کے فضل سے اس حکمت کا راز کھل جائے گا وہ یہ کہ آپ بتائیں کہ بجھے ہوئے یا کچھ کچھ دہکتے ہوئے کوئلے میں پھونکیں مار مار کر اسے مفید مطلب بنانا موزوں وآسان ہوگا یا تیز شعلے دار آگ کی تیزی کو اعتدال کے درجے پر لانا۔ ظاہر ہے کہ شعلے دار آگ کی تیزی کو معتدل کر کے اسے مفید مطلب بنانا موزوں وآسان ہے۔

بس اسی سے سمجھ لیجئے کہ ہندوستان وایران اور روم ومصر ویونان سب ممالک ترقی پا چکنے کے بعد تنزل کے عمیق گڑھے میں گرے ہوئے تھے تمام اعمال جو عیاشی وبدکرداری اور ظلم وبیداد کا لازمی نتیجہ ہے زوال کی صورت میں ان پر وارد ہو چکی تھی ان کے فطری قویٰ زائل ہو چکے تھے اور ان کے جذبات کی تیزی بجھ چکی تھی یا یوں سمجھئے کہ ان کے سب جذبات درجہ تفریط میں تھے لیکن ان سب کے برخلاف عرب کی ساری فطری قوتیں موجود تھیں اگر وہ کسی غیر پر حاکم نہ تھے تو کسی غیر کے محکوم وغلام بھی نہ تھے ؎

نہ بر اشتر بر سوارم نہ چو اشتر زیر بارم
نہ خداوند رعیت نہ غلام شہریارم

ان کی برائیاں جس قدر اوپر مذکور ہوئیں سب ایسی تھیں جو ان جذبات کے ماتحت ہوا کرتی ہیں جن کا تیز درجہ اعتدال سے گزر کر درجہ افراط پر پہنچا ہوتا ہے ڈکیتی اور رہزنی، قتل وقتال جنگجوئی اور خونریزی مفاخرت ومبارزت عصبیت وحمیت ودفاع وانتقام جیسے کام بزدلوں سے نہیں ہو سکتے اور شراب نوشی وعیاشی اسراف ومباہات نام ونمود کے لئے پرتکلف عام ضیافتیں کنجوس مکھی چوس نہیں کر سکتے۔

پس خدائے حکیم نے یہ چاہا کہ فاتح اعظم اور مصلح عالم کو ایک ایسے ملک میں پیدا کرے جو غیروں کے تمرد وتغلب سے آزاد ہو ان کی سیاسی روح زندہ ہو وہ قوم خودداری وعصبیت کی مالک ہو اپنی قوم کے سوا کسی غیر کے سائے کو بھی برداشت نہ کر سکتی ہو کسی کے احسان مند ہونے کے بجائے احسان کرنا ان کا فخر ہو بس ان کی اصلاح کے لئے کسی بڑی تکلیف ومحنت کی ضرورت نہیں تھی ان کو غلطی کا احساس کرایا اور ذہن دبا کر درجہ افراط سے درجہ اعتدال پر لا کھڑا کیا کیونکہ تیز جذبات والا انسان سمجھ آجانے پر اپنی غلطی کو فوراً تسلیم کر لیتا ہے اور پھر دوسروں کی اصلاح میں اسی طرح جد وجہد کرتا ہے جس طرح مخالفت میں سعی وکوشش کرتا تھا اور حقیقت امر سمجھ لینے کے بعد اسے عمل میں لانے کے لئے اس کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی نہ کسی کا دباؤ نہ کسی کا لالچ

پس آنحضرت صلعم نے قوم عرب کے تیز جذبات کو درجہ اعتدال پر لا کر ان کو اس قابل بنا دیا کہ وہ ایک قلیل مدت میں فاتح عالم ہو گئے اور ایک صدی کے اندر حکومت اسلام کی حدود اس قدر وسیع ہو گئیں کہ اگر ایک طرف مشرق میں ہندوستان کے سربفلک پہاڑوں سے ٹکراتی تھیں تو دوسری طرف مغرب اقصٰے میں کوہ پرینز کے پار تک پہنچ گئی تھیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ تو قدرت کا کام تھا کہ آنحضرت صلعم کو ایک ایسے آزاد ملک میں پیدا کیا جس پر کسی غیر کا کبھی سایہ بھی نہ پڑا تھا اس کے علاوہ خود آنحضرت صلعم نے اس قوم کی نبض شناسی کس طرح کی؟ اور ان کی بد نظمی کو منظم کس طرح کیا؟ اس میں آپ لوگوں کا اصل مقصود "اسلام اور حالات حاضرہ" پوری طرح واضح ہو جائے گا سو معلوم ہو کہ قومیت کا مدار دو چیزیں ہیں عصبیت اور اجتماعی قوت۔

حضرات یہ تو آپ صاحبان کو معلوم ہی ہے کہ عربوں میں عصبیت غالب درجے کی تھی اگر کسر تھی تو بس اجتماعی نظام کی تھی کہ ان کی ساری قوت ذاتی جھگڑوں آپس کی جنگوں اور انتقاموں میں صرف ہوتی تھی اور مجتمع ہونے نہیں پاتی تھی بس آنحضرت صلعم نے ان کو ایک اسٹیج پر مجتمع کر کے آپس میں ایک دوسرے کا ہمدرد وغمخوار بلکہ برادر وغمگسار بنا دیا حقیقت میں یہ بھی الٰہی کرشمہ تھا کیونکہ نبی الصمد کے سب کام خدائی توفیق کی طرف منسوب ہوتے ہیں چنانچہ اسی حق میں فرمایا۔ وان یریدوا ان یخدعوک فان حسبک اللہ ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین والف بین قلوبھم لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم انہ عزیز حکیم۔

یعنی (اے پیغمبر!) اگر یہ (کفار صلح کے رنگ میں) تم کو دھوکا دینا چاہیں تو تم کو تو بس ایک اللہ ہی کافی ہے وہ وہی تو ہے جس نے اپنی امداد اور جماعت مومنین سے تمہاری تائید کی اور ان (مومنوں) کے دلوں میں الفت ڈال دی اگر تم دنیا کا سارا مال خرچ کر دیتے تو پھر بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے لیکن اللہ تعالےٰ نے (بغیر روپے کے لالچ کے محض اپنے فضل سے) ان میں (ایک دوسرے کی) الفت ڈال دی بیشک وہ بڑا زبردست اور بڑا باحکمت ہے۔

پس اگر آپ بھی حالات حاضرہ پر غالب آنا چاہتے ہیں اور ان کے نتائج کو اپنی مراد کے موافق دیکھنا چاہتے ہیں تو اول تو اپنے آپ میں عصبیت قومی اور غیرت وحمیت دینی وملی پیدا کریں اور پھر اپنی قوت کو کسی محکم نظام کے تحت مجتمع کریں اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ نظام سے بہتر نظام کہاں ملیگا؟ جو منبر پر چڑھ کر سب کے سامنے باآواز بلند پکار کر فرماتے ہیں خیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی بہترین سیرت سیرت محمدی ہے آنحضرت صلعم کی اس آواز کو ساڑھے تیرہ سو سال گذر چکے ہیں اور یہ آج تک اسی طرح گونج رہی ہے۔ اس عرصہ میں بڑے بڑے مصلح اور ریفارمر گذرے مگر ان میں کوئی اس مصلح اعظم کے پاسنگ بھی نہیں تھا۔ مثلاً زمانہ حال کے سب سے بڑے آدمی گاندھی جی سمجھے جاتے ہیں جنھوں نے اپنی قوم اور اپنے ملک کی آزادی کے لئے ایک عالم کو تہ وبالا کر رکھا ہے میں ان کے ارادے اور ہمت کی قدر کرتا ہوں گو ایک رسول برحق کے ساتھ ایک ملکی لیڈر اور غیر رسول شخص کا مقابلہ مناسب نہ ہو لیکن چونکہ ان کی اکثر قوم ان کو مہاتما اور بعض خدا کا اوتار بھی سمجھنے لگے ہیں اور ان کے نزدیک گاندھی جی کی عزت وعظمت خدا کے بعد کسی دوسرے سے کم نہیں وہ ان کے نام کی جے پکارتے ہیں ان کے فرمان پر مال وجان، عزت وآبرو، زن وفرزند سب کچھ قربان کر رہے ہیں اس لئے حالات حاضرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے میں ان کی سعی اور طریق عمل کے متعلق بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں جس کا مختصر بیان یوں ہے کہ گاندھی جی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول پر اپنی قوم میں عصبیت وحمیت پیدا کر رہے ہیں اور ان کی قوت کو محکم نظام کے ماتحت جمع کر رہے ہیں اور وہ اس میں کسی حد تک کامیاب بھی ہو رہے ہیں لیکن یہ نتیجہ کہ منزل مقصود پر پہنچ جائیں بلکہ یہ بھی کہ اُسے دور سے ہی دیکھ لیں "ہنوز دلی دور است" کی مثل ہے اسے نہ تو گاندھی جی دیکھیں گے اور نہ وہ نسل جس میں وہ اپنی سعی وعمل خرچ کر رہے ہیں۔

باقی رہیں آئندہ نسلیں سو ان کا حال خدا کو معلوم ہے کہ وہ کس کینڈے کی ہوں گی کیونکہ ابھی تک قوم میں ایکسٹریمسٹ یعنی انتہا پسند بھی ہیں اور اعتدال پسند بھی ہیں اور لڑاکے اور خوشامدی اور وفادار نمکخوار بھی ہیں جو نادیدہ ضابر بتان نظر فریب کو ترجیح دیتے ہیں اور معلوم ہے کہ اجزائے مرکبہ میں کبھی کوئی جزو غالب آجاتا ہے اور کبھی کوئی اس لئے آئندہ کی بابت کوئی صحیح رائے قائم نہیں ہو سکتی۔

گاندھی جی کی یہ ترقی انتہائی سمجھی جائے تو اس کے بعد تنزل و انحطاط لازم اور اگر اس کے بعد ترقی کا کوئی اور درجہ باقی ہے تو خدا جانے اونٹ کس کروٹ بیٹھے اور قوم اس درجہ پر پہنچے یا نہ پہنچے اور گاندھی جی اس دنیا سے کوچ کر جائیں پس بہر دو حال گاندھی جی کی زندگی میں موعودہ یا مزعومہ کامیابی موہوم ہے۔

اخلاقی اصلاح میں جتنی کامیابی ہوئی وہ بھی ظاہر ہے شراب خانے برابر کھلے ہیں بمبئی سے کلکتہ رنگون تک اور کشمیر وپنجاب سے دکن تک تمام ملک کے طول وعرض میں پھیلی ہوئی ہے ہی دیتی کی بجاری روزمرہ ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کر کر کے یورپ سے دھڑا دھڑ شراب منگوا رہے ہیں پی رہے ہیں کچھ پلا رہے ہیں اور ہندوستان کے مال اور ہندوستانیوں کے اخلاق وصحت کو اپنی زر پرستی کے لالچ پر برباد کر رہے ہیں قحبہ خانے کھلے ہوئے ہیں۔ مہاجن پیٹ بھر کر سود کھاتے ہیں سرکاری ملازم دل کھول کر رشوت لیتے ہیں۔

آنحضرت صلعم اپنی زندگی ہی میں خدا کی توحید، اسی کی خالص عبادت اور تزکیہ نفس کی بنیاد پر تہذیب واخلاق فاضلہ کے سائے میں سیاسی انقلابات اور تمدنی ترقیات کراتے ہیں اور اس باغ کی بہار اپنی آنکھوں سے دیکھکر اس دنیائے فانی سے انتقال فرماتے ہیں جس قوم کو تیار کرتے ہیں وہی دنیا کی فاتح ہوتی ہے۔ ابوبکر صدیق وعمر فاروق پیچھے پیدا نہیں ہوئے عثمان ذی النورین اور امیر معاویہ آئندہ نسل میں سے نہیں تھے، اسی (ان پڑھ) قوم صاحبان علم کے تختوں کی وارث ہوتی ہے اور ان کے قرانوں اور خزانوں کو خدا کے نام کی بلندی، تہذیب وعلم کی اشاعت اور عدل وانصاف ومساوات کی ترویج میں خرچ کرتی ہے انہی کی شان میں کہا گیا ہے ؏

کیا امیوں نے جہاں میں اُجالا

شراب خوری وحرام کاری ملک عرب سے یکدم دور ہوگئی بھیڑ بکریاں چرانے والے امیر کبیر اور سلاطین عالم ہوگئے لیکن خدا سے غافل نہیں ہوئے پہلو میں سیاسی جوش رکھتے ہوئے ماں باپ اور دیگر بزرگوں سے شوخ وگستاخ نہیں ہوئے تمدنی واقتصادی ترقی میں حرام وحلال میں تمیز کرتے ہیں سود حرام جانتے ہیں، کم تولنا رشوت لینا غصب اور دھوکے سے مال حاصل کرنا خنزیر کے برابر گنتے ہیں حالانکہ آپ سے پہلے ایام جاہلیت میں وہ یہ سب کام کرتے تھے اور یہاں تو بڑے بڑے سیاسی لیڈر، بڑے بڑے تعلیم یافتہ اور اچھے بھلے کسب حلال کرنے کرتے قومی تحریکوں میں شامل ہوکر وجہ حلال سے کنارہ کش ہوکر ظاہرا یا پوشیدہ قومی چندوں کو ذریعہ معاش بنا رہے ہیں

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

آنحضرت صلعم مال حرام سے صدقہ اور قومی چندہ قبول نہیں فرماتے چنانچہ ارشاد ہے "لایقبل اللہ صلوٰۃ بغیر طہور ولا صدقۃ من غلول" یعنی خدا تعالےٰ طہارت (غسل وضو) کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا اور حرام وخیانت کے مال سے صدقہ خیرات قبول نہیں کرتا۔

جس طرح حلال کھانے کی نسبت فرمایا:-

یاایھا الذین امنوا کلوا من طیبات ما رزقنکم یعنی اے مسلمانو! کھاؤ تم پاک چیزوں سے جو ہم نے تم کو عطا کیں۔

اسی طرح خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کی نسبت بھی فرمایا:-

یاایھا الذین امنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم یعنی اے مسلمانو! اپنی پاک کمائی میں سے (راہ خدا میں) خرچ کیا کرو۔

اور عام اخلاقی وسیاسی وروحانی برائیوں کی ممانعت میں فرمایا:-

قل انما حرم ربی الفواحش ما ظھر منھا وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا باللہ ما لم ینزل بہ سلطانا وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون یعنی (اے پیغمبر! ان سے) کہدو کہ میرے رب نے تو (ہر قسم کی) بے حیائی ظاہری وباطنی (قولی وفعلی) حرام کردی ہے اور ہر قسم کا گناہ

اور ناحق کی بغاوت و شورش) اور خدا کے ساتھ شریک گردانا جس کے بارہ میں خدا نے (کسی دین میں بھی) کوئی دلیل ہی نازل نہیں کی اور یہ بھی حرام کر دیا ہے) کہ تم خدا کے ذمے وہ باتیں لگاؤ جن کا تم کو علم نہیں؛

غرض آنحضرت صلعم نے انسانی ہستی کے سب امور جسمانی و روحانی اخلاقی و تمدنی معاشرتی و سیاسی کی اصلاح کی اور آپ خدا کے فضل سے اپنی کوشش کو اپنی آنکھ سے بار آور دیکھکر نہایت ٹھنڈے دل سے دنیا سے رخصت ہوئے لیکن گاندھی جی جو آج دنیا بھر میں یا کم از کم ہندوستان میں یا اپنی اکثر قوم میں سب سے بڑے آدمی یا خدا کا اوتار مانے جاتے ہیں نوع انسانی کی نہیں بلکہ صرف ہندوستان کی آزادی دیکھنا چاہتے ہیں پھر بھی وجود ہر طرح کی ممکن کوشش کرنے کے خواہ وہ کوشش تدبیر کے متعلق ہو خواہ صرف اموال کے متعلق خواہ تحمل شدائد و مکروہات کے متعلق، ابھی مقصود کے نزدیک تک بھی نہیں پہنچے۔

پھر یہ کہ آنحضرت صلعم کو جو قوم ملی وہ ان پڑھ ہے مال و دولت میں کمزور ہے تمدن میں بالکل پیچھے ہے تعداد اور دنیوی حیثیت میں اپنے حریفوں اور مخالفوں سے کمتر ہے، لیکن گاندھی جی کی قوم ماشاء اللہ دولت کی دھنی علوم مروجہ میں دیگر ہمسایہ قوموں سے فائق اشاہی رسوخ میں ان سب سے آگے تدبیر و مطلب براری میں استاد تعداد میں شاہی قوم سے صد ہا گنا زیادہ، ممتاز عہدوں پر فائز، دفاتر پر کلیۃً قابض اور سب سے بڑھکر یہ کہ گورنمنٹ کی پالیسی کو خوب سمجھنے والی بلکہ ان کے نقش قدم پر چلنے والی لیکن ان کی مراد ابھی تک معرض التوا میں ہے۔ گاندھی جی بھی اعلان کرتے ہیں کہ اگر چھ مہینے تک سوراج نہ ملا تو میں آبادی چھوڑ دوں گا ہمالیہ کی چوٹیوں پر چلا جاؤں گا دس سال کا عرصہ گزر گیا لیکن نہ تو سوراج ملا اور نہ گاندھی جی کوہ ہمالیہ پر گئے۔

دوسری طرف دیکھئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔

ایھا الناس قولوا لا الٰہ الا اللہ تملکوا العرب وتدین لکما العجم ۔ یعنی اے لوگو! تم لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرو تم عرب کے بادشاہ ہو جاؤگے اور عجمی تمہاری رعیت ہو جائینگے۔

آپ کی یہ آواز اس وقت کی ہے جب مکہ میں آپ کے ساتھ کوئی قوی جماعت نہیں تھی چند ایک غرباء و ضعفا آپ کے ساتھی تھے جن کو نہ گھر میں امن تھا نہ شہر میں امان آخر چند سال میں عرب آپ کی حیات طیبہ ہی میں زیر نگیں ہو جاتا ہے اور آپ اپنی رحلت کے آخری دن دوسرے ممالک کی فتوحات کے لئے اپنے دست مبارک سے جھنڈا قوم کے ہاتھ میں دیتے ہیں اور تاکیدی حکم فرماتے ہیں کہ اس لشکر کو ضرور بھیجکر رہنا،

گویا عرب کے بعد آئندہ فتوحات کا بھی دروازہ کھول کر قوم کو اس میں داخل ہونے کا حکم دیتے ہیں اور دنیا سے نہایت اطمینان کے ساتھ رخصت ہوتے ہیں یہ ہے وہ کامیابی جس کی نظیر دنیا جہان میں کسی قوم کی تاریخ میں نہیں ملتی آخر اس کا کیا سبب ہے کہ ایسے بڑے بڑے مدبر بعض نسا سان زمانہ مالکان دولت و ثروت صاحبان علم و ہنر جن کے ساتھ ہزاروں نہیں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں فدائی لڑنے مرنے مال و جان قربان کرنے کے لئے موجود ہوں وہ تو ناکام رہیں اور ایک امی سب رکاوٹوں پر غالب آتا ہوا ایک مٹھی بھر بے سامان غریب جماعت سے پوری طرح کامیاب ہو کر دنیا سے رخصت ہو۔

صاحبان! میں اپنی رائے سے اس کا کوئی سبب مقرر نہیں کرتا بلکہ میں اس کارساز و بادشاہ حقیقی، مالک زمین و آسمان کے قول سے استناد کرتا ہوں جس نے آنحضرت سے اور آپ کی مخلص جماعت سے وعدہ کیا تھا کہ میں تم کو دنیا میں سر و رضرور حاکم بناؤں گا۔

چنانچہ ارشاد ہے:۔

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون ۔

یعنی خدائے تعالیٰ تم (بہر دو جماعت مخلصین اور بہانہ بازاں) میں سے ان لوگوں سے جو (خالصاً) ایماندار ہیں اور نیکوکردار بھی ہیں وعدہ کرتا ہے کہ وہ ان کو زمین میں ٹھیک اسی طرح اختیار و اقتدار بخشے گا جس طرح اس نے ان سے پہلے لوگوں کو بخشا تھا اور ان کے لئے اس دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے (یعنی اسلام کو) صاحب مقدور بنائے گا یعنی وہ انھیں اسٹیٹ ریلیجن (سلطنت کا مذہب) بنادے گا اور ان کے موجودہ وقت خوف کو امن سے بدل دیگا وہ (اس امن و اقتدار کی حالت میں) میری ہی عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک ہی نہیں گردانیں گے اور جو لوگ اس نشان کے پورا ہونے کے بعد بھی کافر (دمنکر) رہیں گے تو وہ (نہایت ہی) حکم عدولی (و شرارت) ہوں گے؛

یہ آواز آنحضرت صلعم کے اپنے خیال کی نہ تھی بلکہ یہ خدائی نقارہ تھا۔

مولانا روم صاحب ایسی آوازوں کی نسبت فرماتے ہیں ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود — گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

بس صرف یہی اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم قوم سے جو وعدہ کر رہے ہیں وہ خدا کے حکم سے کر رہے جس کا پورا ہونا لازم ہے اور گاندھی جی اپنے خیال اور خواہش سے ایسا کہتے ہیں اور اپنی آواز کو موثر بنانے کے لئے پر زور الفاظ اور میرا ذرا عبارتوں سے قوم کو دلاسا دیتے ہیں دشتان بینھما یعنی ان دونوں میں بہت فرق ہے۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وعلی اٰلہ واصحابہ اجمعین

آسان دید قرآن مترجم

ایک صفحہ مولوی کے دو صفحہ کی برابر قلم اتنا جلی جتنا آپنے اکثر نمونہ اشتہار میں دیکھا ہوگا ترجمہ اتنا جلی جیسے اوپر کی موٹی سرخی کاغذ اس سے بھی زیادہ موٹا جتنا جھتا مولوی کی ٹائیٹل لیکن کاغذ کا رنگ مصری ہے یعنی گلابی مائل اور مضبوط وچکنا ہے اس لئے چھپائی بھی خوب روشن ہے میں ایک نمبر کی عینک لگاتا ہوں لیکن پانچ گز کے فاصلہ سے متن بلا عینک پڑھ لیتا ہوں ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے حاشیہ پر تفسیر ہے مجلد جس کی پشتہ کو دو ن چار سر ہے ہدیہ چار روپے ہے اور محصولڈاک علاوہ کل سوا چھ روپے (۶۴)

پتہ :- حمیدیہ پریس - دہلی

اسلامی عبادت کی اہمیت

(از مولانا مراد صاحب مارہروی)

عبادت کے معنے خدائے قدوس کی بارگاہ عظمت و جلال میں سر جھکانے اپنی عبدیت کا اظہار کرنے اور اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک لہ سمجھنے کے ہیں۔ عبادت اس وقت تک عبادت کہلانے کی مستحق نہیں جب تک بندہ سراپا نیاز ہوکر پوری مسکینی و عجز اور خدا کے پورے جبروت و جلال کے تصور کے ساتھ سر عبودیت نہ جھکائے اس کی غرض قرب خدا اور وصل الٰہی ہے بہترین طریقہ عبادت رہی ہے جس سے وصال الٰہی حاصل ہوسکے۔ عبادت قریب قریب ہر مذہب و مشرب میں خاص و اہم درجہ رکھتی ہے اور مختلف طریق پر مختلف ادا کی جاتی ہے چونکہ یہ چیز فی نفسہ ہے ہی اہم چیز اس لئے ہر مذہب نے اسے اہمیت بھی دی ہے اور اسے بہت وقیع چیز ہی سمجھا ہے لیکن لوگوں نے اس میں بڑی بڑی ٹھوکریں بھی کھائی ہیں اور اپنے انسانی ذوق سے کام لیکر اس میں ایسی ایسی ایجادیں کر بیٹھے ہیں کہ بعض طریقے تو بالکل مضحکہ خیز ہوگئے ہیں۔

بعض کیا اکثر حضرات یہ سمجھ بیٹھے کہ بارگاہ الٰہیہ تک پہنچنے میں دنیا اور دنیوی تعلقات بہت حارج اور بہت مانع ہے اس لئے وہ دنیا ہی سے علیحدہ ہوگئے اور اللہ کی دنیا کو چھوڑ کر اللہ کی طرف رجوع ہوئے تاریخ شاہد ہے کہ ان دنیا کو چھوڑنے اور رہبانیت اختیار کرنے والوں نے کس طرح مقاصد حیات کی گونہ تحقیر کی اور کس طرح غرض و غایت تخلیق عالم کو فراموش کر بیٹھے ایک عیسائیت پر کیا منحصر ہے یہود و ہنود اور بدھ سب اسی میں الجھ گئے جنگلوں میں داخل ہوئے بنوں میں پہنچے پہاڑوں کے غاروں میں گھسے، تنہا گوشے تلاش کئے اور سنسان مقامات میں فروکش ہوئے اور ایک ہوکر ایک کو ڈھونڈنے اور ایک کے ہو رہنے کی سعی کی عمریں گذار دیں زندگیاں ختم کردیں لیکن نتیجہ صفر ہی رہا اور رہنا چاہیئے تھا۔ ایک شخص کے پاس ایک کروڑ نہیں ایک ارب روپیہ فراہم ہوجائے اور اس سے دنیا اور دنیا والوں کو کوئی فائدہ نہ پہنچے۔ ایک شخص علم و فضل میں شان یکتائی پیدا کرلے ایک متنفس طب و حکمت میں مخزن کمالات بن کر رہ جائے دنیا کے لئے اس کا وجود و عدم وجود برابر ہے اگر اس سے اسے کوئی فائدہ نہ پہنچے ترک دنیا کرکے رہبانیت کی قبا پہنکر اگر کسی نے گوہر مقصود پا بھی لیا اس کا دامن مقصود بھر بھی گیا تو یہ کوئی کمال اور کوئی مافوق الفطرت کرشمہ نہیں اسے کوئی کرامت کوئی قابلیت اور کوئی اعجاز نہیں کہا جاسکتا۔

ترک دنیا کمال تو یہ ہے کہ قعر دریا میں تختہ بند ہوکر دامن کو خشک رکھے آئے حوادث و آفات کے ہجوم میں محصور ہوکر ثابت قدم رہے آتشکدہ جہنم نما میں گرے اور جسم پر کوئی آنچ نہ آئے دنیا میں رہے اور دل کو صاف رکھے سراسیمگیوں اور اضطراب اندوزیوں کے گرداب میں ہچکولے کھائے اور دامن ہمت ہاتھ سے نہ چھوڑے ساحل پر کھڑے ہوکر ہمت و حوصلہ کا مدعی ہونا معرکہ کارزار سے دور رہ کر اپنی جرأت و بسالت پر ناز کرنا اور ستم زار میں متمکن ہوکر اپنی بلا المرضیوں کی طاقت برداشت کا ذکر کرنا کچھ موزوں نہیں معلوم ہوتا ایک عورت جس کی نوکرانیاں اور مامائیں خدمت کو موجود ہیں اولاد کی پرورش و نگہداشت کے لئے نرسیں اور دایہ ملازم ہیں پکا پکایا کھانا وقت پر مل جاتا ہے وہ عورت اگر نماز پابندی سے پڑھ لیتی ہے تو اچھی بات ضرور ہے مگر قابل قدر زندگی اس کی ہے کہ جان کے ساتھ صد در صد مصائب لگے ہوئے ہیں آپ کنواں کھودنے اور آپ پانی پینے کا مضمون ہے پانچ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں کوئی رو رہا ہے کوئی شرارت کر رہا ہے کوئی جائے ضرور سے نکل کر آبدست کرانے کے لئے چلا رہا ہے کوئی گود میں پڑا ہوا چولھے پر روٹی ڈال رکھی ہے۔

دوسری طرف شوہر کی آمد آمد کا وقت ہے جلد جلد کھانا خود تیار کرنا ہے سردی کا موسم ہے نماز کا وقت تنگ ہوا جاتا ہے اور بچے نے پیشاب کردیا ہے حوصلہ سوز حالات ہیں لیکن وہ بالکل نہیں گھبراتی خوشدلی اور سبک دلی کے ساتھ کام میں مشغول ہے جھپٹ کے اٹھتی ہے کپڑے پاک کرتی ہے اور وضو کرکے چار رکعت نماز عصر ادا کرلیتی ہے یہ ہے دینداری اور خدا پرستی۔

ایک شخص کے ساتھ معاش کی ہمہ جانگسل افکار لگی ہوئی ہیں ملازمت کی زنجیر بھی پاؤں میں پڑی ہے بال بچوں کا بھی فکر لگا ہوا ہے پھر بھی وہ معبود برحق کی عبادت کرتا ہے اور خدا کو نہیں بھولتا ہے تو بیشک وہ قابل قدر ہے لائق تحسین ہے اور . . . . اور بہادر ہے عبادت بہرکیف عبادت ہے مگر ایک یکسو اور عزلت گزین انسان کی عبادت اور ایک مصروف اور دنیادار انسان کی عبادت میں فرق ہے اور بہت بڑا فرق ہے کہا جاسکتا ہے کہ آخر اس عزلت گزیں اور گوشہ گیر نے بھی قربانیاں کی ہیں لذائذ دنیوی کو ترک کیا ہے اور اب ریاضات و مجاہدات میں مصروف ہے بیشک ہے بلاشبہ یہ بھی قربانیاں ہیں اور بڑی بات ہے مگر سوال یہی ہے کہ آخر یہ قربانیاں کیوں کی گئیں لذائذ دنیوی کو ترک کیوں کیا گیا اسی لئے نہ کہ بے ہمتی تھی، بزدلی تھی برائی تھی دنیا کے افکار دنیا کے تعلقات اور دنیا کی الجھنیں اسے ڈرا رہی تھیں آنکھیں دکھا رہی تھیں خوف تھا کہ یہ چیزیں ہیں دامنگیر نہ ہوجائیں سو فکر تن اور پریشانیوں کا خیال تھا اور یہی خیال اسے کارزار عالم سے ہٹاکر ایک سکون زار حیات میں لے گیا۔

دنیادار خدا کی دنیا میں رہ کے دنیا کے خالق کو نہیں بھولتا سمندر میں اتر کر سمندر کی موجوں کا مقابلہ کرتا ہے اس لئے وہ افضل ہے اور بہت افضل ہے عزلت میں کچھ ہو یہ کتنی بڑی چیز ہے کہ ایک سکون تو ہے یکسوئی تو ہے، تلاطم خیالات تو نہیں افکار کا اسٹیم رولر تو دماغ کو نہیں پیس رہا زن و فرزند کے تقاضوں سے تو چھٹکارا ملا ہوا ہے پھر سامنے ایک شاہراہ موجود ہے جو کانٹوں کنکریوں، پتھروں اور جھاڑ جھنکار سے خالی ہے بلا خرخشے اس پر بڑھا چلا جا رہا ہے دنیادار کے لئے ہر قدم پر کانٹے ہیں راستہ پرپیچ ہے جابجا پتھر پڑا ہے جھاڑ جھنکار میں دامن اٹک رہا ہے اور پھر وہ نہیں گھبراتا تو یقیناً وہ بہادر ہے اسی کی عبادت مردانہ عبادت ہے اور اول الذکر کی عبادت کو زنانہ عبادت ہی کہا جاسکتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بنا پر فرمایا ہے کہ دنیادار کی دو رکعت نماز غیر دنیادار کی ستر رکعت کی برابر ہیں اور ہونا بھی چاہئیے تھا ایک مصروف اور گرفتار

کار انسان ہو اور دوسرا آنکھ اور بیٹھکر اس کی اور اس کی عبادت برابر کیونکر ہو سکتی تھی۔

شفقت علی الخلق

پھر یہ بھی ایک شدید قسم کی غلط فہمی اور غلط خیالی ہو کہ دنیا خدا کی راہ سے روکتی ہے رکنے والے ہر حالت میں رک جاتے ہیں اور نہ رکنے والے کہیں بھی نہیں رکتے حقیقت یہ ہے کہ دنیا خدا پرستی کی راہ میں ہرگز حارج اور مانع نہیں البتہ اس کا غلط اور بے محل استعمال جادہ استقامت سے ہٹا دیتا ہے دلدادگان رہبانیت نے نظر کو وسعت تو دی حقائق پر غائر نگاہ تو ڈالی نہیں وہ یہ سمجھ بیٹھے کوئی الواقع یہ دنیا ہی وہ چیز ہے جو بندے کے آقا تک پہنچنے میں حارج ہے اس لئے اسلام نے رہبانیت کو ناجائز قرار دیا اور دینا چاہیے تھا کیونکہ جس تک پہنچنے کی کوشش کی جا رہی ہے اسی نے تو اسے بنایا ہے کوئی چیز بے فائدہ نہیں بنائی گئی خود خدائے قدوس ہی فرماتا ہے کہ ہم نے دنیا کو بے فائدہ نہیں بنایا مجنوں اور عقل و خرد سے بے بہرہ مجنونوں کا ذکر نہیں کوئی ایک ذی عقل اور ذی ہوش انسان بھی ایسا نہیں جو بیفائدہ کام میں اپنا وقت ضائع کرے جب ذی ہوش انسان کے متعلق ہمارا یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے تو خدا تو پھر خدا ہے وہ بھلا اتنی وسیع اتنی ہمہ گیر اور اتنی اہم چیز کو کیونکر بے فائدہ بنا سکتا ہے۔

مشکوٰۃ باب شفقت میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا یہ ارشاد موجود ہے الخلق عیال اللہ فاحسن الخلق من احسن الی عیالہ یعنی تمام انسان خدائے تعالےٰ کے عیال ہیں پس خدا کی نظر میں بہترین انسان وہ ہے جو اپنے عیال نیز یگانہ و بیگانہ کے ساتھ اسی طرح بہترین سلوک کرے جس طرح خود خدائے رب العزت اپنی مخلوقات کے ساتھ مہربانی و شفقت اور رحمت و رافت کا سلوک کرتا ہے بہرحال ہمارے نزدیک جو انسان بھی دنیا سے کلی طور پر الگ اور علیحدہ ہو جاتا ہے وہ گویا خدائے برتر و توانا کے بنائے ہوئے اتنے کارخانہ کو لغو اور عبث قرار دیتا ہے بہترین طریق عبادت وہی ہو سکتا ہے اور صحیح طرز عمل وہ نہیں دنیا اسی کو کہہ سکتی ہے جو جہاں انسانیت کے لئے موجب مشقت نہ ہو وہاں وہ ہر طبقہ کے انسان کے لئے قابل عمل بھی ہو اس پر بڑے چھوٹے امیر غریب، تاجر صناع آقا مزدور اور مسافر و حاضر غرض ہر شخص عمل کر سکتا ہو۔

آسان و اہم عبادت

اسلام نے جو طریق عبادت مقرر کیا ہے وہ بالکل ایسا ہی ہے آسان بھی ہو اور قابل عمل بھی یہی چیز ہے تخلقوا باخلاق اللہ یعنی خدا کے اخلاق جیسے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو اس کی صفات و حسنات کو اپنے اندر جذب کرو اپنی زندگی کو اس کے اخلاق کا صحیح نمونہ بناؤ اور ایک دوسرے کے ساتھ اتحاد و محبت کے ساتھ پیش آؤ یہ جب ہی ہو سکتا ہے جب خدائے قدوس کو وحدہ لاشریک سمجھ لیا جائے اور ساتھ ہی یہ سمجھ لیا جائے کہ عقول انسانی جتنی بہتر سے بہتر صفات و حسنات استقصا اور اندازہ کر سکتی ہے وہ سب اس ذات احدیت میں موجود و مرکوز ہیں۔

رہ گئی رسالت اس میں کوئی ابہام و اشکال نہیں اللہ تعالےٰ نے اپنے جیسے بندوں کی اصلاح کے لئے بندوں ہی میں سے جس بندہ کو بندوں تک اپنا اصلاحی و اخلاقی پیغام پہنچانے کے لئے منتخب کر لیا وہی رسول ہے اسلامی عقیدہ کے مطابق تو دنیا میں کوئی ایک قوم اور ایک ملک بھی ایسا نہیں جہاں اس قسم کے مصلح خدا کی طرف سے مبعوث نہ ہوئے ہوں اب جب اس بندے کو اتنا بڑا منصب بارگاہ الہیہ سے عطا ہوتا ہے وہ جمہور عوام کو تعلیم دیتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس معلم کی بھی عزت ہونی چاہیئے دنیوی معلموں ہی کی عزت کی جاتی ہے اور جنھیں ہم خود اپنی تعلیم کے لئے مقرر کرتے ہیں انھیں بھی قابل عزت سمجھتے ہیں تو یہ معلم تو پھر خدا کے مقرر کئے ہوئے معلم ہیں انہوں نے ہمیں تعلیمات دی ہیں ہمیں بڑھایا ہے اور بارگاہ ربانی میں قریب حاصل کیا ہی پھر وجہ کیا ہے کہ ان کی عزت و تقدیس میں کوتاہی کی جائے۔

دنیا میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جنھیں ہم نے کبھی نہیں دیکھا صرف معلم کے بتانے پر تسلیم کر لیا ہے بہت سی چیزیں ایسی ہیں جنھیں ہم روز دیکھتے ہیں مگر ہمیں ان کی ماہیت و حقیقت کا کوئی علم نہیں جو استاد نے بتا دیا اسے باور کر لیا مثلاً چاند میں پہاڑوں کی موجودگی مریخ میں انسانوں کی آبادی زمین کے نیچے پانی کا سمندر کس نے دیکھا ہے دنیا کو سورج کے گرد گھومتے اپنی آنکھ سے کس نے مشاہدہ کیا ہے۔ پانی، پہاڑوں، سونے چاندی، تاروں، سیاروں اور جنگلوں کی ماہیت کا حقیقی و ذاتی علم کسے ہے، سب لوگ کہاں جانتے ہیں کہ بجلی کیونکر بنتی ہے لاسلکی کا نظام کیا ہے تارے کیسے بن گئے چاند اور سورج کیسے وجود میں آگئے یہ سب کچھ ہمیں دیکھنے سے نہیں بتلانے ہی سے معلوم ہوا ہے اسی طرح خدا۔ جنت دوزخ مرنے کے بعد پھر جینے کے حالات بھی روحانی معلموں ہی کے بتائے ہوئے ہیں کوئی وجہ نہیں کہ ہم دنیا کے معلموں کی تو باتوں پر اعتماد کریں اور روحانی معلموں کی تعلیم سے اعراض و اباء کرتے رہیئے اور منکر خدا انجانی میں سمجھ میں آنے کا معاملہ تو ایک روٹری مشین دولاکھ لاعلم آدمیوں کے سامنے لاکر رکھدی جائے تو وہ بھی ہرگز اسے پرزے پرزے کو نہ سمجھ سکیں گے الی کا ایک تیج تحصیل پر لگا کر کسی نا واقف سے کہا جائے کہ اس میں سے ایک سو فٹ طویل اور پچاس فٹ عریض درخت نکل آتا ہے تو کوئی بھی اسے باور نہ کرے گا ایک ساتویں درجہ کے طالبعلم کو کسی طرح بھی بی اے کورس نہیں سمجھایا جا سکتا۔

لہٰذا خدا کے وجود حیات بعد ممات جنت دوزخ کے وجود پر تو ہمیں روحانی معلموں ہی کی تعلیم اور انہی کے علم پر انحصار و اکتفا کرنی پڑے گی اور کرنی چاہیئے خیر ہم کہاں سے کہاں پہنچ گئے علاوہ ایمان بالغیب کی اس صورت کے بعد اب نماز کا درجہ ہے جو اپنے اندر ایک خصوصیت کا رنگ رکھتا ہے اس کے علاوہ اسلام میں روزہ زکوٰۃ اور حج بھی داخل عبادت ہیں نماز کے علاوہ باقی فرائض اور عبادات ایسی ہیں جو ہر شخص پر ہر حالت میں فرض نہیں بلکہ صرف بعض حالات میں فرض ہیں اس لئے ہم اس وقت اسی کے متعلق تصریح اور اظہار خیالات پر اکتفا کرتے ہیں اسلام نے نماز کو کتابا موقوتا" قرار دیا ہے اور اسے ہر بالغ و عاقل پر دن و رات میں پانچ مرتبہ پڑھنا مقرر اور فرض کر دیا ہے اور اس کے تارک کو سخت و شدید عذاب کی وعید ہے۔

نماز اور اجتماع

نماز کے لئے تعین جگہ اور تعین اوقات کی ضرورت اس لئے داعی ہوئی کہ اسلام اپنے ہر کام اور ہر عمل میں شیرازہ بندی اور اجتماع کو مقدم اور ضروری سمجھتا ہے اور برابر اس پر زور دیتا چلا جاتا ہے اسلام چاہتا ہے کہ تمام دنیا ایک مرکز پر جمع ہو جائے اس کے نزدیک

افتراق و تشتت موجب ضعف و اضمحلال ہے انسانوں میں کمزوری پیدا کرتا ہے قرآن شریف میں لله المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجه الله موجود ہے یعنی اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے اس کے لئے مشرق و مغرب کی طرف منہ کر لینے ہی میں کوئی نیکی نہیں ہے ہاں ہم نے تمہیں ایک مرکز و مقام پر جمع کرنے اور تشتت و انتشار کی بلا سے بچانے کے لئے ایک خاص مقام مقرر کر دیا ہے تاکہ وحدت انسانی کے قیام کی غرض مفقود و معدوم نہ ہو جائے۔

نماز کے اوقات مقرر کرنے کا فلسفہ بھی یہی ہے کہ اجتماع نہ ٹوٹے افتراق پیدا نہ ہو۔ غور کیجئے کہ اگر کوئی وقت مقرر نہ کیا جاتا تو حالت کیا ہوتی کوئی کسی وقت نماز پڑھتا اور کوئی کسی وقت اجتماع غیر ممکن ہو جاتا پھر یہ نہ ہوتا کہ مسلمان ان میں پانچ وقت ایک جگہ لازماً جمع ہوتے اگر اتنا ہی کہہ دیا جاتا کہ نماز پڑھا کرو اور پانچ وقت اپنا سر ہمارے سامنے جھکا لیا کرو تو ہر وقت امکان تھا اور بہت ممکن و اغلب تھا کہ اکثریت اس کی طرف سے غافل ہو جاتی بہت سے افراد سستی کاہلی اور سہل انگاری کی نظر ہو جاتے اس سے اجتماع بھی ہو گیا اور وقت کی قدر و قیمت کا احساس بھی ہوا اور ہر کام کو وقت پر کرنے کا سبق بھی ملا اجتماع میں ایک اور بات بھی ہے کہ مشکل سے مشکل کام آسان ہونے لگتا ہے حتیٰ کہ "مرگ انبوہ" بھی ایک جشن بن جاتا ہے تنہا نماز پڑھنے والوں میں بالعموم سستی پائی جاتی ہے ان پر یہ عمل کسی حد تک گراں بھی گزرتا ہے اور یہ خیال رہتا ہے کہ پڑھ لیں گے ابھی تو بہت وقت ہے اس خیال کے ساتھ ہی سستی آموجود ہوتی ہے نمازیں قضا ہونے لگتی ہیں یا کم از کم ذوق شوق سے نہیں پڑھی جاتیں سب کے ساتھ سب کام ہلکے اور پر لطف معلوم ہوتے ہیں اور گرانی و سستی کے ساتھ جسم میں ایک چستی اور دل میں ایک لذت پیدا ہوتی ہے۔

امیر و غریب اور ایاز و محمود کے امتیازات سامنے آموجود ہوتے امارت کی نظر غربت پر ہمیشہ تحقیری پڑتی رہتی ہے بلکہ یوں کہا جائے تو درست ہوگا کہ یہ طبقے ہی علیحدہ علیحدہ رہے ہیں ان کے میل جول کے مواقع ہی کالعدم رہے ہیں وقت کی تعیین اور جماعت کی فضیلت و تاکید کا کتنا خوشگوار ثمرہ یہ ہے کہ امیر و امیر شاہ تک مساجد میں آتے ہیں اور شاہی و گدائی اور امارت والا اس کے تمام امتیازات چھوڑ کر اور ترک کر کے آتے ہیں اور سب دوش بدوش کھڑے ہو جاتے ہیں اس طرح دونوں طبقوں میں اتحاد بڑھتا ہے باہمی میل جول کی عادت پڑتی ہے ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہوتا ہے اور باہم گہری بے تکلفی اور بے تکلفی کے ساتھ اخوت و ہمدردی پیدا ہوتی ہے ظاہر ہے کہ جب ایک محلہ کے امیر و غریب دن میں ایک دو مرتبہ نہیں پانچ مرتبہ ایک ہی مسجد میں ملتے جلتے اور آتے جاتے رہیں گے رکوع و سجود ساتھ ساتھ ہوتے رہیں گے بات چیت کا سلسلہ جاری رہے گا تو دونوں دونوں کے لئے ہرگز اجنبی نہ رہیں گے۔ اجنبیت و غیریت بالکل دور ہو جائے گی اور سب سے بڑی اور اہم بات یہ ہے کہ عبادت الٰہی اور اتحاد نسلی کی راہ کے سب سے بڑے موانع دور ہو جائیں گے۔

پاکیزگی قلب

حسد، غرور، ریا، نمود، غیبت، افترا اور بہتان قلب کی وہ گندگیاں غلاظتیں ہیں جو دل کے متبرک کاشانے کو تباہ و ناپاک کر کے رکھ دیتی ہیں۔ بظاہر انسان پاک ہوتا ہے لیکن باطن ناپاک عبادت کے لئے پاکیزگی کی ضرورت ہے چونکہ یہ چیزیں اور یہ عیوب پاکیزگی قلب کو فنا کر دیتی ہیں اس لئے عبادت میں ذوق و شوق اور خشیت و خضوعیت پیدا نہیں ہوتی اور بغیر اس کے عبادت ایک رسم بنکر رہ جاتی ہے اٹھے اور نماز پڑھ لی۔ نماز رکوع و سجود کا نام نہیں یہ تو معراج المومنین ہے۔

غور کیجئے اور عمیق غور کیجئے بندہ خدا کے دربار میں حاضر ہوتا ہے جو سب سے بڑا اور سب سے باجبروت دربار ہے اس کے دربار میں پورے ادب اور پورے انکسار ہی کے ساتھ حاضر ہونا چاہیئے تمام مذاہب کے طریقوں پر ایک نگاہ ڈال جائیے بعض صرف دست بستہ کھڑے ہو جاتے ہیں بعض محض جھکنے پر اکتفا کرتے ہیں بعض سجدہ ہی میں پڑے رہتے ہیں اور بعض دوزانو ہو کر اور آنکھیں بند کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ اسلام نے چوکڑی مار کر بیٹھنے اکڑ کر کھڑے ہو جانے اور ہاتھ پاؤں پھیلائے رہنے کے تمام طریقہ ہائے عبادت کو تو ایک بدتہذیبی اور گستاخی سمجھکر متروک کر دیا البتہ ادب و احترام اور انکسار و تذلل کے جملہ طریقے نماز کے اندر جمع کر دیئے انسان نماز پڑھتا ہے تو پہلے خدائے قدوس کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو کر اس کی تسبیح و تقدیس اور حمد و ستائش کرتا ہے اس کی جبروت و عظمت اور اپنی بندگی کا اعتراف کرتا ہے اور دعا مانگتا ہے سبحانك اللھم اور الحمد شریف اسی کے لئے لازماً پڑھی جاتی ہے پھر جھک کر اس کی عظمت کی تسبیح پڑھتا ہے پھر انتہائی تذلل کے ساتھ اس کے سامنے سربسجود ہو کر اس کی علو و شان اور اپنی بیچارگی تسلیم کرتا ہے پھر دوزانو ہو بیٹھتا ہے گویا وہ معلم حقیقی سے سبق حاصل کر رہا ہے غرض نماز کے اندر جتنی حرکات انسانی ہیں اور اس کی اندرونی اور قلبی کیفیت کی مظہر ہیں یقیناً اس سے بہتر طریق عبادت اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

اب اگر انسان حسد و غرور، و نمود اور تہمت و غیبت کی گندگیوں سے آلودہ قلب لیکر دربار الٰہی میں حاضر ہو تو وہاں سے پھٹکار ہی پڑے گی اور اسے خاک بھی لطف حاصل نہ ہوگا انسان کمزور بھی ہے اور بندہ بھی خدائے قدوس نے خود ہی عبادت میں جماعت کی صورت پیدا کر کے ایسے حالات پیدا کر دئے کہ یہ قلبی گندگیاں از خود ناپید ہو جائیں اور واقعی ناپید ہو جاتی ہیں افسوس ہے مسلمان جماعت کے ان مصالح کو بھی کھو بیٹھے ایک ایک محلہ میں دس دس مساجد بن گئیں گھروں میں نماز پڑھ لینا عام ہو گیا ہم کسی آئندہ مضمون میں ثابت کریں گے کہ مساجد کے علاوہ اور کہیں نماز پڑھنی جائز ہی نہیں البتہ شرعی مجبوری کی حالت میں گھروں دکانوں اور میدانوں میں نماز جائز رکھی ہے عام حالات میں مساجد میں نماز نہ پڑھنا ایک حد تک معصیت کی حد میں آجاتا ہے رسول کریم نے ایک دن خود فرمایا تھا کہ جی چاہتا ہے ان لوگوں کے گھروں میں آگ لگا دوں جو گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے ضرورت سے زیادہ مساجد کی تعمیر کی شدید ممانعت کر دی تھی اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جماعت سے نماز کتنی اہم چیز ہے بلکہ بعض علماء کے نزدیک تو بغیر جماعت کے نماز ہوتی ہی نہیں ہاں اگر کسی معقول عذر کی وجہ سے مسجد میں حاضری اور باجماعت نماز ادا کرنے سے معذور ہو تو جائز ہے۔ کاش مسلمان سمجھیں اور غور کریں۔

قرآن کریم اور بارش

از جناب طیب علی عبد الرسول صاحب

(گذشتہ پیوستہ)

آب باران کی خوبیاں

ہم نے قرآن مجید کی بیان کی ہوئی بارش کی تمام قسموں کو عرض کر دیا اب ہم یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ بارش کا پانی کن کن خوبیوں کا حامل اور کن کن صفتوں سے موصوف ہوتا ہے قبل اس کے کہ ہم قرآن مجید سے اس موضوع کے بارہ میں آیات کریمہ نقل کریں ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ قدیم اور جدید سائنس کی کتابوں سے بارش کے پانی کے متعلق چند اقوال درج کر دیں۔

"مخزن الادویہ" جو یونانی طب کی مفردات کے متعلق ایک معتبر اور ضخیم کتاب ہے اس میں بارش کے پانی کے بارہ میں جو رائے درج ہے وہ حسب ذیل ہے:۔ "وہ جو پانی کہ لطافت، خفت، صفائی، سرعت نفوذ اور انحدار وغیرہ صفات میں تمام پانیوں سے بہتر اور کوئی پانی نہیں مگر مینھ کا پانی۔

حکیم بو علی سینا اپنی مشہور عالم تصنیف قانون کی جلد اول میں آب باران کے بارہ لیں یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں عمدہ پانی کی قسم سے آب باران ہے خصوصاً جو گرمیوں میں گرجتے ہوئے بادل سے برسے اور جو پانی ایسی بدلی سے برسے جیسکے ساتھ سخت ہوائیں چلتی ہیں اس کے بخار میں کدورت ہوتی ہے اس لئے اس کے پانی میں بھی کدورت ہوتی ہے، آب باران گرچہ جمیع اقسام آب سے بہتر ہے مگر بوجہ لطافت ورقت اس میں ہوائی اور ارضی فسادات جلد اثر کرتے ہیں اور پانی کو فاسد کر دیتے ہیں

سائنس کی ایک کتاب میں یوں مرقوم ہے کہ:۔

بارش کا پانی نہایت شیریں اور گوارا ہوتا ہے۔"

اب ہم قرآن کریم سے آب باران کے فوائد اور خوبیاں بیان کرنے والی آیتیں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں سورہ فرقان میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

وانزلنا من السماء ماء طهورا اور ہم نے اتارا آسمان سے پاک پانی۔

سورہ ق میں ارشاد باری حسب ذیل ہے:۔

ونزلنا من السماء ماء مبارکا اور ہم نے اتارا آسمان سے مبارک پانی

قرآن کریم نے آب باراں کی دو لفظوں میں ایسی جامع ومانع تعریف فرمادی ہے جس سے بہتر تعریف نہیں ہو سکتی ارشاد ہے کہ آب باراں مبارک اور طاہر ہے ان دونوں لفظوں کی تشریح کی اس لئے ضرورت نہیں ہے کہ قرآن کریم نے آب باران کے جو فوائد اور منافع شرح وبسط کے ساتھ بیان فرمائے ہیں ان میں ان لفظوں کی بدرجہ اتم تفسیر موجود ہے اور اب ہم انھیں آیات کریمہ کو ذیل میں نقل کرتے ہیں جن میں آب باران کے فوائد اور منافع کا مفصل ذکر ہے:

سورہ انفال میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وینزل علیکم من السماء ماء لیطهرکم به ویذهب عنکم رجس الشیطن و لیربط علی قلوبکم ویثبت به الاقدام اور اتارتا تھا تم پر آسمان سے پانی کہ اس سے تم کو پاک کرے اور دور کرے تم سے شیطانی نجاست اور تا کہ محکم گرہ لگا دے تمہارے دلوں پر اور جمائے رکھے تمہارے قدم"

ان آیات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے، جنگ کا موقع تھا پانی موجود نہیں تھا مسلمان ریتلی زمین پر فروکش تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے بارش نازل فرمائی جس سے وہ لوگ جو پہلے ناپاکی کے حال میں تھے پاک ہوئے زمین جو نرم اور ریتلی تھی کہ قدم جمنا مشکل تھا بارش کے سبب سخت ہوگئی اور مسلمان کافروں کے مقابلہ میں قدم جما کر لڑنے کے قابل ہوگئے۔

اس آیت سے آب باران کے حسب ذیل منافع معلوم ہوتے ہیں کہ اس سے وضو اور غسل کر کے پاک وصاف ہو سکتے ہیں اور اگر نرم زمین پر نازل ہو تو اس سے سختی پیدا ہو جاتی ہے۔

سورہ حجر میں خدا تعالے ارشاد فرماتا ہے فانزلنا من السماء ماء فاسقینکموه وما له بخازنین "پھر ہم نے اتارا آسمان سے پانی، وہ پانی تم کو پلایا اور تم اس کا خزانہ نہیں رکھتے تھے" اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ آب باراں تمہارے پینے کے کام آتا ہے اور اس کا خزانہ تمہارے پاس نہیں ہے"

سورہ ق میں ارشاد باری جل شانہ یوں وارد ہوا ہے ونزلنا من السماء ماء مبارکا فانبتنا به جنت وحب الحصید ه والنخل باسقت لها طلع نضید ه رزقا للعباد ه واحیینا به بلدة میتا ه اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی مبارک پھر اس سے پیدا کئے باغ اور اناج جو کاٹا جاتا ہے اور کھجوروں کے درخت لمبے لمبے جن کے گابھے تہ بتہ ہیں روزی بندوں کے لئے اور ہم نے زندہ کر دیا اس سے مردہ زمین کو

بارش کے فوائد کو خدائے سبحانہ نے سورہ زمر میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے الم تر ان الله انزل من السماء ماء فسلکه ینابیع فی الارض ثم یخرج به زرعا مختلفا الوانه کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالے نے اتارا آسمان سے پانی پھر اس کو چلایا چشموں میں زمین کے اندر پھر نکالتا ہے اس سے کھیتی کہ گوناگون ہیں اس کے رنگ۔

سورہ فاطر میں کھیتی کے عوض پھلوں کی پیدائش کا ذکر فرمایا ہے ارشاد ہوتا ہے الم تر ان الله انزل من السماء ماء فاخرجنا به ثمرت مختلفا الوانها ط کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے پھل کہ مختلف ہیں ان کے رنگ"

ان دونوں آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اناجوں اور پھلوں میں جو رنگ کا اختلاف پایا جاتا ہے اس میں پانی کو بھی دخل ہے۔

سورہ لقمٰن میں ارشاد خداوندی یوں مذکور ہے وانزلنا من السماء

ماء فانبتنا فیہا من کل زوج کریم اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی پھر ہم نے اگائی زمین میں ہر زوج نیک سے ۔ زوج معنی جوڑا یعنی جس طرح حیوانات میں جوڑے ہوتے ہیں اسی طرح نباتات میں بھی جوڑے ہوتے ہیں۔ سورہ نحل میں آب باران کے فوائد کو کسی قدر شرح کے ساتھ بیان کیا گیا ہے ارشاد ہوتا ہے ھو الذی انزل من السماء ماء لکم منہ شراب و منہ شجر فیہ تسیمون ینبت لکم بہ الزرع والزیتون والنخیل والاعناب و من کل الثمرات،

وہی ہے جس نے اتارا آسمان سے پانی کہ اسی سے پیتا ہے اور اسی سے درخت ہیں جس میں تم چراتے ہو اگاتا ہے تمہارے لئے اس سے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے پھل"

سورہ مومنون میں ارشاد خلاق دو عالم یوں آیا ہے وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکنّاہ فانشانا لکم بہ جنت من نخیل و اعناب لکم فیہا فواکہ کثیرۃ و منہا تاکلون اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی اندازہ کے ساتھ اور پھر ہم نے پیدا کئے تمہارے لئے اس پانی سے باغ کھجور اور انگوروں کے اور تمہارے لئے اس میں میوے ہیں بکثرت اور ان ہی میں سے تم کھاتے ہو۔"

سورہ نحل کے ایک دوسرے مقام میں ارشاد کبریائی یوں واقع ہوا ہے واللہ انزل من السماء ماء فاحیا بہ الارض بعد موتہا اور اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر اس سے زندہ کر دیا زمین کو اس کے مرنے کے بعد" سورہ فرقان میں اسی مضمون کو یوں ادا کیا گیا ہے:۔

وانزلنا من السماء ماء طہورا لنحیی بہ بلدۃ میتا و نسقیہ مما خلقنا انعاما و اناسی کثیرا ولقد صرفنہ اور ہم نے اتارا آسمان سے پاک کرنے والا پانی تاکہ اس سے زندہ کر دیں مردہ شہر کو اور پلائیں اپنے پیدا کئے ہوئے بہتیرے چوپاؤں اور آدمیوں کو اور ہم نے تقسیم کیا۔

اسی مطلب کو سورہ روم میں یوں فرمایا ہے وینزل من السماء ماء فیحیی بہ الارض بعد موتہا اور اتارتا ہے آسمان سے پانی پھر اس سے زندہ کر دیتا ہے زمین کو اس کے مرے پیچھے"

اسی مفہوم کو مزید وضاحت کے ساتھ سورہ روم کے پانچویں رکوع میں یوں ارشاد کیا گیا ہے وان کانوا من قبل ان ینزل علیہم من قبلہ لمبلسین فانظر الی اثر رحمت اللہ کیف یحیی الارض بعد موتہا اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کہ ان پر مینہ اتارا جائے پہلے ہی سے ناامید ہو رہے تھے پس دیکھ رحمت الٰہی کے آثار کی جانب کہ وہ کیونکر زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرے پیچھے۔"

اب ہم ان آیات کو نقل کرتے ہیں جن میں آب باران کے فوائد و منافع تفصیل و تشریح سے بیان کئے گئے ہیں سب سے پہلے ملاحظہ کیجئے سورہ انعام کی حسب ذیل آیتیں ارشاد ہوتا ہے کہ وھو الذی انزل من السماء ماء فاخرجنا بہ نبات کل شیء فاخرجنا منہ خضرا نخرج منہ حبا متراکبا و من النخل من طلعہا قنوان دانیۃ وجنت من اعناب والزیتون والرمان مشتبہا و غیر متشابہ انظروا الی ثمرہ اذا اثمر و ینعہ اور اسی نے اتارا آسمان سے پانی پھر ہم نے نکالا اس سے نباتات ہر قسم کا پھر ہم نے نکالا اس سے سبز اس سے نکلتے ہیں دانے گتھے ہوئے اور کھجور کے گچھے میں سے خوشے جو جھکے پڑتے ہیں اور انگور کے درخت باغ اور زیتون اور انار باہم ملتے جلتے اور جدا جدا دیکھو درخت کا پھل جب وہ پھلے اور اس کا پکنا یعنی پھل گرچہ بظاہر مشابہ نظر آتے ہیں مگر لذت میں مختلف ہوتے ہیں"

سورہ حم سجدہ میں بارش کے فوائد کو اس طرح بیان فرمایا ہے فاذا انزلنا علیہا الماء اھتزت وربت پھر جب ہم نے اس پر اتارا پانی وہ لہلہانے لگی اور ابھر اٹھی۔

اس مضمون کو نئے انداز سے سورہ مومنون میں بیان کیا ہے وانزلنا من السماء ماء بقدر فانشانا لکم بہ جنت من نخیل و اعناب لکم فیہا فواکہ کثیرۃ و منہا تاکلون و شجرۃ تخرج من طور سیناء تنبت بالدھن و صبغ للاکلین ہم نے اتارا پانی اندازہ کے ساتھ پھر ہم نے پیدا کئے تمہارے لئے اس پانی سے باغ کھجور اور انگوروں کے اور تمہارے لئے اس میں میوے بکثرت اور ان ہی میں سے تم کھاتے ہو اور وہ درخت بھی جو طور سینا سے نکلتا ہے کہ اگتا ہے تیل اور سالن لئے ہوئے کھانے والوں کے لئے"

اسی مطلب کو سورہ حج میں نہایت اختصار سے لیکن جامع الفاظ میں بیان کر دیا ہے الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فتصبح الارض مخضرۃ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی تو زمین ہو جاتی ہے سرسبز

اسی مطلب کو سورہ طہ میں نئے انداز تحریر میں یوں بیان کیا ہے وانزل من السماء ماء فاخرجنا بہ ازواجا من نبات شتی کلوا وارعوا انعامکم اور اتارا تمہارے لئے آسمان سے پانی پھر ہم نے نکالے اس سے جوڑے بھی طرح طرح کے مختلف کھاؤ اور چراؤ اپنے چوپاؤں کو"

اسی حقیقت کو سورہ نحل میں الفاظ کا جامہ یوں پہنایا گیا ہے وانزل لکم من السماء ماء فانبتنا بہ حدائق ذات بہجۃ اور اتارا تمہارے لئے آسمان سے پانی پھر اگائے اس سے باغ رونق والے"

سورہ ابراہیم کے ایک مقام میں بارش اور اس کی پیداوار کو ایک انعام الٰہی بتا کر ارشاد کیا ہے اللہ الذی خلق السموات والارض وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوہا اللہ ہی ہے جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین اور اتارا آسمان سے پانی پھر نکالا اس سے پھلوں کی قسم سے تمہارے لئے رزق اور اگر گنو اللہ کی نعمتوں کو تو پورا نہ گن سکو گے"

سورہ یونس میں دنیا کی زندگی کو آب باراں سے مشابہت دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ کماء انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض مما یاکل الناس والانعام حتی اذا اخذت الارض زخرفہا وازینت وظن اھلہا انہم قادرون علیہا یانی کی سی ہے کہ ہم نے اتارا اس کو آسمان سے پھر ملا نکلا اس سے سبزہ زمین کا جس کو کھاتے ہیں

آدمی اور چوپائے یہانتک کہ جب پکڑا لیا زمین نے اپنا بناؤ اور سنگھار کر لیا اور سمجھا کھیت والوں نے کہ وہ قابو پا گئے ہیں کھیتی پر"

سورۂ یوسف میں قحط اور شادابی کا ذکر کرتے ہوئے آب باران کے منافع کو ایک لفظ میں بیان کر دیا ہے ارشاد ہوتا ہے ثم یاتی من بعد ذالک عام فیہ یغاث الناس و فیہ یعصرون پھر آئیگا اس کے بعد ایسا برس جس میں مینھ برسائے جائینگے اور لوگ اس میں سے شیرہ نچوڑیں گے یعنی انگوروں کی خوب پیداوار ہوگی اور ان کا عرق اور شیرہ نکالیں گے۔

اب ہم آب باراں کے فوائد کے بارہ میں ایک اور مقام پیش کر کے اس فصل کو ختم کرتے ہیں وہ مقام سورۂ اعراف میں ہو اور جو حسب ذیل ہو:۔ فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ والذی خبث لا یخرج الا نکدا ہم اتارتے ہیں بادل سے پانی پھر نکالتے ہیں پانی سے ہر طرح کے پھل اور جو زمین پاکیزہ ہے اس کی پیداوار نکلتی ہے اس کے رب کے حکم سے اور جو خراب ہو اس سے ناقص ہی نکلتا ہے۔

وجود باری کا ثبوت

ہم نے گزشتہ صفحات میں بارش کے مضمون پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی ہے یہ بتلایا گیا ہے کہ بادل کس طرح بنتے ہیں، پانی کیونکر برستا ہے، بادلوں کی کتنی قسمیں ہیں اور بارش کے کتنے اقسام ہیں اس کے بعد بتلایا گیا ہے کہ بارش سے انسان حیوان اور زمین کو کیا کیا فوائد پہنچتے ہیں اب ہم یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ بارش کو دیکھ کر اخلاقی روحانی اور مذہبی کون کون سے سبق ملتے ہیں اور اخلاق اور مذہب کی کن کن ہدایتوں پر اس سے استدلال ہو سکتا ہے سب سے پہلے ہم وجود باری تعالیٰ کے بارہ میں بارش سے دلیل پیش کرتے ہیں غور کیجئے کہ بارش کے ہونے میں انسان کی نہ عقل و دانش کو دخل ہے نہ اس میں انسان کی محنت و سعی کا کوئی دقیقہ صرف ہوتا ہے بلکہ محض قدرت خداوندی سے ایک نظم و ترتیب کے ساتھ سمندر کا گرم ہونا بخارات کا اٹھنا ان کا ہوا کے ساتھ آسمان پر چڑھنا خنکی کے سبب قطرات کا باہم ملنا اور پھر جہاں خدا چاہے وہاں برسنا سب واقعات ہوتے رہتے ہیں اور اس سے طرح طرح کے فوائد مخلوق کو پہنچتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ سورۂ عنکبوت میں ارشاد فرماتا ہو ولئن سالتھم من نزل من السماء ماء فاحیا بہ الارض من بعد موتھا لیقولن اللہ قل الحمد للہ بل اکثرھم لا یعقلون ٥ اور اگر تم ان سے پوچھو کہ کس نے اتارا آسمان سے پانی پھر اس سے زندہ کر دیا زمین کو اس کے مرے پیچھے تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے کہہ دو کہ الحمد للہ بلکہ ان میں بہتیرے سمجھتے نہیں۔" سورۂ لقمن میں ایک اور مقام پر وجود باری اور ابطال شرک میں بارش سے استدلال کیا ہو وہ یہ ہے وانزلنا من السماء ماء فانبتنا فیھا من کل زوج کریم ھذا خلق اللہ فارونی ماذا خلق الذین من دونہ اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی پھر ہم نے اگائی اس میں ہر شے کے نفیس جوڑے یہ تو اللہ کے خلق ہیں اب تم دکھاؤ مجھ کو کہ انھوں نے کیا پیدا کیا جو اس کے سوا ہیں؟ اسی استدلال کو استفہامیہ انداز میں سورۂ نحل میں بیان کیا ہے ارشاد ہوتا ہے (ترجمہ) بھلا کس نے بنایا آسمانوں اور زمین کو اور اتارا تمہارے لئے آسمان سے پانی پھر اگائے اس سے باغ رونق والے تم سے تو ممکن نہ تھا کہ اگا سکو ان کے درختوں کو کیا کوئی اور معبود ہے اللہ کے ساتھ کوئی نہیں بلکہ وہ لوگ کجروی کرتے ہیں۔"

حشر و نشر کا ثبوت

زمین جب بالکل خشک ہو جاتی ہے یہانتک کہ اس میں گھانس تک باقی نہیں رہتی تو پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس میں حیات اور زندگی نہیں ہو اور مردہ ہے لیکن ابر رحمت سے بارش ہوتی ہے تو اسی خشک اور مردہ زمین سے گھاس نکلتی ہو یہانتک کہ سبزہ لہلہانے لگتا ہو اور زمین زندہ ہو جاتی ہے پس جب زمین کا مردہ ہو کر زندہ ہونا مشاہدہ سے ثابت ہو تو قدرت خداوندی سے مردوں کا قبروں سے اٹھنا کیا مشکل ہو اس دلیل کو خداوند عالم نے کئی جگہ بیان کیا ہو۔ سورہ اعراف میں ارشاد ربانی یوں ہے حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقنٰہ لبلد میت فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات کذالک نخرج الموتی لعلکم تذکرون یہانتک کہ جب ہوائیں اٹھا لاتی ہیں بوجھل بادلوں کو تو ہم اسے ہانک دیتے ہیں مردہ شہر کے جانب پھر ہم اتارتے ہیں بادل سے پانی پھر پانی سے ہر طرح کے پھل اسی طرح ہم نکالدیں گے مردوں کو تاکہ تم غور کرو۔" سورۂ روم میں ایک مقام پر بارش کے برسنے کو مفصل ذکر کر کے یوں ارشاد ہوتا ہو فانظر الی اثر رحمت اللہ کیف یحی الارض بعد موتھا ان ذالک لمحی الموتی وھو علی کل شیٔ قدیر "پس دیکھو اے مخاطب رحمت الٰہی کے آثار کی جانب کہ وہ کیونکر زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد بیشک وہ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"

اسی مضمون کو سورۂ فاطر میں عجب دلکش پیرایہ میں بیان کیا ہو ارشاد ہوتا ہو:۔ (ترجمہ) اور اللہ وہ ہے جسنے چلائیں ہوائیں پھر وہ اٹھا لاتی ہیں بادلوں کو پھر ہم نے ان کو ہانک دیا مردہ شہر کی جانب پھر اس سے زندہ کر دیا زمین کو اس کے مرنے کے بعد اسی طرح ہوگا نشر قیامت میں"

اسی استدلال کو سورۂ زخرف میں نہایت ایجاز و اختصار سے بیان کیا ہے والذی نزل من السماء ماء بقدر فانشرنا بہ بلدۃ میتا کذالک تخرجون اور وہی ہے جس نے اتارا آسمان سے پانی ایک انداز سے پھر ہم نے زندہ کر دیا اس سے مردہ شہر کو اسی طرح تم بھی قبروں سے نکالے جاؤ گے)

مُردوں کے زندہ ہونے کے بارہ میں اسی دلیل کو سورہ حم سجدہ میں ایک اور اسلوب میں بیان کیا ہے ارشاد ہوتا ہے ومن آیاتہ انک تری الارض خاشعۃ فاذا انزلنا علیھا الماء اھتزت وربت ان الذی احیاھا لمحی الموتی انہ علی کل شیٔ قدیر اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تو دیکھتا ہے زمین کو کہ خاشع پڑی ہوئی ہے پھر جب ہم نے اس پر اتارا پانی وہ لہلہانے لگی اور ابھر اٹھی بیشک جس نے زمین کو زندہ کر دیا وہی مردوں کو جلانے والا ہو بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے

قیامت کے دن قبروں سے مردوں کے نکلنے کا ثبوت سورۂ ق کی آیات میں بھی دیا گیا ہے پہلے پانی اور اس کے برکات کا ذکر کر کے پھر ارشاد فرمایا ہو کہ یوں مردے قبروں سے خروج کرینگے دیکھئے ارشاد ربانی ونزلنا من السماء ماء مبرکا فانبتنا بہ جنت وحب الحصید والنخل باسقت لھا طلع نضید ٥ رزقا للعباد واحیینا بہ بلدۃ میتا کذالک الخروج اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی برکت والا پھر اس سے اگائے باغ اور اناج جو کاٹا جاتا ہے اور کھجوروں کے درخت لمبے لمبے جن کے گابھے تہ بتہ روزی بندوں کے لئے اور ہم نے زندہ کر دیا اس سے مردہ شہر کو اسی طرح نکل کھڑا ہونا ہے یعنی اسی طرح خروج ہوگا قبروں سے"

نقالی

از جناب مولوی محمد عثمان صاحب فارقلیط

کسی قوم کی حقیقی عزت و رفعت کا دارومدار دولت و سرمایہ کی کثرت پر نہیں ہے بلکہ ان ذاتی خوبیوں اور دماغی قابلیتوں پر ہے جن کی وہ خود خالق ہوتی ہے اور اس کی حفاظت کے سامان بھی خود ہی فراہم کرتی ہے یہی وہ سرچشمہ ہے جس سے مختلف تمدنوں اور تہذیبوں کی لوٹیں نکلتی رہیں اور اسی کے ترکیبی عناصر جذب وکشش کی قوت پیدا کر دیتے ہیں آج بھی تاریخ میں ایسی قوموں کے حالات ملتے ہیں جو کسی زمانہ میں سمار دولت پر ماہتاب بنکر چمکیں اور عارضی شان وشکوہ کے جلوے دکھا گئیں لیکن چونکہ وہ زمانہ کی کثرت کے ساتھ ذاتی کمالات اور عقلی وفکری استعداد سے محروم تھیں اس لئے وہ نہ اپنا کوئی مستقل تمدن چھوڑ گئیں اور نہ ان کے پیچھے کوئی ایسا نشان باقی رہا جو بقا کی دولت سے مالامال ہوتا اس کے ساتھ ایسی قومیں بھی گذری ہیں جو اگرچہ خود موجود نہیں رہیں لیکن دوسری قوموں کو وہ کمالات سپرد کر گئی تھیں جن پر مختلف تہذیبوں کی بنیاد پڑی اور ان ہی کی قائم کردہ اساس پر مستقبل کی تعمیر ہوئی۔

عقلی بلوغ واجتہاد

اگر ہم احتیاط کے ساتھ قوموں کے قوانین نفسی کا مطالعہ کریں اور ان اسباب وجوہ پر نظر ڈالیں جنھوں نے بہت سی قوموں کو ان کے اصل موقف سے گرایا اور بعض کو پستی سے نکال کر عروج پر پہنچایا تو تم کو معلوم ہوگا کہ اس ہبوط وصعود میں عقلی بلوغ واجتہاد کے وجود اور عدم وجود کو بڑا دخل ہے اور یہی وہ عنصر ہے جس سے تعمیر وتخریب کا کوئی خاکہ تیار ہوتا ہے اگر کسی قوم کی تہذیب بلند اور پائدار ہے اور اس کے اجتماعی کارناموں میں پختگی جدت اور کشش پائی جاتی ہے تو سمجھ لو کہ اس کی فکری استعداد درجۂ کمال کو پہنچی ہوئی تھیں اور اس کی یہ جوہریت اور اصلیت خود اس کی پیدا کردہ تھی کیونکہ ناممکن ہے کہ کوئی قوم ذہنی کمالات سے محروم ہونے کے باوجود اتنی پائدار تہذیب کے بانی قرار پائے اور حتی المقدور اس کی حفاظت کے سامان فراہم کر جائے۔ اس کے مقابلہ میں اگر کسی قوم کی مدنیت بھونڈی اور غیر مستقل نظر آئے اور قلیل عرصہ میں اس کی شکل وصورت کچھ سے کچھ بن جائے تو فیصلہ کرنا پڑے گا کہ وہ ذاتی جوہر سے محروم اور اجتہادی قوت سے بے بہرہ تھی اسی معیار پر قوموں کے ہبوط وصعود کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور اسی پر موجودہ دنیا کی تعمیر کا فیصلہ ہوسکتا ہے۔

ذہنی زوال کے اسباب

سوال یہ ہے کہ عقلی بلوغ واجتہاد کا زوال کب ظہور میں آتا ہے اور وہ کیا اسباب ہیں جو انسان کو اس کے اصلی موقف پر قائم نہیں رہنے دیتے اس کا جواب ایک ہی ہے یعنی حریت عمل اور استقلال حیات سے محرومی اور اس کی قوم کے غلبہ اور تسلط سے پیدا شدہ غلامی کے نتائج جو قوم کسی وجہ سے غلامی کی لعنت میں گرفتار ہو جاتی ہے وہ رفتہ رفتہ اپنے دماغی اور فکری کمالات کو بھی کھو بیٹھتی ہے اور مادی پسپائی کے بعد ذہنی غلامی کا پیش خیمہ ہے جہاں مادی غلامی نے جگہ پائی فوراً دماغی غلامی ہمرکاب ہو جاتی ہے اور ذہن وفکر کی جملہ قوتیں ایک ایک کر کے رخصت ہو جاتی ہیں ایسی حالت میں اس قوم کی مثال اس راہ رو کی سی ہے جس کی شمع چھین لی گئی ہو اور وہ رہبری کے لئے دوسروں کا سہارا ڈھونڈنے لگے ظاہر ہے کہ یہ گمراہ مسافر دوسروں پر اعتماد کریگا اور تاریکی میں غیر متیقن اور متزلزل قدم اٹھانے پر مجبور ہوگا لیکن اگر اس میں اپنی شمع کو محفوظ رکھنے کی طاقت ہوتی اور وہ جرأت وہمت کے ساتھ اپنی لالٹین کو مضبوط ہاتھوں سے تھامے رہتا تو وہ کبھی کسی دوسرے کا محتاج نہ ہوتا اور اپنے نفس پر اعتماد کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا جاتا۔

اجنبی عناصر کی آمیزش

آزادی کی نعمت سے محرومی کا یہ وہ نتیجہ ہے جس سے کسی قوم کو مفر نہیں ہے جب کوئی قوم اپنے اصل اور حقیقی موقف سے اس طرح گر کر ذاتی خوبیوں سے معرا ہو جاتی ہے تو اس کے بعد زوال ونکبت میں اس کا قدم اور بڑھتا ہے اور اس میں بجائے اجتہاد وبصیرت سے کام لینے کے برسر اقتدار قوموں کے نقش قدم پر چلنے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس میں صحیح اور غلط چیز کے سمجھنے کی کوئی قوت باقی نہیں رہتی وہ بچوں کی طرح ہر نظر فریب چیز کی طرف دوڑتی ہے اور ہر اس چیز کو اختیار کرنے پر آمادہ رہتی ہے جو آزاد قوموں کے ہاتھوں سے اس کو ملے اب وہ اپنے نفس پر اعتماد نہیں کرتی بلکہ دوسری قومیں اس کی عقیدت کا تکیہ گاہ ہوتی ہیں وہ اپنے اختیار اور تمیز کو کام میں نہیں لاتی بلکہ وہ دوسروں کی پسند اور خواہش کو اپنی پسند اور خواہش بنا لیتی ہے اس غلامانہ جذبہ اور کورانہ عقیدت کا دوسرا نام نقالی ہے جو آج مشرقی قوموں بالخصوص ہندوستان کا طرۂ امتیاز ہے اور جس نے مذہب اور قومیت کے اعلیٰ جذبات پر بہت ہی برا اور ناگوار اثر ڈالا ہے۔

اس نقالی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ جب انسان اپنی بصیرت کی روشنی سے محروم ہو جاتا ہے تو اس میں ضرورت سے زائد حسن عقیدت کا عنصر پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اغیار کی ہر چیز پر رعب ودہشت کے ساتھ نظر ڈالتا ہے اس مقام پر اس کی حالت اس شخص کی سی ہوتی ہے جو عمل تنویم کا معمول ہو اور جس میں خارجی مؤثرات کو دفع کرنے کی طاقت باقی نہ رہی ہو اس تقلید اور عقلی عناصر کا نام قرآن حکیم کی زبان میں جاہلیت ہے جس میں جہل وحمق سا فہم ودانش کا کوئی شائبہ نہیں ہوتا چنانچہ قرآن حکیم اس جاہلیت باطل محض کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

افحکم الجاھلیۃ یبغون ومن احسن من اللہ حکما لقوم یومنون۔	کیا لوگ اب بھی جاہلیت (باطل) کی تلاش میں ہیں حالانکہ ایمان ویقین کے لئے خدا کا وہ حکم اچکا ہے جو برہان اور روشنی ہو

دوسرے مقام پر فرمایا:-

واذا قیل لہم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا اولو کان آباءھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون ہ

جب لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ تم اس چیز پر ایمان لاؤ جو خدا نے اتاری ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے باپ داداؤں کے نقش قدم پر چلتے ہیں لیکن اگر ان کے باپ دادا عقل ودانش کی نعمت سے محروم ہوں اور صحیح راستہ سے وہ بھٹکے ہوئے ہوں (تو پھر بھی وہ ان کی نقالی کرتے رہیں گے؟)

قرآن عزیز نے یہ تو نقالوں اور اندھے مقلدوں کے متعلق ارشاد فرمایا ان کے بعد ان لوگوں کا ذاتی جوہر بتایا جو ایمان ویقین کے سایہ میں چلتے ہیں اور اجتہاد وبصیرت کی روح ان میں زندگی کی ہر لہر پیدا کرتی رہتی ہو چنانچہ ارشاد ہے

قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی

اے نبی کہہ دو! میرا تو یہ طریقہ ہے کہ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں تو بصیرت کے ساتھ (جس میں نقالی کا کوئی نام ونشان نہیں) اور جو میرے طریقہ پر چلنے والے ہیں وہ بھی اجتہاد وبصیرت کی دعوت دیتے ہیں"

ان آیات کا مطلب بالکل واضح ہے جب اسلام نے ان قوموں کو دعوت دی جو فکر واجتہاد کی نعمت سے محروم ہو چکی تھیں اور نقل وسرقہ پر ہی ان کا دارومدار رہ گیا تھا تو انہوں نے اس دعوت اجتہاد کو اندھی تقلید سے رد کرنا چاہا اور وہی کہا جو آجکل کے نقال اور مغرب کے پرستار کہتے ہیں۔

اسلام کے اول مخاطبین نے کہا تھا کہ ہمیں عقل وبصیرت کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم اس قابل ہی نہیں رہے کہ اپنی خداداد استعدادوں سے کام لے سکیں کیا آج مقلد طبقہ بعینہ یہی نہیں کر رہا کیا وہ اپنی مشرقیت پر خود خاک نہیں ڈالتا اور کیا مغرب کی نقالی پر اس کو فخر نہیں ہے؟

اپنی قابلیتوں اور استعدادوں کی تخفیف اور دوسروں کی نقل وسرقہ پر فخر ذہنی پستی کا وہ آخری مقام ہے جس میں گر کر بہت ہی کم لوگوں کو ابھرنا نصیب ہوتا ہے جس کے بعد عقلی گمراہی اور فکری ضلالت کا اور کوئی درجہ باقی نہیں رہتا آج مغرب کی سحر اندازیوں نے مغرب زدہ ہندوستانیوں کی یہی حالت کر دی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ نقالی پر شرم وندامت کے ساتھ قدم نہیں دھرتے بلکہ فخر ومباہات کے جذبات کے ساتھ آستانہ غیر پر جبیں سائی کرتے ہیں اور غیرت وحمیت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی ہی خودداری شرافت اور صلاحیتوں پر تمسخر کرنے میں ان کو مزہ آنے لگتا ہے ان کی حالت اس شخص کی سی ہوگئی ہے جو کسی نامحرم جمیلہ کے حسن پر فریفتہ ہو کر اپنی ہی منکوحہ پر آوازے کسے اور اس کی شکل دیکھنے میں اس کو عار آئے۔

موجودہ زمانہ کا الحاد

اسی نقالی اور فکری استعدادوں سے محرومی کا نتیجہ آجکل یہ ظہور میں آرہا ہے کہ نوجوان طبقہ میں الحاد ودہریت کی وبا پھیل رہی ہے اور اسلام کے متعلق ان میں شبہات اور مذبذبات پیدا ہوگئے ہیں مگر قابل غور سوال یہ ہے کہ آخر اس مغرب زدہ اور الحاد پسند طبقہ میں یہ شکوک پیدا ہوئے ہیں اور وہ کون سے اسباب ہیں جنہوں نے اس "تجدد پسند" طبقہ کو ریب وارتیاب کی دلدل میں پھنسا دیا ہے معمولی غور کے بعد اس سوال کا جواب ہر شخص دے سکتا ہے حقیقت میں نوجوان طبقہ نے شکوک وشبہات کی یہ دنیا خود ہی آباد کی ہے ان کے دماغوں میں شکوک پیدا نہیں ہوئے بلکہ پیدا کئے گئے ہیں اور یہ مصیبت خود انہوں نے سہیڑی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان بے نظیر محققوں کے شکوک کا ازالہ نہیں ہوتا جو شخص مرض کو خود ہی دعوت دے بیٹھے اس کا علاج اگر محال نہیں تو مشکل ضرور ہے اصل بات یہ ہے کہ جن چیزوں کے متعلق شکوک پیدا ہوتے ہیں ان چیزوں کی تحقیق جب تک خود ان کے اصلی سرچشمہ سے نہ کی جائے اور حقیقی اہلیت پیدا کر کے اصل ماخذ تک دسترس حاصل نہ کی جائے اس وقت تک نہ تو شکوک کا ازالہ ہوگا اور نہ شکوک کا یہ سلسلہ کہیں جا کر ختم ہوگا اگر غور سے دیکھا جائے تو ان شکوک وشبہات میں بھی نقالی اپنی پوری قوت سے کام کر رہی ہے جس کو انتہائی سادگی یا فریب کاری سے اجتہاد کا مرتبہ دیدیا گیا ہے۔

بصیرت یا نقالی

اگر کسی شخص کو فلسفہ اور مابعد الطبیعات کے بعض اصولوں سے اختلاف ہے یا وہ شک وارتیاب کے پنجہ میں گرفتار ہے تو کیا اس کے لئے یہ لازم نہیں کہ وہ فلسفہ اور مابعد الطبیعات کے ہر گوشہ کو بصیرت کی نظروں سے دیکھے اور مہارت واہلیت کے بعد ان مسائل پر کلام کرے۔ کیا اقلیدس کی شکلوں پر اس شخص کو اعتراض کرنا زیب دیگا جس نے کبھی کسی شکل کے سمجھنے کی کسی کامل الفن سے کوشش نہ کی ہو۔

بیرونی اور نقلی اعتراضات کو سنکر اگر فلسفہ کے مسائل اور اقلیدس کی شکلوں سے شبہات پیدا ہوں تو ان شبہات کے ازالہ کی آخر کیا صورت ہو۔ کیا یہی حال ان ارباب اجتہاد کا نہیں ہے جن کو اسلام کے بعض احکام واصول نے تذبذب میں ڈال رکھا ہے اسلام کے جن اصول پر ان کو اعتراض ہے کب انہوں نے ان اصول کو خود ان کتابوں سے سمجھنے کی کوشش کی ہو جن میں وہ مرتب ومدون ہیں انھوں نے اسلامی اصول ومسائل کو سیکھا مگر استادان مغرب کے آستانہ پر انہوں نے اسلام کے متعلق تحقیقات کی مگر سر ولیم میور ڈاکٹر اسپرنگر کارلائل مارگولیتھ اور مستشرقین مغرب کے صحیفوں میں انہوں نے کبھی یہ تکلیف گوارا نہیں کی کہ جن مسائل پر ہم کو شک ہے اس کی تحقیق اصل کتابوں سے کرلی جائے۔

الحاد کا سرچشمہ

اس کے بعد ایک اور مصیبت ہے اور وہ یہ کہ جو شبہات مغرب زدوں کے دماغوں میں چکر لگا رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ ان کی ایک ہی ضرب سے مذہب پاش پاش ہو جائے گا وہ خود بھی ان مجتہدوں کے دماغ کی پیداوار نہیں ہیں بلکہ وہ شبہات وہی ہیں جن کو مغرب کے پیغمبروں نے اپنے صحائف میں درج کر دیئے ہیں اے کاش ان نقالوں کا دماغ ہی ان شبہات کو پیدا کرتا اور وہ تعمیر کے نہیں تو تخریب کے ہی خالق بنتے مگر اس رسوائی کا کیا علاج کہ وہ شبہات بھی مغرب سے مستعار لیتے ہیں اور اس پر دعویٰ اجتہاد وتجدید۔

ناظرین کرام آپ کو نقالی کا ایک اور کرشمہ دکھانا ہے دماغی افلاس اور بصیرت سے تہی دامنی کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ اگر نقالوں کے ہم مشرب

وہم مذہب اس پر عمل کریں تو وہ ان کی نظر میں قدامت پسند تنگ نظر اور دقیانوسی کہلائیں لیکن اگر اسی پر استادان مغرب کا عمل ہو تو بغیر کسی ندامت کے وہ اس کی روشنخیالی تجدد پروری اور عالی دماغی پر محمول کر دیتے ہیں گو یورپ کے مقلدین خود ہی اس غیر منصفانہ تقسیم کی وجہ نہ بتا سکیں مگر فلسفکی اصل جڑ وہی ہے جس کو ہم نقالی کے نام سے موسوم کر رہے ہیں کیونکہ نقال اس بات کا فیصلہ کر لیتا ہے کہ جس کی مجھے نقل کرنی ہے وہ ہر حال میں نقل کرنے کے قابل ہے اور یورپ کی دکان سے جو چیز خریدی جائے گی وہ بہرحال اچھی اور ہمہ صفات موصوف ہوگی۔

غیر عادلانہ تقسیم

اگر علماء اسٹیج کے ڈھیلیں پر گفتگو کریں تو وہ قابل نفرت وحقارت اور اگر مسائل نکاح وطلاق پر اظہار خیال کریں تو قابل صد ملامت لیکن اگر چرچ آف انگلینڈ کے صدر جارج پنجم (بادشاہ انگلستان) پادریوں کے کوبیٹ میں شراب اور روٹی کو مسیح کا خون اور گوشت ثابت کریں اور اسی پر اپنا ووٹ دیں کہ فی الحقیقت شراب مسیح کا خون اور روٹی مسیح کا گوشت بن جاتا ہے عین صواب! تمام متجددین کے لبوں پر سکوت کی مہر لگ جاتی ہے اور کوئی نہیں جو ملک معظم کو قدامت پرست تنگ خیال اور دقیانوس وغیرہ القاب عنایت کرے!

اگر قرآن حکیم کی تلاوت پر کوئی غریب مسلمان اصرار کرے تو فوراً اس کو ملامت کی جاتی ہے مگر ملک معظم جارج پنجم ناروے کے بشپ سے یہ کہیں کہ میں روزانہ بائبل کا مطالعہ کرتا ہوں تو تمام تجدد پروروں کی گردنیں جھک جاتی ہیں اور کسی کی زبان سے یہ نہیں نکلتا کہ ملک معظم قدامت پسند ہیں۔

اگر حلف کو مؤکد کرنے کے لئے مسلمان قرآن کو اٹھا لے تو مذہبی دیوانہ کا خطاب پائے لیکن جمہوریہ امریکہ کا صدر روزویلٹ اور جرمنی کا ڈکٹیٹر ہر ہٹلر پارلیمنٹ کے افتتاح کے موقعہ پر انجیل کو ہاتھ میں اٹھا کر وطن اور قوم کی خدمت کا عہد کریں تو عین روشنخیالی اور نئی روشنی زدہ طبقہ ان پر لب بھی نہ ہلائے۔

اگر کسی عالم باعمل مولوی ملا کے ہاتھ کو کوئی مسلمان عقیدت کے جذبہ سے بوسہ دیدے تو پیر پرست اور خدا جانے کیا کیا القاب پائے لیکن اٹلی کا مختار مطلق مسولینی پوپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے قدم چومے اور ہاتھ کو بوسہ دے تو عین صواب اور کسی یورپ زدہ کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ اور کچھ نہیں تو صرف چند آرٹیکل ہی ان کے خلاف نکال کر اپنی روشنخیالی کا ثبوت دے۔

کیا یورپ کے پرستاروں اور الحاد پسندوں نے اس پر بھی غور کیا کہ یہ عجیب وغریب تقسیم کیسی ہے صرف اس لئے کہ ان کی آنکھیں یورپ کی موجودہ ترقیوں سے خیرہ ہو چکی ہیں اور وہ اس عاشق صادق کی طرح جو معشوق کی ہر برائی کو دلربائی کا ایک سامان سمجھتا اور اس کی لغویات کو حسن وخوبی کا جامہ پہناتا رہتا ہے مجبور ہیں کہ وہ ہر برائی کو جو معشوقہ یورپ کے مبارک ہاتھوں سے ان کے پاس پہنچے اپنے سینہ سے لگائیں اور اپنی آنکھوں میں جگہ دیں یہی وہ نابینائی ہے جو بصیرت سے محروم ہو جانے اور نقالی اختیار کرنے سے پیدا ہو جاتی ہے۔

مندرجہ بالا حقائق پر نظر ڈالنے سے اس بات کے یقین کرنے میں کوئی امر مانع نہیں کہ ہندوستان کا "تجدد پرور" اور "نئی روشنی" والا طبقہ اپنی دہریت والحاد میں مغرب کا شاگرد ہے یعنی مذہب اسلام کی نسبت جتنا بھی شکوک وشبہات ہیں وہ یورپ سے ہی مستعار لئے گئے ہیں۔

دماغی افلاس کا آخری درجہ

ہمیں اس بات کا بذات خود ملال نہیں کہ دور حاضرہ کے ارباب اجتہاد الحاد وزندقہ کی طرف کیوں مائل ہو رہے ہیں اور ان کے دل میں اسلام کی نسبت تذبذب اور ارتیاب کیوں پیدا ہو گیا ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اس قسم کا طبقہ ہر زمانہ میں موجود رہا ہے اور اس نے یہی صدا لگائی ہے کہ مذہب کو خطرہ ہے اور وہ زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتا لیکن افسوس اور ملال اس بات کا ہے کہ اس طبقہ کو الحاد بھی ایجاد کرنا نہیں آیا اس نے الحاد سیکھا بھی تو مغرب کی درسگاہوں سے اگر وہ الحاد کو خود ہی ایجاد کرتے اور اس دہریت میں بصیرت کا کوئی شائبہ ہوتا تو ہم کو افسوس نہ ہوتا بلکہ ہم کسی قدر خوش ہوتے کہ گو اس طبقہ نے الحاد اختیار کیا ہے مگر وہ کسی کی نقالی سے نہیں بلکہ اپنے اجتہاد سے لیکن یہ کیا ہے کہ ہم مرنے میں بھی دوسروں کی نقالی کرتے ہیں اور اغیار سے زہر کا پیالہ بھیک مانگ کر منہ کو لگاتے ہیں اگر سر پھوڑ کر مرنا ہی مقصود ہے تو کیا اپنے سنگ آستان پر اس کی مشق نہیں کر سکتے افسوس سر بھی پھوڑتے ہیں تو آستانہ غیر سنگ لاخ پر سر پھوڑ کر مرنے کے لئے کس کے آستانہ کی تلاش ہے الحاد ودہریت اختیار کرنے میں یورپ ہی کو کیوں استاد بنایا جائے کیا تمہارے "تجدد پرور دماغ" کو اس بات پر ناز ہے کہ وہ الحاد بھی دوسروں سے بھیک مانگ کر اختیار کرتے ہیں جب مرنا ہے تو آستانہ غیر کی کیا حاجت!

بلا ترجمہ نورانی قرآن شریف

تقطیع مولوی کے برابر ہے پندرہ سطریں قلم متوسط چھپائی بہت ہی دیدہ زیب ہے اس کی بڑی اور لاجواب خصوصیت اس کی کتابت ہے جو اپنا تاریخی درجہ رکھتی ہے یہ قرآن شریف بھی منشی محمد قاسم صاحب کا لکھا ہوا ہے سبحان اللہ کیا کتابت ہے دیکھنے سے آنکھوں میں نور آتا ہے افسوس کہ مرحوم کی یہ آخری یادگار ہے اس کے ختم ہونے کے بعد یہ قرآن شریف کسی قیمت کو نہیں ملیگا۔ ہدیہ مجلد چرمی ایک جلد سوا روپیہ (عمہ) پانچ جلدیں چھ اور دس جلدیں مجلد چرمی دس روپے محصول ڈاک فی جلد ۱۱/

پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

دو ترجمہ والا خوشنما قرآن شریف

اس کی تقطیع بھی مولوی کے برابر ہے دو ترجمہ ہے عربی کی کتابت دہلی کے سب سے بہترین خوشنویس منشی صلاح الدین صاحب کی ہے اس لئے اس کا حسن بہت بڑھ گیا ہے ترجمہ اول مولانا شاہ رفیع الدین صاحب ترجمہ ثانی مولوی اشرف علی صاحب حاشیہ پر موضح القرآن ابتدا میں حضرت خواجہ حسن نظامی کا لکھا ہوا مقدمہ ضخامت نوسو صفحہ کے قریب یا زیادہ کاغذ سفید اعلی حنا شدہ مجلد چرمی نقرئی کا ہدیہ ساڑھے تین روپے اور یہی قرآن شریف بلا حنا شدہ کپڑے کی جلد کا بھی ہر دو ہوتے تین روپے میں ملتا ہے محصول ڈاک عہ کل للعہ یا ۱۲/

پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

مرکزیت اور اسلام

(از جناب مولوی سید عبدالرؤف صاحب ناظم کتب خانہ نذیریہ)

خدائے برتر تو انا قرآن مجید میں فرماتا ہے ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدًی للعلمین یعنی مکہ مکرمہ وہ پہلا گھر ہے جو دنیا میں بندوں کی عاشقانہ آرزوؤں کی تکمیل اور نیازمندانہ تمناؤں کے پورا کرنے کے لئے بنایا گیا یہ بڑی برکت کی چیز ہے یہیں سے اہل عالم کے لئے سعادت وہدایت اور برکات وحسنات کے چشمے پھوٹے اسی جگہ گم گشتگان راہ ہدایت کو صراط مستقیم کا پتہ چلتا ہے اور یہی اللہ والوں کا مرجع ہے قرآن کریم میں اس کی عظمت وشان اور جلالت مرتبہ کو ذہن نشین اور دلوں پر نقش کالحجر کرنے کے لئے مثابۃ للناس۔ البلد الامین کے الفاظ بھی جلوہ گر ہیں اور کیوں نہ ہوں جبکہ خود باری تعالیٰ ہی اس کی بزرگی وجلالت من دخلہ کان امنا کے نقرے سے واضح کر رہا ہے۔

ہمیں یہاں اس دستوری تاریخی اور مذہبی آئین وضابطہ سے کوئی سروکار نہیں جو طول وعرض عرب میں نافذ العمل تھا کہ کیا ہی مجرم ہو کوئی ہو کسی نے کتنا ہی عظیم جرم کیا ہو مگر اس گھر میں داخل ہوتے ہی قدم رکھتے ہی ہر قسم کے گزند وضرر سے محفوظ ہو جاتا ہے بلکہ بتانا اور سمجھانا یہ ہے کہ وہ اس بار امانت کا حامل ہو جاتا ہے جس کی طرف آیہ پاک انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان میں اشارہ کیا گیا اور جو اپنی نوعیت میں کچھ اتنا قوی صفت اور قوی قوت ہے کہ جب اس کے اٹھانے کے متعلق آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں سے کہا گیا تو وہ لرز اٹھے کانپ گئے تھرانے لگے اور عرض کرنے لگے کہ بارا لٰہا ہمیں تو معذور ہی رکھیں ہمیں تو بخش ہمارے اندر اتنی قوت اور اتنا حوصلہ کہاں ہے کہ ہم اس بار امانت کے متحمل ہوں ہم تو پاش پاش ہو جائیں گے ہمارے جگر شق ہو جائینگے لیکن انسان نے اسکے اٹھالیا آغوش میں لے لیا اور اپنے قلب میں جگہ دی۔

ظاہر ہے کہ جو ہستی امانت ربانی کی حامل ہو اسے کائنات کا کوئی ذرہ اور مخلوقات عالم کی کوئی ذی روح اور غیر ذی روح ہستی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی وہ تمام دنیوی مضرات سے امن میں رہتا ہے بلد الامین کا بھی یہی مطلب ہے۔

خود فرمان نبوی بھی یہی ہے کہ خلوص نیت سے فریضہ حج ادا کرنے والا لوث معاصی سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسا کہ ایک نومولود بچہ ہوتا ہے عظمت کعبہ کے لئے صرف یہی اشارات کافی ہیں "بار امانت" کی تصریح نہ ہمارا مقدور ہے اور نہ یارا یہ خواص کا کام ہے۔

حضرت جعفر بن محمد بن علی سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک روز فرمایا کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مخاطب کرکے انی جاعل فی الارض خلیفہ کہا تو وہ بیساختہ کہہ اٹھے اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک یعنی خدائے قدوس نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر ایک خلیفہ پیدا کرنا چاہتا ہوں اس پر وہ کہنے لگے کہ کیا تو دنیا میں ایسی ہستی پیدا کر رہا ہے جو شر وفساد بپا کرے گی اور خون بہائیگی حالانکہ ہم تیری حمد وثنا اور تسبیح وتقدیس کے لئے موجود ہیں یہ معترضانہ جواب سنکر غضب الٰہی جوش میں آگیا اور حکم ہوا کہ انی اعلم ما لا تعلمون جو میں جانتا ہوں تم نہیں سمجھتے یہ ہیبتناک جواب سنکر فرشتوں پر ایک لرزہ طاری ہو گیا وہ خوف سے کانپنے لگے اور انھوں نے عرش کے گرد طواف شروع کر دیا آخر اس طواف سے رحمت الٰہی جوش میں آئی ان کی عاجزی اور توبہ قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین پر بھی ایک ایسا مکان تعمیر کرو جہاں میرے گنہگار بندے اسی طرح سے طواف کرکے مجھ سے طلب عفو کیا کریں اور میں اسی طرح ان کے گناہ معاف کیا کروں۔

چنانچہ بحکم ربی دنیا میں سب سے پہلا عبادتخانہ اور سب سے پہلی عمارت کعبہ شریف ہی ہے بہت سے مفسرین اور مورخین کا بھی اسی پر اتفاق ہے مشہور یورپین مورخ گبن اپنی تاریخ "زوال روما" میں لکھتا ہے کہ کعبہ کی قدامت مسلم امر ہے اور یہ سنہ عیسوی سے بیشتر کسی زمانہ میں تعمیر ہوا تھا ایک اور قدیم یونانی مورخ ڈایوڈورس نے ساحل بحر احمر کی آبادیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے جہاں تہود میت اور سبین کا حال لکھا ہے: ہاں ایک مشہور معبد کی موجودگی کا بھی اعتراف کیا ہے یہ معبد خانہ کعبہ تھا زمانہ حال کے مورخین نے بڑی کاوش وجستجو کے بعد یہ قیاس قائم کیا ہے کہ کعبہ سنہ ۲۰۰۰ ق م میں تعمیر ہوا تھا۔

انسان اور بار امانت

یہ وہ قیاس وانداز ہے جو قدیم صحائف وآثار قدیمہ عتیق اور مختلف کتبات سے کیا گیا ہے ٹھیک سنہ اور تاریخ کا تعین نہ کوئی حتمی طور پر کر سکتا تھا اور نہ کر سکا البتہ اتنا ضرور معلوم ہو گیا اور تحقیق کے ساتھ معلوم ہو گیا کہ آج سے تقریباً چار ہزار برس بیشتر تک دنیا میں کعبہ شریف موجود تھا اور دنیا والے سب سے بڑا معبد اسے ہی تسلیم کرتے تھے یہ زمانہ بھی اتنا قدیم ہے کہ اس سے بیشتر کی تاریخ کا کوئی پتہ نہیں نہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت کوئی تہذیب موجود بھی تھی اور انسان مکان بنا کر رہنا سیکھ گئے تھے یہ عین اغلب کیا صحیح معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت آدم نے اس میں عبادت شروع کی اور یہیں اور اسی متبرک خطہ زمین پر آپکو خلعت خلافت کے ساتھ وہ بار امانت بھی عطا ہوا جسے اٹھانے سے کوہ وجبل اور ارض وسما بھی معذوری وبیچارگی کا اظہار کر چکے تھے اور یہ اس کی عظمت کا سب سے بڑا اور سب سے اہم سبب ہے۔

پہلی عظمت تو شرف اولیت دوسری بار امانت کی سپردگی تیسری عظمت قبلہ گاہ مسلمین ہونا اور چوتھی عظمت یہ ہے کہ یہ شہر تمام بڑے بڑے براعظموں میں ایک مرکزی نقطہ کی حیثیت رکھتا ہے اسی لئے اسے ام القریٰ اور ناف زمین

کہتے ہیں عرب ایشیا یورپ اور افریقہ کے عین وسط میں ہے اور بحری اور بری دونوں راستوں سے یہ دنیا کو اپنے داہنے اور اپنے بائیں ہاتھ سے ملا ایک کر رہا ہے اور اس کی اس شان مرکزیت میں اب بھی کسی کو کوئی شبہ ہو تو طول البلد اور عرض البلد کے حساب سے دیکھ لے دنیا کی آبادی شمال میں ۸۰ درجے عرض البلد اور جنوب میں ۴۰ درجے تک ہے اور دونوں کا مجموعہ ۱۲۰ اور اوسط ۶۰ نکلتا ہے اور اگر ۶۰ میں ۴۰ تفریق کئے جائیں تو ۲۰ رہتے ہیں دوسری طرف ۸۰ میں ساٹھ منہا کئے تو بھی ۲۰ ہی باقی بچیں گے مکہ مکرمہ بلم ۲۱ درجہ پر آباد ہے اسی لئے بالکل ٹھیک طریق پر اسے ناف زمین کہا گیا ہے ناف جسم کے وسط ہی میں ہوتی ہے۔

اس حساب اور اس کی مرکزیت کے حسابی صحت کے تحقق ہو جانے سے اس شہر اور اس عبادتگاہ کی کتنی اہمیت بڑھ جاتی ہے جس طرح فرمانروایان عالم سہولت کا اور انتظامی آسانیوں کے لئے پایہ تخت ایسی جگہ اور ایسے مقام پر قائم کرنے کے لئے آرزومند رہتے ہیں جو مرکزی و وسطی حیثیت رکھتا ہے اور وقت ضرورت یہاں سے ہر مقام پر یکساں اوقات میں امداد و قوت پہنچائی جا سکے اسی طرح معبود برحق نے اپنے بندوں کی رشد و ہدایت اور عبادت کے لئے بھی ایک ایسا ہی مرکزی نقطہ اور مرکزی مقام تجویز فرمایا جہاں سے آفتاب کرم طلوع ہو کر ہر طرف اپنی شعاعیں پھیلا سکے اور نور عرفان کی تجلیاں چاروں طرف منتشر ہو جائیں۔ مادر گیتی نے جتنے جلیل القدر اور گرامی مرتبت انبیا و رسل پیدا کئے وہ بھی سب عرب ہی میں پیدا ہوئے فیوض ربانی کے چشمے یہیں سے ابلے اور یہی ارض پاک مہبط انبیا بنی رہی اور اسی لئے بنی رہی کہ یہ ایک مرکزی قطعہ ارض ہے اور یہاں سے ایشیا یورپ اور افریقہ میں یکساں توجہ سے روشنی پھیلائی جا سکتی ہو۔

مکہ معظمہ کی اہمیت

مکہ معظمہ میں آج بھی حضرت آدم حضرت ابراہیم اور حضرت نبی کریم کے آثار کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں بڑے بڑے عظمت و شان والے انبیا یہاں آتے اور اس بیت اللہ کی زیارت سے سعادت اندوز ہوتے رہے انجیل مقدس سے حضرت موسیٰ کا بھی یہاں حاضر ہونا اور حج کرنا ثابت ہے بیت المقدس بھی بہت مقدس جگہ ہے اور ہزارہا سال تک اقوام عالم کا ایک بڑا معبد رہ چکا ہے ہندوستان میں سومنات کے مندر کی بھی بہت بڑی حیثیت تھی ان سے اتر کر اور بھی معابد تھے جنہیں مختلف اقوام کے تاجداروں نے اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندا بیت المقدس پر بخت نصر اور ٹیٹس نے یورش کی اور اسے فتح کر کے اینٹ سے اینٹ بجا دی سومنات پر سلطان محمود غزنوی نے حملہ بول دیا لیکن کسی غیر مسلم قوم کو کبھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ مکہ معظمہ پر لشکر کشی کرتی۔

یمن عہد قدیم میں دنیا کا امریکہ تھا وہ ہمیشہ مکہ معظمہ کی مرکزیت کو حسد کی نگاہوں سے دیکھتا رہا آخری دور میں جبکہ یہ سلطنت حبش کا ایک صوبہ بنا ہوا تھا اور ابرہہ یہاں داد حکمرانی دے رہا تھا اس پر اسے لشکر کشی کی جرأت ہوئی اور اس بنا پر ہوئی کہ اس نے یمن میں ایک جدید اور عظیم الشان معبد تیار کیا اور اسے بیت اللہ شریف کی حیثیت سے مرکزی اہمیت دینی چاہی لیکن وہ یہ دیکھ کر انگاروں پر لوٹنے لگا کہ یمن جیسے زرخیز اور تمدن کے جدید شاندار معبد کی طرف کوئی قوم بھی توجہ نہیں کرتی اور حجاز جیسے بے آب و گیاہ خطہ کی ایک معمولی عمارت کی طرف ہر سال انسانوں کا ایک سیلاب امنڈ پڑتا ہے اس نے سوچا لاؤ پہلے اسے نیست و نابود کر دوں پھر اپنے معبد کی طرف انسانوں کو رجوع کر دوں گا ابرہہ زعم خود فیلان کوہ پیکر کا ایک طوفان خیز اور ہیبت افروز لشکر لیکر مکہ معظمہ کی طرف بڑھا مکہ والوں کی طاقت ہی کیا تھی حضرت مطلب نے ابرہہ کے دربار میں حاضر ہو کر بہت کچھ سمجھایا کہ آپ ہمارے معبد سے تعرض نہ کریں ہمیں تمہارے معبد کی مرکزیت کے قیام کی آرزو پر بھی کوئی اعتراض نہیں جب وہ باز نہ آیا تو آپ یہ کہکر گھر میں آ بیٹھے کہ اللہ کا گھر ہے تو ہی اس کی حفاظت کر سکتا ہے ہم میں ابرہہ سے مقابلہ کی سکت نہیں کیا سمجھتے ہو کہ پھر ابرہہ کے لشکر جرار اور کوہ پیکر فیلان نے بیت اللہ شریف کو اسی طرح تباہ کر کے رکھدیا جس طرح بخت نصر نے بیت المقدس کو اور سلطان محمود غزنوی نے سومنات کو کیا تھا۔

کس کا زہرہ تھا! کس کی جرأت تھی!! جو اس معبد اول اور اس خانہ خدا کی طرف قدم اٹھاتا ابرہہ لشکر لئے بڑھا تھا کہ فضائے آسمانی میں ابابیلوں کی ایک فوج نمودار ہوئی جن کی چونچ میں صرف ایک ایک کنکری تھی وارسل علیہم طیرا ابابیل۔

ایک ایک ابابیل نے ایک ایک کنکری ایک ایک ہاتھی پر پھینکدی کنکری تھی یا بم شیل درحقیقت ایک قہر الٰہی تھا جس پر گری جس کے لگی پر خچے اڑا دیئے اور ابرہہ چیختا ہوا بھاگا اور اللہ نے اپنا گھر آپ بچا لیا قرآن مجید میں خود خدائے قدوس فرماتا ہے الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل کیا تو نہیں دیکھتا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا یعنی ہمارے اندر ساری قوتیں موجود ہیں ہم معبود ہیں ہم نے خاص جگہ خاص مقصد کے لئے زمین پر اول بیت تعمیر کرایا تھا ابرہہ کی یہ ایک خودکشانہ جسارت تھی کہ وہ اس کی اہمیت سمجھتے اور دیکھتے ہوئے اس کی طرف بڑھا اور بڑھا تو اس نے نتیجہ دیکھ لیا اللہ نے کس خوبی و آسانی سے اس کے لشکر کو آناً فاناً میں تباہ کر دیا اور اپنا گھر بچا لیا۔

کعبہ کی تاریخ

طوفان نوح میں چونکہ تمام شہر تباہ ہو چکے تھے عبادت کرنے والے ہی نہ رہے تھے اس لئے بیت اللہ کی عمارت بھی سیلاب کی نذر ہو گئی پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ نے اس کی تجدید کی بعدہ ایک عرصہ کے بعد اس کی تولیت بنی جرہم کے قبضہ میں آگئی ان کے زمانہ میں بھی ایک پہاڑی نالہ سے اسے نقصان پہنچ جانے کے بعد انہی بنیادوں پر اس کی تعمیر ہوئی بعد ازاں قوم عمالقہ نے اس پر قبضہ پا کر اسے از سر نو تعمیر کیا پھر قریش میں اس کی تولیت آگئی اور انہوں نے کھجور اور بیری کی لکڑی سے اس کی چھت بنا دی غرض اسی طرح برابر اس کی مرمت و تجدید ہوتی رہی اور خلیفہ عبدالملک اموی نے اسے اصلی بنیادوں پر از سر نو بنوایا اور سنگ مرمر کے ستون قائم کئے خلیفہ متوکل علی اللہ نے اس کی دیواروں کو چاندی سے منڈھوایا اور چھت اور اندرونی اطراف میں سونے کے پترے جڑوا دئے اس کے بعد سے یہ اپنی اسی حالت

پر قائم ہے اگر انسان اس کی قدامت اس کی تاریخ اس کی عظمت اور اس کی مرکزی حیثیت کو سوچے تو وہ حیران رہ جائے گا حقیقت یہ ہے کہ خدا کی تمام حکمتوں کو تو جو اس کی تعمیر میں مضمر ہیں عقول بشری احاطہ ہی نہیں کر سکتیں مگر بظاہر ہی بہت سے مصالح دینی اور دنیوی اس کے ساتھ وابستہ ہیں اور بباطن خدا جانے اس عبادت اور اس گھر کی تعمیر میں کیا کیا حکمتیں مضمر و پوشیدہ ہیں۔

اہم دینی و ملی مرکز

بظاہر سب سے اہم اور سب سے ارفع مقصد تو یہی ہے کہ مسلمانوں کا ایک اہم دینی مرکز ایک مرکزی مقام پر ہو جہاں ساری دنیا کے مسلمان ایک ہی وقت ایک ہی صورت ایک ہی رنگ اور ایک ہی حالت میں ایک ہی مقصد کے لئے جمع ہو سکیں اور اس مرکز میں ایسی کشش ایسی شان اور اتنا تقدس و احترام مضمر و مرتکز ہو کہ کوئی ذی استطاعت مسلمان ایک وقت خاص میں یہاں آنے سے اعراض نہ کر سکے یہی وجہ ہے کہ حج کے اجتماع کو ایک اہم عبادت اور ایک فرض قرار دیا گیا مکہ معظمہ کیا ہے ایک تار رحمت کی حرکت جس کی شعاعیں اطراف عالم پر محیط ہیں ایک خزینہ برق ہے جس سے پوری دنیائے اسلام میں کرنٹ پہنچ رہا ہے ایک بند ہے جو اکناف گیتی کو اپنی نہروں سے سیراب کرنے کا کفیل ہے ایک روحانی پیغ ہے جس سے کروڑوں انسان بندھے ہوئے ہیں اور ایک ایک رسی ہر مسلمان کے گلے میں پڑی ہوئی ہے اس کا نہ کوئی وطن ہے نہ دیس ہے جو کچھ ہے مکہ معظمہ ہے کہیں رہتے بستے کہیں پھرتے چین میں ہو یا مراکش میں ناروے میں ہو یا نیپال میں دہلی میں ہو یا نیو یارک میں خیال رکھے کہ میرا اصلی اور حقیقی مستقر اور اصلی وطن یہی قطعہ پاک ہے ایک جلوہ گاہ ربانی ہے جہاں سے اہل دل عاشقانہ اور مجنونانہ وارفتگی کے عالم میں دور دراز سے انقطاع عالم سے شہر و بلاد اور قصبات و قریات سے آ کر کسب ضیا کرتے ہیں اور نور ربانی کی چنگاریاں اپنے نہاں خانہ قلب میں لیکر اپنی اپنی جگہ پر پہنچ جاتے ہیں۔

دولت ایمان یہیں سے تقسیم ہوتی زہد و ورع کے زر و جواہر یہیں سے دنیا میں پھیلے سکۂ اسلام کی ٹکسال یہی ہے۔

مرکزیت سے مسلمانوں کا تغافل

افسوس صد افسوس!! واحسرتا!! واحسرتا!! کہ مسلمانوں نے اس مرکز ازلی کی اہمیت کو بہت جلد بھلا دیا دنیا اپنے اجتماع اور اپنی شیرازہ بندی کے لئے مراکز کی تلاش میں سرگرداں ہے جگہ جگہ معین گاڑی جاتی ہیں مصنوعی گھر بنائے جاتے ہیں نئے نئے قاید تلاش کئے جاتے ہیں۔ ہمارا مرکز مکہ اور ہمارا قائد محمد موجود ہے جو ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں آستانہ ایزدی پر پہنچا دیتا ہے مگر ہم پر غفلت ہے پھر تو دہے پھر احساس نہیں سب ہیں کہ موت کی نیند پڑے سو رہے ہیں سب ہیں کہ ان پر ایک بد بختانہ سرشاری مسلط ہے سب ہیں کہ شیاطین کے پھندوں کی طرف بلا احساس دوڑے چلے جا رہے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو خلافت ارض آج بھی انہی کے قبضہ میں ہوتی دنیا کے گوشہ گوشہ میں انھیں کے تخت بچھے ہوتے فرماں روائی عالم کا تاج انہی کے سروں پر چمکتا اور زر و جواہر کے دریا کا رخ انہی کے کاشانوں کی طرف ہوتا۔

فرزندان اسلام کے پاؤں میں رنگ و نسل قوم و وطن اور عربیت و عجمیت کی جتنی زنجیریں پڑی ہوئی تھیں "کلمہ شہادت" کی قرات کے ساتھ ہی کاٹ دی گئی تھیں ان کے سامنے دین قیم کی ایک حبل المتین پیش کر دی گئی تھی کہ وہ رسی مضبوط تھامے رہیں انھیں انما المومنون اخوۃ کا سبق پڑھا دیا گیا تھا ان کے لئے ایک مرکز قائم کر دیا گیا تھا ایک ہی قسم کی عبادت اور ایک ہی نوعیت کا مذہب تھا سب کچھ تھا اب کچھ تھے کچھ نہ رہا کچھ نہ رہے حلقہ بگوشان اسلام میں زندگی ہوتی شعلہ ایمان ان کے قلوب میں روشن ہوتا تو وہ اس مرکز سے بندھے رہتے جہاں رہتے بھائی بھائی ہو کر رہتے مسلمان ہو کر رہتے شیر و شکر ہو کر رہتے اور سب کچھ ہو کر بھی خدا کے ہوتے مگر کچھ نہیں انہی کے کاشانوں میں خاک اڑ رہی ہے انھیں کے دریاؤں میں باد صرصر کے جھونکے آگ برسا رہے ہیں حقیقی مرکز والے مرکز سے ٹوٹ کر اور اپنی حبل المتین کو ایک حد تک نہیں بڑی حد تک چھوڑ کر پریشان ہیں اور جن کا کوئی مرکز نہیں وہ اپنے نئے نئے اور غیر حقیقی اور غیر روحانی مرکز بنا کر عیش و سرور کے لطف اٹھا رہے ہیں دیکھ ہی رہے ہو کہ ایک منتشر و مغضوب قوم تو ایک مرکز اور ایک قومی گھر کے لئے مری جا رہی ہے جان دیئے دیتی ہے اور فلسطین میں آ آ کر آباد ہو رہی ہے اور یہاں فاقہ مستیوں کے ساتھ بے احساسیاں بھی شامل ہو رہی ہیں

آج ہماری جمعیۃ اسلام کا صدر دفتر مکہ معظمہ میں اور اس کی بڑی بڑی شاخیں انگلستان جرمن فرانس آسٹریلیا جاوا چین ہندوستان اور امریکہ میں ہوتیں اور ان شاخوں سے پھوٹنے والی چھوٹی چھوٹی شاخیں شہروں اور قصبوں میں ہونی چاہیے تھیں تمام مسلمان اس کے ممبر ہوتے یہیں سے ہماری ملی رہنمائی ہوتی یہیں دنیا بھر کے مسلمانوں کے نمایندے رہتے یہیں زکوۃ و صدقات کی آمدنی کے علاوہ چار چار آنہ چندہ فراہم ہو کر جمع ہوتا یہیں عطیات پہنچتے اور یہیں سے تقسیم ہوتے تو آج اس زوال و انحطاط پر بھی فرزندان توحید کی ملی قوت پوری دنیا پر بھاری ہوتی اور ان کی جملہ ضروریات ہرگز تشنہ تکمیل نہ رہتیں اور نہ وہ آئے دن کے حوادث بنے ہوتے کون تھا جو چالیس کروڑ شیرازہ بند مسلمانوں کو آنکھیں دکھا سکتا سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ خدا کسی قوم کو تباہ نہیں کرتا بلکہ قومیں خود اپنی بے احساسی سے تباہ ہوتی ہیں ابھی وقت ہے کہ حج کے فلسفہ کو سمجھو بیت اللہ کی عظمت کا احساس کرو افسوس ہم نے خدا کو چھوڑ دیا خدا نے ہمیں بھلا دیا ؎

کسی کا شعلہ فریاد ہو ظلمت ربا کیونکر گراں ہے شب پرستوں پر سحر کی آسماں تابی

معجز نما متوسط بدوریہ

قرآن شریف تقطیع موری کے صفحہ کے پارے دو ترجمہ اور کاغذ لطیف ہے کاغذ موری نور محمد صاحب نے اس کے لئے جرمنی سے خاص طور سے منگایا ہے چھپائی بہت اعلیٰ ہے ایک ترجمہ مولوی شاہ رفیع الدین صاحب کا اور دوسرا مولوی اشرف علی صاحب کا ہے حاشیہ بہت مفصل ہے ابتدا میں ایک طویل مقدمہ ہے ایک ہزار صفحہ کی ضخامت ہے کاغذ اچھا چھپائی اچھی بالکل صحیح یہی خوبیاں ہوتی ہیں اور وہ سب ہیں حاشیہ دار ہے چمڑے کی نقرئی جلد ہے ہدیہ پہلے تو چھ روپے تھا اب چار روپے ہے محصول ڈاک ۱۲ کل

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

اجتماعی فساد کا منبع کہاں ہے؟

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب مصنف کتاب الاسلام)

مسلمانوں کی تمام پستیوں، ذلتوں، کمزوریوں اور بدبختیوں کا واحد سبب یہ ہے کہ ان کی حیات اجتماعی فنا ہوگئی، ان کی جمعیت پریشان ہوگئی اور وہ متحد و متفق نہیں رہے۔ اسلام نے ان کو ایک رشتہ میں منسلک کیا تھا ان کو مانند ایک جسم کے بنا دیا تھا اور سب کو اخوت اسلامی کا سبق دیا تھا مگر اسلام نے جس شدت اتفاق کے ساتھ ان کو تفرق و تشتت اور فرقہ بندی سے روکا اسی قدر آزادی اور عاقبت نا اندیشی کے ساتھ وہ متفرق اور فرقہ بند ہوگئے۔ باہمی بغض و عناد، تحقیر و تذلیل اور تکفیر و تفسیق سے ملت واحدہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور مسلمان کی چھری مسلمان کے گلے پر بے دریغ چلنے لگی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم اپنی شجاعت و بسالت اور عربی آن بان کو کھو بیٹھے اور زندہ قوموں کی ٹھوکروں سے پامال ہونے کے لئے باقی رہ گئے۔

اس پر مستزاد یہ کہ قریباً نصف صدی سے پیہم و مسلسل کوشش ہو رہی ہے کہ کسی طرح مسلمان متحد و متفق ہوں مگر ان کی تنظیم ہونے میں نہیں آتی بلکہ جوں جوں اتحاد و اتفاق کی کوشش کی جاتی ہے روز بروز وہ اور بھی زیادہ منتشر اور پریشان ہو رہے ہیں اور یہ مثال صادق آرہی ہے کہ "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی"۔ اسی سلسلہ میں علامہ محمد فرید وجدی مصری نے اپنی کتاب "الاسلام فی عصر العلم" میں ایک نہایت ہی قیمتی اور پر از حقائق مضمون بعنوان "من این جاء الفساد الاجتماعی" شایع کیا ہے جو اس قابل ہے کہ اس کو ہندوستان کے مسلمانوں تک پہنچایا جائے تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ افتراق و فساد کا منبع کہاں ہے اور مسلمانوں کے انتشار و افتراق کی ذمہ داری کس پر عاید ہوتی ہے۔ میں اسی قیمتی مضمون کے ترجمہ کو کسی قدر کمی و بیشی کے ساتھ اپنے الفاظ میں پیش کرتا ہوں۔ امید کہ ناظرین کرام اس مضمون کو بامعان نظر مطالعہ کریں گے و ہو ہذا۔

آپ ایک طویل اور فلسفیانہ اور بصیرت افروز تمہید کے بعد فرماتے ہیں کہ آج دنیا کی فہمیدہ اور زندہ قومیں میدان ترقی میں دوڑ رہی ہیں ایک دوسری سے آگے بڑھ جانا چاہتی ہیں اور نئے نئے علوم و انکشافات سے بہرہ ور ہو کر اپنے مستقبل کو شاندار بنا رہی ہیں مگر مسلمان ہیں جو انجام و مآل سے بے خبر غفلت کی میٹھی نیند سو رہے ہیں اور نئے علوم سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے ہیں اور جب کبھی ان کو ترقی و تقدم کا خیال آتا ہے اور وہ خواب مرگ سے کروٹ بدلتے ہیں تو بجائے ترقی و ترفع کی راہ پر گامزن ہوتے اور اپنی عملی قوتوں کو صحیح راستہ پر لگانے کے ہلاکت و تباہی کی راہ لے لیتے ہیں یعنی آپس میں دست و گریبان ہو جاتے ہیں، تفرق و تشتت کا ایک نیا فتنہ کھڑا کر دیتے ہیں بغض و عناد کی آگ کو اور زیادہ مشتعل کر دیتے ہیں اور قومی تخریب و تدمیر پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

مسلمانوں کے اخبارات و رسائل قومی جہاد کا مقصد وحید اور وظیفہ حیات ہے

کہ وہ قومی قوتوں کو صحیح راستہ پر لگائیں، اجتماعی زندگی پیدا کریں شعور قومی کو ابھاریں غیرت و حمیت کو زندہ کریں اور فتوت و رجولیت کو زندہ کریں نہ کہ قومی قوتوں کو پریشان اور ان کی جمعیت کو پراگندہ کریں ان کے احساسات کی تغلیظ کریں ان کی غیرت و حمیت کو ٹھنڈا کریں اور نفوس کو تعصبات و دیگر سیات میں گر[ا دیں] مگر دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ جرائد کے مقالات کا مادہ بجز لعن طعن ایک دوسرے کے دل آزاری اور تخریب و تدمیر کے اور کچھ نہیں اور وہ اس طرح قوم کے مرض کو اور بڑھا رہے ہیں انہوں نے ابھی تک قوم کے مرض اس کی دوا اور طریق استعمال کو ابھی تک سمجھا ہی نہیں حالانکہ دوا ان کے سامنے ہے مگر وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے۔

کہا جاتا ہے کہ ہمارا مرض عدم اتحاد ہے اور ہماری دوا اتحاد ہے اور ہم بھی یہ نہیں کہتے کہ ہم عدم اتحاد کے مارے ہوئے نہیں بیشک ہمارے لئے اتحاد لازمی ہے لیکن میں تو یہ کہتا ہوں کہ عدم اتحاد بذاتہ کوئی مرض نہیں بلکہ دیگر اعراض میں سے ایک اعراض ہے اور اگر تم اس بارہ میں یہ جاننا چاہتے ہو کہ ہم کیسے وہم میں پڑے ہوئے ہیں تو اس امر پر غور کرو۔

اگر عدم اتحاد مرض ہے اور اتحاد اس کی دوا تو اتحاد کیلئے کونسی چیز ملزم ہے کیا ہمارے لئے یہی زندگی اچھی ہے کہ مرض کی تکلیف سے تڑپتے رہیں اور زندہ اقوام کی ٹھوکروں سے پامال ہوتے رہیں کہا جائے گا کہ عدم اتحاد کا باعث سوء تربیت اور عدم علم ہے ہم کہتے ہیں کہ اگر یہی بات ہے تو تمہارا یہ قول ساقط ہو گیا کہ ہمارا مرض عدم اتحاد ہے اور لازم آیا کہ عدم تربیت کو مرض سمجھا جائے اب اس پر سوال ہوتا ہے کہ کیا دنیا کی تمام قوموں میں ہم ہی قلیل التربیت و العلم ہیں کیا ہم مقدونیہ کی جنگ جو جماعتوں سے بھی زیادہ کم علم اور نا تربیت ہیں اگر اتحاد تربیت اور علم ہی پر موقوف ہے تو ماننا پڑے گا کہ نوع انسانی میں کبھی اجتماع ہوا ہی نہیں حالانکہ حقیقت اس کے خلاف ہے ہیأت اجتماعیہ کی تشکیل علم و تربیت کے آنے سے قبل ہوئی۔

پھر آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ جو قومیں جہالت و وحشت کی تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں ان میں باہمی محبت و اتحاد مہذب قوموں سے زیادہ ہے جیسے افریقہ کے بعض قبائل وہ تمام متحد ہیں ان میں سوائے جہل اور عدم تربیت کے اور کوئی شکایت نہیں تم افریقہ کے حبشیوں کو دیکھو گے کہ وہ کس طرح علم و عقل والی حریص اور طامع قوموں کے مقابلہ میں مدافعت کر رہے ہیں اور صبر و ثبات کا ثبوت دے رہے ہیں۔

علاوہ ازیں اگر ہم وجود اتحاد کو علم و تربیت سے متعلق کر دیں تو ماننا پڑے گا کہ تمام امت فلسفی اور منطقی ہو جائے کہ مقدمات منطقیہ کو ترتیب دے اور ان سے نتائج فلسفیہ کا استخراج کرے اول تو یہ بات سرے سے ناممکن ہے دوسرے یہ لازم آئے گا کہ وجود اتحاد کو صرف فلسفیوں اور منطقیوں کے ساتھ خاص کرنا پڑے گا جو تجربہ اور مشاہدہ کے خلاف ہے۔ تیسرے ہم دیکھ رہے ہیں کہ بہ نسبت عوام

کے عوام زیادہ متحد اور ایک دوسرے کے قریب ہیں چوتھے ہمارے اندر موجودہ مدارس کے بروئے کار آنے سے پہلے ہمارے آباؤ اجداد بہ نسبت ہمارے زیادہ متحد و متفق تھے یہ تمام دلائل اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اتحاد علم و تربیت کا نتیجہ نہیں بلکہ وہ امرت کی حیات اجتماعیہ کے لئے لازم ہے جیسا کہ جسم کے اعضاء کا اپنے وظائف کی ادائیگی اور اپنے اغراض میں ایک دوسرے کا ممد و معاون ہونا نتیجہ ہے حیات شخصیہ کا۔

اب اس عقدہ کی گرہ کشائی حیات اجتماعیہ کے ادراک و کیفیت پر موقوف ہے اور یہ موضوع اس مسئلہ کی تفصیل و تشریح کا متحمل نہیں اس لئے ہم اس مسئلہ کو ایک خاص فصل کے لئے ترک کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ اگر ہم ایک ہزار سال تک بھی یہ کہتے اور سمجھتے رہیں گے کہ ہمارا مرض عدم اتحاد ہے اور اس کا علاج علم و تربیت سے کرتے رہیں گے تو یہ مرض قیامت تک بھی اچھا نہ ہوگا اور عدم اتحاد کی وجہ سے جن مصائب و آلام نے ہمیں گھیر رکھا ہے ان کی مقاومت نہ کر سکیں گے جیسے ایک سطحی مریض مرض کی تشخیص سے پہلے علاج کرے تو مرض بجائے گھٹنے کے اور زیادہ بڑھیگا اور بالآخر قبر تک پہنچائیگا اسی طرح حیات اجتماعیہ سے اعراض کر کے فساد اجتماعی دور نہیں ہو سکتا بلکہ سوائے غلغلۂ فساد اور مزید انتشار کے اور کچھ نہ ہوگا۔

اگر تم چاہتے کہ ہم یہ بات مثالوں میں ذہن نشین کریں تو ان اشیائے نظائر پر غور کرو۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ ناظرین میں سے کسی پر یہ امر مخفی نہ ہوگا کہ زندہ جسم کے اعضاء ایک دوسرے کے ساتھ ایک عجیب ارتباط رکھتے ہیں اور ان کے وظائف متعلقہ کا تعلق دوسرے اعضاء کے ساتھ نہایت ہی حیران کن ہے مثلاً درد سر معدہ کی خرابی سے پیدا ہوتا ہے انسان اس قسم کے بعید علاقات سے حیران و پریشان ہو جاتا ہے یہی حال امراض اجتماعیہ کا ہے۔

ہمارے موضوع کا عنوان آج یہ ہے "من این جاء الفساد" یہ بحث نہایت ہی دقیق اور طویل ہے ہم یہاں اس پر پوری جامعیت اور تفصیل کیساتھ روشنی نہیں ڈال سکتے بلکہ فساد اجتماعی کے اولین جراثیم کی تحلیل کرنا چاہتے ہیں۔

آجکل مسلمانوں میں جو بدعات و خرافات رائج ہو گئی ہیں اور انہوں نے ان کے عقائد و اذہان پر قبضہ کر لیا ہے مسلمانوں کے تمام ہبوط و تاخر کو انہی بدعات و خرافات کی طرف منسوب کیا جاتا ہے مگر ہم اس قسم کا خیال رکھنے والوں کے ساتھ متفق نہیں کہ وہ ان کے عدم اتحاد اور پستی و ذلت کے علل ہیں بلکہ وہ تو اعراض ہیں جن کے علل دوسرے ہیں اگر تم ان حقیقی اسباب و علل کا ادراک نہیں کر سکتے تو تمہاری مثال اس طبیب کی سی ہوگی جو اصول کو چھوڑ کر فروع کا مداوا کرے دوسرے ہم اس بات کا اقرار نہیں کر سکتے کہ ہمارے ہبوط کا سبب وہ بدعات و خرافات ہیں جو دین میں شائع ہو چکی ہیں کیونکہ بدعات و خرافات تو تمام اقوام و ملل میں اور مسلمانوں سے زیادہ حتیٰ کہ ان کے مذاہب سراسر اوہام و خرافات کا مجموعہ بن کر رہ گئے ہیں مسلمانوں میں تو ابھی خدا کے فضل و کرم سے کسی نہ کسی حد تک حقیقت اسلام موجود ہے ان میں خدانخواستہ دیگر اقوام کی طرح بت پرستی مظاہر پرستی تثلیث پرستی اور مادہ پرستی وغیرہ پرستیاں نہیں اگر بدعات تنزل و تاخر کا باعث ہوتیں تو ہم جاپانیوں کو مدنیت کی بلندیوں پر نہ دیکھتے۔

اسلام میں بدعات و خرافات کے ذمہ دار علماء ہیں

اس میں شک نہیں کہ مسلمان بدعات و خرافات میں گرفتار اسلام کی حقیقی . . . . روح اور شیرینی شان کھو چکے مگر اصولی طور پر ان کے تنزل و تسفل کا سبب ان کو نہیں قرار دیا جا سکتا بیشک وہ بدعات کی وجہ سے ذلیل و رسوا ہیں مگر ہم عوام الناس کو ان کی بنا پر لعنت و ملامت نہیں کر سکتے کیونکہ ان کا مادہ اور جراثیم وہ علماء ہیں جنہوں نے ان کو میدان ضلالت میں لا ڈالا اگر تم اس پر دلیل مانگتے ہو تو غالی بدعتیوں کی طرف دیکھو جو اپنی ہر بدعت کے ثبوت میں کسی نہ کسی عالم کے قول یا عمل کو پیش کرتے ہیں اگر تم یہ کہو کہ عوام الناس ہی خود ان کے ذمہ دار ہیں انہوں نے صالحین کی طرف ان چیزوں کو منسوب کر دیا جن کی نسبت سوائے خدا کے کسی کے لئے جائز نہ تھی اور انہوں نے ان کے اقوال و افعال سے وہ باتیں نکالیں جو ان میں نہ تھیں اور وہ باتیں داخل کر دیں جو ان میں نہ تھیں اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ اس کا سبب بھی علماء ہی ہیں کیونکہ عام لوگوں میں اتنا مادہ نہیں کہ خود دین میں سے کوئی بات نکال لیں اور صالحین کے اقوال و افعال کی طرف کوئی بات اپنی طرف سے منسوب کر دیں پس جو کچھ بھی ہے علماء کے سبب ہے جنہوں نے قبور کو مقاصیر بنایا ان پر قبوں کو اٹھایا جنہوں نے مساجد کو زینت و دیگر بادشاہوں کے دربار و سرایا کے مانند بنا دیا، جنہوں نے مقابر کو زینت و کر لہو و لعب اور دنیوی مشاغل کے مراکز بنایا اور وہی ہیں جو عوام کو حقیقت اسلام کی طرف دعوت و ارشاد سے غافل ہیں مگر بدعات و خرافات کو رواج دینے اور ملت نا صدہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں دن رات منہمک اور سرگرم رہتے ہیں اور پر لطف یہ کہ یہ سب کچھ دین کے پردہ میں ہوتا ہے۔

علماء سوء خطباء اور واعظ عوام کی بدحالی اور بداعمالی کی شکایت کرتے ہیں اور ان پر لعنت و ملامت کی بوچھاڑ کرتے ہیں مگر بدعات و خرافات پر گرفت کرنے سے غافل ہیں کیا وہ علماء نہیں جو ہزار ہا روپے مساجد کی دیواروں پر اور بجلی سے ان کو بقعۂ نور بنا دینے میں خرچ کرا دیتے ہیں جو مساجد میں حقیقی دعوت و ارشاد کا دروازہ خطیب و واعظ پر بند کر دیتے ہیں اور اپنی مرضی و مفاد کے خلاف بولنے سے روک دیتے ہیں کیا حقیقت دین کو منقلب کرنے والے اور اس کو قبر پرستی سے آلودہ کرنے والے سوائے خواص کے عوام ہیں! کون ہے جس نے عوام کو دین کی بحر مستی کرنے پر دلیر کیا کون ہے جس نے امت مسلمہ کو دلق سے غداری سکھائی کون ہے جس نے اسراف و تبذیر کی تعلیم دی کس نے ان کو اندھی تقلید کے جال میں پھنسایا کس نے ان کو اجنبی اقتدار کے قدموں پر جھکا اور کس نے انکو اپنی غلامانہ ذہنیت کے سبب ذلت و مسکنت اور غلامی و محکومی پر قناعت کیے رہنا سکھایا! یہ جمود و تعطل کیا ہے مسلمانوں کا نظام حیات کیوں منقلب ہے ان تمام باتوں میں تمہیں علماء ہی کا کسی نہ کسی طرح ہاتھ نظر آئیگا حقیقت بھی یہی ہے جب تک خواص نہ بگڑیں عوام نہیں بگڑتے ہیٹریوں پر تباہی جب ہی آتی ہے جب ان کے چرواہے غافل ہو جائیں ایسی حالت میں ہم کیسے مشرق کے فساد کو عوام کی طرف منسوب کر سکتے ہیں کیا جنگ عظیمہ کی تباہ کاریوں میں خواص کا ہاتھ نہ تھا پس عوام کو لعنت ملامت کرنے کے بجائے خواص کو اپنی اصلاح کرنی چاہئے تنظیم کے پکارنے والوں کو خود منظم ہونا چاہئے یہاں سے معلوم ہوا کہ اجتماعی فساد کا منبع خواص یعنی علماء و رہبر ہیں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

اسلام اور نسلی امتیاز

از جناب مولوی سید نظر الحسن صاحب سہوانی متعلم (جامعہ)

بنی نوع انسان من حیث انسانیت کے بالکل برابر ہیں۔ قومیت رنگ و نسل کوئی امتیازی نشان نہیں اگر کوئی تمیز ہوتی ہی ہے تو وہ صرف مذہب سے کیونکہ انسانوں کی تخلیق آدم و حوا علیہما السلام سے ہوئی تو کیا یہ ممکن ہے کہ اس کا ایک لڑکا اونچی ذات لے ہو اور دوسرا نیچی ذات سے ایک کی اولاد دوسرے کے ساتھ نہ بیٹھ سکے ایک دوسرے کے ساتھ کھانا نہ کھا سکے ایک کی شادی دوسرے کے یہاں نہ ہو سکے کیا اس کو عقل سلیم تسلیم کرتی ہے کسی عاقل بالغ کا یہ عقیدہ ہونا اس کی انتہا درجہ کی بیوقوفی کی دلیل ہے۔

مسلمانو تم نے قرآن پاک کی تعلیم کو بالکل بھلا دیا کیا تمہیں یاد نہیں کہ تمہیں کیا سبق دیا تھا قرآن پاک صاف صاف الفاظ میں فرماتا ہے وجعلنا کم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند الله اتقاکم ہم نے جو تم کو دنیا میں قبائل در قبائل کر دیا وہ محض پہچان کے لئے کسی شرافت کی وجہ سے نہیں، تم میں معزز شخص خدا کے نزدیک وہی ہے جو زیادہ متقی ہو اس سے صاف طور سے معلوم ہو گیا کہ دنیاوی شرافت اور رذالت کوئی شے نہیں ہے بلکہ دراصل شرافت اخروی ہے انسان کو اسی کی کوشش کرنی چاہیئے جاہلیت کے زمانہ میں عرب میں بھی شرافت کا بہت چرچا تھا نبی علیہ السلام کے ہمنشیں بلال عمار صہیب وغیرہ تھے چونکہ یہ لوگ غلام تھے اس لئے کفار مکہ حضور کی خدمت میں نہیں آتے تھے اور حضور سے درخواست کرتے تھے کہ جب ہم آپ کے پاس آیا کریں تو ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دیا کیجئے بعض دفعہ حضور نے اس وجہ سے کہ شاید یہ لوگ اسلام لے آئیں اپنے دل میں ایسا کرنے کا خیال کیا ہی تھا کہ فوراً فرمان خداوندی نازل ہوا۔

ولا تطرد الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه ما عليك من حسابهم من شيء وما من حسابك عليهم من شيء فتطردهم فتكون من الظالمين	جو لوگ خدائے تعالیٰ کو صبح شام یاد کرتے ہیں تم ان کو اپنے پاس سے مت ہٹاؤ اگر تم نے ایسا کیا تو تم ظالم ہوگے“ جب خدائے قدوس اپنے پیارے رسول کے متعلق ایسا فرماتا ہے تو کیا تم کو اس کے عذاب کا ڈر نہیں ہم

دیگر مذاہب والوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ عورتوں کے ذریعہ سے کر رہے ہیں مگر مسلمانوں کا حال اس کے برخلاف ہے اگر کوئی معزز قوم کا شخص اسلام لائے اور وہ کسی شریف خاندان میں شادی کرنا چاہے تو یہ کسی صورت میں ممکن نہیں یہ صورت نومسلم ہی کے ساتھ مخصوص نہیں اگر کوئی نیچ ذات کا شخص کسی شریف خاندان سے مراسم پیدا کرے یہ بھی ممکن نہیں اگر ان شریف حضرات سے ان کے اس امر پر کوئی دلیل مانگی جائے تو وہی جواب ملتا ہے جو کفار قریش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یا امم سابقہ اپنے اپنے انبیاء کو یاد کرتی تھیں بڑے افسوس کا مقام ہے کہ آباؤ اجداد کی اقتداء ان کو اتنی محبوب ہے کہ اس پر جان و مال قربان کرنے کو تیار ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتا اور باوجود اس کے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں حالانکہ سرور کائنات کا فرمان ہے لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والدین اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں لہٰذا بہتر یہی ہے کہ یہ لوگ آئندہ اپنے کو یا تو مسلمان کہنا چھوڑ دیں یا اپنے اقوال سے رجوع کریں اور خدا سے توبہ کریں اور وہ لوگ جو کہ اپنے کو اہل بیت سے کہتے ہیں اور بڑے فخر سے اپنے کو سید کہتے ہیں اور لکھتے ہیں ان کے اندر سب سے زیادہ یہ مرض پایا جاتا ہے ان کو ہی چاہیئے کہ وہ آئندہ اہل بیت اور سید کے مقدس نام کی ہتک نہ کریں مسلمانو سنو اور غور سے سنو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ احسن الی جارک تکن مومنا واحب للناس ما تحب لنفسک تکن مسلما مومن کی علامت ہے کہ وہ اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرے اور مسلمانوں کی علامت یہی ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرے وہی دوسروں کے لئے محبوب رکھے آپ لوگ یہ محبوب رکھتے ہیں کہ کسی مجلس میں جائیں اور دھتکار کر نکال دیئے جائیں اور لوگ ذلت کی نگاہ سے دیکھیں کیا یہ پسند ہے کہ آپ کے کسی رشتہ دار کی شادی کا پیغام دیا جائے اور وہ محض اس لئے رد کر دیا جائے کہ نسل میں فرق ہے غور کیجئے کہ اس میں آپ کی کتنی سخت ذلت ہو آپ اس کو کبھی نہیں برداشت کر سکتے پھر کیا دوسروں کی ذلت کرنا آپ کو گوارا ہے بخدا اگر آپ کے یہی خیالات ہیں تو مسلمان ہونا تو درکنار آپ دائرہ انسانیت ہی سے خارج سمجھے جائیں گے یہ باتیں پیدا کر کے آپ ایک مسلم کی ذلت نہیں کر رہے بلکہ حقیقتاً تعلیم اسلام کی ذلت کر رہے (اعاذنا اللہ منہ) کیونکہ نبی علیہ السلام نے اپنے آخری حج کے خطبے میں فرمایا تھا ایک مسلم کی عزت و آبرو اس کی جان و مال تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح کہ یہ حرمت والا شہر اور حرمت والا مہینہ اور حرمت والا دن ہے اور سنو دوسری حدیث میں آتا ہے کہ خدا کے نزدیک ایک مسلم کی عزت آسمان و زمین کے تباہ و برباد کرنے سے زیادہ وقیع ہے جس چیز کو خدا اور اس کا محبوب رسول محبوب رکھے مگر طبقہ شرفا و امراء اس کو برا سمجھے یہ اسلام دشمنی نہیں تو اور کیا ہے کیا قرآن کی آیت لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ آپ کو غور و خوض کرنے کے لئے ناکافی ہے اللہ کے رسول کا طرز عمل بنو ہاشم و قریش و الانصار اور غلاموں کے ساتھ یکساں تھا ہر ایک کو اپنے پاس بٹھلاتے اور شفقت و محبت سے گفتگو کرتے تھے بلکہ خود ان کے مکانوں پر تشریف لیجاتے اسی طرح امہات المومنین میں سے حضرت زینب کے سوا کوئی بھی بنو ہاشم سے نہیں تھیں بلکہ بعض امہات المومنین قریش سے بھی نہیں تھیں مثلاً حضرت صفیہ رضہ

آپ حی بن اخطب سردار یہود کی بیٹی تھیں اسی طرح حضرت ماریہ قبطیہ یہ قبطی تھیں کیا اسوہ رسول قابل اتباع نہیں جس پر خود خدائے تعالے عمل کرنے کا حکم دیتا ہے دوسری جگہ فرمایا لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس خدا اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اگر تمہیں خدا کی نظر عنایت درکار ہے تو وہ لوگوں سے بہترین سلوک کرنے پر حاصل ہو سکتی ہے بغیر اس کے نہیں۔ نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جو فصیح و بلیغ لمبا چوڑا خطبہ دیا تھا اس میں یہ بھی فرمایا تھا لا فخر لعربی علی العجمی ولا لعجمی علے عربی الا بالتقوی کلکم بنو آدم و آدم من التراب کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو عربی پر فضیلت حاصل ہے البتہ ان دونوں میں سے جو شخص بھی زیادہ متقی و پرہیزگار ہوگا خواہ کسی قبیلہ اور کسی قوم سے ہو وہی افضل ہوگا تم تمام آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے فالبا اب تو اس پر اور ادلہ قائم کرنے کی ضرورت نہ ہوگی اور اگر ہے تو ہمارے پاس کوئی کمی نہیں اب آثار صحابہ لیجیے سرور رسل نے ایک سریہ اسامہ بن زید کی سرکردگی میں روانہ فرمایا مگر حضور کی بیماری بڑھ گئی اس لئے سریہ واپس آگیا جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے آپ نے اس سریہ کو اسامہ بن زید کی ہی سپہ سالاری میں روانہ کیا اسامہ نبی علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام زید کے بیٹے تھے اور لشکر میں بڑے بڑے قریش ہی تھے اس لئے چند لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے کسی قریشی کو سپہ سالار بنانے کو کہا مگر حضرت ابوبکر نے اس سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وہی میں بھی کروں گا۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں حضرت بلال و عمار وغیرہ آتے ہیں دوسری طرف سے ابو سفیان وغیرہ سرداران قریش بھی آتے ہیں دربار خلافت میں اطلاع کرائی جاتی ہے خادم آتا ہے اور حضرت بلال و عمار وغیرہ کو لیجاتا ہے اور ابو سفیان وغیرہ بیٹھے رہ جاتے ہیں اسی طرح تمام صحابہ حضرت بلال کو سردار کہکر پکارا کرتے تھے حضرت عمرؓ نے لوگوں کا وظیفہ مقرر کیا اس میں اسامہ بن زید کا وظیفہ زیادہ مقرر کیا اور اپنے بیٹے کا کم جب ان کے بیٹے نے شکایت کی کہ اسامہ تو مجھ سے کسی حیثیت سے بڑھے ہوئے نہیں ہیں مگر آپ نے ان کا وظیفہ زیادہ مقرر کیا اور میرا کم حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر کے بیٹے کو اتنا نہیں چاہتے تھے جتنا کہ اسامہ کو اور اس قسم کے ہزاروں واقعات ہیں اسلام نے دنیا کو مساوات کا قیمتی سبق دیا ہے اس نے ایک دوسرے کو بھائی بنا دیا ہے جس قدر جلد ممکن ہو ان بدترین خیالات کو دماغ سے دور کرو اور متحد ہو کر وہ کام کرو کہ تمام عالم کے دل میں تمہاری ہیبت و عظمت اسی طرح بیٹھ جائے جس طرح تمہارے اسلاف نے بٹھائی تھی۔

وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضاہ

سچے دواخانے کی کامیاب مجرب اور اچھی دوائیں

سچے دواخانہ کی کامیابی کا راز صرف یہی ہو کہ نہ اپنی بہترین دواؤں کو باوجود واقعہ کے کسی بڑے مشہور حکیم سے منسوب نہیں کرتا وہ صرف اپنی محنت دیانتداری اور خدا کے بھروسے پر یقین رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے ایک معمولی اشتہار سے اس کی دوائیوں کی دھوم مچگئی اگر خدانخواستہ آپ کو دوا کی ضرورت ہو تو یہ سچا دواخانہ سب سے بہتر دواساز ہے اس سے منگائیے۔

مقوی یہ نہایت ہی مفید دوا ہے قوت مردانہ کے لئے بے بہا مرکب ہے اعصاب کی تمام کمزوریوں کو دور کرکے ایک نئی قوت اعصاب کو پہنچاتا ہے گردوں کو قوی کرنے کے لئے بھی ایک اچھی چیز ہے مادہ تولید پیدا کرنے میں ایک خاص اثر رکھتی ہے اور بقائے نسل انسانی کی وہ قوت جو بیماری یا عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے یا کثرت جماع یا جریان خون گھٹ جانے کی وجہ سے کم ہو جاتی ہے اس کو بہت جلد اصلی حالت پر لاکر تروتازہ بنا دیتا ہے یہ قرص ہمارے دواخانہ میں خاص اہتمام سے تیار کیے جاتے ہیں اگر مستقل فائدہ اٹھانا ہو تو کم از کم چالیس یوم استعمال کیجئے اس میں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر غذا اس کی وجہ سے جزو بدن ہو جاتی ہے کھانا کھانے کے بعد ایک گولی کھانا چاہیے قیمت ۶۰ گولی جو ایک ماہ کے لئے ہیں قیمت چھ روپے محصول ۶ ر کل ۶ ؎

جریان بند جریان بڑا موذی مرض ہے اور ۹۹ فی صدی آدمیوں کو ہوتا ہے یہ ایسا خطرناک مرض ہے کہ آہستہ آہستہ تمام اعضائے رئیسہ کمزور کر دیتا ہے اور جس طرح گھن لکڑی کو نقصان پہنچاتا ہے بالکل اسی طرح یہ مرض انسان کے دل و دماغ اور معدے و جگر کو ضعیف و ناتوان کرکے طرح طرح کے امراض پیدا کرتا ہے اور مریض اس کو معمولی شکایت خیال کرکے یا شرم و لحاظ کی وجہ سے اپنی صحیح حالت طبیب سے بیان نہیں کرتے اور اپنی صحت کو تباہ و برباد کرکے صحیح معنوں میں لطف زندگی سے محروم ہو جاتے ہیں اگر آپ کو سرعت رقت یا کثرت احتلام کی شکایت ہے یا جماع کے بعد کمر گری کا محسوس ہوتی ہے یا طبیعت بشاش نہیں رہتی یا کمر میں درد رہتا ہے یا دماغ کام کرنے سے نکما ہو جاتی ہے تو آج ہی آپ یہ دوا منگائیے اور ڈھائی روپے میں اس دشمن جان آبرو سے نجات حاصل کیجئے یہ قرص مذکورہ بالا تمام شکایتوں کو دور کرنے میں مفید ثابت ہوئے ہیں اور ہر موسم میں استعمال کئے جاتے ہیں مرد و عورت دونوں کے لئے یکساں مفید ہیں اس کی تمام خوبیاں استعمال کرنے ہی سے معلوم ہو سکتی ہیں صرف ایک قرص صبح کو گرم دودھ کے ساتھ استعمال کی جائے ۴۰ گولیاں ڈھائی روپے محصول ڈاک ۶ ر

ممسک اعظم یہ کسی بڑے بخیل کا نام نہیں ہے لیکن رجوعی قوت کو ضرور بخیل بناتی ہے یہ بھی قرص یا گولیاں ہیں قوت مردانہ کی محافظ ہیں سرعت جیسی لعنت کرنیوالی شکایت کو دفع کرتی ہیں اکثر ممسک دواؤں میں منشی اجزا ہوتے ہیں لیکن نشہ آور دوائیں ہمیشہ نقصان پہنچاتی ہیں ہماری یہ گولیاں اس قسم کے مضر اثرات سے محفوظ ہیں ایک گولی سے دو گولی تک ضرورت سے دو گھنٹہ پہلے دودھ کے ساتھ کھائیں اور پھر لطف و مسرت کا تماشہ دیکھیں ان گولیوں میں خوبی یہ ہے کہ امساک کے ساتھ انتشار بھی قائم رکھتی ہیں اس کے لئے اس میں خاص اجزا شامل ہیں اور کچھ زیادہ قیمتی بھی نہیں ہیں۔ قیمت دس گولی ایک روپیہ محصول ڈاک ۶ ر کل ۱؎

قبض کشا ہر مرض پیٹ سے شروع ہوتا ہے اور قبض سے پیٹ ہی نہیں انسانی جسم کی پوری مشین خراب ہو جاتی ہے اس لئے آپ سب سے پہلے اس کا تدارک کیجئے اور کبھی قبض نہ ہونے دیجئے قبض کشا گولیاں ہمارے دواخانہ کی سب سے زیادہ کامیاب ہیں قبض دور کرنے میں مفید اور زود اثر ہیں قیمت ۸ ر محصول ۶ سب دواؤں کے ملنے کا پتہ سچا دواخانہ پوسٹ بکس ۱۱۵ دہلی

رشتہ داروں کے حقوق ایک مسلمان پر

(از جناب ابو محمد مولوی یعقوب احمد صاحب دہلوی)

گھر کے تمام تعلقات صرف میاں بیوی سے وابستہ نہیں ہیں بلکہ ان تعلقات کے سلسلہ میں وہ اقربا اور اعزہ بھی شامل ہیں جن کی خدمت اور خبرگیری مرد یا عورت کے ذمہ عائد ہوتی ہے۔

اولاد بالعموم دونوں کی متاع مشترک ہے جس کی قدرتی محبت دونوں کے دل میں ہوتی ہے اور اس کے متعلق والدین کے جو فرائض ہیں وہ اس قدر عیاں ہیں کہ محتاج نہیں لیکن بعض خاندانوں میں سوتیلی اولاد سے بھی سابقہ پڑتا ہے اگر ایسی اولاد پہلی بیوی سے ہے تو موجودہ بی بی کو اگرچہ اس کے ساتھ قدرتاً الفت نہیں ہو سکتی لیکن اس کا فرض ہے کہ وہ حقوق العباد اور خاوند کی خوشی کے خیال سے اس کے ساتھ محبت کرے کیونکہ خدا وند کریم نے اس کو باپ کی دولت و ثروت میں حصہ دار اور مستحق بنایا ہے اسی طرح اگر عورت کے پہلے خاوند سے کوئی اولاد ہے اور وہ قابل پرورش ہو تو اگرچہ وہ موجودہ خاوند کی دولت و آمدنی میں کوئی استحقاق نہیں رکھتی لیکن عورت کی خوشی اور استحسان کے خیال سے اس کی پرورش کرنی چاہیئے اس کے علاوہ عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے جہر اور نان نفقہ سے ایسی اولاد کی پرورش کرے۔

اسلام میں ایسی بہت سی مثالیں ہیں کہ آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام نے اسی محبت و شفقت کے ساتھ جو اپنی صلبی اولاد کے ساتھ ہوتی ہے ایسی اولاد کی پرورش کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل مسلمانوں کے لئے ایک سنت اور صحابہ کرام کا ہر ایک کام ایک نمونۂ عمل ہے۔

اب ذرا غور سے دیکھو کہ مندرجہ بالا قسم کی اولاد کے ساتھ عورت و مرد کی محبتیں گھر میں کس قدر کی مسرت پیدا کرتی ہیں اور زوجین میں کس طرح محبت بڑھنے کا باعث ہوتی ہیں۔

تعلقات عزیز داری میں والدین اور ذوی القربیٰ کا خیال رکھنا ان کی خبرگیری کرنا اور ان کی خدمت بجا لانا بھی فرائض میں داخل ہے والدین جو ہزاروں تکلیفیں اٹھا کر اولاد کی پرورش کرتے ہیں اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ اولاد ان کی خدمت بجا لائے اور جب وہ اپنی دولت اور کمائی کا بڑا حصہ اولاد کی پرورش میں صرف کرتے ہیں تو ان کا استحقاق ہے کہ وہ اولاد کی کمائی اور دولت سے بھی فائدہ اٹھائیں۔

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے پاس مال ہے اور میرا باپ میرے مال کا حاجتمند ہے، فرمایا تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کی ملک ہیں (اس کے بعد حاضرین کی طرف روئے سخن کر کے فرمایا) کہ تمہاری اولاد تمہاری پاک اور حلال کمائی ہے (تو) تم اپنی اولاد کی کمائی میں سے بے دغدغہ کھاؤ۔

والدین کی اطاعت فرمانبرداری اور خدمت جس درجہ اولاد پر فرض ہے اور اعزا و اقربا کے ساتھ جیسے حسن و سلوک اور مودت و محبت کی ترغیب و تاکید کی گئی ہے اس کا اندازہ قرآن حکیم اور احادیث نبوی سے بخوبی ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں یہ امر بھی غور کرنے کے قابل ہے کہ خداوند کریم کے نزدیک والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اس درجہ وقیع ہے کہ جہاں اس نے اپنی عبادت کرنے شرک و فسق سے بچنے اور نماز و زکوٰۃ کے ادا کرنے کا حکم دیا ہے وہیں والدین کے ساتھ احسان کرنے کی بھی ہدایت فرمائی ہے:

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا به شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا

اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھیراؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور قرابت والے پڑوسیوں اجنبی پڑوسیوں اور پاس کے بیٹھنے والوں اور مسافروں اور جو لونڈی غلام تمہارے قبضہ میں ہیں ان سب کے ساتھ سلوک کرتے رہو اللہ ان لوگوں کو دوست نہیں رکھتا جو اترائیں اور بڑائی مارتے پھریں۔

ووصینا الانسان بوالدیه حسنا وان جاھداک لتشرک بی ما لیس لک به علم فلا تطعھما

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی سمجھا دیا کہ اگر ماں باپ تیرے درپے ہوں کہ تو ہمارا کسی کو شریک ٹھیرائے جس (کے شریک خدا ہونے) کی تیرے پاس کوئی معقول دلیل ہے ہی نہیں تو (اس بات میں) ان کا کہا نہ ماننا۔

وبرا بوالدیه ولم یکن جبارا عصیا

اور اپنے والدین کے خدمت گزار بھی تھے اور سخت گیر اور خود سر نہ تھے۔

واوصٰنی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا

اور مجھ کو حکم دیا کہ جب تک زندہ رہوں نماز پڑھوں اور زکوٰۃ دوں اور مجھ کو اپنی ماں کا خدمتگذار بنایا اور مجھ کو سخت گیر اور بدراہ نہیں کیا۔

یہی نہیں کہ احسان کی ہدایت کی گئی ہو بلکہ ادب اور نرمی سے بات کرنے کی بھی تاکید کی گئی ہے۔

وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما۔

اور اے پیغمبر تمہارے پروردگار نے حکم قطعی دے دیا ہے کہ (لوگو) اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا (اے مخاطب) اگر والدین میں کا ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچیں تو ان کے آگے ہوں بھی نہ کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے (دیکھ) کہنا سننا ہو تو ادب

کے ساتھ لینا دستا"۔

ان کے ساتھ خاکساری کرنے اوران کے لئے دعائے مغفرت اور رحمت کے مانگنے کی ان الفاظ میں ہدایت کی گئی ہے۔

واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا ۔ اور اے شخص محبت سے خاکساری کا پہلو ان کے (یعنی ماں باپ کے) آگے جھکائے رکھنا اوران کے حق میں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار جس طرح انہوں نے مجھے چھوٹے سے پالا ہے اور میرے حال پر رحم کرتے رہے ہیں) اس طرح تو بھی ان پر (اپنا) رحم کیجیو۔

والدین کے بعد زیادہ تر جو قریبی عزیز ہوتے ہیں ان کی تفصیل کی کوئی حاجت نہیں ہے ان کی نسبت صرف ذیل کی ایک حدیث کو پڑھ لینا چاہیے حضرت ابوہریرہ رضی کہتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ اس بات کا حقدار کون ہے کہ جس کے ساتھ میں سلوک کروں فرمایا تیری ماں عرض کیا پھر کون فرمایا تیری ماں عرض کیا پھر کون فرمایا تیری ماں اس نے عرض کیا پھر کون فرمایا تیرا باپ۔ اور ایک روایت یں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری ماں (یعنی اپنی ماں سے سلوک کر) پھر تیری ماں پھر تیری ماں پھر تیری ماں پھر تیرا باپ پھر جو تجھ سے زیادہ قریب کا رشتہ رکھتا ہو۔

اسی طرح ایک اور حدیث بھی ترمذی شریف میں ہے کہ آنحضرت نے تین دفعہ ماں کے ساتھ اور پھر باپ کے ساتھ سلوک کرنے کے بعد پھر جو زیادہ قریب ہو اس کے ساتھ سلوک کرنے کی ہدایت فرمائی۔

ترمذی شریف میں ایک حدیث حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ایک بڑے گناہ کا مرتکب ہو گیا ہوں تو کیا میرے لئے توبہ ہے فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے عرض کیا نہیں فرمایا تیری خالہ موجود ہے کہا ہاں فرمایا اس کے ساتھ سلوک کر۔

اب اس حدیث سے یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہیئے کہ خالہ کے ساتھ سلوک کرنے کی اس لئے ہدایت کی گئی کہ وہ خوش ہو کر گناہ کے بخشے جانے کی خدا سے دعا کرے اور اس کے ساتھ جو ماں کی طرح ہے صلہ رحمی کرنا کفارۂ گناہ کا موجب ہوگا۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کی تمام خوبیاں ایک ایک کرکے رخصت ہوتی جاتی ہیں اوران کی جگہ خرابیاں آتی جاتی ہیں یہی حالت رشتہ داری کے تعلقات کی بھی ہے اگر ایک بھائی دولتمند یا آسودہ حال ہے اور دوسرے بھائی غریب ہیں یا کسی کے والدین غیر مستطیع ہیں تو اول تو خود اس آسودہ حال شخص کو ہی ان کی پرواہ نہیں ہوتی پھر اگر بیوی بھی بدمزاج یا سسرال والوں سے متنفر ہو تو ان لوگوں کی زندگی جن کے حفظ حقوق کے متعلق اس طرح کے احکام ہیں جو اوپر بیان ہوئے ہیں نہایت بیکسی و ذلت کی زندگی ہو جاتی ہے مگر یہ دونوں (یعنی شوہر اور بیوی نہ دنیا کا لحاظ کرتے ہیں نہ آخرت کے اس عذاب سے ڈرتے ہیں جو ان اعمال کے اس عالم میں ان پر نازل ہوگا۔

والدین اور اعزہ کے ساتھ حسن سلوک اور مودت و محبت وہ حقوق ہیں جو خداوند کریم نے اولاد پر اور دوسرے اعزہ پر مقرر کئے ہیں ان حقوق کے ادا نہ کرنے کی بابت خواہ دنیاوی قوانین میں کوئی چارہ کار نہ ہو لیکن جو لوگ حشر و نشر پر ایمان اور روز محشر کی بازپرس پر یقین رکھتے ہیں وہ ضرور سمجھتے ہیں کہ اس کا اس دنیا میں نہ سہی اس دنیا میں چارہ کار ہے اگر بیوی کے اثر سے اس کا خاوند ان حقوق کو ادا کرنے سے مجبور ہو تو آخرت میں اس کا بار ان دونوں پر پڑے گا البتہ اگر بیوی اپنی مالک و جائداد میں سے اپنے اعزہ کے حقوق ادا کرنے چاہے اور خاوند مانع ہو تو چونکہ خاوند کی اطاعت سب پر مقدم ہے اس لئے عورت تو گناہگار نہ ہوگی مگر خاوند معصیت میں مبتلا ہو جائے گا پس اس معاشرتی زندگی میں گھر کی مسرت و برکت اور خداوند کریم کی رحمت کا بہت بڑا انحصار والدین اور اعزہ کے ساتھ حسن سلوک پر مبنی ہو۔

عموماً ساسیں جب اپنے بیٹے کا گھر بار کرتی ہیں تو وہ اس بات کو فراموش کر جاتی ہیں کہ وہ بھی کبھی بہو تھیں اور بہوئیں بھی اس بات کو خیال میں نہیں لاتیں کہ ایک دن وہ بھی ساس بنیں گی بس یہی فراموشی اور بےخیالی ساس بہوؤں کے فساد کی جڑ ہوتی ہے جو عورتیں عقلمند ہوتی ہیں وہ سمدھیانے سسرال اور میکے کے جھگڑوں کو پاس نہیں آنے دیتیں اور کوئی بات ایسی نہیں کرتیں کہ نزاع برپا ہو۔ نزاعات کے برپا نہ ہونے اور انسداد کا سب سے بہتر ذریعہ یہی ہے کہ گھر کے ہر شخص کو ایک دوسرے کے مرتبہ اور حق کا خیال رکھنا چاہیئے اور ان حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہیئے جو خداوند کریم نے مقرر کئے ہیں۔

تلك حدود الله فلا تعتدوها ومن يتعد حدود الله فاولئك هم الظالمون ۔	یہ اللہ کی (باندھی ہوئی) حدیں ہیں تو ان سے آگے مت بڑھو اور جو اللہ کی باندھی ہوئی حدوں سے آگے بڑھ جائیں تو یہی لوگ برسر ناحق ہیں"۔

بطرز یسرنا القرآن بلا ترجمہ

تقطیع گیارہ انچ طویل ساڑھے سات انچ عریض کتابت ہر لفظ خوب علیحدہ علیحدہ تنہ خوب جلی گویا اتنی بڑی تقطیع میں شاید چودہ سطریں ہیں کاغذ بہت مضبوط اور [illegible] و سفید چھپائی خوب سیاہ سرورق نہایت خوشنما بچوں اور عورتوں اور ضعیف مردوں کے لئے [illegible] خصوصیت سے مفید مطلب ہے چونکہ ہر لفظ الگ ہے اس لئے تلاوت سہل تر ہوتی ہے اور صحیح پڑھا جاتا ہے۔

ہدیہ مجلد چرمی پشتہ بہت مضبوط جلد ہونے دو روپیہ [illegible] کا غذ کا ڈیڑھ روپیہ لیکن رسمی کاغذ لودا ہے۔ محصول ڈاک [illegible]

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس۔ دہلی

چالیس خوبیوں والی

معمولی چھپائی اچھا کاغذ مولوی سے نصف تقطیع کتابت ایک ایسی خاتون کی جو بڑا [illegible] ریاستوں سے [illegible]

[illegible]

روپیہ [illegible] محصول ڈاک [illegible]

بہت تھوڑی [illegible] جلدیں رہ گئی ہیں جلد منگائیے۔

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس ۔ دہلی

اسلام کا ایک جانباز سپاہی

(از نوشتہ جناب مولوی عبدالعزیز صاحب سابق اڈیٹر الفرقان دہلی)

مسلمان کی زندگی کا مقصد اس دنیا میں نہایت ہی رفیع ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان سچائی کا اظہار کرتا رہے اور دنیا والوں کو تاریکی سے نکال کر صداقت اور روشنی کی شاہراہ پر گامزن کرتا رہے ظاہر ہے کہ ایسی قوم کے اندر قربانی و ایثار کا وہ بے پایاں جذبہ ہو کہ وہ موت کو سب سے زیادہ عزیز جانے کیونکہ اعلان حق کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ طاغوتی طاقتیں اور باطل پرست مسلمان سے برسر جنگ ہوں علاوہ ازیں تاریخ و واقعات پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ قوموں اور حکومتوں کی بقاء و فنا کا مسئلہ زندگی اور موت کے فلسفہ پر موقوف ہے اور دنیا میں وہی قوم سرفراز اور بلند اقبال ہو سکتی ہے جو قومی و اجتماعی مفاد کے تحفظ کے لئے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دے اور قوم و مذہب کی خاطر اپنے آپ کو ہلاکت کے منہ میں ڈالدے۔

اسلام نے سب سے پہلے موت اور زندگی کی عقدہ کشائی کی

اسلام نے دنیا میں ظاہر ہو کر سب سے پہلے جو کام کیا اور مسلمانوں کے دماغ میں جو بات ڈالی وہ موت اور زندگی کی عقدہ کشائی تھی اسلام نے بتلایا مومن کو اعلاء کلمۃ الحق کے لئے موت سب سے زیادہ عزیز ہونی چاہیئے قومی و اجتماعی بقاء و تحفظ کیلئے قیام امن اور بسط عدل کے لئے اور خدمت خلق کی خاطر جان سپاری کیلئے مومن کو ہر وقت تیار رہنا چاہیئے نیز اسلام نے بتلایا کہ اللہ کی راہ میں جو موت آتی ہے وہ اس جہان کی زندگی سے بدرجہا بہتر اور قیمتی ہے یہ دنیا کی زندگی عارضی اور ناپائدار ہے مگر موت کے بعد جو زندگی آنے والی ہے وہ حقیقی اصلی اور ابدی ہے نیز بتلایا کہ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے اور جنت کا ملنا جہاد و صبر پر موقوف ہے۔ اسلام کے اس فلسفہ کو صحابہ کرام نے خوب سمجھا اسی کے مطابق اپنی زندگیاں وقف کیں اور اسلام کے پہلے ہی مطالبہ پر اپنا جان و مال سب کچھ قربان کر دیا چنانچہ اسلامی تاریخ عہد اول کے مسلمانوں کی قربانیوں اور جان سپاریوں پر شاہد عدل ہے ان تمام واقعات میں ہر جگہ یہی فلسفہ کام کرتا ہوا نظر آتا ہے اور ہر مجاہد حق کی زندگی اسی فلسفہ کا مظہر اتم بنکر سامنے آتی ہے۔

اسی فلسفہ کا نتیجہ تھا کہ مسلمان کبھی قلت و کثرت سے مرعوب نہیں ہوئے جدھر منہ اٹھایا فتح و ظفر نے قدم چومے اور بڑی بڑی سلطنتوں کو زیر و زبر کر دیا صحابہ کرام نشہ شہادت سے سرشار تھے وہ دنیا میں اس لئے نہیں لڑتے تھے کہ کسی ملک کو فتح کریں بلکہ جام شہادت نوش کرنے کی غرض سے اقوام و ممالک سے ٹکراتے تھے یہ مسلمانوں ہی کا دل گردہ تھا کہ اس فلسفہ کی روشنی میں جنگ موتہ کے اندر صرف تین ہزار جان نثار صحابہ نے دو لاکھ عیسائیوں سے مقابلہ کیا کیا دنیا کی کوئی قوم اس کی نظیر لا سکتی ہے ہرگز نہیں ایسی جان سپاریاں مسلمانوں ہی کے ساتھ مخصوص ہیں۔

مسلمان کیوں بزدل اور نامرد بنگئے

جب تک مسلمان اس فلسفہ حقہ کو سمجھتے اور ہنس ہنس کر اپنی جانیں فدا کرتے رہے وہ دنیا میں سرفراز اور توانا رہے اسی کی بدولت انہوں نے ایک اقل قلیل مدت میں دنیا کا نقشہ بدل دیا اور تہائی دنیا کا نقشہ بدل دیا اور تہائی دنیا کو مسخر کر لیا لیکن جب سے مسلمانوں نے اس فلسفہ کو نظر انداز کیا اسی وقت سے بزدل، نامرد، ڈرپوک، چاپلوس، غلام، ذلیل اور کاہل بن گئے موت کے نام سے موت آنے لگی ایثار و قربانی کی جگہ امن پسندی اور آرام طلبی نے لے لی اور حکمران ہونے کی بجائے غلام و محکوم ہو گئے کاش مسلمان اب بھی اس فلسفہ حقہ کو ذہن نشین کریں اپنے اندر پھر اسلامی روح پیدا کریں اعلاء کلمۃ الحق اور قومی بقاء و تحفظ کے لئے اپنی جانوں کو موت کے منہ میں ڈالنا سیکھیں تو وہ دوبارہ تخت رفعت پر متمکن ہو سکتے ہیں

قومی بقاء و تحفظ کا ایک شاندار اصول

اسلام مسلمانوں کی دینی و دنیوی ترقی و کامیابی کا ضامن و کفیل ہے اور اس نے مسلمانوں کے انفرادی و اجتماعی حفاظت و ترقی کے دو گر یا اصول بتلائے ہیں پہلا اصول مالی ایثار کا ہے اسی سے حیات قومی کی تعمیر ہوتی ہے اور اسی پر اجتماعی ترقیوں کا دارومدار ہے دوسرا اصول انفرادیت کو اجتماعیت پر قربان کرنا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان اپنے نفس پر ملت اور جماعت کو مقدم رکھے اگر کسی مسلمان کی زندگی سے پوری ملت یا جماعت کو فائدہ پہنچتا ہو تو وہ اپنے آپ کو بلا تامل ہلاکت و تباہی میں ڈالدے۔

اگر مسلمان آج ان دونوں اصولوں کو اختیار کرلیں اور مالی و جانی قربانی کا مادہ اپنے اندر پیدا کرلیں تو کل ہی وہ تخت رفعت پر بیٹھ سکتے ہیں اور اگر انہوں نے مالی و جانی قربانی سے جی چرایا تو وہ قیامت تک بھی زندہ نہیں ہو سکتے۔

زمانہ رسالت میں صحابہ کی زندگی کے یہی دو اصول تھے جن کو سامنے رکھکر تاریخ میں مالی و جانی قربانی کے ایسے ایسے ولولہ انگیز کارنامے چھوڑے ہیں جو رہتی دنیا تک مردہ اقوام میں جان ڈالتے رہینگے اور مسلمانوں کو یہ سبق دیتے رہیں گے کہ اسلام کا محض زبانی دعویٰ کرنے والو اور عشق رسول کا دم بھرنے والو پہلے خدا کی راہ میں مرنا سیکھو پھر اور کچھ کرو۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنی تاریخ سے واقفیت نہیں خصوصاً مسلمانوں کا انگریزی داں طبقہ تو اپنی شاندار روایات سے بالکل ہی ناواقف ہے اور اس نے اپنے اسلاف کے کارناموں سے افسوسناک بے اعتنائی برتی ہے وہ نپولین اور ہٹلر کے کارناموں سے تو واقف ہے مگر بہادران اسلام کے نام تک معلوم نہیں اس کی زبان پر کبھی بھولے سے بھی عمر فاروق خالد ابن ولید اور صلاح الدین ایوبی وغیرہ کا نام نہیں آتا کیونکہ ان شیران اسلام کے کارناموں سے واقفیت بہم پہنچانا تو ملاؤں کا کام ہے۔ شرم! شرم!! شرم!!!

یہ ان لوگوں کا وطیرہ ہے جو مسلمانوں کے سیاسی رہنما بنکر ان کے حقوق کے محافظ

ہیں خدا پرستی اور اسلام دوستی کا دم بھرتے ہیں اور وطن کا بت توڑنا چاہتے ہیں سے

گر ہمیں مکتب و ہمیں لیڈر کار ملت تمام خواہد شد

ان کمبخت خود فراموش لوگوں کو کون بتلائے کہ تم تو یورپ کے ایک نپولین اور ایک رچرڈ کی پرستش کرتے ہو مگر مسلمانوں کے یہاں تو لاکھوں جانباز اور بہادر ہیں جو نپولین اور رچرڈ سے کروڑ درجہ بلند پایہ شخصیت کے مالک ہیں مگر تم کیا جانو کہ جانبازی اور بہادری کس جانور کا نام ہے کیونکہ تمہارا دل و دماغ روحانیت سے خالی ہیں اور مادیت نے تمہیں اندھا کر دیا ہے۔

آؤ اب میں تمہیں اسلام کے ایک مایہ ناز اور جانباز سپاہی سے روشناس کراتا ہوں۔

حضرت مصعب بن عمیر

حضرت مصعب بن عمیر ایک مشہور اور جلیل القدر صحابی ہیں آپ فصیح و بلیغ مقرر با اثر مبلغ میدان جنگ کے شہسوار مجاہدانہ زندگی بسر کرنے والے جانباز سپاہی اور عالم فاضل تھے غرض آپ کی ذات میں خدا نے وہ تمام خوبیاں اور کمالات رکھ دیئے تھے جو ایک کامل مسلمان میں ہونے چاہئیں یہی صحابہ کی جس چیز نے آسمان ترقی پر آفتاب و ماہتاب بنکر چمکایا وہ یہ تھی کہ وہ بڑے عالم فاضل، محدث فقیہ اور عابد و زاہد ہی نہیں تھے بلکہ جانباز سپاہی مجاہد اور تلوار کے دھنی بھی تھے چنانچہ واقعہ احادیث میں رومی سپہ سالار نے ایک جاسوس مسلمانوں کا حال دریافت کرنے کے لئے اسلامی لشکر میں بھیجا جب وہ صحابہ کے بہترین نمونہ اعلیٰ خوبیوں اور پاک زندگیوں کو دیکھکر واپس آیا تو سپہ سالار سے ان کا دیندار اور دنیادار ہونا یوں بیان کیا هم باللیل رهبان و بالنهار فرسان وہ لوگ راتوں کو استغراق عبادت میں راہب ہوتے ہیں مگر دن کو شہسوار غرض حضرت مصعب بن عمیر کی بہادری کا سکہ مشرکین عرب کے قلوب پر بیٹھا ہوا تھا کیونکہ جنگ بدر اور احد میں مہاجرین کی طرف سے علمبرداری کے فرائض بجا لا چکے تھے اور میدان جنگ میں اپنی تلوار کے جوہر دکھلا چکے تھے جنگ احد میں مسلمانوں کی ذرا سی اجتہادی غلطی سے فتح شکست سے بدل گئی تھی اور میدان جنگ سے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے تھے اس نازک وقت میں حضرت مصعب نے بڑی جانبازی اور بہادری کا ثبوت دیا یعنی جھنڈے کو بلند رکھا جب کفار نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ سے جھنڈا نہیں گرتا تو انہوں نے متفقہ ارادہ کر لیا کہ ابکی مرتبہ جس طرح بھی ہو سکے مصعب کے ہاتھ سے جھنڈا چھین لیا جائے چنانچہ مشرکین کے لشکر سے ایک شخص قمیہ نے نکل کر آپ کا مقابلہ کیا اور اس زور سے تلوار چلائی کہ آپ کا ہاتھ کٹ کر علیحدہ جا پڑا مگر واہ رے بہادر شیدائے حق کہ دوسرے ہاتھ میں جھنڈا لے لیا اور اس کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔

مشرکین نے جب دیکھا کہ ایسے کاری زخم کی تکلیف کی حالت میں بھی جھنڈا سرنگوں نہیں ہوا تو انہوں نے اور بھی زیادہ سختی اور بیجگری کے ساتھ حملہ بولدیا کیونکہ جھنڈے ہی پر کامل فتح اور شکست کا دارومدار تھا مشرکین قریب پہنچکر جھنڈا ہاتھ سے چھین لینے کی کوشش کرتے مگر آپ اپنے نزدیک تک نہ پھٹکنے دیتے اور یہ سب کچھ ہی ہاتھ سے کرتے رہے لیکن تابکے آخر آپ کا دوسرا ہاتھ بھی کٹ کر گر پڑا نپولین اور رچرڈ کی پرستش کرنے والو بتلاؤ اس کے بعد آپ کیا کر سکتے تھے عقل فیصلہ صادر کرتی ہے کہ ایسی حالت میں جھنڈا فوراً گر پڑا ہوگا نہیں نہیں ایسا نہیں ہوا تم یہ سنکر حیران ہوگے اور عقل مرد ہنسنے لگی کہ سدا قت کے اس پروانہ نے دوسرا ہاتھ کٹتے ہی کٹے ہوئے ہاتھوں سے جھنڈے کو سینہ سے چمٹا لیا اور جھنڈے کو سرنگوں نہ ہونے دیا کیا دنیا ایسا کوئی بہادر جانباز سپاہی پیش کر سکتی ہے اور کیا کسی قوم کے بہادر میں یہ استقلال پامردی اور شجاعت دکھائی جا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں یہ جوش صداقت، مردانگی اور استقلال تو مسلمانوں ہی کے ساتھ مخصوص ہے

سینہ پر تیروں کی بارش

ابھی تم نے حضرت مصعب کی شجاعت کیا دیکھی ہے اور دیکھو اور اپنے نفسوں کا احتساب کرو کہ کیا اعلاء کلمۃ الحق کے لئے یہی جوش شجاعت تم میں بھی ہے آخر تمہیں بھی تو اپنی خدا پرستی کا دعویٰ ہے وہ اپنی جان پر ایسی مصیبت برداشت کرنے کا تو کیا مذاق ثبوت دیں گے ان میں تو اتنی بھی جرات نہیں کہ ایک ادنیٰ سی مصیبت بھی برداشت کر سکیں غرض آپ کے سینہ پر تیروں کی بارش ہونے لگی مشرکین کے سردار قمیہ نے جب دیکھا کہ دونوں ہاتھ کٹ جانے پر بھی جھنڈا نہیں گرا تو اس نے طیش میں آکر تلوار پھینکدی اور ذرا فاصلہ سے ایسا تیر مارا کہ سینہ میں پیوست ہو گیا اور آپ اسلام کی عزت کو سینہ سے چمٹائے ہوئے جنت کو سدھارے۔

لڑائی کے خاتمہ پر سردار دو جہان سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مصعب بن عمیر کی لاش کے قریب آئے اور ان کے نورانی چہرہ کو دیکھکر یہ آیت تلاوت کی من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه "مومنوں میں ایسے ہی ہیں جنہوں نے اس عہد کو پورا کیا جو انہوں نے اپنے خدا سے باندھا تھا" پھر شہید حق کی لاش کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"میں نے تم کو مکہ میں دیکھا ہے جہاں تم سے زیادہ کوئی خوبصورت اور خوش لباس نہ تھا یہ آج کیا ہو گیا ہے کہ تمہارے چہرہ پر گرد پڑی ہوئی ہے بال الجھے ہوئے ہیں اور جسم پر صرف ایک چادر ہے بیشک اللہ کا رسول گواہی دیتا ہے کہ تم سب شہداء قیامت کے روز اللہ کے حضور میں رہوگے"

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جاں نثار صحابہ کو فرمایا کہ "اے لوگو! ان شہیدوں کی زیارت کر کے ان پر سلام بھیجو خدا کی قسم قیامت تک جو شخص ان پر سلام بھیجے گا یہ لوگ اس کا جواب دیں گے"

دیکھا مسلمانو! یہ تھی صحابہ کی ایثار و قربانی جوش صداقت اور ہمت شجاعت کا ادنیٰ نمونہ یہ تھا قرن اول کے مسلمانوں کا جوش ایمان، قرآن کی تعلیم کا عملی نمونہ اسلام کی صحیح تفسیر اور حقیقت ایمان کی روح ان کے قلوب اسلامی درد سے معمور تھے ان کے دلوں میں ایک ٹیس تھی ان کے خون میں اسلامی جوش تھا ان کے کانوں میں صدائے حق کی قنوالی تھی ہمارے پاس بھی قلب ہے مگر درد سے نا آشنا سرپیچ گر سودائے عشق سے خالی جگر ہے مگر لذت الم سے نابلد کان ہیں مگر آواز حق سننے اور رگوں میں خون ہے مگر منجمد جس میں حرارت نہیں۔

صحابہ کرام نے اپنی جان و مال کے ایثار و قربانی کے جو حیات بخش کارنامے چھوڑے ہیں وہ ہم نام نہاد مسلمانوں کے لئے قیامت تک تازیانہ عبرت و ندامت ثابت ہوتے رہیں گے اور ہمارے زبانی دعاوؤں کا منہ چڑاتے رہیں گے

چین میں اشاعت اسلام

(از جناب قریشی)

(۱) ساتویں صدی میں جبکہ پیغمبر اسلام ظاہر ہوئے عرب تاجر جنوبی چین میں گئے اور تمام ساحلی علاقوں میں شنگھائی تک اسلام پھیل گیا اور مسلمانوں کی تعداد اس قدر بڑھی کہ شاہ چین نے خود ان کے لئے ایک عظیم الشان مسجد بنادی اور اس پر ایک تختی لگادی اس تختی پر ساتویں صدی کی تاریخ کندہ ہے۔

(۲) دوسری روایت یہ ہے کہ شاہ چین نے اسلام کی شہرت سنی تو ایک وفد مکہ مکرمہ بھیجا اس وفد کے ساتھ حضرت وقاص تشریف لائے انہوں نے دیر تک شاہ چین سے گفتگو کی آپ کی تشریف آوری کے ایک برس کے بعد خود شاہ چین مسلمان ہو گیا۔

(۳) تیسری روایت یہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک صحابی کو چین بھیجا انہوں نے یہاں ایک مسجد بنائی اور اس کا نام ہائی جنگشن (یادگار نبی) رکھا اس مسجد کے قریب صحابی کی قبر بھی موجود ہے۔

عرب کی ولولہ انگیزی

ان تینوں روایات کی روشنی میں عرب کی جوان ہمتی ولولہ انگیزی اور ترکتازی پر نظر کرو اور دیکھو کہ وہ کیا بجلی تھی جو ظہور اسلام کے ساتھ ہی عرب کی رگوں میں بھر گئی وہ کہاں سے نکلے ہیں اور اشاعت اسلام کے جوش میں کہاں پہنچے ہیں؟ فاصلے کی دوری، حالات کی ناواقفیت زبان کی ناواقفیت، جان کا ڈر غیر مذاہب کا خوف، کوئی چیز بھی ان کے راہ میں حائل نہ تھی۔

خدا پرستوں کے کارنامے

مسلمانوں کی تبلیغی ولولہ انگیزیوں کے عجیب وغریب کارنامے تاریخ اسلام میں محفوظ ہیں گیارہویں صدی میں یورپ کے عیسائی ایک مسلمان کو قید کر کے لے گئے اور اسے ڈینوب کی وادی میں رکھا یہ پہلا مسلمان تھا جو یورپ میں پہنچا جہاں یہ قیدی رکھا گیا "پیچی نیگ" نامی ایک قوم آباد تھی، اس بزرگ نے آہستہ آہستہ اس قوم میں تبلیغ کی اور پوری قوم کو مسلمان بنا لیا۔

اکبر کے بیٹے جہانگیر نے حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی کو قید خانے میں بھجوا دیا آپ نے اس قید کو بھی غنیمت سمجھا اور ہندو قیدیوں میں تبلیغ اسلام شروع کر دی اور دو برس میں سینکڑوں ہندوؤں کو مسلمان بنا لیا۔

عبدالعزیز تونجی لکھتے ہیں کہ منچوریا کے علاقہ میں سویدوں کے پرانے قلعہ مارکر کے جب حکومت چین نے نئے قلعہ کی تعمیر شروع کی تو قلعے کی دیواروں سے اور اس کے کھنڈرات سے بہت سے ڈرم نکلے جن کے سامنے کے رخ پر بسم اللہ شریف اور کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا اور پشت پر حسب ذیل آیت لکھی ہوئی تھی

هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره الکافرون۔ وہ پاک ذات ہے جس نے اپنا رسول بھیجا ساتھ ہدایت کے اور دین حق تاکہ وہ سب دینوں پر غالب آجائے خواہ یہ چیز کفار پر شاق ہی کیوں نہ گزرے۔

دین کو غالب کرنے کا جذبہ

یہ دین کو غالب کرنے کا جذبہ مسلمان مبلغوں اور مجاہدوں کے لئے زندگی کی روح تھا یہ ایک بجلی تھی جو مسلمانوں کے قدم کسی ایک زمین پر جمنے نہ دیتی تھی غلبہ دین کی بیقراری انہیں پہاڑوں سمندروں صحراؤں اور جنگلوں میں لئے پھرتی تھی انہیں زندگی کا فکر نہ تھا غلبہ دین کا فکر تھا، وہ اس فکر میں سراپا گداز تھے اور زندگی کے ایک ایک آرام کو اور موت کی ایک ایک خطرناکی کو فراموش کر چکے تھے، غور کرو کہ آج علم، تہذیب، ریل اور تار، اخبار اور وائرلیس کے زمانہ میں جن ملکوں کے نام تک ہم کو معلوم نہیں ہیں بنی امیہ اور بنی عباس کے زمانے کا عرب وہاں پہنچ چکا تھا لوگوں کو قرآن سنا رہا تھا مسجدیں بنوا رہا تھا اور غلبہ دین کی بنیادیں مضبوط کر رہا تھا۔

عرب کا اثر چین پر

مبلغین اسلام کی ان جانفشانیوں کے نتائج بھی دیکھئے وہ جس غلبہ دین کے لئے چین میں گئے تھے انہوں نے وہاں سچ مچ پیدا بھی کر دیا تھا، شریف حسن بن جلال سمرقندی نے ساتویں صدی ہجری میں چین کو دیکھا تھا، وہ لکھتا ہے:-

"چین میں سلطان خاں کی سلطنت ہے، بادشاہ اگرچہ غیر مسلم ہے مگر یہاں مسلمانوں کی بڑی تعداد آباد ہے، بادشاہ ان کی بہت تعظیم وتکریم کرتا ہے، یہی لوگ اس کی سلطنت کا جزو اعظم اور روح رواں ہیں، قاعدہ ہے کہ جب کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کو قتل کر دیتا ہے تو اس کو بدلے میں قتل نہیں کرتے بلکہ اس سے دیت لیتے ہیں مگر یہاں قتل کے واقعات شاذ و نادر ہی ہوتے ہیں یہاں کے انتظامات بہت درست ہیں۔"

اس عبارت کو پڑھو اور بار بار پڑھو اور غور کرو اس میں اسلام کے روحانی اخلاقی اور سیاسی غلبے کے کس قدر اٹل دلائل موجود ہیں اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کے اخلاق، عالم انسانیت کے عام اخلاق کی نسبت بدرجہا زیادہ بلند تھے۔

"مسلمانوں کی تعداد بہت بڑی تھی" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے دل و دماغ اشاعت کے جذبے سے سرشار تھے

"بادشاہ اگرچہ غیر مسلم تھا مگر ان کی بہت تعظیم وتکریم کرتا تھا" مسلمانوں کے علمی اور اخلاقی اور روحانی برتری کی دلیل ہے۔

"غیر مسلم سلطنت کا جزو اعظم اور روح رواں مسلمان تھے" اس سے ظاہر ہے کہ مسلمان بڑے منتظم، امین اور عقلمند تھے۔

جب آبادی کی کثرت، تعظیم کی افراط اور سیاسی رسوخ کی عظمت کا یہ حال ہو تو میں یقین نہیں کرتا کہ کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کو قتل کرنے کی جرات کرتا ہوگا

پھر ایک اور بات بھی ہے اور وہ یہ کہ حکومت چین کا روح رواں اور جزو اعظم ہونے کے باوجود مسلمانوں کا یہ طرز عمل کہ وہ اپنے قاتلوں کو بھی معاف کر دیتے تھے ثابت کرتا ہے کہ اس وقت تک مسلمانوں کا قدم عفو و درگذر کے معاملے میں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پہ قائم تھا۔

شاہان چین پر اثر

چنگیز خاں اور اس کے جانشینوں نے مسلمانوں کی ہلاکت اور تباہی پر کمر باندھ رکھی تھی اسلامی مبلغین ان کے ساتھ لگ گئے اور یہ دشمن قوم سب کی سب مسلمان ہو گئی اور اس زمانہ میں اسلام کے لئے بہت بڑی قوت اور محافظت ثابت ہوئی۔

چغتائی سلطنت کے فرمانروا مجوسی تھے، یہ لوگ مسلمانوں کے سخت دشمن تھے جب ترماشین تخت پر بیٹھا تو اسلامی مبلغین نے اس سے اپیل کی ۷۲۵ھ میں بادشاہ مسلمان ہو گیا مجوسی سلطنت مٹ گئی اور ترکستان کا شعرا در ماوراء النہر میں مسلمانوں کی حکومت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

برکت خاں جو چنگیز خاں کی اولاد میں سے تھا تخت حکومت پر بیٹھا تو مولانا شمس الدین باخوری نے اُسے خط لکھا اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی بادشاہ مسلمان ہو گیا، پھر ازبک بن طغرلجائے اور ہلاکو خاں کا بیٹا مسلمان ہوئے اور اس طرح چین میں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد پیدا ہو گئی۔

سید اجل شمس الدین

چین کے صوبہ نیان میں مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک مسلمان مبلغ یہاں آیا اور پانچ سال تک حکومت کر گیا اس نے زبان سے کسی کو کچھ نہیں کہا لیکن اس کا عمل اس کا اخلاق اور اس کی روحانیت اس قدر زبردست اور عظیم الشان تھی کہ وہ جس کوچہ سے گذر گیا لوگ اسلام پر فدا ہو گئے ہزارہا چینیوں نے اس کی صورت کو دیکھ کر اسلام قبول کیا آج اگرچہ اس کے انتقال پر سات سو سال پورے ہو چکے ہیں لیکن اس کے عشق و محبت کا دریا ابھی تک چین میں موجزن ہے اور لاکھوں اور کروڑوں بدھ اور کنفوشیوس اس غیر قوم، غیر وطن اور غیر مذہب کے انسان کے نقش قدم کی پرستش میں مستعد و آمادہ رہتے ہیں۔

اس عظیم الشان عرب کا نام سید اجل شمس الدین محمد عمر تھا مولوی عبدالقدوس صاحب نے مسٹر ہارتمان کے حوالے سے اس عظیم الشان مسلمان کے حالات معارف میں شایع کرائے ہیں، مسٹر ہارتمان اسلام کے شدید ترین دشمن ہیں اور ان کا قاعدہ ہے کہ تاریخ میں جہاں کہیں کوئی ایسا واقعہ سن پاتے ہیں جس میں مسلمانوں کی نیک نامی کا شائبہ بھی ہو فوراً اس سے انکار کر دیتے ہیں لیکن خدا کی قدرت دیکھو کہ یہ متعصب اور بے مہر مسیحی مورخ بھی سید عمر کی شان میں رطب اللسان ہے۔

بزرگان اسلام کے آفتاب اقبال کی ضیا باریاں دیکھو حیرت ہوتی ہے کہ ان لوگوں کے کاموں میں خدائے ذوالجلال کی کیسی کیسی توفیقیں اور برکتیں شامل تھیں ایک مسلمان صحرائے عرب کے ایک گوشہ سے نکلتا ہے، ہزاروں میل کا سفر طے کر کے چین ایسے ملک میں جہاں کے باشندے آجتک غیر ملکیوں سے نفرت کرنے میں ضرب المثل ہیں پہنچتا ہے، یہاں اس کا کوئی ہم وطن نہیں ہے کوئی عزیز و اقارب نہیں ہے وہ ملکی حالات سے ناواقف ہے رہائی سے ناواقف

ہے غیر قوم غیر ملک اور غیر مذہب کے لوگوں میں آباد ہوا ہے اور ایسی بے مثال عظمت و قبولیت حاصل کرتا ہے کہ اس کے دم سے پورے صوبے اور پورے ملک کی کایا پلٹ جاتی ہے۔

سید عمر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اس طرح شروع ہوتے ہیں۔

ابتدائی زندگی

جب چنگیز خاں نے مغرب کی طرف حملہ کیا تو یہ عرب نوجوان ایک ہزار سواروں سمیت اس کے ساتھ شامل ہو گیا ۱۲۲۹ء تک اس کے ساتھ رہا اور اس کے بعد سلطان اوغدائی سلطان مانغو سلطان قوبیلائے خاں کی ملازمت میں داخل ہوا سید مرحوم کی فرض شناسی اور صلاحیت و کارگذاری کی حالت یہ تھی کہ سلاطین جاہے جو بھی عہدہ اس کے سپرد کرتے تھے وہ اپنے آپ کو اس سے بہت زیادہ بلند ثابت کر دیتے تھے کہ وہ۔

"ان کے اخلاق اور ان کی غیر معمولی ذہانت سے ایسے ایسے گرانمایہ اثر کمیل پاتے تھے کہ ہر دفعہ سلطنت کا اعتماد اور رعایا کی محبت اور دو چند ہو جاتی تھی"۔

صوبہ نیان چین کا بہت بڑا علاقہ ہے یہ علاقہ اس زمانہ میں سب سے زیادہ برباد اور سب سے زیادہ باغی علاقہ مشہور تھا ہر طرف لوٹ مار کا بازار گرم تھا علاقہ کے جنگجو اور باغی قبائل ہر وقت تلوار سے ایک دوسرے کی گردنیں ناپتے رہتے تھے زمین بنجر اور ویران تھیں، طوفان آتے تھے تو ہر طرف قیامت برپا ہو جاتی تھی پہاڑی سلسلوں کی فراوانی امن و انتظام کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ تھی زمین ایسی ہی پتھریلی اور سیاہ تھی جیسے باشندگان نیان کے دل حکومت چین نے ہرچند اس علاقہ کے امن و انتظام کے لئے کوشش کی مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی۔

صوبہ نیان کی گورنری

۱۲۷۴ء میں صوبہ نیان کی گورنری سید عمر رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کی گئی اس وقت آپ پر ضعیفی کا عالم طاری تھا قضا نے سید مرحوم کو اس علاقہ میں صرف پانچ سال تک کام کرنے کا موقعہ دیا ہے لیکن ان پانچ سالوں میں ان کی ذات سے جس قدر کام انجام پائے وہ اس قدر اہم اور دور رس تھے کہ انہوں نے صوبہ نیان ہی نہیں بلکہ ساری چین کی کایا پلٹ دی۔

سید عمر کے کارنامے

مسٹر ہارتمان لکھتے ہیں کہ سید عمر نے یہاں اکثر پرائمری اور سکنڈری مدارس قائم کئے سڑکیں بنائیں غارتگر دریاؤں پر مضبوط پل باندھے خشک اور بے آباد علاقوں میں نہریں حوض اور کنوئیں بنائیں اور بنجر زاروں کے مرکزوں میں پانی کے بڑے بڑے خزانے جمع کر دیئے جن میں بعض اب بھی باقی ہیں اور زائرین کی نظروں میں اپنے عظیم الشان بانی کی یاد تازہ کرتے ہیں۔

ایسے مصیبت خیز علاقے میں یتیم خانوں اور محتاج خانوں کا کون تصور کر سکتا ہے فرانسیسی انسائیکلو پیڈیا کا بیان ہے کہ سید عمر وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے یتیم خانوں اور محتاج خانوں کی بنیاد رکھی اور فاما الیتیم فلا تقھر کے حکم ربانی کی اطاعت میں بے نوا یتیموں اور فقیروں پر عزت اور راحت کا دروازہ کھول دیا۔

سید عمر کے مرکز حکومت کے چاروں طرف بنجر اور غیر آباد زمین، ویرانی اور تباہی

کی خاک اڑا رہی ہے روس کے علمی مشن کا بیان ہے کہ سید رحمۃ اللہ علیہ تو پہلے آدمی ہیں جنہوں نے باشندوں کی اس زراعتی پستی کا احساس فرمایا اور زراعت کا باقاعدہ محکمہ قائم کیا جس کا فرض تھا کہ وہ حکومت کی طرف سے زمین کے چھوٹے چھوٹے قطعوں میں نئی نئی چیزیں کاشت کرکے چینیوں کو فن زراعت کی تعلیم دے۔

صوبہ یناں کا رقبہ ڈیڑھ لاکھ مربع میل تھا صوبے کا ایک حصہ ہر وقت طوفانوں کے خطروں میں گھرا رہتا تھا ضلع تشاوٹیاں کی ندی میں جب بیشمار ندی نالے گرتے تو وہ ہر طرف تباہی برپا کر دیتی تھی۔ سید رحمۃ اللہ علیہ اس طرف متوجہ ہوئے آپ نے اس ضلع میں ایک اتنی بڑی نہر کھدوا دی کہ وہ ان تمام ندی نالوں کا آدھا پانی خشک اور بے آب علاقوں میں بہا لاتی تھی ایک انگریز سیاح بروڈیہال نے ۲۵ جنوری ۱۹۱۱ء کو اپنا سفرنامہ شایع کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ حضرت رحمۃ للعالمین کے ایک کا یہ چشمہ رحمت اس وقت بھی چین کے بنجر زاروں پر ابر بہار کی طرح آب حیات برسا رہا ہے۔

صوبہ یناں کے باشندے تجارت کی منفعت سے بے خبر تھے سید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علاقہ کے مختلف مرکزوں میں ہفتہ وار میلے اور ہفتہ میں دو بار لگنے والے بازار اور نمائشوں کا انتظام کیا چنگی معاف کر دی اور تجارت کو زندہ کر دیا۔

صوبہ یناں کا ذکر ہے؛ چین کے کسی علاقہ میں بھی ڈاک کا کوئی انتظام نہ تھا۔ سید عمر رح نے چار سو سواروں کا ایک دستہ خطوط رسانی پر مقرر کر دیا ڈاک کی تبدیلی کے لئے راستے اور سٹیشن مقرر کئے ڈیڑھ لاکھ مربع میل زمین کی حالت یہ تھی کہ بعید ترین شہروں کی خبریں ہر دوسرے دن دارالخلافہ میں پہنچ جاتی تھیں یہ بھی دیکھو کہ وہ عظیم الشان مسلمان جس نے صرف پانچ سال کے عرصہ میں یناں ایسے بے ننگ و نام صوبے میں یہ تمام انتظامات مکمل کر دیئے تھے مذہبی معاملات میں روادار کتنا تھا انگریز سیاح بروڈیہال لکھتا ہے۔

"دریائے شیلی کے کنارہ پر سید عمر کی تعمیر کردہ ایک قدیم شوالہ اب تک موجود ہے اس علاقہ کے کنفوشیوس اس شوالہ کو بہت متبرک مانتے ہیں اور سال میں ایک بار اس پر بڑا میلہ لگتا ہے دور دراز سے لوگ آتے ہیں۔

بیمثال عدل و رافت

سید عمر کی بلند اخلاقی صلح جوئی رواداری اور معدلت گستری کے بہت سے قصے اس وقت تک چینیوں کو یاد ہیں جن میں ایک قصہ یہ ہے

ایک دفعہ لوہان نامی ایک سردار نے علاقہ یناں کے ایک قلعہ پر قبضہ کر لیا بادشاہ نے سید رحمۃ اللہ علیہ کے نام مدافعت کا حکم بھیجا آپ اس سے بیحد ملول ہوئے اور جب لوگوں نے سوال کیا تو فرمانے لگے مجھے خوف آتا ہے کہ میرے ہاتھ سے کسی بے گناہ کا خون ہو۔ سید رحمۃ اللہ علیہ جب دشمن کے مقابلہ پر آئے تو دشمن نے از خود صلح کے لئے سفیر بھیجے اور اطاعت کر لی مگر شرط یہ رکھی کہ مفتوحہ شہر خالی نہ کیا جائے گا ٹھیک اس وقت جبکہ صلح کی گفتگو ہو رہی تھی سید رحمۃ اللہ علیہ کی فوج کے چند سرداروں نے قلعہ پر حملہ کر دیا چونکہ دشمن دوسری طرف صلح میں مصروف تھا اس لئے قلعہ آناً فاناً فتح ہو گیا۔ سید عمر کو یہ حال معلوم ہوا تو آپ نے اسی وقت اپنی فوج کو واپسی کا حکم دیا اور قلعہ دشمن کے حوالہ کر دیا۔ سید کی اس وعدہ وفائی جوانمردی اور مروت کا دشمن کے دل پر بیحد اثر ہوا بالغرض اس کے کہ زمین پر کسی بیگناہ کے خون کا ایک قطرہ گرے لوہان نے چند سردار سید عمر کی خدمت میں بھیجے اور قلعہ کی کنجیاں ان کے حوالہ کر کے خود پیچھے ہٹ گیا۔

انتقال سب سے بڑا محسن

سید عمر رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۷۹ء میں داعی اجل کو لبیک کہا چین کا سب سے بڑا محسن دنیا سے اٹھ گیا تبت سے بحور یانگ چین کے ہر ایک صوبہ ہر ایک قوم اور ہر ایک خاندان نے اپنے ہردلعزیز فرمانروا پر اتنا ماتم کیا کہ تمام ملک ماتم کدہ بن گیا۔ چینیوں کا دستور ہے کہ جب ان میں کسی بڑے آدمی کا انتقال ہوتا ہے تو وہ اس کے نام کی قربانیاں کرتے ہیں اور بت بنا کر یادگار کے طور پر نصب کرتے ہیں سید عمر کے انتقال کی جہاں جہاں خبر پہنچی کنفیوشیوں نے قربانیاں کیں اور چینیوں نے اس بت شکن کے بیشمار بت بنائے اور ملک میں اس کے احترام کی پرستش کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

سب سے بڑا چینی

اس مرد عظیم کے انتقال کے ایک سو سال بعد ۱۳۶۹ء میں خاندان منگ کا دہوانگ تی چین کا فرمانروا ہوا اور اس نے علمائے وقت کی ایک کمیٹی مقرر کی کہ وہ وزرائے قدیم کے حالات مرتب کرکے دربار میں پیش کرے یہ کمیٹی سات سال تک وزرائے چین کے حالات جمع کرتی رہی جو آخری بات ان علماء نے دربار میں کہی یہ تھی تہذیب و تمدن کا خادم اور رعایا کا بہی خواہ ہونے کے اعتبار سے چین کا کوئی وزیر سید اجل محمد عمر کی برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ بادشاہ بیحد متاثر ہوا اس نے حکم دیا جس کی تعمیل میں بڑے اہتمام سے سید موصوف کی سوانح عمری لکھی گئی تاکہ ہر طالبعلم جو چین میں پیدا ہو حضرت موصوف کے حالات کا مطالعہ کرتا رہے اس لئے اس کو تمام مدارس کے کورس میں داخل کیا گیا۔

سید عمر رحمۃ اللہ علیہ کی قدر افزائی کی یہ آخری حد نہیں ۱۸۹۱ء میں اس مرد خدا کے عظیم الشان کارناموں نے چینی حکومت کے احساسات میں پھر جنبش پیدا کی اور حکومت نے اپنے عہد کے سب سے بڑے مصنف لسٹی تاک کو حکم دیا کہ وہ سید عمر کے سوانح پر زیادہ تفصیل اور زیادہ تحقیق سے روشنی ڈالے مصنف موصوف نے اپنی کتاب کئی جلدوں میں لکھ کر شایع کی اس کتاب میں سید مغفور و مرحوم کا لقب سید اجل نہیں لکھا بلکہ اس کی بجائے "الامیر والامین الحسن" لکھا ہے۔

سبق حاصل کرو

اس طویل مضمون کے لکھنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم ناظرین مولوی کو ایک سچے مسلم کی عظمت و اہمیت سے روشناس کرائیں۔ یہ ہے ایک مسلمان یہ ہے ایک مسلمان کی طاقتیں یہ ہے خدا تعالیٰ کی برکت و نصرت جو ہمیشہ اطاعت گذاران اسلام کے شامل حال رہتی ہے کاش ہندوستان میں کوئی ایسا مسلمان پیدا ہو جاتا تو ہندوستان کی یہ ابتر حالت سدھر جاتی۔

برادران ملت! بزرگان اسلام کی عظیم الشان روایات پر نظر کر کیا ہم ان روایات کی عزت کے محافظ نہیں ہیں آؤ اپنے حالات پر نظر کریں اور پستی و ذلت اور ادبار و زوال کی زنجیروں کو اپنے سے علیحدہ کر دیں اللہ تعالےٰ سے بلند اعمال کی توفیق چاہیں اے خدا ہماری سیرت کو بلند کر ہمیں اسلام کی سچائیوں سے بہرہ ور کر ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا اے مالک! ہمارے گناہوں کو معاف کر دے سیاٰتنا وتوفنا مع الابرار ہمیں کمزوریوں سے پاک کر دے ہمیں توفیق دے کہ ہمارا خاتمہ نیکوں کے نقش قدم پر ہو۔

کیا عجب ہے ہندوستان کے وہ مسلمان جو چین میں ہیں اسی طرح خدمت اسلام کا حق ادا کریں گے۔

کانگریس کمیٹیوں کے توڑ دیئے جانیکے بعد ہم کس طرح ملک کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں؟

تعمیری پروگرام کی ضرورت

(از ادارہ مولوی)

ہم ماہ گذشتہ کی اشاعت میں اس اہم ملکی فرض کی طرف اجمالی اشارہ کر چکے ہیں کہ کانگریس کمیٹیوں کے معطل کر دیئے جانے کے بعد ان لوگوں کو کیا کرنا چاہیئے جو انفرادی سول نافرمانی میں حصہ نہیں لیا چاہتے یا نہیں لے سکتے ہم نے لکھا تھا کہ جدید اصلاحات کے ماتحت جو کونسلیں وغیرہ قائم ہونگی قوم پرور ہندو مسلمانوں کو ان پر قبضہ کر لینا چاہیئے تاکہ خود غرض اور خوشامدی لوگ نہ جا سکیں اور اگر قوم پروروں نے کونسلوں کے بائیکاٹ کی پالیسی قائم رکھی تو اسی قسم کے ہندو مسلمان کونسلوں میں بھر جائینگے جیسے کہ آجکل ہیں جنھوں نے آرڈیننسوں کو قانون کی شکل دیدی ہے لیکن تعمیری کاموں سے یہ تو صرف ایک کام ہے اور سینکڑوں کام ایسے ہیں کہ جو کانگریس کے نقطہ نظر سے بھی مفید ہیں اور قانون کے بھی خلاف نہیں ہیں اگر ان کاموں کو انجام دینے والی جماعت اگر کوئی ہو سکتی ہے تو وہ قوم پروروں ہی کی ہو سکتی ہے کیونکہ باقی جماعتیں تو پلیٹ فارموں پر سے دھواں دھار تقریریں اور اخباروں کے نمائندوں کو انٹرویو دینے کے سوا کوئی عملی جدوجہد کرنے کی عادی نہیں ہیں اور جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کانگریس کمیٹیوں کے تعطل کے بعد قوم پرور جو جیلوں سے باہر رہیں گے وہ کوئی کام نہیں کر سکتے جب تک کہ کوئی ارگنائزیشن نہ قائم ہو کیونکہ تعمیری کام تو بغیر تنظیم کے نہیں ہو سکتا اگر اس تجربے سے کوئی نتیجہ حاصل کرنا پیش نظر ہو جب تخریب کے لیے تنظیم اور ارگنائزیشن کی ضرورت ہے تو ظاہر ہے کہ تعمیری کاموں کے لیے ایک منضبط اور وسیع ارگنائزیشن کی کس قدر ضرورت ہوگی تو بہرحال اس وقت سب سے پہلا کام یہ ہے کہ صرف تعمیری کاموں کے لئے قوم پروروں کی ایک جماعت بن جائے اس میں ان سب لوگوں کو شریک ہونے کی دعوت دی جائے جو قوم پرورانہ نقطہ نظر رکھتے ہوں جن کی زندگی کے گذشتہ اعمال و اشغال اس نقطہ نظر کے مؤید ہوں اور جو آئندہ ایثار پیشگی اور بےغرضی کے ساتھ کام کریں اور گو سول نافرمانی اور دوسرے قسم کی غیر آئینی کاموں سے احتراز کرینگے مگر آئین کے دائرہ کے اندر رہکر پوری جرأت و جسارت کے ساتھ حکومت کے نامنصفانہ کاموں کا مقابلہ کر سکیں سب سے بڑی مصیبت اور بدبختی یہ ہے کہ عموماً لوگ حکومت سے ذاتی اغراض کی بنا پر مرعوب ہو جاتے ہیں اور ملکی و ملی مفاد کو اپنے ذاتی مفاد کے لیے قربان کر دیتے ہیں قوم کا فرض ہے کہ وہ ایسے اشخاص و افراد کو اس قسم کے مواقع بہم پہنچانے سے انکار کر دیں جس پر پہنچکر وہ اپنی خود غرضی کی بنا پر ملک و ملت کو نقصان پہنچاتے رہتے ہیں

غرض یہ کہ صرف تعمیری کاموں کی تکمیل کے لئے قوم پروروں کی ایک جماعت کی تنظیم کرنی چاہیئے اور یہ جماعت اسی قدر طاقتور اور وسیع الاثر ہونی چاہیے جس قدر کہ کانگریس تھی پھر اس جماعت کو قومی تعمیر کے تمام شعبوں کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے۔ اس وقت ایک دو نہیں متعدد کام ایسے ہیں جن پر قوم پرستوں کی پوری توجہ مبذول ہونیکی ضرورت ہے اور وہ ایک دو دن کے لئے نہیں بلکہ برسوں ان کے لیے انتھک کام کرنے کی ضرورت ہے اور وہ کام بھی ایسے ہیں جن میں ہنگامہ خیزی کا کوئی کام نہیں ہے خاموشی کے ساتھ اور نام و نمود کی خواہش کے بغیر کام کرنیکی ضرورت ہے اور یہ بہت مشکل کام ہے کیونکہ خاموشی کے ساتھ کام کرنا جس میں نام و نمود کا موقع کم ہو شہرت اور عزت کے مواقع بھی کم ہوں ایسے کام کرنا بہت کم لوگ پسند کرتے ہیں کیونکہ بدقسمتی سے دو قسم کے لوگ زیادہ ہوتے ہیں ایک تو خود غرض دوسرے جاہ پسند و شہرت طلب اور ان دونوں قسم کے لوگوں سے یہ امید نہیں رکھنی چاہیئے کہ کوئی ایسا کام کرنے پر رضامند ہو جائینگے جو شہرت و جاہ اور نمود و نمائش کے مواقع اپنے اندر کم رکھتا ہو پتہ مار کر کام کرنا بہت دشوار ہوتا ہے اور یہ معمولی آدمیوں کے بس کی بات نہیں ہوتی اس قسم کے کام صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو ایثار پیشہ ہوتے ہیں اور ملک و ملت کے لئے قربانی کا کوئی جذبہ اپنے اندر رکھتے ہیں اور کوئی فوری معاوضہ حاصل کرنے کی خواہش ان کے اندر نہیں ہوتی ایسے لوگ اگر منظم صورت میں تعمیر ملت اپنے ذمہ لیں تو بہت کچھ خدمت اپنے ملک اور قوم کی کر سکتے ہیں اور ان کی مساعی سے نہایت قیمتی اور دوررس نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

مثلاً سودیشی تحریک کی تقویت کا کام ایک ایسا کام ہے کہ ایک بڑی جماعت اس میں اپنا وقت صرف کر سکتی ہے اور اگر مستعدی اور خلوص کے ساتھ اس تحریک کو چلایا جائے تو ملک سیاسی اور اقتصادی حیثیت سے بہت تھوڑے عرصہ میں بہت زیادہ ترقی کر سکتا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ وہ تمام حضرات جو انفرادی سول نافرمانی میں حصہ نہیں لے رہے وہ منتظر ہیں کہ تعمیری کام کریں اور جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے بہت سے تعمیری کاموں میں سے ایک اہم کام سودیشی کی تحریک کو تقویت دینا بھی ہے اور یہ ایسی تحریک ہے جو باوجود نہایت مفید اور قیمتی نتائج در آغوش رکھنے کے خلاف قانون نہیں ہے اور پورے جوش و خروش کے ساتھ اس تحریک کو آگے بڑھایا اور ترقی دی جا سکتی ہے۔

اگر قوم پرور کانگریسی اصحاب غور سے دیکھیں تو سودیشی کی تحریک ملک کے اندر وہ نتائج پیدا کر سکتی ہے جو ان حضرات کو مطلوب ہیں اور وہ ان کو موجودہ حالات میں آرڈیننس کی وجہ سے حاصل نہیں کر سکتے یعنی آجکل بائیکاٹ کی تحریک کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا ہے اور کوئی شخص بائیکاٹ کا لفظ بھی استعمال نہیں کر سکتا لیکن ذرا غور سے دیکھیے تو بائیکاٹ کی تحریک کا جو مقصد ہے وہ سودیشی کی تحریک سے حاصل ہو سکتا ہے بائیکاٹ کی تحریک کا مقصد یہ ہے کہ بدیشی اشیا ہم نہ خریدیں لیکن ضروریات زندگی تو ترک نہیں کر سکتیں وہ تو ضرور خریدی جائینگی یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ بائیکاٹ کی تحریک کے ماتحت ہم کسی خاص ملک کی اشیا خریدنا چھوڑ دیں اور ان کی بجائے دوسری اشیا نہ خریدیں کیونکہ زندگی کی ضروریات پوری کرنی ہی پڑتی ہیں اگر بائیکاٹ کی تحریک کے ماتحت فرض کیجیے کہ ہم نے انگلستان کی بنی ہوئی

اشیاء خریدنی ترک کر دیں مگر انگلش کی بجائے جاپانی یا جرمنی کی بنی ہوئی چیزیں ہمنے خریدنی شروع کر دیں تو اس سے ہمارے ملک اور قوم کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے یہ صحیح ہے کہ ہمارے اس طرز عمل سے انگلستان کو نقصان پہنچے گا اور انگلستان کے تاجروں کو نقصان پہنچتا ہے تو اس سے حکومت ہند بھی متاثر ہوتی ہے مگر ہم اس قسم کی تحریک کو مسلسل کافی عرصہ تک جاری نہیں رکھ سکتے مگر اس تحریک میں دو خرابیاں ہیں ایک تو یہ ہے کہ ہم اپنے مخالف کو نقصان تو پہنچا سکتے ہیں مگر اس کے ساتھ خود کوئی نفع حاصل نہیں کر سکتے اور دوسری خرابی یہ ہے کہ حکومت اس تحریک کو آگے چلنے اور بڑھنے نہیں دیتی بلکہ اس کو خلاف قانون قرار دیکر اس کو دبا دیتی ہے

لیکن بائیکاٹ کی تحریک کے خلاف سودیشی کی تحریک سے دونوں باتیں حاصل ہو جاتی ہیں یعنی اپنے مخالفین کو ہم اپنے آگے جھکنے پر مجبور بھی کر سکتے ہیں اور خود اپنے ملک کو اس سے فائدہ پہنچا سکتے ہیں یعنی مثبت اور منفی دونوں قسم کے نفعے سودیشی تحریک سے حاصل ہو سکتے ہیں اور حکومت کوئی رخنہ اندازی نہیں کر سکتی اس لئے مسلسل اس تحریک کو جاری رکھا جا سکتا ہے اور ترقی دی جا سکتی ہے اور اس تحریک کے ذریعہ سیاسی بیداری بھی پیدا کی جا سکتی ہے اور سیاسی نتائج بھی حاصل کئے جا سکتے ہیں جس کی توقع ہم بائیکاٹ کی تحریک سے کرتے ہیں یعنی یہ کہ انگلستان کے تاجروں پر اس کی اثر پڑنا ناگزیر ہے اور اس سے حکومت ہند کا متاثر ہونا بھی ناگزیر ہے ہمارے نزدیک سودیشی کی تحریک بائیکاٹ کی تحریک سے زیادہ مفید اور موثر ہے اسلئے اس طرف اہل ملک کو عموماً اور قوم پرور جماعت کو خصوصاً توجہ کرنی چاہیئے۔

سودیشی تحریک پر تفصیلی نظر

اگر ہم سودیشی کی تحریک پر ذرا غور اور تفصیل سے نظر ڈالیں تو بیک نظر اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ تحریک اس قدر مفید اور اس قدر زود اثر اور ہمہ گیر ہے کہ کوئی دوسری تحریک اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی بحالات موجودہ یعنی غیر ملک کی محکومی و غلامی کی حالت میں اس سے زیادہ موثر اس سے زیادہ مفید اور اس سے زیادہ دور رس نتائج پیدا کرنے والی اور ساتھ ہی بے خطر کوئی دوسری تحریک نہیں ہو سکتی یہ تحریک ملک کے ہر ایک بعید سے بعید گوشہ تک بغیر کسی دقت اور خطرکے پہنچ سکتی ہے اور ہر ایک فرقہ اور طبقہ کے اندر اس کو مقبول بنایا جا سکتا ہے یہ صحیح ہے کہ بہ نسبت بائیکاٹ کے سودیشی کی تحریک میں جاذبیت کم ہے مگر اول تو آئندہ دو سال تک ہم بائیکاٹ کا لفظ بھی اس وقت تک استعمال نہیں کر سکتے جب تک یہ فیصلہ نہ کر لیں کہ اب ہمیں جیل جانا ہے کیونکہ بائیکاٹ کے خلاف جو آرڈی نینس وائسرائے نے نافذ کیا تھا موجودہ بلکہ دشمن اسمبلی نے اس کو تین سال کے لئے قانون کی شکل دیدی ہے اس لئے بائیکاٹ کی تحریک کا چلانا ناممکن ہے اس کے علاوہ بائیکاٹ کی تحریک یکساں طور پر زیادہ عرصہ تک نہیں چلائی جا سکتی کیونکہ وہ کسی مستقل بنیاد پر شروع نہیں کی جا سکتی بلکہ عموماً اس کی تہہ میں کوئی جوشیلا خیال ہوتا ہے جو کچھ عرصہ تک تو کام دیتا ہے اس کے بعد جہاں جوش ٹھنڈا پڑا تحریک بھی سرد پڑی اس میں شک نہیں کہ تھوڑے دنوں تک تو نہایت زور شور سے یہ تحریک چلا کرتی ہے مگر یہ بھی واقعہ ہے کہ زیادہ عرصہ تک یہ تحریک نہ کبھی چلی ہے اور نہ چل سکتی ہے مثلاً بائیکاٹ کی تحریک ایک نہیں بلکہ کئی بار شروع ہوئیں مگر ہر ایک دفعہ کچھ دنوں زور شور سے چلنے کے بعد ان کا خاتمہ ہو گیا آل انڈیا بائیکاٹ کی تحریک بھی شروع ہوئی اور مسلمانوں نے بھی اٹلی اور فرانس کے خلاف بائیکاٹ کی تحریک شروع کی مگر ہر دفعہ کچھ عرصہ کی گرم بازاری کے بعد تحریک ختم ہو گئی گو ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے ہیں اگرچہ آجکل بائیکاٹ کو قانوناً ناجائز قرار دیدیا گیا ہے مگر واقعتاً یہ کوئی ناجائز امر نہیں ہے اس لئے حکومت نے بھی تین ہی سال کے لئے اس کے خلاف قانون بنایا ہے حقیقت یہ ہے کہ اگر تشدد سے پاک ہو تو کسی شخص کا لوگوں کو یہ تلقین کرنا کہ تم غیر ملکی مال کا بائیکاٹ کرو ہرگز حقیقی قانون کے خلاف فعل نہیں ہے لیکن آجکل تو یہ خلاف قانون ہے اور دو سال تک ابھی اس کا نام بھی کوئی شخص جیل کا خطرہ برداشت کئے بغیر نہیں لے سکتا اس لئے اس تحریک کا جو نعم البدل ہے ہمیں اس کو پورے جوش و خروش کے ساتھ شروع کرنا چاہیئے ہم نے تحریک سودیشی کو بائیکاٹ کا نعم البدل کہا ہے یہ اس لئے کہ اس تحریک میں وہ چیز بھی شامل ہے جو بائیکاٹ میں ہے یعنی اپنے حریفوں پر دباؤ ڈال کر اپنے مطالبات منظور کرانے کی قوت اور اس کے علاوہ ملک و ملت کے لئے نفع حاصل کرنے کی طاقت بھی اس تحریک کے اندر موجود ہے جب ہم کسی شخص سے یہ کہتے ہیں کہ وہ صرف سودیشی اشیاء کا استعمال کرے تو اس کے عملی معنے یہی ہوتے ہیں کہ وہ غیر سودیشی یعنی غیر ملکی چیزیں نہ خریدے اور نہ استعمال کرے اور اسی چیز کا نام بائیکاٹ ہے بائیکاٹ کے معنے بھی اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ کسی خاص ملک یا تمام ملکوں کی اشیاء کی خرید نہ استعمال ترک کر دیا جائے مگر اس میں اس امر کی کمی ہے کہ تحریک بائیکاٹ اپنے ملک کی صنعت کی ترقی کی طرف کچھ زیادہ توجہ نہیں دے سکتی یعنی یہ کہ اس میں تخریبی پہلو زیادہ نمایاں اور طاقتور ہے اور تخریب کا پہلو کسی قدر کمزور لیکن یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ وہی تحریکیں زیادہ مفید ثابت ہوا کرتی ہیں جن میں تعمیری عناصر زیادہ ہوا کرتے ہیں اور وہ دیرپا بھی ہوتی ہیں اور ان سے اہم نتائج نکلا کرتے ہیں اگرچہ ہم اس حقیقت کے بھی قائل ہیں کہ قوم اور ملک کی تاریخوں میں ایسے لمحات حیات بھی آتے ہیں جب تخریب فرض ہو جاتی ہے اور تخریب ہی کے ساتھ ملک و قوم کی امیدیں وابستہ ہو جایا کرتی ہیں اور ملک کے مستقبل کی شاندار کامیابی کا انحصار تخریبی پروگرام پر ہوتا ہے اگر ایسے حالات رونما ہو جائیں تو اس وقت تخریبی کاموں کی مخالفت نہیں کی جا سکتی مگر اس وقت بھی اگر تعمیری صورت کے مواقع ہوں تو اہل ملک کا فرض ہے کہ وہ اس طرف سے غفلت نہ برتیں کیونکہ آخر کار ملک اور قوم کی اصلی اور حقیقی طاقت تعمیر ہی میں مضمر ہے تخریب میں نہیں ہے اور جب کبھی بدرجہ مجبوری تخریب اختیار کرنی پڑتی ہے تو اس کا اصلی منشا یہی ہوتا ہے کہ تخریبی پروگرام کے ذریعہ تعمیر کے راستہ میں جو موانع اور مشکلات حائل ہوتی ہیں ان کو دور کیا جائے ورنہ ظاہر ہے کہ تخریب محض تخریب کے لئے تو اچھی اور پسندیدہ چیز نہیں ہو سکتی اور نہ تخریب کو محض تخریب کے لئے اختیار کیا جاتا ہے

لیکن موجودہ حالات اس قسم کے ہیں کہ آرگنائزڈ طریقہ پر ہم کوئی تخریبی پروگرام اختیار نہیں کر سکتے اس لئے ضروری ہے کہ تعمیری پروگرام پر عمل کریں اور جیسا کہ ہم اوپر عرض کر آئے ہیں کہ تعمیری پروگرام کا ایک اہم جزو تو وہ تھا جس پر ہم گذشتہ اشاعت میں روشنی ڈال چکے ہیں یعنی کونسلوں میں قوم پروروں کا داخلہ اور دوسرا ضروری جزو یہ ہے جس پر ہم آج بحث کر رہے ہیں یعنی سودیشی کی تحریک۔

سودیشی کی تحریک ایک ایسی تحریک ہے جو مفید ہونے کے ساتھ ہی ہر ایک پہلو

قابل عمل ہے اور اس کے اندر ایسی کشش ہے کہ ہر ایک طبقہ اور فرقہ کے اندر اس تحریک کو مقبول عام بنایا جا سکتا ہے اور اختلاف و مخالفت کا کسی گوشہ سے بھی اندیشہ نہیں ہے یہ ایک ایسی تحریک ہے جس سے ہندو مسلمان سکھ عیسائی پارسی اور سرکاری و غیر سرکاری طبقہ جی حضوری خطاب یافتہ اور انگریز دوست اور حکومت کے خوشامدی سب ہی کو اتفاق کرنا پڑتا ہے ممکن نہیں کہ کوئی طبقہ اور کوئی فرقہ اس تحریک کی مخالفت کر سکے صرف وہ اشخاص کسی قدر ناک بھوں چڑھائیں گے جو غیر ملکی اشیاء کی تجارت کرتے ہیں اور ملک کی دولت غیر ملکوں میں بھیجتے رہتے ہیں اور خود ایک دلال کی طرح کمیشن کے نفع پر گذارہ کرتے ہیں مگر اس گروہ کی بھی یہ ہمت نہیں پڑے گی کہ سودیشی تحریک کی مخالفت شروع کر دے بلکہ ان کو بھی اس تحریک سے متاثر ہو کر بدیشی اشیاء کی تجارت ترک کر دینا پڑے گی اور اس کی جگہ سودیشی اشیاء کی تجارت کرنے لگیں گے۔

بہر حال تعمیری پروگرام کا اہم ترین جزو سودیشی کی تحریک ہے اور وقت کے عین مطابق ہے کسی طرف سے اس کی مخالفت کا اندیشہ نہیں ہے بلکہ ہر ایک گوشہ سے امداد ملنے کی توقع ہے اور ہر ایک سمت سے اس کا خیر مقدم ہوگا یہاں تک کہ خود حکومت کی طرف سے بھی اس کی حوصلہ افزائی کی امید ہے خواہ یہ حوصلہ افزائی بادل ناخواستہ ہی کیوں نہ ہو مگر ہوگی ضرور لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ پوری مستعدی تندہی اور ہوشمندی کے ساتھ اس تحریک کو چلایا جائے۔

سب سے پہلی ضرورت اس امر کی ہے کہ جو جماعت اس تحریک کو شروع کرے وہ پوری طرح منظم ہو جیسی کہ کانگریس ایک منظم اور طاقتور جماعت ہے تمام ملک میں اس کی شاخیں ہوں جیسی کہ کانگریس کی ہیں نہایت کثرت سے ہر جگہ اس کے کارکن ہوں جو اس قدر ایثار پیشہ ہوں جیسے کانگریسی ہوتے ہیں کہ اپنا وقت اور اپنی قوت اس تحریک کو تقویت اور ترقی دینے میں صرف کر سکیں اور یہ نظام نیچے سے لیکر اوپر تک ایک مسلسل کڑی کی صورت میں ہو جیسا کہ کانگریس کا نظام ہے تاکہ جس وقت سودیشی کی تحریک شروع ہو تو بیک وقت تمام ملک میں اور ملک کے گوشہ گوشہ میں اس تحریک کا بگل بجنے لگے اور ہر ایک صوبہ اور ہر ایک ضلع اور ہر ایک شہر قصبہ اور گاؤں سے سودیشی کی صدائیں بلند ہونے لگیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جس قدر وسیع اور جس قدر منظم اور طاقتور نظام ہوگا اسی قدر زیادہ تحریک زور و شور سے ترقی کرے گی اور جس قدر کمزور نظام ہوگا اسی قدر تحریک کمزور ہوگی۔ سودیشی کی تحریک کے سلسلہ میں اس جماعت کا کیا فرض ہوگا جس کا اوپر ذکر کیا گیا اور وہ کیا کیا کرے گی اور اسے کیا کیا کرنا چاہیے یہ تو خود اس جماعت کے سوچنے کا کام ہے اور اگر ایسی کوئی جماعت قائم ہو جائے گی تو وہ بہت کچھ سوچ سکیگی تاہم جب ہم تحریک پیش کر رہے ہیں تو ہمارا یہ فرض ہے کہ اس تحریک کو کامیاب کرنے کے جو ذرائع ہمارے پیش نظر ہوں اگر سب نہیں تو ان میں سے کچھ تو اپنے مشورہ کی صورت میں پیش کر دیں۔

ہمارے نزدیک سب سے پہلے ایک طاقتور وسیع اور ایثار پیشہ و مستعد افراد پر مشتمل ایک ایسا نظام قائم کرنا چاہیے جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں اس نظام کا یہ کام ہوگا کہ وہ سودیشی کا پروپیگنڈا اس طریقہ پر کرے جو صداقت پر مبنی ہونے کے ساتھ موثر ہو اور یہ اثر کسی خاص طبقہ تک محدود نہ ہو بلکہ ملک کے تمام طبقات اس پروپیگنڈے سے یکساں طور پر متاثر ہوں اگر کوئی طبقہ عام پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہو تو اس کے متاثر کرنے کے لئے خاص طور سے پروپیگنڈا کرنا چاہیے یعنی مثلاً فرض کیجئے کہ مسلمان سودیشی کے پروپیگنڈا سے متاثر نہ ہوں تو اس جماعت کا فرض ہے کہ وہ یہ معلوم کرے کہ وہ کیا اسباب ہیں جس کی بنا پر مسلمان سودیشی کی تحریک سے متاثر نہیں ہوتے اگر وہ اسباب معلوم ہو جائیں تو ان کو سامنے رکھکر سودیشی کا پروپیگنڈا کرنیکی ضرورت ہوگی مثلاً اگر مسلمانوں کے اندر یہ غلط خیال ہو کہ ان کو اس تحریک سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا بلکہ اس سے صرف ہندوؤں کو فائدہ پہنچے گا جیسا کہ تحریک آزادی کے متعلق بعض خود غرض اور سرکاری مسلمانوں نے مسلمانوں کے بعض طبقات کو گمراہ کر رکھا ہے کہ سوراج سے تو ہندوؤں کا راج قائم ہو جائے گا اس لئے ہمیں تحریک آزادی سے الگ رہنا چاہیے اور انگریزوں کی غلامی پر قانع رہنا چاہیے۔

بہر حال اگر مسلمان اس تحریک سے مذکورہ بالا غلط فہمی کی وجہ سے الگ رہیں تو واقعات کو پیش کر کے ان کو بتلانا چاہیے کہ اس تحریک سے سب سے زیادہ مسلمانوں ہی کو فائدہ پہنچے گا کیونکہ تمام صناع دستکار اور مزدور مسلمان ہی ہیں یعنی جس قدر سودیشی مصنوعات کو ترقی ہوگی اسی قدر مسلمانوں کا افلاس کم ہوگا یہ واقعات اعداد و شمار کے ذریعہ ثابت کئے جا سکتے ہیں اور ملک کے اندر جس قدر صنعتیں ہیں ان میں جو صنعتیں مسلمانوں کے ہاتھ میں ہیں ان سب کا ذکر کر کے مسلمانوں کو سودیشی تحریک کا مددگار معاون اور حامی بنایا جا سکتا ہے اور ان کو اس حقیقت سے آگاہ کیا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کے افلاس کی اصلی وجہ یہی ہے کہ غیر ممالک کی صنعتوں نے ہندوستان کی صنعت کو تباہ و برباد کر دیا ہے جو تمام تر اگر نہیں تو اس کا بڑا حصہ مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا اگر اس کے علاوہ کوئی اور وجہ مسلمانوں کے علیحدگی کی ہو تو اس کو معلوم کر کے اس غلط فہمی کو دور کرنا چاہیے اسی طرح ہندوستان کے ہر ایک فرقہ اور طبقہ کے اندر اس تحریک کو مقبول بنانے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔

یہ تو صرف پروپیگنڈے کا کام تھا جس کو بڑے سلیقہ اور ہوشمندی کے ساتھ انجام دینے کی ضرورت ہے یعنی اس طرح کہ لوگوں کے اندر سودیشی کی تحریک گھر کرے اور ایک عام ہر دلعزیزی حاصل ہو جائے یہ پروپیگنڈا مختلف طریقوں سے ہونا چاہیے یعنی صرف اشتہار پوسٹر ہینڈ بل ہی پر اکتفا نہیں کرنی چاہیے بلکہ تحریر و تقریر جلسے جلوس اور نمائشوں کے ذریعہ پروپیگنڈا کرنا چاہیے کامیاب پروپیگنڈے کے یہ معنی ہیں کہ ملک کے اندر ایسی فضا پیدا ہو جائے کہ ہر شخص یہ محسوس کرنے لگے کہ واقعی میرا دینی و ملکی فرض ہے کہ میں اپنی ضروریات کی تمام چیزیں اپنے ملک ہی کی بنی ہوئی خریدوں اور استعمال کروں اور جو چیزیں کہ ملک میں نہیں بنتی ہیں اگر ہو سکے تو ان کے استعمال کو ترک یا ملتوی کر دوں اور اگر ترک نہیں کر سکتا تو پھر ایسے ملک کی بنی ہوئی چیز خریدوں جس سے ہماری صلح ہے اور جس سے ہم کو کسی قسم کے نفع کی توقع ہو اور جس سے نقصان نہیں پہنچ رہا اور نہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

آپ کو پوری طاقت صرف کر کے ملک کے اندر ایسی فضا پیدا کرنی چاہیے اور دوسری طرف سودیشی اشیاء کی نمائشیں دکانیں بازار اور گودام ہر جگہ کھلوانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

یہ امر واقعہ ہے کہ بہت سے اشخاص ایسے ہیں کہ اگر ان کی ضرورت کی چیزیں سودیشی آسانی سے ان کو دستیاب ہو جائیں تو وہ ضرور خریدلیں اور بدیشی پر سودیشی اشیاء کو ضرور ترجیح دیں لیکن ان سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ بہت سی دکانوں پہ پھر کر

اور سودیشی چیز تلاش کر کے خریدیں گے اس نے ایسے لوگوں کو دستیاب ہو جائے اور کسی سودیشی کے خواہشمند کو پریشان نہ ہونا پڑے۔

اصل یہ ہے کہ کئی قسم کے لوگ ہونگے ایک قسم لوگوں کی آج بھی ایسی موجود ہے جن کے اندر حب الوطنی کا جذبہ اس قدر وافر ملے موجود ہے کہ خواہ کچھ ہو وہ سوائے سودیشی اشیاء کے اور کچھ استعمال نہیں کرتے یہانتک دیکھا گیا ہے کہ اگر سفر میں بستر ساتھ نہ ہوا اور جس کے ہاں مہمان ہوئے اس نے اوڑھنے بچھانے کا سامان بدیشی دیدیا تو ساری رات بغیر اوڑھے بچھائے اور سردی کی وجہ سے جاگ کر گذار دی مگر بدیشی بستر استعمال نہ کیا ایسے اشخاص کے لئے کسی خاص اہتمام کی ضرورت نہیں کیونکہ اس قسم کے لوگ تو جہاں کہیں بھی ان کی ضرورت کی چیز ملیگی وہاں سے تلاش کر کے خریدیں گے خواہ اس تلاش میں ان کو کسی قدر تکلیف اور زحمت اٹھانی پڑے۔

لیکن تمام لوگ اس جذبہ کے نہیں ہو سکتے بہت سے لوگ ایسے ہوں گے کہ اگر ان کی ضرورت کے وقت ان کے سامنے سودیشی چیز آ جائیگی تو وہ خرید لیں گے مگر اس کی تلاش میں سرگرداں ہونا پسند نہ کرینگے ایسے لوگ بہت کثرت سے ہوں گے بہت سے لوگ اس قسم کے ہونگے کہ غیر ملکی اشیاء کے مقابلہ پر سودیشی اشیاء کو صرف اس صورت میں ترجیح دینگے جب سودیشی چیز قیمت اور اچھائی کے لحاظ سے مقابلہ کی کم از کم برابر سرابر ہو۔ بعض لوگ اس قسم کے ہوں گے کہ صرف اس صورت میں سودیشی اشیاء خریدنی پسند کرینگے کہ جب وہ قیمت میں بھی کم ہو اور اچھی بھی ہو اس لئے جو سوسائٹی یا جماعت اس تحریک کو شروع کرے اس کا فرض ہے کہ تمام پہلو کو پیش نظر رکھے اور تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے جن امور کی ضرورت ہے سب کی طرف توجہ مبذول کرے اس حقیقت کو فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ محض حب الوطنی کے جذبہ کو ابھار کر اور اس سے اپیل کر کے ہم سودیشی کی تحریک کو کامیاب نہیں بنا سکتے ہو سکتا ہے کہ اس طرح حب الوطنی کے جذبہ سے اپیل کر کے ہم عارضی کامیابی حاصل کر لیں مگر مستقل کامیابی اس طرح حاصل نہیں ہو سکتی مستقل کامیابی تو صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے جب ہم تجارتی نقطہ نظر سے اس تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں اور تمام پہلوؤں پر نظر رکھکر تحریک کی ترقی کے لئے کام کریں مثلاً ایک چیز یہ ہے کہ ہندوستانی مصنوعات کی ایک مکمل فہرست مع اس کی کیفیت کے مرتب کر کے بہت کثرت سے تمام ملک کے اندر شائع کریں کہ ہماری ضرورت کی کون کونسی چیزیں کس قسم کی اور کس قیمت کی تیار ہونے لگی ہیں کیونکہ ابھی تک تو لوگوں کو یہی علم نہیں ہے کہ ہندوستان نے کس قدر دیسی مصنوعات میں ترقی کی ہے اور کیا کیا چیزیں بننے لگی ہیں بلکہ ہو سکے اور مفید ثابت ہو سکے تو بدیشی اور سودیشی کا مقابلہ کر کے دکھانا چاہیئے کیونکہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ دیسی مصنوعات کسی نہ کسی حیثیت سے بدیشی سے عمدہ ہوتی ہے یا تو قیمت میں سستی ہوگی یا مال عمدہ ہوگا بہر حال دیسی صنعتوں کی مکمل فہرست شایع ہونی چاہیئے اور ہر سال جو جدید مصنوعات تیار ہوں ان کا اس فہرست میں اضافہ ہونا چاہیئے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ تمام اضلاع میں جو بڑے شہر ہوں یعنی ضلع کے صدر مقامات پر سودیشی اسٹور کھلوانے کی کوشش کرنی چاہیئے جہاں ضرورت کی سب اشیاء مل سکیں اور یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اسٹور والے نہایت کم نفع پر سودا بیچیں تاکہ لوگوں کو یہ شکایت نہ ہو کہ سودیشی اشیاء گراں ملتی ہیں۔

تیسرے بڑے شہروں میں جیسے الہ آباد بریلی مراد آباد آگرہ وغیرہ ہیں علاوہ سودیشی اسٹور کے سودیشی شو روم کھلوانے چاہئیں جس میں سودیشی مصنوعات کی ہمیشہ اور دائمی نمائش ہوتی رہے اور اس کی سیر کرنے والوں کو معلوم ہوتا رہے کہ فلاں چیز فلاں جگہ بنتی اور ملتی ہے اور قیمت بھی معلوم ہوتی رہے تمام صناع اور کمپنیاں کمپنیاں اور ملیں کارخانے مفت اپنا مال ان شو روموں میں بھیجیں گے اور یہ رسدی شو روموں کے اخراجات بھی برداشت کریں گے کیونکہ شو روموں کے قائم کرنے میں انہی لوگوں کا فائدہ ہے جن کی مصنوعات ہیں۔

چوتھے جو اول درجہ کے شہر ہیں جیسے کلکتہ بمبئی کانپور دہلی لاہور کراچی مدراس وغیرہ ان سب بڑے شہروں میں علاوہ سودیشی اسٹوروں اور شو روموں کے سودیشی مارکٹ قائم کرنے چاہئیں جن میں صرف سودیشی اشیاء کی دوکانیں ہوں اور خوردہ فروشی اور تھوک فروشی ہر ایک قسم کی دوکانیں ہونی چاہئیں سودیشی مارکٹ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ایک خریدار کو اپنی ضرورت کی تمام چیزیں ایک ہی احاطہ کے اندر مل جائینگی اور خریدار کو یہ اطمینان رہیگا کہ سودیشی کے نام سے بدیشی چیز اس کے سر نہیں منڈھی گئی کیونکہ بہت سے بے ایمان دوکاندار بدیشی اشیاء سودیشی کے نام سے فروخت کر ڈالتے ہیں لیکن سب سے بڑا فائدہ سودیشی مارکٹ قائم کرنے سے یہی ہے کہ ہر ایک خریدار کو خواہ وہ متفرق اشیاء کا خریدار ہو یا تھوک کا خریدار ہو اس کو ایک ہی جگہ اس کی ضرورت کی تمام چیزیں مل جائینگی ایک فائدہ یہ ہوگا کہ اس مارکٹ میں جو ایک دفعہ آ جائے گا اسے یہ ترغیب ہوگی کہ آئندہ جو ضرورت بھی پیش آئے اس کے لئے اس مارکٹ کا ایک پھیرا کر لینا چاہیئے۔ ان کاموں کے علاوہ سب سے اہم اور ضروری کام یہ ہے کہ جو چیزیں ہندوستان میں ابتک نہیں بنتیں ان کی پیداوار کا ہندوستان بندوبست کرے مثلاً بجلی کے پنکھے ہندوستان میں بننے لگے ہیں مگر ان پنکھوں کے اندر جو چیزیں جو تار لگتا ہے وہ ہندوستان میں نہیں بنتا کوشش کرنا چاہیئے کہ یہ تار ہندوستان میں بننے لگے اسی طرح اور سینکڑوں چیزیں ہیں جو ابھی ہندوستان میں نہیں بنتیں کوشش کر کے سرمایہ داروں کو ان مصنوعات کے لئے مشترکہ طور سے کارخانہ قائم کرنے پر رضامند کرنا چاہیئے مثلاً موٹر بنانے کے کارخانے قائم ہونا چاہیئے لیکن ہمارے ملک کے لئے سب سے زیادہ دانشمندی کا کام یہ ہے کہ وہ صنعتیں مکمل کی جائیں جن کی ہر کس و ناکس کو ضرورت رہتی ہے جیسے کپڑا ہمارا یہ فرض ہے کہ جس قدر ہندوستان میں کپڑا صرف ہوتا ہے ہر ایک قسم کا اپنی ضرورت کے مطابق تیار کر لیں اور ساتھ ہی اتنا اچھا اور سستا تیار کر لیں کہ بدیشی کپڑے کا سستے پن اور اچھے پن میں مقابلہ کر سکے اگر صرف کپڑے کی صنعت ہی کو ہندوستانی مکمل کر لیں تو ستر اسی کروڑ روپیہ سالانہ جو ہندوستان سے باہر چلا جاتا ہے وہ ہندوستان ہی میں رہے۔ اسی طرح رفتہ رفتہ دوسری صنعتوں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے کپڑے کے بعد بدیشی شکر کا نمبر ہے جو بیس کروڑ کے قریب باہر سے آتی ہے صنعت شکر سازی کی طرف تو کافی توجہ مبذول ہو گئی ہے اور بہت جلد شکر کی صنعت کامل ہندوستان کے قبضہ میں آ جائیگی لیکن کپڑے کی درآمد ابھی تک کم نہیں ہوئی اندازہ کیا گیا ہے ہندوستان میں جس قدر کپڑا صرف ہوتا ہے اس کا ایک تہائی تو ہاتھ کے کرگھوں پر تیار ہوتا ہے اور ایک تہائی ملوں میں تیار ہوتا ہے اور ایک تہائی باہر کے ملکوں سے آتا ہے جس پر ہمارا ستر اسی کروڑ روپیہ صرف ہوتا ہے ہمارا فرض ہے کہ اس تہائی کو بھی اپنے ملک میں تیار کرنے لگیں بہرحال سودیشی کی تحریک ایک ٹھوس تعمیری تحریک ہے اور اگر استقلال محنت اور ایثار پیشگی کے ساتھ ایک سیدھی منظم جماعت اس تحریک کو چلائے تو اس سے نہایت اہم اور قیمتی سیاسی و اقتصادی نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

حضور اور مزدور

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب)

نورپور تھا تو ایک گاؤں ہی لیکن شہر کے بالکل قریب ہونے کی وجہ سے چونکہ اس کی عمارتیں اکثر پختہ اور خوشنما تھیں اس لئے اچھا خاصہ قصبہ سا معلوم ہوتا تھا اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ شہر سے گاؤں تک نہایت اچھی اور پختہ سڑک آتی تھی اور اسی لئے بہت سے ایسے لوگ کہ جو شہر کے دفتروں میں ملازم تھے اور شہر کے مکانوں کا کرایہ نہیں دے سکتے تھے نورپور میں مکان کرایہ پر لیکر رہتے تھے اور روزانہ چار میل چل کر اپنے دفتروں کو جایا کرتے تھے دفتروں کے ان بابوؤں کی وجہ سے گاؤں میں ایک اچھی خاصی تعداد صاف ستھرے لوگوں کی نظر آیا کرتی تھی اور انہی کی وجہ سے کئی ایک اچھی خاصی بڑی بڑی دوکانیں بھی گاؤں میں کھل گئی تھیں۔

گاؤں کے زمیندار مرزا حاتم بیگ صاحب تھے جن کے خاندان میں شاہی وقت سے نواب کا خطاب چلا آتا تھا مرزا صاحب بڑے مخیر رئیس تھے اور خرچ کرتے وقت کبھی انھیں اس بات کا خیال ہی نہ آتا تھا کہ ان کی آمدنی کتنی ہے اور وہ کتنا خرچ کئے دے رہے ہیں بیٹے کی شادی پر مرزا صاحب نے جس طرح دل کھول کر دولت لٹائی تھی وہ آجتک تمام نورپور کو یاد تھا اور اب وہ بیٹی کے بیاہ کی تیاریوں میں مصروف تھے شہر سے ایک باقاعدہ ڈاک لگی ہوئی تھی اور روزانہ بیسیوں مختلف چیزیں شہر سے کھنچی چلی آرہی تھیں مرزا صاحب اکثر باتوں میں اپنے دوستوں سے کہا کرتے تھے کہ "بھئی یہ گاؤں انہی دونوں بچوں کے لئے تھا اور میں انہی کی شادی پر اسے لگا دوں گا"

لیکن مرزا صاحب آپ یہ تو سوچئے کہ اب اس گاؤں کے علاوہ آپ کے پاس اور کوئی جائداد نہیں ہے اگر آپ نے پورا گاؤں انہی دو شادیوں میں لٹا دیا تو پھر آپ کیا کریں گے اور صاحبزادے کے لئے کیا چھوڑ جائینگے۔ جب کبھی کوئی یہ کہتا تو مرزا صاحب ایک بے پروائی کی ادا کے ساتھ جواب دیتے کہ میاں جس نے دانت دیئے ہیں وہی کھانے کو بھی دیگا" اور بات آئی گئی ہو جاتی۔

مرزا صاحب کی لڑکی کی شادی کی تیاریاں تقریباً ایک سال تک ہوتی رہیں جب شادی کا وقت آیا تو مرزا صاحب نے بالکل صحیح معنوں میں اپنا سارا گھربار نثار رشیدہ کو اپنے گھر سے رخصت کیا کچھ تھوڑی سی نقدی اور تھوڑے سے زیورات کے سوا اب مرزا صاحب کے پاس کچھ باقی نہ رہا تھا کیونکہ نورپور کا آدھا حصہ تو وہ پہلے ہی رہن کر چکے تھے اب باقی آدھے کی اب نوبت آگئی۔

مرزا صاحب کچھ اس قدر مستغنی المزاج قانع ہوئے تھے کہ انھیں اس طرح اپنے نادار ہو جانے کا ذرا سا بھی افسوس نہ تھا البتہ کبھی کبھی دبی زبان سے وہ اس بات پر ضرور رنج و ملال کا اظہار کر دیا کرتے تھے کہ نورپور میں جو محتاج خانہ انہوں نے بنوایا تھا اس کے متعلق ان کی تمام تجاویز تکمیل کو نہ پہنچ سکیں اس محتاج خانہ کا نام انہوں نے حاتم خانہ رکھا تھا اور اس کے متعلق ان کا یہ ارادہ تھا کہ آہستہ آہستہ ترقی دیکر اس قدر وسعت دیدیں کہ کم سے کم پانچ ہزار محتاج اس میں رہ سکیں اس کا ایک حصہ مردانہ تھا اور ایک زنانہ اور محتاجوں کے رہنے کے لئے نہایت صاف ستھرے اور ہوادار چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے تھے ہر کمرہ کے سامنے مختصر سا صحن تھا اور پوری عمارت کی پشت پر زمین کا ایک بہت ہی وسیع قطعہ اس غرض سے چھوڑ دیا گیا تھا کہ محتاجوں میں سے جو لوگ کام کر سکتے ہیں وہ اس میں کھیتی باڑی کیا کریں مرزا صاحب اس قسم کی خیرات کے بالکل قائل نہ تھے کہ فقیروں کو نقد پیسے تقسیم کئے جائیں یا لنگر کے طور پر روٹیاں بانٹی جائیں ان کا یہ خیال تھا کہ بالکل مفت میں خوراک حاصل کرنے کا استحقاق صرف انہی تھوڑے سے اپاہجوں اور بیماروں کو حاصل ہے جو کسی طرح کوئی کام کر ہی نہیں سکتے یا جن کے لئے کام کرنا مضر ہے ان کا خیال تھا کہ اگر انتظامات معقول ہوں تو محتاج خانے کی آمدنی اتنی ہو سکتی ہے کہ باہر سے کسی قسم کی امداد کی ضرورت نہ رہے ابھی یہ محتاج خانہ بالکل ابتدائی حالت میں تھا اور مرزا صاحب نے اپنے خرچ سے سو محتاجوں کے رہنے کے لائق مکانات تعمیر کرا دیئے تھے ان مکانات میں زیادہ تر ایسی ہی عورتیں رہتی تھیں جن کا کوئی کمانے والا موجود نہ تھا اور حق یہ ہے کہ ایسے آرام اور اس قدر عزت کے ساتھ رہتی تھیں کہ شاید اپنے گھر پر بھی اس طرح نہ رہ سکتیں سال کے سال مرزا صاحب اس کی عمارت میں تھوڑا اضافہ کراتے رہتے تھے اور اب انھیں اسی بات کا رنج تھا کہ آئندہ وہ اسے ترقی دینے سے محروم ہو گئے کئی مرتبہ ان کے دل میں خیال آچکا تھا کہ اپنے رہنے کی عالیشان کوٹھی فروخت کر کے اس محتاج خانہ کی عمارت کی تکمیل کر دیں لیکن دور اندیشی نے انہیں ایسا کرنے سے ابھی تک روک رکھا تھا۔

دو سال بعد آخر وہ وقت آہی گیا کہ مرزا صاحب اپنے محتاج خانہ کے لئے نہیں بلکہ خود اپنے اخراجات چلانے کے لئے اپنی خوبصورت اور بیش قیمت کوٹھی فروخت کرنے پر مجبور ہوئے۔

حاتم منزل اپنی خوشنمائی حسن تعمیر اور گرد و نواح کے مناظر کی دلکشی کے لئے دور دور تک مشہور تھی اس کے بکنے کا اعلان ہوتے ہی صدہا امیر اور رئیس اس کے خریدنے پر آمادہ ہو گئے لیکن اس کی خریداری کا فخر جس شخص کو حاصل ہوا وہ کوئی راجہ تھے نہ نواب بلکہ محکمہ تعلیم کے ایک پنشن خوار افسر تھے جو لالہ بنارسی داس زبیری کے نام سے مشہور تھے مسٹر زبیری کی عمر پچاس سے کچھ اوپر تھی اور ان کے محکمہ والے اکثر ان کے متعلق یہ رائے رکھتے تھے کہ ان کا دماغ کچھ خراب ہو گیا ہے اس کوٹھی کے خریدنے سے کچھ پہلے زبیری صاحب ریاست بہاسو میں ولیعہد کی تعلیم پر مقرر تھے اور عام طور پر خیال یہی تھا کہ یہ کوٹھی انہیں نواب صاحب بہاسو نے خرید کر دی ہے بہرحال حقیقت خواہ کچھ ہو زبیری صاحب نے اس کوٹھی کو خریدا اور اس کا نام "مدرسۃ العالیہ" رکھ کر ملک کے تمام بڑے بڑے اخبارات و رسائل میں یہ اعلان شائع کرا دیا کہ پروفیسر زبیری ایم اے بی ایچ ڈی سابق انسپکٹر مدارس نے صرف اعلیٰ طبقہ کے بچوں کی تعلیم کے لئے نورپور میں مدرسۃ العالیہ کے نام سے ایک نئی درسگاہ کھولی ہے جہاں روساء کے بچوں کو بہترین تعلیم دینے کے علاوہ انھیں اعلیٰ طبقہ کے بچوں

کے شایانِ شان بہترین تربیت دی جاتی ہے جو کسی دوسرے اسکول یا کالج میں میسر نہیں آسکتی۔ اسی اعلان کے ساتھ چند مشہور رئیسوں اور تعلقہ داروں کے نام بھی تھے جنھوں نے اپنے بچے زبیری صاحب کی سپردگی میں دیے تھے۔

اس اعلان کا خاطر خواہ اثر ہوا اور چند ہی روز میں ہر گوشہ ملک سے بڑے بڑے رئیسوں کے بچے مدرسۃ العالیہ میں داخل ہونے کے لئے آنے لگے۔ زبیری صاحب کی تمام عمر محکمہ تعلیم ہی میں گذری تھی اور زمانہ ملازمت میں ان کی یہی عادت خرابی دماغ کے نام سے مشہور ہو گئی تھی کہ وہ روزمرہ نئی نئی تجاویز سوچتے اور ان پر غور کرنے میں منہمک رہا کرتے تھے۔ اب انھیں اپنی بہت سی تجاویز پر عملدرآمد کرنے کا موقع ملا اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اپنی درسگاہ کے انتظامات کچھ اس خوش اسلوبی سے کئے کہ دو ہی سال کے اندر مدرسۃ العالیہ کا نام تمام ہندوستان میں مشہور ہو گیا۔

مدرسۃ العالیہ جس کوٹھی میں واقع تھا اس کے متعلق احاطہ کے طور پر ایک بہت ہی وسیع میدان پڑا ہوا تھا جس کے چاروں طرف اب باقاعدہ جنگلہ بنوا دیا گیا تھا اور اس احاطہ میں رئیسوں کے بچے کرکٹ فٹ بال ہاکی اور ٹینس وغیرہ کھیلا کرتے تھے۔ ایک سمت تو سواری کا میدان بنا ہوا تھا جہاں انھیں گھوڑے کی سواری سکھائی جاتی تھی اور دوسری طرف ایک نہایت ہی خوبصورت اور وسیع پختہ تالاب بنوا دیا گیا تھا تاکہ بچے تیرنا سیکھ سکیں۔ ایک مختصر سے باغیچہ میں انھیں فن زراعت اور فن باغبانی کی تعلیم دی جاتی تھی اور چھوٹے چھوٹے لڑکے ایک ہی وردی پہنے ننھے ننھے بیلچے ہاتھوں میں لئے جب ایک ساتھ زمین کھودنے میں مصروف ہوتے تھے تو دیکھنے والوں کے لئے یہ نظارہ بہت ہی خوش آیند ہوتا تھا۔

زبیری صاحب کی قابلیت اور حسن انتظام کا چرچا اب ہر زبان پر تھا اور نور پور میں جو محض اس مدرسہ کی بدولت اب ایک گاؤں سے ترقی کرکے ایک خوشحال قصبہ بن گیا تھا انھیں بڑی عزت اور توقیر حاصل تھی۔ زبیری صاحب کا اپنے آپ کو لئے ہوئے رہنا اور کبھی کسی سے کھل کر نہ ملنا ایسی چیزیں تھیں کہ بادی النظر میں ہر شخص انھیں مغرور اور متکبر خیال کر لیتا تھا لیکن واسطہ پڑنے پر اُسے اپنی رائے بدلنی پڑتی تھی اور معلوم ہو جاتا تھا کہ وہ صرف ایک خوددار اور تنہائی پسند آدمی تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جب بھی اتفاق سے زبیری صاحب بازار سے گزرتے ہوتے تو دوکاندار اکثر کھڑے ہو کر بڑی تعظیم سے انھیں سلام کرتے تھے اور یہ تعظیم محض نمائشی اور اس قسم کی نہ ہوتی تھی کہ جیسی عام طور پر سب دوکاندار اپنے بڑے بڑے گاہکوں کی کیا کرتے ہیں بلکہ اس میں سچا خلوص موجود ہوتا تھا۔

امیر بیٹا! ذرا مزدور کے ساتھ چلے جاؤ اور یہ کرسیاں جن کی مرمت ہو گئی ہے مدرسہ عالیہ میں پہنچا آؤ۔ مارو بڑھئی نے آری چلاتے چلاتے ہاتھ روک کر اور پیشانی کا پسینہ پونچھ کر کہا۔ امیر کی عمر کوئی تیرہ سال کی تھی سانولا رنگ کشادہ پیشانی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں اور قد و قامت باپ کی طرح خوب لمبا چوڑا۔ گاڑھے کی ایک دھوتی باندھے اور گاڑھے کی ایک کُرتی کے بند درست کرکے باندھے اور آستین سے ناک پونچھ کر مزدور کے ساتھ ہو لیا۔

مارو کا خاندان کئی پشتوں سے نور پور میں آباد تھا۔ مارو اگرچہ بالکل جاہل آدمی تھا اور بمشکل کبھی ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ وہ گاؤں سے قدم باہر نکالے پھر بھی بڑھئی کے کام کے متعلق قدرت نے اُسے ایک خاص قابلیت دی تھی اور وہ آئے دن چرخوں میں، بیلنوں میں، اور بیل گاڑیوں کے پہیوں اور دھروں میں کچھ نہ کچھ ترمیم و ایجاد کرتا رہتا تھا۔ آس پاس کے تمام دیہات و قصبات سے یہ چیزیں اس کے پاس مرمت کے لئے آیا کرتی تھیں اور یہ بات مشہور تھی کہ اس سے اچھے چرخے اور گاڑیاں ہندوستان بھر میں کوئی نہیں بنا سکتا۔ صبح سے شام تک مارو اپنی میلی سی گاڑھے کی دھوتی باندھے اپنے چھپر کے سایہ میں بیٹھا کام کرتا رہتا تھا۔ یہی چھپر کا سائبان اس کا کارخانہ تھا اور یہی اس کی نشستگاہ تھی جہاں وہ کبھی کبھی اپنے دوستوں کے ساتھ لکڑی کے کُندوں اور گاڑی کے پہیوں پر بیٹھ کر حقہ پیتے اور ادھر ادھر کی باتیں کرنے میں تھوڑا سا وقت گزارا کرتا تھا۔ مارو کی عمر اب ساٹھ سال کی تھی لیکن اتنی عمر کے باوجود اب بھی جس وقت وہ اپنا بھاری بسولا اٹھا کر لکڑی کے ٹکڑوں کو صحیح شکل دینے کے لئے یکساں اور مسلسل ضربیں لگاتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ اس کے بازو فولاد کے بنے ہوئے ہیں اور کسی مشین کی کمانی انھیں باقاعدہ حرکت دے رہی ہے۔

امیر کو بھی قدرت نے بڑھئی ہی کا کام کرنے کے لئے دنیا میں بھیجا تھا اور جبکہ اس کی عمر صرف سات یا آٹھ برس کی تھی اسی وقت سے اس میں یہ عادت تھی کہ جہاں کہیں کوئی لکڑی کا ٹکڑا پڑا دیکھتا اُسے اٹھا لیتا اس کو سب طرف سے الٹ پلٹ کر دیکھتا اور پھر کوئلے سے اس پر اس چیز کا نقشہ بناتا کہ جو اس میں سے نکالی جا سکتی تھی اور اکثر اس چھوٹے سے دماغ کے تجویز کئے ہوئے یہ نقشے اس قدر صحیح ہوتے تھے کہ بڈھا مارو محبت سے اُسے گود میں اٹھا اور فخر کے ساتھ لوگوں سے کہتا کہ میرا امیر مجھ سے بھی اچھا کام کیا کرے گا۔

امیر آگے آگے اور مزدور پیچھے پیچھے اس مختصر سے فاصلہ کو طے کر کے جو درمیان میں حائل تھا مدرسۃ العالیہ پہنچے۔ اس مدرسہ میں آنے کا امیر کو اس سے پہلے کبھی اتفاق نہیں ہوا تھا۔ عجیب قسم کی عالیشان عمارت تھی جو اس کے جھونپڑے سے بہت ہی مختلف تھی۔ اس کی وسیع اور خوشنما محرابیں اور اونچے اونچے دروازے، سنگ مرمر کا پختہ فرش، بڑے بڑے کمرے جن میں فرنیچر آراستہ تھا اور سب سے بڑھ کر اس کی صفائی یہ سب ایسی چیزیں تھیں جنھیں دیکھ کر امیر کچھ ہونچکا سا رہ گیا۔ کبھی وہ ایک چیز کو دیکھتا تھا اور کبھی دوسری کو اور اس معائنہ اور ملاحظہ میں وہ کچھ ایسا محو ہوا کہ وہ یہ بھی بھول گیا کہ کس کام کے لئے وہاں گیا تھا۔

لڑکے! کیا تم کرسیاں لیکر آئے ہو؟ مدرسہ کے مہتمم صاحب نے اپنی عینک کے شیشے رومال سے صاف کر کے کہا۔

امیر۔ (محویت سے چونک کر) حضور سلام! باوا نے حضور کی کرسیاں بھیجی ہیں۔

مہتمم۔ بالکل ٹھیک ہو گئیں؟

امیر۔ حضور دیکھ لیں سب طرح سے چوکس ہیں۔

مہتمم۔ یہ کرسیاں پروفیسر صاحب کی ہیں انہی کے کمرہ میں پہنچا دو (ہاتھ سے اشارہ کرکے) وہ سامنے والا بنگلہ ہے اُن کا۔

امیر نے سلام کیا اور مزدور کو ساتھ لیکر سامنے والے بنگلہ میں پہنچا جہاں پروفیسر زبیری کے صاحبزادے نے دو ایک رسمی سوالوں کے بعد انھیں برآمدہ

میں رکھوا لیا۔

امیر نے دیکھا اور بڑی للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھا کہ پروفیسر صاحب کا لڑکا یوں تو بالکل اس کی اپنی ہی طرح ایک آدمی کا بچہ تھا لیکن اس سے کس قدر الگ! کس قدر مختلف! اس منڈا ہوا ہونے کی بجائے اس کے سر پر بال موجود تھے جن میں ایک طرف کو مانگ نکلی ہوئی تھی منہ ایسا صاف دھلا ہوا تھا کہ خواہ مخواہ یہی جی چاہتا تھا کہ اسے دیکھتے ہی رہو چھوٹے چھوٹے ہاتھ اور ان کی پتلی پتلی اور ملائم ملائم انگلیاں اس کی اپنی موٹی موٹی اور کھردری انگلیوں سے بالکل مختلف تھیں کپڑے تو کچھ اور بھی عجیب انداز کے تھے بالکل صاحب لوگوں کے سے نہ گاڑھے کی کمری تھی نہ گاڑھے کی دھوتی اور نہ بوڑے تنجے کا شکلیا کے ہاتھ کا بنا ہوا جوتا۔ بات چیت میں بھی بہت کچھ فرق تھا لیکن اس تمام فرق کے باوجود تھا وہ آدمی ہی کا بچہ امیر کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ یہ فرق کیوں تھا شروع شروع میں اس کا دل غالب احمد (پروفیسر صاحب کا لڑکا) کی طرف کھنچا تھا اور اس سے دوستی پیدا کرنے کی خواہش اس کے دل میں پیدا ہوئی تھی لیکن جب اس نے غالب کا وہ پرتکلف اور خود دارانہ طرز تکلم دیکھا تو اس کو اس سے ایک بیگانگی سی محسوس ہوئی اور وہ رغبت جاتی رہی شام کو واپسی میں راستہ بھر امیر کا ننھا سا دماغ اس مسئلہ کو حل کرنے میں مصروف رہا مگر کامیابی نہ ہوئی کوٹھی کا وہ شاندار منظر میدان کی وہ ہری ہری اور نرم دوب کمروں کے رنگین اور خوشنما پردے لڑکوں کے ہنستے ہوئے اور بشاش چہرے غالب احمد کا وہ متانت اور وقار سے بھرا ہوا لہجہ غرضکہ مدرسہ عالیہ کی ایک ایک چیز اسے رہ رہ کر یاد آ رہی تھی اور اسے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ گویا وہ ایک بہت ہی مزہ دار خواب دیکھ رہا ہے ننھا سا دماغ دن بھر اسی ادھیڑبن میں مصروف رہا اور رات کو جب وہ سونے کے لئے لیٹا تو اس نے بڑی لجاجت سے باپ سے کہا کہ بادا ہم پڑھا کریں گے ہمیں پڑھنے بٹھا دو۔

"کہاں بٹھا دو؟ کیا کہا؟" منہ سے حقہ کی نے الگ کرکے دار و نے ذرا گرم ہو کر پوچھا۔

امیر:۔ ہمارا جی کتابیں پڑھنے کو چاہتا ہے ہمیں پڑھنے بٹھا دو۔

دار و:۔ ارے پڑھ کے کیا تو بابو بنے گا۔ باپ دادا آری بسولہ چلاتے چلاتے مر گئے اور تجھے بابو بننے کا شوق اٹھا ہے خبردار جو تو نے اب پڑھنے لکھنے کا نام لیا بڑا آیا بیچارہ پڑھنے والا۔

امیر نے پھر کچھ نہ کہا اور خاموش ہو کر سو گیا۔

ان حالات پر پندرہ سال گزر گئے اس طویل مدت میں نور پور میں عظیم الشان انقلابات رونما ہو گئے۔ چھوٹا موٹا قصبہ تو وہ پہلے ہی بن گیا اب مزید ترقی کر لینے پر اچھا خاصہ شہر سا معلوم ہونے لگا صاف ستھرے نیلے آسمان کی بجائے اب گرد آلود فضا میں ریل کے انجنوں کا دھواں نظر آتا تھا اور بنڈولوں سے بنے ہوئے پھوس کے کچے مکانوں کی جگہ سخت اور رفتہ اینٹ پتھر کی سہ منزلہ عمارتیں دکھائی دیتی تھیں گرمیوں میں آرام پہنچانے اور گھروں کو ٹھنڈا رکھنے والے چھپروں اور کھپریلوں کی بجائے اب ہر طرف تپتے ہوئے ٹین کے سائبان نظر آنے لگے اور کھلے ہوئے صحت بخش میدانوں پر اب مکانوں کا ایک اچھا خاصا گنجان اور الگتا جنگل کھڑا ہو گیا

پروفیسر زبیری کو انتقال کئے پانچ برس ہو گئے تھے اور ان کے مدرسہ عالیہ کا انتظام ان کے صاحبزادے پروفیسر غالب احمد زبیری ایم۔ اے کے نوجوان ہاتھوں میں آ گیا۔

غالب کی عمر اب تیس سال کی تھی اور اسے اس نے باپ کی زندگی ہی میں پاس کر لیا تھا اور مدرسہ کا کام بھی ایک بہت بڑی حد تک ان کے سامنے ہی اپنے ہاتھوں میں لے لیا تھا حوصلہ اور ہمتیں وہ باپ سے کسی طرح کم نہ تھا اور پھر نوجوانی کا جوش عمل اس پر طرہ تھا نہ غالب نے انتہائی انہماک کے ساتھ کام کرنا شروع کیا لیکن یہ عجیب بات تھی کہ اس کی اس قدر محنت اور کوشش کے باوجود اسکول کی حالت روز بروز گرتی ہی چلی جا رہی تھی طالب احمد کے زمانہ میں تو یہ حالت تھی کہ بیسیوں رئیسوں کی درخواستیں آتی تھیں کہ ہمارے بچے کو مدرسہ میں داخل کر لیا جائے اور زبیری صاحب انھیں اس لئے مسترد کر دیتے تھے کہ پچاس سے زائد طالبعلموں کو رکھنے کی ان کے مدرسہ میں گنجائش نہ تھی یا اب ان کے مرتے ہی یہ عالم ہو گیا کہ پچاس کی تعداد کا پورا کرنا بھی مشکل ہو گیا تھا۔ زبیری مرحوم کے زمانہ میں اس درسگاہ سے اس قدر کافی آمدنی ہوتی تھی کہ کم و بیش ہزار ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار زبیری صاحب کو بچ رہتے تھے اور اب حالت یہ تھی کہ بڑی دشواریوں سے مدرسہ کا خرچ پورا ہوتا تھا جہاں تک علوم و فنون سکھانے کا تعلق ہے مدرسہ عالیہ کی تعلیم میں کوئی خاص فرق نہیں آیا تھا بلکہ حق یہ ہے کہ اگر کچھ تبدیلی ہوئی تھی تو بہتری اور ترقی ہی کی طرف ہوئی تھی البتہ یہ ضرور تھا کہ نوجوان ہاتھوں میں آ کر اسکول سے وہ پرانی سادگی اور بے ... رخصت ہو چکی تھی جو ایک زمانہ میں اس کی خصوصیت تھی حقیقی کام کی بجائے نمود و نمائش کو مدرسہ کے ہر شعبہ میں ترجیح دی جانے لگی تھی اور اساتذہ کا وقت بچوں کو کچھ مفید باتیں سکھانے سے زیادہ رجسٹروں کی خانہ پری پر صرف ہونے لگا تھا ضابطہ اور قاعدہ کی پابندی پر اس قدر زیادہ زور دیا جاتا تھا کہ لیاقت خود اس قسم کی سختی بچوں اور استادوں کو اس بات پر مجبور کر دیتی تھی کہ اصل اور حقیقت خواہ کچھ بھی نہ ہو لیکن ہر کام اور ہر بات کے ظاہر کو اس قدر درست اور آراستہ کریں کہ اس پر نکتہ چینی نہ ہو سکے بچوں کی خوراک سے بہت زیادہ توجہ ان کے لباس پر صرف کی جاتی تھی اور سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کی جوتی تک ہر پوشش تازہ ترین فیشن کے مطابق ہونا لازمی قرار پا گئی تھی صحت و عافیت پر آداب مجلسی اب مقدم ہو گئے تھے اور ورزشی کھیلوں سے اب بچہ کی غیر حاضری اتنا بڑا جرم نہ تھی جتنا کہ کوٹ کے بٹن کا بے قاعدہ لگا ہونا یا سر کے بالوں کا برش سے ناآشنا ہونا گھوڑے کی سواری نام کے لئے سکھائی اب بھی جاتی تھی لیکن زیادہ زور جس چیز پر دیا جاتا تھا وہ موٹر کا چلانا تھا اس طبی معائنہ کے علاوہ جس کے لئے ہر لڑکے کو روزانہ ایک مقررہ کمرہ میں دوسروں کے ساتھ صف باندھ کر کھڑا ہونا اور مدرسہ کے ڈاکٹر صاحب کی نباضی کی مشق کے لئے اپنا ہاتھ ریلوے کے سگنل کی طرح آگے کو لٹکائے رہنا پڑتا تھا ہر لڑکے کو صحت جسمانی سے متعلق ایک رجسٹر کی بھی خانہ پری کرنی پڑتی تھی اور اس میں ہر روز پاخانہ کا رنگ، پاخانہ کا قوام، پاخانہ کی مقدار، پاخانہ کا وقت اور چوبیس گھنٹہ میں رفع حاجت کی مجموعی تعداد نیز پیشاب کا رنگ، بو، مقدار وغیرہ درج کرنی پڑتی تھی لیکن پاخانہ اور پیشاب کا اس قدر اہتمام ہونے کے باوجود کھانے کے متعلق کوئی ایسا رجسٹر موجود نہ تھا جس پر بچہ یہ کہہ سکتا کہ جو کھانا اسے ملا تھا

اسے پسند نہ آیا تھا یا اس کی مقدار اس کی ضرورت سے کم تھی بھٹے اور شکرقند امرود اور کھیرے اور تربوز اور ککڑیاں اشیاء ممنوعہ کی فہرست میں داخل تھیں اور اس قسم کی ایک فہرست ہر طالب علم کے پڑھنے کی میز کے اوپر لٹکی رہتی تھی بچے غریب دل مار مار کر رہ جاتے تھے اور چار ونا چار اسی مزعفر و بریانی یا قورمہ اور باقر خانی پر قناعت کرتے تھے جسے کھاتے کھاتے وہ اکتا چکے تھے اور جس کے نام سے ان کا جی متلانے لگتا تھا اس سے پہلے مرحوم مسٹر زبیری کے زمانہ میں ان پر اس قسم کی قیود عائد نہ تھیں اس زمانہ میں آداب مجلس اور ظاہری تکلفات پر سادگی اور بے تکلفی کو ترجیح دی جاتی تھی اور رجسٹروں میں ان کا پاخانہ پیشاب درج کرنے کی بجائے حفظانِ صحت کے قواعد اور صفائی اور پاکیزگی کی خوبیاں ان کے دل پر نقش کر دی جاتی تھیں۔ نوجوان زبیری کی یہ خواہش تھی کہ طلباء اپنے آپ کو عوام سے بالاتر کوئی چیز سمجھنے لگیں اور اپنے اندر ایسی صفات بھی پیدا کریں کہ وہ فی الحقیقت عام انسانی جماعت کی سطح سے بہت بلند ہو جائیں لیکن غلطی یہ ہوتی تھی کہ طلباء جب خود کو عوام الناس سے بالاتر ہستی خیال کرنے لگتے تھے تو انھیں عوام سے ایک بیگانگی اور ایک تنفر سا ہو جاتا تھا اور اپنی رعایا یا اپنے ماتحتوں کا مخدوم بن بیٹھنے کا جذبہ شروع ہی سے ان کے دل میں پیدا ہو جاتا تھا اس سے پہلے ایسی حالت نہ تھی بوڑھے مسٹر زبیری کی یہی کوشش تھی کہ اپنے ہر طالب علم کو عام سے بہت بالاتر کوئی چیز بنا دیں لیکن ایسا کرنے کے لئے وہ ہر ممکن طریقہ سے اپنے طالب علموں کے دل میں بنی نوع انسان کی ہمدردی کے جذبات کو ترقی دیا کرتے تھے اور اس طرح انھیں اس قابل بنا دیتے تھے کہ وہ خواہ کہیں بھی رہیں خود تو خلق اللہ کے خادم بنکر رہیں اور خلق اللہ ان کی خوبیاں دیکھ کر انھیں اپنا مخدوم بنا لے۔

بہرحال نوجوان زبیری کی انتہائی کوششوں کے باوجود مدرسۃ العالیہ اپنی شہرت اور اپنی مالی حیثیت کو قائم نہ رکھ سکا اور وہ وقت آگیا کہ اکثر اپنے دفتر میں بیٹھے بیٹھے مسٹر زبیری سر پکڑ کر اس مسئلہ پر غور کرنے لگتے کہ اسکول کو جاری رکھنے کے لئے کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ اب اسے صرف راجاؤں اور نوابوں کے بچوں تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ متوسط طبقہ کے خوشحال لوگوں کو بھی موقع دیا جائے کہ وہ اپنے بچوں کو اس میں داخل کرا دیں ان کی اپنی طبیعت میں بھی چونکہ کسی قدر امیرانہ نخوت داخل تھی اس لئے یہ خیال کئی مرتبہ دل میں آ چکا تھا پھر بھی کسی طرح طبیعت اس پر راضی نہ ہوتی تھی لیکن جب مالی مشکلات سامنے آتی تھیں اور انھیں یہ محسوس ہوتا تھا کہ اب اگر اسکول کو جاری رکھنے کا کوئی ذریعہ ہے تو یہی کہ رئیسوں کی تخصیص اڑا دی جائے تو پھر وہ مجبور ہو جاتے تھے اور ارادہ سا کر لیتے تھے کہ متوسط طبقہ کے لئے بھی اس کے دروازے کھول دیئے جائیں۔

بوڑھے مادو کی زندگی نے بھی زیادہ وفا نہ کی اور نور پور کے مشہور بڑھئی کو مرے ہوئے بھی اب کوئی آٹھ برس ہو چکے تھے امیر بخش نے باپ کی مخالفت کے باوجود کافی تعلیم حاصل کر لی تھی اور علم کی بدولت اسے دنیا کے حالات سے بہت کچھ آگاہی حاصل ہو گئی تھی اسی علم کی بدولت اس نے اپنے کام میں بے انتہا ترقی کی اور میزوں اور کرسیوں اور الماریوں اور مسہریوں کے نت نئے نمونوں سے نور پور کا بازار بھر دیا مختصر سا چھپر کا سائبان اب ایک عالیشان پختہ عمارت کی صورت اختیار کر چکا تھا اور جہاں اکیلے میاں مادو اور ان کے صاحبزادے میاں امیر بیٹھے آری اور بسولہ چلایا کرتے تھے وہاں اب کم و بیش دو سو بڑھئی کام کرتے نظر آتے تھے کارخانہ سے بالکل ملی ہوئی دکان تھی جس میں بہتر سے بہتر چیزیں لکڑی کی بنی ہوئی قرینے سے رکھی نظر آیا کرتی تھیں اور بادی النظر میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یورپ کی کسی بڑی بھاری فرم نے اپنا کارخانہ نور پور میں کھول دیا ہے کارخانہ کے ہر شعبہ کے الگ الگ منتظم مقرر تھے اور دفتر کے کام کی باقاعدگی اور ٹائپ رائٹروں کی مسلسل آواز بار بار یہ شبہ دلاتی رہتی تھی کہ وہ کسی تجارتی فرم کا دفتر نہیں بلکہ حکومت ہند کے دفتر کا کوئی شعبہ ہے جس میں ہر وقت کام ہوتا رہتا ہے بہت سے مختلف دفتروں کے ٹھیکے امیر بخش اینڈ کمپنی کے پاس تھے اور غریب مادو بڑھئی کے بیٹے کی آمدنی کسی طرح بھی دو ہزار روپے ماہانہ سے کم نہ تھی رہنے کے لئے عالیشان محل سواری کے لئے اعلیٰ درجہ کی موٹریں کھانے کے لئے دنیا بھر کی نعمتیں اور ان سب سے بڑھکر یہ کہ شہر میں بہت کافی عزت و آبرو سب کچھ امیر بخش کو حاصل تھا لیکن تمام عیش و آرام کے باوجود وہ امیروں اور رئیسوں کی طرح آرام طلب نہیں بنا تھا اس کے دفتر اور کارخانہ میں سب ملا کر کوئی ڈھائی سو آدمی نوکر تھے لیکن اپنی ذاتی خدمت کے لئے اس نے ایک ملازم بھی نہ رکھا اپنا تمام کام اپنے ہاتھ سے کرتا تھا اور دفتر اور کارخانہ کی نگرانی ایسی مستعدی سے کرتا تھا کہ کسی ملازم کی مجال نہ تھی کہ ذرا سا وقت بھی بیکار کھوتا اور لطف یہ تھا کہ کام کے گھنٹوں میں اس قدر سختی سے کام لینے کے بعد فرصت کے گھنٹوں میں وہ اپنے تمام ملازموں کا سچا رفیق تھا۔ مزدوروں میں سے اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو دو مہینے تک اسے پوری تنخواہ گھر بیٹھے ملتی رہتی تھی۔ امیر بخش کی عمر اب اٹھائیس سال کی ہو چکی تھی لیکن اس وقت تک اسے اپنی شادی کا خیال نہ آیا تھا۔ امیر بخش کا ایک چھوٹا بھائی تھا جس کی عمر اب کوئی دس سال کی تھی اور اس کے متعلق امیر بخش کی خواہش تھی کہ اسے بالکل امیرانہ طرز پر تعلیم دلائے اس لئے جیسے ہی اس نے یہ سنا کہ زبیری نے مدرسۃ العالیہ میں متوسط طبقہ کے بچوں کو داخل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو اسے بڑی خوشی ہوئی اور مسٹر زبیری کے پاس پہنچا۔

"کون مسٹر امیر بخش وہی جن کا بڑھیوں کا کارخانہ ہے" نوکر سے پوچھا۔

جی ہاں حضور وہی ہیں۔

"مجھ سے انھیں کیا کام ہو سکتا ہے۔ اچھا خیر بلا لو۔"

امیر بخش کمرہ میں داخل ہوا اور زبیری نے ایک ایسے انداز سے کہ جس سے سرد مہری ٹپک رہی تھی ذرا بدن اونچا کر کے تعظیم دی "آئیے امیر بخش صاحب کہئے کیسے تکلیف فرمائی۔" میز پر رکھے ہوئے کاغذ دیکھنے لگا۔ اٹھائے بغیر زبیری کہا:

امیر: میں نے سنا ہے کہ اب آپ نے یہ مبارک فیصلہ کیا ہے کہ اپنے فیض سے متوسط طبقہ بھی محروم نہ رہے گا۔

زبیری (خشک لہجہ میں) جی ہاں مدرسہ کے قواعد میں بعض تبدیلیاں کی گئی ہیں۔

امیر: میری دلی آرزو تھی کہ میرے چھوٹے بھائی کو یہ فخر حاصل کرنے کا موقع ملتا۔

زبیری (کسی قدر چونک کر) آپ کا چھوٹا بھائی!

امیر: جی ہاں مجھے امید ہے کہ آپ اسے دیکھ کر خوش ہوں گے بہت ذہین اور سمجھدار لڑکا ہے وہ آپ کے مدرسہ کے تمام قواعد کی پابندی دل سے کریگا۔

زبیری (مربیانہ لہجہ میں) مجھے اس کے متعلق یہ باتیں معلوم کر کے خوشی ہوئی لیکن امیر بخش صاحب میرا خیال ہے کہ مجھے آپ کی درخواست مسترد کرنی پڑے گی۔

امیر: (تعجب سے) کیوں۔

زبیری: (کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد) بات یہ ہے امیر بخش صاحب کہ مدرسہ کے

قوانین میں یہ تبدیلی ضرور ہوئی ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ اب اس میں ہر طبقہ کے بچے داخل ہو سکیں گے۔ (پھر کچھ سوچنے لگتا ہے)

(یکایک سر اٹھا کر) نہیں امیر بخش صاحب مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کے بھائی کو اپنے مدرسہ میں نہیں لے سکتا اگر میں اسے لیلوں گا تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ مدرسہ گویا ہر کس و ناکس کے لئے عام ہو گیا اور اس میں کوئی خصوصیت نہ رہی علاوہ بریں اس میں نوابوں اور راجاؤں کے جو بچے پڑھتے ہیں جب ان کے والدین کو یہ معلوم ہو گا کہ یہاں ان کے بچے عوام کے بچوں کے ساتھ بیٹھتے کھیلتے اور پڑھتے ہیں تو انھیں سخت شکایت پیدا ہو گی اور میں انھیں کچھ جواب نہ دے سکوں گا متوسط طبقہ کے صرف وہ بچے لئے جا سکتے ہیں جن کا تعلق اچھے بڑے خاندانوں سے ہے آپ کا بھائی جہانتک مجھے معلوم ہے (معاف کیجئے گا) خاندانی حالت کے متعلق کوئی اطمینان بخش شجرہ نسب نہ پیش کر سکیگا۔

امیر بخش نے یہ سب کچھ سُنا اور اس کے بعد بہت ہی ٹھنڈے دل سے کہا۔

زبیری صاحب میں آپ کی اس صاف گوئی سے خوش ہوا لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آج دس بیس ہزار روپے حکومت وقت کی امداد کی خاطر خرچ کر کے میں خان بہادر یا سر کا خطاب حاصل کر لوں تو فوراً میرا خاندان ایک "شریفوں کا خاندان" بن جائے گا اور پھر آپ کو میرے بچوں کے داخل کرنے میں ذرا سا تامل بھی نہ ہوگا تو اب ذرا خود ہی غور فرما لیجئے کہ ایسی شرافت بھی کوئی شرافت ہے جو دس پانچ ہزار روپے میں خریدی جا سکے؟ اس کے علاوہ کیا دنیا میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس کے متعلق یقین کے ساتھ یہ کہا جا سکے کہ دو چار یا دس بیس پشت پہلے اس کے بزرگوں نے کوئی ایسا پیشہ نہیں کیا تھا جسے آپ ذلیل پیشہ کہتے یا خیال کرتے ہیں۔

زبیری۔ ممکن ہے کہ آپ کا خیال صحیح ہو مجھے معلوم ہے کہ آپ ایک بہت بڑی رقم ہر سال "حاتم خانے" پر صرف کیا کرتے ہیں اس کے صلہ میں حکومت غالباً آپ کو بہت جلد کوئی خطاب دیدے گی جب ایسا ہو جائے تو پھر آپ تشریف لائیے گا۔

امیر (کسی قدر آزردگی کے ساتھ) "حاتم خانے" پر جو کچھ میں صرف کیا کرتا ہوں اس کے متعلق میرے جذبات کی آپ نے جو قدر فرمائی اس کے لئے میں دلی شکریہ ادا کر کے اب رخصت ہونا چاہتا ہوں۔

زمانہ اپنی معمولی رفتار سے گزرتا رہا۔ نور پور کی سڑکوں کے کنارے کے اونچے اونچے اور سایہ دار درختوں نے کئی بہاریں دیکھ لیں قصبہ کی آبادی اور خوشحالی میں برابر ترقی ہوتی رہی ہاں ایک مدرسۃ العالیہ تھا اس کی حالت روز بروز گرتی چلی جاتی تھی نوجوان اور باہمت زبیری نے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے لیکن خدا ہی جانے کیا تماشا تھا کہ ہر کوشش کا اثر الٹا پڑتا تھا دس سال میں مدرسہ کی یہ حالت ہو گئی کہ کمرے سونے پڑے تھے استادوں کو ان کی تنخواہیں دیکر رخصت کر دیا گیا تھا اور مسٹر زبیری رنج و غم کی وجہ سے چالیس ہی سال کی عمر میں بالکل ضعیف اور بوڑھے ہو گئے تھے مسلسل بیس سال سے جس مقصد کے حصول کے لئے وہ ان تھک کوشش کر رہے تھے اس میں اس طرح ناکام رہنے کا خیال ان کی روح کے لئے ہیچ و پیچ سوہان بن گیا تھا اور اب مدرسۃ العالیہ کا نام ہی ان کے دماغ کے لئے لوہے کی گرم اور جلتی ہوئی ایک سلاخ ہو گیا تھا جو کان تک پہنچتے ہی دماغ کو جھلستا ہوا تیر کی طرح پار ہو جاتا تھا اس روحانی کرب نے ان کی صحت پر بھی بہت ہی خراب اثر کیا اور وہ دمہ میں مبتلا ہو گئے اور ان تمام مصیبتوں پر طرہ یہ تھا کہ آمدنی کا بھی اب کوئی ذریعہ نہ رہا تھا۔

نور پور کے پانچ چار متمول باشندوں نے اپنے بچے ان کے سپرد کر دئے تھے جنھیں وہ پڑھا دیا کرتے تھے اور یہی حقیر اور مختصر سی آمدنی بس ان کا اور ان کے گھر والوں کا گذارہ تھا دمہ کے دوروں کی شدت اور کثرت نے انھیں اس آمدنی سے بھی بڑی حد تک محروم کر دیا اور بالآخر انہوں نے مدرسۃ العالیہ کی شاندار اور تاریخی عمارت فروخت کر ڈالی تاکہ اپنا علاج معالجہ کر سکیں اور انھیں یہ دیکھکر تعجب ہوا کہ جس شخص نے اس کی سب سے زیادہ قیمت لگائی وہ نہی بڑھئی کا لڑکا امیر بخش تھا۔

عمارت کی فروخت سے زبیری کو بہت کافی روپیہ ملا تھا اور انہوں نے اپنے علاج پر اُسے پانی کی طرح بہایا لیکن مرض کی حالت میں اس سے زیادہ اور کوئی فرق نہ پڑا کہ دوروں کی کثرت اور شدت میں کسی قدر تخفیف ہو گئی اور پہاڑی مقامات کی آب و ہوا سے بھی بس اسی قدر نفع پہنچا کہ ان میں اتنی طاقت آگئی کہ اگر دورے فرصت دیں تو معمولی طور سے تھوڑا بہت چل پھر لیں پانچ سال تک اسی طرح اپنے علاج کے سلسلے میں مارے مارے پھرنے کے بعد زبیری نے دیکھا کہ بینک میں اب مشکل سے ان کے کوئی ایک ہزار روپے باقی رہ گئے ہیں اور اس طرح مجبور و معذور ہو کر انہیں پھر نور پور کا رخ کرنا پڑا۔

زبیری کو معلوم تھا کہ نور پور میں غرباء کے قیام کے لئے جو حاتم خانہ تھا اس میں امیر بخش نے بہت کچھ ترقیاں کر دی تھیں اور چند چھوٹی چھوٹی کوٹھیاں خرید کر اس غرض سے اسی محتاج خانہ سے متعلق کر دی گئی تھیں کہ ایسے لوگوں کو رہنے کو دیدی جائیں جو پہلے امیر و رئیس تھے اور اب کسی وجہ سے غریب اور نادار ہو گئے ہیں تاکہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ وہ محتاج خانہ میں رہتے ہیں اور ان کی عزت اور ان کے وقار میں فرق نہ آئے۔

نور پور میں زبیری کا اپنا مکان اب کوئی نہ تھا اور سرمایہ کی قلت اس بات کی بھی اجازت نہ دیتی تھی کہ کوئی معقول مکان کرایہ پر لیکر رہیں اس لئے با دل ناخواستہ انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ اگر ممکن ہو تو حاتم خانہ کی اس قسم کی کوئی کوٹھی اپنے لئے حاصل کریں۔

نور پور میں اس نے اپنے ایک دوست کو اپنے پہنچنے کی تاریخ سے اطلاع دیدی تھی اور اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس کے دوست نے اسٹیشن ہی پر چیک سے اسے ایک پاس دیا جس کی رو سے اسے ایک نہایت اچھی کوٹھی میں رہنے کا استحقاق حاصل ہوتا تھا۔

یہ پاس کیا؟ میں نے تو آپ سے کوئی ایسی درخواست نہیں کی تھی کہ میرے لئے پاس حاصل کر لیجئے زبیری نے بڑے تعجب سے کہا۔

دوست:۔ میں نے حاصل نہیں کیا ہے بلکہ یہ آپ کے ایک شاگرد نے لاکر خود مجھے دیا تھا اور مجھ سے یہ درخواست کی تھی کہ اسے آپ کی خدمت میں پیش کر دوں۔

زبیری۔ میرا شاگرد! میرا ایسا کون شاگرد ہو سکتا ہے اور ہاں میں نے تو سوائے

آپ کے نور پور میں کسی دوسرے شخص کو اپنے پہنچنے کی اطلاع ہی نہیں دی تھی۔ مجھے تعجب ہے۔

دوست۔ میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس نے اپنا نام بتانے سے ہی انکار کیا اور کسی قسم کی کوئی اور تفصیل بھی نہ بتائی۔

زبیری کچھ غوطے میں آگئے اور سوچنے لگے۔ ایک دو مرتبہ بغیر اعتنائی طریقہ سے وہ ہاتھ جس میں پاس تھا کچھ اس طرح بڑھا کر گویا پاس واپس کر رہے ہیں لیکن بالآخر بہت آہستہ آہستہ وہ کوٹ کی جیب میں چلا گیا اور اسی کے ساتھ پاس بھی۔ اسٹیشن سے وہ سیدھے اسی کوٹھی میں پہنچے اور انہوں نے دیکھا کہ وہ تمام ضروری سامان سے آراستہ ہے دل ہی دل میں انہوں نے اپنے اس نامعلوم شاگرد کی تعریف کی اور باطمینان تمام اس میں رہنے لگے۔

دوسرے روز ایک نوجوان لڑکا اُن سے ملاقات کرنے کے لئے آیا یہ پہلے بھی ان سے پڑھ چکا تھا اور اب بھی اس نے یہ درخواست کی وہ اُسے بی اے کے امتحان کے لئے تیار کرا دیں معاوضہ چونکہ بہت ہی معقول تھا اس لئے زبیری نے اس کی درخواست منظور کر لی اور اس کے بعد اپنے کسی شک کی بنا پر انہوں نے اس سے پوچھا۔

کیا میرے اس کوٹھی میں رہنے کے متعلق کل آپ ہی نے انتظامات کئے تھے۔

لڑکا۔ میں نے تو کسی قسم کا کوئی انتظام نہیں کیا تھا لیکن اگر آپ کو یہاں کوئی تکلیف ہو تو فرمایئے میں خدمت کرنے کے لئے حاضر ہوں۔

زبیری۔ آپ کا شکریہ مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے بلکہ اس قدر آرام ہے کہ میں اپنے اس شاگرد کا شکریہ ادا کرنے کے لئے بیتاب ہوں جسے میرے آرام کا اس قدر خیال تھا۔

لڑکا۔ تو آپ کو بھی معلوم نہیں کہ کس نے انتظام کیا تھا!

زبیری۔ بالکل نہیں صرف اتنا معلوم ہے کہ میرا کوئی شاگرد ہے۔

کچھ سوچ کر اچھا یہ تو بتلایئے کہ آپ کس کے صاحبزادے ہیں؟

لڑکا۔ میرے والد کا انتقال ہو چکا ایک غیر معروف سے آدمی تھے آپ ان سے واقف نہ ہوں گے اچھا اب مجھے اجازت دیجئے میں کل سے روزانہ اسی وقت حاضر ہوا کروں گا۔

مدرسۂ عالیہ کی عمارت دلہن بنی ہوئی تھی بیرونی پھاٹک سے لیکر کوٹھی کے برآمدے تک سڑک کے دونوں جانب مصنوعی درخت استادہ کئے گئے تھے جن میں ہزاروں کی تعداد میں چھوٹے چھوٹے اور رنگ برنگ بجلی کے قمقمے روشن تھے کوٹھی کا درمیانی وسیع کمرہ بجلی کی روشنی سے بقعۂ نور بنا ہوا تھا مہمانوں کی موٹریں پر موٹریں چلی آ رہی تھیں اور امیر بخش اور ان کا چھوٹا بھائی ایک ایک کو لیجا کر اس بڑے کمرہ میں کھانا کھانے کی میز پر بٹھلا رہے تھے مہمانوں کے چہروں سے خوشی اور مسرت ہویدا تھی اور میزبانوں کی دلی شادمانی کا اظہار اس خلوص تپاک سے ہو رہا تھا جس سے وہ ہر ایک مہمان کو خوش آمدید کہتے تھے واقعہ یہ تھا کہ آج امیر بخش کے لڑکے کا عقیقہ تھا اور اسی کی خوشی میں انہوں نے شہر کے تقریباً تمام معززین کی دعوت کی تھی جب سب مہمان آ چکے اور کھانا شروع ہوا تو کسی نے امیر بخش سے پوچھا کہ پروفیسر زبیری تشریف نہیں لائے کیا آپ نے انہیں نہیں بلایا تھا؟

امیر بخش۔ جی ہاں بلایا تھا لیکن اپنی کسی مصروفیت کی وجہ سے وہ تشریف نہ لا سکے۔

ایک اور مہمان۔ بھئی پروفیسر صاحب بھی عجیب آدمی ہیں۔

امیر بخش۔ اہل علم اکثر دنیاوی تعلقات کی طرف سے ایسے ہی بے پروا ہوا کرتے ہیں۔ پروفیسر صاحب کے متعلق دو ایک باتیں اور کہی گئیں اور پھر کچھ دوسرا ذکر چھڑ گیا اور یہ بات آئی گئی ہو گئی کھانے سے فارغ ہو کر حسب معمول تھوڑی دیر تک ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں اور اس کے بعد میزبان کا شکریہ ادا کر کے سب مہمان رخصت ہو گئے۔

کمرہ میں جب بالکل تنہائی ہو گئی تو امیر بخش کے چھوٹے بھائی نے ان سے کہا۔

بھائی صاحب میری سمجھ میں دو ایک باتیں نہیں آئیں آپ ان کا سبب بتا دیں تو میں آپ سے پوچھوں۔

امیر مسکرا کر پوچھو اگر مجھے معلوم ہوا تو بتا دوں گا۔

سکندر (چھوٹا بھائی) زبیری صاحب کا برتاؤ آپ کے ساتھ ہمیشہ مغرورانہ ہوتا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ آپ کبھی برا نہیں مانتے اور ہمیشہ ان کے ساتھ سلوک کرتے ہیں۔

امیر۔ میں نے ان کے ساتھ کونسا سلوک کیا ہے؟

سکندر۔ جب میں چھوٹا تھا اور ان کے پاس پڑھتا تھا تو حالانکہ اور لڑکے جو ان کے پاس پڑھتے تھے وہ سب زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس روپے ماہوار نہیں دیتے تھے لیکن آپ نے برابر پچاس روپے ماہوار کے حساب سے انہیں تنخواہ دی اور یہ اس وقت ہوا کہ وہ جب بڑی حقارت کے ساتھ آپ سے یہ کہہ چکے تھے کہ مدرسۃ العالیہ میں آپ کا بھائی اس لئے داخل نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی شریف کا بچہ نہیں ہے اس کے بعد وہ نور پور سے چلے گئے اور جب کئی سال بعد آپ کو ان کے آنے کی خبر ملی تو آپ نے ان کی درخواست کے بغیر صرف اس خیال سے کہ یہاں ان کا کوئی گھر نہیں ہے انہیں حاتم خانہ کی ایک کوٹھی رہنے کا فیصلہ کمیٹی سے کرایا اور جب یہ معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں کوئی کوٹھی خالی نہیں ہے تو آپ نے صرف انہیں کے خیال سے یہ کوٹھی جو آپ نے اپنے لئے خریدی تھی فوراً حاتم خانہ کو دیکر ان کے لئے مخصوص کرا دی اور اسے ہر قسم کے ضروری سامان سے آراستہ کرا دیا اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد آپ نے آج تک ان پر کبھی یہ بھی ظاہر نہ ہونے دیا کہ ان کے لئے یہ سب کچھ کس نے کیا ہے اس کے بعد آپ نے بالکل بے ضرورت مجھے مجبور کیا کہ بی اے کا کورس ان سے پڑھا کروں اور سو روپے مہینہ ان کا مقرر کر دیا حالانکہ مجھے اپنی تیاریوں میں کسی سے بھی مدد لینے کی قطعاً ضرورت نہ تھی اور میرے متعلق بھی آپ نے ان پر یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ میں آپ کا بھائی ہوں اب آج جس طرح شہر کے اور سب معززین کو بلایا گیا تھا اسی طرح ان کو بھی دعوت دی گئی تھی لیکن ان کے غرور نے انہیں اجازت نہ دی کہ ایک بڑھئی کے لڑکے کے یہاں دعوت میں شریک ہوں آپ کو ان باتوں کا کچھ لحاظ نہیں ہے لیکن بھائی صاحب میں سچ کہتا ہوں مجھے تو سخت رنج پہنچتا ہے۔

امیر۔ بھائی تم نوجوان ہو اسی لئے تمہارے ایسے خیالات ہیں اگر میں زبیری صاحب پر یہ ظاہر کر دیتا کہ میں ان کی کچھ خدمت کرنا چاہتا ہوں تو ان کی خودداری ہرگز ہرگز انہیں اجازت نہ دیتی کہ اسے قبول کریں اور قوم کا ایک لائق فرد تباہ ہو جاتا ان کا برتاؤ تمہیں کیسی ہی بدبخت معلوم ہوتا ہوگا لیکن بات یہ ہے کہ وہ کئی پشتوں کے امیر ہیں اور امارت کی بو بارہ پشتوں تک نہیں جایا کرتی تم اس کا کچھ خیال نہ کرو۔ بھائی

بقیہ تذکرات

سلسلہ کے لئے دیکھئے صفحہ نمبر ۴

پنڈت جواہر لال کے افکار

پنڈت جواہر لال نہرو جب سے جیل سے رہا ہوئے ہیں متعدد بیانات ان کے اخبارات میں شایع ہوچکے ہیں وہ سب ایک لحاظ سے ایک ہی موضوع پر ہیں یعنی ہندوستان کی سیاسی اور اقتصادی آزادی اور غلامی سے نجات. گو مختلف عنوانوں کی وجہ سے کہا جاسکتا ہے کہ ان بیانات میں مختلف مسائل حاضرہ پر اظہار خیال کیا گیا ہے، لیکن واقعہ یہ ہے. کہ گو عنوان گفتگو مختلف ہیں، مگر جواہر لال کے دل و دماغ میں جو برقی رو دوڑ رہی ہے اس کا پرتو ان کے ہر بیان میں نظر آتا ہے۔

وہ برقی رو سوشلزم ہے یعنی دولت کی مساوی تقسیم، موجودہ حالات اور ہندوستان کی فضا اس عنوان سیاست کے لئے سازگار ہے اور پنڈت جواہر لال کی تمنائیں کامیابی کا منہ دیکھ سکتی ہیں یا نہیں اور عملی سیاسیات کے نقطہ نظر سے پنڈت موصوف نہرو کی بلند آہنگی خارج از آہنگ ہے، یا درخور اعتنا یہ سوالات ضرور غور طلب ہیں. مگر اس امر میں کوئی شبہ نہیں، کہ جس طرح موجودہ طرز حکومت ہندوستان کے لئے یعنی اس کی کثیر آبادی کے لئے باعث بے اطمینانی اور موجب اضطراب ہے اسی طرح آیندہ بھی ہندوستان کی آبادی کا کثیر حصہ غیر مطمئن اور مضطرب ہی رہیگا، اگر آزاد ہندوستان کا طرز حکومت اسی قسم کا رہا جس قسم کے طرز حکومت کی اس وقت داغ بیل ڈالی جارہی ہے، جب ہندوستان کے سیاسئین یہ کہتے ہیں کہ ہندوستان ایسا ہی آزاد ہونا چاہئے جیسا کہ انگلستان آزاد ہے تو اس کے معنی خواہ ان کے نزدیک کچھ ہی ہوتے ہوں، مگر عام طور پر یہ لئے جاتے ہیں، کہ ہندوستان اپنے تمام معاملات کے فیصلہ کرنے میں ایسا ہی آزاد ہو جیسا انگلستان آزاد ہے، لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہوتے کہ جو طرز حکومت انگلستان کا ہے وہی ہندوستان کا بھی ہونا چاہئے،

حقیقت یہ ہے کہ خواہ پنڈت جواہر لال نہرو کا خواب شرمندہ تعبیر ہو یا نہ ہو مگر یہ یقینی ہے کہ مستقبل کے ہندوستان کے لئے جس طرز حکومت کی تشکیل ہو رہی ہے وہ طرز حکومت مکمل ہوجانے کے بعد بھی ہندوستان کو مطمئن نہ کرسکے گا، یعنی ہندوستان کی آبادی کے کثیر حصہ کو اس وقت بھی اطمینان نہ ہوگا، یہ مطلوبہ اطمینان اسی وقت حاصل ہوگا جب ہندوستان کے کسانوں اور مزدوروں کے لئے راحت و آرام کے سامان مہیا ہوجائیں گے، اگر وہ تمام دولت جو ہندوستان سے انگلستان اور دوسرے ممالک میں آج کل جارہی ہے جانی موقوف ہوجائے اور بجائے بیرونی ممالک کے سرمایہ داروں کی جیب میں جانے کے ہندوستانی سرمایہ داروں کی جیب میں جانے لگے تو ہندوستان کی ۹۵ فیصدی آبادی کو اس تبدیلی حکومت سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، اور اس قسم کا سوراج بھی ایسا ہی قابل نفرت ہوگا جیسی کہ غلامی و محکومی قابل نفرت ہوتی ہے، اس لئے پنڈت جواہر لال کے افکار کو عملی سیاست سے باہر کہنے کے باوجود اس حقیقت سے انکار نہ کرنا چاہئے، کہ وہی طرز حکومت اطمینان بخش اور مفید ثابت ہوگا. جو سرمایہ داری کی بجائے کسانوں اور مزدوروں کے مستقبل کو بنائے

یادداشت

مولوی کا ہر پرچہ دوسرے پرچے کے روانہ ہونے سے قبل ختم ہوجاتا ہے اس لئے اگر کوئی پرچہ نہ ملے تو براہ کرم ۲۰ تاریخ سے آخر ماہ تک طلب فرمالیا کیجئے، نیز ہر نہ پہنچنے والے پرچے کی شکایت چاند کی ۲۰ تاریخ سے قبل نہ کیا کیجئے، اب سوائے جمادی الاول کے پرچہ کے اس سے پہلے کوئی ایک پرچہ بھی نہیں ہے

وسواس الخناس

کلام ربانی کے اس ارشاد کی صحت ہر شخص کے مشاہدہ میں آتی رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے پارہ ۳۰ کے آخری سورہ میں فرمایا ہے من شر الوسواس الخناس، الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس پناہ مانگتا ہوں میں خناس کے وسواس کی شرارت سے جو وسوسہ ڈالتا ہے انسانوں کے دلوں میں، وہ وسوسہ ڈالنے والے شیطان بھی ہیں اور انسان بھی ہیں،

بے شک ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے نفوس کی ناجائز خواہشات اور ناجائز ترغیبات وسوسہ شیطانی ہیں اور انسانوں کو معاصی میں مبتلا کرنے والے اور نافرمانی کی ترغیب دلانے والے انسان بھی ہوتے ہیں، بدیں وجہ ہم کو اچھی صحبت حاصل کرنے اور بری صحبت سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے خصوصاً عورتوں اور بچوں کو ایسے اشخاص کی ہم نشینی سے روکا گیا ہے جو خناس وسواس اور شیطانی ترغیبات کا مجسمہ ہوں اور جو امراض متعدی طاعون، ہیضہ، جذام، خارش چیچک کی طرح تندرست اشخاص کو متاثر اور ہلاک کرنے کے موجب ہوتے ہیں

تازہ مثال ہر زمانہ میں بری صحبت کی خرابیوں کی مثالیں پیش آتی رہتی ہے اور اسی بنا پر کہا گیا ہے، صحبت صالح ترا صالح کند، صحبت طالح ترا طالح کند، مگر آج کل دہلی میں جو مثال پیش آئی ہے وہ بدترین نمونہ وسواس الخناس اور بری [illegible] کا ہے

واقعہ ہے کہ چند روز سے نواب صاحب رام پور کی بڑی بہن شہزادی بیگم صاحبہ اپنے دو جوان لڑکوں کے ساتھ دہلی آئی ہوئی ہیں، اور انہوں نے اخبارات میں ایسے بیانات شایع کرائے ہیں، جن سے انکی بیکسی اور مظلومیت کی تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ہے، اور معلوم ہوتا ہے، کہ رام پور کے حکمراں نے اپنی بہن اور ان کے بچوں کو ایسی تکلیفیں دیں کہ وہ مجبور اور بے بس ہو کر ترک وطن کرکے دہلی چلے آئے. اور ہر شخص کو ان سے ہمدردی پیدا ہونے لگی. مگر جب شہزادی بیگم صاحبہ کے اصلی اور اندرونی حالات منکشف ہوئے، تو معاملہ برعکس ہوگیا، اور ظاہر ہوا کہ شاہزادی بیگم صاحبہ اور ان کے صاحبزادے ایک خناسی وسوسہ کا شکار ہوئے ہیں اور یہ افسوسناک واقعہ محض بری صحبت کی بنا پر نمودار ہوا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے، کہ رام پور کے موجودہ نواب صاحب کے جد اعلیٰ نواب یوسف علی خاں مرحوم نے اپنے لڑکے صاحبزادہ حیدر علی خاں مرحوم کو ایک رقم دی تھی جس سے انہوں نے بدایوں کے ضلع میں ایک بڑا علاقہ لبنی نام کا خرید لیا تھا، جس کی معقول آمدنی تھی اور صاحبزادہ حیدر علی خاں نہایت عمدہ سلیقہ کے ساتھ اس جائداد کو چلاتے تھے مگر ان کے صاحبزادے سعادت علی خاں اپنے والد کی رحلت کے بعد بری اور خناسی ترغیبات میں مبتلا ہوگئے، اور اپنی خاندانی بیگم کی موجودگی میں کسی بازاری عورت اختر جان نامی کو گھر میں ڈال لیا، اور اس عورت کی بری صحبت اور خناسی وساوس کے اثر سے انکی جائداد پر بری تباہی آئی اور انکی شریف بیگم اور بے گناہ بچے بھی غمناک مصائب برداشت کرکے دنیا سے رخصت ہوگئے یہاں تک کہ خود صاحبزادہ سعادت علی خان بھی ایک تکلیف دہ مرض میں مبتلا ہو کر راہی ملک عدم ہوئے اور اختر جان مذکور اپنے عاشق کی موت کے بعد بمبئی سے رامپور میں آئی اور خاندان حکومت کی خواتین کے پاس صاحبزادہ کی بیوہ بن کے رہنے لگی اور چند ہی روز کے اندر مرحوم نواب حامد علی خان

جنت مکان اور انکی جاورہ والی بیگم کے درمیان ایسا اختلاف پیدا کیا کہ بیچاری جاورہ والی بیگم کو طلاق ہوئی، اور دو مسلمان والی ریاست (جاورہ و رام پور) کے مابین مقدمہ بازی ہوتی رہی، اور انجام کار رام پور کے نواب صاحب اور جاورہ والی بیگم صاحبہ دونو دنیا سے رخصت ہوگئے، تب اختر جہاں نے موجودہ نواب صاحب کی بڑی بہن شہزادی بیگم صاحبہ کے دل میں وسوسہ ڈالنے شروع کئے کیونکہ بری خصلت اور بری جبلت کے افراد ہر وقت شر و نفاق کی طرف مائل رہتے ہیں اور وہ چین سے نہیں بیٹھتے

موجودہ نواب صاحب رام پور کو اپنی بڑی بہن سے اس قدر محبت تھی کہ ان کے والد مرحوم شہزادی بیگم کو ان کے بیوہ ہو جانے کے بعد صرف پانسو روپیہ ماہوار ان کے گذر اوقات کے لئے دیتے تھے مگر جدید رئیس نے چار ہزار روپیہ ماہوار مقرر کئے اور یہ رقم صرف جیب خرچ کے لئے تھی، ورنہ شہزادی بیگم کے کھانے کپڑے اور سواری و نوکروں کا پورا خرچ نواب صاحب کے ذمہ تھا،

شہزادی بیگم صاحبہ نے اپنے مرحوم شوہر کی زندگی میں فضول خرچی کی عادت کے سبب اپنا سب زیور ختم کر دیا تھا، لیکن جب موجودہ نواب تخت نشین ہوئے تو وہ اپنی حقیقی اور بڑی بہن کو اس حالت میں نہ دیکھ سکے اور انہوں نے دس لاکھ کا زیور بیوہ بہن کو دیا اور بہن کی دلجوئی اور دلداری میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا اور ان کے دونو لڑکوں کو ولایت میں تعلیم کے لئے بھیجا، اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ ان کے تعلیم یافتہ بنانے میں خرچ کئے مگر لڑکوں کی تربیت بھی چونکہ صحیح اصول پر نہیں ہوئی تھی، اس لئے وہ دونو واپس چلے آئے اور کوئی ابتدائی امتحان بھی انہوں نے پاس نہیں کیا،

اسی اثنا میں اختر جہاں اپنی دیرینہ سالہ تخریب میں کامیاب ہو گئی، یعنی اس نے بہن کو بھائی سے برگشتہ کر دیا، اور یہ ترغیب دلائی کہ محلوں کی چار دیواری میں قید رہنا اور دنیا کی راحتوں سے آزاد ہو کر لطف نہ اٹھانا حماقت ہے، تم کب تک زنانہ کے قید خانہ میں محصور رہوگی چلو دہلی چلو، اور آزادی کا لطف اٹھاؤ، چنانچہ شہزادی بیگم صاحبہ باوجود نہایت دانشمند ہونے کے اس خناسی ترغیب کا شکار ہوگئیں، اور اختر جہاں کے ساتھ اپنے دونو لڑکوں کو لے کر دہلی چلی آئیں،

کہا جاتا ہے کہ نواب صاحب رام پور اس وقت رام پور میں تھے اور انکی والدہ اور بہن مسوری پہاڑ پر تھیں اور جب شہزادی بیگم نے زنانہ محل سے فرار ہو کر دہلی جانے کا ارادہ کیا اور وہ اس مقام پر آگئیں، جہاں سے دہرہ دون کو موٹر جاتی ہیں تو انکی والدہ کو خبر ہوئی اور وہ بیچاری باوجود ضعیف ہونے اور علالت کے فوراً زنانہ محل سے روانہ ہوئیں اور اپنی لڑکی کو اس حرکت سے باز رکھنا چاہا، مگر جیسے وہ قریب آئیں تو شہزادی بیگم کے لڑکوں نے پستول نکال لئے اور بوڑھی و قابل احترام نانی کو دھمکی دی، کہ اگر آپ ہماری والدہ کے قریب آئیں تو ہم آپ پر گولی چلا دیں گے، آخر مجبور ہو کر والدہ صاحبہ واپس چلی گئیں اور شہزادی بیگم دہلی کی طرف روانہ ہوگئیں

نواب صاحب رام پور کو ٹیلیفون کے ذریعہ خبر ہوئی، تو وہ خود مکر فکشن پر بہن کو سمجھانے آئے، مگر ان کے ساتھ بھی گستاخانہ برتاؤ کیا گیا اور انکی بات تک نہ سنی گئی، تو کیا خناسی وسوسہ اور شیطانی ترغیب کی قوت کا اندازہ اس واقعہ سے نہیں ہوتا، کہ ایک تجربہ کار عقلمند بیگم، اور یورپ کے تعلیم یافتہ نوجوان چار ہزار ماہوار تنخواہ اور رام پور کے عیش و راحت کو ترک کر کے، اور محبت کرنے والی ماں اور آنکھیں بچھانے والے بھائی کی انتہائی دلجوئی پر ٹھوکر مار کر پردیس میں چلے گئے اور اختر جہاں کے گذشتہ کارنامے جاننے اور اچھی طرح جاننے کے باوجود اس کے ساتھ دہلی میں مقیم ہیں،

اور مستقبل و عافیت کی تاریکی سے بے خبر اور بے پروا بنے ہوئے ہیں،

لہٰذا ہر مسلمان کو خلوص قلب سے پڑھنا چاہئے أعوذ من شر الوسواس الخناس، الذي يوسوس في صدور الناس من الجنة والناس۔

فرقہ وارانہ کانفرنسیں

اکتوبر کے مہینہ میں فرقہ وارانہ کانفرنسیں ہونے والی ہیں، اجمیر میں ہندو سبھا پٹنہ میں مسلم کانفرنس اور دہلی میں مسلم لیگ

ظاہر ہے کہ ان جماعتوں کی جدو جہد کا دائرہ اس کے سوا کچھ نہ ہوگا، کہ یہ ایک دوسرے کو ملزم ٹھہرائیں گی، مسلم کانفرنس اور ہندو سبھا ایک دوسرے کو گالیاں دیں گی اور ایک دوسرے پر طرح طرح کے الزام لگائیں گی اور حکومت سے التجائیں کریں گی، کہ ہماری درخواست کو قبول فرمائیے ان جماعتوں کو ملک اور قوم کے حقیقی مفاد سے نہ کوئی واسطہ کبھی رہا ہے اور نہ ایسا ہوگا، یہ بالواسطہ اور بلا واسطہ اپنے طرز عمل سے حکومت کے تسلط و اقتدار کو مستحکم اور مضبوط کرنے کے سوا اور کوئی دوسرا کام نہیں کرتیں۔ ہاں ایک کام مسلم کانفرنس اور مسلم لیگ والے یہ اور کرتے ہیں کہ اپنے اغراض و مفاد ان جماعتوں کے ذریعہ حاصل کرتے ہیں اور اسی کو یہ قومی خدمت تصور کرتے ہیں، ان جماعتوں نے آج تک ملک اور قوم کے سامنے عمل کا کوئی پروگرام نہیں رکھا، اور نہ ان کے اندر عملی کام کرنے کی صلاحیت و استعداد ہے اور نہ مسلمانوں کے اندر یہ کسی قسم کی بیداری پیدا کرنے کے خواہشمند ہیں کیونکہ ان کو خوب معلوم ہے کہ اگر مسلمانوں میں صحیح قسم کی بیداری پیدا ہو گئی تو پھر وہ ان کے قبضہ میں نہیں رہیں گے، اور ان کے نام پر حکومت کے آستانہ پر جبہ سائی کر کے ذاتی فائدہ حاصل نہ کر سکیں گے،

حقیقت یہ ہے کہ گو ہندو سبھا اور مسلم کانفرنس دونو ملک کو نقصان پہنچانے میں ہم پلہ ہیں، مگر جیسے خود غرض اور بندگان شکم اور طالبان جاہ مسلم کانفرنس کے اندر گھسے ہوئے ہیں، ہندو مہا سبھا میں ہرگز نہیں ہیں، ہندو سبھا کے کارکنوں کو دشمن ملک آپ کہہ سکتے ہیں، مگر خود غرض اور جاہ پرست ان میں کم ہیں، لیکن مسلم کانفرنس میں اکثریت اسی قسم کے لوگوں کی ہے جن کے پیش نظر نہ ملک ہے نہ ملت ہے نہ مسلمان ہیں نہ اسلام ہے بلکہ صرف اپنی جیب ہے اپنا پیٹ ہے اپنے مفاد ہیں اور اپنے اعزاز ہیں، نہ ان میں کوئی ایثار پیشہ ہے اور نہ اخلاص شیوہ ایسی جماعت سے مسلمانوں کو کیا فائدہ

یہ سطور لکھی جا رہی تھیں کہ معلوم ہوا مسلم کانفرنس کا اجلاس غیر معین مدت کے لئے ملتوی کر دیا گیا، اب دیکھئے ہندو سبھا کیسے فتنے برپا کرتی ہے

حامیان دین کے نام رہ گئے

بعض مضامین بڑھ جانے کے باعث اس مرتبہ معاونین سلسلہ کے نام رہ گئے، انشاء اللہ آیندہ دو صفحہ کی بجائے تین صفحوں میں درج کروں گا، اب کے مہینے میں جیسے تھا یا معاونین کے نام ہی شایع ہوتے کیونکہ اس ماہ میں تو بہی خواہان مولوی شاید مولوی کو بھول ہی گئے، خریدار تو خریدار جو بھائی نمونہ بھیجنے کے لئے ہزار پانسو نام ہر ماہ بھیجا کرتے تھے وہ بھی شاید اتنے مصروف رہے کہ اس ماہ میں مطلق توجہ نہ فرمائی یہی حال کتابوں کی بکری کا رہا۔ اس لئے یہ مہینہ بہت ہی کٹھن گذرا، اگر آپ ایک مہینہ بھی ذرا سی توجہ کم کر دیں گے تو یہی حشر ہوگا، یہی تو مجبوری ہے کہ ہر مہینے چیخ چیخ کر المدد المدد کا شور مچاتا رہتا ہوں، کیونکہ جہاں آ وانکر مدد پڑی اور آپکی توجہ تقسیم ہوئی یقین فرمائیے کہ اس ماہ کا قرضہ تقریباً ہولناک ہے

رباعیات عمر خیام کی قیمت بجائے دو روپے کے ڈیڑھ روپیہ چھپ گئی ہے اس کی صحت فرمالیجیے۔

سو برس کے بڈھوں کی ضرورت ہے

لقمان الملک حکیم نابینا صاحب طبیب خاص سابق حضور نظام نے ملا واحدی صاحب اڈیٹر رسالہ نظام المشائخ کو جو ایک طلسمی نسخہ قوت کا عطا فرمایا ہے اس نسخہ کے نیچے یہ عبارت درج ہے۔

ایک ہفتہ کے استعمال میں پیر صد سالہ مثل جوان پانزدہ سالہ کے ہوئے تا دم مرگ طاقت جسمانی ہمہ عضو قائم و برقرار رہے ہر روز...... سے بزاری نہ ہوگی اور ایک وقت میں بجز ...... کے طبیعت کو قرار نہ ہوگا۔ یہ نسخہ بسلسلہ خاندان حکیم سید عبداللہ خاں دہلوی شاہی میرے عم بزرگوار مولانا مولوی حکیم سید فخر الدین مرحوم سے مجھ کمترین کو عطا ہوا جو بطور یادگار پسماندگان درج ہذا کیا۔ یہ نسخہ حقیقی و درست اور صحیح میری اوائل عمر میں ایک وقت طیار ہوا تھا۔ راجگان ہندوستان سے عم مرحوم کو ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ انعام و اکرام نسخہ ہذا کی بدولت ملا تھا اور نواب سالار جنگ اول بھی چہار خوراک معجون ہذا استعمال فرما کے جاگیر و منصب ڈیڑھ سو روپے ماہانہ عطا فرمائے تھے۔ یہ تذکرہ ماہ جمادی الاول ۱۲۹۳ھ کا ہے۔ پسماندگان کو اس کا پورا علم ہو۔

اس نسخہ سے جو معجون طیار کی جاتی ہے اس کا نام

معجون مددگار غدود ہے

جوانوں اور ادھیڑوں کو معجون مددگار غدود کی سات خوراکیں چار روپے میں دی جاتی ہیں۔ (علاوہ محصول ڈاک)

لیکن اگر کوئی سو برس کی عمر والے صاحب طلب فرمائیں گے تو ان سے سات خوراکوں کے صرف تین روپے لونگا بشرطیکہ وہ سو برس کے ہونے کا کسی طرح اطمینان دلا دیں۔ سو برس نہ سہی لگ بھگ سہی۔

معجون مددگار غدود بالکل معتدل دوا ہے۔ گرمی۔ جاڑہ۔ برسات ہر موسم میں فایدہ دیتی ہے۔

البتہ جنہیں جریان کی شکایت ہو وہ معجون مددگار غدود نہ منگائیں۔ ان کے لئے اکسیر جریان مفید ہوگی۔ اکسیر جریان کی چالیس خوراکیں تین روپے میں ملتی ہیں۔

ملنے کا پتہ

مینیجر رسالہ نظام المشائخ ۱۷ کوچہ چیلان دہلی

منہ میں سانپ

اگر تمہارے مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہے تو تمہارے مسوڑھے اب مسوڑھے نہیں رہے بلکہ تم نے اپنے منہ میں سانپ پال رکھے ہیں۔ مسوڑھوں کی پیپ سانپ کے زہر سے کم نہ سمجھو۔ یہ پیپ کھانے اور پینے کی ہر چیز کے ساتھ معدہ میں اترتی ہے اور معدہ کو خراب کر دیتی ہے اور تم نے جالینوس حکیم سے سنا ہوگا کہ معدہ کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے مگر باخبر لوگ جانتے ہیں کہ دانتوں کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے کیونکہ معدہ خود عموماً دانتوں کی خرابی سے خراب ہوا کرتا ہے۔

واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں

اس سانپ کے زہر کا تریاق ہے۔ اللہ کے فضل سے یہ منجن دانتوں کی ہر ہر خرابی کو دور کرتا ہے۔ مسوڑھوں سے پیپ نکلنے سے بڑھ کر تو کوئی خرابی نہیں۔ پیپ نکلتے نکلتے دانت ہلنے بھی لگے ہوں تو انشاءاللہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں انہیں جوڑ دیگا۔ منجن اکسیر دنداں کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا۔ ۱۹۱۱ء میں جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔

جو لوگ پائیریا یعنی دانتوں سے پیپ نکلنے کے مریض ہوں وہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں تھوڑا سا ہر وقت پاس رکھیں اور جب کھانا، پھل یا پان وغیرہ کھائیں تو پہلے اسے مل کر دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کریں۔ اس طرح شاید پانچ چھ دفعہ انہیں منجن استعمال کرنے کی زحمت اٹھانی پڑیگی لیکن یہ زحمت انکی اپنی بے پروائی کا نتیجہ ہے اور اسے انہیں برداشت کرنا چاہیئے۔ اس برداشت کا فائدہ وہ فوراً محسوس کریں گے ورنہ مزید بے پروائی اس سے بہت بڑی بڑی زحمتوں میں مبتلا کردیگی۔ کھانے کے بعد منجن ملنا ضروری نہیں ہے۔ ویسے ہی انگلی اور پانی سے صفائی کر لینی کافی ہوگی۔ جن لوگوں کو ابھی پائیریا نہیں ہوا ہے یعنی جن کے دانتوں سے پیپ نہیں نکلتی البتہ خون نکلتا ہے تو ان کے لئے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں صرف صبح بیدار ہو کر اور شام کو سوتے وقت ملنا ضروری ہے باقی عدہ وہ دونوں وقت وہ منجن نہیں ملیں گے تو پھر پانچ چھ وقت ملنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ جنہیں اتفاقیہ کوئی شکایت ہو جاتی ہے مثلاً بادی سے مسوڑھے پھول گئے یا دانتوں میں درد ہونے لگا ہو تو وہ حسب ضرورت جتنی دفعہ چاہیں اس منجن کو استعمال کر سکتے ہیں اور جنہیں کبھی کوئی خفیف سی تکلیف بھی دانتوں کی نہیں ہے وہ ایک دفعہ صبح اس منجن کو مل لیا کریں تاکہ انہیں کبھی دانتوں کی کوئی تکلیف ہو ہی نہیں۔ ایک احتیاط واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں استعمال کرنے والے لازمی طور سے کریں خواہ وہ مریض ہوں یا نہ ہوں کہ پان یا پھل کھا کر بھی ہمیشہ پانی اور انگلی سے دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کرتے رہیں جیسے کھانا کھا کر کرتے ہیں۔ دانتوں اور مسوڑھوں کو غلاظت کسی قسم کی ہو زیادہ دیر تک لگی رہنی اچھی نہیں۔ پان کو ڈاکٹر مضر بتاتے ہیں۔ حقیقت میں تمباکو کے سوا پان کا کوئی جز بھی مضر نہیں ہے۔ ہاں پان ہر وقت چبانے سے لعاب دہن ضائع ہوتا ہے یہ بڑی نقصان رساں بات ہے۔ دوسرے پان کھا کر لوگ دانت صاف نہیں کرتے اور ہر وقت کے پان کی آمد کیسے دانت صاف رکھ سکتے ہیں تو پان کی کثرت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ مفصل ترکیب استعمال منجن کے ساتھ عرض کی جائیگی۔ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں شیشی میں بھیجا جاتا ہے قیمت فی شیشی ۸ آنے محصول ایک شیشی پر ۵ آنے لگتا ہے۔ دو یا زیادہ شیشیاں ...

ملنے کا پتہ

مینیجر رسالہ نظام المشائخ ۱۷ کوچہ چیلان دہلی

ہمالیہ پہاڑ جہاں سونے چاندی لوہے کی کانیں ہوتی ہیں وہاں انکا ست لیکر عنایت پروردگار سے یہ سلاجیت طیار ہوتا ہے اور ہم ایسے دشوار گذار مقامات سے منگا کر ۴۴ سال سے طب و ویدک طریقہ سے اسکو صاف کرتے ہیں جو کہ ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے جس کے ہزارہا سرٹفکیٹ ہمارے پاس ہیں

قوت بڑھانے والی امراض منی کی تجربہ شدہ اضافہ کرنے والی تمام قسم کے جریانوں سیلان بول کو دور کرنے والی اشتہی و عمل دماغ کی تعریف بیروہ

اصلی سلاجیت اصلی

السر اعظم

حکیم، وید، ڈاکٹروں نے متفق ہو کر تجربہ کر کے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ دنیا بھر کی ادویات میں شدہ سلاجیت کی برابر ہر قسم کے جریان کو دفع کر کے طاقت دینے والی کوئی دوا نہیں ہے جس کے استعمال سے بوڑھے جوان اور جوان نوجوان بن جاتے ہیں دو چار خوراک سے ہی فائدہ نظر آجاتا ہے۔ بدن سے سستی اور کمزوری یکایک غائب ہو جاتی ہے، کچھ دن استعمال کرنے سے ہر قسم کی دھات و جریان کمزوری و خواب میں احتلام ہونا اور نطفہ پتلا پڑ جانا۔ پیشاب کیساتھ دھات کا جانا، پیشاب میں شکر کا جانا، بار بار پیشاب آنا، مثانہ کی کمزوری، نامردی، ناطاقتی، کمر کا درد، تھکاوٹ، دماغی کمزوریاں، سر کا درد چکر آنا پاگل پن، مرگی وغیرہ ہمیشہ کے لئے دور ہو جاتے ہیں، اور منی دھات کو طاقتور بناتے ہیں اس کے استعمال سے نیا صاف خون پیدا ہوتا ہے دل و دماغ اور جسم میں طاقت، آنکھوں میں روشنی بدن میں پھرتی چستی، چہرہ پر رونق آجاتی ہے ایک خوراک سے ہی پیشاب کی جلن، کرک، پیلی رنگت دور ہو جاتی ہے، سات دن کے استعمال کرنے سے نئے پرانے سوزاک کو آرام ہو جاتا ہے، ایسے ہی خونی بادی بواسیر کو بھی دور کرتا ہے، ہر قسم کے ریاحی درد ہاتھ پاؤں، کمر پسلی کا درد پرانی چوٹ کا درد یعنی جسم کی ہر تکلیف کو اور ورم نزلہ کھانسی، زکام، اور رلف دمہ دق، بدن پیلا پڑنا، پیٹ اور سانس کی بیماری کو دور کرنے کی طاقت اور خاص اثر رکھتا ہے

اس کے اوصاف یونانی اور مصری طب و حکمت کی بڑی بڑی کتابوں میں لکھے ہیں، دنیا میں کوئی بیماری ایسی نہیں کہ جس کو سلاجیت سے نفع نہ پہنچے نیز عورتوں کی کمزوری اور پیشاب کے ساتھ سفیدی آنے کو دور کرنے کی خاص دوا ہے۔

بہر حال جو شخص کم سے کم ہماری سلاجیت کو ایک ماہ میں پانچ تولہ کھاتا رہیگا، تو ہر قسم کی بیماریوں سے بچ کر موٹا تازہ اور تندرست رہیگا اور عمر بھی زیادہ ہوگی ترکیب استعمال چھ زبانوں میں چھپی ہوئی کتاب بلا قیمت بھیجی جاتی ہے، اور قیمت بھی بغرض فائدہ ہر خاص و عام بہت کم رکھی گئی ہے

پانچ تولہ کی قیمت سوا دو روپے ۲/۴ دس تولہ کی قیمت سوا چار روپے ۴/۴ بیس تولہ کی آٹھ روپے

محصولڈاک ۵/ ۴۰ تولہ کی قیمت ساڑھے پندرہ روپے اور اسی تولہ کی قیمت تیس روپے علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ ہمالیہ ڈپو ہردوار ضلع سہارنپور

Himalaya Depo
Hardowar (Saharanpur)

تصدیق

ہماری سلاجیت کی صداقت میں کہ دیوبند یونیورسٹی مصر کے سند یافتہ جناب منشی مولانا سید فاہم علی صاحب ازہری امام و صدر انجمن طلبا مراد آباد تحریر فرماتے ہیں، آپ کا سلاجیت میں نے ذاتی پر بھی استعمال کیا دیگر الحمد مریضوں کو استعمال کرایا۔ بڑی مسرت کے ساتھ منیجر ہردوار ڈپو مراد آباد کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ کا صاف شدہ سلاجیت فی الواقعہ بہت مفید اور بہتر چیز ہے۔ جریان سوزاک قیاء الماء اور قلۃ الرغع قوتہ میں بافی آجانا دریح الکلیہ خشکی ادامن مثانہ کیلئے بہترین چیز ہے۔

عبدالحمید پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع دہلی میں چھپوایا

۵ ۲۹۷۸ مولوی حلیم ۱۷

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۲۹۷۶۰۵

موسوعہ جلد ۱۷

سید ا۰ محبوب علی

کتب خانہ جامعہ ملیہ اسلامیہ